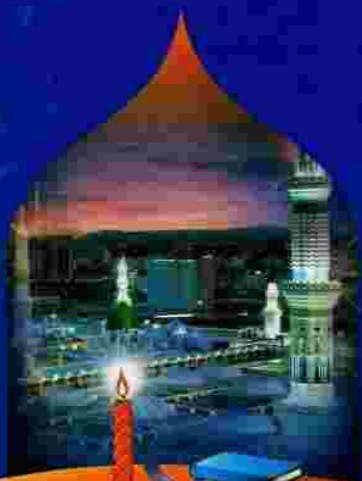


ترتیب وار ذکر فضائل

فرمانِ صولِ فقہ کی تاریخ

عہدِ رسالت ﷺ میں عہدِ حاضر تک

جنابِ اکرم فاروقِ حسنِ حسبا



دارالاحیاء

www.darul-ahya.com

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : اکتوبر ۲۰۰۲ء، علی گڑھ

صفحات : 960

قارئین سے گزارش

اپنی حق الوصع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم و جوہر ہے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿..... ملنے کے پتے.....﴾

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

بیت العلوم 20 ناٹھ روڈ لاہور

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

یونین سٹی بک اینڈ پینسٹری بازار پشاور

مکتبہ اسلامیہ گلی اڑواہ ادرت آباد

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت القرآن اردو بازار کراچی

بیت العلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال ہاک کراچی

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار فیصل آباد

مکتبۃ المعارف محلہ جٹکی۔ پشاور

مکتبہ خاندان شہید۔ حدیثہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿الکینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Islamic Books Centre

119-121, Halli Well Road

Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.

London

Tel : 020 8911 9797, Fax : 020 8911 8999

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

DARUL-ULOOM AL-MADANIA

182 SOBIESKI STREET,

BUFFALO, NY 14212, U.S.A.

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE

6663 BINTLIFF, HOUSTON,

TX-77074, U.S.A.

عرضِ ناشر

شریعت محمدی ﷺ اپنی جامعیت، کاملیت و ہمہ گیریت کے ساتھ ایسے جامع اصولوں پر مشتمل ہے جو ہر عہد کے جدید معماروں کو راست بنیاد پر غذا فراہم کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں صحابہ کرام کو کسی بھی قسم کی کوئی دشواری پیش آتی تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ ﷺ اس ابدی صداقت کی جامع تشریح فرما دیتے کہ خالق کائنات نے حضور ﷺ کو اجتہاد کی اجازت عنایت فرمائی تھی آپ ﷺ نے اجتہاد کیا، صحابہ کرام کو اجتہاد کے طریقے اور اصول سکھائے اور صحابہ کرام نے عہد رسالت میں اجتہاد کیا۔ غرض عہد رسالت میں فن اصول فقہ کی اگرچہ باضابطہ تدوین نہیں ہوئی تھی لیکن اصول و ضوابط موجود تھے۔ مرویہ ایم کے ساتھ اسلام کی روشنی پھیلتی چلی گئی قوموں کے اختلاف اور معاشرتی ضرورتوں نے نئے مسائل کو جنم دیا تو دیگر علوم کی طرح فن اصول فقہ کی بھی مستقل باضابطہ تدوین ہوئی اور ہر دور میں محدثین، محققین و مؤلفین نے انہی اصول و قواعد کے مطابق فقہی جزئیات کی توضیح و تشریح کی۔

عصر حاضر میں کوئی ایسی جامع تصنیف نہ تھی جس میں فن اصول فقہ کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ ہو اسی ضرورت کے پیش نظر ڈاکٹر فاروق حسن صاحب کی نادر، دقیق، تاریخی و تحقیقی کاوش پیش خدمت ہے جس میں انہوں نے عہد رسالت ﷺ سے عصر حاضر تک فن اصول فقہ کی تاریخ، خصوصیات، مصنفین کے مناجج، سبب اسلوبین کا تعارف، اہمیت، محاسن و معائب اور شروع و حواشی کا ارتقائی انداز سے تحقیقی و جامع تجزیہ پیش کیا ہے تاکہ قارئین ایک ہی نظر میں مختلف ادوار میں کئے جانے والے کام سے آگاہ ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو قارئین کے لئے مفید اور ہمارے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

نحمدہ ونصلی وسلم علی رسولہ الکریم
وعلی الہ واصحابہ وذریئہ واهل بیتہ اجمعین

حرف تحسین

کمال صرف اور صرف ذات باری کونوار ہے اور وہی ذات الوجود ہر قسم کے نقائص و عیوب سے پاک ہے اسی کمال کل نے ایک بیکر کمال و جمال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں رجوت فرما کر انسانیت پر احسان بخش فرمایا۔ اسی بیکر کمال خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق ہے کہ نوع انسان کو شریعت کاملہ اور اس کے ابدی و دائمی اصول و ضوابط عطا ہوئے جسے وارثین خاتم الانبیاء نے علم اصول فقہ کے نام سے مدون کر کے فرائض تبلیغ اور حفاظت دین کا حق ادا کروایا۔

مجھے یہ جان کر انتہائی مسرت ہو رہی ہے کہ میرے مایہ ناز تلمیذ خاص ڈاکٹر فاروق حسن کاپی ایچ ڈی کا مقالہ ”فہم اصول فقہ کی تاریخ“ از عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تا عصر حاضر زیر طباعت سے آراستہ و جریست ہو کر کابل علم و دانش سے وا تحسین وصول کر رہا ہے جو اس کا حق ہے۔

شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی امتیازی خصوصیات ہیں جن میں جامعیت کا ملیت، آفاقیت، عملیت و ہر گیریت بھی نمایاں ہیں۔ خاتم الانبیاء محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب الہاشمی القریشی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم خاتم الکتاب ہے اور یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملنے والے فہرات میں زعمہ و جلاوید معجزہ ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کو فضیلت و برتری حاصل ہے آپ کو ایسی خصوصیات اور امتیازات عطا ہوئے جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوئے۔ آپ کی بعثت گورے اور کالے تنک کے تمام انسانوں کی طرف ہوئی۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ خصوصیات عطا ہوئیں جو مجھ سے قبل کسی کو حاصل نہیں تھیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ”ہر نبی کو کسی خاص قوم کی طرف مبعوث کیا گیا لیکن آپ نے فرمایا: ”بعثت الی الاحمر والاسود“ (مطلق علیہ) یعنی میرے بعثت سرخ اور کالے سب کی طرف ہوئی ہے۔

مشرق و مغرب اور قطب جنوبی و شمالی پر بسنے والوں کی ضروریات، حالات و اصول اور مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ زمانہ مسلسل تغیر پذیر ہے انسان کے بنائے ہوئے قوانین اور اصولوں میں ترمیم و تصحیح و اصلاح کی ضرورت دائمی ہے کیونکہ وہ محدود انسانی ذہن کی جدوجہد کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسی صورت میں پیش آمد فہت نئے مسائل اور بدلتے تقاضوں کا اطمینان بخش حل پیش کر سکیگی جب اس کے اصول و قواعد دائمی اور ابدی ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادات اور فیصلوں میں اصول کا فرمایا ہوتا تھا، بعد میں یہی ”علم اصول فقہ“ کے نام سے معروف ہو گئے۔ تاریخ اسلام کے سب سے پہلے فقیہ اور اصولی سرور و عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے کتب کے فیض یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان اصولوں کے اولین محافظ ہیں۔ جب علوم و فنون کی تدوین کا رواج نہیں تھا تو یہ اصول و قواعد اور احکام میں پوشیدہ علمائوں اور حکمتوں کا علم سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا اور پھر بہت سے آئمہ کرام رحمہم اللہ نے

اس فن کی حفاظت و تدوین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دیں۔

چار آئمہ کرام کو شہرت و دوام نصیب ہوئی اور ان میں سے امام اعظم ابوحنیفہؒ (متوفی ۱۵۰ھ) نے فقہ اسلامی کے قواعد و ضوابط کی جس منہج کی بنیاد ڈالی۔ انہیں ہر زمانے و علاقے میں امت محمدیہ کی اکثریت میں پذیرائی اور قبولیت عام حاصل رہی فقہ حنفی اور ان کے اصول و قوانین میں پائے جانے والی کشش کے باعث اکثریت نے ان کی تقلید اختیار کی۔ بے شمار محدثین و محققین نے آپ کے اصول و قواعد کے مطابق فقہی جزئیات کی توضیح و تشریح کی اور آج دنیا کی دو تہائی سے زائد مسلمان آبادی فقہ حنفی کے مطابق اپنی عبادات اور معاملات کو انجام دے رہی ہے۔

آئمہ کرام رحمہم اللہ کے بعد سے عصر حاضر تک ہر دور میں مختلف زبانوں میں مؤلفین و محققین نے فن اصول فقہ کو موضوع بحث بنایا۔ منظوم و منثور و مطبوع و منقول کتابیں تصنیف کی گئیں۔ مسلمانوں کے علاوہ مستشرقین جیسے جوز شاخست وغیرہ نے بھی اس فن پر قلم اٹھایا۔

زیر نظر کتاب بہت سی خصوصیات کی حامل ہے جو حسن انسانیت اور تاریخ اسلام کے سب سے بڑے فقیہ اور اصولی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب الباشی القریشی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر عصر حاضر تک کے اصولیین اور ان کی خصوصیات کا جامع انداز میں احاطہ کرتی ہے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق ارض و مآء نے اجتہاد کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد فرمایا اور صحابہ کرام کو بھی اجتہاد کے طریقے اور اصول سکھائے اور اجازت عطا فرمائی۔ صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اجتہاد کیا اور ان کے اجتہاد کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اور جب صحابہ کرام کے فیصلے اور اجتہادات تعلیم کئے گئے اصول و ضوابط کے مطابق ہوتے تو آپ خوشی کا اظہار فرماتے، ان کی تائید و توثیق فرمادیتے اور اگر ان کے فیصلے و اجتہادات شریعت کی نزوح یا کسی اصول و ضابطہ سے تضاد ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراضگی کا اظہار فرماتے اور یہ بات اظہار من الخس ہے کہ اجتہاد بغیر اصول و ضوابط کے ممکن نہیں ہے۔ دور قدسی کا رواج نہ ہونے کے سبب ان کی تدوین بعد میں عمل میں آئی لیکن انویض کئے گئے اصولوں کے مطابق اجتہاد کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزاج میں شامل تھا اور ہر عقل سلیم رکھنے والا شخص جانتا ہے کہ عدم تدوین عدم موجود پر دلالت نہیں کرتی اصول فقہ کے اصول و ضوابط موجود تھے مگر ان کی تدوین بعد میں ہوئی۔

زیر نظر کتاب ”فن اصول فقہ کی تاریخ“ از عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تا عصر حاضر علوم جدیدہ و قدیمہ سے مزین فاضل محقق میرے تکیہ رشید ڈاکٹر فاروق حسن نے دوران تحقیق پچھڑیوں سے گزار کر سفر تحقیق کی صعوبتوں اور کشتیوں کو برداشت کر کے لائبریریوں کی خاک چھان کر ایک ایسی نادر، وقیع اور تاریخی و تحقیقی کاوش پیش کی جو کہ نہ صرف ارباب علم و دانش کے لئے ایک اصول علمی تحفہ ہے بلکہ فن اصول فقہ میں ایک گرانقدر اضافہ بھی ہے۔

میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو فاضل محقق ڈاکٹر فاروق حسن اور ناشر فیصل اشرف عثمانی اور قارئین کے لئے سرمایہ آخرت بنائے اور قارئین کو اس سے فائدہ پہنچائے۔

پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد

صدر شعبہ القرآن، دہلی، کلید معارف اسلامیہ

جامعہ کراچی۔ کراچی

مختصر تعارف مصنف

ڈاکٹر فاروق حسن MEHD یونیورسٹی کراچی کے شعبہ علوم انسانی میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں جہاں وہ اسلامیات کے علاوہ دیگر مذاہب کے طلبہ و طالبات کی Ethical Behavior کی کلاسز بھی پانچواں سال سے لیتے ہیں۔ 2001ء میں جامعہ کراچی سے پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد کی نگرانی میں اصول فقہ میں Ph.D کی ڈگری حاصل کی۔ 1993ء میں کراچی یونیورسٹی سے اسلامک اسٹڈیز میں M.A. کیا اور اوّل پوزیشن حاصل کی۔ وہ فاضل عربی میں بھی پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔ قانون کی ڈگری گورنمنٹ انس ایملیہ کالج کراچی سے حاصل کی۔ جلد الاذہر مصر سے بھی تعلیم حاصل کی۔ 2002ء میں انڈونیشیا میں بین الاقوامی مذہب ہم آہنگی کے حوالے سے مذہب اور امن کے موضوع پر منعقدہ عالمی کانفرنس میں مصر کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ وہ ایران اور مصر میں بھی کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کر چکے ہیں۔

مختصر تعارف کتاب :

☆ اس کتاب میں ایک ہزار سے زائد اصول فقہ کی فن اصول فقہ پر بارہ سو سے زائد کتابوں کا تعارف آسان انداز و اسلوب میں پیش کیا گیا ہے۔

☆ فن اصول فقہ کی سو سے زائد اہم کتابوں کا ارتقائی انداز سے تحقیقی تجزیہ پیش کیا گیا ہے جس میں مصنفین کے مناہج، کتب کے مشتملات اہمیت و محاسن و معائب اور اس پر لکھی جانے والی شروح و حواشی وغیرہ کو مصنفین کی تاریخ وفات کی زمانی ترتیب کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ قاری ایک ہی نظر میں مختلف ادوار میں کئے جانے والے کام سے آگاہ ہو سکے۔

☆ مختلف ممالک کے معروضی سیاسی و جغرافیائی حالات میں فن اصول فقہ کن نشیب و فراز سے گزرتا رہا اور کس طرح ہمارا حال ماضی سے مربوط رہا مختصر و جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

☆ فن اصول فقہ کی حفاظت کرنے والوں کے ذکر کے دوران اہم اور نایاب تاریخی اور علم الرجال پر کتابوں کا تعارف بھی ہو گیا جو قاعدہ سے خالی نہیں ہے۔

☆ اوّل تا آخر تمام عنوانات و مضامین میں حسن ترتیب، تسلسل، جامعیت و یکسانیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

☆ مستند کتابوں کے مکمل حوالہ جات اور حواشی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

☆ اس کتاب میں اہم مصادر و مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے۔

☆ یہ کتاب جامعیت، لاعلمکجز، دینی مسائل، مسائل روز، دانشوران ملت، طلبہ و موزم کے ساتھ تشنگان علم اہل فقہ کے لئے ایک بہترین اور اصولی فقہ ہے۔

☆ اور مختصر یہ کہ کتاب تارن فہم اصول فقہ پر ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے۔

میں اپنی اس سنی و کائنات کی اسلام کے پہلے فقہ اصولی محسن انسانیت۔ ارفع عظمت۔ صالح کوشہ شافع المذنبین بن عبد اللہ بن عبد المطلب البہاشمی القرطبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ مجھ ناچیز کی یہ کوشش بارگاہ ایزدی سے شرف قبولیت حاصل کرے اور فی حمت کے دن میری اور میرے شیخ و والدین اور اہل علم متعلقین کی مغفرت کا سبب بنے گی۔ (انشاء اللہ)

ڈاکٹر فاروق حسن

DR. FAZAL AHMED

LL.B., B.Ed. M.A. (Islamic Studies)
M.A. (Islamic History), Ph.D. (Islamic Studies)
Fazil-e-Dars-e-Nizami, Fazil-e-Arabic
Fazil-e-Tarjumatul Qur'an
Fazil-e-Tajweed-wo-Qalrai

Professor :

Department of Islamic Learning
Faculty of Islamic Studies
University of Karachi
Karachi-75270 Pakistan
Phone :
429001-10/Ex. 2390, 2394

Ref: _____

Date: _____

تصدیق نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ فاروق حسن ولد حبیب حسن نے یہ مقالہ میری نگرانی میں مکمل کر لیا ہے۔
اُن کا یہ کام تحقیقی نوعیت کا ہے ، لہذا میں P.H.D. کی سند کی غرض سے مقالہ جمع کرانے کی
اجازت دیتا ہوں۔

نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد

صدر شعبہ القرآن و السنہ کلیہ معارف اسلامیہ

جامعہ کراچی۔ کراچی

اظہار تشکر

میں سب سے پہلے اپنے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے اپنے خاص فضل و کرم سے مجھے یہ مقالہ تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کے بعد میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رئیس کلیہ معارف اسلامیہ کا تہہ دل سے مشکور ہوں جن کی انتہائی قیمتی ہدایات اور مشوروں سے یہ مقالہ تکمیل کے مراحل تک پہنچا اور اس کے ساتھ ہی میں اپنے اساتذہ کرام خصوصاً محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد صاحب کا ممنون ہوں جن کی اس مقالہ نگاری کے دوران نگرانی، معاونت اور انتہائی قیمتی ہدایت میرے لئے بہت بڑا اعزاز اور سرمایہ افتخار ہے۔

میں اس تحقیقی کاوش کو اپنے شیخ حضرت شجاع الدین احمد حفظہ اللہ کی دعاؤں کا ثمرہ سمجھتا ہوں جنہوں نے میری سوچوں کو درست سمت دی، میرے باطنی شعور کو بیدار کر کے قدم قدم پر میری رہنمائی اور اصلاح فرمائی۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مقالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے میرے لئے میرے والدین و اساتذہ، قارئین اور دارالاشاعت کے محترم خلیل اشرف عثمانی صاحب کے لئے ذخیرہ آخرت اور قارئین کے لئے مفید بنائے۔ (آمین)

بِاللّٰهِ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَاٰخِرًا

فاروق حسن

فہرست مضامین حصہ اول

فن اصول فقہ کی تاریخ و عہد رسالت ﷺ سے عصر حاضر تک

۷	حرف تحسین	
۹	مختصر تعارف مصنف	
۱۱	تقدیم نامہ	
۱۲	اتلباء تشکر	
۱۳	فہرست مضامین	
۲۱	مقدمہ	
۲۵	اصول فقہ کا نشا و ارتقاء	باب اول :
۲۵	اصول فقہ کا مقبوم، موضوع، استمداد، حکم، فائدہ و واضع	فصل اول :
۳۷	اصول فقہ کا مقبوم اور اس کا تحقیقی تجزیہ	
۴۷	علم اصول فقہ کی حقیقت	
۳۱	الفقہ کے لغوی و اصطلاحی معنی	
۳۳	قرآن کریم میں بعض دلائل	
۳۴	احادیث مبارکہ سے بعض دلائل	
۳۵	کلمات اصول الفقہ کی تقدیم و تاخیر	
۳۵	فتہاء کے نزدیک "الفقہ" کے اصطلاحی معنی اور ان کا تحقیقی تجزیہ	
۳۶	اصولیین کے نزدیک فقہ کے اصطلاحی معنی اور ان کا تحقیقی تجزیہ	
۴۰	"اصول الفقہ" کے مابین اضافت کی تشریح	
۴۰	مختلف ادوار کے اصولیین سے منقول فقہ کی تعریفات کا تحقیقی تجزیہ	
	سابقین اصولیین سے منقول تعریفات کے اسالیب کی درجہ بندی اور ان کا باہمی	
۴۱	فرق	
۴۲	فقہ کی مجموعی تعریفات کی تاریخی ارتقائی تناظر میں مرحلہ واردہ ہندی	

”اصول فقہ“ کے مختلف قسمی معنی اور ان کا تحقیقی تجزیہ

”اصول فقہ“ کی تعریفات میں اختلاف کی وجہ

اصول فقہ کی قسمی معنی پر اکتفاء کرنے کا سبب

قاضی بیناوی سے منقول فقہ کی تعریفات کا تحقیقی تجزیہ

قاضی بیناوی سے منقول فقہ کی اصطلاحی تعریف اور اس کا تحقیقی تجزیہ

فقہ و اصول فقہ کے مابین بعض اہم فوارق

فقہ و اصولی کے مابین فرق

فقہ و اصول فقہ کے مابین منطقی تفریق و توضیح

اصول فقہ کو علم اصول فقہ کہنے کی وجہ

اصول فقہ کا موضوع اور اس کا تحقیقی تجزیہ

اصول فقہ کے موضوع میں علماء کے مذاہب

اولیٰ کو احکام پر مقدم کرنے کی وجہ

کیا کسی فن کے متعدد موضوعات ہو سکتے ہیں؟

کیا کثرت موضوعات کثرت علم پر دلالت کرتے ہیں؟

اولیٰ احکام میں سے کسی ایک پر اکتفاء کرنے والوں کے خلاف دلیل

فقہ و اصول فقہ کے موضوع میں باہمی فرق

علم اصول فقہ کا استمداد علم کلام، لغت عربیہ و احکام شریعہ ہیں

علم اصول فقہ کے تعلم کا حکم

علم اصول فقہ کا تاریخی، علمی و عملی، اجتہادی و تقابلی و دینی فائدہ

علم اصول فقہ کا واضح

پہلی رائے: امام محمد و باقر صادقین واضح ہیں اور اس رائے کا تحقیقی جائزہ

دوسری رائے: امام ابوحنیفہ و اصحاب اس علم کے واضح ہیں

تیسری رائے: امام شافعی اس علم کے واضح ہیں

چوتھی رائے: امام مالک و حنفی تا آخر میں تحقیقی جائزہ

۱۰۴ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اجتہاد کا وقوع

۱۰۶ فقہاء کے اقوال وحدیث سے اس کا ثبوت

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو قواعد اصولیہ کے مطابق اجتہاد کرنے کی اجازت وتعلیم

۱۰۷ دی اس کا وقوع اور ان سے مستفاد

۱۰۸ حدیث معاذ میں سنت کے بعد اجتناع کا ذکر نہ ہونے کی وجہ

استنباط واستخراج مسائل کی صلاحیت رکھنے والے صحابہ اجتہاد کے اہل تھے اس

۱۰۹ بارے میں حدیث اور اس سے نکلنے والے نتائج

۱۱۰ عہد رسالت مآب ﷺ میں اجتہاد کی تشریح حیثیت

۱۱۱ حقیقت وفات نبی ﷺ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد و اختلاف

۱۱۲ تدفین رسول ﷺ وخلافت رسول ﷺ کے مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف

۱۱۳ عہد خلافت راشدہ میں اصول فقہ (۳۱ھ-۱۱۰ھ)

۱۱۴ عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شرعی مسائل کی تحقیق کا اسلوب

۱۱۵ عہد فاروقی میں مسائل کی تحقیق کا شرعی اسلوب

۱۱۶ شبلی نعمانی کی رائے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے قیاس کیا حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابوموسیٰ اشعری کو بھیجے گئے خط کے بارے میں بعض مسلمان

۱۱۷ ومشرق مفکرین کی آراء اور ان کا تحقیقی تجزیہ

۱۱۸ بعض معاملات کے حل کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مختلف استدلالات اور پیش نظر

۱۱۹ اصول استنباط

۱۲۰ اس بارے میں بعض مفکرین کی آراء

۱۲۱ عہد بنو امیہ میں اصول فقہ کا نشا و ارتقاء (۳۱ھ-۱۳۲ھ)

۱۲۲ عہد تابعین میں اصول فقہ (اجتہاد واستدلال)

۱۲۳ دوسری صدی ہجری کے وسط تک اصول فقہ پر کام کی رفتار کا جائزہ

۱۲۴ عہد تابعین کے بعد اصول فقہ پر کام کی رفتار

۱۲۵ عہد تابعین کے بعد اصول فقہ پر کام کی رفتار

- ۱۰۳ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اجتہاد کا وقوع
- ۱۰۶ فقہاء کے اقوال وحدیث سے اس کا ثبوت
- ۱۰۷ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو قواعد اصولیہ کے مطابق اجتہاد کرنے کی اجازت وتعلیم دی اس کا وقوع اور ان سے مستفاد
- ۱۰۸ حدیث معاذ میں سنت کے بعد اجماع کا ذکر نہ ہونے کی وجہ
- ۱۱۲ استنباط واتخراج مسائل کی صلاحیت رکھنے والے صحابہ اجتہاد کے اہل تھے اس بارے میں حدیث اور اس سے نکلنے والے نتائج
- ۱۱۳ عہد رسالت مآب ﷺ میں اجتہاد کی تشریحی حیثیت
- ۱۱۴ حقیقت وفات نبوی ﷺ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد و اختلاف
- ۱۱۴ تہ فہم رسول ﷺ و خلافت رسول ﷺ کے مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف
- ۱۱۷ عہد خلافت راشدہ میں اصول فقہ (۳۱ھ-۱۱۰ھ)
- ۱۱۷ عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شرعی مسائل کی تحقیق کا اسلوب
- ۱۱۹ عہد فاروقی میں مسائل کی تحقیق کا شرعی اسلوب
- ۱۲۲ شبلی نعمانی کی رائے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے قیاس کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابوموسیٰ اشعری کو بھیجے گئے خط کے بارے میں بعض مسلمان مستشرق مفکرین کی آراء اور ان کا تحقیقی تجزیہ
- ۱۲۳ بعض معاملات کے حل کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مختلف استدلالات اور پیش نظر اصول استنباط
- ۱۲۴ اس بارے میں بعض مفکرین کی آراء
- ۱۲۴ عہد بنو امیہ میں اصول فقہ کا نظماً و ارتقاء (۳۱ھ-۱۳۲ھ)
- ۱۲۴ عہد تابعین میں اصول فقہ (اجتہاد و استدلال)
- ۱۲۴ دوسری صدی ہجری کے وسط تک اصول فقہ پر کام کی رفتار کا جائزہ
- ۱۲۴ عہد تابعین کے بعد اصول فقہ پر کام کی رفتار

۱۳۷	عہد عباسی کے اصول فقہ میں خدمات کا تاریخی تحقیقی تجزیہ (عہد عباسی کے آغاز سے چوتھی صدی ہجری کے اختتام تک)	فصل چہارم
۲۰۳	عہد عباسی کے اصول فقہ اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ (پانچویں صدی ہجری کے آغاز سے سلطنت عباسیہ کے زوال تک)	فصل پنجم
۲۰۳	دینی و سیاسی صورتحال کا مختصر جائزہ	
۲۰۵	مقبوط بغداد کے بعد اسلامی دنیا کی حالت پر ایک نظر	
۲۰۶	تقلیدی رجحان کی عکاسی پر دو کتابوں کے اسالیب سے مثالیں	
۲۰۶	پچھنی صدی ہجری کے بعض اصول فقہ اور ان کی علمی مراکز پر ایک جائزہ نظر	
۲۸۹	تقلیدی رجحانات کے فروغ کے بعد اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ	باب دوم
۲۹۱	ساتویں صدی ہجری کے اصول فقہ اور اصول فقہ پر ان کی خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ	فصل اول
۳۹۷	آٹھویں صدی ہجری کے اصول فقہ اور اصول فقہ پر ان کی خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ	فصل دوم

فہرست مضامین حصہ دوم

فن اصول فقہ کی تاریخ عہد رسالت ﷺ سے عصر حاضر تک

۳۹۱	حصہ دوم : فن اصول فقہ کی تاریخ عہد رسالت ﷺ سے عصر حاضر تک	
۳۹۳	نویں صدی ہجری کے اصول فقہ اور ان کی خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ	فصل سوم :
۴۹۳	نویں صدی ہجری میں سیاسی و علمی دو جہتی حالات پر ایک جائزہ نظر	
۵۳۹	دسویں صدی ہجری کے اصول فقہ اور ان کی اصولی خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ	فصل چہارم :
۵۳۹	دسویں صدی ہجری میں علمی، سیاسی و دینی حالت پر ایک جائزہ نظر	
۵۶۵	گیارہویں صدی میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تحقیقی تجزیہ	فصل پنجم :
۵۶۵	گیارہویں صدی ہجری میں علمی، سیاسی و دینی حالت پر ایک جائزہ نظر	
	بارہویں، تیرہویں اور چودھویں صدی میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ	فصل ششم :
۵۸۹		

بارہویں، تیسرے حصے اور چوتھے حصے میں صدی ہجری کی علمی، ادبی و سیاسی حالت پر ایک

۳۹۹

کا ازانہ

بارہویں صدی ہجری کے مسلمانوں کا تمدن اور ان کی اصولی زندگی کا تاریخی و

۳۹۱

تحقیقی تجزیہ

تیسرے حصے میں صدی ہجری کے مسلمانوں کا تمدن اور ان کی اصولی زندگی کا تاریخی و

۳۸۹

تحقیقی تجزیہ

چوتھے حصے میں صدی ہجری کے مسلمانوں کا تمدن اور ان کی اصولی زندگی کا تاریخی و

۳۵۱

تحقیقی تجزیہ

پانچویں صدی ہجری کے مسلمانوں کا تمدن اور ان کی اصولی زندگی کا تاریخی و

۳۵۳

تحقیقی تجزیہ

ششویں صدی ہجری کے مسلمانوں کا تمدن اور ان کی اصولی زندگی کا تاریخی و

۳۹۳

تحقیقی تجزیہ

ہفتویں صدی ہجری کے مسلمانوں کا تمدن اور ان کی اصولی زندگی کا تاریخی و

۳۸۵

تحقیقی تجزیہ

آٹھویں صدی ہجری کے مسلمانوں کا تمدن اور ان کی اصولی زندگی کا تاریخی و

۳۸۷

تحقیقی تجزیہ

نہاویں صدی ہجری کے مسلمانوں کا تمدن اور ان کی اصولی زندگی کا تاریخی و

۳۸۹

تحقیقی تجزیہ

دسویں صدی ہجری کے مسلمانوں کا تمدن اور ان کی اصولی زندگی کا تاریخی و

۳۶۵

تحقیقی تجزیہ

گیارہویں صدی ہجری کے مسلمانوں کا تمدن اور ان کی اصولی زندگی کا تاریخی و

۳۶۵

تحقیقی تجزیہ

دواہویں صدی ہجری کے مسلمانوں کا تمدن اور ان کی اصولی زندگی کا تاریخی و

۳۶۷

تحقیقی تجزیہ

بابہ ص

فصل اول

فصل دوم

فصل سوم

فصل چہارم

فصل پنجم

فصل ششم

بابہ چہارم

فصل اول

فصل دوم

فصل سوم

فصل چہارم

فصل پنجم

فصل ششم

فصل ہفتم

فصل ہشتم

فصل نہم

۸۰۶	سہ اختراعات
۸۰۷	عرق و عاوت
۸۰۸	قول: نہیب مصباحی
۸۱۱	شرائع میں تبدل
۸۱۵	عقوبہ (منہج)
۸۱۹	فہرست
۸۲۳	۱۔ فہرست آیات قرآنیہ
۸۳۱	۲۔ فہرست احادیث مبارکہ
۸۳۷	۳۔ فہرست تفہیمات
۸۷۵	۴۔ فہرست مصادر الکتاب
۹۰۵	۵۔ فہرست فرق، المذہب و مذاہب
۹۱۷	۶۔ فہرست مآکن
۹۳۵	فہرست مراجع تحقیق

مقدمہ

زیر نظر مقالہ کا موضوع تحقیقی کے لئے اس وجہ سے منتخب کیا گیا کیونکہ اصول فقہ کے مرحلہ وار عہد بہ عہد تاریخی ارتقاء اور اصولیین کی خدمات پر تحریر و تدوین و تحقیق کے حوالے سے اب تک کوئی قابل ذکر کام منظر سے نہیں گزرا۔ مقتدیین نے جتنی کتابیں فن اصول فقہ پر لکھیں تقریباً وہ سب قدیم اصطلاحات و اسلوب پوچھتی ہیں، جن کی زبان و بیان کے لحاظ سے نہایت ادنیٰ ہونے کے سبب عوام کو کجا خواص بھی ان سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ دور حاضر کے بہت سے مؤلفین نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے نئے اسلوب کو اپنایا۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی اصولیین اور اصول فقہ پر ان کی خدمات کو تفصیلاً تاریخی نقطہ نظر سے بیان کرنے کی طرف توجہ مرکوز نہیں کی۔ مقتدیین میں تو اس کا رواج نہیں تھا کہ اصولیین اور ان کی خدمات کو متحدہ سے عہد بہ عہد تاریخی تناظر میں پیش کیا جائے۔

دور حاضر کے مؤلفین^۱ اپنی کتاب کے مقدمہ کے ابتدائی چند اوراق میں تاریخ اصول فقہ بیان کرتے ہوئے اصولیین اور ان کی بعض کتب کا اشارہ کرتے کر دیتے ہیں مگر فن اصول فقہ کے نشا و ارتقاء، عہد رسالت مآب ﷺ، عہد خلافت راشدہ، عہد بنو امیہ و عہد بنو عباس اور پھر دور حاضر تک یہ فن کن تاریخی ادوار سے گزر کر ہم تک پہنچا اور یہ کہ ہمارا حال کس طرح ہمارے ماضی سے مربوط ہے اس بارے میں ہمیں کسی کتاب کا علم نہ ہو سکا۔ البتہ اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ امام جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے طبقات الاصولیین^۲ کے نام سے ایک کتاب تالیف کی تھی جو اب مفقود ہو چکی ہے۔ دور حاضر کی چند کتابوں کے اسما ہ مندرجہ ذیل ہیں۔ جن میں اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تذکرہ ملتا ہے :

- ۱۔ الفتح المبین فی طبقات الاصولیین لعبد اللہ مصطفیٰ المراقی
- ۲۔ کتاب اصول الفقہ تاریخہ و رجالیہ لدکتور شعبان محمد اسماعیل شعبان
- ۳۔ معجم الاصولیین لدکتور محمد مظہر بقا
- ۴۔ اصول الفقہ نشانہ و تطویرہ والحاجۃ الیہ لدکتور شعبان محمد اسماعیل شعبان
- ۵۔ دراسة تاريخية للفقہ و اصولہ و الاتجاهات التي ظہرت فیہما لمصطفیٰ سعید الخن
- ۶۔ علم الاصول تاریخاً و تطویراً العلی القاضی القالبینی النجفی

تصانیف کے لئے دیکھئے :

۱۔ اصول فقہ مقدمہ : محمد ابو زہرہ قاہرہ و دار الفکر العربی ۱۳۶۷ھ۔ ۱۹۹۷ء اور مقدمہ ابو حنیفہ فی اصول فقہ عبد الکریم زبیران۔ لاہور قارئین اکیڈمی سندھ
ج ۱ ص ۱۸۸۔ فی طبقات الاصولیین، عہد الفقہ مصطفیٰ المراقی مقدمہ ص ۱۰، بیروت، محمد امین دج سندھ

مگر غرض یہ ہے کہ کتب فقہیہ الاکتساب یا تو بہت مختصر ہیں یا ان میں فن اصول فقہ پر زیادہ تادیق اصول فقہ پر کم بحث کی گئی ہے یا اساتذہ کرام کی کتب فقہیہ تدریسی کے ساتھ نقل ہے مثلاً شیخ المراقفی کی کتاب "الفتح العین" اصولین اور ان کی خدمات کے بارے میں ایک ابتدائی کوشش تھی مگر اس کتاب میں غلطیاں تھیں جن میں سے بعض کی طرف دکتور شعبان نے متوجہ کیا اور ان کی تصحیح کی سامراقفی نے اپنی اس کتاب میں مختلف ترمیمیں سوچیں (۱۸۵) اصولین اور ان کی اصولی خدمات کا ذکر کیا اور مقدمہ میں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس پر مزید کام کی گنجائش ہے۔ وہ فرماتے ہیں :

"نرجو ان یافقی بعضنا من یستوعب رجال الاصول استیعابا تاما اذ لنا لاندھی الاحاطة
بجميع الرجال كما لاندھی المعصنة عن الخطأ و التقصیر۔"

ترجمہ : "حقاً ہمارے بعد اصول فقہ پر کام کرنے والے لوگ اس کام کو شرح و بسط کے ساتھ انجام دیں گے اور ہم یہ
دعویٰ نہیں کرتے کہ ہم نے تمام اصولین کا احاطہ کر لیا ہے، اور نہ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا کام ہر قسم کی غلطی
اور کمی سے پاک ہے۔"

دکتور شعبان سامراقفی نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے رجال الاصول پر کتاب تالیف کی لیکن دکتور مظہر بقا کے
قول کے مطابق انہوں نے المراقفی کی بعض الملاحظات کی تصحیح تو کر دی لیکن وہ خود بھی کئی غلطیاں کر گئے اور یہ کہ انہوں نے الطح
الہین میں مذکور اصولین میں سے سوائے چھبیس (۲۶) کے سب کے سب ذکر کر دیئے اور ان میں انیس (۱۹) اصولین کا
اضافہ بھی کیا۔ اس طرح مذکور الذکر ابتدائی دونوں کتابوں میں مجموعی طور پر چار سو چار (۴۰۴) اصولین کا ذکر آیا ہے۔
بعد میں دکتور مظہر بقا نے اس کی کو پورا کرنے کی غرض سے عقیم الاصولین کے نام سے کتاب تالیف کی مگر وہ اب تک نامکمل ہے۔
اس کے علاوہ کتب فقہیہ دیگر کتب میں جریدہ طور پر اصولین اور ان کی خدمات کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ کسی نے بھی کتاب کے
مشمولات، مناجیح اور مختلف ادارہ میں اس سے متعلق کام کی تفصیلات کا ذکر نہیں کیا۔

ان مذکورہ باتوں کی بناء پر اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ بحیثیت فن اصول فقہ کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ نئے اسلوب میں
پیش کیا جائے اور مزید یہ کہا جائے کہ یہ فن کن تاریخی اور اسے گذر کر ہم تک پہنچا۔ اس مقالہ میں تاریخ اسلام کے پہلے
اصول یعنی حضور اکرم ﷺ سے لے کر چودھویں صدی ہجری کے اصولین اور ان کی خدمات کا حقیقی الامکان احاطہ کیا گیا ہے۔
مقالہ کو چار ابواب پر اور ہر باب کو چند فصلوں پر تقسیم کیا گیا ہے جن کی مختصر تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

پہلا باب : اصول فقہ کے لغت و ارتقاء میں ہے جو پانچ فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل : میں اصول فقہ کا مفہوم موضوع، مستند اور حکم، فائدہ اور اذیاع کو زیر بحث لایا گیا ہے اور ان کا لغوی،
تاریخی و تحقیقی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

دوسری فصل : میں علم اصول فقہ کی تصنیف و تالیف میں اصولین کے مختلف مناجیح اور امتیازی خصوصیات کو
عنوان کیا گیا ہے۔

تیسری فصل..... میں عید رسالت مآب ﷺ، عید خلافت راشدہ اور عید انوار امیہ میں اصول فقہ کے نفاذ و ارتقاء کو بیان کیا گیا ہے۔

چوتھی فصل..... میں عید عباسی کے آغاز سے چوتھی صدی ہجری کے اختتام تک کے اصولین اور ان کی اصولی خدمات کا تاریخی جائزہ میں احاطہ کیا گیا ہے۔

پانچویں فصل..... میں پانچویں صدی ہجری کے آغاز سے سلطنت عباسیہ کے زوال تک کے اصولین اور ان کی اصولی خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

دوسرا باب..... اس میں فقہی رجحانات کے فروغ کے بعد اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ پیش کیا گیا ہے جو پچھلوں پر مشتمل ہے اس میں ساتویں صدی ہجری سے چودہویں صدی ہجری تک کے اصولین اور ان کی اصولی خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

تیسرا باب..... منتخب فقہی مذاہب کے تعارف اور ان کے نفاذ و ارتقاء میں ہے۔ یہ باب پچھلوں پر مشتمل ہے اس میں حنفی، مالکی، شافعی و حنبلی مذاہب کے علاوہ اہل سنت کے بعض متروک مذاہب اور شیعہ مذاہب کا نفاذ و ارتقاء بھی شامل ہے۔

چوتھا باب..... شریعت کے اخذ میں ہے جو مندرجہ ذیل دو فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں اخذ شریعت کے مطلق علیہ اور دوسری فصل میں شریعت کے مختلف فیہ اخذ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مختلف فیہ اخذ میں متعین و مقررین کے دلائل بیان کرنے کے بعد ان کا فقہی و تحقیقی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

راقم نے اپنے اس علمی و تحقیقی سلسلہ میں یہاں کئی اصول کا حکم کئے ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل صراحت کے متقاضی ہیں :

- ۱۔ ہم نے شخصیات کی علم اصول فقہ میں مشغولیت و تدريس و تہذیب اور اصولی خدمات کو پیش نظر رکھا ہے۔
- ۲۔ راقم نے اس مقالہ کو اصولین کی ہجری تاریخ و وفات کی زمینی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ تاریخ ولادت معلوم ہونے کی صورت میں اسے بھی نام کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ مقالہ میں اصولین کے نام کے مشہور حصے کے بیان پر اکتفاء آیا ہے جبکہ مکمل نام کا حواشی میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ اصولین کی جائے ولادت و وفات اور یہودی تاریخ کو بھی مکمل صورت میں حواشی میں بیان کر دیا گیا ہے۔
- ۳۔ اصولین کا مسلک (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ) معلوم ہو جانے کی صورت میں نام کے ساتھ ہی بیان کر دیا گیا ہے۔

اصول فقہ کا نشأ و ارتقاء

- فصل اول : اصول فقہ کا مفہوم، موضوع، استمداد، حکم، فائدہ و وضع
- فصل دوم : علم اصول فقہ کی تصنیف و تالیف میں اصولیین کے مناج
- فصل سوم : عہد رسالت مآب ﷺ، عہد خلافت راشدہ اور عہد بنو امیہ میں اصول فقہ کا نشأ و ارتقاء
- فصل چہارم : عہد عباسی کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا تحقیقی تجزیہ
(عہد عباسی کے آغاز سے چوتھی صدی ہجری کے اختتام تک)
- فصل پنجم : عہد عباسی کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا تحقیقی تجزیہ
(پانچویں صدی کے آغاز سے دولت عباسیہ کے زوال تک)

اصول فقہ کا مفہوم اور اس کا تحقیقی جائزہ

علم اصول فقہ کی حقیقت "اصول الفقہ" کا کل علوم شرعیہ میں سے ایک مخصوص علم کا نام ہے اور یہ کلہ ایک مخصوص علم کا نام بننے سے پہلے دو الفاظ سے مرکب اضافی تھا۔ اس کا پہلا لفظ "اصول" مضاف اور دوسرا "الفقہ" مضاف الیہ ہے۔ جس طرح کہ عبد اللہ وغیرہ کے مرکب کلمات ایک مخصوص شخص کا نام بننے سے پہلے مرکب اضافی تھے۔ مرکب اضافی ہونے کی بناء پر "اصول الفقہ" کا ہر جز ہالک معنی پر دلالت کرتا ہے پھر اس کو ایک خاص نئے معنی کی طرف منتقل کر کے ایک فن بمعنی "اصول الفقہ" کا لقب و علم بنادیا گیا تو یہ مرکب بطور مفرد مستعمل ہونے لگا۔ اب جس طرح لفظ "انسان" میں "ان" اور لفظ "زید" میں "زید" کے علاوہ سے کوئی معنی نہیں اسی طرح لفظی تعریف میں ان کلمات کی علیحدہ سے کوئی حیثیت نہیں۔

اصولین و بطرح سے اصول فقہ کے معنی یا تعریف بیان کرتے ہیں ایک اضافی اور دوسرے لفظی۔ اضافی معنی کی مراد اس وقت تک سمجھ نہیں آتی جب تک اس کے جز مآول مضاف (اصول) اور جز مضافی (الفقہ) اور ان کے مابین پائی جانے والی اضافت کو بیان نہ کیا جائے۔ جبکہ لفظی معنی میں اس کے اجزاء کی توضیح سے صرف نظر کر کے علوم شرعیہ کے ایک فن کے طور پر اس کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

اصول فقہ کی اضافت کے اعتبار سے تعریف اس کے تحت "اصول الفقہ" کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کئے جائیں گے اور پھر اصولین کے یہاں ان میں سے جس معنی کا اعتبار کیا جاتا ہے اس کو بیان کیا جائے گا۔

"اصول" کے لغوی و اصطلاحی معنی اصول جمع ہے اس کا مفرد "اصل" آتا ہے جس کے لغو اور اصطلاحی معنی بیان کئے جاتے ہیں۔ اصل کے لغوی معنی مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ ما یبنی علیہ غیرہ سواء کان البناء حسیا أو عقلیا أو عرفیا^۱ (جس پر کسی دوسری شے کی بنا کی جائے خواہ وہ بنا حسنی یا عقلی یا عرفی ہو)۔ التفتیح والتوضیح میں ہے۔ الاصل ما یتبى علیہ غیرہ فلا یتناء شامل للابتناء الحسی وهو ظاهر والابتناء العقلی وهو توتب الحکم علی دلیلہ۔ اس میں صرف "ابتناء العقلی" یعنی حکم کو اس کی دلیل پر مرتب کرنے کے الفاظ کا اضافہ ہے۔ یعنی دلیل حکم کے لئے اصل ہے اور حکم اس کے لئے فرع ہے۔

۱۔ لسان العرب، جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور، المصنوع فی لغت العربی، ۱۱۷۵ھ، ۸۹۱ھ، بیروت دار صادر، ۱۳۷۳ھ، ۱۹۵۵ء۔ قاموس الجید، محمد الدین المیزبانی، ۳۲۸/۳ میں اس کا معنی عقلی نہ ذکر ہے۔ مصرکتہ، محمد رفیع بکسری، سند التفتیح والتوضیح، صدر الشریعہ محمد عبد اللہ بن مسعود، مکتبی متوفی ۷۴۰ھ، ۱۵۱۰ھ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۳۶۹ھ، ۱۹۹۶ء۔

"نظم الودقات" شیخ العریضی شافعی (متوفی ۸۹۰ھ) نے فرمایا :

قالا حصل ما عليه غير بنى - والقول ما على سوا يسنى

اس میں انہوں نے فرع کی تعریف کا اضافہ کرتے ہوئے فرمایا کہ فرع وہ ہے جو کسی دوسری چیز پر بنی ہو۔

سید طلوی ہاشمی شرح نظم الودقات میں اس شعر کے تحت فرماتے ہیں : الاصل لغة : هو الشيء المحسوس أو المعقول الذي بنى عليه غيره كقائل الجدار الذي هو أصله (لغت میں اصل اس محسوس و معقول شئی کو کہتے ہیں جس پر کسی دوسری کی بنیاد رکھی گئی ہو۔ جیسے اصل الجدار وہ ہے جس پر اس (دیوار) کی بنیاد ہے)۔

تعجیزہ :

ابو یحسین بصری معتزلی (متوفی ۳۳۶ھ) نے بھی تقریباً اسی طرح کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا : "هو ما بنى عليه" اور ابن حبان مالکی (متوفی ۲۴۶ھ) نے ششبی السؤل کے باب القیاس میں "مبنی علیہ غیرہ" اور "مالا یفطر الی غیرہ" کے الفاظ کے ساتھ دونوں اقوی تعریضیں بیان کیں اور کہا کہ دونوں تعریضیں درست ہیں مگر ساتھ یہ بھی کہا کہ "علیلاً للتحاطل والبعوی"۔ (حاشیہ ابواب یحسین بصری نے اس تعریف سے اختلاف کیا ہے) مگر ان میں سے کسی نے یہ اختلاف بیان نہیں کیا کہ ہمارے خیال میں شاید اختلاف کی بنیاد یہ ہو کہ بیٹے کی بنیاد باپ پر ہوتی ہے مگر اہل عرب "ان الولد یبنی علی الوالد" (بیٹے کی بنیاد باپ پر ہے) نہیں بولتے بلکہ طرہ (اس کی فرع ہے) بولتے ہیں۔ اس لئے یہ تعریف دخول غیر سے مانع نظر نہیں آتی۔

۲۔ المحتاج الیہ (جس کی طرف احتیاج ضرورت ہو)

امام رازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) نے المحصول میں یہی معنی ذکر کئے ہیں۔

(تسجیزہ) : درست اپنے کمال میں پھل کھاتے ہوتا ہے مگر پھل کو درست کی اصل نہیں کہا جاتا اس لئے یہ معنی درست نہیں ہے۔ صاحب التفتیح والوضیح نے امام رازی کے اس معنی پر شدید تنقید کی اور اسے لفظ قرار دیا اور کہا کہ اس تعریف میں علت فاعلی، علت موصوری، علت غائی اور ذوات جن کی مدد سے کوئی چیز بنائی جاتی ہے، سب شامل ہو گئے ہیں کیونکہ فعل ان کھاتے ہوتا ہے اور ان اشیاء کی مدد سے بغیر چیزیں نہیں بنائی جاسکتیں، حالانکہ ان تمام اشیاء کو کوئی اصل نہیں کہتا۔ لہذا یہ تعریف درست نہیں ہے۔

۳۔ غلبتہ علی الشیء الیہ (کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے جس چیز کی طرف رجوع و رجوع حاصل ہے)۔

سیف الدین امدی شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) نے الاحکام میں یہ معنی ذکر کئے ہیں۔

۱۔ تسہیل الطرفات فی نظم الودقات۔ شرف الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد عریضی شافعی۔ ص ۵۵۔ مودبہ وزارت نشر و اشاعت ۱۳۱۱ھ

۲۔ شرح تسہیل الطرفات۔ سید محمد بن عوی ہاشمی۔ ص ۵۵۔ مودبہ وزارت نشر و اشاعت ۱۳۱۱ھ

۳۔ مشکلی السؤل والامل فی علمي الاصول والاعدل۔ جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عمرانی بکر ابن حاجب ہاشمی متوفی ۷۵۵ھ۔ ص ۱۲۳۔ مصر مطبعہ المحدثہ ۱۳۳۶ھ

۴۔ المحصول فی علم الاصول۔ محمد بن عمر ابن یحسین ارازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ۔ ص ۹۱۔ بیت دار الکتب العلمیہ ۱۳۶۸ھ۔ ۱۹۸۸ء

۵۔ التفتیح والوضیح۔ ص ۲۰۶۔ گرامچی ٹورنٹو پبلشنگ ۱۳۹۰ھ

۶۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ سیف الدین ابو یحسین علی بن ابی علی الامدی شافعی متوفی ۶۳۱ھ۔ ص ۱۰۱۔ بیت دار الفکر ۱۳۸۳ھ۔ ۱۹۹۶ء

اسی طرح جب کہتے ہیں: "ممن یستقن الطہارۃ وشک فی الحدیث فلا یصل الطہارۃ ای المصحب وهو الطہارۃ" (جس شخص کو پاؤں دھونے کا یقین ہو اور یہاں وضو نہ جانے کا شک ہو تو اصل یہ ہے کہ وہ المصحب یعنی اپنی پاؤں وضو رات پر ہے)

اصل کے ان مذکورہ معانی میں سے امتات کے وقت اصطلاح اصولیین میں پہلے معنی مراد ہوتے ہیں تو اس طرح اصول الفقہ کے معنی "ادلة الفقہ" ہوئے اور ابھی ذکر کیا گیا کہ فقہاء کے یہاں بھی یہ معنی زیادہ مشہور و مستعمل ہیں: "اصل هذا الحكم من الكتاب اية كذا ومن السنة حدیث كذا" تو مطلب ہوتا ہے اس حکم کی کتاب و سنت سے دلیل یہ ہے۔ "اصول الفقہ" کی ترکیب میں ایک شبہ کا ازالہ..... شرف الدین العربی نے اپنی اہم میں ایک بحث کی طرف توجہ دلائی۔ وہ فرماتے ہیں:

هاک اصول الفقہ لفظاً لقباً للفقہ من جزائین قد ترکیب
الاول الاصول ثم الثاني الفقہ والجزان مقرران ۱

شارح علوی ناگہ دوسرے شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"فاما الجزء الاول فلفظ الاصول واما الثاني فلفظ الفقہ مقرران ای غیر مرکبین فالمراد بالافراد هنا احد التركيب لاحد النطية والجمع فان لفظ الاصول جمع كما لا یخطئ" ۲
(پہلا جزء اصل ہے اور دوسرے لفظ فقہ ہے۔ یہ دونوں اجزاء (اصول اور فقہ) مفرد ہیں یعنی مرکب نہیں ہیں۔ یہاں افراد سے مراد ترکیب کی ضد ہے۔ شیعہ و جمع کا مقابل نہیں تو یہ کہ لفظ الاصول جمع ہے اور یہ بات پیشینہ نہیں ہے۔)

یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ "اصول" جمع ہے اور "اللفقہ" واحد ہے اس لئے یہ ترکیب نہ مطابقت کی وجہ سے درست معلوم نہیں ہوتی ہے تو اس کے جواب میں کہا کہ لفظ "الاصول" ظاہراً جمع ہے مگر لغوی ترکیب کے اعتبار سے مفرد ہی ہیں۔

"لفقہ" کے لغوی و اصطلاحی معنی..... اصول فقہ کے دوسرے جزء "لفقہ" جو مصنف الیہ ہے اس کی لغوی و اصطلاحی معنی اور ان کی تشریح سے قبل بحث کے اعتبار سے لفظ "اللفقہ" کا اعراب جاننا ضروری ہے۔ اس لئے مختلف ابواب کی مناسبت سے اس کے معنی مندرجہ ذیل ہیں بحث کے اعتبار سے فقہ باب مصع یسمع معنی جاننا اور فقہ باب کرم یکرّم معنی فقیہ ہونا دونوں طرح درست ہے۔ لسان العرب میں اسی طرح مذکور ہے:

وَفَقِیْہٌ فِقْہًا بِمَعْنٰی عَلِمًا..... وَقَدْ فَقِہَ فِقَاحًا وَهُوَ فَقِیْہٌ مِنْ قَوْمِ فَقْہَاءَ ۳

"لفقہ" کے لغوی معنی..... لفقہ کے لغوی معنی کے بیان میں لغویین اور اصولیین کی مختلف و متعدد آراء ہیں۔

۱۔ تسہیل الطوافات فی نظم المورقات۔ شرف الدین العربی شافعی۔ ص ۱۰۔ بحوالہ دار الفکر و اشاعت ۱۳۸۱ھ

۲۔ شرح تسہیل الطوافات۔ محمد بن علوی ناگہ۔ ص ۱۰

۳۔ لسان العرب۔ ابن منظور قرطبی حوالی ۱۱۳/۵۲۳۔ بیروت دار صادر ۱۳۷۲ھ۔ ۱۹۵۵ء

۱۔ فہم غرض المتکلم کلامہ (متکلم کے کلام سے اس کی غرض سمجھ جانا)

ابو الحسن مازنی نے "المعتمد" میں اور پھر ان کی بیوی کرتے ہوئے امام ہارازی نے المحصول میں فقہ کے یہ معنی ذکر کئے ہیں۔ مگر اس قرائف سے اتفاق کرنا مشکل نظر آتا ہے کیونکہ یہ غرض کی بولی سے ان کی غرض سمجھ آ جانے کے باوجود اسے فقہ میں کہا جاسکتا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا : وان من شيء الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم (۱) اور اس کا نکات میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں مگر وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اس کی حمد کرتے ہوئے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے (۲) اس آیت مبارکہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متکلم کی غرض سمجھنے آنے پر بھی فقہ کا لفظ استعمال کیا۔ اگر فقہ کے معنی میں متکلم کی غرض جان لینا ضروری ہو تا تو متکلم کی غرض سمجھنے آنے پر فقہ لفظ یہاں مستعمل نہ ہوتا۔

۲۔ فہم الاشياء الدقیقة (اشیاء دقیقہ کے فہم کا نام فقہ ہے)

اور اس کی دلیل یہ دینی گئی ہے کہ اہل عرب "لفظت کلامک" (میں نے تمہارے کلام سے افراض و اسرار کو سمجھ لیا) تو استعمال کرتے مگر وہ یہ نہیں بولتے کہ "فہمت ان السماء فلوفا" (میں نے جان لیا کہ آسمان ہمارے اوپر ہے) کیونکہ یہ بات اعلیٰ من الشمس ہے کہ آسمان ہمارے اوپر ہی ہوتا ہے اور اس کے سمجھنے میں کسی قسم کی وقت فہم نہیں پائی جاتی۔ یہ موقف اختیار کرنے والے کہ لفظ فقہ دقیقہ کی شئی کے ادراک پر دلالت کرتا ہے قرآن کریم کی یہ آیت پیش کرتے ہیں واللہ تعالیٰ نے فرمایا : "وهو الذي الشاكم من نفس واحدة فاستقر ومسود قد فصلنا الايات للوهم يفتقون" (۳) اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر (تمہارے لئے) ایک خبر کرنے کی جگہ ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی۔ بے شک ہم نے تفصیل سے دلیلیں بیان کر دیں ان لوگوں کے لئے جو حقیقت کو سمجھتے ہیں (۴) اور وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان : قالوا يشعب ما نفقه كثير مما تقول (۵) (وہ بولے : اے شعب ہم نہیں سمجھ سکتے بہت سی باتیں جو تم کہتے ہو) کی اس طرح تفسیر کرتے ہیں کہ اس میں ادراک اسرار و محبت کی انہی مراد تھی۔ مطلب یہ تھا کہ جو دعوت تم دے رہے ہو اس کے اسرار کو ہم نہیں سمجھ پا رہے ہیں ورنہ ظاہر اتو وہ سمجھ ہی رہے تھے۔ اور "وان من شيء الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم" میں بھی یہی مراد ہے کہ ہر شئی کی تسبیح کے اسرار کو اللہ جانتا ہے ورنہ ظاہر اتو معمولی عقل والا شخص بھی جانتا ہے کہ ہر شے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ (۶)

۱۔ المعتمد فی اصول الفقہ : ابو الحسن محمد بن علی بن الطیب البصری المتوفی ۳۳۶ھ۔ ۱۰۳۳ھ/۳۔ بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۳ھ۔

۲۔ ۱۸۸۳ھ۔ ان کے الفاظ ہیں : اما فی اللغة ، فہو المعرفة مقصد المتکلم ، بقول لفظت کلامک ای عرفت قصدک بہ ۔

المحصول فی علم الاصول امام ہارازی متوفی ۶۰۶ھ/۹۔ بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸ھ۔ ج ۱ ازراء : ۳۳

ج ۱ لہجہ رسول : امام سنوی متوفی ۶۰۶ھ/۱۹۔ بحوالہ شرح المصنف لابی اسحاق شیرازی ج ۱۱ : ۹۹ ج ۱۱ : ۹۱

ج ۱۱ : ۱۲۰ المحصول : ۱۱۔ بحوالہ ج ۱۱ : ۱۹۔ وزارت الاوقاف والادیان الاسلامیہ طبع کالج ۱۴۰۳ھ۔ ۱۹۸۳ھ

شیراز، مصری، مجدد صمدی کی تحسیر کے سیاق میں بیان کرتے ہیں :

"فكوت هذه المادة في عشرين موعدا من القرآن سبعة عشر منها تدل على ان المراء فروع خاص من دقة الفهم والتفصيل في العلم....."

(یہ مادہ فقہانہ پنج مشقات کے ساتھ ۱ قرآن کریم میں تین مقامات پر آتا ہے جس میں سے تیسرا (۱۶) جوابیہ خاص قسم کے وقت فہم اور علمی گہرائی و عمق سے کہتا ہے۔)

۳۔ الفہم

امان العرب میں فقہ کا معنی مطلقاً فہم کے معنی نہ کر رہے ہیں : والفقہ هو الاصل الفہم بلالہ : اوہی فلاں لفہما فی الدین ای لفہما منہ^۱ (فقہ اصل میں فہم مطلق کا مراد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں کو دین کی تفہیم کی گئی۔ یعنی اس کا فہم ہوا گیا)۔ ابن قدامہ شہلی (متوفی ۶۲۰ھ) اور ابن النبی شہلی (متوفی ۸۰۳ھ) نے یہی معنی بیان کیے ہیں۔^۲

یہاں فقہ کا معنی مطلقاً فہم کے ہیں خواہ فہم ہفتی ہو یا نہ ہو اور وہ مطلقاً قریش بیان کر رہے ہیں کسی ایسا درجہ سے ہوا اور یہی معنی مانگے ہیں۔ قرآن وحدیث سے اس بات کی تائید بھی ہوتی ہے۔ چند مثالیں مستحبہ آتی ہیں :

قرآن کریم سے بعض والاہل :

۱۔ این ما نکونوا یلو حکم الصوت — فقال هؤلاء القوم لا یسکون بل یفہون و یحیون۔^۳
(یہاں کہتے ہیں کہ تم لوگ جیسے موت آئے گی — تو اس قوم کو کہو کہ وہ کیا بات کہتے کہ قریب ہی نہیں جاتے)۔
۲۔ قالوا یشعب ما نفقه کثیرا معا نقول۔^۴
(وہ لوگ اے شعیب ہم نہیں سمجھ سکتے بہت سی باتیں جو تم کہتے ہو)۔

۳۔ تسبح له السموات السبع — وان من شئ الا یسبح بحمده ولكن لا تفقهون حسبهہم۔^۵
مذکورہ بالا آیات قرآنیہ میں فقہ کے معنی مطلقاً فہم کے آئے ہیں اور انہی اعتبار سے اس کی تفسیریں جو کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

۱۔ تحفہ الدار النبیعیہ، مجدد صمدی نے سورۃ الاعراف کی آیت ۱۹ کے لفظ "فانہم لا یفہون" پر "انہم لا یفہون" کا کیا۔
۲۔ لسان العرب : ابن منظور افغانی متوفی ۷۱۱ھ (۱۳۰۵ء) ص ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۵۔
۳۔ روضة النافع، ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۰۸ھ (۱۴۰۵ء) ص ۱۲۸۔ ۱۲۹۔
۴۔ طبہ المستطاب ۱۳۸۵ھ، ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۰۸ھ (۱۴۰۵ء) ص ۱۲۸۔ ۱۲۹۔
۵۔ اسماء جلیلہ، ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۰۸ھ (۱۴۰۵ء) ص ۱۲۸۔ ۱۲۹۔
۶۔ اسماء جلیلہ، ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۰۸ھ (۱۴۰۵ء) ص ۱۲۸۔ ۱۲۹۔

احادیث مبارکہ سے بعض والاکل خلفہ فقہ اپنے جمیع مشقت کے ساتھ صحاح ستہ مندرجہ ذیل بہ طور عام
ملک اور مستند ائمہ میں جن میں تقریباً ایک سو چار (۱۰۳) مقامات پر مختلف تحریر آئی ہے جن میں سے اکثر مقامات
میں اسی فقہ میں آئے ہیں۔ چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں :
عنہ من یؤد الله به خیرا یلقہ فی الدین

(اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بخائی کا راز دے گا وہ فرماتا ہے اس کو دین کی کجیوں کا فرما دیتا ہے)۔

ایک موقع پر مرد و کونین ﷺ صحابہ کرام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا :

ان الناس لکم تبع وان رجلا یتوکلکم من الارض یتفقہون فی الدین فلا انوکھو فاستوصوا
بیم خیرا

(لو کہ تم سب کے پیروں میں ایک شخص ہے جس کی پیروی میں لوگ جہنم میں آجائیں گے تو ان سے تمہاری پیروی نہ کرو۔)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

والناس معادن خیارهم فی الجاہلیۃ خیارهم فی الاسلام انما یلقیوا

(لوگ کان کی شکل میں ہیں ان میں جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین کی کجی
بہتر نہ حاصل کر لیں)۔

مرکبہ دوم ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے یہ غائیہ کلمات ارشاد فرمائے :

"اللہم علمہ الکتاب" اور "فقہ فی الدین" اسے اللہ ان کو کتاب کا علم اور اس کا فہم عطا فرمائے۔

علامہ سیف الدین عابدی شافعی (متوفی ۷۳۵ھ) نے الاحکام الشریعہ کے معنی کا اختیار کیا ہے

۳۔ العلم والفقہ :

لام قرطبی شافعی (متوفی ۷۱۰ھ) نے المستصفیٰ میں فقہ کے لغوی معنی ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

والفقہ عبارت عن العلم والفقہ فی اصل الوضع : یقال : فلان یفقه الحیر والحیر

ای۔ بھلے ہو و بھلہ ہو۔

۴۔ المفہم المعلوم من لفظ الفقہ : حدیث بخاری ہی وسبک پر مسیح ۱۸۹۵ء و ۱۹۰۲ء و ۱۹۰۶ء میں لندن ۱۹۰۶ء

۵۔ الصحیح البخاری والنسب : کتاب العلم : جامع الترمذی : ۱۰۰

۶۔ الصحیح البخاری : باب فیہ العلم : ابواب المذہب باب قول الشافعی "ما یفقه الناس انما یفقهون من لفظ وافی" امام

مسلم نے اس کو اپنی کتب میں کتاب الفقہ میں حضرت عیسیٰ کے کلمات میں بیان کیا۔

۷۔ صحیح بخاری : باب قول النبی ﷺ "اللہم علمہ الکتاب"۔

۸۔ لسان العرب : بیان فقہاء قرطبی (متوفی ۸۲۰ھ) و ابن عساکر (متوفی ۵۴۶ھ) و ابن کثیر (متوفی ۷۵۰ھ)۔

۹۔ الاحکام فی اصول الاحکام : سیف الدین عابدی شافعی (متوفی ۷۳۵ھ) و ابن عساکر (متوفی ۵۴۶ھ) و ابن کثیر (متوفی ۷۵۰ھ)۔

۱۰۔ المستصفیٰ : علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (متوفی ۸۰۶ھ) و ابن کثیر (متوفی ۷۵۰ھ) و ابن عساکر (متوفی ۵۴۶ھ)۔

(اور فقہ اپنے اصل منبع کے اعتبار سے علم فہم سے عبارت ہے۔ حسب یہ کہ یا جائے کہ فقہان غیر بشری فقہ کہتے ہیں۔
تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو یا نہ کہتے ہیں۔)

اس معنی پر قرآن کریم سے استدلال یہ آیت مبارکہ ہے: **وَحُلِّلْ خَلْقَهُ مِنْ لِسَانِ يَفْقَهُوا هَوَالِي** اے معلومو! اللہ اور اس کے پیغمبروں (اور رسولوں) سے میری زبان کی گرد و گداز کہ وہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں یعنی ان کی مراد کا علم فہم پالیں۔

کلمات ”اصول الفقہ“ کی تقدیم و تاخیر..... جس پر کا طریقہ و معمول رہا ہے کہ وہ حسب اصول فقہ کی استانی تعریف کا ارادہ کرتے تو پہلے مضاف یعنی اصول کی تعریف بیان کرتے اور پھر مضاف الیہ یعنی ”الفقہ“ کو مضموع بحث بناتے ہیں۔ اگر اس کے برخلاف پہلے مضاف الیہ (الفقہ) کو اور پھر مضاف (اصول) کا بیان و تشریح ہوتا تو بھی درست ہے۔ علامہ سیف الدین امدی نے ”الاحکام“ میں پہلے فقہ اور پھر الاصول کو بیان کیا اور اس کے جواز کے بارے میں فرمایا:

”اصول الفقہ“ قول مؤلف من مضاف، هو الاصول ومضاف الیہ، هو الفقہ، ولن تعرف المضاف قبل معرفة المضاف الیہ، فلا جرم انه يجب تعريف الفقہ اولاً، ثم معنى الاصول ثانياً۔
(”اصول فقہ“ مضاف اور مضاف الیہ سے مرکب ایک قول ہے اور ”الاصول“ اور ”الافتاء“ ہیں اور ہم مضاف الیہ کی معرفت حاصل کے بغیر ہرگز مضاف کو نہیں کریں گے اور فقہ کی تعریف پہلے اور پھر مضاف الاصول کے معنی بیان کرنے کے پابندی میں کوئی حق نہیں ہے۔)

اصل حقیقت یعنی صوفی و فقہاء اور اصولیین کے یہاں اس کے اصطلاحی حتمی مختلف ہیں۔ اصل حقیقت کے یہاں فقہ اصطلاحی یہ ہے کہ الجمیع بین العلم والعمل لقول الحسین البصری اما الفقیہ المعرف عن الدینا الزائد فی الاحکام البصیر فی حبیب اللہ تک (فقہ علم عمل کی جامعیت کا نام ہے۔ حضرت حسن البصری نے فقہ کی تعریف میں فرمایا کہ فقہ وہ ہے جو دنیا سے روگردانی کرے، آخرت سے رغبت رکھے، اپنے ذاتی محبوب سے باخبر ہو۔) چونکہ یہ ہمارے مضموع سے متعلق نہیں اس لئے اس پر مزید کلام کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ہم فقہاء کے یہاں اس کے اصطلاحی معنی کو کچھ تفصیل سے اور اصولیین کے یہاں اس کے معنی کو زیادہ تفصیل سے بیان کریں گے اور ان کا تحقیقی جائزہ دیں گے۔

فقہ کے اصطلاحی معنی:

فقہاء کے نزدیک ”فقہ“ کے اصطلاحی معنی اور اس کا تحقیقی معنی یہ:

فقہ مخفی کی مشہور کتاب الدر المختار میں ہے: ”حفظ الفروع والقلل ثلاث“ (فقہ مسائل کے بارے میں کتب کا نام ہے اور حفظ مسائل کا کثر مرتبہ یہ ہے کہ تین مسائل یاد ہوں) اور پھر انہوں نے صاحب مقنن کی پیروی کرتے ہوئے کتاب ”الوضایا“ میں اس کے مفہوم میں پائی جانے والی وسعت کو یہ کہہ کر کچھ محدود کر دیا:

مختلف تعریضات ذکر کریں گے اور قاضی بیضاوی سے منقول تعریف پر مفصل کلام کریں گے۔ اس بحث کے آخر میں تحقیقی تجزیہ میں ان تعریضات سے حاصل ہونے والے نتائج اودان میں پائی جانے والی قدر مشترک و مختلف کو مزید بحث لائیں گے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے : "معرفۃ النفس مالہا وما علیہا" فقہ کی اس تعریف میں اعتقادات (علم الکلام) اور وجدانیات (علم تصوف) بھی شامل تھے اور اس کی اس بات سے بھی تائید ہو جاتی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے علم کلام کے موضوع پر ایک کتاب تالیف کی تھی جس کا نام "الغنیۃ الاکبر" رکھا۔ مذکورہ تعریف میں الفاظ "معرفۃ" اور "مالہا" الجوزیات عن دلیل" (دلیل سے جزییات کے ابراہ) کا نام ہے جو صرف مجتہد کو حاصل ہے تو معرفت کے استعمال سے تخلید خارج ہوئی۔

مالہا و علیہا کے احتمالات

بلا ممکن ہے کہ مالہا سے مراد ما یصلح بہ النفس ہو جو ثواب کی صورت میں ہوا اور ما علیہا سے مراد ما یستلزم بہ فی الاخرہ ہو جو عتاب و عقاب کی صورت میں ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "لیہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت" کہ لیتا ہے کسبت جو کام بھی کرے وہ ان چھ حالتوں سے خالی نہیں ہوگا۔ واجب مندوب، مباح، مکروہ و تنزیہی، مکروہ تحریمی یا حرام۔ ان میں سے ہر ایک کی دوہ و طرفین ہیں۔ ایک میں اس کام کا کرنا اور دوسرے میں ترک اہل عمل اس طریقے پر نظر پار دوسرے میں بن جائیں گی۔ ان میں سے فعل واجب، فعل مندوب، عتاب علیہ میں سے ہیں اور فعل حرام، فعل مکروہ تحریمی اور ترک واجب عتاب علیہ میں سے ہیں اور باقی سات صورتیں لا عتاب و لا عتاب علیہ میں شامل ہیں۔

☆ ممکن ہے مالہا سے عذاب کا ملنا اور ما علیہا سے عذاب کا ملنا تو پھر فعل حرام و مکروہ تحریمی اور ترک واجب و عتاب علیہ میں سے ہو جائیں گے اور باقی نو صورتیں عدا لا عتاب علیہ میں سے ہوں گی۔

☆ ممکن ہے کہ مالہا میں نفع سے ثواب اور ما علیہا میں ضرر سے عذاب و ثواب مراد ہوں، تو پھر فعل واجب اور مندوب و عتاب علیہ میں سے ہوں گے اور باقی نو صورتیں عدا لا عتاب علیہ میں سے ہوں گی۔

واضح رہے کہ نفع سے مراد عدم احکام کے پہلے جو صورتیں بیان ہوتی ہیں وہ بالواسطہ ہیں۔ وہ اس طرح کہ سات ان میں سے کسی بھی چیز جو لایعاقب و لایعاقب علیہ میں سے ہیں اور جو صورتیں بعد میں بیان آئیں وہ بلا واسطہ ہیں۔

☆ ممکن ہے مالہا سے مراد ما یجوز لہا مراد وہ لو اس میں مذکورہ بالا صورتوں میں سے نو صورتیں داخل ہیں اور تین صورتیں یعنی فعل حرام، فعل مکروہ تحریمی اور ترک واجب خارج ہیں۔ جبکہ فعل واجب، ترک حرام اور مکروہ تحریمی عدا علیہ میں داخل ہیں اور فعل حرام، فعل مکروہ تحریمی اور ترک واجب و بیوں قسموں (یعنی ما یجوز لہا و عتاب علیہا) سے خارج ہیں۔

۱. شرح اللغۃ الاکبر۔ دہلی تاریخی مجلس مفتی ۱۳۰۱ھ، ۱۴۱۱ھ، ۱۴۲۱ھ، ۱۴۳۱ھ، ۱۴۴۱ھ، ۱۴۵۱ھ، ۱۴۶۱ھ، ۱۴۷۱ھ، ۱۴۸۱ھ، ۱۴۹۱ھ، ۱۵۰۱ھ، ۱۵۱۱ھ، ۱۵۲۱ھ، ۱۵۳۱ھ، ۱۵۴۱ھ، ۱۵۵۱ھ، ۱۵۶۱ھ، ۱۵۷۱ھ، ۱۵۸۱ھ، ۱۵۹۱ھ، ۱۶۰۱ھ، ۱۶۱۱ھ، ۱۶۲۱ھ، ۱۶۳۱ھ، ۱۶۴۱ھ، ۱۶۵۱ھ، ۱۶۶۱ھ، ۱۶۷۱ھ، ۱۶۸۱ھ، ۱۶۹۱ھ، ۱۷۰۱ھ، ۱۷۱۱ھ، ۱۷۲۱ھ، ۱۷۳۱ھ، ۱۷۴۱ھ، ۱۷۵۱ھ، ۱۷۶۱ھ، ۱۷۷۱ھ، ۱۷۸۱ھ، ۱۷۹۱ھ، ۱۸۰۱ھ، ۱۸۱۱ھ، ۱۸۲۱ھ، ۱۸۳۱ھ، ۱۸۴۱ھ، ۱۸۵۱ھ، ۱۸۶۱ھ، ۱۸۷۱ھ، ۱۸۸۱ھ، ۱۸۹۱ھ، ۱۹۰۱ھ، ۱۹۱۱ھ، ۱۹۲۱ھ، ۱۹۳۱ھ، ۱۹۴۱ھ، ۱۹۵۱ھ، ۱۹۶۱ھ، ۱۹۷۱ھ، ۱۹۸۱ھ، ۱۹۹۱ھ، ۲۰۰۱ھ، ۲۰۱۱ھ، ۲۰۲۱ھ، ۲۰۳۱ھ، ۲۰۴۱ھ، ۲۰۵۱ھ، ۲۰۶۱ھ، ۲۰۷۱ھ، ۲۰۸۱ھ، ۲۰۹۱ھ، ۲۱۰۱ھ، ۲۱۱۱ھ، ۲۱۲۱ھ، ۲۱۳۱ھ، ۲۱۴۱ھ، ۲۱۵۱ھ، ۲۱۶۱ھ، ۲۱۷۱ھ، ۲۱۸۱ھ، ۲۱۹۱ھ، ۲۲۰۱ھ، ۲۲۱۱ھ، ۲۲۲۱ھ، ۲۲۳۱ھ، ۲۲۴۱ھ، ۲۲۵۱ھ، ۲۲۶۱ھ، ۲۲۷۱ھ، ۲۲۸۱ھ، ۲۲۹۱ھ، ۲۳۰۱ھ، ۲۳۱۱ھ، ۲۳۲۱ھ، ۲۳۳۱ھ، ۲۳۴۱ھ، ۲۳۵۱ھ، ۲۳۶۱ھ، ۲۳۷۱ھ، ۲۳۸۱ھ، ۲۳۹۱ھ، ۲۴۰۱ھ، ۲۴۱۱ھ، ۲۴۲۱ھ، ۲۴۳۱ھ، ۲۴۴۱ھ، ۲۴۵۱ھ، ۲۴۶۱ھ، ۲۴۷۱ھ، ۲۴۸۱ھ، ۲۴۹۱ھ، ۲۵۰۱ھ، ۲۵۱۱ھ، ۲۵۲۱ھ، ۲۵۳۱ھ، ۲۵۴۱ھ، ۲۵۵۱ھ، ۲۵۶۱ھ، ۲۵۷۱ھ، ۲۵۸۱ھ، ۲۵۹۱ھ، ۲۶۰۱ھ، ۲۶۱۱ھ، ۲۶۲۱ھ، ۲۶۳۱ھ، ۲۶۴۱ھ، ۲۶۵۱ھ، ۲۶۶۱ھ، ۲۶۷۱ھ، ۲۶۸۱ھ، ۲۶۹۱ھ، ۲۷۰۱ھ، ۲۷۱۱ھ، ۲۷۲۱ھ، ۲۷۳۱ھ، ۲۷۴۱ھ، ۲۷۵۱ھ، ۲۷۶۱ھ، ۲۷۷۱ھ، ۲۷۸۱ھ، ۲۷۹۱ھ، ۲۸۰۱ھ، ۲۸۱۱ھ، ۲۸۲۱ھ، ۲۸۳۱ھ، ۲۸۴۱ھ، ۲۸۵۱ھ، ۲۸۶۱ھ، ۲۸۷۱ھ، ۲۸۸۱ھ، ۲۸۹۱ھ، ۲۹۰۱ھ، ۲۹۱۱ھ، ۲۹۲۱ھ، ۲۹۳۱ھ، ۲۹۴۱ھ، ۲۹۵۱ھ، ۲۹۶۱ھ، ۲۹۷۱ھ، ۲۹۸۱ھ، ۲۹۹۱ھ، ۳۰۰۱ھ، ۳۰۱۱ھ، ۳۰۲۱ھ، ۳۰۳۱ھ، ۳۰۴۱ھ، ۳۰۵۱ھ، ۳۰۶۱ھ، ۳۰۷۱ھ، ۳۰۸۱ھ، ۳۰۹۱ھ، ۳۱۰۱ھ، ۳۱۱۱ھ، ۳۱۲۱ھ، ۳۱۳۱ھ، ۳۱۴۱ھ، ۳۱۵۱ھ، ۳۱۶۱ھ، ۳۱۷۱ھ، ۳۱۸۱ھ، ۳۱۹۱ھ، ۳۲۰۱ھ، ۳۲۱۱ھ، ۳۲۲۱ھ، ۳۲۳۱ھ، ۳۲۴۱ھ، ۳۲۵۱ھ، ۳۲۶۱ھ، ۳۲۷۱ھ، ۳۲۸۱ھ، ۳۲۹۱ھ، ۳۳۰۱ھ، ۳۳۱۱ھ، ۳۳۲۱ھ، ۳۳۳۱ھ، ۳۳۴۱ھ، ۳۳۵۱ھ، ۳۳۶۱ھ، ۳۳۷۱ھ، ۳۳۸۱ھ، ۳۳۹۱ھ، ۳۴۰۱ھ، ۳۴۱۱ھ، ۳۴۲۱ھ، ۳۴۳۱ھ، ۳۴۴۱ھ، ۳۴۵۱ھ، ۳۴۶۱ھ، ۳۴۷۱ھ، ۳۴۸۱ھ، ۳۴۹۱ھ، ۳۵۰۱ھ، ۳۵۱۱ھ، ۳۵۲۱ھ، ۳۵۳۱ھ، ۳۵۴۱ھ، ۳۵۵۱ھ، ۳۵۶۱ھ، ۳۵۷۱ھ، ۳۵۸۱ھ، ۳۵۹۱ھ، ۳۶۰۱ھ، ۳۶۱۱ھ، ۳۶۲۱ھ، ۳۶۳۱ھ، ۳۶۴۱ھ، ۳۶۵۱ھ، ۳۶۶۱ھ، ۳۶۷۱ھ، ۳۶۸۱ھ، ۳۶۹۱ھ، ۳۷۰۱ھ، ۳۷۱۱ھ، ۳۷۲۱ھ، ۳۷۳۱ھ، ۳۷۴۱ھ، ۳۷۵۱ھ، ۳۷۶۱ھ، ۳۷۷۱ھ، ۳۷۸۱ھ، ۳۷۹۱ھ، ۳۸۰۱ھ، ۳۸۱۱ھ، ۳۸۲۱ھ، ۳۸۳۱ھ، ۳۸۴۱ھ، ۳۸۵۱ھ، ۳۸۶۱ھ، ۳۸۷۱ھ، ۳۸۸۱ھ، ۳۸۹۱ھ، ۳۹۰۱ھ، ۳۹۱۱ھ، ۳۹۲۱ھ، ۳۹۳۱ھ، ۳۹۴۱ھ، ۳۹۵۱ھ، ۳۹۶۱ھ، ۳۹۷۱ھ، ۳۹۸۱ھ، ۳۹۹۱ھ، ۴۰۰۱ھ، ۴۰۱۱ھ، ۴۰۲۱ھ، ۴۰۳۱ھ، ۴۰۴۱ھ، ۴۰۵۱ھ، ۴۰۶۱ھ، ۴۰۷۱ھ، ۴۰۸۱ھ، ۴۰۹۱ھ، ۴۱۰۱ھ، ۴۱۱۱ھ، ۴۱۲۱ھ، ۴۱۳۱ھ، ۴۱۴۱ھ، ۴۱۵۱ھ، ۴۱۶۱ھ، ۴۱۷۱ھ، ۴۱۸۱ھ، ۴۱۹۱ھ، ۴۲۰۱ھ، ۴۲۱۱ھ، ۴۲۲۱ھ، ۴۲۳۱ھ، ۴۲۴۱ھ، ۴۲۵۱ھ، ۴۲۶۱ھ، ۴۲۷۱ھ، ۴۲۸۱ھ، ۴۲۹۱ھ، ۴۳۰۱ھ، ۴۳۱۱ھ، ۴۳۲۱ھ، ۴۳۳۱ھ، ۴۳۴۱ھ، ۴۳۵۱ھ، ۴۳۶۱ھ، ۴۳۷۱ھ، ۴۳۸۱ھ، ۴۳۹۱ھ، ۴۴۰۱ھ، ۴۴۱۱ھ، ۴۴۲۱ھ، ۴۴۳۱ھ، ۴۴۴۱ھ، ۴۴۵۱ھ، ۴۴۶۱ھ، ۴۴۷۱ھ، ۴۴۸۱ھ، ۴۴۹۱ھ، ۴۵۰۱ھ، ۴۵۱۱ھ، ۴۵۲۱ھ، ۴۵۳۱ھ، ۴۵۴۱ھ، ۴۵۵۱ھ، ۴۵۶۱ھ، ۴۵۷۱ھ، ۴۵۸۱ھ، ۴۵۹۱ھ، ۴۶۰۱ھ، ۴۶۱۱ھ، ۴۶۲۱ھ، ۴۶۳۱ھ، ۴۶۴۱ھ، ۴۶۵۱ھ، ۴۶۶۱ھ، ۴۶۷۱ھ، ۴۶۸۱ھ، ۴۶۹۱ھ، ۴۷۰۱ھ، ۴۷۱۱ھ، ۴۷۲۱ھ، ۴۷۳۱ھ، ۴۷۴۱ھ، ۴۷۵۱ھ، ۴۷۶۱ھ، ۴۷۷۱ھ، ۴۷۸۱ھ، ۴۷۹۱ھ، ۴۸۰۱ھ، ۴۸۱۱ھ، ۴۸۲۱ھ، ۴۸۳۱ھ، ۴۸۴۱ھ، ۴۸۵۱ھ، ۴۸۶۱ھ، ۴۸۷۱ھ، ۴۸۸۱ھ، ۴۸۹۱ھ، ۴۹۰۱ھ، ۴۹۱۱ھ، ۴۹۲۱ھ، ۴۹۳۱ھ، ۴۹۴۱ھ، ۴۹۵۱ھ، ۴۹۶۱ھ، ۴۹۷۱ھ، ۴۹۸۱ھ، ۴۹۹۱ھ، ۵۰۰۱ھ، ۵۰۱۱ھ، ۵۰۲۱ھ، ۵۰۳۱ھ، ۵۰۴۱ھ، ۵۰۵۱ھ، ۵۰۶۱ھ، ۵۰۷۱ھ، ۵۰۸۱ھ، ۵۰۹۱ھ، ۵۱۰۱ھ، ۵۱۱۱ھ، ۵۱۲۱ھ، ۵۱۳۱ھ، ۵۱۴۱ھ، ۵۱۵۱ھ، ۵۱۶۱ھ، ۵۱۷۱ھ، ۵۱۸۱ھ، ۵۱۹۱ھ، ۵۲۰۱ھ، ۵۲۱۱ھ، ۵۲۲۱ھ، ۵۲۳۱ھ، ۵۲۴۱ھ، ۵۲۵۱ھ، ۵۲۶۱ھ، ۵۲۷۱ھ، ۵۲۸۱ھ، ۵۲۹۱ھ، ۵۳۰۱ھ، ۵۳۱۱ھ، ۵۳۲۱ھ، ۵۳۳۱ھ، ۵۳۴۱ھ، ۵۳۵۱ھ، ۵۳۶۱ھ، ۵۳۷۱ھ، ۵۳۸۱ھ، ۵۳۹۱ھ، ۵۴۰۱ھ، ۵۴۱۱ھ، ۵۴۲۱ھ، ۵۴۳۱ھ، ۵۴۴۱ھ، ۵۴۵۱ھ، ۵۴۶۱ھ، ۵۴۷۱ھ، ۵۴۸۱ھ، ۵۴۹۱ھ، ۵۵۰۱ھ، ۵۵۱۱ھ، ۵۵۲۱ھ، ۵۵۳۱ھ، ۵۵۴۱ھ، ۵۵۵۱ھ، ۵۵۶۱ھ، ۵۵۷۱ھ، ۵۵۸۱ھ، ۵۵۹۱ھ، ۵۶۰۱ھ، ۵۶۱۱ھ، ۵۶۲۱ھ، ۵۶۳۱ھ، ۵۶۴۱ھ، ۵۶۵۱ھ، ۵۶۶۱ھ، ۵۶۷۱ھ، ۵۶۸۱ھ، ۵۶۹۱ھ، ۵۷۰۱ھ، ۵۷۱۱ھ، ۵۷۲۱ھ، ۵۷۳۱ھ، ۵۷۴۱ھ، ۵۷۵۱ھ، ۵۷۶۱ھ، ۵۷۷۱ھ، ۵۷۸۱ھ، ۵۷۹۱ھ، ۵۸۰۱ھ، ۵۸۱۱ھ، ۵۸۲۱ھ، ۵۸۳۱ھ، ۵۸۴۱ھ، ۵۸۵۱ھ، ۵۸۶۱ھ، ۵۸۷۱ھ، ۵۸۸۱ھ، ۵۸۹۱ھ، ۵۹۰۱ھ، ۵۹۱۱ھ، ۵۹۲۱ھ، ۵۹۳۱ھ، ۵۹۴۱ھ، ۵۹۵۱ھ، ۵۹۶۱ھ، ۵۹۷۱ھ، ۵۹۸۱ھ، ۵۹۹۱ھ، ۶۰۰۱ھ، ۶۰۱۱ھ، ۶۰۲۱ھ، ۶۰۳۱ھ، ۶۰۴۱ھ، ۶۰۵۱ھ، ۶۰۶۱ھ، ۶۰۷۱ھ، ۶۰۸۱ھ، ۶۰۹۱ھ، ۶۱۰۱ھ، ۶۱۱۱ھ، ۶۱۲۱ھ، ۶۱۳۱ھ، ۶۱۴۱ھ، ۶۱۵۱ھ، ۶۱۶۱ھ، ۶۱۷۱ھ، ۶۱۸۱ھ، ۶۱۹۱ھ، ۶۲۰۱ھ، ۶۲۱۱ھ، ۶۲۲۱ھ، ۶۲۳۱ھ، ۶۲۴۱ھ، ۶۲۵۱ھ، ۶۲۶۱ھ، ۶۲۷۱ھ، ۶۲۸۱ھ، ۶۲۹۱ھ، ۶۳۰۱ھ، ۶۳۱۱ھ، ۶۳۲۱ھ، ۶۳۳۱ھ، ۶۳۴۱ھ، ۶۳۵۱ھ، ۶۳۶۱ھ، ۶۳۷۱ھ، ۶۳۸۱ھ، ۶۳۹۱ھ، ۶۴۰۱ھ، ۶۴۱۱ھ، ۶۴۲۱ھ، ۶۴۳۱ھ، ۶۴۴۱ھ، ۶۴۵۱ھ، ۶۴۶۱ھ، ۶۴۷۱ھ، ۶۴۸۱ھ، ۶۴۹۱ھ، ۶۵۰۱ھ، ۶۵۱۱ھ، ۶۵۲۱ھ، ۶۵۳۱ھ، ۶۵۴۱ھ، ۶۵۵۱ھ، ۶۵۶۱ھ، ۶۵۷۱ھ، ۶۵۸۱ھ، ۶۵۹۱ھ، ۶۶۰۱ھ، ۶۶۱۱ھ، ۶۶۲۱ھ، ۶۶۳۱ھ، ۶۶۴۱ھ، ۶۶۵۱ھ، ۶۶۶۱ھ، ۶۶۷۱ھ، ۶۶۸۱ھ، ۶۶۹۱ھ، ۶۷۰۱ھ، ۶۷۱۱ھ، ۶۷۲۱ھ، ۶۷۳۱ھ، ۶۷۴۱ھ، ۶۷۵۱ھ، ۶۷۶۱ھ، ۶۷۷۱ھ، ۶۷۸۱ھ، ۶۷۹۱ھ، ۶۸۰۱ھ، ۶۸۱۱ھ، ۶۸۲۱ھ، ۶۸۳۱ھ، ۶۸۴۱ھ، ۶۸۵۱ھ، ۶۸۶۱ھ، ۶۸۷۱ھ، ۶۸۸۱ھ، ۶۸۹۱ھ، ۶۹۰۱ھ، ۶۹۱۱ھ، ۶۹۲۱ھ، ۶۹۳۱ھ، ۶۹۴۱ھ، ۶۹۵۱ھ، ۶۹۶۱ھ، ۶۹۷۱ھ، ۶۹۸۱ھ، ۶۹۹۱ھ، ۷۰۰۱ھ، ۷۰۱۱ھ، ۷۰۲۱ھ، ۷۰۳۱ھ، ۷۰۴۱ھ، ۷۰۵۱ھ، ۷۰۶۱ھ، ۷۰۷۱ھ، ۷۰۸۱ھ، ۷۰۹۱ھ، ۷۱۰۱ھ، ۷۱۱۱ھ، ۷۱۲۱ھ، ۷۱۳۱ھ، ۷۱۴۱ھ، ۷۱۵۱ھ، ۷۱۶۱ھ، ۷۱۷۱ھ، ۷۱۸۱ھ، ۷۱۹۱ھ، ۷۲۰۱ھ، ۷۲۱۱ھ، ۷۲۲۱ھ، ۷۲۳۱ھ، ۷۲۴۱ھ، ۷۲۵۱ھ، ۷۲۶۱ھ، ۷۲۷۱ھ، ۷۲۸۱ھ، ۷۲۹۱ھ، ۷۳۰۱ھ، ۷۳۱۱ھ، ۷۳۲۱ھ، ۷۳۳۱ھ، ۷۳۴۱ھ، ۷۳۵۱ھ، ۷۳۶۱ھ، ۷۳۷۱ھ، ۷۳۸۱ھ، ۷۳۹۱ھ، ۷۴۰۱ھ، ۷۴۱۱ھ، ۷۴۲۱ھ، ۷۴۳۱ھ، ۷۴۴۱ھ، ۷۴۵۱ھ، ۷۴۶۱ھ، ۷۴۷۱ھ، ۷۴۸۱ھ، ۷۴۹۱ھ، ۷۵۰۱ھ، ۷۵۱۱ھ، ۷۵۲۱ھ، ۷۵۳۱ھ، ۷۵۴۱ھ، ۷۵۵۱ھ، ۷۵۶۱ھ، ۷۵۷۱ھ، ۷۵۸۱ھ، ۷۵۹۱ھ، ۷۶۰۱ھ، ۷۶۱۱ھ، ۷۶۲۱ھ، ۷۶۳۱ھ، ۷۶۴۱ھ، ۷۶۵۱ھ، ۷۶۶۱ھ، ۷۶۷۱ھ، ۷۶۸۱ھ، ۷۶۹۱ھ، ۷۷۰۱ھ، ۷۷۱۱ھ، ۷۷۲۱ھ، ۷۷۳۱ھ، ۷۷۴۱ھ، ۷۷۵۱ھ، ۷۷۶۱ھ، ۷۷۷۱ھ، ۷۷۸۱ھ، ۷۷۹۱ھ، ۷۸۰۱ھ، ۷۸۱۱ھ، ۷۸۲۱ھ، ۷۸۳۱ھ، ۷۸۴۱ھ، ۷۸۵۱ھ، ۷۸۶۱ھ، ۷۸۷۱ھ، ۷۸۸۱ھ، ۷۸۹۱ھ، ۷۹۰۱ھ، ۷۹۱۱ھ، ۷۹۲۱ھ، ۷۹۳۱ھ، ۷۹۴۱ھ، ۷۹۵۱ھ، ۷۹۶۱ھ، ۷۹۷۱ھ، ۷۹۸۱ھ، ۷۹۹۱ھ، ۸۰۰۱ھ، ۸۰۱۱ھ، ۸۰۲۱ھ، ۸۰۳۱ھ، ۸۰۴۱ھ، ۸۰۵۱ھ، ۸۰۶۱ھ، ۸۰۷۱ھ، ۸۰۸۱ھ، ۸۰۹۱ھ، ۸۱۰۱ھ، ۸۱۱۱ھ، ۸۱۲۱ھ، ۸۱۳۱ھ، ۸۱۴۱ھ، ۸۱۵۱ھ، ۸۱۶۱ھ، ۸۱۷۱ھ، ۸۱۸۱ھ، ۸۱۹۱ھ، ۸۲۰۱ھ، ۸۲۱۱ھ، ۸۲۲۱ھ، ۸۲۳۱ھ، ۸۲۴۱ھ، ۸۲۵۱ھ، ۸۲۶۱ھ، ۸۲۷۱ھ، ۸۲۸۱ھ، ۸۲۹۱ھ، ۸۳۰۱ھ، ۸۳۱۱ھ، ۸۳۲۱ھ، ۸۳۳۱ھ، ۸۳۴۱ھ، ۸۳۵۱ھ، ۸۳۶۱ھ، ۸۳۷۱ھ، ۸۳۸۱ھ، ۸۳۹۱ھ، ۸۴۰۱ھ، ۸۴۱۱ھ، ۸۴۲۱ھ، ۸۴۳۱ھ، ۸۴۴۱ھ، ۸۴۵۱ھ، ۸۴۶۱ھ، ۸۴۷۱ھ، ۸۴۸۱ھ، ۸۴۹۱ھ، ۸۵۰۱ھ، ۸۵۱۱ھ، ۸۵۲۱ھ، ۸۵۳۱ھ، ۸۵۴۱ھ، ۸۵۵۱ھ، ۸۵۶۱ھ، ۸۵۷۱ھ، ۸۵۸۱ھ، ۸۵۹۱ھ، ۸۶۰۱ھ، ۸۶۱۱ھ، ۸۶۲۱ھ، ۸۶۳۱ھ، ۸۶۴۱ھ، ۸۶۵۱ھ، ۸۶۶۱ھ، ۸۶۷۱ھ، ۸۶۸۱ھ، ۸۶۹۱ھ، ۸۷۰۱ھ، ۸۷۱۱ھ، ۸۷۲۱ھ، ۸۷۳۱ھ، ۸۷۴۱ھ، ۸۷۵۱ھ، ۸۷۶۱ھ، ۸۷۷۱ھ، ۸۷۸۱ھ، ۸۷۹۱ھ، ۸۸۰۱ھ، ۸۸۱۱ھ، ۸۸۲۱ھ، ۸۸۳۱ھ، ۸۸۴۱ھ، ۸۸۵۱ھ، ۸۸۶۱ھ، ۸۸۷۱ھ، ۸۸۸۱ھ، ۸۸۹۱ھ، ۸۹۰۱ھ، ۸۹۱۱ھ، ۸۹۲۱ھ، ۸۹۳۱ھ، ۸۹۴۱ھ، ۸۹۵۱ھ، ۸۹۶۱ھ، ۸۹۷۱ھ، ۸۹۸۱ھ، ۸۹۹۱ھ، ۹۰۰۱ھ، ۹۰۱۱ھ، ۹۰۲۱ھ، ۹۰۳۱ھ، ۹۰۴۱ھ، ۹۰۵۱ھ، ۹۰۶۱ھ، ۹۰۷۱ھ، ۹۰۸۱ھ، ۹۰۹۱ھ، ۹۱۰۱ھ، ۹۱۱۱ھ، ۹۱۲۱ھ، ۹۱۳۱ھ، ۹۱۴۱ھ، ۹۱۵۱ھ، ۹۱۶۱ھ، ۹۱۷۱ھ، ۹۱۸۱ھ، ۹۱۹۱ھ، ۹۲۰۱ھ، ۹۲۱۱ھ، ۹۲۲۱ھ، ۹۲۳۱ھ، ۹۲۴۱ھ، ۹۲۵۱ھ، ۹۲۶۱ھ، ۹۲۷۱ھ، ۹۲۸۱ھ، ۹۲۹۱ھ، ۹۳۰۱ھ، ۹۳۱۱ھ، ۹۳۲۱ھ، ۹۳۳۱ھ، ۹۳۴۱ھ، ۹۳۵۱ھ، ۹۳۶۱ھ، ۹۳۷۱ھ، ۹۳۸۱ھ، ۹۳۹۱ھ، ۹۴۰۱ھ، ۹۴۱۱ھ، ۹۴۲۱ھ، ۹۴۳۱ھ، ۹۴۴۱ھ، ۹۴۵۱ھ، ۹۴۶۱ھ، ۹۴۷۱ھ، ۹۴۸۱ھ، ۹۴۹۱ھ، ۹۵۰۱ھ، ۹۵۱۱ھ، ۹۵۲۱ھ، ۹۵۳۱ھ، ۹۵۴۱ھ، ۹۵۵۱ھ، ۹۵۶۱ھ، ۹۵۷۱ھ، ۹۵۸۱ھ، ۹۵۹۱ھ، ۹۶۰۱ھ، ۹۶۱۱ھ، ۹۶۲۱ھ، ۹۶۳۱ھ، ۹۶۴۱ھ، ۹۶۵۱ھ، ۹۶۶۱ھ، ۹۶۷۱ھ، ۹۶۸۱ھ، ۹۶۹۱ھ، ۹۷۰۱ھ، ۹۷۱۱ھ، ۹۷۲۱ھ، ۹۷۳۱ھ، ۹۷۴۱ھ، ۹۷۵۱ھ، ۹۷۶۱ھ، ۹۷۷۱ھ، ۹۷۸۱ھ، ۹۷۹۱ھ، ۹۸۰۱ھ، ۹۸۱۱ھ، ۹۸۲۱ھ، ۹۸۳۱ھ، ۹۸۴۱ھ، ۹۸۵۱ھ، ۹۸۶۱ھ، ۹۸۷۱ھ، ۹۸۸۱ھ، ۹۸۹۱ھ، ۹۹۰۱ھ، ۹۹۱۱ھ، ۹۹۲۱ھ، ۹۹۳۱ھ، ۹۹۴۱ھ، ۹۹۵۱ھ، ۹۹۶۱ھ، ۹۹۷۱ھ، ۹۹۸۱ھ، ۹۹۹۱ھ، ۱۰۰۰۱ھ، ۱۰۰۱۱ھ، ۱۰۰۲۱ھ، ۱۰۰۳۱ھ، ۱۰۰۴۱ھ، ۱۰۰۵۱ھ، ۱۰۰۶۱ھ، ۱۰۰۷۱ھ، ۱۰۰۸۱ھ، ۱۰۰۹۱ھ، ۱۰۱۰۱ھ، ۱۰۱۱۱ھ، ۱۰۱۲۱ھ، ۱۰۱۳۱ھ، ۱۰۱۴۱ھ، ۱۰۱۵۱ھ، ۱۰۱۶۱ھ، ۱۰۱۷۱ھ، ۱۰۱۸۱ھ، ۱۰۱۹۱ھ، ۱۰۲۰۱ھ، ۱۰۲۱۱ھ، ۱۰۲۲۱ھ، ۱۰۲۳۱ھ، ۱۰۲۴۱ھ، ۱۰۲۵۱ھ، ۱۰۲۶۱ھ، ۱۰۲۷۱ھ، ۱۰۲۸۱ھ، ۱۰۲۹۱ھ، ۱۰۳۰۱ھ، ۱۰۳۱۱ھ، ۱۰۳۲۱ھ، ۱۰۳۳۱ھ، ۱۰۳۴۱ھ، ۱۰۳۵۱ھ، ۱۰۳۶۱ھ، ۱۰۳۷۱ھ، ۱۰۳۸۱ھ، ۱۰۳۹۱ھ، ۱۰۴۰۱ھ، ۱۰۴۱۱ھ، ۱۰۴۲۱ھ، ۱۰۴۳۱ھ، ۱۰۴۴۱ھ، ۱۰۴۵۱ھ، ۱۰۴۶۱ھ، ۱۰۴۷۱ھ، ۱۰۴۸۱ھ، ۱۰۴۹۱ھ، ۱۰۵۰۱ھ، ۱۰۵۱۱ھ، ۱۰۵۲۱ھ، ۱۰۵۳۱ھ، ۱۰۵۴۱ھ، ۱۰۵۵۱ھ، ۱۰۵۶۱ھ، ۱۰۵۷۱ھ، ۱۰۵۸۱ھ، ۱۰۵۹۱ھ، ۱۰۶۰۱ھ، ۱۰۶۱۱ھ، ۱۰۶۲۱ھ، ۱۰۶۳۱ھ، ۱۰۶۴۱ھ، ۱۰۶۵۱ھ، ۱۰۶۶۱ھ، ۱۰۶۷۱ھ، ۱۰۶۸۱ھ، ۱۰۶۹۱ھ، ۱۰۷۰۱ھ، ۱۰۷۱۱ھ، ۱۰۷۲۱ھ، ۱۰۷۳۱ھ، ۱۰۷۴۱ھ، ۱۰۷۵۱ھ، ۱۰۷۶۱ھ، ۱۰۷۷۱ھ، ۱۰۷۸۱ھ، ۱۰۷۹۱ھ، ۱۰۸۰۱ھ، ۱۰۸۱۱ھ، ۱۰۸۲۱ھ، ۱۰۸۳۱ھ، ۱۰۸۴۱ھ، ۱۰۸۵۱ھ، ۱۰۸۶۱ھ، ۱۰۸۷۱ھ، ۱۰۸۸۱ھ، ۱۰۸۹۱ھ، ۱۰۹۰۱ھ، ۱۰۹۱۱ھ، ۱۰۹۲۱ھ، ۱۰۹۳۱ھ، ۱۰۹۴۱ھ، ۱۰۹۵۱ھ، ۱۰۹۶۱ھ، ۱۰۹۷۱ھ، ۱۰۹۸۱ھ، ۱۰۹۹۱ھ، ۱۱۰۰۱ھ، ۱۱۰۱۱ھ، ۱۱۰۲۱ھ، ۱۱۰۳۱ھ، ۱۱۰۴۱ھ، ۱۱۰۵۱ھ، ۱۱۰۶۱ھ، ۱۱۰۷۱ھ، ۱۱۰۸۱ھ، ۱۱۰۹۱ھ، ۱۱۱۰۱ھ، ۱۱۱۱۱ھ، ۱۱۱۲۱ھ، ۱۱۱۳۱ھ، ۱۱۱۴۱ھ، ۱۱۱۵۱ھ، ۱۱۱۶۱ھ، ۱۱۱۷۱ھ، ۱۱۱۸۱ھ، ۱۱۱۹۱ھ، ۱۱۲۰۱ھ، ۱۱۲۱۱ھ، ۱۱۲۲۱ھ، ۱۱۲۳۱ھ، ۱۱۲۴۱ھ، ۱۱۲۵۱ھ، ۱۱۲۶۱ھ، ۱۱۲۷۱ھ، ۱۱۲۸

ممكن ہے کہ عدلیہ سے ملحق ہو لیا اور عدلیہ سے ملحق ہو علیہا مراد جو ان حالت میں بارہ کی بارہ صورتیں ان امور کو شامل ہو جائیگی۔ وہاں طرح کے ہواں کے لئے چاروں دو ملحق ہو لیا میں اور جو چاروں تین عدلیہ علیہا میں اہل ان سال کو تمام اجتماع سے اپنی صورتوں میں سے جن میں دینیاتی و ادبیہ نہیں پڑتا وہ مراد لیا۔
نیز وہ مراد سب سے ہے۔

تعریف فقہ میں الشیخ سے مراد: — یہاں انفس کے دینی ہو سکتے ہیں :

(۱) زمانہ بہت کا مجموعہ کیونکہ اکثر احکام کا تعلق بہان کے ساتھ ہے۔

(۲) جہاں سے مراد انفس انسانیہ یعنی روح ہو۔ صرف روح مراد لینے پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ فقہ میں کے نزدیک روح مجرد کو کہی اور وہ نہیں۔ بہرہ انفس سے صرف روح مراد لینا درست نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مراد روح مجرد نہیں بلکہ روح ہے جس سے بدن انسانی میں طویل کیا جاتا ہے۔ تو اس اعتبار سے فقط روح کا معنی مراد لینا بھی درست ہے کیونکہ فعل افعال کا تعلق اس سے ہوتا ہے اور یہاں اس کے لئے آگ ہے۔
اصحاب امامیہ بھی "تالیف فقہ" سے یہ تعریف کی :

"العلم بالا حکام الشرعية العقلية من ادلتها العقلية"

(شریعت کے علم کی ادلت عقلیہ سے ہونا لگتا ہے)۔

امام رازی شافعی (متوفی ۴۰۰ھ) نے فرمایا :

"فی اصطلاح العلماء عبارة : عن الاحکام الشرعية العقلية المستدل علی اعتبارها ، بحيث لا يعلم كونها من الدين ضرورة"۔

امام رازی کی تعریف یہ مصدر الشریعہ کی تفسیر ہے۔ مصدر الشریعہ سے ان تعریف میں لا معلوم کو کہا من الدين ضرورة کی قید پر تفسیر کی اور اسے غیر ضروری قرار دیا۔

علامہ سیب الدین ہمدانی شافعی (متوفی ۶۳۶ھ) نے یوں تعریف کی :

"الفقه مخصص بالعلم الحاصل بجدلة من الاحکام الشرعية الفروعية بالنظر والاستدلال"

(فقہ کا مخصص کر کے علم حاصل ہونے والے مخصوص علم کا ہے)

۱۔ الفقه والوضوح من الشریعہ مصدر الشریعہ کی تفسیر رازی (متوفی ۶۳۶ھ) ۱۲۰۰ھ۔ ۲۔ کراچی لٹریچر سوسائٹی

۳۔ الفقه حاشیہ الفروع من الشریعہ کی تفسیر رازی (متوفی ۶۳۶ھ) ۱۲۰۰ھ۔ ۴۔ کراچی لٹریچر سوسائٹی

۵۔ الفقه والوضوح من الشریعہ من الشریعہ کی تفسیر رازی (متوفی ۶۳۶ھ) ۱۲۰۰ھ۔ ۶۔ کراچی لٹریچر سوسائٹی

۷۔ الفقه فی علم اصول۔ امام رازی شافعی (متوفی ۴۰۰ھ) ۱۰۰۰ھ۔ ۸۔ دار الفکر کتب العلمیہ ۱۳۸۸ھ۔ ۹۔ ۱۸۸۸ھ

۱۰۔ شرح الفروع علی الفروع فی الفقه من الشریعہ کی تفسیر رازی (متوفی ۶۳۶ھ) ۱۲۰۰ھ۔ ۱۱۔ کراچی لٹریچر سوسائٹی

۱۲۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ سیب الدین ہمدانی شافعی (متوفی ۶۳۶ھ) ۱۲۰۰ھ۔ ۱۳۔ دار الفکر کتب العلمیہ ۱۳۸۸ھ۔ ۱۴۔ ۱۸۸۸ھ

ابن ماجہ ماہکی (متوفی ۲۴۶ھ) نے ان کلمات کے ساتھ تعریف کی :

العلم بالاحكام الشرعية العملية من ادلتها التفصيلية بالاستدلال.^۱
(شریعت کے عملی احکام کا اولہ تفصیلی سے استدلال کے ساتھ جاننا کہ ہے)

یہ تعریف اشاعرہ سے مقول تعریف کی مثل ہے جس میں صرف لفظ الاستدلال کا اضافہ جس سے یہ فائدہ ہوا کہ علم فقہی علم اصول کا علم ہے، علم جرائد، فقہ کی تعریف سے خارج ہو گئے کیونکہ علم کا حصول بالاستدلال نہیں ہوتا۔
صدر الشریعہ حنفی کی "بالاستدلال" کے اضافہ پر تنقید : صدر الشریعہ حنفی (متوفی ۱۲۷ھ) نے فرمایا : ولا شک انه مکتور (اور بلاشبہ) [لفظ الاستدلال] (مرد ہے) وہ اس طرح کہ اولہ تفصیلیہ سے بھی تو بغیر استدلال علم حاصل نہیں ہوتا تو دوبارہ اس کی تکرار بلا فائدہ ہے۔^۲

قاضی بیضاوی شافعی (متوفی ۶۷۵ھ) نے یہ تعریف کی :

العلم بالاحكام الشرعية العملية المكسب من ادلتها التفصيلية.^۳

اصول فقہ کے لفظی معنی ہونے کے بعد اس تعریف پر ہم مطلق کلام کریں گے۔

صدر الشریعہ حنفی (متوفی ۱۲۷ھ) نے ابن ماجہ ماہکی (متوفی ۲۴۶ھ) اور ماہازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) وغیرہ کی تعریفات پر تنقید کرنے کے بعد ان کلمات کے ساتھ فقہ کی تعریف بیان کی :

بل هو العلم بكل احكام الشرعية العملية التي لفظها نزول الوحي بها والتي انعقد الاجماع عليها من ادلتها مع ملكة الاستنباط الصحيح منها .^۴

(فقہ ان تمام احکام شرعیہ میں سے ہے جو باری تعالیٰ نے اپنے سامنے لکھا ہوئے ہوں یا اللہ شرعیہ سے ان احکام شرعیہ پر صحیح نتائج کا استنباط کرنے کے لئے کے لئے کے ساتھ ملکہ ہوئے ہوں)۔

صدر الشریعہ کی تعریف پر شارح علامہ فقہ تازی (متوفی ۹۲ھ) نے چار اعتراضات کیے اور پھر خود ہی ان کے جوابات بھی دیئے۔^۵

ابن الحام شافعی (متوفی ۸۰۳ھ) نے یہ تعریف بیان کی :

العلم بالاحكام الشرعية القرعية عن ادلتها التفصيلية بالاستدلال.^۶

اصول فقہی اضافی تعریف کے تیسرے جزؤ اضافت کو بیان کرنے کے بعد فقہ کی تعریفات کا تحقیقی تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

۱۔ کتاب مختصر المنہجی الاصولی - جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عربی بکرات ابن ماجہ، آمل ۶۶۱ فی ۵۷۱ ص ۳۔ مصر: دار الفکر، ۱۳۴۶ھ۔
۲۔ شرح الطولوع علی التوضیح ص ۲۸۔ کراچی: نور محمد، ۱۳۷۰ھ۔

۳۔ نہایۃ السؤل - جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عربی الاصولی شافعی متوفی ۶۷۵ھ فی ۲۶۱ ص ۳۔ دار الکتب العلمیہ ۱۳۷۵ھ۔ ۱۹۸۳ء شرح
البدیع محمد بن حسن البیہقی ۲۵۱/۱ - ۲۶۱ ص ۳۔ دار الکتب العلمیہ ۱۳۷۵ھ۔ ۱۹۸۳ء۔

۴۔ التوضیح - جلد الشریعہ ص ۳۸۱ کراچی: نور محمد، ۱۳۷۰ھ۔
۵۔ فقہ تازی (متوفی ۹۲ھ) نے ابن الحام شافعی (متوفی ۸۰۳ھ) کی تعریف پر تنقید کی اور پھر خود ہی ان کے جوابات بھی دیئے۔

۶۔ کتاب المختصر منہجی الاصولی - جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عربی بکرات ابن ماجہ، آمل ۶۶۱ فی ۵۷۱ ص ۳۔ مصر: دار الفکر، ۱۳۴۶ھ۔

اصول فقہ کے مابین "اضافت کی فکر شرعاً : یہ ایک ظاہری جز ہے جو مضاف اور مضاف الیہ کے مابین نسبت سے عبارت ہے۔ لیکن جب تک مضاف اور مضاف الیہ میں اضافت نہیں ہوگی ان کو باہمی طور پر مربوط کر کے مطلوبہ معنی حاصل نہیں کئے جاسکتے۔

اضافت اختصاص کا فائدہ دیتی ہے۔ اگر مضاف اسم جامد ہو تو اختصاص مطلق کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً "صحو زید" اور "مضاف اسم مشتق ہو تو مضاف کا مضاف الیہ کے ساتھ مشتق کے معنی میں اضافیت کے ساتھ اختصاص کا فائدہ ہوتا ہے جیسے "علم زید" میں "علم" کو "میت" کے معنی میں "زید" کے ساتھ اختصاص کا فائدہ ہوا۔

مذکورہ بالا تعریفات کا تحقیقی تجربہ : فقہی تعریف میں معرّفین کہیں احکام کو عملیہ کے وصف کے ساتھ متصف کرتے ہیں اور کہیں فرعیہ و فروعیہ کا جو یہ سبب درست ہیں۔ عملیہ اس لئے کہ وہ احکام مکملین کے اجمال سے متعلق ہوتے ہیں اور فرعیہ اس لئے کہ وہ ان احکام چہرہ سے متفرع ہوتے ہیں جو اپنی صحت میں اللہ اور اس کی صفات اور اس کے رسول کے اسے ہونے احکام کے کجا ہونے کے اعتقاد پر موقوف ہوتے ہیں جن کے ذریعہ سے احکام شرعیہ فرعیہ کے اشتباہ تک توصل حاصل ہوتا ہے۔

موسوٰعہ عمال ناہر میں "لفقہ عدد الاصولین" کے تحت جو بحث کی گئی ہے اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

"جو کچھ حق الہی سے رسالت مآب ﷺ پر قرآن و سنت میں احکام عملیہ کے بارے میں نازل ہوا کبھی ان احکام عملیہ کی دلیل قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہوتی ہے، اس قسم میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس کی مہودوں میں سے ایک صورت تو وہ ہے جو شرعاً ہی اور شرعاً اسلام سے متعلق ہے۔ مثلاً قمار، زکوٰۃ، رازدوق کا وجوب وغیرہ اور دوسری صورت نظری ہے۔ اس کا حکم بھی نفس کی طرح قطعی ہوگا اور اجماع ہے۔ اگر کسی بارے میں اجماع ہو جائے تو وہ قطعی الثبوت ہے۔ کبھی احکام عملیہ کی دلیل "قطعی الثبوت قطعی الدلالہ" ہوتی ہے۔ کبھی "قطعی الثبوت قطعی الدلالہ" اور کبھی "قطعی الثبوت قطعی الدلالہ" ہوتی ہے : ان میں سے آخر الذکر میں اجتہاد ہو سکتا ہے اور ان سے مستنبط احکام "قطعی" اور "اجتہادی" ہوں گے۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کی آیات مبارکہ پیش کی جاسکتی ہے : "واصحبوا بمرؤسکم" (اور اپنے سر کا سچا کرو)۔ آیات (دلیل) مسخر اس کے وجوب کے بارے میں "قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ" ہے اور مسخر اس کا حکم قطعی ہے۔ لیکن مسخر اس کی مقدار اکل یا رطل یا بعض کے بارے میں اس کی دلالت ظنیہ ہے اور کسی بھی مقدار کو اختیار کرنا ظنی اور اجتہادی ہوگا۔"

اصولین نے فقہ کے اصطلاحی معنی میں اس کے کئی معنی کے بجائے وقتی کا اعتبار کیا ہے یعنی مسائل احکام کی معرفت کے بجائے استخراج، تنہیم اور اشتباہ کو لازم قرار دیا ہے اور چار محدثین اصولین نے یا عموم اور متاخرین نے یا خصوص فقہی اصطلاحی تعریف میں وقتی معنی پر ثبوت بحث کی۔ مختلف ادوار میں مختلف الفاظ کے ساتھ تعریفات کی گئیں، آنے والوں نے کبھی سابقین سے متعارف تعریفات کی کبھی نیا تنہید و حذف و اضافہ کیا تو کبھی خود ہی کوئی نئی تعریف کر ڈالی۔

ساتھ تین سے منقول تعریفات کے اسالیب کی درجہ بندی : ساتھ تین سے منقول تمام تعریفات مندرجہ ذیل تین اسالیب میں سے کسی نہ کسی ایک طرز پر ضرور ملتی ہوتی ہیں۔

پہلا طریقہ : یہ مجدد اصولین کا طریقہ ہے۔ اس کے مطابق فقہ کی تعریف ابو اسحاق شیرازی ثانی (متوفی ۵۷۶ھ) کے اسلوب پر مبنی ہے جسے انہوں نے اپنی کتاب "المعجم" میں اختیار کیا۔ ان کے مطابق تعریف یہ ہے: "ان الفقہ معارف الاحکام الشرعیۃ النبی طریقاً لا جہلاً" (فہم احکام شریعت کی معرفت کا نام ہے جو اجتہاد سے حاصل ہوتا ہے)۔ دوسروں نے بھی اسی مضمون کو پیش کرتے ہوئے فقہ کی یہ تعریف کی: "انہ العلم بالاحکام الشرعیۃ العلمیۃ بالاستدلال" بعض بالاستدلال کے بجائے "من ادلتها التعلیل" کہہ دیجئے ہیں تو اس تعریف کے مطابق ذوات و صفات کا علم فقہ نہیں ہے، کیونکہ وہ احکام کا علم نہیں ہے اور احکام عقلیہ، وحیہ، وحشیہ مثلاً حساب، ہندسہ، موسیقی اور نحو و صرف کے احکام کے علم کو فقہ نہیں کہہ سکتے، کیونکہ ان کے احکام شرعی نہیں ہیں۔ اسی طرح اصول دین اور اصول فقہ کے احکام کے علم کو بھی فقہ نہیں کہہ سکتے، کیونکہ ان کے احکام شرعیہ علیہ ہیں، علیہ نہیں اور استدلال کی قید سے علم جبریل علیہ السلام و رسول اللہ ﷺ اور علم متعدد غیر داخل کئے۔ عورتوں، بچوں اور عوام کو ملایا و صوم و غیرہ کے وجوب کا جو علم حاصل ہوتا ہے وہ غیر استدلال کے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بھی فقہ کی تعریف میں داخل نہیں اس اعتبار سے فقہ علم اجتہادی کا نام ہوا اور فقیر مجتہد کہلاتا ہے۔

دوسرا طریقہ : یہ وہ طریقہ ہے جس کو صدر الشریعہ فاضل نے اصول یزدی میں منقول تعریف سے کچھ تصرف کے ساتھ نتیجہ میں بیان کیا اور ان الفاظ کے ساتھ فقہ کی تعریف کی: "الفقہ بانہ العلم بكل الاحکام الشرعیۃ العلمیۃ النبی قلہ طہر نزول الوحی بہا والنہی انعقد الاجماع علیہا من ادلتها مع الملكۃ الاستنباط الصحیح منہا" اس تعریف کے مطابق فقہ کا معنی اس وقت ثابت ہوگا جب احکام شرعیہ علیہ کا علم بلا واسطہ اس کے اول سے حاصل ہو، چاہے اول قطعیہ ہوں یا ظنیہ۔

پہلے اور دوسرے اسلوب کی تعریفات میں فرق : پہلے اور دوسرے طریقہ میں فرق یہ ہے کہ دوسرے طریقہ میں پہلے کی طرح علم کے حصول میں استدلال یعنی اجتہاد کی شرط نہیں رکھی گئی بلکہ صدر الشریعہ کے یہاں استنباط صحیح کا حکم ضروری ہے۔ اب اس طریقہ کے مطابق فقیہ وہ ہے جس میں اجتہاد کی اہلیت ہو، اگرچہ اس سے اجتہاد کا وقوع نہ ہوا ہو۔

تیسرا طریقہ : یہ وہ طریقہ ہے جس کو صرف ابن ابی امامہ فاضل (متوفی ۸۶۱ھ) نے اپنی کتاب "المحصر" میں اختیار کیا۔ ان کے مطابق احکام شرعیہ کے صرف قطعی علم کا نام فقہ ہے اور احکام منقولہ کے علم کو فقہ نہیں کہہ سکتے۔

تینوں اسالیب کی تعریفات کا فرق : تینوں اسالیب کے مطابق جو تعریفات کی درجہ بندی کی گئی ہے اس کا فرق اس طرح واضح کیا جاسکتا ہے:

- (۱) پہلے گروہ کے اصولیین نے ظنیات کے علم کو فقہ کہا۔
- (۲) آخری گروہ نے کہا کہ فقہ کے علم کا اطلاق صرف قطعیات پر ہوتا ہے۔

ابن حایب اور قاضی بیضاوی کی تعریفات کا تجزیہ: ابن حایب اور قاضی بیضاوی کی تعریفیں دوسرے اور تیسرے معنی کے مطابق کی گئی ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن حایب کی تعریف میں علم اور بیضاوی کی تعریف میں معرفت کے الفاظ ہیں۔ دونوں کا اطلاق تصدیق اور اس ملک پر ہوتا ہے جس کا اس معنی میں ذکر کیا گیا ہے۔

اصول فقہ کی تعریف میں اختلاف کی وجہ: اصول فقہ کے لفظی معنی میں اختلاف اس لئے نظر آتا ہے کہ مختلف اصولیوں کے قائل نظر مذکورہ معانی میں سے کوئی نہ کوئی معنی دیتا تو اس کی روشنی میں وہ تعریلی کلمات کا انتخاب کرتے تو وہ خود بخود دوسرے معنی کے لحاظ سے گئی تعریف سے مختلف ہو جاتی اور ان کے نزدیک الفاظ کی یکسانیت سے زیادہ وہ معانی اہم ہوتے جس سے مقصد کا صحیح طور پر اعتبار ہو سکتا تھا اسی لئے ایک ہی معنی کی مختلف تعریفات میں بھی الفاظ کے چناؤ میں فرق نظر آتا ہے۔ بہر حال تعریفات میں اختلاف کے باوجود اپنی اپنی جگہ درست تھیں اور مفسرین کی نیت پر کسی قسم کا شک نہیں کیا جاسکتا اور وہ سب قابل احترام ہیں۔

اصول فقہ کی لفظی معنی پر اکتفا کرنے کا سبب: کتب اصول کے فقہ کے مطالعہ کے دوران یہ نظر آتا ہے کہ بعض اصولیوں نے اپنی کتب میں اصول فقہ کے لفظی معنی تو ذکر کر کے مگر اس کے اضافی معنی نہیں بتائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جن اصولیوں کے پیش نظر اختصار تھا انہوں نے طوالت سے بچنے کے لئے صرف لفظی معنی بتائے پر اکتفا کیا اور اضافی معنی اور ہر جز کی تفصیلات نہیں بتائیں۔ قاضی بیضاوی ان میں سے ہیں جن کے پیش نظر اختصار تھا بلکہ دوسری طرف جن اصولیوں کا مقصد تفصیل سے بیان کرنا تھا، تو انہوں نے اضافت کے اعتبار سے بھی تعریف کی اور مضاف، مضاف الیہ اور اضافت کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا اور کسی نے صرف مضاف اور مضاف الیہ کو ذکر کیا مگر شہرت کی بناء پر اضافت کو بیان نہیں کیا۔ جیسے صدر الشریعہ نے التلخیص والتوضیح میں ایسا ہی کیا۔۔۔۔۔ لہذا دونوں طرح کے مفسرین و مفسرین کا یہ طرز عمل درست قرار پایا اور وہ مایوس نہیں رہے۔

اصول فقہ کے لفظی و اضافی معنی کے فرق پر ایک طائرانہ نظر: اصول فقہ کے لفظی و اضافی معنی میں دو طرح سے فرق کیا جاسکتا ہے۔

فرق (۱): لفظی تعریف اس علم کا لقب ہے جبکہ اضافی معنی و اصل الیٰ اعلم ہیں۔

فرق (۲): لفظی تعریف کے تحت لازمی اجزاء ہوتے ہیں۔

(۱) دلائل کی معرفت (۲) استفادہ کی کیفیت

(۳) مستفید (مجتہد) کا حال جبکہ اضافی تعریف لا ذکر خاص کا نام ہے۔

قاضی بیضاوی شافعی (متوفی ۶۸۵ھ) سے منقول لفظی تعریف اور اس کی تشریح:

ہم نے اصول فقہ کی کئی تعریلیں نقل کی ہیں اس کے علاوہ ابھی بہت سی تعریلات اصول فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ سب اپنی اپنی جگہ درست ہیں مگر چونکہ تعریف غریبہ کرنے والے کے ذہن میں سابقین کی تعریف میں کچھ کمی رو جانے کا

تصور رہتا تھا اس لئے وہ ایک نئی تعریف کر رہے تھے۔ اس سلسلے سے اس فن کو نئی تازگی و توانائی ملتی رہی اور مختلف جہتوں سے اس پر غور و غوض اور تنقید و تشریح کے سلسلے میں اس کے پوشیدہ پہلوؤں کو نمایاں کر دیا۔ اس طرح تعریضیں بھی ارتقاء کی مراحل سے گزرتی رہیں ان سب پر یہاں تفصیلی کام مشکل ہے۔ ہم نے قاضی بیضاوی شافعی (متوفی ۶۸۵ھ) سے مقبول اصول فقہ کی فقہی تعریف کو شریعت کی بناء پر تشریح کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ یہ صدراول اور چند دوسری صدی کے درمیان زمانے کے اصولی ہیں یعنی انہوں نے نویں صدی ہجری کے آخری زمانے میں وفات پائی اور وہ شاید امام رازی (متوفی ۶۰۶ھ)، سیف الدین امدی شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) اور ابن حاجب مالکی (متوفی ۶۳۶ھ) وغیرہ سے متحمل تحریضات کو دیکھ چکے ہوں گے اور پھر اس طرح کی تعریف کی۔ قاضی بیضاوی نے اصول فقہ کی فقہی تعریف کرتے ہوئے فرمایا :

”اصول الفقہ معرفة دلائل الفقہ اجمالاً، و کتبہ الاستفادة علیہا و حائز المسطید“۔

(اصول فقہ کے ابتدائی دلائل اہل ان سے استفادہ کی کیلیت اور مستفید کے حال کی معرفت کا نام ہے)

تعریف کی تشریح :

قولہ ”معرفة“ تعریف میں غرض ہے جو اہل احکام اور ان کے علاوہ کی معرفت سب کو شامل ہے۔ اس میں کثیر معرفت ہے اور وہ جب مغربہ کے ساتھ متعلق ہوتی ہے تو متعدی بیک مقبول ہوتی ہے اور اس کا معنی تصور ہوتا ہے جیسے جب ”عرفت محمد“ بولا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے ”تصور دہ“ (میں نے اس (محمد) کا تصور کیا) اور لفظ علم زیادہ تر متعلق کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور متعدی بدو مقبول ہوتا ہے تو اس صورت میں اس کا معنی تصدیق ہوتا ہے۔ مثلاً جب کہا جاتا ہے ”علمت ان الله واحد“ تو مطلب ہوتا ہے ”صلحت ہو حدیثہ“ (میں نے اس کی وحدانیت کی تصدیق کی)۔ یہی معرفت متعلق کے ساتھ متعدی بدو مقبول ہوگی تو اس وقت اس کا معنی بھی تصدیق ہوگا۔ مثلاً جب کہا جاتا ہے ”عرفت ان الله واحد“ تو مطلب ہوتا ہے صدق (میں نے تصدیق کی) اور یہی علم مغربہ کے ساتھ متعلق ہوتا ہے تو اس وقت اس کا معنی تصور ہوگا جب ”علمت محمد“ بولا جاتا ہے تو اس کا معنی ”تصور دہ“ ہوتا ہے۔

علم و معرفت میں سے جب کسی کی بھی نسبت حادث کی طرف جاتی ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کثرت سابق میں مجہول (نامعلوم) حتیٰ کہ جب ان میں سے کسی کی بھی نسبت القدر بہ معرفت کی طرف جائے گی تو اس کا معنی یہ نہیں ہوگا کثرت سابق میں مجہول تھی۔ مثلاً احادیث میں جب ”محمد عرف الصلۃ ابو علیہا“ (محمد کو مسئلہ علم یا معرفت حاصل ہوئی) تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں علم یا معرفت پہلے نہ تھی پھر ہوئی۔ کیونکہ جب بھی حادث کے ساتھ نسبت ہوگی تو یہی معنی ہوگا۔ اس بات کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

”والله اعلم بحکم عن یعلمون امہا انکم لا تعلمون شیئاً“۔

(اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری باتوں کے بارے میں علم سے اس حال میں نکال کر تم کو کچھ بھی نہیں پانتے تھے)۔

مگر جب کسی نے کہا: "اللہ عالم مکلفاً" یا "عارف بہ" تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اسے پہلے سے اس کے بارے میں علم یا معرفت تھی اب ہوئی۔ کیونکہ عارف اور عارف کا معنی اشیاء سے متعلق علم اتری ہے۔ عالم کا اطلاق اللہ ہی پر ہوتا ہے اور تعالیٰ پر کیا جاتا ہے مگر عارف کا نہیں، ہاں جو اس کے کہ "عارف اللہ" کے کہنے کا مطلب بھی "عالم" ہوتا ہے۔ یعنی ہمیشہ سے جاسنے والا چونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو یقینی ہیں اس لئے عالم ہی ہونا چاہئے گا۔

قاضی بیضاوی نے اپنی اس تعریف میں علم کے بجائے معرفت کو کیوں منتخب کیا؟

شاید انہوں نے اپنی اس تعریف میں علم کے بجائے معرفت کو اس لئے پسند کیا کہ مسائل اصولیہ دو قسم پر ہیں:

(۱) وہ جن سے ذات باری تعالیٰ کا قصد ہوتا ہے جیسے علم حکام کے مسائل۔ اور یہ اس بات کو واجب کرتا ہے کہ دلیل قطعی ہو تو اس طرح تصدیق قطعی نہیں بلکہ قطعی ہو جائے گی۔

(۲) وہ جو مسائل عامیہ کے لئے وسیلہ ہوتے ہیں جیسے علم اصول کے مسائل اور یہاں تصدیق عام ہوگی خود قطعی ہو یا قطعی۔

چونکہ قاضی بیضاوی کے یہاں علم کا اطلاق صرف قطعیت پر ہوتا ہے اور لفظ معرفت کا اطلاق تصدیق پر ہے جو قطعیات و ظہاریات دونوں کو شامل ہے اس لئے انہوں نے مسائل اصولیہ کے لئے لفظ معرفت کا اطلاق مناسبت سے استعمال کیا، کیونکہ ان کے یہاں ان مسائل اصولیہ کا قطعی ہونا شرط نہیں ہے۔ مگر جن حضرات نے مسائل اصولیہ کو قطعیات میں شمار کیا انہوں نے لفظ "المسلم" کے ساتھ جمیع کو درست جانے والے سمجھ رکھے کہ یہاں معرفت سے مطلق ادا کر دیا ہے جو تصور تصدیق دونوں کو شامل ہے۔ لیکن جب اس معرفت کی اضافت دائیں کی طرف کر دی اور ان سے مراد مسائل اصولیہ اور قواعد فقہیہ ہیں تو تصور خارج ہو گیا، کیونکہ معرفت مغرہ کے ساتھ متعلق نہیں ہوتی بلکہ دو نسبت کے ساتھ متعلق ہوتی ہے۔

قولہ "دلائل" — دائل جمع ہے اور اس کی واحد دلیل ہے اکت میں اس کے یہ معنی مذکور ہیں: "بمطلق علی ما يستدل به" (۱) (جس کے ذریعے استدلال کیا جائے) اختصاراً میں اس کے معنی یہ ہیں:

"ما يمكن التوصل بصحيح النظر فيه الى مطلوب خبري"

(جس سے مطلوب خبری کی طرف صحیح نظر سے توصل ممکن ہو)

اس تعریف سے ظاہر ہوا کہ دلیل جو قطعیت کا فائدہ دے قطعی ہوگی اور جو یقین کا فائدہ دے قطعی ہوگی۔ پہلی بات کی مثال یہ ہے کہ عالم کے حادث ہونے کی دلائل پر ہم نہیں: العالم مغرور و کل متغير حادث فالنتيجة: العالم حادث اور دوسری بات کی مثال یہ ہے جیسے بحر سے ہونے والے دیکھے گئے نین کر لینا کہ بارش ہو جائے گی۔

امام اسنوی شافعی (متوفی ۲۷۵ھ) نے فرمایا:

"اعلم ان التعبر بالادلة مخرج لكثير من اصول الفقه كالعلومات واختيار الاحاد والقياس والامتنع صاحب وغير ذلك فان الاصوليين وان سلموا العمل بها، فليست عندهم ادلة للفقه بل اشارات فان الدليل عندهم لا يطلق الا على المطلق به"

۱۔ محقق صاحب محمد بن ابی بکر بن عبد القادر رازی متوفی ۶۰۷ھ ص ۳۵۳ فصل الدال والذال باب الامم مصر، مصطفیٰ الدبی العلوی مدہ لد
ج۔ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، محمد بن علی الشوافی متوفی ۱۲۵۰ھ ص ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷

محمد صالح العثیمین (معاصر) نے فرمایا :

"فالمراد "معرفة" العلم والظن لان ادراك الاحكام الفقهية قد يكون يقينيا

وقد يكون ظاهيا كما في كثير من مسائل الفقه".^۱

("معرفة" سے مراد ظن ہیں۔ کیونکہ فقہ کے بہت سے مسائل میں بھی احکام کا ادراک یقینی ہوتا ہے اور کبھی ظنی)

قولہ "دلائل الفقه" : امام اسنوی نے فرمایا :

قولہ : "دلائل الفقه" هو جمع مضاف ، وهو يفيد العموم فيعم الأدلة المتفق عليها

والمختلف فيها ، وحينئذ فيحترز به عن ثلاثة اشياء ، احدها : معرفة غير الأدلة كمعرفة

الفقه ونحوه الثاني : معرفة أدلة غير الفقه كادلة النحر والكلام الثالث : معرفة بعض أدلة

الفقه كالمالك الواحد من اصول الفقه ولا يكون اصول الفقه ولا يسمى العارف به اصوليا ،

لان بعض الشيء لا يكون نفس الشيء".^۲

("دلائل فقہ" جمع مضاف ہے اور وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے تو یہ متفق علیہ اور مختلف فیہ دونوں ادوار کو عام ہوگا اور اس سے شیعہ

چیزوں سے احتراز ہو جائے گا۔ (اول) اول کے سوا کسی معرفت جیسے فقہ غیرہ کی معرفت سے اور (دوم) یہ کہ فقہ کے علاوہ

دیگر مثلاً نجوم کا نام کے اول سے اور (سوم) یہ کہ بعض اول کی معرفت جیسے اصول فقہ کا ایک باب، سے احتراز ہو گیا۔ پس دو

اصول فقہ نکلتے ہیں اور نہ ہی اس کے جاننے والے کو اصولی کہا جائے گا۔ کیونکہ کسی چیز کا بعض نفس نہیں ہوتا)

معلوم ہو کہ دلائل فقہ کی طرف جمع مضاف ہیں جو عموم کا فائدہ دیتا ہے تو اس کا معنی "جميع أدلة الفقه" ہو جائیں گے

اور اس میں متفق علیہ اول جیسے کتاب و سنت اور مختلف فیہ اول جیسے قول صحابی اور شائع من قبلنا شامل رہیں گے اور ان کے قول

معرفہ و اہل علم کا مطلب "معرفة الاحوال المتعلقة بهذه الأدلة" ہوگا مثلاً "تفہیم" کا یہ جاننا کہ وہ امر جو قرینہ سے خالی ہو

و جب کا فائدہ دیتا ہے اور نہیں جو قرائن سے خالی ہو تحریم کا فائدہ دیتی ہے اور یہ کہ اجماع کا حکم قطعی ہے یا ظنی؟ وغیرہ اور اس کے

بعد کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ "معرفة دلائل الفقه" سے اس کا تصور مراد لے لینی وہ یہ تصور کر لے کہ "الكتاب" وہ ہے

جو نبی کریم ﷺ پر منزل ہوئی اس کی احادیث کے ساتھ عبارت کی جاتی ہے اور بشر کو اس کی مثل کلام لانے سے عاجز کر دیتی ہے

اس لئے کہ "تصورات اولہ" علم اصول فقہ کے مقاصد میں سے نہیں ہیں اور یہ کہنا بھی درست نہیں کہ اولہ کی معرفت سے

مراد اس کا حفظ ہے کیونکہ اولہ کے حفظ کا اصول سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اصول ان پر موقوف ہیں۔

وقوله "اجمالا" اس بارے میں متعدد جہاں اقوال ہیں :

قول اول یہ (اجمالا) معرفت کا مفعول ہے مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ عرف متعدی ایک مفعول ہوتا ہے۔

قول دوم "اجمالا" تیسرے جو مضاف سے مفعول ہے اور اصل عبارت یہ ہوگی۔ "معرفة اجمال أدلة

الفقه" مگر یہ فساد معنی پا چکی ہے لہذا درست نہیں ہے۔

۱۔ الاصول من علم الاصول۔ محمد صالح العثیمین ص ۵۰۵، ترجمہ دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۲ھ۔ ۱۹۹۳ء

۲۔ لہدایۃ السؤل۔ جمال الدین عبدالرحیم بن یحییٰ الاسنوی قرطبی ص ۶، ترجمہ دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ۔ ۱۹۸۳ء

قول سوم..... "اجمالاً" معرفت سے مال ہے مگر یہ بھی جتنی برکت و مستحق ہے وہ اس طرح کے اصول سے مراد اولیٰ کی
اولیٰ معرفت مراد نہیں بلکہ اولیٰ اجمالیہ کی تفصیلی معرفت ہے۔

قول چہارم..... قول اصح کے مطابق یہ اولیٰ سے حال واقع ہوا ہے۔

عمر بن عبد اللہ نے مسلم الوصول لعلم الاصول میں فرمایا :

والما يقال : ان دلائل جمع واجمالاً مفرد وهذا لا ضرر فيه ، لان اجمالاً مصدر يوصف
به الجمع والمفرد وهو هنا بمعنى مجملة كانه قال : معرفة دلائل الفقه مجملة ، ومعنى الحال
من المضاف اليه في مثل هذا التركيب جاتز لقوله تعالى : (ملة ابراهيم حقيقاً)

(نور یہ کہا جائے کہ دلائل جمع ہیں اور اجمالاً مفرد تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ اجمالاً مصدر ہے جو مفرد جمع
ہوتا ہے اور یہاں (اجمالاً) مجمل کے معنی میں ہے گویا کہ فقہ کے مجمل دلائل کی معرفت کہا اور اس طرح کی ترکیب میں
مضاف الیہ سے حال آتا چلتا ہوتا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ظہران ہے (ملہ ابراہیم حقیقاً)

اس کی تاویل کی طرف احتیاج کی وجہ سے صاحب جمع الجوامع نے اس سے عدول کیا اور انہوں نے فرمایا :

(اصول الفقه دلائل الفقه الاجمالیہ)

(اصول فقہ "فقہ" کے اجمالی دلائل ہیں)

اس میں انہوں نے اجمالیہ کو دلائل کا صریح وصف بتایا ہے۔

اولیٰ اجمالیہ سے مراد : اس سے مراد اولیٰ کلیہ ہیں ان کو "اجمالیہ" اس لئے کہتے ہیں کیونکہ ان کی تفصیل میں جائے
تغیر اجمالی طور پر ان کی تعریف کی جاتی ہے۔

اولیٰ کی انواع : یا عموم اولیٰ کی دو انواع ہیں اولیٰ کلیہ اور اولیٰ جزئیہ۔

اولیٰ کلیہ : یہ وہ ہیں جو کسی حکم معین پر دلالت نہیں کرتے جیسے امر و نہی مطلق۔

اولیٰ جزئیہ : یہ وہ اولیٰ ہیں جو حکم معین پر دلالت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا قول (والیسوا

الصلاة) اور (ولا تمسکوا الزنا) جب اولیٰ جزئیہ غیر مخصوص ہوں اور اولیٰ کلیہ کے

تحت داخل ہوں تو وہ علم اصول کے علاوہ کسی اور فن میں زیر بحث لائے جاتے ہیں کیونکہ

اصول فقہ میں تو صرف اولیٰ کلیہ کے احوال سے بحث کی جاتی ہے۔

امام قسطلی الدین السبکی شافعی (متوفی ۷۵۲ھ) نے فرمایا :

"فغنى الأدلة اعتباران، الاعتبار الاول: من حيث كونها معينة، وهذه وظيفة الفقيه وهي
الموصله السريه الى الفقه، والفقيه قد يعرفها باذلتها اذا كان اصولياً، وقد يعرفها بالقليد،

لے مسلم الوصول لعلم الاصول ، عمر بن عبد اللہ ، ۱۴۱۱ھ ، ۱۳۵۰ھ : ۹۵

لے جمع الجوامع ، ۳۱۱ھ ، ۱۳۳۰ھ ، ۱۳۳۱ھ ، ۱۳۳۲ھ ، ۱۳۳۳ھ ، ۱۳۳۴ھ ، ۱۳۳۵ھ ، ۱۳۳۶ھ ، ۱۳۳۷ھ ، ۱۳۳۸ھ ، ۱۳۳۹ھ ، ۱۳۴۰ھ ، ۱۳۴۱ھ ، ۱۳۴۲ھ ، ۱۳۴۳ھ ، ۱۳۴۴ھ ، ۱۳۴۵ھ ، ۱۳۴۶ھ ، ۱۳۴۷ھ ، ۱۳۴۸ھ ، ۱۳۴۹ھ ، ۱۳۵۰ھ ، ۱۳۵۱ھ ، ۱۳۵۲ھ ، ۱۳۵۳ھ ، ۱۳۵۴ھ ، ۱۳۵۵ھ ، ۱۳۵۶ھ ، ۱۳۵۷ھ ، ۱۳۵۸ھ ، ۱۳۵۹ھ ، ۱۳۶۰ھ ، ۱۳۶۱ھ ، ۱۳۶۲ھ ، ۱۳۶۳ھ ، ۱۳۶۴ھ ، ۱۳۶۵ھ ، ۱۳۶۶ھ ، ۱۳۶۷ھ ، ۱۳۶۸ھ ، ۱۳۶۹ھ ، ۱۳۷۰ھ ، ۱۳۷۱ھ ، ۱۳۷۲ھ ، ۱۳۷۳ھ ، ۱۳۷۴ھ ، ۱۳۷۵ھ ، ۱۳۷۶ھ ، ۱۳۷۷ھ ، ۱۳۷۸ھ ، ۱۳۷۹ھ ، ۱۳۸۰ھ ، ۱۳۸۱ھ ، ۱۳۸۲ھ ، ۱۳۸۳ھ ، ۱۳۸۴ھ ، ۱۳۸۵ھ ، ۱۳۸۶ھ ، ۱۳۸۷ھ ، ۱۳۸۸ھ ، ۱۳۸۹ھ ، ۱۳۹۰ھ ، ۱۳۹۱ھ ، ۱۳۹۲ھ ، ۱۳۹۳ھ ، ۱۳۹۴ھ ، ۱۳۹۵ھ ، ۱۳۹۶ھ ، ۱۳۹۷ھ ، ۱۳۹۸ھ ، ۱۳۹۹ھ ، ۱۴۰۰ھ ، ۱۴۰۱ھ ، ۱۴۰۲ھ ، ۱۴۰۳ھ ، ۱۴۰۴ھ ، ۱۴۰۵ھ ، ۱۴۰۶ھ ، ۱۴۰۷ھ ، ۱۴۰۸ھ ، ۱۴۰۹ھ ، ۱۴۱۰ھ ، ۱۴۱۱ھ ، ۱۴۱۲ھ ، ۱۴۱۳ھ ، ۱۴۱۴ھ ، ۱۴۱۵ھ ، ۱۴۱۶ھ ، ۱۴۱۷ھ ، ۱۴۱۸ھ ، ۱۴۱۹ھ ، ۱۴۲۰ھ ، ۱۴۲۱ھ ، ۱۴۲۲ھ ، ۱۴۲۳ھ ، ۱۴۲۴ھ ، ۱۴۲۵ھ ، ۱۴۲۶ھ ، ۱۴۲۷ھ ، ۱۴۲۸ھ ، ۱۴۲۹ھ ، ۱۴۳۰ھ ، ۱۴۳۱ھ ، ۱۴۳۲ھ ، ۱۴۳۳ھ ، ۱۴۳۴ھ ، ۱۴۳۵ھ ، ۱۴۳۶ھ ، ۱۴۳۷ھ ، ۱۴۳۸ھ ، ۱۴۳۹ھ ، ۱۴۴۰ھ ، ۱۴۴۱ھ ، ۱۴۴۲ھ ، ۱۴۴۳ھ ، ۱۴۴۴ھ ، ۱۴۴۵ھ ، ۱۴۴۶ھ ، ۱۴۴۷ھ ، ۱۴۴۸ھ ، ۱۴۴۹ھ ، ۱۴۵۰ھ ، ۱۴۵۱ھ ، ۱۴۵۲ھ ، ۱۴۵۳ھ ، ۱۴۵۴ھ ، ۱۴۵۵ھ ، ۱۴۵۶ھ ، ۱۴۵۷ھ ، ۱۴۵۸ھ ، ۱۴۵۹ھ ، ۱۴۶۰ھ ، ۱۴۶۱ھ ، ۱۴۶۲ھ ، ۱۴۶۳ھ ، ۱۴۶۴ھ ، ۱۴۶۵ھ ، ۱۴۶۶ھ ، ۱۴۶۷ھ ، ۱۴۶۸ھ ، ۱۴۶۹ھ ، ۱۴۷۰ھ ، ۱۴۷۱ھ ، ۱۴۷۲ھ ، ۱۴۷۳ھ ، ۱۴۷۴ھ ، ۱۴۷۵ھ ، ۱۴۷۶ھ ، ۱۴۷۷ھ ، ۱۴۷۸ھ ، ۱۴۷۹ھ ، ۱۴۸۰ھ ، ۱۴۸۱ھ ، ۱۴۸۲ھ ، ۱۴۸۳ھ ، ۱۴۸۴ھ ، ۱۴۸۵ھ ، ۱۴۸۶ھ ، ۱۴۸۷ھ ، ۱۴۸۸ھ ، ۱۴۸۹ھ ، ۱۴۹۰ھ ، ۱۴۹۱ھ ، ۱۴۹۲ھ ، ۱۴۹۳ھ ، ۱۴۹۴ھ ، ۱۴۹۵ھ ، ۱۴۹۶ھ ، ۱۴۹۷ھ ، ۱۴۹۸ھ ، ۱۴۹۹ھ ، ۱۵۰۰ھ ، ۱۵۰۱ھ ، ۱۵۰۲ھ ، ۱۵۰۳ھ ، ۱۵۰۴ھ ، ۱۵۰۵ھ ، ۱۵۰۶ھ ، ۱۵۰۷ھ ، ۱۵۰۸ھ ، ۱۵۰۹ھ ، ۱۵۱۰ھ ، ۱۵۱۱ھ ، ۱۵۱۲ھ ، ۱۵۱۳ھ ، ۱۵۱۴ھ ، ۱۵۱۵ھ ، ۱۵۱۶ھ ، ۱۵۱۷ھ ، ۱۵۱۸ھ ، ۱۵۱۹ھ ، ۱۵۲۰ھ ، ۱۵۲۱ھ ، ۱۵۲۲ھ ، ۱۵۲۳ھ ، ۱۵۲۴ھ ، ۱۵۲۵ھ ، ۱۵۲۶ھ ، ۱۵۲۷ھ ، ۱۵۲۸ھ ، ۱۵۲۹ھ ، ۱۵۳۰ھ ، ۱۵۳۱ھ ، ۱۵۳۲ھ ، ۱۵۳۳ھ ، ۱۵۳۴ھ ، ۱۵۳۵ھ ، ۱۵۳۶ھ ، ۱۵۳۷ھ ، ۱۵۳۸ھ ، ۱۵۳۹ھ ، ۱۵۴۰ھ ، ۱۵۴۱ھ ، ۱۵۴۲ھ ، ۱۵۴۳ھ ، ۱۵۴۴ھ ، ۱۵۴۵ھ ، ۱۵۴۶ھ ، ۱۵۴۷ھ ، ۱۵۴۸ھ ، ۱۵۴۹ھ ، ۱۵۵۰ھ ، ۱۵۵۱ھ ، ۱۵۵۲ھ ، ۱۵۵۳ھ ، ۱۵۵۴ھ ، ۱۵۵۵ھ ، ۱۵۵۶ھ ، ۱۵۵۷ھ ، ۱۵۵۸ھ ، ۱۵۵۹ھ ، ۱۵۶۰ھ ، ۱۵۶۱ھ ، ۱۵۶۲ھ ، ۱۵۶۳ھ ، ۱۵۶۴ھ ، ۱۵۶۵ھ ، ۱۵۶۶ھ ، ۱۵۶۷ھ ، ۱۵۶۸ھ ، ۱۵۶۹ھ ، ۱۵۷۰ھ ، ۱۵۷۱ھ ، ۱۵۷۲ھ ، ۱۵۷۳ھ ، ۱۵۷۴ھ ، ۱۵۷۵ھ ، ۱۵۷۶ھ ، ۱۵۷۷ھ ، ۱۵۷۸ھ ، ۱۵۷۹ھ ، ۱۵۸۰ھ ، ۱۵۸۱ھ ، ۱۵۸۲ھ ، ۱۵۸۳ھ ، ۱۵۸۴ھ ، ۱۵۸۵ھ ، ۱۵۸۶ھ ، ۱۵۸۷ھ ، ۱۵۸۸ھ ، ۱۵۸۹ھ ، ۱۵۹۰ھ ، ۱۵۹۱ھ ، ۱۵۹۲ھ ، ۱۵۹۳ھ ، ۱۵۹۴ھ ، ۱۵۹۵ھ ، ۱۵۹۶ھ ، ۱۵۹۷ھ ، ۱۵۹۸ھ ، ۱۵۹۹ھ ، ۱۶۰۰ھ ، ۱۶۰۱ھ ، ۱۶۰۲ھ ، ۱۶۰۳ھ ، ۱۶۰۴ھ ، ۱۶۰۵ھ ، ۱۶۰۶ھ ، ۱۶۰۷ھ ، ۱۶۰۸ھ ، ۱۶۰۹ھ ، ۱۶۱۰ھ ، ۱۶۱۱ھ ، ۱۶۱۲ھ ، ۱۶۱۳ھ ، ۱۶۱۴ھ ، ۱۶۱۵ھ ، ۱۶۱۶ھ ، ۱۶۱۷ھ ، ۱۶۱۸ھ ، ۱۶۱۹ھ ، ۱۶۲۰ھ ، ۱۶۲۱ھ ، ۱۶۲۲ھ ، ۱۶۲۳ھ ، ۱۶۲۴ھ ، ۱۶۲۵ھ ، ۱۶۲۶ھ ، ۱۶۲۷ھ ، ۱۶۲۸ھ ، ۱۶۲۹ھ ، ۱۶۳۰ھ ، ۱۶۳۱ھ ، ۱۶۳۲ھ ، ۱۶۳۳ھ ، ۱۶۳۴ھ ، ۱۶۳۵ھ ، ۱۶۳۶ھ ، ۱۶۳۷ھ ، ۱۶۳۸ھ ، ۱۶۳۹ھ ، ۱۶۴۰ھ ، ۱۶۴۱ھ ، ۱۶۴۲ھ ، ۱۶۴۳ھ ، ۱۶۴۴ھ ، ۱۶۴۵ھ ، ۱۶۴۶ھ ، ۱۶۴۷ھ ، ۱۶۴۸ھ ، ۱۶۴۹ھ ، ۱۶۵۰ھ ، ۱۶۵۱ھ ، ۱۶۵۲ھ ، ۱۶۵۳ھ ، ۱۶۵۴ھ ، ۱۶۵۵ھ ، ۱۶۵۶ھ ، ۱۶۵۷ھ ، ۱۶۵۸ھ ، ۱۶۵۹ھ ، ۱۶۶۰ھ ، ۱۶۶۱ھ ، ۱۶۶۲ھ ، ۱۶۶۳ھ ، ۱۶۶۴ھ ، ۱۶۶۵ھ ، ۱۶۶۶ھ ، ۱۶۶۷ھ ، ۱۶۶۸ھ ، ۱۶۶۹ھ ، ۱۶۷۰ھ ، ۱۶۷۱ھ ، ۱۶۷۲ھ ، ۱۶۷۳ھ ، ۱۶۷۴ھ ، ۱۶۷۵ھ ، ۱۶۷۶ھ ، ۱۶۷۷ھ ، ۱۶۷۸ھ ، ۱۶۷۹ھ ، ۱۶۸۰ھ ، ۱۶۸۱ھ ، ۱۶۸۲ھ ، ۱۶۸۳ھ ، ۱۶۸۴ھ ، ۱۶۸۵ھ ، ۱۶۸۶ھ ، ۱۶۸۷ھ ، ۱۶۸۸ھ ، ۱۶۸۹ھ ، ۱۶۹۰ھ ، ۱۶۹۱ھ ، ۱۶۹۲ھ ، ۱۶۹۳ھ ، ۱۶۹۴ھ ، ۱۶۹۵ھ ، ۱۶۹۶ھ ، ۱۶۹۷ھ ، ۱۶۹۸ھ ، ۱۶۹۹ھ ، ۱۷۰۰ھ ، ۱۷۰۱ھ ، ۱۷۰۲ھ ، ۱۷۰۳ھ ، ۱۷۰۴ھ ، ۱۷۰۵ھ ، ۱۷۰۶ھ ، ۱۷۰۷ھ ، ۱۷۰۸ھ ، ۱۷۰۹ھ ، ۱۷۱۰ھ ، ۱۷۱۱ھ ، ۱۷۱۲ھ ، ۱۷۱۳ھ ، ۱۷۱۴ھ ، ۱۷۱۵ھ ، ۱۷۱۶ھ ، ۱۷۱۷ھ ، ۱۷۱۸ھ ، ۱۷۱۹ھ ، ۱۷۲۰ھ ، ۱۷۲۱ھ ، ۱۷۲۲ھ ، ۱۷۲۳ھ ، ۱۷۲۴ھ ، ۱۷۲۵ھ ، ۱۷۲۶ھ ، ۱۷۲۷ھ ، ۱۷۲۸ھ ، ۱۷۲۹ھ ، ۱۷۳۰ھ ، ۱۷۳۱ھ ، ۱۷۳۲ھ ، ۱۷۳۳ھ ، ۱۷۳۴ھ ، ۱۷۳۵ھ ، ۱۷۳۶ھ ، ۱۷۳۷ھ ، ۱۷۳۸ھ ، ۱۷۳۹ھ ، ۱۷۴۰ھ ، ۱۷۴۱ھ ، ۱۷۴۲ھ ، ۱۷۴۳ھ ، ۱۷۴۴ھ ، ۱۷۴۵ھ ، ۱۷۴۶ھ ، ۱۷۴۷ھ ، ۱۷۴۸ھ ، ۱۷۴۹ھ ، ۱۷۵۰ھ ، ۱۷۵۱ھ ، ۱۷۵۲ھ ، ۱۷۵۳ھ ، ۱۷۵۴ھ ، ۱۷۵۵ھ ، ۱۷۵۶ھ ، ۱۷۵۷ھ ، ۱۷۵۸ھ ، ۱۷۵۹ھ ، ۱۷۶۰ھ ، ۱۷۶۱ھ ، ۱۷۶۲ھ ، ۱۷۶۳ھ ، ۱۷۶۴ھ ، ۱۷۶۵ھ ، ۱۷۶۶ھ ، ۱۷۶۷ھ ، ۱۷۶۸ھ ، ۱۷۶۹ھ ، ۱۷۷۰ھ ، ۱۷۷۱ھ ، ۱۷۷۲ھ ، ۱۷۷۳ھ ، ۱۷۷۴ھ ، ۱۷۷۵ھ ، ۱۷۷۶ھ ، ۱۷۷۷ھ ، ۱۷۷۸ھ ، ۱۷۷۹ھ ، ۱۷۸۰ھ ، ۱۷۸۱ھ ، ۱۷۸۲ھ ، ۱۷۸۳ھ ، ۱۷۸۴ھ ، ۱۷۸۵ھ ، ۱۷۸۶ھ ، ۱۷۸۷ھ ، ۱۷۸۸ھ ، ۱۷۸۹ھ ، ۱۷۹۰ھ ، ۱۷۹۱ھ ، ۱۷۹۲ھ ، ۱۷۹۳ھ ، ۱۷۹۴ھ ، ۱۷۹۵ھ ، ۱۷۹۶ھ ، ۱۷۹۷ھ ، ۱۷۹۸ھ ، ۱۷۹۹ھ ، ۱۸۰۰ھ ، ۱۸۰۱ھ ، ۱۸۰۲ھ ، ۱۸۰۳ھ ، ۱۸۰۴ھ ، ۱۸۰۵ھ ، ۱۸۰۶ھ ، ۱۸۰۷ھ ، ۱۸۰۸ھ ، ۱۸۰۹ھ ، ۱۸۱۰ھ ، ۱۸۱۱ھ ، ۱۸۱۲ھ ، ۱۸۱۳ھ ، ۱۸۱۴ھ ، ۱۸۱۵ھ ، ۱۸۱۶ھ ، ۱۸۱۷ھ ، ۱۸۱۸ھ ، ۱۸۱۹ھ ، ۱۸۲۰ھ ، ۱۸۲۱ھ ، ۱۸۲۲ھ ، ۱۸۲۳ھ ، ۱۸۲۴ھ ، ۱۸۲۵ھ ، ۱۸۲۶ھ ، ۱۸۲۷ھ ، ۱۸۲۸ھ ، ۱۸۲۹ھ ، ۱۸۳۰ھ ، ۱۸۳۱ھ ، ۱۸۳۲ھ ، ۱۸۳۳ھ ، ۱۸۳۴ھ ، ۱۸۳۵ھ ، ۱۸۳۶ھ ، ۱۸۳۷ھ ، ۱۸۳۸ھ ، ۱۸۳۹ھ ، ۱۸۴۰ھ ، ۱۸۴۱ھ ، ۱۸۴۲ھ ، ۱۸۴۳ھ ، ۱۸۴۴ھ ، ۱۸۴۵ھ ، ۱۸۴۶ھ ، ۱۸۴۷ھ ، ۱۸۴۸ھ ، ۱۸۴۹ھ ، ۱۸۵۰ھ ، ۱۸۵۱ھ ، ۱۸۵۲ھ ، ۱۸۵۳ھ ، ۱۸۵۴ھ ، ۱۸۵۵ھ ، ۱۸۵۶ھ ، ۱۸۵۷ھ ، ۱۸۵۸ھ ، ۱۸۵۹ھ ، ۱۸۶۰ھ ، ۱۸۶۱ھ ، ۱۸۶۲ھ ، ۱۸۶۳ھ ، ۱۸۶۴ھ ، ۱۸۶۵ھ ، ۱۸۶۶ھ ، ۱۸۶۷ھ ، ۱۸۶۸ھ ، ۱۸۶۹ھ ، ۱۸۷۰ھ ، ۱۸۷۱ھ ، ۱۸۷۲ھ ، ۱۸۷۳ھ ، ۱۸۷۴ھ ، ۱۸۷۵ھ ، ۱۸۷۶ھ ، ۱۸۷۷ھ ، ۱۸۷۸ھ ، ۱۸۷۹ھ ، ۱۸۸۰ھ ، ۱۸۸۱ھ ، ۱۸۸۲ھ ، ۱۸۸۳ھ ، ۱۸۸۴ھ ، ۱۸۸۵ھ ، ۱۸۸۶ھ ، ۱۸۸۷ھ ، ۱۸۸۸ھ ، ۱۸۸۹ھ ، ۱۸۹۰ھ ، ۱۸۹۱ھ ، ۱۸۹۲ھ ، ۱۸۹۳ھ ، ۱۸۹۴ھ ، ۱۸۹۵ھ ، ۱۸۹۶ھ ، ۱۸۹۷ھ ، ۱۸۹۸ھ ، ۱۸۹۹ھ ، ۱۹۰۰ھ ، ۱۹۰۱ھ ، ۱۹۰۲ھ ، ۱۹۰۳ھ ، ۱۹۰۴ھ ، ۱۹۰۵ھ ، ۱۹۰۶ھ ، ۱۹۰۷ھ ، ۱۹۰۸ھ ، ۱۹۰۹ھ ، ۱۹۱۰ھ ، ۱۹۱۱ھ ، ۱۹۱۲ھ ، ۱۹۱۳ھ ، ۱۹۱۴ھ ، ۱۹۱۵ھ ، ۱۹۱۶ھ ، ۱۹۱۷ھ ، ۱۹۱۸ھ ، ۱۹۱۹ھ ، ۱۹۲۰ھ ، ۱۹۲۱ھ ، ۱۹۲۲ھ ، ۱۹۲۳ھ ، ۱۹۲۴ھ ، ۱۹۲۵ھ ، ۱۹۲۶ھ ، ۱۹۲۷ھ ، ۱۹۲۸ھ ، ۱۹۲۹ھ ، ۱۹۳۰ھ ، ۱۹۳۱ھ ، ۱۹۳۲ھ ، ۱۹۳۳ھ ، ۱۹۳۴ھ ، ۱۹۳۵ھ ، ۱۹۳۶ھ ، ۱۹۳۷ھ ، ۱۹۳۸ھ ، ۱۹۳۹ھ ، ۱۹۴۰ھ ، ۱۹۴۱ھ ، ۱۹۴۲ھ ، ۱۹۴۳ھ ، ۱۹۴۴ھ ، ۱۹۴۵ھ ، ۱۹۴۶ھ ، ۱۹۴۷ھ ، ۱۹۴۸ھ ، ۱۹۴۹ھ ، ۱۹۵۰ھ ، ۱۹۵۱ھ ، ۱۹۵۲ھ ، ۱۹۵۳ھ ، ۱۹۵۴ھ ، ۱۹۵۵ھ ، ۱۹۵۶ھ ، ۱۹۵۷ھ ، ۱۹۵۸ھ ، ۱۹۵۹ھ ، ۱۹۶۰ھ ، ۱۹۶۱ھ ، ۱۹۶۲ھ ، ۱۹۶۳ھ ، ۱۹۶۴ھ ، ۱۹۶۵ھ ، ۱۹۶۶ھ ، ۱۹۶۷ھ ، ۱۹۶۸ھ ، ۱۹۶۹ھ ، ۱۹۷۰ھ ، ۱۹۷۱ھ ، ۱۹۷۲ھ ، ۱۹۷۳ھ ، ۱۹۷۴ھ ، ۱۹۷۵ھ ، ۱۹۷۶ھ ، ۱۹۷۷ھ ، ۱۹۷۸ھ ، ۱۹۷۹ھ ، ۱۹۸۰ھ ، ۱۹۸۱ھ ، ۱۹۸۲ھ ، ۱۹۸۳ھ ، ۱۹۸۴ھ ، ۱۹۸۵ھ ، ۱۹۸۶ھ ، ۱۹۸۷ھ ، ۱۹۸۸ھ ، ۱۹۸۹ھ ، ۱۹۹۰ھ ، ۱۹۹۱ھ ، ۱۹۹۲ھ ، ۱۹۹۳ھ ، ۱۹۹۴ھ ، ۱۹۹۵ھ ، ۱۹۹۶ھ ، ۱۹۹۷ھ ، ۱۹۹۸ھ ، ۱۹۹۹ھ ، ۲۰۰۰ھ ، ۲۰۰۱ھ ، ۲۰۰۲ھ ، ۲۰۰۳ھ ، ۲۰۰۴ھ ، ۲۰۰۵ھ ، ۲۰۰۶ھ ، ۲۰۰۷ھ ، ۲۰۰۸ھ ، ۲۰۰۹ھ ، ۲۰۱۰ھ ، ۲۰۱۱ھ ، ۲۰۱۲ھ ، ۲۰۱۳ھ ، ۲۰۱۴ھ ، ۲۰۱۵ھ ، ۲۰۱۶ھ ، ۲۰۱۷ھ ، ۲۰۱۸ھ ، ۲۰۱۹ھ ، ۲۰۲۰ھ ، ۲۰۲۱ھ ، ۲۰۲۲ھ ، ۲۰۲۳ھ ، ۲۰۲۴ھ ، ۲۰۲۵ھ ، ۲۰۲۶ھ ، ۲۰۲۷ھ ، ۲۰۲۸ھ ، ۲۰۲۹ھ ، ۲۰۳۰ھ ، ۲۰۳۱ھ ، ۲۰۳۲ھ ، ۲۰۳۳ھ ، ۲۰۳۴ھ ، ۲۰۳۵ھ ، ۲۰۳۶ھ ، ۲۰۳۷ھ ، ۲۰۳۸ھ ، ۲۰۳۹ھ ، ۲۰۴۰ھ ، ۲۰۴۱ھ ، ۲۰۴۲ھ ، ۲۰۴۳ھ ، ۲۰۴۴ھ ، ۲۰۴۵ھ ، ۲۰۴۶ھ ، ۲۰۴۷ھ ، ۲۰۴۸ھ ، ۲۰۴۹ھ ، ۲۰۵۰ھ ، ۲۰۵۱ھ ، ۲۰۵۲ھ ، ۲۰۵۳ھ ، ۲۰۵۴ھ ، ۲۰۵۵ھ ، ۲۰۵۶ھ ، ۲۰۵۷ھ ، ۲۰۵۸ھ ، ۲۰۵۹ھ ، ۲۰۶۰ھ ، ۲۰۶۱ھ ، ۲۰۶۲ھ ، ۲۰۶۳ھ ، ۲۰۶۴ھ ، ۲۰۶۵ھ ، ۲۰۶۶ھ ، ۲۰۶۷ھ ، ۲۰۶۸ھ ، ۲۰۶۹ھ ، ۲۰۷۰ھ ، ۲۰۷۱ھ ، ۲۰۷۲ھ ، ۲۰۷۳ھ ، ۲۰۷۴ھ ، ۲۰۷۵ھ ، ۲۰۷۶ھ ، ۲۰۷۷ھ ، ۲۰۷۸ھ ، ۲۰۷۹ھ ، ۲۰۸۰ھ ، ۲۰۸۱ھ ، ۲۰۸۲ھ ، ۲۰۸۳ھ ، ۲۰۸۴ھ ، ۲۰۸۵ھ ، ۲۰۸۶ھ ، ۲۰۸۷ھ ، ۲۰۸۸ھ ، ۲۰۸۹ھ ، ۲۰۹۰ھ ، ۲۰۹۱ھ ، ۲۰۹۲ھ ، ۲۰۹۳ھ ، ۲۰۹۴ھ ، ۲۰۹۵ھ ، ۲۰۹۶ھ ، ۲۰۹۷ھ ، ۲۰۹۸ھ ، ۲۰۹۹ھ ، ۲۱۰۰ھ ، ۲۱۰۱ھ ، ۲۱۰۲ھ ، ۲۱۰۳ھ ، ۲۱۰۴ھ ، ۲۱۰۵ھ ، ۲۱۰۶ھ ، ۲۱۰۷ھ ، ۲۱۰۸ھ ، ۲۱۰۹ھ ، ۲۱۱۰ھ ، ۲۱۱۱ھ ، ۲۱۱۲ھ ، ۲۱۱۳ھ ، ۲۱۱۴ھ ، ۲۱۱۵ھ ، ۲۱۱۶ھ ، ۲۱۱۷ھ ، ۲۱۱۸ھ ، ۲۱۱۹ھ ، ۲۱۲۰ھ ، ۲۱۲۱ھ ، ۲۱۲۲ھ ، ۲۱۲۳ھ ، ۲۱۲۴ھ ، ۲۱۲۵ھ ، ۲۱۲۶ھ ، ۲۱۲۷ھ ، ۲۱۲۸ھ ، ۲۱۲۹ھ ، ۲۱۳۰ھ ، ۲۱۳۱ھ ، ۲۱۳۲ھ ، ۲۱۳۳ھ ، ۲۱۳۴ھ ، ۲۱۳۵ھ ، ۲۱۳۶ھ ، ۲۱۳۷ھ ، ۲۱۳۸ھ ، ۲۱۳۹ھ ، ۲۱۴۰ھ ، ۲۱۴۱ھ ، ۲۱۴۲ھ ، ۲۱۴۳ھ ، ۲۱۴۴ھ ، ۲۱۴۵ھ ، ۲۱۴۶ھ ، ۲۱۴۷ھ ، ۲۱۴۸ھ ، ۲۱۴۹ھ ، ۲۱۵۰ھ ، ۲۱۵۱ھ ، ۲۱۵۲ھ ، ۲۱۵۳ھ ، ۲۱۵۴ھ ، ۲۱۵۵ھ ، ۲۱۵۶ھ ، ۲۱۵۷ھ ، ۲۱۵۸ھ ، ۲۱۵۹ھ ، ۲۱۶۰ھ ، ۲۱۶۱ھ ، ۲۱۶۲ھ ، ۲۱۶۳ھ ، ۲۱۶۴ھ ، ۲۱۶۵ھ ، ۲۱۶۶ھ ، ۲۱۶۷ھ ، ۲۱۶۸ھ ، ۲۱۶۹ھ ، ۲۱۷۰ھ ، ۲۱۷۱ھ ، ۲۱۷۲ھ ، ۲۱۷۳ھ ، ۲۱۷۴ھ ، ۲۱۷۵ھ ، ۲۱۷۶ھ ، ۲۱۷۷ھ ، ۲۱۷۸ھ ، ۲۱۷۹ھ ، ۲۱۸۰ھ ، ۲۱۸۱ھ ، ۲۱۸۲ھ ، ۲۱۸۳ھ ، ۲۱۸۴ھ ، ۲۱۸۵ھ ، ۲۱۸۶ھ ، ۲۱۸۷ھ ، ۲۱۸۸ھ ، ۲۱۸۹ھ ، ۲۱۹۰ھ ، ۲۱۹۱ھ ، ۲۱۹۲ھ ، ۲۱۹۳ھ ، ۲۱۹۴ھ ، ۲۱۹۵ھ ، ۲۱۹۶ھ ، ۲۱۹۷ھ ، ۲۱۹۸ھ ، ۲۱۹۹ھ ، ۲۲۰۰ھ ، ۲۲۰۱ھ ، ۲۲۰۲ھ ، ۲۲۰۳ھ ، ۲۲۰۴ھ ، ۲۲۰۵ھ ، ۲۲۰۶ھ ، ۲۲۰۷ھ ، ۲۲۰۸ھ ، ۲۲۰۹ھ ، ۲۲۱۰ھ ، ۲۲۱۱ھ ، ۲۲۱۲ھ ، ۲۲۱۳ھ ، ۲۲۱۴ھ ، ۲۲۱۵ھ ، ۲۲۱۶ھ ، ۲۲۱۷ھ ، ۲۲۱۸ھ ، ۲۲۱۹ھ ، ۲۲۲۰ھ ، ۲۲۲۱ھ ، ۲۲۲۲ھ ، ۲۲۲۳ھ ، ۲۲۲۴ھ ، ۲۲۲۵ھ ، ۲۲۲۶ھ ، ۲۲۲۷ھ ، ۲۲۲۸ھ ، ۲۲۲۹ھ ، ۲۲۳۰ھ ، ۲۲۳۱ھ ، ۲۲۳۲ھ ، ۲۲۳۳ھ ، ۲۲۳۴ھ ، ۲۲۳۵ھ ، ۲۲۳۶ھ ، ۲۲۳۷ھ ، ۲۲۳۸ھ ، ۲۲۳۹ھ ، ۲۲۴۰ھ ، ۲۲۴۱ھ ، ۲۲۴۲ھ ، ۲۲۴۳ھ ، ۲۲۴۴ھ ، ۲۲۴۵ھ ، ۲۲۴۶ھ ، ۲۲۴۷ھ ، ۲۲۴۸ھ ، ۲۲۴۹ھ ، ۲۲۵۰ھ ، ۲۲۵۱ھ ، ۲۲۵۲ھ ، ۲۲۵۳ھ ، ۲۲۵۴ھ ، ۲۲۵۵ھ ، ۲۲۵۶ھ ، ۲۲۵۷ھ ، ۲۲۵۸ھ ، ۲۲۵۹ھ ، ۲۲۶۰ھ ، ۲۲۶۱ھ ، ۲۲۶۲ھ ، ۲۲۶۳ھ ، ۲۲۶۴ھ ، ۲۲۶۵ھ ، ۲۲۶۶ھ ، ۲۲۶۷ھ ، ۲۲۶۸ھ ، ۲۲۶۹ھ ، ۲۲۷۰ھ ، ۲۲۷۱ھ ، ۲۲۷۲ھ ، ۲۲۷۳ھ ، ۲۲۷۴ھ ، ۲۲۷۵ھ ، ۲۲۷۶ھ ، ۲۲۷۷ھ ، ۲۲۷۸ھ ، ۲۲۷۹ھ ، ۲۲۸۰ھ ، ۲۲۸۱ھ ، ۲۲۸۲ھ ، ۲۲۸۳ھ ، ۲۲۸۴ھ ، ۲۲۸۵ھ ، ۲۲۸۶ھ ، ۲۲۸۷ھ ، ۲۲۸۸ھ ، ۲۲۸۹ھ ، ۲۲۹۰ھ ، ۲۲۹۱ھ ، ۲۲۹۲ھ ، ۲۲۹۳ھ ، ۲۲۹۴ھ ، ۲۲۹۵ھ ، ۲۲۹۶ھ ، ۲۲۹۷ھ ، ۲۲۹۸ھ ، ۲۲۹۹ھ ، ۲۳۰۰ھ ، ۲۳۰۱ھ ، ۲۳۰۲ھ ، ۲۳۰۳ھ ، ۲۳۰۴ھ ، ۲۳۰۵ھ ، ۲۳۰۶ھ ، ۲۳۰۷ھ ، ۲۳۰۸ھ ، ۲۳

وتتسلسلها من الاصول، ثم هو يربط الاحكام عليها، فمعرفتها حاصلة عنده، والاعتبار الثاني: من حيث كونها كلية، اعني يعرف ذلك الكلّي المندرج فيها وان لم يعرف شيئا من اجزائها، وهذه وظيفة الاصولي، فالمعلوم الاصولي الكلّي، ولا معرفة له بالجزئي من حيث كونه اصوليا، ومعلوم الفقيه الجزئي ولا معرفة له بالكلّي، من حيث كونه فقيها، ولا معرفة له بالكلّي الا لكونه مندرجا في الجزئي المعلوم، واما من حيث كونه كلياً فلا، فلأدلة الا جمالية هي الكلية، سميت بذلك لانها تعلم من حيث الجملة لا من حيث التفصيل، وهي لوصله بالذات الى حكم اجمالي مثل كون كل ما يلزمه واجبا، وكل منتهى عنه حراما ونحو ذلك وهذا لا يسمى فقهيا في الاصطلاح ۱

(اولہ میں دو اعتبارات ہیں پہلا اعتبار ان کے معین ہونے کی حیثیت سے ہے اور یہ فقہ کا کام ہے اور وہ اولہ فقہ کے قریب پہنچانے والے ہیں اور فقہ کی احکام کو اولہ سے جانے گا اگر وہ اصولی ہے اور کبھی عقید کے ذریعے جانے گا اور ان احکام کو اصول سے اخذ کرے گا پھر وہ ان احکام کو اولہ پر مرجع کرے گا تو ان کی معرفت اس کو حاصل ہوگی اور دوسرا اعتبار ان اولہ کے کلی ہونے کی حیثیت سے ہے میری مراد یہ ہے کہ ان اولہ کو کلی میں مندرج ہونے کی حیثیت سے جانے گا۔ اگرچہ وہ ان کے اصول و اجزاء سے واقف نہیں تھا اور یہ اصولی کا کام ہے وہ اصول کو کلی حیثیت سے جانتا ہے نہ کہ جزئی حیثیت سے، جبکہ فقہ جزئی حیثیت سے احکام کے اولہ کو جانے گا نہ کلی ہونے کے اعتبار سے پس اسے کلی کی معرفت صرف اس قدر ہوگی کہ وہ جزئی میں مندرج ہوتے ہیں نہ کہ اس حیثیت سے کہ وہ کلی ہیں اولہ اجمالیہ کہیں ہیں اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ وہ اجمالی حیثیت سے جانے جاتے ہیں نہ کہ تفصیلی طور پر اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے حکم الہی تک پہنچاتے ہیں جیسا کہ ہر امر و وجب کے لئے اور یہی حرام کے لئے ہوتی ہے اور اس کا کام فقہ نہیں رکھا جاتا)

"اجمالا" کی قید کا فائدہ..... اس کے ذکر سے علم خلاف فہم کیا کیونکہ اس میں فقہ کے تفصیلی دلائل کی معرفت مقصور ہوتی ہے۔ اس لئے نہیں کہ ان سے احکام کا استنباط ہو سکے بلکہ اس لئے کہ وہ آگاہ بن سکے جس کے ذریعے وہ اپنے امام کے نقطہ نظر کا دفاع کر سکے اور اس کے بارے میں کبھی اس کے پاس کوئی مستند دلیل بھی نہیں ہوتی جس سے وہ استدلال کر سکے۔ کیونکہ اگر خلاف مستند دلیل پیش کر کے استدلال کر سکے تو وہ اصولی اور مجتہدانہ حیثیت کا حامل ہو جائے گا خلاف فقہی دلائل اور اس کے احوال کا تحقق نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے امام کی بات پر مضبوطی سے قائم رہ کر اس مسئلہ میں اجمالی طور پر اتنا ہی جانتا ہے کہ اس کے امام نے یہی رائے دی اور یہی حکم لگایا ہے اس کے نزدیک اثبات حکم کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔

قولہ "وکیفیة الاستفادة منها"..... یہ ان کے قول "دلائل" پر عطف ہے تو اس لحاظ سے اس کا معنی "مصرفه دلائل الفلہ ومعرفة کیفیة الاستفادة منها" ہو جائے گا اور "الاستفادة" میں "ال" متضاد الیہ سے بدل (مومن) ہے اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ وہ فقہ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ "الدلیل" ہو، اگر نہ گورہ دونوں احتمالی

۱۔ الانہاج لمی شرح المسہاج علی منہاج الوصول الی الاصول للقاوی بیضاوی ج ۱ ص ۱۸۸۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷۔ ۱۴۷۸۔ ۱۴۷۹۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۸۱۔ ۱۴۸۲۔ ۱۴۸۳۔ ۱۴۸۴۔ ۱۴۸۵۔ ۱۴۸۶۔ ۱۴۸۷۔ ۱۴۸۸۔ ۱۴۸۹۔ ۱۴۹۰۔ ۱۴۹۱۔ ۱۴۹۲۔ ۱۴۹۳۔ ۱۴۹۴۔ ۱۴۹۵۔ ۱۴۹۶۔ ۱۴۹۷۔ ۱۴۹۸۔ ۱۴۹۹۔ ۱۵۰۰۔

معنی میں سے پہلے معنی کی صورت میں احکام شرعیہ کے اولہ سے استفادہ کی کیفیت کی معرفت مراد ہوگی اور اس میں "مصلیٰ" کی ضمیر (اولہ) الجمالیہ کے بجائے (اولہ) التفصیلیہ کے معنی میں اولیٰ کی طرف راجع ہوگی۔ کیونکہ احکام اولہ کلیہ سے نہیں بلکہ اولہ التفصیلیہ سے مستفاد ہوتے ہیں اور یہاں لفظ "اولہ" بمعنی الجمالیہ ہوگا اور ضمیر دوسرے معنی یعنی التفصیلیہ کی طرف لوٹے گی۔ اور اگر دوسرے احتمال کے مطابق الدلیل کو مضاف الیہ مانا جائے تو اس وقت اس کا معنی "المعرفة بحقیقة استفادة الدلیل من الادلة" ہوگا۔

اغرض اس ساری بات کا مقصد یہ ہے کہ علم اصول میں اولہ کے مابین تعارض اور تعارض کے وقت ان میں ترجیح زہد بحث ہو اور احوال اولہ اس بحث کا پرف ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ذکر اور اولہ سے احکام شرعیہ کے استنباط تک تو متصل حاصل ہوتا ہے۔ اصولی کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اولہ کے مابین تعارض کا عالم ہو اور جمہور کی رائے کے مطابق یہ تعارض اولہ قطعی میں نہیں پایا جاتا، بلکہ اولہ کلیہ میں ہوتا ہے۔ اولہ میں تعارض کے وقت ترجیح کے مقصد کا واضح طور پر اصولی کے سامنے نہ ہونا چاہئے تاکہ اولہ سے احکام کے استنباط پر متعطل نہ ہو سکے۔

اولہ میں ترجیحات کے سات طرق ہیں۔ جن کی مدد سے ان میں سے بعض کو بعض پر ترجیح دی جاتی ہے اور جو راوی کے عامل سے متعلق ہیں وہ میں (۲۰) ہیں۔ روایت کے وقت میں ترجیح، کیفیت رواہ میں ترجیح، خبر کے درجہ کے وقت ترجیح، لفظ کے اعتبار سے ترجیح، حکم کے واسطے سے ترجیح اور امر خارجی کے اعتبار سے ترجیح اسی طرح دلائل فقہ کی معرفت اور ان سے احکام شرعیہ کا استنباط استعمال کی شرائط کی معرفت پر موقوف ہے۔ جیسے ظاہر ہے نفس کا اور احادیث پر متواتر کو مقدم رکھنا۔

قولہ "و حال المستفید"..... یہ بھی دلائل پر موقوف ہے۔ یہاں لفظ معرفت مقدم ہوگا۔ اب معنی ہوگا۔ "و معرفة حال المستفید" مجتہد کو مستفید اس لئے کہا گیا کیونکہ وہ دلیل سے حکم تلاش کرتا ہے۔ قاضی بیضاوی نے تعریف میں اس عبارت (و حال المستفید) کا اضافہ اس لئے کیا تا کہ واضح ہو سکے کہ اصول میں مجتہد کے عامل اور ان شرائط کا ذکر ہوتا ہے جس کا اس میں پایا جانا ضروری ہے۔

شیخ الاسلام ذکر کیا انصاری شافعی (متوفی ۹۲۶ھ) نے فرمایا :

"و حال مستفید ہا ائی و صفات مستفید جزئیات اولہ الفلک الاجمالیہ و هو المجتہد، لانه يستفید ہا بالمرجحات عند تعارضها چون المقلد"۔^۱

(اور اس کے مستفید کا حال یعنی لفظ کے الجمالی اولہ کی جزئیات سے مستفید ہونے والی صفات اور وہ مجتہد ہے کیونکہ وہ مقلد کی نسبت ان میں تعارض کے وقت جیتے جان کر ان سے مستفید ہوتا ہے)

اصولی اور مجتہد کے مابین فرق..... اس مقام پر اصولی و مجتہد کا فرق بھی جان لینا مناسب ہوگا۔ مختصر الفاظ میں فرق مندرجہ ذیل ہے :

۱۔ غایۃ الوصول۔ شیخ الاسلام ذکر کیا انصاری شافعی متوفی ساتویں صدی ہجری میں ۳۔ مصر مطبعہ بیروتی البانی بکلیں سند

قوله "الشريعة" اس قید سے مندرجہ ذیل باتوں کا مکمل فقہی تعریف سے خارج ہو گیا۔

ادکام عقلیہ کا علم نکل گیا جس کے حکم میں عقل بغیر حس کی طرف استناد کو کئے خود بخود ہوتی ہے۔ مثلاً حساب، ہندسہ اور یہ کیا ایک دو کا نصف ہے۔

ادکام جسمیہ بھی عقل نکل گئے جس میں عقل کے حکم کی استناد جس کی طرف ہوتی ہے جیسے کھانا کھانے والی ہے۔
ادکام عقلیہ بھی خارج ہو گئے، جیسے اس بات کا حکم کہ "ان الطاعل مرفوع و ان المفعول منصوب" (فاعل مرفوع اور مفعول منصوب ہوتا ہے)۔

ادکام عادیہ بھی خارج ہو گئے، یعنی وہ ادکام جن کا صدور عادت یا تجربہ کی بناء پر ہوتا ہے۔ مثلاً یہ حکم فلاں مضمین وہ فلاں مضمین مرض کے علاج میں مفید ہے۔

غلاصہ یہ ہے کہ ادکام عقلیہ حیثیہ، لغویہ اور عادیہ ایک سطح پر نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کا حکم شرع کے طریق سے مستقلاً نہیں ہوتا۔

ادکام شرعیہ عقلیہ کے علم سے کتنی مقدار مراد ہے؟ فقہ ادکام شرعیہ عقلیہ کے علم کا نام ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنے علم کا نام ہے؟ اس کی مقدار کیا ہے؟ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں :

☆ ممکن ہے کہ قیامت تک ہونے والے مجموع ادکام کا علم مراد ہو۔ لیکن یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ حوادث اور غائب مسائل روز بروز پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ان سب کو انسانی علم محیط نہیں ہو سکتا۔

☆ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ ہر وہ مسئلہ جو مجتہد کی زندگی میں اس کے سامنے پیش آئے اس کا علم مراد ہو، لیکن یہ بھی درست نہیں کیونکہ مجتہدین کی زندگی میں ایسے مسائل پیش آئے جس کے جواب میں انہوں نے "لا ادری" (میں نہیں جانتا) کہا۔ مثلاً امام مالکؒ سے چالیس (۴۰) سوال پوچھے گئے تو چھتیس (۳۶) کے متعلق آپ نے لا ادری فرمایا۔

☆ ممکن ہے کہ کل میں سے بعض معین ادکام کا علم مثلاً اکل مسائل کا ثلث، نصف یا اس سے زیادہ یا کم مراد ہو۔ لیکن یہ بھی درست نہیں کیونکہ جب "مقدار کل" قبول ہے تو اس کا بعض یا اکثر کیسے متعین ہو سکتا ہے۔

☆ ممکن ہے کہ بعض مطلق ادکام مراد ہوں، جیسے کہ طوابع المرحضہ میں ہے یہ بھی درست نہیں، کیونکہ پھر تو اس شخص کو کبھی غنیہ کہنا درست ہوگا جسے ایک بار اولاد تکفیل سے یا انہوں جیسے وجوب صلوة "اقبوا الصلوة" سے۔

☆ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ مجتہد ہر مسئلہ کا حل اجتہاد کر کے تلاش کر سکتا ہو۔ لیکن یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ علمائے مجتہدین ایسے بھی ہیں کہ زندگی بھر بعض ادکام معلوم نہیں کر سکے۔ مثلاً جب امام ابوحنیفہؒ سے مشرکین کی بچپن میں فوت ہونے والی اولاد کے عذاب دینے جانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے لا ادری فرمایا اور "واللہ لا اخلصہ اللہ" میں آخرت کتنی مقدار مراد ہے؟ امام ابوحنیفہؒ ساری زندگی اس کا حکم معلوم نہیں کر سکے۔

اس لئے توقف فرمایا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر اجتہاد کر بھی لیا جائے تو غلطی و خطا کا امکان تو باقی رہتا ہے اور بعض حوادث کے احکام ایسے ہوتے ہیں جن میں اجتہاد کی کونجائش نہیں ہوتی۔

صدر الشریعہ نے التوضیح میں چاروں صورتیں بتا کر ان کا رد کیا جیسا کہ ذکر ہوا، مگر علامہ بختی زانی نے مذکورہ بالا موقف رکھنے والے حضرات جیسے ابن حایب اور اشاعرہ وغیرہ کا ساتھ دیتے ہوئے ان چاروں کو درست قرار دینے کی توجیہ کی اور صدر الشریعہ کا رد کیا جنہوں نے مختلف اصولیین کے مرادی معنی بیان کئے اور پھر ان کا رد کیا تھا۔^۱

وقولہ "العصیہ": شریعت کے وہ احکام جن کا اطلاق عمل سے ہے اسی لئے اصطلاحیین کے افعال فقہ کا موضوع ہیں۔ اس سے احکام شرعیہ اعتقاد خارج ہو گئے۔ جیسے علم بوجود اللہ۔ کیونکہ علم التوحید میں اس سے بحث کی جاتی ہے فقہ میں نہیں۔ شریعت کے وہ عملی احکام فقہ میں داخل ہیں جن کا تعلق جوارج ظاہر سے ہے۔ مثلاً حلالۃ و حرام اور حرمة الزہی و السرقة اور جوارج پلٹ غیر اعتقاد یہ سے متعلق ہیں۔ جیسے نیت۔

وقولہ "المکسب": یہ مرفوع اور اعلم کی صفت ہے جس کا معنی "الحاصل بعد ان لم یکن" (جو نہ ہونے کے بعد حاصل ہوئی)۔ اس وصف سے معلوم ہو گیا کہ فقہ ان احکام کی معرفت کا نام ہے جو اول میں بحث و نظر سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسی لئے علم باری تعالیٰ کو فقہ میں شمار نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ کسی سے مستحب نہیں ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا علم جس کا ذریعہ منصوص منزلہ حیس وہ بھی فقہ میں شمار نہیں، کیونکہ وہ بحث و نظر اور اجتہاد کے ذریعہ حاصل کیا ہوا نہیں ہے بلکہ وحی کے واسطے سے ہے۔ "المکسب" کی احکام پر اس طرح بھی تحقیق کی جاسکتی ہے کہ اس سے وہ احکام جو دین میں ضرورۃ معلوم ہیں۔ مثلاً صوم و صلاۃ کا واجب ہونا اور نفل کے حرام ہونے کا ادلہ تفصیلیہ لقولہ تعالیٰ "سب علیکم الصیام" ار۔ "قیموا الصلوۃ" ان کا علم نفل جائے، کیونکہ صرف یہ جان لینا فقہ نہیں کہائے گا کیونکہ ان کا علم اجتہاد و نظر کے واسطے سے نہیں حاصل ہوا۔

واقعہ رہے کہ وہ یا تین مسائل کا اولہ تفصیلیہ سے علم کو فقہ کی تعریف سے خارج کرنے کے لئے اسہل بازی نے "الشی لا یعلم کو لہما من الدین بالضرورۃ" (جن کا دین میں سے ہونا مباحہ کسی کو معلوم نہیں ہو) اور کسی نے "الاکتساب" اور کسی نے "الاستدلال" وغیرہ کا اضافہ کیا۔

قولہ "من الادلۃ": چار مجرور سے مل کر المکسب سے متعلق ہوا اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ ملائکہ کا علم فقہ سے نکل جائے گا۔ کیونکہ ان کا علم اولہ سے نہیں بلکہ لوح محفوظ سے مستحب ہے اور بعض علماء کی رائے ہے کہ "من الادلۃ" کا کوئی فائدہ نہیں صرف بیان واقعہ کے لئے ذکر کیا گیا۔

قولہ "التفصیلیۃ": "التفصیلیۃ" (الجوزیہ) یہ اجمالی کا مقابل ہے۔ اصولیین میں سے امام استوی نے اور امام رازی نے انھوں نے اور ان کی پیروی میں صاحب الحاصل اور تفصیل نے اس کا یہ فائدہ بتایا کہ مقلد کا علم احکام فقہ سے خارج ہو گیا کیونکہ مقلد کا علم اولہ تفصیلیہ سے مستحب نہیں ہوتا بلکہ دلیل اجمالی سے مستفاد ہوتا ہے۔^۲

۱۔ الوصیح والتلویح ص ۱۰۸، فقہ کراچی، نور مجامع المطابع ۱۳۸۰ھ، بلوایع الوصیوت بشرح مسلم فتوت مہد اعلیٰ محمد بن حکام الدین انصاری ۱۱/۱ مصر مطبعہ الدائمہ لایق ۱۳۳۳ھ

۲۔ تہذیب السؤل۔ جمال الدین محمد الرحیم بن الحسن الاستوی شافعی متوفی ۷۶۷ھ/۱۳۰۱ء بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۳۰۵ھ۔ ۱۹۸۳ء۔
المحصل فی اصول الفقہ، امام رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ/۱۰۱۰ء

ظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ "لفظ صلیبیۃ" بھی یہاں صرف بیان واقع کے لئے لایا گیا ہے۔ اس سے کسی شئی کا استہزاء مقصود نہیں ہے اور صرف اس لئے لائے گئے ہیں کہ اصول کی تعریف میں ایسا لاکھا مقابل بن سکے۔ ورنہ احکام سے مقلد کا علم تو ان کے قول المعکب من الادلہ سے پہلے ہی اہل چکا چوند کو مقلد کا علم بہتہ سے ماخوذ ہوتا ہے نہ کہ اول سے۔

فقہ و اصول فقہ میں فرق ان دونوں کے اہم فرق مندرجہ ذیل ہیں :

فرق اول : اصول فقہ اس منہج و اسس سے عبارت ہے جو اس راستہ کی طرف رہنمائی دیتا ہے جو جس کی اول سے احکام کے استخراج کے وقت فقہ پر پابندی لازمی ہوتی ہے اور وہ اس کی روشنی میں ان احکام کو مرتب کر کے قرآن کی سنت پر اور سنت کی دیگر پر تنقید و فیروزہ کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ جبکہ فقہ تو ان منہج کی تنقید کے ساتھ احکام کا اول سے استخراج کرنے کا کام ہے۔ فقہ کے مقابلہ میں اصول فقہ کی مثال ایسی ہے جیسی کہ تمام علوم فلسفہ میں علم منطق کو حاصل ہے جو ایک میزان ہے۔ عقل میں منتقلی لاتا ہے اور خطائے فکری سے بچاتا ہے۔

فرق دوم : اصول فقہ کا موضوع اول امتداد ہے۔ اس حیثیت سے کہ ان کے ذریعہ سے احکام تکمیل کو ثابت کیا جاتا ہے۔ اصولی قیاس اور اس کی حیثیت سے متعلق بحث کرتا ہے۔ عام اور اس کی تنقید، امر اور اس کے مدلول و فیروزہ اس کا موضوع بحث ہوتے ہیں، جبکہ فقہ کا موضوع مکلف کا فعل ہے اس حیثیت سے کہ اس کے لئے احکام شرعیہ ثابت ہیں۔ فقہ مکلف کی حق، واجارہ، دین و صلاۃ اور اس کے صوم و فیروزہ سے متعلق بحث کرتا ہے اور ان افعال میں سے ہر فعل کے حکم شرعی کی معرفت حاصل کرتا ہے۔

فرق سوم : اصول فقہ کے مباحث علم کلام اور فقہ عربیہ سے مستمد ہیں۔ جبکہ فقہان بعض کلامی مباحث سے مستمد ہیں جن کا اولہ شرعیہ سے تعلق ہے لہذا اس بات کا اثبات کہ جو مصنف کے اقوال کے درمیان ہے وہ کلام اللہ ہے اور اس بات پر بناؤں کہ قرآن کریم رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے کہ اس کے ذریعہ تبلیغ کا فریضہ انجام دے سکیں۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ عربی لغت میں سے صرف وہی حصہ اصول کے مباحث میں شامل ہے جو اخصائے الفاظ سے متعلق ہے تو کتاب و سنت اور امت کے اسباب مل و ملکہ کے اقوال سے اول لفظی کی دلائل کی معرفت، حقیقت و بھار و موم و خصوص و مطلق و مقید و مطلق و غیرہ ثبوت کے اعتبار سے لغت کی معرفت پر موقوف ہوتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کی معرفت لغت عربیہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

فقہ اصول کا مدلول ہے اور دلیل کا تصور بغیر مدلول کے درک کے نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ فقہ اولہ شرعیہ مثلاً کتاب و سنت، اجماع و قیاس کے مباحث سے مستمد ہے۔

فرق چہارم : اصول فقہ کی غایت یہ ہے کہ اولہ تنقیدیہ پر قواعد کلیہ کی تخلیق کی جائے تاکہ اس سے احکام شرعیہ مندرجہ کا استنباط اور مسائل اجتہادیہ میں فقہاء کے مابین پائی جانے والی اختلافی آراء کا موازنہ کر کے ترجیح دی جاسکے۔ جبکہ فقہ میں غور و فہم کی غایت یہ ہوتی ہے کہ دنیا و آخرت میں فوز و سعادت حاصل ہو جو اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب کر کے ہی ممکن ہوتا ہے۔

فرق پنجم : حکم اللہ کا خطاب ہے اصول فقہ میں لیس خطاب سے بحث ہوتی ہے جبکہ فقہ میں خطاب کے اثر کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ یعنی اللہ کا حکم خطاب ہے لیکن اس کا نتیجہ خطاب نہیں ہے کیونکہ وہ مجتہد نکالتا ہے اور اس سے حکم اخذ کرتا ہے جیسے طلال و حرام واجب و غیرہ۔

اصولی اور فقیہ کے مابین فرق : فقہ اصول فقہ کے مذکورہ بالا فروق سے اصولی اور فقیہ کا فرق بھی واضح ہو گیا ہے کہ "اصولی وہ ہے جو اولیٰ تفسیل میں اس لئے نظر نہیں کرتا کہ ان میں سے احکام شرعیہ کا استنباط کرے۔ بلکہ اس کا مقصد مجاہدہ و ممانعت رکھنے والے احکام کو یکجا کرنا ہوتا ہے اور وہ ان آیات کو جمع کرتا ہے جن میں شارع کی جانب سے اس کی حیل او امر وارد ہوئے ہیں۔ وہ بعض کو بعض کے ساتھ ملتی کرتا ہے اور ان میں اجمالی نظر ڈالتا ہے اور اس حکم کا نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ امر مطلق جو قرآن سے خالی ہو واجب کا قاعدہ دیتا ہے ورنہ حسب قرینہ اس کا معنی ہوتا ہے۔ اس کی روشنی میں وہ ایک قاعدہ دیتا ہے اور کہتا ہے "امرو الشارع اذا خلا عن القرینہ الیٰ الدالوٰں" جو "اسی طرح نواہی اور عموم خصوص وغیرہ سے مطلق وہ اجمالی نظر ڈال کر قاعدہ دیتا ہے۔"

جبکہ فقیہ اولیٰ تفسیل میں اجمالی نہیں بلکہ تفصیلی نظر ڈالتا ہے اور ہر دلیل میں الگ الگ غور کرتا ہے اس کے برعکس اصولی مجتہد نظر ڈال کر قاعدہ دیتا ہے فقیہان سے حکم شرعی کا ان قواعد کی مدد سے استخراج کرتا ہے جن کا اصولی نے وضع کیا ہوتا ہے۔ مثلاً جب وہ "ایقمو الصلوٰۃ" میں غور کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ شارع کا امر مطلق ہے اور قرآن سے خالی ہے اور جب قاعدہ اصولی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اس میں نے یہ قاعدہ بنادیا ہے کہ شارع کا امر مطلق جو قرینہ سے خالی ہو واجب کا قاعدہ دیتا ہے اس بنیاد پر فقیہ وجوب صلاۃ پر استدلال کرے گا اور کہے گا قولہ تعالیٰ "ایقمو الصلاۃ" شارع کا حکم ہے اور قرآن سے خالی ہے اور شارع کا ہر وہ حکم جو قرآن سے خالی ہو واجب کا قاعدہ دیتا ہے لہذا امر واجب ہے۔ فقہ اصول کے فرق کی ایک اور طرح سے توضیح..... قیاس منطقی دو اجزاء سے مرکب ہوتا ہے :

مقدمہ صغرائی	مقدمہ کبریٰ
موضوع (مبتداء)	محمول (خبر)
ایقمو الصلاۃ	وکل احد
لا تقربوا الزنی	وکل شیء
	للتحریم

وضاحت :

اس کا معنی ہوا کہ "ایقمو الصلوٰۃ" وجوب کے استقارہ کے لئے اور "لا تقربوا الزنی" تحریم کے قاعدہ کے لئے ہے۔ ہم نے دلیل تفصیلی سے آغاز کیا اور دلیل اجمالی یا اصولی پر اختتام کیا۔ اختلاف کا یہی طریقہ ہے۔ وہ مقدمہ صغریٰ سے مقدمہ کبریٰ کی طرف جاتے ہیں جبکہ شائع اس کے برعکس مقدمہ کبریٰ سے صغریٰ کی طرف جاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر وہ دلیل اجمالی سے دلیل تفصیلی کی طرف جاتے ہیں۔

اصول فقہ کا موضوع اور اس کا تحقیقی تجزیہ

علم کا موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ کے احوال سے اس علم میں بحث کی جاتی ہے۔ مثلاً انسان کے لئے منظر جو ذات انسانی کو براہ راست یا باواسطہ لائق ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف غنی کی مثال کو پیش کیا جاسکتا ہے جو امر ذاتی نہیں بلکہ امر خارجی کی وجہ سے لائق ہوتا ہے جو تجارت ہے۔

اصول فقہ کے موضوع کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :

پہلا مذہب : اصول فقہ کا موضوع احکام شرعیہ ہیں، اس حیثیت سے کہ وہ اولہ کے ذریعہ ثابت ہوتے ہیں اور وہ احکام شرعیہ تکلیفیہ (وجوب، حرم، نذہ، کراہت، اہانت) ہیں اور وضعیہ (یعنی سبیت، شرطیت، مانعیت، صحت و فساد) ہیں۔ بعض علماء جیسے امام غزالیؒ نے اپنی کتاب "معيار العقول" میں یہی موضوع بیان کیا ہے۔^۱

تسجونیہ : اس قول کا بغور جائزہ لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قول ضعیف ہے، کیونکہ اولہ تعداد میں زیادہ اور اہم ہیں اور علم میں وہی مقصود ہیں۔ اس میں بھی شک نہیں کہ احکام کے لئے بھی اولہ "اصل" ہیں۔ ان باتوں کی بناء پر لازم ہو جاتا ہے کہ اصول فقہ کا موضوع احکام کے بجائے اولہ ہوں۔

دوسرا مذہب : اصول فقہ کا موضوع اولہ، ترجیح اور اجتہاد ہیں۔ یہ بعض شافعیہ مثلاً ابن قاسم العبادی کا مذہب ہے۔ ان کی اپنے موقف پر دلیل یہ ہے کہ اصول فقہ میں ترجیح اور اجتہاد کے عوارض ذاتیہ سے اولہ کے عوارض ذاتیہ کی طرح بحث کی جاتی ہے لہذا دونوں کے مباحث بھی اس علم کا موضوع ہیں۔

تسجونیہ : یہ قول درست نہیں ہے، کیونکہ ترجیح پر بحث اس وقت کی جاتی ہے جب اولہ کے عوارض میں ظاہری تعارض نظر آتا ہو اسی طرح اجتہاد بھی اس وقت زیر بحث لایا جاتا ہے جب مجتہد کو ان اولہ شرعیہ سے احکام کا استنباط کرنا ہوتا ہے اجتہاد کا اسباب نہیں بلکہ منظر اراذکر ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح اصولی علم میں مقلد کے حال سے بحث کرتے ہیں لیکن اس کو مقاصد علم اصول میں شمار نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے مباحث تقلید و استفتاء کو کتب اصول میں ذکر نہیں کیا۔ ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ترجیح و اجتہاد اصول فقہ کا موضوع نہیں ہیں۔

تیسرا مذہب : اصول فقہ کا موضوع اولہ و احکام دونوں ہیں۔ یہ صدر الشریعہ اور امام شوکانی کا مذہب ہے۔^۲

تجزیہ :

صدر الشریعہ اور شارح مختصر زانی نے اس حوالہ سے جو بحث قلمبند کی اس کا خلاصہ یہ ہے :

۱۔ مقدمہ الاشارة فی اصول الفقہ للولید باجی۔ عادل احمد عبدالموجود، علی محمد عوض ص ۶۲، اریض سکتہ زار مطبعی البازطی ۱۴۸ھ۔ ۱۹۹۷ء
۲۔ الطوبیخ علی التوضیح ص ۳۵، کراچی، نور محمد ۱۳۰۰ھ، ناز شاد الفحول، محمد بن علی الشوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ، ۵۳۸ھ۔ قاهرہ دار الفکر سنہ

”اصول فقہ کا موضوع اولہ احکام ہیں : اس کی دلیل یہ ہے کہ اصول فقہ کے تمام مباحث اولہ احکام کے عوارض ذاتیہ کو ان کے لئے ثابت کرنے کی طرف میلان رکھتے ہیں۔ اولہ اس حیثیت سے کہ وہ احکام کو ثابت کرتے ہیں اور احکام اس حیثیت سے کہ ان کو اولہ اس سے ثابت کیا جاتا ہے، یعنی اولہ کا کام اثبات احکام کو ثبوت ہے۔ اس فن کے تمام مجموعات مسائل از قبیل اثبات اور ثبوت کے ہوں گے اور وہی جن کو اثبات و ثبوت میں متحدہ قائل ہوں۔“

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصول فقہ کے مسائل میں اولہ کو بیان کرتے وقت قیاس و اجراء کا احکام کے لئے اثبات کیا جاتا ہے مگر پہلے دو اولہ قرآن و سنت پر اس طرح بحث نہیں کی جاتی کہ پہلے ان کا احکام سے اثبات کیا جائے، حالانکہ قرآن و سنت دونوں ہی شامل موضوع ہیں۔

اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ فن میں مقصود اصلی ”نظری“ اور ”کسی“ مسائل ہوتے ہیں جو ثبوت میں دلیل کفایتی ہوں۔ دینی امور و مسائل متقدم فن میں داخل نہیں ہوتے۔ یہاں کتاب سنت کا ثبوت دونا اصولی کی نگاہ میں معمولہ بدیہات کے ہے جو کہ علم حکام میں ثابت اور مشہور ہے۔ اس لئے ان کو اصول فقہ کے مسائل کو ثبوت اس میں نہیں کیا گیا۔ اور جہاں تک قرآن کریم کی قرآنہ شہادہ و اور سنت میں سے خبر واحد کے احکام کو ثبوت کرنے کا قصہ ہے چنگہ یہ بین اور بدیہی نہیں تھا اس لئے اصولی حضرات نے اس پر بحث نہیں کی۔

اولہ کو احکام پر مقدم کرنے کی وجہ :

(۱) دلیل تحکم کی بہ نسبت مقدم بالذات ہوتی ہے اور اصول فقہ میں اولہ کی بحث کی بہ نسبت زیادہ اہم ہے اور اولہ تعدد میں احکام سے زیادہ بھی ہیں۔

(۲) علم کا اصل موضوع تو اولہ ہیں احکام سے اصول فقہ کے الحاقی و تہمی مباحث ہونے کی وجہ سے بحث کی جاتی ہے۔ یہ مقصود اصلی نہیں ہیں بلکہ بعد اس کو ذکر کیا جاتا ہے۔

کیا کسی ایک فن کے متعدد موضوعات ہو سکتے ہیں؟ اصول فقہ کا موضوع اولہ احکام دونوں ہوں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی ایک فن کے کئی موضوعات ہو سکتے ہیں۔ اگر جواب میں ہاں کیا جائے اور علم طب کو بطور دلیل پیش کیا جائے کہ اس کے دو موضوع ہیں ایک احوال بدن اور دوسرا احوال ادویہ۔

جسوقیہ : کسی فن کے دو موضوعات ہونے والی بات درست معلوم نہیں ہوتی اور جہاں تک اس سلسلے میں طب کی مثال ہے تو واضح رہے کہ طب کا موضوع صرف بدن انسان ہے اور ادویہ سے اس حیثیت سے بحث کی جاتی ہے کہ بعض ادویہ سے بدن انسان صحیح اور تندرست ہو جاتا ہے اور بعض سے مریش بن جاتا ہے تو درحقیقت یہ بھی بدن انسان کے عوارض و اصول سے بحث ہوئی نہ کہ احوال ادویہ سے۔

کیا کثرت موضوع کثرت علم پر دلالت کرتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ طب کا موضوع بدن اور ادویہ ہیں منطق کا موضوع تصور و تصدیق ہیں۔ ان میں تلک مسائل ہے اور تلک مسائل اختلاف علم کا موجب نہیں ہوتا۔

اولہ یا احکام میں سے کسی ایک پر استفتاء کرنے والوں کے خلاف دلیل :

غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ بعض مباحث بکار جو "احوال اولہ" کی طرف ہے اور بعض بکار جو "احوال احکام" کی طرف ہے۔ جب دونوں کے احوال کے ساتھ مباحث متعلق ہیں تو پھر ایک کو موضوع قرار دے کر مقاصد میں شمار کرنا اور دوسرے کو صرف لواحق و تابع میں درج کرنا ناانصافی ہے۔ بات صرف اس حد تک ہے کہ مباحث اولہ تعداد میں زیادہ اور اہم ہیں اور مباحث احکام قلیل تعداد میں ہیں اس لئے دونوں اصلاً اور استقلالاً موضوع فن ہیں۔ الغرض یہ کہ حکم اور اس کے مباحث اصول فقہ کے مقصود و مباحث میں شامل ہیں لیکن مباحث حکم مباحث اولہ سے مغایر ہیں گے اور دونوں کا موضوع بننا اس لئے بھی درست ہے کہ اولہ بکار جو "بالمعمول" الارباعہ ہوتا ہے اور احکام کا کلی ائمہ و جوب مدت و درست گراہت پایا است۔

صدر الشریعہ کا یہ قول ساقیہ و اقوال کی طرح ضعیف ہے اس کی جہ یہ ہے کہ حکم دلیل کا شرعہ اور کسی بھی شے کا مشروع نفس الہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے تابع ہوتا ہے۔

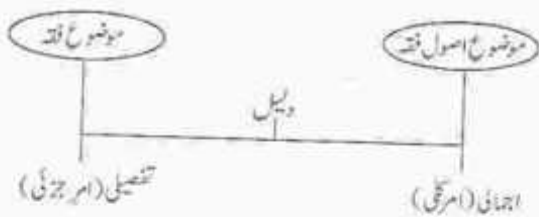
چوتھا وجہ : اصول فقہ کے موضوع کے بارے میں راجح قول یہ ہے کہ وہ اولہ یا ثانیہ ہیں وہ اس حیثیت سے کہ ان کے ذریعے سے احکام نگہ کیا جاتا ہے تا کہ اولہ تصنیف سے احکام فقہیہ کے استنباط کی کیفیت تک وصول حاصل ہو سکے یہ جہور کی رائے ہے۔ اس فن میں اولہ شریعہ نگہ اس حیثیت سے مقصود ہوتے ہیں کہ ان سے احکام کو ثابت کیا جاتا ہے اور پھر احکام کے وضعی یا تکفینی ہونے سے بحث کی جاتی ہے اور اسی طرح متعلقات احکام یعنی حاکم و محکوم علیہ وغیرہ کا حکم کے مسائل کے قواعد میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ علامہ سیف اللہ مدنی شافعی نے فرمایا۔

وأما موضوع أصول الفقه، فاعلم أن موضوع كل علم هو الشئ الذي يبحث في ذلك العلم عن أحوال العارضة لذاته، ولما كانت مباحث الأصول في علم الأصول لا تخرج عن أحوال الأدلة الموصلة إلى الأحكام الشرعية المنحوت عنها فيه والسياسية، والاعتصاف هو التبيين وكيفية استثمار الأحكام الشرعية عليها على وجه كلي فكانت هي موضوع علم الأصول.

(اور جہاں تک اصول فقہ کا موضوع ہے جان لو کہ جہتی کا موضوع وہ ہوتا ہے جس میں اس علم کے موضوع و ثانیہ سے بحث کی جاتی ہے اور کہ علم اصول میں اصولیوں کے مباحث اولہ کے احوال جو احکام شریعہ تک موصول ہوں اور ان کے متعلق بحث اور ان کی اقسام اور ان کے اولہ کے اختلاف مراتب اور ان سے احکام شریعہ کے استنباط کی کیفیت کلی اعتبار سے ان سے خارج نہیں ہوتے تو یہی اصول فقہ کا موضوع ہیں۔)

۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام سیف الدین الہادی متوفی ۶۳۱ھ/۱۰۸۰ء۔ ج ۱، دار الفکر ۱۳۷۷ھ/۱۹۹۶ء، الصحیح، ابن سیر الحارثی متوفی ۹۷۸ھ/۱۳۲۶ء، ص ۳۲۶، ص ۳۲۷، ص ۳۲۸، ص ۳۲۹، ص ۳۳۰، ص ۳۳۱، ص ۳۳۲، ص ۳۳۳، ص ۳۳۴، ص ۳۳۵، ص ۳۳۶، ص ۳۳۷، ص ۳۳۸، ص ۳۳۹، ص ۳۴۰، ص ۳۴۱، ص ۳۴۲، ص ۳۴۳، ص ۳۴۴، ص ۳۴۵، ص ۳۴۶، ص ۳۴۷، ص ۳۴۸، ص ۳۴۹، ص ۳۵۰، ص ۳۵۱، ص ۳۵۲، ص ۳۵۳، ص ۳۵۴، ص ۳۵۵، ص ۳۵۶، ص ۳۵۷، ص ۳۵۸، ص ۳۵۹، ص ۳۶۰، ص ۳۶۱، ص ۳۶۲، ص ۳۶۳، ص ۳۶۴، ص ۳۶۵، ص ۳۶۶، ص ۳۶۷، ص ۳۶۸، ص ۳۶۹، ص ۳۷۰، ص ۳۷۱، ص ۳۷۲، ص ۳۷۳، ص ۳۷۴، ص ۳۷۵، ص ۳۷۶، ص ۳۷۷، ص ۳۷۸، ص ۳۷۹، ص ۳۸۰، ص ۳۸۱، ص ۳۸۲، ص ۳۸۳، ص ۳۸۴، ص ۳۸۵، ص ۳۸۶، ص ۳۸۷، ص ۳۸۸، ص ۳۸۹، ص ۳۹۰، ص ۳۹۱، ص ۳۹۲، ص ۳۹۳، ص ۳۹۴، ص ۳۹۵، ص ۳۹۶، ص ۳۹۷، ص ۳۹۸، ص ۳۹۹، ص ۴۰۰، ص ۴۰۱، ص ۴۰۲، ص ۴۰۳، ص ۴۰۴، ص ۴۰۵، ص ۴۰۶، ص ۴۰۷، ص ۴۰۸، ص ۴۰۹، ص ۴۱۰، ص ۴۱۱، ص ۴۱۲، ص ۴۱۳، ص ۴۱۴، ص ۴۱۵، ص ۴۱۶، ص ۴۱۷، ص ۴۱۸، ص ۴۱۹، ص ۴۲۰، ص ۴۲۱، ص ۴۲۲، ص ۴۲۳، ص ۴۲۴، ص ۴۲۵، ص ۴۲۶، ص ۴۲۷، ص ۴۲۸، ص ۴۲۹، ص ۴۳۰، ص ۴۳۱، ص ۴۳۲، ص ۴۳۳، ص ۴۳۴، ص ۴۳۵، ص ۴۳۶، ص ۴۳۷، ص ۴۳۸، ص ۴۳۹، ص ۴۴۰، ص ۴۴۱، ص ۴۴۲، ص ۴۴۳، ص ۴۴۴، ص ۴۴۵، ص ۴۴۶، ص ۴۴۷، ص ۴۴۸، ص ۴۴۹، ص ۴۵۰، ص ۴۵۱، ص ۴۵۲، ص ۴۵۳، ص ۴۵۴، ص ۴۵۵، ص ۴۵۶، ص ۴۵۷، ص ۴۵۸، ص ۴۵۹، ص ۴۶۰، ص ۴۶۱، ص ۴۶۲، ص ۴۶۳، ص ۴۶۴، ص ۴۶۵، ص ۴۶۶، ص ۴۶۷، ص ۴۶۸، ص ۴۶۹، ص ۴۷۰، ص ۴۷۱، ص ۴۷۲، ص ۴۷۳، ص ۴۷۴، ص ۴۷۵، ص ۴۷۶، ص ۴۷۷، ص ۴۷۸، ص ۴۷۹، ص ۴۸۰، ص ۴۸۱، ص ۴۸۲، ص ۴۸۳، ص ۴۸۴، ص ۴۸۵، ص ۴۸۶، ص ۴۸۷، ص ۴۸۸، ص ۴۸۹، ص ۴۹۰، ص ۴۹۱، ص ۴۹۲، ص ۴۹۳، ص ۴۹۴، ص ۴۹۵، ص ۴۹۶، ص ۴۹۷، ص ۴۹۸، ص ۴۹۹، ص ۵۰۰، ص ۵۰۱، ص ۵۰۲، ص ۵۰۳، ص ۵۰۴، ص ۵۰۵، ص ۵۰۶، ص ۵۰۷، ص ۵۰۸، ص ۵۰۹، ص ۵۱۰، ص ۵۱۱، ص ۵۱۲، ص ۵۱۳، ص ۵۱۴، ص ۵۱۵، ص ۵۱۶، ص ۵۱۷، ص ۵۱۸، ص ۵۱۹، ص ۵۲۰، ص ۵۲۱، ص ۵۲۲، ص ۵۲۳، ص ۵۲۴، ص ۵۲۵، ص ۵۲۶، ص ۵۲۷، ص ۵۲۸، ص ۵۲۹، ص ۵۳۰، ص ۵۳۱، ص ۵۳۲، ص ۵۳۳، ص ۵۳۴، ص ۵۳۵، ص ۵۳۶، ص ۵۳۷، ص ۵۳۸، ص ۵۳۹، ص ۵۴۰، ص ۵۴۱، ص ۵۴۲، ص ۵۴۳، ص ۵۴۴، ص ۵۴۵، ص ۵۴۶، ص ۵۴۷، ص ۵۴۸، ص ۵۴۹، ص ۵۵۰، ص ۵۵۱، ص ۵۵۲، ص ۵۵۳، ص ۵۵۴، ص ۵۵۵، ص ۵۵۶، ص ۵۵۷، ص ۵۵۸، ص ۵۵۹، ص ۵۶۰، ص ۵۶۱، ص ۵۶۲، ص ۵۶۳، ص ۵۶۴، ص ۵۶۵، ص ۵۶۶، ص ۵۶۷، ص ۵۶۸، ص ۵۶۹، ص ۵۷۰، ص ۵۷۱، ص ۵۷۲، ص ۵۷۳، ص ۵۷۴، ص ۵۷۵، ص ۵۷۶، ص ۵۷۷، ص ۵۷۸، ص ۵۷۹، ص ۵۸۰، ص ۵۸۱، ص ۵۸۲، ص ۵۸۳، ص ۵۸۴، ص ۵۸۵، ص ۵۸۶، ص ۵۸۷، ص ۵۸۸، ص ۵۸۹، ص ۵۹۰، ص ۵۹۱، ص ۵۹۲، ص ۵۹۳، ص ۵۹۴، ص ۵۹۵، ص ۵۹۶، ص ۵۹۷، ص ۵۹۸، ص ۵۹۹، ص ۶۰۰، ص ۶۰۱، ص ۶۰۲، ص ۶۰۳، ص ۶۰۴، ص ۶۰۵، ص ۶۰۶، ص ۶۰۷، ص ۶۰۸، ص ۶۰۹، ص ۶۱۰، ص ۶۱۱، ص ۶۱۲، ص ۶۱۳، ص ۶۱۴، ص ۶۱۵، ص ۶۱۶، ص ۶۱۷، ص ۶۱۸، ص ۶۱۹، ص ۶۲۰، ص ۶۲۱، ص ۶۲۲، ص ۶۲۳، ص ۶۲۴، ص ۶۲۵، ص ۶۲۶، ص ۶۲۷، ص ۶۲۸، ص ۶۲۹، ص ۶۳۰، ص ۶۳۱، ص ۶۳۲، ص ۶۳۳، ص ۶۳۴، ص ۶۳۵، ص ۶۳۶، ص ۶۳۷، ص ۶۳۸، ص ۶۳۹، ص ۶۴۰، ص ۶۴۱، ص ۶۴۲، ص ۶۴۳، ص ۶۴۴، ص ۶۴۵، ص ۶۴۶، ص ۶۴۷، ص ۶۴۸، ص ۶۴۹، ص ۶۵۰، ص ۶۵۱، ص ۶۵۲، ص ۶۵۳، ص ۶۵۴، ص ۶۵۵، ص ۶۵۶، ص ۶۵۷، ص ۶۵۸، ص ۶۵۹، ص ۶۶۰، ص ۶۶۱، ص ۶۶۲، ص ۶۶۳، ص ۶۶۴، ص ۶۶۵، ص ۶۶۶، ص ۶۶۷، ص ۶۶۸، ص ۶۶۹، ص ۶۷۰، ص ۶۷۱، ص ۶۷۲، ص ۶۷۳، ص ۶۷۴، ص ۶۷۵، ص ۶۷۶، ص ۶۷۷، ص ۶۷۸، ص ۶۷۹، ص ۶۸۰، ص ۶۸۱، ص ۶۸۲، ص ۶۸۳، ص ۶۸۴، ص ۶۸۵، ص ۶۸۶، ص ۶۸۷، ص ۶۸۸، ص ۶۸۹، ص ۶۹۰، ص ۶۹۱، ص ۶۹۲، ص ۶۹۳، ص ۶۹۴، ص ۶۹۵، ص ۶۹۶، ص ۶۹۷، ص ۶۹۸، ص ۶۹۹، ص ۷۰۰، ص ۷۰۱، ص ۷۰۲، ص ۷۰۳، ص ۷۰۴، ص ۷۰۵، ص ۷۰۶، ص ۷۰۷، ص ۷۰۸، ص ۷۰۹، ص ۷۱۰، ص ۷۱۱، ص ۷۱۲، ص ۷۱۳، ص ۷۱۴، ص ۷۱۵، ص ۷۱۶، ص ۷۱۷، ص ۷۱۸، ص ۷۱۹، ص ۷۲۰، ص ۷۲۱، ص ۷۲۲، ص ۷۲۳، ص ۷۲۴، ص ۷۲۵، ص ۷۲۶، ص ۷۲۷، ص ۷۲۸، ص ۷۲۹، ص ۷۳۰، ص ۷۳۱، ص ۷۳۲، ص ۷۳۳، ص ۷۳۴، ص ۷۳۵، ص ۷۳۶، ص ۷۳۷، ص ۷۳۸، ص ۷۳۹، ص ۷۴۰، ص ۷۴۱، ص ۷۴۲، ص ۷۴۳، ص ۷۴۴، ص ۷۴۵، ص ۷۴۶، ص ۷۴۷، ص ۷۴۸، ص ۷۴۹، ص ۷۵۰، ص ۷۵۱، ص ۷۵۲، ص ۷۵۳، ص ۷۵۴، ص ۷۵۵، ص ۷۵۶، ص ۷۵۷، ص ۷۵۸، ص ۷۵۹، ص ۷۶۰، ص ۷۶۱، ص ۷۶۲، ص ۷۶۳، ص ۷۶۴، ص ۷۶۵، ص ۷۶۶، ص ۷۶۷، ص ۷۶۸، ص ۷۶۹، ص ۷۷۰، ص ۷۷۱، ص ۷۷۲، ص ۷۷۳، ص ۷۷۴، ص ۷۷۵، ص ۷۷۶، ص ۷۷۷، ص ۷۷۸، ص ۷۷۹، ص ۷۸۰، ص ۷۸۱، ص ۷۸۲، ص ۷۸۳، ص ۷۸۴، ص ۷۸۵، ص ۷۸۶، ص ۷۸۷، ص ۷۸۸، ص ۷۸۹، ص ۷۹۰، ص ۷۹۱، ص ۷۹۲، ص ۷۹۳، ص ۷۹۴، ص ۷۹۵، ص ۷۹۶، ص ۷۹۷، ص ۷۹۸، ص ۷۹۹، ص ۸۰۰، ص ۸۰۱، ص ۸۰۲، ص ۸۰۳، ص ۸۰۴، ص ۸۰۵، ص ۸۰۶، ص ۸۰۷، ص ۸۰۸، ص ۸۰۹، ص ۸۱۰، ص ۸۱۱، ص ۸۱۲، ص ۸۱۳، ص ۸۱۴، ص ۸۱۵، ص ۸۱۶، ص ۸۱۷، ص ۸۱۸، ص ۸۱۹، ص ۸۲۰، ص ۸۲۱، ص ۸۲۲، ص ۸۲۳، ص ۸۲۴، ص ۸۲۵، ص ۸۲۶، ص ۸۲۷، ص ۸۲۸، ص ۸۲۹، ص ۸۳۰، ص ۸۳۱، ص ۸۳۲، ص ۸۳۳، ص ۸۳۴، ص ۸۳۵، ص ۸۳۶، ص ۸۳۷، ص ۸۳۸، ص ۸۳۹، ص ۸۴۰، ص ۸۴۱، ص ۸۴۲، ص ۸۴۳، ص ۸۴۴، ص ۸۴۵، ص ۸۴۶، ص ۸۴۷، ص ۸۴۸، ص ۸۴۹، ص ۸۵۰، ص ۸۵۱، ص ۸۵۲، ص ۸۵۳، ص ۸۵۴، ص ۸۵۵، ص ۸۵۶، ص ۸۵۷، ص ۸۵۸، ص ۸۵۹، ص ۸۶۰، ص ۸۶۱، ص ۸۶۲، ص ۸۶۳، ص ۸۶۴، ص ۸۶۵، ص ۸۶۶، ص ۸۶۷، ص ۸۶۸، ص ۸۶۹، ص ۸۷۰، ص ۸۷۱، ص ۸۷۲، ص ۸۷۳، ص ۸۷۴، ص ۸۷۵، ص ۸۷۶، ص ۸۷۷، ص ۸۷۸، ص ۸۷۹، ص ۸۸۰، ص ۸۸۱، ص ۸۸۲، ص ۸۸۳، ص ۸۸۴، ص ۸۸۵، ص ۸۸۶، ص ۸۸۷، ص ۸۸۸، ص ۸۸۹، ص ۸۹۰، ص ۸۹۱، ص ۸۹۲، ص ۸۹۳، ص ۸۹۴، ص ۸۹۵، ص ۸۹۶، ص ۸۹۷، ص ۸۹۸، ص ۸۹۹، ص ۹۰۰، ص ۹۰۱، ص ۹۰۲، ص ۹۰۳، ص ۹۰۴، ص ۹۰۵، ص ۹۰۶، ص ۹۰۷، ص ۹۰۸، ص ۹۰۹، ص ۹۱۰، ص ۹۱۱، ص ۹۱۲، ص ۹۱۳، ص ۹۱۴، ص ۹۱۵، ص ۹۱۶، ص ۹۱۷، ص ۹۱۸، ص ۹۱۹، ص ۹۲۰، ص ۹۲۱، ص ۹۲۲، ص ۹۲۳، ص ۹۲۴، ص ۹۲۵، ص ۹۲۶، ص ۹۲۷، ص ۹۲۸، ص ۹۲۹، ص ۹۳۰، ص ۹۳۱، ص ۹۳۲، ص ۹۳۳، ص ۹۳۴، ص ۹۳۵، ص ۹۳۶، ص ۹۳۷، ص ۹۳۸، ص ۹۳۹، ص ۹۴۰، ص ۹۴۱، ص ۹۴۲، ص ۹۴۳، ص ۹۴۴، ص ۹۴۵، ص ۹۴۶، ص ۹۴۷، ص ۹۴۸، ص ۹۴۹، ص ۹۵۰، ص ۹۵۱، ص ۹۵۲، ص ۹۵۳، ص ۹۵۴، ص ۹۵۵، ص ۹۵۶، ص ۹۵۷، ص ۹۵۸، ص ۹۵۹، ص ۹۶۰، ص ۹۶۱، ص ۹۶۲، ص ۹۶۳، ص ۹۶۴، ص ۹۶۵، ص ۹۶۶، ص ۹۶۷، ص ۹۶۸، ص ۹۶۹، ص ۹۷۰، ص ۹۷۱، ص ۹۷۲، ص ۹۷۳، ص ۹۷۴، ص ۹۷۵، ص ۹۷۶، ص ۹۷۷، ص ۹۷۸، ص ۹۷۹، ص ۹۸۰، ص ۹۸۱، ص ۹۸۲، ص ۹۸۳، ص ۹۸۴، ص ۹۸۵، ص ۹۸۶، ص ۹۸۷، ص ۹۸۸، ص ۹۸۹، ص ۹۹۰، ص ۹۹۱، ص ۹۹۲، ص ۹۹۳، ص ۹۹۴، ص ۹۹۵، ص ۹۹۶، ص ۹۹۷، ص ۹۹۸، ص ۹۹۹، ص ۱۰۰۰، ص ۱۰۰۱، ص ۱۰۰۲، ص ۱۰۰۳، ص ۱۰۰۴، ص ۱۰۰۵، ص ۱۰۰۶، ص ۱۰۰۷، ص ۱۰۰۸، ص ۱۰۰۹، ص ۱۰۱۰، ص ۱۰۱۱، ص ۱۰۱۲، ص ۱۰۱۳، ص ۱۰۱۴، ص ۱۰۱۵، ص ۱۰۱۶، ص ۱۰۱۷، ص ۱۰۱۸، ص ۱۰۱۹، ص ۱۰۲۰، ص ۱۰۲۱، ص ۱۰۲۲، ص ۱۰۲۳، ص ۱۰۲۴، ص ۱۰۲۵، ص ۱۰۲۶، ص ۱۰۲۷، ص ۱۰۲۸، ص ۱۰۲۹، ص ۱۰۳۰، ص ۱۰۳۱، ص ۱۰۳۲، ص ۱۰۳۳، ص ۱۰۳۴، ص ۱۰۳۵، ص ۱۰۳۶، ص ۱۰۳۷، ص ۱۰۳۸، ص ۱۰۳۹، ص ۱۰۴۰، ص ۱۰۴۱، ص ۱۰۴۲، ص ۱۰۴۳، ص ۱۰۴۴، ص ۱۰۴۵، ص ۱۰۴۶، ص ۱۰۴۷، ص ۱۰۴۸، ص ۱۰۴۹، ص ۱۰۵۰، ص ۱۰۵۱، ص ۱۰۵۲، ص ۱۰۵۳، ص ۱۰۵۴، ص ۱۰۵۵، ص ۱۰۵۶، ص ۱۰۵۷، ص ۱۰۵۸، ص ۱۰۵۹، ص ۱۰۶۰، ص ۱۰۶۱، ص ۱۰۶۲، ص ۱۰۶۳، ص ۱۰۶۴، ص ۱۰۶۵، ص ۱۰۶۶، ص ۱۰۶۷، ص ۱۰۶۸، ص ۱۰۶۹، ص ۱۰۷۰، ص ۱۰۷۱، ص ۱۰۷۲، ص ۱۰۷۳، ص ۱۰۷۴، ص ۱۰۷۵، ص ۱۰۷۶، ص ۱۰۷۷، ص ۱۰۷۸، ص ۱۰۷۹، ص ۱۰۸۰، ص ۱۰۸۱، ص ۱۰۸۲، ص ۱۰۸۳، ص ۱۰۸۴، ص ۱۰۸۵، ص ۱۰۸۶، ص ۱۰۸۷، ص ۱۰۸۸، ص ۱۰۸۹، ص ۱۰۹۰، ص ۱۰۹۱، ص ۱۰۹۲، ص ۱۰۹۳، ص ۱۰۹۴، ص ۱۰۹۵، ص ۱۰۹۶، ص ۱۰۹۷، ص ۱۰۹۸، ص ۱۰۹۹، ص ۱۱۰۰، ص ۱۱۰۱، ص ۱۱۰۲، ص ۱۱۰۳، ص ۱۱۰۴، ص ۱۱۰۵، ص ۱۱۰۶، ص ۱۱۰۷، ص ۱۱۰۸، ص ۱۱۰۹، ص ۱۱۱۰، ص ۱۱۱۱، ص ۱۱۱۲، ص ۱۱۱۳، ص ۱۱۱۴، ص ۱۱۱۵، ص ۱۱۱۶، ص ۱۱۱۷، ص ۱۱۱۸، ص ۱۱۱۹، ص ۱۱۲۰، ص ۱۱۲۱، ص ۱۱۲۲، ص ۱۱۲۳، ص ۱۱۲۴، ص ۱۱۲۵، ص ۱۱۲۶، ص ۱۱۲۷، ص ۱۱۲۸، ص ۱۱۲۹، ص ۱۱۳۰، ص ۱۱۳۱، ص ۱۱۳۲، ص ۱۱۳۳، ص ۱۱۳۴، ص ۱۱۳۵، ص ۱۱۳۶، ص ۱۱۳۷، ص ۱۱۳۸، ص ۱۱۳۹، ص ۱۱۴۰، ص ۱۱۴۱، ص ۱۱۴۲، ص ۱۱۴۳، ص ۱۱۴۴، ص ۱۱۴۵، ص ۱۱۴۶، ص ۱۱۴۷، ص ۱۱۴۸، ص ۱۱۴۹، ص ۱۱۵۰، ص ۱۱۵۱، ص ۱۱۵۲، ص ۱۱۵۳، ص ۱۱۵۴، ص ۱۱۵۵، ص ۱۱۵۶، ص ۱۱۵۷، ص ۱۱۵۸، ص ۱۱۵۹، ص ۱۱۶۰، ص ۱۱۶۱، ص ۱۱۶۲، ص ۱۱۶۳، ص ۱۱۶۴، ص ۱۱۶۵، ص ۱۱۶۶، ص ۱۱۶۷، ص ۱۱۶۸، ص ۱۱۶۹، ص ۱۱۷۰، ص ۱۱۷۱، ص ۱۱۷۲، ص ۱۱۷۳، ص ۱۱۷۴، ص ۱۱۷۵، ص ۱۱۷۶، ص ۱۱۷۷، ص ۱۱۷۸، ص ۱۱۷۹، ص ۱۱۸۰، ص ۱۱۸۱، ص ۱۱۸۲، ص ۱۱۸۳، ص ۱۱۸۴، ص ۱۱۸۵، ص ۱۱۸۶، ص ۱۱۸۷، ص ۱۱۸۸، ص ۱۱۸۹، ص ۱۱۹۰، ص ۱۱۹۱، ص ۱۱۹۲، ص ۱۱۹۳، ص ۱۱۹۴، ص ۱۱۹۵، ص ۱۱۹۶، ص ۱۱۹۷، ص ۱۱۹۸، ص ۱۱۹۹، ص ۱۲۰۰، ص ۱۲۰۱، ص ۱۲۰۲، ص ۱۲۰۳، ص ۱۲۰۴، ص ۱۲۰۵، ص ۱۲۰۶، ص ۱۲۰۷، ص ۱۲۰۸، ص ۱۲۰۹، ص ۱۲۱۰، ص ۱۲۱۱، ص ۱۲۱۲، ص ۱۲۱۳، ص ۱۲۱۴، ص ۱۲۱۵، ص ۱۲۱۶، ص ۱۲۱۷، ص ۱۲۱۸، ص ۱۲۱۹، ص ۱۲۲۰، ص ۱۲۲۱، ص ۱۲۲۲، ص ۱۲۲۳، ص ۱۲۲۴، ص ۱۲۲۵، ص ۱۲۲۶، ص ۱۲۲۷، ص ۱۲۲۸، ص ۱۲۲۹، ص ۱۲۳۰، ص ۱۲۳۱، ص ۱۲۳۲، ص ۱۲۳۳، ص ۱۲۳۴، ص ۱۲۳۵، ص ۱۲۳۶، ص ۱۲۳۷، ص ۱۲۳۸، ص ۱۲۳۹، ص ۱۲۴۰، ص ۱۲۴۱، ص ۱۲۴۲، ص ۱۲۴۳، ص ۱۲۴۴، ص ۱۲۴۵، ص ۱۲۴۶، ص ۱۲۴۷، ص ۱۲۴۸، ص ۱۲۴۹، ص ۱۲۵۰، ص ۱۲۵۱، ص ۱۲۵۲، ص ۱۲۵۳، ص ۱۲۵۴، ص ۱۲۵۵، ص ۱۲۵۶، ص ۱۲۵۷، ص ۱۲۵۸، ص ۱۲۵۹، ص ۱۲۶۰، ص ۱۲۶۱، ص ۱۲۶۲، ص ۱۲۶۳، ص ۱۲۶۴، ص ۱۲۶۵، ص ۱۲۶۶، ص ۱۲۶۷، ص ۱۲۶۸، ص ۱۲۶۹، ص ۱۲۷۰، ص ۱۲۷۱، ص ۱۲۷۲، ص ۱۲۷۳، ص ۱۲۷۴، ص ۱۲۷۵، ص ۱۲۷۶، ص ۱۲۷۷، ص ۱۲۷۸، ص ۱۲۷۹، ص ۱۲۸۰، ص ۱۲۸۱، ص ۱۲۸۲، ص ۱۲۸۳، ص ۱۲۸۴، ص ۱۲۸۵، ص ۱۲۸۶، ص ۱۲۸۷، ص ۱۲۸۸، ص ۱۲۸۹، ص ۱۲۹۰، ص ۱۲۹۱، ص ۱۲۹۲، ص ۱۲۹۳، ص ۱۲۹۴، ص ۱۲۹۵، ص ۱۲۹۶، ص ۱۲۹۷، ص ۱۲۹۸، ص ۱۲۹۹، ص ۱۳۰۰، ص ۱۳۰۱، ص ۱۳۰۲، ص ۱۳۰۳، ص ۱۳۰۴، ص ۱۳۰۵، ص ۱۳۰۶، ص ۱۳۰۷، ص ۱۳۰۸، ص ۱۳۰۹، ص ۱۳۱۰، ص ۱۳۱۱، ص ۱۳۱۲، ص ۱۳۱۳، ص ۱۳۱۴، ص ۱۳۱۵، ص ۱۳۱۶، ص ۱۳۱۷، ص ۱۳۱۸، ص ۱۳۱۹، ص ۱۳۲۰، ص ۱۳۲۱، ص ۱۳۲۲، ص ۱۳۲۳، ص ۱۳۲۴، ص ۱۳۲۵، ص ۱۳۲۶، ص ۱۳۲۷، ص ۱۳۲۸، ص ۱۳۲۹، ص ۱۳۳۰، ص ۱۳۳۱، ص ۱۳۳۲، ص ۱۳۳۳، ص ۱۳۳۴، ص ۱۳۳۵، ص ۱۳۳۶، ص ۱۳۳۷، ص ۱۳۳۸، ص ۱۳۳۹، ص ۱۳۴۰، ص ۱۳۴۱، ص ۱۳۴۲، ص ۱۳۴۳، ص ۱۳۴۴، ص ۱۳۴۵، ص ۱۳۴۶، ص ۱۳۴۷، ص ۱۳۴۸، ص ۱۳۴۹، ص ۱۳۵۰، ص ۱۳۵۱، ص ۱۳۵۲، ص ۱۳۵۳، ص ۱۳۵۴، ص ۱۳۵۵، ص ۱۳۵۶، ص ۱۳۵۷، ص ۱۳۵۸، ص ۱۳۵۹، ص ۱۳۶۰، ص ۱۳۶۱، ص ۱۳۶۲، ص ۱۳۶۳، ص ۱۳۶۴، ص ۱۳۶۵، ص ۱۳۶۶، ص ۱۳۶۷، ص ۱۳۶۸، ص ۱۳۶۹، ص ۱۳۷۰، ص ۱۳۷۱، ص ۱۳۷۲، ص ۱۳۷۳، ص ۱۳۷۴، ص ۱۳۷۵، ص ۱۳۷۶، ص ۱۳۷۷، ص ۱۳۷۸، ص ۱۳۷۹، ص ۱۳۸۰، ص ۱۳۸۱، ص ۱۳۸۲، ص ۱۳۸۳، ص ۱۳۸۴، ص ۱۳۸۵، ص ۱۳۸۶، ص ۱۳۸۷، ص ۱۳۸۸، ص ۱۳۸۹، ص ۱۳۹۰، ص ۱۳۹۱، ص ۱۳۹۲، ص ۱۳۹۳، ص ۱۳۹۴، ص ۱۳۹۵، ص ۱۳۹۶، ص ۱۳۹۷، ص ۱۳۹۸، ص ۱۳۹۹، ص ۱۴۰۰، ص ۱۴۰۱، ص ۱۴۰۲، ص ۱۴۰۳، ص ۱۴۰۴، ص ۱۴۰۵، ص ۱۴۰۶، ص ۱۴۰۷، ص ۱۴۰۸، ص ۱۴۰۹، ص ۱۴۱۰، ص ۱۴۱۱، ص ۱۴۱۲، ص ۱۴۱۳، ص ۱۴۱۴، ص ۱۴۱۵، ص ۱۴۱۶، ص ۱۴۱۷، ص ۱۴۱۸، ص ۱۴۱۹، ص ۱۴۲۰، ص ۱۴۲۱، ص ۱۴۲۲، ص ۱۴۲۳، ص ۱۴۲۴، ص ۱۴۲۵، ص ۱۴۲۶، ص ۱۴۲۷، ص ۱۴۲۸، ص ۱۴۲۹، ص ۱۴۳۰، ص ۱۴۳۱، ص ۱۴۳۲، ص ۱۴۳۳، ص ۱۴۳۴، ص ۱۴۳۵، ص ۱۴۳۶، ص ۱۴۳۷، ص ۱۴۳۸، ص ۱۴۳۹، ص ۱۴۴۰، ص ۱۴۴۱، ص ۱۴۴۲، ص ۱۴۴۳، ص ۱۴۴۴، ص ۱۴۴۵، ص ۱۴۴۶، ص ۱۴۴۷، ص ۱۴۴۸، ص ۱۴۴۹، ص ۱۴۵۰، ص ۱۴۵۱، ص ۱۴۵۲، ص ۱۴۵۳، ص ۱۴۵۴، ص ۱۴۵۵، ص ۱۴۵۶، ص ۱۴۵۷، ص ۱۴۵۸، ص ۱۴۵۹، ص ۱۴۶۰، ص ۱۴۶۱، ص ۱۴۶۲، ص ۱۴۶۳، ص ۱۴۶۴، ص ۱۴۶۵، ص ۱۴۶۶، ص

فقہ و اصول فقہ کے موضوع میں فرق ان دونوں کے مابین فرق کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے :



ہر دو دلیل جو جزم واحد پر کلام کرے مثلاً
 "الایموا الصلوۃ" یہ دلیل ہر امر کے وجوب کو
 ظاہر نہیں کرتی بلکہ صرف وجوب صلاۃ کے حکم کو
 بتاتی ہے۔

مثلاً "الایموا الصلوۃ، والوا الزکوۃ، وعبوا
 علیکم الصیام، وقلۃ علی الناس حج البیت"
 ان تمام آیات میں امر وجوب کے معنی میں مشترک
 ہے تو کہیں گے "الایموا للوجوب"۔

جس پر تصریح ہے مگر مجتہد نے گمان غالب کی بنا پر حکم اولیٰ ہو مثلاً لفظ "قروا" کی تفسیر میں اختلاف
 و شواہد کا اختلاف اسی پر واردات کرتا ہے مگر یہ دلیل قطعی ہوتی تو دونوں کی صورت ایک دوسرے
 سے اختلاف نہیں کرتے۔

لفظی
 دلیل

"واسجدوا لکم" یہاں سجدہ کا حکم دلیل قطعی ہے اس لئے کسی نے بھی نفس مسیح کا انکار
 نہیں کیا مگر چونکہ اس کی مقدمہ کی قیمن میں دلیل "لفظی" ہے اس لئے اس میں کلی یا بعض، اس کا
 اختلاف بھی ہوا ہے۔

قطعی

علم اصول فقہ کا استمداد

اصول فقہ میں علوم، علم کلام، فقہ عربیہ اور احکام شرعیہ سے مستمد ہے ہر ایک کی مختصر تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

علم کلام..... اس سے استمداد کی وجہ یہ ہے کہ اصول فقہ کا موضوع اولہ معنیہ اجمالیہ ہیں اس حیثیت سے کہ ان کی جزئیات سے احکام شرعیہ کا اثبات ہوتا ہے جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے یا اصول فقہ کا موضوع احکام ہیں اس حیثیت سے کہ ان کا ثبوت بالاولہ ہوتا ہے۔ یا اولہ احکام دونوں موضوع ہیں جیسا کہ بعض حنفیہ کا مذہب ہے۔ ان اولہ یا علم کی حجت کا اثبات، احکام شرعیہ وغیرہ اللہ کی معرفت اور اس کی صفات اور رسول اللہ ﷺ پر نازل کی ہوئی وحی پر موقوف ہے۔ ان سب کی معرفت بغیر علم کلام کے کسی دوسرے علم یا فن سے کما حقہ ممکن نہیں ہے۔

علم لغت عربیہ..... لغت عربیہ سے استمداد کی وجہ یہ ہے کہ قرآن و سنت قولیہ اور اقوال صحابہ، جمیع اُمت محمدیہ کے اولہ لفظیہ کی دلالت کی معرفت اس پر موقوف ہے۔ مثلاً حقیقت مجاز، مجرم خصوص، اطلاق تکیید، منطوق مضموم کی معرفت لغت عربیہ کے سوا کسی دوسرے فن سے نہیں ہوسکتی۔

احکام شرعیہ..... اس سے مراد احکام شرعیہ کا تصور یعنی حقائق احکام شرعیہ کی معرفت ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے احکام شرعیہ کے اثبات یا نفی کے حدف تک پہنچا جاسکے اسی لئے علامہ امجدی شافعی (متوفی ۱۳۶۱ھ) نے فرمایا :

”لا بد أن يكون عالما بحقائق الاحكام ليصور التقصد الى الثابتات وتقيها وان يتمكن بذلك من ايضاح المسائل بضرر الامثلة وكثرة الشواهد“۔

”(ضروری ہے کہ وہ حقائق احکام کا عالم ہوتا کہ ان (احکام شرعیہ) کے اثبات و نفی کے حدف کو جان سکے اور یہ کہ وہ مثلاً اور کثیر شواہد سے مسائل کی توضیح کرنے پر قادر ہو سکے)“۔

علم اصول فقہ کے تعلم کا حکم

اس علم کا حاصل کرنا دوسرے عالم کی طرح واجب کفائی ہے۔ اُمت کے بعض افراد اس کو سیکھ لیں تو سب کے اُمد سے فرض ساقط ہو جائے گا اور جب کوئی شخص درجہ اجتہاد پر قائل ہو جائے تو اس کے لئے اس علم کا حاصل کرنا فرض بین ہو جاتا ہے۔



علم اصول فقہ کا فائدہ

اس علم کے بہت سے فوائد ہو سکتے ہیں۔ چند مندرجہ ذیل ہیں :

تاریخی فائدہ..... اس کے ذریعہ سے حقد میں فقہاء و مجتہدین سے مستحضر، مستخرج احکام شریعہ کے اصول، ان کی کیفیت اور ان کے دقائق معلوم ہو جاتے ہیں۔ اس طرح اُمت کا اپنے شاندار ماضی سے رابطہ مستحکم ہو جاتا ہے۔ اور وہ حال کے لئے اپنے اسلاف کے اصول کی روشنی میں مسائل کا حل اور نتائج حاصل کر لیتے ہیں اور مستقبل کے لئے حکمت عملی اور نئے اصول وضع کر لیتے ہیں جن کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بات اُمت کے لئے قلبی سکون و طمانینیت کا باعث ہوتی ہے کہ ہمارا حال اپنے ماضی سے مسلسل مربوط ہے۔

عملی و فائدہ..... اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے دلائل کے ذریعہ احکام کے استنباط و استخراج پر قدرت اور حکمہ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ فائدہ مجتہد کے لئے ہے اور مقلد کے لئے اس کا تاریخی فائدہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ مزید یہ کہ مقلد یہ جان لیتا ہے کہ ائمہ نے جو احکام استنباط کئے ہیں ان کا منبع و ماخذ کیا تھا۔ یہ جان کر اس کو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے اور ترغیب و تحریک پیدا ہوتی ہے جو عمل، اطاعت اور تسلیم و رضا کا سبب بنتا ہے جس کے نتیجے میں اسے سعادت دارین حاصل ہوتی ہے۔

اجتہاد کی فائدہ..... نئی تحقیق کرنے والوں کے لئے علم اصول فقہ کا حصول بہت ہی زیادہ مفید و معاون ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ سابق فقہاء کے اقوال ان میں ترجیح و ترجیح کی کیفیت کا علم ہو جاتا ہے جو کہ Personal Law اور Common Law کے لئے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن و سنت میں انصوف محدود و متناہی ہیں۔ زمانہ کے تغیرات و حوادث لا محدود اور لا متناہی ہیں اور محدود و متناہی انصوف سے لا محدود و لا متناہی حوادث کا حل سوائے اجتہاد کے کچھ اور نہیں ہو سکتا اور اجتہاد بغیر قواعد اصول کی معرفت اور بغیر شرعی احکام کی علتوں کے علم اور اس علم میں گہرائی و گیرائی فکر کے نہیں ہو سکتا۔

تقابلی فائدہ..... عقلی، نقلی اور اصولی دلائل کے بغیر فائدہ مند تقابل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور تقابلی مذہب و ادیان عصر حاضر کی سب سے بڑی ضرورت و مطالبہ ہے۔ خواہ یہ تقابل مختلف مذاہب کے شرعی میدان میں ہو یا موجودہ قانون کے مقابلہ میں ہو، ہر میدان میں اصولی قواعد پر ہی اعتماد و اعتبار کیا جاسکتا ہے اور اس کے ذریعہ مختلف آراء میں تقابلی موازنہ کر کے کسی دلیل کو قوی یا ضعیف قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ تقابلی مطالعہ کے لئے اصول بہت ضروری ہیں۔ مختلف خطوں کے جغرافیائی و معاشرتی حالات و عوامل بھی تدوین مسائل میں کسی حد تک اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

مثلاً Noel J. Coulson اپنی کتاب "Conflict and Tension in Islamic Jurisprudence" میں عورت کا بغیر ولی کی اجازت کے نکاح درست ہونے یا نہ ہونے کے مسئلہ میں مالکی و حنفی نقطہ نظر کے تقابلی تجزیہ میں اس بات کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ دونوں نقطہ ہائے نظر کی بنیاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ ہی تھیں مگر دونوں ائمہ نے ان احادیث مبارکہ سے استنباط فرمایا جو ان کے ماحول سے زیادہ مطابقت رکھتی تھیں۔ دو مسئلہ درج ذیل الفاظ کے ساتھ اظہار خیال فرماتے ہیں :

In fact the difference has its roots in the Circumstances of origin of the two earliest schools of law, the Maliki and the Hanafi. Maliki Law developed in the traditionally Arab Center of Medina. The Social standards it accepted and reflected were naturally those of the patriarchal Arabian tribe in which, Inter alia, the male members of the tribe controlled the marriages of its women. Hanafi law, on the other hand, grew up in the Iraqi Locality of Kufa. Where Persian influence Predominated (Abu Hanifa himself was of Persian extraction) and where society, In contrast to that of Medina, was almost cosmopolitan. In this setting, where the traditional standards of Arabian tribal life had not the same relevance, it was natural that woman could have a relatively higher status and, in particular, the right to contract her own marriage.⑤

(در حقیقت حنفی و مالکی مکاتب فکر فقہ میں بنیادی فرق جغرافیائی حالات و عوامل کا ہے جن میں امام مالک اور امام ابو حنیفہ زندگی گزار رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مالکی فقہ کے مطابق نکاح کے مسئلہ میں عورت کے لئے ولی کی اجازت کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حنفی فقہ کے مطابق ولی کی اجازت ضروری نہیں سمجھی جاتی بلکہ اس معاملہ میں عورت آزاد ہے۔ واصل مالکی فقہ کا مرکز مدینہ النبی ﷺ تھا جہاں قبائلی نظام اپنی سخت قہود کے ساتھ مرد و عورت اور اسی لئے ازدواجی معاملات میں بھی مرد حضرات کا اختیار تھے۔ اس کے برعکس حنفی کی مرکزیت کوئے میں قائم تھی وہاں کے ماحول میں بڑے بڑے پائے پر اہل قارص کے اثرات اثر انداز تھے۔ ایرانی معاشرے میں عورت کے لئے اپنی سخت قہودیں لگائی گئی تھیں اسی بناء پر ان دونوں عقیم ائمہ کی توجیہات میں فرق ہے۔ لازمی طور پر ایسے ماحول و معاشرے سے جہاں عورت اس وجہ حدود و قہود کی پابند تھی اس کو اپنے ازدواجی معاملات میں اس وجہ رعایت دے دینا کوئی بعید از قیاس بات نہ تھی)۔

ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا حقائق پر اپنی تجزیہ محض انتہائی ہو مگر تدوین فقہ و مسائل میں کارفرما اصولوں کو مختلف خطوں کے جغرافیائی، معاشرتی و دیگر عوامل و حالات کے تاثر سے بالکل الگ نہیں کیا جاسکتا۔

دینی فوائد..... اصول شرعی احکام اور اس کے دلائل کو ضبط و محفوظ کرنے کا ایک طریقہ اور ذریعہ ہیں۔ ساتھ ہی ایک مکلف انسان کو دینی احکام پر آمادہ کرنے کا وسیلہ بھی ہوتے ہیں۔ اس موقع پر اہل اصول فقہ یہ کہتے ہیں کہ اصول فقہ کا ایک فائدہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی معرفت ہے اور یہی معرفت دین و دنیا کی سعادت و کامیابی کی کنجی ہے۔

⑤ Noel J. Coulson, Conflict and Tension in Islamic Jurisprudence Pg. 28-29 The University of Chicago Press Chicago London 1969.

علم اصول فقہ کا واضح

علم اصول فقہ کا واضح کون ہے؟ اس بارے میں تین مشہور آراء ہیں جو سند بخیز ہیں :

(۱) اصول فقہ کے واضح امام جعفر صادق (متوفی ۱۴۸ھ) اور ان کے والد امام باقر (متوفی ۵۰ھ) ہیں۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) اور ان کے اصحاب اس فن کے واضح ہیں۔

(۳) امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) اس کے واضح ہیں۔

تینوں آراء کا تحقیقی جائزہ :

پہلی رائے۔۔۔۔۔ یہ شیعہ امامیہ کا مسلک ہے کہ امام جعفر صادق اور امام باقر نے سب سے پہلے اصول فقہ کی بنیاد رکھی۔ اور یہ الہام کی ایک صورت تھی جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دونوں بزرگوں پر القاء ہوئی تاکہ لوگوں کو صحیح اسلوب پر تعلیم دے سکیں۔ چونکہ ان کا یہ علم الہامی تھا اس لئے ان کو کسی منہاج و اجتہاد کی ضرورت نہیں تھی اور ان کا کلام دائمی صواب کی حیثیت رکھتا تھا۔ اہل سنت والجماعت کا اس بارے میں مختلف موقف ہے۔ وہ امام صادق کو مجتہد جانتے ہیں اور مجتہد سے خطا و صواب دونوں باتیں ممکن ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ امام صادق نے اپنی فقہ کے کچھ خاص اصول مقرر کر رکھے تھے مگر ان کو وہ نہیں کیا تھا کیونکہ ان کے زمانہ میں تدوین منہاج کا رواج نہیں تھا بلکہ مسائل واقعی میں افتاء کی حد تک معمول تھا۔ ہاں البتہ اہل عراق نے مسائل واقعی کے ساتھ متوقع مسائل کا بھی اضافہ کر لیا تھا جس کا نام فقہ تقدیری تھا۔ آیت اللہ الصدر (متوفی ۱۴۰۰ھ) نے فرمایا :

"اعلم ان اول من اسس اصول الفقہ وفتح بابہ، وفق مسائلہ الامام ابو جعفر محمد الباقر، ثم من بعده ابنہ الامام ابو عبد اللہ الصادق، وقد املیا علی اصحابہما قواعدہ، وجمعوا من ذلک مسائل وقبھا المتأخرون علی ترتیب المصنفین فیہ بروایات مسندۃ الیہما متصلۃ الاسناد، وکتب مسائل الفقہ المرویۃ عنہما بالیدینا الی هذا الوقت بحمد اللہ، منها کتاب اصول آل السید الرسول وتماما علی ترتیب مباحث اصول الفقہ الدائرۃ بین المتأخرین، جمعه السید الشریف الموسوی ہاشم بن زین العابدین الخونساری الاصفہانی رضی اللہ عنہ فی نحو عشرين الف بیت کتاب، ومنها الاصول الاصلیۃ للسید عبد اللہ العلامة المحدث عبد اللہ بن محمد الرضا الحسینی، وهذا الكتاب من احسن ما روی، فیہ اصول تبلغ خمسة عشر الف بیت، ومنها الفصول المهمة فی اصول الائمة للشیخ المحدث محمد بن الحسن ابن علی الحر العاملی صاحب کتاب وسائل الشیعة، وحینئذ فقول الجلال السیوطی فی کتاب الأوائل : اول من صنف فی اصول الفقہ الشافعی بالاجماع فی غیر محلہ ان أراد التأسيس والابتکار، وان اراد التصنيف المتعارف، فقد تقدم علی الامام الشافعی فی التألیف هشام بن الحکم المتکلم المعروف من اصحاب ابی عبد اللہ الصادق، صنف کتاب الالفاظ ومباحثها،

وہو اعلم مباحث لهذا العلم ثم یونس بن عبدالرحمن مولیٰ آل تقطین صنف کتاب اختلاف الحديث ومباحثه ، وهو مبحث تغاوض الحديث بمسائل التعديل ، الترجيح فی الحديث المتعارضین رواه عن الامام موسى الكاظم بن جعفر علیہما السلام ، وذكرهما ابو العباس النجاشی فی كتابہ الرجال والامام الشافعی متأخر عنہما^۱۔

(جس نے سب سے پہلے اصول فقہ کی بنیاد رکھی اور اس کا دروازہ کھولا اور اس کے مسائل بیان کئے وہ امام ابو جعفر الباقری ہیں اس کے بعد ان کے صاحبزادہ امام ابو عبد اللہ الصادق ہیں۔ ان دونوں بزرگوں نے اس فن کے قواعد اپنے اصحاب کو دکھائے اور ایسے مسائل جمع کئے۔ ان دونوں بزرگوں سے مروی جو کتب مسائل فقہ ہمارے سامنے ہیں ان میں کتاب اصول آل السید الرسول ہے جسے سید شریف موسوی ہاشمی بن زین العابدین غوث ساری صہبائی (متوفی ۱۳۱۸ھ) رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ اسی طرح ایک کتاب "الاصول الاصلیہ" ہے اس کے مؤلف سید عبد اللہ اعلم احمد شہید اللہ بن محمد رضا الحسین (متوفی ۱۲۳۴ھ) ہیں۔ ایسی ہی ایک اور کتاب "الفصول المهمة فی اصول الایمہ" ہے اس کے مؤلف شیخ احمد شہید بن محمد بن الحسن بن علی الخراسانی (متوفی ۱۱۹۹ھ) صاحب کتاب وسائل الشیعہ ہیں۔ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الاوائس میں لکھا کہ اصول فقہ میں امام شافعی پر بھی مقدم ہشام بن الحکم جو اصحاب امام صادق میں سے ایک ہیں ، وہ ہیں یحییٰ بن یوسف بن عبد الرحمن ہیں جنہوں نے امام موسیٰ بن کاظم بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی۔)

شعبان محمد اسماعیل نے سید حسن صدر کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا :

"فالقول اخذ النبی بشیر الیہا السید حسن الصدر — النماهی من قبیل مناجات الاستیاضہ ، وطریق الاستدلال — وهذا كانت موجودہ حتی فی عصر الصحابہ ، وحی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین"^۲۔

(تو قواعد جن کی طرف سید حسن الصدر نے (امام محمد باقر و امام جعفر کے دونوں ہونے کا) حوالہ دیا وہ تو مناجات استیاضہ اور طریق استدلال کے قبیل سے ہے۔ یہ دونوں باتیں تو عصر صحابہ میں بھی موجود تھیں)

مصطفیٰ سعید الحسن نے اپنی کتاب "درستہ تاریخیہ للفقہ و اصول" میں السید حسن الصدر کا بیان نقل کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا :

"وفی رأیی ان عزو البداء فی التصریف فی هذا — الی غیر الشافعی ان ہو لا یخرق للاحتماح ، او قریب من ذالک ، من غیر "برہان واقعی ، ولا دلیل مقنع"۔"

۱۔ الامام الصادق حقیقہ و عصرہ از علامہ محمد باقر حرمی ص ۲۶۸، ۲۶۹۔ مطبعہ اسماعیلیہ مسجد علم الاصول تاربخا و تطورا ، علی الفاضل الشیخیسی النجفی ص ۳۳، ۳۴۔ اس میں الفاظ کی یکسوئی کے ساتھ یہ عبارت نقل کی گئی ہے۔ مرکز البعث کتب الاعلام الاسلامی ۱۴۰۵ھ۔ دراز فی علم الاصول و تفسیر آیۃ الشافعی السید محمد باقر الصدر ص ۵۱، ۵۲۔ اختلاف الفقہ قائم موسس البعث الاسلامی طبع ثانی ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ اصول الفقہ نشاۃ تطورا و الحاجة الیہ ، شعبان محمد اسماعیل ص ۳۵۔ قاہرہ دارالانصار سنہ ۱۳۷۵ھ۔

۳۔ درستہ تاربخا و تطورا و اصولہ والا تنجاعات النبی ظہرت فیہما ۔ سعید الحسن ص ۱۶۳۔ الشركة المتحدہ للتوزیع سند ند

(اور میری رائے میں اس (فہم) میں امام شافعی کے علاوہ کسی دوسرے کے سبقت رکھنے کا دعویٰ اجتماع کے خلاف ہو گا یا
اس کی مخالفت کے قریب ہو گا جس کی نہ کوئی حقیقت میں برہان ہے اور نہ کوئی شافی دلیل)

ابوہریرہؓ نے اس کلام پر جو تبصرہ کیا اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

”ان تصریحات سے ہمیں اختلاف نہیں ہے لیکن ہم امام جعفر اور امام موسیٰ کاظم کی کسی تصنیف کا وجود تسلیم کرنے پر آمادہ
نہیں ہو سکتے۔ ان سے جو کہ مروی ہے وہ غیر وہان الاماء کی صورت میں ہے۔ لہذا اگر یہ کہا جائے کہ امام صادق اور امام
کاظم علیہ السلام میں امام شافعی پر سبقت رکھتے تھے تو ہم مان لیں گے۔ البتہ باقاعدہ تصنیف کی صورت میں
ان اصولوں کی تدوین میں امام شافعی سبقت رکھتے ہیں اور اس سے ان دونوں آئمہ عظیمین کے مرتبہ اور عظمت میں کوئی فرق
نہیں آتا کیونکہ یہ حضرات تالیف و تصنیف کے طور پر نہیں تھے۔ یہ تو بحث دو چیزہ اور تحقیق و ارشاد میں معروف و منہک
رہے تھے بعد ان دونوں حضرات کے زمانے میں تالیف و تصنیف کا کوئی خاص رواج بھی نہیں تھا۔ کسی حد تک تدوین تو تھی
لیکن اسے تالیف قرار نہیں دیا جاسکتا اور تدوین مذاکرات و اقوال کے سلسلے تو درحقیقت مجدد صوابہ رضوان اللہ علیہم کے
مید میں کام شروع ہو گیا تھا۔“

اس کے بعد وہ امام شافعی کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

جہاں تک امام جمال الدین شافعی کے بیان کا تعلق ہے تو اس سے مراد یہ ہے۔ شام بن الحاکم علیہ السیفیت امام شافعی پر
سبقت رکھتے ہیں جہاں انہوں نے فہم الفقہ پر لکھی تھی اور یونس بن عبد الرحمن امام شافعی پر اس اعتبار سے سبقت رکھتے ہیں
کہ انہوں نے ان سے پہلے حدیث پر کتاب لکھی تھی۔ بلاشبہ یہ دونوں موضوعات علم اصول فقہ کا جزو ہیں لیکن مکمل علم
نہیں قرار دیا جاسکتا کیونکہ مباحث الفاظ کا تعلق علوم لغت سے ہے۔ اسی طرح اختلاف حدیث کی بحث علم حدیث کا
جزء ہے لہذا ان دونوں کو علم اصول کا مؤسس ماننا مشکل ہے۔ تاہم کافرینہ تو امام شافعی نے انبیاء دیا لیکن تائیس
کے یہ معنی نہیں ہیں کہ امام شافعی نے جو کچھ لکھا یا اور حرف آخر تھا، ان کے بعد کے لوگوں نے اس علم کو اور زیادہ جامع اور
مکمل بنایا۔ امام صادق نے اپنا مہمان و استنباط مدون نہیں کیا لیکن ایک طرز بنایا تھا۔ مثلاً وہ اس کے قائل تھے کہ زین
میں اصل و اساس کتاب اللہ ہے جو سنت پر بھی مقدم ہے۔ سنت اگر مخالف قرآن ہو تو ترک کر دی جائے گی۔ اٹکانی
میں ابو عبد اللہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں میری جگہ قبول کر لیا کر دی ہے۔ اللہ نے کوئی
اسکی چیز ترک نہیں کی ہے جس کے جاننے کے بندے متجان ہوں۔ ”اٹکانی“ میں بشام بن اہم و خیر و ابو عبد اللہ سے
روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے معنی میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا : ”اے لوگو! میری طرف سے تم تکہ جو بات
آئے اگر وہ کتاب اللہ کے موافق ہے تو میں نے کہی ہے اور اگر کتاب اللہ کے مخالف ہے تو وہ میرے اقوال نہیں۔
ان ہدایات سے تم ان امور پر روشنی پڑتی ہے

(۱) احکام شریعہ میں اصل قرآن کریم ہے احادیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے وہ قرآن کی طرف لوٹنا چاہئے گا۔

(۲) علم قرآن بحق نظر کا طالب ہے۔

(۳) قرآن سنت پر مقدم ہے۔ وسنت پر حاکم ہے، مگر چہ سنت اس کی وضاحت کرتی ہے اور تفسیر بیان کرتی ہے۔
نام صادق نے تاج و منسوخ کے بارے میں گفتگو کی اور کہا کہ تاج و منسوخ قرآن و سنت دونوں میں ہے۔ ان کا یہی
مہذب استنباط ہے جس کا وہ اثر ہم فرمایا کرتے تھے۔

دوسری رائے — امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اصول فقہ کے واضح ہیں۔ ابو الوفاء الافغانی نے "اصول
السو حسی" کے مقدمہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کو اصول فقہ کا دونوں قرارد یا اور اصول فقہ پر لکھی گئیں ابتدا کی کتب کا
ان کی تاریخی ترتیب کے لحاظ سے متذکرہ کیا، جس میں امام شافعی کی الرسائل کو اس فن پر لکھی جانے والی چوتھی کتاب شمار کیا،
فرماتے ہیں :

"وَأَمَّا أَوَّلُ مَنْ صَنَّفَ فِي عِلْمِ الْأَصُولِ . فَيَمَّا نَعْلَمُ . فَيُؤَيِّدُ إِمَامَ الْأَلَمَةِ . وَسَوَّاجَ الْأَمَةِ أَبُو حَنِيفَةَ
السَّعْمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَيْثُ بَيَّنَّ طَرِيقَ الْأَسْطَاطِ فِي "كِتَابِ الرَّايِ" لَهُ ، وَتَلَاهُ صَاحِبَاهُ
الْمَقَاطِسِيُّ الْإِمَامُ أَبُو يُونُسَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ ، وَالْإِمَامُ الرَّبَّانِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ
الشَّيْبَانِيُّ وَحَمِيدُ اللَّهِ ، ثُمَّ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ وَحَمَةُ اللَّهِ صَنَّفَ الرَّسَالََةَ" .
(اور ہمارے علم کے مطابق امام الان، سراج الامراء ابوحنیفہ نعمان ﷺ نے علم الاصول پر پہلی کتاب "کتاب الراي"
تصنیف کی جس میں استنباط کے طریقہ بیان کئے۔ اس کے بعد آپ کے دو شاگردوں قاضی امام ابو یوسف یعقوب بن
ابراہیم الانصاری اور امام ربانی محمد بن اسحاق اھلبانی رحمہ اللہ نے اس فن پر کتب تصنیف کیں، پھر امام محمد اور یوسف شافعی
رحمۃ اللہ نے اپنا رسالہ تصنیف کیا)

تحقیق کی رائے :

ہمارے خیال کے مطابق اصول فقہ پر پہلی کتاب "کتاب الراي" ہے جو امام اعظم کی تصنیف ہے اس کی وجہ
تسمیہ یہ ہے کہ جب اہل طلب مسئلہ کا حکم یا وجوہ تلاش کے قرآن و سنت میں صراحۃً نظر نہ آئے تو اجتہاد کرنے کی
ضرورت ہوتی ہے اور اجتہاد رائے کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ حدیث معاذ میں رسالت مآب ﷺ نے اسی
اسلوب کی تعلیم فرمائی۔ اسی بنیاد پر امام ابوحنیفہؒ نے ایک کتاب بنام "کتاب الراي" (آوی کس طرح اپنی رائے
قائم کرے) تصنیف کی۔ مسائل میں رائے کا استعمال کس طرح ہوتا ہے یہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی، غالباً بلا کونے
بعد اور حملہ کر کے وہاں کے علمی ذخیرے کو دریائے دجلہ میں بہا دیا، تو ممکن ہے یہ کتاب انہی تباہ شدہ کتابوں میں
شائع ہوگئی ہو۔ اصول فقہ غالباً اپنے موجودہ مفہوم میں پورے کالیوراس میں نہیں ہوگا لیکن رائے سے استفادہ کر کے
اس کو بدلنا، قانون کا مفہوم معلوم کرنا، اس کی تاویل کرنا وغیرہ غالباً اس میں بیان کئے گئے ہوں گے۔ امام ابوحنیفہؒ نے
قانون کو جو خدمات انجام دیں وہ سب پر عیاں ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ نے صرف تصنیفی خدمات انجام نہیں دیں بلکہ اس رواج کو عام کرنے کے لئے ایک تعلیمی اکیڈمی قائم کی
جس میں وہ اپنے شاگردوں میں اجتہاد فکرم اور آزادی رائے کی صلاحیت پیدا کر دیتے تھے۔ چنانچہ ہر مسئلہ پر ان کے شاگرد

آزاد اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے اور پھر بحث و مباحثہ، غور و خوض کے بعد رد و قبول ہوا۔ ابن خلدون اور ابن ندیم کے مطابق امام ابو یوسف نے اصول فقہ پر کتاب تالیف کی تھی اور ابن خلدون نے ان کو نسخی مذہب پر اصول کی پہلی کتاب کا مدون مانا ہے۔ غالباً یہ اصول فقہ پر ایک الگ تصنیف تھی یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب الراۃ کی شرح ہو۔ امام ابو حنیفہ نے اپنی کتاب الراۃ لکھنے کے بعد اس کا درس دیا ہو۔ درس کے دوران شرح ہوتی ہوگی اور اعتراضات بھی ہوئے ہوں گے۔ اس ساری بحث و تخریج کو امام ابو یوسف نے اپنی کتاب الاصول میں جمع کر دیا ہوگا مگر امام ابو یوسف کی یہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی سکی۔

ہم اپنی تائید میں امام ابو حنیفہ کے ایک دوسرے ممتاز شاگرد امام محمد بن الشیبانی کو پیش کر سکتے ہیں۔ انہوں نے بھی اس موضوع پر کتاب لکھی تھی جس کا نام ”کتاب الاصول“ تھا۔ ابن ندیم نے ان کی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔

ابو الحسن المصنوعی (متوفی ۲۳۶ھ) نے اپنی کتاب ”المعتمد فی اصول الفقہ“ میں امام محمد شیبانی کی کتاب الاصول کے چند حوالے بیان کئے ہیں۔ مثلاً ابو الحسن لکھتے ہیں، امام محمد شیبانی نے کہا کہ اصول فقہ چار چیزیں ہیں: قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ چار باتیں امام محمد شیبانی کی کتاب کا خلاصہ ہیں۔ اس کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے متعدد شاگردوں نے کتاب الراۃ کی شرح کے طور پر اصول فقہ کی کتابیں لکھی ہوں گی۔

ذکر حمید اللہ اس موقع کی تائید میں فرماتے ہیں کہ :

”اس رائے کو قائم کرنے کی ایک جہاد اور بھی ہو سکتی ہے کہ امام ابو حنیفہ کی طرف ”کتاب السیر“ منسوب ہے۔ اگرچہ اسے چند اقتباسات کے وہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی لیکن اس نام کی کتابیں کم از کم تین چار شاگردوں نے لکھیں۔ مثلاً امام محمد شیبانی نے ”کتاب السیر الصغیر“ اور ”کتاب السیر الکبیر“ کے نام سے دو کتابیں لکھیں۔ دونوں ہم تک پہنچیں۔ امام مفر نے ”کتاب السیر“ لکھی، اسی طرح امام مفر نے بھی کتاب السیر لکھی جو غلط طبعیت میں موجود ہے۔ جس طرح امام ابو حنیفہ کی کتاب السیر سے متاثر ہو کر اور قانون بین الاقوام کے درس کی جیاہو پران کے کئی شاگردوں نے کتاب السیر کے نام سے کتابیں تصنیف کیں۔ اسی طرح شاید کتاب الراۃ کی تدریس کے سلسلے میں بھی وہی صورت پیش آئی اور ان کے بعض شاگردوں نے اس موضوع پر بھی کتابیں لکھیں۔ ممکن ہے کہ اس کا اصول کا نام بھی خود امام ابو حنیفہ نے دیا ہو۔ مگر واضح رہے کہ کتاب الاصول یعنی علم اصول کی جو کتابیں مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں ان میں ابتدائی تین کتابیں یعنی امام ابو حنیفہ کی کتاب الراۃ، اور امام ابو یوسف، امام محمد شیبانی کی اصول فقہ پر کتاب ہم تک نہیں پہنچیں۔ جو کتاب ہم تک پہنچی ہے امام محمد شیبانی کے ایک شاگرد امام شافعی کی کتاب ہے۔ ممکن ہے کہ امام ابو حنیفہ کے استادوں نے بھی رائے سے کام لے کر توسیع دی ہو اور سوالوں کا جواب دیا ہو۔ لیکن یہ کہنا ہمیں اس پر کوئی کتاب لکھی تھی اب تک ہمیں اس کا علم نہیں ہو سکا۔ اس لئے ہم نے فرض کیا کہ اصول فقہ پر پہلی کتاب امام ابو حنیفہ کی کتاب الراۃ ہے۔

۱۔ ولیدات الاحیاء والبناء الزمان۔ قاضی احمد ابن خلدون متوفی ۶۸۱ھ، ۳۰۳ھ مصر مطبعہ المجدیدہ احمدیہ البانی لکھی ۱۳۰۱ھ، کتاب الفقہ

۲۔ ابن النعمان محمد بن ابی یعقوب شافعی متوفی ۲۸۰ھ ص ۲۵۶، کراچی نواد محمد سنہ

۳۔ طبقات بہاولپور۔ محمد عبد اللہ ص ۱۲۹، اسلام آباد تحقیقات اسلامی، طبع ۱۹۹۰ء

۴۔ دارالسلام ص ۱۳۵، تحفیں اور الفاظ کی تعمیر کے ساتھ

موتی کی (متوفی ۵۶۸ھ) نے کتاب من قب میں علما ابن جعفر سے یہ بات نقل کی ہے کہ :

"ان ابا یوسف اول من وضع الکتاب فی اصول الفقہ علی مذہب اہل حنیفہ" (علامہ ابو یوسف پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کے مذہب کے اصول فقہ میں پہلی کتاب تالیف کی) ابن قطیب بغدادی (متوفی ۴۲۳ھ) نے تاریخ بغداد میں امام ابو یوسف سے متعلق لکھا کہ :

"و اول من وضع الکتاب فی اصول الفقہ علی مذہب اہل حنیفہ و علی المسائل و نشرها و ثبت علم اہل حنیفہ فی القطار الارضی"۔

(سب سے پہلے ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ کے مذہب پر اصول فقہ میں کتبہ تالیف کیں اور مسائل لاکر دیئے اور مختلف کتب میں امام ابو حنیفہ کے طریقہ کو پھیلایا)

مذکورہ باتوں کی روشنی میں ہم یہ دے چکے ہیں کہ اصول فقہ پر پہلی کتاب امام ابو حنیفہ کی کتاب "البرہانی" ہوگی۔ اگرچہ وہ ہم تک نہیں پہنچی، لیکن اس کے مصنف کو اس فن کی تدوین میں اولیت کا شرف حاصل ہے۔

تیسری رائے : امام شافعی اس فن کے تدوین اول ہیں۔ اس بارے میں علماء کے چند اقوال مندرجہ ذیل ہیں :

ابن مبارکی (متوفی ۶۰۶ھ) نے فرمایا :

"تحقیق المسائل علی ان اول من فی هذا العلم (ای اصول الفقہ) الشافعی، وهو الذی وثب ابو ایمنیہ بعض القسم من بعض، وشرح مراتبہ فی المئۃ و الضعف"۔

(لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے اس علم (اصول فقہ) میں امام شافعی نے تصنیف کا آغاز کیا اور انہوں نے اس کے کتاب مرتبہ کئے۔ اس کی مجلس اتمام تکلیف سے پہلے ان کی قوت و ضعف کے اعتبار سے اس کے مرتبہ کی ترتیب کی)

مگر سربراہ الدین زرقانی (متوفی ۹۳۷ھ) نے اپنی کتاب "المعجم الصحیف" میں ایک فصل بعنوان "اول من صنف فی اصول الفقہ" لکھی۔ وہ اس میں فرماتے ہیں :

"الشافعی وحسبہ اللہ علیہ اول من صنف فی اصول الفقہ فیہ کتاب البرہان"۔

(امام شافعی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی اور وہ تصنیف "کتاب البرہان" ہے)

امام احمد بن حنبل نے فرمایا :

"لم تکن تعرف الخصوص و العموم حتی یرد الشافعی"۔

(ہم امام شافعی کے تحریف سے تکملاً غور و غور میں نہیں آتے تھے)

۱۔ مناقب الامام ابی حنیفہ: موتی بن محمد کی متوفی ۵۶۸ھ/۳۵۸ھ کو تالیف کیا گیا اسلام آباد ۱۹۸۰ھ

۲۔ تاریخ بغداد: حافظ ابی بکر احمد بن ابی یوسف بغدادی متوفی ۴۲۳ھ/۳۵۵ھ/۳۲۶ھ دارالکتب احلیہ بیروت

۳۔ کتاب مناقب الامام شافعی: ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ/۵۵۵ھ دارالکتب الاسلامیہ بیروت

۴۔ المعجم الصحیف: امام ابی زرقانی احمد بن محمد بن ابی زرقانی متوفی ۹۳۷ھ/۸۸۰ھ مصر دارالکتب بیروت

۵۔ حوازی راجعی

الکھجونی (متوفی ۱۳۳۸ھ) نے شرح الرسالہ میں فرمایا :

"لم يبق الشافعى احدا فى تصانيف الاصول وعرفتها".^١

(اسول کی تصانیف اور اس کی معرفت میں کسی نے امام شافعی پر سبت نہیں لی)

ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) نے اپنے مقدم میں لکھا :

”وكان أول من كتب فيه الشافعي رضي الله عنه أملى فيه رسالته المشهورة تكلم فيها في

الأوامر والسواهي والبيان والخبر والنسخ وحكم العلة المنصوصة من القياس.

(اس فن میں تالیف کا کام سب سے پہلے امام شافعی نے کیا۔ انہوں نے تصنیف الرسائل میں اور نوادہ، رسالہ، ذخیرہ، جزو

اور قیاس سے مخصوص ملت کا حکم وغیرہ جیسے امور بیان کرے)

اللہ ہر دے فرمایا :

"والحق ان الشافعي رتب أبواب هذا العلم وجميع فصوله ، ولم يقتصر علمه بحثه

مبحث بل بحث في الكتاب ، وبحث في السنة وطرق البائيا ومقامها من القرآن . وبحث

الدلالات اللفظية فتكلم في العام والخاص والمشارك والمجمل والمفصل ، وبحث في

لاجماع وحقيقته وناقشه علمية لم يعرف ان احدا سبقه بها، وضبط القياس، وتكليم

لاشعسان، وهكذا استرسل في بيان حقائق هذا العلم مبررة مفصلة، وهو بهذا لم يسبق

أو على التحقيق لم يعلم إلى الآن إن أحد سبقه....." ٣

(حقیقت یہ ہے کہ امام شافعی نے اس علم کے ابواب مرتب فرمائے اور فصول یکجا کئے۔ انہوں نے کتب، احکام، عبادت

بھٹوں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قرآن، سنت، اثبات، سنت کے طریقے، قرآن کے مقابلے میں حدیث کا مقام، رہنمائی

کیس اور لاطقی دلائلوں پر بحث کرتے ہوئے عام خاص مشترک جملہ مفصل پر گفتگو فرمائی۔ اجتماع اور اس کی حقیقت پر

ایسی علمی بحثیں کیں جس کی نظیر کسی دوسرے کے یہاں نہیں ملتی۔ قیاس کے اصول مضبوط کئے اور امتحان برکلام

اس طرح کام شافی نے اس علم کے مباحث کو ابواب اور فصول کی صورت میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان

اگرچہ اس سلسلے میں ان پر کسی کو سبقت حاصل نہیں ہے یا محتاط الفاظ میں کہا جائے کہ محقق طور پر اب تک یہ معلوم نہیں

ہو۔ کیا کہ کسی نے ان سے پہلے یہ کام اچھا نہیں کیا)

الذہب کے مزید نکلیا :

* ولا غرابة في أن يكون البحث في فروع الفقه وتدوينها متقدما على تدوين أصول الفقه.

لأنه إذا كان علم أصول الفقه موازين لضبط الاستنباط ومعرفة الخطأ من الصواب فهو علم

۲۰۰۰

ع. مقدمہ حسن ظہودان۔ عبدالرحمن بن محمد بن ظہودان متوفی ۸۰۸ھ ص ۳۵۵، ہندو ادب کی اشاعت

ح اصول الفقه - محمد امجد ہر وہ ۱۶، تاجہ وہ دار افکار العربی ۱۳۶ھ - ۱۹۹ء

ضابط ، والمسانة هي الفقه ، وكذلك الشأن في كل العلوم الضابطة ، فالجرح متأخر عن المنطق بالفصلى ، والشعراء كانوا يقولون الشعر موزونا قبل أن يضع الخليل بن أحمد ضوابط العروض ، والناس كانوا يتجادلون ويفكرون قبل أن يدون أرسطو علم المنطق ، ولقد كان الشافعي جديرا بأن يكون أول من يدون ضوابط الاستنباط فقد أوتى علما دقيقا باللسان العربي ، حتى غدق صفوف الكبار من علماء اللغة ، وأوتى علم الحديث فتخرج على أعظم رجاله ، واحاط بكل أنواع الفقه في عصره ، وكان عليما باختلاف العلماء من عصر الصحابة الى عصره ، وكان حريصا كل الحرص على أن يعرف أسباب الخلاف ، والوجهات المختلفة التي تنجح اليها أنظار المختلفين وبهذا وبغيره توافرت له الأداة لأن يستخرج من المادة الفقهية التي تلقاها الموازين التي توزن بها آراء السابقين وتكون أساسا لاستنباط الاحقين ، يراجعونها فيقارون ولا يباعدون ، فعلم اللسان استطاع أن يستنبط القواعد لاستخراج الاحكام الفقهية من نصوص القرآن والسنة ، وبدراسة في مكة التي ينوادر فيها علم عبد الله بن عباس الذي سمي ترجمان القرآن عرف التامخ والمنسوخ ، وباطلاعه الواسع على السنة وتلقيه لها عن علمائها وموازينها بالقرآن استطاع أن يعرف مقام السنة من القرآن ، وحالها عند معارضة بعض ظواهرها لظواهر القرآن الكريم ، وقد كانت دراسته لتفقه الرأي وللمأثور عن آراء الصحابة أساسا لما وضعه من ضوابط للقياس ، وهكذا وضع الشافعي قواعد للاستنباط ولم تكن في جملتها ابتداعا ابتدعه ، ولكنها ملاحظة دقيقة لما كان يسلكه الفقهاء الذين اعتدى بهم من مناهج استنباطهم لم يدونوها ، فهو لم يبتدع منهاج الاستنباط ولكن له السبق في أنه جمع أشتات هذه المناهج التي اختارها ، ودونها في علم مترابط الاجزاء ، في ذلك مثل أرسطو في تدوينه لمنطق المشائين ، فلما كان عمله فيه ابتداعا لأصل المناهج ، بل كان ابتداعه في ضبط المناهج هذا هو نظر الجمهور من الفقهاء في تقريرهم الأسبقية للشافعي في تدوين ذلك العلم ، ولا أحد منهم يخالف في ذلك .^١

ترجمہ : ” یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ فقہی بزرگیاں کی بحث و تحقیق اور ان کی تدوین اصول فقہ کی تدوین سے پہلے وجود میں آ چکی تھی اس لئے کہ علم اصول خداستنباط کا کام کو مستند کرنے اور ابتداء و استنباط میں خطا و صواب کی معرفت کے قواعد کا نام ہے۔ غرضیکہ یہ ایک مضبوط کرنے والا علم ہے۔ اور فقہ کی تدوین سے ہی یہ اصول نمودار ہوتے ہیں۔ یہی حال ان تمام علوم کا ہے جو آئے اور ضوابط کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ فن نحو کی تدوین سے پہلے لوگ فصیح و بلیغ عربی بولتے تھے۔ خلیل بن احمد کے فن عروض وضع کرنے سے پہلے شعرا موزونوں اشعار کہتے تھے۔ اسی طرح ارسطو کے علم منطق کی ایجاد سے قبل بھی لوگ بحث و مناظرہ اور غور و فکر کیا کرتے تھے۔ امام شافعی اس کے بجا طور پر مستحق تھے کہ خداستنباط کی تدوین میں انکی قابلیت حاصل ہوئی۔ اس لئے کہ عربی زبان ادب پر ان کی بہت گہری تبحر تھی۔“

حق کی ان کا شمار میں ترین علماء اہل سنت میں کیا گیا۔ علم حدیث کا بھی دافر حدیث ان کو عطا ہوا تھا۔ اپنے وقت کے جلیل القدر محدثین سے انہوں نے یہ علم حاصل کیا تھا۔ اپنے دور میں فتنہ کی تمام قسموں پر ان کی برہنہ نظر تھی۔ وہ مجدد صحابہ سے ملے کر اپنے دور تک کے علماء کے اختلافی مسائل و آراء سے بخوبی آگاہ تھے۔ وہ ہمیشہ اس کی بھرپور کوشش کرتے رہتے تھے کہ اختلاف آراء کے اسباب اور ان علماء کے عیاش نظر رہنے والے مختلف نظریات کے بارے میں پوری واقفیت حاصل کریں۔ ان جیسے اسباب کی بناء پر آپ اس بات کے اہل ہوئے کہ موجودہ فقہی ذخیرہ کو سامنے رکھ کر ایسے اصول نکالیں جن کی روشنی میں معاشرہ باطنین کی آراء کا بھی جائزہ لیا جاسکے اور ان اصولوں کی رعایت سے آئندہ زمانہ کے فقہاء کی آراء میں قریب پیدا ہو اور فتنے کم ہو جائیں۔ چنانچہ اہل سنت و اہل باطل کے اہل قدرت رکھنے کی وجہ سے آپ نے قرآن و سنت کے انصاف سے انصاف سے انصاف کے استنباط و استخراج کے قواعد وضع فرمائے۔ بلکہ عمرہ جہاں ترجمان القرآن حضرت ابن عباس کا علم منقول ہوتا چلا آ رہا تھا وہاں حصول علم کے بعد آپ کو تاریخ و منہج کا علم ہوا۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ کے وسیع مطالعہ مجددین کرام سے ان کی روایت اور قرآن سے ان کا موازنہ کرنے کے بعد آپ کو یہ معلوم ہوا کہ سنت کا مقام قرآن کے مقابلہ میں کیا ہے اور اگر بعض حدیث کا بخیر کسی آیت قرآنی کے ظاہری مفہوم سے تضاد نظر آ رہا ہو تو کیا حکم ہوگا۔ اہل اراء کے فقہاء و صحابہ کرام کی منقول آراء کا مگر مطالعہ قیاس کے بارے میں امام شافعی کے وضع کردہ قواعد ضوابط کی اساس ہے اور اس طرح آپ کے ہاتھوں استنباط کے قواعد وضع کرنے کا کام انجام پایا۔ یہ بارے کے سارے قواعد آپ کے ایجاد کردہ نہیں تھے بلکہ فقہائے سابقین کے فیروہ دن مناج استنباط کا مگر مطالعہ کر کے امام شافعی نے یہ قواعد وضع کئے۔ لہذا اصول فقہ جس منہج استنباط کا نام ہے وہ امام شافعی کی اختراع نہیں ہے لیکن انہیں اس طور پر یہ سبقت ضرور حاصل ہے کہ انہوں نے ان متفرق مناج استنباط میں جو کچھ پسند کیا اسے یکجا کر دیا اور ایک مربوط علم کی صورت میں ان مناج کو مدون کیا۔ علم اصول فقہ کی تدوین کے سلسلے میں امام شافعی کا بھی مقام ہے جو شافعیین کی منطق وضع کرنے کے بارے میں مدح و تحسین کا ہے۔ واسطے نے اصل طریقے ایجاد نہیں کئے تھے بلکہ ایجاد شدہ طریقوں کو مضبوط کرنے کا کام انجام دیا تھا۔ لہذا مجدد فقہاء کا یہ قول کہ امام شافعی کو اس علم کی تدوین میں ولایت حاصل ہے اس سے اس حرم کی اولیت مراد ہے جو اوپر مذکور ہوئی اور اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

تین آراء کا تاریخی تناظر میں تحقیقی جائزہ :

ہماری رائے میں امام اعظم ابو حنیفہ ہی اصول فقہ کی مدون اول ہیں۔ ہم اس پر تفصیل سے اپنی رائے کا اعتبار کرتے ہیں اور ان کے مدون اول ہونے پر دلائل بھی دے چکے ہیں۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ ان کی کتاب ہم تک نہیں پہنچا۔ آیت اللہ صدر نے امام جعفر صادق اور امام باقر سے متعلق جو بیان دیا ہے اس میں واقع الفاظ "وقد اصلیا علی صاحبہما نظر اعدہ" سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے قواعد اپنے اصحاب کو املا کر دئے تھے نہ کہ خود کوئی تصنیف لکھی تھی اور جہاں تک امام شافعی کی اولیت سے متعلق ابوزہرہ کا بیان ہے تو اس میں بھی انہوں نے کہا ہے کہ محقق طور پر اب تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کسی نے ان سے پہلے یہ کام انجام دیا۔ ابوزہرہ کی ذاتی رائے میں ایسا ہے ورنہ حقیقت ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمہ اللہ افغانی کی تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اور ان کے اصحاب نے اصول پر کتب لکھی تھیں۔ ابن ندیم

ذہن میں آتی ہے تو اس پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ گہرے غور و فکر کے بعد عمیق تر حقائق کے پیش نظر حکم دیا جائے۔ چنانچہ استحسان سے کام لینے والے سختی ائمہ محض ظاہری حالات کو کافی نہیں سمجھتے اور ایک عمیق تر سبب معلوم کر کے اس کی بنیاد پر احکام دیتے ہیں۔^۱

فقہائے مالکیہ نے بھی امام شافعی کے منہاج کو قبول کیا اور امام شافعی سے اختلاف کرتے ہوئے اصول فقہ میں اہل مدینہ کے اجماع استحسان و مصالح مرسلہ کا بھی اضافہ کیا۔ امام شافعی نے ان فتویوں کو باطل قرار دینے کی کوشش کی، ساتھ ہی مالکیہ نے ذرائع و سدورائع کو بھی اصول فقہ میں شامل کیا۔ اس طرح انہوں نے امام شافعی سے منقول اصولوں کو کہیں کچھ اختلاف اور کہیں کچھ اضافہ کے ساتھ قبول کیا۔ الغرض چاروں مذاہب کے فقہاء نے امام شافعی کے ثابت کردہ چاروں اولیٰ کتاب سنت اور اجماع و قیاس سے اختلاف نہیں کیا اور یہ متفق علیہ مصادر قرار پائے جبکہ ان پر کیا گیا اضافہ شوافع اور دیگر اکثر فقہاء کے مابین محل اختلاف رہا۔ فقہاء مشافعیہ نے امام شافعی کے ان مقرر کردہ اصولوں کی تشریح و تفصیل اور توضیح کا کام کیا جس کی وجہ سے فقہی اجتہاد کے طویل دورانیہ میں ان اصولوں کی نشوونما ترقی و تفصیل و توضیح اور تعبیر و تشریح جاری رہی جبکہ غیر شافعی اصولیوں نے یہ خدمات انجام دینے کے ساتھ بعض اصولوں کے اضافہ کئے اور ان کی بھی توضیح و تشریح کی۔

تقلیدی دور میں اصول فقہ کی تدوین کے طریقے و رجحانات :

امام شافعی نے جس کام کا آغاز کیا تھا اس کا سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور "اصول الفقہ" کے عنوان سے ایک عظیم الشان سرمایہ تیار ہو گیا چنانچہ امام احمد بن حنبل نے "کتاب السنۃ" کتاب "العلل" کتاب "النسخ و المنسوخ" لکھ کر اس کا مکمل آگے بڑھایا تقلید کے دور میں اصول بے شک نشوونما پاتے رہے۔ اہل علم نے اصول فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں جو طریقے اختیار کئے ان میں سے تین بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ ایک طریقہ "علمائے مشہورین" کا ہے۔ دوسرا "علمائے حنفیہ" کا اور تیسرا "متاخرین اہل علم" کا ہے۔ ان میں سے پہلا طریقہ خالص نظریاتی قسم کا تھا جس میں نظری مباحث کو غلبہ حاصل رہا۔ دوسرا طریقہ فروع سے متاثر تھا اور اس کو اصول حنفیہ کے نام سے پکارا گیا کیونکہ علمائے احناف ہی نے سب سے پہلے اپنے مذہب کے دفاع اور مضبوط فروع کے لئے اسے اختیار کیا تھا چنانچہ اس طریقے سے انہوں نے اپنے مذہب کے لئے جامع اصول کا استنباط کیا۔ جبکہ تیسرے طریقہ میں پہلے اور دوسرے طریقہ کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

اصول فقہ کی تدوین کا پہلا طریقہ : اس طریقہ کا نام "اصول الشافعیہ" یا "اصول مشکلمین" ہے اور یہ طریقہ خالص طور پر نظری تھا جس میں کسی مذہبی اعتبار کے بغیر قواعد کی تحقیق و تنقیح پر زور دیا جاتا تھا بلکہ قواعد کی اولیت سے توثیق کی جاتی تھی جو قاعدہ بھی ذیل کے لحاظ سے قوی تر ہوتا اسے اختیار کر لیا جاتا چنانچہ بعض شافعی علماء نے امام شافعی سے اصول میں اختلاف کیا مگر فروع میں ان کے تتبع رہے مثلاً امام شافعی اجماع کو کئی کو حجت تسلیم نہیں کرتے مگر علامہ سادہ (متوفی ۶۳۱ھ) سلسلہ شافعی ہونے کے باوجود اپنی کتاب "الاحکام" میں اس کو حجت مانتے ہیں وہ فرماتے ہیں :

”اجماعاً سکوتاً وهو حجة مقبولة على النظر۔“
(اجماع سکوتی ثبوت ہے)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کی حجیت کو مانتے ہیں اگرچہ غیر سکوتی سے اسے کم درجہ پر رکھتے ہیں اور اسے حدیث اہل کی طرح ثبوتی خیال کرتے ہیں۔

شیخ ابوہریرہ فرماتے ہیں :

”والا اتجاه الذى سمي اصول الشافعيين او اصول المتكلمين كان اجتماعاً نظرياً محالفاً لان غاية الباحثين فيه متجهة الى تحقيق القواعد وتطبيقها من غير اعتبار مذهبهم بل يريدون اتباع القوى القواعد سواء اكان يؤدى الى خدمة مذهبهم او لا يؤدى۔“
(اصول شافعیہ یا اصول متکلمین کے نام سے جو رخ معروف ہوا وہ خاص نظریاتی رخ تھا اور اس رخ پر کام کرنے والوں کی توجہ اپنے مذہب کی رعایت کے بغیر صرف قواعد کی تحقیق اور ان کی تصدیق پر تھی ان کی کوشش یہ تھی کہ جو بھی اصول قواعد وضع کئے جائیں خواہ ان سے ان کے مذہب کی تائید ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو)۔

شیخ محمد غزالی (متوفی ۱۱۰۵ھ) لکھتے ہیں :

”فاما المتكلمون فانه كان وايهم في البحث على طريقة علم الكلام وتقدير الاصول من غير اللغات الى موافقة فروع المذاهب او مخالفتها ايها۔“
(متکلمین دوران بحث اپنی رائے طریقہ علم کلام کے مطابق پیش کرتے ہیں اور فقہی مذاہب کے موافقت و مخالفت سے قطع نظر کرتے ہوئے اصول بیان کرتے ہیں)

پہلے خاص نظریاتی طریقہ تدوین میں بعض متکلمین کی شمولیت اور اس کے اثرات :

مباحث کے اس طریقہ تدوین میں متکلمین میں سے معتزلہ، اشاعہ اور ماترید یہ بھی شامل ہو گئے۔ ان میں سے اشاعہ ماترید یہ یہ دونوں فرقے چوتھی صدی ہجری میں ظہور پذیر ہوئے جو معتزلہ کے ساتھ جدل و جہاد میں مشغول رہے یہ لوگ معتزلہ کی طرح دلائل عقلیہ کے ساتھ فقہاء مجددین کی طرف سے جواب دیتے تھے۔ اشاعہ کا گرد و ابوالحسن اشعری معتزلہ کے شاگرد ابوالحسن اشعری (متوفی ۳۲۱ھ بعدہ) کی طرف منسوب ہے جو پہلے حنوفی تھے بعد میں شافعی مسلک اختیار کر لیا تھا ساری زندگی عراق میں گزاری اور ماترید یہ کا گرد و فقہ میں امام ابوحنیفہ کے شاگرد ابومسعود ماتریدی (متوفی ۳۲۲ھ) کے شیعین تھے اور وہ اصول فقہ میں ”مکاسب الجدل“ کے بھی منصف تھے متکلمین کسی کی تہلیل کے بغیر بحث کرتے اور تحقیق سے کام لیتے اس لئے اس طریقہ کا نام ”طریقہ متکلمین“ پڑ گیا۔

متکلمین کی شمولیت کے اثرات کا جائزہ : اس میدان اصول فقہ میں متکلمین کی شمولیت اور ان کے طریقہ بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ فرضی نظریات کی طرح اصول میں اضافہ ہو گیا اور بہت سے فلسفیانہ مباحث و پہلو پیچہ اڑ گئے جن کا فقہی

۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام سیف الدین ابوالحسن شافعی متوفی ۲۰۴/۲۲۳ھ ۲۳۵ھ و دار الفکر ۱۴۱۷ھ

۲۔ اصول فقہ امام ابوہریرہ ص ۱۹ قاہرہ ، دار الفکر العربی ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷ھ

۳۔ اصل فقہ ، شیخ محمد غزالی متوفی ۱۱۰۵ھ ص ۷۷ قاہرہ ، دار الفکر مصر

لفاظ سے عمل کے ساتھ کچھ تعلق نہ تھا مثلاً اس پر تو متفق تھے کہ عبادات کے تمام احکام محلل ہیں مگر عقلی حسن و قبح میں اختلاف کرنے لگے حالانکہ فقہ اور طریق استنباط کا اس کے ساتھ ذرا بھی تعلق نہ تھا اور یہ کہ تکلیف معدوم جائز ہے یا نہیں! اچنانچہ علامہ سادہی اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"وكشف الغطاء عن ذلك الا لا نقول بكون المعدوم مكلفا بالاتباع بالفعل حالة عدمه بل معنی كونه مكلفا حالة العلم قيام الطلب القديم للرب تعالى ..."

(اس مسئلہ سے پردہ اس طرح اٹھ سکتا ہے کہ ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ کوئی شخص معدوم مکلف ہو سکتا ہے حال عدم میں مکلف ہونے کے یہ معنی ہیں کہ طلب ذات خداوندی کے ساتھ قائم ہے)۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے مباحث غاص قسفی مباحث ہیں جن پر کسی طریق استنباط کی بنیاد نہیں ڈالی جاسکتی کیونکہ معدوم کی طرف خطاب ہی نہیں ہو سکتا اور یہ اتنی بدیہی چیز ہے کہ اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں۔ اس پہلے طریقہ میں غیر فقہی فلسفیانہ بحث کی دوسری مثال میں بھی علامہ سادہی شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) کی کتاب "الاحکام" سے مندرجہ ذیل اقتباس کو پیش کیا جاسکتا ہے :

"اما قبل النبوة فقد ذهب القاضی ابو بکر* واكثر اصحابنا* وكثير من المعتزلة إلى انه لا يمتنع عليهم* المعصية كبرى كانت او صغيرة* بل ولا يمتنع عقلا إرسال من أسلم وامن بعد كفره* وذهبت الروافض إلى امتناع ذلك كله منهم قبل النبوة لان ذلك مما يوجب هضمهم في النور واحتجازهم* والفرقة عن الباعهم* وهو خلاف مقتضى الحكمة من بعث الرسل* ووالفهم على ذلك اكثر المعتزلة إلا في الصغار. والحق ما ذكره القاضی* لانه لا يمتنع قبل البعثة بدل على عصمتهم عن ذلك ..."

(قبل از نبوت انبیاء کی عصمت کے متعلق قاضی ابو بکر اور ہمارے اکثر اصحاب اور بہت سے معتزل کا مسلک یہ ہے کہ ان سے کسی کبیرہ یا صغیرہ گناہ کا ارتکاب ممتنع نہیں ہے۔ بلکہ عقلاً یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کے کفر سے توبہ کرنے اور مسلمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اسے نبی بنا کر مبعوث فرمائے۔ روافضی معصیت کے ارتکاب کو قبل از نبوت ممتنع سمجھتے ہیں کیونکہ اگر انبیاء قبل از نبوت کسی گناہ کے مرتکب ہوں تو لوگ انہیں حقارت سے دیکھیں گے اور ان کے اتباع سے نفرت کریں گے اور یہ بات بحث و رسل کی حکمت کے خلاف ہے اکثر معتزلہ بھی روافضی کے ہم نوا ہیں مگر وہ عقلاً ارتکاب جائز سمجھتے ہیں لیکن قاضی کا مذہب یہ حق ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئی سماقی دلیل نہیں ہے جس سے قبل از نبوت عصمت کا ثبوت ملتا ہو)۔

امام غزالی شافعی (متوفی ۵۰۵ھ) نے اپنی کتاب "المنحول" میں "الفصل الثانی فی حقیقة العلم وحده" کے تحت اور امام شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے اپنی کتاب "ارشاد الفحول" میں "المقصد الثانی" کی

”البحث الثالث فی عصمت الانبیاء“ کے تحت اس قسم کی فلسفیانہ و منطقیانہ بحثیں کی ہیں جن کا علم اصول فقہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پہلے طرز تصنیف (اصول الشافعیہ) کو اختیار کرنے والے نکلائی مذہب :

”اصول الشافعیہ“ یا ”اصول متکلمین“ کے طرز تصنیف سے کئی مذاہب متاثر ہوئے اور مسلک ہوئے۔ معتزلہ شافعیانہ لکھ ”متناہیہ“ اشاعرہ اپنی ”شیعہ“ وغیرہ مذاہب کا یہاں سے شمار ہوتے ہیں۔ بعد میں حنبلیہ سلفیہ نے معتزلہ و اشاعرہ دونوں مذاہب سابقہ کی مخالفت کی۔

اس طریقہ تدوین کی امتیازی خصوصیات :

- ☆ نظرو عدل کی آزادی ہوتی ہے۔
- ☆ مسائل کی منطقی تحقیق اور عقلی استدلال پر زور دیا جاتا ہے۔
- ☆ اپنے اندر مسائل کی طرف داری اور تعصب سے اجتناب پر زور دیا جاتا ہے۔
- ☆ صرف احکام ظہریہ میں غور و خوض پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ علم کلام کے بعض مسائل عقلیہ کو بھی اصول فقہ کے ضمن میں موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔ مثلاً عصمت انبیاء قبل نبوت اور جہنم و علی کے عقلی یا شرعی ہونے میں غور و فکر۔
- ☆ اس طریقے کے علماء کے پیش نظر یہ بات تھی کہ اصول فقہ کے قواعد کو حکام اور قوی ترین شکل میں مدون کرنے کے لئے منطقی الجہاؤ سے اجتناب کیا جائے۔

طریقہ اصول الشافعیہ یا اصول متکلمین کی بعض اہم و بنیادی کتابیں :

- ۱۔ اقرب الی الارشاد فی ترتیب طرق الاجتہاد۔ قاضی ابوبکر محمد بن الطیب باقاری ناہکی (حتوفی ۴۰۳ھ) بعد میں امام باقاری نے ”ارشاد التوسط“ اور ”ارشاد الصغیر“ کے نام سے ”التقویہ والارشاد“ کا اختصار لکھا۔

امام مکی فرماتے ہیں :

وهو اجل كتب الاصول والذی بین یدینا منه المختصر الصغیر ”و یبلغ اربعة مجلدات“

و یحکمى أن اصله كان فی الثی عشر مجلدا ولم یطلع علیہ“

(یہ اصول کے موضوع پر سب سے عظیم کتاب ہے، ہمارے سامنے کتاب الارشاد الصغیر کا نسخہ ہے جو چار مجلدات میں ہے)

بیان کیا جاتا ہے کہ اصل کتاب چار مجلدوں میں تھی اور ہمیں دو کتابیں مل سکیں۔

۲۔ المستحول من تعلیقات الاصول، امام محمد بن محمد بن محمد الغزالی شافعی، حتوفی ۵۰۵ھ و ۳۸۸ھ بعد از وفات دارالقرآن ۱۲۰۰ھ۔ ارشاد راہولہ

امام شافعی، حتوفی ۱۲۵۰ھ / ۱۰۹۱ھ تک تصدیر الشافعی فی التلویۃ، جامعہ الشافعیہ فی عصمت الانبیاء، تحقیق شعبان محمد اسماعیل، دار الفکر، بیروت

ع۔ تحریر ابراہیم بن قیس، گزافی (مولد ۱۲۹۵ھ - ۱۱۹۱ھ) ۱۲۸۸ھ طبع دار الفکر، بیروت

ج۔ مقدمہ راہولہ من تعلیقات الاصول للغزالی محمد بن محمد بن عبد اللہ دار الفکر، بیروت ۱۴۰۰ھ

قاضی باقلائی کی مذکورہ کتاب کا امام الحرمین (متوفی ۸۷۸ھ) نے "تخصیص" کے نام سے اختصار لکھا :

۲۔ العدد : قاضی عبد الجبار محرقی (متوفی ۴۱۵ھ)۔

۳۔ شوح الکفایہ : قاضی ابو الطیب طاہر بن مہدائد الطبری شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔

۴۔ القواطع : ابن السعدی ابو المظفر منصور بن احمد بن عبد الجبار بن احمد النجفی حنفی ثم شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔

ابن سبکی نے ان الفاظ کے ساتھ اس کتاب کی تعریف کی :

لا اعرف فی اصول الفقہ احسن من کتاب القواطع ولا اجمع^۱

(اصول فقہ میں کتاب القواطع بہتر مجموعہ کتاب میرے علم میں نہیں ہے)۔

۵۔ البدوہ فی اصول الفقہ : قاضی ابو یحییٰ محمد بن الحسن الفراء البغدادی حنبلی (متوفی ۴۵۸ھ)۔

۶۔ المعتمد فی اصول الفقہ : ابو الحسن محمد بن علی بن طیب ہمدانی محرقی (متوفی ۴۷۳ھ)۔ یہ قاضی عبد الجبار

محرقی (متوفی ۴۱۵ھ) کی کتاب "العدد" کی شرح ہے جو بقول ابن قلدون اصول فقہ کی ارکان اور کتب میں سے ایک ہے۔

۷۔ التمعین : ابو اسحاق شیرازی شافعی (متوفی ۵۷۷ھ) کی تالیف ہے جس کی انہوں نے خود شرح بھی لکھی۔

۸۔ التبصرۃ فی اصول الفقہ : ابو اسحاق شیرازی (صاحب التمعین)۔

۹۔ تذکرۃ العالم والطریق المسلم : ابو نصر احمد بن جعفر بن الصبار شافعی (متوفی ۵۷۷ھ)۔

۱۰۔ البرہان : امام الحرمین ابو العالی عبد الملک الجوزی شافعی (متوفی ۵۷۸ھ) یہ شعر ہی مذہب کی طرف مائل تھے

ابن خلائان (متوفی ۶۸۱ھ) نے ان سے حقائق لکھا :

"اعلم المناہجین من اصحاب الامم الشافعی علی الاطلاق"۔

(دوست عزیز! اصحاب امام شافعی میں سے علی الاطلاق سب سے بڑے عالم تھے)۔

۱۱۔ المستصفیٰ تجتہ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۵۰۵ھ)۔

۱۲۔ شفاء الغلیل فی بیان مسائلک التعلیل امام غزالی (ایضاً)۔

۱۳۔ المنہج من تعلیقات الاصول امام غزالی (ایضاً)۔

اغرا تذکرہ دونوں کتابیں "المستصفیٰ" سے پہلے کی تصنیفات ہیں۔

۱۴۔ روضة المناظر و جنة المناظر : موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی شافعی (۶۲۰ھ)۔

۱۵۔ طبقات الشافعیہ کبیری داؤد بن الدین سبکی (متوفی ۷۵۷ھ) کا حصہ دارامینہ والکتب العربیہ

ج ۱ طبقات الامامان والاماماتالکباران لابن خلائان (متوفی ۶۸۱ھ) ۱۶۔ مصر عبد الحمید بن عبد الجبار بن احمد بن سبکی ۱۳۱۰ھ

مذکورہ بالا کتابوں کا چھوڑ چار کتابوں کو بیان کیا جاتا ہے جنہیں اب مراجع کی حیثیت حاصل ہے اور بعد کی تقریباً
تقریباً کتابیں ان سے مستفاد ہیں دو چار کتابیں یہ ہیں۔

۱۔ العمد : قاضی عبدالجبار محترمی۔ ۲۔ المحصول : ابو الحسن بصری محترمی۔

۳۔ البوہان : امام الحرمین جوینی شافعی۔ ۴۔ المستطی : حجت الاسلام امام فروزی شافعی۔

پھر ان چاروں کے مضامین کو مندرجہ ذیل دو مقامات پر لکھا گیا۔

امام فقہ الدین رازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) نے کتاب "المحصل" میں اور سیف الدین امدی شافعی (متوفی
۶۳۱ھ) نے کتاب "الاحکام فی اصول الاحکام" میں ان چاروں کی تفصیل کی پھر جلال الدین ارموی (متوفی
۶۵۶ھ) نے امام رازی کی "المحصل" کا خلاصہ لکھا اور اس کا نام کتاب "المحاصل" رکھا۔ جو قاضی بیضاوی
شافعی (متوفی ۶۸۵ھ) کی کتاب "مہیاج النصول" کا خلاصہ ہے۔ دوسری طرف ابو عمرو عثمان ابن عاصب مالکی
(متوفی ۶۴۶ھ) نے امدی کی "الاحکام" کا خلاصہ لکھا اور اس کا نام "منہج السؤل والامیل الی علی
الاصول والجدل" رکھا۔ "المحصل" اور "الاحکام" کی تالیف نے کتب معتد میں سے کافی حد تک مستغنی
کر دیا کیونکہ ان دونوں میں چاروں کتابوں کے مضامین کو توسیع کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا۔

اصول فقہ کی تدوین کا دوسرا طریقہ : اصول فقہ کی تدوین کا دوسرا طریقہ حنفی مکتبہ فکر کے علماء کا ہے۔ اس طریقہ
میں علماء نے قواعد اصول کا اس طرح مطالعہ شروع کیا کہ ان سے فروغی مسائل کی تائید ان کے استنباط کی تصحیح اور ان سے
ممانعت کا کام لیا جائے یہ طریقہ ہدایت حنفی طریقہ کے نام سے اس لئے مشہور ہوا کیونکہ علماء احناف ہی نے یہ راستہ
اختراع کر کے اس پر تدوین کا آغاز کیا۔ اس طریقہ تحریر میں اصول قواعد ائمہ فقہاء سے منقول فروغی مسائل اور جزئیات کے تابع
ہوتے ہیں۔ یعنی فقہاء ان قواعد کو بیان کرتے ہیں جو ان کے فقہاء سے منقول جزئیات سے مطابقت رکھتے ہوں اس کی
تائید یہ ہے کہ اس فقہی مسلک کے ائمہ نے امدی اصولی کتب میں تالیف کیں جن سے ان کے طریقہ استنباط اور مہیاج
کی توضیح ہوتی ہو۔ اس لئے بعد کے فقہاء کے لئے ضروری ہو گیا کہ وہ ائمہ سے منقول فروغی مسائل اور جزئیات کو مد نظر رکھ
کر قواعد وضع کریں یہ ان اصولوں کو تائید جو ان کے ائمہ مسلک کے استدلال میں برکتیں تکرر آگئے ہیں۔

حنفی مسلک کے اصول خود ائمہ مسلک کے وضع کردہ نہیں ہیں ان کی اصول پر کتب ہم تک نہیں پہنچی تھیں یہ تدوین
بعد میں دینی محرمیہ بات طے ہے کہ ان سے اکثر اصول کی ائمہ فقہاء کے اقوال میں رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے اور ان اصولوں
کی ترتیب تدوین بعد میں آنے والے فقہاء نے کی ہے۔

ان فہم (متوفی ۵۸۸ھ) فرماتے ہیں :

"الان کتابہ الفقہاء ای الاحناف ، فیہا امس بالفقہ والیق بالفروع لکثرة الامثلة منها
والشواہد وبناء المسائل فیہا علی النکت الفقہیہ فکان للفقہاء الحنفیہ فیہا البد الطولی من
الغوص علی النکت الفقہیہ والنقاط ہلہ الفوالین من مسائل الفقہ ما امکن"۔

فقہائے احناف کا طرز بحث زیادہ عا ہوا ہے اور استنباط فروغ کے لئے زیادہ معین و مددگار ہے، کیونکہ وہ ہر مسئلہ کے ذریعہ میں مسئلہ شراہد پیش کر کے اس کی وضاحت کام کرتے ہیں، پھر ساتھ ساتھ فقہی نکات بھی مل کرتے جاتے ہیں۔ فقہائے حنفیہ کو نکات فقہ کی گہرائیں تک پہنچنے کی بے نظیر مہارت حاصل ہے اور مسائل فقہ سے اصول فقہ کے قواعد خوب نکالتے ہیں۔“

ایوز ہر فرماتے ہیں :

”فكانت دراسة الاصول على ذلك النحو صورة لنا بيع الفروع المذهبية وحججها“۔
”اصول کا اس طرز پر مطالعہ ان کے ذہن سے بے فروغ اور دلائل پر قیاس کرنے کی ایک صورت تھا۔“

عبدالوہاب خان (متوفی ۱۳۷۵ھ) فرماتے ہیں :

”والتحقيق في تحقيق هذه القواعد الاحكام التي استنبطها المتهم بناء عليها لا مجرد البرهان النظري“۔

”اور ان کے قائلین ان قواعد کا نام کی تحقیق میں اپنے ان کے سے مسئلہ مسائل پر بنا کرتے ہیں ان کا انداز تحقیق صرف نظری نہیں ہوتا۔“

اصول شافعیہ اور اصول حنفیہ میں فرق و امتیاز — دونوں طریقوں میں فرق و امتیاز کی بنیاد یہ ہے کہ شافعیہ استنباط کا مہنام مقرر کرتے ہیں اور پھر اسی مہنام کی استنباط و استدلال میں عرونی کو اپنے اوپر لازم کرتے ہیں۔ جبکہ حنفی اسلوب میں استنباط و استدلال کی یہ صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے مسلک کی جزئیات کو مد نظر رکھ کر قواعد اصول کی اس طور پر تشکیل کرتے ہیں کہ ان سے فقہی جزئیات کو تائید حاصل ہو جاتی ہے۔

”طریقہ اصول حنفیہ“ کی مثال سے توضیح..... حنفی فقہاء سے ایک اصولی قاعدہ ”ان المشتري لاعموم له“ (ایک وقت میں مشترک کے تمام معانی مراؤ نہیں لئے جاسکتے)۔ منقول ہے اسی قاعدہ اصولی کی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ :

”وقال محمد اذا اوصى لموالي بنى فلان ولبنى فلان موال من اعلى وموال من اسفل فعات بتملت الواصية في حق القرينين لاستحالة الجمع بينهما وعدم الرجحان“۔

(اور امام محمد نے فرمایا کہ جب ایک شخص نے بنی فلان کے موالی کے لئے وصیت کی کہ فلان قبیلہ کے موالی کو میری طرف سے یہ عداوت مر گیا۔ قبیلہ کے موالی آپ کے درجہ میں بھی ہوں اور مجھے کے درجہ میں بھی ہوں تو بعد ہم حقین ایک معنی اور امام محمد نے ترجیح کے فریقین کے حق میں وصیت باطل ہو جائے گی)۔

۱۔ اصول فقہ، ج ۲، ص ۱۶، قادیان دار الفکر، عربی ۱۳۷۵ھ۔ ۱۹۹۷ء

۲۔ علم اصول فقہ، عبدالوہاب خٹاف، حنفی ۱۳۷۵ھ ص ۱۸، کویت دار الفکر، عربی ۱۳۶۱ھ

۳۔ احسن الخواص فی اصول الفقہ، ص ۱۷، اعاشیہ ۳۲، مکتبہ امدادیہ، مشرق۔ ۴۔ اصول الشافعی، دکتا محمد بن الشافعی، مکتبہ امدادیہ، مشرق۔

اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ مشترک اپنے جمیع معنی کے ساتھ ایک وقت میں مراد نہیں ہو سکتا اب چونکہ یہ متعین نہیں کہ وصیت کس کے حق میں کی گئی اور قاعدے کے مطابق دونوں معنی مراد بھی نہیں لئے جاسکتے لہذا اس وصیت کو باطل قرار دیا۔

اب اس قاعدہ اصولیہ "ان المשותک لا عموم له" کو مقرر کر دینے کے بعد دوسری جگہ ان کا عمل اس کے مطابق نہیں رہتا بلکہ مذکورہ قاعدہ اصولیہ سے متصادم نظر آتا ہے اگر کسی نے قسم کھا کر کہا "لا اکلک من لاک" (میں تیرے مولا سے کھاؤں بات نہیں کروں گا) یہاں مولا کا لفظ آزاد کرنے والے اور آزاد قلام میں مشترک ہے اب اگر وہ ان دونوں "موتی" میں سے کسی سے بھی بات کرے گا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ حالانکہ یہاں بھی تو مشترک میں عموم ہے اور یہ قاعدہ مذکورہ سے متصادم حکم ہے اب حنفی فقہاء اس تناقض کو رفع کرنے کے لئے کچھ اضافہ کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں "ان المשותک عموم له اذا وقع بعد نفي" (مشتک کا عموم نفی میں جائز ہے)۔

المختصر یہ کہ دوسرے مقام میں "مولا لاک" (نفی) کے بعد آیا ہے اس لئے اس میں عموم مراد لیا جاسکتا ہے اور وصیت والی مثال میں عموم اثبات کے بعد آیا ہے تھا اس لئے وہاں مشترک میں عموم (آقا و قلام دونوں کے لئے) جائز نہیں مانتے۔

حنفی طریقہ تدوین کی امتیازی خصوصیات :

مذکورہ بالا اسلوب کی اگرچہ بظاہر افادیت کم محسوس ہوتی ہے لیکن فقہی بصیرت کو نشاندہ دینے میں یہ طریقہ زیادہ موثر ہیں کیوں کہ :

☆ اس طرز کے تحت اصول اجتہاد فقہی بصیرت کے تابع رہتے ہیں اور ایسے مستقل قواعد کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جن کا دیگر قواعد سے موازنہ کیا جاسکتا ہے اور موازنہ کی مدد سے عقل زیادہ بہتر قواعد کی جانب رہنمائی حاصل کر لیتی ہے۔

☆ اس اسلوب کے تحت اصول قواعد عملی تحقیق سے جدا محض نظریاتی بحث نہیں رہے بلکہ ضوابط و کلیات کی حیثیت میں جزئیات اور فروغ پر منطبق ہوتے ہیں اس طرح تعلیق سے ان کلیات اور ضابطوں میں مزید استحکام اور قوت پیدا ہوتی ہے۔

☆ اصول کے اس طریقے پر مطالعہ سے فقہی تدبیلی مطالعہ آفکلیل پایا ہے کیونکہ علماء اس طریقے میں موازنہ جزئیات سے نہیں ہوتا بلکہ ان پر مشتمل کلیات اور اصول میں ہوتا ہے اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ فقہ کا طالب علم فقہ کی جزئیات پر ارتکاز و توجہ کرنے کے بجائے متعدد جزئیات کا ان کلیات کے تحت جائز و ناجائز ہے جو ان میں منضبط کرتی ہے۔

☆ تحقیق و مطالعہ کے اسلوب سے تخریج و تفریع کی تربیت حاصل ہو جاتی ہے اور اس ذہنی تربیت کی مدد سے عیش آمدہ جزئی مسائل کے حکم کا استنباط آسان ہو جاتا ہے جو انہ فقہاء کے دور میں موجود نہیں تھے نیز یہ کہ ان نئے عیش آمدہ

مسائل کا حل انہی کی آراء و اقوال کے مطابق ہوتا ہے کیونکہ یہ حل بھی انہی اصول و قواعد کے تابع ہے جو ائمہ فقہاء کے نظر تھے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعد میں آنے والے فقہاء و ائمہ مذاہب سے منقول آراء پر انکشاف کے بغیر ان میں توسیع اور اضافہ کرتے رہتے ہیں۔

حنفی طریقہ تدوین کے مطابق لکھی جانے والی اصول فقہ کی بعض اہم و بنیادی کتب :

- ۱۔ ماحلہ المشوئع : امام ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی (متوفی ۵۳۰ھ) یہ اس اسلوب کی پہلی کتاب ہے۔
- ۲۔ اصول الشرحی : عبید اللہ بن الحسن کمری (متوفی ۵۳۰ھ) اس میں ۲۹ قواعد / اصول بیان کئے گئے ہیں جن پر فقہ حنفی کا ماس ہے۔
- ۳۔ المقصول فی الاصول (اصول الجصاص) : ابو بکر احمد بن علی الجصاص رازی (متوفی ۵۷۰ھ) یہ ابو الحسن کمری کے شاگرد تھے۔ شاید ان کی یہ کتاب احکام القرآن کا مقدمہ ہے۔
- ۴۔ تقویہ الادبۃ : ابو یزید عبید (عبد) اللہ بن عمر الدبوسی غنی (متوفی ۵۳۰ھ)
- ۵۔ تالیس النظر : ابو یزید عبید اللہ بن عمر بن یسعی دبوسی (متوفی ۵۳۰ھ)
- ۶۔ اصول البدوی : فخر الاسلام علی بن محمد بن حسین ابو دوی (متوفی ۵۸۲ھ یا ۵۸۳ھ) علامہ الدین بن عبد العلوی البخلوی (متوفی ۵۸۵ھ) نے "کشف الاسرار" کے نام سے اس کی ایک عمدہ شرح تالیف کی جو مشہور ہے۔
- ۷۔ اصول السرخسی : ابو بکر محمد بن احمد السرخسی (متوفی ۵۹۰ھ)
- ۸۔ السننار : ابو البرکات عبد اللہ بن احمد معروف بہ حافظ الدین الشافعی غنی (متوفی ۶۱۰ھ) متاخرین کی کتب میں سے ایک عمدہ کتاب ہے جو بدیعہ پراگ و ہند کے مدارس میں متداول ہے اس پر ملا جیوں کی شرح بھی مشہور شرح میں سے ہے۔

حنفی طریقہ تدوین کو اختیار کرنے والے مختلف فقہی مذاہب کے اصولیین :

اصول کی کتابوں کی تالیف کا حنفی مکتب صرف احناف کے یہاں نظر میں آتا بلکہ اس طریقہ پر شافعی، مالکی اور غنوی مسالک کے اصولیین نے بھی کتب تالیف کیں ان کے لئے اس میں کشش کا سبب اس طریقہ میں پائی جانے والی افادیت اور تاثیر تھی جو اس کی امتیازی خصوصیات میں بیان کی گئیں ہیں۔ اپنی بات کی تائید کے لئے مختلف فقہی مسالک کے چند اصولیین اور ان کی کتب کے اہم و متجدد ذیل ہیں جنہوں نے حنفی مکتب کے مطابق اپنی کتب تالیف کیں۔

- ۱۔ شامہ صیغ الفروع علی الاصول : شہاب الدین محمود بن احمد زنباجی شافعی (متوفی ۶۵۶ھ) انہوں نے اپنی اس تصنیف میں الدبوسی غنی اصولی کے طرز تحریر کو اپنا یا اور ان کی طرح ابواب فقہ کے ہر باب کی جزئیات بیان کر کے ان اصولوں کی توحیح کی جن کے تحت یہ جزئیات مستطب ہوتی ہیں۔

۲۔ تنقیح الفصول علی الاصول : علامہ قرانی مابکی (متوفی ۶۸۳ھ) نے اپنی اس تصنیف میں مابکی مذہب کے اصول کی فقہی فقہی منہج پر منضبط کئے ہیں۔

۳۔ شیخ الاسلام عبد السلام مبنی (متوفی ۶۵۲ھ) اور ان کے بیٹے شہاب الدین عبد الحلیم (متوفی ۶۸۲ھ) اور ان کے پوتے قی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام (متوفی ۶۸۸ھ) اہل حنبلیہ کے ان تینوں حنبلی شیوخ نے بھی اس اسلوب پر اپنی کتب تالیف کیں۔

۴۔ ابن قمر جوزی حنبلی (متوفی ۷۵۱ھ) نے بھی اس منہج کو اپنایا۔

۵۔ الصیغہ فی تخریج الفروع علی الاصول علامہ السنوی شافعی (متوفی ۷۷۷ھ) نے مذہب شافعی کے اصول کی طریقہ پر تالیف کئے۔ ابو زہرہ لکھتے ہیں :

”من هذا ينبغي ان طريق الحنفية بعد ان استقامت استخدا منها كثيرون غيرهم من الاحاديث بمذاهبهم الائمة الاربعة، بل الامر لجواز الائمة التي مذاهب الشيعة الامامية والزيدية، فانهم في اصول الفقه عندهم قد ينحرف في كثير منها على منهاج الحنفية يستنبطون الاصول التي توزن بها الفروع عندهم، وان كانوا المذاهب اعلی منهاج المتكلمين في كثير من الاحيان، وذلك لان المعتزلة كانوا اكثر من كثيرين فيهم، وهم كانوا اعلی منهاج المتكلمين“۔

(اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حنفی طریقہ کے باقاعدہ عقیدت اختیار کرنے کے بعد مذہب اربعہ میں سے بہت سے حضرات نے اس کو اپنا صرف حنفی نہیں بلکہ مذہب شیعہ امامیہ اور زیدیہ بھی اس کا پایا اور ان میں سے بہت سوں نے اصول فقہ فروع سے اصول کے استنباط کے حنفی منہج کو اختیار کیا اگرچہ ان میں سے بہت سے حضرات حنفی میں بھی تھے اور یہ اس لئے ہوا کہ حنفی منہج کو اختیار کرنے والے بہت سے علماء حضرات تھے۔)

اصول فقہ کی تدوین کا تیسرا طریقہ :

اصول فقہ کی تدوین کا تیسرا طریقہ ”علامہ تخریرین کا طریقہ تدوین“ کہلاتا ہے۔ اس میں چاروں فقہی مذاہب فقہ کے اہل علم و فضل شامل ہیں اس میں علمائے علم الکلام اور علمائے حنفیہ کے طریقوں کے درمیان مطابقت و جمع کی کوشش کی گئی ہے اور ساتھ ہی فقہی اصول و قواعد کی مدلل تحقیق کر کے انہیں فروعات تھیبہ پر منطبق کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے اس منہج پر اصول فقہ کی کتب تالیف کرنے کا آغاز سزاتوین صدی ہجری میں ہوا۔

مخالفین کے طریقہ تدوین کی بعض اہم کتب :

۱۔ مدنیع النظام الجامع بین کتابی المذہبی والاحکام : مقلد الدین احمد بن علی احمد اوی معروف بہ ابن السامانی حنفی (متوفی ۶۹۳ھ) ابن السامانی نے اپنی اس کتاب میں حنفی مائت فروع الاسلام، نزہوی اور شافعی مائت سیف الدین

الامدی دونوں کے اسلوب کو جمع و تلیق کرنے کی کوشش کی اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے فقہی اسلوب پر یکساں مبنی کتاب "اصول البزجوری" اور کلامی اسلوب کی کتاب "الاحکام" کے مضمین کو اپنی تصنیف میں جمع کیا۔

۲۔ تنقیح الاصول اور اس کی شرح التوضیح : عبد (عبد) اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ مفتی معروف بہ صدر الشریعہ (متوفی ۷۳۷ھ) نے "التنقیح" میں امام بزدوی مفتی کی "الاصول" اور کبر رازی شافعی کی "المحصول" اور ابن حایب مکی کی "مستہی السؤل والامل" کے مضمین کو یکجا کیا اور پھر خود ہی "التوضیح" نام سے اس متن کی شرح لکھوائی۔ بعد میں سعد الدین القسزانی مفتی (متوفی ۹۱۷ھ) نے "التلویح" کے نام سے اس پر حواشی لکھے۔

۳۔ مفتاح الوصول الی بناء الفروع علی الاصول : ابو عبد اللہ محمد بن احمد مکی التمسائی (متوفی ۸۷۷ھ)

۴۔ جمع الجوامع : عبد الوہاب بن علی بن عبد اللہ مکی الشافعی (متوفی ۸۷۷ھ) یہ کتاب تقریباً سو کتابوں پر محیط ہے جس کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں کیا اور کہا کہ : (اللہ جمعه) من ذہاء مائة مصنف الی کثرت سے شروع حواشی وغیرہ لکھے گئے امام جلیل الدین تھانی شافعی (متوفی ۷۳۳ھ) نے اس پر دو حصوں پر "تألیف" کیا۔ جلال الدین زرقانی شافعی (متوفی ۹۳۴ھ) نے بھی "تشیف المسامع" کے نام سے اس کی شرح لکھی۔

۵۔ القواعد والقوائد الاصولیہ : ابو الحسن علاء الدین معروف بہ ابن الخادم تھانی (متوفی ۸۰۳ھ)

۶۔ التحریر فی اصول الفقہ : کمال الدین محمد بن عبد الواحد معروف بہ ابن اہمام تھانی (متوفی ۸۶۱ھ) اور کا ایک شاگرد محمد بن امیر الحاج تھانی (متوفی ۸۷۹ھ) نے "التقصیر والتحصیر" کے نام سے اس کی شرح لکھی اور شارحین میں محمد بن امین معروف بہ امیر بادشاہ بھی شامل ہیں جنہوں نے تیسرے تحریر "تألیف" کیا۔

۷۔ مرآة الوصول الی علم الاصول : محمد بن مرامز المعروف مولانا خسرو تھانی (متوفی ۸۸۵ھ)

۸۔ مسلم الثبوت : محبت اللہ بن عبد الغفور بہاری (متوفی ۱۱۱۹ھ) اس کتاب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ متاخرین علماء کے اصول فقہ کے طریقہ تدوین پر لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے زیادہ دقیق اور جامع کتاب ہے اس میں ابن اہمام تھانی (متوفی ۸۶۱ھ) کی "التحریر" اور تاج الدین الشافعی (متوفی ۸۷۷ھ) کی "جمع الجوامع" کے انتہائی اچھا ذوق و اختصار کے باوجود بڑے واضح اور سہل انداز میں فقہی اصول بیان کئے گئے ہیں جس پر متعدد شرحیں لکھی گئیں مشہور شروع میں بحر العلوم عبد اعلیٰ کی "لوائح الرحمن" بھی شامل ہے۔

۹۔ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من الاصول : محمد بن عبد اللہ الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ)۔ برصغیر کے مشہور عالم و ادیب صدیق حسن متوفی (۱۳۱۷ھ) نے "حصول المأمول من علم الاصول" کے نام سے اس کی تحقیق کی۔

اصول فقہ کی تصانیف میں عام طور پر استنباط کے اصول و قواعد کی تشریح اور شریعت کے دلائل کے بیان اور ان سے احکام کے اخذ کے بیان کو زیادہ اہمیت حاصل رہی اور مقاصد و مصالح شریعت کے بیان اور اخذ و استنباط کے عمل میں مصالح شریعت کی رعایت پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ آٹھویں صدی ہجری کے ابواسحاق الشافعی (متوفی ۲۰۴ھ) نے "المواصفیات فی اصول الشریعہ" تالیف کی جس میں انہوں نے اصول شریعت اور اجتہاد کے مناجج بیان کرنے کے ساتھ شریعت کے مصالح و مقاصد کو زیادہ شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا اور بڑے مدلل انداز میں حکم و التشریع پر کلام کیا بعض حضرات نے اس طرز پر تالیف میں ان کی سبقت کا قول کیا ہے۔ اس بارے میں ہم ان کی کتاب کے تحقیقی تجزیہ پر گفتگو کریں گے۔

بعد کے دور اور میں دیگر علوم کی طرح علم اصول فقہ بھی انحطاط و غفلت کا شکار ہو گیا مسلمانوں کے دور زوال میں علما نے علوم شرعیہ کو زندہ رکھنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ قدامت کی تصانیف پر شروع و حواشی، مختصرات، تعلیقات، اور ان کے نظم و غیرہ کو کافی سمجھا اور پھر اس کا ایک طویل سلسلہ چل نکلا جو صدیوں تک جاری رہا۔ تکرار سے بچنے کے لئے یہاں صرف اشارہ کر رہے ہیں ان مصنفین کی مؤلفات اصولیہ پر تاریخی و تحقیقی تجزیہ کے تحت اللہ کی توفیق و عنایت سے اپنی استطاعت کے مطابق تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

آج کے دور میں ان کتب کی مختلف سطحوں پر جامعات میں تحقیق کا کام جاری ہے مگر ہمیں علم ہو سکا تو اس کا ذکر بھی تحقیقی جائزہ میں کریں گے۔ البتہ دور جدید میں مصر، شام، لبنان، سعودی عرب میں علم اصول فقہ پر کام ہوا اور بعض نہایت عمدہ اور معیاری کتابیں تصنیف ہوئیں جن میں شیخ محمد الخضری (متوفی ۱۳۳۶ھ) کی "اصول الفقہ" اور "تاریخ التشريع الاسلامی" اور علامہ محمد عبدالرحمن کھلاوی کی کتاب "تسہیل الوصول الی علم الاصول" اور شیخ عبدالوہاب فلاب (متوفی ۱۳۵۵ھ) کی کتاب "علم اصول الفقہ" اور حسن احمد خطیب کی کتاب "فقہ الاسلام" اور عمر بن عبداللہ کی "سلم الوصول لعلم الاصول" اور علی حسب اللہ کی "التشريع الاسلامی" اور شیخ محمد ابو زہرہ کی "اصول الفقہ" اور محمد سعید رمضان البوطی کی "ضوابط الفصاحة فی الشریعة الاسلامیة" اور ڈاکٹر وحید الزحلی کی "نظریة الضرورة الشرعیة" اور مصطفیٰ احمد الزرقا کی "المداخل" خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ لبنان کے مشہور عالم اور قانون دان ججی المحصانی نے بھی بڑا کام کیا ہے۔ "فلسفة التشريع فی الاسلام" "مقدمہ فی احیاء علوم الشرعیة" اور "الاصحاح التشريعیة فی الدول العربیة" المحصانی کی عمدہ کوششوں کا ثمر ہیں۔

(مسائل میں سے سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے انکی چیز کے بارے میں سوال کیا جو وہ نہیں کی گئی تھی لیکن اس کے سوال کرنے کے باعث حرام گردی گئی)

اسی طرح صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے :

”ما يلهيكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافتوا به ما استطعتم فانما اهلك الدين من قبلكم كثرة مسائلهم واختلافهم على النبي“۔

(جس کام سے میں تم کو روک رہا ہوں اس سے اجتناب کرو اور جس کام کا تم کو حکم دیا ہوں اس کو اپنی استطاعت کے مطابق کرو لیکن تم سے پہلے لوگ تجربات میں کرتے رہے اور اپنے انبیاء و جہیم الزام سے اختلاف کرنے کی جہ سے بڑک ہو گئے)۔

شادی اللہ (حتیٰ ۶۷۱ھ) نے اس صورت حال کو ان الفاظ میں بیان فرمایا :

”اعلم ان رسول الله ﷺ لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدونا، ولم يكن البحث في الاحكام يومئذ مثل بحث هو لاء الفقهاء حيث يسبون بالقصى جهدهم الاركان والشروط والاداب كل شئ مستثرا عن الآخر بدليله. ويفرضون الصور من صانعهم، وينكلمون على تلك الصور المفروضة. ويحدون ما قبل الحد. ويحضررون ما قبل الحضر، الى غير ذالك. اما رسول الله عليه وسلم فكان يتوخا فيرى صحابه وجوه فيها خلون به من غير ان بين هذا ركن وذلك اذبه. وكان يصلي فيرون صلاته فيصلون كما راوه يصلي وحي فرمى الناس حجة فقلعوا كما فعل. وهذا كان غالب حاله ﷺ ولم يكن ان فروض الوضوء ستة او اربعة ولم يفرض انه يحتمل ان يتوضا انسان بغير موالاة حتى يحكم عليه بالصحة والقصد الا ما شاء الله. وقلنا كانوا يسألونه عن هذه الاشياء. عن ابن عباس قال: ما رأيت قوما كانوا خيرا من اصحاب رسول الله ﷺ ما سألوه الا عن ثلاث عشرة مسألة حتى قبض كلهم في القبر، منهن: يسألونك عن الشهر الحرام قتال فيه، ويسألونك عن المحيض، قال: ما كانوا يسألون الا عسا يستفهم قال ابن عمر رضي الله عنه: لا تسأل عظاما يكن فاني سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يلعن من سأل عظاما يكن قال القاسم: انكم تسألون عن اشياء ما كنتم تسأل عنها. وتقرؤون عن اشياء ما كنتم تسأل عنها، وتقرؤون عن اشياء ما كنتم تسأل عنها، وتسالون عن اشياء ما تدري ما هي، ولو علمنا هاما حل لنا ان نكتبها عن عمر بن امحاطي قال: لم ادرت من اصحاب رسول الله ﷺ ممن سئلي منهم، فلما رايت قوما يامر بسيرة ولا اقل تشديدا منهم وعن عيادة بن نسي الكندي: سئل عن امرأة ماتت مع قوم لبس لياولي فقال: ادرت اقواما ما كانوا يشددون تشديدهم ولم يسألون مسائلهم اخرج هذه الآثار للدارمي. وكان رسول الله ﷺ يستغني الناس في المواقف فيبغتهم، وترفع اليه القضايا فيقتضي فيها، ويرى الناس يفعلون معروفا فيمدحه، او منكرا

تو اس طرح بنیادی مسائل میں وہ جس طرح سرکارِ دو عالم ﷺ کو قائل کرتے دیکھتے تھے اسی طرح کرتے جزئیات و فروعات پر بحث کرنے اور زیادہ تحقیق و تدقیق کی ان کو فرصت اور ضرورت نہیں تھی کیونکہ ان کے سامنے جہاد اور دیگر مہمات عظیمہ کی وجہ سے بچہ در بچہ مسائل رہتے جس میں ان کی زندگی کے بیشتر اوقات صرف ہوتے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ احکام شریعہ ایک دفعہ میں ہی نازل نہیں ہوئے اور قواعد اصول فقہ بھی منزل من اللہ ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن سے اس اصول کا علم حاصل ہوا کہ متاخر حقدّم کو مشورع کر دیتا ہے اور مطلق کو مقید پر محمول کرنا مثلاً "عقلی رقیبہ" اور "پھر" و "قیبہ منوہ" وغیرہ اور یہ کہ جب منفعت مضرت پر غالب ہو تو منفعت پر عمل ہو گا وغیرہ۔

نکدہ میں تو صرف مقیدہ اور حریت مقیدہ کی تعلیمات اور ان کی توضیح تھی جبکہ مدینہ میں قواعد تشریح کی وضاحت کی گئی کہ میں لوگ کانوں میں اعلیٰاں والے لیتے بات سننا ہی ان کو گوارا نہیں تھی اس لئے وہاں صرف تو حید و نماز والی آیات نازل ہوئیں قصص کہ وہ سنیں۔ مگر قواعد اور نظام مدینہ میں ترتیب پائے مگر ان کا نام اصول فقہ نہیں رکھا گیا تھا۔

مضرت منفعت پر غالب ہونے کی وجہ سے شراب کی تدریجی حرمت :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

"وَمِن لِّمَنَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ فَتَحْنُوْنَ مِنْهُ سَكَرٌ وَهُوَ حَسَنٌ" (اور ہم تمہیں پلاتے ہیں) انجور اور انگور کے پھلوں سے تم اس سے میلاؤں اور پاک، باریق بناتے ہو۔

پھر ارشاد فرمایا :

"فَبِمَا أَثِمَ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ" ۱

(ان دونوں (شراب، جوئے) میں بڑا گنہگار ہے اور کچھ فائدہ بھی ہیں لوگوں کے لئے)

پھر ارشاد فرمایا :

"لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ" ۲

(اے ایمان والو! قریب جاؤ نماز کے جب کہ تم شرابی حالت میں ہو)

اور پھر آخر میں ارشاد فرمایا :

"إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ" ۳ (اللہ)

(یہ شراب اور جوئے اور رت اور جوئے کے تحریب پاک ہیں شیطان کی کارستانی ہیں کہ)

امام ابو جعفر احمد الطبری نے اپنی کتاب "الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ" میں ان آیات کے شان نزول سے متعلق جو بیان کیا ہے اس سے شراب شرکی تدریجی حرمت کی کیفیت زیادہ واضح ہو جاتی ہے وہ فرماتے ہیں :

"ان عمر کسان حریصا علی تحریم الخمر فکان یقول : اللهم بین لنا فی الخمر فانیها نذهب المسال والعقل، فقولہ تعالیٰ : (یسألونک عن الخمر والمیسر) الایۃ، فدعا رسول اللہ ﷺ ففعل ما علیہ فلم یبر فیہا بیانا فقال : اللهم بین لنا فی الخمر بیانا نشافیاء، فنزل :

(یٰہایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سکرانی) الایہ ، قا، عا رسول اللہ ﷺ عمر قتلاھا علیہ السلام یسقیہا بئانا ثم قال : اللهم بین لنا فی الخمر بئانا شفاء، فنزل : یتوب الذین امنوا انما الخمر والمیسر الایہ، فذاعزل رسول اللہ ﷺ عمر قتلاھا علیہ قتال عمر حداد فلما : انبیہا حد

(حضرت عمرؓ پر اللہ تعالیٰ نے خمر کے شہوت سے حمل ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ شراب کے سلسلہ میں کچھ نہ کرنا چاہیے اور عقل یقین کو روک دیتی ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان "یسالونک عن الخمر والمیسر" کی یہ نزول ہو، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور اس آیت کی ان کے سامنے تلاوت کی مگر حضرت عمرؓ کو کئی عین ہوئی اور فرماتے گئے : اے اللہ تبارک نے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرماتو اس پر آیت "یٰہایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سکرانی" کا نزول ہو، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلا کر یہ آیت سنائی تو ان کو کئی عین ہوئی اور فرماتے گئے اے اللہ تبارک نے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرماتو اس پر آیت "انما الخمر والمیسر" الایہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلا کر یہ آیت سنائی تو انہوں نے فرمایا : بس اب یہ بیان ہمارے لئے کافی ہے)

قرآن کریم کے مطلق کو سرکارِ دو عالم ﷺ نے متبید فرمایا :

پدمر واد غورت کے بارے میں جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا : "والسارق والسارقة فاقطعوا یدیهما" اس آیت مبارکہ میں لفظ "ید" مطلق ہے جس کا اطلاق آنکھوں کے چوڑے سے بازو تک ہوتا ہے جیسے سورۃ یوسف میں صرف آنکھیاں کاٹ لینے پر فرمایا گیا : "وقطعن یدیهما" (اور ان گورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے) اور سورۃ مائدہ میں فرمایا : "واحد یدکم الی المرأی" اس میں گنہگار تک ہر ہاتھ کا اطلاق کیا گیا شاید سائل نے آیت سرقہ میں مطلق حکم کو دیکھ کر اطلاق یہ کے وقت استفسار کیا ہوگا کہ وہ کہاں سے قطع کرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارق کا ہاتھ گھٹوں سے کاٹنے کا حکم بیان کر کے قرآن کے مطلق کو مقید فرمادیا یعنی میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ :

"ان کان یقطع السارق من المفضل" ۱

(آپ ﷺ پر ہاتھ گھٹوں سے کاٹتے تھے)

آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ نے بھی اس تکفید پر عمل کیا تاہم نے ان عمر سے روایت کیا کہ :

"ان النبی ﷺ وابابکر وعمر وعثمان کانوا یقطعون السارق من المفضل" ۲

(حضور ﷺ اور ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ پر ہاتھ گھٹوں سے کاٹتے تھے)

اسی طرح آیت سرقہ میں واقع لفظ "قطع" کا اطلاق ہاتھ زخمی کر لینے پر بھی ہوتا ہے جیسے "وقطعن یدیهما" کی اضاہت میں گزرا میں جب بھی کہ بعض دوسرے مذاہب میں چور کے ہاتھ کو کاٹ کر الگ نہیں کیا چاہتا تھا بلکہ قبضہ پر

۱۔ فیماثل النسخۃ فی مطالب العشرۃ، ابو جعفر احمد المحب الطبری (۳۹۹) بہت دیر کا مکتب اعلیٰ شہد

۲۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶

۳۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۴۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۵۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۶۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۷۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۸۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۹۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۱۰۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۱۱۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۱۲۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۱۳۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۱۴۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۱۵۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۱۶۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۱۷۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۱۸۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۱۹۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۲۰۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۲۱۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۲۲۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۲۳۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۲۴۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۲۵۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۲۶۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۲۷۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۲۸۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۲۹۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۳۰۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۳۱۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۳۲۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۳۳۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۳۴۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۳۵۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۳۶۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۳۷۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۳۸۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۳۹۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۴۰۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۴۱۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۴۲۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۴۳۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۴۴۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۴۵۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۴۶۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۴۷۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۴۸۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۴۹۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۵۰۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۵۱۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۵۲۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۵۳۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۵۴۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۵۵۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۵۶۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۵۷۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۵۸۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۵۹۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۶۰۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۶۱۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۶۲۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۶۳۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۶۴۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۶۵۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۶۶۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۶۷۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۶۸۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۶۹۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۷۰۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۷۱۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۷۲۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۷۳۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۷۴۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۷۵۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۷۶۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۷۷۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۷۸۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۷۹۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۸۰۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۸۱۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۸۲۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۸۳۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۸۴۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۸۵۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۸۶۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۸۷۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۸۸۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۸۹۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۹۰۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۹۱۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۹۲۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۹۳۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۹۴۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۹۵۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۹۶۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۹۷۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۹۸۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۹۹۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶
۱۰۰۔ المائدہ : ۳۸ صحیح مسند : ۳۶ صحیح المائدہ : ۶

ایک چیز انگادیا کرتے تھے اور اسی لئے قاضی کی عدالت میں جب کوئی گواہی دیتا تو وہ اپنی قسم کھاتا تاکہ جبر دیکھنے سے کہ یہ سزا یافتہ تو نہیں ہے آپ ﷺ نے سارق کا ہاتھ گتھوں سے بانگں جدا کر کے اس لفظ قطع میں پائے جانے والے دوسرے اطلاقات کو ختم کر دیا۔

قرآنی احکام میں عموم کی تخصیص :

جہاں سرور دو عالم ﷺ نے عمومی احکام میں تخصیص یا استثناء کر دیا ان کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں :

- ۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صرف حالت جنگ میں نماز قصر کرنے کی اجازت دی ارشاد بانی ہے "فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة ان عظم ان یفککم الذین یخفوا" (اگر تم کفار کے حملے کے خوف کی وجہ سے نماز قصر کر لو تو کوئی حرج نہیں) لیکن آپ ﷺ نے ہر سفر شرعی میں قصر کو واجب کر دیا خواہ حالت امن ہو یا جنگ۔
- ۲۔ قرآن مجید یعنی ازواج اور چچا کے لئے ترکہ سے معین حصص کے ساتھ میراث کی ادائیگی کو فرض قرار دیا لیکن آپ نے اپنے ترکہ میں ورثہ کو حصص دینے سے منع فرمایا۔
- ۳۔ قرآن نے ہر نماز کے لئے الگ الگ وقت معین کئے ہیں ارشاد بانی ہے: "ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتبھا موبقوتا" (ہر نماز) (الگ الگ) وقت معین میں فرض کی گئی ہے) لیکن آپ ﷺ نے صبح و عشاء میں تکبیر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں جمع کرنا فرض کیا۔
- ۴۔ قرآن کریم نے دوسروں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی لازم کی ہے۔ ارشاد ہوا: "استشهدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکنوا رجلین فحیل واحد" (دوسروں کو گواہ بنانا تو ایک مرد اور دو عورتوں کو) لیکن آپ ﷺ نے خیریت سے ثابت کی اکیلی گواہی کو کافی قرار دیا۔
- ۵۔ قرآن کریم نے ہر مسلمان مرد کو اپنی پسند کی چار عورتوں سے شادی کی اجازت دی اور فرمایا: "فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع" (مگر آپ نے حیات فاطمہ میں حضرت علی کو ابو جہل کی بیوی کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا اور یہ یہ بتائی کہ: "واللہ لا یجتمع بنت رسول اللہ و بنت عدوہ مکنا و احدا بعدا" (وانکہ رسول اللہ کی بیوی اور اللہ کے دشمن کی بیوی کا کبھی ایک مکان میں ایک ساتھ نہ اجتماع نہیں ہو سکتا)۔

۱۔ ارشاد: ۱۰۱۔ صحیح مسلم امام مسلم کتاب صلوة المسافرین والقصر والجماع

صحیح بخاری امام بخاری کتاب الجہاد باب فروع الخمس۔ صحیح النساء: ۱۰۳

صحیح بخاری امام بخاری کتاب النکاح باب الجمع بین الصلوات بعرفة۔ صحیح البقرة: ۲۸۴

صحیح سنن ابی داؤد امام ابی داؤد سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب اذا طلم الحاکم صدق حواہ الامام بخاری و ابن القیم

صحیح سنن ابی داؤد امام ابی داؤد کتاب النکاح باب انکر وہان مجمع معین من النساء۔ صحیح سنن ابی داؤد: ۳۳

- ۶۔ قرآن کریم نے مسوئیتیں پیروں کے حصے کو فرض قرار دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے: "یا ایہا الذین امنوا اذا قسّم الی الصلوٰۃ فاعملوا وجہکم وابدیکم الی المراتق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین" لیکن حدیث نے پیروں کے حصے کی جگہ سوزوں پر مسح کو بھی جائز قرار دیا۔
- ۷۔ قرآن کریم نے حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونے سے باعوم منع فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ولا جبا الا عابری سبل حتی تغسلوا" لیکن حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ملازمہ حضرت علیؓ کو بھی حالت جنابت میں مسجد میں داخلگی کی اجازت دی اور حضرت علیؓ سے فرمایا: "یسا علیؓ لا یحجل لا حد ان یحجب لی هذا المسجد غیر ی وغیرک"۔
- بعض عمومی احکام میں تخصیص کی احادیث صحیحہ سے مثالیں:
 - ۱۔ میت پر نوحہ کرنا منع ہے لیکن جب حضرت ام عطیہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ زمانہ جاہلیت میں آل فلان نے نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی اب میرے لئے ان پر نوحہ کرنا ضروری ہے تو آپ ﷺ نے ان کو ان کے لئے نوحہ کرنے کی اجازت دے دی۔
 - ۲۔ چھ ماہ کے بکرے کی قربانی باعوم جائز نہیں لیکن آپ نے حضرت ابو ہریرہ بن نیازؓ کو چھ ماہ کے بکرے کی قربانی کی اجازت دے دی۔
 - ۳۔ مسجد نبویؐ میں کسی کے گھر کے (چھوٹے) دروازے کی اجازت نہیں لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ کو دروازہ رکھنے کی اجازت دے دی۔
 - ۴۔ حرم مکہ کے درختوں کو کاٹنا باعوم منع ہے لیکن حضرت ابن عباسؓ کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے کاٹنے کی اجازت دے دی۔
 - ۵۔ ہر عورت کے شوہر کی وفات کے بعد چار ماہ وں دن سوگ کرنا لازم ہے لیکن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت عیس پر یہ سوگ معاف فرمایا۔
 - ۶۔ میرٹھ کی کام از کم دس درہم از قبیل مال ہونا ضروری ہے لیکن ایک صحابی کی ناداری کی وجہ سے صرف تعلیم قرآن کو میر قرار دیا۔

۱۔ المائدہ: ۶۔ ح۔ گنگوٹری۔ امام بخاری، کتاب الوضوء، باب المسح علی العقبین ۳ النساء: ۳۳

۲۔ جامع ترمذی، ابواب فی تفسیر سورہ متفی ۲۷۹، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب

۳۔ مسند امام احمد بن حنبل ۸۵/۵، بیروت، کتاب اسلامی ۱۳۹۸ھ، مجمع مسلم، کتاب الجنائز

۴۔ گنگوٹری، امام بخاری، کتاب الاحادیث، باب قول النبی لابی ہریرۃ صحیح بالحدیث من المعروفین دجوزی عن احمد بعدک

۵۔ گنگوٹری، امام بخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی صلوٰۃ الامواب الی باب ابی بکر

۶۔ گنگوٹری، کتاب العلم، باب کتابہ العلم ۹ شرح الترمذی فی الامور، علامہ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۴۳ھ ۱۳۵۱/۵

۷۔ سنن ابی داؤد، امام داؤد، کتاب النکاح، باب فی التزووج علی العمل بعمل

- ۷۔ ایک صحابی و صحابیہ کا باہمی رضامندی سے بغیر کسی مہر کے نکاح فرمادیا۔^۱
 - ۸۔ روزہ کے کفار کو مصدق کرنا واجب ہے لیکن ایک صحابی کے لئے ناداری کی وجہ سے روزہ کے کفار کو خود آئینہ کے لئے کھانا جائز کر دیا۔^۲
 - ۹۔ دو سال کی عمر کے بعد دودھ پینے سے باہم رشتہ رخصت ثابت نہیں ہوتا لیکن حضرت سالم کو بلوغت کے بعد جوانی میں سہلہ بنت سہیل نامی ایک صحابیہ کا دودھ پینے کی اجازت دے دی اور حضرت سہلہ کو ان کی رضائی ماں بنادیا۔^۳
 - ۱۰۔ مردوں کے لئے ریشم باہم حرام فرمایا لیکن حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن کو خارش کی بنا پر ریشم پہننے کی اجازت دی۔^۴
 - ۱۱۔ مردوں کے لئے سونا باہم حرام کر دیا لیکن حضرت براء بن عازب کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت دی۔^۵
 - ۱۲۔ بغیر جہاد کے کسی کو مال غنیمت سے حصہ نہیں ملتا لیکن حضرت عثمان کو حضرت رقیہ (آپ ﷺ کی صاحبزادی) کی حاراداری میں مشغول رہنے کی بناء پر غزوہ بدر میں شرکت کے بغیر مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔^۶
 - ۱۳۔ قاضی کے لئے تمنا تک لینا باہم جائز نہیں لیکن حضرت معاذ بن جبل کو تمنا تک لینے کی اجازت دیدی۔^۷
 - ۱۴۔ ری جمرات کے دوران غنی میں رات گزارنا ضروری ہے لیکن جو عباس، ابوہاشم کے ذمہ مہزم کا پانی پلانے کی خدمات تھیں اس لئے آپ نے انہیں ان ایام میں رات کو نئی سے پانے کی اجازت دے دی۔^۸
 - ۱۵۔ نکاح کے لئے کم از کم دس درہم ضروری ہے لیکن حضرت ام سلمہ کے لئے صرف ابطحہ کے اسلام کو میر قرار دیا۔^۹
- انغرض یہ کہ یہ شمار مثالیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ عہد میں تخصیص کا برس مجدد رسالت مآب ﷺ سے ملتا ہے اور ان کے پیچھے کچھ نہ کچھ اصول کا فرماتے جس سے دین کی جاہلیت و مستی میں پائی جانے والی چسکا اور مزاج کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ رسالت مآب ﷺ کی قانون ساز شخصیت ہونے کے حوالے سے فقہاء کرام کے چہرہ اقبال مندرجہ ذیل ہیں۔

علامہ شعرانی شافعی (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں :

”إن للشارع أن يبيح ما شاء لقوم ويحرمه على قوم آخرين“^{۱۰}

(شارع ﷺ کے لئے یہ جائز ہے کہ کچھ لوگوں کے لئے کسی چیز کو جائز کر دے اور دوسروں پر وہ چیز حرام فرما دے)۔

۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی الفروج علی العمل بعمل

جج مجتہد امام بخاری، کتاب النکاح، باب الذی فی رمضان ولم یکن له شئ لتصلق علیہ فلیکفر

جج مجتہد امام مسلم، کتاب النکاح، باب الذی فی رمضان ولم یکن له شئ لتصلق علیہ فلیکفر

جج اصناف، باب الذی فی رمضان ولم یکن له شئ لتصلق علیہ فلیکفر

جج مجتہد امام بخاری، کتاب النکاح، باب الذی فی رمضان ولم یکن له شئ لتصلق علیہ فلیکفر

جج شرح الزہد فی فی السنن، باب الذی فی رمضان ولم یکن له شئ لتصلق علیہ فلیکفر

جج حوالہ سابق، باب الذی فی رمضان ولم یکن له شئ لتصلق علیہ فلیکفر

علامہ نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں :

”للشارع عليه السلام أن يخص من العموم ما شاء“^۱

(شارع علیہ السلام کے لئے چاہئے کہ عمومی احکام میں جس چیز کو چاہیں خاص فرمائیں)۔

علامہ دمشقی مالکی (متوفی ۸۲۸ھ) اور علامہ ستوبی (متوفی ۸۹۵ھ) نے بھی امام نووی کے اس قول کو نقل کر کے اس پر اہتمام کیا ہے۔^۲

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (متوفی ۸۲۵ھ) فرماتے ہیں :

”إن المرجع في الأحكام النافذة على النبي صلى الله عليه وسلم وإنه قد يخص بعضه ببعض ويمنع غيره منه ولو كان بغير علم“^۳

(احکام کو جو جواری کی ذات مقدسہ کی طرف ہوتا ہے۔ بعض اوقات آپؐ امت کے بعض افراد کو کسی حکم کے ساتھ خاص کر لیتے ہیں اور دوسروں کو اس حکم سے منع فرما دیتے ہیں غلو و غرور نہ ہو)۔

لابی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۳ھ) فرماتے ہیں :

”عد المتنا من خصائصه عليه الصلوة والسلام انه يخص من شاء بما شاء“^۴

(متنا کے لئے رسول اللہ کے خصائص میں سے اس چیز کو شمار کیا جائے کہ آپؐ جس شخص کو چاہیں جس حکم کے ساتھ خاص فرمائیں)۔

علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں :

”إن النبي مقرر في شرح الأحكام“^۵

(نبی ﷺ کی طرف احکام کی شریعت پر کرنی پڑتی ہے)۔

نواب صدیق حسن بھوپالی (متوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں :

”وملعب بعضه أنت كذا احكام مفوض بغير صلى الله عليه وسلم هرجه خواهد و بركة خواهد حلال وحرام مجرد اند... وبعضه موقوف بما جنته تحت واول اصح واظهر است“^۶

۱۔ شرح مسلم علامہ سبکی بن شرف نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ) ۳/۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹

(انہیں کاغذ پر پتے کے ساتھ حضور ﷺ کے پیرو ہیں جو چاہیں اور جس پر چاہیں حلال و حرام فرما دیں۔۔۔)
 بیٹیں کہتے ہیں کہ آپ رہتا رہتے کہتے تھے پہلے وہ جب زیادہ بگ اور زیادہ ظاہر ہے۔

نقباء کے ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ احکام شریعت کو بیان کرنا ان کو مقرر کرنا ان کی تعمیل و تقریر اور
 عموماً شریعہ میں احکام اور فرائض کی تفصیل کرنا بھی منصب نبوت میں داخل تھا۔

اسلامی قانون کا شعوری ارتقاء :

کسی بھی قسم کی تنظیم سے پہلے یہاں یہ جان لینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی اسلامی قانون کے
 حوالے سے بات کی جاتی ہے تو تصور یہ بھرتا ہے کہ شاید اسلام کی آمد کے ساتھ ہی عرب معاشرہ کے سادہ سہل و سادہ
 اور ان کے مرد و خواتین پر صرف اس لئے پابندی لگادی گئی کہ وہ قبل از اسلام کے تھے۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے
 اس کی وضاحت میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی قانون کے دو ارتقاء کی مراحل تھے قبل از بعثت اور بعد از بعثت پہلا مرحلہ
 غیر شعوری تھا جبکہ بعد از بعثت کا مرحلہ شعوری تھا اور یہ سوال کہ جب اسلام ہی نہیں تھا تو اسلامی قانون کی بات کیسے ممکن
 ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی نیا قانونی نظام کسی معاشرہ میں ایک دم نہیں آجاتا بلکہ اس سوسائٹی کا پہلے سے جو قانون
 و رواج ہوتا ہے اس کو بنیاد بنا کر تدریجاً نئے قوانین سازی کی جاتی ہے اس کی ابھی باتوں کو اپنایا جاتا ہے۔ غراب کو یا تو بالکل ختم کر دیا
 جاتا ہے یا ان میں ترمیم کر کے کچھ کی دیکھتی کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے۔ یہ ایک فطری بات ہے۔ اسلام نے بھی اپنی
 آمد کے بعد یہی کیا۔ قبل از اسلام کے ان رائج قوانین کو جو اسلامی روح (Spirit) کے خلاف و متصادم نہ تھے ان کو قبول
 کیا اور جو اسلامی روح کے خلاف تھے ان کو یا تو بالکل سرے سے ختم کر دیا یا انہیں کچھ ترمیم و اصلاح کے بعد کی دیکھتی
 کے ساتھ قبول کیا۔ اپنے اس موقف کی حمایت میں اشارۃً چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

چند کے ساتھ کائنات کی سزا کو اسلام نے باقی رکھا اور اس کی توثیق میں آیت "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا
 اَيْدِيَهُمَا" نازل ہوئی۔ "الْبَيْتَةُ عَلَى الْمَذْهَبِ الْحَنِيفِ عَلَى مَن الْكُفْرُ" کے قاعدے کو تسلیم کرتے ہوئے باقی رکھا۔
 خطیم میں اسی کی قسم کھانے کے عمل کو پائی رکھا جو آج تک ہوتا ہے۔ اونی قبیلہ اگر اعلیٰ قبیلہ کا کوئی شخص مار دیتا تو اس کے
 بدلے میں دو افراد قصاص میں مل کر کرتے اسلام نے اس کی اصلاح کی اور فرمایا۔ "ان النفس بالنفس" (ایک جان
 کے بدلے میں ایک جان) اسی طرح قاتل کے بدلے قصاص میں قاتل قبیلہ کے کسی بھی فرد مثلاً اس کے بھائی وغیرہ کو مل
 کر دیا جاتا تھا اسلام نے اس میں یہ اصلاح کر دی کہ "وَلَا تَزِدُوا زَادًا وَزُدًا عَوْنًا" اس کا مطلب ہے کہ کوئی کسی کا
 بوجھ نہیں اٹھائے گا یعنی ہر شخص اپنے کئے کا خود ذمہ دار ہے۔

قبل از اسلام ہر شخص چاہے ادا کا مالک نہیں بن سکتا تھا مگر اسلام نے ہر شخص کے لئے ملکیت کو ثابت کیا۔ ورنہ
 کا تصور تھا جن چیزوں اور بچوں کو اس حق سے محروم رکھا جاتا تھا اسلام نے سب کے حصے مقرر کر دیئے۔ وصیت کے
 ذریعے ساری جائیداد کسی کو بھی دینے کا اختیار تھا مگر اسلام نے اس کو محدود کر دیا اور صرف ۱/۳ تک کے لئے اس کو
 درست قرار دیا اور یہ بھی کہ دیا کہ وراثت کے حق میں وصیت نہیں یعنی دو بلا وصیت اپنے اپنے حصوں کے حقدار ہیں،
 وراثت کی صورت میں مہر و انہیں کرتے اسلام نے اس کو مہر کی ادائیگی کے فرض کے ساتھ جائز سمجھا۔

خرید و فروخت کی بعض صورتیں جنہیں اسلام نے باقی رکھا۔ بیع مقایضہ (BARTER SYSTEM) اور بیع صرف (EXCHANGE OF MONEY) وغیرہ کو باقی تسلیم کیا۔ بیع مسلم جو بیع کی اسلام میں ایک استثنائی صورت ہے قبل از اسلام عرب معاشرہ میں رائج تھی۔ اسلام نے اس کو باقی رکھا۔ بیع مسلم کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ عام قاعدہ کے مطابق معدوم کی بیع ناجائز ہوتی ہے لیکن بعض معاملات مثلاً جو تیار بنانے، فرنیچر بنانے وغیرہ میں اس کی اجازت ہے کہ چیز موجود نہیں اور دیکھی بھی نہیں مگر اس کی قیمت مقرر کر لینا اور پھر خرید و فروخت کر دینا۔

تو اس طرح ان چند مثالوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے اس وقت کے مرہبہ قوانین و رسم و رواج کو صرف اس لئے کہ وہ پہلے کے تھے مسترد نہیں کیا بلکہ ان کو اصولوں کی کسوٹی میں پرکھا اور جانچا ان میں سے جو اسلامی روح سے متصادم و متضاد تھے ان کو مسترد کیا جو اس کے موافق تھے ان کو قبول کیا گئیں ترسیم و اصلاح کے بعد ان کو قبول کیا۔ ان سب باتوں سے اسلام کے مزاج کا اندازہ ہوتا ہے کہ ہر شئی ایک نظام و اصول سے مربوط ہے۔

دینی دور میں قانون سازی : حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد سے اسلامی قانون سازی کے ایک شعوری ارتقاء کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے اور اس کا باقاعدہ آغاز مکہ مکرمہ سے مدینہ المنورہ ہجرت کے سفر سے ہوتا ہے۔ ۱۱۲۳ھ میں جب مدینہ المنورہ کو پہلی اسلامی ریاست بننے کا شرف حاصل ہو گیا تو یہیں اسلامی قانون کی بنیاد پڑی۔ قانونی مسائل سے متعلق آیات کا نزول ہوا اور اس زمانہ کی احادیث مبارکہ سے قانونی مسائل کا احاطہ ہوتا ہے۔ جب بھی سوالات ہوتے تو اس کی ایک صورت یہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بواسطہ جبریل آپ کو تعلیم مل جاتی مثلاً "یسنلونک عن النعمر، یسنلونک عن الیصامی" وغیرہ اور جن کے سوالات نہیں کئے۔ مثلاً "فحلور کھا" "را ان کے بھی جوابات دیجے۔ جبریل امین نے اسی لئے آپ ﷺ کے ساتھ دوسرے قرآن کا دور بھی کیا۔

اصول فقہ کے ضوابط اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بواسطہ جبریل تعلیم فرمائے اور پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ ضوابط تعلیم فرمادیے اور پھر ان سے منتقل ہوتے ہوئے سلسلہ بہ سلسلہ ہم تک پہنچے۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام سارا دن تو آپ ﷺ کے پاس نہیں بیٹھے رہتے تھے اور بعض بہت دور دراز سے آ کر مسلمان ہوتے تو آپ ﷺ ان کو ضوابط و قواعد و اصول تعلیم فرمادیا کرتے جن کی مدد سے دور نہمانی حاصل کرتے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اجتہاد کی اجازت عطا فرمائی اور آپ ﷺ سے اجتہاد کا وقوع بھی ہوا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی اجازت دی اور آپ کی حیات مبارکہ میں صحابہ کرام نے اجتہاد کیا ان کے اجتہاد کے روئیدار آپ ﷺ کے سامنے پیش بھی ہو گئے آپ نے ان کو نثار پرند بھی کیا اور اجتہاد و بغیرہ الاجتہاد یعنی اصول کے نہیں ہو سکا امام غزالی شافعی (متوفی ۵۰۵ھ) نے اپنی کتاب "المستحول" میں فرمایا۔ "ولا یلزم من اصول الفقہ فلا استقلال للفظ دولہ" (اور اصول فقہ کا جانا ضروری ہے کہ بغیر اس کے اجتہاد ممکن نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو اجتہاد کی اجازت عطا ہوئی :

اہل علم کے نزدیک یہی راجح ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اجتہاد کی اجازت عطا ہوئی۔ اسی لئے بعض فقہاء میں آپ ﷺ نے اجتہاد فرمایا اور پھر اس سلسلہ کو صحابہ تک منتقل فرمایا۔ علامہ سہلی شافعی (متوفی ۶۱۶ھ) نے اسی سیاق میں فرمایا :

ملاہین حنفی (متوفی ۱۱۳۰ھ) نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا :

"انما وُقع هذه المصلحة منكم بسبب اجتهادكم ورايكم — وحكمه انه لا يعذب احدا بالعمل بالا اجتهد"۔^۱

(اس نے ﷺ) "یہ جو مصلحت تمہارا اجتہاد اور رائے کے سبب سے واقع ہوئی۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اجتہاد سے کام لیا گیا جس نے کسی کو کسی سزا اور عذاب سے بچا دیا ہے"۔

اس کے بعد ملاہین اس سے لفظ والے شروہ کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہتے ہیں :

"فعلهم من هذا جواز الاجتهاد فيكون حجة على منكري القياس"۔^۲

(اس سے اجتہاد کو جواز ثابت ہوتا ہے اور یہ بات منکرین قیاس کے لئے ایک واضح دلیل ہے)

اہم نسخی (متوفی ۱۰۷۰ھ) اس آیت کی تفسیر میں سیاق و سباق سے وضاحت کے بعد فرماتے ہیں :

"وليسنا ذكر من الاستشارة دلالة على جواز الاجتهاد فيكون حجة على منكري القياس"۔^۳

(اور اس آیت میں ہم مشاورت کا ذکر کیا ہے اجتہاد کے جواز پر دلالت کرتا ہے اور یہ بات منکرین قیاس کے لئے ثابت ہے)

اہم دیگر مفسر احمد الطبرسی نے اس واقعہ کو مختلف طرق سے بیان کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ :

"ولم يثبت الا حادثة دليل على انه ﷺ كان يحكم باجتهاده"۔^۴

(اور اس حادثة میں اس بات پر دلیل ہے کہ حضور ﷺ اپنے اجتہاد کے ذریعے سے فیصلے فرمایا کرتے تھے)

سید صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن مکہ کی شان بیان فرماتے ہوئے سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا :

"حرم الله مكة لم تحل لاحد قبلي ولا تحل لاحد بعدي احلت لي ساعة من نهار لا يحلني خلاها ولا يعصده شجرها ولا ينير صلبها ولا تقطع ثلثها الا للمعروف فقل العباس الا الاذخر لصاغتسا وقلوا ما قلنا الا الاذخر"۔^۵

(اللہ نے مکہ کی سرزمین پر دوسروں کے لیے جو مقام فرمایا ہے عجوت قبل اور بعد کسی کے لئے حلال نہیں میرے لئے اس شرف میں حلال کر دئی گئی کوئی اس کی زمین پر قبضہ نہ کرے اور نہ کوئی اس کے درخت کوٹنے اور نہ کوئی اس کے شجر کو برائے اور نہ کوئی اس کی پانی بیچے انھیں ترمیم کو اعلان کئے والا حضرت عباس سے عرض کیا : "اے اذخر کے نام پر رے چانوروں اور قبور کے لئے ہے تو آپ نے (فرمایا) شہنشاہ فرمایا)

۱۔ التمهيد للاجتهاد، ملاہین حنفی متوفی ۱۱۳۰ھ ص ۳۳۵ ج ۱ حوالہ سابق ص ۳۳۹

۲۔ التمهيد للاجتهاد، ملاہین حنفی متوفی ۱۱۳۰ھ ص ۳۳۹ ج ۱ حوالہ سابق ص ۳۳۹

۳۔ التمهيد للاجتهاد، ملاہین حنفی متوفی ۱۱۳۰ھ ص ۳۳۹ ج ۱ حوالہ سابق ص ۳۳۹

۴۔ التمهيد للاجتهاد، ملاہین حنفی متوفی ۱۱۳۰ھ ص ۳۳۹ ج ۱ حوالہ سابق ص ۳۳۹

۵۔ التمهيد للاجتهاد، ملاہین حنفی متوفی ۱۱۳۰ھ ص ۳۳۹ ج ۱ حوالہ سابق ص ۳۳۹

القصر فی اجتہادی، فطرب رسول اللہ علی صلیہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول ورسول اللہ
لما یوحی رسول اللہ -۱-

(اگر تیار نہ رہا ہوتا تو میں غالب مسلط ہوتا اس طرح قیضہ کر دیتے) حضرت معاذ نے عرض کیا اللہ کی کتاب ہے۔
منصورؑ نے ارشاد فرمایا اگر تمہیں کتاب اللہ میثاق تو عرض کیا پھر سنت رسول ہے۔ منصورؑ نے فرمایا اگر تمہیں سنت
رسول میں بھی نہ ملے تو عرض کیا یہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کمی نہیں اللہ رکھوں گا۔ رسول اللہؐ نے
ان کے بعد یہ دست اقدس بھیج دیا اور فرمایا اللہ کا حکم ہے جس نے اپنے رسول کے کلمہ کو اس چیز کی توفیق عطا فرمائی
جس سے اس کا رسول خوش ہے۔۲-

حدیث مبارکہ کی روشنی میں نکلنے والے نتائج :

پہلی دینی مسئلہ کا حل سب سے پہلے کتاب اللہ میں تلاش کیا جائے۔ اگر پوری صلاحیت سے تلاش کے باوجود
بھی کوئی حکم میسر نہ آ سکے تو پھر سنت رسول اللہؐ میں تلاش کیا جائے۔ اگر حل باوجود تلاش کے سنت رسول میں بھی نہ
سکے تو پھر کتاب و سنت کی روشنی میں اجتہاد کیا جائے۔ یہ الفاظ دیگر اجتہاد کی گنجائش صرف ان معاملات میں ہے جس میں
کتاب و سنت خاموش ہیں۔

حدیث معاذ میں سنت کے بعد اجماع کے ذکر نہ ہونے کی وجہ :

اس حدیث میں سنت کے بعد اجماع امت کا ذکر نہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں اجماع منقطع نہیں
ہو سکتا تھا۔ اجماع صرف اسی صورت میں نافذ قانون ہے جب نبی ﷺ موجود نہ ہوں۔

حدیث معاذ کے الفاظ " فان لم تجد " سے قرآن کے کافی ہونے پر استدلال اور اس کا جواب :

سرکارِ دو عالم ﷺ کے ارشاد " فان لم تجد " (اگر تم نہ پاؤ) سے قرآن وحدیث کے کافی ہونے پر استدلال کیا
درست نہیں۔ کیونکہ حدیث میں فان لم تکن (اگر نہ ہو) نہیں ہے اور قرآن میں اپنی کوشش کے باوجود کوئی حقیقی تلاش نہ
کر سکتے سے یہ ازمنہ نہیں آتا کہ قرآن میں نہیں ہے۔ " الیوم اکملت لکم دینکم والتمتع علیکم نعمتی " (آج میں نے تم پر دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں) آیت مبارکہ اس بارے میں واضح ہے کہ قرآن
کامل و کافی ہے۔ لیکن کوئی مسئلہ انسانی ذہن کسی وقت استنباط نہ کر سکے تو اجتہاد کرے اس کو قرآن کے مکمل ہونے سے
تعبیر نہیں کیا جاسکتا اور دوسری بات یہ ہے کہ " الیوم اکملت " اللہ والی آیت میں قرآن وحدیث واجتہاد متین
شامل ہیں کیونکہ قرآن میں ہے : " من یطع الرسول فقد اطاع اللہ " (جس نے رسول کی اطاعت کی اللہ
نے اللہ کی اطاعت کی اور رسول ﷺ کی تعمیم ہے کہ قرآن میں نہ ملے تو سنت رسول ﷺ میں تلاش کرو اور یہاں بھی نہ
مل سکے تو اجتہاد کرو)۔

(۲) اسی طرح خاتم الانبیاء نے ایک اور موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اسلوب تحقیق تعلیم فرمائے اور فرمایا :

”الحق بالكتاب والسنة اذا وجدتهما فان لم تجد الحكم فيهما اجتهدوا بهما“^(۱)
(بسیح قرآن و سنت میں کوئی حکم یا قانون کے مطابق کوئی دوسرا حکم یا قانون نہیں ملے تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو)

(۳) حضرت سعید بن مسیب ؓ سے مروی ہے کہ حضرت علی ؓ نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے دریافت کیا :

”الا مریزل بنالم یزول لہ القرآن ولم یضغ فیہ منک سنة قال: اجتمعوا لعالمین من المؤمنین فاجعلوا شوری بینکم ولا تقضوا فیہ برائی واحد“^(۲)

(اگر میں کوئی ایسا مسئلہ پیش کر دوں جس پر قرآن میں کوئی حکم نہ ہو نہ نبی آپ کی سنت معلوم ہو؟) تو فرمایا کریں! حضور ﷺ نے فرمایا ایسی حالت میں جہاں میں سے اہل علم کو کچھ حکم ان کے مابین مشابہت نہ ہو اور کسی ایک شخص کی ذاتی رائے پر فیصلہ نہ کرو)

(۴) صحیح مسلم و ابن ماجہ و غیرہ میں عمرہ ابن احماص سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

”اذا حکم الحاكم فاجتهد ثم اصاب فله اجران ، واذا حکم فاجتهد ثم اخطأ فله اجر“^(۳)
(حاکم نے جب اجتہاد سے فیصلہ کیا اور درست کیا تو اس کو دو اجر ملے ہیں اور اگر غلط فیصلہ کیا تو ایک اجر ملتا ہے اور یہ فرمان آپ ﷺ اور بعد کے زمانے کے لئے عام ہے۔

(۵) صحیح مسلم میں ابو حیدر خدری ؓ سے روایت ہے کہ :

”قول اهل قريظة علي حكم سعد بن معاذ ، فارسل اليه ﷺ الى سعد فأتى علي حصار ، فلما دان من المسجد قال لا انفصال : فاموا الي سيدكم او خيركم ، فقال : هؤلاء نزلوا علي حكمكم فقال : فقلل مقاتليهم ونسي شرابيهم ، قال فقلت بحكم الله ، وربما قال بحكم الملك“^(۴)

(انقرضہ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ پر قاعدہ سے نکل آئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد کو بلوایا وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپ کے پاس دو مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے انصار سے کہا اپنے سردار یا اپنے اہل نفس و نفس کی طرف گھڑے ہو جاؤ پھر فرمایا : یہ لوگ تمہارے فیصلہ پر قاعدہ سے نکلے ہیں حضرت سعد بن معاذ نے کہا ان میں سے جو لوگ لڑائی کے قابل ہیں ان کو قتل کر دو جبکہ اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کر لینے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے اور ابھی کہا تم نے بادشاہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا)۔

۱۔ لفظ البحر فی الاسلام، مکتبہ اشاعت کتب الاسلام، ۱۳۶۵ھ، ۱۳۶۶ھ۔

۲۔ امام ابو یوسف ؒ میں سب العالمین ما بین عمر بنی مکی ص ۵۱ تا ۶۵، بیروت دار الفکر ۱۳۸۶ھ۔

۳۔ سنن ابن ماجہ و غیرہ، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، سنن ابی حاتم، باب الحاكم یجتهد فیصلہ الحق، صحیح مسلم،

نام صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسر، باب جواز القتل من تلک العہد وجواز قتل اهل الذم، علی حکم حاکم عدل لہل لحکم

۴۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسر، باب جواز القتل من تلک العہد وجواز قتل اهل الذم، علی حکم حاکم عدل لہل لحکم

(۶) غزوہ احزاب کے موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا :

" لا یصلین احد العصر الا لی ہنی لربطۃ "۔

(دو ربی قرطہ سے پہلے کوئی نماز عصر ادا نہ کرے)

اور راستے میں جب عصر کا وقت آگیا تو بعض صحابہ نے کہا کہ دیار ربی قرطہ سے پہلے نماز نہیں پڑھ سکتے اور یہ صحابہ نے کہا کہ ہم تو پڑھ لیں گے۔ آپ ﷺ کے سامنے جب اس کا ذکر آیا تو دونوں فریقوں میں سے کسی سے بھی آپ ﷺ نے باز پرس اور حجبہ نہ فرمائی۔

اس حدیث کی روشنی میں نکلنے والے نتائج :

اواخر عصر کے صحابہ کرام کے مختلف الگ الگ تھانے ایک فریق نے نماز لفظ اور باسلاط احکامات "عبادة الشمس" پر عمل کیا اور دوسرے فریق نے نفس کے مخصوص معنی کا استعمال کیا اور رسول کریم ﷺ نے دونوں کو درست قرار دیا جو بات کی دلیل سے کہ دونوں موقف صحیح ہیں اور خالص نفس پر عمل کے علاوہ مضبوط دلائل کے ساتھ معافی و مقاصد کا استنباط کرنا جاسکتا ہے بشرطیکہ صحیح علم اور مطلوبہ صلاحیت پائی جائے۔ فریق ثانی نے اس شخص سے یہ سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد صرف تیز رفتاری اور قیامت ہے اس لئے انہوں نے دیار ربی قرطہ چھپنے سے پہلے نماز عصر پڑھنے کو جب کہ وہ سب تاخیر نہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہیں سمجھا۔

شیخ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) اور شیخ ابن قیم (متوفی ۷۵۰ھ) نے لکھا کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ کس فریق کا عمل زیادہ صحیح اور بہتر تھا کسی نے کہا کہ افضل فریق وہ ہے جس نے راستہ ہی میں نماز پڑھ لی اور رسول کریم ﷺ کے اس حکم کی بجا آوری میں سبقت حاصل کر لی کہ نماز اپنے وقت پر پڑھو اور کسی نے کہا کہ افضل وہ ہے کہ جس نے دیار ربی قرطہ جلد چھپنے کے لئے نماز مؤخر کر دی۔

گھر ہماری رائے یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کسی فریق کے عمل پر اکتفا نہ کر سکتی تھیں فرمایا اور آپ ﷺ کے سامنے ہی دونوں کے صحیح ہونے کا فیصلہ بھی ہو گیا تو اس معاملہ میں زیادہ غور و خوض بحث و مباحثہ مناسب نہیں ہے۔

(۷) حضرت مجید القدری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا :

"خرج رجلان في سفر، فحضر الصلاة وليس معهما ماء، فليستما جعلاً طياً فصلياً، ثم وجدا الماء في الوقت، فاعادا احدهما الوضوء والصلاة، ولم يعد الآخر، ثم اتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر ذلك له، فقال للذي لم يعد: احسب السنة، اي الشريعة الواجبة. واجزئك صلاحك. ولال للذي توضا واعاد: لك الاجر مرتين."۔

عجیب القدری امام بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة البندقی، وھی لاحزاب

ح امام ابو یوسف امام حنفی متوفی ۱۵۰ھ (۳۴۱ھ) باعد حجاز، ج ۱، دار الفکر ۱۳۹۶ھ، رفع الامام عن ائمة الامام، ابن قیم، متوفی ۷۵۰ھ، ص ۲۵، مطبعہ السنۃ الحدیث ۱۳۷۸ھ

سے سنن ابی داؤد امام بخاری، کتاب الطہارۃ، باب المصوم بعد الماء بعد ما یصلی فی الوقت

(۹) حضرت عمر بن العاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا :

"احتلمت فی لیلة باردة فی غزوة ذات السلاسل فاشتفت ان اغسل فاهلك ثم صليت باصحابي الصبح فذكروا اذلك لرسول الله ﷺ فقال يا عمر وصليت باصحابك وانت جنب لما خبرته بالنسوة من الاغتسال وقلت اني سمعت الله يقول ولا تغفلوا انفسكم ان الله كان بكم رحيماً فغسلت رسول الله ﷺ ولم يغسل شيئاً"۔

(غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر ایک سردات میں مجھے احتلام ہوا اگر میں غسل کرتا تو پلاکت کا غلوہ قہاں لے لیتا مگر کے جماعت سے نماز پڑھ لی میرے ساتھیوں نے جب نیا کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ عمرو! حالت جنابت ہی میں تم نے جماعت سے نماز پڑھ لی میں نے صورت حال بیان کی اور یہ آیت پڑھی "ولا تغفلوا انفسكم ان الله كان بكم رحيماً" اور اپنی جانیں قتل نہ کرو یہ ظلم اللہ تم پر میرا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے نگاہ کچھ نہیں فرمایا۔

اس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے چونکہ حضرت عمر بن العاصؓ کا اجتہاد تو اللہ شریعہ پر مشتمل تھا اس لئے آپ ﷺ قصہ عجم میں بدل گیا۔

استنباط و استخراج مسائل کی صلاحیت رکھنے والے صحابہ اجتہاد کے اہل تھے :

یہاں یہ بات بیان کرنا مناسب ہے کہ اجتہاد اور اس کے نتائج کی عظمت و اہمیت کے پیش نظر صرف وہی صحابہ کرام یہ خدمات انجام دیتے جو اپنے اندر استنباط و استخراج مسائل کی مکمل صلاحیت پاتے بصورت دیگر جب کسی صحابی نے اس قسم کی فطری رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئی تو آپ نا پسند فرماتے اور اس کی اجازت نہ دیتے۔ مثلاً حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں :

"خرجنا في سفر فاصاب رجلاً منا حجر فشق في راسه ثم احتلم فسال اصحابه فقال اهل تجدون لي رخصة في التيمم قالوا ما تجدنا لك رخصة وانت تقدر على الماء فاغسل فمات فلما قدمنا على النبي ﷺ اخبر بذلك فقال قتلوه قتلهم الله الا سألوا، اذلم يعلموا فلانما شاء العبي السوال الما كان يكفيه ان يتيمم ويحصر على جرحه خرقه ثم مسح عليها وغسل مائة جسد"۔

(ہم لوگ ایک سفر میں تھے ہمارے ایک ہم سفر کے سر پر پتھر کا اور سر پر زخم ہوا پھر اس کو احتلام ہو گیا انہوں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا میں تیمم کر سکتا ہوں تو سب نے کہا کہ نہیں جب تم پانی پر قدرت رکھتے ہو تو تیمم کی رخصت نہیں یہ جواب سن کر انہوں نے غسل کر لیا جس سے ان کا انتقال ہو گیا اس کے بعد ہم جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور انہیں حادثہ کی خبر دی تو آپ نے فرمایا تم لوگوں نے اسے مار ڈالا۔ اللہ ہلاک کرے۔ تم جب جانتے تھیں تو کیوں نہ

یہ چلایا؟ لایحی و حیات کا علاج تو سوال ہی ہے اسے تجھ ہی کا کافی تھا۔ یا زخم پر ایک ٹکڑا لپیٹ کر اس پر مس کر لیتے اور بقیہ سارے بدن پر پانی ڈال لیتے۔

حدیث کی روشنی میں نکلنے والا نتیجہ : رسول اللہ ﷺ نے بغیر علم کے فتویٰ دینے والوں کی زبردستی فرمائی اور انہیں گویا اپنے بھائی کا قاتل سمجھا اور وضاحت سے بتلادیا کہ جس چیز کا علم نہ ہو اسے دریافت کر لینا ضروری ہے بغیر سمجھنے کے فتویٰ دینا اس کا عمل نہیں۔

مجدد رسالت میں اجتہاد کی تشریحی حیثیت :

کیا مجدد رسالت میں اجتہاد مصداق تشریح میں سے ایک مصدر تھا؟ یا وجود اجتہاد کا جواز اور آپ ﷺ سے اس کا وقوع ثابت ہونے کے اور صحابہ کو اس کی اجازت اور حیات طیبہ میں صحابہ سے اس کا وقوع ثابت ہونے کے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ حیات رسالت مآب میں یہ مصداق تشریح میں سے ایک اسماعی مصدر نہیں تھا۔ ہاں البتہ چند ایک مواقع پر حدود ما کیونکہ حضور ﷺ کا اجتہاد حق سے موافقت رکھتا تو وحی سے اس کی تائید نازل ہو جاتی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وحی اس معاملہ میں صحیح سمت کی طرف رہنمائی کر دیتی اور صحابہ کرام کے اجتہاد کا مرجع آپ ہوتے اور اللہ کی کتاب ہوتی۔

ان بحث سے مندرج چند باتیں نمایاں ہوئیں :

مجدد رسالت ﷺ میں مسلمانوں کا رجوع الی الکتاب والسنۃ تھا۔

آپ ﷺ کی وفات پر قرآن کریم محفوظ مکتوب تھا لیکن سنت محفوظ لا اور اس کا کچھ حصہ مکتوب تھا۔

صحابہ آپ ﷺ سے صرف وحی آنے والے سوالات کرتے تھے فرضی سوالات نہیں پوچھتے۔

مجدد رسالت ﷺ میں اجتہاد کو موائے چند ایک مقامات کے مصداق تشریح کا اسماعی مصدر ہونا شمار نہیں کر سکتے۔

اجتہاد کی اجازت تھی لیکن ان صحابہ کرام کو جن کو استنباط و استخراج کا لگہ تھا۔

مختلف طرح سے غور و فکر کے نتیجے میں صحابہ کے اجتہادات میں فرق پیدا ہو جاتا تھا۔

حضور ﷺ کی وفات کے موقع پر صحابہ میں اختلاف اور اس کا اجتہادی حل :

آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں صحابہ کے مابین بہت سے امور میں اختلاف ہوتا تھا مگر آپ ﷺ تک پہنچ کر ختم ہو جاتا تھا جب یہ فضا حضور ﷺ کے سامنے تھی تو آپ کے بعد ان میں اختلاف کیوں نہ ہوتا اور ان کے حل کا طریقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجتہاد کی صورت میں اپنے صحابہ کو تعلیم فرمایا تھا۔ اور وہ صحابہ اختلاف کے اصول و آداب کے بھی تربیت یافتہ تھے حضور ﷺ کی وفات کے موقع پر بعض اہم اختلافات پیدا ہو جانے اور ان میں اجتہاد کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ حقیقت وفات نبی ﷺ میں حضرت عمر کا اجتہاد اور اختلاف :

حضور ﷺ کے انتقال کے بعد سب سے نمایاں اختلاف آپ ﷺ کی حقیقت وفات کے سلسلے میں ہوا۔ یہ عمر بن خطابؓ کا اس بات پر اصرار تھا کہ آپ کی وفات نہیں ہوئی اور یہ مجلس منافقین کی طرف سے چھیڑائی ہوئی خبر ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ" "خُذْ" اور "انک میت والہم میتون" (بے شک تمہیں بھی موت آئے گی اور انہیں بھی مرنا ہے) آیتیں تلاوت کیں۔ تو ان کو سنتے ہی حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے تلوار اور ساتھ ہی وہ خود بھی زمین پر گر پڑے آپ ﷺ کی وفات کا یقین آ جانے پر ابو بکر کی تلاوت کردہ آیات کے بارے میں کہا کہ بخدا گویا کہ میں نے انہیں کبھی پڑھا ہی نہیں۔ یہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دو خلافت میں مجھ سے فرمایا: ابن عباسؓ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے وقت میں نے جو کہا تھا اس کا سبب کیا تھا؟ میں نے کہا امیر المؤمنین میں نہیں جانتا آپ ہی زیادہ جان سکتے ہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا: "یا آیت کریمہ" "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ" "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ" "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ" "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ" (اور اسی طرح ہم نے تمہیں معتدل و اعتدل استہانت ہایا تاکہ لوگوں پر تم کو اور رسول تم کو اور ہیں) بخدا! جب میں اسے پڑھتا تو خیال ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت میں اسی طرح باقی رہیں گے تاکہ اس کے آخری عمل کی بھی شہادت دے اسی نے مجھ سے وہ بات کہلوائی جو میں نے کہی۔ ۱

گویا کہ حضرت عمرؓ کا دروق نے آیات کریمہ کے معانی میں اجتہاد کیا اور یہ سمجھا کہ اس سے شہادت دینا ضرور ہے جس کا قصایہ ہے کہ امت کے آخری فرد تک رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ اسی طرح ظاہری حالت میں بھی باقی رہیں گے۔

تدقین رسول کے مسئلہ پر صحابہ میں اختلاف :

صحابہ کے بائیں تدقین رسول کہاں کی جائے کے مسئلہ پر بھی اختلاف ہوا کسی نے مسجد نبویؐ میں اور کسی نے ان کے اصحاب کے ساتھ تدقین کی رائے ظاہر کی حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ "مَا قَبَضَ لِسِي الْأَذْنِ حَيْثُ يَقْبَضُ" (جو نبی کی تدقین وہیں ہوئی جہاں اس کی ذرا قبض ہوئی) یہ منبر صحابہ کرام نے اس منبر کو اٹھایا جس پر آپ کا انتقال ہوا تھا اور وہیں زمین کھود کر قبر بنائی میرت ہشام کے الفاظ ہیں "فَرَفَعَ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَفَّى عَلَيْهِ، فَحَقَرَهُ لَهْجَتِهِ" ۲

خلافت رسول کے مسئلہ پر اختلاف : صحابہ میں اس بات پر اختلاف پیدا ہو گیا کہ خلافت مہاجرین میں پیدا یا انصار میں؟ غلیظ ایک ہوا یا متعدد؟ اس کی صلاحتیں کیسی ہونی چاہئے؟ بحیثیت امام و حاکم مسلمانین رسول اللہ ﷺ جیسی یا کچھ صلاحتیں ہوں یا ان سے کم اور مختلف؟ پس منظر یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے اصل باشندے اور آبادی کے اعتبار سے کبھی

۱۔ اہل عمران، ۱۳۳، ج دوم، ۱۳۰، حیرت ابن عباسؓ، محمد عبداللہ بن ہشام، ۳۳۵/۲، مجلس تعلیق، مولیٰ محمد بن عبداللہ بن

قحط و طہ و قحطی، ج البقرہ، ۱۳۳، حیرت ابن عباسؓ، محمد عبداللہ بن ہشام، ۳۳۶/۲، ج دوم، ۳۳۲/۲، ج اول، ۳۳۲/۲

اکثریت رکھنے والے انصار بھی خلافت کے امیدوار تھے۔ انہوں نے صحابہ جبرین کو چنا دیا، جن کی مدد کی، ایسا کوئی انصاری نہیں تھا جس کا صحابہ جبر بھی نہ ہو اور جس کے اس پر احسانات نہ ہوں اور یہ جبر بھی خلافت کے امیدوار تھے۔ اگر مسئلہ خلافت پر قرآن و سنت رسول ﷺ کی کوئی نص یا واضح حکم ہوگا تو اس کا فیصلہ سب کو قبول ہوگا اور اختلاف نہ قائم ہو جائے گا لیکن کوئی ایسی چیز پہلے سے موجود نہ تھی اس لئے سوائے اس کے کوئی ایسی صورت نہ تھی کہ کوئی ایسا مقتدر اور پابند شخص سامنے آئے جو حکمت و ہدایت کی ساری خوبیوں سے مزین نہ ہو اور اوپر اختلاف سے واقف نہ ہو، عقلی نگاہ پر بھی اسکی عقل اور ہر سوئے نگاہ کو سبک نہ کر لیتیں کے درمیان اچھے جذبات و احساسات پیدا کر سکتے جس سے وہ دایاں ست جائیں اور ہمارے بارے میں طریق احسن نکالا جاسکے اور پھر بالاخر سب کے سب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے پر صدیقِ اول سے راضی ہو گئے۔ اس طرح صحابہ کرام نے اس اختلاف کو دور کر لیا۔



عہد خلافت راشدہ میں اصول فقہ

(۴۱.....۱۱ھ)

عہد ابوبکر میں مانعین زکوٰۃ سے جنگ کا اجتہاد :

حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت خلافت کے بعد بعض تو مسلم قبائل مرتد ہو کر مسلمہ کذاب وغیرہ جیسے مدعیان نبوت کے تابع بن گئے کچھ قبائل نے نماز اور زکوٰۃ ہی سے انکار کر دیا اور کچھ نے صرف ادائیگی زکوٰۃ روک دی اور انہوں نے آیت مبارکہ : "عَلِمْنَ اَمْوَالَهُمْ حَقَّ طَهْرٍ هُمْ وَتَرَكَهُمْ بَغَاوِلَ عَلَيْهِمْ اَنْ صَلُّوْا تَحْتَ سَكَنِ لِهَيْمِ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ" (ان کے مال سے تم زکوٰۃ لو جس سے تم انہیں سحر اور پاکیزہ کرو اور ان کے لئے دعائے خیر کرو تمہاری امان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا، جانتا ہے) سے اور دلیل غامضہ کی کہ شریعت میں زکوٰۃ صرف رسول اللہ ﷺ ہی کو ادا کی جاسکتی ہے کیونکہ تحصیل زکوٰۃ اس کی تفسیر و ترکیب اور ادا کا خطاب صرف آپ ﷺ ہی سے تھا۔ حالانکہ یہ خطاب آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خلیفہ و نائب کو شامل تھا کیونکہ معاشرے کی تنظیم و حکمرانی اقامت حد، زکوٰۃ کی مستحقین تک ترجیح وغیرہ نبی کے بعد نائبین کو منتقل ہوتی رہے گی۔

حضرت ابوبکر ﷺ نے مانعین زکوٰۃ سے جنگ کا فیصلہ کیا تاکہ وہ توپہ کر کے ادائیگی زکوٰۃ پر آمادہ ہو جائیں۔ خلیفہ اہل کے اس موقف اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما جواب دہا مانعین زکوٰۃ سے جنگ جائز نہیں سمجھتے تھے ان دونوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوا جس کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق کے سامنے بعض اہل عرب کے کفر و عصیان کا مسئلہ درپیش ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے : "اَمَرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَمَنْ قَالِهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنْ مَّالِهِ وَنَفْسِهِ الْاَبْحَقُّ وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى" تو جب یہ لوگ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ کر اس دنیا میں اپنے جان و مال کی امان پائیں تو پھر آپ ان سے کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا۔ بخدا میں نماز زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرنے والوں سے جنگ کروں گا اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اگر وہ بیکری کے بچہ کو بھی روک دیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے جب بھی میں ان سے جنگ کروں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شرح ممدوحہ کر میں نے کچھ لیا کہ یہی حق اور صحیح ہے۔^۱

تیسری طبری میں ابن وہب سے روایت ہے کہ ابن زید نے کہا : "اَلْفَرَضُ الصَّلَاةُ وَالزَّكَاةُ حَمِيْعًا لَمْ يَلْعَقْ بَيْنَهُمَا فَرَقًا فَاَنْ تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاَتُوا الزَّكَاةَ فَاحْوَالَكُمْ فِى الدِّينِ وَاِىُّ اَنْ يَقْبَلَ الصَّلَاةَ اِلَّا بِاِثْرِكَا وَقَالَ وَحَمِ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ مَا كَانَ الظُّلْمُ" (نماز اور زکوٰۃ دونوں فرض ہیں ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں اور

پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: "فَانْزِلُوْا وَاَلْعَلُّوْا الصَّلٰوةَ وَاتُوا الزَّكٰوةَ فَاصْحٰبُكُمْ فِی الدِّیْنِ" اے پھر اگر وہ تو یہ کہتے نماز پڑھیں زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اس طرح بغیر زکوٰۃ کے نماز کی قبولیت اس نے رد فرمادی اور انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق پر رحمتوں کی بارش برساے وہ کہتے بڑے فقیہ تھے (اس میں نماز زکوٰۃ میں تفریق کرنے والوں سے جنگ پر اصرار کی طرف اشارہ ہے۔

اس کی روشنی میں نکلنے والے نتائج کا تجزیہ :

حضرت عمرؓ اور ان کے ہم خیال اصحاب نے حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہ سمجھا کہ محض شہادتین کا اہتمام کر کے اسلام قبول کر لینے سے نبی جان و مال کی امان اور اس سے جنگ حرام ہو جاتی ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حدیث کے اس نکتہ سے "الامسحطہا" پر توجہ مرکوز کی اور زکوٰۃ کو ایسا حق مال سمجھا جس کے انکار اور عدم ادا کی بنا پر اصرار سے جان و مال کی حفاظت ختم ہو جاتی ہے، بہت سی آیات و احادیث میں نماز اور زکوٰۃ کو ایک ساتھ بیان کیا گیا۔ جس سے آپؐ نے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ یا تفریق دونوں کا حکم یکساں ہے۔ منکر صلوٰۃ کی طرح منکر زکوٰۃ بھی مردہ لہذا منکرین سے جنگ لڑنی چاہئے۔ یہی وہ صحیح اجتہاد ہے جس سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مانعین زکوٰۃ ارتداد اور ان سے جنگ کو اس وقت تک فرض قرار دیا جب تک وہ تو یہ کر کے ادا کی زکوٰۃ قبول نہ کر لیں اور اپنی صحابہ کرام کو آپؐ نے مطمئن و راضی کیا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا شرعی مسائل کی تحقیق میں اسلوب :

"عن میمون بن مہران قال : کان ابو بکر الصديق اذا ورد عليه حكم نظر في كتاب الله تعالى فان وجد فيه ما يقضى به قضى به ، وان لم يجد في كتاب الله نظر في سنة رسول الله ﷺ ، فان وجد ما يقضى به قضى به ، فان اعياه ذلك سأل الناس هل علمتم ان رسول الله ﷺ قضى به بمقتضاه ؟ فربما قام اليه القوم فيقولون : قضى به بكذا وكذا ، وان لم يجد سنة سنياه النبی ﷺ جمع ونويساء الناس فاستشارهم ، فاذا اجتمع رأيهم على شيء قضى به و كان عمر يفعل ذلك ، فاذا اعياه ان يسجد ذلك في الكتاب والسنة سأل : هل كان ابو بکر قضى به بمقتضاه ؟ فان كان لا يمی بکسر قضاء قضى به ، والا جمع الناس واستشارهم ، فاذا اجتمع رأيهم على شيء قضى به "۔

(میسون بن مہران نے روایت کیا کہ "حضرت ابوبکرؓ کے پاس اگر کوئی مجتہد پیش دیتا تو کتاب اللہ میں اس کا حل تلاش کرتے اگر اس میں پالیتے تو اس کے مطابق قرینین کے درمیان فیصلہ فرماتے اور اگر کتاب اللہ میں نہ پاتے اور اس بارے میں حضور ﷺ کی سنت معلوم ہوتی تو سنت کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اگر سنت رسول ﷺ میں اس کو پاتے تھے ہر آجائے تو لوگوں میں سے اکابر و فاضل افراد کو جمع کرتے اور ان سے مشورہ طلب کرتے اگر ان کی رائے کسی معاملہ میں حلقہ اوقی تو ان کے مطابق فیصلہ کرتے حضرت عمرؓ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔)

شم شرعی کی دریافت میں حضرت ابوبکر کا مشاوت پر عمل :

حافظ زینی (متوفی ۸۶۹ھ) نے "تذکرۃ الخلفاء" میں لکھا کہ ان شہاب نے قبیلہ بن ذویب سے روایت کیا کہ :

ان الجملۃ جاءت الی ابی بکر تلتبس ان نوزت فقال ما اجد لک فی کتاب اللہ شیئا وما علمت ان رسول اللہ ﷺ ذکر لک شیئا لم یال الناس فقال المغیرۃ حضورت و رسول اللہ ﷺ یعطیہا السلس فقال له ہل معک احد فشهد محمد بن مسلمۃ بمثل ذلک فانقلہ لہا ابو بکر وحسب اللہ عنہ ۔

(ایک اہل حدیث حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئی جس کی خواہش تھی کہ اس کو میراث میں سے حصہ ملے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ قرآن میں تو میرا حصہ مذکور نہیں ہے اور مجھے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے پھر آپ نے لوگوں سے دریافت کیا تو مجھے اُٹھے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ سے اس کا پتہ نہ دیا ہے تو فرمایا کہ کیا تمہارا کوئی گواہ ہے محمد بن مسلمہ نے اسی طرح کی گواہی دی تو ابوبکرؓ نے اس کو فخر کیا۔)

مجدد فاروقی میں مسائل کی تحقیقی کا شرعی اسلوب :

عقیدہ ثانی حضرت عمرؓ کے عہد میں جو بڑے بڑے کام انجام پائے ان کی داغ بیل حضرت ابوبکرؓ نے ڈالی تھی۔ عہد فاروقی دس سال چھ ماہ چار دن پر مشتمل ہے آپ کے اس دور خلافت میں ایک وسیع علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا تھا اسلامی سلطنت کی حدود اور بدستور مملکت سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل، مشرق کی جانب ۱۰۸۹ میل، جنوب کی جانب ۲۸۳ میل اور مغرب کی جانب چھ سو تک پھیل گئی تھیں۔ اس میں شام، مصر، عراق، جزیرہ قزوستان، آرمینیا، آذربائیجان، فارس، خراسان اور کرمان جس میں کچھ حصہ بلوچستان کا بھی تھا شامل تھے۔

دور صحابہ میں حدود و سلطنت میں روز بروز توسیع ہو رہی تھی اس لئے امور و مملکت میں وسعت کے ساتھ نئے مسائل کا پیش آنا فطری اور لازمی امر تھا اور چونکہ قرآن و سنت میں اصول تو تمام تر موجود تھے لیکن جزئیات کا احاطہ نہیں کیا گیا تھا اور نئی ضروری تھا اس لئے اجتہاد ضروری اور لازمی قرار پایا۔ بعض مفتوحہ ممالک اپنے تمدن و تہذیب کے لحاظ سے نہایت ترقی یافتہ تھے اس لئے وہاں ایسے جدید قوانین بنانے پڑے جن سے اہلیان عرب نا آشنا تھے ان کے صحیحہ و مافیہ مسائل کو ہم آج کے دور کے انشورف و مینیکنگ کے مسائل کے نام سے تعبیر کر سکتے ہیں فوج و فتوحات، رعایا کے ساتھ معاملوں کے برتاؤ، تعلقات، طریقہ حکومت، مسلم و غیر مسلم پر ٹیکس لگانے، شادی بیاہ کے بہت سے ایسے عروج طریقے وہاں پھرتے آئے تھے جو انہیں معلوم نہیں تھے۔ جرائم و فیروہ بھی بالکل نئے طرز پر دیکھے گئے۔

مختصر یہ کہ بہت سے داخلی و خارجی حالات ان کے سامنے بالکل نئے طریقے سے آئے خلفاء راشدین کو ایک بڑی ذہنی و انسانی ذمہ داری سے عہدہ براء ہوتا پڑا اور قرآن و سنت نبویؐ نے ماضی، حال و مستقبل کے تمام فروعی مسائل کو حل

۱۔ تذکرۃ الخلفاء ابو یوسف محمد بن النضر بن ابی شیبہ متوفی ۲۸۸ھ ص ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱

آئی ہوں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے کھجور کے درختوں کی ترہ مادہ کی تقسیم کی تحقیق کے بعد فرمایا: "انتم اعلم بماورد
لہما کم" (تم لوگ دنیوی معاملات میں مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہو)

بعض حضرات نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مختلف ارشاد ہونے کی یہ توجیہ پیش کی:

تفسیر یہ: حضرت عمرؓ جتنے کہ ان معاملات میں حضور ﷺ کے اقوال وافعال تشریحی حیثیت نہیں رکھتے
ایسے اپنی مختلف ارشاد کا اکتیا کر لیا۔ ورنہ تو کسی صورت فرمان نبوی میں کمی و بیشی اور اس کے خلاف نہیں ہو سکتا
تو بزرگ شیعہ تفسیر اور داخلی قاریوں نے قاضی میاض کی کتاب "الشفاعہ" کی شرح میں حدیث مبارکہ "انتم
اعلم بماورد لہما کم" کے معنی و مفہوم پر بحث کی ہے۔ وہ دونوں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر انصاری صحابہ
اور پیغمبر اور اہل سے کام لیتے تو آنکھ و کچھ برسوں میں بہت فائدہ مند ہوتا۔ انصاری صحابہ فوری فائدہ دے جاتے تھے تو
اب انھوں نے ایک طرح سے ناراض ہو کر فرمایا تھا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب کوئی کسی کو کوئی فائدہ مند بات بتائے اور
وہ انکار کرے یا غرض کوئی نقصان دہ بات لگ جائے تو کہا جاتا ہے کہ تم جانو تمہارا کام جانے۔ اس طرح آپ ﷺ نے
فرمایا: تمہارے دنیاوی معاملات کو خوب جانتے ہو جو چاہو کرنا اور شیخ تفسیر اور داخلی قاری کی توجیہ ہی زیادہ مناسب
مذہب اور بہتر ہے۔ متعدد معاملات میں سرور کونین ﷺ نے حضرت عمرؓ کی رائے کو اختیار کر لیا اور بعض مواقع پر وہی نے
حضرت عمرؓ کی رائے کی تائید کی۔ مثلاً اسیران بدر، الزوانی، مطہرات کے حجاب، بن فنی کی نماز جتنا زود وغیرہ۔

حضرت عمرؓ نے مخصوص حالات میں قرآنی احکامات کا التوا کیا:

رسول اکرم ﷺ کی تربیت اور صحابہ کے فطری کمال و بہت کی وجہ سے ان میں قوت اجتہاد کا کافی سرمایہ موجود تھا اس
لئے مزاج شریعت سے واقفیت اور حقیقت شناسی کی بنا پر بعض مخصوص حالات میں کچھ عرصہ کے لئے احکامات قرآنی کو
موقوف کر دیا۔ مثلاً حضرت عمرؓ نے دوران جنگ کسی مسلمان پر حد جاری نہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ جنگ قادسیہ میں حضرت
عد بن ابی وقاصؓ نے ابو جحش ثقیفی کو شرب خمر پر حد جاری نہیں کی۔ حضرت عمرؓ نے خطبہ کے زمانہ میں چور کا ہاتھ نہ
قوت کا حکم دیا۔ اس طرح قبیلہ مزینہ کے ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ وہ اپنے گناہ کا طالب بن ابی ہند کے
گناہوں نے ان کا آؤٹ چر لیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے تحقیق واقعہ کے بعد کثیر بن صلت کو چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا
لیکن جب کثیر بن صلت کا ہاتھ کاٹنے جانے لگے تو واپس بلا لیا اور اس کے بعد غلاموں کے مالک عبدالرحمن بن خالد
بن ابی ہند سے کہا: "اے خدا اگر میں یہ نہ جانتا ہوتا کہ تم غلاموں سے کام لیتے ہو اور اچھے نہیں اس حد تک بھوکا مارتے ہو کہ
غلامی ترہم کی ہوئی چیزیں ان کے لئے حلال ہو جاتی ہیں تو میں ضرور ان کے ہاتھ کٹا دیتا" اس کے بعد مزید فرمایا:
"غلامی ترہم اگر میں نے ان کے ہاتھ نہیں کٹا تو میں تم پر ایسا تاوان ضرور ڈالوں گا جس سے تمہیں تکلیف ہوگی اس
کے بعد آؤٹ کے مالک مرنے سے پوچھا کہ تمہارا آؤٹ اتنی قیمت میں خمر سے خرید لیا جتنا تھا جواب دیا چار سو درہم میں

حضرت عمرؓ نے ابن عباسؓ سے کہا تم انہیں آٹھ سو درہم و دو ابرہہ چوری کرنے والے تھامو گے پر حد مخالف گردنی کر دے گی کہ حضرت علیؓ نے انہیں بھوکا مار کر چوری پر مجبور کیا تھا۔

شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب ”فتوح عمر“ میں اور علامہ شبلی نعمانی نے ”القدروق“ میں اور محمد حسین حسینی نے ”عراق قادریہ اعظم“ میں اجتہادات عمرؓ کے تحت ایسی متعدد مثالیں پیش کی ہیں جن سے یہ پتا چلتا ہے کہ ان کا اجتہاد کسی اصولی قاعدہ سے جلی ہو رہا تھا۔

علامہ شبلی کی رائے میں حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے قیاس کیا :

قیاس سے مصادر اصول فقہ میں سے ایک مصدر شمار ہوتا ہے۔ جزئیات کے فیصلے کے لئے قیاس شرعی سے کام لیا جاتا ہے اگرچہ قیاس کے شرعی مصدر ہونے پر متفق تھے اس سے متعلق شبلی نعمانی فرماتے ہیں :

”عام لوگوں کا خیال ہے کہ قیاس کے موجد معاذ بن جبل ہیں ان لوگوں کا استدلال یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ نے معاذ بن جبل کو یمن بھیجا تو ان سے استفسار فرمایا کہ کوئی مشکل مسئلہ پیش آئے گا تو کیا کر دے گی انہوں نے کہا کہ قرآن مجید سے جواب دوں گا اور اگر قرآن و حدیث میں دو صورت نہ ہوگی تو اجتہاد کروں گا“

لیکن اس سے یہ استدلال نہیں ہو سکتا کہ ان کی مراد قیاس سے تھی۔ اجتہاد قیاس پر منحصر نہیں بلکہ جزم اور دلائل پر مبنی و غیر دوسرے قیاس کے قائل تھے حالانکہ مجتہد کا درجہ رکھتے تھے اس مسائل شرعیہ میں اجتہاد کرتے تھے۔

مسند دارمی میں یہ سند مذکور ہے کہ :

”حضرت ابو بکرؓ کا قول تھا کہ جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے قرآن میں دو صورت نہ ہو تو حدیث سے جواب دیتے حدیث بھی نہ ہوتی تو اکابر صحابہ کو جمع کرتے اور ان کے اتفاق رائے سے جواب قرار پاتا اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔“

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانے تک مسائل کے جواب میں قرآن مجید و حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا قیاس کا وجود نہیں تھا۔

دو اہم بات کی تائید میں حضرت عمرؓ کی جانب سے ابو موسیٰ اشعریؓ کو بھیجی گئی تحریر کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں قیاس کی صاف ہدایت کی گئی تھی۔ حضرت عمرؓ کے قیاس کی مثال سے وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اصول فقہ کی کتابوں میں قیاس کی یہ تعریف لکھی ہے : ”تعدیۃ الحکم من الاصل الی الفروع لعلۃ متحدۃ (اس کے حکم کو فروع تک پہنچانا کسی ایسی علت کی وجہ سے جو دونوں میں مشترک ہو) مثلاً آنحضرتؐ نے یہودیوں کو غیر ہاد نام لے کر فرمایا ان کو برابر پر دو برابر سے زیادہ لوگے تو سو ہو جائے گا۔ اس مسئلہ میں قیاس اس طرح جاری ہوا کہ آنحضرتؐ نے گو چند خاص اشیاء کے نام لئے، لیکن یہ حکم ان تمام اشیاء میں جاری ہو گا جو ایک جہتی مقدار اور نوعیت

رکتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص کسی کو سیر جگر کر چکا ہو اور اس سے اس قسم کا چھنا سوا سیر یا محدود قسم کا لے تو سود ہو جائے گا۔
اصولین کے نزدیک قیاس کے لئے مقدمہ و شرطیں ہیں :

(۱) جو مسئلہ قیاس سے ثابت کیا جائے وہ مخصوص نہ ہو یعنی اس کے بارے میں کوئی خاص حکم موجود نہ ہو۔

(۲) مقبض اور مقبض علیہ میں علت مشترک ہو۔

حضرت عمری تحریر میں ان دونوں شرطوں کی طرف اشارہ بلکہ تصریح موجود ہے پہلی شرط کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے : "مسألة لم یسلطک فی الكتاب" دوسری شرط ان الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے "و اعرف الامتثال والاشیاء ثم قس الامور" ان مہمات اصول کے مواضع عمر نے استنباط ادکام اور تفریح مسائل کے اور بہت سے قاعدے مقرر کئے جو آج ہمارے علم اصول فقہ کی بنیاد ہیں۔ حضرت عمر نے استنباط مسائل کے اصول قائم کئے اس کا مطلب یہ ہے کہ اکثر مسائل انہوں نے صحابہ کو جمع کر کے ان سے مشورہ کر کے بحث و مباحثہ کے بعد طے کئے اور بعض مواقع پر جو انہوں نے تحریر ہیں کہیں ان پر غور کر۔ اسے بہت سے اصول بنتے ہیں اکثر مسائل میں مناقض روایتیں یا ماخذ متعدد ہوتے تھے اس لئے ان کو فیصلہ کرنا پڑتا تھا کہ کس کو ترجیح دی جائے کس کو ناخج اور کس کو منسوخ مانا جائے کس کو مامور کس کو خاص تفسیر لیا جائے کس کو موقت اور کس کو موقوف مانا جائے اس طرح مختلف شخصیں و تعلیق و غیرہ کے متعلق بہت سے اصول قائم ہو گئے۔

حضرت عمر سے منقول بہت سی ایسی مثالیں عرض کی جاسکتی ہیں جن سے اصول فقہ کے بہت سے کلیات منضبط ہو سکتے ہیں۔ فقہ و اسلامی اصول پر بحث کرنے والے بیشتر مؤلفین اس خط کا ضرور ذکر کرتے ہیں جو حضرت عمر نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو لکھا تھا یہ خط اسلامی ادب میں مختلف ناموں سے معروف ہے مثلاً کتاب "سیاسة القضاء" و "تدبیر الحکم" کتاب السياسة اور رسالة القضاء "و غیرہ ۱۳۷۷ھ تا ۱۷۷۷ھ خیر بصرہ کو بایا گیا تھا۔ اس کے پہلے والی اور قاضی قتب بن غزوان تھے۔ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو ۷۲ھ تا ۷۳ھ اور پھر دوبارہ ۷۴ھ تا ۷۹ھ وہاں کا والی مقرر کیا۔ ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) نے بھی اپنے مقدمہ میں اشارہ کیا ہے ابن قیم نے اپنی کتاب اعلام النبیین میں اس خط کی چارہ تفصیل و ریح کی ہے۔ صرف معلقہ حصہ ہم نقل کرنے پر اکتفا کریں گے۔

ابن قیم جوزی ضلی (متوفی ۷۵۷ھ) لکھتے ہیں :

سعیان بن عیینہ نے اور یس ابو عبد اللہ بن اور یس کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ وہ (اور یس) سعید بن ابی ہریرہ کے پاس گئے اور ان سے اس خط کا تذکرہ کیا جو حضرت عمر نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا تھا اور جسے ابو موسیٰ نے ابو ہریرہ کے حوالے کر دیا تھا ابو ہریرہ چند خطوط نکال کر لائے جس میں وہ خط بھی شامل تھا جو حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ کو لکھا تھا۔ اس خط کی موضوع سے مختلف عبارات بروایت جعفر بن برقان بن معمر ابصری مندرجہ ذیل ہے :

۱۔ عور مائیں ۳۳۸-۳۳۹

۲۔ عدنان الجہاد بصرہ و الجہاد (بزرگ الفی العربی اللاری) نعمان بن محمد بن العروق (دسویں صدی ہجری کے عالم) اس ۹۹ شخص تحقیق محمد بن عبد اللہ بن عثمان اسلام آباد میں مکتب الاسلامیہ ۱۳۹۳ھ تا ۱۹۷۳ء

”اما بعد : فان القضاء فريضة محكمة ، وسنة متبعة فالتهم اذا ادلى اليك — ثم التهم التهم
فيمس ادلى اليك مما ورد عليك مما ليس في قرآن ولا سنة ، ثم لمايس الامور عند ذلك
واعترف الامثال ، ثم اعلم فيما تروى الى احبها الى الله والشهيد بالحق — والسلام عليك
ورحمة الله“

(انہی طرح کچھ لو کہ قضائے ایک اور فریضہ ہے جو سنت کے مطابق نہ تھا : ضروری ہے۔ جس مسئلہ کے متعلق تہم رہے
ول میں شہید ہوا اور کتاب اللہ اور سنت نبوی میں اس کا ذکر نہ ہو تو اس پر خوب غور و فکر کر دیکھو اس کی مثالوں اور نظموں کو
دیکھو اس کے بعد قیاس سے کام لو اور جو قیاس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی سنت کے نزدیک اور قریب ہو اس کے مطابق حکم
صادر کرو۔ (اسلام ایک اور سنت اللہ)

علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب ”الامام المتوکلین“ میں اس خط پر بیانیہ تفصیل سے بحث کی ہے اور اسے اسلامی فقہ
تاریخ کی بنیاد اور علم و فتنہ اور قضائے کے لئے بہترین دستور العمل قرار دیا۔ ابن فرحون مانگی (متوفی ۷۰۰ھ) نے
بھی اپنی کتاب ”تیسرة الاحکام“ میں لکھا ہے کہ اس خط میں نہایت جامعیت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ فقہ کو اپنے
فیصلوں میں کن کن امور کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے اور اپنے لئے کیا راہ عمل متعین کرنی چاہئے۔ ابن فرحون نے اس خط کا
متن اپنی کتاب میں درج کیا ہے وہ ابن قیم کے متن سے کسی حد تک مختلف ہے۔

حضرت عمر کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری کو بھیجے گئے خط کے بارے میں بعض اختلافی آراء :

اس خط کے مندرجات ظاہری مذہب کے اصول سے مطابقت نہیں رکھتے کیونکہ ان کے نزدیک قیاس جائز نہیں
اور اس خط سے قیاس کے جواز کی تصریح ہوتی ہے اس لئے علما مظاہر یہ اس خط کو صحیح تسلیم نہیں کرتے محمد بن محمد بن عمرو نے
اپنی کتاب ”تاریخ القضاء فی الاسلام“ میں اس خط کی تاریخی حیثیت اور اس کے مندرجات پر بحث کی اور کہا کہ ان
دونوں اعتبار سے یہ خط درست نہیں ہے۔

ابن حزم مظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں :

”ثم بعد قط احد من الصحابة كلمة نصح تدل على الفرق بين راي ماحوذ عن شبه لما في
القرآن والسنة وبين غيره من الاراء الالهية ومالاة مكذوبة عن عمر“

(سوائے حضرت عمر کی طرف منسوب کئے گئے جھوٹے رسالے کے ہم کو بھی کبھی کسی صحابی سے یہ بات نہیں پاستے جو قرآن
وسنت و قیام کے مشابہت پر قیاس کرنے پر ناست کرتی ہوں)

اس خط کے بارے میں مستشرقین کی آراء :

بعض مستشرقین اس خط کو درست تسلیم نہیں کرتے۔

۱۔ الامام المتوکلین ابن قیم حجازی منہجی متوفی ۷۵۱ھ/ ۸۵۰-۸۶۰ء اور دارالکتب احمدیہ ۱۳۸۱ھ

۲۔ تصیرہ لکھنؤ کی اصول الفقہ ص ۲۵۱ الاحکام ۱۰۰۰ محمد بن فرحون ابھری ناکی ۱۲۱۱ء اور دارالکتب احمدیہ ۱۳۸۱ھ

۳۔ الاحکام فی اصول الاحکام ص ۲۵۱ ابن حزم مظاہری متوفی ۴۵۶ھ تحقیق محمد شاہ ۱۳۸۱ھ اگرچہ جہاں سبائی کا مرقع متوفی ۷۵۶ھ

JOSEPH SCHACHT نے لکھا :

The Instruction which the caliph Umar is alleged to have given to Kadi's, too are a product of the Third century of Islam. ^۱

مناخت کے اس بیان کے مطابق یہ رسالہ تیسری صدی ہجری کے لوگوں کی اختراع ہے حالانکہ اس قول کی کوئی بنیاد نہیں۔ جمیعہ الانجیل کے سربراہ اور آسکندریہ یونینہ شی لندن میں اٹھت عربیہ کے استاد D. S. MARGOLIOUTH نے اپنے مقالہ "Omar's instructions to the cadi" میں اور پھر ان کے بعد EMILETYAN نے اپنے اس موضوع پر پی ایچ ڈی کے مقالہ "Islam Organisation Judicialries en pays d" میں اس خط پر شدید تنقید اور اعتراضات کئے اور اسے غلط قرار دیا۔ ^۲

معدن الجواہر تاریخ المصروع والجزائر کے محقق محمد حمید اللہ نے ان بے بنیاد اعتراضات کے تفصیل سے جوابات دیے اور اس کتاب میں تقریباً ۳۵ مستند طرق و اسانید سے اس کی صحت کو درست ثابت کیا ہے۔ محرم بن راشد مصری (متوفی ۱۵۳ھ) امام مالک (متوفی ۱۷۹ھ) نے الموطا کی کتاب الاقصیہ میں امام ابو یوسف (متوفی ۱۸۲ھ) نے کتاب الخراج میں محمد بن حسن اصبہانی (متوفی ۱۸۹ھ) نے کتاب الاصل میں کتاب الصلح کے تحت عبدالرزاق بن حمام (متوفی ۲۰۱ھ) نے اپنی مصنف میں ابو یوسف القاسم بن سلام (متوفی ۲۲۳ھ) نے کتاب ادب القاضی میں اور دیگر بہت سے علماء نے کثرت اور تواتر کے ساتھ اس خط کا تذکرہ کیا ہے۔ ^۳

مذکورہ حقائق کی بناء پر ہم جمہور کا ساتھ دینے پر مجبور ہیں کہ بلا یوں کسی کے نام قبولہ بلا خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی لکھا ہوا ہے۔

عراق کی مفتوحہ اراضی کی تقسیم سے نکلنے والا اصول :

حضرت عمر کے دور میں جب سواد عراق کی زمین فتح ہوئی تو صحابہ کے مابین شدید اختلاف پیدا ہوا اور ان زمینوں کے مستقبل کے انتظام و بندوبست کے بارے میں دو نقطہ ہائے نظر سامنے آئے جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

اول : بعض حضرات کی رائے تھی کہ ان مفتوحہ زمینوں کو فاتحین میں اس طرح تقسیم کر دیا جائے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے بعض مفتوحہ زمینیں تقسیم فرمائی تھیں۔

دوم : بعض دوسرے حضرات جن میں خود حضرت عمر بھی شریک تھے یہ رائے رکھتے تھے کہ ان زمینوں کو تقسیم نہ کیا جائے بلکہ ان کو ان کے سابق مالکان کے ہی قبضہ میں رہنے دیا جائے جن کی حیثیت مزادع کی ہو۔ زمین کی مالک اسلامی ریاست قرار پائے اور مزادعین سے جزیہ اور خراج وصول کیا جائے جو سرکاری خزانہ کے لئے آمدنی کے مستقل ذرائع ہیں۔

^۱ An Introduction to Islamick Law, Joseph Schacht, Pg. 16, 1964

^۲ Omar's Instructions to the Cadis, D. S. Margoliouth (In) Jars, London, 1990, Pg. 30

^۳ معدن الجواہر تاریخ المصروع والجزائر عثمان بن محمد بن العراق محقق محمد حمید اللہ ۱۰۹۳ھ، الفہم اسلام آباد، مجمع الفکر الاسلامیہ ۱۳۹۳ھ۔ ۱۹۷۳ء

جہ سہیل الجواہر تاریخ المصروع والجزائر عثمان بن محمد بن العراق (دسویں صدی کے ہجری عالم) المشرق الاول ص ۱۰۱۔ ۱۹۹۰ تحقیق محمد حمید اللہ

پاکستان اسلام آباد، مجمع الفکر الاسلامیہ ۱۳۹۳ھ۔ ۱۹۷۳ء

اور دونوں نقطہ ہائے نظر کے حضرات نے بڑے شہد و مد سے اپنے اپنے موقف کی تائید میں دلائل دیئے اور یہ ساری بحث ایک ماد تک چار فی رہی اس کے کچھ اشارے مختلف طور پر امام ابو یوسف نے اپنی کتاب الخراج میں بیان کئے۔^۱ اس بحث میں شریک حضرت عمرؓ نے اپنے موقف کے دفاع و وضاحت میں فرمایا :

”وقد روایت ان حبس الارضین معلو حیا واضع علی اهلها الحراج، ولی وقایم الحرینہ بنو حوینہا، فیکون فیہ المسلمین المقاتلہ و ذریتہ ولین یاتی بعدہم، اراہم ہذہ المدن العظام، الشام والحیرة والکوفة ومصر، لا بدلہا من ان تسحب بالجووش وادار العطاء علیہم، فممن ین یعطی هؤلاء اذا فسحت الارضون والعلوج ۲۔“

(میری رائے یہ ہے کہ میں ان زمینوں کو ان کے کارندوں سمیت، روگہ رکھوں ان پر کام کرنے والوں پر خراج اور ان کی اپنی ذات پر جزیہ عائد کروں جس کو یہ لوگ ادا کیا کریں۔ اس طرح یہ زمین مسلمان مجاہدین ان کی اولاد اور بعد والوں کے لئے ایک اور عرصہ آمدنی بن جائیں گی۔ آخر آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ یہ بڑے بڑے علاقے، شہر، عراق، کوئٹہ اور مصر و حویرہ ہیں جہاں بڑی بڑی فوجیں رکھنا پڑتی ہیں۔ اگر یہ زمین کارندوں سمیت تقسیم کر دی گئیں تو پھر ان لوگوں کی تنخواہیں کہاں سے دی جائیں گی؟)

اس سے نکلنے والا نتیجہ : اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی رائے کی تائید اور دفاع میں مصلحت منگی کا اصول مد نظر رکھا جو اصول فقہ کا ایک بنیادی اصول ہے جس پر بہت سے فقہی قواعد کی اساس ہے۔
منوالۃ القلوب کا حصہ بند کرنے سے نکلنے والا اصول :

حضرت عمرؓ نے علت کے بدل جانے پر اجتہاد کے ذریعے منوالۃ القلوب کا حصہ بند کر دیا۔ منوالۃ القلوب کو بیت المال سے اس مقررہ حصہ میں سے جو باقاعدہ روزینہ مل رہا تھا اور جو قرآن سے ثابت تھا حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں موجود ان منوالۃ القلوب کو یہ حصہ بند کر دیا اور یہ کہ وہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں یہ روزینہ حاصل کر رہے تھے۔^۳
روزینہ بند کر دینے کے پیچھے کا رفرما اصول :

حضرت عمرؓ نے قرآن کے ظاہر کے بجائے اس کی علت کو دیکھا اور وہ یہ تھی کہ جس وقت اسلام کمزور تھا اس وقت ان لوگوں کو روزینہ اس لئے دیا جاتا تھا کہ ان کے شر سے بچا جاسکے لیکن جب اسلام مضبوط ہو گیا اور مسلمانوں نے قوت و شوکت حاصل کر لی تو اب ان لوگوں کو دینے کی جگہ نہ رہی مزید یہ کہ قرآن نے بعض متعین اور مقررہ لوگوں کو اس حصہ میں سے دینے کا حکم نہیں فرمایا۔

قحط کے زمانے میں حد کا نفاذ نہ کرنے کے پیچھے کا رفرما اصول :

حضرت عمرؓ نے اجتہاد کے ذریعے قحط کے زمانے میں چوری کی حد کا نفاذ موقوف کر کے قعودی سزا جاری فرمائی۔ اس اجتہاد کی حکمت یہ تھی کہ شریعت میں حد سرقہ جاری کرنے کی شرط یہ ہے کہ چور چوری کرنے پر مجبور نہ کیا گیا ہو۔

۱۔ کتاب الخراج، امام ابو یوسف رحمہ اللہ ص ۱۸۲ میں ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱

ت لے کرے محسوس کیا کہ قطع کا ہونا لوگوں کے لئے ایک ایسی اضطرابی مجبوری کی حالت ہے جس کے تحت آدمی چوری پر مجبور ہو سکتا ہے اور اس طرح اضطرابی کیفیت شبہ کے زمرہ میں آتی ہے اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "أدروا الحدود لئلا تنسوا" (حدود کو شبہ کی بنا پر سہاٹھا کر دیا کرو)۔

وہی چوری پر حد نافذ نہ کرنے کے پیچھے کا رفرما اصول :

مولانا ماہک ملک میں صاحب بن یزید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاصری اپنے ایک غلام کو حضرت عمرؓ کے لئے لٹکے اور ان سے کہا :

"قطع بدخلامی هذا، فانه سرق، فقال له عمر: ماذا سرق؟ فقال سرق مائة لأميراني ثمنها سنون ذروها، فقال عمر: (أرسله فليس عليه قطع) خادعكم سرق فتاعكم - ۱۰۰

(ابوہاں غلام کو باوجود اس کے کہ لٹکا ہوا ہے چوری کی ہے حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ چڑا کیا ہے؟ کہا میری بیوی کا نیند چڑایا جس کی قیمت ساٹھ سو درہم ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے چھ سو دو درہم کا ہاتھ جس کا تاہا ہے کا کیونکہ تمہارا سہی غلام نے تمہارا مال چڑایا ہے)

فیصلے سے لٹکنے والا اصول : سرقہ کے لئے ضروری ہے کہ سارق کو مال سرقہ میں کسی طرح کا حق نہ ہو۔

میں اصل اباحت ہونے کی مثال :

مولانا ماہک ملک میں محسن بن عبد الرحمن بن عاصب کا بیان ہے کہ :

"أن عمر بن الخطاب خرج لي ركب، فليهم عمرو بن العاص حتى وردوا حوضا فقال عمرو بن العاص لأصحاب الحوض هل ترد حوضك السباع؟ فقال عمر بن الخطاب يا صاحب الحوض لا تخبرنا فانا نرد على السباع، وترو علينا - ۱۱

(حضرت عمرؓ اپنے چند سواروں کے ساتھ لٹکے ہیں میں حضرت عمرو بن العاص بھی تھے یہاں تک کہ وہ ایک حوض پر پہنچے حضرت عمرو بن العاص نے حوض کے مالک سے پوچھا : کیا تمہارے حوض پر وہ نہ بھی پانی پینے آتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے حوض والے سے کہا کہ یہ بات ہمیں نہ بتانا کیونکہ یہی ہم درندوں سے پہلے اور انکی دودھم سے پہلے آتے ہوں گے)

سے لٹکنے والے اصول :

اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

ظاہر حالت اگر صحیح ہے تو شخص اور حیوان پر ہم مکلف نہیں ہیں۔

۱۰۰۰ عام اسلامی تقویم میں عمر المادری حنفی ۳۵۰ھ میں ۲۲۵ مسمر معطلی اہل البصر ۳۸۰ھ و مکتوۃ الصالح کتاب الحدود الفصل ثانی میں القاد

۱۱۰۰ عام اسلامی تقویم میں عمر المادری حنفی ۳۵۰ھ میں ۲۲۵ مسمر معطلی اہل البصر ۳۸۰ھ و مکتوۃ الصالح کتاب الحدود الفصل ثانی میں القاد

۱۲۰۰ عام اسلامی تقویم میں عمر المادری حنفی ۳۵۰ھ میں ۲۲۵ مسمر معطلی اہل البصر ۳۸۰ھ و مکتوۃ الصالح کتاب الحدود الفصل ثانی میں القاد

۱۳۰۰ عام اسلامی تقویم میں عمر المادری حنفی ۳۵۰ھ میں ۲۲۵ مسمر معطلی اہل البصر ۳۸۰ھ و مکتوۃ الصالح کتاب الحدود الفصل ثانی میں القاد

ایک اور مثال سے توضیح : موطا امام مالک میں خالد بن سلم سے روای ہے کہ :

"ان عصر بن الخطاب القطر ذات یوم فی رمضان فی یوم ذی غیم، وروی انہ قد امسى و غابت الشمس، فجاءه رجل فقال یا امیر المؤمنین، طلعت الشمس فقال عمر : الخطب یسیر وقد اجتهدنا"۔

(حضرت عمرؓ نے ایک بار عید کے دن رمضان کا روزہ رکھ کر یوں کا خیال تھا کہ شب ہو چکی اور صبح غروب ہو گیا ہو گا۔ آؤں نے گرتے ہوئے کہا کہ امیر المؤمنین اس وقت تک آیا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جوئی آسمان ہے ہم نے اجتہاد کیا تھا) امام مالک نے فرمایا "الخطب الیسیر" سے مراد تھا ہے آگے اللہ بہتر بیان ہے چونکہ محنت کم ہے اس لئے کہ اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لیں۔

اس کے علاوہ یہ آثار مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اجتہاد اور قیاس سے کام لیا اور ان کے اجتہادات کی روشنی میں بہت سے اصول لکھے جو اصول فقہ کی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔

دیگر صحابہ کرام بھی اجتہاد میں اصول استنباط پیش نظر رکھتے :

صحابہ کے دور میں جس طرح فقہ وجود میں آچکی تھی اسی طرح اصول کی نشوونما کا آغاز بھی ہو چکا تھا۔ حضرت عمرؓ کی طرح دوسرے صحابہ کرام بھی اجتہاد کے موقع پر اصول استنباط پیش نظر رکھتے تھے مثلاً حضرت علیؓ ابن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایسا ہی کیا۔ چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں جن سے ان کے اجتہاد اور اس میں اصول پیش نظر ہوتا تھا اس کا پتہ چلتا ہے۔

مئے نوشی کی حد کے لئے صحابہ کے مختلف استدلالات اور پیش نظر اصول استنباط :

رسول اکرم ﷺ کے ابتدائی زمانہ میں شراب نوشی کی کوئی طے شدہ اور متعین سزا نہیں تھی شراب نوشی کے مجرم کو قید و تعین کے سزائے سرب دی جاتی تھی اور مسجد میں سزائے کر حاضرین سے کہا جاتا تھا کہ ہاتھوں، بکموں اور جوار سے مجرم کو سب سزائے دیں بعد میں آپ ﷺ نے چالیس گوزوں کی سزا بھی دی جس پر حضرت عمرؓ کے زمانے تک عمل درآمد ہوتا رہا۔ پھر ایک مرحلہ پر حضرت عمرؓ نے محسوس کیا کہ شراب نوشی کے واقعات زیادہ ہونے لگے ہیں اور بالخصوص ان اقوام میں جو فتوحات کے نتیجہ میں نئی نئی اسلامیات داخل ہو رہی تھیں ایسے لوگ آئے دن ہوتے جا رہے تھے جو بار بار شراب نوشی کا ارتکاب کرتے تھے حضرت عمرؓ نے یہ صورتحال کہہ کر صحابہ کرام کے سامنے خط لکھ کر پیش کیا کہ شراب نوشی کی سزا بڑھانی چاہئے اس پر بحث و مباحثہ ہوا اور بالآخر حضرت علیؓ کی رائے سے سب نے اتفاق کر لیا۔

حضرت علیؓ کا طرز استدلال : حضرت علیؓ کا طرز استدلال یہ تھا کہ مئے نوش ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان کا شعور و احساس ختم ہو جاتا ہے اور اس کی عقل جاتی رہتی ہے اس عقل و شعور سے خالی نشہ کی حالت میں انسان بدیا

ثواب نہ کر دیتا ہے یہیں ممکن ہے کہ نہ بیان کی صورت میں وہ ایسے الفاظ بھی کہہ دے جو قذف (تہمت) کے الفاظ ہیں اس لئے قرآن کریم میں بیان کر دہ قذف کی سزا (اسی کوڑے) کو جرم سے نوشی کی بھی سزا متعین کر دی جائے حضرت علی کا فرمان ہے: "اللہ اذا شرب هذی، واذا هذی القری فیجعلن یحکمنا بحد القاذف" (جب وہ شراب پئے گا تو لازماً نہ بیان کیے گا اور جب نہ بیان کیے گا تو افتراء پر وازی بھی کرے گا لہذا اس کو وہ سزا دی جائے جو قذف کرنے والے (یعنی افتراء پر وازی کرنے والے کو دی جاتی ہے) چنانچہ حضرت علی کے استدلال کو قبول کرتے ہوئے صحابہ کرام کے اتفاق سے حضرت عمرؓ نے شراب نوشی کی حد ۸۰ کوڑے مقرر کر دی۔

اس استدلال میں حضرت علی نے مندرجہ ذیل دو قواعد کلیہ پر اپنی رائے کی بنیاد رکھی :

حضرت علی نے واضح طور پر دو ایسے قواعد کلیہ پر اپنی رائے کی بنیاد رکھی جنہوں نے بعد میں بہت آگے چل کر واضح عقل القیہ کی یعنی حکم بالمال اور حد ذریعہ بالفاظ و کلمات کا یہ اصول کہ معاملات کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ کرتے وقت شخص ان کی ابتدائی اور ظاہری صورت ہی کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ یہ بھی دیکھا جائے گا کہ بالآخر ان سے کیا نتیجہ مرتب ہوتا ہے چونکہ منہ نوشی میں نشہ کی کیفیت قذف کو بھی متفق ہو سکتی ہے اس لئے اس ذریعہ کا سد باب کرتے ہوئے بادل (انجام) کا حکم ہے وہ اس صورت پر عائد و منطبق کر دیا جائے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کا طرز استدلال :

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اس موقع پر استدلال کیا کہ قرآن و سنت کی متعین کر دہ حد و حد میں سب سے کم حد قذف ہے اس لئے کم ترین حد کی سزا کو اس جرم سے نوشی کی حد قرار دے دیا جائے۔

ایک اور مسئلہ میں صحابہ کی مشاورت اور حضرت علی کے اجتہاد پر عمل :

حضرت عمرؓ نے ایک عورت جس کا شوہر غائب تھا اور اس کے یہاں لوگوں کی آمد و رفت تھی جسے آپ نے روکا اور اسے بارہ گنجانے والے صدمے عورت سے جا کر کہا چل کر حضرت عمرؓ کو جواب دے اس نے کہا ہائے جانسی امر سے کیا مطلب؟ اور پھر ان کی طرف جب چلی تو خوف و گھبراہٹ سے راستے ہی میں دوڑنے شروع ہوا اور وہ ایک گھر میں داخل ہو گئی جہاں اس نے ایک بچہ غصہ بچہ پچھو دیا اور چیخ کر وہیں مر گیا۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ رسول ﷺ سے اس مسئلے میں مشورہ کیا۔ بعض نے کہا آپ پر کون کونسا آپ ادب سکھانے اور انعام و دست رکھنے والے حکمران ہیں۔ حضرت علیؓ خاموش تھے تو حضرت عمرؓ نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے فرمایا اگر ان حضرات نے صحیح رائے ظاہر کی تو ان کی رائے غلط ہے۔ اگر آپ کی رضا مندی کے لئے ایسا کیا تو وہ آپ کے خیر خواہ نہیں۔ یہ رائے یہاں ہے کہ اس کا خون بہا

۱۔ موطا امام محمد۔ باب "الحملی الشراب" - القاضی کے چکوا قذف سے۔ اعلام الموقنین ۱/۲۱۱۔ اثر الامام علیؓ فی القواعد اصولیہ فی

التوفیق، مکتبہ المدنی، مدنی، ص ۱۲۱، تاریخ شریعت اسلامیہ طبع ۱۳۰۴ھ۔ ۱۹۸۴ء

۲۔ منہل نقض، ص ۱۲

۳۔ نقض اسلامی کا دسویں باب، ص ۱۲۸، اسلام آباد شریعت کونسل، ۱۹۹۲ء

آپ کے اوپر ہے کیونکہ آپ ہی کی وجہ سے اس نے خوفزدہ ہو کر بچے جن دیانہ یمن کر حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ یہ پٹا خون بہا اس کی قوم میں تقسیم کر دیا جائے۔

حضرت عمرؓ نے امیر المومنین ہوتے ہوئے بھی حضرت علیؓ کی صاحبِ رائے قبول فرمائی اور ان کے اجتہاد پر عمل کیا۔ جب کہ دوسرے اصحاب کی رائے میں آپؓ کے لئے چھٹکارا تھا۔

حاملہ کی عدت کے مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا استدلال :

سورۃ البقرہ میں ایسی عورتوں کی حدت جن کے شوہر وفات پا چائیں چار ماہ دس دن وہاں ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرمایا : "وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَذْهَبَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مِمَّا سَلَكُوا فِي دِينِهِ لَقَدْ نَجَّاهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَتْ تَحْتِهَا نَاقُورَةُ ابْنِ مَرْيَمَ إِذِ اتَّخَذَتْ صَدُوقًا مِمَّا كَانَتْ تَكْنِزُ لَهُمْ فَكُنَّ غُلَامًا فَقَالَتْ إِنَّهُ مَسْخُوفٌ فَلَمَّا كَانَتْ هَامِيَةً لَمَسَتْهُ فَمِنْ غَمٍّ فَحَمِلَتْهُ وَأَسْفَلَتْ بِهٖ وَإِذَا كَانَتْ تُرْجَى لَمَسَهَا نَزَلَ مِنْ رَبِّهَا الْوَحْيُ وَأَنْتَ أَتَاهَا فَبَايَعَتْهُمَا فِي الْمَدِينَةِ وَلَقِيَهُمَا فِي سَمَاءٍ مُتَمَازِعَةٍ وَمِنْ أَثَرِ الْوَحْيِ لَمَسَهَا نَزَلَ لَهَا وَهْيَ سَاكِنَةٌ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُ لَنَمْسَهُنَّ لَنَمْسَهُنَّ لَكِنَّ الْغُلَامَ لَمُسْهُنَّ وَلَوْ لَا مَا لَمْ نَحْمِلْهُنَّ وَلَوْ لَا مَا لَمْ نَحْمِلْهُنَّ لَافْتِنَافُنَّ لَكِنْ سَأَلْنَاهُنَّ إِنَّمَا تَأْكُلْنَ مِنْ ثَمَرِهِمْ وَلَوْ كَانَ أَوْفَرُ الثَّمَرِ أَفَلَا تَأْكُلْنَ قُلْنَ نَحْمِلُ ثِقَلَهُنَّ وَلَكِنْ لَا نَحْمِلُهُنَّ فَجَاءَهُنَّ مِنَ الْمَلَأَةِ عِلْفٌ فَزَيَّنَّا لَهُنَّ فِيهِنَّ وَآتَيْنَهُنَّ مِنْ ثَمَرِهِنَّ مَا طَعْنَ ۚ قُلْنَ إِنَّ نَارَ اللَّهِ تَحْمِلُ أَمْثَلَهُنَّ وَلَوْ أَنَّهُنَّ كَانَتِ أَشْجَارًا نَبَّاتٍ لَقُلْنَهُنَّ نَحْمِلْ بَعْثَ الْغُلَامِ فَذَلِكُنَّ أَصْحَابُ الْكَافِرِينَ

مذکورہ عورت کی عدت چار ماہ وں دن نہیں بلکہ تا وضع حمل ہے وہ جتنی بھی مدت پر مشتمل ہو سب کی سب عدت ہوگی۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: ”ان الآية في سورة النساء القصوى وأولات الاحمال ان بعضن حاملهن لولدت بعد الآية التي في سورة البقرة والذين يتولون هنكم“^{۱۷}

حضرت عبداللہ بن مسعود کے استدلال سے نکلنے والا اصول :

آپ ﷺ نے اپنے فیصلے میں یہ واضح کیا کہ بعد میں نازل ہونے والا حکم پہلے نازل ہونے والے حکم کے لئے ہوتا ہے یا پہلے نازل شدہ حدود و قیود کے اضافہ کے ذریعہ اس کی تخصیص کر دیتا ہے۔ لہذا باہر سنا جتہ حکم اور فیصلہ کو بعد کے فیصلہ کے حکم کی روشنی میں پڑھنا سمجھنا اس پر عمل کرنا چاہیے۔ یہ قانون کی تعبیر و تشریح کا وہ اصول ہے جس کو اسلامی قانون بلکہ پورے اسلامی قوانین تسلیم کرتے ہیں صحیح بخاری کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: "الصحفون علی التغلیظ ولا تجعلون لہا الرخصة" (۱) (تختی کا پہلو کیوں روا رکھتے ہو رخصت کا پہلو کیوں اختیار نہیں کرتے)۔

گویا حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس مسئلہ میں یہ اصول بھی بیان فرمایا کہ اسلامی شریعت رخصت اور سہولت پہلو کے ترجیح دینے کو یہ نظر استحسان و محبت ہے۔

ج. الزهراء: ٢٣٣ ج. الخوارق: ٣

مع كشف المظالم بين المومن حاشية على الموطأ، لشيخنا الموقر المصنف المطلق باب درة المطلق مفتي عثمان زويهاجكي القادري
مكتاب التفسير باب والذين يتوفون منكم ويملكون لأرواحا يقرعون بالفسهن أربعة أشهر وعشرا

اعراض ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام قرآن کی تصویص اور ارشادات نبوت کی تصریحات سمجھنے کی طبیعت اور ملکہ رکھتے تھے اور وہ بخوبی واقف تھے کہ قرآن اور سنت نبوی میں کون سی تصریحات عام وارد ہوتی ہیں اور ان کی کیاں اور کس انداز میں تخصیص یا تنجید وارد ہوتی ہے کس کلام کا مکمل اور اخلاق کیا ہے۔ اور استنباط اور نتائج اجتہاد کی تدوین نہ ہونے کے باوجود بھی وہ ان اصولوں کا فطری طریقے پر اطلاق کرتے تھے یعنی وہ صحابہ اصول بیان کر کے استنباط و اجتہاد نہیں کرتے تھے مگر ان کے سامنے اصول و نتائج رہتے تھے اور ان کا اجتہاد اصول و قواعد کی روشنی میں ہوتا تھا۔

ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) فرماتے ہیں :

”لم ينظر نافي طرق استدلال الصحابة والسلف بالكتب والسنة، فاذا هم يفسرون الاشياء بالاشياء متبعا وينظرون الامثال بالامثال — فان كثيرا من الوقائع بعد صلوات الله وسلامه عليه لم تندرج في النصوص الثابتة فقاموا بها بساكنة والحقوق بها بعدا نص عليه بشرط في ذلك الا لحاق، تصحح ذلك المساواة بين الشيئين، او القسطن، حتى يلبس على الظن ان حكم الله تعالى فيهما واحد وصار ذلك ذليلا شوهها باجماعهم عليه، وهو القياس“

(مگر جب ہم نے صحابہ کرام اور سلف صالحین کے قرآن و سنت سے استدلال کے طریقوں پر غور کیا تو دیکھا کہ وہ کسی سوال کو ان کے ہم مثل و مشابہ مسائل پر قیاس کرتے ہیں۔ نماز اکرم ﷺ کے بعد کھڑے ہونے کی بات شدہ نصوص کے دائرہ میں نہیں آتے تھے انہوں نے ایسے غیر نصوص سنا رکھے ہیں کہ ان کی شرطوں کی بنیاد پر قیاس کیا جانیں سے دونوں طرح کے واقعات کا ہم مثل و مشابہ ہونا متعین ہو جاتا ہو اور یہ ممکن غالب ہو جاتا ہو کہ ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کا ایک ہی حکم ہوگا یہ طریقہ استدلال صحابہ کرام کے احکام سے ایک دلیل شرعی قرار پالیا جسے قیاس کہتے ہیں) امام الحرمین الجوزی شافعی (متوفی ۷۵۸ھ) فرماتے ہیں :

”ونحن نعلم قطعا ان الوقائع التي جرت فيها فتاوى علماء الصحابة والفقهاء توفد على المنصوصات، زيادة لا يحصرها حد، ولا يحويها حد، فانهم كانوا يذهبون في قريب من صانعة سنة، والوقائع تنوع، والنفوس الى البحث طلبة، وما سكتوا عن واقعة مما تفرقت الي الله لانهم فيها، — وعلى قطع نعلم انهم ما كانوا يحكمون بكل ما بين لهم، من غير ضبط وروبط، وملا حظة قواعد متبعة عندهم“

(ہمیں تعلیم کے ساتھ یہ بات معلوم ہے کہ جن حوادث و واقعات میں صحابہ کرام کے فتویٰ اور فیصلے صادر ہوئے وہ قرآن و حدیث کے منصوصات سے بہت زیادہ بلکہ بے حد بے شمار ہیں۔ صحابہ کرام تقریباً ایک صدی تک ایسے مسائل میں قیاس کرتے رہے واقعات کے ان غرض آتے اور یہ حضرات ان واقعات کے بارے میں احکام شریعت کی تحقیق کرتے یہ بات کسی

۱۔ کشف المغطاء عن وجه المغطاء حاشیہ علی المغطاء کتاب الطلاق باب حدة المعرفی عنہا زوجہا اذا كان حاملا

۲۔ مقدمائے خلدون، محمد الرحمن ابن خلدون، ص ۳۴۳، بغداد المکتبۃ

۳۔ البرهان امام الحرمین الجوزی متوفی ۷۵۸ھ، الجزء ۱، المکتبۃ امام الحرمین لہذا ۱۳۴۵ھ

عہد بنو امیہ میں اصول فقہ (۱۴۱ھ - ۱۳۲ھ)

عہد بنو امیہ میں اصول فقہ: (اجتہاد و استدلال)

صحابہ کرام کے مذکورہ اسلوب اجتہاد و استدلال کو بنو امیہ نے آگے بڑھایا اور جیسے جیسے اسلامی احکام پر فقہ و فرائض اور اصول و قواعد اور ان کے مابین پائے جانے والے فرق کی وضاحت ہوتی چلی گئی اس سلسلے کو آگے بڑھانے میں قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ کے اسلوب بیان اور طرز استدلال نے بنیادی رہنمائی فراہم کی۔ عمومی کلیات کو جزئی مثالوں کے ضمن میں بیان کرنے کا جو بالخصوص قرآنی اور بالعموم نبوی اسلوب رہا اس کے مطابق ملتے جلتے احکام پر فقہ و فرائض کے احکامات میں جاری دوسری عمومی اصول اور ان کی پشت پر کارفرما قواعد کلیہ کا پتہ چلتا ہے اس معاملہ میں قرآن کا اسلوب استقرائی ہے۔

یہاں یہ بات اہم ہے کہ پہلے ان ملتے جلتے جزئی احکام اور مشابہ مثالوں کو دریافت کیا جائے جو کسی ایک عمومی اصول یا قاعدہ کلیہ کے تحت آتے ہوں ان ملتے جلتے جزئی احکام اور مشابہ مثالوں کا اصطلاحی نام ”الاشباہ والامثال“ یا ”الاشباہ والسفائل“ ہے اپنے اس خاص فنی مفہوم میں سب سے پہلے یہ اصطلاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس خط میں مکتوبہ بنو امیہ نے تصدیق فرمائی تھی اور ان کا مقصد ان کے بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا تھا تھا نا کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس خط کے بعد ہی اس پورے علم کا نام علم الاشباہ و الامثال ہو گیا جس میں استقرائے و تدبیر کے اس عمل سے کام لے کر شریعت کے عمومی اصولوں اور قواعد کلیہ کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

دوسری صدی ہجری کے وسط تک اصول فقہ پر کام کی رفتار کا جائزہ :

دوسری صدی کے آخری زمانہ سے لے کر دوسری صدی ہجری کے وسط تک کی سوسال مدت میں اس میدان میں کتنا اور کیا کام ہوا اس موضوع پر کوئی حتمی رائے قائم کرنا مشکل ہے تاہم اتنا کہا جاسکتا ہے کہ اس دور میں قریب قریب ہر قابل ذکاوت نے اس سرگرمی میں حصہ لیا اور بہت سے اصولوں کی دریافت میں بعد والوں کے کام کو آسان بنایا لیکن اس سوسالہ دور میں قواعد فقہیہ کے بجائے زیادہ زور قواعد اصولیہ پر رہا امام شافعیؒ کی شہرہ آفاق کتاب ”المرسالة“ کو بغور پڑھا جائے تو اس کے پس منظر میں موجود اصولی بحثوں اور قانونی اختلافات کی دوسری بنیاد و صاف محسوس ہو جاتی ہیں جن کے بارے میں ایک صحیح نقطہ نظر کو سامنے اور واضح کرنے کے لئے امام صاحب نے یہ کتاب لکھی۔

ابوہریرہؓ میں عہد میں کام کی رفتار کا ان الفاظ کے ساتھ جائزہ پیش کرتے ہیں :

”حتى اذا انتقلنا الى عصر التابعين وجدنا الاستسباط يسع لكثرة الحوادث ولعمركم طائفة من التابعين على الفتوى كسعيد بن المسيب وغيره بالمدينة، وكعقبة وبراہیم النخعي

بالحقراق، لہذا ہوا کہ کن بین اہلہم کتاب اللہ وسنة رسولہ ﷺ وفنناوی الصحابة، وکان منهم من ینہج منهاج المصلحة ان لم یکن نص، ومنہم من ینہج منهاج القیاس، فالنظریات التي کان یسیر علیہا اہلہم شخصی وغیرہ من فقہاء العراق کانت نتیجہ نحو استخراج علل الاصلیة وحفظها والتفویع علیہا، ینطبق لذلک العلل علی القروع المختلفة، وھنا نجد المناهج لتتضح اکثر من ذي قبل، وکلما اختلفت المدارس الفقهیة کان الاختلاف سببا فی ان تميز منهاج الاستباط فی کل مدرسة ۱۰

(عہد صحابہ کے بعد جب عہد تابعین کے عہد کا مذاق کرتے ہیں تو یہ محسوس کرتے ہیں کہ تابعین کے دور میں اجتہاد واستنباط کا دائرہ اور وسیع ہو جاتا ہے ایک قواسم کے لئے کہ نئے نئے واقعات کی کثرت ہو گئی دوسرے اس لئے بھی ایک جماعت فتویٰ کے لئے کہ پانچ سو گئی شیخ شامہ مدینہ میں سعید بن المسیب وغیرہ عراق میں حضرت علقمہ اور ایماہ بن نفیع وغیرہ ان حضرات کے سامنے تین سو تیس تھ کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور صحابہ کرام کے فتویٰ ان میں سے بعض وہ حضرات تھے جنہوں نے جو نہ بولنے کی صورت میں مصلحت شرعی کو بنیاد بنا کر حکم شرعی کا استنباط کرتے تھے اور بعض دیگر حضرات قیاس کی راہ اپناتے تھے چنانچہ فقہاء عراق میں سے حضرت ایماہ بن نفیع وغیرہ کے اجتہادات کا مذاق کرنے سے مطمئن ہوتا ہے کہ یہ ایک قواسم کی مسئلوں کا احترام اور انہیں منضبط کر کے ان مسئلوں کو مختلف جزئیات پر منطبق کرتے تھے اس دور میں استنباط کے اصول قواعد پہلے سے بہت سی زیادہ واضح ہو چکے ہو کر سامنے آئے تھے اور فقہی اسکولوں میں جس قدر اختلاف ہوا اتنی فقہی اسکول کے مزاحمت استنباط الگ الگ پھر کر سامنے آئے)

عہد تابعین کے بعد اصول فقہ میں کام کی رفتار :

الذہرہ فرماتے ہیں :

"لماذا تجاوزنا عصر التابعين ووصلنا الى عصر الائمة المجتهدين نجد المناهج تتميز بشكل واضح، ومع تميز المناهج تميز قوانين الاستباط وتظهر معالمها، وتظهر على السنة الائمة في عبارات صريحة واضحة دقيقة، فتجد اباحیلة، مثلا یجد منهاج استباط بالكتاب، فالسنة فنناوی الصحابة یاخذ ما یجمعون علیہ، وما یختلفون فیہ یتخیر من آرائهم ولا یخرج عنہا، ولا یاخذ برای التابعین لانیہم رجال مثله، وتجدہ یسیر فی القیاس والاستحسان علی منهاج بین، حتی لقد یقول عنہ تلمیذہ محمد بن الحسن الشیبانی : کان اصحابہ ینازعونہ فی القیاس لماذا قال استحسن لم یلحق بہ احد، ومالک رضی اللہ عنہ، کان یسیر علی منهاج اصول واضح، فی احتجاجة، یعمل اهل المدينة، وتضریحہ ہذلک فی کتبہ ورسائلہ، وفی اشتراطہ ما اشتراطہ فی رواية الحديث، وفی لقده للاحدث نقد الضر فی المأثر، وفی ردہ لبعض الآثار المنسوبة للنبي ﷺ لمخالفة المنصوص علیہ فی القرآن او المأثور المعروف من قواعد الدین، کرده خیر" اذا ولع

الکلب فی اثناء احدکم غسلہ سبع" و کردہ غیر خیاب المجلس، و کردہ غیر اداء الصدقة عن المعولی، و كذلك كان ابو يوسف فی کتاب الخراج وفی ردہ علی سیر الاوزاعی یسیر علی منہاج ابن واضح، منہاج اجتہادہ" ۱

(تابعین کے عہد کے بعد جب ہم ائمہ مجتہدین کے عہد کا موازنہ کرتے ہیں تو یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ یہ مناج تابعین کے عہد کے مقابلہ میں زیادہ واضح تر ہے جس میں ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاتے ہیں اور مناج استنباط کے نتیجہ ہونے کے ساتھ ساتھ استنباط کے قوانین اور اس کی عاداتیں نہایت اہم و اہم ہو جاتی ہیں اور ائمہ مجتہدین کی زبان پر صرف واضح اور فنی عبارتوں میں یہ مناج اور قوانین واضح و اکثاف ہوتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک مفاد و استنباط کی ترتیب اس طرح تھی پہلے قرآن پھر حدیث پھر صحابہ کرام کے مختلف فتاویٰ اگر صحابہ کرام کے تابعین کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو کسی بھی ایک صحابی کی رائے کو ضرور اختیار فرماتے سب سے بہت کراہی کوئی رائے نہیں، کتبہ الہدایہ تابعین کے اقوال کو اس بناء پر ترک فرما دیتے کہ وہ آپ کے ہم مرتبہ لوگ تھے قیاس اور احسان کے باب میں آپ کا ایک واضح نکتہ تھا کہ آپ کے خاص شاگرد امام محمد فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے علاوہ قیاس کے باب میں کھل کر آپ سے بہت دہرا کر رہتے لیکن جب آپ دلیل احسان پیش کرتے تو سب لوگ خاموش ہو جاتے۔ امام مالک نے بھی ایک واضح اصولی نکتہ اپنایا ہے۔ اہل مدینہ کے عین کو آپ نے جہت قرار دیا اپنی کتابوں اور رسائل میں اس کی صراحت فرمائی روایت حدیث کے مسئلے میں مخصوص شرطیں لگائیں۔ ایک ماہر سرائف کی طرح روایتوں کو پرکھا حضور بھیجے کی جانب بعض مشرب روایتوں کو کسی نص قرآنی یا روایت کے کسی معروف قیادی قاعدہ سے حتم کر دینے کی بناء پر رد کر دیا۔ چنانچہ آپ نے حدیث "اذ اولع الکلب فی اثناء احدکم غسلہ سبع" اسی طرح خیار مجلس والی حدیث اور میت کی طرف سے اداء صدقہ والی حدیث کو اسی بناء پر رد فرمایا اسی طرح امام ابو یوسف بھی کتاب الخراج میں اور ابو یوسف

الاوراقی میں ایک واضح نکتہ پر چلنے پھرتے ہیں)

اس کے بعد امام شافعی تشریف لائے اور انہوں نے فقہ مدینہ فقہ عراق و فقہ مکہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے کچھ قواعد وضع کیے جن سے اجتہاد میں خطا و صواب کا پتہ چل سکے یہی قواعد آج اصول فقہ کے نام سے معروف ہیں اور پھر آپ نے حافظہ و فقہ عبد الرحمن بن محمد (متوفی ۱۹۸ھ) کی درخواست پر اپنے خاص شاگرد ربیع بن سلیمان کو مطلقہ مباحث اور کرائے انکس مباحث کا مجموعہ "الرسالۃ" کے نام سے موصوم ہے۔ جو امام شافعی کی مشہور تصنیف کتاب "الام" کے مقدمہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

عمر بن عبد العزیز (۶۰ھ-۱۰۱ھ)ؒ

مصر میں پیدا ہوئے علم و فتاویٰ میں شہرت پائی آپ امام ہادیہ مجتہد تھے تابعین کی کثیر تعداد نے آپ سے استفادہ نقل کیا امام جلال الدین سیوطی نے امام ذہبی کے حوالے سے تحریر کیا: "وقد نقلہ حتی بلغ رقبۃ الاجتہاد" ۲ (انہوں نے تصنف حاصل کیا یہاں تک کہ اجتہاد کے مرتبہ کو پہنچے)۔

۱ حوالہ سابق ج ۱ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹ (۶۰۸ھ-۶۲۰ھ)

۲ حسن الامریۃ فی اخبار مصر و القاهرة، جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۶ھ مصر مطبعۃ الخدیویہ

فصل چہارم

عہد عباسی کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا تحقیقی تجزیہ

(عہد عباسی کے آغاز سے چوتھی صدی ہجری کے اختتام تک)

اس فصل میں آغاز عہد عباسی سے چوتھی صدی تک کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔ دولت عباسیہ میں اصول فقہ پر کافی کام ہوا۔ حبشی محمضی نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "ازدھر علم الاصول فی صدر الدولة العباسیۃ"۔ (دولت عباسیہ کے شروع میں علم اصول پر کام کی رفتار میں اضافہ ہو گیا تھا)۔

دوسری صدی ہجری میں علمی و دینی حالت پر ایک سرسری نظر:

نواسیہ کے آخری حکمران مروان بن محمد کے مصر میں قتل اور استیلا کے خلیفہ ہوجانے کے ساتھ اس دور کا خاتمہ ہو جاتا ہے جس کی بنیاد حضرت امیر معاویہ ؓ نے رکھی تھی۔ نواسیہ کے چودہ خلفاء نے تقریباً کیا نوے (۹۱) برس تک حکمرانی کی۔ چھٹے خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور ہر لحاظ سے سبھری تصور کیا جاتا ہے۔ امن و امان و بار و بحال ہو گیا تھا۔ انہوں نے حضرت علی ؓ کی شان میں مبروں پر بر ملا گستاخی کرنے کی جاپا نارحم کا خاتمہ کیا، وہ لوگوں کے مصالح کی طرف متوجہ ہوئے و قرآن و سنت سے اسلامی علوم کی تعلیم و تعلم کی رجحان سازی کی، عوام الناس دین کے رشتوں میں فقہ و فہم حاصل کرنے لگے۔ محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ہدایت پر پہلی بار باقاعدہ سرکاری سطح پر حدیث رسول ﷺ کو جمع کرنے کا کام شروع کیا۔

اموی حکومت کے خاتمہ پر عبدالرحمن بن معاویہ عباسیوں کے چنگل سے بچ کر ۱۳۸ھ میں اندلس پہنچ گئے، پھر وہاں امیر بن گئے۔ عبدالرحمن الداخل کے نام سے شہرت پائی۔ قرطبہ فتح کر کے سرزمین اندلس کو وسعت دی۔ یہ وہ وقت تھا جب عباسی خلیفہ منصور کا نام مبروں پر لیا جاتا تھا۔ منصور کا لقب مقرر قریش تھا۔ الداخل نے خطبے سے منصور کا نام نکلوایا۔ اندلس اور اس کے آس پاس کے علاقوں کی خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ بالفاظ دیگر الداخل کی اندلس آمد سے نواسیہ کی تاریخ کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔

۳۱۸ھ میں الداخل کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے و شام ہاشم بن ہشام اور پھر اموی حکمرانوں نے ۳۲۸ھ تک اسبابناہر، چنگل، مراکش اور تیونس تک فتوحات حاصل کر لیں۔ تعلیم و تعلم کے فروغ کے لئے ضروری اقدامات کئے۔

۱۔ خلافت اشعرانی فی الاسلام، ص ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶،

علماء و آئمہ و مجتہدین کی مجلسوں میں مناظرے مباحثے بھی ہوتے۔ فقہ و اصول فقہ و حدیث سمیت متعدد موضوعات پر بحث آتے۔ اس کے نتیجے میں اصول فقہ پر بھی خاص توجہ مرکوز کی جانے لگی اور مختلف ائمہ از سے اس پر کام ہونے لگا۔ اصول و فقہ میں خدمات کے حوالے سے اس صدی کے چند نمایاں نام مستند بیچنے لگے ہیں :

امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب۔ مثلاً امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن اشعری، امام زفر، امام مالک بن انار اور ان کے اصحاب۔ مثلاً عبد اللہ بن وہب، عبد الرحمن بن قاسم، امام شافعی اور ان کے اصحاب۔ مثلاً یحییٰ بن عزیٰ و ربیع، امام مالک بن سعد اور ان کے اصحاب۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل و غیرہ کا اسی زمانہ میں ظہور ہوا۔

اس صدی میں مختلف علوم و فنون میں بالخصوص فقہ و اصول میں تالیفات کا رواج پڑ گیا تھا۔ امام ابو یوسف نے کتاب "العوایج" لکھی جس میں مملکت اسلامیہ کے مالی نظام کی وسیع گویں کو لکھا یا۔ اس کے معمار و موار و ہر کام پر امام ابو یوسف نے یحییٰ بن خالد البرکعی کے لئے "الجوامع" تالیف کی۔ اس میں لوگوں کے اختلاف و آراء کو بیان کیا۔ محمد بن حسن اشعری نے فقہ و اصول و حدیث پر کتب تالیف کیں۔ امام ابو حنیفہ کی تالیف میں سے سوائے "الفتاویٰ الامامیہ فی علم الکلام" اور "العالم والمصنوع" (اقتصادی) کے ہم تک کوئی کتاب نہیں بچئی۔ مگر ابو یوسف و یحییٰ نے اپنی کتاب "تلبیس النظر" میں امام ابو حنیفہ کے اصولی مبادیات کو جمع کیا ہے جس سے ان کی اصول و فقہ میں تاریخ طبعی و مبادیات بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے اور جو بھی فقہ و اصول میں ان کے شاگردوں کی کتب سے قواعد و اصول اور نتیج سے معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ وہ وہ حقیقت امام ابو حنیفہ سے ہی مستفاد ہوگا۔ امام مالک نے فقہی ائمہ از میں حدیث کی کتاب "موطأ امام مالک" تالیف کی۔ امام شافعی نے "الرد مالا نقیضہ" تالیف کیا جو اصول فقہ میں ہے۔ اس دور میں خلفاء و ائمہ کی دلچسپی بھی تالیفات کے رواج کے فروغ کا سبب بنی۔ وہ علماء و مفسرین کی خدمات کو سراہتے و انعامات و ہدایات عہدے دیتے، ان کی اس علم و دینی کے نتیجے میں ہم اس دور کے کامرانہ کی عمدہ و نفعات پاتے ہیں جو دین و علم کے باب پر محیط و جامع ہیں۔ ان حالات نے مختلف دینی جماعتوں کو ابھرنے کا سامان مہیا کیا۔ جن دینی جماعتیں خاص طور پر جنم پاتی ہیں :

۱۔ قدریہ : جن کا نظریہ یہ تھا کہ انسان اپنے ارادہ کا خود خالق ہے، جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس دور کے مشہور قدریوں میں معبد الحکمی اور شیخان و مشقی و غیرہ ہیں جنہیں بالترتیب قیاح بن یوسف اور ہشام بن عبد مالک نے قتل کر دیا۔

۲۔ جبریہ : ان کا نظریہ یہ تھا کہ انسان مجبور و محض ہے، اس کو اپنے ارادہ و عمل میں کوئی اختیار نہیں۔

۳۔ معتزلہ : قدریہ و جبریہ کے اضمحلال کے اثر سے "معتزلہ" وجود میں آئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی کی، خلق قرآن کا قول کیا، عقل کو نفس پر مقدم کرنا، مسلمانوں کی آزاد و مطلقہ سے لگا ہو جانے کی بناء پر ان کا نام معتزلہ پڑ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ واسطی ابن عطاء اور مروان بن عسید نے امام حسن بصری کے حلقہ درس سے ایک مسئلہ کو گنا و کبیرہ کا مرتکب کا فرمیں کے اختلاف کی بناء طبعہ کی اختیار کر لی تھی۔ معتزلہ کا خیال ہے کہ گنا و کبیرہ کا مرتکب نہ کا قر ہے نہ مومن۔ وہ وہ اور

منزلوں کے درمیان ہے۔ دولت عباسیہ میں خاص طور پر مامون و معتصم کے دور میں اس فرقے نے خوب نشوونما پائی اور اثر و رسوخ حاصل کیا۔

مستشرقین و مفسران لکھتے ہیں: "ويعتبر واصل ابن عطاء تلميذ الحسن (البصري) اَوَّل المعتزلة وقد اجتذب ملحة عصر بن عبد الله كان اشدَّ عبادة للعلوية من واصل نفسه"
تیسری صدی ہجری میں علمی و ادبی حالت پر ایک سرسری نظر۔

عراق میں بدستور سلطنت عباسیہ قائم ہے اور مزید کئی علاقے بھی زیرِ تحکیم آچکے ہیں۔ دوسری طرف اندلس میں بدستور مملکتیں ہیں۔ مراکش میں "ادامہ" اور تونس میں "ادامہ" دونوں اندلسی حکومت کے مقابل ہیں خراسان میں دولت صفاریہ، بخارا میں "سامانیہ" اور مصر میں "فلولون" کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ نئی فتوحات و توسیعات کے نتیجے میں ترقی ترقی اور ان دونوں کے مابین علمی سہولت میں تیزی آجاتا ایک فطری بات تھی۔ لیکن چوتھی کراس صدی میں بھی کئی لمبائیاں ہم سامنے آئے جن میں سے چند اصولی ہیں۔ ائمہ مجتہدین میں سے امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور مرہوم حنفیہ جماعت کے سرکردہ بشر بن علی ثمالی، ابی ہریرہ، نظامیہ جماعت کے پانی "ابراہیم نظامی" کا تعلق بھی اس تیسری صدی ہجری سے تھا۔ نامشائعی نے بغداد سے مصر واپسی پر اصول فقہ میں ایک مکمل کتاب نام "الوسالۃ للعقیدہ" تالیف کی۔ انہوں نے تیسری صدی ہجری کے آغاز میں لکھی تھی۔

عراق کی مذہبی و سیاسی حالت پر ایک طائرانہ نظر:

مامون رشید مسند خلافت پر بیٹھنے سے پہلے ہی علق قرآن کا قائل تھا۔ اس مسئلہ میں بحث و مباحثہ بھی کرتا تھا لوگوں کو اس مسئلہ کی دعوت دیتا تھا لیکن کبھی شدت کا اظہار نہیں کیا۔ دلوں کو نڈھال اور نہ کبھی مخالف عقیدہ کے لوگوں کو قیامت پہنچائی۔ عمر زندگی کے آخری ایام میں اس نے اعلانِ ارسائی کا کام شروع کر دیا مگر رئیس المصنف احمد بن داؤد ان کا حقیقی حُرک تھا جس نے مامون کی طرف سے علماء کو خطوط لکھے تاکہ قرآن کے حقوق ہونے کے بارے میں ان کا تحریر بیان کرنا یقین کو اپنے اوپر پہنچائے۔ امام احمد بن حنبل کو بھی اس اذیت سے دوچار ہونا پڑا اور یہ خطوط احمد بن داؤد نے اپنی حالت میں لکھے جب مامون زندگی و موت کی تکلیف میں گرفتار تھا۔ چنانچہ اس نے اس میں دو زبان و لہجہ استعمال کیا جن سے مخالفین کو آزمائش میں ڈال کر حرج پوری کر سکے۔ مامون کے انتقال کے ساتھ معتصم تخت نشین ہو کر ۲۱۹ھ تک حکومت کرتا رہا معتزلہ کی حد سے دو مامون کی بیرونی گرفتار اور امام احمد بن حنبل پر اذیت کا سلسلہ اس دور میں بھی جاری رہا۔ آپ پر کئے گئے مظالم کی نہ صرف غیر معتزلہ نے مخالفت کی بلکہ بعض معتزلہ مثلاً جاحظ و غیرہ بھی اس پر خاموش نہ رہ سکے۔ ۲۲۷ھ میں واقع اور ۲۳۲ھ میں متوکل تخت نشین ہوئے جنہوں نے مامون اور معتصم کے برعکس اہل سنت کو پسند کیا، ان کے خیالات کی تردید و اشاعت میں اعانت و مدد کی اور معتزلہ کی مخالفت کی۔ بشر المرہبی اور ابراہیم نظامی دونوں اہل سنت کے شدید مخالف تھے اور جدیہ آراء کے داعی تھے جو سلف صحابہ و تابعین سے معارض تھیں مگر مامون معتصم کے ساتھ قدرت کی جہ سے ان کو فروغ حاصل ہوا تھا اور تقویت ملی تھی۔

۱۔ کتاب التہذیب الاسلامیہ کا مدلل و مکمل ۲/۲۵۵ ج ۲، دارالاسلام، طبع جانی ۱۹۵۳

۲۔ اہل فتنہ و دوسرے آراء و فہم، مجاہد احمد، ۲۳-۲۵-۳۷ ج ۱، مجلس دارالاسلام، طبع

تیسری صدی ہجری کے چند نامور اصولیین :

ابن صدائق نخعی انہوں نے کتاب "الایات القلیاس وعبر واحد" تالیف کی۔ اصح ما لکھی مصری نے اصول فقہ کتاب لکھی امام شافعی کے علاوہ مثلاً بوہمی، مغزی نے متعدد کتب تالیف کیں شافعی مسلک کے فروغ میں انہوں نے خدمات انجام دیں۔ ظاہری مذہب کے بانی داؤد ظاہری سرزمین عراق سے اجمیر تکی غیر ملکی دورے کے اپنے مذہب کی تائید و فروغ میں کئی کتب تالیف کیں بہت سے علماء نے ان سے استفادہ کیا لیکن فقہین کی کمی کے باعث پانچویں صدی ہجری تک یہ مذہب تقریباً منقرض ہو گیا اگرچہ بعد میں ابن حزم ظاہری نے اس مذہب پر کتاب "المسحلی" تالیف کر کے اسے زندہ کرنے کی کوشش کی۔ اس کے سارے جید علماء ائمہ مجتہدین اور مختلف مذاہب کے مابین مسابقت و رقابہ کی موجودگی میں یقیناً علمی منظر سے وہاں بڑی یقیناً منہ عقد ہوتے ہوں گے جس کی وجہ سے تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی تیزی آئی ہوگی اور دیگر علوم و فنون کی ترقی کے ساتھ فقہ و اصول فقہ میں بھی آراء و تالیفات کے کام میں اضافہ ہونا ایک یقینی بات ہے۔

چوتھی صدی ہجری میں علمی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر :

اندلس میں ۱۳۷ھ میں عبدالرحمن الداخل نے اموی خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا اپنے آپ کو امیر المومنین کہہ شروع کیا اپنے نام کے ساتھ جاری کروائے۔ مصر میں دولت "اخشیدیہ" ہجری جو غفلت ہو کر قسطنطین کے پاس پہنچی عراق میں "بنو بویہ" کا ظہور ہوتا ہے عراق میں عباسی خلفاء کی گرفت کمزور پڑ گئی افغانستان میں دولت "فرخانیہ" اور "الحمدانیہ" جو وہاں آ جاتی ہیں۔ ایک عالمی تبدیلی کے آثار رونما ہونے لگے مگر اس کے باوجود بغداد و مصر و اہم مراکز تھے۔ علماء، باوجود باوجود شعراء و نویسندگان کی ایک بڑی تعداد کا تعلق اس دور سے ہے۔ اندلس غراسمان اور فارس میں ہلاک کی بڑی تعداد نے علمی سر بلندی کے لئے ہجر کر دیا اور ادا کیا۔ مثلاً ابن سرتاج، ابو الحسن اشعری، اسحاق شافعی، قاضی القزق، ابو الحسن کرتبی اور ابو بکر حصاص و دیگر اسی صدی کے کابرین میں نمایاں ہیں۔

اس فہم میں ہم تاریخ و فہم کی زمینی ترتیب کے ساتھ اصولیین کا مختصر تعارف اور ان کی اصول فقہ پر خدمات و جہاں ضروری ہو مناسب ہوگا وہاں تحقیقی تجزیہ بھی پیش کریں گے۔ جس سے اصول فقہ کے تاریخی تصور اور مختلف ادوار کا مہم کی رفتار و نوعیت کی صحیح تصویر کی عکاسی ہو جائے گی اختصار کی غرض سے ہم یہاں صرف اصولیین کے مختصر جامع احوال و ولادت و وفات ہجری کے بیان پر اکتفا کریں گے جبکہ نام سے متعلق تفصیلات حواشی میں بیان کی جائیں گی۔

ابن ابی لیلی (۳۷۵ھ / ۱۳۸ھ) ع

گوفے کے قاضی و فقیہ و مفتی رہے ابن حاکم نے لکھا :

۱۔ الحق الحسن فی طبقات الاصولیین، مجدداً اصطلحی المرافی (۱۳۲/۱۱۴۵) انطاکیہ کے مدافع و اضافی القلم کے ساتھ جہاد محمد بن ابی اسحاق ع و فہم سے الامامین و امامنا ما و اکثر ابن ابی حاکم نے حواشی ۶۸۱ھ / ۱۲۸۰ھ مصر طبع المسجید، امام ابی ابی الحسن ۱۳۱۰ھ
۲۔ محمد بن عبدالرحمن ابن ابی لیلی بن ابی جلال الانصاری الکوفی (۶۹۳/۷۶۵ھ) گوفے میں وفات پائی

بہت سے فقہی آراء مسائل میں قیاس و اجتہاد سے فائدہ دیتے تھے لیکن ان کے بعد ان کے تلامذہ کو سب ان قیامی یا انتہائی قدامی کی تاریخ میں کچھ عادت میں لکھیں تو ان سے مسائل قیاس و اجتہاد کو مدلل کر دیا گیا اور قیاس و اجتہاد کا تذکرہ چھوڑ دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سراسر امام ابوحنیفہ کی تعلیم میں ایک نئے مایہ ہو گیا۔^۱

امام ابوحنیفہؒ نے ان کے اصحاب سے منسوب اصول فقہ ائمہ کے بارے میں شاہ ولی اللہ^۲ الاختصاص فی بیان سبب الاختلاف^۳ میں فرماتے ہیں :

”سمی وجدت اکثر عہم یزعمون ان بناء الخلاف بین اہل حنیفہ والشافعی علی هذا الاصول المذكورة فی کتاب البزدوی ونحوہ والما الحق ان اکثرها اصول مخرجة علی قولہم وعندی ان المسئلة السائلة بان الخاص مین ولا يلحقه البیان وأن الزيادة بسخ وأن قطعی العام كالخاص وأن لاجتریح بکتيرة الرواة وأنه لا یجب العمل بحديث غیر الفقیہ اذا السد باب الروای ولا عسرة بمفهوم الشرط والوصف اصلا وأن موجب الامر هو الوجوب البتة ، والشمال ذلك اصول مخرجة علی كلام الائمة والنہا لاتصح بها رواية عن اہل حنیفہ وصاحبہ وأنه لیست المحافظة علیہا والتکلف فی جواب ما یرد علیہا من ضائع المتقدمین فی استصحابہم کما یفعله البزدوی وغیره“۔^۴

(اگر لوگ اس رسم کو ذکر کریں کہ ابوحنیفہؒ شافعی کا اختلاف بزدوی وغیرہ کی کتابوں میں ذکر کردہ اصولوں پر مبنی ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ اصول زیادہ تر ان کے اقوال سے مستخرج ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ قاعدہ کہ ”خاص اشیخ ہوتا ہے اور اسے بیان کرنے کی حاجت نہیں“ یا یہ کہ زیادہ تر علی کتاب اللہؐ کا حکم کہتی ہے یا یہ کہ ”عام خاص کی طرف ترجیح ہوتا ہے“ یا یہ کہ ”کتلہ روایات موجب ترجیح نہیں“ اور یہ کہ ”فی فقہ ہادی کی حدیث پر عمل کرنا ضروری نہیں، جبکہ حدیث پر عمل کرنے سے قیاس کا خلاف آتا ہو اور یہ اصول کی شرط اور وصف کا مفہوم معتبر نہیں“ یا یہ کہ ”امروہوب کے لئے ہوتا ہے“۔ مذکورہ بالا جملہ اصول فقہ ائمہ کے کلام سے مستخرج ہیں اور ان کی روایت میں یہ ابوحنیفہؒ آپ کے اصحاب سے منقول نہیں ہیں۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ان قاعدہ کی پابندی امدان پر اور خدا و عزائات کے جوابات دینے میں تکلف سے کام لینا، جیسا کہ بزدوی کا اعجاز ہے حقد میں کا شیوہ و برکت نہیں تھا)

شاہ ولی اللہ منہج بہ الدیان کو اپنی کتاب ”حجة الله البالغة“ میں بھی لائے ہیں کہ نجران قاعدہ کا مذہب سے منقول نہ ہونے پر اس امر سے استدلال کیا ہے کہ اس قاعدہ ”غیر فقہی راوی کی روایت خلاف قیاس ہو تو اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے“ پر عمل ترک کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں :

”وکتبک لیک دلہ لا علی هذا قول المحققین فی مسئلة لا یجب العمل بحديث من الشیخ بالسیط والعنادة دون الفقه ان النسب باب الروای کحديث المصراة ان هذا مذهب عیسیٰ بن

۱۔ ابوحنیفہؒ منہج بہ الدیان کا ذکر فقہاء کا بیان ہوتا ہے کہ ۱۹۳-۱۹۳۱ھ میں ابوحنیفہؒ علیہ السلام کی ولادت ۱۹۶ھ

۲۔ الاختصاص فی بیان سبب الاختلاف۔ شاہ ولی اللہؒ ص ۶۱۔ دہلی مطبعہ مہاراشٹری

۳۔ حجة الله بالغة۔ شاہ ولی اللہؒ ۱۹۶۱ھ دارالافتاء دارالعلوم دہلی

ایمان و اختصارہ کثیر من المتأخرین و ذهب الکرخی ونبہ کثیر من العلماء الی عدم اشراط فقہ الراوی لشقدم الخیر علی القیاس و قالوا لم یقل هذا القول عن اصحابنا بل المنقول عنهم ان حصر الواحد مقدم علی القیاس الاثری انہم عملوا بخیر اسی مزید فی الصائم اذا اکل او شرب فاسبا وان کان مخالفا للقیاس حتی قال ابو حنیفہ لولا الویلة للقت بالقیاس۔

(ان قواعد کے آئندہ مذہب سے منقول نہ ہونے پر محققین کا یہ قول کافی ہے کہ کاندھلوی ایک راوی بڑھاپہ و عدالت میں معروف و بزرگ رفتہ میں شہرت نہ رکھتے تھے اس کی وہ روایت دایمہ منسل نہیں جس سے رائے و قیاس کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ جیسے حدیث صحراۃ (۱۰) کہ مری میں کاندھلوی کی روز سے دو ہائے گہا ہو گا، یہ یقینی نہایت گاہ سب ہے اور بہت سے متاخرین اس کے قائل ہیں۔ لیکن اگر مری اور بہت سے علماء کے نزدیک، دلی کا قیاس نہ ضروری نہیں۔ کیونکہ حدیث ہم چار قیاس سے مقدم ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ قول تار سے اصحاب سے منقول نہیں کہ ایسی روایت کو ترک کر دیا جائے بلکہ خلاف اہلین ان کا قول یہ ہے کہ غیر واحد قیاس سے مقدم ہے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ انہوں نے ابو جریہؓ کی حدیث کہ ”سب روز دار بھولی کر گھائی ہے تو اس کا روز و قیاس تو تھا“ پر عمل کیا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث قیاس کے مخالف ہے۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: اگر ابو جریہ روایت کی روایت نہ ہوتی تو میں قیاس پر عمل کر کے روز و قیاس کو ثابت جانتے کا غم ہوتا)

شاہ ولی اللہ کے بیان کی روشنی میں ایوزہ پرو کی تحقیق کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

”مندرجہ بالا آیات سے بلاشبہ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جن قواعد کا مذہب حنفی کے اصولوں کی مشیت سے ٹکراتے ہیں یا اپنے آئندہ کے استنباط کا مبنی قرار دیتے ہیں وہ ان کے اندر کے وضع کردہ نہیں ہیں تا کہ یہ کہا جاسکے کہ وہ ان اصول کے وضع تھے اور ان کی اساس پر استنباط کرنے کے پابند تھے، بلکہ یہ اصول ان متاخرین علماء کے وضع کردہ ہیں جو امام مزیلی اور ان کے تلامذہ کے بعد پیدا ہوئے، جو ایسے قواعد کے استنباط کی طرف متوجہ ہوئے کہ جن کے مطابق مذہب حنفی کے فروعات کو ایک ضابطہ میں لائیں۔ جس سے وضع کردہ ”اصول“ ”فروع“ کے بعد و جو میں آئے۔ لیکن اس کے باوجود کہ یہ اصول متاخرین کے استنباط کردہ تھے اور ان کے تلامذہ سے منقول نہیں ہیں جن اصول کی طرف اشارہ وہ

کھانقہ کا اصل رنگ میں بیان کرتا ضروری ہے۔“

۱۔ اگرچہ امام ابو حنیفہؒ سے استنباط کے اصول تخصیصاً منقول نہیں ہیں تاہم یہ ضروری ہے کہ استنباط کرتے وقت ہر اصول ضرور آپ کے پیش نظر ہوں گے۔ اگرچہ آپ نے انہیں مدون نہیں کیا جس طرح کہ فروعات کو آپ نے ایک جگہ جمع نہیں کیا کیونکہ ان مستفرد و متنوع فروعات پر طائرانہ نظر ڈالنے ہوئے جو بے انتہا فکری ربط و منبط نظر آتا ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ چند قواعد کے پابند ہوں گے اور کبھی ان کی حدود و جہاز سے تجاوز نہ کرتے ہوں گے۔ باقی رہا ان مدون نہ کرنا تو اس کا یہ معنی نہیں کہ ایسے اصول موجود ہی نہ تھے۔ کیونکہ آپ کے تلامذہ نے جو فروعات آپ سے روایت کئے ہیں وہ سب آپ نے مدون کئے تھے۔ اور اگر آپ کے اصحاب و تلامذہ نے آپ سے یہ اصول روایت نہیں کئے تو اس کا یہ مطلب سمجھنا درست نہیں کہ فی الواقع طوطا بھی نہ تھے۔ انہوں نے آپ کے مسائل کے دلائل بھی سارے کھار ڈ کر کئے ہیں بلکہ بہت کم دلائل نقل کر سکے ہیں۔

امام ابو یوسفؒ کی کتب کو دیکھئے جب وہ امام ابو حنیفہؒ اور دیگر فقہاء کے باہمی اختلافات کا ذکر کرتے ہیں تو وہ اہل
سے صرف نظر کرتے ہیں۔ جیسے آپ کی کتاب "احکام ابی حنیفہ و ابن عمر رضی اللہ عنہما" "الرد علی سید الاولیاء"
میں یا "کتاب الحجاج" میں جہاں امام ابو یوسفؒ اپنا اور امام ابو حنیفہؒ یا دیگر آثار کے اختلافات ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح
لامعہ کی اکثر کتابیں بھی دلائل کے ذکر سے تو خالی ہیں مگر یہاں اختلافات کا باہمی مذاق ملاحظہ فرمائیے۔

۴۔ جن علماء نے یہ اصول مدعا استنباط کے جیسے امام بزدوی وغیرہ۔ انہوں نے انہیں امام صاحب ہی سے منقول
قول و روایات سے ان کو اصول نہ لکھا تھا پھر ان اصول اور امام صاحب کی طرف منسوب کر دیے تاکہ انہیں وہاں سے روایات
کا بھی ذکر کر دیتے ہیں جو اس قاعدے کے صحیح النسخہ ہونے کی دلیل ہوئی یا بالکل صحیح تر ان روایات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ
ان قاعدہ فروغ سے احکام استنباط کرتے وقت اکثر کے پیش نظر تھا اور جہاں وہاں تک جاہل منسوب روایات کا تذکرہ
نہیں کرتے۔ تو وہ حنفی مذہب کے بعض فقہاء کے آراء و افکار ہوتے ہیں جیسے کرنفی وغیرہ۔ لیکن ان کا تعلق زیادہ تر شکاری
اصول سے ہے مگر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ امام ابو یوسفؒ حنفی کے اصول تسلیم کر سکتے ہیں :

ابو یوسفؒ کے وہ اصول ہیں جو آخر حنفی کی جانب منسوب ہیں۔ اس حیثیت سے کہ انہوں نے انہیں استنباط کرتے
وقت کو نہ دیکھا۔ اسی سلسلہ میں وہ ایسی فروغ کا ذکر کرتے ہیں جو صحت قاعدہ پر دلالت کرتی ہیں یا بالکل صحیح تر ان کی
صحت نسبت معلوم ہوتی ہے یعنی یہ کہ ان کی نسبت آخر کی طرف درست ہے۔

دوسری قسم کے اصول ہیں حنفی فقہاء کی آراء مثلاً فقہ و مناقب غیر فقیر راوی کی روایت کو مخالف قیاس ہونے کی وجہ
سے قول ذکر کرنے کے بارے میں یحییٰ بن ابی ان کی رائے (جس کو ایک اصولی قاعدہ مانا گیا)۔

امام ابو حنیفہؒ کے افکار و نظریات کے تفصیلی اصولوں کا مطالعہ کرتے وقت جسم الکامل کا اہتمام ضروری ہے۔ اس کے
مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوگا کہ مثلاً خلاف قاعدہ کہاں تک فروعات پر حاوی ہے۔ ہمارا احتیاج وہاں سے ملے گا کہ ان کتابوں پر
ہو جائے میں ایسے اصول مذکور ہیں۔ اس ضمن میں اصول خیر الاسلام بذوق سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس پر کسی
دوسری کتاب کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

۵۔ اگرچہ امام ابو حنیفہؒ سے استنباط کے تفصیلی قواعد منقول نہیں ہیں تاہم اسے اہل کے قواعد عامان سے ضرور مروی
ہیں۔ سب مناقب اور آپ کی سیرت و سوانح پر مشتمل کتب میں ان سرچشموں کی تحقیقات ملے گی کہ جن سے آپ نے
اپنی فقہی بنیاد بچھائی۔ ان دلائل کے ذکر و بیان میں آپ کے مثلاً اقوال موجود ہیں۔ اگرچہ ممکن ہیں اور ان میں
تحقیقات درج نہیں ہیں۔ بلاشبہ ان اصول کی درست کے وقت جن پر امام صاحب کا استنباط فی الواقع ان اول فقہیہ کی
طرف توجہ دینا بھی ضروری ہے جنہیں آپ نے ذکر فرمایا ہے مثلاً

تو بعد قیاس کی تدوین میں امام ابو حنیفہؒ کا کردار :

امام ابو حنیفہؒ قیاس فقہی کے امام تھے۔ جو نصوص کے پرشیدہ گوشوں سے ملے احکام یا اصول نکالتے تھے۔ پھر ان کے
ضمیمہ میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نصوص میں معارضہ میں ایسی حالات بھیجی کرتے کہ فیض سے ذرا ہٹتے اور نہ قیاس کو باجھ سے

جانے دیتے۔ جب کسی موقع پر قیاس نامہ ساز گار ہوتا تو اس مسئلے میں احتسان کی طرف رجوع کرتے اور اس سے آگے نہ ہٹتے۔ وہ قیاس کی قیامت کو ان مقامات میں ڈور کر دیتے جہاں وہ مؤیدوں سے ہوتا اس کے علوم کو باقی رکھتے اور اس کے آثار کو ذرا اہل کر دیتے۔ امام ابوحنیفہ سے کہیں مقول نہیں کہ آپ نے قیاس کے بارے میں کچھ بتایا ہو۔ آپ نے یہ کام اپنے علاوہ پر چھوڑ دیا مگر انہوں نے سوائے قیاس کے قوانین مرتب کرنے کے سب کچھ مرتب کر دیا۔ لیکن واضح رہے کہ بلاشبہ امام ابوحنیفہ اپنے قیاسات میں خاص تو اہل کی پابندی کرتے تھے۔ استخراجِ مطلق میں بھی آپ ایک قمری نظام التزام قائم رکھتے تھے جو آپ کے فحش نظر رہتا۔

بہر حال چونکہ امام ابوحنیفہ قیاس کے اصول و قواعد کو ترتیب نہ دینے پائے تھے۔ اس لئے جب حنفی فقہ کے مجتہدین کا دور آیا تو انہوں نے آپ سے مقولہ فروغ سے ایسے جامع روایات استنباط کئے جن سے احکام میں ربط و منسلک پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے ان ضوابط سے بھی تعرض کیا جن کو قیاسات میں امام ابوحنیفہ پیش نظر رکھتے تھے۔ تاہم چند ایسے قواعد کا ذکر بھی کیا جن کی پابندی سے آپ آزاد تھے۔ فروغ مقولہ سے استخراجِ اصول کرنے والے مجتہدین نے قیاس کے قوانین مستحکم کئے ہیں انہیں تسلیم کئے بغیر چار نہیں۔ اس لئے کہ یہ قیاس سے استنباط کردہ اکثر فروغ پر منطبق ہوتے ہیں اور جن قواعد میں فقہائے حنفیہ نے امام شافعی سے ان کے اصولوں میں مناقض کیا ہے ان میں ملتوں کی ایسی تصویر کشی دی ہے جن پر احکام ماثورہ نمیکہ منطبق ہو گئے اور جہاں یہ اطلاق درست نہیں جیسے کادہاں بڑی مضبوطی اور باریک بینی سے ان کی جہ مختلف بیان کر دی ہے۔ غرض الاسلام کے بیان کردہ احکام مطلق اور ضوابط قیاس ہی امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کی اصلی تصویر ہیں۔

زفر بن ہذیل (۱۱۰ھ - ۱۵۸ھ)

امام ابوحنیفہ کی صحبت میں رہ کر فقہ ائمہ و ماسئل کی رائے کا طالب پایا۔ حنفیہ کے آخری مجتہدین میں سے ایک ہیں۔ آپ قیاس و اجتہاد میں بلند مقام رکھتے۔ ابن خثکان (متوفی ۶۸۱ھ) نے لکھا :

"کان من اصحاب الحديث ثم خلف عليه الراي وهو قياسي"

(اصحاب حدیث میں سے تھے مگر رائے کا ان پر تہ ہو گیا اور وہ قیاسی ہے)

خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے تاریخ بغداد میں امام ابوحنیفہ و اصحاب کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا۔ جمعہ بن لیس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام ہزلی کے پاس تھا تو :

"فوقف عليه وجل فساله عن اهل العراق فقال له : ما تقول في ابي حنيفة ؟ فقال سبعم قال

غايو يوسف ؟ قال البصم للحديث ، قال فمحمد بن الحسن قال اكثرهم تفريفا قال فزفر بن لعل

احد هم قياسي"

زفر بن لعل نے کہا میں نے سب سے پہلے سب سے پہلے (۴۶۳ھ - ۴۷۴ھ)

ج و فوات الاعيان و انبا بابا و انبا ابن خثکان (متوفی ۶۸۱ھ - ۶۹۰ھ) مرقا بن عبد اللہ بن ابراہیم (متوفی ۱۳۱۰ھ)

ج تاریخ بغداد و انبا مکران بن علی خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ - ۴۷۴ھ) ابن و دارا کتب العلمیہ (متوفی ۵۵۸ھ)

(ایک شخص امام حنفی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے عراق کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے امام حنفی سے کہا :
 ”یہ ضیق کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟“ امام حنفی کہا ”اہل عراق کے سردار اس نے بصرہ میں چھ ماہ تک حبس کے
 بارے کیا ارشاد ہے؟“ امام حنفی بولے ”دوسب سے زیادہ حدیث کی اشراج کرنے والے ہیں۔“ اس شخص نے بصرہ کو اور
 ”امام محمد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟“ حنفی فرمائے گئے ”وہ تقریبات میں سب پر غائق ہیں۔“ وہ بولا ”اچھا
 تو زفر کے متعلق فرمائیے؟“ امام حنفی بولے : ”وہ قیاس میں سب سے زیادہ عزیز ہیں۔“)

اصول میں آپ کی آراء :

اصول میں آپ کی آراء میں سے بعض مذہب ابوحنیفہ کے خلاف ہیں ان سے چھ یہ ہیں وہ فرماتے ہیں :

”الاصول عندی ان الخلاف فی صفة الماثون فيه معتبر فاذا اذن شخص لاخر فی تطليق
 زوجته طلاقه رجعية ، فوقع الماثون له طلاقه بانه ، لم يقع الطلاق اطلاقاً ، لانه خلاف الصفة
 التي اذن له فيها وقال ابو حنيفة وأبو يوسف ومحمد يقع الطلاق رجعية“۔

(میرے نزدیک اصل ہے کہ صفت ماثون میں خلاف کا اعتبار دیا جائے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینی اپنے کا
 اعتبار کسی دوسرے شخص کو دیا اور اس نے طلاق پان و سدی تو اصل طلاق واقع نہیں ہوگی چونکہ اس صفت میں اختلاف
 ہے اور کیا جس کی اجازت دینی گئی تھی۔ جبکہ ایسی صورت میں امام ابوحنیفہ امام یوسف اور امام محمد نے ذرا یک طلاق رجعی
 واقع ہو جائے گی)

ان طرح ان کی ایک رائے یہ بھی ہے :

”ان المرأة اذا ادعت علی زوجها ، انه طلقها تطليقة بانه ، ولكانت شاهدين ، شهد احد هما
 بانه طلقها بالنا ، وشهد الاخر بانه طلقها طلاقاً رجعية ، ودت شهادتهما ، ولم يثبت الطلاق
 كما قال زافر ، ويقول الثلاثة نقبل شهادتهما علی طلاقه رجعية“۔

(اگر کوئی عورت دعویٰ کرے کہ اس کے شوہر نے طلاق پان و سدی اور دو گواہی پیش کرے ان میں سے ایک طلاق پان و سدی
 دوسرے طلاق رجعی کی شہادت دے اور ان دونوں کی شہادت دیکر وہی گواہیں کی اور طلاق کا واقعہ ثابت نہیں ہوگا
 طرح امام زفر نے فرمایا ہے مگر (ان کے سوا) جنہیں (امام ابوحنیفہ امام یوسف امام محمد) نے فرمایا کہ ہم ان دونوں کی
 شہادت طلاق رجعی کے طور پر مان لیں گے)

نوٹات :

ان نوٹ میں نے کہا کہ انہوں نے کتب تالیف کیں مگر ان کے اسماء و فہم انہیں بتائے ، شاید ان میں باقاعدہ
 اصول فقہ پر بھی اگلد سے کوئی کتاب ہو۔

۱۔ الفہم العین فی طبقات الاصولیین۔ محمد بن عقیل المرافی، ۱۰۷۱ھ، بیروت محمد بن داؤد سنہ
 ۱۰۷۱ھ، بیروت۔ ۲۔ ابن الحرم ابن الخریج محمد بن ابی یحییٰ، ۳۸۵ھ، ۴۵۶ھ (فی المباح و حقیقہ اصحابہ)۔
 ۳۔ ابن الخریج محمد بن ابی یحییٰ، ۳۸۵ھ، ۴۵۶ھ (فی المباح و حقیقہ اصحابہ)۔
 ۴۔ ابن الخریج محمد بن ابی یحییٰ، ۳۸۵ھ، ۴۵۶ھ (فی المباح و حقیقہ اصحابہ)۔
 ۵۔ ابن الخریج محمد بن ابی یحییٰ، ۳۸۵ھ، ۴۵۶ھ (فی المباح و حقیقہ اصحابہ)۔

”ایہ سب کچھ جو ہم نے بیان کیا ہے ان سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ موطا فقہ کی کتاب ہے اور حدیث کی بھی کتاب ہے لیکن احادیث جو اس میں بیان کی گئیں ہیں ان کے لانے سے یہ فرض ہے کہ ان سے فقہی فیصلے کا استنباط کیا جائے اور ان سے دلیل حاصل کی جائے اور ان کے اعتقاد کے موافق احکام کی فرمیں اور شریعتیں لگائی جائیں۔ امام صاحب صرف احادیث کی روایتوں پر اکتفا نہیں کرتے۔ نہ صرف انہی سے استنباط کرتے ہیں بلکہ صحابہ کے فیصلے بیان کرتے ہیں اور ان کے موافق حکم لگاتے ہیں اور ان میں سے وہ اسے پسند کرتے ہیں جسے زیادہ مناسب خیال کرتے ہیں۔ جسے اس مسئلہ میں صحابہ سے زیادہ قریب پاتے ہیں۔ پھر اس سلسلہ میں حدیث کے اصرار کا بھی ذکر فرماتے ہیں اور اس سلسلہ میں وہ اس کا ضمیمہ کے فیصلوں کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں اور جس مسئلہ میں صحابہ کے فیصلوں کا حکم نہیں ہوتا تو قیاس کرتے ہیں۔ آپ نے دیکھی ہی ہو کہ کس طرح قیاس کیا ہے فقہ و کے حال پر کہ جس کی وہی نے وفات کی حدت پوری کر لی اور اس پر چار سال بھی گزر چکے تھے۔ پھر قیاس کیا اس کا جب کے حال پر کہ حدت نکاح کر لی تھی ہے۔ شوہر نے اپنی زوجہ کو نکاح اسے وہی طلاق کا دعویٰ کو طلاق اور شوہر نے وہی کی طلاق کی مدت میں راحت کر لی اور دعوت کا دعویٰ کو حکم نہیں ہوا اور اس نے نکاح کر لیا۔ اس تمام سے ظاہر ہوتا ہے کہ موطا انہی کتاب ہے جس میں اہل حق مسابک کے سلسلہ میں امام مالک کے استنباط کرنے کا مسلک معلوم ہوتا ہے پھر اسے فروغ کا استنباط کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں۔ اصول کے قواعد کا کامل بیان نہیں کرتے ہیں۔ پھر بعد میں لکھتے ہیں اس سے استنباط کر کے اصول فقہ ائمہ رب کے ہیں۔“

مالکی فقہ کے اصول کی تدوین میں امام مالک کے کردار پر ایوز ہرہ کی بحث کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

امام مالک نے جن اصولوں پر اپنے فقہی سب کی بنیاد رکھی ان میں حدیثوں کو نہیں کیا تھا اور جن اصول سے انہوں نے قرآن کے احکام کا استخراج کیا انہیں منضبط نہیں کیا تھا لیکن انہوں نے خود کو اصولوں کا پابند رکھا تھا۔ وہ اس معاملہ میں اپنے معاصر ابو حنیفہ کی طرح تھے اور اپنے شاگرد امام شافعی کی طرح نہیں تھے جنہوں نے استنباط کے لئے اصول ہدون کے اور انہیں ضابطہ میں لانے اور ان کے اقتدارات و اسباب بیان کر دیئے اور استدلال میں ان کا مقام بٹا دیا۔ لیکن امام مالک نے اگرچہ استنباط کے لئے فقہی اصول کا ذکر نہیں کیا لیکن بعض فتووں میں انہوں نے اصولوں اور احادیث کی تدوین میں ان کی طرف اشارہ ضرور کر دیا۔ یہ احادیث طواو مستند متصل مستند ہوں یا مقطوعہ مرسلہ اور بلاغات ہوں۔ اگرچہ انہوں نے اپنے مسلک و مہنہ کی وضاحت نہیں کی اس سے حدیث نہیں کی اور لینے کے اسباب منضبط نہیں کئے لیکن دواوی چیزوں کی طرف متوجہ ہے۔

مثلاً موطا سے ہم پر یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ مرسل، مقطوعہ اور بلاغات کو قبول کرتے ہیں لیکن ان کے لینے کی وجہ بیان کرتے ہیں اس لئے کہ وہ اس زمانہ میں ان کی شانہ کی ضرورت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے وہ اس بات پر اپنی کاپی توجہ مبذول کرتے تھے کہ کون حدیث بیان کرتا ہے اور اس کے متعلق دو کوئی تسلی حاصل کرتے تھے۔ لہذا بیان کرنے کا عقد عمل مند اور فقہی ہے تو سلسلہ کی ضرورت نہیں۔ امام مالک نے اہل مدینہ کے مثل کو لینے کو بھی تصریح کر دی ہے اور اس کے اسباب و دلایل پر روشنی ڈالی ہے۔ موطا قیاس کو قبول پر مشتمل ہے جیسا کہ آپ ان کا قیاس نہ پر موقوفہ کے سلسلہ میں دیکھ چکے ہیں کہ جب اس کا شوہر واپس لوٹا اس کے بعد کہ اس کی زوجہ مطلقہ نے جسے ابھی طلاق دی تھی نکاح کر لیا اور پھر

رجعت کر لی۔ اور عورت کو صرف طلاق کا علم تھا اور رجعت کرنے کی خبر نہیں تھی بلکہ اس حال میں اس نے نکاح کر لیا۔ اسی طرح آپؐ کو مخاطب کیا گیا کہ انہوں نے تصریح کی ہے یا استنباط کے اصول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مگر چنانچہ اصول کی توضیح اور توجیہ موجود نہیں ہے وہ قیاس اور اس کے مراتب میں مباحث کے ضابطے بیان نہیں کرتے ہیں اور اس کی قسم کی تفصیل ملتی ہے۔

مذہب مالکی کے فقہاء نے فقہ میں وہی کام کیا جو مذہب حنفی کے فقہاء نے کیا تھا انہوں نے فروع کو دیکھا ان کی تحقیق کی اور ان سے ان اصول کا استخراج کیا جن سے اس عقیم مذہب کے استنباط کا طریقہ مقرر ہو سکتا ہے۔ اور ان استنباط کے ہوئے اصول کو اصول مالک کے نام سے مدہن کیا۔ مثلاً کہتے ہیں امام مالک اس بات میں عقیدہ مخالف لیتے ہیں۔ طرز خطاب سے ظاہر ہوتا ہے، اٹھا ہر قرآن سے اور کہتے ہیں اہل اہل اور مالک حقیقت یہ ہے کہ یہ امام مالک کے اقوال نہیں ہیں کہ ان سے چنے آ رہے ہوں ان کی ان سے روایت کی گئی ہو بلکہ یہ ان فروع سے نکالے گئے ہیں جو امام مالک سے پہنچے ہیں۔ ان کے تفصیلی دلائل انہی کے سلسلہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں فقہاء ان کے بعد بیان کر دیتے ہیں اس کے سوائے استلال ممکن نہیں ہے۔

ہمارے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہم ان اصولوں کو مان لیں کہ یہ امام مالک کے مذہب کے اصول ہیں اس لئے کہ ان علماء کی کوششیں ان میں صرف ہوتی ہیں۔ نہ یہ مناسب ہے کہ ہم ان اصولوں کو رد کر دیں اس لئے کہ وہ امام مالک سے ہمیں نہیں پہنچے ہیں۔ لیکن ہم پر یہ ضرور فرض ہے کہ جو امام مالک کے ثابت شدہ اقوال ہیں اور تصریحات ہیں ان سے جو حقائق و موافق نہ ہوں انہیں رد کر دیں اور قبول نہ کریں یا جو بعض فروع پر تو منطبق ہوتے ہیں اور اکثر پر منطبق نہیں ہوتے انہیں قبول نہ کریں۔ ہم تمام اصول میں جو علماء نے بتائے ہیں اور اس میں کوشش کی ہے وہی طریق اختیار کریں گے۔ ہم ان سے شخص اس وجہ سے انکار بھی نہیں کریں گے کہ اس میں امام صاحب کا اثر ثابت نہیں ہوا ہے بلکہ ہم اس وقت رد کریں گے جب کہ ان کے ہم تک پہنچے جو اسے اقوال کے خلاف ہو۔

لہذا جو بات علماء کے نزدیک مقرر اور ثابت ہے وہ قبول کرنے اور اختیار کرنے کے قابل ہے جب تک اس کے خلاف دلیل ثابت نہ ہو جائے۔ اگر ایسا ہو تو ہم انکار کریں گے اس لئے اس کے بطلان پر دلیل ہوگی، بعض انکار سے کام نہیں چلے گا اس لئے کہ جو بات علماء نے قبول کی ہے اس سے ان کا قبول کرنا ہی مستند بنا دیتا ہے اور ان کے قبول کر لینے کی وجہ سے ظاہر اصحت و دلیل موجود ہوگئی۔ یہ تمام اصول ثبوت کے ساتھ مالکیوں کے علم اصول کی کتابوں میں یا شرحوں میں جو انہوں نے متوطا پر چاہیے لکھے ہیں، ان میں سب موجود ہیں۔ یہ علماء ہر قاعدہ میں کہہ دیتے ہیں امام مالک کیا یہ رائے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ انہوں نے اسے شروع سے حاصل کیا ہے۔ آپ عراقیوں کو دیکھیں گے کہ وہ کتاب الصلح میں قاعدہ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ امام مالک کی رائے بیان کرتے ہیں جمہور کے موافق ہے یا مخالف ان آراء کے مجموعہ سے مذہب مالکی کے اصول مدہن ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی نسبت اس جلیل القدر امام کی طرف ہے اور اس نسبت کی قوت ہے۔ اس میں شک نہیں انہی پر مالکیوں کے اقوال کی بنیاد قائم ہوتی ہے اور یہی ہیں کہ ان پر ان مذہب کے حلقہ میں اور متاخرین کی تخریج اور استنباط قائم ہے۔ ان سے نتائج نکالے گئے ہیں۔

امام ابو یوسف حنفی (۱۸۳ھ/۷۸۲ء)ؒ

آپ نے امام ابو حنیفہؒ کی صحبت میں رہ کر فقہ کی تعلیم حاصل کی مگر کئی مواقع پر اپنے استاد امام ابو حنیفہؒ کی رائے سے اختلاف بھی کیا اور اس پر دلائل پیش کئے۔ کتاب "اختلاف اہل حنیفۃ" وہن ابی لیلیٰ میں آپ نے وہ مسائل ذکر کیے ہیں جو ان میں اختلاف تھا۔ ان میں سوائے چھ ایک مقام کے آپ نے امام ابو حنیفہؒ کا متفقہ پایہ آپ سے کسی سبب منسوب کی جاتی ہیں، ہم صرف ان کے اصول متفق کو جاننے کے لئے صرف "کتاب الخراج" کو زیر بحث لارہے ہیں۔

کتاب الخراج : یہ کتاب ابو یوسفؒ کا ایک خط ہے جو حنیفہؒ ہارون رشید کے نام ارسال کیا۔ اس میں انہوں نے حکومت کے مالی دوسرے اہل علم و دین کی تعلیمات و ذکر کیں۔ ان کا زیادہ اعتماد قرآنی دلائل، احادیث نبویہ اور صحابہ کرام کے فتاویٰ پر ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے کہنے سے نقل کا استنباط اور صحابہ کے ان پر عمل کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے قول سے ان کے اعمال کا نقل کرتے ہیں اور جب قیاس اور اسے اختلاف کرتے ہیں تو اسے نقل پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ آپ کے بعض قیاسات جب حضرت عمرؓ کی رائے کے خلاف معلوم ہوتے ہیں تو وہ خود ہی اپنے قیاس پر فرضی اعتراض وارد کر کے اس کا دلیل اور نقلی نقل جواب دیتے ہیں۔ مثلاً متنبیہ علی مثال میں وہ ایک فرضی اعتراض کا جواب اس طرح دیتے ہیں :

"قيل لابي يوسف : لم رأيت أن يخاصم أهل الخراج ما أخرجت الأرض من عتوف
الخللات، وما أثمر الشجر والكرم على ما قد صنعته من المقاسمات، ولم توددهم
إلى ما كان يصير من الخطاب رضى الله عنه وضعه على أرضهم ونخلهم وشجرهم وقد
كانوا بذلك راضين وله محملين، فقال أبو يوسف : إن عمر رضى الله تعالى عنه رأى
الأرض في ذلك الوقت مضملة لما وضع عليها، ولم يقل حين وضع عليها ما وضع من
الخراج إن هذا الخراج لازم لأهل الخراج وحتم عليهم ولا يجوز لى ولعن بعدى من
الخلق أن ينقص منه ولا يزيد فيه ، بل كان فيما قال لحذيفة وعثمان حين أتياه بغير
ما كانا أصغلهما عليه من أرض العراق "لعلكما حملتما الأرض ما لا تطبق" دليل على
أنهما لو أخبراه أنهما لا تطبق ذلك الذى حملته من العلماء لنقص مما كان جعله عليهم من
الخراج ، وأنه لو كان ما فرغه وجعله على الأرض حتمالا يجوز النقص منه ولا الزيادة
فيه ما سألتهما عما سألتهما عنه ثم احتمال أهل الأرض أو عجزهم وكيف لا يجوز النقصان
من ذلك والزيادة فيه وعثمان بن حنيف يقول مجيباً لعمر رضى الله تعالى عنه حملت
الأرض أمراً هي له مبطقة، ولو شئت لأضعت على الأرض، وليس قد ذكر الله قد ترك لفضل
لرسوله أن ياحملها؟ وحذيفة يقول مجيباً لعمر رضى الله تعالى عنه أيضاً : وضعت على
الأرض أمراً هي له محتملة وما ليها كثير فضل".

۱. مجلس الفتاوى ج ۱ ص ۱۸۴ (۱۸۳ھ/۷۸۲ء)

۲. کتاب الخراج ج ۱ ص ۱۸۴ (۱۸۳ھ/۷۸۲ء) ص ۱۸۴ (۱۸۳ھ/۷۸۲ء)

فلیست له فاما من يقول هي له فهذا اباح الاثر ولكن باذن الامام ليكون اذله فسل لا فيما
يسلهم من خصوصاتهم واحرار بعضهم بعض قال ابو يوسف : اما ان اقرى اذا لم يكن فيه
حسرة على أحد ولا لاحد فيه خصوصاً ان الله رسول الله ﷺ جازز الى يوم القيامة فاذا جاء
الضرورة فهو على الحديث "وليس لعرق ظالم حق"۔

اس اختلافی مسئلہ کا سیاق مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ اور زمین کو آپاد کرتا چاہے تو اس کے لئے ہر
وقت کی اجازت ضروری ہے یا نہیں؟ امام ابو یوسف نے اسے ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ آپاد کرنے والا اس زمین کا مالک
ہے۔ مگر امام ابو حنیفہ آپاد کر دین کی حکایت کے لئے حاکم کی اجازت کو شرط قرار دیتے ہیں۔ امام ابو یوسف دونوں
نقطہ نظر میں واکل ویرا ہیں ان الفاظ سے ذکر فرماتے ہیں :

امام ابو حنیفہ فرماتا کرتے تھے "ہر شخص جو زمین کو آپاد کرتا ہے وہی اس کا مالک ہے بشرطیکہ اس اجازت کی اسے اجازت ہو
اور جو بلا اجازت آپاد کرے وہ اس کا مالک نہیں اور غلط کو حق حاصل ہے کہ وہ اس سے لئے اور جو چاہے اس میں کرے
کسی کو اجازت پر نہ دے اس کی جائیداد سے۔ ابو یوسف سے کہا گیا کہ حدیث میں تو آتا ہے کہ جو شخص زمین کو آپاد کرتا ہے
وہی اس کا مالک ہے اور امام ابو حنیفہ اس میں ان امام کی شرط لگاتے ہیں تو حضرت کا قول بھی کسی دلیل پر مبنی ہوگا؟ ہمیں یہ
ضرور بتانیے۔ امید ہے کہ آپ نے امام ستان کی حجت و دلیل سن لی ہوگی امام ابو یوسف نے فرمایا "ابو حنیفہ" کی دلیل یہ ہے کہ
آپاد زمین امام کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں۔ دیکھتے ہیں کہ امام ابو یوسف نے کہا "ابو حنیفہ" کی دلیل یہ ہے کہ
سامعی کے حق میں مانع سے آپ بتائیے کہ کوئی وار قرار دیں گے؟ اور دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص اگر چاہے ہی وہی زمین کو آپاد کرے
چاہے وہ دوسرے کسی آدمی کے حق میں مانع ہے حالانکہ اسے اعتراض ہے کہ اس زمین پر اسے کوئی حق حاصل نہیں رہا
دوسرا شخص کہتا ہے کہ اسے آپاد نہ کیجئے کیونکہ یہ صحیح معنی میں مانع ہے اور اس سے مجھے تکلیف ہوگی۔ ایسے مانع پر امام ابو
حنیفہ نے ان امام کو فیصلہ قرار دیا ہے۔ جب وہ اجازت دے دے گا تو وہ اس زمین کو آپاد کرنے کا مجاز ہوگا اور امام کا یہ ان بالکل
بجا اور درست ہوگا اور اگر ملک دے گا تو یہ وہی غلط نہ ہوگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ امام کی اجازت یا عدم اجازت کی
صحت میں لوگوں میں ایک جگہ کے بارے میں اختلاف نہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہ کے مندرجہ بالا قول سے کہیں
حدیث کی تردید نہیں ہوتی۔ تردید جب ہوتی اگرچہ حنیفہ یہ کہتے کہ اگر امام کی اجازت سے آپاد کرے جب بھی وہ اس کی
ملکیت نہیں ہوتی اور جب وہ کہتے ہیں کہ وہ اس کی ملک ہو جائی ہے تو یہ حدیث کی ہی وہی ہے نہ کہ تردید و اختلاف۔ انہوں نے
ان امام کی شرط اس لئے لگائی ہے کہ امام کی اجازت باقی تمام حالات اور شرائط کی صورت میں فیصلہ کن حجت ہو لیکن میرا کہنا یہ
ہے کہ خصوصاً ان حدیث پر امام کی ضرورت بھی نہ پہنچتی ہو تو یہی اگر ہم سمجھنے کی بجائے امام کی اجازت کی ہی وجہ امام کی اجازت
موجود ہے (لہذا ان امام کی حاجت نہیں کہ جب ضروری صورت میں وہی تو حدیث کی ہی عمل کیا جائے گا کہ ظالم کو کوئی حق
حاصل نہیں ہے۔ یہ فرق یہ کہ امام ابو یوسف جہاں بھی اپنے آئینہ کا اختلاف بیان کرتے ہیں وہیں حنیفہ ان کے دلائل
ذکر کر دیتے ہیں بشرطیکہ مقاصد حاصل ہو جیسا کہ جو زمین کے مسئلہ میں۔ کیونکہ آپ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ آپ کے
آئینہ حدیث کی مخالفت نہیں کی بلکہ اس کے منہج امام کا ان امام کی قید کے کریمہ اور مقید کرنا ہے جس تفصیل کی ضرورت نہیں
ہوتی وہاں اعمال سے کام لیتے ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف کرنا چاہیے کہ اختلاف کا ذکر کرنے میں امام ابو یوسف کا
طرز بیان ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے)

آپ کی ایک کتاب "الجوہر" ہے جو آپ نے یحییٰ بن خالد کے لئے تصنیف کی۔ یہ چالیس کتابوں پر مشتمل ہے ان میں انہوں نے لوگوں کے اختلاف اور قابل عمل رائے کا ذکر کیا۔ ابن خلیکان نے لکھا ہے: "وہو اول من وضع الکتاب فی اصول الفقہ علی مذهب اہل حنبلہ" (اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذهب اہل حنفیہ میں اصول فقہ پر کتاب تالیف کی ہیں)۔

محمد بن حسن الشیبانی حنفی (۱۳۱ھ - ۱۸۹ھ)^۱

فقیر اور اصولی تھے۔ ابتدائی طور پر امام اعظم سے کتاب فیض کیا، پھر امام ابو یوسف کے پاس گئے۔ علاوہ انہوں نے امام ثوری اور امام اوزاعی سے بھی علمی استفادہ کیا۔ عراقی فقہ (فقہ حنفی) کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد امام مالک کی خدمت میں تین برس تک مقیم ہو کر ان کی فقہ، حدیث، روایات اور ان کے افکار و آراء ماخذ کئے۔ بارہن رشید کے دور میں منصب قضا پر فائز رہے۔

مواقف اصولیہ: ابن خلیکان نے لکھا: "وصف الکتاب الحکیمۃ الذوق"۔ (انہوں نے کئی بار کتب تصنیف کیں۔ ابن ندیم نے اصول فقہ پر ان کی کتاب کا ذکر کیا ہے۔)

عبد الرحمن بن قاسم مالکی (۱۳۲ھ - ۱۹۱ھ)^۲

یہ امام مالک کے ان شاگردوں میں سے تھے جن کے مصر میں مالکی فقہ کی اشاعت میں نمایاں کردار ہے اور فقہ مالکی کی تدوین میں بہت بڑا حصہ ہے۔ ابو جبر نے انہیں اصحاب اہل حنفیہ میں امام محمد بن حسن سے تعبیر دی ہے۔ لوگ قنادی و سائل مالک میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ ان کی بعض آراء امام مالک کی آراء سے مختلف ہیں۔ تقریباً تین دن تک امام مالک کی خدمت میں روئے کفہ حاصل کی۔ امام مالک سے حصول علم میں ابن وہب کے بعد انہی کا مرتبہ ہے۔ مالکی مسلک کی ایک اہم کتاب "السدوۃ" ہے، اس کی تالیف میں نمایاں حصہ لیا۔ یہ کتاب سولہ جلدوں میں چھپ کر طبع عام آچکی ہے۔

عبد اللہ بن وہب مالکی (۱۲۵ھ - ۱۹۷ھ)^۳

تقریباً تیس برس تک امام مالک کی خدمت میں روئے کفہ حاصل کیا۔ امام مالک انہیں فقیر مصر اور ملتی کے لقب سے یاد کرتے۔ ان کی وجہ سے مالکی مسلک مصر اور یزید و طرب میں پھیلا۔ ۱۶۹ھ میں امام مالک کے پاس آئے تھے اور ان کی

۱۔ روایات الامامان مالک و مالک بن انس خلیکان حنفی ۲۸۱ھ - ۳۰۳ھ مصر مطبعہ المکتبۃ احمد البانی المصلی ۳۱۰ھ

۲۔ ابوالفضل محمد بن حسن الشیبانی (۳۸۷ھ - ۸۰۳ھ) عراقی میں ولادت و وفات ہوئی

۳۔ روایات الامامان مالک و مالک بن انس خلیکان ۳۵۳ھ

۴۔ کتاب الفہرست ابن ندیم، ابوالفرج محمد بن ابی یوسف، اسحاق انوراق حنفی متوفی ۳۸۵ھ میں ۲۵۸ھ بمقامی نور محمد سنہ

۵۔ ابوالفضل عبد الرحمن بن قاسم بن خالد مصری مالکی (۳۹۷ھ - ۸۰۶ھ) مصر میں متوفی ہیں

۶۔ ہذا و سائر اسلام - ۳۹۵/۱۸ لاہور دہلی گواہ پنجاب علی عبداللہ بن وہب بن مسلم القرطبی مصری

۷۔ ہذا و سائر اسلام (۱۸۰۷) ۳۹۳/۱۸ لاہور دہلی گواہ پنجاب

آرام کی تعلیم و اطلاع میں امام شافعی کے ارادہ اور : امام شافعی کی آرام کی تعلیم و اطلاع کے سلسلہ میں تین امور ہیں جو تالیف کے لیے ہیں :

(۱) امام شافعی کے تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :

(۲) امام شافعی کے تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :

(۳) امام شافعی کے تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :

امام شافعی کی دیگر مشہور تصانیف میں امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :

”ما کتابا لیسری ما لکتاب ولا السنة ولا الاجماع“ حتی معھا الشافعی بقول : الکتاب والسنة والاجماع“۔

(امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :)

امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :

”ان الله تعالى قد هدانا لهذا الامر ویرید به العاف ویرید به العاف ویرید به العاف“۔
 هذه الاشیاء ، فاما ان الله تعالى يقول ان الناس قد جمعوا لكم والسراج
 ابو سليمان وقال : ما هذا السراج الا السنة ، فاما ان الله تعالى يقول ان الناس قد جمعوا لكم
 اصول ما كانوا يعلمون به قبل الشافعي“۔

امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :
 ان الله تعالى قد هدانا لهذا الامر ویرید به العاف ویرید به العاف ویرید به العاف“۔
 هذه الاشیاء ، فاما ان الله تعالى يقول ان الناس قد جمعوا لكم والسراج
 ابو سليمان وقال : ما هذا السراج الا السنة ، فاما ان الله تعالى يقول ان الناس قد جمعوا لكم
 اصول ما كانوا يعلمون به قبل الشافعي“۔

امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :
 ان الله تعالى قد هدانا لهذا الامر ویرید به العاف ویرید به العاف ویرید به العاف“۔
 هذه الاشیاء ، فاما ان الله تعالى يقول ان الناس قد جمعوا لكم والسراج
 ابو سليمان وقال : ما هذا السراج الا السنة ، فاما ان الله تعالى يقول ان الناس قد جمعوا لكم
 اصول ما كانوا يعلمون به قبل الشافعي“۔

امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :

امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :

امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :

امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں : امام شافعی کی تالیف کے سلسلہ میں تین امور ہیں :

مصر میں الرسالہ کی تجدید کی وجہ: مصری دور آپ کے فکری نمو کی تکمیل اور آراء فقہی کی پختگی کا دور ہے۔ یہاں آپ نے نئی چیزیں، اُعرف، حضرات، آثار تابعین دیکھے۔ اپنی سابقہ آراء کو اپنے تجربہ، تحقیق، سن اور نئے شہر سے حاصل ہونے والی معلومات کی روشنی میں پھر سے پرکھا۔ فہم اصول میں جو "الرسالۃ" لکھا تھا اسے حذف و اضافہ کے ساتھ دوبارہ قلمبند کیا اور قرون میں بھی جو آراء تھے ان کا جائزہ لے کر بعض سے رجوع کر لیا اور بعض نئی آراء قائم کیں۔

امام شافعی کا اصول تالیف و تصنیف: سب سے پہلے وہ مہادی ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے استنباط کے لئے وضع کیے تھے پھر مسائل مختلف فیہا کا ذکر کرتے تھے پھر سنت رسول ﷺ اور اختلافات صحابہ کو زیر بحث لاتے ہیں اور یہ سب کو کرنے کے بعد ان آراء میں سے جس رائے کو صحیح خیال کرتے اسے ترجیح قرار دیتے ہیں۔ امام شافعی تالیف کے بعد بارہ تحقیق و تحقیق کرتے رہے تھے اور کتب قدیمہ کو نئے قالب میں ڈھالتے رہے۔ چنانچہ آپ کا "رسالۃ جدیدہ" بھی درحقیقت تحقیق و تحقیق ہے اور یہ یہ حذف و اضافہ کے ساتھ رسالہ قدیمہ کا خلاصہ ہے۔ امام شافعی کی مؤلفات و تصانیف ہیں:

- (۱) وہ مؤلفات جو ابواہد است امام شافعی کی طرف منسوب ہیں، جو ظنی و حتمی دونوں اعتبار سے آپ کی کتب ہیں۔
- (۲) وہ مؤلفات جو امام شافعی کے اصحاب کی طرف منسوب ہیں، اور وہ درحقیقت امام شافعی کی تحقیق ہیں۔ مثلاً "مختصر البیہقی" اور "مختصر العزنی" وغیرہ "الام" اور "الرسالۃ" کا تعلق یہی قسم کی کتب سے ہے، اُنے امام شافعی نے خود تالیف کیا۔ اکثر علماء کی رائے کے مطابق "الرسالۃ للجدیدہ"، "الام" سے جداگانہ چیز ہے۔ کیونکہ الرسالہ کا موضوع اصول فقہ ہے اور "الام" کا موضوع صرف "فقہ" ہے۔ امام شافعی نے "الرسالۃ" کا خاص نام "الکتاب" رکھا تھا۔

علم اصول فقہ کا واضع و مدون: ایکہ رائے یہ ہے کہ امام شافعی ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے علم اصول فقہ کی بنیاد ڈالی ہاں البتہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ انہوں نے اپنی تصنیف و تالیف کے ذریعہ علم اصول فقہ کی بنیادوں کو مضبوط کیا، اپنی جہاز کی توانائی بخشی۔ ان سے قبل فقہاء اور است و شریعت اور اس کے قہم و افراض و مقاصد کے بارے میں کوئی مدون سرسومہ اصول نہیں رکھتے تھے۔ صرف اپنے مذاکات اور اہل پر اعتماد کرتے تھے۔ علماء سے میل جول اور فقہاء سے مناظرے کرنے کے بعد امام شافعی منظر عام پر آئے اور انہوں نے بعد از رسوم کے اصول وضع کئے۔ قواعد موازین منضبط کئے۔

امام فخر الدین رازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) امام شافعی کی تہذیب و سن اصول فقہ میں اولویت یوں بیان کرتے ہیں:

"واعلم ان نسبة الشافعي الى علم الاصول كسبة ارسطا طاليس الى علم المنطق كسبة الاخيل بن احمد الى علم العروض وذلك لان الناس كانوا قبل ارسطو يستدلون ويعترضون بمسجور وطباعهم السليمة لكن لما كان عندهم قانون مخلص في كيفية ترتيب الحدود والبراهين فلا جرم كانت كلمتهم مشوشة ومضطربة مجرد الطبع اذا لم يستغني بالقانون الكلي قل ما اطلعه فلما رأى ارسطا طاليس ذلك اعتزل عن الناس مدة مديدة فاستخرج علم المنطق ووضع للأخيل بسببه قانونا كليا يرجع اليه في معرفة ترتيب الحدود والبراهين وكذلك لشعراء كانوا قبل الاخيل بن احمد ينظمون اشعارا وكان اعتمادهم على مجرد الطبع فاستخرج الاخيل علم العروض فكان ذلك قانونا كليا في معرفة مصالح الشعر في

مفسدہ فکر، لکھنا، پڑھنا، انسان کا انوارِ قلب، امام الشافعی رحمہ اللہ بتکلموں کی مسائل اصول الفقہ سے مستفید ہوں، وہ تدریسوں، لیکن ماکان لہم قانون کلی مرجوع الیہ فی معرفۃ دلائل الشریعۃ، ولی کیلیۃ معارفہا، وترجیہاتہا، فاستنبط الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علم اصول الفقہ، ورجع الخلق قانونا کلیا یرجع الیہ فی معرفۃ مراتب أدلة الشرع، فثبت نسبة الشافعی الی علم الشرع، کسبۃ اوسطا، طالیس الی علم العقل، فلما اتفق الخلق علی ان استخراج علم المنطقی درجۃ عالیہ لم یطغ لاحد مشارکۃ اوسطا، طالیس فیہ، فکذا ہامنا، وجب یعترفوا الشافعی رحمہ اللہ عنہ بسبب وضع هذا العلم الشریف بالرفعة والجلالة والتمیز علی سائر مجتہدین بسبب هذه الدرجة الشریعة ۱۔

(مہم سہل ان کی نسبت شافعی کی طرف ایسی ہی ہے جیسی منطقی کی ارسطوی طرف، وخیل کی ارسطوی کی طرف، کیونکہ ارسطو سے جس استدلال و اعتراض کا مدار صرف علیہم پر تھا۔ کوئی ایسا قانون موجود نہ تھا جو حد ۱۱۱۱۱۱۱۱۱ کی کیفیت ترمیم کو خارج کرے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خیالات و کلمات متضارب نظر آتے تھے۔ کیونکہ اگر کوئی قانون کلی دیکھتا ہے تو صرف عقلی طور پر تسلیم نہیں کر سکتی۔ ارسطو نے یہ کیفیت و کمی تو ایک عرصہ آزمائش کو گون سے الگ گوشہ سکون میں جا بجا ہمارے منطقی کے تحت لے کر ہمارا ہوا اور ہوتا کے لئے ایک قانون کلی بنادیا۔ جس کے بعد ترمیم حد ۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱ کی معرفت آسان ہو گئی۔ اسی طرح خیال سے پہلے شعرا و شعرا کہتے تھے لیکن صرف اپنی فصاحت پر مجبور نہ کرتے تھے۔ خیال نے بدیہ کریم ارسطوی کی بنیاد ڈالی۔ اس طرح شعر کے مصالح اور مفاسد کے لئے ایک قانون کلی عالم وجود میں آ گیا۔ اسی طرح شافعی سے پہلے اصول فقہ پر علماء و فقہاء کھنگرتے تھے استدلال و اعتراض سے بھی کام لیتے تھے۔ لیکن اہل شری کی معرفت کے لئے ان کے پاس کوئی ایسا قانون کلی نہیں تھا جس سے بدعت ضرورت و رجوع کیا جاسکے اور معاہدات و ترجیحات کی کلیت کا اعادہ کیا جاسکے۔ چنانچہ امام شافعی نے علم اصول فقہ وضع کیا اور دنیا کے سامنے ایسا قانون کلی دکھایا کہ اگر شرع کے سوا جب کی معرفت آسان تر ہو گئی۔ جس جس طرح دنیا یا مافی ہے کہ استخراج منطقی کا یا افسوس ہے جس میں ارسطو کا کوئی حریف نہیں۔ اس طرح دنیا کو یہ بھی ماننا چاہئے کہ شافعی رحمہ اللہ نے علم اصول فقہ وضع کر کے اسے فصاحت و بلاغت کی انتہا پر پہنچا دیا اور اس کے دو جملہ مجتہدین سے امتیاز ہو گئے) امام شافعی نے استدلال کے اصول وضع کر کے علم فقہ کو ایک اصولی اور فنی حیثیت دیدی۔ بدعت اس سے قبل علم فقہ اپنی فقہاء ارضی جزئیات تک محدود تھا۔

مولیٰ فقہ کی تدوین سے امام شافعی کے پیش نظر مندرجہ ذیل دو باتیں تھیں :

۱۔ آراء صحیحہ اور غیر صحیحہ کے مابین امتیاز کے لئے میزان قرار دیا جائے۔ چنانچہ امام شافعی نے اس سونی پر امام مالک دارمیں عراق کی آراء کا موازنہ کیا، سیر اوزاعی اور دوسرے فقہاء کی آراء کو جانچا۔

۲۔ اس علم کی حیثیت ایک قانون کلی کی ہے۔ جس کے احکام جدیدہ کے استدلال کے وقت مراعات ضروری ہے۔ چنانچہ امام شافعی نے اپنے آپ کو اس کا جاری طرح پابند بنالیا اس لئے یہ اصول شافعی مذہب کے اصول قرار پایا۔

نیز اس کی وجہ
طریق پر اس
کی معرفت
کے ضوابط و ضوابط
نہیں کر پاتے
انہوں نے قی
امام شافعی
اصول

مخالفت کرتے

امام شافعی
ایک

۱۔ پاپ
تخصیصات میں
ملائے مالک کے
اختلاف کرتے
اہل مدینہ کو جو
ترویج کر چکے
۲۔ انہیں
دوسرے
کیا کہیں
جست
مناظر
کسی
کوئی

شافعی کے نظریہ عملی اصول پر ایسا زہر دینے کی بحث کا خلاصہ :

”امام شافعی کے اصول ایک وقت نظری اور عملی ہیں۔ وہ فرضی صورتوں کے ریگستانوں میں محرابوں کی شکل میں ایک
اسود و اندک کو ضبط میں لاتے ہیں۔ مثلاً تاریخ منسوخ کی بحث میں دو نسخے کے قواعد کو ان مسائل سے جوڑتے ہیں۔ جن
میں آنحضرت ﷺ کی احادیث پر صحابہ کے آثار و روایات سے سخت غایت ہو چکا ہے۔ اسی طرح عموم و خصوص کے مباحث
میں ان آیات اور احادیث سے استفادہ کرتے تھے ہیں جو ان کے سامنے موجود ہیں۔ وہ براہ راست شریعت کے
سرچشموں میں غوطہ زنی کرتے ہیں۔ ان کی جہد تک پہنچ کر کلیات کے موتی نکالتے ہیں۔ حتیٰ کہ قیاس بھی اپنے اسباب
میں خصوص و عبادات کے معانی کا پائندہ ہو جاتا ہے۔ پھر صرف قاعدہ کلیہ کے بیان پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان کے
مصادیق اور تنقیداتی دلائل و صحابہ اور احادیث و آثار سے ان کی تائید ہوتی ہے۔ وہ سامنے رکھ دیتے ہیں کہ یہ قاعدہ کیسے بنایا گیا
اور کہاں سے لیا گیا، پھر حسب دلائل سے اس قاعدہ کو ثابت ہو جاتا ہے تو چند فروع جو اس قاعدہ پر چلی ہوتے ہیں بیان کرنا
شرع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ قواعد کو قاعدہ عمود و اصول پر جمع نہیں کرتے بلکہ انہوں نے اصول کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ان
کے قواعد میں آپ کو کوئی صورتیں نظر نہیں آئیں گی۔ مثلاً تکلیف کے لئے قدرت شرط ہے یا نہیں۔ بغیر مقدمہ کے
مکلف بنانا جائز ہے یا نہیں۔ محل اذ عمل صحیح ممکن ہے یا نہیں وغیرہ مباحث سے کوئی بحث بھی ان کے قواعد میں موجود
نہیں ہے بلکہ ان کے تمام بحث و مناقشات سے مستند ہیں۔ کیونکہ امام صاحب بحث امور علمیہ کو سامنے رکھتے تھے۔
خیالی اور فرضی صورتوں کے پیچھے نہیں دوڑتے تھے۔ مثال کے طور پر ہم دیکھیں کہ وہ کون کون سے جہتیں کرتے ہیں :

جہاں کہیں کتاب و سنت سے کوئی نفس موجود ہو وہاں امام شافعی اجماع کو جہت مانتے ہیں کیونکہ ایسے موقع پر اس کی
جہت و دلیل سے ثابت ہو چکی ہے۔ مگر وہ اصل حقیقی میں اجماع کو محدود خیال کرتے ہیں اور جب اجماع سے ان پر
جہت غائب کی جاتی ہے تو اس کا انکار کر دیتے ہیں اور تصریح کرتے ہیں کہ اجماع کا دعویٰ بالادلیل ہے۔ وہ صرف اصول
قرآن میں اجماع کو تسلیم کرتے ہیں اور صحابہ کرام کے اجماع کو مباحث ہونی قرار نہیں دیتے۔ کیونکہ کسی مفروضہ کی تائید
آنحضرت ﷺ سے روایت کا تسلیم کرنا ہمارے نہیں ہے۔ اس کے لئے نقل و حکایت کا ہونا ضروری ہے۔
اقوال صحابہ کے مراہب کی تعمین کرتے ہوئے وہ یہ قاعدہ دہاتے ہیں کہ جو قول کتاب و سنت سے اقرب ہوگا اسے
اختیار کیا جائے گا۔ اگر بلا اقرب کے سب مساوی ہوں تو عللاً پر راشدین کے قول کو ترجیح دیتے ہیں مگر
ہوتا یہ ہے کہ جب بھی مختلف اقوال ان کے سامنے پیش آتے ہیں تو تحقیق کے وقت ایک نہ ایک قول کا انتخاب
کر لیتے ہیں جو کتاب و سنت سے اقرب ہوگا۔ ہر دنا سے دوسرے اقوال پر ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ عللہ کا قول
اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً بھائیوں کے مقابلہ میں داد کی میراث کے مسئلہ میں دو حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما پر ترجیح دینا بہت سے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

قواعد ضابطہ کے استخراج میں وہ اپنے عملی اجتہاد اور تحقیق کی وجہ سے قیاس کی حقیقت واضح کرنے کے لئے صرف
اور اس کی اقسام کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں اور ملل کا استخراج مجتہد پر چھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ ملت کے ضوابط
استخراج تو بہ درجات کے عموم و خصوص وغیرہ کے متعلق کچھ بھی ذکر نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ امور مجتہد سے متعلق ہیں۔

نہ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام شافعی اس اجتہاد کے ضوابط وضع کرتے تھے جو ان کے دور میں رائج تھا۔ ملت کے مسلک اور مذکورہ طریق پر اس کی دہاست یہ ایک فلسفیانہ طریقہ بحث ہے جو اس وقت کے فقہاء کے مابین رائج تھا وہ اوصاف کے قرب و بعد کی معرفت مجتہد پر چھوڑ دیتے تھے اور لطف یہ ہے کہ امام شافعی کے بعد علمائے اصول نے ملت کے طرقي استخراج اور اس کے ضوابط وضع کرنے میں غور و خوض کیا ہے مگر اس کی تطبیق کے وقت باہم اختلاف کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی ضابطہ وضع نہیں کر پاتے۔ قیاس کے سلسلہ میں امام شافعی نے اگرچہ زیادہ مفصل بحث نہیں کی تاہم ان کا یہی کارنامہ بہت بڑا ہے کہ انہیں نے قیاس کے ضابطے مقرر کر کے اسے ممتاز کر دیا ہے اور اس کے اقتباس کی تحدید یہ کر دی ہے۔

امام شافعی کے اصول فقہیہ کی موافقت و مخالفت میں علماء کے گروہ :

اصول فقہیہ کی اہمائی موافقت کرنے والے مستدرجہ ذیل دو گروہ ہیں :

(۱) احناف (۲) حنابلہ

خلافت کرنے والے مستدرجہ ذیل دو گروہ ہیں :

(۱) اباضیہ (۲) شیعہ امامیہ

امام شافعی کے طریق استنباط سے اتفاق کرنے والے علماء :

ایک گروہ جمیع امام شافعی کا ہے جنہوں نے آپ کے اصول کی مکمل پیروی کی۔

۱۔ پہلا گروہ علمائے احناف کا ہے جو اہمائی طور پر تو ان طرقي استنباط کے موافق ہیں جو "الرسالۃ" میں مذکور ہیں مگر تفصیلات میں قدرے مختلف ہیں۔ مثلاً یہ کہ عموم کی تخصیص اخبار آحاد سے جائز ہے یا نہیں وغیرہ۔ جمیعین کی کچھ تفصیل ملانے والے کا طریقہ استنباط بھی امام شافعی کے اصول سے ملتا جلتا تھا۔ مگر علمائے حنفیہ کی یہ نسبت وہ امام شافعی سے زیادہ اختلاف کرتے تھے۔ حتیٰ کی تفصیلات سے گزر کر وہ بعض اصول عام میں بھی اختلاف کرتے تھے۔ مثلاً علمائے مالکیہ عمل اہل مدینہ کو حجت مانتے تھے مگر امام شافعی اس کے سخت مخالف تھے اور کہتے "الام" میں بہت سے مقامات پر اس کی تردید کر چکے ہیں۔

۲۔ انہیں علماء میں سے حنابلہ تھے۔ جنہوں نے امام شافعی کے اصول کو مانا۔ لیکن وہ اجماع صحابہ کے سوا دوسرے اجماع کے قائل نہ تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے امام شافعی سے ظاہر اصل میں اختلاف تو کیا لیکن امام شافعی کے نزدیک اس مسئلہ کی جو روح تھی اس سے ڈور نہیں ہوئے۔ امام شافعی اگرچہ اسے حجت مانتے ہیں لیکن وہ اس کے کسی زمانہ یا کسی مسئلہ میں وجود سے انکار کرتے ہیں۔ جب ان سے ان کا مناظر اجماع سے دلیل پیش کرتا ہے تو وہ اس کے تحقق اور وجود کو حجتہ رکھتے ہیں اور اصول فرائض کے سوا کسی مسئلہ میں اجماع کا اعتراف نہیں کرتے۔ لہذا امام شافعی اور امام احمد کے مابین اجماع کی حقیقت میں کوئی بہت زیادہ اختلاف نہیں ہے۔

طریق استنباط سے اختلاف والے علماء :

۱۔ اسی طرح کچھ گروہ ایسے بھی تھے جنہوں نے امام شافعی سے اصول استنباط میں اختلاف کیا۔ مثلاً ابانہ بن قیس بن مسلمین کے اجماع سے انکار کرتے ہیں اور اپنے فرقے کے اجماع کو مستحکم سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جمہور مسلمین ان کی نظر میں گمراہ ہیں اور اہل خلافت کی رائے معتبر نہیں ہوا کرتی۔ یہ نظریہ دراصل ان کے سیاسی نظریے پر مبنی ہے یا مرکب کبیرہ کے بارے میں ان کی جو رائے ہے اس پر اس کی بنا ہے۔ باوجودیکہ یہ لوگ حنفی اجماع میں جمہور مسلمین سے اختلاف رکھتے تھے مگر مبداء قیاس کے قائل تھے۔ کتاب و سنت کو ماننے میں وہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ صرف بعض احادیث کے قبول کرنے میں انہیں اختلاف ہے اور اس اختلاف کی وہی نوعیت ہے جو کہ مذاہب اربعہ کے مابین پائی جاتی ہے۔

۲۔ اب رباعید امامیہ کا گروہ اگرچہ خلافت کے متعلق بہت سی احادیث کا انکار کرتا ہے مگر کتاب و سنت کو مجموعی حیثیت سے مانتا ہے۔ انہیں نے استنباط فقہی کو اپنے ائمہ کے استنباط کے دائرے میں محدود کیا ہے اور کتاب و سنت کے بعد امر کے اقوال ان کے نزدیک حجت ہیں۔ بلکہ یہ لوگ اپنے امام وحی کے سوا کسی کی رائے اور اجتہاد کو نہیں مانتے اور شان کے قول کے مقابلہ میں کسی دلیل کی طرف نظر ڈالتے ہیں۔ وہ اول کو صرف اس وقت مانتے ہیں جب امام موجود ہو امام کی موجودگی میں وہ دلیل کے قائل نہیں ہیں بلکہ امام کی تقلید کو واجب سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ائمہ کو غیر منصوص علم سے بھی حصہ ملا ہے یعنی وہ علم جس کا آنحضرت ﷺ نے اعلیٰ نہیں کیا تھا۔

اصول شافعی کی تکمیل کی پیروی کرنے والے علماء :

یہ وہ لوگ ہیں جو امام شافعی کے براہ راست شاگرد تھے یا شاگردوں کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اجتہاد استخراج احکام میں امام شافعی کا منہاج اختیار کیا اور وہ امام شافعی کے اصول کی وضاحت کرتے رہے اصول اور طریق استنباط میں ان کے تتبع رہے۔

مؤلفات :

کتاب الام..... اس میں ان لوگوں کا رد بھی کیا جو سنت سے دلیل لانے کے منکر تھے۔ جیسے بعض علماء مصر اور ان کا بھی جو غیر اہل اہل سنت سے احتجاج کے قائل نہیں تھے بلکہ صرف اس حدیث کو قبول کرتے تھے جو مستدرک ہو امام شافعی نے مضبوط دلائل سے ان کا رد کیا۔ امام شافعی "ان لوگوں کا بھی رد کرتے ہیں جو قیاس کو غیر آحاد پر ترجیح دیتے تھے یا بعض اہل حدیثوں کو قرآن کے "عام حکم" کے سلسلہ میں ناقابل قبول خیال کرتے ہیں۔ امام شافعی "نے ان پر بھی تنقید کی ہے اور آثار صحابہ کو احاد حدیثوں پر ترجیح دیتے تھے۔ ان مباحث کو ہم مختلف مقامات پر بنا ہوا دیکھتے ہیں۔ مثلاً کتاب ما نگہ اور فقہ العرقین یا الروعی سیر الاوزاعی، اس میں ہمیں استہسان کے ابطال کے سلسلہ میں بعض دلچسپ اور کارآمد چیزیں ملتی ہیں۔ اس مسئلہ میں امام شافعی، مالکیوں اور عراقیوں دونوں کا رد کرتے ہیں بلکہ ان تمام لوگوں کا رد کرتے ہیں جو استدلال فقہی میں نص سے تجاوز کر جاتے ہیں یا نص پر حمل کرنے کے سلسلہ میں راہ سواب سے ہٹ جاتے ہیں۔ امام شافعی کی کتاب الام کے سوا کوئی کتاب ایسی مثال پیش نہیں کرتی جس کے مطالعہ سے پڑھنے والا اس عصر کے اجتہاد اور خاص طور پر

اس زمانہ کی فقہی کیشیتوں اور صورتوں کا صحیح اندازہ کر سکے۔ صرف یہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں موافق و مخالف ہر طرح کے دلائل، مان کی تائید و تنقید کے سلسلہ میں تفصیلی مواد مل سکتا ہے۔ یہ کتاب "الام" صرف یہی نہیں کہ اپنے زمانہ کی روایت کی معنوی طور پر آئینہ دار ہے بلکہ اس کی شکل و صورت کی وضاحت بھی بڑی خوبی سے کرتی ہے۔ اس میں ہمیں ان مآخذوں کی داستانیں بھی ملتی ہیں جو امام شافعی اور ان کے مد مقابل لوگوں کے مابین ہوئیں۔

مذکورہ حقائق کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ دور بحث و جدل اور فکری آویزش، نیز تکنیکی علوم و فنون کا دور تھا۔ اس میں ہمیں ایسے لوگ بھی ملتے ہیں جو سنت کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے بھی جو خبر آجادیات و احتیاج کے قائل نہیں۔

"المسالہ" اور "الام" سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک نئی قد کی حیثیت سے اختلاف صحابہ کا مطالعہ کیا تھا۔ بادشاہ رسالت سے انہیں تاریخ و منسوخ کا علم حاصل ہوا اور انے کا ایک بڑا حصہ ان کے ہاتھ لگ گیا جس سے صحابہ کرام اللہ کرتے تھے۔ شریعت کے مرامی اور مجموعہ احکام کا فہم حاصل ہو گیا۔ غالباً اسی وجہ سے وہ مجتہد کے لئے یہ شرط لگاتے تھے کہ وہ اختلاف صحابہ کا عالم ہو کیونکہ ان کے اختلاف کی درست نے ہی انہیں بہت سے اصول سمجھائے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے علاوہ آراء صحابہ اور آراء مختلفہ کی درست عمیق کی جلوہ فرمائی ان میں محسوس کرتے تھے حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل نے علم اختلاف میں امام شافعی کو امت کا فیض و شرف قرار دیا ہے۔

امام شافعی نے فقہ "اہل الرائے" سے واقفیت حاصل کی۔ وہ لوگ قیاس پر بہت زور دیتے تھے مگر اس کے قواعد و ضوابط پر توجہ نہیں کر پاتے تھے حتیٰ کہ ان فقہاء میں بہت بڑا مقام حاصل کر لیا اور وہ قیاس کی بڑی سرعت سے معرفت حاصل کر لی۔ قیاس کے ساتھ انہیں اس قدر تعلق پیدا ہو گیا تھا کہ وہ بے تکلف قیاس کے ساتھ حکم لگاتے تھے گویا وہ ان کی نفرت میں رہ جاتے تھے۔ امام شافعی نے ان لوگوں کی فقہ پر بھی عبور حاصل کیا پھر فقہ "اہل المذہب" سے اس کا موازنہ اور مزید کر کے قیاس کے ضابطے مقرر کئے اگرچہ ان ضابطوں سے "اہل الرائے" کئی طور پر مشتق نہ تھے۔

"اختلاف مالک"، "ابطال الاستحسان" اور "جماع العلم" میں امام شافعی کا منہج :
بہتر فرماتے ہیں :

"لقد وجدنا الشافعي رضي الله عنه يخالفه في كتابه "اختلاف مالک" في كثير من الامور اخذها مالک، وخالف عن بينة بعض المرويات من الاحاديث، ووجدنا في كتابه "ابطال الاستحسان" يشدد على المالكية وغيرهم في اعتمادهم على الراي الذي لم يكن اساسه قياسا قد حصل فيه على لائن و وجدناه في كتابه "جماع العلم" يحمل على المالكية في اخذهم بعمل اهل المدينة، وتركهم بعض المروى، وهكذا وليس ذلك كله الا على اساس ان مالكا رضي الله عنه مع انه المحدث الراوي الفاضل النافذ كان فقيها قد اكثر من الراي، وجعل له اعتبارا ومكانا"۔

(امام شافعیؒ) اپنی کتاب اختلاف مالک میں اکثر معاملوں میں جو امام مالک ہی سے لئے ہیں ان سے اختلاف کرتے ہیں اور ان کی روایت کی بعض احادیث سے بھی اختلاف کیا ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنی کتاب "ابطال المستحسن" میں مالکیہ وغیرہ پر اس بات پر حملہ کیا ہے کہ انہوں نے انہی رائے پر اکتفا کیا جس کی بنیاد قیاس پر نہیں تھی اور اس لحاظ سے کہ وہ شافعیؒ نے نص پر حملہ کیا ہے۔ ہم نے امام شافعیؒ کی کتاب میں یہ بھی دیکھا کہ وہ مالکیہ کی بات پر بھی حملہ کرتے ہیں کہ مالکیہ اہل مدینہ کے عمل کو لیتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں بعض روایتیں چھوڑ دیتے ہیں اور یہ سب کچھ اس بنیاد پر ہے کہ مالک باوجود محدث، راوی، فاضل حدیث اور حاشا کرنے والے فقیہ بھی تھے۔ رائے پر کثرت سے عمل کیا ہے۔

امام شافعیؒ کی تصانیف میں اس کے علاوہ "الترغ علی سیر الاوزاعی" بھی ہے اور یہ سب تحقیقی تصانیف ہیں اور ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے انداز بیان میں جہل و غلطی کے رجحان کا غلبہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بعض شہرہ شدت سے متاثر ہو کر امام شافعیؒ کے مسلک کو چھوڑ کر دوسرا مسلک اختیار کر لیا جیسے داؤد بخاری وغیرہ۔ ابو زیبرہ کے سے بھی اس بات کی تائید حاصل ہو جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا :

"ابو سلیمان داؤد بن خلف الاصطہانی وقد کان من الشافعیہ وقد تلقی الفقہ الشافعیہ علی اصحاب الشافعی۔ ثم ترک مذهب الشافعی واختار لنفسه ذلك المذهب الذي لا يعتمد الاعلى النص، وقد رفض من اصول الشافعی القياس، كما رفض الشافعی الاستحسان، وقد قيل له لم تركت مذهب الشافعی فقال قرأت كتاب ابطال المستحسن للشافعی، فوجدت كل الادلة التي يبطل بها المستحسن لبطل القياس"۔

(ابو سلیمان داؤد بن خلف الاصطہانی شافعیہ میں سے تھے اور اصحاب شافعیؒ سے فقہ حاصل کی مگر بعد میں شافعی مذہب چھوڑ کر اپنا مستقل مذہب اختیار کر لیا جو کہ صرف اصول پر مبنی تھا۔ اصول شافعیؒ میں قیاس کا استعمال جس طرح امام شافعیؒ نے استحسان کا اظہار کیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ تم نے امام شافعیؒ کا مذہب کیوں ترک کر دیا؟ تو فرماتے تھے کہ میں نے امام شافعیؒ کی کتاب "ابطال المستحسن" کا مطالعہ کیا تو اس میں نہیں نے یہ دیکھا کہ جتنے دلائل انہوں نے استحسان کے باطل کرنے میں پیش کئے ان سے قیاس بھی باطل ہو جاتا ہے۔

معنی بن منصور رازی (متوفی ۲۱۱ھ)ؒ

انہوں نے امام ابو یوسفؒ (متوفی ۱۹۲ھ) سے ان کی فقہ اصول اور کتب روایت کیں۔

ابن سعید الامصمی (۱۲۳ھ/۲۱۵ھ)ؒ

اصول فقہ پر انہوں نے ایک کتاب تالیف کی تھی جس کا نام "اجناس فی اصول الفقہ" تھا۔

۱۔ الشافعی، حیات و مصروفات، دار الفکر، بیروت۔ ص ۳۳۹۔ مرقاۃ بہرہ، دار الفکر، العربی ص ۵۲۱۔ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء۔

۲۔ ابو یعلیٰ معنی بن منصور رازی۔ بعد اوس وقت پائی

۳۔ کتاب الفہرست، ابن النجاشی، اخبار ابی یوسف کے حصن میں بیان کیا۔ ص ۲۵۶، ۲۵۷

۴۔ ابن سعید عبدالملک ابن قریب الامصمی ۵۔ حیات و مصروفات، ابن النجاشی، اخبار ابی یوسف کے حصن میں بیان کیا۔ ص ۲۶۳/۵۔ دار الفکر، بیروت۔ ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء۔

بشر بن غیاث المرسی خفی (مقزی) (۱۳۸ھ/۲۱۸ھ) ^۱

نیز دکتھم اور امام ابو یوسف کے خاص تلامذہ میں سے تھے اصول میں ان کی آراء ہیں جو اصول کی مزید کتب میں مذکور ہیں۔

ابن صدقہ خفی (متوفی ۲۲۰ھ) ^۲

محمد بن حسن شیبانی کے تلامذہ میں سے ہیں، فقہ تھے دس برس تک بصرہ کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

(۱) کتاب اثبات القیاس ^۳ (۲) کتاب خبر الواحد ^۴ (۳) کتاب اجتہاد الرا۱ ^۵

کلام مقزی (۱۸۵ھ/۲۲۱ھ) ^۶

مقزی ان میں سے تھے۔ فقہ اصول میں ان کی آراء ملتی ہیں۔ چند یہ ہیں کہ انہوں نے اہماع کی حجت اور احکام شریعت سے قیاس کا انکار کیا، قضاء کو عدم واجب مانا، نیت کے ساتھ بھی طلاق لکھ کر دینے سے واقع نہیں ہوتی، طلاق ذرا بچ جائز نہیں ہے۔

کتاب "السیکت" تالیف کی اس میں اہماع کی عدم حجت پر کلام کیا، صحابہ کرام پر طعن کیا اور ہر ایک کی طرف مہم منسوب کیے۔

عبد اللہ بن مسلمہ القصبی (متوفی ۲۲۱ھ) ^۷

امام مالک کی فقہ اصول اور مؤطا کو ان سے روایت کیا۔

۱۔ ابوالحسن، بشر بن غیاث المرسی، المقزی، النسخۃ الاولیٰ (۱۳۳۱ھ، ۷۵۵)، بغداد میں وقت پائی۔

۲۔ انہما، ابوالحسن، المرسی، کتاب المقزی، ۳/۲۲۳ (۲۳۳)، المطبعة العربیہ السعودیہ جامعہ ام القرۃ سلسلہ مکتبۃ الدراسات الاسلامیہ (۲۲)، ریۃ النور، ریۃ، دار الفکر، ۱۳۶۱ھ۔

۳۔ ابوالحسن، المرسی، ابن ابی امام بن صدقہ، متوفی ۸۳۵ھ، بصرہ میں القاتل ہوا۔

۴۔ کتاب القہر، مست، ابن الدیم، ص ۲۵۸، ریۃ العربیہ، ۱۲۹۸/۵، مطبوعہ دار الفکر، ۱۳۸۲ھ۔

۵۔ کتاب القہر، مست، ابن الدیم، ص ۲۵۸، ریۃ العربیہ، ۱۲۹۸/۵، مطبوعہ دار الفکر، ۱۳۸۲ھ۔

۶۔ کتاب القہر، مست، ابن الدیم، ص ۲۵۸، ریۃ العربیہ، ۱۲۹۸/۵، مطبوعہ دار الفکر، ۱۳۸۲ھ۔

۷۔ ابن الدیم، ابن الدیم، ص ۲۵۸، ریۃ العربیہ، ۱۲۹۸/۵، مطبوعہ دار الفکر، ۱۳۸۲ھ۔

۸۔ ابن الدیم، ابن الدیم، ص ۲۵۸، ریۃ العربیہ، ۱۲۹۸/۵، مطبوعہ دار الفکر، ۱۳۸۲ھ۔

۹۔ کتاب القہر، مست، ابن الدیم، ص ۲۵۸، ریۃ العربیہ، ۱۲۹۸/۵، مطبوعہ دار الفکر، ۱۳۸۲ھ۔

ابن ابراہیم ضبلی (متوفی ۱۰۸۹ھ) نے شذرات الذہب میں لکھا :
 "ولم یقلد احدًا... وعمل اولا ملقب اهل الراى حتى قدم الشافعى العراقى وصحبه فاتبه
 وهو غیر مقلد لاحد".
 (کسی کی تقلید نہیں کرتے... اور ان کی مذہب پر چلتے تھے۔ پھر جب امام شافعی عراق آئے تو ان کی صحبت اور اتباع اختیار
 کی مگر وہ کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے)

اصول میں ان کی آراء :

ان کی اصول میں آراء ہیں۔ مثلاً "امس ودقی اصول فقط" میں ان کی یہ رائے نقل کی گئی ہے :
 "المسوم اذا دخله النقص بشئ فهو حجة فيما عداه، نص عليه في مواضع، وبه قالت
 الشافعية، واختارت الجوزية، حكى عن المعتزلة والا شعرية انه يصير مجازاً، ولا يحتاج به
 واليه ذهب عيسى بن ابان وابو ثور".^۱

امام بن ضبلی (۱۶۳ھ-۲۳۱ھ)^۲

فقیر محدث تھے۔ امام بن ضبلی نے فقہ اصول میں کوئی کتاب تصنیف نہیں کی جسٹان کے مذہب کی اصل و اساس
 قرار دیا تاکہ اور نہ ہی اپنے فقہی افکار و آراء کی اشاعت پسند کی اور نہ ہی اپنے تلامذہ کو امام ابوحنیفہ کی طرح ائمہ کا کہیں۔ سب یہ
 جانتے تھے کہ فقہ ضبلی کے اصول کیا ہیں؟ ان کے اصول وضوابط کیا ہیں؟ اب صرف آپ کے تلامذہ کا کام ہے پھر پورے
 کیا پاسکا ہے امام احمد نے فقہ کے بعض موضوعات پر بحث کر دیں چھوڑ دیں۔ مثلاً "منسک صغیر"۔
 اور نماز پر ایک چھوٹا سا رسالہ لکھ کر یہ مسائل موضوع سے متعلق ایسے ایجاب ہیں جن میں رائے قیاس اور فقہی استنباط نہیں ہے
 بلکہ صرف رسول اللہ ﷺ کے عمل کی اتباع اور نصوں شریعہ کا فہم ہے۔ یہ مسائل حدیث ہی پر مشتمل ہیں اگرچہ ان کا موضوع
 فقہ حنفی ہے۔ مذہب ضبلی کو جاننے کے لئے ان کے اصول استنباط مختصر ایش کے جاری ہیں۔

فقہ ضبلی کے اصول استنباط :

حافظ ابن القیم جوزی ضبلی (متوفی ۷۵۱ھ) اپنی کتاب اعلام المتوہین میں لکھتے ہیں : امام احمد نے اپنی فقہ کی بنیاد
 اندازہ میں پانچ چیزوں پر رکھی تھی :

۱۔ انصاف..... جو کچھ جس پر امام احمد انصاف کرتے ہیں وہ انصاف ہے۔ جب آپ کو نفع مل جاتی ہے تو اس کے بموجب
 فقیہ دیتے ہیں اور کسی دوسری چیز کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ انصاف کو صحابہ کرام کے فتاویٰ پر بھی وہ مقدم رکھتے ہیں۔

۲۔ شذرات الذہب فی اعداد من ذہب (ایمہ القادح عبدالحی بن ابراہیم شافعی، متوفی ۱۰۹۸ھ، تاجروکتہ القدیرہ ۱۳۵ھ
 ج المسودة فی اصول الفقہ، ص ۱۰۰) عبدالحی بن ابراہیم کا تہمہ الاسلام میں عبد اللہ بن العزیز، متوفی ۶۵۲ھ، شہاب الدین ابو الحسن عبدالحلیم بن
 عبد السلام، متوفی ۶۸۲ھ، شیخ الاسلام علی بن ابی العباس احمد بن حنبل، متوفی ۷۵۱ھ، شیخ احمد بن حنبل، شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن احمد
 بن محمد بن ابراہیم الشافعی، متوفی ۳۵۵ھ، ص ۱۱۶، و ۱۱۷، دارالکتب العربیہ شامہ
 ج ۱۰، امام احمد بن محمد بن ضبلی بن حلال بن احمد بن ادریس بن عبد اللہ (۸۰ھ-۸۵۵ھ)۔

حافظ ابن القیم نے ایسی بہت سی مثالیں دی ہیں جہاں انص کے مقابلے میں امام احمد نے صحابہ کے فتاویٰ کو نظر انداز کیا۔ اٹھنی میں سے ایک مثال یہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول کہ ”غیر مسلم کی میراث مسلمان کو ملنی چاہیے“ کے بارے میں حدیث مانع کے پیش نظر انہوں نے رد کر دیا۔ اس مثال سے پیدا ہونے والا اشکال اور اس کا جواب :

اس مثال میں یہ خدشہ وارد ہو سکتا ہے کہ امام احمد نے انص کے مقابلے میں انص میں نہیں بلکہ ایک صحابی کے مقابلے میں دوسرے صحابی کا قول ترک کر دیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول جمہور صحابہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف تھا۔ لہذا امام احمد نے انص کے مقابلے میں صحابی کا فتویٰ ترک نہیں کیا بلکہ ایک دوسرے صحابی کا فتویٰ قبول کر لیا جو انص سے محکم تھا۔ قول صحابہ میں اختلاف کی صورت میں وترجیح کے اصول پر عمل کیا کرتے تھے۔ اور دوسری مثال یہ ہے کہ جس حاملہ عورت کا خاندان فوت ہو جائے، اس کی عدت (چار مہینہ دس دن کے بجائے) سورہ اسلمیہ کی حدیث کی رو سے وضع حمل ہے۔ امام احمد کا فتویٰ ایسی ہے۔ اس کے لئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول انہوں نے ترک کر دیا ہے کہ ایسی حاملہ عورت کی عدت القصی الاجلین ہے۔ (القصی الاجلین کا مطلب ہے چار ماہ دس دن کے اندر اور کچھ پیدا ہو جائے تو چار ماہ دس دن عدت ہوگی، اگر اس عدت کے اندر اندر کچھ پیدا نہ ہو تو عدت وضع حمل تک ہوگی)۔

۲۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ..... فقہ امام احمد بن حنبل کی دوسری اصل صحابہ رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ ہیں۔ اگر انہیں کسی صحابی کا فتویٰ مل جاتا تھا اور اس فتوے کے خلاف کوئی دوسرا فتویٰ ان کے علم میں نہیں ہوتا تھا تو اس پر اتفاق کرتے تھے۔ ایسے فتوے کو وہ اجماع نہیں قرار دیتے تھے۔ لیکن چونکہ ان کی عادت تفسیر و تشریح میں احتیاط تھی لہذا ایسے موقع پر رد فرمایا کرتے تھے کہ میرے علم میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو اسے دفع کرتی ہو۔ ایسے ہی مسائل میں قلام کی گواہی قبول کرتے۔ فتویٰ بھی ہے۔ یہ قول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور امام احمد ان سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، مجھے کسی ایسے صحابی کا علم نہیں ہے جو قلام کی شہادت نہ قبول کرتا ہو۔ حافظ ابن القیم فرماتے ہیں :

”امام احمد پ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ایسی صورت سے دوچار ہوتے تھے تو عمل سامانے اور قیاس کی طرف سے بھی اس کے خلاف نہیں جاتے تھے۔“

۳۔ اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کی صورت میں فیصلہ..... حافظ ابن القیم نے امام احمد کے جن اصولی مسئلوں کو ذکر کیا ہے ان کی ایک اصل یہ بھی ہے کہ اگر کسی مسئلے میں صحابہ مختلف ائمہ ہوتے تھے تو ان میں سے وہ قول قبول کر لیتے تھے جو کتاب و سنن سے قریب تر ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو سکتی تو ان کا اختلاف ذکر کرتے۔ لیکن کسی صورت صحابہ کے قول سے خروج نہ فرماتے۔

۴۔ حدیث مرسل اور حدیث ضعیف..... فقہ امام احمد کی چوتھی اصل یہ ہے کہ دو حدیث مرسل اور حدیث ضعیف کو قبول کر لیتے تھے۔ اگر مسئلہ زیر بحث میں کوئی دلیل ان کے خلاف نہ ہو تو ایسی صورت میں مرسل اور ضعیف حدیث کو وہ قیاس پر ترجیح دیتے۔ یاد رہے کہ یہاں ”حدیث ضعیف“ سے مراد باطل اور منکر حدیث نہیں ہے جس کی سند میں کوئی عہم روای ہو جو قائل حجت نہ ہو سکتا ہو۔

بقول حافظ ابن القیم اس اصل کو دوسرے بہت سے عالم بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ اس کی نسبت انہوں نے امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سب کی طرف کی ہے۔

۵۔ قیاس۔ پانچویں اصل جس کا حافظ ابن القیم نے ذکر کیا ہے۔ قیاس ہے۔ یعنی اگر کسی مسئلے میں امام احمد اُنس نہ ملے، نہ کسی صحابی کا قول و نہ تیاب نہ ہو، نہ کوئی مرسل یا ضعیف حدیث یا جھوٹی تو قیاس سے کام لیتے تھے۔ لیکن قیاس کا استعمال وہ شدید اور خاص ضرورت ہی کی صورت میں کرتے تھے۔

یہ ہیں وہ اصول خمسہ جن کا ذکر حافظ ابن القیم نے اپنی کتاب امام الموقعین کے شروع میں کیا ہے۔ لیکن اگر زیادہ کی سب اصول کا نظریہ غلط ہے مطلقاً اور حافظ ابن القیم کی متفرق اور مختلف کتابوں کو پیش نظر رکھا جائے تو ان اصول میں حذف و اضافہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً پہلی اصل یہ ہے کہ نص سے مراد صرف کتاب نہیں بلکہ کتاب و سنت دونوں ہیں۔ امام احمد بھی اس شافعی کی طرح نص بول کر دونوں کو مراد لیتے ہیں۔ اس لئے کہ سنت کتاب کی شارح اور اس کے اذکار کی تفصیل کرتی ہے۔ لہذا کتاب و سنت کا قطعاً ایک ہی مرتبہ ہے۔ اسی طرح دوسرے اصل میں تیسرے کا اور پہلے اصل میں چوتھے کا اضافہ ممکن ہے۔ اگرچہ لفظ ائمہ کے بیان میں مذکور ہے کہ بعض مسکتیں ضرور ہیں لیکن وہ اصل کو مان نہیں۔ اس لیے حافظ ابن القیم کے بیان کردہ اصول اب جاری رہ جاتے ہیں۔ جو یہ ہیں :

(۱) کتاب (۲) سنت (۳) قولی صحابہ (۴) قیاس

ان اصول پر جو مزید اضافہ ہو سکتا ہے، وہ یہ ہیں :

(۱) احتیاط (۲) مصالح مرسلہ (۳) سبہ رائج

کتاب مذکور ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام احمد اہم اہم کو محبت مانتے تھے، بشرطیکہ وہ واقعہ ہو چکا ہو اور کسی ایسے شخص میں ہو جس سے بارے میں اب تک اختلاف نہ ہو۔ امام شافعیؒ، امام ابو یوسفؒ اور خود امام احمد کا مسلک ان بارے میں یہی ہے۔ امام احمد کے قیاس سے کام لینے کی وجہ سے شعبی فقہاء نے بھی خود قیاس سے کام لیا اور ضروریات نہ ماننے ان کو مجبور کر دیا کہ قیاس صحابہ اور منصوبوں پر قیاس کریں اور فتویٰ دیں۔ امام احمد کے اقوال سے تخریج کریں اور یہ کام بھی قیاس کے ممکن نہ تھے۔ لہذا وہ اس طریقے پر چلے۔ انہوں نے اجتہاد بھی کیا اور احتیاط سے بھی کام لیا اور اجتہاد پر اپنی ہی صورتوں مثلاً احتیاط و مصالح مرسلہ اور احتیاط وغیرہ سے بھی کام لیا۔

علمائے مذہب کی اصول فقہ میں کتب۔ یہاں چند اہم کتب مختصر ذکر کی جاتی ہیں۔ ان کے اصل مقام پر تفصیل سے گفتگو کی جائے گی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ علمائے مذہب نے اصول فقہ کے سلسلہ میں متعدد بلند پایہ اور مفید کتابیں لکھیں ہیں۔ ان میں علی بن محمد ابن قتیل البہد اوی (متوفی ۵۱۳ھ) ابو یحییٰ محمد بن اُحسین انصاری (متوفی ۵۵۸ھ)، ابو یوسف بن محفوظ بن اُحسین البہد اوی (متوفی ۶۹۵ھ)، ابوالحسن طوسی، ابن حبیہ اور ان کے شاگرد طویل ابن قیم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان لوگوں نے اصول فقہ پر کئی کتابیں لکھیں۔ اس علم کے قواعد مرتب کرنے اور ان کی توضیح و تشریح

لِ اِطْلَامِ الْمُؤَلَّفِينَ عَنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ ابن حجر المازنی یہ مخطوطی متوفی ۵۱۵ھ جو تحقیق طہ عبد الرزاق سعد ۳۹۱/۱، ۳۳۰، ۳۳۱ و ۳۳۲ دارالمجل

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الامور والنہی علی مذہب الشافعی۔ ۲۔ کتاب القیاس۔

داؤد قاضی ہری (۲۰۲ھ۔ ۲۷۰ھ) ۳

نیز، مجتہد محدث اور حافظ تھے۔ بغداد کی ریاست علم ان پر شتم ہوتی تھی۔ کتاب وسنت کی ظاہری نصوص پر عمل کرنے اور توسل و قیاس و رائے سے کام نہ لینے کی بناء پر "جماعت ظاہریہ" کہلاتے ہیں۔ داؤد بن علی بن خلف الاصہبانی المعروف قاضی ہری، ۲۰۲ھ کو قوفہ میں پیدا ہوئے۔ اسحاق راہوہیہ اور ابو ثور سے علم حاصل کیا۔ امام شافعی کے زہدست حادی تھے۔ ان کی حدیث و کتابیں دو کتابیں تھیں۔ بغداد میں ان سے بڑا کوئی عالم نہ تھا۔ وہ ایک جداگانہ فرقہ کے بانی تھے، جس کی بنیاد انہوں نے قنوجہر کتاب وسنت پر رکھی۔ وہ اس وقت تک ظاہری احکام شرع کے پابند رہے جب تک کتاب وسنت کی کسی دلیل یا اجماع سے یہ ثابت نہ ہو کہ ظاہری حکم مراد نہیں، بلکہ بغض کی عدم موجودگی کی صورت میں وہ اجماع پر عمل کرتے اور قیاس کو بالکل نظر انداز کر دیتے۔ ان کا قول ہے کہ عموم کتاب وسنت سے ہر مسئلہ کا جواب اخذ ہے۔ متحدہ کتب ان کی تصانیف ہیں۔ پانچویں صدی ہجری کے نصف تک لوگ ان کے فقہ کی اتباع کرتے رہے۔ انہوں نے بہت سے مسائل میں جمہور کی مخالفت کی ہے۔ اس امر پر علاؤ کا اجماع ہے کہ ظاہر نصوص سے احتیاج کرنے والے داؤد بن علی ہیں۔

خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں :

"وہو اول من اظهر النحل الطاهر ، ونفى القیاس فی الاحکام لا ، واضطر الیہ فعلا ،

فسماء ذیلا"۔ ۴

(۱۰) اپنے شخص سے جنہوں نے ظاہر نصوص سے احتیاج کیا۔ قیاس کی لگی کی اور اختلافات اپنانے پر مجبور ہوئے۔ اس کا

عام انہوں نے دلیل رکھا

مؤلفات اصولیہ :

- | | |
|----------------------------|------------------------|
| ۱۔ کتاب ابطال القیاس | ۵۔ کتاب خبر الواحد |
| ۲۔ کتاب الخیر الموجب للعلم | ۶۔ کتاب الحجۃ |
| ۳۔ کتاب الخصوص والعموم | ۷۔ کتاب المفسر والمجمل |
| ۴۔ کتاب الاجماع | ۸۔ ابطال التقليد ۵ |

۱۔ تہذیب الاموالین۔ محمد مقبر، ۲۷۴/۲۷۳ھ

۲۔ تہذیب الاموالین۔ محمد مقبر، ۲۷۴/۲۷۳ھ میں بحوالہ البحر المحیط للقرطبی (غ)، ۱۲/۱۱۱ھ مذکور ہے

۳۔ الامیران داؤد بن علی بن داؤد بن خلف الاصہبانی (۸۱۶ھ۔ ۸۸۳ھ)، کوفہ میں ولادت اور بغداد میں وفات پائی

۴۔ تاریخ بغداد۔ خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳/۴۶۲ھ، ۳۷۳/۳۷۲ھ

۵۔ کتاب الفہرست۔ ابن النجاشی، ۴۷۴/۴۷۳ھ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ۳۶۹/۳۶۸ھ، الفہرست المرقوم، ۱۵۹/۱۶۱ھ (۱۶۱)

ابن ندیم اور ابن خلیب کے مطابق مذکورہ بالا کتب کے علاوہ "کتاب الاصول" بھی تالیف کی تھی۔ المراقی نے الفتح المبین میں ان کی صرف چھ کتب "بحدف کتاب الاحجام، ابطال التعلیل اور کتاب الاصول" بیان کی ہیں۔ اسی طرح تاج الدین اشکی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں: "لقد ولقت لداؤد وحنہ اللہ علیہ اور قاضی ہمدانی نے مسالہ الاصول "مع" اور پھر اشکی نے ان اوراق میں سے چند عبارتیں نقل کیں۔ ابو داؤد و قاضی ہمدانی کا مذہب تقریباً پانچویں صدی ہجری تک قائم رہنے کے بعد متبعین کی کمی کے باعث ختم ہو گیا۔ اگرچہ ابن ترمذی ہمدانی نے اندلس میں مذہب کو زندہ کرنے کی کوشش کی۔ کتاب "المعنی" تصنیف کی اور اصول میں بھی کتاب لکھی۔ ابن ندیم نے اصحاب داؤد کا ذکر کیا۔ ان میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کی اصول میں کتب کا ذکر کیا ہے۔

- ۱۔ ابو بکر محمد بن داؤد (یہ داؤد کے صاحبزادے ہیں)۔ کتاب "الوصول الی معرفة الاصول"
- ۲۔ ابو سعید الرقی۔ کتاب "الاصول" جو نو کتابوں پر مشتمل ہے
- ۳۔ حسن بن سعید ابو سعید اشہر باقی۔ کتاب "ابطال القیاس"
- ۴۔ ابو الطیب ابن خال۔ کتاب "ابطال القیاس"۔ کتاب "نعت الحکمة فی اصول الفقہ"
- ۵۔ ابو اسحاق ابدا نیم بن احمد بن الحسن الرضا باقی بغداد سے مسمر آئے، وہیں انتقال ہوا۔ کتاب "الاصول فی ابطال القیاس"

ابن الجندی الشیمی (متوفی ۲۸۱ھ) ^۱

شیعہ امامیہ کے کاہن میں سے ہیں۔ آپ نے "الایہام لاصول الاحکام" تالیف کی ہے

اسماعیل بن اسحاق القاضی مالکی (۲۸۲ھ/۲۸۰ھ) ^۲

فتیہ، قاضی، مصری، اصولی، محدث، ادیب اور نحوی تھے۔ اصول میں بھی ایک کتاب تالیف کی ہے ^۳

ابوصالح الجستانی (متوفی ۳۹۰ھ) ^۴

کتاب "اصول الفقہ" تالیف کی ہے ^۵

ابوبکر قاضی ہمدانی (متوفی ۳۹۷ھ) ^۶

انہوں نے "کتاب الوصول الی معرفة الاصول" تالیف کی ہے ^۷

۱۔ کتاب فہم سے ابن اندیم بن احمد ۲۸۳ھ، تاریخ بغداد ابو الطیب بغدادی ۳۹۹/۸ (۳۷۲ھ)، الفتح المبین العربی ۱۵۹/۱ (۱۹)

۲۔ طبقات الشافعیہ الکبریٰ۔ تاج الدین اشکی ۲۸۳/۱ (۲۹۶) مع الاصل الاکافی محمد بن احمد بن الجندی بغدادی اوی الطحطاوی

۳۔ حدیث العربیین، اسماعیل بن اسحاق بغدادی ۵۱/۹

۴۔ ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن جریج الزریعی (۸۱۵ھ/۸۹۵ھ)

۵۔ حدیث العربیین، اسماعیل بن اسحاق بغدادی ۵/۵۷۰۔ الفتح المبین المراقی ۱۶۴/۱

۶۔ ابو الصالح منصور بن اسحاق بن احمد بن ابی یوسف الجستانی حدیث العربیین ۳۱۰ اسماعیل بن اسحاق بغدادی ۹/۷۷

۷۔ ابو بکر محمد بن داؤد بن علی بن خلف الاسلمی بغدادی اوی الطحطاوی مع کتاب التعلیم مستدین ابن اندیم فی اخبار داؤد اصحابہ میں ۷۸

کشف الظنون، رحابی قدیر متوفی ۷۹۶ھ/۸۱۳ھ حدیث العربیین اسماعیل بن اسحاق بغدادی ۳۶/۹

سدا بقیر وانی (متوفی ۳۰۰ یا ۴۰۰ھ) ^۱

فیہ اصولی و عصری، نحوی تھے تجدید کی خدمت کرتے اور کہتے ہیں :

"هو من نقص العقول والحطاط اليهم"

(وہ تھکے قول میں گی اور غمزدہ سلسلے میں پستی کا نام ہے)

انہوں نے کتاب "المقالات فی الاصول" تالیف کی ^۲

حسن بن قاسم طبرسی (متوفی ۳۰۵ھ) ^۳

ان کی تصحیح چار سو و ۵۰ معلوم ہوتی ہے یہ اس لئے ان کا وہیں تعارف پیش کیا جائے گا۔

ابن برحان قاری (متوفی ۳۰۵ھ) ^۴

انہوں نے "الذخیر فی اصول الفقه" تالیف کی ^۵

ابن سراج الشافعی (۳۰۶ھ - ۳۰۹ھ) ^۶

ابن سراج ابو القاسم الشافعی اور دق مرقانی کے شاگرد تھے وہ اپنے وقت کے شیخ الشافعی تھے۔ انہوں نے مذہب شافعی کی تشریح، اختصار، بشر و شاعت میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ شیراز میں قاضی رہے۔ اسکی نے ابو عاصم ابراہیم کا یہ قول نقل کیا کہ : "ابن سراج شیخ الاصبحاب و مالک المعانی، و صاحب الاصول والفروع والحساب" آپ کی منوفیات کی تعداد چار سو و ۴۰۰ تک بیان کی جاتی ہے۔

منوفیات اصولیہ :

۱۔ الرد علی ابن داؤد فی بطلان القیاس ۲۔ الفقیہ فی الاصول ^۷

ذکر بیان بھی الساجی الشافعی (۳۲۰ھ / ۳۰۷ھ) ^۸

ابن سراج اور شیخ بن سلیمان کے تلامذہ ہیں سے جسے ہمارے کے شیخ الحدیث ابن ابی شیبہ شافعی کے ایک بلند پایہ عالم تھے اور ان کے شعری نے آپ سے زانوئے کلمہ ملے کیا۔

۱۔ محدث محمد بن سنان، الامکان الفسائی، احمدی اہل القہر والی متوفی ۹۱۳ھ، مجمع المکین، المرقانی / ۱۲۱۲ھ میں تاریخ وفات ۳۰۰ھ مذکور ہے

بح حدیث الامکان، اسماعیل بن ابی نعیم، ابی / ۵۸۸ھ، مجمع المکین، المرقانی / ۱۲۱۲ھ، مجمع المکین، طبرسی / ۱۲۰۲ھ (۳۵۶)

بح حدیث الامکان، ابن عساکر، متوفی ۶۸۱ھ / ۱۲۸۰ھ، مجمع المکین، احمدی اہل القہر / ۱۳۱۰ھ

بح حدیث الامکان، محمد بن سراج، ابن برحان قاری / ۸۲۵ھ

۲۔ ابن سراج، محمد بن سراج، ابن برحان قاری / ۸۲۳ھ، بغداد میں ولادت و وفات ہوئی

بح حدیث الامکان، ابن عساکر، متوفی ۶۸۱ھ / ۱۲۸۰ھ، مجمع المکین، طبرسی / ۱۲۱۲ھ، تاریخ بغداد، قطیب المقدادی / ۳۰۰ھ (۳۲۳)

۳۔ ابن سراج، محمد بن سراج، ابن برحان قاری / ۸۲۳ھ، بغداد میں ولادت و وفات ہوئی

مؤلفات اصولیہ عقد و خلافت میں کتاب تالیف کی جس کا نام "اصول فقہ" رکھا یہ ابواب فقہ پر محیط ہے خلافت میں یہ ان کی کتاب الکبیر کا اختصار ہے۔ اس کے مقدمہ میں مندرجہ ذیل ائمہ کے مسائل میں اختلاف کو بیان کیا گیا ہے۔ امام شافعی، امام مالک، امام ابو حنیفہ، ابن ابی لیلیٰ، عبد اللہ بن حسن العسمری، امام ابو یوسف، امام زفری، احمد بن محمد بن عبد اللہ بن شبرہ، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، سفیان الثوری، ربیعہ بن ابی الزناد، یحییٰ بن سعید القطان، ابو سعید القاسم بن سلام اور ابو ثور۔^۱

ابن المنذر الشافعی (متوفی ۳۰۹ھ)^۲

آپ کا شمار سب شافعی کے ان مجتہدین میں ہوتا ہے جو جمیع قواعد اصولیہ میں اپنے امام کی پیروی کو ضروری نہیں سمجھتے۔ ابن اسکی نے کہا :

"المحمدون الأربعة : محمد بن نصر المروزی، ومحمد بن جریر الطبری، ومحمد بن حزمہ ومحمد بن المنذر : من أصحابنا . وقد بلغوا درجة الاجتهاد المطلق . ولم یخرجهم ذلك عن كونهم من أصحاب الشافعی المحررین علی اصولہ المتذہبن بملکہ ، ولولایا اجتہادہم اجتہادہ"^۳

(ہمارے اصحاب میں چار افراد محمد بن نصر المروزی، محمد بن جریر طبری، محمد بن حزمہ اور محمد بن قزلباشی تھے۔ ان کے اجتہاد مطلق کے وجہ کو پہنچے اور ان کے اجتہاد کرنے نے ان کو شافعی رہے۔ اصول شافعی کی پیروی کرنے سے خارج نہیں کر دیا۔ اگرچہ ان کا اجتہاد امام شافعی کے اجتہاد سے بہتر ہی کیوں نہ ہو۔)

ابن ذہبی نے کہا :

"وكان لا یقلد احدا"^۴

(وہ ابن المنذر، اجتہاد میں کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کتاب اثبات التیاس ۲۔ کتاب الابحاث

ابن خلکان نے کہا "کتاب الابحاث وهو صغیر" (کتاب الابحاث ایک مختصر حجم کی کتاب ہے)^۵

۱۔ الخ لکھنؤ - المرقاۃ ۱/۱۶۷

۲۔ ابو بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر الشافعی النیساہری متوفی ۹۲۱ھ کہ جس وفات پائی، حاجی خلیفہ نے کشف القہون ۱۳۸۵/۲ میں ۳۱۰ء تا ۳۱۸ھ تک وفات ذکر کی ہے۔ الخ لکھنؤ - المرقاۃ ۱/۱۶۸، ۱۶۹

۳۔ تذکرۃ الحفاظ، ابو عبد اللہ شمس الدین الذہبی (متوفی ۴۸۰ھ - ۵۴۸ھ)، ۸۳/۲، بیروت دار احیاء التراث العربی سنہ

۴۔ کتاب الخیر مست، ابن الذہبی، ص ۲۶۹ - کشف القہون، حاجی خلیفہ - متوفی ۱۰۹۷ھ - ۱۳۸۵/۲ - تذکرۃ الحفاظ، امام الذہبی ۸۴۲/۲

۵۔ وفیات الامیاء، ابن خلکان، متوفی ۶۸۱ھ - ۳۹۱/۱

اہل اہل النجاشی امامی (۲۳۷ھ/۳۱۱)۔^۱

عقبنی مذہب کے عظیم متکلم اور مصنف ہیں۔
مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ نقض رسالة الشافعی
- ۲۔ نقض اجتہاد الرأی علی ابن الراوندی
- ۳۔ کتاب المخصوص والعموم
- ۴۔ کتاب ابطال القیاس

ابوالقاسم اہلبی محترمی (متوفی ۳۱۹ھ)۔^۲

ماتہ محترم کے رئیس ہیں۔ اصول فقہ میں آپ کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا البتہ اصول میں آپ کی آراء ہیں جو کتب اصولیہ میں موجود ہیں۔ مثلاً علامہ سادہ شافعی متوفی نے اپنی کتاب ”الاحکام“ میں الاصل الثانی کی پانچویں فصل ”فی المباح وما یصلی بہ من المسائل“ میں ”المسألة الثانیة“ میں ان کی رائے نقل کی :

”اتفق الفقهاء والاصوليون قاعده علی أن المباح غیر مأمور به، خلافاً لکھنوی والتابعه من المعتزلة، فی قولهم انه لا مباح فی الشرع، بل کل فعل یفرض لھو واجب“۔^۳
(مجمع فقہاء و اصولیین کا اس پر اتفاق ہے کہ مباح غیر مامور بہ ہے۔ اس بارے میں اہلبی کا اختلاف ہے جو محترمی کی موافقت میں ہے جن کا قول ہے کہ شرع میں کوئی فعل مباح نہیں بلکہ ہر فعل جو ضروری قرار دیا جاتا ہے (اس پر عمل) واجب ہے)۔

اس کے چند سطور بعد ان کی دلیل کا ذکر ہے۔

ابی طرح علامہ سادہ ”الاصول الرابع“ کے باب الثانی (فی التواتر) کے المسألة الثانیة میں خبر تواتر سے حاصل علم کے ضروری و نظری ہونے میں ان کی رائے بیان کرتے ہیں :

”اتفق الجمهور من الفقهاء والمكتلمين من الاشاعرة والمعتزلة علی ان العلم الحاصل عن خبر التواتر ضروری وقال الکھنوی وابو الحسن البصری من المعتزلة والشافعی من اصحاب الشافعی انه نظری“۔^۴

(اہل عموم و محترم کے جمیع فقہاء و متکلمین اس پر متفق ہیں کہ خبر تواتر سے حاصل علم ضروری ہے مگر محترم میں سے اہلبی اور ابوالحسن البصری اور اصحاب شافعی میں سے اتفاق کیجئے ہیں کہ وہ نظری ہے)۔

۱۔ ابن اہل بن علی بن اسحاق بن افضل بن ابی اسلم بن ابی یوسف بغدادی (۸۵۱ء-۹۲۳ء)

۲۔ الطبعة التي تصانف الشيخ آقا بزرگ الطهرانی ۱۰۶۹/۵-۱۰۷۰/۵-۲۸۵/۳۳۔ بیروت دار الاخوان الطبعة الثالثة
مجلد، مجلة الفكر الاسلامی لہر ان المجلد ۳۶، ۳۷-۳۸

۳۔ ابوالقاسم محمد بن احمد بن محمد بن اہلبی (متوفی ۹۲۹ء) میں وفات پائی۔ مختلف اظہار میں ان کا نام احمد بن محمد بن عبد اللہ ذکر ہے، تاریخ وفات میں بھی اختلاف ہے۔ ابن خلدون نے اور ابن کثیر نے ہدایہ و تنبیہ میں ۳۷۷ھ بتائی ہے۔

۴۔ ابوالقاسم بن اہل بن اسلم بن ابی اسلم بن احمد بن محمد بن اہلبی (متوفی ۹۲۹ء)۔ بیروت دار الفکر ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶ء

ابو ہاشم الجبائی المحترمی (۲۳۷ھ / ۳۲۱ھ) ^۱

شیوخ معتزلہ میں سے ہیں۔ معتزلہ کے طائفہ ”الہشعہ“ کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے۔ اصول فقہ ان کی خاص آراء ہیں۔ مختلف علوم پر بہت سی کتب تالیف کیں۔
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کتاب الاجتهاد ۲۔ کتاب القدر ۳۔ کتاب تذکرۃ العالم

اصول میں آپ کی آراء میں سے ہے :

”ان امثال الامر لا یوجب الاجزاء، وقال الجمهور انه یوجب الاجزاء، بمعنی عدم وجوب القضاء، واستدل الجبائی بوجوب المظنی فی الحجج القاسد، مع وجوب قضائه، وقال: ان الاجزاء عند امثال الامر یستفاد من عدم دلیل یدل علی الاعادة لا من امثال الامر نفسه“ ^۲

ابو الحسن الاشعری (۲۶۰ھ / ۳۲۳ھ) ^۳

ان کے فقہی مذہب کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ فقہائے شافعیہ ان کو شافعی اور فقہائے مالکیہ ان کو مالکی مانتے ہیں۔ زیادہ قریب قیاس یہ بات ہے کہ وہ مجتہد فی المذہب تھے۔ اختلاف روایات کے ساتھ آپ پچاس ہجرتوں تک کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الثبات القیاس ۲۔ کتاب اختلاف الناس فی الاسماء والاحکام

۳۔ کتاب الخاص والعام ^۴

اسحاق الشافعی حنفی (۲۳۳ھ / ۳۲۵ھ) ^۵

فقہ و اصولی تھے۔ مصر تخریف لائے اور اس کے بعض علاقوں میں قاضی رہے، حنفی مسلک کے پیروکار تھے۔ ان کے مشہور اور بڑے عالم اور ائمہ فقہاء میں سے تھے اور محمد بن حسن کی ”الجامع المکیہ“ زید بن اسماعیل بن ابی سلیمان الجوزانی سے روایت کیا کرتے تھے ^۶۔

۱۔ ابو ہاشم عبد السلام بن محمد بن عبد الوہاب بن سالم بن خالد بن قمران بن ابان الجبائی (۸۶۱ء / ۹۳۳ء) بغداد میں وفات پائی۔

۲۔ کتاب المبررات، ابن الدیمدم، ص ۲۲۲، المطبوعین، دار الفکر، ۱۳۱۱ھ۔ مجمع المصنفین، محمد متقی، ۱۲۰۳ھ / ۱۲۸۸ھ (۳۳۸)

۳۔ ابن ابی اسماعیل بن ابی بشر اسحاق بن سالم بن اسماعیل بن عبد اللہ (۸۵۳ء / ۹۳۶ء) مصر میں ولادت اور بغداد میں وفات پائی۔

۴۔ المطبوعین، دار الفکر، ۱۳۱۱ھ / ۱۲۹۱ھ

۵۔ ابو یوسف اسحاق بن ابی ہاشم الشافعی افراسیابی (۸۵۸ء / ۹۳۶ء) مصر میں وفات پائی۔

۶۔ الجہاد المصنوع فی طبقات ائمہ، دعی الدین ابی محمد عبد القادر بن ابی الوفاء محمد بن محمد بن عبد اللہ بن اسماعیل بن ابی الوفاء، القزحی، المصنف، مصر، ۱۳۶۸ھ / ۱۳۶۸ھ، کتاب من اسناد الصحابی، کراچی، محمد کتب خانہ، الطوقہ البیہ فی بواہم الحفظ، (۱۱۰۰) ت محمد ابی

کتابوں پر مبنی، ص ۱۳۰۲ھ، کراچی، مکتبہ خیر کثیر، سند

اصول الشاشی کس نے تالیف کی ؟

یہ کتاب بازار ہندو یا پاکستان میں برس سے زائد عرصہ سے متداول ہے اور دراصل قدیم میں اصول فقہ پر پڑھائی جانے والی پہلی کتاب ہے۔ اس کے مصنف کے بارے میں ہم یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے اس کے بارے میں مختلف قول ہیں جو مہتمم لکھنؤ نے اپنی کتاب "تہذیب الاصولین" کے مقدمہ میں جمع کر دیے ہیں :

☆ اس کتاب کے مصنف اسحاق بن ابراہیم ابو یوسف الخراسانی الشاشی (متوفی ۳۳۵ھ/۹۴۶ء) ہیں۔

ان کو المصنفی نے الفتح المبین (۱/۱۷۷) میں بحوالہ التدوینات الالہیہ، معجم البلدان ۵ (صفحہ ۴۰۸) اور الجوہر المظنیہ - جلد ۱ (صفحہ ۴۰۸) نقل کیا۔ اور برنگھان نے (۱۷۴/۱) الجوہر المظنیہ ۱۳/۱ اور اللوالب البیہ ۳۲ نقل کیا مگر صاحب الجوہر المظنیہ (۱۳۶/۱) اور صاحب اللوالب البیہ (۳۳) دونوں نے اسحاق بن ابراہیم الشاشی کے حالات بتائے مگر اصول میں ان کی کسی کتاب کا ذکر نہیں کیا۔

☆ اس کے مصنف احمد بن محمد بن اسحاق ابوالاعلیٰ نظام الدین الشاشی (متوفی ۳۳۳ھ/۹۵۵ء) ہیں۔

یہ کتاب اس نسبت کے ساتھ بیروت سے سنہ ۱۲۹۰ھ-۱۹۸۴ء میں طبع ہو چکی ہے اور کتاب کی ان کی طرف نسبت کے لئے الجوہر المظنیہ (۲۶۲/۱) اور اللوالب البیہ (۳۱) اور تاریخ ہندو (۳۹۲/۱) اور شیرازی کی طبقات الفقہاء (۱۳۳) کے حوالے دیئے گئے ہیں مگر درحقیقت ان میں سے کسی نے بھی اسے لکھا کہ ان کی اصول فقہ میں کوئی کتاب ہے اور ہدیہ العارفین (۶۲/۱) میں بغدادی نے ان کی سوانح میں لکھا کہ ان کی کتاب "الحمیس فی اصول الدین اعلیٰ اصول الفقہ" ہے اور کتاب "الحمیس" وہی کتاب "اصول الشاشی" ہے اسی طرح اللوالب البیہ ۳۳ میں مذکور ہے۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا نام بدر الدین الشاشی الشروانی ہے جو تقریباً ۵۴۱ھ-۸۵۲ھ میں زمرہ تھے۔ اس برنگھان (۱۷۴/۱) نے فہرست پشاور کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

☆ اس کے مصنف کا نام ابو بکر محمد بن احمد بن حسین بن عمر (متوفی ۵۰۷ھ-۱۱۱۳ء) و آخر الاسلام سے ملقب اور المستظہری سے معروف ہیں۔ لندن میں فہرست المکتبہ الہندیہ کے مصنف نے یہی کہا اس کا نمبر یہ ۲۰۶-۲۰۷ لبر (۱۳۳۹) مگر اس کے مصنف نے یہ نہیں بتایا کہ "اصول الشاشی" حنفی اصول فقہ کی کتاب ہے۔ حالانکہ کتاب کے آغاز میں مقدمہ "والسلام علی اہل حنفیہ واحبابہ" سے یہی ظاہر ہے۔ اور مستظہری شافعی تھے۔ مولانا عبدالحی نے اللوالب البیہ (۳۳۵-۳۳۶) میں ان کا یہی مسلک بتایا ہے اور شافعیہ میں درحقیقت الشاشی سے مشہور ہیں ان میں سے ایک ابو بکر محمد بن علی القفال الکلبی الشاشی (متوفی ۳۲۶ یا ۳۳۳ھ) ہیں جو اصول فقہ پر ایک کتاب کے مصنف بھی ہیں اور در آخر الاسلام محمد بن احمد بن حسین الشاشی (متوفی ۵۰۷ھ) ہیں جو المستظہری سے معروف ہیں۔

☆ اس کتاب کے مصنف نظام الدین الشاشی ہیں جو سواتی صدق کے علماء میں سے ہیں صاحب حنفیہ حقیقیہ نے یہی کہا اور برنگھان (۱۷۴/۱) نے فہرست باگی پوری سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ مصنف اصول الشاشی اپنی کتاب کی پہلی فصل کے لئے انصاف پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں : "وردی ابن الصباغ وهو عن سادات اصحاب الشافعی

لیس کتبہ المسمی [الشامل] " اتح ابن الصباغ کی وفات ۷۴۵ھ میں ہوئی، اس پر گولڈزبرگر نے تہذیب داران (بروکلن ۱۸۷۱ء) اس لئے مؤلف اسحاق بن ابراہیم کی تاریخ وفات میں شک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ گولڈزبرگر اس کتاب کی نسبت اسحاق بن ابراہیم الشاشی کرنے میں شک نہیں، بلکہ صرف تاریخ وفات میں شک ہے۔

لیکن دوسری طرف بروکلن کو اس بات کا یقین ہے کہ یہ کتاب اسحاق بن ابراہیم الشاشی (متوفی ۳۲۵ھ) کی نہیں ہے اور خود بھی ذکر و قول کی تصنیف نہیں کی۔ ایک قول مصنف فہرست پشاور کا ہے کہ اس کے مصنف بدالدین الشاشی ہیں اور دوسرا قول صاحب حدائق الحنفیہ کا ہے کہ نظام الدین الشاشی ہیں۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ استاد العلماء حمید الدین الشاشی (متوفی ۷۸۱ھ) مراد ہیں۔ مکتبہ راجستان ٹونک (۷۸۳/۲) کی فہرست المخطوطات العربیہ سے یہی پتہ چلتا ہے۔

مظہر چاند کوہہ بالا اقوال پیش کرنے کے بعد کہتے ہیں : میرے خیال کے مطابق اصول الشاشی جو اسحاق بن ابراہیم الشاشی کی طرف منسوب ہے وہ اصول الشاشی متداول کے علاوہ کوئی دوسری کتاب ہے۔ کیونکہ اسحاق بن ابراہیم ابو یوسف الخراسانی (متوفی ۳۲۵ھ) کی اصول الشاشی کا ایک خطی نسخہ مکتبہ دیال سنگھ لاہور پاکستان میں نمبر ۵۳۳ کے تحت موجود ہے اس میں آغایوں ہے :

ابتدائیہ : " اما بعد حمد الله على نواله والصلوة على رسوله محمد واله " الخ

اور اس کا اختتام اس طرح ہے : " ومعنى الافراد ان يعتبر كل مسمى بانفراد ، ليس معه غيره نعمت "۔ اس کا ایک اور نسخہ نمبر ۱۲۷ کے تحت موجود ہے۔

ابتدائیہ : " حمد الله على نواله والصلوة على رسوله محمد واله " الخ

اختتامیہ : " ليس معه غيره ، والله اعلم بالصواب ، واليه المرجع والمآب "

اب اصول الشاشی متداول مطبوع کے ابتدائی و اختتامی کلمات ملاحظہ کیجئے :

ابتدائیہ : " الحمد لله الذي اعلى منزلة المؤمنين بكنيهم خطابه " الخ

نہائیہ : " لبقال ما بال اسمك ، لا خمس فيه ؟ قال : لانه كالماء فلا خمس فيه والله تعالى اعلم بالصواب "

اب جب اصول الشاشی منسوب اسحاق الشاشی اور اصول الشاشی متداول کے مابین ابتداء و اختتامیہ اختلاف واضح ہو گیا تو اس سے پتہ چلا کہ یہ ایک عنوان " اصول الشاشی " پر دو طبعہ علیحدہ کتابیں ہیں اور اسی طرح " اصول الشاشی " میں ابن الصباغ المتوفی ۷۴۵ھ کا ذکر پاتے ہیں۔ اس طرح یہ ممکن نہیں ہے کہ یہ اسحاق بن ابراہیم کی کتاب ہو جن کا انتقال ۳۳۵ھ میں ہوا۔

اصول الشاشی متداول کا مصنف کون ہے ؟

مہدائی لکھنؤی الفوائد الہیہ (ص ۲۳۳) میں کہتے ہیں : الشاشی سے دو مذہبوں کے جلیل القدر و دانا م مشہور بزرگ ایک تھی (امدہ لب) ابوعلی احمد بن محمد بن اسحاق۔ پھر کہا کہ ایک دوسرے شاشی بھی ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے اور وہ ابو ابراہیم اسحاق بن ابراہیم ہیں۔ بہر حال اصول میں اصول الشاشی کی جو کتاب ہمارے زمانے میں متداول و مشہور ہے اس کا آغاز یوں ہے :

”الحمد لله الذي اعلى منزلة المؤمنين بكرمه عطا به“۔ الخ

ماہی خلیفہ ملا صاحب علی نے اس کتاب کو ”کتاب التمس“ کے نام سے لکھا ہے اور مصنف کے نام نظام الدین الشاشی تحریر کیا اور چھ ترمیم کی تصنیف کے وقت مصنف کی عمر پچاس سال تھی۔ صاحب الفوائد الہیہ نے ابو محمد باہمی الشاشی اور اسحاق بن ابراہیم الشاشی کا ذکر کیا، لیکن اس کتاب کی نسبت ان دونوں میں سے کسی کی طرف بھی نہیں کی۔ اس کے برخلاف اس کو نظام الدین الشاشی کی طرف منسوب کیا اور اس کو کشف الطغون سے نقل کیا ہے۔ مگر مقررین کا کہنا ہے کہ انہیں یہ حوالہ کشف الطغون میں نہیں ملا اور جو صاحب الفوائد الہیہ اور پھر صاحب ”حدائق الحقیقہ“ نے کہا ہے وہ درحقیقت سے زیادہ قریب ہے کہ اصول الشاشی کے مصنف نظام الدین ہیں جو ساتویں صدی کے علماء میں سے ہیں ، والله اعلم بالصواب۔ ان مذکورہ بالا باتوں کے باوجود یہ کتاب بلاد ہند و پاکستان میں متداول ہے۔

اصول الشاشی کی شروح :

۱۔ صفی اللہ دین نصیر الدین دہلوی کی شرح ہے اور مقدمہ المحدثان میں لکھا ہے :

”قد شرحه كثير من الرجال ، واشتغل بحله جمع غفير من مشورة ارباب الكمال“

(بہت سے شخص نے اس کی شرح لکھی اور ماہرین ارباب کمال میں سے جم غفیر اس کے حل میں مشغول رہا)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصول الشاشی کہ بہت سی شروح لکھی گئی ہوں گی مگر ہم ان سے واقف نہیں ہیں۔

۲۔ مولی محمد بن الحسن الخوارزمی انگریزی معروف بہ جس الدین الشاشی متوفی ۸۱۱ھ نے بھی اس کی ایک شرح لکھی۔

اصول الشاشی پر حواشی :

۱۔ فصول العواشی : شیخ الزادہ الجونیوری منفی (متوفی ۹۲۴ یا ۹۳۴ھ) اس کے مصنف ہیں۔

۲۔ فصول الحواشی لاصول الشاشی : یہ مولوی عین الدین کی تصنیف ہے یہ کتاب ۱۳۰۲ھ میں دہلی سے چھپی۔

برکلمان نے ۱۳۱۷ھ میں ”فصول الحوادث“ کا نام تحریر کیا جو ان کا سہ ہے۔

۳۔ حصول الحواشی علی اصول الشاشی : یہ حاشیہ شیخ محمد حسن کا ہے جس کی کنیت ابو الحسن بن محمد

السنہلی ہے۔ یہ لکھنؤ سے ۱۳۰۲ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

۴۔ عمدۃ الحواشی علی اصول الشاشی : شیخ فیض الحسن گنگوہی، یہ کتاب بیروت سے ۱۳۰۲ء میں چھپ چکی ہے۔

۵۔ احسن الحواشی علی اصول الشاشی : شیخ برکت اللہ گنگوہی، دہلی سے طبع ہوئی۔

۶۔ عمدۃ الحواشی علی اصول الشاشی : عباس قحی خان (۱۳۰۵ء میں زندہ تھے) اصل کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔^۱

اس کتاب کی اردو شروح بھی لکھی جا چکی ہیں، ان میں چند مشہور مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ منزل الفواشی : نجم الفحی خان رامپوری (۱۸۵۹ء-۱۹۲۳ء) کراچی میں محمد سنندھ اردو زبان میں یہ ایک عمدہ شرح ہے۔ بعد میں آسانی اور سہولت کے لئے اس کتاب میں کچھ تبدیلی کر کے اور عبارت متین کے کچھ لے کر کے ایک سواہبہ ہوا یہ انداز میں ڈھال کر متین اور عبارت کو الگ الگ بیان کر کے اس کو "معلم الاصول شرح اصول الشاشی" مکان مکتبہ شرکت عالیہ سے طبع کیا گیا۔ اس کو اسحاق محمد علی نے اس ترتیب پر مرتب کیا۔

۲۔ خلاصۃ الحواشی : محمد ایدہ نجم کراچی میں محمد بہر حال نظام الدین الشاشی نے اس کتاب میں احناف و شوافع کے اکثر اختلافی مسائل کو اصول کے ماتحت نہایت خوبی سے بیان فرمایا ہے، طرز بیان مختصر مگر واضح ہے۔

ابن الاحشید معتزلی (۵۲۷-۵۳۲ھ)^۲

طاہرہ معتزلہ کے فاضل، زہد و صالح تھے، اصول میں آپ کی یہ کتب ہیں :

۱۔ کتاب الامان
۲۔ کتاب الموعظۃ (تاکمیل)^۳

ابن الخلال قاضی - معتزلی (متوفی ۲۳۱ تقریباً)^۴

مذکور الذکر "ابن الاحشید" کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے "مکتاب الاصول" تالیف کیا۔^۵

الاصطخیری الشافعی (۲۳۳-۳۲۸ھ)^۶

فقید اور اصولی تھے، اصول فقہ میں آپ کی آراء میں جو کتب اصول میں ملتی ہیں وہ مشہور و معتبر ہیں، اسی لئے بطور حوالہ پیش کی جاتی ہیں۔ مثلاً امدی نے "الادکام" میں جب اس بارے میں کہ حضور ﷺ نے جن افعال میں پیشگی اختیار کی اور

۱۔ حوالہ سابقہ ص ۱۳-۱۶، المجلد ۱/۲۵۶-۲۵۷ (۲۲۲)

۲۔ ابن کبرہ بن علی بن محمّد (محمّد) الامام ابو یوسف الدیلمی (۸۸۳-۹۴۹ء)

۳۔ کتاب الفہرست، ابن الدیلمی ص ۴۹-۴۲، بدیع العارفین، اساطیر الشافعیہ ص ۱۵-۶۰

۴۔ الامام احمد بن محمد بن حنبل الشافعی، المعروف بالامام احمد بن حنبل (۱۲۱-۲۴۱)

۵۔ الامام احمد بن محمد بن حنبل الشافعی، المعروف بالامام احمد بن حنبل (۱۲۱-۲۴۱)، کتاب الفہرست، ابن الدیلمی ص ۱۲۱-۱۲۲

۶۔ الامام احمد بن محمد بن حنبل الشافعی، المعروف بالامام احمد بن حنبل (۱۲۱-۲۴۱)، کتاب الفہرست، ابن الدیلمی ص ۱۲۱-۱۲۲

اور افعالِ اُمت کے حق میں وجوب پر ولایت کرنے والے قریب سے خالی بھی ہوں تو اس بارے میں اصولیین کے مختلف جہتوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ ان کی رائے کا بھی ذکر کرتے ہیں اور انہوں نے کہا: ”مختصراً“ نے جن افعال کی اور انہی میں موافقت اختیار کی اور وہ وجوب پر ولایت کرنے والے قریب سے بھی خالی ہوں تو انہیں سورج الاضططر باتین (ایک ہریہ و اہل خیران، حجاب اور معتزلہ میں سے ایک جماعت کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ افعال ان (مختصراً علیہ السلام) اور اُمت کے حق میں واجب کی حیثیت رکھتے ہیں نہ کہ ان کی حیثیت نہ واجب و اُمت کی ہے۔

ابوبكر الصير في الشافعي (متوفى ٣٣٠هـ) ٢

لہٰذا حلقہ کار نے لکھا :-

"كان من اجلة الفقهاء اخذ الثقة عن ابي العباس بن سريع واشتهر بالحداد في النظر

والقياس وعلم الأصول وله في أصول الفقه كتاب لم يسبق إلى مثله ٥

(عظیم اقتدار میں سے جسے ابوابِ حاسن بن سرتاق سے تنقید کی تعلیم حاصل کی اور نظریاتی اور عملی اصول میں مہارت میں شہرت پائی اور ان کی اصول فقہ میں کتاب ہے جس کی نامی میں مثال نہیں ملتی)

اس کے بعد ابن خلیکان ابو بکر التتال کے حوالے سے لکھتے ہیں :

”وحكى ابو بكر القتال في كتابه الذى صنعه فى الاصول ان ابا بكر الصير فى العلم الناس
بالاصول بعد الشافعى“ .

(اگر انھوں نے انہی اصول پر کتاب میں بیان کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے امام شافعی کے بعد سب سے زیادہ اصول کو سمجھا دیکھنے والے تھے)

مؤلفات الصولي :

- ١- كتاب البيان في دلائل الاعلام على اصول الاحكام

- ٢- شرح لرسالة الشافعي ٣- كتاب في الإجماع ٤

قاضي أبو الفرج مالكي (متوفى ٥٣١هـ) :-

فقیر اصولی و قانونی تھے۔ طر سوس، انطاکیہ، المصنوعہ، اشعور میں منصب قضاء پر فائز رہے۔ گھر سواری کے فن میں بھی مہارت تھی۔ اصول فقہ پر انہوں نے ”کتاب المصنوعہ“ تالیف کی۔ ۷

١. الاحكام في اصول الاحكام - سيف الدين الاميني شافعي، ١٣٣١هـ، دار الفکر، بيروت.

ج ۱۸: کراچی میں محمد بن عبداللہ بغدادی اور متوفی ۹۳۱ھ میں دمشق و قلات پائی طبقات الشافعیہ، ابن عساکر اللہ ص ۱۸

۲. ولیات الاحیاء - ابن خلدون ۶۸۱ھ، ۱۲۸۱ء ج ۱ حوالہ سابق

في كتاب الفهرست - ابن النديم، ص ٣٨٥، ط ١٣٤٤، إيتاح المكنون، الناشر: دار الفكر، بيروت، ١٩٨٣، ص ٢١٣، ٢١٤، الفهرست المصنف،

٣٠ الجزء الرابع - محمد بن محمد بن عمرو، الملقب بـ "الشيخ الطوسي"، توفي في ١٢٨٠ هـ / ١٩٦١ م.

۱۔ کتاب الفہرست - ابن الجوزی ص ۳۵۳، بیچہ الحارثی ص ۱۸۱، بیچہ الدی ۸۱/۵

ابو اہیم الخالد آبادی (متوفی ۱۲۴۰ھ)

فقہ اصولی تھے۔ للہاب میں لکھا ہے: "امام الدین فی زمانہ منصف فی الاصول۔۔۔۔۔"

ابو اسحاق المروزی الشافعی (متوفی ۱۲۴۰ھ)

ان سنی کے بعد ریاست شافعیہ پر ختم ہوئی تھی۔ عمر کے آخری زمانہ میں مصر منتقل ہو گئے۔ مجلس شافعی میں درس و افتاء کی خدمات انجام دیں۔ حدیث کے سرائے آپ کے مشرب مجلس سے میراب ہو کر دنیا میں پھیل گئے۔
مؤلفات اصولیہ:

۱۔ العنوں فی معرفة الاصول ۲۔ کتاب "الخصوص والعموم"

ابو الحسن الکرخی حنفی (۱۲۶۰ھ-۱۳۳۰ھ)

امام ابو اسحاق خوافی اور امام داد غلابی ان کے ہم عصر ہر مور فقہاء ہیں۔ ان جلیل القدر آئمہ کی موجودگی میں امام کرخی کو ان کے اہل زمانہ نے اس دور کے سب سے بڑے حنفی فقہ کے طور پر تسلیم کیا۔ امام کرخی کے تلامذہ میں ابو بکر الرازی صاحب (۷۵۰ھ) بھی شامل ہیں جو احکام القرآن کے بھی مصنف ہیں۔ ان کو امام کرخی نے بہت سے رسائل اور کتب تالیف کیں جن میں ایک کتاب "مسائل اصول فقہ" بھی ہے جو محمول الکرخی سے مشہور ہے۔ یہی کتاب یہاں زیر بحث ہے۔

کتاب "اصول الکرخی" کا تحقیقی تجزیہ۔۔۔۔۔ یہ کتاب قدیم حنفی فقہ امام کرخی کے مرتب کردہ ۳ قواعد وضوابط، اصول اور فقہی کلیات پر مشتمل ہے جو ان کی رائے میں فقہ حنفی کی بنیاد ہیں۔ ان میں سے کچھ اصول تو ایسے عمومی کلیات کی حیثیت رکھتے ہیں جو فقہ اسلامی کا مجموعی سرمایہ قرار دیئے جاسکتے ہیں اور کچھ اصول ایسے ہیں جو محض طرز استدلال اور اسلوب اجتہاد کے مطابق فقہی مسائل کا حل کرنے اور فقہی احکام کی علت چلانے میں ہی کارآمد ہو سکتے ہیں۔ دوسری قسم کے اصول میں بعض ایسے اصول بھی ہیں جن کو کسی قدر شد یا تنقید کا نشانہ بھی ٹھایا گیا اور مختلف حنفی فقہاء نے ان کے وقت میں بہت سے دلائل اور اعتراضات بھی پیش کئے۔ مولانا عبد القدوس باغی کے بیان کے مطابق ۳۹ میں سے ۳۹ کلیات دو ہیں جن کے ماتحت فقہ حنفی کی بنیادیں آتی ہیں اور ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فقہ کے جزئی مسائل کس طرح کلیات کے ماتحت آتے ہیں اور یہ کہ کس خاص صورت حال پر حکم فقہی کی تطبیق میں کلیات فقہ سے کس طرح استفادہ کیا جاتا ہے اور وہ کیا اصول ہوتے ہیں جن کے تحت استخراج مسائل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ امام محمد بن خالد آبادی المروزی متوفی ۹۵۱ھ، بغداد سے منقول ہو گئے تھے۔

۲۔ معجمه الاصولین - معجم ۱۲/۱۵۲ (۳۳) ابو اسحاق ابراہیم بن احمد متوفی ۹۵۱ھ مصر میں وقت پائی

۳۔ کتاب الفقہ مستملان الدین ص ۳۶۶، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱

وہ اس کے بعد کہتے ہیں :

"وہی الناظر فی قواعد الامام الکراخی ہذا ان بعضہا فیہا لیس من قبیل القواعد بالمعنی الذی حدودنا القاعدۃ، وانما ہو من قبیل الافکار التوجہیۃ لرجال المذہب فی تعلیل المسائل، کقول الکراخی مثلاً فیہا: الاصل: ان کل ائۃ یتخالف قول اصحابنا فانہا نحمل علی النسخ او علی الترجیح او علی التاویل من حیثۃ التوفیق".^{۱۰}

(عزائم مرتبی کے قواعد میں یہ دیکھتا ہے کہ ان میں سے بعض قواعد بالحق اس قبیل سے نہیں شیعہ فقہاء کی تعریف میں ہم نے بیان کیے اور وہ تو مسائل کی صحت بتانے میں مذہب کے اشخاص کے افکار کی توجہ دینا ان کے قبول سے ہیں۔ مثلاً ان میں سے امام مرتبی کا یہ قول: "انہیں یہ ہے کہ یہ روایت ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہوتا ہے اس کے بارے میں سمجھا جائے گا کہ وہ منسوخ ہے یا کسی اور دلیل کو اس پر ترجیح حاصل ہے یا اس میں اسکا رد و ٹھکرہ کی جائے گا اس آیت میں اور ہمارے اصحاب کے قول میں بہا وقت پیدا ہو جائے گا")

اصول الکراخی کا یہ اثیر سو اس اصول تھا جس کے بارے میں مصطفیٰ احمد زرقاوی رائے پیش کی گئی۔ اگرچہ اس کے اور اس جیسے دو ایک دوسرے اصول کی جو تعبیر و تشریح خفی علماء کرتے آئے ہیں وہ قابل اعتراض نہیں اور اصول کی تطبیق کی^{۱۱} مثالیں جو علماء ابو حفص النیشی نے پیش کیں کسی اعتراض کی گنجائش رہے نہیں دیتی ہیں لیکن اس کے علاوہ بری الفاظ میں کسی نہ کسی تردید کی گنجائش رہتی ہے۔ مثلاً اسی مذکورہ بالا اصل کے مسائل بطور مثال پیش کرتے ہوئے ابو حفص النیشی فرماتے ہیں :

"قال من مسائلہ ان من تحری عند الاشیاء واستلیم الکعبۃ جاز عندنا لان تناویل قولہ تعالیٰ
فلولوا وجوہکم شطروہ۔"

(اس کے مسائل میں سے یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اشتہاد کے وقت تحری کر کے قبلہ کی طرف پہنچ کر کے نماز ادا کی تو یہ ہمارے نزدیک جائز ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول "فلولوا وجوہکم شطروہ" سے اس کی تاویل یہ ہے کہ جب تمہیں وقت اشتہاد جس رخ پر تمہاری تحری ہو اس کی سمت معلوم ہو)

شیخ کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "وللرسل وللہ القربی" سے اس آیت سے ذوی القربی کا حصول قیمت سے ثابت ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے۔

ترجیح کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول "والذین یطوفون منکم ویلبون لزواجہ"۔ تو اس آیت کے ظاہر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ حاملہ متوفی عنہا زوجہا پر مشتمل ہے کہ وہ اپنی عدت چار ماہ اس دن گذرنے سے قبل صرف بیض حیض سے شتم نہیں کروے گی۔ کیونکہ آمدِ کرم عام ہے ہر متوفی عنہا زوجہا کے بارے میں چاہے وہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول "والاولات الاحمال اجلن ان یضعن حملہن"۔ اس بات کا مستثنیٰ ہے کہ ان کی عدت (مقررہ)

۱۰ دارالماہ سابقہ - ص ۱۱۱ ج ۱ حوالہ سابقہ - ص ۱۸ ج ۲ البقرہ - ص ۱۵

ج ۲ البقرہ - ص ۲۳ ج ۲ البقرہ - ص ۱۵ ج ۲ البقرہ - ص ۱۵

میں گزرنے سے قبل وضع عمل کے ساتھ ہی ختم ہو جائے کیونکہ یہ عام ہے اور متوفی عنہما زو جہا اور غیر متوفی عنہما زو جہا سب پر مشتمل ہے لیکن ہم نے اس آیت کو ذہن میں رکھا ہے کہ یہ آیت اس پہلی آیت کے بعد نازل ہوئی تھی۔ لہذا اس نے اسے منسوخ کر دیا اور حضرت علیؑ نے دونوں حدیثوں کو احتیاط کی بنا پر منع کر دیا کیونکہ تاریخ مشتبہ ہے۔

ای طرح قصہ وہاں اصول بھی قابل غور ہے جس کے ظاہری الفاظ ہیں :

”الاصول ان کل خبر یجوز بخلاف قول اصحابنا فانہ یحمل علی النسخ او علی انہ معارض بمثلہ ثم صار الی دلیل اخر او ترجیح فیہ بما یحتاج بہ اصحابنا من وجہ الترحیح او یحمل علی التوفیق و اما یفعل ذلک علی حسب قیام الدلیل فان قامت دلالة النسخ یحمل علیہ وان قامت الدلالة علی غیرہ صرنا الیہ“۔

(برہان حدیث ج ۲، ص ۲۰۷) اسے اصحاب کے قول کے خلاف ہوا ہے منسوخ سمجھا جائے گا یہ سمجھا جائے گا کہ وہ (قول اصحاب) اپنے ہم مجلس سے معارض ہے لیکن وہ جو ترجیح میں سے کوئی اور ایسی دلیل یا ترجیح دانی کی جن کے ساتھ ہمارے اصحاب (فتہ ماہی) حجت قائم کرتے ہیں اس کی تحقیق کی جائے گی اور دلیل قائم ہوئے گی مناسبت سے ہی سمجھا گیا جائے گا۔ لہذا اگر سختی دلیل قائم ہو جائے تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا اور اگر دلیل کسی اور پر قائم ہو جائے تو ہم اس کی طرف رجوع کریں گے۔

اس کے ظاہری الفاظ میں تردید کی گنجائش ہے مگر علامہ نعمانی نے تطبیق کی بھی کچھ مثالیں دی ہیں ان سے اعتراض باقی نہیں رہتا۔ اگرچہ شاید اس ظاہری الفاظ کے تردد سے بچنے کی خاطر مصطفیٰ احمد اثر قداد نے ۳۹ حکایت میں سے ۳۷ کو اور مولانا ثانی نے ۳۰ کو کٹا کر جن کے تحت فقہ حنفی کی جزئیات آتی ہیں یعنی مولانا ثانی نے اصل کتاب کے تین حکایت اور اثر قداد نے دو حکایت کو کٹ کر نہیں کیا۔

بہر حال ایک آدھ ایسے مختلف فیہ اصول کی موجودگی سے کتاب کی قدر و قیمت میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوتی اور امام کرنلی کو قواعد اصول فقہ پر پہلی کتاب کے مصنف ہونے کا شرف حاصل رہتا ہے۔ امام کرنلی نے اس کتاب میں ۳۹ حکایت جمع کئے بعض حضرات ان میں سے دو یا تین اصولوں کو شامل نہیں کرتے جو بقول ان کے حنفیت کی زائداں ضرورت نامید و مہذبت پہنچی ہیں۔ ان حکایت میں غالباً عراق کے فقہائے اہل اہل کے امام اور کرنلی کے ہم عصر امام ابو طاهر الدیاس کے عرب کرد و ستر قواعد بھی شامل ہیں لیکن قطعیت کے ساتھ یہ یقین کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ امام کرنلی کے ان ۳۹ اصول میں سے دو ستر قواعد کون سے ہیں جو امام ابو طاهر یا اس کے مرتب کردہ ہیں۔ امام کرنلی نے اپنے ان ۳۹ اصول کو چھوٹے چھوٹے فقروں میں بیان کیا ہے امام کرنلی کے ان چند اصول سے حنفی فقہاء اور قضائے خوب استفادہ کیا نہ صرف یہ کہ اختلاف مسائل میں ان سے مدد و استفادہ کیا بلکہ انہوں نے اپنے افکار و مذاہم اور ذہانت سے کرنلی کے اصول و حکایت میں کافی اضافے کئے۔ ان اضافوں میں ایک بہت اہم اضافہ ”کتاب الاشباہ و النظائر“ کا ہے جیسے علامہ تاج العروس (متوفی ۱۰۹۷ھ) نے تالیف کیا۔ ابن حجر کی اس کتاب میں فقہی مسائل کے اختلاف کے لئے

۱۔ اصول امام کرنلی۔ ابو الحسن انکری حنفی (متوفی ۱۳۳۰ھ) ۱۸۔ ۱۹ اگرچہ میر محمد کتب خانہ ۱۹۸۶ء
۲۔ یحییٰ انصاری شریک و مولانا محمد رفیع ص ۱۳ میں ان ستر قواعد کی تحصیل موجود ہے، ان کا مطبعہ عثمانی نول کشور سندھ

بڑی قیمتی کلیات و درجہ ہیں جن کی تعداد امام کرشی کی ان چند کلیات سے زیادہ ہے لیکن اس صورت حال میں بھی اولیت کا شرف انہی کو حاصل رہے گا کہ انہوں نے مسائل فقہیہ کے اصول و کلیات بنا کر تیار کر لئے جن پر بعد کے زمانے کے لوگوں نے غور و فکر اور اضافے کئے۔ مگر یہ بھی ذہن میں رہے کہ بعد کی صدیوں میں ان کلیات کی مہارت کی شکل تبدیل کر دی گئی اور اس کی وہ شکل من و عن باقی نہیں رہی تھی جن کو امام کرشی نے مرتب کیا تھا۔

مثلاً محققہ الاحکام العدلیۃ میں جو ۱۰۰ اصول دیئے گئے ہیں ان میں سے صرف دفعہ ۱۳ ایسی ہے جس کی عبارت جزوی طور پر اصول کرشی کی اصل الاول سے ملتی ہے ورنہ باقی سب اگرچہ اپنے مذہب کے اعتبار سے مختلف ہیں موجد ہیں لیکن ان الفاظ اور عبارتوں میں نہیں جو امام کرشی نے پیش کیں۔ مجلۃ الاحکام کے اردو ترجمہ عبدالقدوس ہاشمی اور مفتی محمد اعلیٰ نے کیا ان میں سے اول الذکر حاکم اکیڈمی طبعیات محمد اوقاف و کتاب المذہب سے ۱۳۰۱ھ۔ ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا جبکہ دوسرا دار تحقیقات اسلامی، اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا ایک شخص ترجمہ سید سلیمان دہلوی نے کیا جو مستحق اکن پریس، حیدر آباد دکن سے ۱۳۰۱ھ میں چھپ چکا ہے۔ اس کے تین انگریزی تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں جو لندن، کیمبرج اور بریوٹیم سے بالترتیب ۱۹۸۹ء، ۱۹۸۱ء اور ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئے۔

ابوبکر الصغی الشافعی (۲۵۸ھ - ۳۳۰ھ)^۱

فیثا پور میں شیخ الشافعیہ تھے۔ فقہ حدیث و اصول میں جامع العلم امام تھے۔ انہیں نے لکھا: احوال النسخۃ الجامعین بین الفقہ والحلیۃ، پچاس برس سے زائد عرصہ تک فتویٰ دیتے رہے۔ فقہ حدیث میں عظیم کتب تالیف کیں۔

ابو بکر ربیع الخارجمی (متوفی ۳۳۰ھ / ۳۵۰ھ تقریباً)^۲

عالم فقیہ اصولی تھے۔ ابن ندیم نے لکھا:

”واحد فی سنة اربعین و ثلثمائۃ، وکان یبسی السیاطیظہ مطلب الاعتدال، وکان عارجیا و احد فقیہائہم، و قال لی، ان لہ فی النسخۃ عدد کتب و ذکر بعضہا“۔ کتاب الاحتجاج علی المصنفین، کتاب الجامع فی اصول الفقہ۔“

(میں نے ان کو ۳۳۰ھ میں دیکھا تھا اور مجھ سے انس و محبت رکھتے، مذہب معتزل کا اقرار کرتے مگر خارجی تھے اور ان کے فقہاء میں سے تھے اور مجھ سے کہا کہ فقہ میں میری کئی کتب ہیں ان میں سے بعض غلط کا ذکر کیا۔ کتاب الاحتجاج علی المصنفین، کتاب الجامع فی اصول الفقہ۔)

۱۔ ابو بکر محمد بن اسحاق بن ابیہ الشافعی (۲۵۸ھ / ۸۷۱ء)۔

۲۔ حلقۃ الشافعیہ، کتبیری، ۱۵۱ھ / ۷۵۹ء، ابو بکر محمد بن اسحاق بن ابیہ الشافعی (۲۵۸ھ / ۸۷۱ء)۔ تحقیق محمد الدار رحمہ اللہ، محمود الدار، ۱۳/۴ قادیان، دار احیاء مکتب العربیہ، صفحہ ۱۳۰، ترجمہ الامین، ۱۵۱۱ء - ۹۶ (۶۳)۔

۳۔ ابو بکر محمد بن عبداللہ الدار، متوفی ۹۶ھ۔

۴۔ کتاب المعبر مستدانت الدیمکر، ص ۱۶۹، تلخیص ابن ندیم، ۱۵۵۸ء میں کی گئی، وفات ۳۵۰ھ قریب ہے۔

محمد بن سعید القاضی الشافعی (متوفی ۲۴۳ھ) ۱۔

خوارزم سے پیدا ہوا کریم الشافعی اور دیگر مشرکین جیسے افاضل عامہ سے استفادہ کیا پھر وہ اپنی خوارزم آئے اور وہیں ان کی اور مختلف صوم میں تعارض کی طرف متوجہ ہوئے۔ اصول فقہ میں محمد بن سعید القاضی الشافعی کی ایک عمدہ مائع کتاب ہے۔ خوارزم کے علماء میں یہ کتاب متداول تھی اور وہ اس سے نفع حاصل کرتے تھے۔

القشیری مالکی (۲۶۴ھ تقریباً ۳۳۳ھ) ۲۔

مصر کے قاضی ہے۔ مصر آمد سے قبل عراق کے کروڑوں میں بھی قاضی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

امام سیوطی نے فرمایا : "ابو الفضل القشیری المصري المالکی صاحب التصانيف في الفروع والاصول" ۳۔

ثانی القاضی نے بھی امام سیوطی کے حق قول کو نقل کیا ہے : آپ کی اصولی کتاب کا پتہ پتا ہے۔

۱۔ کتاب القیاس ۲۔ ماحل الاصول ۳۔ کتاب اصول الفقہ ۴۔

ابن ابی ہریرۃ الشافعی (متوفی ۳۴۵ھ) ۵۔

بعد ازیں قاضی ہے۔ اصول فقہ میں آپ کی آمادیں پر کتاب اصولیہ میں نقل کی گئی ہے ان میں سے چند یہ ہیں :

(۱) "قوله بصریہ الاعمال الاحتیاطیۃ کا کل القاضیۃ وحوہا قبل البعد، لان الاماحۃ حکم شرعی ولا یتب الا بالشرع ولا یجوز الشرعی الا منقول من الرسول"

(۲) "ان الامر المطلق للتواضع لا للفقور"

(۳) "ان فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کان علی جہۃ القریۃ ولم یکن بیان لمجمل او امتثالاً لامر

یا امتناعاً فلیتوا علی الوجوب" ۴۔

۱۔ انکار میں سعید بن مسعود بن علی القاضی الخوارزمی ۲۶۴ھ خوارزم میں انتقال ہوا۔ ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱

ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، انکار میں سعید بن مسعود بن علی الخوارزمی ۲۶۴ھ خوارزم میں انتقال ہوا۔ ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱

۲۔ کتاب حسن البصر، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱

۳۔ ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱

۴۔ ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱

۵۔ ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱

۶۔ ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱

۷۔ ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱، ح : مجمع الزوائد، ۱۱/۱۱۱

ابو الولید القرشی الشافعی (۲۷۷ھ/۳۳۹ء)۔

محدث، حافظ اور فقیہ تھے انہوں نے امام شافعی کے "الرسالۃ" کی ایک عمدہ شرح لکھی تھی۔

حسین (حسن) بن قاسم شافعی (متوفی ۳۵۰ھ)۔

ابو علی بن ابی ہریرہ (متوفی ۳۳۵ھ) وغیرہ سے تحصیل علم کیا۔ بغداد کے شیوخ الشافعیہ میں سے تھے۔ اپنے شیخ کی وفات کے بعد ان کی سند سنبالی۔ تاریخ بغداد میں ہے: "صنف کتباً بالی اصول الفقہ" (انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی)۔

محمد بن عبد اللہ البردعی البخاری (متوفی ۳۵۰ھ)۔

ان کی تاریخ وفات ابن ندیم نے ۳۳۰ھ تقریباً بتائی ہے، تفصیلات کے لئے وہاں رجوع کریں۔

احمد الفارسی شافعی (متوفی ۳۵۰ھ)۔

محدثین کبار ائمہ شافعیہ میں سے ہیں، ابن مرتب سے عقد حاصل کیا۔ انہوں نے اصول فقہ میں "الدعیرۃ" نامی کتاب تالیف کی۔

علی بن موسیٰ القمی حنفی (متوفی ۳۵۰ھ)۔

مشہور فقہائے عراق ہیں اور فاضل علماء و معتمدین میں سے ہیں۔ کتب شافعی اور ان کی تحقیق پر کلام کیا۔ انہوں نے "مکتاب اثبات القیاس والاجتہاد و خبر الواحد" تالیف کی تھی۔

۱۔ ابو الولید حسن محمد بن احمد بن ہارون القرشی الاموی النیساپوری الشافعی (۸۹۰ء/۹۶۰ء)۔

ج۔ مجمع الاصول، مطبعہ دار الفکر، ۳۳/۲ (۳۶۱)۔

۲۔ ابو علی حسین بن قاسم البخاری الشافعی حنفی ۹۶۱ء بغداد میں وفات پائی۔ ان کے نام اور سن وفات میں اختلاف ہے۔ ابن خلکان نے وفیات الامیاء (۱۳۰/۱) میں اس اختلاف کو یوں بیان کیا: "روایت فی حلیۃ کتب من طبقات الفقہاء ان اسمہ الحسن کما ہو علیہا وروایت الخطیب فی تاریخ بغداد قد عدہ فی حلیۃ من اسمہ الحسن" اس طرح تاریخ وفات میں بھی اختلاف ہے۔ ابن خلکان نے ۳۰۵ھ کا عہد درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ تقریباً اکثر مؤرخین نے ان کے حالات میں لکھا کہ انہوں نے ابن ابی ہریرہ سے درس لیا اور ان کی وفات کے بعد ان کی سند پر بیٹھے۔ ابن ابی ہریرہ کا انتقال ۳۳۵ھ میں ہوا اس لئے ۳۵۰ھ تاریخ وفات کا قول درست لگتا ہے۔ تاریخ بغداد ۸۷/۸ (۳۸۱) سے اس پر اتفاق معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ تاریخ بغداد ۸۷/۸ (۳۸۱)، وفیات الامیاء ابن خلکان ۱۳۰/۱۔

۴۔ احمد بن الحسن (الحسین) ابن سبیل القاری (متوفی ۹۶۱ء)۔

۵۔ حبیب العارفین، اسماعیل شاہ بغدادی ۱۰۶۵/۱۰۶۵ء میں "الدعیرۃ فی اصول الفقہ" کو بھی آپ کی تصنیف بتایا ہے اور تاریخ وفات ۳۶۱ھ بتائی۔ معجم الاصول، مطبعہ دار الفکر، ۱۰۵/۱ (۱۷۱)۔

۶۔ ابو الحسن علی بن موسیٰ قمی اٹمی کتاب المعتمد ابن النعمان، ص ۳۶۰۔

احمد الظوا یبقی الشافعی (متوفی ۳۶۸ھ) ۱

محدث و فقیہ تھے۔ نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی ہے۔

ابو اہیم بن احمد الظاہری (متوفی ۳۷۰ھ) ۲

ابن ندیم نے اصحاب و اذکار بڑی میں ان کا ذکر کیا۔ مذہب ظاہریہ کے اکابر علماء میں سے تھے۔ انہوں نے "کتاب الاعتصار علی ابطال القیاس" تالیف کی ہے۔

ابو بکر الجصاص حنفی (۳۵۰ھ-۳۷۰ھ) ۳

امام حنفی کے شاگرد تھے۔ امام الجصاص کی مؤلفات مذہب حنفی کی مختصرات کی شروعات وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ وہاں بات کا کمال رکھتے تھے کہ مذہب حنفی کی مختصرات کی ایسی جامع شروعات کریں جو مسائل فقہ و اصول کی مشکلات کے حل میں ایک اساسی مرجع ہوں۔ آپ کی تالیفات امام ابو حنیفہ کے اصحاب مثلاً: محمد بن حسن اصبہانی اور ان کے بعد کے کئی اصحاب مثلاً: احنوفی وغیرہ کی شروعات پر مشتمل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الفصول فی الاصول" تالیف کی۔

کتاب "الفصول فی الاصول" کا تحقیقی تجزیہ :

علم اصول فقہ پر آپ کی کتاب کا نام "اصول الفقہ" یا "فصول" ہے۔ بیان کی آخری تالیف ہے "توسلحکم فقہی" سے قبل کی ہے۔ بلکہ یہی آخری کتاب بھی ہو سکتی ہے اگر یہ درست تسلیم کر لیا جائے کہ "سحلحکم القرآن" اور "اصول الفقہ" دونوں ایک کتاب ہیں اور "اصول الفقہ" "سحلحکم القرآن" کا مقدمہ ہے۔ جصاص نے "سحلحکم فقہی" کے مقدمہ میں اس بات کی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور شاید یہ بات درست بھی ہو، کیونکہ "سحلحکم القرآن" کا کمال فہم اصول فقہ کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس بات سے ان کی مراد یہ ہو کہ بظاہر تو وہ الگ الگ کتابیں ہیں مگر مذکورہ بالا چیز کی بنا پر کتاب واحد کے تصور میں ہے۔ امام جصاص نے مقدمہ "سحلحکم القرآن" میں ان الفاظ کے ساتھ اشارہ کیا کہ کتاب "اصول الفقہ" "سحلحکم القرآن" کا مقدمہ ہے :

"قد قد منافی صدر هذا الكتاب مقدمه تشتمل علی ذکر جمیل مما لا ینسج حیثہ من اصول التوحید وتوحیدہ لہما یحتاج الیہ من معرفۃ طریق استنباط معانی القرآن واستخراج دلائلہ واحکام الفاظہ وما تنصرف علیہ أنحاء کلام العرب والاسماء اللغویۃ والعبارات الشرعیۃ الذ ین الی الی العلوم بالتقدیم معرفۃ توحید اللہ وتوہیدہ عن شہ خلقہ وخما نحلہ المشہورون من ظلم عبیدہ والآن حتی النبی بنا القول علی ذکر احکام القرآن ودلائلہ" ۱

۱۔ ابوالحسن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل الطبرانی حنفی ۳۷۸ھ ج ۱ معجم الاصولین - مطبعہ ۱/۱۵۷ (۱۰۹)

۲۔ ابوالحسن محمد بن محمد بن اسماعیل الطبرانی حنفی ۳۷۸ھ ج ۱ معجم الاصولین - مطبعہ ۱/۱۵۷ (۱۰۹)

۳۔ کتاب الفقہ مست - ابن الدکھل ۳۷۸ھ ج ۱ معجم الاصولین - مطبعہ ۱/۱۵۷ (۱۰۹)

۴۔ ابوالحسن محمد بن اسماعیل الطبرانی حنفی ۳۷۸ھ ج ۱ معجم الاصولین - مطبعہ ۱/۱۵۷ (۱۰۹)

۵۔ احکام القرآن - ابوالحسن محمد بن اسماعیل الطبرانی حنفی ۳۷۸ھ ج ۱ معجم الاصولین - مطبعہ ۱/۱۵۷ (۱۰۹)

اس مقدمہ کی پہلی سطر قاطب قور ہے جس میں مذکور ہے کہ (ہم اس کتاب کے شروع میں مقدمہ پیش کر چکے ہیں جو ان جمل کے ذکر پر مشتمل ہے۔۔۔۔۔) شاید اس مقدمہ سے مراد کتاب "اصول الفقہ" ہے۔ محمد الصادق لدھاری نے "ادکام القرآن" پر جو تحقیق پیش کی اس میں بھی مذکور ہے۔۔۔۔۔ اور فرماتے ہیں :

" المراد بهذه المقدمة الكتاب الذي الله في اصول الفقہ "

(اس مقدمہ سے مراد وہ کتاب ہے جو انہوں نے اصول فقہ پر تالیف کی)

اصول فقہ و ادکام القرآن کے آخری تصنیف ہونے پر دو تائیدات :

☆ بھاص "اصول الفقہ" میں کثرت سے مسائل فقہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آہستگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں کیونکہ ان کی تعلیمات ان کی مختصرات کی شروع میں مندرج ہوتی ہیں جنہاں بات کا ثبوت معلوم ہوتی ہیں کہ سب سے بعد کی تصنیف ہے۔

☆ بھاص "ادکام القرآن" میں جن مسائل اصول کو پیش کرتے ہیں ان کی تفصیل کو صرف "اصول الفقہ" میں مندرج کرتے ہیں مگر دوسری طرف جب وہ شروع و مختصرات میں مسائل اصول، فقہ یا تفسیر پیش کرتے ہیں تو ان میں "اصول فقہ" یا "ادکام القرآن" سے کچھ نقل نہیں ہوتا اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہ آخری زمانے کی تالیف ہے۔

کتاب "اصول الفقہ" کی امتیازی خصوصیت :

ابوبکر حصاص نے یہ کتاب اپنے شیخ انور بنی (متوفی ۳۴۰ھ) کی وفات کے بعد تالیف کی۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ جب وہ کسی مسئلہ میں اپنے شیخ کی آراء کا ذکر کرتے ہیں تو کئی مواقع پر اس طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً اس کتاب کے تیسرے باب (فی معنی الجمل) کی پہلی فصل میں فرماتے ہیں :

"وقد كان شيخنا ابو الحسن الكرخي رحمه الله يقول مرة في قوله تعالى : السارق والسارقة

فاقطعوا ايديهما "۔

اور اسی طرح وہ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :

"انه (من المجمل) لا يصح الاحتجاج بهمومه "۔

اس کے علاوہ متعدد مقامات پر وہ "کسان شيخنا" اور "رحمة الله" کے الفاظ کے ساتھ اپنے شیخ کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ "قد" اور "کسان" ماضی کے لئے آتے ہیں۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر شیخ زندہ ہوتے تو یوں کہنا مناسب ہوتا : "ورای شيخنا کذا" یا "يقول شيخنا کذا"۔

مذکورہ باتوں کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ امام حصاص کی آخری تالیف ہے جو اپنے شیخ انور بنی کی وفات کے بعد مندرجہ فہرست پر جلوہ افروز ہونے کے بعد لکھی اور یہ آپ کی حیات علمی کی تکمیل یعنی ۳۷۰ھ کے قریب کا زمانہ ہے اور یہ کتاب "اصول الفقہ" اس اعتبار سے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ یہ علمی اسفار و تجربات کا منجھڑ ہے۔

امام جصاص کا امام شافعی کی کتاب "الرسالۃ" پر مناقشہ۔۔۔ جصاص امام شافعی کے "الرسالۃ" سے انجھی طرح مطلع نظر آتے ہیں اور بعض جگہ خصوصاً باب "البدیان" میں ان سے مناقشہ میں سخت اسلوب اختیار کیا ہے اور بیان کی تقسیم میں امام شافعی سے مناقشہ کیا ہے۔ جصاص نے اس کتاب میں بہت سے اعتراضات پیش کئے ہیں اور ان کے خودی جوابات دیئے۔ اس سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنا تمام کتب سے مطلع تھے جن سے یہ اعتراضات وادلہ نقل کئے، یا یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اپنے مذہب کی تائید اور تقویت کی غرض سے خود اعتراضات کرتے ہوں اور ان کے جوابات دے کر ذہن انسان میں پیدا ہونے والے شبہات کا ازالہ کرتے ہوں۔

کتاب "الفصول للجصاص" کی امام سرخسی اور یزدودی کے واسطے سے نقل کے رجحان کی وجہ :
پانچویں صدی ہجری سے تقریباً آٹھویں صدی ہجری تک اصلین "الفصول للجصاص" کو امام سرخسی و یزدودی کے واسطے سے نقل کرتے تھے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جصاص کی "اصول الفقہ" ان کے دور میں نادر و کیاب رہی ہوگی، کیونکہ ان کے بعد مؤلفین اصول فقہ میں سے اکثر اس کتاب کی طرف اشارہ تو کرتے مگر تقریباً سب ہی اصول السرخسی کے حوالے سے نقل کرتے اور اس نقل پر اعتماد بھی کیا گیا۔ یزدودی نے "مکشف الاسرار" میں اس سے کافی نقل کیا۔ (سرخسی (متوفی ۴۹۰ھ) نے اپنے "اصول" میں جصاص کے بعض نسخوں کی موجودگی کا اشارہ کیا ہے اور ان میں سے بعض سے جصاص کی آراء بھی نقل کیں۔ مثلاً السرخسی اپنی کتاب میں کہتے ہیں :

"وهكذا روا ابنه في النسخ من كتابه"۔

(اور میں نے اسی طریق ان (جصاص) کی کتاب کے بعض نسخوں میں دیکھا)

اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پانچویں صدی ہجری تک اس کتاب کے بعض نسخے پائے جاتے ہوں گے اور پھر اس کے بعد آٹھویں صدی ہجری کے فوکل تک کے عرصہ میں یہ نسخے یا تو قیام رہے یا تقریباً نہ ہونے کے برابر تھے۔ اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو امیر دوی (متوفی ۴۸۲ھ)، عبد العزیز البخاری (متوفی ۳۰۰ھ)، احمد الشریف (متوفی ۴۷۷ھ) اور ابن کثیر ضرور بلا واسطہ نقل کرتا۔ مگر ان کو یہ نسخے دستیاب نہیں ہوئے ہوں گے، اس لئے انہوں نے کتاب الجصاص سے نقل میں اصول السرخسی پر اعتماد و انحصار کو قیامت جاتا۔ کتاب "الفصول فی الاصول" حوادث زمانہ کا شکار رہی اور اس کتاب کے بعض اوراق جو مقدمۃ الکتاب اور "مباحث العام" کے آغاز سے تھے ساقط و مفقود ہو گئے۔

"ادام القرآن" کے مقدمہ سے اشارہ ملتا ہے کہ "اصول الفقہ" ادنام القرآن کا مقدمہ ہے اس کی تائید اس سے بھی ہو سکتی ہے کہ ادنام القرآن کے مقدمہ میں "اصول الفقہ" کے جن مشتملات پر محیط ہونے کا اشارہ کیا ہے ہم دوسرے جگہ آپ کی اس "اصول الفقہ" مابقی کتاب میں پاتے ہیں۔ مثلاً "مقدمہ ادنام القرآن" میں جصاص قرآنہ تعویذ کی معرفت کی کیفیت پر لکھتے ہیں جس کی بناء پر مجتہد نسخوں کی قرآن و سنت سے تفسیر کی تعیین کرتا ہے جس کا ہم مطرقتی استنباط الاحکام "ہے" اور "اصول الفقہ" کتاب کو ایک متحدہ کتاب مانا جائے تو پھر اس کا مقدمہ وہ ہوگا جسے جصاص کتاب کے آغاز میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں :

۱۔ اصول السرخسی۔ ابو بکر محمد بن احمد بن ابی اسلم السرخسی متوفی ۴۹۰ھ، ۱۲۵/۱ تحقیق ابو الوفاء الاصفہانی، دارالحدیث العربیہ، ۱۳۰۱ھ

۲۔ اصول الفقہ۔ ابو بکر جصاص ۳۰۰/۲، مکتبہ حنفیہ، قاہرہ، مصر۔

امام جصاص کا امام شافعی کی کتاب "الرسالۃ" پر مناقشہ۔ جصاص امام شافعی کے "الرسالۃ" سے اچھی طرح مطلع نظر آتے ہیں اور بعض جگہ خصوصاً باب "الہیمان" میں ان سے مناقشہ میں سخت اسلوب اختیار کیا ہے اور بیان کی تنظیم میں امام شافعی سے مناقشہ کیا ہے۔ جصاص نے اس کتاب میں بہت سے اعتراضات پیش کئے ہیں اور ان کے خود ہی جوابات دیئے۔ اس سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ان تمام کتب سے مطلع تھے جن سے یہ اعتراضات وادارہ نقل کئے، یا یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اپنے مذہب کی تائید اور تقویت کی غرض سے خود اعتراضات کرتے ہیں اور ان کے جوابات دے کر ذہن انسان میں پیدا ہونے والے شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے۔

کتاب "الفصول للخصاص" کی امام سہرخی اور بزدوی کے واسطے سے نقل کے رجحان کی وجہ :
پانچویں صدی ہجری سے تقریباً آٹھویں صدی ہجری تک مصنفین "الفصول للخصاص" کو امام سہرخی و بزدوی کے واسطے سے نقل کرتے تھے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جصاص کی "اصول الفقہ" ان کے دور میں تار و کیاب رہی ہوگی، کیونکہ ان کے بعد مولفین اصول فقہ میں سے اکثر اس کتاب کی طرف اشارہ کرتے مگر تحریر یا سبھی اصول السرخسی کے حوالے سے نقل کرتے اور اس نقل پر اعتماد بھی کیا گیا۔ بزدوی نے "كشف الاسرار" میں اس سے کافی نقل کیا۔ سہرخی (متوفی ۳۹۰ھ) نے اپنے "اصول" میں جصاص کے بعض فصول کی موجودگی کا اشارہ کیا ہے اور ان میں سے بعض سے جصاص کی آراء بھی نقل کیں۔ مثلاً السرخسی اپنی کتاب میں کہتے ہیں :

"وهكذا رواه في النسخ من كتابه :

(اور میں نے اسی طرح ان (جصاص) کی کتاب کے بعض فصول میں دیکھا)

اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پانچویں صدی ہجری تک اس کتاب کے بعض نسخے پائے جاتے ہوں گے اور ان کے بعد آٹھویں صدی ہجری کے اوائل تک کے عرصہ میں یہ نسخے یا تو قایم رہے یا تقریباً نہ ہونے کے برابر تھے۔ اگر بیان ہو تو ابو جریج (متوفی ۳۸۲ھ)، عبد العزیز البخاری (متوفی ۳۰۰ھ)، احمد الشریعہ (متوفی ۲۷۷ھ) اور ان کا قبیلہ ضرور یا واسطے نقل کرتے۔ مگر ان کو یہ نسخے دستیاب نہیں ہوئے ہوں گے۔ اس لئے انہوں نے کتاب الجصاص سے نقل میں اصول السرخسی پر اعتماد و انحصار کو قیمت جاتا۔ کتاب "الفصول فی الاصول" حوادث زمانہ کا تذکار رہی اور اس کتاب کے بعض اوراق جو "مقدمة الكتاب" اور "مبحث العام" کے اجزاء سے تھے ساقط و مفقود ہو گئے۔

"لقد ما قرآن" کے مقدمہ سے اشارہ ملتا ہے کہ "اصول الفقہ" لکھا ما قرآن کا مقدمہ ہے اس کی تائید اس سے بھی ہو سکتی ہے کہ لکھا ما قرآن کے مقدمہ میں "اصول الفقہ" کے جن مشتملات پر محیط ہونے کا اشارہ کیا ہے ہم وہ سب سمجھا سکتے ہیں کہ "اصول الفقہ" نامی کتاب میں پاتے ہیں۔ مثلاً مقدمہ لکھا ما قرآن میں جصاص قلم الہوی کی معرفت کی کیفیت پر کام کرتے ہیں جس کی بار بار جصاص کی قرآن و سنت سے تفسیر کی تائید کرتے ہیں۔ جس کا نام مطوفی استنباط الاحکام ہے۔ چنانچہ اگر اصول الفقہ "کتاب کو آئندہ مقدمہ کتاب مانا جائے تو پھر اس کا مقدمہ وہ ہوگا جسے جصاص کتاب کے آغاز میں لکھے۔ وہ فرماتے ہیں :

۱۔ اصول السرخسی، ج ۱، ص ۳۰۱، ابن حجر عسقلانی، ابن حجر السرخسی، متوفی ۳۹۰ھ، ۱۷۵/۱، تحقیق ابوالکلام آزاد، دارالحدیث، مصر، ۱۳۰ھ

۲۔ اصول الفقہ، ابوالکریم جصاص، ۳۰/۱، مکتوفہ حذف و تقریرات کے ساتھ۔

”اما بعد حمد الله، والصلاة والسلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم: فهذه ”فصول وأبواب في أصول الفقه“ تشمل على معرفة طرق استنباط معاني القرآن واستخراج دلالته، وأحكام ألفاظه، وما تنصرف عليه أحواء كلام العرب، والأسماء اللغوية، والعبوات الشرعية، الله نسال التوفيق لما يقربنا إليه، ويوصلنا لديه، انه ولي ذلك والقادر عليه“۔^۱

کتاب ”المفصول“ کی بعض ساقط یا مفقود نصوص ———— حوادث زمان کا شکار بننے کے باعث اس کی بعض نصوص ساقط یا مفقود ہو گئیں۔ اس بارے میں عجیل جنسہ النسخی کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ”صحیح علم“ سے مندرجہ ذیل نصوص ساقط یا گم شدہ ہیں:

۱۔ عام کی تعریف

۲۔ کیا لفظ عموم کی معانی کو شامل ہوتا ہے؟

۳۔ کیا لفظ عموم احکام میں حقیقت ہوتا ہے؟

۴۔ عام کا مروجہ قطعی ہے یا غیر قطعی؟

ہر ایک کا دلائل کے ساتھ مختصراً تحقیقی جائزہ مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ عام کی تعریف:

امام دیوبندی اور سرخسی نے جصاص سے عام کی یہ تعریف نقل کی ہے:

”ان العام ما ينظم جمعا من الاسامي او المعاني“۔^۲

”ووضاحت“: اور پھر اس نقل کے بعد اس کو غلط قرار دیا اور کہا: ”وكان هذا منه غلطا في العبارة كون الملحق“۔ اسی طرح امام کرشی نے بھی اس تعریف پر اعتراض کر کے اس کو غلط مانا اور جصاص کو اس سے بری الزم قرار دیا۔ مگر ان کے بعد بھی اسی پانچویں صدی ہجری کے ایک اور مشہور عالم صدر الاسلام ابوالیسر (متوفی ۵۴۳ھ) اپنی کتاب ”اصول الفقہ“ میں اس تعریف کو جصاص کی طرف منسوب ثابت کرتے ہیں مگر اس میں یہ کہ احتمال بھی مانتے ہیں اور عبدالمعز بن ابی بکر نے اس تعریف کو صحیح قرار دیا ہے۔^۳

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ یہ تعریف جو دیوبندی اور سرخسی نے جصاص کی طرف منسوب کیس دوہرا ہے۔ یہاں مطلوبہ نسخے میں موجود نہیں ہے۔ لیکن ہم یہ بھی گمان نہیں کر سکتے کہ ان دونوں حضرات نے یہ غلط منسوب کر دیا ہوگا۔ امام الشافعی نے ذکر کیا کہ جصاص ان میں سے ہیں جو کہتے ہیں کہ: ”ان المعاني لها عموم“۔ امام سرخسی نے قولاً اشارہ کیا کہ ”هكذا اياه في بعض النسخ“ (میں نے خود اسی طرح بعض نسخوں میں دیکھا ہے)۔ شاید یہ کوئی دوسرا نسخہ جس میں الشافعی کی قید نہ ہو۔

۱۔ حوالہ سابق ۳/۴

۲۔ اصول السرخسی ۱/۱۲۵، فتاویٰ دار الفکر فی اصول الفقہ، لاہور، ۱۹۷۲ء، دیوبند، بحوالہ المفصول فی الأصول، الجصاص ۱/۱۳۱، مذکور ہے۔

۳۔ فتاویٰ دار الفکر، دار الفکر، لاہور، ۱۹۵۲ء، کشف الاسرار، امام بزدوی ۱/۳۶، المفصول فی الأصول، الجصاص ۱/۱۳۱، دیکھئے۔

۴۔ ابن حجر، ابوالیسر صدر الاسلام بن عبدالمعز، المعجم، دوق، کہ برعائے حلیہ سے مندرجہ۔

۵۔ کشف الاسرار، بزدوی ۱/۳۶، بحوالہ المفصول فی الأصول، الجصاص ۱/۳۳۲

۶۔ کشف الاسرار، الشافعی ۱/۱۱۱، بحوالہ المفصول للجصاص ۱/۳۳۲

و لفظ العموم هل يتناول المعاني؟ کیا لفظ عموم کی معانی کو شامل ہوتا ہے؟

لا مہرخصی نے جواب میں کہا: "ان اطلاق لفظ العموم حقيقة في المعاني والاحكام كما هو في الاسماء والالفاظ ويقال: جميعه الخوف وجميعه الغضب، باعتبار المعنى في غير ان يكون هناك لفظ مہرخصی نے جواب میں کہا: "كلامه كونه قراراً بانه ان كان يادى من مذنب جنز یہ ہے: "انہ لا عموم للمعنى حقيقة، وان كان يوصف به مجازاً لانه بغيره من جناب، باعتبار الثبوت اور مہرخصی نے جواب میں معانی کے متعلق کہا: "نعم من حيث۔"

۳۔ لفظ العموم هل هو حقيقة في الاحكام؟ (کیا لفظ عموم احکام میں حقیقت ہوتا ہے؟)

الرد ہے میں مہرخصی نے جواب میں کہا: "نعم من حيث۔"

"وقد ينقل ذلك ان العموم يصح اطلاقه في الاحكام مع عدم اللفظ فيه، وذلك نحو قوله تعالى: "يا ايها النبي اذا طلقتم النساء" ۱۔ فافصح الخطاب بذكر النبي صلى الله عليه وسلم، والسود سائر من يملك الطلاق للعلماء، وفسال تعالى: "لن اشرکت اليحضر عهلك" ۲۔ وقوله تعالى: "ولا تكن للحالين حصيماً" ۳۔ والمراد سائر المكنتين ۴۔"

موجودہ کتاب میں سے یہ فقرہ ماقول ہے اور یہ مذہب نقل کے خلاف ہے۔ اس کے باوجود بھی انہوں نے جواب میں اس میں مانع نہیں کیا اور یہ دونی و مہرخصی نے بخاری اور نسائی نے جواب میں کہا کہ نقل کیا اور مہرخصی کی طرح سکوت اختیار کیا۔

۴۔ موجب العام هل هو قطعي ام غير قطعي؟ (عام کا موجب قطعی ہے یا غیر قطعی؟)

اس بارے میں جواب میں کی دساتے موجودہ کتاب میں نہیں ملتی۔ مگر اصول کی دیگر کتب میں اس مسئلہ میں جواب کی دساتے معلوم ہے مثلاً عبد العزیز البخاری، اصول ابو دوی کی شرح میں لکھتے ہیں:

۱۔ اصول السرخسی، ۱/۱۲۵

۲۔ اصول السرخسی، ۱/۱۲۵-۱۲۶

۳۔ حاشیہ مسلم الوصول بشرح نهاية السؤال، شیخ محمد و بحیث المصطفي، ۴/۳۱۲

۴۔ الاحکام الاموی، ۵۲/۴، ارشاد الفحول، ناصر کاشانی، ۱۱۲، کشف الامراء ابو دوی، ۳۳، کشف الامراء

۱۰۰، بحوالہ الوصول فی الاصول، الجصاص، ۳۳

۱۱۔ الفلاح، ۱

۱۲۔ الرمر، ۲۵

۱۳۔ النساء، ۱۰۵

۱۴۔ الفصول فی الاصول، ابو بکر جصاص، ۳۵

”اختلف أرباب العموم، فبعدد ١ لجمهور من الفقهاء والمتكلمين منهم
موجبہ ليس بقطعي، وهو ملحق بالشاقي، وأليه ذهب الشيخ أبو منصور ومن تبعه من
مشايخ مسوقين، وعدد هائلة مشايخنا العارفين منهم أبو الحسن الكرخي وأبو بكر
الجصاص موجبہ قطعي، كموجب الخاص، وتابعهم في ذلك القاضي، الإمام أبو زيد
الديلمی وعلامہ المتأخرين، منهم الشيخ الزدق ٢۔

(اموجبِ عموم کا موجبِ عموم میں اختلاف ہے۔ اہلِ اہل میں سے بعض فقہاء متکلمین کے نزدیک اس کا موجبِ قطعی نہیں ہے
اور وہ موجبِ شاکی ہے اور اہلِ اہل کی عریضہ اکثر ائمہ اور مشائخِ مرقومہ کے اور مشائخِ عرآیین میں سے ابوالحسن کرخی
اور ابو بکر جصاص کے نزدیک اس کا موجبِ خاص کی طرف قطعی ہے اور اہلِ اہل کی عریضہ بعض ائمہ اور ابویہ
دیلمی اور بہت عرآیین میں سے شیخِ زدق نے کی کہ

سعيد الله قاضي في "الاصول في الأصول" سكت "أرباب الاجتهاد والفتيا" في تحقيق بحث في: "وهو ان في بعض النسخ
"والمنحطوطه في الأصول، المنحطوطه في الأصول في الحقيقة أول كتاب في أصول الفقه
الحق، الله أبو بكر الجصاص، وهذا هو جديد بالتقدير" ٣۔
(١) "المنحطوطه في الأصول" کا مقدمہ چارہ حصوں میں ہے، حقیقتِ علمی اصولِ فقہ میں پہلی کتاب ہے جسے
ابو کار اللہ نے تالیف کیا اور اسی نے لاکھ قدحِ تحسین ہے)

اور مزید لکھتے ہیں :

"كما اني لم ازل هذه المنحطوطه مع بعض العبارات الجصاص في احكام القرآن
لما وجدت فيها اى لوق الا في بعض الكلمات فقط" ٤۔

(میں نے اس کے خطوط کا احکامِ القرآن کی بعض عبارات سے تقابل کیا چونکہ "اصول الجصاص" ٥
"احکام القرآن" کا مقدمہ ہے جس کا گرجا حصوں میں "احکام القرآن" کے مقدمہ میں بھی کیا اور کثیر عبارات نقل
کیں تو میں نے ان دونوں کی عبارات) کے مابین سوائے چند کلمات کے کوئی فرق نہیں پایا)

نامہ کوثری نے مقالاتِ کثری میں اور علامہ محمد یوسف قادری نے علامہ کوثری کی کتاب "فلسفہ اعلیٰ العربیہ
وحدیثہ" کی اضافت میں اسی حرفِ اشارہ فرمایا ہے۔ ان کی قلم نے اپنی کتاب "اصلاح المولفین" میں اصول
جصاص کی عبارات نقل کی ہیں میں نے ان عبارات کا اس خطوط کی عبارت سے موازنہ کیا تو جھٹکان و دونوں میں سوائے
بعض کلمات کے کوئی فرق نہیں لگا۔ ٦۔

١۔ مختلف الاسرار، ج ١، ص ٢٦١، ٢٦٢۔ مختلف الاسرار، ج ١، ص ١٩٢، ١٩٣۔ اصول و سرمدی، ص ١٣٢، ١٣٣۔ بحوالہ منقول ص ٣٩۔

٢۔ المنحطوطه في الأصول، ص ١٠٠۔ الجصاص في القياس، التحقيق معيد الله قاضي، ص ١٠٠۔ لا بد من معرفة المولف، ص ١٩٨١۔

٣۔ بحوالہ مابقی ص ١٠٣

ابو عبد اللہ الشیرازی الشافعی (متوفی ۳۷۱ھ)

امیر گمرانہ کے چشم و چراغ تھے پھر امیر اندونگہ ترک کر کے بڑا اختیار کیا، بڑے صوفی تھے۔ ابو الحسن اشعری بھی ان کے ساتھ ہیں۔ تھے اور شیخ الاشعریہ قاضی ابو بکر باقلانی آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ تقریباً سو برس عمر پائی۔ اہل زمانہ میں اس قدر محبوب و مقبول تھے کہ سو مرتبہ نماز جنازہ دارا کی گئی۔

مؤلفات اصولیہ — انہوں نے "الفصول فی الاصول" تالیف کی ہے۔

ابو الحسن التمیمی الحنبلی (۳۱۷ھ-۳۷۱ھ)

فقیر اصولی اور فرضی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ تحفہ حج ادا کئے۔ ابن خلیفہ نے لکھا: "ولہ تصنیف فی الفرائض و فی الاصول" (ان کی اصول و فرائض میں معنات ہیں)۔

ابوبکر الابیہری المالکی (۲۸۹ھ-۳۷۵ھ)

زہد و شہرت تھے۔ بغداد میں قاضی القضاۃ کا منصب پیش کیا گیا مگر آپ نے انکار کر دیا۔ مذہب مالکی کے رئیس و عظیم سربراہ تھے۔ مخالفین اور ناقدرین کا اولہ و احکام کے دلائل سے ثانی رد کرتے۔ جامع منصور میں ساتھ برس تک تدریس و فتویٰ نویسی کی۔ ابو بکر امجدانی آپ کے شیخ ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ ابن عبدیم نے کہا کتاب فی اصول "الفقه" اور اس میں یا شانے ہدیۃ العارفین میں لکھا کہ انہوں نے کتاب "الاصول فی الفقه" تالیف کی۔ ۲۔ کتاب "اجماع اهل المدينة" ہے۔

الخلال بصوری (متوفی ۳۷۷ھ) انہوں نے "کتاب الاصول" تالیف کی ہے۔

الصاحب بن عباد الشیعی (۳۳۵ھ-۳۸۵ھ)

انہوں نے اصول فقہ میں "نیج السبیل فی الاصول" تالیف کی ہے۔

ابو القاسم الصمیری الشافعی (متوفی ۳۸۶ھ)

اصول فقہ میں کتاب "القیاس والعلل" تالیف کی ہے۔

۱۔ ابو عبد اللہ بن حنیف بن اسحاق بن حنیف ازہری متوفی ۹۸۱ھ، متوفی بغداد و طرابلس کبریٰ زائد ۶۲۰ھ۔ ۲۔ ۳۷۱ھ اشعار الذہب، ابن اعمار حنفی ۲/۵۰۰، الفکر الحسنی، الرازی ۶/۳۰۶، ۳۰۷

۳۔ ابن الحسن محمد بن حنیف بن حنیف بن اسحاق بن حنیف (۹۸۵ھ-۹۸۶ھ) مع تاریخ بغداد و خطیب بغدادی و متوفی ۱۰۳۶ھ/۱۰۳۶ھ ۳۶۱

۴۔ کتاب الفہرست، ابن النعمان، ص ۲۵۳، حدیث العارفین، ابن النعمان، ص ۵۰/۶۰، الفکر الحسنی، الرازی ۶/۳۰۸، ۳۰۹

۵۔ الفہرست، ابن النعمان، ص ۲۵۳، حدیث العارفین، ابن النعمان، ص ۵۰/۶۰

۶۔ الفہرست، ابن النعمان، ص ۲۵۳، حدیث العارفین، ابن النعمان، ص ۵۰/۶۰

۷۔ الفہرست، ابن النعمان، ص ۲۵۳، حدیث العارفین، ابن النعمان، ص ۵۰/۶۰

ابن ابی زید القیروانی المالکی (۳۱۰ھ-۳۸۶ھ)^۱

انہوں نے شرواح کے ذریعے اپنے مذہب کی بڑھوتری کی اور غالباً دوسب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے اصول فقہ وضاحت کے ساتھ بیان کئے۔ اسی لئے وہ مالک ابصر کہلاتے تھے اور اب تک انہیں مسائل دین میں مستند مانا جاتا ہے۔ آپ کے اساتذہ صرف افریقہ میں تھے بلکہ مشرق میں بھی یہ شمار تھے جن سے انہوں نے سطرحدہ کے دوران استفادہ کیا تھا۔

مؤلفات اصولیہ۔۔۔۔۔ ان کی تین تصانیف ہیں جن کا ذکر ان کے سوانح نگار کرتے ہیں۔ ان میں سے صرف تین کتابیں اب تک باقی ہیں۔ ان میں سے ایک اصول فقہ پر بھی کتاب ہے جس کا نام "المرسالۃ" ہے۔ مالکی اصول فقہ کا خلاصہ ہے جس کی تکمیل ۳۲۷ھ-۹۳۹ء میں ہوئی۔ یہ رسالہ کئی بار قاہرہ سے طبع ہو چکا ہے۔

المعالمی النہج وانی القاضی الجویری (۳۰۵ھ-۳۹۰ھ)^۲

محمد بن جریر الطبری کے مذہب پر عقد حاصل کیا اس لئے جریری کہلاتے۔ محمد بن اسحاق ابن الندیم کے معاصر ہیں اپنے زمانے کے سب سے زیادہ علم رکھنے والے شخص تھے۔ فقیہ، ادیب، شاعر، اصولی و مؤلفات کے کام تھے۔ مذہب ان جریر الطبری کے متہد تھے۔

مؤلفات اصولیہ۔۔۔۔۔ ابن ندیم نے ان کے اصول فقہ پر دو کتابوں کا ذکر کیا ہے جب کہ کشف الظنون میں ان کی صرف ایک کتاب (پہلی) کا ذکر ہے۔

۱۔ "کتاب التحدیر والنقر (المقرر) فی اصول الفقہ"

۲۔ "کتاب الحدود والحدود فی اصول الفقہ"

ابو نصر الفارابی (متوفی ۳۹۳ھ)^۳

حرک تھے، شہر فاران سے تعلق رکھتے تھے۔ لغت و ادب میں امام اور کام و اصول میں بے غلوئی رکھتے، حضرت بکر بن وثریج سے تھے اور بکر کا سفر کیا عراق و خوارزم سے گئے۔ یہاں پور میں قیام کیا، تدریس و تالیف کی خدمات انجام دیں یا قوت جمعی نے ان کا تقریباً پندرہ صفحات میں تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے:

"وہو امام فی علوم اللغۃ والادب۔۔۔۔۔ من فہرسان الکلام فی الاصول، وکان یؤثر

الشیخ علی الحضرة و یطوف الافاق"۔^۴

۱۔ ابو محمد عبد اللہ بن ابی زید عبد الرحمن المالکی الطبری ۹۳۲ھ یا ۹۳۳/۹۹۶ء۔ قبر دان میں ولادت و وفات ہوئی۔

۲۔ دائرۃ المعارف اسلام، ۱/۳۱۵، دلائل کاؤچناب۔

۳۔ تاریخ الطریق العالی بن بن زکریا بن یحییٰ بن حمید بن محمد بن الفارابی الجریزی (۹۱۷ء-۹۹۹ء) معارف پابن طراری

۴۔ کتاب المہرست و ابن الندیم، ص ۳۹۲۔ حدیث العارضین، اسامی و اشعار، ص ۳۶۳/۶۔

۵۔ البصر و اسامی بن محمد الجویری الفارابی، ص ۱۰۰۳۔

۶۔ سنان الکلبی، ابن شہاب الدین ابو القاسم احمد بن علی بن محمد اسفہانی، متوفی ۸۵۲ھ، حرف (الف)، ۱/۳۰۰-۳۰۱ (۱۲۵۸)، حیدرآباد دکن مجلس

دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ۱۳۲۹ھ۔ معجم الادباء، ۱/۱۰۷ یا قوت جمعی، متوفی ۱۲۲۹ھ۔ ص ۷۲ و آثار التراث العربی، ۶/۱۵۱-۱۵۵ (۲۲)، معجم الاصلیین، مصر

۱/۲۵۹، ۲۵۹ (۲۰۳)

فصل پنجم

عہد عباسیہ کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا تحقیقی جائزہ

(پانچویں صدی کے آغاز سے سلطنت عباسیہ کے زوال تک)

دینی اور سیاسی صورت حال کا مختصر جائزہ :

یہ زمانہ خاص خاص مذاہب کی پابندی اور ان کی تائید اور منہ غلو و جدال کی اشاعت کا زمانہ ہے مغرب (اندلس) میں عبدالرحمن نامی اموی پہلے ہی دولت عباسیہ کی کمزوری دیکھ کر امیر المومنین کا لقب اختیار کر چکے تھے۔ مشرق سے اہل لحوق قدرت میں آئے اور فتح کی راہ میں حائل رکنا انوں کی کھل ڈالنا۔ مثلاً خراسان میں دولت غزنویہ کی قزنی ریاستوں کو شکست دی اور ہم مشرق پر قابض ہو گئے اور بغداد میں اس وقت جو عباس کا صرف نام تھا اور تمام اختیارات پر دولت بنی یونانی حکمرانی تھی سلاطین نے ان کی حکومت کا خاتمہ کر کے اختیارات کی یاگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے لی۔ مگر بنی عباسیہ کے نام کو باقی رہنے والا اور ان کے قائم مقام رہ کر کام کرتے رہے اور پھر بغداد کے مغربی حصہ پر تسلط حاصل کرنے کے بعد وہ تیز و اور وسط ایشیاء پر قابض ہو گئے پھر انہوں نے فاطمین سے ملک شام لے لیا اور سوائے مصر اور اس کے عقب میں باقی بلاد مغرب کے تمام اسلامی ممالک میں ان کا قبضہ ہو گیا۔

اندلس میں ابوسعید علمی کا دور دورہ رہا تھا اور وہاں پر اٹھنے والی علمی تحریک نے مغرب تک کو بھی اپنی علمی افکار سے منور کر دیا تھا۔ لیکن حزم ظاہری (متوفی ۳۵۶ھ) اور ابوالولید باہلی (متوفی ۳۵۰ھ) اسی زمانہ کے علماء ہیں جب اندلس میں اموی خلافت منجمد ہوئی تو اس کے ساتھ ہی بہت سے علماء نے اپنے علوم کی نشر و اشاعت اور اموی خلفاء کی عبادت کی بنا پر یہاں کا ترک کیا۔ جنم کی ترویج و اشاعت کا سہو عبدالرحمن ناصر کے سر ہے جو پچاس برس (۳۰۰ھ-۳۵۰ھ) تک حکمران رہا اور پھر اس کے بیٹے ابی القاسم نے عباسی خلیفہ مامون کی طرح ترویج علم پر خصوصی توجہ دی۔ مشرقی ممالک سے علماء و کتب منگوائیں، لائبریریاں قائم کیں۔ ۳۲۱ھ میں فوج نے ہشام المصنف بالله کو تخت خلافت سے اتار دیا اور وہ "لا یدہ" نامی مقام کی طرف پھانگ گیا اور ۳۵۹ھ میں اسی جگہ فوت ہوا۔ اس کے فوت ہونے کے ساتھ ہی کردار ارض سے اموی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ اب اندلس میں خلافت کا شیرازہ بکھر گیا اور طوائف اصول کی کورسز لگا دیں۔ عربی، عجمی اور بربر و زور و سادہ اور امراء اندلس کی چاہب چل پڑے اور اس کے حصے بخرے کر کے آپس میں تقسیم کر لئے مصر میں فاطمین خلفاء امیر المومنین کہلائے۔ ۳۶۱ھ میں جلد از بہر کی بنیاد انہوں نے رکھی تاکہ شیعہ ائمہ و فلاسفان کے مذہب کی باطنی تعلیم کے مرکز کے طور پر وہاں اپنا مشن جاری رکھ سکیں۔ زہر کے فارغ تحصیل تربیت یافتہ شیعہ مختلف شہروں میں مذہب کی اشاعت کرتے۔

دوسری طرف سلاویہ کی بغاوت کے منتشر ہوتے ہی دوسری طرف کی حکومت قائم ہو گئی جو دولت اتنا چاہیے کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ مشرق و مغرب میں پھیل گئے ان ہی کی نسلوں میں سے ایک شخص محمود بن خالد بن کے ہاتھوں مصر کی دولت فاطمیہ کا خاتمہ ہوا اور مصر میں دو بار وہ عباسیوں کا غلبہ ہو گیا۔ اس کے بعد محمود بن خالد بن کے سپہ سالار صلاح الدین بن مسعود ابن ایوب کی حکومت قائم ہوئی لیکن چھٹی صدی کے آخر میں مشرق اقصیٰ میں خوارزم شاہ کی حکومت قائم ہو گئی اور بغداد کے قریب تک آچکی۔ محمود بن علی عرصہ میں چنگیز خان کی قیادت میں مغلوں کا سیلاب آٹھ آیا اور ساتویں صدی کے شروع میں ان کی راہ میں کل تمام ہار کا ہوں کو الہوں نے مگر اڑا۔ چنگیز خان کو چوری امید تھی کہ اس کے آخر کار پوری دنیا اس کے ادراک کی اولاد کے زیرِ تحکم آجائے گی اس لئے اس نے پوری دنیا کو چار حصوں میں اپنے چار لڑکوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ جوئی، چغتائی اور اودوگانی اور تولی خان اور چیر ایک بیٹے کو مغربی حصہ دیا تاکہ وہ دے دیا اور دوسرے کو مشرقی حصہ چچین تک دے دیا اور شمال اپنے تیسرے بیٹے کو دیا اور اپنی اصلی سلطنت اپنے بیٹے چغتائی کو دے دی اور اس نے یہ حساب لگایا کہ اس کے بیٹے اقصیٰ مشرق میں سواحل چین تک اور اقصیٰ مغرب میں بحرِ روم کے سواحل تک کے مالک بن جائیں گے۔ کچھ عرصہ بعد ہی چغتیز خان کا پوتا بلاکو خان بغداد میں اس کی فوت کا سپہ سالار مقرر ہوا جو عالم اسلام کا دار الخلافہ تھا۔ اس نے آخری عباسی خلیفہ مستعصم کو ۱۲۵۸ء محرم ۶۵۶ھ کو قتل کر دیا اور تمام بلاکت و بیادہ کے بعد بغداد ایک ایسی حکومت کا دار السلطنت بن گیا جس کا بظاہر بھی کوئی آسانی نہ رہا جس کے قوانین بلاکو کے دیا چنگیز خان کے وضع کئے ہوئے تھے جو کار کے نام سے مشہور تھے۔

اس زمانے میں مصر میں دولت ایوبیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا اور ان کی جگہ صالح نجم الدین کی مدد سے ترکی نسل کے غلاموں نے لے لی تھی۔ چنانچہ ان کے چوتھے بادشاہ ملک کا ہریرس بتقداری نے عباسیوں کی نسل میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لی جو اس کے زمانے میں مصر سے آیا تھا اور اس کو عباسی خلیفہ تسلیم کیا اس خلیفہ نے اس کو مصر اور اس کے مملکت کا بادشاہ بنادیا اور اسی وقت سے بغداد کی جگہ قاہرہ نے لے لی جس میں ایک برائے نام عباسی خلیفہ اور سلطان تھا جو صاحبِ رحم تھا جیسا کہ نبی بویال سلجوق کے زمانہ میں بغداد کا حال تھا۔

مستوطن دولت عباسیہ کے بعد اسلامی دنیا کی حالت پر ایک نظر :

- ۱۔ غرناطہ (اندلس) میں دولت بنی نصر قائم تھی جس کی بنیاد احمد الطالب بن عبد بن نصر نے رکھی۔ (۶۲۹ھ-۶۷۷ھ)
- ۲۔ شمالی افریقہ میں دولت موحدین تھی جو ابو حفص عمر المرغنی بن اسحاق بن ابی یعقوب یوسف بن عبد الوہاب نے قائم کی تھی۔ (۶۳۶ھ-۶۷۵ھ)
- ۳۔ جزائر میں دولت زیانیہ تھی بنو زیان اس کے مؤسس تھے جو ابی وطن بھی تھے۔ (۶۳۳ھ-۶۸۱ھ)
- ۴۔ تونس میں دولت حصیہ قائم تھی ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن عبد اللہ بن زکریا بن عبد الوہاب بن ابی حفص اس کے روح رواں تھے۔ (۶۳۷ھ-۶۷۵ھ)

۱۔ حضرات تاریخ الامم الاسلامیہ (الدولۃ العباسیہ) محمد الطبری یک۔ ص ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴

- ۵۔ مراکش میں دولت مرینیہ قحی جو ابو یوسف یعقوب بن عبدالحق کے دم سے قائم ہوئی۔ (۶۵۲ء-۶۷۵ء)
- ۶۔ مصر میں دولت مرانیک البحریہ قحی۔ منصور نور الدین علی ابن ابو عزالدین ابیک اس کے بانی تھے۔ (۶۵۵ء-۶۵۸ء)
- ۷۔ یمن میں دولت رسولیہ قحی جس کے روح رواں مظفر بن یوسف بن منصور عمر بن علی بن رسول تھے۔ (۶۷۴ء-۶۷۷ء)
- ۸۔ صفا میں اشراف بن یوسف الشکلی خمس الدین احمد کی حکومت قحی۔ (۶۵۶ء-۶۸۰ء)
- ۹۔ روم میں سلاطین رکن الدین قحی اور سلطان رابع کی حکومت قحی۔ (۶۵۵ء-۶۶۶ء)
- ۱۰۔ اردین میں دولت اراقیہ قحی جس کے بانی نجم الدین غازی معید تھے۔ (۶۳۷ء-۶۵۸ء)
- ۱۱۔ قادس میں دولت اتابکیہ سلفیہ قحی ابوبکر بن سعد بن زنگی بن مودود اس کے بانی تھے۔ (۶۳۳ء-۶۵۸ء)
- ۱۲۔ بلورستان میں دولت اتابکیہ خراسانیہ قحی۔ وکلاء بن ہزار سب اس کے بانی تھے۔ (۶۵۰ء-۶۵۷ء)
- ۱۳۔ کرمان میں دولت خلق خان قحی جس کے بانی خلق خانوں تھے۔ (۶۵۵-۶۸۱)۔

لیکن یہاں یہ واضح رہنا چاہیے کہ علمی حالات ان انقلابات میں سیاسی حالات کے تابع نہ رہے بلکہ دو ترقی کرتے رہے خصوصاً مشرق میں حکومتوں کے زمانے میں مصر اور فاطمی حکومت کے زمانے میں بڑے بڑے علماء اور مفکر پیدا ہوئے اور شریعت اسلامی میں عظیم الشان کارنامے انجام دیئے البتہ اس کا اعتراف ضروری ہے کہ شریعت میں استقلال کی روح سیاسی ضعف کی وجہ سے کمزور ہوتی گئی اور وہ روح عالیہ جو ائمہ اربعہ، واکو بن علی، محمد بن جریر طبری اور ان کے ساتھیوں میں کام کر رہی تھی اس میں بجز مصنوعی اثرات کے کچھ باقی نہ رہا امام ابوحنیفہ نے اپنے اسلاف سے حلق کرنا سیکھا تھا کہ وہ بھی آدمی تھے اور ہم بھی آدمی ہیں اور وہ روح جہاں مالک میں کام کر رہی تھی۔ بجز رسول اللہ ﷺ کے کوئی ذات ایسی نہیں کہ جس کے قول کو ہم قبول کریں یا رد کریں اور ان کے فیروں میں بھی جو روح کام کر رہی تھی جس کی بناء پر وہ اس قسم کے اقوال کرتے ان کی جگہ وہ روح آگئی جس کو ہم روح تھلید کا نام دیتے ہیں تو اس طرح چوتھی صدی ہجری کے وسط سے ابتدا کا جو سایہ آہستہ آہستہ شروع ہوا تھا وہ تھلید کے قلب کی صورت میں ظاہر ہوا اور پچھتہ علماء میں واضح کی نظر آئے گئی ہے۔

پانچویں و چھٹی صدی ہجری کے اصولیین کے مراکز :

- ۱۔ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کے چند مشہور اصولیین اور ان کی خدمات کے مراکز مندرجہ ذیل ہیں جہاں سے انہوں نے علمی تحریک کو پروان چڑھایا اور اصول فقہ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔
- ۲۔ ابواسحاق اسراہیلی شافعی۔ ان کی علمی تحریک اسراہیلین اور نیشاپوریوں میں رہی جو بلاؤ قادس میں ہے۔

۱۔ اسرافات تاریخ الامامہ ص ۱۱۳، فتح مصر ص ۸۳۔

۲۔ ابن حجر عسقلانی ص ۱۱۳، فتح مصر ص ۱۱۳، ابن حجر عسقلانی ص ۱۱۳، ابن حجر عسقلانی ص ۱۱۳۔

۱۶ امام نووی کا موطن خراسان (طوس) تھا مگر ان کی علمی سرگرمیاں قیثا پورہ بغداد و حجاز، شام و دمشق، بیت المقدس، مراکش و غیرہ میں نظر آتی ہیں۔

۱۷ بطریق اندلس میں پیدا ہوئے، بلاواندلس میں ان کی سرگرمیاں نمایاں رہیں۔

۱۸ زعفرانی نے عراق میں خدمات انجام دیں۔

۱۹ صدر الشریعہ کی علمی سرگرمیاں سرقتہ، بخاری اور ماوراءالنہر تک ان میں نمایاں ہیں۔

۲۰ ابن رشد طبریہ، بلاو مغرب میں شہرت رکھتے: "بداية المجتهد ونهاية المقتصد" کے بھی مؤلف ہیں اس کتاب میں احکام فریہ جو کتاب وسنت اور ایمان سے متبدل ہیں اس پر سیر حاصل بحث کی۔

اصولیین کا تعارف و خدمات :

ابوالقاسم اسماعیل البیہقی (متوفی ۴۰۲ھ)

اصول میں اپنے وقت کے امام تھے۔

مؤلفات اصولیہ..... انہوں نے اصول فقہ میں "المنابع" نامی کتاب لکھی جو کثیر الفوائد ہے۔

ابو عبد اللہ الوراق حبلی (متوفی ۴۰۳ھ)

سلطان اور امام میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ کتب کے مدرس فقیہ و مفتی تھے۔

مؤلفات اصولیہ..... انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔

قاضی ابوبکر الباقلائی المالکی (متوفی ۴۰۳ھ)

اصولی ہنرمند تھے۔ مذہب اہل السنۃ کے حشمتین میں سے تھے اور اشعری طریق سے وابستہ تھے اور امام اہل عراق کے مرجع پر فائز تھے۔ ابن خلدون نے لکھا :

"وانتهت الیہ الوریاسة فی ملجہ وکان موصوفا بجودة الاستباط"

(ان کے مذہب کی ریاست ان پر ختم ہوتی تھی، استنباط کی عمد و صلاحیت رکھنے کی محنت سے متصف تھے)

۱۔ خلیفہ الاسلام اسماعیل بن مسین بن عبداللہ البیہقی متوفی ۱۰۱۲ھ

عالمات کے لئے ۱۸۲۱ء (۱۲۳۹ھ) محکم المصلحین مقرر کیا گیا۔ ۲۶۳۴ھ و ۲۶۳۵ھ میں الکتاب العربیہ ۱۳۷۶ء و ۱۳۷۷ء میں الاصلیین باللہ مقیم کیا گیا۔ ۲۰۲۱ء میں الکفر جاسم باقری منسوخ۔

۲۔ امام حسن بن علی بن مروان الوراق متوفی ۱۱۱۳ھ کے قریب ولادت پائی۔

۳۔ ابن خلدون، الخلیفہ بغدادی متوفی ۴۲۳ھ و ۴۲۴ھ (۳۸۱۶ھ) میں دمشق دارالکتب الخلیفہ سے تعلق رکھنے والے تھے۔ ۲۰۲۱ء میں الاصلیین باللہ طبع کیا گیا۔ ۱۲۹۲ء (۷۰۰ھ)

۴۔ ابوبکر بن علی بن محمد بن خضر بن القاسم الباقلائی اشعری بغداد میں ولادت پائی، بلاعلامہ یونانیات الاعلام محمد بن احمد بن عثمان الذہبی متوفی ۱۸۰۹ء (۱۲۰۹ھ) میں الکفر مصطفیٰ ابن ابیہاز ۱۲۳۴ھ و ۱۲۹۳ھ۔

ابن کثیر کے مطابق یہ اپنی زندگی کے طویل عرصہ اس وقت تک نہیں سوتے جب تک ہیں صفحہ نہیں لکھ چکے جس کی وجہ سے بہت سی کتب تصنیف ہو گئیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اعلیٰ اجماع اہل المدینہ : ۲۔ المنقح فی اصول الفقہ

۳۔ التمهید فی اصول الفقہ

حسن نیشاپوری الشافعی (متوفی ۴۰۵ھ)

اصول فقہ و لغت عربی میں کمال رکھتے تھے۔ طریق صوفیہ پر چلتے اپنے زمانے کے زاہد اور عالم تھے مذہب شافعی القفال اور العصبوی وغیرہ سے حاصل کیا۔

ابن فورک الشافعی الاشعری (متوفی ۴۰۶ھ)

فقہ، منطق، اصول، ادیب، نحوی، واعظ تھے۔ عراق میں اقامت اختیار کی وہاں علی بن حسن الباطنی سے اشعری مذہب کی تعلیم حاصل کی تکمیل تعلیم کے بعد عرب سے اور نیشاپور آئے جہاں امیر ناصر الدولہ ابو الحسن نے ان کے لئے مدرسہ تعمیر کروایا وہیں تدریس انجام دی۔ اصول فقہ، اصول الدین اور معانی القرآن پر تقریر یا سوکتا میں تصنیف کیں۔ بدیع الحارثین میں مذکور ہے کہ انہوں نے نگینہ کی اصول میں کتاب "اولئ الاذلة" کی شرح لکھی۔

اصول میں آراء..... الاستوی نے منہاج البیضاوی کی شرح کرتے ہوئے ان کی آراء نقل کی ہیں۔ سیف الدین الادمی نے الاحکام میں اور ابن ابیکی نے جمع الجوامع میں ان کی آراء نقل کیں۔ ان کے علاوہ دیگر اصولیین نے بھی ان کی آراء نقل کی ہیں۔

ابو حامد الاسفراہینی الشافعی (۳۴۳، ۴۰۶ھ)

فقہ اصولی ہیں، اپنے زمانہ کے امام تھے۔ مسجد عبداللہ بن المبارک میں تدریس و افتاء کے لئے بیٹھے تو آپ حلقہ درس تشنگان علم سے بھر ا رہتا جن کی تعداد چار سو سے سات سو تک ہوتی۔ ابن خلیب نے لکھا کہ لوگ کہتے تھے "لوراء الشافعی الفوج بہ" (اگر امام شافعی انہیں دیکھ لیتے تو ضرور خوش ہوتے)۔

- ۱۔ وفات الامام والامام الزمانین علانہ متوفی ۶۸۱ھ ۳۸۱ھ مصر مطبوعہ امینیہ امہالہ لکھنؤ ۱۳۱۰ھ مطبعہ آئینہ البراقی ۴۴۳۔
- ۲۔ كشف النقاب عن مصنف الاسامی والکلی، ج ۱، دارالحدیث، ۵/۵۵، ۵/۵۶، ۵/۵۷، ۵/۵۸، ۵/۵۹، ۵/۶۰، ۵/۶۱، ۵/۶۲، ۵/۶۳، ۵/۶۴، ۵/۶۵، ۵/۶۶، ۵/۶۷، ۵/۶۸، ۵/۶۹، ۵/۷۰، ۵/۷۱، ۵/۷۲، ۵/۷۳، ۵/۷۴، ۵/۷۵، ۵/۷۶، ۵/۷۷، ۵/۷۸، ۵/۷۹، ۵/۸۰، ۵/۸۱، ۵/۸۲، ۵/۸۳، ۵/۸۴، ۵/۸۵، ۵/۸۶، ۵/۸۷، ۵/۸۸، ۵/۸۹، ۵/۹۰، ۵/۹۱، ۵/۹۲، ۵/۹۳، ۵/۹۴، ۵/۹۵، ۵/۹۶، ۵/۹۷، ۵/۹۸، ۵/۹۹، ۵/۱۰۰، ۵/۱۰۱، ۵/۱۰۲، ۵/۱۰۳، ۵/۱۰۴، ۵/۱۰۵، ۵/۱۰۶، ۵/۱۰۷، ۵/۱۰۸، ۵/۱۰۹، ۵/۱۱۰، ۵/۱۱۱، ۵/۱۱۲، ۵/۱۱۳، ۵/۱۱۴، ۵/۱۱۵، ۵/۱۱۶، ۵/۱۱۷، ۵/۱۱۸، ۵/۱۱۹، ۵/۱۲۰، ۵/۱۲۱، ۵/۱۲۲، ۵/۱۲۳، ۵/۱۲۴، ۵/۱۲۵، ۵/۱۲۶، ۵/۱۲۷، ۵/۱۲۸، ۵/۱۲۹، ۵/۱۳۰، ۵/۱۳۱، ۵/۱۳۲، ۵/۱۳۳، ۵/۱۳۴، ۵/۱۳۵، ۵/۱۳۶، ۵/۱۳۷، ۵/۱۳۸، ۵/۱۳۹، ۵/۱۴۰، ۵/۱۴۱، ۵/۱۴۲، ۵/۱۴۳، ۵/۱۴۴، ۵/۱۴۵، ۵/۱۴۶، ۵/۱۴۷، ۵/۱۴۸، ۵/۱۴۹، ۵/۱۵۰، ۵/۱۵۱، ۵/۱۵۲، ۵/۱۵۳، ۵/۱۵۴، ۵/۱۵۵، ۵/۱۵۶، ۵/۱۵۷، ۵/۱۵۸، ۵/۱۵۹، ۵/۱۶۰، ۵/۱۶۱، ۵/۱۶۲، ۵/۱۶۳، ۵/۱۶۴، ۵/۱۶۵، ۵/۱۶۶، ۵/۱۶۷، ۵/۱۶۸، ۵/۱۶۹، ۵/۱۷۰، ۵/۱۷۱، ۵/۱۷۲، ۵/۱۷۳، ۵/۱۷۴، ۵/۱۷۵، ۵/۱۷۶، ۵/۱۷۷، ۵/۱۷۸، ۵/۱۷۹، ۵/۱۸۰، ۵/۱۸۱، ۵/۱۸۲، ۵/۱۸۳، ۵/۱۸۴، ۵/۱۸۵، ۵/۱۸۶، ۵/۱۸۷، ۵/۱۸۸، ۵/۱۸۹، ۵/۱۹۰، ۵/۱۹۱، ۵/۱۹۲، ۵/۱۹۳، ۵/۱۹۴، ۵/۱۹۵، ۵/۱۹۶، ۵/۱۹۷، ۵/۱۹۸، ۵/۱۹۹، ۵/۲۰۰، ۵/۲۰۱، ۵/۲۰۲، ۵/۲۰۳، ۵/۲۰۴، ۵/۲۰۵، ۵/۲۰۶، ۵/۲۰۷، ۵/۲۰۸، ۵/۲۰۹، ۵/۲۱۰، ۵/۲۱۱، ۵/۲۱۲، ۵/۲۱۳، ۵/۲۱۴، ۵/۲۱۵، ۵/۲۱۶، ۵/۲۱۷، ۵/۲۱۸، ۵/۲۱۹، ۵/۲۲۰، ۵/۲۲۱، ۵/۲۲۲، ۵/۲۲۳، ۵/۲۲۴، ۵/۲۲۵، ۵/۲۲۶، ۵/۲۲۷، ۵/۲۲۸، ۵/۲۲۹، ۵/۲۳۰، ۵/۲۳۱، ۵/۲۳۲، ۵/۲۳۳، ۵/۲۳۴، ۵/۲۳۵، ۵/۲۳۶، ۵/۲۳۷، ۵/۲۳۸، ۵/۲۳۹، ۵/۲۴۰، ۵/۲۴۱، ۵/۲۴۲، ۵/۲۴۳، ۵/۲۴۴، ۵/۲۴۵، ۵/۲۴۶، ۵/۲۴۷، ۵/۲۴۸، ۵/۲۴۹، ۵/۲۵۰، ۵/۲۵۱، ۵/۲۵۲، ۵/۲۵۳، ۵/۲۵۴، ۵/۲۵۵، ۵/۲۵۶، ۵/۲۵۷، ۵/۲۵۸، ۵/۲۵۹، ۵/۲۶۰، ۵/۲۶۱، ۵/۲۶۲، ۵/۲۶۳، ۵/۲۶۴، ۵/۲۶۵، ۵/۲۶۶، ۵/۲۶۷، ۵/۲۶۸، ۵/۲۶۹، ۵/۲۷۰، ۵/۲۷۱، ۵/۲۷۲، ۵/۲۷۳، ۵/۲۷۴، ۵/۲۷۵، ۵/۲۷۶، ۵/۲۷۷، ۵/۲۷۸، ۵/۲۷۹، ۵/۲۸۰، ۵/۲۸۱، ۵/۲۸۲، ۵/۲۸۳، ۵/۲۸۴، ۵/۲۸۵، ۵/۲۸۶، ۵/۲۸۷، ۵/۲۸۸، ۵/۲۸۹، ۵/۲۹۰، ۵/۲۹۱، ۵/۲۹۲، ۵/۲۹۳، ۵/۲۹۴، ۵/۲۹۵، ۵/۲۹۶، ۵/۲۹۷، ۵/۲۹۸، ۵/۲۹۹، ۵/۳۰۰، ۵/۳۰۱، ۵/۳۰۲، ۵/۳۰۳، ۵/۳۰۴، ۵/۳۰۵، ۵/۳۰۶، ۵/۳۰۷، ۵/۳۰۸، ۵/۳۰۹، ۵/۳۱۰، ۵/۳۱۱، ۵/۳۱۲، ۵/۳۱۳، ۵/۳۱۴، ۵/۳۱۵، ۵/۳۱۶، ۵/۳۱۷، ۵/۳۱۸، ۵/۳۱۹، ۵/۳۲۰، ۵/۳۲۱، ۵/۳۲۲، ۵/۳۲۳، ۵/۳۲۴، ۵/۳۲۵، ۵/۳۲۶، ۵/۳۲۷، ۵/۳۲۸، ۵/۳۲۹، ۵/۳۳۰، ۵/۳۳۱، ۵/۳۳۲، ۵/۳۳۳، ۵/۳۳۴، ۵/۳۳۵، ۵/۳۳۶، ۵/۳۳۷، ۵/۳۳۸، ۵/۳۳۹، ۵/۳۴۰، ۵/۳۴۱، ۵/۳۴۲، ۵/۳۴۳، ۵/۳۴۴، ۵/۳۴۵، ۵/۳۴۶، ۵/۳۴۷، ۵/۳۴۸، ۵/۳۴۹، ۵/۳۵۰، ۵/۳۵۱، ۵/۳۵۲، ۵/۳۵۳، ۵/۳۵۴، ۵/۳۵۵، ۵/۳۵۶، ۵/۳۵۷، ۵/۳۵۸، ۵/۳۵۹، ۵/۳۶۰، ۵/۳۶۱، ۵/۳۶۲، ۵/۳۶۳، ۵/۳۶۴، ۵/۳۶۵، ۵/۳۶۶، ۵/۳۶۷، ۵/۳۶۸، ۵/۳۶۹، ۵/۳۷۰، ۵/۳۷۱، ۵/۳۷۲، ۵/۳۷۳، ۵/۳۷۴، ۵/۳۷۵، ۵/۳۷۶، ۵/۳۷۷، ۵/۳۷۸، ۵/۳۷۹، ۵/۳۸۰، ۵/۳۸۱، ۵/۳۸۲، ۵/۳۸۳، ۵/۳۸۴، ۵/۳۸۵، ۵/۳۸۶، ۵/۳۸۷، ۵/۳۸۸، ۵/۳۸۹، ۵/۳۹۰، ۵/۳۹۱، ۵/۳۹۲، ۵/۳۹۳، ۵/۳۹۴، ۵/۳۹۵، ۵/۳۹۶، ۵/۳۹۷، ۵/۳۹۸، ۵/۳۹۹، ۵/۴۰۰، ۵/۴۰۱، ۵/۴۰۲، ۵/۴۰۳، ۵/۴۰۴، ۵/۴۰۵، ۵/۴۰۶، ۵/۴۰۷، ۵/۴۰۸، ۵/۴۰۹، ۵/۴۱۰، ۵/۴۱۱، ۵/۴۱۲، ۵/۴۱۳، ۵/۴۱۴، ۵/۴۱۵، ۵/۴۱۶، ۵/۴۱۷، ۵/۴۱۸، ۵/۴۱۹، ۵/۴۲۰، ۵/۴۲۱، ۵/۴۲۲، ۵/۴۲۳، ۵/۴۲۴، ۵/۴۲۵، ۵/۴۲۶، ۵/۴۲۷، ۵/۴۲۸، ۵/۴۲۹، ۵/۴۳۰، ۵/۴۳۱، ۵/۴۳۲، ۵/۴۳۳، ۵/۴۳۴، ۵/۴۳۵، ۵/۴۳۶، ۵/۴۳۷، ۵/۴۳۸، ۵/۴۳۹، ۵/۴۴۰، ۵/۴۴۱، ۵/۴۴۲، ۵/۴۴۳، ۵/۴۴۴، ۵/۴۴۵، ۵/۴۴۶، ۵/۴۴۷، ۵/۴۴۸، ۵/۴۴۹، ۵/۴۵۰، ۵/۴۵۱، ۵/۴۵۲، ۵/۴۵۳، ۵/۴۵۴، ۵/۴۵۵، ۵/۴۵۶، ۵/۴۵۷، ۵/۴۵۸، ۵/۴۵۹، ۵/۴۶۰، ۵/۴۶۱، ۵/۴۶۲، ۵/۴۶۳، ۵/۴۶۴، ۵/۴۶۵، ۵/۴۶۶، ۵/۴۶۷، ۵/۴۶۸، ۵/۴۶۹، ۵/۴۷۰، ۵/۴۷۱، ۵/۴۷۲، ۵/۴۷۳، ۵/۴۷۴، ۵/۴۷۵، ۵/۴۷۶، ۵/۴۷۷، ۵/۴۷۸، ۵/۴۷۹، ۵/۴۸۰، ۵/۴۸۱، ۵/۴۸۲، ۵/۴۸۳، ۵/۴۸۴، ۵/۴۸۵، ۵/۴۸۶، ۵/۴۸۷، ۵/۴۸۸، ۵/۴۸۹، ۵/۴۹۰، ۵/۴۹۱، ۵/۴۹۲، ۵/۴۹۳، ۵/۴۹۴، ۵/۴۹۵، ۵/۴۹۶، ۵/۴۹۷، ۵/۴۹۸، ۵/۴۹۹، ۵/۵۰۰، ۵/۵۰۱، ۵/۵۰۲، ۵/۵۰۳، ۵/۵۰۴، ۵/۵۰۵، ۵/۵۰۶، ۵/۵۰۷، ۵/۵۰۸، ۵/۵۰۹، ۵/۵۱۰، ۵/۵۱۱، ۵/۵۱۲، ۵/۵۱۳، ۵/۵۱۴، ۵/۵۱۵، ۵/۵۱۶، ۵/۵۱۷، ۵/۵۱۸، ۵/۵۱۹، ۵/۵۲۰، ۵/۵۲۱، ۵/۵۲۲، ۵/۵۲۳، ۵/۵۲۴، ۵/۵۲۵، ۵/۵۲۶، ۵/۵۲۷، ۵/۵۲۸، ۵/۵۲۹، ۵/۵۳۰، ۵/۵۳۱، ۵/۵۳۲، ۵/۵۳۳، ۵/۵۳۴، ۵/۵۳۵، ۵/۵۳۶، ۵/۵۳۷، ۵/۵۳۸، ۵/۵۳۹، ۵/۵۴۰، ۵/۵۴۱، ۵/۵۴۲، ۵/۵۴۳، ۵/۵۴۴، ۵/۵۴۵، ۵/۵۴۶، ۵/۵۴۷، ۵/۵۴۸، ۵/۵۴۹، ۵/۵۵۰، ۵/۵۵۱، ۵/۵۵۲، ۵/۵۵۳، ۵/۵۵۴، ۵/۵۵۵، ۵/۵۵۶، ۵/۵۵۷، ۵/۵۵۸، ۵/۵۵۹، ۵/۵۶۰، ۵/۵۶۱، ۵/۵۶۲، ۵/۵۶۳، ۵/۵۶۴، ۵/۵۶۵، ۵/۵۶۶، ۵/۵۶۷، ۵/۵۶۸، ۵/۵۶۹، ۵/۵۷۰، ۵/۵۷۱، ۵/۵۷۲، ۵/۵۷۳، ۵/۵۷۴، ۵/۵۷۵، ۵/۵۷۶، ۵/۵۷۷، ۵/۵۷۸، ۵/۵۷۹، ۵/۵۸۰، ۵/۵۸۱، ۵/۵۸۲، ۵/۵۸۳، ۵/۵۸۴، ۵/۵۸۵، ۵/۵۸۶، ۵/۵۸۷، ۵/۵۸۸، ۵/۵۸۹، ۵/۵۹۰، ۵/۵۹۱، ۵/۵۹۲، ۵/۵۹۳، ۵/۵۹۴، ۵/۵۹۵، ۵/۵۹۶، ۵/۵۹۷، ۵/۵۹۸، ۵/۵۹۹، ۵/۶۰۰، ۵/۶۰۱، ۵/۶۰۲، ۵/۶۰۳، ۵/۶۰۴، ۵/۶۰۵، ۵/۶۰۶، ۵/۶۰۷، ۵/۶۰۸، ۵/۶۰۹، ۵/۶۱۰، ۵/۶۱۱، ۵/۶۱۲، ۵/۶۱۳، ۵/۶۱۴، ۵/۶۱۵، ۵/۶۱۶، ۵/۶۱۷، ۵/۶۱۸، ۵/۶۱۹، ۵/۶۲۰، ۵/۶۲۱، ۵/۶۲۲، ۵/۶۲۳، ۵/۶۲۴، ۵/۶۲۵، ۵/۶۲۶، ۵/۶۲۷، ۵/۶۲۸، ۵/۶۲۹، ۵/۶۳۰، ۵/۶۳۱، ۵/۶۳۲، ۵/۶۳۳، ۵/۶۳۴، ۵/۶۳۵، ۵/۶۳۶، ۵/۶۳۷، ۵/۶۳۸، ۵/۶۳۹، ۵/۶۴۰، ۵/۶۴۱، ۵/۶۴۲، ۵/۶۴۳، ۵/۶۴۴، ۵/۶۴۵، ۵/۶۴۶، ۵/۶۴۷، ۵/۶۴۸، ۵/۶۴۹، ۵/۶۵۰، ۵/۶۵۱، ۵/۶۵۲، ۵/۶۵۳، ۵/۶۵۴، ۵/۶۵۵، ۵/۶۵۶، ۵/۶۵۷، ۵/۶۵۸، ۵/۶۵۹، ۵/۶۶۰، ۵/۶۶۱، ۵/۶۶۲، ۵/۶۶۳، ۵/۶۶۴، ۵/۶۶۵، ۵/۶۶۶، ۵/۶۶۷، ۵/۶۶۸، ۵/۶۶۹، ۵/۶۷۰، ۵/۶۷۱، ۵/۶۷۲، ۵/۶۷۳، ۵/۶۷۴، ۵/۶۷۵، ۵/۶۷۶، ۵/۶۷۷، ۵/۶۷۸، ۵/۶۷۹، ۵/۶۸۰، ۵/۶۸۱، ۵/۶۸۲، ۵/۶۸۳، ۵/۶۸۴، ۵/۶۸۵، ۵/۶۸۶، ۵/۶۸۷، ۵/۶۸۸، ۵/۶۸۹، ۵/۶۹۰، ۵/۶۹۱، ۵/۶۹۲، ۵/۶۹۳، ۵/۶۹۴، ۵/۶۹۵، ۵/۶۹۶، ۵/۶۹۷، ۵/۶۹۸، ۵/۶۹۹، ۵/۷۰۰، ۵/۷۰۱، ۵/۷۰۲، ۵/۷۰۳، ۵/۷۰۴، ۵/۷۰۵، ۵/۷۰۶، ۵/۷۰۷، ۵/۷۰۸، ۵/۷۰۹، ۵/۷۱۰، ۵/۷۱۱، ۵/۷۱۲، ۵/۷۱۳، ۵/۷۱۴، ۵/۷۱۵، ۵/۷۱۶، ۵/۷۱۷، ۵/۷۱۸، ۵/۷۱۹، ۵/۷۲۰، ۵/۷۲۱، ۵/۷۲۲، ۵/۷۲۳، ۵/۷۲۴، ۵/۷۲۵، ۵/۷۲۶، ۵/۷۲۷، ۵/۷۲۸، ۵/۷۲۹، ۵/۷۳۰، ۵/۷۳۱، ۵/۷۳۲، ۵/۷۳۳، ۵/۷۳۴، ۵/۷۳۵، ۵/۷۳۶، ۵/۷۳۷، ۵/۷۳۸، ۵/۷۳۹، ۵/۷۴۰، ۵/۷۴۱، ۵/۷۴۲، ۵/۷۴۳، ۵/۷۴۴، ۵/۷۴۵، ۵/۷۴۶، ۵/۷۴۷، ۵/۷۴۸، ۵/۷۴۹، ۵/۷۵۰، ۵/۷۵۱، ۵/۷۵۲، ۵/۷۵۳، ۵/۷۵۴، ۵/۷۵۵، ۵/۷۵۶، ۵/۷۵۷، ۵/۷۵۸، ۵/۷۵۹، ۵/۷۶۰، ۵/۷۶۱، ۵/۷۶۲، ۵/۷۶۳، ۵/۷۶۴، ۵/۷۶۵، ۵/۷۶۶، ۵/۷۶۷، ۵/۷۶۸، ۵/۷۶۹، ۵/۷۷۰، ۵/۷۷۱، ۵/۷۷۲، ۵/۷۷۳، ۵/۷۷۴، ۵/۷۷۵، ۵/۷۷۶، ۵/۷۷۷، ۵/۷۷۸، ۵/۷۷۹، ۵/۷۸۰، ۵/۷۸۱، ۵/۷۸۲، ۵/۷۸۳، ۵/۷۸۴، ۵/۷۸۵، ۵/۷۸۶، ۵/۷۸۷، ۵/۷۸۸، ۵/۷۸۹، ۵/۷۹۰، ۵/۷۹۱، ۵/۷۹۲، ۵/۷۹۳، ۵/۷۹۴، ۵/۷۹۵، ۵/۷۹۶، ۵/۷۹۷، ۵/۷۹۸، ۵/۷۹۹، ۵/۸۰۰، ۵/۸۰۱، ۵/۸۰۲، ۵/۸۰۳، ۵/۸۰۴، ۵/۸۰۵، ۵/۸۰۶، ۵/۸۰۷، ۵/۸۰۸، ۵/۸۰۹، ۵/۸۱۰، ۵/۸۱۱، ۵/۸۱۲، ۵/۸۱۳، ۵/۸۱۴، ۵/۸۱۵، ۵/۸۱۶، ۵/۸۱۷، ۵/۸۱۸، ۵/۸۱۹، ۵/۸۲۰، ۵/۸۲۱، ۵/۸۲۲، ۵/۸۲۳، ۵/۸۲۴، ۵/۸۲۵، ۵/۸۲۶، ۵/۸۲۷، ۵/۸۲۸، ۵/۸۲۹، ۵/۸۳۰، ۵/۸۳۱، ۵/۸۳۲، ۵/۸۳۳، ۵/۸۳۴، ۵/۸۳۵، ۵/۸۳۶، ۵/۸۳۷، ۵/۸۳۸، ۵/۸۳۹، ۵/۸۴۰، ۵/۸۴۱، ۵/۸۴۲، ۵/۸۴۳، ۵/۸۴۴، ۵/۸۴۵، ۵/۸۴۶، ۵/۸۴۷، ۵/۸۴۸، ۵/۸۴۹، ۵/۸۵۰، ۵/۸۵۱، ۵/۸۵۲، ۵/۸۵۳، ۵/۸۵۴، ۵/۸۵۵، ۵/۸۵۶، ۵/۸۵۷، ۵/۸۵۸، ۵/۸۵۹، ۵/۸۶۰، ۵/۸۶۱، ۵/۸۶۲، ۵/۸۶۳، ۵/۸۶۴، ۵/۸۶۵، ۵/۸۶۶، ۵/۸۶۷، ۵/۸۶۸، ۵/۸۶۹، ۵/۸۷۰، ۵/۸۷۱، ۵/۸۷۲، ۵/۸۷۳، ۵/۸۷۴، ۵/۸۷۵، ۵/۸۷۶، ۵/۸۷۷، ۵/۸۷۸، ۵/۸۷۹، ۵/۸۸۰، ۵/۸۸۱، ۵/۸۸۲، ۵/۸۸۳، ۵/۸۸۴، ۵/۸۸۵، ۵/۸۸۶، ۵/۸۸۷، ۵/۸۸۸، ۵/۸۸۹، ۵/۸۹۰، ۵/۸۹۱، ۵/۸۹۲، ۵/۸۹۳، ۵/۸۹۴، ۵/۸۹۵، ۵/۸۹۶، ۵/۸۹۷، ۵/۸۹۸، ۵/۸۹۹، ۵/۹۰۰، ۵/۹۰۱، ۵/۹۰۲، ۵/۹۰۳، ۵/۹۰۴، ۵/۹۰۵، ۵/۹۰۶، ۵/۹۰۷، ۵/۹۰۸، ۵/۹۰۹، ۵/۹۱۰، ۵/۹۱۱، ۵/۹۱۲، ۵/۹۱۳، ۵/۹۱۴، ۵/۹۱۵، ۵/۹۱۶، ۵/۹۱۷، ۵/۹۱۸، ۵/۹۱۹، ۵/۹۲۰، ۵/۹۲۱، ۵/۹۲۲، ۵/۹۲۳، ۵/۹۲۴، ۵/۹۲۵، ۵/۹۲۶، ۵/۹۲۷، ۵/۹۲۸، ۵/۹۲۹، ۵/۹۳۰، ۵/۹۳۱، ۵/۹۳۲، ۵/۹۳۳، ۵/۹۳۴، ۵/۹۳۵، ۵/۹۳۶، ۵/۹۳۷، ۵/۹۳۸، ۵/۹۳۹، ۵/۹۴۰، ۵/۹۴۱، ۵/۹۴۲، ۵/۹۴۳، ۵/۹۴۴، ۵/۹۴۵، ۵/۹۴۶، ۵/۹۴۷، ۵/۹۴۸، ۵/۹۴۹، ۵/۹۵۰، ۵/۹۵۱، ۵/۹۵۲، ۵/۹۵۳، ۵/۹۵۴، ۵/۹۵۵، ۵/۹۵۶، ۵/۹۵۷، ۵/۹۵۸، ۵/۹۵۹، ۵/۹۶۰، ۵/۹۶۱، ۵/۹۶۲، ۵/۹۶۳، ۵/۹۶۴، ۵/۹۶۵، ۵/۹۶۶، ۵/۹۶۷، ۵/۹۶۸، ۵/۹۶۹، ۵/۹۷۰، ۵/۹۷۱، ۵/۹۷۲، ۵/۹۷۳، ۵/۹۷۴، ۵/۹۷۵، ۵/۹۷۶، ۵/۹۷۷، ۵/۹۷۸، ۵/۹۷۹، ۵/۹۸۰، ۵/۹۸۱، ۵/۹۸۲، ۵/۹۸۳، ۵/۹۸۴، ۵/۹۸۵، ۵/۹۸۶، ۵/۹۸۷، ۵/۹۸۸، ۵/۹۸۹، ۵/۹۹۰، ۵/۹۹۱، ۵/۹۹۲، ۵/۹۹۳، ۵/۹۹۴، ۵/۹۹۵، ۵/۹۹۶، ۵/۹۹۷، ۵/۹۹۸، ۵/۹۹۹، ۵/۱۰۰۰، ۵/۱۰۰۱، ۵/۱۰۰۲، ۵/۱۰۰۳، ۵/۱۰۰۴، ۵/۱۰۰۵، ۵/۱۰۰۶، ۵/۱۰۰۷، ۵/۱۰۰۸، ۵/۱۰۰۹، ۵/۱۰۱۰، ۵/۱۰۱۱، ۵/۱۰۱۲، ۵/۱۰۱۳، ۵/۱۰۱۴، ۵/۱۰۱۵، ۵/۱۰۱۶، ۵/۱۰۱۷، ۵/۱۰۱۸، ۵/۱۰۱۹، ۵/۱۰۲۰، ۵/۱۰۲۱، ۵/۱۰۲۲، ۵/۱۰۲۳، ۵/۱۰۲۴، ۵/۱۰۲۵، ۵/۱۰۲۶، ۵/۱۰۲۷، ۵/۱۰۲۸، ۵/۱۰۲۹، ۵/۱۰۳۰، ۵/۱۰۳۱، ۵/۱۰۳۲، ۵/۱۰۳۳، ۵/۱۰۳۴، ۵/۱۰۳۵، ۵/۱۰۳۶، ۵/۱۰۳۷، ۵/۱۰۳۸، ۵/۱۰۳۹، ۵/۱۰۴۰، ۵/۱۰۴۱، ۵/۱۰۴۲، ۵/۱۰۴۳، ۵/۱۰۴۴، ۵/۱۰۴۵، ۵/۱۰۴۶، ۵/۱۰۴۷، ۵/۱۰۴۸، ۵/۱۰۴۹، ۵/۱۰۵۰، ۵/۱۰۵۱، ۵/۱۰۵۲، ۵/۱۰۵۳، ۵/۱۰۵۴، ۵/۱۰۵۵، ۵/۱۰۵۶، ۵/۱۰۵۷، ۵/۱۰۵۸، ۵/۱۰۵۹، ۵/۱۰۶۰، ۵/۱۰۶۱، ۵/۱۰۶۲، ۵/۱۰۶۳، ۵/۱۰۶۴، ۵/۱۰۶۵، ۵/

صاحب الرسالة المستطرفة نے لکھا :

"ذی النصائیل السائرة و ذکرہ شائع فی الاصول"

(بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں اور اصول میں ان کا ذکر شائع ہے۔)

ان کا شمار بصرہ کے معتزلہ اور اصحاب ابی ہاشم میں ہوتا ہے ابوالحسن بصری آپ کے شاگرد تھے۔ اصول نو میں مندرجہ ذیل کتب تالیف کیں۔

۱۔ "العقد" : یہ کتاب اصول فقہ کا ایک موسوعہ ہے اس کتاب میں اول لائے ہیں۔ اعتراضات کے رد میں مختلف طریقوں سے جوابات لاتے ہیں۔ اس کتاب کی بدولت ان بہت سی اصولیین کی آراء محفوظ ہو گئی ہیں جن کی کتب دیگر ہو چکی ہیں "العقد" اصول فقہ پر آپ کی پہلی کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے اپنی کتاب "المعنی" میں شامل "کتاب الشرعیات" سے بہت سا مواد شامل کیا ہے۔ اہل الکلام میں اس کتاب "المعنی" کو بیس سال کی طویل جدوجہد کے بعد مکمل کیا جو تیرہ ہزار اوراق اور بیس حجم جلدوں پر محیط تھی۔ اس کی تالیف کا آغاز ۳۶۰ھ میں کیا اور اختتام ۶۸۰ھ میں ہوا۔ اس کی چودہ جلدیں چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہیں "العقد" اصول فقہ کے تمام ابواب پر مشتمل یہ کتاب تسلیم کی جاتی ہے اور جو کتب اساسیہ میں شمار ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قاضی عبدالجبار کے ایہ ہم عصر ابو بکر محمد بن الطیب الباقانی (متوفی ۴۰۳ھ) نے بھی فن اصول فقہ کے جامع ابواب پر مشتمل ایک کتاب لکھی تھی اب وہ منقوہ ہے۔ اس کی تخلص امام الحرمین نے کی جو موجود ہے^۱۔ امام بدر الدین زرکشی شافعی (متوفی ۷۴۱ھ) اصولیین اور ان کی کتب کو تاریخی تاظر میں پیش کرتے ہوئے قاضی باقلانی یا بکی (متوفی ۴۰۳ھ) اور قاضی عبدالجبار معتزلی کی خدمات کو ان الفاظ سے سہراتے ہیں :

"وجاء من بعده أئمة الشافعي، فبنوا وأوحوا وأسطوا وشرحوا حتى جاء الفاضلان قاضی السنة ابو بکر بن الطیب^۲ وقاضی المعتزلة عبدالجبار، فوسعوا العبارات، وفككوا الاشارات، وبنوا الاجمال، ورفعا الاشكال"^۳۔

(اور جو امام شافعی کے بعد آئے انہوں نے اس (علم کی شرح و تفسیر کے ساتھ تہمین و توضیح کی یہاں تک کہ وہ قاضی، قاضی السنۃ ابو بکر بن الطیب اور قاضی المعتزلہ عبدالجبار آئے۔ ان دونوں حضرات نے عبارات کو توسیع بخشا، اشارات کو کھولا اور اجمال کی تفصیل بیان کی اور اس میں پائے جانے والے اشکال کو دور کیا۔)

۱۔ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ۱۱/۱۱۳، تاریخ خبری حوادث سنہ ۳۸۵ھ، الرسالة المستطرفة، لہجہ شامیہ، کتب الازہر، نو، مجمع معتمد، کتابت الکتب حتی ۱۳۳۵ھ، ص ۱۵۱، کتاب الازہر، کتب خانہ ۱۳۳۵ھ، ۱۹۶۰ء، مجمع الزوائد، ۱۰/۱۰۱، تاریخ حموی (۱۱۷۹ھ-۱۳۰۹ھ) ۳/۹۶۶، ص ۱۰۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، مجمع المومنین، رضا کوالہ ۸/۵۷۔

۲۔ ابو بکر محمد بن الطیب بن محمد قاضی ابو بکر، باقلانی، تالیف ابی ہاشم بصری، دار الفکر، بیروت، متوفی ۴۰۳ھ۔

۳۔ البحر المحیط، بدر الدین محمد بن ابی بکر بن محمد بن بدر الدین زرکشی الشافعی، متوفی ۷۴۱ھ، ۱۵/۱۵، مصر، دار الکتب، سنہ ۱۳۵۰ھ۔

العبد پر تحقیق :

اس کے تین ابواب الایمان والیقین والاحتیاج والاحتیاج پر محمد بن علی (تطوان - مصر) نے تحقیق پیش کی اور دراست اسلامیہ میں دراست علیا میں ڈیپلومہ حاصل کیا۔ اسی طرح قاضی عبدالجبار کی کتاب "العبد" کے دوسرے نصف پر دکتور عبدالحمید زبیدی کی تحقیق جاری ہے۔^۱

ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) نے عبدالجبار محترمی کی اصول فقہ پر اساسی کتاب کا نام العبد بتایا ہے تبہ ہو سکتا ہے کہ یہ ایک الگ کتاب ہو جو "العبد" سے بھی پہلے تالیف کی ہو اور اس کی شرح ابوالحسن بصری نے کی ہو جو ان کے شاگرد ہیں۔ اس کتاب کی اہمیت و افادیت سے بلاشبہ انکار نہیں پھر بھی ابوالحسن بصری محترمی نے "المعتمد" کے مقدمہ میں "العبد" کے خوب بتائے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبدالجبار کی کتاب "العبد" کی میں نے شرح لکھی اب اس کے بعد "المعتمد" کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"انی سلكت فی "الشرح" مسلك الكتاب فی ترتیب ابوابہ وتكرار مکتوب من مسائلہ
وشرح ابواب لاجل فی اصول الفقہ من دقیق الکلام"۔^۲

(شرح (العبد) میں میں نے کتاب کے ابواب کی ترتیب کے طریقے کو اختیار کیا جو اس کے کہ کثیر مسائل میں تکرار تھا اور ان کی ابواب کی شرح دقت کلام کے باعث اصول فقہ کے لائق نہیں تھی)

۲۔ النہایہ : اس کتاب کو قاضی عبدالجبار نے شریعات میں شامل کروایا تھا ابوالحسن بصری نے "المعتمد" میں دو مقامات پر اس سے استفادہ کیا ہے۔^۳

۳۔ الشرح یا شرح العبد : ابوالحسن بصری نے اپنی کتاب "المعتمد" میں تقریباً چالیس مقامات پر اس سے نقل کیا ہے اور وہ ان الفاظ کے ساتھ نقل کرتے ہیں :

"قال قاضی القضاة فی الشرح"۔^۴

۴۔ الدروس : ابوالحسن اپنی کتاب "المعتمد" میں "الدروس" کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ "قال قاضی القضاة فی الدروس" (قاضی القضاة نے "الدروس" میں کہا) اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ قاضی القضاة کی "الدروس" نامی کتاب تھی اس میں کہا۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ دوران تعلیم "الدروس" میں کہا اور وہ اس سے منکر نقل کر لیا ہو۔^۵

۱۔ مجموعہ صولیں وکیر ۱۵۵/۲ (۱۹۹۰ء) ج ۱ حوالہ سابق۔

۲۔ محمد بن خلدون، عبدالرحمن بن محمد بن خلدون، متوفی ۸۰۸ھ میں ۳۵۵ھ بغداد مکتبہ البیروت۔

۳۔ المعتمد فی اصول الفقہ، ابوالحسن محمد بن علی بن ابی اسحق بصری، متوفی ۳۳۰ھ (۱۰۴۳ء) ۳۱۱/۱، مکتبہ البیروت، بیروت لبنان دار الکتب العلمیہ ۱۳۸۳ھ۔ ۱۹۸۳ء۔

۴۔ الفقیہ محمد بن علی بن ابی اسحق بصری، عبدالحمید بن علی بن زبیدی، ۳۲۸ھ سے اس دور کے عظیم واکم ۱۳۸۱ھ۔

۵۔ شرح عبدالحسن محمد بن علی بن ابی اسحق بصری، عبدالحمید بن علی بن زبیدی، ۳۲۸ھ (۱۰۴۳ء) ۳۱۱/۱، مکتبہ البیروت، بیروت لبنان دار الکتب العلمیہ ۱۳۸۳ھ۔ ۱۹۸۳ء۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ تالیس النظر
- ۲۔ الاسرار فی الاصول والفروع
- ۳۔ الاتوار فی الاصول
- ۴۔ لتقویم الادلة فی الاصول

کتاب تالیس النظر کا تحقیقی تجزیہ :

اس کتاب میں ابو الحسن الکاشانی اور ابو بکر صامی کے بیان کردہ مضامین کو قدرے تفصیل کے ساتھ لیا گیا ہے اور حنفی فقہاء کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے اصول کے ضمن میں مسائل جزئیہ کو تفریعات اور فقہی نکات پر مشتمل قواعد اور مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ دیوبندی نے اس کتاب کو متعدد جزئیوں اور اجزاء میں تقسیم کیا :

۱۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے دو نامور شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن اہلبغیاتی کے مابین فقہی اختلاف آراء کی اساس کو بیان کیا ہے۔ اس حصہ میں دو قواعد و اصول مذکور ہیں جن سے امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کے نقطہ نظر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

۲۔ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی ان فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں امام محمد نے ان سے اختلاف کیا ہے۔

۳۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی ان فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں امام ابو یوسف نے ان سے اختلاف کیا ہے۔

۴۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کے مابین پائی جانے والی اختلافی آراء کے اصول و قواعد بیان کئے۔

۵۔ تین حنفی ائمہ امام محمد، امام حسن بن زیاد و ابو یوسف (اصل کتاب سے ایک نام ساقط ہے) ان کی فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں ان سے ان کے ایک اور نامور ساتھی امام زفر نے اختلاف کیا ہے۔

۱۔ حنفی ائمہ فقہ (امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر وغیرہ) کی ان فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں امام مالک نے ان سے اختلاف کیا ہے۔

۲۔ تین حنفی ائمہ فقہ (امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد) کی ان فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں انہوں نے امام ابو حنیفہ کے نامور محاصر کا ضی ابن ابی یحییٰ (متوفی ۱۲۸ھ) کی آراء و اقوال سے اختلاف کیا ہے۔

۸۔ مذکورہ بالا حنفی ائمہ فقہ کی ان فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں انہوں نے امام محمد بن ادریس الشافعی کی رائے سے اختلاف کیا ہے۔

۹۔ متفرق اختلافی اقوال و آراء کے اصول و قواعد۔

ان نواجزاء میں سے ہر ایک جز کو مختلف ابواب کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر باب میں اس موضوع سے متعلق یا اس سے ملنے والے امور سے متعلق اصول و کلیات بیان کئے گئے ہیں ہر اصل اور کلیہ کی مثالیں اور تطبیقی نظائر بھی دی گئی ہیں تاکہ قانون کی مشاد و مراد واضح ہو سکے۔ امام دیوبندی نے "اصل" کا لفظ عمومی مفہوم میں استعمال کیا ہے جس میں قواعد و اصول اور اصول سب شامل تھے۔

۱۔ الامور فی الاصول والفروع :

اس کتاب کے بارے میں حاکمی طیف نے کہا کہ یہ ایک ضخیم کتاب ہے جس کا آغاز انہوں نے "الحمد للہ رب العالمین" سے کیا ہے۔

۲۔ الاصول فی الاصول :

حاکمی طیف نے کہا کہ یہ ایک مختصر ہے، جس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے : "الحمد للہ الذی اعلى مرآة المؤمنین"۔

۳۔ تقویم الادلة فی الاصول :

حاکمی طیف نے کہا کہ یہ کتاب ایک جلد میں ہے جس کا آغاز : الحمد للہ رب العالمین سے ہوا ہے اور امام فخر الاسلام ابن حجر دیلمی (متوفی ۸۰۲ھ) نے اس کی شرح بھی لکھی ہے اور یہ ایک عمدہ شرح ہے اور یہ علمائے شیعہ میں بہت مقبول ہے۔ امام محمد بن حسین بن محمد الارسلانی (متوفی ۵۱۲ھ) نے اس کا اختصار کیا۔ جس کا نام مختصر تقویم الادلة للدراسی ہے اور ابوالخضر محمد بن الحسن البلیغی نے اس کا اختصار کیا ہے۔

جامع ازھر کے کلیہ اصول الشرع والقانون کی لائبریری میں اس پر چند تحقیقات :

۱۔ اس پر مبنی موجد کا تحقیقی مقالہ نمبر (۳۰۶) موجود ہے۔

۲۔ اس طرح "الامور فی الاصول والفروع فی تقویم ادلة الشرع" پر محمد العواظمی (العواظمی) کا تحقیقی مقالہ موجود ہے، جس کا نمبر (۱۲۳) ہے۔

ابو الحسن البصری المستعزی (متوفی ۴۳۶ھ)۔

انہ حضرات میں سے ایک امام ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ المعتمد ۲۔ زیادات المعتمد ۳۔ کتاب القیاس الشرعی

۴۔ غور الادلة فی اصول الفقہ ۵۔ تصحیح الادلة فی اصول الفقہ ۶۔ شرح العبد

۷۔ کتاب القانون حاکمی طیف (۸۳۰ھ) بیروت دار الفکر ۸۔ مآخذ الاصول (۶۸۱/۵) کشف القناع من مہمات الاساسی و آئینی و دارالحدیث بنی ہاشمی

۹۔ کتاب القانون حاکمی طیف (۸۳۰ھ) بیروت دار الفکر ۱۰۔ مآخذ الاصول (۶۸۱/۵) کشف القناع من مہمات الاساسی و آئینی و دارالحدیث بنی ہاشمی

۱۱۔ کتاب القانون حاکمی طیف (۸۳۰ھ) بیروت دار الفکر ۱۲۔ مآخذ الاصول (۶۸۱/۵) کشف القناع من مہمات الاساسی و آئینی و دارالحدیث بنی ہاشمی

۱۳۔ کتاب القانون حاکمی طیف (۸۳۰ھ) بیروت دار الفکر ۱۴۔ مآخذ الاصول (۶۸۱/۵) کشف القناع من مہمات الاساسی و آئینی و دارالحدیث بنی ہاشمی

(۱) کتاب المعتمد کا حقیقی تجزیہ : اصول فقہ کی تاریخ اور بعد کتب میں سے ایک کتاب "المعتمد" لکھا امام ہارزی نے "المعتمد" میں اور آمدی نے "الاحکام" میں اس کو بھی مختصر کیا بلکہ امام ہارزی تو کتب اربعہ میں سے المستملی اور المعتمد کے حافظ بھی تھے۔ یہ کتاب معتزلہ کی آراء و استدلال کے مصادر میں سے ایک ہے اس میں ماضی کے اصولیین کی ایک بڑی جماعت کی آراء کو منطبق کر لیا گیا ہے ان کے ادلہ کو بیان کیا اور ان پر تنقید کی۔ اس کتاب میں اصول فقہ کے موضوع کو ایک ترتیب نو سے مرتب کیا گیا ہے شرح المعتمد میں پائے جانے والے تکرار سے بچتا ہے۔ "مقدمۃ المعتمد" کی یہ عبارت بہت اہم نکات کو بیان کرتی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں :

"والذی دعانی الی تالیف هذا الكتاب فی اصول الفقه بعد شرحی کتاب المعتمد للقاوسی عبد الجبار ، واستقصاء القول فیہ ، الی سلکت فی الشرح مسلک الكتاب فی ترتیب ابوابہ . وتکرار کثیر من مسائلہ وشرح ابواب لا تلیق باصول الفقه من دقیق الکلام فاحسب ان اولف کتبنا ، مرتبة ابوابہ غیر مکررة ، واعدل فیہا عن ذکر مالا یلیق باصول الفقه من دقیق الکلام وایضا فان القاری لیلذہ الابواب فی اصول الفقه ، وان کان عارفاً بالکلام فقد عرف فیہا علی اتم استقصاء ولبس یستلذ من هذه الابواب شیشا . وان کان عارفاً بالکلام ، صعب علیہ فیہا ، وان شروحت له فکان الاولی حذف هذه الابواب من اصول الفقه ."

(قاضی عبد الجبار) "کتاب المعتمد" کی شرح لکھنے کے بعد جس بات نے مجھے کتاب "المعتمد" لکھنے کی طرف متوجہ کیا وہ یہ تھی کہ اس کتاب (المعتمد) کی ترتیب ابواب اور بہت سے مسائل میں تکرار تھا اور کئی ابواب میں پیچیدہ و جسم کا کلام شامل کیا گیا تھا جو اصول فقہ کے لائق نہیں تھا اس کے باوجود میں نے اس کی شرح کرتے وقت اسی (صاحب کتاب کے) طرز و پیش نظر رکھا۔۔۔ میں نے چاہا کہ ایسی کتاب تالیف کروں جس میں بلا تکرار ابواب مرتب کئے گئے ہوں اور ان باتوں سے پرہیز کروں جو وقت بیکام کے باعث اصول فقہ میں زیر بحث لائے جانے کی شان ان شان نہیں ہیں۔۔۔ اور یہ بھی ہے کہ اصول فقہ کا قاری اگر علم کلام کا عارف ہے تو وہ اس کی گہرائی سے پہلے ہی واقف ہے اس کے لئے یہ استناد کی بات نہیں ہوگی اور اگر وہ علم کلام کا عارف نہیں ہے تو اس کی شرح کو بھی وہ اس کے خیم پر گہرائی کا باعث ہوگی۔۔۔ لہذا ان ابواب کا اصول فقہ سے حذف کر دیا جائے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ "المعتمد" میں نہیں نے بعض ان مسائل کو حذف کرنا بہتر جانا جن کا تعلق اصول فقہ کے کم اور مفادات کلامیہ سے زیادہ تھا اسی طرح نہیں نے کچھ مسائل کا اضافہ بھی کیا جو "المعتمد" میں نہیں پائے گئے تھے۔ یہاں تک کہ ہماری اصول فقہ کے تقریباً تمام موضوعات کو ہی زیر بحث لائے ہیں اور اس میں تحفیل علمی کے سچ کو اپنایا اور کھل کر مناظرہ کیا ،

حسن و قبح کے بارے میں ان کے خیالات معتزلی عقائد کی طرح ہیں وہ حسن و قبح کی بحث کو اصول فقہ میں شامل تصور کرتے ہیں اور اس کا ربط پیدا کرنے کی خواہش اور کوشش کرتے ہیں۔ مختلف آراء و اقوال پیش کرتے ہیں خاص طور پر قاضی عبد الجبار کی آزاد اقوال نقل کرتے ہیں اس سے ان کا مقصد اپنے مذہب کی تائید اور تقویت پہنچانا ہوتا ہے۔ کثرت سے استدلال کرتے ہیں مخالفین کے اول کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ لیکن گفتگو کرتے ہیں اور جواب دیتے ہیں "الکلام علی الاولیاء" میں ان کی گفتگو تقریباً ایک سو پچیس صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اپنی اور دوسروں کی رائے سے برابری کی بنیاد پر استدلال کرتے ہیں تقلیدی اسلوب سے اجتناب کرتے ہیں ان کا اسلوب اجتہادانہ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ کئی مرتبہ معتزلہ کی بھی مخالفت کر جاتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے "باب فی العموم اذا تعلقه تنقید بشرط الاستثناء" اوصافہ بالوحکم کے مسئلہ میں انہوں نے کیا ہے۔ یہ حال بلاشبہ یہ کتاب ان کی عمدہ تالیفات و خدمات میں سے ایک اہم کتاب شاری مکی ہے جو فن اصول فقہ کا قابل فخر علمی سرمایہ ہے کتاب "المعتمد" کے بارے میں ابن خلدون کی رائے یہ وہ کہتے ہیں :

"کتاب المعتمد لعبد الجبار و شرحه المعتمد لابی الحسن البصری" :
(العمد عبد الجبار کی کتاب ہے اور "المعتمد" اس کی شرح ہے جو ابو الحسن بصری کی تالیف ہے)

مگر ہمیں ابن خلدون کی اس بات سے اتفاق نہیں ہے کہ "المعتمد" عبد الجبار معتزلی کی کتاب ہے اور المعتمد اس کی شرح ہے کیونکہ "المعتمد" اب چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کسی کتاب کی شرح نہیں ہے بلکہ ایک مستقل طبعہ کتاب ہے۔ اور المعتمد کے مقدمہ سے جو عبارت ہم اوپر نقل کر چکے ہیں اس سے بھی اس کتاب کے طبعہ و تصنیف ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

"المعتمد" کے بارے میں ابو الخطاب لکھو اذانی فرماتے ہیں :

"ان المعتمد مختصر العمد" :
(المعتمد (واصل ۲) "العمد" کا اختصار ہے)

مگر ہمیں اس رائے سے بھی اتفاق نہیں کیونکہ دونوں کتابوں کے ابواب کی ترتیب اور مسائل ایک دوسرے سے جدا گانہ ہیں اور دونوں میں مسائل کی کمی بیشی بھی پائی جاتی ہے۔

فواہر کیمین نے اپنی کتاب تاریخ التراث العربی میں "المعتمد" کو اصول الدین کی کتاب بتایا ہے مگر یہ بات بھی درست معلوم نہیں ہوتی۔

"المعتمد" کے اثرات کا مختصر جائزہ :

یہ کتاب بعد کے لکھنے والوں خصوصاً معتزلی اصولیین پر مسلسل اثر انداز ہوتی رہی بلکہ اس کتاب نے ان کے لئے ایک اساس و بنیاد کی فراہمی کا کام کیا۔ مثلاً ابو الخطاب لکھو اذانی اپنی کتاب "المعتمد" کے مضامین میں اسی "المعتمد" کی

۱۔ حوالہ سائنس ۱۱۱، اکادمی ۱۱۱، دسمبر ۱۹۶۲ء۔ ج ۲ حوالہ سائنس ۱۱۱، ۱۹۶۳ء۔

۲۔ مقدمہ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد بن خلدون، ح ۸۰۸ھ، ص ۴۵۵، ناشر دار الفکر، طبعی سنہ ۱۹۶۲ء۔

۳۔ المعتمد، ابو الخطاب لکھو اذانی ۱۹۶۱ء، ص ۹۷، کوثر، تحقیقی مقدمہ علی شرح عمده الابی الحسنین ص ۱۱۹، سہ ماہیہ دار الفکر، طبعی ۱۹۶۱ء۔

۴۔ تاریخ التراث العربی، فواہر کیمین ۸۶۳/۸، ص ۸۶، دار الفکر، طبعی ۱۹۶۳ء۔ ج ۲ حوالہ سائنس ۱۱۱، ۱۹۶۳ء۔

ترتیب طریقہ کو اپناتے ہیں اور ساتھ ہی ابو الحسن بصری اور ان کے شیخ عبد الجبار کی آراء کو "المعتمد" کا حوالہ دیتے ہیں اسی طرح نقل کر دیتے ہیں، حاجی خلیفہ فرماتے ہیں :

"(المعتمد) وهو كتاب كبير ومنه اخذ فخر الدين الرازي كتاب المحصول وللقاضى ابى يعلى محمد بن (الحسين) الفراء الحنبلى" (۱)

(۱) "المعتمد" ایک بڑی کتاب ہے فخر الدین رازی نے کتاب "المحصول" اس سے اخذ کی اور قاضی ابی یعلیٰ محمد بن (الحسين) الفراء الحنبلى (متوفی ۳۵۸ھ) نے بھی اس سے اخذ کیا)

کشف الخلقون کے حاشیہ میں یہ تحریر درج ہے کہ : "وهو (المعتمد) شرح العبد للفاضل عبد الجبار وزاد عليه اشياء كثيرة" (۲) ولی الدین (۲) (۱) (۲) (المعتمد) قاضی عبد الجبار کی العمد کی شرح ہے اور اس پر ولی الدین نے بہت سی باتوں کا اضافہ کیا ہے۔

(۲) زیادات المعتمد : یہ ایک مختصر رسالت کی کتاب ہے جس کا صرف ایک نسخہ ہے جو قسطنطنیہ میں واقع "لا لہ لی" نامی لائبریری میں محفوظ ہے اس میں اصول فقہ کے ان مسائل کو شامل کیا جو "المعتمد" میں بیان نہیں کئے گئے تھے اور وہ مسائل حقیقت و مجاز و امور دنیوی سے متعلق بعض مسائل مثلاً الواجب المحبر، انقضاء الامور القور، و انقضاء النہی کو بیان کیا ان کے علاوہ بعض ان دوسرے مسائل کو بھی بیان کیا جو عموم، خصوص، افعال، رسول ﷺ کی حجیت، شیخ ماجراج اور انبار سے متعلق تھے۔

(۳) کتاب القیاس الشرعی : یہ کتاب "المعتمد" سے نقل کی تالیف ہے مگر اسے بعد میں المعتمد میں شامل کر دیا گیا اس کتاب کے نسخے قسطنطنیہ کی "لا لہ لی" نامی لائبریری سے حاصل کر کے "المعتمد" کے ساتھ جمع کر دیا گیا۔ مطبوعہ کتاب میں اس کتاب کے پہلے صفحہ پر تحریر کر دیا گیا ہے : وقد صنفه قبل كتاب المحمد، كما يظهر من الاشارات العديدة اليه في كتاب المعتمد۔ یہ کلمہ میں صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔

(۴) غرر الادلة في اصول الفقه

(۵) تصحيح الادلة في اصول الفقه

یہ کتاب دو جلدات میں ہے، علامہ بدر الدین عینی (متوفی ۸۵۵ھ) نے اپنی کتاب کشف القناع میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے مذکورہ بالا دونوں کتب کی موجودگی اور ان کے مشتملات کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

(۱) شرح المعتمد : یہ ابو الحسن کی اصول فقہ پر پہلی تالیف ہے، جو انہوں نے اپنے شیخ عبد الجبار کی زندگی میں ہی تالیف کر لی تھی اس کے علاوہ مزید دو کتب "المعتمد" اور "کتاب القیاس الشرعی" بھی ان کی زندگی میں تالیف کیں۔

۱۔ کشف الخلقون، حاجی خلیفہ ۱۴۳۲ھ۔ ج ۱ حوالہ راجی۔

۲۔ احمد فی اصول فقہ، ابو الحسن بصری متوفی ۳۳۹ھ/۳۳۷ھ، بیروت دارالکتب احیاء ۱۴۰۳ھ۔

۳۔ عبد الجبار بن ۹۰، اصل و تصانیف، ۱۹۹۰ھ۔

۴۔ کشف القناع المرتفی من مہمات الاسامی و انجی، عبدالعزیز بن ابی محمود بن علی متوفی ۸۵۵ھ/۸۵۵ھ، دارالکتب عبدالمجید، ۱۴۰۵ھ۔

اس پہلی کتاب کے مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ ابو الحسنین ہنری اپنے شیخ عبد الجبار کی آراء کی نقل و اقتداء میں وہی معادہ رہا جو امام غزالی کا اپنے شیخ امام الحرمین کے ساتھ ان کی پہلی اصولی تصنیف "المستحوی" میں تھا جہاں وہ اپنے شیخ کی آراء کو کثرت سے نقل کرتے ہیں اور وہ اسی مجاہد پرست ہیں اسی طرح ابو الحسنین کا بھی یہی حال نظر آتا ہے۔ مگر جب امام غزالی اپنی ایک مستقل شخصیت بناتے ہیں تو "الہدایہ" اور پھر "المستطی" میں ان کا اسلوب آراء اور نظرات آتا ہے جس میں وہ خود اپنی آراء بھی پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ابو الحسنین بعد کی تصانیف میں آراء اظہر آتے ہیں جس میں وہ اپنی بھی آراء پیش کرتے ہیں۔

شرح العمدة میں وہ اپنے شیخ کا ذکر کرتے وقت احوال المقلدہ (الاندلس کی علما و فرماے) کے الفاظ لاتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ان کی زندگی میں تالیف کی تھی۔ ابو الحسنین نے العمدة کی شرح میں جس کج کی جوئی کی اسے المصعد کے مقدمہ میں اس وقت بیان کیا جہاں وہ المصعد اور شرح العمدة کی موبوئیگی میں ایک اور کتاب "المصعد" کی تالیف کرنے کی وجہ ضرورت بتاتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس میں تکرار تھا اور غیر متعلق ابواب تھے وغیرہ وغیرہ اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ ان خامیوں کو دور کر کے ایک اور کتاب تصنیف کی جائے اور چونکہ "شرح العمدة" میں اسی کے ابواب و ترتیب وغیرہ کی رعایت ملحوظ رکھی گئی جس کی وجہ سے شرح بھی صیوب و اتفاق سے نکلے گی۔ ہم اس مقدمہ کا ذکر "المصعد" کے تعارف میں کر چکے ہیں۔ فیو لوسز کین نے قہار اس مکتبہ الفامیر کے ان پراحتہ و کرتے ہوئے اس کتاب (شرح العمدة) کے نام میں تردید کا اظہار کیا ہے اور اس کے مستندہ جیل میں نام گنوائے ہیں :

۱۔ الخلاف بین الشیخین. ۲۔ الاختلاف فی اصول الفقہ. ۳۔ العمدة۔

درست بات یہ ہے کہ "العمدة" اور شرح العمدة دو علیحدہ کتابیں ہیں دونوں کے مؤلفین بھی پیدا ہوا ہیں و شاید اس لحاظ فنی کی وجہ سے ہوئی کہ کتاب "شرح العمدة" میں وہ اسلوب پایا جاتا ہے جو شیخ عبد الجبار کا "المصی" میں عمومیت کے ساتھ اور کتاب "الشرعیات" میں خصوصیت کے ساتھ ہے جس میں وہ ہمیشہ لفظ "شیخنا" سے پہلی پہچانی دیا ہوا ہاشم البیہانی اور علی ابو عبد اللہ ہنری مراد لیتے ہیں اور بہت سی جگہوں پر ابو الحسنین اکثر بھی مراد لیتے ہیں۔ اسی طرح ابو الحسنین "شرح العمدة" میں ان چاروں کی آراء کو ہر مسئلہ میں کثرت سے بیان کرتے ہیں۔ جب ناظر اس شرح میں یہ دیکھتا ہے کہ اس میں شیخ عبد الجبار کی تمام آراء، بغیر کی روشنی و تہذیبی و نقض کے من و عن موجود ہیں تو وہ سمجھتا ہے کہ شاید یہ ان ہی کی شرح ہے۔ اگر بنظر حاضر و تحقیق دیکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ دونوں الگ الگ مؤلف کی کتابیں ہیں۔ مثلاً

۱۔ اس شرح میں ابو الحسنین قاضی عبد الجبار کے اشعار کی شرح نہیں کرتے یہ شارحین کی عادت ہوتی ہے انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اگر قاضی عبد الجبار خود شرح کرتے تو ضرور ان کی بھی شرح کرتے۔

۲۔ اور اسی طرح دوران شرح وہ ہر مسئلہ کے آغاز میں "قالی" اور "کمان بقول" کے الفاظ لاتے ہیں جس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی علیحدہ کتاب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

کتاب کی انفرادیت اُجاگر کرنے والے چند امور :

- ۱۔ "شرح المعتمد" اصول فقہ کے تمام ایاداب پر محیط پہلی کتاب کی شرح ہے جس میں مسائل اور ان کے ادلہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے ان پر اعتراضات اور ان کے عقلی و نقلی جوابات دیئے گئے ہیں یہ کتاب مدارس اصولیہ کے ایک محترمی مدرسہ کی کتاب ہے جو عقل کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ دیگر مدارس اصولیہ نے بھی اس کتاب سے استفادہ کیا، یہ کتاب دایم عقلیہ اور علمی و اصولی مناقشات کے حوالے سے بھی بہت اہمیت کی حامل ہے۔
- ۲۔ اس کتاب کی بدولت ان علماء اصولیہ کی آراء و اقوال محفوظ ہو گئے جن کی کتاب حوادث زمانہ کی تذکرہ کو نہ پیدا ہو سکتی۔
- ۳۔ "شرح المعتمد" اصول فقہ کی ان دیگر کتب کے مقابلہ میں زیادہ غنہ ہے جن سے محقرات اصولیہ کی آراء و اقوال و استدلال نقل کئے جاتے ہیں اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ ابو الحسین خود نہ ہی محقری تھے اور دوسرا یہ کہ ان کا زمانہ بہرہ محقرات اصولیہ سے دوسروں کے مقابلہ میں اقرب ترین تھا یا اس لئے بھی کہ یہ خود جلا و اطلال سے ان کے اقوال و آراء کے ناقل تھے۔

مختلف مذاہب کے وہ علماء جن کے اقوال اس میں محفوظ ہیں :

ابتداء یہ جان لینا ضروری ہے کہ اس کتاب میں تین دوسرا محقرات کی آراء کفایت اہتمام سے بیان کیا جاتا ہے۔ وہ ایلی البریلکی، ان کے ساجز اور ابو ہاشم، ابو عبد اللہ بخاری اور ساتھ ہی ابو الحسن کرشی کی رائے کو بھی اہمیت دیتے ہیں جو نہ ہائے نقلی ہیں۔

محقرات شیوخ جن کی آراء محفوظ ہوئیں :

جعفر بن حرب، جعفر بن بشر، بشر المرسی، یحییٰ اللہ بن الحسن البخاری، ابو عبد اللہ علی العلائی، محمد بن زید الواسطی، محمد بن شاپر، یحییٰ، محمد بن سلیمان، انصاف، الجاحظ، موسیٰ بن عمران، ابو اسحاق، ابراہیم بن عباس، قاضی القضاۃ عبد الجبار، باقر حنظلہ بن شافع جن کے اقوال محفوظ ہوئے : العسیر، یحییٰ، ابن سريج، ابو حامد المروری، العزلی۔

بعض اہل الفوائد جن کی آراء محفوظ ہو : الدیلمی، اسعری، داؤد، القاشانی۔

بعض مفتی علماء جن کی آراء ذکر ہوئیں : عیسیٰ بن ابان، مقیان بن حکان، محمد بن الحسن، ابو یوسف۔

"المعتمد" اور "شرح المعتمد" کے مستفیدین : ابو الحسین بخاری کے بعد متکلمین طرز پر لکھنے والوں نے "شرح المعتمد" اور "المعتمد" سے خوب استفادہ کیا ان قلمدانوں نے "المعتمد" کو اصول فقہ کی ارکان اور بکسب میں شامل کیا ہے وہ لکھتے ہیں :

"وكان من احسن ما كتب فيه المتكلمون كتاب البرهان لامام الحرمين والمصنفى للفرالى وهما من الاشعرية وكتاب المعتمد لعبد الجبار وشرحه المعتمد لابي الحسين المصري وهما من المحزلة وكانت الاربعة وقلو اهد هذا الفن".

۱۔ شرح المعتمد، ابو الحسین بخاری محقری حنفی ۳۳۷ھ، مصر، المطبوعہ دار الفکر، الطبعة ۱۳۱ھ۔

۲۔ محمد بن عبدان، عبد الرحمن بن محمد بن طلحة بن حنفی ۸۰۸ھ، مصر ۸۵۵ھ، مکتبہ المظاہر بغداد۔

شاید قاضی ابوبکر الباقانی کی کتاب "تقریب ابن قلدوان" تک نہیں پہنچی اور وہ کتاب بھی امام الحرمین "امام غزالی" اور اسحاق اشعری ازہی اور فخر الدین الرازی کی کتب کی طرح مدرسہ اشعریہ کی اساسی ہوتی۔

شیخ عبد الجبار کی احمد اور ابوالحسن بصری کی شرح احمد کے پہلے مستفید تودہ (ابوالحسن) خود ہیں جو المعتمد میں ۸۰ مقامات پر کسی تکسی حوالہ سے ان کا ذکر لاتے ہیں یعنی کبھی ان (شیخ عبد الجبار) کی رائے کبھی ان کا استدلال اور کبھی مخالف کے رد میں ان کا ذکر لاتے ہیں۔ المعتمد میں کبھی المعتمد کا حوالہ دے کر نقل لاتے ہیں اور کبھی بغیر "المعتمد" کا ذکر کے اس میں سے نقل کرتے ہیں۔ صرف ۸ مقامات پر "المعتمد" کا نام دیا ہے۔^۱

بعد کے لوگوں میں سے ابو الخطاب الکلیاذلی نے اپنی کتاب "المنہید" میں ابوالحسن بصری اور ان کے شیخ عبد الجبار کی آراء سے استفادہ کیا مگر انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ ان دونوں کی کون سی کتب سے انہوں نے استفادہ کیا۔ دوسرے مقامات میں قاضی القضاۃ عبد الجبار کا اور انہیں سے مقامات میں ابوالحسن بصری کا نام بھی لیتے ہیں۔^۲

امام الحرمین جوینی اپنی کتاب البرہان میں دو مقامات میں عبد الجبار بن احمد کا نام ذکر کرتے ہیں۔ ایک جگہ "المعتمد" اور دوسری جگہ "شرح المعتمد" کے حوالے سے۔^۳ اسی طرح ابن النجار نے "شرح الکوکب المصبر" میں خاص طور پر دوسرے جگہ میں ان دونوں کی آراء کو چند مواقع پر نقل کیا ہے۔^۴

اسی طرح شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس بن عبد الرحمن القرافی (متوفی ۶۸۳ھ) نے اپنی کتاب "نفائس الاصول فی شرح المحصول" میں "شرح المعتمد" سے چھ مقامات پر انہیں مرتبہ اور بارہ مقامات میں "المعتمد" سے اور دو مقامات میں "المعتمد" سے نقل و استفادہ کیا ہے۔^۵

اور سب سے زیادہ استفادہ بدر الدین محمد بن بہادر بن عبد اللہ زکشی الشافعی نے اپنی کتاب "البحر المحیط" میں کیا جس میں "المعتمد" سے ۳۷ مقامات سے استفادہ کیا اور قاضی عبد الجبار کا ۲۱ مرتبہ حوالہ ذکر کیا۔^۶

الشریف مرتضی الشافعی (۳۵۵ھ-۴۳۶ھ)

انہوں نے کتاب "الذخیرۃ فی الاصول" تالیف کی۔^۷

حسین العمیری (۳۵۱ھ-۴۳۶ھ)

کبار فقہاء میں شمار کئے گئے ہیں۔

۱۔ شرح احمد، ابوالحسن بصری متوفی ۲۳۹ھ/۶۷۷ء، مکتبہ العلوم والنہج، ۱۴۱۶ھ۔ ۲۔ حوالہ سابق ۲۸۱۔

۳۔ البرہان فی اصول الفقہ، امام الحرمین ابوالعالی عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف الجونی متوفی ۴۷۸ھ/۱۰۸۷ء، ص ۱۵۵، فقرہ ۱۱۶۔

۴۔ مکتبہ امام الحرمین عبد جبار، ۱۴۱۳ھ۔ ۵۔ شرح احمد، ابوالحسن بصری متوفی ۴۳۶ھ/۱۰۸۵ء، ص ۱۵۵، فقرہ ۱۱۶۔

۶۔ حوالہ سابق ۲۸۱، ۲۹۰۔ ۷۔ ابوالقاسم علی بن ابی احمد ابوالحسن بن موسیٰ ابن محمد بن موسیٰ بن جعفر الشریف، تخریص موسیٰ الملہ علی

الخصی الطوی، ج ۱، رقم ۴۲۸/۲۸۸ (۲۸۸) اور الامام یوسف الاغانی، ص ۱۵۵، فقرہ ۱۱۶۔

۸۔ ج ۱، الذخیرۃ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء۔ ۹۔ ابوالعلاء حسین بن علی بن محمد بن جعفر القاضی العمیری (۹۶۳ھ/۱۵۵۵ء)۔

”والله في اصول الفقه ككتاب وفقت عليه“

(اور ان کی اصول فقہ میں کتاب ہے جس سے میں واقف ہوں)

اسی طرح طبقات کبریٰ کے حاشیہ میں بھی مذکور ہے۔^۱

ابوالطیب الطبری الشافعی (۳۲۸ھ - ۴۵۰ھ)^۲

فقیر، اصولی، جدلی تھے۔ ہر بنی بغداد کے مصنف خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) اور ابوالسحاق اشعری ازی نے آپ سے زانو سے کلمہ ملے کیا۔ ایک ۱۰۰۰ برس عمر پائی آخری عمر تک حنفیہ میں تھے اور اہل سنت میں غلط بیہ انہیں ہوا اور نہ ہم میں فتور پیدا ہوا بلکہ دوسرے فقہاء کی طرح فتویٰ دیتے۔ بغداد کو وطن بنا لیا جس میں مدرسہ مدرس کی اور فتویٰ دیتے ”مکتوب“ میں وفات تک قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ — صاحب جدیدہ اور فہم نے لکھا :

”ويعلم القاصي الاصول والذهب والحدائق والجهد ككتاب كبير“^۳

(کہا جاتا ہے کہ اصول، الذهب، الحدائق اور جہد میں ان کی بہت سی کتابیں ہیں)

شذرات الذهب میں ہے :

”وصنف في الخلاف والفقه والاصول والجهد كتابا كبيرا ليس لاحد مثله“^۴

(انہوں نے خلاف، الفقه، الاصول اور جہد میں بہت سی کتب تصنیف کیں، جو اپنی مثال آپ تھیں)

عبد الجبار الاسکافی (متوفی ۴۵۲ھ)^۵

فقیر، اصولی، پیغمبر اور اپنے زمانے کے اہل سنت فقہاء و مشائخ میں سے تھے۔ امام الحرمین ابو یوسف سے اصول کی تعلیم حاصل کی اور ان کے طریقہ کے مطابق سند فراغت پائی۔

مؤلفات اصولیہ — انہوں نے اصول فقہ جہد اور اصول الدین میں کتب تصنیف کیں۔^۶

۱۔ مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۱۲۲ (۱۵۹)۔

۲۔ ابوالطیب طبرستان، ص ۱۰۵ (۹۶۰)۔ طبرستان میں ولادت اور بغداد میں وفات ہوئی۔

۳۔ جامع الزوائد، ص ۱۱۵ (۱۶۹)۔

۴۔ تاریخ بغداد، ص ۱۸۹ (۳۶۰)۔ شذرات الذهب، ص ۱۸۹ (۳۶۳)۔ مجمع الزوائد، ص ۱۸۹ (۳۶۳)۔

۵۔ الاسکافی، ص ۱۸۹ (۳۶۳)۔ مجمع الزوائد، ص ۱۸۹ (۳۶۳)۔

۶۔ جامع الزوائد، ص ۱۸۹ (۳۶۳)۔ مجمع الزوائد، ص ۱۸۹ (۳۶۳)۔

اصول الاحکام " میں بیان کئے۔ اس کثیر المحکم کتاب کے پیلو پہ پیلو آپ نے ظاہری فقہ کے قواعد میں ایک مختصر کتاب بھی تحریر کی۔ وہ قیاس و استحسان کو تسلیم نہیں کرتے اور ان پر کڑی تنقید کرتے ہیں۔ انہوں نے مسائل میں اجتہاد کیا فروعات کو چاہیاً فقہی مسائل کو مختلف شاخوں میں تقسیم کیا ان کے اجتہاد میں ایک طرح کا استنباط بھی پایا جاتا ہے مگر وہ صرف نصوص و آثار کو اپنے اجتہاد کی اساس قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے اصول وضع کرنے کے بعد ان کی روشنی میں فروعات اخذ کیں مناجح و ثمرات نکالے۔ وہ تقلید اور احتیاج بالمرائے کو نہیں مانتے تھے تقلید کی مذمت کرتے ہوئے اپنی کتاب "المحلی" میں فرماتے ہیں۔

"لا یجوز لاحد ان یقلد احد الاحیاء ولا میتا وعلی کل أحد من الاجتہاد حسب طاقته"^۱
(کسی شخص کے لئے کسی زندہ یا فوت شدہ آدمی کی تقلید کرنا جائز نہیں ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق اجتہاد کر سکتا ہے)

اسی طرح تقلید کی مذمت میں مزید فرماتے ہیں :

"والمجتہد المحیطی الفضل عبد اللہ تعالیٰ من المقلد المصیب هذا فی اهل الاسلام خاصة واما فی غیر اهل الاسلام فلا عذر للمجتہد المستدل و لا للمقلد، و کلاهما ہالک، برہان هذا ذکرناہ انما بالاسناد من قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اجتہد الحاكم فأخطأ فله اجر و ذم اللہ التقلید جملة فالمقلد عاصی و المجتہد ماجور"^۲

(حق تک پہنچ جانے والے مقلد سے غلطی کرنے والا مجتہد اللہ کے ہاں زیادہ افضل ہے اور یہ اہل اسلام کا خاصہ ہے اور لیکن غیر اہل اسلام کے ہاں نہ تو استدلال کرنے والے مجتہد محذور ہے اور نہ ہی مقلد اور وہ دونوں ہر پاویں اور اس پر ہم نے حضور ﷺ کے قول سے سند کے ساتھ دلیل پیش کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر حکم اجتہاد کرے اور غلطی کرے اس کے لئے ایک اجر ہے اور اللہ تعالیٰ نے تکلیف تقلید کی مذمت فرمائی تو مقلد گنہگار ہے اور مجتہد اجر دیا جاتا ہے)

ظاہر یہ کے منہج کے منہج کا ائمہ اربعہ کے منہج سے تقابل :

ابن حزم کا طرز استنباط ائمہ اربعہ کے منہج سے مختلف تھا۔ ظاہری حکماء کتاب و سنت پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کے مطلق تلاش نہیں کرتے تاکہ دیگر مسائل کو ان پر قیاس کیا جائے جیسا کہ ائمہ اربعہ کی فقہ کا ایک مخصوص انداز ہے اور ان ہی اصولوں پر ان کی فقہی ہے۔ اس کے برعکس فقہائے اربعہ نصوص کو پڑھ کر ان سے احکام اخذ کرتے ہیں پھر اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ نصوص سے علت کا استخراج کرتے ہیں اور جہاں وہ علت پائی جاتی ہے وہاں وہی حکم جاری کر دیتے ہیں اس طرح علت میں عموم پیدا ہو جاتا ہے اور جہاں نفس نہیں ہوتی وہاں بھی اس کا حکم جاری کر دیا جاتا ہے اس کی صورت اس فقہی قیاس کی ہو جاتی ہے جس پر فقہائے اربعہ کا تعامل ہے۔

جن لوگوں کا خیال یہ ہے کہ عام لوگوں کو ہمیشہ تقلید کرنا چاہئے ان کی تردید کرتے ہوئے اپنی کتاب "البلد" میں فرماتے ہیں :

۱۔ الکلی، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم کلہاری متوفی ۵۵۱ھ/۱۱۶۱ء مسئلہ نمبر ۱۰۳، تحقیق احمد رضا کر، القاہرہ مکتبہ دار التراث سند۔
۲۔ حوالہ سابق ۶۹۱ مسئلہ نمبر ۱۰۹۔

مؤلفات اصولیہ۔۔۔۔۔ ابن حزم اپنی تصانیف میں جہلی طرز استدلال کو اختیار کرتے ہیں آپ ایک ایک کر کے مخالف کے دلائل پیش کرتے ہیں پھر ان کی تردید کرتے ہیں۔ اسے دھوکے دہان سے ثابت کرتے ہوئے مخالف کے دعوے کو ابطال کرتے ہیں، پھر جہلی کے مرتاح میں سے اس مرتبہ کو اپناتے ہیں جس میں مخالف طریق کے قوال ہیں اس کی تردید کی جاتی ہے۔ ابن حزم نے فقہ کے اصول و فروع میں بڑی قابل قدر کتابیں تصنیف کیں ان تصانیف میں آپ نے والدین علی ظاہر کی فقہی ملامت و کفر ظاہر کی مسلک کو پیش بخبر رکھا۔ حدیث، فقہ، اصول، فہم و ادیان، تاریخ، فہم و انساب، طب اور دکانیں کی تاریخ میں تقریباً چار سو کتابیں تالیف کیں جو ایک اندازہ کے مطابق اسی شمار (۸۹۰۰۰۰) کے لائق ہے مکتول ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام یا الاحکام فی اصول الاحکام

۲۔ مسائل اصول الفقہ ۳۔ مراتب الاجماع ۴۔ النہد فی اصول الفقہ الظاہری

۵۔ ابطال القیاس والرأی والاحتسان والتقلید والتعلیل

مسائل اصول الفقہ :

اس نام سے ان کی ایک محکمہ تصنیف مصر میں ابن الامیر المصنفی اور القاسمی کے حواشی کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ یہ کتاب اصل فقہ سے متعلق چنانچہ مسائل پر مشتمل ہے۔ فقہ میں ابن امیر المصنفی نے ابن حزم کی کتاب المسائل کے مقدمے منتخب کیا تھا جو ان کے ساتھ انہوں نے اپنی توضیحات و تحریرات بھی شامل کر دی ہیں۔ یہ کتاب احمد جوعہ و رسائل فی اصول الفقہ " اور اصول الفقہ مرتبہ ابن الدین القاسمی بطبرہ مشتمل ۱۳۳۱ھ کے مطبعہ ۵۶۵۲ پر اور محمود الرومائل مطبوعہ السیر یہ قہرہ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۶ھ کی جداول کے مطبعہ ۱۹۱۷ء پر موجود ہے۔

مراتب الاجماع :

ان کی ایک تصنیف اس نام سے بھی محفوظ ہے۔

النہد فی اصول الفقہ الظاہری :

اس کتاب کا تاریخی نام " النہد الکفہ فی اصول احکام الدین " ہے۔ یہ کتاب احمد جازلی القاسمی نے ابن حزمین تفتیش کے ساتھ ۱۳۰۱ھ ۱۹۸۱ء میں مکتبہ الکلیات الجزائر میں حسن محمد امین بن قہرہ سے چھپ چکی ہے۔

ابطال القیاس والرأی والاحتسان والتقلید والتعلیل :

جب یہ کتاب مخطوط کی صورت میں حمی قوسب سے پہلے گوٹڈنبر (GUTHENBERG) نے اس کا پلاستیکاب مطالعہ کیا تھا۔ اس کتاب میں ابن حزم نے اپنے اس نظریہ کی بڑی قوت و حمایت کی ہے کہ فقہی استنباط کی ان

۱۔ دائرہ و مباحث اسلامیہ ۱۹۳۱ء، مکتبہ القادریہ کے مطبعہ کے ساتھ ۱۹۵۲ء میں پراگ، پولینڈ ۱۹۵۲ء۔

۲۔ عمال مائتہ ۱۳۳۱ء۔

۳۔ کشف المحجوب، مائتہ حلیفہ ۲۱۹ء، یہ دارالقیاس ماسامیل پاشا قادی ۱۹۹۰ء، مکتبہ القادریہ، و والدین بنی شمس ۱۹۸۷ء۔

مؤلفات اصولیہ :

۱. العدة فی اصول الفقه - یہ ہندوس میں احمد بن علی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔

۲. مختصر العدة - ۳ الکفاۃ فی اصول الفقه - ۴ مختصر الکفاۃ -

ابراہیم السروی (۳۵۸ھ - ۴۵۸ھ) ^۱

بقدرہ میں الامام الاصفہانی سے ایک عامل کیا منصب قضا پر فائز رہے۔ تدریس و افتاء کی خدمت انجام دی۔
مؤلفات اصولیہ : اُسکی نے کہا

"لہ تصانیف کثیر لا فی المذهب ، بل الخلاف والاصول والفرائض" ^۲

(خلاف، اصول اور فرائض میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔)

ابو حاتم القزوینی الشافعی (متوفی ۴۶۰ھ) ^۳

یہ بغداد میں صاحب مقصد مذہب کے کوائے سے منقول ہے۔ انہوں نے کہا اصول اور خلاف میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں کتاب "تحرید التجرید" اور "کتاب الحیل" بھی شامل ہیں۔ ^۴

ابو فضل ثابِت الشیبی (متوفی تقریباً ۴۶۰ھ) ^۵

محتاج الرشاد فی الاصول آپ کی تصانیف میں سے ایک ہے۔ ^۶

محمد بن حسن الطوسی الشیبی (۳۵۸ھ - ۴۶۰ھ)

ما تقدم امامیہ کے شیخ تھے نجد میں اراکین تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱. کتاب العدة فی الاصول - ۲. منہج السؤل فی شرح الفصول - ^۷

عبد الرحمن القورانی (۳۸۸ھ - ۴۶۱ھ) ^۸

فقہ اصوفی اور محدث تھے۔ ابو بکر الثعالی کے کبار تلامذہ میں سے تھے۔

۱. الشيخ آئین المرآت / ۳۵۵ - ۲. الامام ابراہیم بن محمد بن موسی بن یحییٰ الطبرسی (۴۶۹ھ - ۵۲۰ھ) -

۳. مجمع الاصول / ۶۳۱ (۳۵) -

۴. الامام محمد بن الحسن بن محمد بن یوسف بن الحسن بن محمد بن محمد بن داؤد القاسمی الطبرسی -

۵. جامع البحار / ۱۰۰ اصل یا شاہ قادیانی / ۴۰۶ - ۶ ابو الفضل ثابِت بن عبد اللہ بن حارث البغدادی -

۷. ایشاع المکتوب / ۱۰۰ اصل یا شاہ قادیانی / ۴۰۶ - ۵۸۹ - ۸ ابو جعفر محمد بن حسن بن علی الطوسی اصفہانی -

۹. الامام محمد بن الحسن بن محمد بن یحییٰ بن نور بن القورانی المروزی (۴۶۹ھ - ۵۲۰ھ) - ۱۰ انوار ابن (مرو) میں وقت پائی - الامام یحییٰ بن احمد -

الذہبی / ۳۵۵ (۴۶۳) -

مؤلفات اصولیہ : ابن خلیکان نے لکھا :

"وصف فی الاصول والمذہب والخلاف..."^۱

(اور انہوں نے اصول مذہب اور مذہب... میں کتب تصنیف کیں۔)

حسین المروزی الشافعی (متوفی ۳۶۲ھ) نے

فقیر و اصولی تھے۔ ابو بکر القفال المروزی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ : ابن خلیکان نے لکھا : "صنف فی الاصول والفروع والخلاف..."^۲

حمزہ الدیلمی الشافعی (متوفی ۳۶۳ھ) نے

فقیر و اصولی تھے۔ المرقی اور المہدی کے کبار تلامذہ میں سے تھے اور المرقی کے تو خاص التواضع تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "التزیین فی اصول الفقہ" تالیف کی۔^۳

الخطیب البغدادی (۳۹۲ھ-۳۶۳ھ) نے

ابن خلیکان نے لکھا :

"وکان فقیہا فلف علیہ الحدیث والتاریخ..."

(اور وہ فقیر تھے مگر ان پر حدیث اور تاریخ کا زیادہ تعلق تھا۔)

رشاد کمالہ نے ان کو اصولی بتایا ہے۔ مذہب شافعی پر تعلق حاصل کیا۔ مشہور کتاب تاریخ بغداد کے مصنف ہیں

"الفیہ والمستفہ" بھی تالیف کی۔^۴

عبد الکریم القشیری (۳۷۶ھ-۳۶۵ھ) نے

صوفی، مفسر فقیر، محدث، مستمیر اور دیگر کئی علوم کے ماہر تھے۔ اصول فقہ کی تعلیم امام بکر بن فزاک سے حاصل کی اور

ان میں کمال حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الفصول فی الاصول" تالیف کی۔^۵

۱۔ دلائل الامان لابن خلیکان متوفی ۶۸۱ھ ج ۱ ص ۷۷، ۷۸۔

۲۔ مجمع الاصول ج ۱ ص ۴۹/۴۰ (۳۳۳)۔

۳۔ مجمع الاصول ج ۱ ص ۸۵/۸۶ (۳۱۹) بحوالہ ابن المہدی ص ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱

کتاب اللمع کے شیرازی کے علاوہ شارحین :

(تاریخ وفات کی دشمنی ترتیب کے ساتھ) مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن عبدالقادر بن محمد بن یوسف البغدادی شافعی متوفی ۵۳۳ھ معروف بابن الکناش انہوں نے مکمل شرح لکھی۔^۱

۲۔ کمال الدین مسعود بن علی الغنوی متوفی ۶۰۴ھ۔^۲

۳۔ عبداللہ ابن اسعد الوزیری البغدادی متوفی ۶۱۳ھ تقریباً انہوں نے غایۃ السطلب والماحول فی شرح اللمع فی الاصول کے نام سے شرح لکھی۔^۳

۴۔ عبداللہ الغفری صنفی متوفی ۶۱۶ھ نے المصنع فی شرح اللمع تالیف کی۔^۴

۵۔ موسیٰ بن احمد بن یوسف البغدادی شافعی متوفی ۶۲۰ھ۔^۵

۶۔ ضیاء الدین ابو عمر عثمان بن عیسیٰ اصفہانی انکروی متوفی ۶۲۴ھ نے دو جلدوں میں شرح لکھی۔^۶

۷۔ قاضی احمد بن قتیل بن عثمان الغضنی متوفی ۶۳۰ھ نے "شرح مشکل اللمع" تالیف کی۔^۷

۸۔ سلیمان بن شعیب بن خضر انھری القاہری متوفی ۹۱۴ھ۔^۸

۹۔ شافعی بن لمان انھری نے "لذہ المصنف" کے نام سے شرح لکھی جو ۷۰۷ھ میں قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔

(۳) ابھرتو فی اصول الفقہ : یہ کتاب دار الفکر دمشق سے ۱۹۸۳ء میں محمد حسن بٹو کی تحقیق سے شائع ہو چکی

ہے اور اس کا طویل مقدمہ بعنوان "الاحیاء الشیروازی حیاتیہ وازادۃ الاصولیہ" علیحدہ کتاب کی صورت

میں دمشق سے ۱۹۸۰ء میں چھپ چکا ہے۔^۹

حاجی خلیفہ نے کہا کہ ابوالفتح عثمان بن جعفر نے اس کی شرح لکھی تھی مگر عبدالجبار ترکی نے شرح اللمع میں

اس کی نسبت کی صحت میں شک کیا ہے اور کہا کہ ابن جعفر کا انتقال امام شیرازی کی ولادت سے پہلے ۳۹۶ھ/۱۰۰۱ء میں ہوا

ساتھ یہ بھی لکھا کہ اسکی کو بھی یہی مقالہ شرح کی نسبت کے بارے میں ہوا تھا ہے۔ صاحب فہم الاصولین نے لکھا کہ

سبکی کے حوالے سے یہ بات ان کو طبقات الشافعیہ الکبریٰ میں نہیں ملی۔^{۱۰}

۱۔ کشف القنون، ص ۱۵۶۲/۲، الحدید: المعارفین، س ۱۵۶۱/۱، س ۱۵۶۰/۱، س ۱۵۵۹/۱۔

۲۔ ایضاً: المکتون ۱۵۶۲/۱، س ۱۵۶۱/۱، س ۱۵۶۰/۱، س ۱۵۵۹/۱۔

۳۔ ایضاً: المکتون ۱۵۶۲/۱، س ۱۵۶۱/۱، س ۱۵۶۰/۱، س ۱۵۵۹/۱۔

۴۔ ایضاً: المکتون ۱۵۶۲/۱، س ۱۵۶۱/۱، س ۱۵۶۰/۱، س ۱۵۵۹/۱۔

۵۔ کشف القنون، ص ۱۵۶۲/۲، الحدید: المعارفین، س ۱۵۶۱/۱، س ۱۵۶۰/۱، س ۱۵۵۹/۱۔

۶۔ ایضاً: المکتون ۱۵۶۲/۱، س ۱۵۶۱/۱، س ۱۵۶۰/۱، س ۱۵۵۹/۱۔

۷۔ کشف القنون، ص ۱۵۶۲/۲، الحدید: المعارفین، س ۱۵۶۱/۱، س ۱۵۶۰/۱، س ۱۵۵۹/۱۔

۸۔ کشف القنون، ص ۱۵۶۲/۲، الحدید: المعارفین، س ۱۵۶۱/۱، س ۱۵۶۰/۱، س ۱۵۵۹/۱۔

۹۔ کشف القنون، ص ۱۵۶۲/۲، الحدید: المعارفین، س ۱۵۶۱/۱، س ۱۵۶۰/۱، س ۱۵۵۹/۱۔

۱۰۔ کشف القنون، ص ۱۵۶۲/۲، الحدید: المعارفین، س ۱۵۶۱/۱، س ۱۵۶۰/۱، س ۱۵۵۹/۱۔

(۳) کتاب القیاس : محقق المصلخص فی الجدل ، محمد یوسف اخوند جان نیاززی نے اس کتاب کا ذکر کیا کہ شیرازی نے غوثین مرتبہ اس کتاب کا ذکر شرح المصباح کے باب " الکلام علی معنی الخطاب وهو القیاس " باب فساد الوضع وفساد القیاد اور باب انقلاب میں کیا۔ محقق نیاززی نے یہ بھی کہا کہ کتب فہارس المطبقات و تراجم وغیرہ میں اس کتاب کے ذکر میں ان کو کوئی اغوش نہیں ہوئی ہے۔^۱

(۵) الحدود والحقائق فی الاصول^۲

(۶) المختصر فی اصول مذهب الشافعی

ادلة : الحمد لله حق حمده وصلاة علی محمد خیر خلقه وعلی اله وصحبه^۳

(۷) المصلخص فی الجدل

المصلخص فی الجدل کا تحقیقی تجزیہ :

"المسطور" کا لفظ تین انواع پر مشتمل ہوتا ہے اصول فقہ میں اس کا نام بدل ہے فروغ فقہ میں غلافیات اور مناظرہ کی شرط و قیود میں اس کا استعمال "ادب السحت" کہا جاتا ہے۔ اس تخریق کے باوجود غلافیات جس کا تعلق فروغ فقہ سے ہوتا ہے اس میں اصول فقہ کے "الجدل" پر گفتگو کر لی جاتی ہے اور اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ الجدل میں غلافیات کو زیر بحث لایا جائے۔ امام شیرازی اپنی اس کتاب "الجدل" میں خلاف کے مسائل کو ایک ایک کر کے پیش کرتے ہیں اور ان سے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اپنے مذہب یا ذاتی رائے کو ترجیح دیتے ہیں مخالفین کی آراء کا جرح و براءہ از سے بظان کرتے ہیں۔ اسی طرح وقرآن کریم اور اس کی تاویل کے قضایا مثلاً عموم، خصوص، دامر، جمعی، مانع و منسوخ، حدیث اور اس کے طرق کی نقل، اس کی صحت کے اثبات، اجماع اور اس کے اثبات و نفی میں کلام کرتے ہیں، مثلاً ان کے بحیث شریعہ ہونے اور اس کا نظریہ اور اس میں اکابر و مجتہدین کی آراء و نظریات اور جن کے ذریعے اجماع معتقد ہوتا ہے وغیرہ۔ آخر میں قیاس کے ارکان اصل، فرع، ہکم اور علت پر بحث کرتے ہیں۔ اصول اربعہ اساسیہ کے ساتھ دیگر اصول مجملہ مثلاً استحسان، الاحصاب اور الاحصان کو بھی زیر بحث لاتے ہیں۔

محمد یوسف اخوند جان نیاززی نے اس پر تحقیق کی اور جامعہ امام القری سے ۱۳۰۷ھ میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔^۴

(۸) المصونة فی الجدل : یہ کتاب المصلخص فی الجدل کی تحفہ ص ہے جو عبد المجید ترکی کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۰۸ھ/۱۹۸۸ء میں طبع ہو چکی ہے۔^۵

۱۔ حوالہ سابق اس میں محقق "المصلخص" اخوند جان نیاززی کے حوالہ سے مذکور ہے تحقیقی مقدمہ علی شرح المصباح عبد المجید ترکی ص ۱۳۔
۲۔ عماد الصلحین و محمد مظہر ص ۱۴/۳۱۔ مع حوالہ سابق۔

۳۔ حوالہ سابق، کشف القناع المرئی، عبدالدین یحییٰ ص ۳۹۳، تحقیقی مقدمہ علی شرح المصباح عبد المجید ترکی ص ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳

جب اشاعرہ وغیرہ کی کھلم کھلا مخالفت کی اور مشرکوں سے خدمت کروانے کی تو آپ ترک وطن کر کے بغداد چلے گئے۔ وہاں ۱۰۴۵ھ (۱۰۵۸ء) میں حجاز مقدس پہنچے اور معظم الامور میں چار سال تک اتر رہے تھے۔ یہاں ہی جہت ان کا اعزازی القلب امام الحرمین پر کیا بعد میں نظام الملک سکندریہ و بام و غیرہ پانچ بار آئے اور مرتے پہ تک وہاں حدرہ سنگ میں رکھے پڑھاتے رہے جس کا نام بغداد کے مشہور مدرسہ کے نام پر درج ہو گیا ہے۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ البرہان
- ۲۔ الردیات
- ۳۔ تلخیص العرب والارصاد فی اصول الفقہ
- ۴۔ النسخۃ فی الاصول
- ۵۔ الشامل فی الاصول

کتاب "البرہان" کا تحقیقی جائزہ :

امام الحرمین علی اس کتاب کا آغاز تصنیفات الکتاب سے کرتے ہیں جس میں سوایات علم اصول فقہین کرتے ہیں اور ہر اس شخص کے لئے اس کتاب کی بیرونی و لازمی ضرورت یہ تھوڑی سی علوم کے کسی فن میں میری کارادہ رکھنا ہو تو کہتے ہیں۔

حق علمی کل من یمحاول العوض فی فن من فنون العلوم :

(۱) أن یحیط بالمقصود منه (ب) وبالموارد الی یسمد منها ذلک الفن۔

(ج) "و یحقیق وحدہ ان الکفایت عبارۃ سدیدۃ عنی صانع الحد، وان عسر علیہ ان یمحاول التمرک بمسالك التعلیم"۔

(فنون علوم کے کسی فن میں میری حاصل کرنے کے لئے ان (مندرجہ ذیل) باتوں کا پناہ ضروری ہے کہ اس فن سے تنہا نہ کاٹنا، اور اس میں جن سوالات سے متعلق آئے آج ہے (ان کا بھی احاطہ) اور اس کی حقیقت و حقائق اور آراء مان و مہل حیات سے ممکن ہو تو بیان کرے اور وہیں کرنے سے قاصر ہو تو جیسے ممکن ہو اس کی پوری روشنی کرے۔)

اس طریقہ کو اپنانے کو چاہئے جوئے فرماتے ہیں :

"کسی سکون الاندکام علمی تعلیم مع حفظ من العلم للمجملی بالعلم الذی یمحاول العوض عنہ"۔

(۲) کہ اس طریقہ کی بابت (بقیہ) میں ہی (ملاحظہ فرمائیے) جس کے بارے میں میری اور غور خواں کا ارادہ کیا گیا ہے۔)

آپ ہی مستحسب کی اپنی اس کتاب میں لکھی گئی ہوئے اصول فقہ کی تعریف اس کے مصداق اور مقصودات ذکر کرتے ہیں اور پھر دیگر مقدمہ مانت لاتے ہیں احکام شریعت کی تعریف پیش کرتے ہیں۔ معتزلہ کے اس شبہ پر مبالغہ کرتے ہیں جس میں انہوں نے "تفصیح" و "تخصیص" اور اس کا دراک عقلی یا شرعی ان سب و اصول فقہ کی بحث میں شامل

۱۔ دائرہ حارف، کتاب ۱۸۵۴ء، برائش کا، حجاب ۱۳۱۱ھ۔

۲۔ حدیث ہدایہ، پہلی بار شریعتی، ۱۳۱۵ھ۔ ۳۔ علامہ سبکی۔

۴۔ غیرہ، فی اصول الفقہ، امام الحرمین ابو حنیفہ، ۱۳۱۸ھ، ۱۳۱۹ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۱ھ، ۱۳۲۲ھ، ۱۳۲۳ھ، ۱۳۲۴ھ، ۱۳۲۵ھ، ۱۳۲۶ھ، ۱۳۲۷ھ، ۱۳۲۸ھ، ۱۳۲۹ھ، ۱۳۳۰ھ، ۱۳۳۱ھ، ۱۳۳۲ھ، ۱۳۳۳ھ، ۱۳۳۴ھ، ۱۳۳۵ھ، ۱۳۳۶ھ، ۱۳۳۷ھ، ۱۳۳۸ھ، ۱۳۳۹ھ، ۱۳۴۰ھ، ۱۳۴۱ھ، ۱۳۴۲ھ، ۱۳۴۳ھ، ۱۳۴۴ھ، ۱۳۴۵ھ، ۱۳۴۶ھ، ۱۳۴۷ھ، ۱۳۴۸ھ، ۱۳۴۹ھ، ۱۳۵۰ھ، ۱۳۵۱ھ، ۱۳۵۲ھ، ۱۳۵۳ھ، ۱۳۵۴ھ، ۱۳۵۵ھ، ۱۳۵۶ھ، ۱۳۵۷ھ، ۱۳۵۸ھ، ۱۳۵۹ھ، ۱۳۶۰ھ، ۱۳۶۱ھ، ۱۳۶۲ھ، ۱۳۶۳ھ، ۱۳۶۴ھ، ۱۳۶۵ھ، ۱۳۶۶ھ، ۱۳۶۷ھ، ۱۳۶۸ھ، ۱۳۶۹ھ، ۱۳۷۰ھ، ۱۳۷۱ھ، ۱۳۷۲ھ، ۱۳۷۳ھ، ۱۳۷۴ھ، ۱۳۷۵ھ، ۱۳۷۶ھ، ۱۳۷۷ھ، ۱۳۷۸ھ، ۱۳۷۹ھ، ۱۳۸۰ھ، ۱۳۸۱ھ، ۱۳۸۲ھ، ۱۳۸۳ھ، ۱۳۸۴ھ، ۱۳۸۵ھ، ۱۳۸۶ھ، ۱۳۸۷ھ، ۱۳۸۸ھ، ۱۳۸۹ھ، ۱۳۹۰ھ، ۱۳۹۱ھ، ۱۳۹۲ھ، ۱۳۹۳ھ، ۱۳۹۴ھ، ۱۳۹۵ھ، ۱۳۹۶ھ، ۱۳۹۷ھ، ۱۳۹۸ھ، ۱۳۹۹ھ، ۱۴۰۰ھ، ۱۴۰۱ھ، ۱۴۰۲ھ، ۱۴۰۳ھ، ۱۴۰۴ھ، ۱۴۰۵ھ، ۱۴۰۶ھ، ۱۴۰۷ھ، ۱۴۰۸ھ، ۱۴۰۹ھ، ۱۴۱۰ھ، ۱۴۱۱ھ، ۱۴۱۲ھ، ۱۴۱۳ھ، ۱۴۱۴ھ، ۱۴۱۵ھ، ۱۴۱۶ھ، ۱۴۱۷ھ، ۱۴۱۸ھ، ۱۴۱۹ھ، ۱۴۲۰ھ، ۱۴۲۱ھ، ۱۴۲۲ھ، ۱۴۲۳ھ، ۱۴۲۴ھ، ۱۴۲۵ھ، ۱۴۲۶ھ، ۱۴۲۷ھ، ۱۴۲۸ھ، ۱۴۲۹ھ، ۱۴۳۰ھ، ۱۴۳۱ھ، ۱۴۳۲ھ، ۱۴۳۳ھ، ۱۴۳۴ھ، ۱۴۳۵ھ، ۱۴۳۶ھ، ۱۴۳۷ھ، ۱۴۳۸ھ، ۱۴۳۹ھ، ۱۴۴۰ھ، ۱۴۴۱ھ، ۱۴۴۲ھ، ۱۴۴۳ھ، ۱۴۴۴ھ، ۱۴۴۵ھ، ۱۴۴۶ھ، ۱۴۴۷ھ، ۱۴۴۸ھ، ۱۴۴۹ھ، ۱۴۵۰ھ، ۱۴۵۱ھ، ۱۴۵۲ھ، ۱۴۵۳ھ، ۱۴۵۴ھ، ۱۴۵۵ھ، ۱۴۵۶ھ، ۱۴۵۷ھ، ۱۴۵۸ھ، ۱۴۵۹ھ، ۱۴۶۰ھ، ۱۴۶۱ھ، ۱۴۶۲ھ، ۱۴۶۳ھ، ۱۴۶۴ھ، ۱۴۶۵ھ، ۱۴۶۶ھ، ۱۴۶۷ھ، ۱۴۶۸ھ، ۱۴۶۹ھ، ۱۴۷۰ھ، ۱۴۷۱ھ، ۱۴۷۲ھ، ۱۴۷۳ھ، ۱۴۷۴ھ، ۱۴۷۵ھ، ۱۴۷۶ھ، ۱۴۷۷ھ، ۱۴۷۸ھ، ۱۴۷۹ھ، ۱۴۸۰ھ، ۱۴۸۱ھ، ۱۴۸۲ھ، ۱۴۸۳ھ، ۱۴۸۴ھ، ۱۴۸۵ھ، ۱۴۸۶ھ، ۱۴۸۷ھ، ۱۴۸۸ھ، ۱۴۸۹ھ، ۱۴۹۰ھ، ۱۴۹۱ھ، ۱۴۹۲ھ، ۱۴۹۳ھ، ۱۴۹۴ھ، ۱۴۹۵ھ، ۱۴۹۶ھ، ۱۴۹۷ھ، ۱۴۹۸ھ، ۱۴۹۹ھ، ۱۵۰۰ھ، ۱۵۰۱ھ، ۱۵۰۲ھ، ۱۵۰۳ھ، ۱۵۰۴ھ، ۱۵۰۵ھ، ۱۵۰۶ھ، ۱۵۰۷ھ، ۱۵۰۸ھ، ۱۵۰۹ھ، ۱۵۱۰ھ، ۱۵۱۱ھ، ۱۵۱۲ھ، ۱۵۱۳ھ، ۱۵۱۴ھ، ۱۵۱۵ھ، ۱۵۱۶ھ، ۱۵۱۷ھ، ۱۵۱۸ھ، ۱۵۱۹ھ، ۱۵۲۰ھ، ۱۵۲۱ھ، ۱۵۲۲ھ، ۱۵۲۳ھ، ۱۵۲۴ھ، ۱۵۲۵ھ، ۱۵۲۶ھ، ۱۵۲۷ھ، ۱۵۲۸ھ، ۱۵۲۹ھ، ۱۵۳۰ھ، ۱۵۳۱ھ، ۱۵۳۲ھ، ۱۵۳۳ھ، ۱۵۳۴ھ، ۱۵۳۵ھ، ۱۵۳۶ھ، ۱۵۳۷ھ، ۱۵۳۸ھ، ۱۵۳۹ھ، ۱۵۴۰ھ، ۱۵۴۱ھ، ۱۵۴۲ھ، ۱۵۴۳ھ، ۱۵۴۴ھ، ۱۵۴۵ھ، ۱۵۴۶ھ، ۱۵۴۷ھ، ۱۵۴۸ھ، ۱۵۴۹ھ، ۱۵۵۰ھ، ۱۵۵۱ھ، ۱۵۵۲ھ، ۱۵۵۳ھ، ۱۵۵۴ھ، ۱۵۵۵ھ، ۱۵۵۶ھ، ۱۵۵۷ھ، ۱۵۵۸ھ، ۱۵۵۹ھ، ۱۵۶۰ھ، ۱۵۶۱ھ، ۱۵۶۲ھ، ۱۵۶۳ھ، ۱۵۶۴ھ، ۱۵۶۵ھ، ۱۵۶۶ھ، ۱۵۶۷ھ، ۱۵۶۸ھ، ۱۵۶۹ھ، ۱۵۷۰ھ، ۱۵۷۱ھ، ۱۵۷۲ھ، ۱۵۷۳ھ، ۱۵۷۴ھ، ۱۵۷۵ھ، ۱۵۷۶ھ، ۱۵۷۷ھ، ۱۵۷۸ھ، ۱۵۷۹ھ، ۱۵۸۰ھ، ۱۵۸۱ھ، ۱۵۸۲ھ، ۱۵۸۳ھ، ۱۵۸۴ھ، ۱۵۸۵ھ، ۱۵۸۶ھ، ۱۵۸۷ھ، ۱۵۸۸ھ، ۱۵۸۹ھ، ۱۵۹۰ھ، ۱۵۹۱ھ، ۱۵۹۲ھ، ۱۵۹۳ھ، ۱۵۹۴ھ، ۱۵۹۵ھ، ۱۵۹۶ھ، ۱۵۹۷ھ، ۱۵۹۸ھ، ۱۵۹۹ھ، ۱۶۰۰ھ، ۱۶۰۱ھ، ۱۶۰۲ھ، ۱۶۰۳ھ، ۱۶۰۴ھ، ۱۶۰۵ھ، ۱۶۰۶ھ، ۱۶۰۷ھ، ۱۶۰۸ھ، ۱۶۰۹ھ، ۱۶۱۰ھ، ۱۶۱۱ھ، ۱۶۱۲ھ، ۱۶۱۳ھ، ۱۶۱۴ھ، ۱۶۱۵ھ، ۱۶۱۶ھ، ۱۶۱۷ھ، ۱۶۱۸ھ، ۱۶۱۹ھ، ۱۶۲۰ھ، ۱۶۲۱ھ، ۱۶۲۲ھ، ۱۶۲۳ھ، ۱۶۲۴ھ، ۱۶۲۵ھ، ۱۶۲۶ھ، ۱۶۲۷ھ، ۱۶۲۸ھ، ۱۶۲۹ھ، ۱۶۳۰ھ، ۱۶۳۱ھ، ۱۶۳۲ھ، ۱۶۳۳ھ، ۱۶۳۴ھ، ۱۶۳۵ھ، ۱۶۳۶ھ، ۱۶۳۷ھ، ۱۶۳۸ھ، ۱۶۳۹ھ، ۱۶۴۰ھ، ۱۶۴۱ھ، ۱۶۴۲ھ، ۱۶۴۳ھ، ۱۶۴۴ھ، ۱۶۴۵ھ، ۱۶۴۶ھ، ۱۶۴۷ھ، ۱۶۴۸ھ، ۱۶۴۹ھ، ۱۶۵۰ھ، ۱۶۵۱ھ، ۱۶۵۲ھ، ۱۶۵۳ھ، ۱۶۵۴ھ، ۱۶۵۵ھ، ۱۶۵۶ھ، ۱۶۵۷ھ، ۱۶۵۸ھ، ۱۶۵۹ھ، ۱۶۶۰ھ، ۱۶۶۱ھ، ۱۶۶۲ھ، ۱۶۶۳ھ، ۱۶۶۴ھ، ۱۶۶۵ھ، ۱۶۶۶ھ، ۱۶۶۷ھ، ۱۶۶۸ھ، ۱۶۶۹ھ، ۱۶۷۰ھ، ۱۶۷۱ھ، ۱۶۷۲ھ، ۱۶۷۳ھ، ۱۶۷۴ھ، ۱۶۷۵ھ، ۱۶۷۶ھ، ۱۶۷۷ھ، ۱۶۷۸ھ، ۱۶۷۹ھ، ۱۶۸۰ھ، ۱۶۸۱ھ، ۱۶۸۲ھ، ۱۶۸۳ھ، ۱۶۸۴ھ، ۱۶۸۵ھ، ۱۶۸۶ھ، ۱۶۸۷ھ، ۱۶۸۸ھ، ۱۶۸۹ھ، ۱۶۹۰ھ، ۱۶۹۱ھ، ۱۶۹۲ھ، ۱۶۹۳ھ، ۱۶۹۴ھ، ۱۶۹۵ھ، ۱۶۹۶ھ، ۱۶۹۷ھ، ۱۶۹۸ھ، ۱۶۹۹ھ، ۱۷۰۰ھ، ۱۷۰۱ھ، ۱۷۰۲ھ، ۱۷۰۳ھ، ۱۷۰۴ھ، ۱۷۰۵ھ، ۱۷۰۶ھ، ۱۷۰۷ھ، ۱۷۰۸ھ، ۱۷۰۹ھ، ۱۷۱۰ھ، ۱۷۱۱ھ، ۱۷۱۲ھ، ۱۷۱۳ھ، ۱۷۱۴ھ، ۱۷۱۵ھ، ۱۷۱۶ھ، ۱۷۱۷ھ، ۱۷۱۸ھ، ۱۷۱۹ھ، ۱۷۲۰ھ، ۱۷۲۱ھ، ۱۷۲۲ھ، ۱۷۲۳ھ، ۱۷۲۴ھ، ۱۷۲۵ھ، ۱۷۲۶ھ، ۱۷۲۷ھ، ۱۷۲۸ھ، ۱۷۲۹ھ، ۱۷۳۰ھ، ۱۷۳۱ھ، ۱۷۳۲ھ، ۱۷۳۳ھ، ۱۷۳۴ھ، ۱۷۳۵ھ، ۱۷۳۶ھ، ۱۷۳۷ھ، ۱۷۳۸ھ، ۱۷۳۹ھ، ۱۷۴۰ھ، ۱۷۴۱ھ، ۱۷۴۲ھ، ۱۷۴۳ھ، ۱۷۴۴ھ، ۱۷۴۵ھ، ۱۷۴۶ھ، ۱۷۴۷ھ، ۱۷۴۸ھ، ۱۷۴۹ھ، ۱۷۵۰ھ، ۱۷۵۱ھ، ۱۷۵۲ھ، ۱۷۵۳ھ، ۱۷۵۴ھ، ۱۷۵۵ھ، ۱۷۵۶ھ، ۱۷۵۷ھ، ۱۷۵۸ھ، ۱۷۵۹ھ، ۱۷۶۰ھ، ۱۷۶۱ھ، ۱۷۶۲ھ، ۱۷۶۳ھ، ۱۷۶۴ھ، ۱۷۶۵ھ، ۱۷۶۶ھ، ۱۷۶۷ھ، ۱۷۶۸ھ، ۱۷۶۹ھ، ۱۷۷۰ھ، ۱۷۷۱ھ، ۱۷۷۲ھ، ۱۷۷۳ھ، ۱۷۷۴ھ، ۱۷۷۵ھ، ۱۷۷۶ھ، ۱۷۷۷ھ، ۱۷۷۸ھ، ۱۷۷۹ھ، ۱۷۸۰ھ، ۱۷۸۱ھ، ۱۷۸۲ھ، ۱۷۸۳ھ، ۱۷۸۴ھ، ۱۷۸۵ھ، ۱۷۸۶ھ، ۱۷۸۷ھ، ۱۷۸۸ھ، ۱۷۸۹ھ، ۱۷۹۰ھ، ۱۷۹۱ھ، ۱۷۹۲ھ، ۱۷۹۳ھ، ۱۷۹۴ھ، ۱۷۹۵ھ، ۱۷۹۶ھ، ۱۷۹۷ھ، ۱۷۹۸ھ، ۱۷۹۹ھ، ۱۸۰۰ھ، ۱۸۰۱ھ، ۱۸۰۲ھ، ۱۸۰۳ھ، ۱۸۰۴ھ، ۱۸۰۵ھ، ۱۸۰۶ھ، ۱۸۰۷ھ، ۱۸۰۸ھ، ۱۸۰۹ھ، ۱۸۱۰ھ، ۱۸۱۱ھ، ۱۸۱۲ھ، ۱۸۱۳ھ، ۱۸۱۴ھ، ۱۸۱۵ھ، ۱۸۱۶ھ، ۱۸۱۷ھ، ۱۸۱۸ھ، ۱۸۱۹ھ، ۱۸۲۰ھ، ۱۸۲۱ھ، ۱۸۲۲ھ، ۱۸۲۳ھ، ۱۸۲۴ھ، ۱۸۲۵ھ، ۱۸۲۶ھ، ۱۸۲۷ھ، ۱۸۲۸ھ، ۱۸۲۹ھ، ۱۸۳۰ھ، ۱۸۳۱ھ، ۱۸۳۲ھ، ۱۸۳۳ھ، ۱۸۳۴ھ، ۱۸۳۵ھ، ۱۸۳۶ھ، ۱۸۳۷ھ، ۱۸۳۸ھ، ۱۸۳۹ھ، ۱۸۴۰ھ، ۱۸۴۱ھ، ۱۸۴۲ھ، ۱۸۴۳ھ، ۱۸۴۴ھ، ۱۸۴۵ھ، ۱۸۴۶ھ، ۱۸۴۷ھ، ۱۸۴۸ھ، ۱۸۴۹ھ، ۱۸۵۰ھ، ۱۸۵۱ھ، ۱۸۵۲ھ، ۱۸۵۳ھ، ۱۸۵۴ھ، ۱۸۵۵ھ، ۱۸۵۶ھ، ۱۸۵۷ھ، ۱۸۵۸ھ، ۱۸۵۹ھ، ۱۸۶۰ھ، ۱۸۶۱ھ، ۱۸۶۲ھ، ۱۸۶۳ھ، ۱۸۶۴ھ، ۱۸۶۵ھ، ۱۸۶۶ھ، ۱۸۶۷ھ، ۱۸۶۸ھ، ۱۸۶۹ھ، ۱۸۷۰ھ، ۱۸۷۱ھ، ۱۸۷۲ھ، ۱۸۷۳ھ، ۱۸۷۴ھ، ۱۸۷۵ھ، ۱۸۷۶ھ، ۱۸۷۷ھ، ۱۸۷۸ھ، ۱۸۷۹ھ، ۱۸۸۰ھ، ۱۸۸۱ھ، ۱۸۸۲ھ، ۱۸۸۳ھ، ۱۸۸۴ھ، ۱۸۸۵ھ، ۱۸۸۶ھ، ۱۸۸۷ھ، ۱۸۸۸ھ، ۱۸۸۹ھ، ۱۸۹۰ھ، ۱۸۹۱ھ، ۱۸۹۲ھ، ۱۸۹۳ھ، ۱۸۹۴ھ، ۱۸۹۵ھ، ۱۸۹۶ھ، ۱۸۹۷ھ، ۱۸۹۸ھ، ۱۸۹۹ھ، ۱۹۰۰ھ، ۱۹۰۱ھ، ۱۹۰۲ھ، ۱۹۰۳ھ، ۱۹۰۴ھ، ۱۹۰۵ھ، ۱۹۰۶ھ، ۱۹۰۷ھ، ۱۹۰۸ھ، ۱۹۰۹ھ، ۱۹۱۰ھ، ۱۹۱۱ھ، ۱۹۱۲ھ، ۱۹۱۳ھ، ۱۹۱۴ھ، ۱۹۱۵ھ، ۱۹۱۶ھ، ۱۹۱۷ھ، ۱۹۱۸ھ، ۱۹۱۹ھ، ۱۹۲۰ھ، ۱۹۲۱ھ، ۱۹۲۲ھ، ۱۹۲۳ھ، ۱۹۲۴ھ، ۱۹۲۵ھ، ۱۹۲۶ھ، ۱۹۲۷ھ، ۱۹۲۸ھ، ۱۹۲۹ھ، ۱۹۳۰ھ، ۱۹۳۱ھ، ۱۹۳۲ھ، ۱۹۳۳ھ، ۱۹۳۴ھ، ۱۹۳۵ھ، ۱۹۳۶ھ، ۱۹۳۷ھ، ۱۹۳۸ھ، ۱۹۳۹ھ، ۱۹۴۰ھ، ۱۹۴۱ھ، ۱۹۴۲ھ، ۱۹۴۳ھ، ۱۹۴۴ھ، ۱۹۴۵ھ، ۱۹۴۶ھ، ۱۹۴۷ھ، ۱۹۴۸ھ، ۱۹۴۹ھ، ۱۹۵۰ھ، ۱۹۵۱ھ، ۱۹۵۲ھ، ۱۹۵۳ھ، ۱۹۵۴ھ، ۱۹۵۵ھ، ۱۹۵۶ھ، ۱۹۵۷ھ، ۱۹۵۸ھ، ۱۹۵۹ھ، ۱۹۶۰ھ، ۱۹۶۱ھ، ۱۹۶۲ھ، ۱۹۶۳ھ، ۱۹۶۴ھ، ۱۹۶۵ھ، ۱۹۶۶ھ، ۱۹۶۷ھ، ۱۹۶۸ھ، ۱۹۶۹ھ، ۱۹۷۰ھ، ۱۹۷۱ھ، ۱۹۷۲ھ، ۱۹۷۳ھ، ۱۹۷۴ھ، ۱۹۷۵ھ، ۱۹۷۶ھ، ۱۹۷۷ھ، ۱۹۷۸ھ، ۱۹۷۹ھ، ۱۹۸۰ھ، ۱۹۸۱ھ، ۱۹۸۲ھ، ۱۹۸۳ھ، ۱۹۸۴ھ، ۱۹۸۵ھ، ۱۹۸۶ھ، ۱۹۸۷ھ، ۱۹۸۸ھ، ۱۹۸۹ھ، ۱۹۹۰ھ، ۱۹۹۱ھ، ۱۹۹۲ھ، ۱۹۹۳ھ، ۱۹۹۴ھ، ۱۹۹۵ھ، ۱۹۹۶ھ، ۱۹۹۷ھ، ۱۹۹۸ھ، ۱۹۹۹ھ، ۲۰۰۰ھ، ۲۰۰۱ھ، ۲۰۰۲ھ، ۲۰۰۳ھ، ۲۰۰۴ھ، ۲۰۰۵ھ، ۲۰۰۶ھ، ۲۰۰۷ھ، ۲۰۰۸ھ، ۲۰۰۹ھ، ۲۰۱۰ھ، ۲۰۱۱ھ، ۲۰۱۲ھ، ۲۰۱۳ھ، ۲۰۱۴ھ، ۲۰۱۵ھ، ۲۰۱۶ھ، ۲۰۱۷ھ، ۲۰۱۸ھ، ۲۰۱۹ھ، ۲۰۲۰ھ، ۲۰۲۱ھ، ۲۰۲۲ھ، ۲۰۲۳ھ، ۲۰۲۴ھ، ۲۰۲۵ھ، ۲۰۲۶ھ، ۲۰۲۷ھ، ۲۰۲۸ھ، ۲۰۲۹ھ، ۲۰۳۰ھ، ۲۰۳۱ھ، ۲۰۳۲ھ، ۲۰۳۳ھ، ۲۰۳۴ھ، ۲۰۳۵ھ، ۲۰۳۶ھ، ۲۰۳۷ھ، ۲۰۳۸ھ، ۲۰۳۹ھ، ۲۰۴۰ھ، ۲۰۴۱ھ، ۲۰۴۲ھ، ۲۰۴۳ھ، ۲۰۴۴ھ، ۲۰۴۵ھ، ۲۰۴۶ھ، ۲۰۴۷ھ، ۲۰۴۸ھ، ۲۰۴۹ھ، ۲۰۵۰ھ، ۲۰۵۱ھ، ۲۰۵۲ھ، ۲۰۵۳ھ، ۲۰۵۴ھ، ۲۰۵۵ھ، ۲۰۵۶ھ، ۲۰۵۷ھ، ۲۰۵۸ھ، ۲۰۵۹ھ، ۲۰۶۰ھ، ۲۰۶۱ھ، ۲۰۶۲ھ، ۲۰۶۳ھ، ۲۰۶۴ھ، ۲۰۶۵ھ، ۲۰۶۶ھ، ۲۰۶۷ھ، ۲۰۶۸ھ، ۲۰۶۹ھ، ۲۰۷۰ھ، ۲۰۷۱ھ، ۲۰۷۲ھ، ۲۰۷۳ھ، ۲۰۷۴ھ، ۲۰۷۵ھ، ۲۰۷۶ھ، ۲۰۷۷ھ، ۲۰۷۸ھ، ۲۰۷۹ھ، ۲۰۸۰ھ، ۲۰۸۱ھ، ۲۰۸۲ھ، ۲۰۸۳ھ، ۲۰۸۴ھ، ۲۰۸۵ھ، ۲۰۸۶ھ، ۲۰۸۷ھ، ۲۰۸۸ھ، ۲۰۸۹ھ، ۲۰۹۰ھ، ۲۰۹۱ھ، ۲۰۹۲ھ، ۲۰۹۳ھ، ۲۰۹۴ھ، ۲۰۹۵ھ، ۲۰۹۶ھ، ۲۰۹۷ھ، ۲۰۹۸ھ، ۲۰۹۹ھ، ۲۱۰۰ھ، ۲۱۰۱ھ، ۲۱۰۲ھ، ۲۱۰۳ھ، ۲۱۰۴ھ، ۲۱۰۵ھ، ۲۱۰۶ھ، ۲۱۰۷ھ، ۲۱۰۸ھ، ۲۱۰۹ھ، ۲۱۱۰ھ، ۲۱۱۱ھ، ۲۱۱۲ھ، ۲۱۱۳ھ، ۲۱۱۴ھ، ۲۱۱۵ھ، ۲۱۱۶ھ، ۲۱۱۷ھ، ۲۱۱۸ھ، ۲۱۱۹ھ، ۲۱۲۰ھ، ۲۱۲۱ھ، ۲۱۲۲ھ، ۲۱۲۳ھ، ۲۱۲۴ھ، ۲۱۲۵ھ، ۲۱۲۶ھ، ۲۱۲۷ھ، ۲۱۲۸ھ، ۲۱۲۹ھ، ۲۱۳۰ھ، ۲۱۳۱ھ، ۲۱۳۲ھ، ۲۱۳۳ھ، ۲۱۳۴ھ، ۲۱۳۵ھ، ۲۱۳۶ھ، ۲۱۳۷ھ، ۲۱۳۸ھ، ۲۱۳۹ھ، ۲۱۴۰ھ، ۲۱۴۱ھ، ۲۱۴۲ھ، ۲۱۴۳ھ، ۲۱۴۴ھ، ۲۱۴۵ھ، ۲۱۴۶ھ، ۲۱۴۷ھ، ۲۱۴۸ھ، ۲۱۴۹ھ، ۲۱۵۰ھ، ۲۱۵۱ھ، ۲۱۵۲ھ، ۲۱۵۳ھ، ۲۱۵۴ھ، ۲۱۵۵ھ، ۲۱۵۶ھ، ۲۱۵۷ھ، ۲۱۵۸ھ، ۲۱۵۹ھ، ۲۱۶۰ھ، ۲۱۶۱ھ، ۲۱۶۲ھ، ۲۱۶۳ھ، ۲۱۶۴ھ، ۲۱۶۵ھ، ۲۱۶۶ھ، ۲۱۶۷ھ، ۲۱۶۸ھ، ۲۱۶۹ھ، ۲۱۷۰ھ، ۲۱۷۱ھ، ۲۱۷۲ھ، ۲۱۷۳ھ، ۲۱۷۴ھ، ۲۱۷۵ھ، ۲۱۷۶ھ، ۲۱۷۷ھ، ۲۱۷۸ھ، ۲۱۷۹ھ، ۲۱۸۰ھ، ۲۱۸۱ھ، ۲۱۸۲ھ، ۲۱۸۳ھ، ۲۱۸۴ھ، ۲۱۸۵ھ، ۲۱۸۶ھ، ۲۱۸۷ھ، ۲۱۸۸ھ، ۲۱۸۹ھ، ۲۱۹۰ھ، ۲۱۹۱ھ، ۲۱۹۲ھ، ۲۱۹۳ھ، ۲۱۹۴ھ، ۲۱۹۵ھ، ۲۱۹۶ھ، ۲۱۹۷ھ، ۲۱۹۸ھ، ۲۱۹۹ھ، ۲۲۰۰ھ، ۲۲۰۱ھ، ۲۲۰۲ھ، ۲۲۰۳ھ، ۲۲۰۴ھ، ۲۲۰۵ھ، ۲۲۰۶ھ، ۲۲۰۷ھ، ۲۲۰۸ھ، ۲۲۰۹ھ، ۲۲۱۰ھ، ۲۲۱۱ھ، ۲۲۱۲ھ، ۲۲۱۳ھ، ۲۲۱۴ھ، ۲۲۱۵ھ، ۲۲۱۶ھ، ۲۲۱۷ھ، ۲۲۱۸ھ، ۲۲۱۹ھ، ۲۲۲۰ھ، ۲۲۲۱ھ، ۲۲۲۲ھ، ۲۲۲۳ھ، ۲۲۲۴ھ، ۲۲۲۵ھ، ۲۲۲۶ھ، ۲۲۲۷ھ، ۲۲۲۸ھ، ۲۲۲۹ھ، ۲۲۳۰ھ، ۲۲۳۱ھ، ۲۲۳۲ھ، ۲۲۳۳ھ، ۲۲۳۴ھ، ۲۲۳۵ھ، ۲۲۳۶ھ، ۲۲۳۷ھ، ۲۲۳۸ھ، ۲۲۳۹ھ، ۲۲۴۰ھ، ۲۲۴۱ھ، ۲۲۴۲ھ، ۲۲۴۳ھ، ۲۲۴۴ھ، ۲۲۴۵ھ، ۲۲۴۶ھ، ۲۲۴۷ھ، ۲۲۴۸ھ، ۲۲۴۹ھ، ۲۲۵۰ھ، ۲۲۵۱ھ، ۲۲۵۲ھ، ۲۲۵۳ھ، ۲۲۵۴ھ، ۲۲۵۵ھ، ۲۲۵۶ھ، ۲۲۵۷ھ، ۲۲۵۸ھ، ۲۲۵۹ھ، ۲۲۶۰ھ، ۲۲۶۱ھ، ۲۲۶۲ھ، ۲۲۶۳ھ، ۲۲۶۴ھ، ۲۲۶۵ھ، ۲۲۶۶ھ، ۲۲۶۷ھ، ۲۲۶۸ھ، ۲۲۶۹ھ، ۲۲۷۰ھ، ۲۲۷۱ھ، ۲۲۷۲ھ، ۲۲۷۳ھ، ۲۲۷۴ھ، ۲۲۷۵ھ، ۲۲۷۶ھ، ۲۲۷۷ھ، ۲۲۷۸ھ، ۲۲۷۹ھ، ۲۲۸۰ھ، ۲۲۸۱ھ، ۲۲۸۲ھ، ۲۲۸۳ھ، ۲۲۸۴ھ، ۲۲۸۵ھ، ۲۲۸۶ھ، ۲۲۸۷ھ، ۲۲۸۸ھ، ۲۲۸۹ھ، ۲۲۹۰ھ، ۲۲۹۱ھ، ۲۲۹۲ھ، ۲۲۹۳ھ، ۲۲۹۴ھ، ۲۲۹۵ھ، ۲۲۹۶ھ، ۲۲۹۷ھ، ۲۲۹۸ھ، ۲۲۹۹ھ، ۲۳۰۰ھ، ۲۳۰۱ھ، ۲۳۰۲ھ، ۲۳۰۳ھ، ۲۳۰۴ھ، ۲۳۰۵ھ، ۲۳۰۶ھ، ۲۳۰۷ھ، ۲

حائیل۔ الاجماع : اس میں ائمہ کے بقول کے بارے میں اختلافات پر بحث کرتے ہوئے اس کے ممکن الوقوع ہونے کا ذکر کیا ہے :

”ونكف في زماننا من يعين“^۱

(اور ہم نے اس زمانہ میں سے وہ لئے ہیں جو ہماری مدد کرتے ہیں)

وہ اجماع کی بحث کو مندرجہ ذیل چار قانون میں سمیٹتے ہیں :

(۱) اجماع کرنے والی کی تعداد و وحدت :

اہتمام میں عوام کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے لیکن اگر باب محض و نقد کا اعتبار ہے اور اصحاب الرسول کے اہتمام کے بارے میں اختلاف ہے امام الحرمین کا موقف ہے کہ ”ان لا اعتبار بهم“^۲ (ان (اصحاب الرسول) کو اعتبار معتبر نہیں)۔ امام الحرمین نے یہاں کافری کی نفی گفت کی ہے وہ اصحاب الرسول کے جہاز کو معتبر مانتے ہیں کہ انھیں کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے امام الحرمین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ :

”انه يجوز ان يحط عددهم عن عدد التواتر، بل يجوز شعور الرمن عن العلماء، فاما ان يكون اجماع المحطين عن مبلغ التواتر حجة، فهذا لا يرصاه، فان ماخذ الاجماع يستدعي طرق عادية“^۳

(اگر اہتمام کرنے والوں کی تعداد اتنے سے کچھ کم ہے تو بھی اجماع جائز ہے بل مختلف زمانے کے علماء کا بھی اجماع جائز ہے اور اس میں زیادہ تر جمہور و عوام کے خلاف ہونے کی بناء پر مست نہیں ہوگا۔)

اجماع کرنے والوں کے وصف کے بارے میں ابن کا قول ہے :

”ان كل ما لا يحضر في احوال المستغنين، فهو غير معتبر في المجموعين“
(جو وہ شخص جو غنی کی شرف پر پیرائیں اور عاقبت جماع میں اس کی شمولیت معتبر نہیں ہوتی۔)

(ب) اجماع کے لئے کون سا زمانہ معتبر ہے؟

امام الحرمین نے قاض ابو وصحاح کی اپنا مکواہل کے ساتھ بالتفصیل بحث میں یوں پر بحث کی ہے کہ :

”فالذي اختارناه استعمالا طرفي الحق في المسالك كلها“^۴

(ہم نے تمام مسائل میں حق کے ساتھ اور تمام اختلافات میں حق کے ساتھ اختیار کیا ہے۔)

اس کے بعد امام الحرمین نے اس بارے میں اپنی رائے پیش کی۔

(ج) کیفیت اجماع قولی/سکوتی :

اس بارے میں شافعی اور امام ابوحنیفہ کے اقوال و خیر کے پھر امام شافعی کے اقوال کو ترجیح دینا یا کسی اور کے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں اور کیا :

۱۔ حوالہ سابق، فقرہ ۲۰۰۔ ۲۔ حوالہ سابق، فقرہ ۲۰۹۔ ۳۔ حوالہ سابق، فقرہ ۲۱۰۔

۴۔ حوالہ سابق، فقرہ ۲۱۹۔ ۵۔ حوالہ سابق، فقرہ ۲۲۰۔

”فانہ لا یسب لساکت قول“

(بناشد کسی خاموش شخص سے قول منسوب نہیں کیا جاسکتا۔)

(د) کسی چیز پر اجماع کا اعتقاد کیا جاسکتا ہے اور کسی چیز پر اس کا اعتقاد نہیں ہو سکتا :

اس بحث کے ساتھ ہی جزء اول مکمل ہوتا ہے۔

چلنا۔ القیاس : دوسرے جزء کا آغاز قیاس سے ہوتا ہے اس کو تفصیلاً تقریباً دو سو صفحات میں بیان کیا جس میں مسائل قیاس میں کی انواع اور اس کے مراتب وغیرہ ذکر کئے۔

رابعاً۔ استدلال : اختصار اور مصالح مرحلہ پر عمل کرنے سے متعلق مختلف آراء پیش کیں اس بارے میں تین غائب کا ذکر کیا۔

۱۔ اس کی نفی کرنے والے یعنی قاضی اور اصحاب متکلمین کا گروہ۔

۲۔ اس کے قائلین، یعنی امام مالک۔

۳۔ اجتہاد بالاستدلال کو شرط کے ساتھ جائز کہنے والے، یعنی امام شافعی۔

امام الحرمین نے ان تینوں آراء میں سے امام شافعی کی رائے کو پسندیدہ مانتا ہے۔

خامساً۔ النسخ : اس کے تحت ”نسخ“ کے معنی بیان کئے اس کے عقلاً اور شرعاً وقوع کے جواز کو ثابت کیا ”نسخ الكتاب بالسنة“ اور ”نسخ السنة بالكتاب“ دونوں کو درست تسلیم کیا، یہاں امام الحرمین امام شافعی کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”نسخ الكتاب بالسنة“ ممنوع نہیں ہے۔

عبدالعظیم محمود الدرب نے ”السروان“ پر تحقیق کی ان کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب جو دو مجلدات پر مشتمل ہے جو نسخ کے بیان پر مکمل ہوتی ہے مگر وہ نامکمل ہے۔

اس کتاب کے نامکمل ہونے پر عبدالعظیم کے دلائل :

۱۔ امام الحرمین نے البرہان کے خاتمہ میں ”الاجتہاد“ اور ”الفتویٰ“ کو اس کتاب میں شامل بتایا مگر وہ مطبوعہ کتاب میں موجود نہیں ہے۔ امام الحرمین فرماتے ہیں :

”تم الكتاب، وقد نجز بحمد الله وحسن توفيقه الغرض من هذا المجموع في الاصول ونحن نرسم بعد ذلك، مسعين بالله تعالى، كتاباً جامعاً في الاجتہاد والفتوى، يقع مصنفاً برأسه وتتمه لهذا المجموع“

اس کتاب کے نامکمل رہنے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ امام الحرمین نے کتاب الایات کے آخر میں جو بیان فرمایا اس سے تو مرعاًۃ چلتا ہے کہ نسخ کے بعد باب الفتویٰ اور صفات المستفتین، الاستخفاف اور اوصاف المجتہدین کا ذکر کیا گیا ہوگا۔

۲۔ المستحول جو امام الحرمین کی کتاب البرہان کا خلاصہ ہے اس میں احکام الاجتہاد والفتویٰ بھی موجود ہے خود امام قرافی اپنی کتاب کے آخر میں فرماتے ہیں :

”هذا تصام المستحول من تعليق الاصول، بعد حذف القصول، وتحقيق كل مسألة بما هي عليه العقل، مع الاقلاع عن التطويل، التزام ما فيه شفاء الغليل، والالاقتصار على ما ذكره امام الحرمين رحمه الله في تعليقه، من غير تبديل وتزويد في المعنى وتعليق، سوى تكلف في تهذيب كل كتاب بتقسيم فصول، وتبويب ابواب.... الخ“

اس سے بھی معلوم ہوا کہ المستحول کے مسائل اور ان کی ترتیب اور مشمولات کتاب برہان کی صورت پر مرتب کئے گئے تھے اور الحاحل میں ”احکام الاجتہاد والفتویٰ“ کا ہونا اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ یہ دونوں موضوعات برہان کے موضوعات میں شامل رہے ہوں گے اور اس کا جزو ہوں گے۔

کتاب ”البرہان“ کی اہمیت ومنزلت

بلاشبہ تاریخ علم الاصول میں پانچویں اور تاریخ فکر الاسلامی اس کتاب کو اہم کتب میں شمار کیا گیا ہے اس میں ان اصولیین کی آراء بھی محفوظ ہو گئیں جن کی کتب ناپید ہو چکی ہیں۔ مثلاً امام الحرمین تقریباً ہر مسئلہ میں امام ہافزاری کی رائے پیش کرتے ہیں ان کی یہ آراء ان کی کتب ”الارشاد الفقویہ“، ”اصول الکبیر“، ”اصول الصغیر“، ”المقنع فی اصول الفقہ“ اور بہت سے مسائل اصولیہ سے ماخوذ ہوتی ہیں جو ان کتابوں میں محفوظ تھیں مگر ان کتابوں میں سے کوئی کتاب ہم تک نہیں پہنچی۔ اس طرح البرہان میں ابن فورک کی آراء ان کی کتاب ”مجموعات“ سے پیش کردہ ہیں اور اشعری کی ”اجوبة المسائل البصریة“ سے اور قاضی عبدالجبار کی ”العقد“ اور ”شرح العقد“ سے اور ابن الجبائی کی کتاب ”الامواب“ سے پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے ”العقد“ کے علاوہ تمام کتب ناپید ہیں۔ اسی طرح اہل السنۃ کی اصول فقہ پر کوئی اور کتاب سوائے ”اصول الاصول“، ”رسالة المشافعی“ جو طریقہ شافعیین پر تصنیف کی گئی ہو ہم تک نہیں پہنچی، یہ کتاب نئے طریقہ اور نئے اسلوب پر تالیف کی گئی۔ تھوڑی صدی ہجری کے شافعی عالم ابوبکر جو البرہان سے قبل لکھی گئی کتب پر آگاہ تھے انہوں نے بھی اس کا اعتراف کیا اور کہا کہ :

”ان هذا الكتاب وضعه امام الحرمين في اصول الفقہ على اسلوب غريب، لم يفتد به واحد من الناس“ (بلاشبہ یہ کتاب جسے امام الحرمین نے اصول فقہ میں نوکھ اسلوب پر تالیف کیا ان سے قبل کسی نے بھی اس اسلوب نہیں اپنایا)

اصول فقہ میں ارکان اربعہ کتب میں ”البرہان“ کی اہمیت :

کتاب ”البرہان“ اصول فقہ کی ان چار دکن کتابوں میں سے ایک ہے، جن پر کتب اصول فقہ کی عمارت قائم ہے اس طمر کی معظم ائمہ اوقات میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) کتب اصول فقہ میں ”البرہان“ کی حیثیت کو یوں اہم کر کرتے ہیں :

"وكان من أحسن ما كتب فيه المتكلمون كتاب البرهان للإمام الحرمين المستصفى للفرغلي وهما من الأشعرية وكتاب العمدة لعبد الجبار وشرحه المعتمد لأبي الحسين البصري وهما من المعتزلة وكانت الأربعة قواعد هذا الفن وإن كانه لم يخص هذه الكتب الأربعة لمجلان من المتكلمين المتأخرين وهما الإمام فخر الدين بن الخطيب في كتاب المحصول وميف الدين الأمدى في الكتاب الأحكام، واختلف طواقمهما في الفن بين التحقيق والاحتجاج، فابن الخطيب أميل إلى الاستكثار من الأدلة والاحتجاج والامدنى مولع بتحقيق المذاهب وتفريع المسائل".^۱

(متکلمین کی اصول فقہ پر مدو کتب میں سے یہ ہیں امام الحرمین کی "البرهان" اور القزاقی کی "المستصفیٰ" ہیں یہ دونوں شہری ہیں جو بغدادیوں کی کتاب "اعیان الدین" کی "شرح المعتمد" ہیں جو ابو اسعین البصری نے کی، دونوں معتزلی ہیں۔ چاروں کتب اس فن کی بنیاد اور دارکان کہلا گئیں۔ پھر متاخرین میں سے دو عظیم متکلمین نے ان چاروں کی تفسیر کی دو امام فخر الدین بن الخطیب (ارامی) ہیں جنہوں نے "المحصل" تالیف کی دوسرے سیف الدین الامدنی ہیں جنہوں نے کتاب "الاحکام" تالیف کی دونوں نے اس فن میں تحقیق اور دلائل کے مختلف طریقوں کو اپنایا، ان خطیب کثرت سے اہل اور اجتہاد نے کی طرف رجحان رکھتے ہیں جب کہ امدنی کی تحقیق اور مسائل کی تفریق کرنے میں رجحان رکھتے ہیں۔)

کے اہل کرتن فلدان ان کتب کے اثرات اور مستقبل میں لکھی جانے والی مؤلفات اصولیہ کا ان پر امتداد سے متعلق لکھتے ہیں :

"وإما كتب المحصول ما اختصره تلميذ الإمام سراج الدين الأرموي في كتاب التخصيل ونسج الدين الأرموي في كتاب الحاصل واقتطف شهاب الدين القرافي منها مقدمات وقواعد في كتاب صغير سماه التفريحات وكذلك فعل البيضاوي في كتاب المنهاج وعني المستندون بهذين الكتابين وشرحهما كثير من الناس. وأما كتاب الأحكام للأمدى وهو أكثر تحقيقاً في المسائل فلخصه أبو عمر وابن الحاجب في كتابه المعروف بالمختصر الكبير ثم اختصره في كتاب آخر تداوله طلبة العلم وعني أهل المشرق والمغرب به وبمطالعة وشرحه وحصلت زبدة طريقة المتكلمين في هذا الفن في هذه المختصرات".^۲

(پھر اس کتاب "المحصل" کا خلاصہ امام فخر الدین کے شاگرد سراج الدین الارموی نے کتاب "التخصیل" میں اور بن الدین الارموی نے کتاب "الحاصل" میں کیا بعد ازاں شہاب الدین قزاقی نے ان دونوں کتابوں سے مقدمات و قواعد کا خلاصہ کیا اور ان کو ایک چھوٹی سے کتاب میں ضبط کیا جس کا نام "تفريحات" رکھا۔ اسی طرح بیضاوی نے "المنهاج" میں یہی طرز اختیار کیا ان دونوں کتابوں کو تہجیرت عامہ نصیب ہوئی اور لوگوں نے ان پر شرمیں لکھی اور امدنی کی کتاب "الاحکام" جو مسائل کی تحقیق پر مشتمل تھی اس کا خلاصہ ابو عمر و ابن الحاجب نے اپنی کتاب "المختصر الكبير" میں کیا پھر اس کا بھی خلاصہ ایک دوسری کتاب کی شکل میں لکھا جس کو طلبہ نے بہت سی پند کی اور اہل مشرق و مغرب نے اس کو بڑی اہمیت دی، مشرق و وسطیٰ سے اس کے مطالعے ہوئے اور اس پر اچھی اچھی شرمیں لکھی گئیں۔)

کتاب البرہان کی شروح :

۱۔ ایضاح المصصول من بوهان الاصول : ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عمر التیمی المازری (متوفی ۵۳۶ھ) نے یہ شرح لکھی۔

۲۔ التحقيق والبيان فی شرح البرہان : ابوالحسن علی بن اسماعیل بن علی (حسین) بن عطیہ الایباری البصری القسکانی (متوفی ۶۱۶ھ) نے اس نام سے شرح لکھی۔

نوٹ : اس شرح میں "البرہان" کے صرف ان مقامات اور عبارات کی شرح کی گئی ہے جہاں شارح نے شرع و تعلیق کی ضرورت محسوس کی۔

۳۔ کشفایہ طالب البیان شرح البرہان : یہ شریف الیونگی زکریا بن یحییٰ الحسینی المعزنی (متوفی ۸۰۰ھ) کی تالیف ہے اس میں مازری اور ایباری کے کلام کو جمع کیا اور اس میں اضافہ کیا۔

الغرض پانچویں صدی ہجری کے آخر میں امام الحرمین جوینی نے اسلوب کے اسلوب پر اصول فقہ میں کتاب "البرہان" تالیف کی امام غزالی، شیخ جوینی کے شاگرد ہیں انہوں نے بھی اصول فقہ کی تالیف میں اپنے استاد کا منہاج اختیار کیا۔ ان کی منہاجیات کی بہترین صراحت کتاب "البرہان فی اصول الفقہ" میں ملتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً اوپے شخص ہیں جنہوں نے اشعری اصول کی بنیاد پر ایک اسلوب فقہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔

"الورقات" کا تحقیقی تجزیہ

امام سبکی نے امام الحرمین سے متعلق ایک طویل مدحیہ مقالہ لکھا اور علی الاعلان کہا کہ ان کی ادبی تصنیفات کی کثرت کی توجیہ سوائے معجزہ کہنے کے اور کسی طرح ممکن نہیں، ان کی کتب اصول فقہ اور علم کلام کے درمیان جتنی ہوئی ہیں، ان کی کتاب الوقات فی اصول الفقہ کی شرحیں تیرہویں صدی ہجری تک برابر لکھی جاتی رہیں۔ سبکی نے اس کتاب کے مشکل ہونے کا ذکر کیا ہے اور اس کو لغو الامۃ (امت کی حیرستان) کا نام دیا ہے۔ امام سبکی نے ان تحفظات کی طرف بھی توجہ دلائی جو جوینی نے امام اشعری اور امام مالک کے بارے میں درج کئے ہیں یہ تحفظات ایسے ہیں جن کی بناء پر ان کی شرعی تصنیف کو بالخصوص مالکیوں کے ہاں زیادہ قبولیت نہیں مل سکی۔

الوارقات پر شروح و حواشی لکھنے والے علماء : (تاریخ وفات کی زمینی ترتیت کے ساتھ)

(۱) تاج الدین عبد الرحمن بن ابراہیم بن سہار الفکرکاج شافعی متوفی ۶۹۰ھ۔

(۲) جلال الدین محمد بن احمد الجلی شافعی متوفی ۸۶۳ھ۔

۱۔ ایضاح المصصول ۱۵۶/۳ بدیع الدین ۸۸۸/۶، الدبیاج، ابن فرحون، ماکی متوفی ۷۹۹ھ۔ ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷

جلال الدین مکی کی شرح پر حواشی :

- ۱۔ شہاب الدین احمد بن احمد بن عبدالحق السبہلی مصر شافعی متوفی ۹۹۰ھ۔
- ۲۔ احمد بن احمد بن سلام القلیوبی امصری متوفی ۱۰۶۹ھ۔
- ۳۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن احمد بن عبدالحق الدمیاطی متوفی ۱۱۱۱ھ۔
- ۴۔ احمد بن عبدالحق الخطیب الحاوی الشافعی نے حاشیہ انتحار علی شرح الوریقات کے نام سے حاشیہ لکھا۔ شرح مکی اور حاشیہ انتحار دونوں ایک ساتھ مصنفی البانی حلبی مصر سے ۱۲۵۷-۱۹۳۸ء میں چھپ چکے ہیں۔
- (۲) سراج الدین عمر بن احمد بن محمد امصری البیہقی شافعی متوفی ۸۷۸ھ نے انتحیقات فی شرح الوریقات کے نام سے شرح لکھی۔
- (۲) کمال الدین محمد بن محمد بن عبد الرحمن شافعی متوفی ۸۷۳ھ معروف بہ امام الکاملیہ۔
- (۵) زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ۸۷۹ھ۔
- (۶) ابن قداون حسین بن احمد بن محمد بن احمد گیلانی مکی شافعی متوفی ۸۸۹ھ۔
- (۷) ابو عبد اللہ محمد بن محمد اصحاب متوفی ۹۵۴ھ نے "قرة العين" کے نام سے شرح لکھی۔
- (۸) احمد شہاب الدین الربی امصری الانصاری شافعی متوفی ۹۵۷ھ نے "غایہ المصامول فی شرح ورفات الاصول" کے نام سے شرح لکھی۔ ۹۲۰ھ میں تالیف سے فراغت پائی۔
- (۹) شرف الدین یونس بن عبد الوحاب بن احمد بن ابوبکر الدمشقی العیاضی شافعی متوفی ۹۷۸ھ۔
- (۱۰) شہاب الدین بن قاسم العبادوی قاہری شافعی متوفی ۹۹۳ھ نے "حاشیہ علی شرح الوکات" لکھا۔
- نوٹ : شرح ورفات پر العبادوی کی دو حاشیہ ہیں "الکبیر" اور "الصغیر" مطبوعہ الکلی سے "اوقاد القبول" کے حاشیہ پر ابویا کی طرح نام آخر آتی کی شرح التقدیر کے حاشیہ پر مکتبہ المیزان قاہرہ سے ۱۳۰۶ھ میں چھپ چکی ہے۔
- (۱۱) ابوالغیر بن محمد ابوالسعادت بن الحب محمد بن الرضی محمد الحسین الطبری مکی (دسویں صدی ہجری کے عالم) نے شرح الوریقات لکھی۔

۱۔ حدیث العارلین ۵۷۳/۶۔ ج ۱ مجمع المصنوعین، مکتبہ المدینہ، ۸۲/۸۳ (۵۳)۔

۲۔ الحدیث ۱۲۸/۳، مجمع المصنوعین ۱/۱۹۹، ۲۰۰ (۱۲۸) ج ۱، بیاض المکتون ۲/۴۰، ۴۰۳، حدیث العارلین ۵۹۳/۵۔

۳۔ کتب الھدوی، حاشیہ خلیفہ ۳۵۸/۲، حدیث العارلین ۶۱/۶، ۲۰۶، الحدیث ۳۳/۳۔ ج ۱ حدیث العارلین ۸۳۰/۵۔

۴۔ مجمع المصنوعین، مکتبہ المدینہ، ۶۳/۲ (۶۷۷)۔

۵۔ حدیث العارلین ۵۸۱/۳، حدیث العارلین ۶۱/۶، الحدیث ۳۳/۳، الحدیث ۵۵/۳، بیاض المکتون ۲/۴۰، ۴۰۳۔

۶۔ مجمع المصنوعین ۶۸/۲، ۶۹ (۳۲)۔ ج ۱ حدیث العارلین ۶۱/۶، ۵۷۳۔

۷۔ حدیث العارلین ۱۳۰/۵، الحدیث ۱۸۱/۳، الحدیث ۱۷۸/۳، الحدیث ۱۷۸/۳، الحدیث ۱۷۸/۳ (۱۳۶)۔

۸۔ مجمع المصنوعین ۹۸/۲ (۳۲۲)۔

(۱۲) نسیمی زادہ شیخ ابوالکاسم بن سعید الکلباری روئی متوفی ۱۰۱۳ھ نے۔

۱۔ تحاریر و تقاریر المستحقات فی شرح الودقات اور

۲۔ جامع المستقرقات من فوائد الودقات تالیف کیں۔^۱

(۱۳) ابوالکاسم بن احمد بن محمد بن علی بن السلا الحسکفی شافعی متوفی ۱۰۳۲ھ حروف پابن الملائک الودقات پر تبیین میں لکھیں :

۱۔ تکفایہ الوقایۃ الی معرفة غریب الودقات (مختصر شرح)

۲۔ التحاریر والملحقات و التقاریر المستحقات (متوسط شرح)

۳۔ جامع المستقرقات من فوائد الودقات (مطول شرح)^۲

(۱۴) ابوبعید اللہ محمد المہذب بن محمد بن ابوبکر الدالی مالکی متوفی ۱۰۸۹ھ نے "المعالج المستحقات الی علی الودقات" کے نام سے شرح لکھی۔^۳

(۱۵) حسین بن حسین بن قاسم بن محمد بن علی الحسفی الصنعانی متوفی ۱۱۱۳ھ۔^۴

(۱۶) ابوبعید اللہ محمد بن قاسم بن زاکور القاسی مالکی متوفی ۱۱۳۰ھ۔^۵

(۱۷) محمد بن مبارز العدوی الصوفی مالکی متوفی ۱۱۹۳ھ نے تالیف کی۔^۶

الودقات کو نظم کرنے والے علماء :

(۱) شرف الدین شمس الدین ابی نور الدین بدیع الدین موسیٰ بن رمضان عمیر و العمیر علی متوفی ۸۹۰ھ تقریباً "تسہیل الطروقات فی الودقات" کے نام سے نظم کی۔^۷

(۲) شیباب الدین احمد بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن رجب القوی قاہری شافعی متوفی ۸۹۳ھ۔^۸

(۳) ابوالحسن ابی اسلم بن محمد بن ابوبکر بن علی بن العباس المصری ابن ابی شریف شافعی متوفی ۹۲۳ھ۔^۹

(۴) ابن الاصول ابوبکر بن ابوالقاسم بن احمد بن محمد الحسفی البغدادی مالکی متوفی ۱۰۳۵ھ۔^{۱۰}

(۵) عبد الجواد بن شیباب بن احمد بن مبارز بن شیباب التتائی شافعی (متوفی ۱۰۷۳ھ)۔^{۱۱}

(۶) ابوبعید اللہ محمد بن قاسم بن زاکور القاسی مالکی متوفی ۱۱۳۰ھ۔^{۱۲}

۱۔ حدیث الدار النجفی ۵/۲۵۰ ج ۱ مجمع المصنفین ۱۳/۲۵۰ (۵)۔

۲۔ مجمع المصنفین ۲۰/۲۵۰ ج ۲ حدیث الدار النجفی ۵/۲۹۶ مجمع المصنفین ۲۰/۲۵۰ (۶)۔

۳۔ مجمع المصنفین ۲۰/۲۵۰ ج ۲ حدیث الدار النجفی ۶/۵۲۹۔

۴۔ مجمع المصنفین ۲۰/۵۵۰ (۲۱)۔

۵۔ حدیث الدار النجفی ۵/۳۱۰ ج ۱ حدیث الدار النجفی ۵/۵۰۱ ج ۲ حدیث الدار النجفی ۶/۳۱۰۔

(۷) بدرالدین عثمان بن سند الخجندی البصری متوفی ۴۳۳ھ نے نظم الودقات للامام الحرمین اور شرح نظم الودقات تالیف کی۔^۱

(۸) ابوالعباس احمد بن بابا الشیخی مالکی متوفی ۴۱۰ھ بعد نے "ارجوزة نظم فیہا وودقات امام الحرمین" تالیف کی۔^۲

شرف الدین العمیر سیوطی (متوفی ۸۹۰ھ) کے نظم کی شرح :

شرح الدین نے تسبیل الطرقات فی نظم الودقات کے نام سے اس کو مکتوم کیا تو بعد میں مکہ المکرمہ کے ایک عالم سید محمد بن عوی مائلی نے اس نظم کی شرح لکھی اور یہ دونوں ایک ساتھ وزارت الاملاہ کی اجازت سے دار القسلة السقاۃ الاسلامیہ، عتکة المکرمہ سے ۱۳۱۱ھ میں طبع ہوئی۔

کتاب "التخلیص" کا تحقیقی تجزیہ :

"التطریب والارشاد فی ترتیب طرق الاجتہاد" قاضی ابوبکر باقلائی متوفی ۴۰۳ھ کی تصنیف ہے۔ انہوں نے خود "الارشاد المصوٹ، الارشاد الصغیر" کے نام سے اس کا اختصار کیا یہ اصول کے مشہور و پر ایک عظیم کتاب تھی۔ کتاب الارشاد کا دوسرا جوڑ بیس دستیاب ہوا وہ چار جلدوں میں ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ اصل کتاب بارہ جلدوں میں تھی۔ امام الحرمین کی "التخلیص" قاضی باقلائی کی مذکورہ بالا کتاب کا اختصار ہے۔

عبدالرحمن المتولی الشافعی (۳۲۶ھ - ۴۷۸ھ)^۳

فقہ، اصولی، متکلم و فاضل تھے۔ مدرسہ نظامیہ بغداد میں مدرس رہے۔

مؤلفات اصولیہ : حاکمی خلیفہ نے اس کتاب کو تین مقامات پر ذکر کیا "اللبۃ فی الاصول" اس کا آغاز الحمد للہ رب العلمین الخ سے ہوتا ہے۔^۴

ابوالحسن القیر وانی المالکی (متوفی ۴۷۹ھ)^۵

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "الفصول فی معرفۃ الاصول" تالیف کی۔^۶

احمد الخزاعی الشیعی (متوفی ۴۸۰ھ تقریباً)^۷

انہوں نے کتاب "المفتاح فی الاصول" تالیف کی۔^۸

۱۔ ابن المکن - ۱۳۳/۳۔ ج ۱، نظم الاموال، ۱۰۳/۱ (۶۸)۔

۲۔ ابوسعید (عبد الرحمن بن مامون بن علی بن ابراہیم انیسطاہری) ۱۰۳۵/۱۰۸۹، تہذیب الدین اور بغداد میں وقات پائی۔

۳۔ کشف المحجوب، ۱۲۵۷/۵، ح ۱۵۸/۵۱۵۰/۵۱۸۔

۴۔ ابوالحسن علی بن فضل بن علی بن غالب بن حارث بن عبدالرحمن النعمانی المجتہد القیر وانی۔

۵۔ ح ۱۵۸/۵۱۵۰، ۶۹۳/۵۱۵۸، اخبار المکن، ۱۳۴/۱۰۸۳۔ بی احمد بن حسین بن احمد الخزاعی انیسطاہری اقصی۔

۶۔ ح ۱۵۸/۵۱۵۰۔

العبارات كما لها صخور موكوزة فيها الجواهر واوراق مستورة فيها الزواهر تحيرت اصحاب الازهان الشافيه في اخذ معانيها وقع الغاصون في بحارها بالاصداغ عن لا ليها ولا استحيى من الحق واقول قول الصديق ان حل كلامه عظيم لا يقدر على حله الا من نال فضله تعالى الحليم واتى الله تعالى وله قلب سليم“۔^۱

(۱) — یہ عبارتیں گویا چٹانیں ہیں جن میں جواہر چھپے ہوئے ہیں یا پتے ہیں جن میں شجرے چھپے ہوئے ہیں۔ روشن زبان و حکومت ملے ان کے معانی حاصل کرنے میں کوشش ہیں جن عبارتوں کے سمندر میں غوطہ کھانے والے بجائے موتیوں کے پتھروں پر قناعت کرتے ہیں اور میں حق کے انہدام میں شریعت نہیں اور یہی بات کہتے ہیں کچھ۔ ان کی باتیں باقی عظیم ہیں کئی ان کے عمل پر قدرت نہیں رکھتا سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی عطیہ سے قلب سلیم کی نعمت میسر ہو۔)

فخر الاسلام بزدوی نے جس طرح ایک مشکل عبارت کے اسلوب کو اپنایا تو ان کی عبارت کے فہم میں صعب و سر کی بناء پر ان کا لقب ایواصر پڑ گیا۔ مگر دوسری طرف ان کے ایک حقیقی بھائی جن کا نام محمد تھا انہوں نے بھی اصول اور فہم دونوں میں کتب تالیف کیں مگر اپنے بھائی فخر الاسلام کے برعکس انہوں نے نہایت سلیس صاف اور واضح عبارتوں میں بات کرنے کے اسلوب کو اختیار کیا اور یہ ان کا اسلوب اہل علم کو اتنا آسان لگا کہ ان کا لقب ایوا لیسر رکھ دیا، ہو سکتا ہے کہ فخر الاسلام نے تعلیم اور اس اسلوب کو متعارف کرانے کی غرض سے ایسا کیا ہو اور پھر ان ہی کے مشورہ سے ان کے بھائی نے نہایت سلیس، صاف اور واضح عبارت میں اصول فقہ کے مسائل کو پیش کیا تاکہ دونوں طریقوں پر اصول فقہ میں خدمات کا شرف ان کے خاندان کو حاصل ہو جائے۔

طاش کبری زاوے لکھنا :

”وللامام فخر الاسلام البزدوی آخ مشہور بابی البسر لیسر تصنیفاتہ کما ان فخر الاسلام مشہور بابی البسر لیسر تصنیفاتہ“۔^۲

(امام فخر الاسلام کے ایک بھائی ہیں جو اپنی تصنیفات کا اسلوب میں آسانی کی وجہ سے ایوا لیسر کہلائے جس طرح کہ فخر الاسلام اپنی تصانیف میں مشکل کے باعث ایواصر سے مشہور ہوئے۔)

کتاب ”اصول بزدوی“ کے شمار چین :

- ۱۔ علی بن محمد بن علی بن محمد اعلمنا حید الدین الضریر الراشعی حنفی متوفی ۶۶۷ھ۔^۳
- ۲۔ حسین بن علی بن الحجاج بن علی حسام الدین مستغانی حنفی متوفی ۷۱۱ھ یا ۷۱۳ھ۔^۴
- ۳۔ جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی انکرائی متوفی ۷۷۷ھ نے ”الشافعی“ کے نام سے شرح کبھی مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔^۵

۱۔ انوار کرامت شرح مسلم الثبوت لمحب اللہ بن عبد الحکوم عبد اعلیٰ محمد بن نظام الدین الانصاری متوفی دوسری صدی ہجری کے اوخر ۵۰۰ھ مصر طبع ۱۳۳۲ھ۔
 ۲۔ مطبع سعادت، طاش کبری زاوے متوفی ۹۲۲ھ۔
 ۳۔ الطبع المکتب، الرافی ۱۱۰۰ھ۔
 ۴۔ حیدر علی خان، ۱۳۱۳/۵، طبع المکتب، ۱۱۲۲/۲، مجمع المصنفین، ۷۱/۲، ۷۲/۱، ۷۳/۱، ۷۴/۱، ۷۵/۱، ۷۶/۱، ۷۷/۱، ۷۸/۱، ۷۹/۱، ۸۰/۱، ۸۱/۱، ۸۲/۱، ۸۳/۱، ۸۴/۱، ۸۵/۱، ۸۶/۱، ۸۷/۱، ۸۸/۱، ۸۹/۱، ۹۰/۱، ۹۱/۱، ۹۲/۱، ۹۳/۱، ۹۴/۱، ۹۵/۱، ۹۶/۱، ۹۷/۱، ۹۸/۱، ۹۹/۱، ۱۰۰/۱، ۱۰۱/۱، ۱۰۲/۱، ۱۰۳/۱، ۱۰۴/۱، ۱۰۵/۱، ۱۰۶/۱، ۱۰۷/۱، ۱۰۸/۱، ۱۰۹/۱، ۱۱۰/۱، ۱۱۱/۱، ۱۱۲/۱، ۱۱۳/۱، ۱۱۴/۱، ۱۱۵/۱، ۱۱۶/۱، ۱۱۷/۱، ۱۱۸/۱، ۱۱۹/۱، ۱۲۰/۱، ۱۲۱/۱، ۱۲۲/۱، ۱۲۳/۱، ۱۲۴/۱، ۱۲۵/۱، ۱۲۶/۱، ۱۲۷/۱، ۱۲۸/۱، ۱۲۹/۱، ۱۳۰/۱، ۱۳۱/۱، ۱۳۲/۱، ۱۳۳/۱، ۱۳۴/۱، ۱۳۵/۱، ۱۳۶/۱، ۱۳۷/۱، ۱۳۸/۱، ۱۳۹/۱، ۱۴۰/۱، ۱۴۱/۱، ۱۴۲/۱، ۱۴۳/۱، ۱۴۴/۱، ۱۴۵/۱، ۱۴۶/۱، ۱۴۷/۱، ۱۴۸/۱، ۱۴۹/۱، ۱۵۰/۱، ۱۵۱/۱، ۱۵۲/۱، ۱۵۳/۱، ۱۵۴/۱، ۱۵۵/۱، ۱۵۶/۱، ۱۵۷/۱، ۱۵۸/۱، ۱۵۹/۱، ۱۶۰/۱، ۱۶۱/۱، ۱۶۲/۱، ۱۶۳/۱، ۱۶۴/۱، ۱۶۵/۱، ۱۶۶/۱، ۱۶۷/۱، ۱۶۸/۱، ۱۶۹/۱، ۱۷۰/۱، ۱۷۱/۱، ۱۷۲/۱، ۱۷۳/۱، ۱۷۴/۱، ۱۷۵/۱، ۱۷۶/۱، ۱۷۷/۱، ۱۷۸/۱، ۱۷۹/۱، ۱۸۰/۱، ۱۸۱/۱، ۱۸۲/۱، ۱۸۳/۱، ۱۸۴/۱، ۱۸۵/۱، ۱۸۶/۱، ۱۸۷/۱، ۱۸۸/۱، ۱۸۹/۱، ۱۹۰/۱، ۱۹۱/۱، ۱۹۲/۱، ۱۹۳/۱، ۱۹۴/۱، ۱۹۵/۱، ۱۹۶/۱، ۱۹۷/۱، ۱۹۸/۱، ۱۹۹/۱، ۲۰۰/۱، ۲۰۱/۱، ۲۰۲/۱، ۲۰۳/۱، ۲۰۴/۱، ۲۰۵/۱، ۲۰۶/۱، ۲۰۷/۱، ۲۰۸/۱، ۲۰۹/۱، ۲۱۰/۱، ۲۱۱/۱، ۲۱۲/۱، ۲۱۳/۱، ۲۱۴/۱، ۲۱۵/۱، ۲۱۶/۱، ۲۱۷/۱، ۲۱۸/۱، ۲۱۹/۱، ۲۲۰/۱، ۲۲۱/۱، ۲۲۲/۱، ۲۲۳/۱، ۲۲۴/۱، ۲۲۵/۱، ۲۲۶/۱، ۲۲۷/۱، ۲۲۸/۱، ۲۲۹/۱، ۲۳۰/۱، ۲۳۱/۱، ۲۳۲/۱، ۲۳۳/۱، ۲۳۴/۱، ۲۳۵/۱، ۲۳۶/۱، ۲۳۷/۱، ۲۳۸/۱، ۲۳۹/۱، ۲۴۰/۱، ۲۴۱/۱، ۲۴۲/۱، ۲۴۳/۱، ۲۴۴/۱، ۲۴۵/۱، ۲۴۶/۱، ۲۴۷/۱، ۲۴۸/۱، ۲۴۹/۱، ۲۵۰/۱، ۲۵۱/۱، ۲۵۲/۱، ۲۵۳/۱، ۲۵۴/۱، ۲۵۵/۱، ۲۵۶/۱، ۲۵۷/۱، ۲۵۸/۱، ۲۵۹/۱، ۲۶۰/۱، ۲۶۱/۱، ۲۶۲/۱، ۲۶۳/۱، ۲۶۴/۱، ۲۶۵/۱، ۲۶۶/۱، ۲۶۷/۱، ۲۶۸/۱، ۲۶۹/۱، ۲۷۰/۱، ۲۷۱/۱، ۲۷۲/۱، ۲۷۳/۱، ۲۷۴/۱، ۲۷۵/۱، ۲۷۶/۱، ۲۷۷/۱، ۲۷۸/۱، ۲۷۹/۱، ۲۸۰/۱، ۲۸۱/۱، ۲۸۲/۱، ۲۸۳/۱، ۲۸۴/۱، ۲۸۵/۱، ۲۸۶/۱، ۲۸۷/۱، ۲۸۸/۱، ۲۸۹/۱، ۲۹۰/۱، ۲۹۱/۱، ۲۹۲/۱، ۲۹۳/۱، ۲۹۴/۱، ۲۹۵/۱، ۲۹۶/۱، ۲۹۷/۱، ۲۹۸/۱، ۲۹۹/۱، ۳۰۰/۱، ۳۰۱/۱، ۳۰۲/۱، ۳۰۳/۱، ۳۰۴/۱، ۳۰۵/۱، ۳۰۶/۱، ۳۰۷/۱، ۳۰۸/۱، ۳۰۹/۱، ۳۱۰/۱، ۳۱۱/۱، ۳۱۲/۱، ۳۱۳/۱، ۳۱۴/۱، ۳۱۵/۱، ۳۱۶/۱، ۳۱۷/۱، ۳۱۸/۱، ۳۱۹/۱، ۳۲۰/۱، ۳۲۱/۱، ۳۲۲/۱، ۳۲۳/۱، ۳۲۴/۱، ۳۲۵/۱، ۳۲۶/۱، ۳۲۷/۱، ۳۲۸/۱، ۳۲۹/۱، ۳۳۰/۱، ۳۳۱/۱، ۳۳۲/۱، ۳۳۳/۱، ۳۳۴/۱، ۳۳۵/۱، ۳۳۶/۱، ۳۳۷/۱، ۳۳۸/۱، ۳۳۹/۱، ۳۴۰/۱، ۳۴۱/۱، ۳۴۲/۱، ۳۴۳/۱، ۳۴۴/۱، ۳۴۵/۱، ۳۴۶/۱، ۳۴۷/۱، ۳۴۸/۱، ۳۴۹/۱، ۳۵۰/۱، ۳۵۱/۱، ۳۵۲/۱، ۳۵۳/۱، ۳۵۴/۱، ۳۵۵/۱، ۳۵۶/۱، ۳۵۷/۱، ۳۵۸/۱، ۳۵۹/۱، ۳۶۰/۱، ۳۶۱/۱، ۳۶۲/۱، ۳۶۳/۱، ۳۶۴/۱، ۳۶۵/۱، ۳۶۶/۱، ۳۶۷/۱، ۳۶۸/۱، ۳۶۹/۱، ۳۷۰/۱، ۳۷۱/۱، ۳۷۲/۱، ۳۷۳/۱، ۳۷۴/۱، ۳۷۵/۱، ۳۷۶/۱، ۳۷۷/۱، ۳۷۸/۱، ۳۷۹/۱، ۳۸۰/۱، ۳۸۱/۱، ۳۸۲/۱، ۳۸۳/۱، ۳۸۴/۱، ۳۸۵/۱، ۳۸۶/۱، ۳۸۷/۱، ۳۸۸/۱، ۳۸۹/۱، ۳۹۰/۱، ۳۹۱/۱، ۳۹۲/۱، ۳۹۳/۱، ۳۹۴/۱، ۳۹۵/۱، ۳۹۶/۱، ۳۹۷/۱، ۳۹۸/۱، ۳۹۹/۱، ۴۰۰/۱، ۴۰۱/۱، ۴۰۲/۱، ۴۰۳/۱، ۴۰۴/۱، ۴۰۵/۱، ۴۰۶/۱، ۴۰۷/۱، ۴۰۸/۱، ۴۰۹/۱، ۴۱۰/۱، ۴۱۱/۱، ۴۱۲/۱، ۴۱۳/۱، ۴۱۴/۱، ۴۱۵/۱، ۴۱۶/۱، ۴۱۷/۱، ۴۱۸/۱، ۴۱۹/۱، ۴۲۰/۱، ۴۲۱/۱، ۴۲۲/۱، ۴۲۳/۱، ۴۲۴/۱، ۴۲۵/۱، ۴۲۶/۱، ۴۲۷/۱، ۴۲۸/۱، ۴۲۹/۱، ۴۳۰/۱، ۴۳۱/۱، ۴۳۲/۱، ۴۳۳/۱، ۴۳۴/۱، ۴۳۵/۱، ۴۳۶/۱، ۴۳۷/۱، ۴۳۸/۱، ۴۳۹/۱، ۴۴۰/۱، ۴۴۱/۱، ۴۴۲/۱، ۴۴۳/۱، ۴۴۴/۱، ۴۴۵/۱، ۴۴۶/۱، ۴۴۷/۱، ۴۴۸/۱، ۴۴۹/۱، ۴۵۰/۱، ۴۵۱/۱، ۴۵۲/۱، ۴۵۳/۱، ۴۵۴/۱، ۴۵۵/۱، ۴۵۶/۱، ۴۵۷/۱، ۴۵۸/۱، ۴۵۹/۱، ۴۶۰/۱، ۴۶۱/۱، ۴۶۲/۱، ۴۶۳/۱، ۴۶۴/۱، ۴۶۵/۱، ۴۶۶/۱، ۴۶۷/۱، ۴۶۸/۱، ۴۶۹/۱، ۴۷۰/۱، ۴۷۱/۱، ۴۷۲/۱، ۴۷۳/۱، ۴۷۴/۱، ۴۷۵/۱، ۴۷۶/۱، ۴۷۷/۱، ۴۷۸/۱، ۴۷۹/۱، ۴۸۰/۱، ۴۸۱/۱، ۴۸۲/۱، ۴۸۳/۱، ۴۸۴/۱، ۴۸۵/۱، ۴۸۶/۱، ۴۸۷/۱، ۴۸۸/۱، ۴۸۹/۱، ۴۹۰/۱، ۴۹۱/۱، ۴۹۲/۱، ۴۹۳/۱، ۴۹۴/۱، ۴۹۵/۱، ۴۹۶/۱، ۴۹۷/۱، ۴۹۸/۱، ۴۹۹/۱، ۵۰۰/۱، ۵۰۱/۱، ۵۰۲/۱، ۵۰۳/۱، ۵۰۴/۱، ۵۰۵/۱، ۵۰۶/۱، ۵۰۷/۱، ۵۰۸/۱، ۵۰۹/۱، ۵۱۰/۱، ۵۱۱/۱، ۵۱۲/۱، ۵۱۳/۱، ۵۱۴/۱، ۵۱۵/۱، ۵۱۶/۱، ۵۱۷/۱، ۵۱۸/۱، ۵۱۹/۱، ۵۲۰/۱، ۵۲۱/۱، ۵۲۲/۱، ۵۲۳/۱، ۵۲۴/۱، ۵۲۵/۱، ۵۲۶/۱، ۵۲۷/۱، ۵۲۸/۱، ۵۲۹/۱، ۵۳۰/۱، ۵۳۱/۱، ۵۳۲/۱، ۵۳۳/۱، ۵۳۴/۱، ۵۳۵/۱، ۵۳۶/۱، ۵۳۷/۱، ۵۳۸/۱، ۵۳۹/۱، ۵۴۰/۱، ۵۴۱/۱، ۵۴۲/۱، ۵۴۳/۱، ۵۴۴/۱، ۵۴۵/۱، ۵۴۶/۱، ۵۴۷/۱، ۵۴۸/۱، ۵۴۹/۱، ۵۵۰/۱، ۵۵۱/۱، ۵۵۲/۱، ۵۵۳/۱، ۵۵۴/۱، ۵۵۵/۱، ۵۵۶/۱، ۵۵۷/۱، ۵۵۸/۱، ۵۵۹/۱، ۵۶۰/۱، ۵۶۱/۱، ۵۶۲/۱، ۵۶۳/۱، ۵۶۴/۱، ۵۶۵/۱، ۵۶۶/۱، ۵۶۷/۱، ۵۶۸/۱، ۵۶۹/۱، ۵۷۰/۱، ۵۷۱/۱، ۵۷۲/۱، ۵۷۳/۱، ۵۷۴/۱، ۵۷۵/۱، ۵۷۶/۱، ۵۷۷/۱، ۵۷۸/۱، ۵۷۹/۱، ۵۸۰/۱، ۵۸۱/۱، ۵۸۲/۱، ۵۸۳/۱، ۵۸۴/۱، ۵۸۵/۱، ۵۸۶/۱، ۵۸۷/۱، ۵۸۸/۱، ۵۸۹/۱، ۵۹۰/۱، ۵۹۱/۱، ۵۹۲/۱، ۵۹۳/۱، ۵۹۴/۱، ۵۹۵/۱، ۵۹۶/۱، ۵۹۷/۱، ۵۹۸/۱، ۵۹۹/۱، ۶۰۰/۱، ۶۰۱/۱، ۶۰۲/۱، ۶۰۳/۱، ۶۰۴/۱، ۶۰۵/۱، ۶۰۶/۱، ۶۰۷/۱، ۶۰۸/۱، ۶۰۹/۱، ۶۱۰/۱، ۶۱۱/۱، ۶۱۲/۱، ۶۱۳/۱، ۶۱۴/۱، ۶۱۵/۱، ۶۱۶/۱، ۶۱۷/۱، ۶۱۸/۱، ۶۱۹/۱، ۶۲۰/۱، ۶۲۱/۱، ۶۲۲/۱، ۶۲۳/۱، ۶۲۴/۱، ۶۲۵/۱، ۶۲۶/۱، ۶۲۷/۱، ۶۲۸/۱، ۶۲۹/۱، ۶۳۰/۱، ۶۳۱/۱، ۶۳۲/۱، ۶۳۳/۱، ۶۳۴/۱، ۶۳۵/۱، ۶۳۶/۱، ۶۳۷/۱، ۶۳۸/۱، ۶۳۹/۱، ۶۴۰/۱، ۶۴۱/۱، ۶۴۲/۱، ۶۴۳/۱، ۶۴۴/۱، ۶۴۵/۱، ۶۴۶/۱، ۶۴۷/۱، ۶۴۸/۱، ۶۴۹/۱، ۶۵۰/۱، ۶۵۱/۱، ۶۵۲/۱، ۶۵۳/۱، ۶۵۴/۱، ۶۵۵/۱، ۶۵۶/۱، ۶۵۷/۱، ۶۵۸/۱، ۶۵۹/۱، ۶۶۰/۱، ۶۶۱/۱، ۶۶۲/۱، ۶۶۳/۱، ۶۶۴/۱، ۶۶۵/۱، ۶۶۶/۱، ۶۶۷/۱، ۶۶۸/۱، ۶۶۹/۱، ۶۷۰/۱، ۶۷۱/۱، ۶۷۲/۱، ۶۷۳/۱، ۶۷۴/۱، ۶۷۵/۱، ۶۷۶/۱، ۶۷۷/۱، ۶۷۸/۱، ۶۷۹/۱، ۶۸۰/۱، ۶۸۱/۱، ۶۸۲/۱، ۶۸۳/۱، ۶۸۴/۱، ۶۸۵/۱، ۶۸۶/۱، ۶۸۷/۱، ۶۸۸/۱، ۶۸۹/۱، ۶۹۰/۱، ۶۹۱/۱، ۶۹۲/۱، ۶۹۳/۱، ۶۹۴/۱، ۶۹۵/۱، ۶۹۶/۱، ۶۹۷/۱، ۶۹۸/۱، ۶۹۹/۱، ۷۰۰/۱، ۷۰۱/۱، ۷۰۲/۱، ۷۰۳/۱، ۷۰۴/۱، ۷۰۵/۱، ۷۰۶/۱، ۷۰۷/۱، ۷۰۸/۱، ۷۰۹/۱، ۷۱۰/۱، ۷۱۱/۱، ۷۱۲/۱، ۷۱۳/۱، ۷۱۴/۱، ۷۱۵/۱، ۷۱۶/۱، ۷۱۷/۱، ۷۱۸/۱، ۷۱۹/۱، ۷۲۰/۱، ۷۲۱/۱، ۷۲۲/۱، ۷۲۳/۱، ۷۲۴/۱، ۷۲۵/۱، ۷۲۶/۱، ۷۲۷/۱، ۷۲۸/۱، ۷۲۹/۱، ۷۳۰/۱، ۷۳۱/۱، ۷۳۲/۱، ۷۳۳/۱، ۷۳۴/۱، ۷۳۵/۱، ۷۳۶/۱، ۷۳۷/۱، ۷۳۸/۱، ۷۳۹/۱، ۷۴۰/۱، ۷۴۱/۱، ۷۴۲/۱، ۷۴۳/۱، ۷۴۴/۱، ۷۴۵/۱، ۷۴۶/۱، ۷۴۷/۱، ۷۴۸/۱، ۷۴۹/۱، ۷۵۰/۱، ۷۵۱/۱، ۷۵۲/۱، ۷۵۳/۱، ۷۵۴/۱، ۷۵۵/۱، ۷۵۶/۱، ۷۵۷/۱، ۷۵۸/۱، ۷۵۹/۱، ۷۶۰/۱، ۷۶۱/۱، ۷۶۲/۱، ۷۶۳/۱، ۷۶۴/۱، ۷۶۵/۱، ۷۶۶/۱، ۷۶۷/۱، ۷۶۸/۱، ۷۶۹/۱، ۷۷۰/۱، ۷۷۱/۱، ۷۷۲/۱، ۷۷۳/۱، ۷۷۴/۱، ۷۷۵/۱، ۷۷۶/۱، ۷۷۷/۱، ۷۷۸/۱، ۷۷۹/۱، ۷۸۰/۱، ۷۸۱/۱، ۷۸۲/۱، ۷۸۳/۱، ۷۸۴/۱، ۷۸۵/۱، ۷۸۶/۱، ۷۸۷/۱، ۷۸۸/۱، ۷۸۹/۱، ۷۹۰/۱، ۷۹۱/۱، ۷۹۲/۱، ۷۹۳/۱، ۷۹۴/۱، ۷۹۵/۱، ۷۹۶/۱، ۷۹۷/۱، ۷۹۸/۱، ۷۹۹/۱، ۸۰۰/۱، ۸۰۱/۱، ۸۰۲/۱، ۸۰۳/۱، ۸۰۴/۱، ۸۰۵/۱، ۸۰۶/۱، ۸۰۷/۱، ۸۰۸/۱، ۸۰۹/۱، ۸۱۰/۱، ۸۱۱/۱، ۸۱۲/۱، ۸۱۳/۱، ۸۱۴/۱، ۸۱۵/۱، ۸۱۶/۱، ۸۱۷/۱، ۸۱۸/۱، ۸۱۹/۱، ۸۲۰/۱، ۸۲۱/۱، ۸۲۲/۱، ۸۲۳/۱، ۸۲۴/۱، ۸۲۵/۱، ۸۲۶/۱، ۸۲۷/۱، ۸۲۸/۱، ۸۲۹/۱، ۸۳۰/۱، ۸۳۱/۱، ۸۳۲/۱، ۸۳۳/۱، ۸۳۴/۱، ۸۳۵/۱، ۸۳۶/۱، ۸۳۷/۱، ۸۳۸/۱، ۸۳۹/۱، ۸۴۰/۱، ۸۴۱/۱، ۸۴۲/۱، ۸۴۳/۱، ۸۴۴/۱، ۸۴۵/۱، ۸۴۶/۱، ۸۴۷/۱، ۸۴۸/۱، ۸۴۹/۱، ۸۵۰/۱، ۸۵۱/۱، ۸۵۲/۱، ۸۵۳/۱، ۸۵۴/۱، ۸۵۵/۱، ۸۵۶/۱، ۸۵۷/۱، ۸۵۸/۱، ۸۵۹/۱، ۸۶۰/۱، ۸۶۱/۱، ۸۶۲/۱، ۸۶۳/۱، ۸۶۴/۱، ۸۶۵/۱، ۸۶۶/۱، ۸۶۷/۱، ۸۶۸/۱، ۸۶۹/۱، ۸۷۰/۱، ۸۷۱/۱، ۸۷۲/۱، ۸۷۳/۱، ۸۷۴/۱، ۸۷۵/۱، ۸۷۶/۱، ۸۷۷/۱، ۸۷۸/۱، ۸۷۹/۱، ۸۸۰/۱، ۸۸۱/۱، ۸۸۲/۱، ۸۸۳/۱، ۸۸۴/۱، ۸۸۵/۱، ۸۸۶/۱، ۸۸۷/۱، ۸۸۸/۱، ۸۸۹/۱، ۸۹۰/۱، ۸۹۱/۱، ۸۹۲/۱، ۸۹۳/۱، ۸۹۴/۱، ۸۹۵/۱، ۸۹۶/۱، ۸۹۷/۱، ۸۹۸/۱، ۸۹۹/۱، ۹۰۰/۱، ۹۰۱/۱، ۹۰۲/۱، ۹۰۳/۱، ۹۰۴/۱، ۹۰۵/۱، ۹۰۶/۱، ۹۰۷/۱، ۹۰۸/۱، ۹۰۹/۱، ۹۱۰/۱، ۹۱۱/۱، ۹۱۲/۱، ۹۱۳/۱، ۹۱۴/۱، ۹۱۵/۱، ۹۱۶/۱، ۹۱۷/۱، ۹۱۸/۱، ۹۱۹/۱، ۹۲۰/۱، ۹۲۱/۱، ۹۲۲/۱، ۹۲۳/۱، ۹۲۴/۱، ۹۲۵/۱، ۹۲۶/۱، ۹۲۷/۱، ۹۲۸/۱، ۹۲۹/۱، ۹۳۰/۱، ۹۳۱/۱، ۹۳۲/۱، ۹۳۳/۱، ۹۳۴/۱، ۹۳۵/۱، ۹۳۶/۱، ۹۳۷/۱، ۹۳۸/۱، ۹۳۹/۱، ۹۴۰/۱، ۹۴۱/۱، ۹۴۲/۱، ۹۴۳/۱، ۹۴۴/۱، ۹۴۵/۱، ۹۴۶/۱، ۹۴۷/۱، ۹۴۸/۱، ۹۴۹/۱، ۹۵۰/۱، ۹۵۱/۱، ۹۵۲/۱، ۹۵۳/۱، ۹۵۴/۱، ۹۵۵/۱، ۹۵۶/۱، ۹۵۷/۱، ۹۵۸/۱، ۹۵۹/۱، ۹۶۰/۱، ۹۶۱/۱، ۹۶۲/۱، ۹۶۳/۱، ۹۶۴/۱، ۹۶۵/۱، ۹۶۶/۱، ۹۶۷/۱، ۹۶۸/۱، ۹۶۹/۱، ۹۷۰/۱، ۹۷۱/۱، ۹۷۲/۱، ۹۷۳/۱، ۹۷۴/۱، ۹۷۵/۱، ۹۷۶/۱، ۹۷۷/۱، ۹۷۸/۱، ۹۷۹/۱، ۹۸۰/۱، ۹۸۱/۱، ۹۸۲/۱، ۹۸۳/۱، ۹۸۴/۱، ۹۸۵/۱، ۹۸۶/۱، ۹۸۷/۱، ۹۸۸/۱، ۹۸۹/۱، ۹۹۰/۱، ۹۹۱/۱، ۹۹۲/۱، ۹۹۳/۱، ۹۹۴/۱، ۹۹۵/۱، ۹۹۶/۱، ۹۹۷/۱، ۹۹۸/۱، ۹۹۹/۱، ۱۰۰۰/۱، ۱۰۰۱/۱، ۱۰۰۲/۱، ۱۰۰۳/۱، ۱۰۰۴/۱، ۱۰۰۵/۱، ۱۰۰۶/۱، ۱۰۰۷/۱، ۱۰۰۸/۱، ۱۰۰۹/۱، ۱۰۱۰/۱، ۱۰۱۱/۱، ۱۰۱۲/۱، ۱۰۱۳/۱، ۱۰۱۴/۱، ۱۰۱۵/۱، ۱۰۱۶/۱، ۱۰۱۷/۱، ۱۰۱۸/۱، ۱۰۱۹/۱، ۱۰۲۰/۱، ۱۰۲۱/۱، ۱۰۲۲/۱، ۱۰۲۳/۱، ۱۰۲۴/۱، ۱۰۲۵/۱، ۱۰۲۶/۱، ۱۰۲۷/۱، ۱۰۲۸/۱، ۱۰۲۹/۱، ۱۰۳۰/۱، ۱۰۳۱/۱، ۱۰۳۲/۱، ۱۰۳۳/۱، ۱۰۳۴/۱، ۱۰۳۵/۱، ۱۰۳۶/۱، ۱۰۳۷/۱، ۱۰۳۸/۱، ۱۰۳۹/۱، ۱۰۴۰/۱، ۱۰۴۱/۱، ۱۰۴۲/۱، ۱۰۴۳/۱، ۱۰۴۴/۱، ۱۰۴۵/۱، ۱۰۴۶/۱، ۱۰۴۷/۱، ۱۰۴۸/۱، ۱۰۴۹/۱، ۱۰۵۰/۱، ۱۰۵۱/۱، ۱۰۵۲/۱، ۱۰۵۳/۱، ۱۰۵۴/۱، ۱۰۵۵/۱، ۱۰۵۶/۱، ۱۰۵۷/۱، ۱۰۵۸/۱، ۱۰۵۹/۱، ۱۰۶۰/۱، ۱

تالیف کی۔ کشف الھنوع اور حدیث العارفین میں ہے کہ انہوں نے ”تحلیفہ علمی شرح الاوزنجانی لاحصول المذہبی“ تالیف کیا۔
 اصول یزدوی کی احادیث کی تخریج :
 ابن الدین قوسی بن قطلوبغا حنفی متوفی ۷۸۹ھ نے ”تحریر الاحادیث من اصول الیزدوی“ تالیف کی۔^۱

(۲) شرح تقویم الادلة :

یزدوی نے اصول فقہ میں اپنی کتاب ”تقویم الادلة“ کی شرح لکھی۔
 ابوالعباس البحر جانی شافعی (متوفی ۴۸۲ھ)
 انہوں نے ”المعربات فی اصول التالیف“ کی۔^۲
 شمس الامتہ السرخسی حنفی (متوفی ۴۸۳ھ)^۳

بکلمہ محدث، منظر، اصولی اور متحد تھے۔ ان کی تصانیف فقہ و اصول پر محیط ہیں انہوں نے فقہ کی مشہور و مخفی کتاب ”المصروف“ اپنے شاگردوں کو اس وقت ادا کرائی جب انہیں ایک کنویں میں قید کروایا گیا تھا۔ اس زمانے میں ان کے ساتھ کنویں کی منہ حیر پر جمع ہو جاتے اور بغیر کسی کتاب و مراجع کے علماء کرامتے جاتے اور شاگرد لکھتے رہتے۔
 محمد بن حسن کو ”السیر الکبیر“ ادا کرائی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ”اصول السرخسی“ تالیف کی۔^۴

احمد الایوبی (متوفی ۴۸۳ھ بعدہ)

فقہ و اصول پر آپ کی انوکھی معنیات ہیں۔^۵

یقوب بن ابراہیم حنبلی (متوفی ۴۸۶ھ)

فقہ و اصولی تھے ۳۰۰ھ کے بعد بغداد آئے تھے۔ ”صاب الازج“ میں نصف قضاء پر فائز رہے۔ ابو یحییٰ حنبلی نے ”مقاتلہ ابن یزید“ میں لکھا :

۱۔ حدیث ابن ماجہ ۱۳۹۷/۳، فتح البکری ۲/۲۸۸، مجمع الزوائد ۱۸/۱۸۷ (۲۳۷)۔ ج حدیث البخاری ۵/۸۳۰۔

۲۔ ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد۔ حدیث ابن ماجہ ۱۸۰/۵۔

۳۔ ابن ماجہ بن احمد بن علی بن علی بن خراسانی متوفی ۱۰۹۰ھ۔

۴۔ حدیث ابن ماجہ ۶/۱۷۷، التواریخ ۱/۱۵۸، فتح البکری ۱۱/۳۶۵، ۳۶۵۔

۵۔ مجمع الزوائد ۱۶۳/۱ (۱۱۳)۔

ابوالمظفر السمعانی الحنفی ثم الشافعی (متوفی ۴۸۹ھ)

اپنے والد سے مذہب ابوحنیفہ پر تعلق حاصل کیا پھر مذہب شافعی کی طرف منتقل ہو گئے پھر ابو اسحاق اشعری ازلی، ابن الصبارؒ سے زانوئے تلمذ ملے گیا، بہت سے فنون میں ید طولی رکھتے تھے، سلفی العقیدہ تھے۔

مؤلفات اصولیہ : القواطع فی اصول الفقہؒ

عبدالوہاب البغدادی الشافعی (۴۱۳ھ)۔ پانچویں صدی ہجری کے آخر میں وفات پائی :

فقہ اصولی تھے۔ اصول فقہ پر کئی کتب تالیف کیں۔

ابو القاسم الباجی المالکی (متوفی ۴۹۳ھ)

اپنے والد سلیمان القاضی سے تعلق حاصل کیا۔ اپنے والد کے کثیر ترکہ کو چھوڑ کر حصول علم کے لئے بغداد، بصرہ، یمن اور قازقہ مقدس کے سفر کئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مسر النظر فی علمی الاصول والعلاخ" تالیف کی۔

عبدالوہاب بن احمد حنبلی (متوفی پانچویں صدی ہجری)

خطیب، واعظ، فقیہ اور اصولی تھے۔ بغداد میں تعلیم حاصل کی، قاضی ابو یعلیٰ سے تعلق حاصل کیا حران کو وطن بنایا وہاں کے قاضی بھی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : ابن رجب حنبلی نے اپنی طبقات میں ذکر کیا کہ انہوں نے کتاب اصول فقہ تالیف کی۔

الکلیا الیوراسی شافعی (۴۵۰ھ-۵۰۴ھ)

فقہ اصولی اور مفسر تھے۔ امام الحرمین کے شاگرد تھے امام الحرمین کے حلقہ درس میں چار سو طلبہ تعلیم پاتے تھے۔ ان میں سے تین شخص سب سے ممتاز تھے کیا حراسی، احمد بن محمد اور امام غزالی۔ طبرستان سے نیشاپور، قم، عراق کے سفر کئے مدرسہ نظامیہ (بغداد) میں تدریس کی، فقہ و اصول و جدل میں مہارت تامہ رکھتے، دولت سلجوقیہ میں محمد الملک بن ملک سلجوقی کے عہد میں قاضی رہے صاحب ارشاد الفحول امام شوکانی نے بہت سے مقامات میں ان سے نقل کیا ہے۔

ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار بن احمد بن محمد سمعانی متوفی ۱۰۹۵ھ مرو میں ولادت و وفات ہوئی۔ کشف الطوائف ۱/۲ ص ۱۳۶ھ، حدیچ المؤمنین ۱/۱۳۷ ص ۱۳۶ھ، اللعائن ۱/۲ ص ۲۶۶۔

ج ۱۰۹۴ھ امام بن سلیمان بن خلف الباجی متوفی ۱۰۹۹ھ حج سے واپسی پر جدہ میں انتقال ہوا۔ الدبیاج، ابن قرقون مالکی متوفی ۹۹ھ ص ۱۰۴، اللعائن ۱/۱۳۷ ص ۱۳۶، مجمع الاسوئیین ۱/۱۳۹ ص ۹۱۔

ج ۱۰۹۴ھ ابن علی طبقات اصحابہ بن رجب عبدالرحمن بن شہاب الدین احمد فیہ لدی المدینۃ الشافعی (۳۹۷ھ-۴۵۵ھ) ص ۳۳-۳۴ ص ۳۳ (۸) ابن رجب نے ۱۰۹۴ھ میں ولادت پائی، اولاد کی فہرست میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بیروت دار المعرفۃ سندھ۔

ج ۱۰۹۴ھ امام الدین بن علی بن محمد بن علی الطبرستانی مالکی البصری (۱۰۵۸ھ/۱۱۱۰ھ) بغداد میں وفات پائی۔

بہاول پند اور کتبہ چین واقع ہوا تھا محدث عبد الغافر نے امام صاحب کو دونوں زمانوں میں دیکھا تھا ان کا بیان ہے کہ امام صاحب ابتداء میں نہایت چاہ پند خود پند اور مغرور تھے۔ لیکن آخر میں اللہ کی حالت بدل گئی اور وہ کچھ سے کچھ ہو گئے۔ ”منحول“ اسی ابتدائی زمانے کی تصنیف ہوئی ہم نے اس کتاب کو دیکھا ہے خود اس کی طرز تحریر بتاتی ہے کہ وہ نثر شایب کے زمانے میں تصنیف ہے۔

برہنجان نے المنحول کے آپ سے منسوب ہونے میں شک کیا ہے اور کہا :

”ان من المسکن ان یکون احد تلامیذہ قد شہرہ و قد اللدود من النبی کان الغزالی یلقیہ“۔
(مکن ہے کہ یہ (المنحول) ان کے کسی شاگرد کی ہو جو امام غزالی کے ان دروس پر مشتعل ہو جو وہ ان دروس انہوں نے دیے۔)

برہنجان کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اس لئے درست نہیں مانا جاسکتا۔ امام غزالی نے المصمعی کے مقدمہ میں اس کتاب کا شمار کیا اور کہا یہ ایک مختصر ہے۔ اسی طرح ”الشفاء العلیل“ میں بھی یہ مذکور ہے، اور امام غزالی کے زمانے سے آج تک مصنفین اس کتاب کو آپ کی طرف منسوب کرتے چلے آ رہے ہیں اور جب ان کی تصانیف کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں المنحول کو بھی شامل کرتے ہیں۔

امام غزالی کی اصول فقہ پر پہلی کتاب :

”المنحول“ اصول پر امام غزالی کی پہلی کتاب ہے اور ان کی دوسری کتب جیسے ”شفاء العلیل“ اور ”المصمعی“ تصانیف بعد کی تصانیف ہیں اس کا انداز اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ ”المصمعی“ اور ”شفاء العلیل“ میں ”المنحول“ کا ذکر آتا رہتا ہے اور ”المصمعی“ کے مقدمہ کی عبارت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

المنحول کا زمانہ تالیف :

امام غزالی نے اس کتاب کو اپنی علمی زندگی کے آغاز پر تصنیف کیا اور بغداد میں مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے زمانہ میں اپنے استاد امام الحرمین کی زندگی میں ہی یہ کتاب لکھ دی تھی، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام الحرمین کی وفات کے بعد اس تصنیف کیا ہو کیونکہ ابتدائی زمانہ میں تو آپ حملہ طور پر درامات فلسفہ کی طرف مائل تھے، اور مقاصد الفلاسفہ اور تہذیب الفلاسفہ میں کتب کی تصنیف میں مشغول تھے۔

امام ابن السکیتی شافعی (۷۷۵ھ) نے فرمایا :

”والمنحول“ لہی اصول الفقہ، الفہم فی حیاطہ استفادہ امام الحرمین“۔

(”المنحول“ انہوں نے (امام غزالی) نے اپنے استاد کی زندگی میں تالیف کیا)

۱۔ غزالی علی بن ابی بن ۳۷۴ھ میں بغداد میں رہا کر کے چین کذب المخری کے حوالہ سے ذکر کیا۔

۲۔ مختصر مقدمہ علی المنحول للقرطبی ج ۱ ص ۱۳۰۔

۳۔ بقول الشافعی الکبریٰ مناقب الدین ابو نصر عبدالوہاب بن علی بن عبد اللہ ابی السکیتی (۷۷۵ھ۔ ۸۴۵ھ) تحقیق عبدالقادر عمری ناشر محمود محمد الطحاوی

۴۔ ۳۷۴ھ میں بغداد میں رہا کر کے چین کذب المخری کے حوالہ سے ذکر کیا۔

لیکن "المنحول" کے مطالعے سے یہ چلتا ہے کہ یہ کتاب امام الحرمین کی وفات کے بعد کی تصنیف ہے۔ نہ کہ چند مثالوں سے وضاحت یہ ہے۔ مثلاً "المنحول" کی عبارت ہے :

"لا والاختصار انه لا يبحر به. لان العمل لا يبحر ذلك في المعقولات والشبهة مصلحية.
والقلوب مائلة الى التقليد والباع الرجل المروق فيه، اذ قال قولاً."

اس کے بعد فرماتے ہیں : "هذا مما اختاره الامام رحمه الله..."

اس میں "رحمہ اللہ" سے ظاہر ہوتا ہے کہ المنحول کی تالیف کے وقت امام الحرمین زندہ نہیں تھے۔

دوسری مثال کے لئے "المنحول" کی اس عبارت کو پیش کرتے ہیں :

"والقول ما فيه من الغلب على الاختصار على ما ذكره امام الحرمین رحمه الله في تعليقه
من غير تبديل"

اس عبارت میں "رحمہ اللہ" سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت امام الحرمین زندہ نہیں تھے۔

المنحول میں امام غزالی کی اسلوب :

اس کتاب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور میں امام غزالی آپ مستقل شخصیت کے روپ میں نظر نہیں آتے بلکہ
کی حیثیت زیادہ تر اپنے استاد کی آراء کے نقل و حاشیہ کی نظر آتی ہے۔ اس میں اپنے استاد کے افکار کو دہرا کر دینے پر
ان کی توثیق کو بغیر زیادتی و کمی کے من و عن بیان کر دیتے ہیں اور ان کی قراء کے تتبع کرتے ہیں اور خود المنحول کے
آخر میں ان بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں :

"وهذا تمام القول في الكتاب، وهو تمام المنحول من تعليقه الاصول. بعد حذف
القصود، وتحقق كل مسألة بمناهية القول مع الاقلاص من الطويل، والنظام ماليه شفاء
الغلل، والاقتصار على ما ذكره امام الحرمین رحمه الله في تعليقه. من غير تبديل وتزويد في
المعنى وتقليل، سوى تكلف في تهذيب كل كتاب بتقسيم لصول، وتبويب الجواب.
ووالله سبيل المطالعة عند منسب الحاجة الى المراجعة."

لہذا یہاں کتاب "المنحول" من تعلق الاصول "تکمل ہوتی ہے اس میں فیروزی کا حذف اور یہ مسئلہ کی مثال
کی ماہیت کے لحاظ سے تحقیق سے عبارت سے اجتناب اور جو شفاء الظلم میں ہے اس سے التزام کیا ہے اور
امام الحرمین رحمہ اللہ علیہ نے جو کام اپنے تعلیمت میں فرمایا ہے اس کے حق میں تبدیلی و زیادتی و کمی کے بغیر اس کا
انتصار کیا سوائے اس کے کہ ہر کتاب کی تقسیم لصول اور تبویب جواب میں کثرت و جواز کرنے کے اس امانت سے کہ
مطالعہ کے وقت مزاحمت میں آسانی ہو سکے)

مگر امام الحرمین سے اس عقیدہ و پیروی نے انہیں اپنی رائے کے اظہار سے روک نہیں دیا تھا وہ المنحول میں ان سے اعراس بھی کرتے ہیں اور ان کے مسلک کے خلاف کو بھی اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً امام الحرمین شرعی طور پر دو علتوں کو ایک مطلق پر جمع کرنے کو مطلقاً منع قرار دیتے ہیں باوجود اس کے کہ عقل اس کو جائز مانتی ہے امام غزالی امام الحرمین کے اس مسلک کے خلاف کو اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں :

"والمختار ان العلل قد تنزح علی حکم واحد"۔

(اور اس بارے میں مذہب مختار یہ ہے کہ مثل حکم واحد پر جمع ہو سکتی ہیں۔)

پھر اس بارے میں مخالفین کے رد میں دلائل دیے۔

المنحول پر ایک ناقدرانہ نظر :

المنحول کی ایک حیثیت مسلم ہے اس کی اہمیت و افادیت سے کسی صورت انکار نہیں اور صاحب کتاب قابل مدح و ستائش ہیں لیکن پھر بھی اس کتاب میں بعض کی پائی جاتی ہے جن کی نشاندہی ضروری ہے جس کا مقصد تحقیر نہیں بلکہ صرف تحقیق ہے۔

۱۔ امام غزالی نے اپنی دوسری کتب مثلاً المصنفی میں ان بہت سی آراء کو بیان کرنے سے اجتناب کیا جو انہوں نے "المنحول" میں بیان کی تھیں ان آراء کو ہم المصنفی کے تحقیقی تجربہ میں پیش کریں گے۔

امام مالک اور امام ابوحنیفہ کی طرف بعض اقوال کی بیا حوالہ نسبت :

۲۔ امام غزالی نے "المنحول" میں امام مالک کی طرف یہ قول منسوب کیا کہ انہوں نے مصالح کی گفتگو میں اس حد تک وسعت دی کہ وہ تہائی امت کی اصلاح کی خاطر ایک نعمت امت کا قتل جائز کر دیا اسی طرح ایک اور قول میں ان کی طرف یہ منسوب ہے کہ امام مالک کے نزدیک تعزیر میں قتل کی سزا بھی ہو سکتی ہے اور یہ کہ ضرورت مصلحت کے پیش نظر اغنیاء سے شدت کے ساتھ مطالبہ درست ہو جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے ان اقوال کے ماخذ کا حوالہ نہیں دیا اور بعض کتب مالکیہ میں تو اس کے برعکس جاہل ہے۔

۳۔ اسی طرح المنحول میں امام ابوحنیفہ کی طرف یہ قول منسوب ہے "ان منطلق الامر یلغیہ الشکر"۔ (بے شک امر مطلق تکرار کا فائدہ دیتا ہے) مگر امام ابوحنیفہ سے اس کا اختلاف ثابت ہے امام سرخسی نے فرمایا :

"الصحيح من مذهب علمائنا ان صيغة الامر لا تنوجب الشكر ولا تحمله"۔

(اور درست بات یہ ہے کہ ہمارے علماء کا مذہب ہے کہ امر کا صیغہ نہ موجب تکرار ہے اور نہ اس کا احتمال رکھتا ہے)

پھر کچھ طور کے بعد فرماتے ہیں :

"قال الشافعي مطلقاً لا يوجب التكرار ولكن يحتمله... وقال بعضهم مطلقاً لا يوجب التكرار

الا ان يقوم دليل يمنع منه"

(امام شافعی نے فرمایا کہ امر مطلق موجب تکرار نہیں لیکن اس کا احتمال رکھتا ہے۔۔۔ اور بعض نے کہا کہ امر موجب تکرار ہے سوائے اس کے کہ کوئی دلیل اس سے روک دینے کی موجود ہو۔)

امام غزالی احناف کی طرف قول منسوب کرنے کے بعد اس کے بطلان پر استدلال پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ قول تو خود بخود مذہب حنفی کے خلاف ہے اور ابن ہمام کا قول بھی اس بارے میں مذہب حنفی کی تائید کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں :

"الصيغة الا مبر باعتبار الهيئة الخاصة لمطلق الطلب، لا نفيد مرة ولا تكراراً ولا يحتمله، وهو المختار عند الحنفية"

(امر کا یہ شایستگی خاص صیغہ کے اعتبار سے طلب مطلق کے لئے آتا ہے۔ تکرار کا قائل نہیں رہتا اور اس کا احتمال رکھتا ہے اور یہی احناف کا عقائد مذہب ہے) اور یہی بات شیب حنفی میں موجود ہے۔

اسی طرح امام غزالی اپنی کتاب "المستحول" میں امام مالک کی طرف یہ قول منسوب کرتے ہیں کہ وہ "نسخ القرآن بالسنة" کے عقلاً عدم جواز کے قائل ہیں حالانکہ یہ بات بھی امام مالک سے غیر معروف ہے۔ امام مالک کا اس بارے میں مذہب یہ ہے کہ وہ "نسخ القرآن بالسنة" کو عقلاً جائز مانتے ہیں مگر اس کا وقوع نہیں مانتے۔ شاید انہی وجوہات کی بنا پر امام غزالی نے "المستطفي" میں ان اقوال کو دو بار نقل نہیں کیا ہے۔ "المستحول" کا مقدمہ "المستطفي" کے مقدمہ کتاب کی طرح منطقی انداز پر نہیں ہے۔ "المستطفي" میں تو امام غزالی یہ تک کہہ دیا :

"من لا يحيط بها لا ثقة له بعلومه"

(جو ان (مقدمہات منطقیہ) کا احاطہ نہیں کرے گا اس کے علوم کا کوئی اعتبار نہیں)

مگر انہوں نے المستحول میں اس طرح نہیں کیا۔

اصول فقہ میں علم الکلام و دیگر علوم داخل ہونے کی وجہ :

امام غزالی اس پر تیسرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"والسما اكثر فيه المتكلمون من الاصوليين للعلمية الكلام على طائفتهم فحملهم حب صناعتهم على خلطه بهذه الصفة كما حمل اللغة والنحو بعض الاصوليين على مزاج جملة

من النحو بالاحول ، فذكر واليه من معاني الحروف ومعاني الاعراب جملا هي من علم النحو خاصة ، وكما حمل حب الفقه جماعة من فقهاء ماوراء النهر ، كغلب زبد رحمه الله تعالى واتباعه في مسائل كثيرة من تفاريع الفقه بالاحول ، وان اردوها في معرض المثال "١٤

اور بظاہر اصولی متکلمین نے ان کے مطالعے پر علم کلام کے قلب کے باعث اس فن (اصول فقہ) کو اس (علم کلام) کے ساتھ غلط مذکور کیا۔ جس طرح کے سخت و نوجو کا قلب رکھے والوں نے کیا کرنا کو اصول میں نہ کر اس میں معانی الحروف اور معانی الاعراب کی اہمیت کا شامل کر لیا جس کا تعلق علم الہ سے تھا۔ اسی طرح فقہ کا قلب رکھنے والی اور ماہر کے فقہاء کی جماعت جیسے سابقہ زید و حسان اور ان کے متبعین نے بھی بہت سے مسائل میں فقہ کی تفریعات سے اصول نکالے اور حقائق پیش کرنے میں کیا)

المنحول میں امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف میں سخت لب و لہجہ اختیار کیا :

امام غزالیؒ نے "المنحول" کے آخر میں ایک فصل کے تحت مذہب امام شافعی کی دیگر مذاہب پر تنقید اور اس کی ہدیان کی اور پھر امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کا بظان کیا۔ جس کی تفصیلات آنکھ ل میں "المسلك الثالث في الكلام على مخالفت مالک و ابي حنيفة رحمه الله" کے تحت ص ۳۹۹ سے دیکھی جاسکتی ہیں، ان کو غیر مجتہد کہا اور کہا کہ وہ اہل سنت سے باہر ہیں اور کہا کہ انہوں نے جو مسائل فقہیہ بیان کئے وہ غلط ہیں شاید امام غزالیؒ نے یہ سب اپنے استاد امام الحرمین کے متبع کی پیروی میں کیا، کیونکہ انہوں نے بھی اپنی کتاب "مغیث الخلق" میں ایسا ہی کیا تھا۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ امام غزالیؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے مذہب کی حمایت میں تعصب کا اظہار کیا۔ بلکہ یہ اس مدرسہ کے افراد میں سے ایک فرد ہیں جن کی تعداد کافی ہے اور ان کا مآخذ بھی کافی ہیں۔

امام غزالیؒ کا رجوع :

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ امام غزالیؒ نے زندگی کے آخر میں مذہب ابو حنیفہؒ سے متعلق ان اعتقادات سے رجوع کر لیا تھا جس کا اظہار ان کی کتاب "المستصفیٰ" اور "احیاء علوم الدین" سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے اپنے جتنے فقرے صواب رکھتے ہوئے موقف عدل کو اپنایا اور عصیت کو ترک کر دیا تھا۔ احیاء علوم الدین میں آپ نے فرمایا :

ونحن الان ذكر من احوال فقهاء الاسلام ما تعلم به ان ما ذكرناه ليس طعنا فيهم ، بل هو طعن ليس اظهر الاقنداء بهم متحلا لمذاهبيهم ، وهو مخالف لهم في اعمالهم وسيرتهم ، فالفقهاء الذين هم زعماء الفقه وقادة الخلق ، اعني الذين كثر اتباعهم في المذهب ، خمسة : المالكي ، واحمد بن حنبل ، وابو حنيفة ، وسليمان التوري ، وحميم الله تعالى ، وكل واحد منهم كان عبدا ، وزهدا ، عالما بعلوم الآخرة ، وفقها في مصالح الخلق في الدنيا ، وورعا بفقهاء وجه الله تعالى ، فهذه خمس خصال ، اتهم وفقهاء العصر من جعلتها على حصة واحدة ، وهي التشهير والمبالغة في تفاريع الفقه ".

اس کے بعد فرمایا :

”و اما ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ، فلقد کان امضا عابدا زاهدا، عارفاً باللہ تعالیٰ، عاتقاً منہ ، عریداً و جہ اللہ تعالیٰ بعلمہ“۔^۱

(اور ابوشیخ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عابد، زاہد، عارف باللہ تعالیٰ اور اس سے ڈرنے والے اور اپنے علم سے اللہ کی غوثی کا ارادہ رکھنے والے بھی تھے۔)

شیخ زاہد کوثری نے اپنی کتاب میں امام الحرمین جوینی کے اقوال نقل کئے جس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ کی شان سے متعلق غیر مناسبتیاں کہیں تھیں اور ان کو بھڑپے طریقے سے زد کیا اور اشارہ کیا کہ امام غزالی نے اپنی اس رائے سے جو غور کر لیا تھا جو انہوں نے المستحول میں امام اعظم ابوحنیفہ سے متعلق پیش کی تھی۔^۲

المستحول میں حدود و اختصار ہے :

المستحول کے اکثر ابواب میں اس قدر اختصار ہے کہ اس اشارے سے معلوم ہوتے ہیں جو مشکل افہم ہوتے ہیں جب کہ بعض اوقات اسلوب اتنا سہل اور آسان بھی ہوتا ہے کہ اس میں کوئی دشواری یا پیچیدگی نہیں ہوتی۔

ایک ”حدیث“ سے متعلق امام غزالی کا موقف :

امام غزالی حد کے مفہوم کے بیان میں کہتے ہیں کہ اگر کوئی یہ دلیل دے کہ رسول ﷺ نے ساری علی السہین ان لوگوں کے لئے فرمایا جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”استغفر لہم اَوْ لَا تَسْتَغْفِر لہم ان تَسْتَغْفِر لہم سبعین مرۃ فَلَی یَغْفِرَ اللہ لہم“۔^۳

تو یہ جھوٹ پڑتی ہوگی۔ امام غزالی ان الفاظ کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہیں :

”علی ان مسائل فی آیۃ الاستغفار کذب قطعاً، اذا الغرض منہ التواضع فی تحقیق الیاس من المغفرۃ، فکیف یظن برسول ﷺ ذہولہ عنہ“۔^۴

(آیت استغفار کے بارے میں جو حدیث سے نقل کیا گیا وہ قلعی کذب ہے کیونکہ اسی آیت کا مقصد علی ان کے بارے میں مغفرت کی کسی امید سے روکا ہے اور آپ ﷺ سے یہاں غفلت کا گمان نہیں کیا جاسکتا۔)

”مسائل علی السہین“ کے حدیث نہ ہونے کے بارے میں امام غزالی کو یہ ہم ہو گیا حالانکہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری مسلم وغیرہ جات میں اس کی تصریح کی ہے۔^۵

۱۔ احیاء علوم الدین، علامہ محمد بن محمد الغزالی حوالہ ۵۰۵/۳۳۳ کتاب العلم ص ۱۳۱۹۔ ۱۹۹۸ء

۲۔ تحقیق الحق باہل الباطل فی مہیت الحق، محمد زاہد کوثری حوالہ ۱۳۷۱ ص ۸۱۵/۸۱۶ کتابی ۱/۱۱۱، امجد علیہ کی تبلیغ جلد ۱ ص ۱۳۸۸۔ ۱۹۸۸ء

۳۔ التوبہ : ۸۔ المستحول من صلیبات الاصول، امام غزالی حوالہ ۵۰۵ ص ۳۱۲۔

۴۔ گنج بخاری، امام بخاری کتاب البیضاء باب ۱۸ من اصول علی السہین الاستغفار لمشرکین اس میں ذرت علی السہین کے الفاظ ہیں۔

ان تمام باتوں کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ امام غزالی کی اصولی فقہ میں انکھول پہلی کتاب تھی اور ابتدائی زمانہ کی کوشش تھی اس لئے اس کی تمام خوبیوں اور ان کی اس عظیم خدمت کے باوجود اس کتاب میں کچھ کمی بہر حال تھی۔ مگر اس سے ان کی عظمت و احترام میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ان کی کاوش اخلاص، چینی تھی اور مقصد اللہ کی خوشنودی تھا۔ اس کتاب کی خوبیوں میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ انکھول میں امام غزالی جب کسی کے حوالے سے کوئی بات کرتے ہیں تو اکثر مقامات پر وہ اس کے عقائد کا نام بھی ذکر کر دیتے ہیں، جبکہ مصلیٰ میں وہ اس طرح نہیں کرتے بلکہ صرف ان کے نزدیک جو قول ممتاز ہوتا ہے اسے بیان کر دیتے ہیں پھر وہ مروی کی آراء کو مختصراً بیان کرتے ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں : امام صاحب نے یوں تو بہت سے علوم فنون میں کتابیں لکھیں لیکن جنہیں اس کے ساتھ جن علوم کو ترکیبی و منفرد موصول فقہ کلام اور اخلاق ہیں۔۔۔ اصول فقہ میں امام صاحب نے بہت سے مسائل خود ایجاد کئے ہیں چنانچہ ان کی کتاب "المنحول" اس دعوے کی بین دلیل ہے۔

"المنحول" کا طرز تحریر امام غزالی کی مخالفت کا سبب بنا :

شبلی نعمانی لکھتے ہیں :

"امام صاحب نے آثار شباب میں ایک کتاب منحول نام موصول فقہ میں تصنیف کی تھی جس میں ایک موقع پر امام ابوحنیفہ صاحب پر ہمارے سختی کے ساتھ کثرت چینی کی تھی اور نہایت گستاخانہ الفاظ ان کی شان میں استعمال کئے تھے۔ امام صاحب کے مخالفین کے لئے یہ عمدہ دستاویز تھی یہ لوگ خبر کے دربار میں یہ کتاب لے کر پہنچے اور اس پر بلا دراپ و رنگ چڑھا کر پیش کیا اس کے ساتھ امام صاحب کی تصانیف کے مقابلہ میں بھی اہل ملت پلٹ کر بیان کئے اور دعویٰ کیا کہ امام غزالی کے عقائد مذہب و طاعت اور طہارت ہیں۔"

المنحول کی نسبت فیصلہ نہیں ہوتا کہ کس زمانے میں تصنیف ہے مکاتبات امام غزالی اور طبقات الشافعیہ، تاج الدین سبکی نے لکھا ہے کہ یہ زمانہ شباب کی تصنیف ہے جب امام الحرمین زندہ تھے لیکن امام غزالی نے خود اپنی کتاب مستصفیٰ فی اصول الفقہ میں لکھا ہے کہ : "المنحول" احیاء العلوم، کیسائے سعادت اور جوامع القرآن کے بعد کی تصنیف ہے۔" منحول اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس کا طرز تحریر علامہ شہادت دیتا ہے کہ وہ ابتدائی زمانہ کی تصنیف ہے خصوصاً امام ابوحنیفہ کی شان میں جو گستاخیاں ہیں اور ہرگز اس زمانے کی نہیں ہو سکتیں جب وہ تارک الدنیا صوفی ہو چکے تھے اور اس قسم کے طرز تحریر سے قطعی تو یہ کر چکے تھے۔ مکاتبات میں نے بھی لکھا ہے کہ امام صاحب نے انکار کیا کہ میں نے امام ابوحنیفہ کی شان میں کبھی گستاخانہ الفاظ استعمال نہیں کئے اس لئے یا تو یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ اس قدر مہارت جو امام ابوحنیفہ کی تحقیق میں اسے لائق ہے۔ یا یہ قرار دینا چاہئے کہ جو کتاب امام غزالی نے شباب میں تصنیف کی تھی وہ منحول نہیں بلکہ اور کوئی کتاب تھی اور امام صاحب نے بعد کو اس کو اپنی کتاب سے خارج کر دیا تھا۔

المنحول کے رد میں کتاب : خمس الاثر کروری نے منحول کے رد میں کتاب لکھی تھی۔

کتاب "المستصفیٰ" کا تحقیقی تجزیہ :

یہ کتاب اصول فقہ کے ارکان اور کتب میں سے ایک ہے جن پر اس فن کے لکھنے والوں نے بنیاد رکھی۔ اہل فقہ و ان کے اسے اصول فقہ کی بنیادی کتب میں شمار کیا ہے۔ امام غزالی نے اپنی علمی زندگی کے آخری زمانہ میں اس کو تالیف کیا جس کی وجہ سے یہ آپ کے علمی تجربہ کا نچوڑ ہے، جب آپ نے یہ شاہکار پر بعد ازیں دوبارہ تدریس کا آغاز کیا تو یہ کتاب تالیف کی۔ اس کتاب کے مقدمہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں :

"ثم سألني فلان الله تعالى الى معاودة التدريس والافادة ، فافرح على طائفة من طائفة من محصلي علم الفقه تصنيفا في اصول الفقه "۔

(پھر اللہ تعالیٰ نے تدریس و افادہ کی طرف لوٹنے پر آمادہ فرمایا تو علم فقہ حاصل کرنے والی جماعت کے مانتے اصول فقہ پر تصنیف پیش کی۔)

امام غزالی "المستصفیٰ" کی امتیازی خصوصیات یوں بیان فرماتے ہیں :

یہ کتاب حدود و اختصار اور طبیعت پر گہرائی گزرنے والی طوالت سے پاک ہے اس میں ان دونوں کے درمیانی راستہ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اس میں تحقیق و ترتیب کے جس طریقہ کا اہتمام کیا گیا ہے اس میں المنحول کی طرح حدود و اختصار نہیں اور نہ ہی "تہذیب الاصول" کی طرح طوالت ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں :

"الفرح على طائفة من محصلي علم الفقه تصنيفا في اصول الفقه ، احصوف العناية فيه الى التلخيص بين الترتيب والتحقيق ، والى التوسط بين الاخلاص والامال . على وجه يقع في الفهم دون كتاب "تہذیب الاصول" لميله الى الاستقصاء والاستكثار ، و فوق كتاب "المنحول" لميله الى الاجازة والاختصار . فاجتهد الى ذلك مستعينا بالله ، و جمعت فيه بين الترتيب والنحوق لفهم المعاني "۔

(علم فقہ کے شائقین نے اصول فقہ میں کتاب لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو میں نے اپنی توجہ تحقیق و ترتیب کے درمیان مزین کرنے اور رکاوٹ و پیچیدگی کے درمیانی راستے کو اس طرح اپنایا کہ فہم پر گہرائی نہ ہو جو کتاب تہذیب الاصول سے گہرائی و کثرت میں کم اور اوجہ زواہد اختصار میں کتاب المنحول سے زیادہ ہو تو میں نے اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے ان کی خواہش کو پورا کیا اور میں نے اسے فہم معانی کے لئے ترتیب و تحقیق کے مابین جمع کر دیا۔)

امام غزالی "المستصفیٰ" میں مستقل شخصیت کے حامل نظر آتے ہیں :

امام غزالی اس میں ایک مستقل شخصیت کے حامل فرد نظر آتے ہیں جس میں وہ اپنی آراء کو امام الحرمین سے کچھ متعین نہیں کرتے بلکہ صرف حق جاننے کی صورت میں یا اس کے بغیر چارہ نہ ہونے کی صورت میں وہ ان کے حصہ

میں رہتے ہیں ورنہ وہ اس کی جگہ دوسرے اقوال لے آتے ہیں، اور ایسا کرنے کی وجہ بھی بتا دیتے ہیں یعنی اس کتاب میں وہ "المستحصل" کی طرح اپنے استاد امام الحرمین کی آراء و اقوال سے چھٹے نظر نہیں آتے بلکہ آزاد رہتے ہیں۔ شیخ محمد غفری یک "المستصفی" کے اسلوب پر ان الفاظ کے ساتھ اظہار خیال فرماتے ہیں :

"وعادة المستصفی راقية فی حیث اسلوبها العربی ولم یکن الغزالی ممن یشرح علی الشرطاس فنسأه کما قال یطلق فی العنان حتی یبلغ الغایة معا یرید . ولم یکن قد جاء فی ذمتهم حرور التلخیص والاختصار لان همهم الوحید کان تادیه المعنی الی فکر السامع طال لکلّام او قصر".¹

(اسلوب کے اعتبار سے کتاب "المستصفی" کی عبارت بہت بلند پایہ امام غزالی کا لہجہ کے استعمال میں بخوبی نہیں آتی بلکہ جب تصنیف کے لئے بیٹھتے تو عنان قلم کو چھوڑ دیتے اور جو کچھ بیان کرنا ہوتا کھن کر بیان کرتے آپ کے دور میں انتشار و تخلف کا زمانہ نہیں ہوا تھا ان حضرات کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ مشہور و غنی کو سامع کے ذہن میں آمادہ و پائے خواہ کچھ لغویں جو یا مختصر۔)

المستصفی کی تقسیم : امام غزالی نے المستصفی کو ایک مقدمہ اور چار اقطاب پر مرتب کیا مقدمہ تمہیدی و تہذیبی اور چار اقطاب مقصود کے خلاصہ ذکر پر مشتمل ہیں اور ان کی تفصیلات گویاں بیان فرمایا :

"اعلم انک اذا فهمت ان نظیر الاصولی فی وجوه دلالة الأدلة السمعیة علی الاحکام الشرعیة، لم یخف علیک ان المقصود معرفة کیفیة اقتباس الاحکام من الادلة، ثم فی الادلة وقياسها، ثم فی کیفیة اقتباس الاحکام من الادلة ثم فی صفات المقس الذي له ان یقبس الاحکام، ثم ان الاحکام ثمرات . وکل ثمرة فلها صفة وحقیقة فی نفسها ولها عثر مستمر وطریقہ الامتصار . والثمرة : هی الاحکام ، اعنی الوجوب ، والمعطر ، والندب ، والکراهة والاداء ، والحسن والقبح ، والقضاء ، والاداء ، والصحة والفساد ، وغیرها : والثمر هی الادلة ، وهی ثلاثة : الکتاب ، والسنة ، والاجماع فقط . وطریق الامتصار هی : وجوه دلالة الادلة ، وهی اربعة : اذا لقوال ، اما ان تدل علی الشیء بصفتها ومنطوقها ، او بفحواها ومفهومها ، وبافتراضاتها وحسورتها ، او بمعقولها ومعناها المستبط منها ، والمستمز : هو المجتهد ، ولا یمن معرفة صفاته ، شروطه واحکامه ، فاذن الاصول تدور علی اربعة اقطاب : القطب الاول : فی الاحکام ، بوالدءة بها اولی ، لانها الثمرة المطلوبة ، القطب الثانی : فی الادلة ، وهی الکتاب والسنة والاجماع . وبها التثنية القطب الثالث : فی طریق الامتصار ، وهو وجوه دلالة الادلة القطب الرابع : فی المستمز ، وهو المجتهد الذي یحکم بظنه ، یتقابلہ المقلد الذي یلزمه التباعد ، فیجب ذکر شروط المقلد والمجتهد وصفاتها".²

آج کل تک اسے شک اگر تمام احکام شرعیہ میں اول سمعیہ کی ولایت کی وجہ، اصولی کی نظر میں دیکھ چکے ہوتے تو ہم پر اول سے احکام کے اعتبار کی بحیثیت اور پھر اول اور اس کے اقسام میں پھر اول سے احکام کے اعتبار کی بحیثیت پھر مختص کی صفات میں جو احکام سے اعتبار کرتا ہے کی معرفت میں مقصود پوشیدہ نہیں رہے گا۔ تو بلاشبہ احکام شرعات ہیں اور ہر شرع اپنے اندر ایک صفت و حقیقت رکھتا ہے اور اس کا ایک مستمر، مستقر اور طریق استیمار ہے اور ضرور وہ احکام ہیں یعنی وجوب، ظہر، مذہب، انکار، استیلاء، اجابت، حسن و قبح، اقتداء، اولاد، صحت و فساد، غیر و اول و شرع و اول ہیں جو صرف تین ہیں یعنی کتاب، سنت، اجماع اور طریق الاستیمار وہ اول ہے ولایت کرنے والی وجہ ہیں جو چار ہیں کیونکہ اقوال یا قوشی پر اپنے صیغہ و حکم کے اعتبار سے ولایت کریں گے یا اپنے مقصد و معنی کے اعتبار سے اپنے اقتضاء و ضرورت کے اعتبار سے یا اپنے معقول اور اس سے مستند معنی کے اعتبار سے ولایت کریں گے اور مستقر و مجمع ہے اس لئے اس کی صفات و شروط و احکام کی معرفت ضروری ہے تو اس صورت میں جملہ اصول چار اقطاب میں گروہ بن کر رہیں گے۔ قطب اول احکام میں ہے اس کے ساتھ اقتداء، اگر جائز یا دوسرے کیونکہ شرط و مطلوب ہوتا ہے۔ قطب ثانی اول میں ہے اور وہ کتاب، سنت، اجماع ہے اور اس کو کلیات میں کرنا بہتر ہے۔ قطب ثالث طریق الاستیمار (نتیجہ طلب کرنے کے طریقے) میں ہے اور وہ اولاد کی ولایت کی وجہ ہیں۔ قطب رابع مستقر میں ہے اور وہ مجتہد ہے جو اپنے فہم سے حکم لگاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں مقتد ہے جو اس کی اتباع کو اپنے اوپر لازم کرتا ہے تو مجمعہ اور اس کی صفات کے ساتھ مقتدی شرط کا ذکر واجب ہو گا۔

المستصفیٰ کے منطقی مقدمہ کا جائزہ : اصول و فقہ کی اس کتاب کا مقدمہ منطقی میں ہے اور امام غزالی یہ سمجھتے تھے کہ یہ مقدمہ تمام علوم کے لئے ضروری ہے اور وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جو اس منطقی مقدمہ کا احاطہ کرے اس کے علم کاوش علم کے یہاں کوئی اعتبار نہیں اسی لئے وہ فرماتے ہیں :

"لم یکن فی هذه المقدمة مدبرک العقول، انحصارها فی الحدو البرهان، و تذکر شروط الحد الحقیقی، و شروط البرهان الحقیقی، و اقسامها علی منہاج او حتر مما ذکرنا فی کتاب "محک النظر" و کتاب "معیار العلم" و لیست هذه المقدمة من جملة الاصول، ولا من مقلداته الخاصة به، بل هی مقدمة العلوم کلها، و من لا یحیط بها فلا یلقہ معلومه اصلا، لمن شاء ان لا یتکسب هذه المقدمة فلیبدأ بالکتاب من القطب الاول، فان ذلک هو اول اصول الفقه، و حاجة جمیع العلوم النظرية الی هذه المقدمة کحاجة اصول الفقه".

(ایم اس مقدمہ میں ہمارے عقول، انحصار پر حمان میں اس کے اقتدار کو بیان کریں گے اور ہم حد حقیقی کی شرط اور برهان حقیقی کی شرط اور ان دونوں کے اقسام کو تقریر بیان کریں گے۔ جیسے ہم نے کتاب "محک النظر" اور کتاب "معیار العلوم" میں ذکر کیا ہے اور یہ مقدمہ حمل اصول میں نہیں اور نہ اس کے مقدمات کسی خاص فن میں ہے، بلکہ یہ مقدمہ تمام علوم کے لئے ہے اور جو اس کا احاطہ نہیں کرے گا اس کے علوم کا اضافہ کو اعتبار نہیں اور جو اس مقدمہ کو نہ لکھنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ وہ کتاب میں قطب اول سے ابتداء کر لے کیونکہ وہ اصول فقہ کا ابتداء ہے اور تمام علوم نظریہ میں اس مقدمہ کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح اصول فقہ میں اس کی حاجت ہے۔)

المستصفیٰ کے شارحین :

(۱) ابن النضر حسین بن عبدالحزیز محمد مالکی متوفی ۶۷۹ھ نے شرح المستصفیٰ للفرغانی تالیف کی۔

(۲) ابو نصر احمد بن محمد بن احمد عبد الرحمن بن مسعود الفرغانی متوفی ۶۹۹ھ نے شرح لکھی۔ ان فرعون نے الدبیانی میں اس کے لئے "شرح احسان" (ممد و شرح) کے الفاظ کہے ہیں۔

(۳) حافظ ابوبلی الحسن (الحسین) ابن عبدالحزیز بن محمد القرشی القری فی الفرغانی مالکی متوفی ۶۹۹ھ معروف بہ ابن الامام۔
المستصفیٰ کے اختصار و حواشی: اہل مغرب و اندلس نے امام غزالی کی المستصفیٰ کی خوب قدر دانی کی اس کے اختصارات بھی کئے چند مند و بجا ذیل ہیں :

۱۔ علی بن ابوالقاسم ابن ابی قحون متوفی ۵۷۵ھ نے المختضب الاشفی فی اختصار المستصفیٰ کے نام سے اختصار لکھا۔

۲۔ ابوالولید محمد بن رشد الشافعی متوفی ۵۹۵ھ نے "الضروری فی اصول الفقہ" ۱/۲ "مختصر المستصفیٰ" کے نام سے اس کا اختصار کیا۔

۳۔ محمد بن عبدالحق البصری الذروی متوفی ۶۳۵ھ نے "مستصفیٰ المستصفیٰ" کے نام سے اس کا اختصار کیا۔
(۴) ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد الارزبی الازہلی اندلسی متوفی ۶۳۷ھ یا ۶۵۱ھ معروف بہ ابن الحاج انہوں نے "مختصر المستصفیٰ" اور "حاشیہ علی مشکاوت المستصفیٰ" تالیف کیا۔

المستصفیٰ پر تعلیقہ : ابوالحسن بہل بن محمد بن سبیل بن مالک الارزبی الفرغانی متوفی ۶۳۹ھ نے امام غزالی کی المستصفیٰ پر تالیف کی۔

ابوالنخشب الکوزانی حنبلی (۴۳۲ھ - ۵۱۰ھ) ^۵

فقیر اصولی بفرسی ادیب شاعر تھے۔ قاضی ابوبلیغی سے عقد حاصل کیا انہ کے تالیف کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے کتاب فیض کیا۔

- ۱۔ حدیث الدارقین ۵/۳۱۳ میں ان کا نام اس طرح مرکوز ہے حسین بن عبد اللہ بن عبد الحزیز ابن محمد باہم الاصلیٰ ۲/۶۸ (۲۰۵)۔
- ۲۔ حدیث الدارقین ۵/۱۰۲۶ بیضاوی المکرم ۴/۴۷۷، الدبیانی، ابن فرعون مالکی متوفی ۹۹ھ میں ۱۰۰۳، الحج المکین ۲/۹۸، باہم الاصلیٰ ۲/۶۸۔
- ۳۔ حدیث الدارقین ۵/۳۸۳۔
- ۴۔ حدیث الدارقین ۵/۱۹۹ (۱۳۷)۔
- ۵۔ حدیث الدارقین ۵/۳۱۳، الدبیانی ۵/۹۵، الحج المکین ۲/۶۸، باہم الاصلیٰ ۲/۹۸، حدیث الدارقین ۵/۳۱۳، الدبیانی ۵/۹۵، الحج المکین ۲/۶۸۔
- ۶۔ حدیث الدارقین ۵/۳۱۳، الدبیانی ۵/۹۵، الحج المکین ۲/۶۸، باہم الاصلیٰ ۲/۹۸، حدیث الدارقین ۵/۳۱۳، الدبیانی ۵/۹۵، الحج المکین ۲/۶۸۔
- ۷۔ حدیث الدارقین ۵/۳۱۳، الدبیانی ۵/۹۵، الحج المکین ۲/۶۸، باہم الاصلیٰ ۲/۹۸، حدیث الدارقین ۵/۳۱۳، الدبیانی ۵/۹۵، الحج المکین ۲/۶۸۔
- ۸۔ حدیث الدارقین ۵/۳۱۳، الدبیانی ۵/۹۵، الحج المکین ۲/۶۸، باہم الاصلیٰ ۲/۹۸، حدیث الدارقین ۵/۳۱۳، الدبیانی ۵/۹۵، الحج المکین ۲/۶۸۔
- ۹۔ حدیث الدارقین ۵/۳۱۳، الدبیانی ۵/۹۵، الحج المکین ۲/۶۸، باہم الاصلیٰ ۲/۹۸، حدیث الدارقین ۵/۳۱۳، الدبیانی ۵/۹۵، الحج المکین ۲/۶۸۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " التمهید فی اصول الفقہ " تالیف کی ہے۔

ابوبکر الاسار بندی الحنفی (متوفی ۵۱۲ھ)

مؤلفات اصولیہ : ۱۔ الاصول فی الفقہ ۲۔ مختصر تفہیم الادلة للديوسي۔

ابوالوفاء بن عقیل حبلی (۴۳۱ھ-۵۱۳ھ)۔

فقیر، اصولی، واعظ اور متکلم تھے۔ ابو یعلیٰ بن القراء سے کلمہ حاصل کیا اور ابو الولید المحترق سے اصول کی تعلیم حاصل کی۔ علوم وفنون اور ان کی تصنیف و تالیف کے میدان میں قوی الحجۃ تسلیم کئے جاتے تھے۔ شروع میں مذہب معتزلہ کی جانب میلان رکھتے تھے بعد میں اس رجحان کو ترک کر کے مذہب حنابلہ کی فقہ میں منہمک ہو گئے مگر اس کے باوجود بھی ان کے عقیدہ میں مذہب معتزلہ کا اثر باقی رہا۔ اپنے زمانے کے قطب الاعلام اور شیخ الاسلام تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " الواضح فی اصول الفقہ " تالیف کی یہ کتاب تین مجلدات میں ہے ان کے علاوہ ایک کتاب " الخصون " بھی تالیف کی جس میں فقہ، اصول، فقہ، علم الکلام اور بہت سے علوم سے کثیر و عظیم فوائد جمع کئے۔ حافظہ الذہنی نے اس کتاب سے متعلق لکھا :

" لا تصیف فی الدین اکبر من هذا الكتاب " (اس دنیا میں اس تصنیف سے بڑی کوئی کتاب نہیں)۔

عبدالرحیم القشیری الشافعی (متوفی ۵۱۳ھ)۔

فقیر، اصولی، مفسر اور ادیب تھے اپنے والد سے علم الاصول وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر ان کی وفات کے بعد امام افریقی کی صحبت اور ان کے درس میں ہمیشہ شریک رہے یہاں تک کہ فقہ، اصولی و خلاف میں اعلیٰ مقام حاصل کر لیا۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ہمیں ان کی کسی تصنیف کا علم نہیں ہو سکا (واللہ اعلم)۔

احمد بن عثمان الفیحی (متوفی ۵۱۷ھ)

انہوں نے کتاب " قواعد الادلة وشواهد الاحیة " تالیف کی۔

۱۔ ابن کثیر، ۳/۳۲۱، حدیث الغارین ۶/۶، فتح المبین ۱۱/۲۔

۲۔ ابوالکریم بن حسین بن محمد، امام فخر الدین قراسان (مرور) سے نقل رکھتے تھے حدیث الغارین ۶/۸۳۔

۳۔ ابوالوفاء بن عقیل بن محمد بن عقیل بن احمد، ابجد ادوی (۱۰۳۹ھ/۱۱۹۹ھ) بغداد میں وفات پائی۔

۴۔ ابن کثیر، ۳/۸۵، حدیث الغارین ۵/۶۹۵، فتح المبین ۲/۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ میں علامہ حمی کا قول منقول ہے۔

۵۔ ابوالرحمن عبدالرحیم بن ابوالکریم بن حوازن القشیری، متوفی ۱۱۲۰ھ۔

۶۔ کتاب المصنوع ۲/۱۹۷ (۳۳) بشذرات المذهب، شیخ عبدالحی بن احمد، حبلی، متوفی ۱۰۸۹ھ/۳۵۔

۷۔ ابوالاعلیٰ احمد بن عثمان بن عمر، حبلی، ابجد ادوی، حدیث الغارین ۵/۸۲۔

بہر حال کتاب "الوصول" اصول فقہ کے جامع ابواب اور معقیم مسائل پر مشتمل ایک مکمل کتاب ہے اس کا مختصر ہونا تو قاری کے فہم پر غل ہو تا ہے اور نہ ہی اس کی طوالت اکتاہٹ پیدا کرتی ہے و سوائے ایک جگہ کے تمام مقامات پر اپنے استاذ امام غزالی کا نام لئے بغیر ان سے نقل کرتے ہیں وہ امام غزالی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

فلله الغزالی قدس الله روحه الى انبها سوال باطل

اس عبارت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب امام غزالی کی وفات کے بعد تالیف کی تھی۔ وہ امام غزالی سے متاثر نظر آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قاری اس کتاب کے اسلوب و ترتیب کو "المصحول" سے بہت قریب پاتا ہے ساقی طرح امام الحرمین کی البرحان سے بھی متاثر لگتے ہیں۔ ابن برحان امام الحرمین اور اپنے دوسرے استاذ کی آراء کو کئی مقامات پر نقل کرتے ہیں مگر وہ عموماً "مضبوحاً" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ وہ امام الحرمین کی تربیت سے صرف اس وقت بہتے ہیں جب کوئی مسئلہ اصول فقہ سے کم تعلق رکھتا ہو ورنہ اسے بیان نہیں کرتے جیسے الکلام فی مدارک العلوم و انکشاف و موانعہا و معانی الحروف وغیرہ اور بعض چیزوں کے اصول فقہ سے قرعنی تعلق کی بناء پر ان کا اضافہ بھی کر دیتے ہیں جیسے لغوی مسائل میں حقیقت بھار بھمل کی بعض اصناف، مابین برحان اپنے استاذ امام الحرمین کی طرح الاسراغینی اور قاضی ابوبکر باقانی کی آراء پر اعتماد کرنے میں مساوی و مشارک نظر آتے ہیں۔

قاضی ابوالولید بن رشد مالکی (۳۵۵ھ-۵۲۰ھ)^۱

اپنے زمانے میں، اندلس و مغرب کے زعمیم فقہاء میں سے تھے عمدہ تالیف پر قدرت رکھتے اصول و فروع پر تبحر اور بہت سے علوم میں دسترس تھی۔ روایت و روایت کا خوب علم رکھتے تھے، کم گو اور بہت حیاء کرنے والے شخص تھے۔ ۵۱۱ھ میں قرطبہ کے قاضی بنائے گئے۔ ابو بکر بن رزق سے تعلق حاصل کیا۔ قاضی عیاض آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ کثیر تصانیف شخص تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "البيان والتحصیل، المسائل المستخرجة من الوجہ والتعلیل" تالیف کی یہ ایک عظیم کتاب ہے جو میں سے زائد مجلدات پر مشتمل ہے۔^۲

ابوبکر الطرطوشی مالکی (۳۵۱ھ-۵۲۰ھ)^۳

مالکی فقیہ تھے۔ اندلس میں ابوالولید باجی سے زانوئے تلمذ طے کیا، حجاز مقدس، بغداد، بصرہ، شام اور اسکندریہ کے علمی دورے کئے اور ائمہ شافعیہ ابوبکر الشافعی، ابوالحسن علی بن ابراہیم الشافعی وغیرہ سے اکتساب فیض کیا۔ فقہ، مسائل، الخلاف، اصول، فرائض وغیرہ میں یہ طوئی رکھتے زاہد، متقی اور متواضع تھے۔ قاضی عیاض آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

۱۔ ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد القرطبی (۱۰۶۳/۱۱۲۶ھ) قرطبہ میں وفات پائی۔

۲۔ المدیاح، ابن فرعون مالکی متوفی ۹۹ھ، ص ۳۷۳، الحداد، ابن العارفين ۸۵/۸، محمد المومنین، رضا کمال، ۲۲۸، الفتح المبین ۱۵۱/۲۔

۳۔ ابوبکر محمد بن الولید بن محمد بن خلف بن سلیمان بن ایوب القرطبی البصری (۱۰۵۹/۱۱۲۶ھ) ابن ابی رمدہ سے صریحاً نے اندلس میں ولادت اور اسکندریہ میں وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مسائل الخلاف" اور "مسائل اصول فقہ" پر تالیف تالیف کیا۔^۱

ابن السید الجبلی سی ماکی (۴۴۳ھ-۵۲۱ھ)^۲

نحوی ماویہ، شاعر، محدث اور اصولی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "النسیہ علی الاسباب الموجبة لاختلاف الفقهاء فی الاصول" تالیف کی۔^۳

حسین المامشی (۴۴۱ھ-۵۲۲ھ)^۴

امام، فاضل اور شہ تھے ابو بکر محمد بن حسن بن منصور النخعی سے عقد علم کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی جو قاسم بن قروین کی لاہیری میں ۶۳۳ نمبر کے تحت موجود ہے۔^۵

ابو بیری الماکلی (متوفی ۵۲۳ھ)^۶

فقیہ اصولی، مفسر، اور عادل قاضی تھے۔ علم کی نشر و اشاعت کے لئے مشرق کا سفر کیا۔ ابو الولید باقی اور ابن زیتون سے عقد علم کیا مصر و مکہ تشریف لائے۔ امام محمد شری نے ان کی خدمت میں آخر سیویہ کی کتاب پڑھی کیونکہ ان کو اس میں بہت حاصل تھی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المدخل فی الاصول" تالیف کی حدیث العارفین میں ان کی کتاب کا نام "مجموعۃ فی اصول الفقہ" مذکور ہے۔^۷

ابو الطاهر التتوفی ماکی (متوفی ۵۲۶ھ بعدہ)^۸

امام، عالم، مفتی اور مذہب کے حافظ تھے۔ اصول فقہ، حدیث اور لغت عربیہ میں امام تھے۔ مالکی مذہب کے ممتاز علماء سے تھے تخلید سے اجتہاد و ترجیح کی برتری ظاہر کرتے۔

انہوں نے کتاب "انوار البديعة السی السراو الشریعة، التہذیب علی التہذیب التبیہ علی مبادی الوجہ" تالیف کیں۔ ابو الطاهر التتوفی قواعد اصول فقہ سے فروغ کے احکام کا استنباط کرتے تھے اور اپنی اس کتاب "تبیہ" میں استنباط کے اسی صحیح کو اپنایا ہے اگرچہ شیخ تقی الدین بن دقین العید نے استنباط کے اس طریقہ کو غیر مفید

۱۔ حسن الخضرۃ، امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، ۴۱۳/۱، وفیات الاعیان، دین طحان، ۱/۳۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵

کہا ہے، کیونکہ فردوسی کی تخریج کو دو حصوں میں سے جدا اور مجید نہیں ہوتی اور ابو طالب نے اس کتاب میں تفسیر کی دیا، اور جو کچھ اس کا سلوب کو نہیں اختیار کیا۔ آپ شبید کے محض آپ کی تاریخ و احوال سے معلوم نہیں ہو سکتی صرف ان کا معلوم ہو گا کہ آپ نے اپنی کتاب "المعجم" کی تکمیل کی تاریخ ۵۲۶ھ ذکر کرتی ہے اس سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۵۲۶ھ کے بعد ہی آپ کا انتقال ہوا ہو گا۔

ابن الخشاب شافعی (متوفی ۵۳۳ھ) ۱۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ابواسحاق اشعر ازی کی "اللمع" کی شرح لکھی۔ ۲۔

عبدالعزیز النفسی حنفی (متوفی ۵۳۳ھ) ۳۔

علم انظر، فقہ و اصول میں ید ملونی رکھتے تھے۔ بخاری میں منصب قضاء پر فائز رہے۔ بخاری میں ابوالعناقر عبدالعزیز بن عمر سے تعلق حاصل کیا۔ امام الحرمین ابوالقاسم محمد بن عبداللہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

مؤلفات اصولیہ : "کتاب فی الفحول فی علم الاصول"۔ ۴۔

امام المازری مالکی (۳۵۳ھ-۵۳۶ھ) ۵۔

ادیب، حافظ، طبیب، فقیہ، اصولی و ریاضی، متکلم تھے۔ ابن فرحون نے لکھا کہ اقطار ارض میں کوئی مالکی ان کے زمانے میں ان سے زیادہ فقیہ نہ تھا۔ آپ نے ابوالحسن اللحسی وغیرہ سے علم حاصل کیا، یہ شمار حضرات نے آپ سے استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ابوالعالی کی کتاب "البرہان" کی شرح لکھی اور اس کا نام "ابضاح المسحصول من برہان الاصول" رکھا۔ اس کے علاوہ مذہب مالکیہ کی کتاب "التلقین" کی بھی ایک عمدہ شرح لکھی یہ دونوں شروح آپ کے مرتبہ اجتہاد پر فائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ۶۔

صدر الشہید حنفی (۳۸۳ھ-۵۳۶ھ) ۷۔

فقہ و اصولی تھے فروع و اصول میں امام اور مقول و منقول میں بلند مقام رکھتے اپنے والد سے تعلق حاصل کیا اور اپنے والد کی زندگی ہی میں خراسان میں پانچ انظر مجتہد و فقیہ بن گئے اور شہرت حاصل کر لی موافقین و مخالفین دونوں آپ کے فہیات کے معترف ہوئے، مذہب حنفی تھے بعض لوگوں کو ان کے شافعی المذہب ہونے کا وہم ہوا صاحب الہدایۃ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : فقہ و اصول وغیرہ میں آپ کی مؤلفات ہیں، مثلاً اصول حسام الدین وغیرہ۔ ۸۔

۱۔ ابوجعفر محمد بن احمد بن عبد القادر بن محمد بن یوسف بغدادی۔ ابن الخشاب سے معروف تھے۔

۲۔ حدیث المعارضین ۵/۳۵۵۔ مع عبدالمعز بن عثمان بن ابراہیم الکوفی متوفی ۱۱۳۸ھ، قاضی لمی سے معروف تھے۔

۳۔ کشف القلوب ۲/۱۳۹۷ حدیث المعارضین ۵/۵۷۸، الفواہم المصی ۵/۹۸، الفلاح الحسن ۲/۳۵۵ میں تاریخ وفات ۵۹۳ھ ذکر ہے۔

۴۔ ابوجعفر محمد بن علی بن عمر التمیمی المازری (۱۰۶۱/۱۱۳۳ھ) جزیرہ متعلکہ کے ساحلی شہر بازریں ولادت اور افریقہ میں وفات ہوئی۔

۵۔ ایشاع القلوب ۳/۱۵۶ حدیث المعارضین ۶/۸۸، الدیاج ۳/۳۷۵، الفلاح الحسن ۲/۳۶۶۔

۶۔ ابوجہام الدین عمر بن عبدالمعز بن عمر بن مالک (۱۰۹۰/۱۱۰۳ھ) صدر الشہید سے مشہور تھے سر قدس شہید اور بخاری میں مدقون ہوئے۔

۷۔ حدیث المعارضین ۵/۸۳۷، الجوامع المصی ۵/۱۱۱۱، ابوجعفر عبدالقادر بن ابی الوفا قرشی متوفی ۷۷۵ھ، ۱/۳۹۶، ۳۹۷ (۱۰۸۱) الفواہم المصی ۵/۱۱۱۱۔

۸۔ ابوالحسنی متوفی ۵۳۷ھ، الفلاح الحسن ۲/۳۵۵۔

محمود بن زید اللامشی حنفی ماتریدی (۵۳۹ھ بعدہ)

ماوراء النہر کے لامش نامی گاؤں کی طرف نسبت سے لامشی کہلاتے ہیں اس سے یہ ہی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی تعلیم و تعلم ماوراء النہر یا خصوصاً سمرقند کے قریب قرغانہ میں ہوئی ہوگی۔ انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "اصول اللامشی" تالیف کی۔

کتاب "اصول اللامشی" کا تحقیقی جائزہ :

"اصول اللامشی" یا "کتاب اللامشی فی اصول الفقہ" حاتی خلیقہ نے "اصول اللامشی" کے نام سے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ ان کے حالات زندگی دستیاب نہیں ہیں مگر اصول فقہ کی اس کتاب میں دو گیارہ مقامات پر "مشائخ ماوراء النہر" یا "مشائخ سمرقند" یا "مشائخ خیابان" کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی تعلیم و تعلم کا سلسلہ اسی علاقے سے وابستہ ہوگا اس لئے ان کی شخصیت پر وہاں کا اثر غالب تھا۔ اسی طرح وہ عقل میں مشائخ عراق یا مشائخ بغداد (حنفی) کو بھی ذکر کرتے ہیں۔

مختلف آراء ہونے کی صورت میں اللامشی کی ترجیح :

کسی مسئلہ میں مختلف اقوال و آراء ہونے کی صورت میں دو اپنے شہر کے مشائخ کی آراء کو باہم اور اپنے رکن ابو منصور ماتریدی کی رائے کو بالخصوص مشائخ عراق پر ترجیح دیتے ہیں۔ مثلاً وجوب الاعتقاد کے مسئلہ میں مختلف مشائخ کی آراء پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں :

"اختلف اصحابنا فی وجوب الاعتقاد، قال مشائخ العراق : "حکمہ وجوب العمل والاعتقاد قطعاً" وقال مشائخ سمرقند وریسہم الشیخ ابو منصور (محمد بن محمد بن محمد ماتریدی سمرقندی) رحمہ اللہ ، حکمہ وجوب العمل ظاہراً والاعتقاد علی سبیل الایہام، وهو الوجوب او السلب عیناً لیکن یعقد ان ماوراء اللہ تعالیٰ بہ حق ویاتی بالفعل لامحالة حتی لا یالیم بالترک الذکمان واجبا"۔

یہاں مشائخ عراق، سمرقند اور ان کے رئیس کی وجوب الاعتقاد کے مسئلہ میں آراء پیش کیں اور پھر کہا :

"والصحيح ما قاله مشائخ سمرقند"۔

(اور صحیح وہ ہے جو مشائخ سمرقند نے فرمایا۔)

انہوں نے صرف قول راجح بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے بعد اس کو دیگر اقوال میں سے صحیح ماننے کی بجائے اسی طرح دو شخصیں الکتاب، متواتر القیاس اور خبر واحد کے مسئلہ میں بھی وہی طرح مشائخ کا ائتلاف کر کے جس ان کی آراء پیش کرنے کے بعد کہتے ہیں : "وهو الجواب الاصح ، علی قول مشائخ سمرقند"۔

۱۔ ابوالحسن محمود بن زید اللامشی ۱۱۳۳ھ میں زید بن علیؑ سے کشف الھکون (۱۱۱۳)۔

۲۔ کتاب اللامشی فی اصول الفقہ محمود بن زید اللامشی حنفی ماتریدی حنفی عبد المجید ترکی میں ۱۵۵، ۱۵۸، ۱۶۵، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳

ابن اُمّی بعض اوقات اقوال میں ترجیح دیئے بغیر چھوڑ دیتے ہیں :

مذکورہ بالا دو مثالوں کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہر جگہ ہی اپنے شہر کے مشائخ یا رئیس کے قول کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ بعض مرتبہ وہ آراء کو ان میں ترجیح دیئے بغیر اسی طرح چھوڑ دیتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ان میں جب ترجیح کا فیصلہ نہیں کر پاتے ہوں یا یہ کہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہو کہ اس وقت کسی اور کو ترجیح حاصل ہے تو وہ اس کا ذکر نہیں کرتے۔

مثال سے وضاحت یا یہ کہ تمام اقوال میں سے جس کو چاہے ترجیح دے دیں مثلاً "واحصلوا لہی نفسی لاجساد" کے تحت جہتہ کے مصیب جنگلی ہونے میں دو شیخ ابو منصور ماتریدی اور مشائخ سمرقند میں سے ایک جماعت جن میں ابو الحسن الرستعلی وغیرہ شامل ہیں کی آراء اور امام ابوحنیفہ کی رائے پیش کرتے ہیں مگر اس میں وہ کسی کے قول یا رائے کو ترجیح نہیں دیتے بلکہ آراء ذکر کر کے اسی طرح چھوڑ دیتے ہیں تاکہ قاری خود قول راجح تلاش کرے اور جب ترجیح بیان کرے۔

ابن اُمّی کے نزدیک اختلاف کے مراتب :

ان کتاب میں عراقی کے حنفی امام ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ - ۷۶ء) ان کے شاگرد یحییٰ بن ابان (متوفی ۲۲۱ھ - ۸۳۶ء) لکھنوی (متوفی ۳۳۰ھ - ۹۵۲ء) اور ابو بکر صا (متوفی ۳۷۰ھ) ان سب کو کتاب الامشی فی اصول الفقه میں جگہ دی ان کی آراء کو نقل کیا مگر ان سب باتوں کے باوجود ماوراء النہر کے حنفی ماتریدی مشائخ کی نفسیات و برتری کو نمایاں اور ممتاز رکھا ان کے یہاں مراتب کی ترتیب یوں نظر آتی ہے۔ ماتریدی عقیدے کے مؤسس الاماتریدی (متوفی ۳۳۳ھ - ۹۴۳ء) کی رائے کو سب پر مقدم رکھتے ہیں پھر ماتریدی کے شاگرد "الرستعلی" پھر دیوبند اور اخیر میں الشی (متوفی ۵۰۹ھ - ۱۱۲۳ء) کو رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ الشی، لامشی کے شیخ میں سے ہوں اس کتاب میں الامشی نے ابو زید دیوبندی کو مشائخ ماوراء النہر میں شمار کیا ہے۔

ابن ضنبلی الواعظ (متوفی ۵۳۶ھ)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ البرہان فی الاصول ۲۔ کتاب المفردات فی الاصول

۳۔ کتاب المنتخب فی الاصول

جاء اللہ النجاشی شافعی (۴۱۷ھ - ۵۳۸ھ)

ادب اور فقیہ تھے۔

۱۔ حوالہ سابق ص ۳۰۲ ج حوالہ سابق اور مزید تفصیلات کے لئے اس کتاب کا فقرہ ۱۴۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵

۲۔ حوالہ سابق ص ۳۳۱ ج ۳۳۸، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المصباح فی الاصول" تالیف کی۔^۱
علاء الدین السمرقندی حنفی (متوفی ۵۴۰ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "ایضاح القواعد الالباب فی اصول الفقہ" تالیف کی۔^۲
قاضی ابوبکر بن العربی مالکی (۳۶۸ھ-۵۴۳ھ)

فقیر، محدث، مفسر، اصولی، ادیب و متکلم تھے۔ اشبیلیہ، اندلس، بغداد، شام، اسکندریہ، مصر، مکتہ المکرمہ میں کثیر عمار، فضلا، و صوفیاء سے تحصیل علم کیا۔ ابوبکر الاشعری، ابو حامد غزالی، ابوسعید زنجانی وغیرہ آپ کے بعض اساتذہ ہیں۔ آپ کے تلامذہ کا شمار ممکن نہیں، قاضی عیاض، ابن شکوال آپ کے کثیر تلامذہ میں شامل ہیں۔ اشبیلیہ کے قاضی رہے، اس عہد پر رہتے ہوئے عدل و انصاف کی بالادستی قائم کی آپ بہت سی عمدہ کتابوں کے مصنف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المحصول فی اصول الفقہ" تالیف کی۔^۳
فخر الدین الرازی شافعی (متوفی ۵۴۳ھ)

محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی الصبسی الکسری ان کی کتب کے بارے میں متوفی ۶۰۶ھ میں دیکھیں
حدیثہ الحارثین میں ان کی تاریخ وفات ۵۴۳ھ مذکور ہے۔^۴

ابو المحاسن البیهقی (متوفی ۵۴۳ھ)^۵

ادیب، شاعر، اصولی، مفسر تھے ان کے فقہی مذہب کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں ہو سکا، ابوالحسن مذکور وعلوم میں اپنے زمانے میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ

۱۔ صیقل الالباب۔ ۲۔ والنوار واللواح (منظوم)

۳۔ التلخیص فی الاصول۔^۶

ابوالفتح شہرستانی متکلم اشعری (۴۶۹ھ-۵۴۸ھ)

انہوں نے کتاب "الانقطار فی الاصول الفقہ" تالیف کی۔^۷

۱۔ کشف الظنون ۲/ ۱۸۷ھ حدیثہ الحارثین ۶/ ۴۰۲ھ۔ ۲۔ ابوبکر علاء الدین محمد بن احمد السمرقندی حنفی محدث حدیثہ الحارثین ۶/ ۹۰۔

۳۔ ابوبکر قاضی محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد العارفی الدہلی (۱۰۷۶ھ/ ۱۱۳۸ھ) ابن العربی سے مشہور تھے، اندلس میں ولادت ہوا کتب میں وفات اور قاس میں تدوین ہوئی۔ ۴۔ ایضاح المسکون ۳/ ۳۳۳ھ حدیثہ الحارثین ۲/ ۹۰، اللہ بیان ص ۶۷، ۸۰، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱

ابو محمد بن عبد اللہ الشافعی مالکی (۳۸۳ھ-۵۵۱ھ)

فقہ، اصولی اور رجال الدیث کے حافظ تھے مسائل خلاف، علم عربیہ و دیث میں بھر تھے۔ نو برس تک اپنے شہر حلب کے قاضی رہے اور عدل و انصاف میں امیر و غریب کی کوئی تفریق نہیں کی۔ مسکن المسکونة، مصر، عراق و قراسان کے علمی دور سے گئے، ان کی اصول فقہ پر کسی کتاب کا علم نہیں ہو سکا۔^۱

علامہ الدین ابو بکر حنفی (۲۸۸ھ-۵۵۲ھ)

فقہ تھے انہوں نے اصول فقہ میں مندرجہ ذیل کتب تالیف کیں :

۱۔ بدل النظر فی الاصول

۲۔ حصر المسائل وقصر الدلائل فی شرح منظومة النسفی^۲

ابن اقل الشافعی (۳۸۲ھ-۵۵۲ھ)

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔^۳

ابو بکر القلیعی مالکی (متوفی ۵۵۳ھ)

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "نور المحجة وایضاح المسحجة" تالیف کی۔^۴

علامہ الدین حنفی (متوفی ۵۵۳ھ)

فقہ، اصولی تھے انہوں نے کتاب "میزان الاصول فی نتائج العقول" تالیف کی جس کا آغاز : "الحمد لله فی العزلة والجلال" الخ سے ہوتا ہے۔^۵

ابو بکر ظہیر بلخی (متوفی ۵۵۳ھ)

فروع و اصول میں فاضل امام تھے معقول و منقول میں کامل عالم تھے۔ نجم الدین عمر الشافعی، صدر الاسلام ابو الیاس محمد ابو دوی، ربیع الدین المرتضیٰ ثانی وغیرہ سے علم حاصل کیا، محمود گلی کے زمانے میں حلب آئے اور پھر دمشق چلے گئے۔^۶

ابن الخضر مالکی (متوفی ۵۵۳ھ)^۷

محدث، فقہ، مکلف و اصولی تھے۔ اہل غرناطہ میں سے ہیں مختلف علوم میں آپ کی تالیفات ہیں۔

۱۔ ابو محمد بن عبد اللہ الشافعی (۱۹۶/۱۰۶۰ء) اندلس میں ولادت اور قراسان میں وفات ہوئی، تاریخ السنن ۳۶/۲۔

۲۔ ابو محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حمزہ الاسندی علامہ الدین اسمر قدی بعد یہ العارفتین ۹۲/۶۔

۳۔ ابو الحسن محمد بن المبارک بن محمد بن عبد اللہ فرقد اوی، ابن اقل بعد یہ العارفتین ۹۳/۶۔

۴۔ ابو محمد بن محمد بن عبد اللہ الشافعی الامینی اندلس سے تعلق تھا بعد یہ العارفتین ۹۳/۶۔

۵۔ ابو بکر محمد بن احمد علامہ الدین حسن الخضر سرقدی، کشف الظنون ۱۹۱۶/۲۔

۶۔ ابو محمد بن علی بن عبد الوہاب متوفی ۱۱۵۸ء، بحیرہ بلخی سے معروف تھے حلب میں وفات پائی۔ الخوارزمیہ ص ۷۷۔

۷۔ ابو الحسن علی بن محمد بن ابراہیم بن عبد الرحمن ابن الطحاکی الخوارزمی متوفی ۱۱۵۸ء، ابن تغری سے معروف تھے۔ غرناطہ میں وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مدارک الحقائق فی اصول الفقہ" تالیف کی جو پندرہ اجزاء اور مشتمل ہے۔^۱

ابن ہبیرہ حبلی (متوفی ۵۶۰ھ)

انہوں نے کتاب "الاجماع والاصلاف" تالیف کی ہے۔

ابوالفخراکروری حنفی (متوفی ۵۶۳ھ)^۲

فقیر اصولی تھے حنفی علماء میں بلند مقام رکھنے کی وجہ سے شمس الانوار اور امام ائمہ علیہ کا لقب دیا گیا۔ زہد و تقویٰ میں بہت بلند درجہ رکھتے، سلطان عادل نور الدین محمود بن زنگی کے زمانے میں حلب کے قاضی رہے مختلف علوم پر آپ کی تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی ہے۔

عبدالعزیز النسخی حنفی (متوفی ۵۶۳ھ)

ان کی تاریخ وفات ۵۶۳ھ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

ابوالحسن البیہقی (۳۹۹ھ-۵۶۵ھ)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کتاب اصول الفقہ ۲۔ جلاء صلب الشباب فی الاصول

۳۔ المصحح فی الاصول۔^۳

ابوالحسن الاندلسی (متوفی ۵۶۷ھ)

فقیر تھے اصول فقہ میں "الشباب فی اصول الفقہ" تالیف کی جس کا آغاز : "الحمد لله الذي هدانا لهذا" الخ لا اله الا الله وحده المبع" سے ہوتا ہے۔ "الشباب فی اصول الفقہ" کے نام سے محمد بن احمد سرقدی حنفی نے بھی کتاب لکھی تھی مگر حادی حلیہ سے ان کا سن وفات نہیں بتایا۔^۴

۱۔ المدخل ص ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱

احمد المصطفیٰ شافعی (متوفی ۵۸۹ھ)۔

مذہب، مذاہب، نظریہ اصول و حدیث تفسیر اور عقائد و مذہب میں امام تھے، اصحاب شافعی کے رئیس تھے اپنے شہر قزوین سے شہر شام پہنچے تھے وہاں محمد بن یحییٰ قتیبی کی خدمت میں رو کر کمال حاصل کیا ان کے دروس کے معیار بن گئے۔ بغداد اور قزوین کے بھی سفر کئے اور یہ کتاب بغداد میں درس رہے۔

مولانا ابوالکلام: اصول فقہ پر ہمیں ان کی کسی کتاب کا علم نہیں ہو سکا۔

امداد الغزنوی حنفی (مستوفی ۵۹۳ھ) ^۴

غیر متفقہ، اصولی تھے۔ محمد بن یوسف علوی حسینی اور امام کا سنی صاحب الہدایع سے تعلق حاصل کیا اور امام کا سنی گاہر کے معید تھے۔ علوی ایک یزدی جماعت نے آپ سے استفادہ کیا۔

مولات اصولیہ انہوں نے اصول فقہ میں کتابہ تالیف کی۔

ابوالولید محمد بن رشد الحفید مالکی (۵۲۰ھ-۵۹۵ھ)^۲

فقیر دایوب داصولی، حافظہ فیلسوف و حکیم تھے۔ فقہاء اور قضات کے گھرانے میں نشوونما پائی آپا، واجد اور مالکی مذہب کے ائمہ میں سے تھے۔ ابن رشد، ابن کے والد اور دادا قرطبہ کے قاضی رہے اور کچھ دنوں اشبیلہ کے قاضی بھی مقرر ہوئے تھے۔ ابن رشد کے دادا محمد بن رشد عالم اور فقیہ تھے، ان کے بعض مباحث شرعی اور فلسفیانہ مسائل سے متعلق تھے۔ ابن رشد نے شریعت اسلامیہ کے اشعری طریقہ پر تعلیم حاصل کی اور فقہی اصول کی امام مالک کے طریقے پر تحصیل کی اس لئے ان کے شرعی اور فقہی خیالات اور فلسفیانہ میانات میں مناسبت پائی جاتی ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ابن رشد نے اپنی اکثر کتابوں میں اشعریوں پر اعتراضات کئے ہیں اور ان کے طریقوں اور اساسی اصول پر سخت تنقید کی ہے جہاں تک سائنس کا تعلق ہے تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ابن رشد نے مجتہدین جس کی عمر سے قبل کوئی کتاب لکھی۔

١٠ وثائق أصولية :

- ١٠ كشف مناهج الأدلة بامناهج الأدلة في الأصول. ٥

”کتاب مختصر المستصفیٰ یا الضروري فی اصول الفقہ“ کا تحقیقی تجزیہ :

ابن رشد نے ”مختصر المستصفیٰ“ کے مقدمہ میں اس کتاب کے لکھنے کا موجب بیان کیا اور کہا :
 ”... فان غرضی فی هذا الكتاب ان اثبت لفسی ، علی حجة المذكورة ، من کتاب ابی حامد
 وحسنہ اللہ فی اصول الفقہ الملقب بالمستصفیٰ جملة کافية بحسب الامر الضروري فی
 هذه الصناعة“۔

(تو یہ نکتہ اس کتاب (کی تالیف) سے میرا مقصد یہ ہے کہ ابو حامد رحمہ اللہ کی اصول فقہ میں کتاب مکتبہ
 ”المستصفیٰ“ پر ایک ایسا قائل ذکر کر دوں جس میں صرف اس فن کے تمام ضروری امور شامل ہوں۔)

اسی مقدمہ میں مزید لکھتے ہیں :

”لکن رأینا ان نحوی فی ذلك علی عادة المتکلمین فی هذه الصناعة ، ونحوی فی
 تفسیرها علی الترتیب الواقع فی هذا الكتاب“ (کتاب المستصفیٰ لابن حامد)۔

کتاب کے آخر میں ایک مرتبہ پھر اپنے اس مختصر پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :

”وهنا التبی غرضنا فی هذا الاختصار ، وهو شبه المختصر من حجة حذف التطویل ،
 والمختصر من حجة التسمیة والتکمیل“۔

(اور یہاں اس اختصار میں ہمارا مقصد یہ رہا ہوا ، اور وہ (مختصر المستصفیٰ) طوائف کے حذف کے اعتبار سے تو مختصر کے
 مشابہ ہے اور تعمیم و تکمیل کے اعتبار سے مختصر (اضافہ) ہے۔)

ابن رشد کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے بیچ اصولیہ کے میدان میں امام غزالی کی نص پر اضافہ کر کے اس
 کی تہذیب و تکمیل کی۔ ابن رشد نے اپنی اس مختصر میں طریقہ استقصا میں اور طریقہ الفقہاء کے بجائے ایک تیسرا طریقہ
 اپنایا جس کو ”طريقة الفلاسفة“ کا نام دیا جاسکتا ہے۔

ابن رشد اور امام غزالی کی مابین متنازع امور :

اس کتاب کے حوالے سے دو بنیادی امور ہیں جن میں دونوں کی مختلف آراء ہیں :

۱۔ ابن رشد نے منطق کو اصول فقہ میں داخل کرنے کی جد سے امام غزالی پر اعتراض کیا۔

۲۔ فقہی نظریات و افکار کے اظہار میں دونوں ایک دوسرے سے جداگانہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

ابن رشد اپنے ”المختصر“ میں امام غزالی کے مقدمہ معطلیہ کو بحث سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کی وجہ ان
 الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں :

”ابو حامد قدم قبل ذلك مقدمة منطقية زعم انه اداء الى القول في ذلك نظر المتكلمين في هذه الصناعة في امور منطقية، كظهورهم في حد العلم وغيره ذلك، ونحن نترك كل شئ الى موضعه، فان من رام ان يتعلم اشياء اكثر من واحد في وقت واحد لم يمكنه ان يتعلم ولا واحدا منها“^۱

(ابو حامد نے اس سے قبل ایک مقدمہ منطقی پیش کیا اور یہ گمان کیا کہ امور منطقیہ میں حاکمین کے نظریہ کی وضاحت ہو جائے اور میں چاہے کہ ہم پریشی کو اس کے مناسب مقاموں موقع کے لئے چھوڑ دیں اور جو چاہے کہ ایک وقت میں ایک سے زائد اشیا دیکھنے تو ان (سب) کا دیکھنا اس کے لئے ممکن نہیں ہوگا اور وہ ایک بھی نہیں دیکھ سکے گا۔)

ابن رشد کے اعتراض کا جواب :

ابن رشد کے قول سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امام غزالی نے اصول فقہ میں منطق کو داخل کر دیا اس لئے ابن رشد نے اپنی نظر میں اس کو اپنی کتاب سے خارج کر دیا مگر حقیقت یہ ہے کہ امام غزالی نے اس مقدمہ منطقیہ کو اصول میں داخل نہیں کیا بلکہ انہوں نے تو اس مقدمہ کو تمام علوم کے لئے ضروری قرار دیا اور ساتھ ہی بھی کہہ دیا کہ جو اس کو لکھنا نہ چاہے وہ تو کتاب کے قسب اول سے غافل کر لے۔ امام غزالی ”المستصفیٰ“ میں ان الفاظ کے ساتھ اس کا اظہار فرماتے ہیں :

”ولست هذه المقدمة من جملة علم الاصول، ولا من مقدماته الخاصة به، بل هي مقدمة العلوم كلها ومن لا يحيط بها فلا فائدة له بعلمه اصلا، فمن شاء ان لا يكتب هذه المقدمة فليد بالكتاب من القطب الاول، فان ذلك هو اول اصول الفقه و حاجة جميع العلوم النظرية الى هذه المقدمة كحاجة اصول الفقه“^۲

ابن رشد نے مقدمہ منطقیہ کے علاوہ دیگر متعلقات کو بھی خارج از بحث قرار دیا :

ابن رشد نے اصول فقہ سے صرف منطق کے انکال سے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دیگر متعلقات کو بھی اسی سے خارج کیا مثلاً القاب اور جو وہ ایک ریسمانی قطب کے تحت آتے ہیں۔ اسی طرح اس قطب کو بھی بیان نہیں کیا جس کا تعلق اس فن سے نہیں ہے اور ابن رشد نے تو یہاں تک کیا کہ معلوم سے مجہول کی تحصیل کے احوال اور وجوہ بیان نہیں کئے باوجود اس کے کہ امام غزالی اور کبار اصولیین نے ان کو اسی فن میں شامل سمجھا ہے۔

علوم و معارف کی تقسیم میں ابن رشد کا امام غزالی سے اختلاف :

ابن رشد کہتے ہیں ”ان المعارف و العلوم ثلاثة اصناف“ (بلاشبہ علوم و معارف تین اصناف پر ہیں۔)^۳ جب کہ امام غزالی علوم کی تقسیم اس طرح کرتے ہیں :

”اعلم ان العلوم تنقسم الى عقلية كالطب، والحساب والهندسة وليس ذلك من غرضنا، والى دينية كالكلام، والفقه، اصوله، وعلم الحديث، وعلم التفسير وعلم الباطن اعنى علم

۱۔ ابن رباتی ص ۳۸۰ ج ۲ المستصفیٰ امام غزالی ج ۵ ص ۵۵، ۵۶، کراچی دار الفکر القرآن ۱۳۷۷ھ۔

۲۔ تفسیر المستصفیٰ ابن رشد ص ۳۶۔

القلب وتطهيره عن الاخلاق المذمومة). وكل واحد من العقلية الدينية ينقسم الى كلية وجولية^۱۔

(جان لیوا نے کہا ہے کہ علوم یا تو عقیدے کی طرف تقسیم ہوتے ہیں جیسے علم طب، حساب، ہندسہ اور اس موقع پر ان پر بحث کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ یا علوم کی تقسیم دینیہ کی طرف ہوتی ہے جیسے علم کام، اخلاق، اصول، حدیث، تفسیر اور علم باطن، علم باطن سے مراد دل اور اس کی اخلاق (ذہن سے تفسیر کا علم ہے۔ اور یہ علم عقیدہ اور دینیہ میں سے ہر ایک کو کلیہ اور جزئیہ میں تقسیم کیا جاسکتا ہے)

ابن رشد کی "مختصر" میں تقسیم :

ابن رشد اپنی کتاب مختصر المستصفی کی تقسیم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ چار اجزاء پر مشتمل ہے "الاول : يتضمن النظر في الاحكام والمانی : في اصول الاحكام والثالث : في ادلة المستعملة في استباط حكم عن اصل اصل ، وكيف استعمالها والرابع : يتضمن النظر في شروط المجتهد وهو الفقيه"^۲۔

(پہلا جزاء احکام کے بیان میں اور دوسرا اصول الاحکام میں ہے اور تیسرا اول مستعملہ میں حکم کا حکم سے اور اصل کا اصل سے استنباط کرنے اور چوتھا مجتہد جو فقہ ہے اس کی شرائط سے متعلق ہے۔)

ابن رشد آگے چل کر لکھتے ہیں :

"والنظر الخاص بها (صناعة الاصوليين) انما هو في الجزء الثالث من هذا الكتاب"^۳۔ (اس کتاب کے تیسرے جزاء میں اصولیوں نے خاص دلچسپی لی)

ابن رشد "مختصر" کے تیسرے جزاء کی ابتداء میں لکھتے ہیں :

"وهذا الجزء هو الذي النظر فيه اخص بهذا العلم"^۴۔ (اور وہ جزاء جس میں غور و فکر اس علم میں بہت خاص اہمیت رکھتا ہے)

ابن رشد نے امام غزالی کے "الفن الثالث" کے بجائے الجزء الثالث کے الفاظ استعمال کئے ہیں، امام غزالی کا فن ثالث دو مقدموں اور چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا مقدمہ قیاس کی تعریف میں ہے، دوسرا مقدمہ عقل میں تباہی اور اجتہاد کے حصر میں ہے۔ پہلا باب مقررہ قیاس کے ذریعہ اور قیاس کے ثبوت میں ہے دوسرا اصل الاصل کے ثبوت کے طرق میں ہے تیسرا شبہ قیاس میں اور چوتھا قیاس کے ارکان و شروط میں ہے۔^۵

المختصر اور المستصفی کے مضامین میں مابین موازنہ :

ابن رشد کے المختصر اور امام غزالی کی المستصفی کے مضامین کے مابین ذوری نظر آتی ہے حوالہ کے لئے صرف دو مثالوں پر اکتفاء کرتے ہیں جو الفاظ کی ولایت کرنے کے حرا جب کے مسائل سے متعلق ہیں :

۱۔ المستصفی، امام غزالی، ۱/۱۱۰۔ ج ۱ مختصر المستصفی، ابن رشد، ۳۶۔
 ۲۔ حوالہ سابق، ص ۳۶۔ ج ۱ حوالہ سابق، ص ۱۰۱۔ ج ۲ المستصفی، امام غزالی، ۱/۱۱۰۔

المصطفیٰ سے امام غزالی کا قول

حد الظاهر : هو اللفظ الذي يطلب على الظن فهم
معنى منه من غير قطع، فهو بالاحاطة الى ذلك
المعنى الغالب ظاهر ونص ۱۔

”مختصر المصطفیٰ“ سے ابن رشد کا قول

”والظاهر... من جهة الصيغة لسان : احد هما
الالفاظ المقولة من اول الامر على شئ ثم
استعيرت لغيره لتشابه بينهما او تعلق بوجه من
اوجه التعلق بوجه واما القسم الثاني من اقسام
الالفاظ الظاهرة فهي المبدلة ونعى هنا المبدلة
اببدال الكللى مكان الجزئى، والجزء مكان
الكللى، وعلى التحقيق فالتبديل يلحق جميع
الفاظ المستعارة..... وهذه الالفاظ الظاهرة
لها مراتب فى الظهور، وكلما كان اللفظ اظهر
احتيج فى تأويله الى دليل أقوى، وبالعكس متى
كان اللفظ قليل الظهور انصرف الى التأويل
بأسر دليل..... وبالحملة لمراتب الظهور
فى الالفاظ اما هو بحسب كثرة الاستعمال وقلة،
فان بلغت كثرة الاستعمال فى المعنى الذى
استعير له ان يعادل استعماله فى المعنى الاول
بقي اللفظ بين الاول والثانى مشتركا ومجملا
ومهما نقصت كثرة الاستعمال فى الثانى كان
اظهر فى الاول“ ۲۔

نہ جہاں میں پانچ اضراب کے تحت پانچویں ضرب جو مفہیم
میں یہاں طرح بیان ہوتا ہے۔

”المفهوم ومعناه الاستدلال بتخصيص الشئ
بالذكر على نفى الحكم عما عداه يسمى مفهوما
لانه مفهوم مجدّد لا يستند الى منطوق“ ۳۔

”واللفظ..... انما يصير حالا مفهوما عندما
تحذف بعض اجزائه، او يزداد فيه او يستعار ويبدل،
ولذلك لا تكون دلالة عند ذلك الا من جهة
القراءة، فان كانت القراءة غير متبدلة وقاطعة على
مفهومه يسمى ايضا ههنا نصا، وان كانت ثنية
اكثرية سمي ايضا ظاهرا، ان كانت ثنية غير مترجحة
سمى مجملا وطلب دليله من موضع اخر“ ۴۔

مفہوم بالادنیوں کتب کے اقتباسات کے عمومی تقابلی سے واضح طور پر محسوس ہوتا ہے کہ ”مختصر المصطفیٰ“
کو فقہاء میں شمار کرنا ممکن نہیں ہے بلکہ وہ ایک منظر و مناظرہ معلوم ہوتا ہے۔

مختصر المستصفی کی تالیف کا زمانہ :

ابن رشد نے اس کتاب کو ۵۵۵ھ میں تالیف کیا، یہ ان کی ابتدائی "تولقات" میں سے ہے اس کتاب کا ذکر ابن رشد نے اپنی ایک اور کتاب "بدایۃ المجتہد" میں کیا اور کہا :

"وقد تكلّمنا فی العمل (عمل اهل المدينة) وقوته فی كتابنا فی الكلام الفقہی، وهو الذی یدعی باصول الفقہ"۔^۱

(اور ہم نے اپنی فقہی کتاب میں فقہی مسائل پر بحث کے دوران تعامل اہل مدینہ اور اس کے اثرات کا جائزہ لیا ہے)

مختصر المستصفی کی تلخیص :

محمد بن علی بن عقیف نے ابن رشد کی مختصر المستصفی کی ۶۰۶ھ میں تلخیص کی۔^۲

(۲) الكشف عن مناهج الادلة فی عقائد الملة کا تحقیقی تجزیہ :

"الكشف عن مناهج الادلة فی عقائد الملة" یہ کتاب دراصل ابن رشد کی ایک اور کتاب "فصل المغایہ فی مابین الحکمة و الشریعة من الاتصال" کی تکمیل ہے، اور اس کے بعض مسائل کو اس میں وسعت دی گئی ہے اور چند ایسے امور پر روشنی ڈالی ہے جن سے انہوں نے اس سے قبل یا تو قصداً گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے یا بحث کی تنصیل اور بعض مقامات پر طوالت پرندی کی عادت کے تحت سبواً غفلت برتی تھی۔ اس کے متعلق مقدمہ میں تصریح کر دی گئی ہے لیکن اس کی اصل غایت مسئلہ تاویل کی تحقیق قرار دی ہے جس پر "فصل السقالات" میں اصول و فروع پر غور و تمقّق کے بغیر محض سطحی طور پر بحث کی گئی تھی۔^۳

لطفی جمد، امام غزالی کی تالیفات پر ابن رشد کی ایک عمومی نظر اور ان پر ایک مختصر تنقید کے تحت لکھتے ہیں :

ابن رشد نے اپنی تصانیف "تہافت النہایة و الكشف عن مناهج الادلة" کے اکثر مقامات پر غزالی پر نکتہ چینی کی ہے کہ انہوں نے عوام کے لئے مسائل حکمت کی تصریح کر دی۔ قرآن پاک کی آیتوں کی تاویل کی وجہ سے جو غریباں پیدا ہوئی ہیں ان کا اظہار کرتے ہوئے ابن رشد کہتا ہے۔ "سب سے پہلے جن لوگوں نے اس دو اے اعظم (یعنی انبیا) شریعت ظاہری) میں رد و بدل کی وہ خوارج اور معتزلہ ہیں اور ان کے بعد ازاں ابو حامد نے تو اس عمل کو عام ہی کر دیا۔۔۔۔۔ اور دوسرے مقام پر غزالی لکھتے ہیں کہ "حکماء کے علوم پہرہ محض قیاس پر مبنی ہیں۔ بخلاف دوسرے علمائے انہوں نے اپنی کتاب "المستقل من الضلال" میں حکماء پر بہت کچھ حملے کئے ہیں اور لکھا ہے کہ "حقیقی علم صرف خلوت اور فکر کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے اور یہ انبیاء کے علمی مرتبہ کے مماثل ہے"۔ اسی طرح قول ان کی کتاب "تکملة سعادت" میں پایا جاتا ہے۔ اس تشویش اور غلط ملاط کی وجہ سے دوسرے قیدیہ ابو حنبلے ایک وہ جس کا نصب العین علم و حکمت کی مذمت تھا دوسرا وہ جس نے شریعت کی تاویل کی اور اس کو فلسفے سے مطابق کرنے کی کوشش کی یہ ایک مرتبہ

۱۔ بدایۃ المجتہد و فہامہ، مقدمہ کاظمی، ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد، ص ۳۱۷ پاکستان لاہور، انسٹیٹیوٹ اعلیٰ، ۱۳۹۶ھ، ۱۹۷۶ء۔

۲۔ مختصر المستصفی، ابن رشد، ص ۳۶۔

۳۔ تاریخ خلافت الاسلام، لطفی جمد، ص ۸۷، القا کی تحفہ کے ساتھ، مترجم مولی الدین۔ گراچی، انیسٹریٹ، ۱۹۷۹ء۔

لفظی ہے یا پہلے تو یہ تھا کہ شریعت کے ظاہری معنی کو بیان کر دیں اور بعد پر حکمت اور شریعت کی مطابقت کو واضح نہ کریں
کیونکہ ان کی تصریح بیان پر حکمت کے نتائج کا انکشاف ہو جائے گا لیکن انہیں اس کی تردید کے لئے کوئی برہان قاطع
دیتا ہے نہ ہوگی۔

کشف منہاج الادلۃ کی تالیف کا زمانہ :

اگرچہ اس نے اپنی کتاب کو چوتھ برس کی عمر میں ترتیب دیا اس کتاب کی تدوین کا خیال ان کو "نہالة النبی" کی
تصنیف کے بعد ذہن میں آیا اور شاید غزالی کی کتابوں کے پڑاوتیاب مطالعہ نے ان کو اس طرف مائل کیا اس کتاب سے
ان رشدا کا مقصد۔۔۔ شریعت اور فلسفے میں تطبیق پیدا کرنا نہیں ہے بلکہ فلسفے کو ایک خاص طبقے کے لئے محدود کرنا ہے۔

لفظی جمعاً کے چل کر اس کی کتاب "فصل المقال" اور کشف عن منہاج الادلۃ کے سہمن میں لکھتے ہیں :

یہی کتاب (فصل المقال) میں اس نے نہایت ہم عقلی اور شرعی مسائل پر روشنی ڈالی ہے اور ان مسائل پر اس نے بحث
کی اور ان کا تجزیہ کیا ان پر تنقید کی لیکن یہ سب کچھ ایک ایسے حاذق جہان کی طرف توجہ دے کر نہایت چھوٹی چھوٹی
شرایع اور دین کو کاٹتا ہے اور خون کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہتا۔۔۔ اس نے باوجود عقل کو ظاہری شرع پر ترجیح
دی ہے چنانچہ کہتا ہے "فلیس کا قیاس محض ظہارت پر مبنی ہوتا ہے نہایت عارف کا قیاس یقینی ہے اور ہم قطعی طور پر حکم لگاتے ہیں
کہ نہایت برہان سے ثابت ہو جائے اور ظاہری شریعت اس کے مخالف ہو تو عمری قانون تاویل کی رو سے اس ظاہری
عقل کی تاویل کی جاسکتی ہے اس کے بعد اپنے بیان کی شہادت کے لئے اپنے مخالف اہل فکر کے اقوال پیش کئے چنانچہ
کہتا ہے "اگر اہل حق یقینی طور پر ثابت ہو تو اس وقت تاویل درست نہیں اور اگر اہل کفر و کجی ہو تو اس صورت میں تاویل
ہے اس لئے اگر نیکو عالم، اہل عدل و غیرہ کا قول ہے کہ تاویل کے ذریعے اگر اہل حق کے خلاف معنی لئے جائیں
تو کفر لازم نہیں آتا۔"

اس کے بعد لکھتے ہیں : اس کے بعد ان رشدا نے غزالی پر تبصرہ کیا ہے اور ان پر ملامت کی ہے کیونکہ انہوں نے
اپنی کتابوں میں غلطی اور جدلی طریقے اختیار کئے ہیں نیز یہ کہتا ہے کہ امام غزالی نے شریعت اور حکمت دونوں کو نقصان
پہنچایا ہے گویا ان کو علم نہیں ہوا کیونکہ ان کا اصول ایک یقینی مبنی پر مبنی تھا۔

ابن الجوزی حنبلی (۵۰۸ھ۔ ۵۹۷ھ) :

فقیر، اصولی، مفسر، محدث حافظ، داعی، اور پرمو رخ اور بہت سے علوم میں ید طولی رکھتے۔ فتنہ کی تعلیم ابن زعفرانی
وغیرہ سے حاصل کی خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا جن کا شمار ممکن نہیں آپ کی مجلس وقت میں دس ہزار سامعین ہوتے
آپ کی وفات کی تعداد ۳۳۰ سے زائد بتائی گئی ہے۔

۱۔ حوالہ سابق میں ۹۱۷ھ۔ ۲۔ حوالہ سابق میں ۹۱۷ھ۔ ۳۔ حوالہ سابق میں ۹۱۷ھ۔ ۴۔ حوالہ سابق میں ۹۱۷ھ۔

۵۔ حوالہ سابق میں ۹۱۷ھ۔ ۶۔ حوالہ سابق میں ۹۱۷ھ۔ ۷۔ حوالہ سابق میں ۹۱۷ھ۔ ۸۔ حوالہ سابق میں ۹۱۷ھ۔

۹۔ ابن اثیر، جمال الدین عبد الرحمن بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عیسیٰ بن احمد بن محمد بن جری قرطبی حنبلی (۱۱۳۳ھ۔ ۱۲۰۱ھ) بغداد
میں وفات پائی۔

تقلیدی رجحانات کے فروغ کے بعد اصول فقہ میں کام کی رفتار کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ

- فصل اوّل : ساتویں صدی ہجری میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تحقیقی تجزیہ
- فصل دوم : آٹھویں صدی ہجری میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تحقیقی تجزیہ
- فصل سوم : نویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ
- فصل چہارم : دسویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ
- فصل پنجم : گیارھویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ
- فصل ششم : بارھویں، تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

فصل اول

ساتویں صدی ہجری میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تحقیقی تجزیہ

ساتویں صدی ہجری میں سیاسی، علمی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر :

عباسی خلیفہ مظاہر ہامر اللہ (۶۲۲ھ - ۶۲۳ھ) کے بعد مستنصر باللہ (۶۲۳ھ - ۶۳۰ھ) کا زمانہ آیا۔ جس میں دو قاسم واقعات رونما ہوئے۔ ایک بیت المقدس پر صلیبوں کا عارضی قبضہ ہو گیا، دوسرے یہ کہ مشرق پر تاتاریوں کی یوٹش ہوئی۔ جس نے سارے مشرق کو ویران کر ڈالا۔ اسی کے نتیجہ میں خوارزمی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ بیت المقدس کا اصل محافظ ابو یوسفی خاندان تھا۔ صلاح الدین کی آنکھ بند ہوتے ہی اس کے جانشینوں میں خانہ جنگی کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ابو یوسفی بیت المقدس کی حفاظت سے قاصر ہو گئے۔

عباسی خلیفہ مستنصر نے اپنی علمی یادگاروں میں سے ایک مدرسہ مستنصریہ چھوڑا، جس کے وصف سے بیان قاصر ہے۔ اس مدرسہ کے قیام سے قبل بغداد کا سب سے بڑا مدرسہ نظامیہ تھا، لیکن وہ نظام الملک طوسی کی یادگار قریب میں چاروں مذاہب کے طلبہ تعلیم پاتے۔ مستنصر نے علماء و اہل دین کو قریب بنایا۔ سیرت نبوی کی اشاعت کی قیوں کا بند باب کیا۔ آخری عباسی خلیفہ مستنصر باللہ (۶۳۰ھ - ۶۵۵ھ) کی نااہلی اور اس کے شیعہ وزیر ابن ملطمی کی وجہ سے بغداد کی حالت بہت اتر ہوئی۔ ۶۵۵ھ میں ہلاکو نے بغداد پر فوج کشی کر دی۔ وحشی تاتاریوں نے اس عظیم الشان شہر کو لوٹ کر ویران کر ڈالا۔

ابن خلدون کا بیان ہے کہ صرف شاہی محلات سے انہیوں نے جتنی دولت اور جس قدر ساز و سامان لوٹا اس کا انداز نہیں لگایا جاسکتا۔ عباسی سب خانہ کی تمام کتابوں کو جو صدیوں کا سرمایہ تھیں، وہ جگہ میں بہاویا گیا۔ متولین کی تعداد کا اندازہ سولہ لاکھ تھا۔ بغداد سے عباسی خلافت ختم ہونے کے بعد مصر میں قائم ہوئی جوہ حاکمی صدیوں سے زائد عرصہ قائم رہی، لیکن اس کے خلفاء محض حرم کا تھے۔ اصل حکومت ممالیک کی تھی۔

مستنصر باللہ عباسی جو تاتاریوں کی قید سے چھوٹ کر عرب سرداروں کی جماعت کے ہمراہ ۶۵۹ھ میں مصر آئے تو اس خاندان مملوک کے چوتھے فرمانروا ملک الظاہر نصر بن قنداری کی حکومت تھی۔ شیخ الاسلام عز الدین فیہ السلام قاضی تاج الدین، سلطان نصر اور دوسرے ارکان سلطنت و عہدہ مصر نے ۶۵۹ھ میں اس کے ہاتھوں پر جنت کی اور دنیا کے اسلام میں احیاء و خلافت کا اعلان کر دیا۔ ان کا دور ۶۵۹ھ تا ۶۶۱ھ پر مشتمل رہا۔ ان کے بعد ان میں مقیم عباسی خاندان کے ایک اور رکن ابوالعباس حاکم ہامر اللہ کو قہرہ بنا کر ۶۶۱ھ میں خلیفہ بنادیا۔ بیچہ خلافت

کے بعد اس نے معمول کے مطابق ظاہر بصری کو ضلع عطا کی اور اس کو مملکت کا مختار بنا دیا۔ مگر جلد ہی دونوں میں اختلافات ہو گئے۔ ظاہر نے ۶۶۳ھ میں حکم کو نظر بند کر دیا اور ۶۷۲ھ میں تک نظر بند رہے۔

ان تمام حالات کے باوجود مملوک سلاطین اس حقیقت ثابت سے بخوبی آگاہ تھے کہ علم سلطنت کا ستون ہے۔ اس سے انہوں نے علوم و فنون کی ترویج و اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ علماء کو مقرب بنایا۔ وہ اس امر سے بھی واقف تھے کہ ایک جدید سلطنت کے بانی ہیں اور ان کی سلطنت کو بقا و دوام اسی صورت میں ممکن ہے جب تک وہ علوم و فنون کو پھیلائیں اور دین اسلام کے حامی و ناصر کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے آئیں۔ علمی تحریک کو چلانے میں علماء و فضلاء نے ممالیک کا ہاتھ بنایا۔ سولہ بعد اسکے نتیجہ میں جو علمی ورثہ ضائع ہوا اور جس میں بہت سے علماء کرام اور پیش قیمت کتب کا ایک نادر ذخیرہ تاجید ہو چکا تھا اس کی ترویج و احیاء کے لئے آٹھ کھڑے ہوئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ علم و فنون کی نشر و اشاعت کے متعدد اسباب اس دور میں جمع ہو گئے تھے جو پارہ آور ثابت ہوئے اور مختلف علوم و فنون کی کتب سے لائبریریاں بھر گئیں۔ علم و فن کی ہمیشہ یہ خصوصیت رہی ہے کہ وہ مخلص علماء و سلاطین کے زیر سرپرستی پھیلتا ہوا اور محب علماء کے ہاتھوں برگ و بار آتا ہے اور تاریخ اسلام کے دور میں بھی یہی ہوا۔ اس علمی ماحول نے ساتویں صدی میں کئی نامور اصولیین پیدا کئے جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ چند نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۰ ابن قدامہ حنبلی۔ متوفی ۶۲۱ھ کا شام سے تعلق تھا۔ وفاق و بغداد آپ کے علمی نشر و اشاعت کا مرکز تھے۔ اصول فقہ میں کتاب "ووضحة الناطل وجنة المناظر" کے مؤلف ہیں۔

۱۱ ابن حارب مالکی۔ متوفی ۶۳۶ھ۔ مصر میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ، اسکندریہ اور شام میں آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔ اصول فقہ میں مشہور کتاب "مختصر منہج السؤل والامل" کے بھی مصنف تھے۔

۱۲ سیف الدین امدی شافعی۔ متوفی ۶۳۱ھ۔ دیار بکر، آمد، بغداد، مصر اور شام میں آپ نے علمی خدمات انجام دیں۔ اصول میں کتاب "الاحکام فی اصول الاحکام" تالیف کی۔

۱۳ امام قرانی مکی۔ متوفی ۶۸۳ھ۔ مصر میں پیدا ہوئے۔ اصولی خدمات میں ایک یادگار کتاب "البروق فی النواء الفروق" بھی ہے جو چار اجزاء پر مشتمل ہے۔

۱۴ حاضی بیضاوی شافعی۔ متوفی ۶۷۵ھ۔ فارس میں پیدا ہوئے۔ ایک عمدہ متن تالیف کیا جو "منہاج الوصول فی علم الاصول" کے نام سے ہر زمانے کے علماء کی توجہ کا مرکز رہا اس پر کثرت سے شروح و حواشی وغیرہ لکھے گئے۔

ساتویں صدی ہجری میں کثرت سے اصول فقہ پر کتب تالیف کی گئیں۔ ہمیں اس بات کا بھی اعتراف کرنا چاہئے کہ اس دور میں تفکر و اجتہاد کی کمی کی باعث زیادہ تر اصول فقہ پر لکھی جانے والی کتب سائنس کی کتب کا انحصار شروع، حواشی، تعلیقات، منظوم، تخریج وغیرہ پر مشتمل تھیں۔ اس دور میں مجتہد نہ ہونے کے برابر تھے۔ اسی لئے

برائین کی کتب کے الفاظ اور ان کے معانی کے فہم کی طرف زیادہ توجہ دی جائے گی۔ جیسا کہ اس صدی کے اصولیین کی خدمات اور ان کی مؤلفات اصولیہ پر تحقیقی تجزیہ میں ذکر کیا جائے گا۔

اصولیین اور ان کی خدمات :

کمال الدین مسعود بن علی العنسی (متوفی ۶۰۴ھ)

انہوں نے ابواسحاق شیرازی کی کتاب "اللمع" کی شرح لکھی۔

فخر الدین الرازی شافعی (۵۳۴ھ/۶۰۶ھ)

فقیر، اصول، متکلم، مفسر، ادیب، شاعر، حکیم، فیلسوف اور فقی تھے۔ امراء و علماء میں ممتاز مقام رکھتے۔ فقہ اصول کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ حصول دُروسِ علم کے لئے خوارزم، ماوراءالنہر اور غراساں کے سفر کئے۔

مؤلفات اصولیہ :

- | | |
|---|-------------------------------------|
| (۱) ابطال القیاس | (۲) احکام الاحکام |
| (۳) الجدل | (۳) رد الجدل |
| (۵) الطریقۃ فی الجدل | (۶) الطریقۃ العلائقۃ فی الخلاف |
| (۷) عشرة الاف نکته فی الجدل | (۸) المحصل فی اصول الفقہ |
| (۹) المعالم فی اصول الفقہ | (۱۰) "المنتخب" یا "منتخب المحصول" |
| (۱۱) النہایۃ البہانیۃ فی المباحث القیاسیۃ | (۱۲) اسرار التنزیل والنوار التناویل |
| (۱۳) کتاب احکام الاحکام | (۱۳) المحصول فی علم اصول الفقہ |

اصول فقہ پر امام رازی کی کتب کا تعارف و تحقیقی تجزیہ :

(۱) ابطال القیاس :

فقہی نے اس کتاب کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ کتاب مکمل رہ گئی تھی۔ امام رازی نے اپنی کتاب "المعالم فی اصول الفقہ" میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے اس کتاب میں پہلے قیاس کی نفی پر دلائل دیئے ہیں اور پھر ان کے جوابات دینے کے بعد لکھا :
 "ولما کتاب مفرد فی مسئلۃ القیاس ، فمن اراد الاستقصاء فی القیاس رجع الیہ"۔
 (مسئلہ قیاس میں ہماری ایک علیحدہ کتاب ہے جو قیاس میں غور و فکر کا ارادہ رکھتا ہو وہ اس کی طرف رجوع کرے)

۱۔ معجم الاصولیین۔ ج ۱۱/۱۴۲ (۱۸)

۲۔ ابن عساکر ، ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی الصمیمی البکری القرطبی الطبرستانی (۱۱۵۰ھ-۱۲۱۰ھ) سے مشہور استاد اور
 برات میں وفات ہوئی۔ ج ۱ قطعی۔ ۱۔ اخبار النکحہ ۱۹۳ء۔ بیروت الانوارین اہل البصرہ (۲۳-۲۹) ۱۲۱۰ھ/۱۲۵۵ھ۔

ج ۱۔ المعالم فی اصول الفقہ۔ امام رازی متوفی ۶۰۶ھ/۱۲۵۵ھ۔ کاہرہ دار عالم الفکر مصر ۱۳۱۳ھ-۱۹۹۳ء

کتاب "ابطال القیاس" کے عنوان سے مخالفہ :

کتاب کے اس عنوان سے بعض لوگوں کو مخاطب ہوا کہ امام رازی کی یہ کتاب حجیت قیاس کے انکار پر ہے۔ مولا محمد اسماعیل ندوی نے اپنی کتاب "امام رازی" میں لکھا کہ کتاب قیاس کے بطلان میں ہے اور نامکمل ہے اور اسی طرح ڈاکٹر علی محمد حسن العمدادی نے اپنی کتاب "امام فخر الدین رازی" میں لکھا :

"الرازی معنی بنفون القیاس ، ولا یقولون بہ مصدرا من مصادر الشریع فان له رسالة فی ابطال القیاس ، کما یتظہر فی مواضع من تفسیرہ انکارہ للقیاس ، من ذلک ما جاء عند تفسیرہ لقوله تعالیٰ : وما اختلفتم فیہ من شیء فحکمہ الی اللہ من سورة (الشوری) فقد قال : احتج نفاة القیاس بهذه الاية ، فقالوا : قوله تعالیٰ : وما اختلفتم فیہ من شیء فحکمہ الی اللہ . اما ان یکون المراد ، فحکمہ مستفاد من نص اللہ علیہ أو المراد ، فحکمہ مستفاد من القیاس علی نص اللہ علیہ ، والدانی باطل ، لانه يقتضی کون کل الاحکام منبثة بالقیاس والہ باطل ، فیمتنع الاول ، فوجب کون کل الاحکام منبثة بالنص ، وذلک ینفی العمل بالقیاس" ۳۰

مذکور بالا اقتباس کا خلاصہ :

امام رازی ان لوگوں میں سے ہیں جو قیاس کے شرعی حجت ہونے کی نفی کرتے ہیں اور قیاس کو مصادر شرعی کا مصدر نہیں سمجھتے اور یہ کہ ان کا ایک رسالہ قیاس کے بطلان میں ہے۔ اسی طرح ان کی تفسیر میں کی جگہ ان سے قیاس کا انکار ظاہر ہوتا ہے۔

مگر درست بات یہ ہے کہ اس بارے میں امام رازی کا موقف واضح ہے وہ قیاس کو حجیت تسلیم کرتے ہیں۔ "المحصل" میں وہ قیاس کے بارے میں علماء کے مختلف مذاہب ان کے دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ آخر میں اپنا مسئلہ و موقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"والذی نلہ ہب الیہ وهو قول الجمهور من علماء الصحابة والتابعین : ان القیاس حجة فی الشریع" ۳۱

(ہم علماء صحابہ و تابعین کے ہمہ قول کی طرف چلتے ہیں اور وہ یہ کہ بجا شیعہ قیاس شرع میں حجت ہے)

امام رازی کی تفسیر سے بھی قیاس کا شرعی حجت ہونا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً وہ یہ آیت مبارکہ "فاعتصموا بالولی" کے تحت فرماتے ہیں :

۱۔ امام رازی۔ مولا محمد اسماعیل ندوی ص ۳۳ ، اعظم کڑ حصارک پریس ۱۹۵۰ء۔ ۱۳۶۹ھ سلسلہ دارالمصنفین نمبر ۷

۲۔ امام فخر الدین رازی حیاتہ و آثارہ۔ علی محمد حسن العمدادی ص ۱۹۷ ، المکتب الاسلامیہ لاٹ ، مجلس الاطالی للعلوم الاسلامیہ ۱۳۸۸ھ۔ ۱۹۶۹ء

۳۔ المحصول فی علم الاصول۔ امام فخر الدین محمد بن عمر بن مسین رازی متوفی ۶۰۶ھ/۱۲۱۶ء۔ دار المکتب العلمیہ ۱۳۰۸ھ۔ ۱۹۸۸ء

۴۔ الحشر : ۴

"اعلم اننا قد تمسکنا بهذه الایة فی کتاب "المحصل من اصول الفقه" علی ان القیاس حجة فلا نذكره هاهنا".^۱

(یہاں کو کہ ہے جب ہم نے کتاب "المحصل من اصول الفقه" میں اس آیت سے تمسک کیا کہ باشبہ قیاس حجت ہے۔ اس لئے ہم اسے یہاں ذکر نہیں کریں گے)

(۲) احکام الاحکام:

اس کتاب کا کئی جگہ تذکرہ ملتا ہے مگر شاید اب یہ کتاب مفقود ہو چکی ہے۔^۲

(۳) الجدل:

اس کتاب کو بھی کئی حضرات نے ذکر کیا ہے۔ قفطی نے "مباحث الجدل" کے نام سے اور فرس کوہرلی بہاول (۳/۵۱۹) میں "الجدل و الکشاف عن اصول الدلائل و فصول العلل" کے نام سے تذکرہ ہے۔^۳

(۴) رد الجدل:

اس کتاب کو صرف جمیل العظم نے عقود الجوہر میں ذکر کیا ہے۔

(۵) الطريقة فی الجدل:

ملحاح السعاده اور وفیات الامیان میں اس کتاب کا ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا۔ "وله طريقة فی الخلاف" مکتشف الطنون میں اسے "الطريقة فی الخلاف و الجدل" کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔^۴

(۶) الطريقة العلائیة فی الخلاف:

ابن ابی اصیہ اور قفطی نے اس کتاب کو چار مجلدات میں بتایا ہے۔ قفطی نے ساتھ ہی اس فن پر ان کی اولیت و مسابقت کا بھی ذکر کیا ہے۔ صفدی نے بغیر مسابقت کے ذکر کیا۔ ابن بکی نے اس کتاب کا نام لئے بغیر اس فن میں ان کی مسابقت کا ذکر کیا۔ بغدادی اور جمیل العظم نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ بہر حال اس فن میں ان کی مسابقت کا ذکر کیا جائے یا نہیں اس سے ان کی عقلیت میں کچھ فرق نہیں پڑتا، کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ اس فن میں ایک جداگانہ اسلوب کے حامل ایک ممتاز شخصیت تھے جنہیں اس فن میں پورا عبور حاصل تھا۔

۱ تصنیف الصحیح الرازی المشہور بالتفسیر الکبیر وفتح الغیب۔ امام فخر الدین رازی (۵۴۳ھ۔ ۶۰۶ھ یا ۶۰۳ھ) ص ۲۸۲، سورہ اشعر کی آیت نمبر ۲ کی تفسیر کے تحت لکھا۔ بیروت، دار الفکر طبع ۱۴۰۵ھ۔ ۱۹۸۵ء

۲ اعتبار الحکماء قفطی، ص ۱۹۲، میون الاہواء، ابن ابی اصیہ ۲/۳۰۔ الوافی ص ۲۵۵/۳، حدیث العارفین۔ بغدادی ۶/۱۰۷، ج اخبار الحکماء۔ قفطی ص ۱۹۱، میون الاہواء، ابن ابی اصیہ ۲/۳۰

۳ اعتبار الحکماء۔ قفطی ص ۱۹۱، وفیات الامیان، ابن علقان ۱/۳۷۔ ۶۷، ملحق السعاده، طاش کبری زادہ ۲/۱۱۸، کشف الطنون ۳/۱۱۳

۴ کتاب الوافی۔ صفدی ۳/۳۵۵، حدیث العارفین ۲/۱۰۷، میون الاہواء ۲/۲۹، اخبار الحکماء ص ۱۹۱، عقود الجوہر ص ۱۵۳

(۷) عشرة الاف نكتة في الجدل :-

(۸) المحصل في اصول الفقه :

محقق "المحصل" ط جابر قیاض علوانی نے اس کتاب کا ذکر کرنے کے بعد لکھا :

"انشره بذكره البغدادی فی هدية العارفين (۱۰۸/۴) ولعله وهم منه ، او تصحيف للفظ المحصول" :-

(اس "المحصل في اصول الفقه" کو صرف بغدادی نے ہیہ العارفین (۱۰۸/۴) میں بیان کیا اور ہو سکتا ہے

کہ یہ ان کا ہو یا کہ لفظ محصول کی تصحیف ہو گئی ہو)

محقق "المحصل" کے بیان کا تجزیہ ممکن ہے کہ محقق المحصول ط جابر قیاض علوانی نے بغدادی کی جس نمک لفظی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شاید وہ ان کی اپنی لفظی ہو۔ انہوں نے بغدادی کی کتاب کے صرف ایک حوالہ (۱۰۸/۴) سے اس کو ذکر کیا اور ان کا وہم بتایا۔ مگر اس کی تائید بغدادی کے ایک دوسرے حوالہ (۵۶۱/۵) سے بھی ہو سکتی ہے۔ جس میں انہوں نے کہا کہ عبد الرحیم بن رضی الدین محمد بن یونس الموسلی متوفی ۷۷۱ھ معروف بہ ابن منعة نے امام رازی کی اصول فقہ پر دو کتابوں کا اختصار کیا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام "مختصر المحصول" اور دوسری کا نام "مختصر المحصل" رکھا۔ اس کے علاوہ بغدادی نے تیسری جگہ (۳۰۰/۵) ذکر کیا کہ نجم الدین سلیمان بن عبد القوی بن عبد الکریم بن سعید ابو الریح الطوفی الضرصری البغدادی ضعیفی متوفی ۷۷۶ھ نے مختصر المحصل للفخر الدین رازی فی الاصول تالیف کی۔ اس سے بھی اس بات کی تائید ہو جاتی ہے کہ امام رازی نے محصل نامی کتاب اصول فقہ میں تالیف کی تھی۔ مزید یہ کہ المراقی نے ۱۵۰/۲ میں لکھا ہے کہ تاج الدین احمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن سلیمان، ابن ترکمانی متوفی ۷۳۳ھ نے "تعلیقہ علی المحصل للامام فخر الدین رازی" تالیف کیا۔ اس سے بھی اس بات کی تائید ہو جاتی ہے کہ امام رازی نے المحصل نامی کتاب تالیف کی تھی۔ اگرچہ مظہر بقا نے اپنی کتاب معجم الاصولین کے حاشیہ میں ۱۵۹/۱-۱۶۰ (۱۳) اس "تعلیقہ المحصل" کو تاج الدین کی طرف منسوب کرنے پر المراقی کو لفظی پر قرار دیا مگر "المحصل" نامی کتاب کا انکار نہیں کیا۔

(۹) المعالم فی اصول الفقه :

لفظی نے "المعالم فی الاصلین" کے نام سے اس کتاب کا ذکر کیا۔ ابن خلیکان نے کہا : "وہی اصول الفقه المحصول و المعالم" ۔ طاش کیری زاوہ اور حاجی خلیفہ نے بھی اس کا ذکر کیا :-

۱۔ اس کتاب کو صرف فہرست جہاد (۹۸۰) میں ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ حیدر العارفین (۱۰۸/۴) محقق مقدر علی المحصول ط جابر قیاض علوانی۔ ص ۳۹

۳۔ اخبار القضاہ۔ ص ۱۹۱، وفیات الامامین ابن خلیکان (۱۰۸/۴) ص ۳۶، ۳۷

۴۔ مللح السعاده طاش کیری زاوہ (۵۹۹) مختلف الطولان (۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸)

المعالم کے شارحین :

- ۱۔ ابو العباس احمد بن محمد بن خلف بن رافع المقدسی حنبلی ثم شافعی متوفی ۶۳۸ھ۔^۱
- ۲۔ شرف الدین ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن علی الشمری المعروف بابن تلمسانی (متوفی ۶۳۳ھ)۔^۲
- ۳۔ ابو الحسن شرف الدین علی بن حسین بن علی بن الحسن الاموی (متوفی ۷۵۷ھ)۔^۳
- ۴۔ شرف الدین بن ابی نعیم بن اسحاق المناوی (متوفی ۷۵۷ھ)۔^۴

المعالم کا اختصار :

- ۱۔ علامہ ابن علی بن اسماعیل بن یوسف القنوی شافعی متوفی ۷۴۹ھ نے "اختصار المعالم فی الاصول" تالیف کی۔^۵

۲۔ نجم الدین المہدی نے بھی اس کا اختصار کیا۔

المعالم کا رد اور جواب رد میں کتاب : المعالم کے رد پر کتاب : ابو المظرف احمد بن عبد اللہ بن محمد بن حسن (حسین) بن عمیرہ متوفی ۶۵۸ھ نے "رد علی کتاب المعالم للامام فخر الدین رازی" تالیف کی۔^۶

المعالم کے رد کے جواب میں کتاب : ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الخزرجی الانصاری الجزری الاندلسی متوفی ۷۹۷ھ نے "رفع المظالم من کتاب المعالم" کے نام سے کتاب لکھی۔ دراصل یہ کتاب ابو المظرف بن عمیرہ کی کتاب "رد علی کتاب المعالم" کا جواب ہے جس میں ابو المظرف نے امام رازی کی "المعالم" پر اعتراضات کئے۔ ابو اسحاق انصاری نے یہ کتاب لکھ کر امام رازی کا دفاع کیا اور ان کو ان اعتراضات سے براہ راست ان کی اور کتاب کے عنوان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔^۷

المعالم میں امام رازی کا اسلوب اور مشتملات کتاب : امام رازی "المعالم" میں حدودیہ اختصار و وقت سے کام لیتے ہیں اور پھر کوشش کرتے ہیں کہ اس عبارت میں مطلوب بھی مکمل ادا ہو جائے اس کا کوئی پہلو چھوٹنے نہ پائے۔ یہ کتاب دس ابواب پر اوپر ہر باب مسائل پر مشتمل ہے :

پہلا باب : لغات کی بحث میں ہے اس کے تحت نو مسائل لائے ہیں۔ پہلا مسئلہ تفسیرات الفاظ میں ہے۔
دوم باب : اوامر و نواہی کے بیان میں ہے اس کے ضمن میں تین مسائل پیش کئے۔ پہلا مسئلہ یہ ہے :

۱۔ میزان المکون ۳/۵۰۵، بیہ العارفین ۵/۹۳، مجمع المصنفین ۱/۲۱۱ (۱۵۵)

۲۔ کشف المکون ۲/۱۷۲۔ ۳۔ کشف المکون ۲/۱۷۲، بیہ العارفین ۵/۲۲۴

۴۔ کشف المکون ۲/۱۷۲، ۵۔ کشف المکون ۲/۱۷۲، ۶۔ مجمع المصنفین ۱/۱۳۳

۷۔ العربی بن فرعون ناگہ۔ ص ۱۱۳، ۱۱۵۔ مجمع المصنفین ۲/۷۲، مجمع المصنفین ۱/۱۵۸ (۱۱۰)

۸۔ العربی بن فرعون ناگہ۔ ص ۱۱۳، ۱۱۵۔ مجمع المصنفین ۱/۲۸ (۲۳)

”الامر هو اللفظ الدال على طلب الفعل، على سبيل الاستعلاء“

(اپنے آپ کو دوسرے سے بلند مرتبہ جان کر طلب فعل پر لفظ کا احوال کرنا ہے۔)

تیسرا باب : عام خاص کے بیان میں ہے جس کے تحت دس مسائل ذکر کئے۔ پہلا مسئلہ مطلق و عام کے مابین فرق میں ہے۔

چوتھا باب : مجمل و مبین کی بحث میں ہے۔

پانچواں باب : افعال میں ہے جو دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

چھٹا باب : شیخ سے متعلق ہے۔ اس کے تحت چار مسائل ذکر کئے پہلا مسئلہ اس میں ہے کہ شیخ کے جواز پر مسلمانوں کا اتفاق ہے جبکہ یہود نے اس کی مخالفت کی ہے۔

ساتواں باب : اہتمام سے متعلق ہے اس کے ضمن میں چار مسائل بیان کئے۔ پہلا مسئلہ میں بیان کیا کہ اُمت کا اہتمام حجت ہے۔ نظام و خواریج کا اس پر اختلاف ہے۔

آٹھواں باب : اخبار کے بیان میں ہے جو دس مسائل پر مشتمل ہے۔ پہلے مسئلہ میں ہے کہ جبہد کے مطابق خبر، صدق و کذب کا احتمال رکھتی ہے مگر امام رازی کے نزدیک یہ باطل ہے۔

نواں باب : قیاس کی بحث میں ہے جو آٹھ مسائل پر محیط ہے۔

دسواں باب : کتاب کا آخری باب اس علم کے بقیہ مباحث پر کلام کے لئے مختص ہے جس میں صرف تین مسائل ہیں۔^۱

المعامل کے ناقلین :

متعدد مصنفین نے اپنی کتب میں المعامل سے نقل کیا۔ ان میں سے ایک امام اسنوی بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ”نہایۃ السؤل“ کے بہت سے مقامات میں ان سے نقل کیا ہے۔

یہ کتاب ”المعامل فی اصول الفقہ“، شیخ عادل احمد عبدالموجود اور شیخ علی محمد معوض کی تحقیق و تالیف کے ساتھ ۱۹۹۳ء/۱۳۶۳ھ میں دارالاحیاء المعرفۃ قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔

(۱۰) ”المنتخب“ یا ”منتخب المحصول“ :

اس کتاب کی امام رازی کی طرف نسبت میں دو آراء ہیں۔ صفدی، ابن اعماد، ابن قاضی شہید، خوانساری، حاجی خلیفہ اور جمیل عظیم کے مطابق یہ امام رازی کی کتاب ہے۔^۲ چار مقامات پر اس کے نسخے مخطوطے کی صورت

^۱ المعامل فی اصول الفقہ، امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ، تحقیق و تالیف، شیخ عادل احمد عبدالموجود، شیخ علی محمد معوض، قاہرہ دارالاحیاء المعرفۃ ۱۹۹۳ء/۱۳۶۳ھ

^۲ الروانی صفدی ۳/۲۵۵، شذرات العتیب، ابن اعماد منبلی، متوفی ۱۰۸۹ھ/۵۱۰/۲، کشف القلوں ۲/۱۶۱۶، حدیث العارضین ۲/۱۸۸، عقروالجہر ۳/۱۵۳، طبقات الشافعیہ، ابن قاضی شہید، چدرصاں فقہ، روشناس ۲۲۹۔

(۱۲) اسرار التنزیل و انوار التاویل :

قطعی نے اخبار الکلام میں لکھا ہے کہ یہ قرآن مجید کی ایک چھوٹی تفسیر ہے لیکن کشف الظنون میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے اس کتاب میں بیان کیا ہے کہ اس کے چار حصے ہیں۔ پہلا اصول میں دوسرا فروع میں تیسرا اخلاق میں چوتھا مناجات و ادعیہ میں ہے لیکن چونکہ اس کتاب کے مکمل کرنے سے پہلے ہی امام صاحب وفات پا گئے اس لئے یہ کتاب پہلے حصہ کے آخر تک پہنچ کر رہ گئی۔^۱

ایک غلط فہمی کا ازالہ :

مولانا عبدالسلام ندوی نے اپنی کتاب میں امام رازی کی کتاب "تہذیب العقول" سے متعلق فرمایا : بظاہر یہ کتاب علم کلام میں ہے اور علامہ شبلی مرحوم نے نظم الکلام میں امام صاحب کی جو فہرست دی ہے اس میں اس کتاب کو بھی شامل کیا ہے لیکن کشف الظنون میں اس کا پورا نام یہ لکھا ہے : "تہذیب العقول فی الکلام فی حواشی الاصول" اور اس کی تشریح یہ ہے کہ معنی اصول فقہ میں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب اصول فقہ میں ہے مگر کشف الظنون کا جو تصحیح شدہ نسخہ دار سے زیر استعما ہے اس میں صراحت کے ساتھ اس کتاب کو "اصول الدین" کی کتاب بتایا ہے ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس جو نسخہ ہوا اس میں اسی طرح مذکور ہو یا یہ بھی ممکن ہے کہ مصنف کو سید ہو گیا ہو۔^۲

(۱۳) کتاب احکام الاحکام :

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کتاب کس علم میں ہے شاید یہ اصول فقہ میں ہو۔

(۱۴) المحصول فی علم اصول الفقہ :

امام رازی کی یہ کتاب اصول فقہ کی اہم کتب میں سے ہے اور اس کو شہرت بھی حاصل رہی۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ امام رازی نے اس فن میں سابقین سے جو کچھ منقول تھا ان سب کو اس کتاب میں جمع کر دیا تھا اور امام رازی کے بعد جو اس فن میں لکھا گیا وہ اس سے منتخب اور محصول تھا۔ بالفاظ دیگر "المحصول" اصول فقہ کی ان اہم ترین کتب سے ماخوذ ہے جو امام رازی سے قبل تعبیر کے فصیح اسالیب اور ترتیب و تہذیب کے اعلیٰ طریق پر لکھی گئیں تھیں۔ امام رازی نے صرف نقل و اقتداء پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی آراء کا اضافہ کیا اور بحران افکار و آراء سے بہترین نتائج نکالے۔

"المحصول" کا زمانہ تالیف :

امام رازی ۵۰۵ھ میں اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر صرف بیس (۳۰) برس تھی۔ یہ کتاب اپنی تالیف کے زمانے سے عصر حاضر تک ہر دور میں بہت اہمیت کی حامل رہی۔ یہ کتاب طے جاہر فی فن

۱۔ کشف الظنون ۱/۸۳ اخبار الکلام قطعی ص ۱۵ بحوالہ امام راز محمد عبدالسلام ندوی ص ۳۳

۲۔ امام رازی، عبدالسلام ندوی ص ۳۶، کشف الظنون ۱/۸۸ بحوالہ امام رازی، عبدالسلام ندوی ص ۳۳

عنوان کی تحقیق کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۷۹ء میں جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، المملکتہ السعودیہ سے طبع ہوئی۔ اس کے علاوہ عادل احمد عبدالموجود اور علی محمد معوش کی تحقیق کے ساتھ بھی مکتبہ نزار مصطفیٰ، المملکتہ السعودیہ سے پہلی بار ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰ء میں چار جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

المحصل کی وجہ تسمیہ میں امام قزاقی کے اشکالات و جوابات :

امام قزاقی نے اس کی وجہ تسمیہ میں اشکالات ذکر کئے اور کہا کہ "المحصل" کے ساتھ تسمیہ کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر اس کا فصل "حاصل" ہے تو اس کا مفعول نہیں آتا۔ لہذا اس اعتبار سے "محصل" کہنا غلط ہوگا اور اگر فصل "حاصل" (پاشقہ) مانا جائے تو اس کا مفعول بروزن "مکسر" محصل آتا ہے اس طرح قزاقی نے اشکال و اشکال پیش کئے اور پھر ان کے جوابات میں ضریح گفتگو کی۔^۱

لفظ "المحصل" پر طرہ جابر علوانی کی تحقیق کا خلاصہ :

چونکہ مصادر مفعول کے وزن پر آتے ہیں جیسے "المعقود والمیسر والعقد والبسر" آتا ہے اور کہا جاتا ہے: "لیس له معقود رای" اس کا مطلب عقد دانی ہوتا ہے۔ کتاب کا عنوان المحصول ہے۔ فی اصول الفقہ کی عبارت اس میں شامل نہیں ہے اور "محصل" مصدر ہے اس طرح اشکال رفع ہو گیا۔ اور کتاب کا عنوان "المحصل فی اصول الفقہ" درست ہونے کی اور بھی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً یہ کہ امام داؤدی نے تفسیر کبیر میں "المحصل" کا تین جگہ مختلف انداز سے ذکر کیا ہے۔ پہلی جگہ "المحصل فی اصول الفقہ" دوسری جگہ "المحصل فی علم الاصول" اور تیسری جگہ "المحصل من اصول الفقہ" تحریر کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنی دوسری کتاب "الادبیین" میں دوسری جگہ "المحصل فی علم الاصول" اور دوسری جگہ "المحصل فی اصول الفقہ" کے نام سے ذکر کیا جبکہ "المنتخب" کے مقدمہ میں صرف "المحصل" کا کلمہ ذکر کرنے پر اکتفا کیا۔ اسی طرح "نہایۃ العقول" اور "المعالم فی اصول الفقہ" میں "المحصل فی اصول الفقہ" کے نام سے ذکر کیا۔ بہر حال کتاب کا نام "المحصل فی اصول الفقہ" ہی ہے اگر قزاقی کی بات درست مانی جائے تو صرف "المحصل" کہنا بھی درست ہوگا۔ لہذا کسی قسم کا اشکال باقی نہ رہا۔^۲

۱۔ المحصول فی علم الاصول، امام فخر الدین داؤدی، تحقیق و خواست، طرہ جابر فیاض علوانی، ۵۳/۱۔ تسمیہ محمدیہ طلب میں ۱۴۲۸ھ کے مآل سے ذکر ہے۔ جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۷۹ء

۲۔ الشفایۃ فی شرح المحصول، شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس بن عبد الرحمن اصبہانی (مصری)، الطرانی، تحقیق عادل احمد عبدالموجود اور علی محمد معوش، ۱۰۳/۱۔ البحث الثالث فی تسمیہ الكتاب بالمحصل، الویاض مکتبہ المکرمہ

”المحصول“ کا ذکر کرنے والے مؤرخین :

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر تقریباً تمام مورخین جنہوں نے امام رازی کے حالات و تصنیفات ذکر کیں اس کتاب کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ مثلاً ابن خلدون، طاش کبری زاوہ، حاجی خلیفہ، بغدادی، بدرالدین بھٹی وغیرہ۔

وہ مصادر جن سے امام رازی نے ”المحصول“ میں استمداد کیا :

علم اصول فقہ کی تاریخ لکھنے والوں کا اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ امام شافعی کی کتب اصول فقہ کے بعد، چار اہم ترین کتب یہ ہیں :

- ۱۔ البرہان : از امام الحرمین ۲۔ المستصفی : از امام غزالی
- ۳۔ العمد : قاضی عیاد الجبار اور اس کی شرح العمدة از ابو الحسن
- ۴۔ المعتمد : از ابو الحسن بصری۔ یہ کتاب العمد کی شرح کا اختصار ہے۔

یہ چاروں کتب متکلمین کے طرز پر تالیف کی گئیں تھیں اور اس علم کے مسائل و مباحث کا احاطہ کرتی ہیں ان لئے ان مسائل و مباحث کو اس علم کے قواعد اور ارکان کا درجہ حاصل ہے۔ امام رازی نے ان چاروں کتب میں سے امام غزالی کی المستصفی اور ابو الحسن بصری کی المعتمد کی مدد سے المحصول تالیف کی اور ان دونوں سے صفحے کے صفحہ اور ان کی عبارتیں نقطہ بظاہر نقل کر دیں۔ لیکن اس کے ساتھ انہوں نے دوسری کتب سے بھی استفادہ کیا اور دو امام غزالی کی المستصفی سمیت ہر مصنف اور ہر کتاب سے متعلق اپنی ناقدانہ رائے رکھتے تھے اور مناسب مواقع پر اپنی تنقیدی رائے کا اظہار بھی کر دیتے تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر جب مسعودی نے ان کے سامنے امام غزالی کی المستصفی کے بارے میں اس رائے کا اظہار کیا کہ یہ کتاب ان کی دوسری کتاب مثلاً بالغلیل میں پائے جانے والے محبوب سے پاک ہے، اس پر انہوں نے لکھا :

”میں ایک بار طوس میں گیا مجھ کو امام غزالی کے معمود میں غمراہ کیا اور جب لوگ میرے پاس جمع ہوئے تو میں نے کہا کہ تم لوگوں نے مستصفی کے پڑھنے میں اپنی عمریں ختم کر دیں ہیں تو تم میں اگر کوئی شخص اس پر قادر ہو کہ محصفی کے اول سے آخر تک کوئی دلیل بیان کرے اور اس کو میرے سامنے خود امام غزالی کے بیان کے مطابق ثابت کرے اور اس میں کوئی ایسی بات نہ ملے جو اس سے الگ ہو تو میں اس کو سو دناروں کا۔ اس پر دوسرے روز انہی کا ایک فرزند آدمی جس کا نام میرا شرف تھا آیا اور ارغضوب میں نماز پڑھنے سے متعلق گفتگو کی۔ کیونکہ اس کے خیال میں اس مسئلہ کے متعلق امام غزالی کا بیان نہایت پُر زور تھا۔ لیکن میں نے ان سے کہا کہ اس مسئلہ میں امام غزالی کا بیان نہایت ضعیف ہے اور جب میں نے اس کو ثابت کیا تو اوپر لڑخدا پائلٹ چپ ہو گیا اور کہا کہ میرا خیال تھا کہ جب میں آپ کے

۳۔ **نہایۃ الوصول الی علم الاصول** : محمد بن عبد الرحیم بن محمد شیخ صفی الدین البہندی ارموی شافعی (متوفی ۷۱۵ھ) اس کے شارح ہیں۔ اور یہ سراج الدین ارموی (متوفی ۶۸۲ھ) صاحب التحصیل کے شاگرد تھے اور وہ کتاب "نہایۃ الوصول فی دواۃ الاصول" کے نام سے صاحب بن ابیوسف اور سعد بن سالم اشترق کی تحقیق کے ساتھ آٹھ مجلدات میں مکہ المکرمہ مکتبہ التجار یہ سنہ سے چھپ چکی ہے۔

۴۔ قرانی نے نقوشانی کی "المحصل" پر ایک شرح کا ذکر کیا ہے۔

۵۔ قاضی اعظم محمد بن حسین بن محمد شمس الدین ارموی شافعی نے بھی المحصول کی شرح لکھی تھی۔

"المحصل" پر تعلیقات :

(۱) عز الدین عبد الحمید بن حبیب اللہ الداعی معتزلی (متوفی ۶۵۵ھ) نے اس پر تعلیقہ لکھا۔

(۲) تاج الدین ترکمانی احمد بن عثمان بن صلیح الجوزجانی (متوفی ۷۴۳ھ) نے بھی تعلیقہ لکھا۔

"المحصل" کے اختصارات :

۱۔ **المنتخب** : یہ اختصار امام رازی کی طرف منسوب ہے۔ ہم اس پر امام رازی کی مصنفات اصول میں بحث کر چکے ہیں۔

۲۔ **الحاصل من المحصول** : تاج الدین ابی عبد اللہ محمد بن حسین ارموی (متوفی ۶۵۶ھ) تاج الدین ارموی کی یہی "الحاصل" قاضی بیضاوی کی "مستہاج الوصول" کا ماخذ ہے۔ یہ کتاب جامع قان یونس سے عبدالسلام محمود ابوناجی کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۹۳ء میں چھپ چکی ہے۔

الحاصل پر ترقیقات :

بعد میں ابو عبد اللہ بن محمد بن عبد النور التونسی مالکی (متوفی ۷۳۶ھ) نے دو جلدوں میں تفسیرات علی الحاصل تالیف کی۔

۳۔ **التحصیل** : سراج الدین ابوالشامہ محمود بن ابوبکر ارموی (متوفی ۶۸۲ھ) نے اس نام سے اختصار لکھا۔ جو عبد الحمید علی ابوزنید کی تحقیق کے ساتھ بیروت موسسہ الرسالہ سے ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸ء میں چھپ چکا۔ بارشائع ہوا۔

۱۔ تحقیق مقدمہ علی التحصیل لدارموی، عبد الحمید علی ابوزنید۔ ص ۳۹۔ ذیہ العارفین ۶/۱۳۳، الطبع المکتم ۱۱۵/۲

۲۔ ذیہ العارفین ۶/۱۲۵ ص ۱۲۵ کشف الظنون ۲/۱۶۱۵

۳۔ تحقیق مقدمہ علی المحصول لدارموی، طہ ہار قیاض علوانی۔ ص ۶۰۔ بحوالہ المصنف للقرانی ۱۳/۱۲۶ ذکر ہے۔

۴۔ کشف الظنون ۲/۱۶۱۵، ذیہ العارفین ۵/۱۰۹، الحقیقات المسیوۃ ۱/۳۵۱، ۳۳۹ (۲۴۰)۔ اس میں ان کا نام احمد بن عثمان بن ابراہیم مذکور ہے۔

۵۔ کشف الظنون ۲/۱۶۱۵ ص ۱۲۵ کے الطبع المکتم ۲/۱۳۷ کشف الظنون ۱۲۱۵۴، الطبع المکتم ۲/۱۳۷

اتصیل کا اختصار: بدر الدین البخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے "تحلی عقد التحصیل" کے نام سے اس کا اختصار کیا۔^۱

اتصیل کی شرح: ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن یوسف بن عبد اللہ جزری شافعی (متوفی ۵۱۶ھ) نے تین مجلدات میں شرح "التحصیل" تالیف کی۔^۲

۴۔ تنقیح الفصول: شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابی اسحاق قرافی (متوفی ۶۸۳ھ) نے المحصول کا اختصار کیا اور انہوں نے نفائس الاصول کے نام سے المحصول کی شرح بھی لکھی تھی جس کا بھی ذکر گذر رہا ہے۔ "تنقیح الفصول" اور تحقیق ان کی فقہ پر کتاب "الدخیرۃ" کا مقدمہ ہے۔^۳

التفحیح کے شارحین:

(۱) امام قرافی نے خود "شرح تنقیح الفصول" تالیف کی۔^۴

(۲) ابوالعباس احمد بن محمد بن عثمان الازدی مراکش، متوفی ۷۲۳ھ نے بھی اس کی شرح لکھی تھی۔ کتاب التفحیح متعدد بار منسوخ ہوئی ہے۔ پہلی مرتبہ قاہرہ مطبعہ الخیریہ سے ۱۳۰۵ صفحات میں شائع ہوئی۔ دوسری مرتبہ طرابلس اور مدینہ منورہ کی تواریخ میں تحقیق کے ساتھ ۱۳۹۳ھ میں ۳۶۳ صفحات میں شرک طبعہ المدنیہ الخدیجہ العباسیہ سے شائع ہوئی۔

۵۔ تنقیح المحصول: امین الدین مظفر بن محمد اتھریزی (متوفی ۶۲۱ھ) جو مظفر الوارثی کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے اس نام سے اختصار لکھا۔ طرابلس جابر علوی نے ۱۹۷۹ء میں المحصول پر اپنے تحقیقی مقدمہ میں لکھا کہ جامعہ الملک عبدالعزیز کا ایک طالب علم اس پر تحقیق میں مصروف ہے۔ جمال الدین عبدالرحیم اسوی (متوفی ۷۷۲ھ) نے اپنی کتاب "نصاب السؤل" میں اس سے بہت نقل کیا ہے۔ التفحیح کا ایک نسخہ جامعہ احمدیہ لکھنؤ میں ۱۳۳۶ نمبر پر موجود ہے اسی طرح ایک دوسرا نسخہ دولاب العربیہ قاہرہ میں ہے۔^۵

۶۔ فوائد الدین محمد بن یونس بن مدنی الازدی بلی (متوفی ۶۰۸ھ) نے بھی اس کا ایک اختصار لکھا تھا جو کمال الدین موی بن یونس شیخ سراج الدین ارموی (۶۸۳ھ) صاحب "التحصیل" کے بھائی تھے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ کمال الدین نے جہاں میں بھی ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام "التحصیل" تھا وہاں "المحصول" کا اختصار الگ الگ کتابیں ہیں۔^۶

۱۔ طبقات الشافعیہ ابن بکی ۵/۱۵۵، طبقات الشافعیہ اسوی ۱/۱۵۵ ج الفتح المبین ۲/۱۷۷

۲۔ النیاج ص ۱۲۹-۱۲۸، الفتح المبین ۲/۱۳۷

۳۔ ہدیۃ العارفین ۵/۱۰۳، الفتح المبین ۲/۱۲۳، معجم الاصولین ۱/۱۶۳-۱۶۵

۴۔ تحقیق مقدمہ علی المحصول للامام ولای مطبعہ جابر علوی ص ۶۳ تحقیقی مقدمہ علی التحصیل للامام ولای مطبعہ جابر علوی ص ۶۳

۵۔ لفظی مقدمہ علی التحصیل للامام ولای مطبعہ جابر علوی ص ۶۴

حاجی خلیفہ نے مذکورہ بالا مشہور مختصرات کے علاوہ اور کچھ بھی ذکر کیا ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مختصر تاج الدین، عبدالرحیم بن محمد الموصلی (متوفی ۷۷۵ھ یا ۷۷۶ھ) یہ کمال الدین بن یونس کے شاگرد اور قاضی سراج الدین ارموی کے استاد تھے۔

(۲) مختصر جمی الدین سلیمان بن عبدالقوی الطوسی صلی متوفی ۷۱۰ھ۔

(۳) مختصر الباجی: اس کا نام "غایۃ الوصول" ہے یہ علاء الدین علی بن محمد بن خطاب المغربی مصری شافعی (متوفی ۷۱۳ھ) کی تصنیف ہے۔

مختصر الباجی: کی شرح تاج الدین ابن الترمکائی احمد بن عثمان ابراہیم (متوفی ۷۴۳ھ) نے اس مختصر کی شرح لکھی۔ جسے انہوں نے چودہ انواع پر مرتب کیا۔

(۴) شمس الدین محمد بن یوسف البجہی (متوفی ۷۱۶ھ) نے ایک مختصر لکھا جو الحصول کے مسائل پر لکھے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل تھا۔ المرافی نے شرح و اختصار کی تصنیف کے بغیر صرف یہ کہا کہ انہوں نے کتاب "اجوبۃ علی مسائل من المحصول" تالیف کی اور یہ تین مجلدات پر مشتمل ہے۔

(۵) خوانساری نے محمد الدین بن وثیق العید القشیر ماکلی کی طرف ایک مختصر منسوب کیا اور اسے الحصول لکھے گئے عمدہ مختصرات میں سے ایک شمار کیا ہے۔

(۶) امین الدین مظفر بن محمد اشتریزی (متوفی ۷۲۹ھ) نے بھی لکھا۔ دنیا کے تقریباً ۲۲ سے زیادہ کتب خانوں میں الحصول نسخے موجود ہیں۔ مکتبہ لازہری میں ۱۳۰ نمبر کے تحت اور دارالکتب مصر میں ۷۰ نمبر کے تحت بھی موجود ہیں۔

(۷) تلخیص المحصول لتہذیب الاصول: محقق التحصیل نے اپنے مقدمہ میں اس مختصر ذکر کیا اور کہا کہ اس کے مؤلف کا علم نہیں ہو سکا۔ یہ کتاب ایک جلد میں مخطوطے کی شکل میں ہے جو مکتبہ لازہری میں (۱۱۵) ۲۳۹۳ نمبر پر موجود ہے۔ یہ مخطوطہ ۵۷۵ھ میں لکھا گیا تھا۔ اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے:

"رب تصم بخیر۔ اما بعد: احمد اللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی لبہ خاتم النبیین و علی آلہ و صحبہ وسلم الطاہرین الطیبین۔ فان اصول الفقہ من اشرف العلوم الشرعیۃ الغامضۃ فیہ مجال البحث الدقیق، و متسع الاثقان و التحقیق، و هو المتوسط بین الحکمۃ النظریۃ الیٰ ہی علم الکلام و بین الحکمۃ العملیۃ السیاسیۃ الیٰ ہی الفقہ، فمن لم یطلع علیہ لم یتممکن من استنباط الاحکام، و لا یوثق باجتہادہ"

(رب تصم بخیر۔ اما بعد احمد اللہ رب العالمین) ————— باشبہ اصول فقہ اشرف اور عجیبہ علوم شریفہ میں سے ہے۔ اس میں دقیق بحث کے ساتھ مشہور مبدیان ہیں اور وہ ان کا درمیانی راستہ جو اس علم پر مطلق نہیں ہوگا وہ استنباط احکام کی قدرت نہیں رکھ سکے گا اور اس کے اجتہاد کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوگا)

۱. کشف الظنون ۱۲۱۶/۲ ج ۱ کشف الظنون ۱۲۱۶/۲

۲. کشف الظنون ۱۲۱۶/۲، ہدایۃ العارفین ۵/۱۲، الفتح المبین ۲/۱۳۳

۳. کشف الظنون ۱۸۳۹/۲، الطبقات السنیۃ ۱/۳۳۹-۳۵۰ (۳۵۰)

۴. کشف الظنون ۱۸۳۹/۲، الفتح المبین ۲/۱۱۷ ج ۱ کشف الظنون ۱۸۳۹/۲

نہ کہ بعد فرماتے ہیں :

"انہی وجدت الكتب المسئلة في هذا الفن غير خالية عن الانحراف عن الحق ، وان كتاب المصنوع هو المتداول في زماننا ، وهو وان نقل اكثرها في الكتاب المصنوع والمستغنى والبرهان ، ولكن الانحراف في تصرفاته اكثر ، فاجبت ان انظر في هذا الفن ، واعتبر ما فيه من الانحراف وسميت كتابي هذا (تلخيص المصنوع لتبليغ الاصول) "۔

اس لئے اس فن میں لکھی جانے والی کتاب کو حق کے انحراف سے خالی نہیں پایا اور کتاب المصنوع ہمارے زمانے میں متداول ہے اور اس میں اگرچہ زیادہ تر کتاب المصنوع "المصنوع" اور البرہان سے نقل پر مبنیہ کیا گیا ہے اور وہ اس میں گنج ممت سے ہے ہونے نظر آتے ہیں۔ اس لئے میں نے خیابا کہ اس فن میں غور کروں اور انحراف کی جگہوں کی نشاندہی کروں اور اس کا نام " تلخیص المصنوع لتبلیغ الاصول " رکھا۔

اس کتاب کے مصنف نے امام ہارزی پر پیدائشی اعتراض ان سے منقول فقہی اصطلاحی تعریف کے کلمہ " الشرعیہ " سے جنس کیا۔ امام ہارزی نے تعریف فقہ میں فوائد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ " الشرعیۃ " احتیاج عن العلم بالاحکام العقلیۃ (شرعی کی قید سے وہ احکام جن کا علم عقل سے حاصل ہوتا ہے خارج ہو گئے)۔ اس پر پیدا اعتراض کیا۔ ہمارے بعد ذکر کیا کہ عقل کے ذریعے سے احکام کا ادراک ان کو شرعیہ ہونے سے خارج نہیں کرتا۔ فقہ کی تعریف میں امام ہارزی نے " العلویہ " کی قید کا فائدہ یہ بتایا کہ اس سے احکام علیہ خارج ہو گئے۔ صاحب تحقیق نے لہذا اعتراض کیا ہے۔

نوٹ : محصول و تحصیل کے نام سے اصول فقہ پر دیگر مصنفین نے بھی کتب تالیف کیں جو مندرجہ ذیل ہیں :

- (۱) قاضی ابوبکر بن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) نے محصول کے نام سے اصول فقہ پر سے کتاب لکھی ہے۔
- (۲) سید محسن بن حسن الاعرجی السامی الکافہ شیعہ (متوفی ۱۲۴۰ھ) "والفیہ الاصول" کی شرح لکھی جس کا نام "المحصل" رکھا ہے۔

- (۳) امام ابو منصور عبد القادر بن طاہر البغدادی شافعی (متوفی ۴۲۹ھ) نے "التحصیل" کے نام سے اصول فقہ پر کتاب لکھی ہے۔

المحصل للرازی اور الاحکام للامدی کے طریقوں میں تطبیق :

امام بن کمال الدین احمد بن محمد المقدسی البانیسی (متوفی ۶۹۳ھ) نے امام ہارزی کی لمحول امام آمدی کی احکام کے طرق میں تطبیق کر کے اپنی کتاب میں یکجا کیا۔ ابن کثیر نے کہا کہ یہ کتاب مؤلف کے خط میں ان کے

۱۔ تطبیق مقدمہ علی التحصیل للرازی ۴۷

۲۔ درمابقی الفاظ کے اضافہ کے ساتھ ج ۲/۲۸۸-۳۰

ج ۱/۷۰۱ ۳۔ کشف الظنون ۱/۳۶۰ ، الفتح المبین ۱/۲۲۳-۲۲۵

پاس موجود ہے۔ احمد بن کمال دراصل عزالدین بن عبدالسلام اور ابو عمرو عثمان بن صلاح کے شاگرد تھے اور الاسلام ابن حبیہ کے اُستاد تھے۔^۱

علاء الدین الاروبیلی الشافعی (۵۳۵ھ-۶۰۸ھ)^۲

فقہ اصولی اور فکارتھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور اپنے وقت کے جید علماء سے علم حاصل کیا۔ موصل کے متعدد مدارس میں تدریس کی۔ شہر موصل کے ۵۹۲ھ میں قاضی رہے۔ نور الدین ارسلان شہزادہ اور موصل کے یہاں بہت قدر و منزلت رکھتے۔ امیر وقت ان سے مشورہ و طلب کرتا تھا۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے امام ہارثی کی الجہول کا اختصار کیا اور جہل میں تحصیل نامی کتاب لکھی۔^۳
اسماعیل بغدادی الارزبجی (متوفی ۵۳۹ھ-۶۱۰ھ)^۴

فقہ اصولی، مناظرہ، حکم تھے۔ فقہ و خلاف کی تعلیم ابو الفتح بن المثنیٰ سے حاصل کی۔ اپنے شیخ کے بعد کربلا میں درس دیتے۔ جامع قصر میں فقہاء ان کے پاس مناظرہ کے لئے جمع ہوتے۔ عمدہ کلام و عبارات پڑھتے رکھنے کے علاوہ فصیح اللسان اور بلند آواز کے مالک تھے۔ انہوں نے کتاب ”جذباتنا غرور و حیات المناظر“ جہل میں ”التعلیقہ“ اور المفردات ”خلاف میں تالیف کی۔^۵

السائح الیہروی (متوفی ۶۱۱ھ) آپ نے کتاب الاصول تالیف کی۔^۶

عبداللہ ابن اسعد الوزیری الیمینی (متوفی ۶۱۳ھ تقریباً)

آپ نے کتاب ”غایۃ الطلب والماحول فی شرح اللمع فی الاصول“ تالیف کی۔^۷

حسن الہلکی (متوفی ۶۱۳ھ): فقہ اصولی تھے انہوں نے کتاب ”اصول الفقہ“ تالیف کی۔^۸

ابن زجاجیہ شافعی (متوفی ۶۱۵ھ): آپ نے کتاب ”اللمع فی احکام الشرع“ تالیف کی۔^۹

۱۔ الفہم لکھنؤ ۹۶/۲

۲۔ ابو حامد محمد بن یونس بن محمد بن محمد بن مالک بن محمد، علاء الدین عراقی میں ولادت و وفات ہوئی۔

۳۔ الفہم لکھنؤ ۵۱-۵۰/۲

۴۔ ابوبکر محمد بن اسحاق بن علی بن حسین بغدادی الارزبجی المامونی (۵۳۳ھ-۱۲۱۳ھ) ابن النواظ، قاضی و قلام ابن المثنیٰ سے مشہور تھے۔

۵۔ شدات الذہب ۳۰/۵-۳۱، مجملہ المصنوع ۲۶۴/۱ (۲۰۹)

۶۔ ابوالحسن علی بن ابی مکر بن علی بن محمد الموصلی۔ سائح الیہروی سے مشہور تھے، جدیدہ العارفين ۵/۵-۷

۷۔ ایضاح الحقون ۱۳۳/۲، جدیدہ العارفين ۵/۵-۵۵۸

۸۔ حسن بن ابوالکیم بن یحییٰ بن محمد بن الہلکی متوفی ۱۲۱۶ھ، مجملہ المصنوع ۲۶۴/۲ (۲۰۹)، مجملہ المصنوع ۱۸۵/۳ اور دارالکتب مصر

میں ۶۰۹ نمبر پر موجود ہے۔

۹۔ ابن الرجاہیہ، علی بن ابی احمد الدمشقی، جدیدہ العارفين ۶/۶-۴۷۱

ابن رمضان الحنفی : (۶۱۶ھ بعدہ) شہر حلب میں واقع مدرسہ طحاویہ میں مدرس تھے۔ آپ نے کتاب "تلمیح فی معرفۃ الاصول" تالیف کی اور اس کی تالیف سے ۶۱۶ھ میں فراغت پائی۔^۱

عبد اللہ العکبری الحنبلی (متوفی ۵۳۸ھ۔ ۶۱۶ھ) آپ نے کتاب "المصنع فی شرح التبع" تالیف کی۔^۲

ابو الحسن الابیاری مالکی (متوفی ۵۵۷ھ۔ ۶۱۹ھ)^۳

نقیہ، اصولی، محدث اور مستجاب الدعا تھے۔ لوگ ان کے پاس دعاؤں کے لئے حاضر ہوتے۔ ابن حلیہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ امام علامہ بیہاؤ الدین عبد اللہ معروف ابن عقیل مصری شافعی، امام آبیاری کو اس میں امام ہانری پر فوقیت دیتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے امام الحرمین کی کتاب "البرہان" کی شرح لکھی۔

ان فرعون نے لکھا :

"ولہ تکملة علی کتاب مخلوف الذی جمع فیہ بین البصرة والجامع لابن یونس، والتعلیق لابی اسحاق : تکملة حسنة جدا تدل علی قوته فی الفقه واصوله".^۴
(اور ان کا مخلوف کی کتاب پر عمل ہے جس میں انہوں نے البصرہ اور الجامع لابن یونس کو جمع کیا اور تعلیق لابی اسحاق میں بہت عمدہ گفتگو کی جو ان کی فقہ اور اصول میں مہارت پر دلالت کرتی ہے)

ابن بلران الشیعی (متوفی ۶۱۹ھ) : آپ نے کتاب "غنیۃ المزیج الی علم الاصول و المزیج" تالیف کی۔^۵

ابن قدامہ المقدسی حنبلی (متوفی ۵۴۱ھ۔ ۶۲۰ھ)^۶

نقیہ، اصولی اور کئی فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ شذرات میں ہے : "التبہی الیہ معرفة الملعب واصوله" (اندب و اصول کے علم و معرفت کی ان پر انتباہ دیتی تھی)۔ ضلی فذکی مشہور کتاب "المعنی فی شرح مختصر الحرقی" دس جلدوں میں تالیف کی۔ کثیر اصحاب و التقیام تھے۔ ۸۰ برس کی عمر میں ان کا انتقال عید الفطر کے دن ہوا۔ خلق کثیر ان کے جنازے میں شریک ہوئی۔

۱۔ رشید الدین ابوالفضل محمد بن رمضان الرومی۔ جدیدہ الساریین ۶/۴۰۵

۲۔ محمد بن حسین بن عبد اللہ بن حسین الشکری بغدادی۔ جدیدہ الساریین ۵/۴۸۹

۳۔ ابوالحسن علی بن اسماعیل بن علی علیہ السلام۔ شمس الدین (۱۱۶۱ء۔ ۱۲۶۱ء) بغدادی میں ولادت ہوئی۔

۴۔ الدینان ص ۳۰۶، الملحاح ص ۵۲/۲

۵۔ ابوالحسن سالم بن جردان بن علی المازنی مصری۔ جدیدہ الساریین ۵/۳۸۱

۶۔ مولیٰ الدین ابوالفضل محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ بن مقدم ابن الصریح عبد اللہ المقدسی الدمشقی (۱۱۴۷ء۔ ۱۲۲۳ء) فلسطین میں ولادت اور دمشق میں وفات پائی۔

المراقی نے ان کے اجتہاد و فتویٰ میں تفصیلات سے متعلق بعض علماء کے اقوال پیش کئے جو مستند و قابل ہیں :

شیخ الاسلام قلی الدین احمد بن حمید اور ابو بکر محمد بن معافی بن قسیم۔ البغدادی نے فرمایا :

”مادخل الشام بعد الاوزاعي افقه عن الشيخ الموفق“

(امام اوزاعی کے بعد شام موفقی سے بڑا فقہ ملک شام میں داخل نہیں ہوا)

ابو بکر محمد بن معافی ابن قسیم۔ البغدادی نے فرمایا :

”ما اعرف احدا زماننا ادرك درجة الاجتهاد الا الموفق“

(میں اپنے زمانہ میں سوائے شیخ موفقی کے کسی ایسے شخص سے واقف نہیں ہوں جو اجتہاد کے اس مرتبہ پر پہنچا ہو)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ”روضة الساطر وجنة المناظر“ تالیف کی جو ضعیف مذہب کے اصول فقہ کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ کتاب بیروت، دار الکتاب العربی سے ۱۴۱ھ۔ ۱۹۸۰ء سے اب تک کئی بار چھپ چکی ہے۔ اس کتاب کا آغاز مقدمات منطقیہ سے ہوتا ہے پھر حکم کی اقسام اور پھر اول احکام پر گفتگو کی جو ان کے نزدیک کتاب سنت اجماع و استحباب ہیں اور پھر مختلف فیہ اصول بیان کئے، یعنی شرع من قبلنا، قول صحابی، استحسان، مصداق، مرسلا، اس کے بعد حقیقت، مجاز، نص، ظاہر، مجمل، عموم و خصوص وغیرہ پر بحث کی۔ قیاس، اجتہاد، تقلید کو بیان کیا۔

روضة الناظر کی شرح و اختصار :

- ۱۔ شیخ عبدالقادر بن احمد بن مصطفیٰ ہمدانی دمشقی نے ”نزهة الناظر المعطر“ کے نام سے شرح و تفسیر کی۔ روضہ الناظر کے ساتھ چھپ چکی ہے۔
- ۲۔ نجم الدین طوقی مصری (متوفی ۱۶۷ھ) نے ”مختصر روضة الموفق فی الاصول علی طريقة ابن الحاجب“ کے نام سے اختصار لکھا۔
- طوقی کے اختصار کی شرح : احمد ہارثیم بن نصر اللہ استقلانی (متوفی ۸۷۶ھ) نے شرح مختصر الطوقی تالیف کی۔
- ۳۔ بہاء الدین یحییٰ (متوفی ۷۷۷ھ) نے الفرحۃ پر ایک کتاب تالیف کی۔

ابو عمران موسیٰ الیمان شافعی (متوفی ۶۲۰ھ)

فقہ اور اصولی تھے۔ انہوں نے ابو اسحاق شیرازی کی کتاب ”اللمع“ کی شرح لکھی۔

۱۔ الفتح المبین ۲/ ۱۴۰۔ ۱۴۱ ج معجم الاصولین ۸/ ۷۸۔ ۷۹ (۵۰)

۲۔ الفتح المبین ۲/ ۵۳۔ ۵۴، ۱۹۸/ شدت الذہب ۵/ ۸۸۔ ۹۲، روضة الساطر . مقلدہ نزهة الناظر ، طوان الوہبات ۱/ ۳۰۳۔ ۳۰۴، بحوالہ البلدان ۳/ ۱۳۳، البدایہ والنہایہ ۱۳/ ۹۹۔ ۱۰۲، الاطام ۱۹۱/ ۱۹۱

۳۔ ابو عمران موسیٰ بن احمد بن یوسف بن موسیٰ الصاغی الیمنی ، انصاح المکتون ۲/ ۳۱۰، ہدیۃ العارفین ۶/ ۶۷

ماہر شخصی حنفی (متوفی ۶۲۰ھ تقریباً) ۱

آپ ابوالموید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی الخطیب اور مختار الزاہدی کے بھی استاد تھے۔ انہوں نے "فصول فی علم الاصول" تالیف کی۔ ۲

مفتقر الوارثی شافعی (۵۵۸ھ-۶۲۱ھ) ۳

فقیہ اصولی اور فقیہ تھے۔ بغداد میں ابو القاسم بن فضال سے تلمذ حاصل کیا۔ مدرسہ نظامیہ میں معید تھے۔ راجم میں بلاد حجاز مصر و عراق کے سفر کئے۔ مصر میں طویل قیام کے دوران تدریس و فتویٰ میں مشغول رہے۔ مؤلفات اصولیہ: انہوں نے امام رازی کی المحصول کا "التفحیح" کے نام سے اختصار لکھا۔ ۴

نیا والدین المارانی شافعی (متوفی ۶۲۲ھ) ۵

انہوں نے ابو اسحاق شیرازی کی کتاب "اللمع" کی دو جلدوں میں شرح لکھی۔ ۶

آخر الفارسی شافعی (متوفی ۶۲۲ھ) ۷

فقیہ اصولی، اصولی علوم پر بانیہ نافعہ کے عارف اور طبیب تھے۔ اصلاً شیرازی اور موذن مصری تھے۔ ابن عساکر آپ کے شاگرد تھے۔ انہیں نے اصول و کلام میں کتاب "مطیعة النقل و عطیة العقل" تالیف کی۔ ۸

عبد الکریم الرفعی شافعی (۵۵۷ھ-۶۲۳ھ) ۹

ان ائمہ نے لکھا:

"کان او حد عصره فی العلوم الدینیة اصولا وفروعا ومجتهد زمانه فی المذهب"

(اپنے عہد کے مجتہد اور علوم دینیہ اصول و فروع میں اپنے زمانے میں ممتاز مقام رکھتے تھے)

نام لکھی نے لکھا:

"کان الامام الرفعی متصفا من علوم الشریعة تفسیراً وحديثاً واصولاً"

(امام رفعی علوم شریعہ تفسیر حدیث اور اصول میں کامل امام تھے)

۱. ماہر بن محمد بن عربی بن ابی العباس، محمد بن شعیب، مفتقر شخصی متوفی ۱۲۴۳ء تقریباً

۲. کشف القلوب۔ ۱۰۳۷/۲، اس میں الجعلی کے اضافہ کے ساتھ نام مذکور ہے۔ ہدیۃ العارفین ۵/۱۳۳۰، الجواہر المصیۃ ۱/۲۶۶

۳. التواضع ۱۰۸۵ء میں ان کا نام ابوظہر مذکور ہے۔

۴. مفتقر بن اسماعیل بن علی الوارثی آخری، ابن الدین (۱۱۶۴ء-۱۲۲۳ء) شیرازی میں وفات پائی۔

۵. الفتح المبین ۲/۵۵، مجمع البلدان ۸/۲۷۸ ۶. (فیاء الدین ابو عمر عثمان بن یسوی)۔ ابن دہب بن فیر بن محمد ابن عبدوس

(الہدائی المارانی)۔ ۷. کشف القلوب۔ ۱۵۶۲/۲، ہدیۃ العارفین ۵/۲۵۳، مجمع الاصول ۱۸/۳۲۲ (۱۸)

۸. ابوہریرہ محمد بن ابی امام بن احمد بن محمد بن ابی یزید بن الفارسی متوفی ۱۲۳۵ء مصر میں وفات پائی۔

۹. فتاویٰ المذہب ۵/۱۰۱، الفتح المبین ۲/۵۵، الامام ۳/۸۳۱

قاضی شیبہ نے کہا کہ اس سفر اکتبی نے اپنی چالیس (۴۰) تالیفات میں یہ فرمایا :

”هو شيخنا امام الدين ، وناصر السنة صدوقا ، كان اوحد عصره في العلوم ، الدينية اصولا وفروعا ، مجتهد زمانه في المذهب ، وفريد وقته في التفسير ، وكان له مجلس بقزوين للتفسير وتسميع الحديث“^۱

مولفات اصولیہ اصول : فقہ پران کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

محمد بن ابوبکر الایکی (متوفی ۶۲۷ھ)

مشائخ مصر میں سے تھے۔ انہوں نے ابن حاسب کی کتاب ”منہج السؤل والامل“ کی شرح لکھی۔^۲

قاضی احمد بن مقبل العدنی شافعی (۵۵۶ھ/۶۳۰ھ)^۳

فقیر، اصولی اور محدث کے قاضی تھے۔

مولفات اصولیہ : ابوسحاق شیعری کی کتاب ”مجمع“ کی شرح لکھی جس کا نام ”شرح مشکل المجمع“ ہے۔ یہاں پر واضح ہے کہ جدیدہ العارفین میں یوں مذکور ہے، ”شرح مشکل المجمع لاسی اسحاق الشیرازی فی الفروع“۔ مظہر اللہ نے اپنی ہجتم کے حاشیہ میں لکھا کہ ان کے خیال میں یہ بات درست نہیں ہے اور اس بات کی تائید میں معجم المؤلفین سے حوالہ دیا جس میں اس کی وضاحت ہے، ”شرح المشکل فی غریب المجمع وکلاهما فی اصول الفقہ“۔^۴

صدر الشریعہ الاکبر حنفی (متوفی ۶۳۵ھ)^۵

القوادسیہ میں مذکور ہے، ”وله فتاوی کافله فی الاصول والفروع“ (اور ان کو اصول و فروع میں کامل قدرت تھی)۔ اپنے والد جمال الدین عبید اللہ سے تعلیم حاصل کی اور آپ کے بیٹے محمود تاج الشریعہ نے آپ سے تعلیم پائی۔

مولفات اصولیہ : آپ نے کتاب ”تلفیح العقول فی فروع النقول“ تالیف کی۔ ردھا کا لہ نے اس کا فروع و فقہ حنفی کی کتاب کہا ہے جبکہ صاحب جدیدہ العارفین نے کتاب کا نام اس طرح ذکر کیا، ”تلفیح العقول فی فروع النقول والاصول“ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب اصول پر بھی ہے۔^۶

۱۔ عبدالکریم بن محمد بن عبدالمکریم بن الفضل القزوی الرافعی (۱۱۶۲-۱۲۲۶ھ)

۲۔ جدیدہ العارفین ۱/۶۹۰-۶۹۱، طبقات الشافعیہ اکبری ۱/۳۹۳-۳۹۴، شذرات الذہب ۱/۲۴۷-۲۴۸، طبقات، قاضی ابن حجر

۳۔ ۹۸۰/۲، برہان ۱/۳۹۳ ج محمد بن ابوبکر بن الفارسی الایلی مدقق میں وفات پائی۔ جدیدہ العارفین ۱/۱۱۴ میں لکھی مذکور ہے۔

۴۔ قاضی احمد بن مقبل بن عثمان العسلی (العسلی) العدنی (۱۱۶۱-۱۲۳۳ھ) عرب (یمن) میں وفات پائی۔

۵۔ ایضاح المکتون ۲/۳۱۰، جدیدہ العارفین ۵/۹۲، ہجتم المؤلفین ۱/۱۸۲، ہجتم الاصولیین ۱/۲۲۲ (۱۸۳)

۶۔ عسلی الدین احمد بن جمال الدین عبید اللہ بن ابی ابراہیم بن احمد الحنفی صدر الشریعہ الاکبر متوفی ۱۲۳۳ھ

۷۔ کشف الظنون ۱/۴۸۱، جدیدہ العارفین ۵/۹۵۔ اس میں تاریخ وفات ۶۳۰ھ تقریباً مذکور ہے۔ الخوانساریہ۔ ص ۲۵، ہجتم المؤلفین

۱/۳۰۸، ہجتم الاصولیین ۱/۱۵۹ (۱۱۱)

سیف الدین الامدی شافعی (۵۵۱ھ/۶۳۱ھ) ^۱

فقیر اور اصولی تھے۔ شروع میں حنبلی تھے پھر بغداد جا کر شافعی مسلک اپنایا۔ قاہرہ میں ائمہ اربعہ الصغریٰ کے مدرسہ میں معیار رہے جو امام شافعی کے معتبر سے متصل ہے۔ پھر جامع الظاہری قاہرہ میں صدر مدرس ہو گئے اور ایک مدت تک صدائے حق کا نذر رہے۔ شام بغداد اور دمشق کے بھی علمی اسفار کئے۔ دمشق میں فلسفہ پڑھانے کی وجہ سے مدرسہ اربعہ سے معزول کئے گئے۔ تقریباً تیس کتابوں کے مصنف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : (۱) الاحکام فی اصول الاحکام (۲) منہج السؤل فی علم الاصول ^۲

الاحکام فی اصول الاحکام کا تحقیقی تجزیہ :

ابن قلدون (متوفی) نے مؤلفات اصولیہ کے تاریخی تسلسل میں اس کتاب کی اہمیت کو اس طرح بیان کر کیا۔ انہوں نے امام الحرمین کی السرهان، امام قرطبی کی المستصفی، عمید البیاری کی "العقد" اور ابو الجحین البصری کی اس پر "المعتصد" نامی شرح کا تذکرہ کرنے کے بعد ہی تسلسل اور ربط کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھا :

"ثم لخص هذه الكتب الاربعة فجلان من المتكلمين المتأخرين وهما الامام فخر الدين بن الخطيب في كتاب المحصول وسيف الدين الامدي في كتاب الاحكام واختلف طر الفهسا في الفن بين التحقيق والحجاج فابن الخطيب اميل الى الاستكثار من الادلة والا حجاج والامدي مولع بتحقيق المذهب وتبريع المسائل" ^۳

(اس کے بعد متاخرین متکلمین میں سے امام فخر الدین بن الخطیب نے کتاب المحصول میں اور سیف الدین آدمی نے کتاب الاحکام میں ان چاروں کتابوں کا خلاصہ تحریر کیا۔ غرض دونوں بزرگ طریق تحقیق اور طریق بحث میں ایک دوسرے سے مختلف رہے۔ ابن الخطیب نے دلیل کی زیادہ بھرمار کی اور احتجاج کا رنگ ان پر غالب رہا۔ آدمی جو تحقیق کا رعب سے بڑی فائز تھی رہی اور وجہ مسائل کی طرف زیادہ مائل رہے)

ابن قلدون شرق و غرب میں ان کی مقبولیت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

"والنظف شهاب الدين البصري في منها مقدمات وفروا في كتاب صغير سماه النفيحات وكذلك فعل البيضاوي في كتاب المنهاج وعنى المستدون بهذين الكتابين وشرحهما كثير من الناس واما كتاب الاحكام للامدي وهو اكثر تحقيقا في المسائل فله حصه ابو عمر بن الحاجب في كتابه المعروف بالمختصر الكبير لم اختصره في كتاب اخر لدلوله طلبة العلم وعنى اهل المشرق والمغرب به وبمطالعه وشرحه وحصلت زيادة طريقة المتكلمين في هذا الفن في هذه المختصرات" ^۴

۱۔ ابن کثیر علی بن ابی نعیم (بن) محمد بن سالم طبعی (۱۱۵۹ھ/۱۲۳۳) دمشق میں وفات پائی۔

۲۔ جلدات الامان، ابن عثمان، ۱/۳۳۵، ۳۳۶، کشف الظنون، ۱۷۱، حیدر العارفین، ۵/۷۷، فتح المکن، ۲/۵۸۱، ۵۸۲، زاد المعارف

نورس، ۲۳۸، ردود وائش کا وہ غلاب لاہور، ۱۳۱۲ھ/۱۹۹۳

۳۔ جہد سائن قلدون، ص ۳۵۵ مع حوالہ سابق، ص ۳۵۵، ۳۵۶

(بعد ازاں شہاب الدین قرافی نے ان دونوں کتابوں سے مقدمات و قواعد اخذ کئے اور ان کو ایک چھوٹی سی کتاب میں منبذ کیا جس کا نام تحقیقات رکھا۔ اسی طرح بیضاوی نے "کتاب السہاج" میں یہی طرز اختیار کیا۔ ان دونوں کتابوں کو مقبولیت عامہ نصیب ہوئی اور بہت سے لوگوں نے ان پر شرحیں لکھیں۔ آخر امدی کی کتاب "الاحکام" (جو مسائل کی پاکیزہ تحقیقات پر مشتمل تھی) کا خلاصہ ابو عمر بن الحارث نے اپنی کتاب "مختصر الکبیر" میں کیا۔ پھر اس کا خلاصہ ایک دوسری کتاب کی شکل میں لکھا جس کو طلبہ نے بہت پسند کیا۔ اہل مشرق و مغرب نے اس کو بڑی اہمیت دی، شرق و اوق سے اس کے مطالعے ہوئے اور اچھی اچھی شرحیں اس پر لکھی گئیں۔)

کتاب کے مشتملات سے متعلق علامہ امدی نے لکھا :

"وسمیتہ : کتاب الاحکام فی اصول الاحکام . وقد جعلہ مشتملاً علی اربع فروع : الاولی : فی تحقیق مفہوم اصول الفقہ و مبادیہ . الثانیہ : فی تحقیق الدلیل السمعی و القیاسی ، وما یتعلق بہ من لوازمہ و احکامہ . الثالثہ : فی احکام المجتہدین ، و احوال المجتہدین و المستفتین . الرابعہ : فی ترجیحات طرق المطلوبات ."

(اور میں نے اپنی اس کتاب کا نام "کتاب الاحکام فی اصول الاحکام" رکھا اور اس کو چار قسام پر مرتب کیا۔ پہلا : اصول فقہ اور اس کے مبادی کے مفہوم کی تحقیق میں ہے۔ دوسرا : دلیل سمعی اور اس کے اقسام اور اس کے لوازم و احکام کے متعلقات کی تحقیق میں ہے۔ تیسرا : مجتہدین کے احکام، مفتیان اور مستفتیان کے احوال میں ہے۔ چوتھا : مطلوبات کے طریقوں کو ترجیح دینے کے بارے میں ہے)

الاحکام میں انہوں نے اولاً کلامی و لغوی مبادیات بیان کئے۔ لفظ کی انواع اور اس کی حقیقت پر کلام کیا پھر مبادیات فقہ اور احکام شرعیہ اور حکم کی اقسام اور اولیہ احکام پر گفتگو کی۔ پھر عام، خاص و اولیہ و مطہوم و تخصیص اور ان کی انواع پر بحث کی۔ مطلق و مقید، جمل، نسخ، مانع و منسوخ پھر قیاس۔ اس کی اقسام و انواع اور پھر شافعیہ وغیرہ کے نزدیک حدود و کفارات کے قیاس سے اثبات پر بحث کی۔ پھر اصحاب مذہب، صحنائی، احناف، و مصالح مرسلہ اور اجتہاد و تقلید پر گفتگو کی۔

الاحکام کی تالیف کا زمانہ : امدی ۶۲۵ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ یعنی عمر کے آخری زمانے میں جب علم و شعور کی چٹنگی اور تجربہ اپنے کمال پر تھا، یہاں اس زمانے کی تالیف ہے۔

الاحکام کی تلخیصات :

- ۱۔ ابو عمر بن الحارث نے اپنی کتاب "مختصر الکبیر" میں اس کا خلاصہ لکھا۔^۱
- ۲۔ حاجی خلیفہ نے علامہ شیرازی کے حوالہ سے لکھا کہ ابن حاجب نے اس کتاب کی خلاصہ لکھی جس کا نام منبذ رکھا تھا۔^۲

۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ سیف الدین امدی ۸/۱، مقدمہ کتاب ص ۱۷۱ دار الفکر طبعہ چرطہ ۱۳۳۱ھ۔ ۱۹۹۶ء

۲۔ کشف الظنون۔ ۱/۱۷۱ ج ۱ مقدمہ ابن خلدون ص ۳۵۵ ج ۲ کشف الظنون۔ ۱/۱۷۱

الادکام پر تحقیق: یہ کتاب عبدالرزاق عقیلی کی تحقیق سے دمشق المکتب الاسلامی سے چھپی۔ پہلی مرتبہ ۱۳۸ھ میں ریاض سے اور دوسری مرتبہ ۱۴۰۲ھ میں بیروت سے دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ محقق عبدالرزاق عقیلی نے لادی کی کتاب کے اسلوب کے متعلق لکھا:

”اقول ان الامدی درس الفلسفة بأقسامها المختلفة وتوغل فيها وتشعب بها ووجه حتى ظهر التوكل في تأليفه، ومن قرا كتبه وخاصة ما ألفه في علم الكلام وأصول الفقه يتبين له ما ذكرت، كما يتبين له منها انه كان قوي العارضة كثير الجدل واسع الخيال الشقيقات في تفصيل المسائل، والتريديد والسر والتقسيم في الأدلة إلى درجة قد تشبه بالفارسي أحياناً إلى الحيرة“۔^۱

(میں کہتا ہوں کہ لادی کو فلسفی کی مختلف اقسام میں مکمل و سحر حاصل تھی۔ یہ بات ان کی ترویج میں رتبہ بس کی تھی اور اس کا اثر ان کی تالیف میں نمایاں نظر آتا تھا اور جو بالخصوص علم کلام و اصول فقہ میں ان کی کتب کو پڑھتا ہے وہ اس بات کو براہموس کر لیتا ہے۔ اسی طرح ان کی تالیف سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زیروست منظر، چہلی، وسیع الخيال مسائل کی تفصیل میں متعدد طرق پیش کرنے والے ترویج کرنے والے اور پکھنے کے ماہر تھے اور ان کی تقسیم میں تو کبھی کبھار قرنی کو حیرانی کے اعتباری درجے تک پہنچا دیتے ہیں)

ابوالمؤید موفق بن محمد الحنفی (متوفی ۵۷۹ھ-۶۳۳ھ)^۲

فقیر، اصولی، مناظر، شاعر تھے۔ خلاقیات و ادب کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب ”القصول فی علم الاصول“ تالیف کی۔ حاجی خلیفہ نے اس کتاب کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ظاہر بن محمد حنفی اور ابن قتیل نے بھی اسی نام سے کتب تالیف کی تھیں۔^۳

سید یحییٰ بن محسن الزیدی (متوفی ۶۳۶ھ)

انہوں نے کتاب ”المختص فی الاصول“ تالیف کی۔^۴

احمد الخوی شافعی (متوفی ۵۸۳ھ-۶۳۷ھ)^۵

آذربائیجان کے علاقے خونی میں تعلیم حاصل کی پھر خراساں جا کر امام فخر الدین کے ساتھ قطب مصری سے اصول کی تعلیم حاصل کی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام فخر الدین سے اصول کی تعلیم حاصل کی تھی۔ جمال الدین مصری کے بعد شام میں قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز رہے۔

۱۔ تحقیق مقدمہ مولیٰ الادکام لادی۔ عبدالرزاق عقیلی ص ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔

مؤلفات اصولیہ : شذرات الذہب میں ہے "وله كتاب في اصول الفقه"۔^۱

ابوالحسن الحرالی مالکی (متوفی ۶۳۷ھ)^۲

فقیر، اصولی، انظار، منسّر، منطقی، فیلسوف تھے۔ تحصیل و نشر علم کے لئے مشرق کا سفر کیا۔ بزرگ الدین تھے۔
مؤلفات اصولیہ : الفتح المبین میں مذکور ہے :

"وله مصنفات في الاصول والمنطق والطبقات والاليات والقرائن"

(اور ان کی اصول، منطق، طبقات، الیات و قرائن میں مصنفات ہیں)

آپ کے ایک شاگرد ابو العباس احمد بنی کا بیان ہے :

"تعلمنا عليه تفسير الفاتحة في نحو ستة اشهر، فكان يلقى في التعليم قلوبنا تنزل في

علم التفسير منزلة اصول الفقه من الاحكام"۔^۳

(ہم نے ان سے تقریباً سولہ ماہ میں موطا قاضی کا تفسیر سیکھی۔ اس سبب زہلی کی تفسیر کے ان اصولی احکام بیان کرتے جاتے تھے)

جمال الدین الحسیری حنفی (متوفی ۵۳۶ھ-۶۳۷ھ)^۴

فقیر، اصولی و محدث تھے۔ ان کے والد تاجر تھے جو حسیر (پٹنائی) کے پیش سے وابستہ تھے۔ اس لئے حسیری مشہور ہوئے۔ حسن بن منصور قاضی خان سے تلقذ حاصل کیا۔ علم کی تحصیل و نشر و اشاعت کے لئے تیشاپور، حلب، شام، مملکت دمشق کے مسافر گئے۔ ابن کثیر نے لکھا : "وعصار السی و عشق لسانیت الیہ و ربابۃ الحنفیۃ بہا" مذہب حنفی کی ریاست ان پر شمع ہوئی تھی۔ مذہبی ہجرت مدرس تفسیر اور افتاء و تفسیر کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ : التلمیذین میں اس طرح مذکور ہے : "وله كتاب الطريقة الحسیریۃ فی الخلاف بین الحنفیۃ و الشافعیۃ"۔^۵

ابوالعباس المقدسی شافعی (متوفی ۶۳۸ھ)^۶

فقیر و اصولی تھے۔ بعد ان کا سفر کیا، وہاں رکن طائوسی سے ملتزم ہو گئے، یہاں تک کہ معید بن گئے، بخارا کا سفر کیا۔ علم خلاف میں آپ کا نام شہرت کی بلندیوں پر پہنچا۔ کثرت سے اوراد و تہجد کی پابندی کرتے۔

۱۔ حدیث العارضین ۹۲/۵-۹۳، الوائی بالوفیات، مصدق ۶/۳۷۵-۳۷۶، شذرات الذہب ۵/۸۳، صیون الاطباء، طبقات الاطباء ۱۷۱/۲، القلائد الجوہر ۵۸۴

۲۔ ابوالحسن علی بن احمد بن الحسن بن ابراہیم القحطی الحرالی المالکی متوفی ۱۳۳۹، مراکش میں ولادت ہوئی اور شام میں وفات پائی۔

۳۔ شذرات الذہب ۵/۱۸۹، فتح المبین ۶۰/۲

۴۔ ابو النعمان محمود بن احمد بن حمید السید بن عثمان بن نصر بن عبد الملک البخاری الحسیری، جمال الدین (۱۱۵۱ء-۱۲۳۹ء)، بخاری میں ولادت اور سیوان میں مدفون ہوئے۔

۵۔ الاعلام، غیر الدین الزرقانی ۳/۱۰۰۹، مصدر، الطبعة العربیۃ ۱۳۳۷ھ-۱۹۱۸ء، الجوامع المصنوعہ ۴/۱۵۵-۱۵۶ (۳۷۶)، النوادر المہدیۃ ص ۲۰۵، فتح المبین ۶۱/۲ ابن کثیر ۱۵۲/۱۳

۶۔ ابوالعباس - احمد بن محمد بن خلف بن روح المقدسی الحسینی قم الشافعی متوفی ۴۳۱ھ

مؤلفات اصولیہ : آپ نے "شرح المسعالم" تالیف کی جو امام فخر الدین رازی کی اصول فقہ میں کتاب "المعالم" کی شرح ہے۔^۱

ابن الازدی مالکی (۵۵۹ھ-۶۳۹ھ)^۲

فقہ اصولی، محدث، ادیب اور اہل عربیہ میں مہارت رکھتے، دراس الفقہاء تھے۔ فقہ و اصول میں تبحر حاصل فرمایا۔ فرحون نے ابن عبد الملک کا قول لکھا کہ انہوں نے ان کے تعریفی کلمات میں کہا :

"كان من الفضل اهل عصره تفننا في العلوم ، وبراعة في المستور والمنظوم ،
والفر الصيب من الفقه والاصول".

(اپنے زمانے میں سب سے زیادہ صاحب فہمیت، انہم میں جتنی اور بڑی رقم میں کامل دسترس رکھتے، فقہ و اصول کا بہت علم رکھتے تھے)

مؤلفات اصولیہ : ابن فرحون نے لکھا :

"وله تعاليق جليله على كتاب المسعالي في اصول الفقه".^۳

(المسعالي في اصول الفقه پر ان کی بہترین تعالیق موجود ہیں)

العزقي الزيدی (متوفی ۶۳۰ھ)

مؤلفات اصولیہ : ان کی فقہ و اصول پر تصانیف ہیں۔^۴

ابن الصلاح شافعی (متوفی ۵۷۷ھ-۶۴۳ھ)^۵

فقہ اصولی، مفسر، محدث اور نقوی تھے۔ اپنے والد سے علم سیکھا، جن کا شمار گئے پتے کرد علماء میں ہوتا تھا۔ موصل، بغداد، نیشاپور، دمشق اور قدس وغیرہ کی طرف علمی سفر کئے اور وہاں کے مشہور مدارس میں تدریس کی۔ شاگرد بن اللہ بن الفرج کا، احمد بن عبد اللہ بن عسا کر اور ابن خٹکان نے ان سے رہنمائی کیا ہے۔^۶

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہوگا۔ اہمیت اصول فقہ میں ان کی آراء ملتی ہیں۔ مثلاً :

- ۱۔ قوله : ان الصحابي اذا قال : عن النسي كذا : فهو محمول على السماع
- ۲۔ اذا قال الصحابي : كذا فعل كذا في عهده صلى الله عليه وسلم كان حجة

۱۔ ابن الصلاح لم يولد في ۱۸۹/۴، بل في ۱۸۹/۵، شذرات الذهب ۱۸۹/۵، مجمع المصنفين ۱/۳۱۱ (۱۵۵)

۲۔ ابن الصلاح بن محمد بن عبد الملک الازدی القرطبي (۱۱۶۳-۱۲۳۱م)

۳۔ ابن الصلاح بن محمد بن عبد الملک بن باقر ص ۳۰۵-۳۰۶، فتح المبین ۲/۲۲، مجمع المصنفين ۲/۱۳۲ (۳۶۷)، مجمع المصنفين ۳/۲۸۵

۴۔ عبد اللہ بن زید بن مہدی حسام الدین العزقي، بل في ۱۸۹/۵، مجمع المصنفين ۵/۳۶۰

۵۔ ابن الصلاح ابو محمد عثمان بن عبد الرحمن بن عثمان بن موسى، ابن ابی الفرج انکرونی الطبرستانی تقي الدين بن تيموني ۱۲۳۵، مختصر درمیں

۶۔ ابن الصلاح بن عثمان بن عثمان بن عثمان بن موسى، ابن ابی الفرج انکرونی الطبرستانی تقي الدين بن تيموني ۱۲۳۵، مختصر درمیں

حسام الدین الاخسیکی حنفی (متوفی ۶۳۳ھ)

فقہ اور اصول و فروع میں امام تھے۔ علامہ حسام الدین محمد بن محمد یگانہ روزگار علماء میں سے تھے۔ آپ فرغانہ میں تہرشاس کے کنارے واقع قصبہ اخسیکٹ کے باشندے تھے۔ اگرچہ آپ اہل علم میں حسام الدین کے لقب سے مشہور ہیں مگر انہیں ابن المناقب بھی کہا جاتا ہے۔

المنتخب الحسامی کا تجزیہ :

ان کی تصانیف میں سے "المنتخب الحسامی" اصول فقہ کی اہم کتاب ہے جس کا شمار جامع اور مشکل ستون میں سے ہوتا ہے۔ بہت سے مسائل کو مختصر عبارت میں بیان کر دینے کا طرہ امتیاز ہے۔ اسی لئے اس پر کثرت سے شرو و فیروہ لکھی گئی ہیں۔ الفوائد البیہ میں ہے :

"لہ المختصر فی اصول الفقہ المعروف بالمنتخب الحسامی"

(اصول فقہ میں ان کا ایک مختصر ہے جو "المنتخب الحسامی" سے معروف ہے)

وہ مزید لکھتے ہیں :

"وقد طالع مختصرہ المعروف بالمنتخب الحسامی نسبة الى لقبه حسام الدين وهو

مختصر منذ اول معتبر عند الاصوليين قد شرحه جمع خبير من الفقهاء الكاملين"

(میں نے ان کے مختصر کا جو ان کے لقب حسام الدین کی نسبت سے "المنتخب الحسامی" کے نام سے

معروف ہے مطالعہ کیا ان کی کتاب اصولین کے یہاں ایک متداول (مروجہ) معتبر اور مختصر ہے۔ فقہائے کاملین

میں سے ایک بڑی جماعت نے اس کی شرحیں لکھیں)

صاحب ہدیۃ العارفين نے بھی یہی لکھا کہ یہ کتاب علماء کے یہاں مشہور ہے۔

حسامی کے شارحین..... اس کتاب پر زیادہ تر عربی، فارسی اور اردو میں شرحیں لکھی گئیں۔ جن میں سے بعض

مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ محمد بن محمد بن یحییٰ ابن الفضل قوری حنفی نے شرح لکھی اور اس کی تالیف سے ۶۹۳ھ میں فارغ ہوئے۔

اس شرح پر حاشیہ..... ابو محمد منصور احمد بن یزید القانی حنفی متوفی ۷۷۵ھ نے اس پر حاشیہ لکھا۔

۲۔ مؤید الدین ابو محمد منصور بن احمد بن یزید الخوارزمی القانی حنفی متوفی ۷۰۵ھ۔

۳۔ شیخ حسام الدین حسین بن علی صنعانی متوفی ۸۱۰ھ یا ۸۱۳ھ نے "الوالی" کے نام سے شرح لکھی۔

۱۔ محمد بن محمد متوفی ۱۲۳۷ھ ج۔ الفوائد البیہ ص ۱۸۸، الجوہر المصنوع ۱/۲، بیچۃ العارفين ۱۲۲/۶

ج۔ البصاح المکون ۵/۳، بیچۃ العارفين ۱۳۸/۶ ج۔ بیچۃ العارفين ۱۷۴/۶

ج۔ بیچۃ العارفين ۵/۳، الفوائد البیہ ص ۱۱۲/۲، ج۔ البصاح المکون ۱/۲، بیچۃ العارفين ۱۷۴/۶

۱۔ حنفیہ فیہدایہ فی شرح منہجہ حنفیہ ۱۰۷۰ء نے دو شریعتیں تالیف کیں۔ پہلی شرح منہجہ حنفیہ اور دوسری شرح منہجہ (مطلوب) ہے۔

۲۔ شیخ عبدالمعز بن احمد بخاری متوفی ۷۰۰ھ نے "التحقیق" یا "غایۃ التحقیق" کے نام سے شرح لکھی۔

۳۔ ابراہیم بن عبد اللہ بن علی شافعی متوفی ۳۱۱ھ۔

۴۔ شیخ قوام ابن کاسب بن امیر اللہ فی حنفی متوفی ۵۸۸ھ نے "التحقیق" کے نام سے شرح لکھی۔

۵۔ سعد الدین ابن قاضی بدیع بن شیخ محمد اللہ دہلوی خیر آبادی متوفی ۸۰۲ھ۔

۶۔ سعد الدین ابن قاضی خیر آبادی ہندی حنفی متوفی ۸۸۲ھ۔

حنفی پر حاشیہ :

(۱) مولانا عین الدین عمران دہلوی متوفی ۵۲۵ھ ۵۲۷ھ۔

(۲) عبد القادر بن عسک الدین سیالکوٹی حنفی متوفی ۱۰۶۷ھ۔

حنفی پر تعلیقہ ————— شیخ الدین احمد عثمان بن ابراہیم ابن ترکمانی متوفی ۴۳۳ھ نے مکتبہ پر تعلیقہ لکھا۔

چند مزید شروح و تعلیقات و حواشی :

۱۔ تعلیم العامی فی تشریح الحنفیہ مولانا عبد الستار اللہ بن محمد احمد بن محمد نعمت اللہ گھنوی (متوفی نہ)

۲۔ شرح الحنفیہ شیخ یعقوب ابو یوسف القباہی لاہوری (متوفی نہ)

۳۔ التامی شرح الحنفیہ مولانا عبد الحق بن محمد میر دہلوی متوفی ۱۳۳۳ھ

۴۔ التعلیق الحنفی علی الحنفی فیض الحسن بن مولانا اختر الاسلام کشمیری

۵۔ حاشیہ علی الحنفی قاضی عبد النبی احمد گجراتی متوفی ۱۱۳۳ھ۔

۱۔ بیۃ الدارین ۲/۳۶۲ تا ۳۶۳ ص ۱۰۴ تا ۱۰۵ ص ۱۰۸

۲۔ التواضع الیہ ۱/۱۸۸ ص ۱۸۸ تا ۱۸۹ ص ۱۸۹

۳۔ التواضع الیہ ۱/۱۸۸ ص ۱۸۸ تا ۱۸۹ ص ۱۸۹

۴۔ معجم الاصولین ۲/۱۱۹ ص ۱۱۹ تا ۱۲۰ ص ۱۲۰

۵۔ بیۃ الدارین ۵/۳۸۵ ص ۳۸۵ تا ۳۸۶ ص ۳۸۶

۶۔ لکھنؤ المصنفین ۲/۳۱۱ تا ۳۱۲ ص ۳۱۱ تا ۳۱۲

۷۔ الفتاویٰ السنیہ ۱/۳۳۰ ص ۳۳۰

۸۔ معجم الحنفیہ ۱/۱۶۷ ص ۱۶۷

ابن الحاجب مالکی (۵۰ھ-۶۳۶ھ) ^۱

فقہ، اصولی، متکلم، مجتہد، شاعر و ادیب تھے۔ شام و دمشق کے کئی سڑکے۔ ۶۱۷ھ میں آخری بار دمشق آئے اور تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ اسی زمانہ میں دمشق کے سلطان صالح اسماعیل نے ایک شہر فرنگیوں کے حوالے کر دیا، اس پر ابن حاجب اور شیخ عز الدین ابن سلام متوفی ۶۶۰ھ نے منبر پر علی الاعلان سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور سلطان کا نام اور اس کے لئے دعا کو خطبہ سے نکال دیا اور ۶۶۸ھ میں واپس قاہرہ آ کر تدریس و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ ابن حاجب نے اصول فقہ کی تعلیم شارح البرہان للسخونی، ابوالحسن الابیاری مالکی اصولی متوفی ۶۱۸ھ سے حاصل کی۔ امام شہاب الدین قرانی اصولی متوفی ۶۸۳ھ صاحب الفقیح فی مختصر المحصول للولای، نفائس الاصول شرح المحصول للولای اور قاضی ناصر الدین ابن الصبیر اصولی متوفی ۶۲۰ھ جن کی اصول فقہ میں آراء وغیرہ آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ الدیلمی شیخ الشہاب الدین و مشقی معروف بابی شمارہ کے حوالہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب "الدلیل علی الروحین" میں لکھا:

"کان ابن الحاجب رکناً من اركان الدين في العلم والعمل بارعاً في العلوم الاصولية وتحقيق علم العربية"

(ابن حاجب اركان دین میں سے ایک رکن تھے۔ علوم اصولیہ اور تحقیق علم عربیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے)

اور آگے لکھتے ہیں:

"وصنف مختصر الفی اصولی الفقہ، ثم اختصره"

(انہوں نے اصول فقہ میں ایک مختصر تصنیف کیا پھر خود ہی اس کا اختصار کر دیا)

اور کمال الدین الزماکانی سے منقول ہے:

"ليس للشافعية مثل مختصر ابن الحاجب للمالكية"

(ابن حاجب مالکی کی مختصر کی مثل شافعیہ کے پاس کوئی مختصر نہیں ہے)

مؤلفات اصولیہ:

(۱) منتهی السؤل والامل فی علم الاصول والجدل

(۲) مختصر منتهی السؤل والامل ۲

ابن حاجب نے پہلے منتهی السؤل والامل تالیف کی اور پھر اس کا اختصار کیا جو "مختصر المنتهی" سے مشہور ہے۔ دونوں کتابیں ہر زمانے میں شارحین وغیرہ کے لئے توجہ کا مرکز رہیں اور ان پر کثرت سے شرحیں، حواشی، تعلیقات وغیرہ لکھے جاتے رہے۔ تاریخ و فقا کی زمینی ترتیب کے ساتھ ان کو ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے:

۱۔ ابو عمرو محمد بن ابی بکر بن یونس بحال الدین ۱۱۷۷ھ-۱۲۳۰ھ، مصر میں ولادت و وفات ہوئی۔

۲۔ ابوالحسن ۲/۶۵-۲۶۶/۲۵۲/۸۸۶/۸۸۳/۲۸۹-۲۹۱/۳۰۶/۱۳۳۳ھ، مدینہ النور یمن ۵/۶۵۴، وفات الامان ۳۷/۳۷

منہی السؤل والاہل کا تحقیقی تجزیہ :

منہی السؤل والاہل فی علمی الاصول والعجل کے شارحین وحاشیہ نگار :

- ۱۔ جمال الدین بن مطہر بن یوسف اہل الرافضی اقصی متوفی ۵۷۶ھ نے "حاشیہ الوصوح وایضاح السبل" کے نام سے شرح تالیف کی ہے۔
- ۲۔ شمس الدین محمد بن امطر الخلیل شافعی متوفی ۵۷۵ھ ہے۔
- ۳۔ ابوالفیل بن اسحاق بن موسیٰ البغدادی مصری متوفی ۵۷۶ھ نے "النوہج" کے نام سے شرح لکھی ہے۔
- ۴۔ محمد بن حسن بن عبداللہ الحسینی الواسطی شافعی متوفی ۵۷۷ھ ہے۔
- ۵۔ اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود الباری متوفی ۵۸۶ھ نے "القولود والردود" کے نام سے شرح لکھی ہے۔
- ۱۔ شمس الدین محمد بن عبداللہ الصرخدی حنفی شافعی متوفی ۵۹۲ھ ہے۔
- ۷۔ سعید بن محمد بن محمد بن محمد بن العقبانی التمسانی مالکی متوفی ۵۸۱ھ ہے۔
- ۸۔ ابوالفتح جلال الدین نصر اللہ بن محمد البستری البغدادی حنفی متوفی ۵۸۱ھ ہے۔
- ۹۔ ابویوسف شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن نعیم بن مقدم السیاطی مصری مالکی متوفی ۵۸۳ھ نے "توضیح المعقول وتحریر المنقول" کے نام سے شرح تالیف کی ہے۔
- ۱۰۔ الاصبغی شباب الدین احمد بن اسماعیل المصری متوفی ۵۸۸ھ ہے۔
- ۱۱۔ ابوالفتح بہاء الدین محمد بن ابوبکر بن علی المشہدی شافعی متوفی ۵۸۹ھ ہے۔
- ۱۲۔ ہلال الدین ابوالفتح محمد بن قاسم مصری مالکی متوفی ۵۹۶ھ ہے۔
- ۱۳۔ جمال الدین حسن بن احمد البغدادی زیدی متوفی ۵۹۷ھ نے "بلوغ النہی فی شرح المنہی ای مستحق السؤل والاہل لابن حاجب" تالیف کی ہے۔

- ۱۔ کشف الظنون ۱۸۵۵/۱، ایضاح المکنون ۵۷۲/۳ ج ۱۔ حاشیہ العارفین ۱۵۲/۶
- ۲۔ حاشیہ العارفین ۳۵۲/۵ ج ۲۔ ایضاح المکنون ۵۷۲/۳
- ۳۔ حاشیہ العارفین ۱۸۷۱/۶، ایضاح المکنون ۲۰۱/۲ ج ۳۔ ایضاح المکنون ۵۷۲/۴
- ۴۔ صاحب تمام الاصولین نے ۱۳۱/۲، ۱۳۲/۲ (۳۵۸) کے حاشیہ میں ایضاح المکنون ۸۷۲/۲ کے حوالے سے کلامی تلاش کے باوجود حوالہ مقام پر نہیں مل سکا۔
- ۵۔ حاشیہ العارفین ۳۹۳/۶، ایضاح المکنون ۵۷۲/۳ ج ۵۔ حاشیہ العارفین ۱۹۱/۶، ایضاح المکنون ۵۷۲/۳
- ۶۔ حاشیہ العارفین ۱۹۲/۶، ایضاح المکنون ۵۷۲/۳ ج ۶۔ حاشیہ العارفین ۱۹۳/۶، ایضاح المکنون ۵۷۲/۳
- ۷۔ حاشیہ العارفین ۲۲۸/۶، ایضاح المکنون ۵۷۲/۳ ج ۷۔ حاشیہ العارفین ۲۲۹/۵، ایضاح المکنون ۵۷۲/۳

مختصر المنتہی کا تحقیقی تجزیہ :

ابن عابد نے پہلے "مستہی السؤل" تالیف کی اور پھر تقریباً ایک چوتھائی حذف کر کے اسے ملا سادہ کی الاحکام کی ترتیب پر مختصر کیا۔ حاجی خلیفہ نے قطب الدین محمود شیرازی متوفی ۱۰۷۰ھ کے حوالے سے ذکر کیا ہے "مختصر المستہی" تالیف کرنے کی وجہ یہ خود ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

"لما دلت قصور الهمم عن الاختصار وميلها الى الاجاز والاختصار صلت مختصراً في أصول الفقه ثم اختصرته على وجه يذيع ويحصر في المبادئ والأدلة السبعة والاجتهاد والترحيح" ۱

اب میں نے عام قاری کے مزاج اور ارادوں میں بہت زیادہ کمزوری دیکھی اور ان کا میزان ایجاز و اختصار کی طرف پانچویں نے اصول فقہ میں ایک مختصر تصنیف لکھ دی۔ پھر میں نے ایک نئے انداز سے اس کا اختصار کیا اور اس میں مبادی، ادلہ، سمعیہ، اجتہاد اور ترجیح سب شامل ہیں۔

حاجی خلیفہ اس مختصر کی تعریف میں لکھتے ہیں :

"وهو مختصر غريب في صنعه يذيع في فقه لغاية ايجاز يشاهي الالغاز ويحسن ايرادها بحاكي الاجاز واعتنى بمشاكل الفضلاء" ۲

ایہ مختصر ایک بے مثل کتاب ہے اس فن میں انتہائی اختصار کے باوجود بحر کے مٹا یہ ہوئے اور انتہایت پیدا کرنے والے بیان سے پاک ہے اور اس کا نقش انداز فقہاء کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لائق ہے۔

مختصر المنتہی پر شروح، حواشی، و حواشی الجواشی تعلیقات و اختصارات :

شاذمین اور شرح پر حواشی :

- ۱۔ محمد بن ابی بکر الفارسی متوفی ۶۳۹ھ۔
- ۲۔ عزالدین ابن عبد السلام شافعی متوفی ۶۶۰ھ۔
- ۳۔ قاضی امام ناصر الدین عبداللہ غفرلہ عنہ وہی متوفی ۶۸۱ھ نے "مرصاد الافہام الی مبادی الاحکام" کے نام سے شرح لکھی۔

اولہ : الحمد لله الذي هدانا الى هذا الى مناهج الحق۔ الخ ۳

- ۴۔ علامہ قطب الدین محمود ابن اسمعيل شیرازی متوفی ۱۰۷۰ھ
- اولہ : حمد الله اولى ما استطعت به ذكر۔ الخ ۴

۱۔ كشف الظنون ۱۸۵۳/۲	۲۔ كشف الظنون ۱۸۵۳/۲
۳۔ مجمع المصنفين ۲۰۹/۲-۲۳۳	۴۔ كشف الظنون ۱۸۵۵/۲
۵۔ كشف الظنون ۱۸۵۳/۲	۶۔ كشف الظنون ۱۸۵۳/۲

شرح قطب الدین پر حاشیہ :

شمس الدین حبیب اللہ بن عبد اللہ اعلوی دہلوی سیر زاجیان شیرازی متوفی ۹۹۳ھ نے اس شرح پر حاشیہ لکھا :

۵۔ تقی الدین ابن دینی العید محمد بن علی شافعی متوفی ۷۰۴ھ۔

۶۔ سید رکن الدین حسن ابن محمد اعلوی الاسترآبادی متوفی ۷۷۱ھ نے "احول العقد والعقل" کے نام سے شرح لکھی۔ ۶۸۳ھ میں تالیف سے فراغت پائی۔ اس کے شروع میں سلطان ملک المظفر قرارسلان بن سعید شمس الدین الخازمی (الارغنی) کا نام مذکور ہے۔

اولہ : اما بعد حمد اللہ خالق الصور والاشیاء۔ اے۔

۷۔ شیخ امام برہان الدین ابراہیم بن عبد الرحمن بن الفرکاج الخرازی شافعی متوفی ۶۹۹ھ۔

۸۔ عثمان بن عبد الملک الکندی المصری متوفی ۷۲۸ھ۔

۹۔ فخر الدین عثمان بن نور الدین علی بن عثمان الکلمی ابن خطیب صدیقی متوفی ۷۳۹ھ۔

۱۰۔ محمد بن محمد السعفی متوفی ۷۴۳ھ۔

۱۱۔ شمس الدین محمد بن مظفر کلانی متوفی ۷۴۵ھ۔

۱۲۔ شیخ امام ابو یوسف شمس الدین محمود بن عبد الرحمن اصبہانی متوفی ۷۴۹ھ۔

امام شہادت کی یہ شرط بیان مختصر فی شرح مختصر ابن النبی کے نام سے محمد مظہر دہلوی کی تحقیق کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۹۸۶ء میں جامعہ امام القری سجدیہ سے تین جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

۱۳۔ محمد الدین اسماعیل بن یحییٰ الرازی متوفی ۷۵۰ھ۔

۱۴۔ زین الدین غنیمت العجمی حنفی متوفی ۷۵۳ھ۔

۱۵۔ زین الدین ابوالحسن علی ابن الحسین الموصلی ابن الشیخ حمید متوفی ۷۵۵ھ۔

۱۶۔ ابوبکر ابراہیم محمد الدین قاضی القضاۃ اسماعیل بن یحییٰ بن اسماعیل التیمی شیرازی الباہلی متوفی ۷۵۶ھ۔

۱۔ دیۃ العارفین ۵/۳۶۲-۲۶۳ مجموع الاموالین ۲/۲۸-۲۵۷ ج کشف الظنون ۲/۱۸۵۶

۲۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵ ج کشف الظنون ۲/۱۸۵۵

۳۔ دیۃ العارفین ۵/۶۵۶-۶۵۷ الفتح المبین ۳/۱۳۳ ج کشف الظنون ۲/۱۸۵۵

۴۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵ دیۃ العارفین ۶/۳۰۹-۳۱۰ الفتح المبین ۲/۱۵۸

۵۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵ ج الخواص ۱/۷۷-۷۸ الفتح المبین ۲/۱۱۳

۶۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۶ دیۃ العارفین ۵/۳۰۹-۳۱۰ الفتح المبین ۲/۱۶۵

۷۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵ تاریخ وقعات ۵۰-۷۷ ذکر ہے دیۃ العارفین ۵/۲۱۳ الفتح المبین ۲/۱۶۵ الاموالین ۱/۲۴۳ (۲۱۹)

- ۱۰۔ ابو الحسن تقی الدین علی بن عیدہ الکافی بن علی بن یوسف بن موسیٰ اسلمی متوفی ۵۶۷ھ نے "رفع الحجاب عن مختصر ابن الحجاج" تالیف کی۔^{۱۰}
- ۱۱۔ علامہ عبد الدین عبد الرحمن ابن احمد الانبجی متوفی ۵۶۷ھ نے شرح کی تالیف سے ۵۳۷ھ میں قرأت پائی۔ اولہ : الحمد لله الذي براء الامام - صلح ح
- نوٹ : اس شرح پر بہت سے حواشی لکھے گئے آخر میں ایک ساتھ ان کو ذکر کیا جائے گا۔
- ۱۲۔ محبت الدین ابو القضاہ محمد ابن شیخ علاء الدین علی القولوی قزیری شافعی متوفی ۵۸۸ھ نے دو اجزاء پر مشتمل ایک عمدہ شرح تالیف کی۔^{۱۱}
- ۱۳۔ ابو العباس احمد بن اوریس انبجی ماکھی متوفی ۶۰۷ھ۔^{۱۲}
- ۱۴۔ بارون بن عبد الوہابی (ابن عبد السلام المرافی) متوفی ۶۳۳ھ۔^{۱۳}
- ۱۵۔ خلیل بن ابی الخیر مکی متوفی ۶۷۷ھ۔^{۱۴}
- ۱۶۔ ابو عبد اللہ یونس الدین محمد بن عبد الرحمن ابن عسکر ریفہ ادنی ماکھی متوفی ۷۷۷ھ نے "شرح مختصر ابن الحجاج" اور "اجوبہ اعترافات لابن الحجاج" تالیف کی۔^{۱۵}
- ۱۷۔ محمد بن حسن بن المہاجر قدسی ماکھی متوفی ۸۷۷ھ۔^{۱۶}
- ۱۸۔ حاج الدین عیدہ الوہابی بن علی اسلمی متوفی ۸۷۷ھ نے "رفع الحجاب عن شرح مختصر ابن الحجاج" تالیف کی۔^{۱۷}
- شرح رفع الحجاب پر حاشیہ محمد بن شرف الدین عبد الرحمن بن محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ قاضی بدر الدین معروف بہ ابن ہمامہ متوفی ۸۱۹ھ نے اس شرح پر حاشیہ لکھا۔^{۱۸}
- ۱۹۔ ابو حامد بہاء الدین احمد بن علی بن عیدہ الکافی بن علی بن قہام اسلمی متوفی ۸۷۳ھ۔ یہ حاج الدین اسلمی کے بھائی ہیں انہوں نے شرح (مطلوب) تالیف کی۔^{۱۹}
- ۲۰۔ نجی بن موسیٰ الرضوی ماکھی متوفی ۸۷۳ھ نے ایک عمدہ و مفید شرح لکھی جس میں معانی و مہانی کی منفرد انداز سے تحقیق پیش کی۔^{۲۰}

۱۔ بیچہ مورخین ۵/۷۰۰
 ۲۔ کشف الظنون ۱۸۵۶/۲ بدیع المعارضین ۵/۱۵۲۲ الفتح المبین ۱۶۶/۲ مجمع المصنفین ۱۴۳/۲ (۳۱۰)
 ۳۔ کشف الظنون ۱۸۵۶/۲ بدیع المعارضین ۶/۱۶۰ الفتح المبین ۴/۱۵۱
 ۴۔ الفتح المبین ۴/۲ مجمع المصنفین ۹۰/۱ (۵۹) ۵۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۶ ۶۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵
 ۷۔ البدایہ ۳۶۶-۱۳۴ الفتح المبین ۲/۱۸۰ ۸۔ کشف الظنون ۴/۱۲۳۵
 ۹۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵ بدیع المعارضین ۵/۱۶۳۹ الفتح المبین ۴/۱۸۳
 ۱۰۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵ بدیع المعارضین ۶/۱۸۲
 ۱۱۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵ الفتح المبین ۲/۱۸۹ مجمع المصنفین ۱/۱۴۳-۱۴۳ (۱۳۵)
 ۱۲۔ الفتح المبین ۱/۱۹۰

۲۸۔ امام اکمل الدین محمد بن محمد الیاریقی حنفی، متوفی ۷۱۶ھ نے تین مجلدات میں شرح لکھی اور اس کا نام "الغایہ الخیر" رکھا۔ اس میں انہوں نے "مختصر المنہی" کی سات مشہور اور تین دوسری شروع سے نقل کیا۔ کشف القلوب میں ان کے حوالہ سے یہ عبارت نقل ہے کہ انہوں نے کہا:

"وذكر ان حبر الكتب مختصر المنهية وخبر شروحه شرح استاد عقد الدين".

(انہوں نے ذکر کیا کہ مختصر المنہی "حبر الكتب" اور استاد عقد الدین کی شرح "خبر الشرح" ہے۔)۔

۲۹۔ علامہ سعد الدین القسزانی، متوفی ۷۹۳ھ

"اوله: الحمد لله الذي وفقنا للوصول الى منتهى اصول الشريعة"۔

شرح تفتاویٰ پر حاشیہ:

احمد بن سلیمان الکروی گجراتی، متوفی ۱۰۹۰ھ نے حاشیہ علی حاشیہ بعد لکھا۔

۳۰۔ احمد بن محمد بن الزبیری القسزانی، اسکندری مالکی، متوفی ۸۰۱ھ۔

۳۱۔ بہرام بن عبداللہ مالکی، متوفی ۸۰۵ھ۔

۳۲۔ سید شریف علی بن علی الجرجانی حنفی، متوفی ۸۱۶ھ۔

نوٹ: سید شریف جرجانی کی شرح پر بہت سے حواشی ہیں۔ آخر میں ایک ساتھ بیان کئے جائیں گے۔

۳۳۔ شیخ شہاب الدین احمد بن حسین الرافعی شافعی، متوفی ۸۴۳ھ۔

اس شرح پر ابن جیمانہ اور سیوطی کے نکات:

۱۔ عزالدین محمد بن ابی بکر جیمانہ، متوفی ۸۱۶ھ نے اس پر نکت تحریر کئے۔

۲۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی ۹۱۱ھ نے النکت اللوامع علی المختصر والمنهاج وجمع الجوامع تالیف کی۔

۳۳۔ ابو عبداللہ بدر الدین محمد بن محمد بن محمد بن یحییٰ مالکی، متوفی ۸۷۰ھ معروف بہ بدر الدین بن المخلطہ نے شرح کی تالیف کا آغاز کیا اور کئی جگہ پر تحریر کیا۔

۱۔ کشف القلوب ۱۸۵۳/۲ ج کشف القلوب ۱۸۵۳/۲

۲۔ مجموع الاصولین ۱۸۸۱/۱ (۹۰) بحوالہ نزہۃ الخواطر ۴۰

۳۔ کشف القلوب ۱۸۵۵/۴ بدیع العارفین ۵/۱۱۷، الجمع المکمل ۳/۶، مجموع الاصولین ۱/۲۲۷ (۱۷۰)

۴۔ کشف القلوب ۱۸۵۵/۲ ج کشف القلوب ۱۸۵۳/۲

۵۔ کشف القلوب ۱۸۵۶/۲ ج کشف القلوب ۱۸۵۶/۲

۶۔ کشف القلوب ۱۸۷۷/۲ مجموع الاصولین ۲/۱۷۶، ۱۷۷ (۴۱۳)

۷۔ بدیع العارفین ۵/۱۲۶، الجمع المکمل ۳/۴۱

- ۱۵ ابو یزید عبدالرحمن بن محمد بن مخلوف شاعری متوفی ۸۷۵ھ۔
- ۱۶ شمس الدین محمد اصراری مالکی متوفی ۸۷۶ھ۔
- ۱۷ محمد بن حسین بن عبداللہ السید شریف الحسینی الواسطی شافعی متوفی ۸۷۶ھ۔
- ۱۸ ابوالقاسم ابوالقاسم بن محمد بن عبدالبر بن یحییٰ بن علی السبکی شافعی متوفی ۸۷۷ھ۔
- ۱۹ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن سلیمان بن عبداللہ الصرغدی متوفی ۸۷۷ھ۔
- ۲۰ جلال الدین جلال بن احمد بن یوسف بن طوع سلمان التہامی متوفی ۸۷۷ھ۔
- ۲۱ احمد بن صالح بن محمد الباقی متوفی ۸۹۵ھ مختصر کے حل و شرح میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ ان کی شرح کی موجودگی کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔
- ۲۲ ابوالقاسم احمد بن عمر بن علی بن بلال اسکندی الرقی مالکی متوفی ۹۰۵ھ نے "مختصر ابن الحاجب الاصل" اور "وقع الاشکال علی المختصر عن الاشکال" تالیف کی اس میں ان اشکال اور بعضی تشریح کی جو ان حاجب کی مختصر الاصل پر وارد ہوتے تھے۔
- ۲۳ برہان الدین ابراہیم بن علی بن محمد ابوالقاسم بن محمد بن فرحون البصری مالکی متوفی ۹۹۹ھ نے "كشف النقاب الحاجب علی مختصر ابن الحاجب" تالیف کی۔
- ۲۴ سعید بن محمد بن محمد بن محمد ابوالقاسم مالکی متوفی ۸۱۱ھ۔
- ۲۵ صدر الدین سلیمان بن عبدالناصر الاشعری شافعی متوفی ۸۱۱ھ۔
- ۲۶ ابویاسر شمس الدین محمد عمار مالکی متوفی ۸۳۳ھ معروف بہ ابن الخیار۔
- ۲۷ ابوالقاسم احمد بن محمد بن عبدالرحمن ابن زاعو التمسانی مالکی متوفی ۸۳۵ھ نے "مختصر ابن الحاجب" کے بعض حصہ کی شرح لکھی۔
- ۲۸ صلاح بن علی محمد بن ابوالقاسم ابن محمد بن جعفر البغدادی ازیدی متوفی ۸۳۹ھ نے "النجم الثاقب" کے نام سے شرح تالیف کی۔

۱۔ جامع العارفین ۵/۵۳۲، مجمع المصنفین ۱/۱۹۱ (۲۲۷)

۲۔ الفہم ۱۹۳/۳

۳۔ الفہم ۱۹۸/۲

۴۔ الفہم ۲۷۸/۲، مجمع المصنفین ۲/۱۸-۱۷ (۲۲۷)

۵۔ الفہم ۲۱۰/۲، مجمع المصنفین ۱/۱۸۵ (۱۳۳)

۶۔ الفہم ۲۰۵-۲۰۴، مجمع المصنفین ۲/۱۲۲ (۲۵۸)

۷۔ جامع العارفین ۱۹۳/۶

۸۔ جامع العارفین ۳۳۸/۵

۹۔ جامع العارفین ۶/۱۶۸، مجمع المصنفین ۲/۱۹۹

۱۰۔ جامع العارفین ۶/۱۷۲، مجمع المصنفین ۲/۲۰۷

۱۱۔ مجمع المصنفین ۱/۱۳۱-۱۳۲ (۹۳)

۱۲۔ الفہم ۳۱۱/۲، مجمع المصنفین ۱/۳۸۰-۳۸۱

۱۳۔ جامع العارفین ۵/۲۰۲

۱۴۔ الفہم ۳۳۳/۳، مجمع المصنفین ۱/۳۱۷-۳۱۸ (۱۶۰)

۴۹۔ محبت اللہ بن محمد بن محمد النوری الکلبیہ لکھی متوفی ۸۵۵ھ نے "سعیۃ السراغب" کے نام سے شرح تالیف کی۔

۵۰۔ کمال الدین محمد بن محمد بن عبد الرحمن بدر الدین امام نظام الدین شافعی متوفی ۸۷۷ھ۔

۵۱۔ شہاب الدین احمد بن اسماعیل بن ابوبکر بن عمر بن ہریرہ (بریدہ) الاشعری القاری شافعی قرطبی متوفی ۸۸۳ھ۔

۵۲۔ ابوالفتح الخارقی بن شیخ ابی بکر الداعی متوفی ۱۰۵۱ھ۔

۵۳۔ جلال الدین حسن بن احمد البسنی زیدی متوفی ۱۰۷۰ھ۔

۵۴۔ کمال الدین محمد معروف بن الخضر الطرابلسی متوفی نے "انکاش الطالب" کے نام سے شرح لکھی۔

۵۵۔ ابوشامہ الدین عبد العزیز العلوی نے "کاشف الرموز و مظهر الخوارزم" کے نام سے شرح لکھی۔

۵۶۔ شیخ سراج الدین عمر بن علی ابن الحسن شافعی متوفی ہے۔

۵۷۔ شیخ فہم الدین محمود بن القاسم بن احمد الاصفہانی نے شرح لکھی جس کا آغاز یوں ہوتا ہے :

"الحمد لله الذي اظهر بلدائع مصنوعاته على احسن النظام . الخ ."

مختصر ابن اصابہ پر تالیف :۔

۱۔ سعید بن محمد بن محمد بن محمد اصفہانی لکھی متوفی ۸۱۱ھ نے "تعلیق علی ابن الجاصب فی الاصول" تالیف کیا۔

۲۔ بنی الدین ابن ملا الدین بن محمد بن ابی الجہد الحسینی الرعشی متوفی ۱۰۹۱ھ۔

مختصر المنتقى کا اختصار :

شیخ ابوالعباس (فتحی الدین) ابوبکر الدین ابوالفتح بن عمر بن ابوالفتح بن غلیل الجہد بنی شافعی متوفی ۳۴۲ھ نے

"الكتاب المتعبر في اختصار المحصر" تالیف کی۔

۱۔ ذخیر المصنوع ۱۸۷۳/۳

۲۔ بیچ المصنوع ۱۸۷۶/۶ کشف المصنوع ۱۳۵۸/۲ فتح المصنوع ۲۲/۳

۳۔ بیچ المصنوع ۱۳۵۵/۵ بحکم المصنوع ۱۸۸۰-۱۸۸۱/۱۱ مع ۲۳-۲۳۶

۴۔ فتح المصنوع ۱۸۷۳/۳ بحکم المصنوع ۲۳۵/۲ (۶۳) بحکم المصنوع ۱۸۸۱-۱۸۸۲

۵۔ کشف المصنوع ۱۸۵۵/۲ بحکم المصنوع ۱۸۵۵/۲

۶۔ کشف المصنوع ۱۸۵۶/۲ بحکم المصنوع ۱۸۵۷/۲

۷۔ الاطالع ۱۸۷۵/۵ بحکم المصنوع ۲۱/۲ (۲۵۰) بحکم المصنوع ۱۵۷/۳

۸۔ کشف المصنوع ۱۸۵۶/۲ فتح المصنوع ۱۸۸۱/۲ بحکم المصنوع ۲۳/۱۴

مختصر المنتہی کا نظم کرنے والے اصولیہ ہیں :

۱۔ جمال الدین عبدالرحمن بن عمر اللطیفی متوفی ۸۲۳ھ۔

۲۔ محمد بن ابی بکر بن نصر اللہ بن احمد الکناانی (مستطاب) المصری متوفی ۸۷۹ھ نے "نظم اصول ابن الحاجب" کو تصحیح کیا ہے۔

مختصر المنتہی کی احادیث کی تخریج :

کشف الظنون میں ان حضرات کے نام مذکور ہیں جنہوں نے کتاب مختصر المنتہی کی احادیث کی تخریج کی۔

۱۔ محمد بن احمد معروف بہ ابن عبدالہادی مقدس متوفی ۳۷۷ھ۔

۲۔ شیخ مہاجر بن علی بن ابی اسحاق شافعی متوفی ۹۰۰ھ۔

۳۔ شیخ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن جعفر مستطابی متوفی ۸۵۲ھ۔

مختصر ابن حاجب کے طرز و طریقہ کو اپنانے والے اصولیہ ہیں :

۱۔ محمد بن شمس الدین محمد بن مصلح بن محمد بن مصلح المقدسی ضلی متوفی ۶۳۷ھ معروف بہ ابن مصلح نے مختصر ابن حاجب کے طرز و طریقہ پر ایک عظیم کتاب تالیف کی ہے۔

لیاضی السیارہ (مختصر المنتہی کی سات مشہور شرحیں) مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) حنفی فتح قدسیہ الدین شیرازی کی شرح (۲) سید کن الدین مومنی

(۳) فتح جمال الدین بکلی (۴) زین الدین نجفی

(۵) شمس الدین الاصغری (۶) بدال الدین البستری

(۷) شمس الدین عیسیٰ کی شرح ہے۔

میدثریہ جرجانی کے حاشیہ (یا شرح) پر حواشی :

ملاحیہ نے کشف الظنون میں سید جرجانی کی کتاب کو شرح لکھا اور اس پر حواشی لکھ کر اسے ہی شرح بدیہ احادیثی ۱۸۰۰ میں بھی جرجانی کی کتاب کو شرح لکھا ہے۔ جبکہ صحیح ہے کہ سید جرجانی نے شیخ مقدس کی شرح پر حاشیہ لکھا اور پھر وہی شیخ نے قبول وفاق اس پر بہت سے علماء نے حواشی لکھ دیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۔ کشف الظنون ۱/۲ ۱۹۵۶

۲۔ بدیہ احادیثی ۵/۵۲۹، مجموعہ مکتوبات ۵۸/۱ (۵۰)

۳۔ کشف الظنون ۱/۲ ۱۹۵۶

۴۔ فتح جرجانی ۱/۲ ۱۹۵۶

۵۔ کشف الظنون ۱/۲ ۱۹۵۶

حاجی خلیفہ نے سید شریف کی شرح پر مندرجہ ذیل علماء کے حواشی ذکر کئے ہیں :

۱۔ صاحب المصنف نے اپنے والد کے حوالے سے ذکر کیا کہ انہوں نے سید جرجانی کی "شرح المختصر" پر خواہد ادا کے حواشی پڑھے تھے اور جب وہ مبحث الخواص اللاتیہ تک پہنچے تو اس میں قد رسولی کے سید شریف پر اعتراضات پائے جو انتہائی قوی تھے اور ان کے والد نے کہا کہ اگر سید شریف زعمہ ہوتے تو وہ ان اعتراضات کو ان کے سامنے پیش کرتے تو وہ ان کو بجا توقف یا کچھ مباحثے کے بعد قبول کر لیتے۔

۲۔ مولیٰ احمد بن موسیٰ الخلیلی متوفی ۸۶۲ھ

۳۔ مولیٰ یعقوب پاشا حنفی متوفی ۸۹۱ھ

۴۔ مصلح الدین مصطفیٰ القسطلانی متوفی ۹۰۱ھ

۵۔ مولیٰ حمید الدین افضل الدین الحسینی متوفی ۹۰۸ھ

حاشیہ سید شریف پر مزید حواشی :

۱۔ محمد بن الدین بن تاج الدین ابراہیم بن الخطیب حنفی متوفی ۹۰۱ھ معروف بہ خطیب زادہ نے "حواشی علی اوئل حاشیہ السید علی شرح مختصر ابن احاجب" تالیف کئے۔

۲۔ میر صدر الدین محمد بن غیاث الدین منصور شرازی حنفی متوفی ۹۰۳ھ نے "مستدرک علی حاشیہ العز جلی علی شرح المختصر" تالیف کی۔

۳۔ محمد اللہ (حمید الدین) بن افضل الدین الحسینی حنفی متوفی ۹۰۸ھ معروف بہ ابن افضل انہوں نے حواشی علی حاشیہ السید تالیف کئے۔

۴۔ شجاع الدین الیاس زوی متوفی ۹۲۹ھ

۵۔ کمال الدین حسین بن مہدی بن الازہری الاحمی متوفی ۹۵۰ھ

۶۔ حسین (حسن) الحسینی اکلانی متوفی ۱۰۱۳ھ دارالکتب المصریہ میں ۱۳۹۲ھ اس کا نسخہ موجود ہے۔

۷۔ احمد بن سلیمان الکروی گجراتی متوفی ۱۰۹۲ھ

۸۔ محمد بن السید صالح القحطانی متوفی ۱۳۶۵ھ نے "حاشیہ علی شرح السید المختصر ابن احاجب" تالیف کیا۔

۱۔ کشف الظنون ۱۸۵۷/۲ ج ۱/۳ ص ۶۱/۳ ج ۲/۳ ص ۶۱/۳

۲۔ التواریخ ص ۶۹ ج ۱/۳ ص ۶۱/۳ ج ۲/۳ ص ۶۱/۳ ج ۳/۳ ص ۶۱/۳

۳۔ مجمع المصنفین ۲۵۰/۲ ص ۶۲ (۲۹۹) میں ۵۷۲ کے حوالے سے ذکر ہے۔

۴۔ نزہۃ الخواطر ۱۵۰/۶ ص ۱۵۰ (۲۷۶) مجمع المصنفین ۲۳/۲ ص ۶۲ (۲۹۹)

۵۔ نزہۃ الخواطر ۳۰/۵ ص ۳۰ مجمع المصنفین ۱/۱ ص ۱۲۸ (۹۰) ج ۱ ص ۸۰۰/۵

مختصر المنتہی پر حواشی :

۱۔ (قرہ) غلیل بن حسن بن محمد البرکلی زیدی حنفی متوفی ۱۱۲۳ھ معروف بہ قرہ غلیل نے حاشیہ علی شرح مختصر المنتہی تالیف کیا۔^۱

۲۔ جمال الدین محمد بن حسین بن محمد الخو اساری الشافعی الامامی متوفی ۱۱۲۵ھ نے "حاشیہ علی شرح مختصر الاصول" تالیف کیا۔^۲

۳۔ صالح بن مہدی بن علی الملقبی ازیدی الہمینی متوفی ۱۱۰۸ھ نے "نجاح الطالب علی مختصر المنتہی ابن الحاجب" تالیف کیا۔^۳

۴۔ علی بن الحاج صادق بن محمد ابراہیم الداشناسی الشافعی متوفی ۱۱۹۹ھ نے "حاشیہ علی مختصر المنتہی" تالیف کیا۔^۴

۵۔ محمد الدین الایبکی متوفی ۷۵۶ھ کی "شرح المختصر" پر حواشی اور حواشی الخواشی :
شرح بعضہ کو دوسری تمام شروح میں زیادہ پیرائی حاصل ہوئی اور نہ صرف اس پر کثرت سے حواشی لکھے گئے بلکہ بعض حاشیوں پر حاشیہ لکھے گئے۔

۶۔ محمد الدین الایبسی کے شاگرد رشید محمد الدین تغلق زانی حنفی (یا شافعی) متوفی ۷۹۱ھ نے "حاشیہ علی شرح العضد" تالیف کیا۔^۵

۷۔ شرح عضد کے حاشیہ پر حاشیہ :
شرح عضد پر سید شریف جرجانی متوفی ۸۱۶ھ نے حاشیہ تالیف کیا۔ بعد میں احمد بن موسیٰ خیالی حنفی متوفی ۸۸۱ھ نے اس حاشیہ پر حاشیہ تالیف کیا۔^۶

۸۔ ابوالنائب کمال الدین ابو بکر بن محمد بن ابو بکر الخطیری اسیولوی شافعی متوفی ۸۵۵ھ نے
علامہ الدین علی الخوسی متوفی ۸۸۷ھ سرقد میں وفات پائی اور انہوں نے سید شریف جرجانی کے حاشیہ تک حاشیہ تالیف کیا۔^۷

۹۔ شمس الدین محمد بن شباب الدین شروانی حنفی متوفی ۸۹۲ھ نے
بدالدین محمد بن محمد بن خطیب الخطیری شافعی متوفی ۸۹۳ھ نے^۸

۱۔ بیۃ النرجس ۳۵۳/۵، مجمع المصنفین ۹۳/۲ (۳۲۹) میں اس کو بیۃ النرجس ۱/۱۷۷ کے ۱۱۷ سے ذکر کیا گیا، مگر حاشا کے ہادجو ازہم پر نہیں یہ حوالہ نہیں ملا۔
ج۔ بیۃ النرجس ۳۱۲/۶

۲۔ بیۃ النرجس ۳۳۳/۵، مجمع المصنفین ۱۳۰/۲ (۳۷۶) ج۔ بیۃ النرجس ۵/۵۷۷
ج۔ بیۃ النرجس ۳۳۹/۹، جامع المصنفین ۳۸۹-۳۹۰، مجمع المصنفین ۲/۲۰۶

۳۔ مجمع المصنفین ۲۳۳/۱ (۱۸۵) ج۔ مجمع المصنفین ۸/۲ (۲۳۱)
۴۔ کشف القون ۱۸۵۶/۲ ج۔ کشف القون ۱۸۵۶/۲
۵۔ کشف القون ۱۸۵۶/۲

عبدالحمید الصدقی مالکی (متوفی ۶۰۶ھ - ۶۳۸ھ) ^۱

محدث، فقیہ اور صولی تھے۔ طرابلس میں ابن سابیئی سے فقہ حاصل کیا۔ مشرق، قاہرہ و اسکندریہ کے سفر کیے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا۔ ابو یحییٰ بن ابی بکر البرہوی اور استاد عبدالعزیز بن عید العظیم نے "الارشاد" امام الحرمین کی البرہان اور کتاب المستصحب کی تعلیم حاصل کی۔ تونس میں فقہ و اصول کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کا اصول دین اور اصول فقہ کا دافرعلم عطا ہوا تھا۔ وہ دونوں علوم کی متقدمین کے طریقہ پر تدریس کرتے اور متاخرین مثلاً امام رازی اور ان کے متبعین کے طریقہ کو نہیں اپناتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ جلاء الاقتباس فی الرد علی نقیة القیاس

۲۔ الايضاح والبيان فی العمل بالظن المعبر شرعاً بالسنة الصحيحة والقرآن ^۲

نقیب الاشرف وقاضی العسکر محمد بن حسین الار موی شافعی (متوفی ۶۵۰ھ) ^۳

مصر میں مدرسہ اشرفیہ میں مدرس اور اصول و مناظرہ میں امام تھے۔ صدر بن حمید سے فقہ حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ انہوں نے امام فخر الدین رازی کی کتاب "المحصول" کی شرح لکھی۔

ضروری وضاحت قاضی العسکر محمد بن حسین الار موی شافعی اور تاج الدین الار موی متوفی ۷۷۵ھ (جن کا نام بھی محمد حسین ہے) دو مختلف اشخاص ہیں اتفاق سے دونوں کے نام ولدیت اور ارمیہ کی نسبت ایک جیسی ہیں جن کی بناء پر دونوں کے ایک ہونے کا محال ہو جاتا ہے۔ ^۴

عبدالرحیم المرتضیٰ حنفی (۶۵۱ھ بعدہ)

فقیہ ماصولی اور صاحب ہدایہ کے پوتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "فصول الاحکام لا اصول الاحکام" تالیف کی جو فصول اعمالی کے نام سے مشہور ہے۔ ^۵

عبدالسلام بن تیمیہ حنبلی (۵۹۰ھ - ۶۵۲ھ) ^۶

فقیہ ماصولی، محدث، مفسر، مقرر، نبوی تھے۔ اپنے چچا خطیب فخر الدین وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ آپ کے تلامذہ میں آپ کے صاحبزادے عبدالعظیم اور ابن تیمیہ وغیرہ شامل ہیں۔ فقہ اصول سمیت متعدد علوم میں ید طولی رکھتے تھے۔ ^۷

- ۱۔ ابو محمد عبدالحمید بن ابی البرکات بن ابی الدنیا الصدقی الطرابلسی (۱۲۰۵ء - ۱۲۸۵ء) طرابلس ولادت اور تونس میں وفات پائی۔
- ۲۔ الدبیان ص ۳۶۱، مجلہ الاصولین ۲/ ۱۶۷-۱۶۸ (۳۰۳) ج شریف محمد بن ابی عبداللہ بن محمد بن حسین بن محمد طوسی الکلی
- ۳۔ ار موی شافعی الاشرف وقاضی العسکر ج ۱، بیروت دار الفکر ۱۳۵۰/۶، کتاب النجی اصل الار موی ص ۹۹ ج ۱، عبدالرحمن
- ۴۔ ابو بکر محمد الدین بن ابی بکر بن عبدالحلیم المرتضیٰ القزعاہلی اسمر قندی، بیروت دار الفکر ۱۳۶۰/۵ ج ۱، عبدالسلام بن محمد الدین
- ۵۔ ابراہیم الخضر بن محمد بن علی ج ۱، ص ۱۱۳-۱۱۴، دار الفکر ۱۳۵۳، ابو البرکات محمد الدین الحرانی حران میں ولادت و وفات ہوئی
- ۶۔ شذرات الذہب ۵/ ۲۵۸-۲۵۹، انوار البیضاء ۲/ ۳۳۳ (۲۷۸)، مجمع الاصولین ۲/ ۶۸-۶۹، مجمع الاصولین ۲/ ۳۳-۳۴ (۲۳۷)

مؤلفات الصولید : اصول فقہ میں "المسودہ" کے نام سے آپ کی کتاب موجود ہے، بعد میں ان کے صاحبزادہ عبدالحق متوفی ۶۸۲ھ اور پوتے شیخ الاسلام ابو العباس تقی الدین احمد متوفی ۷۲۸ھ نے اس میں اضافے کئے۔ مذکورہ تین حضرات کے تحریر کردہ "المسودہ" کی جمع ترمیم و تہض کا کام شیخ الاسلام کے ایک شاگرد شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن احمد الحارثی الدمشقی متوفی ۷۴۵ھ نے انجام دیا۔ کتاب "المسودہ" تینوں علماء پر شہاب الدین کی تہض کے ساتھ دارالکتب العربیہ بیروت سندھ سے چھپ چکی ہے۔ اس کتاب پر محمد تقی الدین مہاشی کی تحقیق ہے۔

آل یمیہ کے تینوں علماء کے کلام میں تفریق کے لئے شہاب الدین کی علامات :

ال یمیہ کے مذکورہ بالا تینوں علماء کے کلام کے مابین تفریق و تمیز پیدا کرنے کے لئے شہاب الدین نے ترتیب و تہض کی وہ ان کے اقوال کی شناخت کے لئے علامات لگائیں۔ ان علامات کے بعد "المسودہ" سے نقل کرتے چلے آئے ہیں اور ان تینوں کے اقوال و کلام کے مابین ان علامات سے فرق جانتے آئے ہیں۔ محقق "المسودہ" نے اس کی وضاحت میں چند حوالے پیش کئے ہیں۔ ہم انہیں یہاں نقل کر رہے ہیں :

علامات سے تفریق کی مثالیں :

شیخ محمد بن احمد الساررینی نے اپنی کتاب میں "المسودہ" سے نقل کیا اور تینوں کے کلام میں فرق کو ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ابن یمیہ نے فرمایا :

"قال شيخ الاسلام ابن تيمية رُوح الله روحه في مسودة : التقليد قبول القول بغير دليل ، ليس المصير الى الاجماع بتقليد ، لان الاجماع دليل ، ولذلك يقبل قول النسي صلى الله عليه وسلم ولا يقال التقليد ، وقد قال احمد وحكي الله عنه في رواية ابي الحارث من قلل الخير رجوت ان يسلم ان شاء الله تعالى ، فاطلق اسم التقليد على من صار الى الخير وان كان حجة "۔

ای طرح محقق نے ایک اور مثال دیتے ہوئے شہاب الدین ابو العباس احمد بن عبدالحق بن علی بن ابراہیم البزنجری ضلیٰ صولید ، فقہ کی اس عبارت کو پیش کیا جہاں انہوں نے اپنی کتاب "شرح المختصر فی اصول الفقہ العادلہ" میں "المسودہ" سے شیخ تقی الدین کے حوالے سے ذکر کیا :

"العبارة هي الطاعة ، قال الشيخ تقي الدين في آخر المسودة : كل ما كان طاعة وما موراه فهو عبارة عند اصحابنا والمالكية والشافعية وعند الحنفية : العبادة ما كان من شرطها النية "۔

۱۔ حقیقی مقدمہ صولید اصول الفقہ - محمد تقی الدین عبدالحق ص ۴، بیروت دارالکتب العربیہ سندھ میں انہوں نے الساررینی کی کتاب شرح عقیدہ ۲۶۸/۱ مطبوعہ دمشق کے حوالے سے ذکر کیا۔ مذکورہ عبارت "المسودہ" کے ۵۵۳-۵۵۴ کی حواشی عبارت کے الفاظ میں تحریر کے ساتھ تہض ہے۔ ج۔ حوالہ سابق اس میں شہاب الدین کی شرح المختصر فی اصول الفقہ جلد ۱ ص ۱۴۸ خاصہ کی تفسیر کے تحت لکھا ہے۔ یہ عبارت المسودہ کے ۵۵۶ پر مذکور ہے۔ مطبوعہ الساررینی

اسی طرح الفتویٰ نے اپنی کتاب میں "تقسیم السجود بالحرمان والاعمال" کے تحت یہ عبارت المصنوع سے نقل کی ہے جس میں مجدد الدین عبد السلام کی طرف یہ منسوب کیا :

"فان السجود نوع من الاعمال ذو اشخاص كثيرة ، فيحوزان ينقسم الى واجب وحرمان ، فيكون بعض افردة واجبا كالسجود لله تعالى ، وبعضها حراما كالسجود للصنم ولا اعتناح لذلك"

"قال المجد في المسودة : السجود بين يدي الصنم مع قصد التقرب الى الله تعالى محرم على مذهب علماء الشريعة ، وقال ابو هاشم المعتز ، ان السجود لا يختلف صفته ، والما المحذور المقصد " ۱

عموم کے مسئلہ پر مجدد الدین کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"قال المجد في المسودة وخذا ظاهر كلام احمد رضى الله عنه ، لانه احتج في مواضع كثيرة بمثل ذلك ، وكذلك اصحابنا ، قال المجد : وما سبق انما يمنع قوة العموم ، لا ظهوره : لان الاصل عدم المعرفة لعالم يذكره " ۲

مذکورہ بالا چاروں حوالوں میں السمارینی اور فتویٰ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور مجدد الدین کی طرف جن اقوال کی نسبت کی یقیناً کچھ ایسی علامات کے بارے میں ان کو علم ہوگا جس کی بناء پر انہوں نے قائل کیا یہ چھاپا ہوا ہوگا۔ حالانکہ "المسودة" کے الفاہر سے یہ اندازہ لگا یا مشکل ہوتا ہے کہ کس قول کو کس نے کہا تھا۔ مذکورہ بالا اقوال سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شہاب الدین ابو العباس حرانی نے تینوں حضرات کی مشترک کتاب "المسودة" کو اس کی اصل ترتیب پر ہی مرتب کیا ہے کیونکہ فتویٰ عبادت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ قال الشيخ تقي الدين في اثر المسودة اور موجودہ ترتیب جو حرانی کی ہے اس میں بھی آخری مسودہ تقي الدين ہی کا ہے۔

کتاب "المسودة" کا تحقیقی تجزیہ : اصول فقہ کی دیگر کتب بھی اس فن کا قابل فخر سرمایہ ہیں۔ جس میں مؤلفین مختلف انداز اپناتے ہیں اور مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں۔ اسی طرح "المسودة" بھی امتیازی خصوصیات کی حامل ایک بہترین کتاب ہے۔ اس کی دو امتیازی خصوصیات نمایاں ہوتی ہیں :

۱۔ مختلف فیہ مسائل میں اصحاب اقوال کے اقوال تحقیق کے ساتھ پیش کرتے ہیں، جس سے ایک طرف تو اس فن میں ان کی وسعت علمی کا اندازہ ہوتا ہے تو دوسری طرف ایک ہی لحظہ میں ان کی قوت و ضعف کا اندازہ کرنے میں مدد حاصل ہو جاتی ہے۔

۲۔ علما باصول نے جو "مصحوبو محل النزاع" کی اصطلاح استعمال کی یہ کتاب اسی موضوع پر لکھی گئی ہے۔ کیونکہ وہ اکثر خلاف کے مسئلہ کو ذکر کرتے ہیں۔ اس میں علماء کے مذاہب کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ پھر نفس موضوع پر لگاتار ایک مسئلہ کے بعد دوسرا مسئلہ لاتے ہیں اور ہر مسئلہ میں مختلف علماء کے اقوال

۱۔ حوالہ سابق اس میں ۱۲۲ ہے اور مجدد الدین کا یہ کام بغیر ان کا نام لئے المسودہ میں ۸۳ پر مذکور ہے۔

۲۔ حوالہ سابق اس میں ۱۵۶ ہے اور یہ ۱۶۹ اور ۱۷۰ پر موجود ہے۔ مجدد الدین کی دونوں عبادتوں کے درمیان کو فتویٰ نے صاف کر دیا۔

فرق کے ساتھ پیش کرتے چلے جاتے ہیں اور اس موضوع پر مسائل پورے ہونے کے ساتھ ہی اقوال کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے اور مرد واضح ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں ان دقیق مقامات کی تعین آسانی ہو جاتی ہے جہاں اصحاب اقوال کا اتفاق و اختلاف واقع ہوا ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام اور الموسویٰ کی ترتیب پر نظر ثانی :

قرنی گذر گئے ہیں کہ شیخ الاسلام کا اس مسودہ کی ترتیب پر نظر ثانی اور وسط و استدلال کے ساتھ کچھ اضافی کا ارادہ ہوگا جیسا کہ تمام مؤلفات کی تالیف میں ان کی یہ عادت رہی۔ مگر وصال کے باعث ان کو یہ مہلت میسر نہ ہو سکی ہو۔ اس بات میں بھی یہ کتاب اصول فقہ پر ایک عمدہ کتاب ہے جو فقاری کو بہت سی "امہات الکتاب" کے مطالعہ سے مستغنی کر دیتی ہے۔

شرف الدین ابو عبد اللہ المرسی شافعی (متوفی ۵۷۰ھ - ۶۵۵ھ)

انہوں نے یہ کتاب "الاصول" تالیف کی۔

قاضی تاج الدین الارموی (متوفی ۵۷۰ھ - ۶۵۰ھ یا ۶۵۳ھ یا ۶۵۶ھ)

فقہ اصولی، منطقی فلسفی اور کئی علوم میں دسرس رکھتے تھے۔ قضاء کے منصب پر بھی فائز رہے۔ امام شرف الدین رازی آپ کے استاد ہیں۔ شمس الدین الاصفہانی (متوفی ۶۸۸ھ) اصولی آپ کے تلامذہ میں سے ہیں جو کبار تلامذہ شافعیہ اور علوم اصول و کلام کے نمایاں لوگوں میں سے ہیں اور "شرح المحصول" کے مصنف بھی ہیں۔ مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الحاصل من المحصول" تالیف کی۔

کتاب "الحاصل" کا تحقیقی تجزیہ :

انہوں نے کتاب "الحاصل من المحصول" فی اصول فقہ تالیف کی۔ تاج الدین الارموی نے اپنی اس کتاب میں (۶۰۶ھ) کی کتاب "المحصل" کا اختصار کیا ہے۔ اس کتاب میں ان مسائل اصولیہ کو جمع کیا گیا ہے جس کی ہر عالم و معلم کو احتیاج ہوتی ہے۔ نوادۂ صوفیہ کرا لے لو گھرے ہوئے مسائل کو سمجھا گیا۔ یہ کتاب مختصر و موجز ہونے کے باوجود قلی فوائد سے بھر پور ہے۔ الارموی نے فی الحجۃ ۶۱۳ھ میں اس کتاب کی تالیف کو مکمل کیا۔

"الحاصل" کی کتب اساسیہ سے نسبت :

امام رازی کی "المحصل" اصول فقہ کی چار اساسی کتب "المبربان" "اللمع فی شافعی" "المسئلی" "اللمع فی شافعی" "المفصل" "لابی المسین" "بصری" "مختاری" اور "العبد" بعد و بعد مختاری کا ترجمہ ہے۔ "الحاصل" و "الحاصل" کا غامض ہے۔ اس طرح "الحاصل" نے ان چاروں کتب بالا سے بالواسطہ اثرات قبول کئے۔

۱۔ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن الفضل السیسی (الامام شرف الدین ابو عبد اللہ المرسی) مدینۃ العلمین ۶/ ۱۲۵

۲۔ تاج الدین الارموی محمد بن حسین (مسن) ابن عبد اللہ کنیت ابو الفضل یا ابو الفضل مالک زادہ ہمدانی میں ولادت ہوئی مدینۃ العلمین ۶/ ۱۲۶

۳۔ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن الفضل السیسی (الامام شرف الدین ابو عبد اللہ المرسی) مدینۃ العلمین ۶/ ۱۲۵

الحاصل کے اثرات کا تحقیقی جائزہ :

یہ کتاب مستقبل کے متوفیقین پر کسی نہ کسی طرح اثر انداز ہوتی رہی اور ان بدل اس کی اہمیت میں اضافہ رہا۔ مثلاً قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) نے اپنی کتاب "منہاج الوصول الی علم الاصول" میں "الحاصل" کا خلاصہ پیش کیا۔ "منہاج" مختصر الحکم ہونے کے باوجود فوائد و منافع میں کسی طرف نہیں۔ اس کتاب کی اسی افادیت و منفعت کے پیش نظر اس کے مطبوعہ و مخطوطہ شروح کی تعداد ۳۴۰ سے بھی زائد کی جاتی ہے۔ آئے والوں نے "الحاصل" سے حاصل شدہ اعتبار (منہاج) پر اپنی توجہ مرکوز کی۔ یہاں صرف اشارہ ان میں سے چند مطبوعہ مشہور و متداول کا ذکر کر رہے ہیں، ان پر تفصیلی کلام اپنے مقام پر کیا جائے گا :

۱۔ النہایۃ السؤل فی شرح منہاج الوصول : امام جمال الدین ابو محمد عبدالرحیم بن حسن الاسنوی (متوفی ۷۷۷ھ) نے لکھا :

۲۔ الامہاج فی شرح منہاج : تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی السبکی (متوفی ۷۹۶ھ) نے لکھا :

۳۔ منہاج الطول فی شرح منہاج الوصول : امام محمد بن حسن البدر عینی۔

الحاصل کی شروح پر مختصرات :

قاضی بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) کی "المنہاج الوصول" کا آغاز بھی "الحاصل" ہے۔ یعنی یہ کتاب الحاصل کا اختصار ہے جس کا مکمل نام "منہاج الوصول الی علم الاصول" ہے تعارف میں مذکور ہے :

"وهو رجم صغير حجمه شریر العلم ، کثیر القوائد جلیل المنافع ، لذا کان عمدة المستغنیین بهذا الفن لطیف شروحه بین مخطوط و مطبوع الثین و الثلاثین شرحاً"۔

قاضی بیضاوی کے اصول پر متحدہ شروح و غیرہ لکھی گئیں۔ ان میں سب سے مشہور "شرح النہایۃ السؤل" ہے جو جمال الدین ابی محمد عبدالرحیم بن حسن الاسنوی (متوفی ۷۷۷ھ) نے لکھا (راج) کی تہنیت کی۔

ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ راشد البکری القفصی ترمسی (متوفی ۸۳۶ھ) نے اس کی شرح لکھی اور اس شرح کا نام "فحلفۃ الواصل فی شرح الحاصل" رکھا۔

کتاب "الحاصل" کی ترتیب و اسلوب :

کتاب کا آغاز مقدمات کے بیان سے ہوتا ہے جو چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل : اس میں اصول فقہ کی تعریف ، لغوی و اضافی معنی اور محترقات اشعار ، بیان کئے۔

۱۔ کشف الظنون ۱/۲۱۵ میں ان کی تاریخ و وقت ۷۷۷ھ ذکر ہے جو درست نہیں ہے۔

۲۔ حلیۃ العارفين ۶/۱۳۳۔ اس میں تاریخ و وقت ۶۸۵ھ ذکر ہے۔ تاریخ ۱۳۸/۲۔

دوسری فصل : علم، ظن، نظر و امارہ، علم اور دلیل میں ہے جو پانچ بحثوں میں بیان کئے ہیں۔

پہلی بحث : علم و جہل، ظن و شک اور وہم و گھبراہٹ کا باہمی فرق آجا کر کرنے میں ہے۔

دوسری بحث : میں یہ بیان کیا کہ ضروری نہیں کہ ہر مستفاد تصور میں دور و تسلسل ہوگا۔

تیسری بحث : ظن کی تعریف میں ہے۔

چوتھی بحث : نظر و دلیل و امارہ کی تعریفات میں ہے۔

پانچویں بحث : حکم شرعی کی تعریف میں ہے اور بتایا کہ اہل سنت کے نزدیک حکم شرعی کی تعریف "خطاب

اللہ تعالیٰ المتعلق بالفعال المکلفین بالانقيض او التصحیح" ہے۔ ساتھ ہی ایک قسم سے وجوب حرمت و

کراہت و مذہب و اباحت کا ذکر کیا۔ حکم کی تعریف پر محذور کی جانب سے کئے گئے اشکال اور ان کے

جوابات دیئے۔

تیسری فصل : اس فصل میں چھ تقسیمات کے تحت مندرجہ ذیل اشیاء پیش کیں۔

احکام اور اس کے متعلقات کی تقسیم، خطاب کو اقتضاء و تحجیر کے اعتبار سے وجوب، حرمت، کراہت و مذہب اور

اباحت پر تقسیم کر کے ہر ایک کی ماہیت بیان کی۔ ساتھ ہی بتایا کہ شافعیہ فرض و واجب میں کوئی تفریق نہیں کرتے۔

بیکہ اذہاف کہتے ہیں کہ جو دلیل قطعی سے ثابت ہو وہ فرض ہے اور جو دلیل ظنی سے ثابت ہو وہ واجب ہے اور پھر اس

مسئلہ میں واقع لفظی نزاع کو بیان کیا۔ اس فصل میں فعل کو حسن و جہ کی طرف تقسیم کیا۔ ابوالحسن باہری محذوری سے

منقول حسن و جہ کی تعریف اور اہل سنت کا اس بارے میں موقف بیان کیا۔ خطاب و ظنی اور اس میں سبب شرط و

مانع کو بیان کیا۔ تعلقات احکام کے اعتبار سے افعال کی تقسیم کی کہ عبادات کی صحت و بطلان و فساد کو بیان کیا، بتایا کہ

مفسرین کے نزدیک عبادات میں صحت سے مراد "موافقة الامور" ہے جبکہ فقہاء کے نزدیک "مما سقط القضاء" ہے۔

ایک طرح سے معاملات میں اس سے کیا مراد ہے اور بتایا کہ سوائے امام ابوحنیفہ کے کسی نے باطل و فساد میں فرق نہیں کیا

اور اس طرح فرق کرتے ہیں کہ "الباطل هو الذي لم يشروع باصله و هو صفة كسب الدلالة و المصالحين"

(باطل وہ ہے جو اصل و وصف کے اعتبار سے شروع ہی نہیں ہوا جیسے مباح و فساد میں کی قطع)۔ اور غامد وہ ہے "فصلو

ما شروع باصله دون صفة و ذلك كالتبویات" (فاسد وہ ہے جو اصل کے اعتبار سے تو شروع ہو گیا مگر صفتاً نہیں

جنا یہ تبویات میں ہوتا ہے)۔ عبادات کی وقت کے اعتبار سے تقسیم کی جن کی ادائیگی کا وقت معین ہے۔ مثلاً نماز

اور جن کے لئے وقت معین نہیں مثلاً تسبیحات و اذکار و اداء اور قضاء کی تعریف بیان کی اور تفصیلی کلام کیا۔ رخصت

و ایست بیان کر کے رخصت کی اقسام ذکر کیں۔

چوتھی فصل : حسن و جہ کے عقلی و شرعی ہونے سے متعلق اہل سنت و محذور کی اتفاقی و اختلاقی آراء پیش کیں۔ اگر

حسن سے مراد طبیعت کا میلان اور جہ سے مراد طبیعت کا تنفر ہے تو اس معنی میں اہل سنت و محذور کا اتفاق

ہے کہ دونوں عقلی ہیں۔ اگر حسن سے مراد صفت کمال ہو جیسے علم اور جہ سے مراد صفت نقص ہو مثلاً جہل تو بھی

اس کے عقلی ہونے میں دونوں کا اتفاق ہے۔ اگر حسن و جہ سے مراد دینا میں مدح و ذم ہو اور آخرت میں

ثواب و عقاب ہو اور اس بارے میں محذور و اہل سنت کی مختلف آراء ہیں۔ اہل سنت حسن و جہ کو اس معنی کے

اعتبار سے شرعی تصور کرتے ہیں جبکہ محترم اس کو بھی عقلی مانتے ہیں۔ حسن و قبح کے عقلی ہونے پر محترم نے اولاً ذکر کئے پھر ان کا رد کیا۔

پانچویں فصل : منہج حکمران عقل پر مذہب نہیں یہاں سنت کا موقف ہے محترم کا مسلک اس کے برخلاف ہے۔ موجود مذہب اہل سنت سے استدلال کیا۔ پھر محترم اہل سنت کے دلائل پر مناقبہ کر کے ان کے جوابات دیئے۔

چھٹی فصل : مقدمات کی اس آخری فصل میں شرائط سے قبل افعال اختیار یہ کے ادا کام کو بیان کیا۔ اس بارے میں علماء کے تین مذاہب پیش کئے۔ جس میں پہلے کے مطابق مباح، دوسرے کے مطابق ممنوع اور تیسرے کے مطابق اس میں توقف ہے۔ جب یہ بتائی کہ ہمیں اس کا حکم معلوم نہیں اور دوسری یہ ہے کہ اس کا حکم معلوم ہے۔ شیخ الاسلامؒ نے تو وقف کے قول کو اختیار کیا اور یہ عدم احکم بتائی اور اس کی تائید کی کہ "لا شرع ولا حکم" (نہ شریعت تھی اور نہ حکم) پھر اباحت و تحریم کا قول کرنے والوں کے اولہ بھی ذکر کئے۔ اس کے بعد دونوں مذاہب کی جانب سے توقف کے قول کو مفید قرار دینے والوں کے دلائل ذکر کر کے جوابات دیئے۔

لغات پر بحث :

الارموی مقدمات میں شامل چھ فصول پر کلام سے فراغت کے بعد لغات کی بحث کرتے ہیں۔ جس کو ذیل کے نو ابواب میں شامل کیا ہے۔

پہلا باب : یہ کلیہ کی احکامات میں ہے۔ وہ ان احکامات کو پانچ اقسام کے تحت لائے ہیں۔

النظر الاول : یہ بحث کلام میں ہے۔ اس میں بتایا کہ اہل سنت کے یہاں کلام نفسی و لفظی دونوں کو مشترک ہوتا ہے جبکہ اصولیین صرف کلام لفظی کو بحث مانتے ہیں۔

النظر الثاني : یہ بحث واضح سے محقق ہے۔ اس میں علماء کے چار مذاہب پیش کئے۔

مذہب (۱) الفاظ کی دلالت دیتے ہیں یہ عباد بن سلیمان کا مذہب ہے۔

مذہب (۲) الفاظ کی معانی پر دلالت تو قبیح ہے۔ یہ مذہب ابو الحسن الاشعری اور ابن قودک کا ہے۔

مذہب (۳) الفاظ کی معانی پر دلالت اصطلاحیہ ہے یہ ابو حامد لجمانی کا مذہب ہے۔

مذہب (۴) بعض الفاظ کی اپنے معانی پر دلالت تو فیقی اور بعض کی اصطلاحی ہوتی ہے یہ مذہب وہ مذہب ہے

مربک ہے۔ جن میں سے ایک کہتا ہے کہ "لا يستدل من الناس والشمعة من الله" اور دوسرا مذہب کہتا ہے "الاجلاء من الله والشمعة من الناس" یہ مذہب استاد ابی اسحاق الاسفرائینی کا ہے۔ پھر مذکورہ مذہب اربعہ کے دلائل ذکر کئے۔

النظر الثالث : یہ بحث موضوع کے لفظ متعلق ہے لفظ کی وضع کی ضرورت پر بحث کی اس میں بتایا کہ حرکات

اشارات اور نقوش کے بجائے الفاظ ہی کی وضع کو کیوں اختیار کیا۔ پھر ان کے مقابلے میں الفاظ کے زیادہ آسان اور

مفید ہونے کی وجہ ذکر کی۔

النظر الرابع : یہ بحث موضوعات پر ہے اس کو تین بحثوں کے تحت لاکر بیان کیا۔ پہلی بحث میں معانی کی اختیار

کا اعتبار سے دو قسمیں کر دیں۔ دوسری بحث میں بتایا کہ الفاظ کی وضع سے صرف معانی مفردہ کا افادہ نہیں ہے۔ بلکہ اس

سے مقصد افادہ مرکبات ہے۔ تیسری بحث اس پر ہے کہ لغت کی وضع بازار امور الذہنیہ ہے ماحیات خار جیہ سے نہیں۔

النظر الخاص — اس میں وضع کے طریق کی معرفت پر کلام کیا اور بتایا کہ دارجی کو لفظ عربیہ کے تعلیم کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کیونکہ یہ کتاب سنت کے لہجہ کا وسیلہ ہے۔ اور تعلیم کے طریق کو تین امور یعنی عقل، نقل و نقل اور عقل و نقل مرکب میں محصور کیا۔

دوسرا باب :

یہ بات الفاظ کی تقسیم میں ہے الفاظ کی اس تقسیم کو اول و دوموں میں تقسیم کیا۔

۱۔ الوجود الاول — تقسیم الفاظ کی پہلی وجہ میں لفظ کی اپنی ماہیت پر دالات کے اعتبار سے اقسام پیش کیں اور پانچ تین قسموں میں منقسم کر دیا (یعنی دالات مطاہری، دالات تضمنی، اور دالات التزامی میں) ساتھ ہی مزید امانت کرتے ہیں کہ کون سی دالات وضعیہ ہے اور کون سی عقلیہ ہے۔ مذکورہ بالا تین اقسام میں سے دالات مطاہریہ تین قسموں کی طرف تقسیم کرتے ہیں (مفرد مرکب وغیرہ) اور ان میں سے مفرد کی مختلف اعتبارات سے تین قسمیں کیں۔

پہلی قسم : اس کے معنی کا تصور شرکت کے وقوع سے مانع ہو گیا نہیں۔ اس اعتبار سے جزوی و کلی پر تقسیم کر دیا اور پھر کلی کی مزید انواع کر دیں۔

دوسری قسم : مفہوم میں استقلال ہو گیا عدم استقلال۔ اس اعتبار سے اس کو اسم، فعل اور حرف پر تقسیم کر دیا ام کو دو وجوہ میں تقسیم کر کے ہر ایک کے تحت مزید اقسام بیان کیں۔

تیسری قسم : اس میں مندرجہ ذیل کلمات کے مفہوم و مراد کی توضیح پیش کی :

المضممر، العلم، المتواطئ، المشکک، الاسماء، المتباین، الاسماء المترادفہ،
المترجل، المنقول، المجاز، المشترك، المعجل، النص، الظاهر، المؤول،
المحکم، المشابہ۔

دالات مطاہری کی تین قسموں میں سے مفرد پر بحث مکمل کر کے اب دوسری قسم "اللفظ لا المركب" کی تقسیم کرتے ہیں۔ اولاً "اللفظ المركب" کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کر کے مزید اقسام میں تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد لفظ کی اپنی ماہیت کے اعتبار سے تیسری قسم یعنی دالات التزامی کو اس سے معنی استفاد کے اعتبار سے دو اقسام میں تقسیم کیا۔

۲۔ الوجود الثانی — تقسیم الفاظ کی دوسری وجہ میں ہے۔ اس میں لفظ کو اپنے مدلول کے اعتبار سے دو قسموں پر جز تقسیم کیا۔

پہلی قسم : اس کا مدلول معنی ہوگا۔

دوسری قسم : اس کا مدلول لفظ ہوگا خواہ مفرد ہو یا مرکب۔

تیسرا باب :

مشقی کے بیان میں ہے جسے مشقہ ذیل دو اقسام پر تقسیم کیا۔

اولا : اشتقاق کی ماہیت، تعریف اور اس کے ارکان اور بیعان کئے۔

ثانیا : اشتقاق کے احکام اور ان کو چار مسائل میں محصور کیا۔

چوتھا باب :

ترادف اور توحید کے بیان میں ہے جو ترادف کی تعریف، اس کے مقدرات، ترادف و توحید واقع کے درمیان فرق بیان کرنے میں ہے۔ پھر پانچ مسائل ذکر کرتے ہیں۔

پہلا مسئلہ : ترادف کے اثبات میں ہے۔ اگرچہ بعض حضرات نے اس کا انکار بھی کیا مگر درحقیقت ترادف جائز ہے اور واقع ہوتا ہے۔

دوسرا مسئلہ : اس میں ترادف کا سبب، فائدہ بیان کیا۔ اور بتایا کہ بعض لوگوں نے جو ترادف کو خلاف عمل کیا اس کی دوجہیں ہیں۔

تیسرا مسئلہ : ایک مترادف کا حکم دوسرے کے لئے اس پر تطہر کیا۔

چوتھا مسئلہ : اس میں ذکر کیا کہ مترادفات میں سے واضح حق کے لئے شارع ہوگا۔

پانچواں مسئلہ : بیان تاکید اور اس کے احکام بیان کئے اور اس پر کلام کو چار ابواب میں پیش کیا۔

الباب الخامس : اشتراک کے بیان میں ہے۔ اس باب میں اشتراک کے احکامات مسائل میں بیان کئے۔ پہلا مسئلہ : اشتراک کے اثبات میں ہے۔ اس بارے میں علماء کے تین مذاہب کا ذکر کیا :

مذہب ۱۔ وجوب الاشتراک (اشتراک واجب ہے)

مذہب ۲۔ انقاع الاشتراک (اشتراک منوع ہے)

مذہب ۳۔ امکان الاشتراک (اشتراک ممکن ہے)

پہلے دونوں مذاہب کے دلائل دے کر ان کے ساتھ مناقضہ کیا اور پھر تیسرے کے دلائل دے کر اس کو تسلیم کیا۔ ساتھ ہی اشتراک کے دو درجے پر تطہر فرمایا۔

دوسرا مسئلہ : اشتراک کی اقسام میں ہے۔ لفظ مشترک کے مختلف مفہومات کے اعتبار سے دو قسمیں متبادر اور متواصل بیان کیں۔

تیسرا مسئلہ : سبب اشتراک میں ہے اور اشتراک کے دو سبب ذکر کئے۔

چوتھا مسئلہ : مشترک مفرد کے اعمال کے حکم میں ہے جو لفظ کے جمع مفہومات میں ہے۔ اس بارے میں دو مذاہب ذکر کئے۔

مذہب ۱۔ جو ان کا ہے اس میں امام الشافعی، حنفی، ابو یوسف اور ابوالخلیلی انبیائی اور قاضی عبدالجبار شامل ہیں۔

مذہب ۲۔ ممانعت کا ہے۔ اس میں ابو یوسف، ابو حنیفہ اور امام کرشی شامل ہیں۔

انہیں کے دلائل دے کر مجوزین کے بھی دلائل پیش کئے اور ان انکارین کے دلائل کے جوابات دیئے۔

پانچواں مسئلہ۔ فقہ میں اشتراک و انفراد کا احتمال ہونے میں ہے بھر چار وجوہ سے تاہم اگر انظر اوش
خلاف اس ہے جبکہ اشتراک میں مرجوح۔

چھٹا مسئلہ۔ مشترک کے افعال کو ان کے کرنے کے بارے میں ہے۔ اس میں بیان کیا کہ جب مشترک
آیت خالی اور اس وقت مجمل ہوگا۔

ساتواں مسئلہ۔ قرآن وحدیث میں مشترک کے پائے جانے کے علم میں ہے۔ تاہم گویا کہ یہ جائز ہے اور
جائز ہے بھر اس کا انکار کرنے والوں کے اہل پیش کر کے ان کے جواب دیئے۔

پچھلے باب :

حقیقت اور مجاز کے بیان میں ہے۔ اس باب میں ایک مقدمہ ہے جو تین مسائل پر مشتمل ہے اور
تین اقسام ہیں۔

پہلا مسئلہ۔ مقدمات میں ہے جو حقیقت و مجاز کی لطیف تفسیر میں ہے۔ اس کو تین ابھات میں پیش کیا۔

دوم مسئلہ۔ حقیقت و مجاز کی تعریف میں ہے۔ جس میں ابوالحسن عسری کی تعریف کو پسند کیا اور تعریف
یہ حضرات بیان کئے۔ بھر دیگر حضرات سے حصول حقیقت بھی آکر گئیں۔

تیسرا مسئلہ۔ اس پر بحث کی کہ کیا دونوں (حقیقت و مجاز) ایک دوسرے کے معنی میں مشتمل ہو سکتے ہیں۔
یہ باب کے مقدمہ کو چار کرنے کے بعد تین اقسام کا ذکر کرتے ہیں۔

اقسام الاول :

حقیقت کے احکام میں ہے۔ اس میں حقیقت کے احکام کو تین مسائل میں پیش کیا اور دو ہیں :

۱۔ حقیقت لغویہ ۲۔ حقیقت عرفیہ ۳۔ حقیقت شرعیہ

اقسام الثانی :

مجاز کے بیان میں ہے مجاز کو کلام مسائل میں بیان کیا۔

پہلا مسئلہ۔ (مجاز کی اقسام میں) اس کو تین اقسام میں بیان کیا۔

دوم مسئلہ۔ (مجاز میں مجاز کے اثبات میں ہے) مقرر میں مجاز کے اثبات پر استدلال کیا۔ بھر اس کا انکار
کئے والوں کے دلائل کو کر کے ان پر مناقبہ کیا۔

تیسرا مسئلہ..... اس میں مجاز اور اس کے بارہ (۱۳) علاقے ذکر کئے۔۔۔

چوتھا مسئلہ..... مجاز بالذات صرف اسماء الاجناس پر داخل ہو سکتا ہے۔ حروف اور افعال پر داخل نہیں ہو سکتا۔

پانچواں مسئلہ..... (اس میں علماء کے اختلاف کو بیان کیا کہ مجاز کے استعمال میں توقف کرنا ہوگا یا علاقہ ہی کافی ہے؟) بیان کیا کہ اس کے استعمال میں توقف ہے۔ پھر دو مخالفین کی دلیلیں پیش کیں اور دونوں کے جواب دیئے۔

چھٹا مسئلہ..... اس میں بیان کیا کہ ترکیب میں مجاز عقلی ہوتا ہے۔ اور یہ قول اللہ دلیل میں پیش کیا "واخرجت الاذہن الظالمین" اور اس پر بحث کی کہ اس میں کس طرح مجاز عقلی ہے۔

ساتواں مسئلہ..... قرآن وحدیث میں مجاز کے حکم کو بیان کیا اور اس کے جواز اور وقوع پر استدلال کیا۔ پھر مخالفین کی دلیلیں دے کر جوابات دیئے۔

آٹھواں مسئلہ..... مجاز کے داعی کو بیان کیا۔

نواں مسئلہ..... اس میں بتایا کہ تین وجوہ سے مجاز خلاف الاصل ہوتا ہے۔

التقسیم الثانی :

اس میں حقیقت و مجاز کی مشترک مباحث کو پیش کیا جو پانچ مسائل میں ذکر کئے۔

ساتواں باب :

احوال لفظیہ کے بارے میں اس باب میں احوال لفظیہ محلیہ یا قاعدۃ اللفظ اور متعارض وجوہ اور تعارض کی صورت میں ان کے حکم کو بیان کیا اور بتایا کہ متکلم کی بات سے جو فہم میں خلل پیدا ہوتا ہے اس کے پانچ اجزاء ہو سکتے ہیں :

۱۔ الاشتراک ۲۔ اطلاق ۳۔ المجاز ۴۔ الامتار ۵۔ التخصیص

مذکورہ پانچ میں محصور ہونے کی وجہ بتائی۔ پھر بیان کیا کہ اقتضا، خلل لفظی نہیں ہے۔ پھر اس امیہ میں ان بحر پائے جانے والے احتمالات کے تعارض کو بیان کیا اور وجہ تصریح بیان کی۔ ان وجوہ کو دس مسائل میں پیش کیا۔

مسئلہ ۱..... تعارض بین اطلاق والاشتراک کی صورت میں اطلاق والاشتراک سے بہتر ہے اس کی وجہ بتائی۔ نقل کی اشتراک پر فضیلت پر تین اعتراضات کا ذکر کر کے جوابات دیئے۔

مسئلہ ۲..... جب مجاز اور اشتراک کے مابین تعارض ہو جائے تو مجاز اشتراک سے دو وجوہ کی بناء پر بہتر ہوگا۔ پھر کہا کہ اگر کہا جائے کہ اشتراک ان وجوہ کی بناء پر مجاز سے بہتر ہے تو اس کی صورتیں بتا کر ان کے جوابات دیئے۔

مسئلہ ۳..... تعارض بین الامتار والاشتراک ہو تو الامتار اشتراک سے بہتر ہوگا اس کی وجوہات بھی ذکر کیں۔ اشتراک کی الامتار پر فضیلت کی ممکنہ صورتیں بتا کر جوابات دیئے۔

مسئلہ ۴۔ تعارض بین اختصاص والا اشتراک کی صورت میں تخصیص اشتراک سے بہتر ہوگا۔ اس کا سبب ذکر کیا۔

مسئلہ ۵۔ تعارض بین انحصار و انحصار کی صورت میں مجاز نقل سے بہتر ہوگا اس کی وجہ بھی بتائی۔ پھر نقل کی مجاز پابندی پر سوال سے کہ جوابات دیئے۔

مسئلہ ۶۔ تعارض بین الا انحصار و انحصار کی صورت میں انحصار نقل سے بہتر ہوگا۔ اس کے سبب بھی بتائے۔

مسئلہ ۷۔ تعارض بین اختصاص و انحصار ہو تو تخصیص نقل سے بہتر ہوگا۔

مسئلہ ۸۔ مجاز اور انحصار دونوں برآمد ہیں۔ برابری کی علت بھی بیان کی۔

مسئلہ ۹۔ جب تخصیص اور مجاز کے درمیان تعارض ہو تو تخصیص مجاز سے بہتر ہے اس کے سبب بھی بتائے۔

مسئلہ ۱۰۔ تخصیص اور انحصار کے درمیان تعارض ہو تو تخصیص انحصار سے بہتر ہوگی اس کی علت بھی بیان کی۔

ان میں مسائل مذکور بیان کرنے کے بعد اسی باب میں چار طرحوں بیان کیے:

فرع ۱۔ اشتراک، فتح سے بہتر ہے اس کی علت بتائی۔

فرع ۲۔ متوالی و مشترک سے بہتر ہے اس کی علت بتائی۔

فرع ۳۔ دو معنی کا اشتراک، دو معنی کے اشتراک سے بہتر ہے اس کی وجہ بھی بتائی۔

فرع ۴۔ صمدی معنی کا اشتراک، دو معنی کے اشتراک سے بہتر ہے۔

آٹھواں باب :

حروف کی تفسیر میں اس باب میں ان حروف کی تفسیر کی گئی ہے جن کی اس فن میں ضرورت رہتی ہے مثلاً واو، کاف، ی، ذین، الہاء وغیرہ۔ اس باب کو چھ مسائل میں تقسیم کر کے ہر مسئلہ پر بحث کی۔

نواں باب :

خطاب اللہ اور خطاب الرسول سے استدلال کی کیفیت کے بارے میں ہے۔ اس باب میں پانچ مسائل پیش کئے اور پھر بعض مسائل کی وضاحت کی خاطر اس کے ضمن میں مزید قسمیں بیان کیں۔ نو ابواب کی تکمیل سے فراغت کے بعد دوسرے دو ایسی پر نگہ کر رہے ہیں۔

ادوار و النواہی کا بیان :

حواشی سے نچنے کی خاطر اقتدار سے کام کریں گے۔ ادوار و النواہی پر کلام کو ایک مقدمہ اور تین اقسام میں بنی کیا مقدمہ آٹھ مسائل پر مشتمل ہے۔ مقدمہ کے بعد کی تین اقسام میں سے پہلی قسم جو کہ لفظی اباحت میں ہے ان کو کیا مسائل میں بیان کیا۔ دوسری قسم جو مسائل معنویہ پر ہے اس کو چار اقسام پر منقسم کیا اور تیسری قسم جو صرف ادنیٰ سے متعلق ہے اس میں سات مسائل پیش کئے۔

عموم و خصوص کا بیان :

عموم و خصوص کو چار اقسام میں مرتب کیا۔

پہلی قسم (عموم سے متعلق ہے اس بحث کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

پہلی جہت : عموم کے الفاظ میں ہے جسے سات مسائل میں بیان کیا۔

دوسری جہت : لائق عموم میں ہے (مکرر حقیقتاً لائق نہیں ہیں)۔ آٹھ مسائل میں بیان کیا۔

دوسری قسم (خصوص میں ہے) یہ آٹھ مسائل پر مشتمل ہے جن میں تخصیص کی تعریف، تخصیص کا اشتہار کا فرق اور علت شرعیہ، مقبوم، الموافق، ملہوم، المختلف، مان کا حکم، اقسام اور عام، بلکہ خاص مراد ایسا وغیرہ بیان کئے۔

تیسری قسم (عموم کی تخصیص میں) یہ قسم چار اطراف پر مشتمل ہے۔

۱۔ التخصیص بالادلة المتصلة ۲۔ التخصیص بالادلة المنفصلة

۳۔ بناء العام على الخاص ۴۔ عطفون الله مختص و ليس كذلك

حرف اول (التخصیص بالادلة المتصلة) :

تین ابواب میں اس کی تشریح کی :

پہلا باب الاشتہاء میں ہے اس میں سات مسائل بیان کئے جن میں اشتہاء کی تعریف، شرع، اقرب، اشتہاء، منقطع، اشتہاء من غیر الحسن کا بطلان، اشتہاء کی صحت کے شرائط، اشتہاء کے بارے میں علماء کے مذاہب واول اور مذہب اقرب الصواب وغیرہ پر بحث کی۔

دوسرا باب شرط کے ساتھ تخصیص میں ہے اس میں آٹھ مسائل بیان کئے جس میں شرط کی تعریف، مان حرف شرط کا فرق، شرط اور اس کی اقسام، جملہ پر شرط داخل کرنے پر علماء کا اختلاف اور اس بارے میں ان کے مذاہب وغیرہ بیان کئے۔

تیسرا باب غایہ و غت کے ساتھ تخصیص میں ہے اس بحث کو دو فصلوں میں بیان کیا۔ پہلی فصل : تخصیص بالغاۃ سے متعلق ہے۔ اس کو مزید تین بحثوں میں تقسیم کر دیا۔ دوسری فصل : تخصیص بالصفة سے متعلق ہے۔

حرف ثانی : (التخصیص بالادلة المتصلة) :

یہ چار فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل : تخصیص بالفضل : دوسری : تخصیص العام بالحسن : تیسری فصل : تخصیص القطعی بالقطعی (پانچ مسائل پر مشتمل) جبکہ چوتھی فصل : تخصیص المقطوع بالمعقول (تین مسائل پر مشتمل) پر کلام کیا۔

غرف الثالث : (بناء العام على الخاص) :

اوجیز میں ایک دوسرے سے باہم متعارض ہیں ان میں ایک عام اور دوسرا خاص ہے تو اس کے احوال بیان کئے۔
یہاں میں علامہ کی آراء ان کے اولہ اور مذاہب مختار کی تصریح کی۔

غرف الرابع : (مما یضللہ مخصص وليس بملکک) : اس موضوع پر کلام نہیں مسائل میں کیا۔

چوتھی قسم مطلق کو مقید پر محمول کرنے سے متعلق ہے۔

محمل اور مبین کا بیان ایک مقدمہ اور تین اقسام میں ذکر کیا۔ مقدمہ میں الفاظ اصطلاحیہ کی شرح کی
لیان، المسبب اور المستفسر کو بیان کیا۔ جبکہ تین اقسام کی پہلی قسم میں محمل کو دو مسئلوں میں بیان کیا۔ اس کو چار
اقسام میں بیان کیا۔

پانچ منسوخ کا بیان اس کے بعد الامتداد کو سات اقسام میں۔ الاختیار کا ایک مقدمہ اور چار اقسام میں۔
انہوں کو ایک مقدمہ اور تین اقسام میں پیش کیا۔ قائل اور ترجیح کو تین اقسام میں۔ اجتہاد اور اس کے ارکان اربعہ
اجتہاد، مجتہد، المجتہد، قید، علم الامتداد کو بیان کیا۔

شہاب الدین الزنجانی شافعی (متوفی ۶۵۶ھ) ^۱

فقیر، اصولی، عقلانی اور مفسر تھے۔ ان میں تفوق علمی رکھتے تھے۔ مدرسہ نظامیہ و مستنصریہ میں تدریس کی۔
لام شاہ فیہ میں سے ایک علم تھے۔ اندیشہ ہے کہ آپ کی بہت سی کتب فقہ تا تاریخ حوادث زمانہ کی تذکرہ ہو گئی ہوں گی
مؤرخین فقہی سے فقہ اصول پر آپ کی ایک کتاب موجود ہے۔ جس کا ہم ذکر کریں گے۔
مؤلفات اصولیہ انہوں نے "تخریج الفروع علی الاصول" تالیف کی۔

تخریج الفروع علی الاصول کا تحقیقی تجزیہ :

شہاب الدین نے اس کتاب میں ایک نئے اسلوب کو متعارف کرایا ہے۔ اس میں احکام فقہ سے جزئیات مع
کے اصول و ضوابط اور فروع کے ان کے علاقوں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ قواعد و کلیات کے ضمن میں مذہب شافعی اور
اس کے اختلاف کو بیان کیا ہے اور اس اصل کو بیان کیا جو مسائل میں ان کے درمیان ہذا اختلاف بنتی ہیں۔ جزئیات کا
ذیات کی طرف رجوع اور ہر اصل کے مرجع کی تعیین کی اور کہا کہ اس قسم کا اختلاف جو بحث اور تالیف خواہش نفسانی نہ
ہو بلکہ فہم کی ہے۔

اس طرح اس کتاب میں استدلال و ترجیح کے لئے فقہ میں ملکہ اہلیت پیدا کرنے کی تدریب و ترتیب کو بیان کیا ہے
اس کی مدد سے قواعد کبریٰ سے مسائل کی تفریع پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ مؤلف نے اپنی اس کتاب میں اشلہ کیا
کہ ترجیح پر قدرت اسی صورت میں حاصل ہوتی ہے جب احکام فرعیہ اور ان کے اولہ کے درمیان ہذا ارتباط کی معرفت
اصل اور فرع سمجھتے ہیں :

نیکوۃ العقیبہ یہ ہیں :

- ۱۔ شہادۃ النساء وھل ھن حسیرونیۃ او اصلیۃ
- ۲۔ قرب القرابۃ وافتقار فی الاستدلال بالکھاح
- ۳۔ ولایۃ الاجازۃ فی حق البسات ھل تعلل بالیکارۃ او الصغر

اگرچہ آخری تین کا تعلق اصول سے ہے اور دیگر کا قواعد سے، پھر بھی ان کو قواعد فقہیہ اور ضوابط اصول کے تحت بیان کیا ہے۔

شباب الدین بھی قاعدہ اصول کی اس قدر رعایت کر جاتے ہیں کہ ظاہر ایسے محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس بات کا ان کتاب و باب سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً "تعلیل الطلاق بالمملک" کے مسائل کو "کتاب البیوع" میں بیان کیا۔ لیکن ان کی اکثر میں یہ قاعدہ اصول کی طرف جاتا ہے جو مسائل البیوع کے ضوابط میں سے ایک ضابطہ کے تحت لکھا ہوا ہے :

"فحول الشرط علی السبب ھل یصح العقدہ سبباً"

مگر کتاب میں اس طرح کچھ ہی ہوا ہے اور اکثر زنجانی نے ابواب فقہ کے ضابطہ اور اصول و قوانین پر ان کے مسائل کی ترتیب میں ماحول فقہ کی روشنی کی ہے۔

قاعدہ اصول فقہ کے بیان میں بعض مواقع پر انہوں نے جمہور محققین اصولیین یا متاخرین کے مشہور معنی سے کتب آئیکہ نقل اور عمدہ معانی نکالے ہیں۔ مثلاً "مسائل الامر المطلق" و "انقضائه التکوار و القور" و "انقضائه الامر بالشئ النہی عن فعلہ" و "مسائل العموم فی المقتضی" میں ایسا کیا ہے۔

اسی طرح مصلحت کے بارے میں ان کی تصنیف میں نظر آتا ہے۔ احتمال فقہی نے سب کی ایک خصوصیت ہے اور اس سے قریب تر افعال مرسل ہے جسے امام مالک اپناتے ہیں لیکن امام شافعی نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام "الرد علی الاستحسان" یا "ابطال الاستحسان" رکھا، جو احتمال کی تردید کے ادا کی ہوئی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے نظر آتا ہے کہ انہوں نے احتمال کا ایک فرضی مفہوم بنے کر اس کی تردید کی ہے۔ محمد زنجانی نے اسی کی تردید کی ہے کہ "نسک بالمصالح المستندۃ الی کفی الشرع" و ان لم تکن مستندۃ الی اجریات العاصۃ المعینۃ کے جائز ہونے کا اعتبار کیا ہے۔

یہ تمام باتیں زنجانی کے عقیدہ انشئین، متقاعدہ شریعہ میں کمال فہم و آئندہ کے احتیاجات کے مراعات کے ادراک اور ان کے استنباط احکام سے شریعت کی حدود کی حفاظت کے بارے میں مکمل آگاہی پر دلالت کرتی ہیں اور آپ اس کو مسلک پر کار بند ہے جس پر آئندہ سلف چلے گئے۔

زنجانی شافعی ائمہ برب ہونے کے باوجود بھی مسائل اصولیہ و فروعیہ کے پیش کرنے میں غیر جانبدار رہا۔ کوشش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر قوی حق کو اس کا حق دیا جائے۔ اس لئے وہ ہر جگہ اپنے مذہب کے نقطہ نظر سے دفاع کرتے نظر نہیں آتے، بلکہ کبھی ایسا وہ بھی تو صرف بعض مرتبہ اور بعض مسائل اصولیہ کی حد تک محدود و قاصر رہا۔

۱۔ اختلاف کو ان کے قول "بعدم جواز القیاس فی القیاس" کا جواب دیتے ہیں۔

۲۔ اسی طرح اختلاف اور قہر یہ کو ان کے قول کا جواب دیتے ہیں کہ "رفع الخطاء والنسبائ" والی صورت مجمل ہے، اس سے احتجاج چار نہیں ہے۔

۳۔ اور "مخصیص عموم المکاتب بالقیاس" کے جواز میں شافعیہ کا دفاع کیا۔

بہر حال وہ چند مقامات کے علاوہ ہر جگہ غیر متعصب رہتے ہوئے ایک علیحدہ نقطہ نظر پیش کر دیتے ہیں۔ مثلاً حج میں استنابہ کے حکم کے بارے میں ظاہر ائمہ برب کو ترک کر کے اختلاف کا ساتھ دیا اور محمد بن حسن کے قول کو اجاب کیا۔ عورت کے اپنے متوفی شوہر کو غسل دینے کے بارے میں بھی اسی پر عمل کیا۔

زنجانی نے جس مسئلہ پر کتاب لکھی علم اختلاف کے تصور کے بعد پانچویں صدی ہجری میں اس کا آغاز ہوا (ابوزید عبد اللہ یوسف حنفی (متوفی ۳۳۰ھ) نے فقہاء کے اختلاف پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "تائیس النظر" رکھا۔ اس میں آٹھ قسم کے اختلافات پیش کئے۔ اس کتاب کا مکمل اعتراف گزر چکا ہے۔ زنجانی اور یوسف کی دونوں کتب یعنی تخریج الفروع اور تائیس النظر فروع سے اصول کی طرف لوٹتی ہیں۔ مگر پھر بھی ان دونوں میں ایسا ہی طور پر آئی کیا جاسکتا ہے جو متحدہ جہت پر ہے :

۱۔ شباب اللہ بن زنجانی، ابوزید یوسف کے مقابلہ میں مسائل اصول فقہ کثرت سے لاتے ہیں۔

۲۔ یوسف مسائل اصول پر قاعدہ چھپیہ ذکر کرنے کے بعد اکثر احتجاج یا تائید "حق" کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ صرف اس کے بیان کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں اور یہ کچھ لیتے ہیں کہ یہ مسئلہ باقاعدہ مسلمات میں سے ہے جبکہ زنجانی اس کے برعکس عمل کرتے ہیں۔

۳۔ دیوبندی، زنجانی کی طرح ایسا ہی فقہ کی ترتیب کی پابندی نہیں کرتے، بلکہ اصل جس میں اختلاف واقع ہے اسے بیان کر کے اس کے تحت متفرق ایسا ہی فقہیہ کو جمع کر کے مربوط کر دیتے ہیں۔ مثلاً حنفی اور شافعی۔ درمیان اختلاف کی قسم میں آتا ہے :

الاصل عندنا ان کل فعل استحق فعله علی جهة معينة ، فلعلى أی وجه حصل کان من الوجوه المستحق علیها کرم الذیعة والغضب وعلی هذا مسائل منها :

۱۔ ان من صام رمضان بنیة النفل أو بنیة مبیحة اجزاء عن الفرض

۲۔ من سجد فی الصلاة المكتوبة سجدة یزید بها النفل کانت لرحا

۱۔ حوالہ سابق ص ۵۶-۵۷ ۲۔ حوالہ سابق ص ۱۷۶ ۳۔ حوالہ سابق ص ۱۹

۴۔ حوالہ سابق ص ۳۹ ۵۔ حوالہ سابق ص ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳

۱۔ "وَقَدْ سَمِعْتُهَا تَزْجِيهَا قَبْلَ الْقَبْضِ ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدَّخُولِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهَا اسْتِحْبَابًا
وَرُجْعُ الرُّوحِ عَلَيْهَا بِخِطِّ الصَّدَاقِ لَهَا"

۲۔ "مَنْ نَسَبَ طَلَقًا مَا لَمْ يَطْلُقْ الْمَغْضُوبَ عَنْهُ بَرَى مِنَ الطَّلَاقِ"

۳۔ امام بخاری کے ہمارے میں ملے ہوئے ہیں کہ بخاری نے کہاں اللہ کے رسول کو بھارت سے لے کر ہندوستان تک لے کر لایا ہے اور کہا ہے کہ اس نے ہندوستان میں شیعہ کے لئے لے کر لایا ہے۔

۴۔ احمد بن محمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ - ۲۴۱ھ)

نیز ابو حنیفہ رحمہ اللہ

۵۔ مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اصول فی علوم الاصول" تالیف کی ہے۔

۶۔ احمد بن محمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ - ۲۴۱ھ)

نیز ابو حنیفہ رحمہ اللہ

۷۔ مؤلفات اصولیہ :

۸۔ "جوہرۃ الاصول وادکیرۃ الفحول" فی اصول الفقہ، بسطہ کے بعد اس کتاب کا آغاز ان
کلمات سے ہوتا ہے : "الحمد لله ولي الحمد بما افاض من سجال الاحسن ————— الف"

اور ان کلمات سے ہوتا ہے :

"واستغناء ذلك والى الثالثين به موضعه فى اصول الدين"

۹۔ بتقریر کے مطابق اس کا ایک نسخہ کتبہ جامع کبیر ضواء میں اصول نمبر ۱۳ کے تحت اور کتبہ جامع الفوائد
بن سیرین میں (۵۰۲۵) کے تحت موجود ہے۔

۱۰۔ شرح جوہرۃ الاصول - ۱

۱۱۔ عبد الحمید بن ابی الحدید الحنفی شیعہ (متوفی ۵۵۸ھ - ۶۵۲ھ)

۱۲۔ ابیہ کا کتبہ شمار اور بعض دوسرے علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ کئی فتویٰ پر آپ کی تصنیفات ہیں۔

۱۳۔ ابیہ کا کتبہ شمار اور بعض دوسرے علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ کئی فتویٰ پر آپ کی تصنیفات ہیں۔

۱۴۔ ابیہ کا کتبہ شمار اور بعض دوسرے علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ کئی فتویٰ پر آپ کی تصنیفات ہیں۔

۱۵۔ ابیہ کا کتبہ شمار اور بعض دوسرے علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ کئی فتویٰ پر آپ کی تصنیفات ہیں۔

۱۶۔ ابیہ کا کتبہ شمار اور بعض دوسرے علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ کئی فتویٰ پر آپ کی تصنیفات ہیں۔

۱۷۔ ابیہ کا کتبہ شمار اور بعض دوسرے علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ کئی فتویٰ پر آپ کی تصنیفات ہیں۔

۱۸۔ ابیہ کا کتبہ شمار اور بعض دوسرے علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ کئی فتویٰ پر آپ کی تصنیفات ہیں۔

۱۹۔ ابیہ کا کتبہ شمار اور بعض دوسرے علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ کئی فتویٰ پر آپ کی تصنیفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعلیقات علی کتاب المصنوع للامام فخر الدین وازار تالیف کی۔

احمد بن عیسرہ ابوالمظفر (متوفی ۵۸۲ھ-۶۵۸ھ)^۲

فقہ اصول، حدیث، ادب، کتابت و خطابت اور دیگر بعض علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ مکناسہ اور منیائہ وغیرہ قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : "رد علی کتاب المعالم" فی اصول الفقہ للامام فخر الدین رازی۔^۳

مختار الغزینی حنفی (متوفی ۶۵۸ھ)^۴

فقہ، خلاف، حکام، جہل اور من غرہ میں یہ طوی رکھتے تھے۔ خوارزم کے ایک قصب میں نشوونما پائی، بغداد کے پھر بارہوم میں مستقل سکونت اختیار کی۔ اکابر و جدید علماء سے آکساب فیض کیا، خوب علم حاصل کیا یہاں تک کہ ان کا شمار اکابر ائمہ میں ہونے لگا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ معینی فی الاصول ۲۔ الصفوة فی الاصول ۳۔

عز الدین ابن عبد السلام شافعی (متوفی ۵۷۷ھ-۶۶۰ھ)^۵

فقہ، اصولی، باغی اور مفسر تھے، مجتہد کے مرتبہ پر فائز تھے۔ فخر الدین بن عساگر سے فقہ کی اور سیف الدین امدی سے اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی، جبکہ آپ سے نقل کرنے والوں میں شیخ الاسلام ابن دقیق العید، علاء الدین الیائی وغیرہ شامل ہیں۔ عز الدین دمشق میں جامع اُمنوی میں خطیب تھے۔ سلطان صالح اسماعیل نے جب "صدی" نامی شہر فرنگیوں کے حوالے کر دیا تو ابن عبد السلام نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا اور مصر پر علی الاعلان سلطان کو ایسا کرنے سے منع کیا اور خطبہ میں سے سلطان کے لئے دعا ترک کر دی۔ سلطان نے ان کو قید کیا اور پھر مر جائے کو کہا۔ عمروہ مصر پہنچے آئے جہاں ملک الصالح ایوب نے انہیں جامع اہلبیت جامع مسجد عمرو بن العاص کا خطیب مقرر کیا اور اسوائے قاہرہ کے تمام مصری علاقوں کی عدالتوں کا رئیس بنادیا۔ مگر جب دار السلطان کے اہل بیت و فخر الدین

۱۔ الہدایہ والتہلیہ حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۴۳ھ/۱۳۶۱ء-۷۴۰ھ/۱۳۲۹ء، درود مکتبہ المعارف والریاض، مکتبہ العصر ۱۹۶۶ء، کشف القم ۶/۱۵۰۷ء، دولیہ المعارفین ۶/۱۵۰۷ء، اس میں تاریخ وفات ۵۵۵ھ ذکر ہے اور کتاب کا نام اس طرح ہے نقص، المحصول فی علم الاصول۔ فوائد الوثائق ۲/۲۵۹ (۲۳۶) ۱۳۶۱/۲۰۰۔

۲۔ احمد بن محمد ابن محمد بن حسن (حسن) بن عیسرہ والحیوی الشافعی المتوفی (۱۱۸۲ء-۱۲۶۱ء)، اعماس میں ولادت ۱۱۸۲ء میں وفات ہوئی۔ ۳۔ الدیان ص ۱۱۵، اللغ المکین ۲/۲، ترجمہ المصنوعین ۱/۱۵۸ (۱۱۰)۔

۴۔ ابوالریاء بلقار بن محمود بن محمد بن عبد الدین الزہری الملقب حنفی متوفی ۱۲۶۰ء خوارزم میں نشاۃ ثانی ہوئی اور بارہوم میں مقیم ہوئے تھے۔ ۵۔ کشف القم ۲/۱۵۹۲ء، دولیہ المعارفین ۶/۳۲۳، اللغ المکین ۲/۱۵۱، اللغ المکین ۱۱۲، المجوہر السعید ۲/۱۶۶۔

۶۔ سلطان العلماء عبد العزیز بن عبد السلام بن ابوالقاسم عز الدین السیسی الدمشقی (۱۱۸۱ء-۱۲۶۱ء)، قاہرہ میں وفات پائی۔

- اولہ : الحمد للہ الذی نور قلوب العلماء بنور ہدایتہ وشرح صدورہم بوقرآنہ علیہ الخ۔
 ۷۔ عبد الرحمن بن محمد بن احمد شمس الدین محمد ابن عبد الرحمن الزمردی معروف بہ ابن الصالحی (متوفی ۷۸۷ھ)۔
 ۸۔ ابن احمد متوفی ۷۹۵ھ نے شرح لکھی۔ اولہ : الحمد للہ جزیل الانعام علی اعلاء الاسلام الخ۔
 ۹۔ طاء الدین علی بن عمر الاسود متوفی ۸۰۰ھ نے ایک بڑی شرح لکھی اور ۷۸۷ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ اولہ : الحمد للہ الذی نور قلوب العلماء الخ۔
 ۱۰۔ شیخ امام محمد بن ابراہیم بن (اسفیل) ابن ابوب خللی نے "فتح المسحی شرح المغنی" کے نام سے شرح لکھی۔ ۸۰۳ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔
 ۱۱۔ مصطفیٰ بن یوسف بن مراد المومناوی البوسنی الرومی (متوفی ۱۱۹۹ھ) نے "فتح الاسرار فی شرح المغنی" تالیف کی۔
 ۱۲۔ محمد بن یوسف بن یعقوب القزالی الاسیری (متوفی ۱۱۹۳ھ) نے "المستغنی فی شرح المغنی" تالیف کی۔
 نظم المغنی : احمد بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن رجب شہاب الدین الطوقی (متوفی ۸۹۳ھ) نے "نظم المغنی" کے نام سے اس کا نظم کیا۔
 سالم المازنی الشیبی (۶۷۲ھ سے قبل)۔
 فقیر فرضی اور بعض دوسرے علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ ابن ادریس حلی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کی تصانیف فقہ اصول و فرائض پر مشتمل ہیں۔
 مؤلفات اصولیہ : "خصیۃ النزوع الی علمی الاصول والفروع"۔
 احمد بن موسیٰ الطاووس امامی (متوفی ۶۷۳ھ)۔
 فقہی اصولی اور صاحب تصانیف تھے۔

۱۔ کشف الظنون ۴/۳۹۹، جامعہ دار الفکر ۵/۹۰، الذی تکرر ۳/۱۸۸ ج کشف الظنون ۴/۳۹۹

۲۔ کشف الظنون ۴/۳۹۹ ج کشف الظنون ۵/۳۹۹، جامعہ دار الفکر ۵/۹۰ ج کشف الظنون ۴/۳۹۹

۳۔ کشف الظنون ۴/۳۹۹ ج کشف الظنون ۵/۳۹۹، الذی تکرر ۳/۱۸۸ ج کشف الظنون ۴/۳۹۹

۴۔ جامعہ دار الفکر ۵/۱۲۵ ج کشف الظنون ۵/۱۲۵، الذی تکرر ۳/۱۸۸ ج کشف الظنون ۴/۳۹۹

۵۔ جامعہ دار الفکر ۵/۱۲۵ ج کشف الظنون ۵/۱۲۵، الذی تکرر ۳/۱۸۸ ج کشف الظنون ۴/۳۹۹

۶۔ جامعہ دار الفکر ۵/۱۲۵ ج کشف الظنون ۵/۱۲۵، الذی تکرر ۳/۱۸۸ ج کشف الظنون ۴/۳۹۹

میں سے ایک ہیں جنہوں نے اصول فقہ کی کتاب "المسودہ" کی تیاری میں حصہ لیا۔ یعنی عبدالسلام جو عبدالحکیم کے والد تھے انہوں نے "المسودہ" کو تالیف کیا تھا۔ ہم اس کتاب پر تحقیقی تجزیہ پیش کر چکے ہیں اور عبدالسلام اور عبدالحکیم کی اس کتاب میں اراء پر بھی گفتگو کر چکے ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعالیق فی الاصول" تالیف کی۔^۱

سراج الدین الارموی شافعی (۵۹۳ھ/۶۸۲ھ)^۲

فقہ اصولی، جدی، مفسر، شاعر، حکم تھے۔ اپنے شہر اور موصل میں تعلیم حاصل کی۔ تلامذہ میں شیخ مکی الدین البندی الارموی حکم، اشعری (متوفی ۱۵۷ھ) بھی شامل ہیں جو امام رازی کی المصنوع کے شارح بھی ہیں۔ اگرچہ بعض حضرات کے مطابق امام رازی سراج الدین الارموی کے شیوخ میں سے ہیں مگر یہ بات قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی۔ کتاب التخصیص دمشق میں تالیف کی، مفسر بھی تشریف لائے، ماضی القضاء کے عہدے پر فائز رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ رسالة فی امثلة التعارض فی اصول الفقه

۲۔ مسئلة اوردها القاضي محمود بن ابی بکر الارموی علی المحصول للامام رازی

۳۔ التخصیص من المحصول

الارموی کی اصول فقہ پر کتب کا تعارف و تحقیقی تجزیہ :

۱۔ رسالة فی امثلة التعارض فی اصول الفقه :

ہدیۃ العارفین میں اس کتاب کا ذکر ہے^۳۔ یہ کتاب اب تک مخطوطہ کی صورت میں تیور یہ لائبریری میں موجود ہے جو دارالکتب مصریہ سے ملتی ہے اس کا ۱۰۴ نمبر ہے ایک جزء اور ایک ہی جلد میں ہے، اس کتاب کو ۱۳۵ھ میں تصنیف کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ دارالکتب مصریہ میں بھی ہے۔ یہ رسالہ ۱۳ صفحات پر مشتمل ہے ہر صفحہ میں ۷۰ سطریں ہیں اور ہر سطر میں تقریباً دس کلمات ہیں، اس کا خط واضح ہے۔ آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے : "بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہم تسم بخیر... امثلة التعارض فی الفقه للشیخ الامام العلامة سراج الدین محمود بن ابی بکر بن احمد الارموی"۔ اس کے بعد دس مسائل اور ان کی امثلة اور نو زائد ہی متین فروع بھی بیان کر دیں۔

پہلا مسئلہ : النقل اولی من الاشتراک

دوسرا مسئلہ : المحال اولی من الاشتراک

۱۔ شذرات الذہب ۶/۵۷۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲

تیسرا مسئلہ : الاضمار اولیٰ من الاشتراک

چوتھا مسئلہ : التخصیص اولیٰ من الاشتراک

پانچواں مسئلہ : المجاز اولیٰ من النقل

چھٹا مسئلہ : الاضمار اولیٰ من النقل

ساتواں مسئلہ : التخصیص اولیٰ من النقل

آٹھواں مسئلہ : المجاز و الاضمار میان

نواں مسئلہ : التخصیص اولیٰ من المجاز

دواں مسئلہ : التخصیص اولیٰ من الاضمار

تین قرعہ مندرجہ ہیں :

الاول : الاشتراک راجع علی السبع

الثانی : التواضع و لی من الاشتراک

الثالث : الاشتراک بین علمین اولیٰ، تو بین علم و معنی، تو بین معنی

اس کے اختتامی کلمات یہ ہیں :

”تم محمد و عموہ و حسن توفیقہ و منہ، و الصلاة والسلام و الایمان الاکملین علی سیدنا و نبی محمد رسولہ و عہدہ، و ذلک یوم الاحد عاشر ذی الحجۃ الحرامۃ ۱۳۵ھ بالعدائیة الکبریٰ بدمشق المحروسہ علقہا لنفسہ علی عید اللہ و افقرہم و اقلہم الراجی غفرہ و مغفرہ یوسف بن محمد بن عبد القوی بن غازی بن عبد الوہاب الحدادی الشوی غفر اللہ لہ و لو اللہ و لمن نظر فیہا، و دعائہ بالتوبة و یجمع المسلمین امین امین و حلواۃ علی سیدنا محمد و حسنا اللہ و نعم الوکیل“

۲۔ مسئلہ اور دھا القاضی محمود بن ابی بکر الارموی

علی المحصول للامام رازیؒ :

اس کتاب کا نام معلوم نہیں مگر ابن الندیم کی قید اس میں اس کتاب کا نام ”مسئلہ اور دھا القاضی محمود بن ابی بکر الارموی علی المحصول للامام رازیؒ“ تحریر ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے امام رازیؒ کی کتاب ”المحصول“ پر حواشی لکھ کر اس کتاب کا تحریر کیا ہے۔ یہ مخطوط کی صورت میں دارالکتب مصر میں موجود ہے۔

اس کا نمبر ۳۰ ہے۔ تقریباً چالیس بڑے صفحات پر محیط ہے جس کا ہر صفحہ ۲۷ سطور پر اور ہر سطر تقریباً پانچس (۲۵) کلمات پر مشتمل ہے اور ابتداء میں یہ عبارت تحریر ہے : "کتاب فی المسائل من کلام الشیخ سراج الدین الارموی علیہ المصنوع للعلی بن النعمان الطحطاوی (رحمۃ اللہ)۔ کتاب کا آغاز منہجۃ فی المسائل سے ہوتا ہے :

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ، والحمد للہ المستحق للحمد وثبتہ و الصلوۃ علی سیدنا محمد وعلیہ و آلیہ و سلم و سلم و سلم من (مسائل العقول من مسائل المصنوع للامام سراج الدین محمود بن ابی بکر الارموی)۔"

اس کتاب کے آخری صفحہ پر یہ عبارت مکتوب ہے :

"الدلیل الثانی عشر لفظ "العمل" دل علی القضاء الامر ، وارجب ان یکون متما من ثقیف لیسما علی النعمان فیہ بحث۔"

اس مذکورہ بالا عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کتاب کی آخری بحث الامر ہے نہ کہ اس میں ہے کہ بارہویں دلیل لفظ "العمل" کے متعلق امر ہونے پر دلالت کرنے میں ہے نہ کہ یہ عبارت کتاب کا آخری صفحہ ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب نامکمل ہی رہی ہوگی۔

۳۔ التحصیل من المصنوع کا تحقیقی تجزیہ :

ساتویں صدی ہجری کا دور جس میں اصول فقہ کی ایک عظیم کتاب المصنوع کی شرح لکھی گئی اس دور میں متکلمین طرز پر اصول فقہ میں کتب تالیف کی جاری تھیں اور ان کی اکثریت کتب سابقہ کا اختصار و شرح یا تحقیق پر مشتمل ہوتی تھیں۔ الارموی نے اسی مناسبت سے نام رازنی کی "المصنوع" کے اختصار کی طرف توجہ کی اور اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ الارموی اپنی منطق و حکمت اور علم الکلام میں کامل دسترس رکھتے تھے اور "المصنوع" کے اختصار کے لئے ان فنون میں بھی کمال ضروری تھا اس لئے آپ اس کے اختصار کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی کا نام "التحصیل" دوسری مختصرات کے مقابلہ میں ایک منفرد مقام کی حامل کتاب ہے۔

کتاب کے شروع میں قوانین و ضوابط کی بندش کے جس اسلوب کو اپنایا ہے وہ اور تعریف و ترغیب تقسیم ابواب اور فصول میں اہتمام آپ کی وسعت علمی مہارت و ذکاوت پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کی یہ مختصر تجزیہ تنظیم، مشکلات پر آگاہی اور ان کا حل اور اولہ و حدود پر وارد ہونے والے و ہم دور کرنے اور سوالات کے جوابات دینے میں دیگر تمام مختصرات پر فوقیت رکھتی ہے۔ کتاب "التحصیل" کے مطالعہ کے دوران الارموی نے صرف اصولی بلکہ مشاہیر بھی نظر آتے ہیں جس میں دو کلامی مسائل ملی تکمیل التبیح پیش کر کے ان کے اور بعض مسائل اصول فقہ کے درمیان ارتباط پیدا کرتے ہیں۔ اور یہ بات "التحصیل" میں بہت پائی جاتی ہے ان میں سے چند یہ ہیں : حسین ، کعبہ کا متعلق ہونا ، عصمت الانبیاء ، جنم کا شکر حقاً یا شرفاً و صفت موصوف کا عین ہے یا غیر اور تکلیف مالکیت اور اس کے علاوہ بہت سے مسائل الارموی نے مکمل دسترس کے ساتھ ان مسائل پر بحث کی اور مذہب کے لحاظ پر

فہم کر محترمہ کے والد پر مناقشہ کیا اور ان (محترمہ) کے تحسین و تصحیح کے غلطی ہونے کے بارے میں مشہور قاعدہ
 سے عمل اختیار کیا۔

دیگر اختصارات کی موجودگی میں ایک اور اختصار کرنے کی وجہ
 اور اس میں ان کا اسلوب :

فاضل سراج الدین الارموی کتاب التخصیص کے شروع میں اس بات کی طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ جس
 بات نے انہیں اس کتاب کے اختصار کرنے پر مجبور کیا اور ساتھ ہی اپنے اس بیج واسلوب کو بھی بیان کیا جس کو اس
 اختصار میں ملحوظ رکھا :

"لقد كانت الهمم فيما قبل لا تقصر عن الارتقاء الى المراتب القاصية، ولا تقف دون
 الوصول الى المراتب العالية، والان فقد اقتصى الحال بالامم في تقصير الهمم الى ان
 استكثروا اليسر، واستكثروا النثر الحقيق، حتى ان الكتاب الذي صنفه الامام العالم
 العلامة فخر الملة والدين، حجة الاسلام والمسلمين، ناصر الحق مفيت الخلق محمد
 بن عمر البرازي، نور الله ضريحه، في اصول الفقه وسماه بالمحصول، مع نظافة نظمه
 ولطافة حججه، يستكثرونه اكثرهم وبقل عليه ايسرهم على انه يشتمل من الفوائد على
 جمل كافية، ويحتوي من الفرائد على قوالين متوافقة، ثم ان بعض من صدقت فيه رغبته
 ونكاملت فيما يحتويه محبته التمس مني ان اسهل طريق حفظه بايجاز للفظ ملتزمًا
 بالاثبات بمناويع مبالغه، وفنون دلالته، مع زيادات من قبلنا مكمله، وتبسيطات غني
 مواضع منه مشكله، لا على سبيل استيفاء الفكر واستكمال النظر لا لخلاله بالمقصود من
 هذا المختصر، واجته اليه مستعيناً بالله و متوكلاً عليه، وسميته بتخصيص الاصول من
 كتاب المحصول ليتوافق اسمه وينطبق للفظ ومعناه والله ولي التوفيق والمعين وعليه
 التوكل وبه استعين"

(پہلے قوتوں میں لوگوں کی بہتیں مراتب عالیہ کی طرف ترقی کرنے سے جس آسانی قیاس اور مراتب عالیہ تک پہنچنے
 میں ترقی نہیں تھیں لیکن اب اس زمانے میں اہم کی بہتوں میں کی آسانی اور اب قوموں ان کے لئے بہت ہو گیا ہے اور
 حقیران کے لئے کثیر بن گیا۔ یہاں تک کہ کتاب جہاد امام العالم فخر الملة والدين محمد بن عبد السلام، ناصر الحق مفيت الخلق
 محمد بن عمر البرازي، نور الله ضريحه، نے اصول فقہ میں کتاب نظام الاصول تالیف کی۔ اچھی نظم میں
 کثافت (خوبصورتی) اور اپنے حجم میں لطافت (احتمال) کے باوجود زیادہ تر لوگوں نے اسے بہت جانا اور صرف
 قوموں لوگوں نے اس کو قبول کیا، جہاں اس کے کہ یہ کتاب اپنے اندر مکمل فوائد رکھتی ہے اور بہت سے مندرجات میں پر
 مشکل ہے۔ پھر بعض محققین نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کے نقص اور جمع مسائل اور اس کے والد نے
 کے اسلوب میں تبدیلی لائے بغیر اس کا اختصار کروں اور اس کی تکمیل کی غرض سے کچھ اضافہ کروں اور بعض مشکل

موافق پر صحیحہ گروہ اس سے نہیں کہ اپنی فکر کو داخل کروں اور اپنی تحقیق کی بجائیں کروں اس فرض سے کہ یہاں مختصر کے مقصود میں قتل پیدا کر دے اور میں نے اہل سے مدد طلب کرتے ہوئے اور اپنی ہر جہد سے کرتے ہوئے ان کی درخواست کو قبول کیا اور میں نے اس کا نام تحصیل اصول میں کتاب الحصول رکھا تاکہ اس کا اسم لفظ و معانی کے مطابق و موافق ہو جائے۔ "والله ولي التوفيق والتمعن وعلیه توکل و به تصنع"

ان کلمات کے ساتھ امام سراج الدین الارموی نے اپنا محتاج و اساس بیان کیا اور اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ جو الحصول کے اختصار کا موجب بنی۔ آپ نے ہر لفظ الحصول کے معنی کی پابندی کی اور وہ کہیں بھی اس سے باز نکلے نظر نہیں آئے۔ قاضی الارموی نے اس مختصر میں ایک مثال لے کر پیش کیا جو کسی مختصر کے شایان شان ہو سکتا ہے اس میں دو "المحصل" میں پائے جانے والی مختلف آراء کو کم الفاظ میں معنی کے مکمل احاطہ کے ساتھ پیش کر دینے ہیں ہاں البتہ اگر وہاں تنبیہ مقصود ہوتی ہے تو وہ اس کو ضرور واضح کر دیتے ہیں۔ قاضی الارموی کی التفصیل صرف فی تنبیہات پر مشتمل نہیں جو امام رازی پر اعتراضات و جوابات پر مشتمل ہوں بلکہ وہ ان ضعیف دلائل پر تنبیہات لگاتے ہیں جو خصوم کے مناظرات کے سامنے ظہور نہایت ہوں اور ان کے مقابلہ میں قوی تر دلائل بھی موجود ہوں یہ تنبیہات ہر اعتراضات نوے سے یکوزادہ بنتی ہیں۔ التفصیل کے ایک نسخہ کے آخر میں کسی نے فن کو جمع بھی کیا ہے یہ نسخہ موجود ہے ہمارے مکتبہ ولی الدین جابر اللہ آفندی (محقق یہ مکتبہ بیرونیہ استنبول ترکی) میں محفوظ ہے، اس کا نمبر ۳۳۳ ہے ہر صفحہ فہرست ۲۷ ہے، ۷۰۷ کا مکتوب ہے۔ تقریباً سات اوقات پر مشتمل ہے، حدود دقیق ہے ہر صفحہ ۲۵ سطروں پر اور ہر صفحہ دس کلمات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ امام بدر الدین محمد بن اسعد البیہقی (متوفی ۳۲۲ھ) نے اپنی کتاب "محل عقد التحصیل" میں اس کتاب کی معظم تنبیہات و اعتراضات پر بحث کی ہے۔ اس سلسلے میں ایک ضمیمہ و تفسیر کا بھی ذکر ملتا ہے جو محمد بن یوسف الجوزی (متوفی ۴۷۰ھ) کی ہے۔ اس کتاب کا نام "اجودۃ اسئلۃ القاضی الارموی علی التحصیل" ہے لیکن محقق تحصیل عبدالحمید ہوزنید نے کہا کہ انہیں اس کتاب کی موجودگی کا علم نہیں ہو سکا۔

"التحصیل" کا زمانہ تالیف :

اس بات پر سب متفق ہیں کہ الارموی نے یہ کتاب ۶۵۵ھ سے قبل تالیف کی، اس کا ایک نسخہ مکتبہ دارالحدیث (محقق یہ مکتبہ مراد الہامی) میں ہے۔ اس کے نسخہ پر تحریر ہے کہ ۶۵۵ھ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی لیکن غالب گمان یہ ہے کہ ۶۳۵ھ سے قبل تالیف کیا ہوگا۔ چونکہ وہ "امسلۃ التعاون" کی تالیف سے ۶۳۵ھ میں فارغ ہوئے تھے اور غالب گمان غالب ہے کہ "التحصیل" اس سے قبل تالیف کر لی ہوگی۔

تیسری چوتھی صدی کے اصولیین جن کی آراء "التحصیل" میں بیان ہوئیں :

امام رازی نے اپنے مہند اور ماضی کے جن علماء اصولیین کی آراء کو اپنی کتاب "المحصل" میں پیش کیا انہی کی اتباع میں الارموی نے بھی ان کے اقوال کو پیش کیا۔ ان اصولیین اور ان کی کتب کو تاریخ و فوات کی لڑائی ترسیب کے ساتھ ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

- ۱۔ یحییٰ بن ابان بن حمد بن خلفی متوفی ۲۶۰ھ اصول فقہ پر انہوں نے کتاب "البنات القیاس" کتاب "حیر الواحد"، کتاب "اجتہاد الوای"، کتاب "الحجج"، کتاب "الجماع" تالیف کیں۔
- ۲۔ ابوالکیم بن سیار بن ابی المعروف ہانظام معتزلی متوفی ۳۲۱ھ ابو اہدیل العارف کے شاگرد، جاحظ کے استاد، کتاب "فلسفہ" کے مصنف، نظام نے اجماع کے تحت جمیت سے انکار کیا اس بارے میں صحابہ کرام پر مطمئن کیا۔
- ۳۔ داود بن علی بن داود الاسہبائی ظاہری ابوسلمان متوفی ۴۸۰ھ انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "اسطال القیاس"، کتاب "حیر الواحد"، کتاب "حیر الموجب للعلم"، کتاب "الحجة"، کتاب "الخصوص والعموم"، کتاب "المفسر والمحمل" تالیف کیں۔
- ۴۔ احمد بن عمر بن سرج متوفی ۳۰۶ھ یہ حنفی اور ابو داود اجمعتانی کے شاگرد ہیں۔ داود ظاہری کی کتاب "ابطال القیاس" کے رد میں کتاب لکھی۔
- ۵۔ عبدالقدیم بن احمد بن ابوالقاسم الکلبی متوفی ۳۱۹ھ اصول پر ان کی آراء ہیں۔ ان کا مشہور قول "ان السباح مأمور به، وان العلم الحاصل من الحبر المتواتر نظری" (سباح مامور ہے اور وہ علم جو خبر متواتر سے حاصل ہوتا ہے وہ نظری ہے)۔
- ۶۔ عبدالسلام بن محمد بن عبدالوہاب ابوباشم ایمانی متوفی ۳۲۱ھ یہ اصول فقہ اور اجتہاد پر کتب کے مصنف ہیں۔
- ۷۔ ابوالحسن الاشعری علی بن اسماعیل متوفی ۳۲۳ھ انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "البنات القیاس" اور کتاب "العام والخاص" تالیف کی۔
- ۸۔ الحسن بن احمد الاصطخری شافعی متوفی ۳۲۹ھ اصول پر آراء ہیں، مثلاً "فعل النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کان مجرد عن القویۃ الدالة علی الوجوب یفید الوجوب فی حقہ وحق امتہ"۔ اسی پر ابن سرج، ابن جریر، ابن خیران، حنابلہ اور بعض معتزلہ نے موافقت کی ہے۔
- ۹۔ محمد بن عبداللہ ابی بکر البغدادی البصری متوفی ۳۳۰ھ انہوں نے اصول فقہ میں "شرح الوسالة"، "شروط"، "کتاب بیان فی دلائل الاعلام فی اصول الاحکام"، کتاب "فی الاجماع" تالیف کی۔
- ۱۰۔ حسن بن حسین ابن ابی جریر دمشقی متوفی ۳۳۵ھ اصول فقہ میں آراء ہیں۔ مثلاً "تحریریم الافعال الاختیاریۃ قبل الحقة"۔
- ۱۱۔ عبید اللہ بن حسن بن دلال بن ابیہم کرشی متوفی ۳۳۸ھ انہوں نے اصول فقہ میں "اصول الکوخجی" کے نام سے کتاب تالیف کی۔

۱۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱	۲۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱	۳۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱	۴۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱
۵۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱	۶۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱	۷۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱	۸۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱
۹۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱	۱۰۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱	۱۱۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱	۱۲۔ ابن ابی شیبہ ۱۳۹/۱

- ۱۲۔ الفضل الکبیر الشافعی محمد بن علی بن اسماعیل متوفی ۳۶۵ھ انہوں نے شروح الرسائلہ اور کتاب اصول الفقہ تالیف کی۔
- ۱۳۔ احمد بن علی ابی بکر رازی مخفی معروف بہ الجصاص متوفی ۳۷۰ھ ابو الحسن الکرجی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے کتاب "اصول الجصاص" تالیف کی۔
- ۱۴۔ المعانی بن زکریا التبریزی متوفی ۳۹۰ھ انہوں نے "الفحویہ والمنقور" کے نام سے کتاب تالیف کی۔
- ۱۵۔ محمد بن محمد بن جعفر معروف بہ ابن دقاق متوفی ۳۹۲ھ انہوں نے کتاب فی اصول الفقہ تالیف کی۔
- ۱۶۔ ابراہیم بن احمد ابی اسحاق الرموزی متوفی ۴۳۰ھ ابن سراج کے شاگرد تھے۔ انہوں نے کتاب الفصول فی معرفة الاصول اور کتاب المصنوع والحصوص تالیف کی۔
- ۱۷۔ ابویعلیٰ محمد بن خلف البصری^۳ ابویعلیٰ البجائی اور ابو ہاشم البجائی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے "کتاب الاصول والشرع" تالیف کی۔
- ۱۸۔ ابو مسلم الاصفہانی محمد بن علی بن بکر استخری متوفی ۴۴۲ھ بحجۃ جامع الکتاب المحکم المتزلزل اور جامع الحدیث کے مصنف تھے۔

الارموی نے مذکورہ بالا اصولیین کو اپنی کتاب میں جگہ دی۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تیسری چوتھی صدی ہجری میں ان کے علاوہ اصولیین ہی نہیں تھے بلکہ کئی اصولی علماء تھے جن کا ذکر اس میں نہیں کیا گیا۔ مثلاً ابوبکر بن عبد اللہ ابوبکر رازی متوفی ۳۷۵ھ جو جامع اہل مدینہ اور کتاب فی اصول الفقہ کے مصنف ہیں۔ اور عبد الواحد بن حسین الصمیری متوفی ۳۸۶ھ جو کتاب القیاس اور اہل بلخ فی الاصول کے مصنف ہیں مگر ان کا اس میں تذکرہ نہیں کیا گیا۔ اور اسی طرح اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ کسی غیر اصولی عالم کی کسی بارے میں رائے یا ان کا ذکر نہیں کیا بلکہ دوسری اور تیسری صدی کے بہت سے غیر اصولی علماء سے کلامی مسائل اور ایجابات لغویہ میں نقل کیا گیا ہے۔ مثل کے لئے چند ایک پر اکتفا کر رہے ہیں ورنہ ان کی ایک طویل فہرست تیار ہو سکتی ہے۔ عباد بن سلیمان الصمیری متوفی ۷۵۰ھ، قلیل بن احمد القرطبی متوفی ۷۵۰ھ محمد بن عبد الوہاب بن سلام البجائی متوفی ۳۰۳ھ۔

پانچویں اور چھٹی صدی کے اصولی علماء جن کی التحصیل میں آراء ذکر کی گئیں :

ان دونوں صدیوں کے علماء ماصول کو ہم تاریخ وفات کی زمینی ترتیب کے ساتھ ذیل میں بیان کریں گے جن کو الارموی نے امام رازی کی اتباع کرتے ہوئے اپنی کتاب میں جگہ دی۔ ساتھ ہی ہم ان کی بعض کتب کا اٹھارہ ذکر کریں گے۔

۱۔ حوالہ سابق ۳۱/۱ ج ۲ حوالہ سابق ۳۳/۱ ج ۲ حوالہ سابق ۳۱/۱ ج ۲
 ۲۔ ابن خفکان (۴۷۱) فہرست ابن اندلس ۲۶۶ ج ۲ من الماشر ۱۵۵۔
 ۳۔ الفہرست لابن اندلس ۲۳۷ ج ۲ کشف القلون ۷/۱

- ۲۔ ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن محمد متوفی ۴۵۶ھ۔ یہ مذہب ظاہری سے تعلق رکھتے تھے، الاحکام فی
اصول الاحکام، المحلی، تلخیص ابطال القیاس اور مسئل فی اصول الفقہ کے مصنف ہیں۔
- ۳۔ قاضی ابویعلیٰ محمد بن حسین متوفی ۴۵۸ھ۔ یہ ابو الخطاب البکروانی کے استاد تھے اصول فقہ میں "ابو
اس کا اختصار، کتاب اور اس کے اختصار کے مصنف ہیں۔
- ۴۔ فخر الاسلام ابو دوی علی بن محمد بن حسین غنی متوفی ۴۸۲ھ۔ "مکتبہ الوصول الی معرفۃ الاصول" کے
مصنف ہیں۔
- ۵۔ محمد بن احمد شمس الدین السرخسی غنی متوفی ۴۸۳ھ۔ "اصول السرخسی" کے مصنف ہیں۔
- ۶۔ ابو الخطاب البکروانی محفوظ بن احمد غنی متوفی ۵۱۰ھ۔ یہ کتاب "التمہید فی اصول الفقہ"
کے مصنف ہیں۔
- ۷۔ ابو الوفا علی بن عقل غنی متوفی ۵۱۳ھ۔ یہ ابویعلیٰ کے شاگرد تھے اصول فقہ میں "المواضع" کتاب
تالیف کی۔ ابن تیمیہ نے "المسودہ" میں اس کتاب کی تعریف کی اور کہا: "انہ اسفادت
(انبیوں نے اس سے استفادہ کیا) اب تک مخطوط کی صورت میں ظاہر یہ دمشق اور امریکہ میں ہے۔ ان
ایک طائرہ نظر ڈالنے ہی واضح ہوتا ہے کہ ان ساتویں علماء میں حنابلہ، حنفیہ، ظاہریہ اور مالکیہ شامل ہیں ان
میں کوئی بھی شافعی و معتزلی نہیں ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ "المحصول" تو دور حقیقت ابو الحسن بصری
معتزلی کی المعتمد اور امام غزالی کی شافعی اشعری کی "المستطی" کی تلخیص ہے تو ایک معتزلہ کے اور
دوسرے شافعیہ کے فرائدہ ہیں۔ اسی طرح اس کتاب میں امامیہ کا بھی ذکر آیا ہے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ
بہت سے امامیہ معتزلہ کی جماعت سے وابستہ ہو گئے تھے۔

ابویعلیٰ، ابو الخطاب، ابو الوفا..... حنابلہ

سرخسی، ابو دوی..... اشعری

ابن حزم..... ظاہری

قاضی عبدالوہاب..... مالکی

اس کتاب میں پانچویں اور چھٹی صدی کے صرف علماء اصولیین کی آراء کے نقل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ضرورت
کے تحت مختلف علماء غیر اصولیین سے بھی نقل کیا تاکہ بات مستند ہو جائے۔ اگرچہ ان غیر اصولی علماء کی تعداد بہت کم
ہے مثلاً ابویعلیٰ سینا متوفی ۴۲۸ھ، میرانی متوفی ۵۱۸ھ، عبدالقادر جرجانی متوفی ۵۴۷ھ، ابن العارص متوفی
۴۲۸ھ غیر وہ کا ذکر آیا ہے حالانکہ یہ اصولی نہیں ہیں۔

کچھ حذف نہیں کیا مگر بعض کو بعض میں ضم کر دیا۔^۱ الغرض یہ جو کچھ ذکر کیا گیا یہ ان کا مسلک تھا جس کے مطابق انہوں نے اس کتاب کو مرتب، مقسم و مدون کیا، اس سے ان کے شیخ کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

کتاب التحصیل کے چند معائب :

الارموی کی التحصیل جہاں محاسن اور امتیازات سے عبارت ہے وہاں ان کے مسلک اختصار میں ایک دوسرے زاویہ سے دو محبوب بھی پائے گئے ہیں جن کا ذکر تحقیر کے لئے نہیں صرف علم کے لئے ضروری ہے اور ان کے ذکر سے ان کی شان اور خدمات میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

۱۔ الارموی نے بعض جگہ "المحصول" سے تعریف نقل کر کے اس میں تصرف کیا حالانکہ تعریفات منسوبہ میں کسی قسم کا کوئی تصرف درست نہیں ہوتا۔ اس کو اصل سے من و عن نقل کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ قاضی ابوبکر باقلانی نے قیاس کی جو تعریف کی وہ "المحصول" میں ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے :
"حمل معلوم علی معلوم فی الثبات حکم لہما اوتقیہ عنہما بامر جامع بینہما من حکم او صفة او نقیبہما عنہما"۔

قاضی سراج الدین الارموی نے قاضی باقلانی کی یہ تعریف "المحصول" سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی
"حمل معلوم علی معلوم فی الثبات حکم لہما اوتقیہ عنہما بجامع حکم او صفة او نقیبہما"۔

دونوں تعریفات کا تجزیہ :

بلاشبہ دونوں تعریفات کے مدلول متقارب ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ قاضی الارموی کی تعریف میں اشتراختصار ہے مگر اس کے باوجود بھی منقول و منسوب تعریفات میں ادنیٰ تصرف بھی درست نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طرح قاضی الارموی نے کہا کہ علماء نے فقہ کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی :

"العلم بالاحکام الشرعیۃ العلمیۃ التي لا یعرف بالضرورة کولہا من الدین اذا حصل بالاستدلال علی اخیلتها"۔

مگر امام ہامزی کی المصنوع میں فقہ کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے :

"العلم بالاحکام الشرعیۃ العلمیۃ المستدل علی اعیانہا بحیث لا یعلم کونہا من الدین ضرورة"۔

قاضی الارموی نے یہ علم کا لفظ تعریف میں بدل دیا۔

۲۔ قاضی الارموی بہت سے مقامات پر بغیر حجاب عن کے ذکر کئے کہتے ہیں : والجواب عن "أ" مگر جب اس سے نقل عبارت میں "أ" خواش کیا جائے تو یہ نشان نظر نہیں آتا تو پتہ چل جاتا کہ یہ کس کا جواب ہے مثلاً

۱۰۱: اصحاب (القاتلون بان الکفار غیر مخاطبین بفروع الشریعہ) بان الصلاۃ مثلاً لا یجب علیہ بعد الاسلام وفاقاً ولا قبلہ لا مناعہ ، ولانہا وجبت لوجوب القضاء کالمسلم بجامع تدارک المصلحۃ .

والجواب عن :

ان ما ذکرتم لا ینفی العقاب علی ترکہا .

ب: نقص بالجمع ، والفرق (ان وجوب القضاء علیہ تنفیذ لہ عن الاسلام) .

یہاں سے دلیل اول "ا" کا جواب دیا اور دوسری دلیل کا "ب" سے جواب دیا مگر دونوں دلیلوں کے شروع میں یہ علامات موجود نہیں تھیں۔

افرض نقد آسان ہے اور کام کرنا بہت مشکل بات ہے۔ ان چند باتوں کے ذکر سے آپ کی عظمت و شان میں کمی کی نہیں آتی۔ آپ ایک عظیم کام کے خالق ہیں جن وقت کے امام تھے۔ کم الفاظ میں زیادہ معنی کے اظہار پر قدرت کاملہ کتنے تھے اس سے کم الفاظ و بھارت میں کما حقہ راجح ہی نہیں ہوتا۔ چونکہ اختصار میں ان کے اصل معانی ہر ایک کا بہت خیال رکھنا پڑتا ہے۔ دیگر مختصرات کے مقابلہ میں "النحصول" عقیدہ نقلی اور تہذیب کی پیدائش سے خالی ہے۔

"النحصول" سے مستفید ہونے والے چند مشہور اصولیین :

۱۰۲: پیشہ تحصیل ایک عمدہ کتاب ہے جو اہمیت کی حامل ہے۔ اس کی اس مہمگی اور اہمیت کی وجہ سے بہت سے مشہور اور نامور اصولیین نے اپنی کتب کی تالیف میں اس سے مدد حاصل کی۔ چند حضرات کے اسمائے گرامی ذیل ہیں۔

۱۰۳: صفی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحیم البندی الارموی شافعی : منظم اشعری ، اصولی ، شارح "المحصول" ہیں جو تین عظیم جلدات پر مشتمل ہیں مگر قاضی سراج الدین الارموی کے شاگرد ہونے کی وجہ سے "المحصول" کی اس شرح میں "النحصول" سے ضرور استفادہ رہا ہوگا۔ صفی الدین بندی کی کتاب سے امام شوکانی نے اپنی کتاب میں کثیر مقامات پر نقل کیا ہے۔

۱۰۴: امام جمال الدین الاسنوی متوفی ۷۷۷ھ نے "نہایۃ السؤل" میں تقریباً ہر مسئلہ میں ان کا نام ذکر کیا۔

۱۰۵: امام بدخشی نے بھی قاضی بیضاوی کی منہاج کی شرح "مساهج العقول" میں چند مقامات میں تحصیل سے استفادہ نقل کیا۔

۱۰۶: شمس الدین محمد بن محمود الاصفہانی متوفی ۷۷۸ھ نے بھی تحصیل سے نقل کیا ہے۔

۱۰۷: امام ہد الدین محمد بن اسعد البستری اُصفی متوفی ۷۳۲ھ نے بھی اس کتاب سے خوب مدد لی۔ شارح مختصر ان صاحب اپنی کتاب "حل عقد النحصول" میں کثرت کے ساتھ تحصیل سے نقل لاتے ہیں۔

یہ کتاب التحصیل کی مکمل شرح نہیں بلکہ صرف ان چند خاص مقامات کی توضیح ہے جہاں ابہام پیدا ہوا ہے۔ اس کا ایک نسخہ دارالکتب معریہ میں اصول فقہ ۱۳۲-م میں موجود ہے۔

مذکورہ بالا میں سے شیخ جمال الدین استوی اور آخر الذکر امام بدر الدین البخاری نے التحصیل کو بہت ہی اہمیت دی اور اس سے کثرت و اہتمام کے ساتھ نقل استفادہ واستفادت لی۔

شارح مختصر ابن حاجب نے اپنی کتاب حل مقدار التحصیل میں ذکر کیا کہ انہوں نے یہ کتاب صدر معظم ائمہ اہل علم البزازی کے لئے تصنیف کی تھی اور اس میں قاضی سراج الدین الارموی کے معظم اعتراضات پر بحث کی۔ یہاں ہونے والے بہت سے ابہام کا اختصار کے ساتھ حل کیا۔ اپنی اس کتاب کی تالیف کا سبب اپنی کتاب "حل غلہ التحصیل" کے مقدمہ میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں :

"قد سافس القدر ای ان صرفت بعض زمن من التحصيل في البحث في كتاب التحصيل للقاضي العلامة سراج الدين محمود الارموي رحمه الله فوجدته مشتملا على فوائد هذه الصناعة ، وعبون فلا تله هذه الصناعة ، منضمنا لا قسام الحسن والكمال ، مستحفا لتصرف الهمة اليه في الايام والليالي لما فيه من حسن النظم مع صغر الحجم ، واختصاصه بابرادات لطيفة ونكات طريفة من قبله مكملته تدل على جودة فريضة مؤدعا وكثرة تحقيقه وقوة مظنه وشدة تدقيقه ، غير ان المحققين في هذا الاقطار اجموعوا عن تدريس ، والمشتغلين في هذا الديار عن تحصيله ، لما فيه من الموانع الصعبة واللطائف الغريبة والمضائق المغلفة والمواقف العميقة ، فاجبت بعد استدعاء المحققين والتماس المشتغلين ان اكشف القناع عن وجوه مغلطات لا تقنى عن التدقيق في الانظار . وارفح الحجاب عما يقتضيه الى التعمق في الافكار ———"

(اللہ کی توفیق سے میں نے کچھ وقت قاضی علامہ سراج الدین الارموی کی کتاب التحصیل کے سیکھنے میں صرف کیا تو میں نے اس کو کافی کف اور اعلیٰ ترین الواسع پر مشتمل پایا جو حسن و کمال کی اقسام پر محیط تھی اور اس بات کی مستحق تھی کہ دونوں اور دونوں اس کی طرف کوشش صرف کی جائے یا جو دوسرا کچھ ہونے کے حسن علم رکھنے اور لغائف کے دور سے نقص ہونے اور حالات جملہ پر مشتمل ہونے کے۔ یہ بات اس کی عمر کی کثرت تحقیق پر دلالت کرتی ہے اس میں شدت تدقیق نے کی ہے یہی ہے محققین نے ان شہرہاں میں اس کی تدریس اور تحصیل کی پابندی لگادی اور سبب اس میں پائے جانے والے مشکل مقامات اور غیر معلوم لغائف کے اور نگہ راستوں کی حاکم اور گرمی نظر پائے جانے کے۔ میں نے محققین کی درخواست اور طالبین کے التماس کو قبول کیا کہ میں اس کتاب کی پرشیدہ چھڑے سے پر وہ آٹھ اذان پر بحث میں وقت و توفیق کو مانع نہیں ہے اور یہ کہ میں پر وہ آٹھ اذان اس سے جو فکر میں گہرائی کی ممانعت ہے۔

شہاب الدین قرانی مالکی (۶۲۶ھ/۶۸۴ھ)^۱

فقہ، اصولی اور مفسر تھے۔ شیخ عز الدین بن عبدالسلام، ابن حاجب اور قاضی القضاۃ شمس الدین ابوہریرہ الاوربکی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ آپ کے زمانے میں ریاست مالکیہ ان پر ختم ہوتی تھی، متعدد جامعہ کتب کے مصنف تھے۔ قاضی القضاۃ قلی الدین بن ہشکر فرماتے ہیں:

”اجمع الشافعیہ والمالکیہ علی ان الفضل اهل القرن السابع بالديار المصريہ ثلاثہ: القروانی بمصر القديمة وابن المنیر بالاسکندریہ وابن دقیق العید بالقاہرہ و کلہم مالکیہ الا ابن دقیق العید فاته جمع بین المذہبین“۔

(شافعیہ اور مالکیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ دیار مصر میں ساتویں صدی ہجری کے اقسام میں سے تین کو فضیلت حاصل ہوئی ہے: قرانی کو مصر قدیمہ میں، ابن المنیر کو اسکندریہ میں اور ابن دقیق العید کو قاہرہ میں۔ سوائے ابن دقیق العید کے سب مالکی ہیں اور بلاشبہ (ابن دقیق) جامع ائمہ صحیحین تھے)

صغریٰ نے لکھا:

”وکان مالکیا اماما فی اصول الفقہ — وحنف فی اصول الفقہ الکتاب المفیدہ والحاد واستناد منہ الفقہاء —“۔^۲

(دو اصول فقہ میں مالکی امام تھے۔۔۔ اور انہوں نے اصول فقہ میں بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں جن سے فقہاء نے استفادہ کیا)

اس کے بعد صغریٰ نے ان کی کتابوں کی تفصیلات بیان کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

- ۱۔ تنقیح الفصول فی اختصار المحصول ۲۔ شرح تنقیح الفصول
- ۳۔ شرح المحصول للرازی
- ۴۔ العقد المنظوم فی الخصوص والعموم
- ۵۔ العموم ورفقہ
- ۶۔ التعليقات علی المنتخب
- ۷۔ انوار البروق فی انوار الفروق

امام قرانی کی اصول فقہ میں کتب کا تعارف اور تحقیقی تجزیہ:

۱۔ تنقیح الفصول فی اختصار المحصول:

در اصل ”التنقیح الفصول“ ان کی کتاب ”الذہبہ فی الفقہ“ کا مقدمہ ہے۔ جس میں انہوں نے امام رازی کی لمحوں کا اختصار کیا ہے اور قاضی عبدالوہاب مالکی کی کتاب الاقادہ کے مسائل سے اضافہ بھی شامل کیا ہے اور اس کو مضمونوں اور میں ابواب میں مرتب کیا۔

۱۔ الامام شہاب الدین احمد بن ادریس بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن یحییٰ بن اسماعیل صغریٰ (۱۲۳۸ء۔ ۱۲۸۵ء)۔ قرانی سے مراد تھے مصر میں روایات پائی۔ ج۔ الوافی بالوفیات ۶/۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴

"والحق: أن في هذا الشرح كثير من الفوائد الاصولية العامة، ولكنه كثير ما يخلو مراد الامام وقصدہ فيكثر من ايراد ما لا يورد عليه، ويحمل كلامه على غير محمله وهو شرح كبير يقع في ثلاث مجلدات كبار تليخ ما يقارب (۱۸۰۰) صفحة وله نسخة خطية في دار الكتب المصرية تحت رقم (۳۷۲)۔"

(اور یہ بات بالکل درست ہے کہ بلاشبہ اس شرح میں بہت سے بام فائدہ اصولیہ چیزیں مگر بہت سے عقائد میں شارح امام کے مقصد و مراد سے ہٹ جاتے ہیں اور بہت سے ایسے اعتراضات لگاتے ہیں جو ان پر سر سے وارد ہی نہیں ہوتے۔ اور اسی طرح وہ امام کے کلام کو اس پر محمول کر دیتے ہیں جس کا انہوں نے ارادہ نہیں کیا ہو۔)۔
یہ ایک بڑی شرح ہے جو جن میں بڑی جملہات میں ہے جس کے صفحات ۱۸۰۰ کے قریب ہیں اور دارالکتب مصر میں ۳۷۲ نمبر کے تحت اس کا ایک خطی نسخہ موجود ہے)

آغاز میں ہوتا ہے: الحمد لله الذي نفرد في علم الوهية بكمال المجد والعلاء، فلي تيسري جلد کے اختتام کی گھڑائی یہ ہیں:

"محمد الله ونوفيقه كمل الجزء الثالث، وهو نفائس الاصول في شرح المحصول."

"نفائس الاصول المحصول" کی طرح اس کے مختصرات، فہما الدین کی "المندوب"، تاریخ الاموی کی "الحاصل"، ہرمان الاموی کی "النحیل" اور بہتر بی بی کی "التفہیم" کی بھی شرح ہے اسی طرح معتقد نے اس کے مقدمہ میں اس کی تشریح کی ہے۔ جامع امام ریاض کے تین طلبہ نے اس پر تحقیق کی، ان میں سے عبدالکریم اہلہ نے اس کے پہلے جزء پر تحقیق مکمل کر کے اپنی - ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

۴۔ العقد المنظوم فی الخصوص والعموم:

حاجی تھیلہ نے اس کتاب کے مقدمہ میں سے تحقیق کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے کہا:

"لم اجد في كتب الاصول وغيرها من صلب العموم الا نحو عشرين صفة، ومقتضى ذلك ان يكون اكثر، ووجدت مسمى العموم في اللغة خطيا جدا، ووجدتهم يعدون المخصصات اربعة ووجدتها نحو العشرة ووجدتهم يسوون حمل المطلق على المقيد وغير ذلك مجمعة ويثبت فيه ما هو الحق ورويته على خمسة وعشرين بابا۔"

(میں نے کتب اصول وغیرہ میں عموم کے تقریباً بیس صفیہ پائے اور اس کا قصہ ہے کہ یہ اس سے زیادہ باتوں اور میں نے لغت میں عموم کا سب سے بہت تلفظ پایا۔ اور میں نے ان لوگوں کو چار تصحیحات شمار کرتے ہوئے پایا اور میں نے اس کو تقریباً دس پایا۔ اور وہ لوگ مطلق کو حقیقہ پر محمول کرنے کو برابر سمجھتے ہیں اور اس کے علاوہ دیکھا گیا ہے کہ میں اور میں نے اس میں بیان کیا جو کچھ حق تھا اور میں نے اس کو بیسوں باب پر مرتب کیا)

اس کتاب پر احمد سرالتم عبداللہ نے تحقیق کی اور جامع امام القری سے ۱۴۰۳ھ میں اپنی - ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

۵۔ العموم ورفعه :

صاحب الدیوان نے قرآنی کتب میں ایک کتاب "العموم ورفعه" کا بھی ذکر کیا ہے، شاید اس سے "لفظ المصنوع" ہی مراد ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی طبعہ کتاب ہو۔ اگر اس کو ایک علیحدہ کتاب مانا جائے تو بیان کی اصول پر پانچویں کتاب ہے۔

۶۔ والتعلیقات علی المنتخب لفخر الدین رازی :

۷۔ انوار البروق فی انواء الفروق :

مرد خلافت کے بعد امام قرآنی الفروق میں فرماتے ہیں :

"واما بعد فان الشریعة المعظمة المحمدیة زاد الله تعالى منارها شروفاً وعلواً اشملت علی اصول وفروع واصولها قسمان احدهما المسمى باصول الفقه وهو فی غلب امره لیس فیہ الاقواعد الاحکام الناشئة عن الالفاظ العربیة خاصة وما یعرض لتلك الالفاظ من النسخ والترجیح ونحو الامر للوجوب والنهی للتحريم والصیفة الخاصة للعموم ونحو ذلك وما یرجع عن هذا النمط الا کون القیاس حجةً وعبر الواحد وصفات المجتهدین والقسم الثانی قواعد کلیة فقهیة جلیلة کثیرة العدد عظیمة المدد مشتملة علی اموار الشرع وحکمه لكل قاعدة من الفروع فی الشریعة مالا یحصى ولم یذكر معها شئی فی اصول الفقه....."

واما بعد : ہاشم شرع محمد یہ مقررہ ہاشم کے شرف، بدلتی اور عظمت میں اضافہ فرماتے۔ وہ اصول وفروع پر مشتمل ہے اس کے اصول و قسموں پر ہیں، پہلی قسم کا نام اصول فقہ ہے جو بہت زیادہ ہیں اور اہل عربیہ کے الفاظ کے ساتھ ان کا تعلق ہے کیونکہ امام الاکام الفاظ عربیہ سے خارج نہیں ہو سکتے اور ان میں الفاظ کا فتح، ترجیح اور لازم و وجوب اور انہی کے تصریح اور عموم کے لئے خاص میں سے وغیرہ شامل ہیں۔ ہاں بہت قیاس کا حجت ہوئے خبر واحد اور اجتہاد کی صفات کا تعلق اس قسم سے نہیں ہوتا۔ اور اصول کی دوسری قسم قواعد کلیہ ہے جو ہے جو تعداد اور مسامحت میں زیادہ ہیں شریعت کے اسرار پر مشتمل ہیں۔ شریعت میں فروع کے ہر قاعدہ سے کالک قسم ہے جن کا شمار ممکن نہیں اور اس دوسری قسم میں سے کچھ بھی اصول فقہ میں بیان نہیں کیا جاتا۔

کتاب "الفروق" میں قواعد فقہیہ کی تعداد :

امام قرآنی فرماتے ہیں :

"وسمیت لذلك انوار البروق فی انواء الفروق..... وجمعت فیہ من القواعد خمساً وثمانیة واربعین قاعدةً اوضحت کل قاعدة بما یناسبها فی الفروع....."

(اور اسی لئے میں نے اس کتاب کا نام انوار البروق فی انوار الفروق رکھا۔ اور میں نے اس میں قواعد میں سے پانچ سوازیہ لکھیں تاکہ اسے جمع کر کے۔ میں نے شروع کے برعکس اس کی شان بیان (مباحثہ کی) مقرر بنائے صاحب کشف الظنون کی ابتداء میں ان قواعد فقہیہ کی تعداد پانچ سو چالیس بتائی ہے۔ ان کے الفاظ ہیں:

"وله کتاب "انوار البروق فی انوار الفروق" جمع فیہ خمساء واربعون قاعدة من القواعد الفقہیة وهو من اجمل الکتاب فی موضوعه"

(اور انوار البروق فی انوار البروق فی انوار الفروق ان کی کتاب ہے اس میں قواعد فقہیہ میں سے پانچ سو چالیس قواعد سے متعلق لکھے ہیں اور وہ اپنے موضوع پر ایک بہترین کتاب ہے)

ہو سکتا ہے کہ کتاب کی غلطی سے قواعد فقہیہ کی تعداد میں فرق ہو گیا ہو یا ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس اس کی کاپی دیکھ کر وہ اللہ اعلم۔

کتاب "الفروق" پر حواشی :

۱۔ سراج الدین ابو القاسم بن عبداللہ الانصاری معروف بہ ابن الشاذلی نے "انوار الشروق غنی لبواع القرونی" کے نام سے حاشیہ لکھا۔

۲۔ شیخ محمد علی ابن المرحوم شیخ حسین مثنیٰ المالکیہ نے "تیمینہ الفروق والقواعد السبۃ فی الامور الفقہیة" کے نام سے حاشیہ لکھا۔

کتاب "الفروق" اپنے دونوں مذکورہ بالا حواشی کے ساتھ تین مجلدات اور چھ اجزاء میں بیروت دار الفکر سے چھپ چکا ہے۔

کتاب "الفروق" کا اختصار :

ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن محمد اتوری متوفی ۷۷۷ھ نے "مختصر فروع القرانی" تالیف کیا۔ ابوری امام قرانی کے شاگرد تھے۔

الدیوبان میں یہ عبارت مذکور ہے :

"وله کلام علی کتاب شہاب الدین القرانی فی الاصول"

(اور اصول میں شہاب الدین قرانی کی کتاب پر انہوں نے تبصرہ کیا ہے)

الغرض امام قرانی نے اصول فقہ میں فقہیم خدمات انجام دیں اور بے شمار مؤرخین نے ان کی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ مجمع الصوفی (۱۳۱۰ھ) ۶۰۰، کشف الظنون مکرر نام انوار البروق فی انوار الفروق ہے (۱۸۶۷ء)

۲۔ مجمع الصوفی (۱۳۱۰ھ) ۶۰۰، کشف الظنون ۵/۳۳۸، ۵/۳۳۹، ۵/۳۴۰، ۵/۳۴۱، ۵/۳۴۲، ۵/۳۴۳، ۵/۳۴۴، ۵/۳۴۵، ۵/۳۴۶، ۵/۳۴۷، ۵/۳۴۸، ۵/۳۴۹، ۵/۳۵۰، ۵/۳۵۱، ۵/۳۵۲، ۵/۳۵۳، ۵/۳۵۴، ۵/۳۵۵، ۵/۳۵۶، ۵/۳۵۷، ۵/۳۵۸، ۵/۳۵۹، ۵/۳۶۰، ۵/۳۶۱، ۵/۳۶۲، ۵/۳۶۳، ۵/۳۶۴، ۵/۳۶۵، ۵/۳۶۶، ۵/۳۶۷، ۵/۳۶۸، ۵/۳۶۹، ۵/۳۷۰، ۵/۳۷۱، ۵/۳۷۲، ۵/۳۷۳، ۵/۳۷۴، ۵/۳۷۵، ۵/۳۷۶، ۵/۳۷۷، ۵/۳۷۸، ۵/۳۷۹، ۵/۳۸۰، ۵/۳۸۱، ۵/۳۸۲، ۵/۳۸۳، ۵/۳۸۴، ۵/۳۸۵، ۵/۳۸۶، ۵/۳۸۷، ۵/۳۸۸، ۵/۳۸۹، ۵/۳۹۰، ۵/۳۹۱، ۵/۳۹۲، ۵/۳۹۳، ۵/۳۹۴، ۵/۳۹۵، ۵/۳۹۶، ۵/۳۹۷، ۵/۳۹۸، ۵/۳۹۹، ۵/۴۰۰، ۵/۴۰۱، ۵/۴۰۲، ۵/۴۰۳، ۵/۴۰۴، ۵/۴۰۵، ۵/۴۰۶، ۵/۴۰۷، ۵/۴۰۸، ۵/۴۰۹، ۵/۴۱۰، ۵/۴۱۱، ۵/۴۱۲، ۵/۴۱۳، ۵/۴۱۴، ۵/۴۱۵، ۵/۴۱۶، ۵/۴۱۷، ۵/۴۱۸، ۵/۴۱۹، ۵/۴۲۰، ۵/۴۲۱، ۵/۴۲۲، ۵/۴۲۳، ۵/۴۲۴، ۵/۴۲۵، ۵/۴۲۶، ۵/۴۲۷، ۵/۴۲۸، ۵/۴۲۹، ۵/۴۳۰، ۵/۴۳۱، ۵/۴۳۲، ۵/۴۳۳، ۵/۴۳۴، ۵/۴۳۵، ۵/۴۳۶، ۵/۴۳۷، ۵/۴۳۸، ۵/۴۳۹، ۵/۴۴۰، ۵/۴۴۱، ۵/۴۴۲، ۵/۴۴۳، ۵/۴۴۴، ۵/۴۴۵، ۵/۴۴۶، ۵/۴۴۷، ۵/۴۴۸، ۵/۴۴۹، ۵/۴۵۰، ۵/۴۵۱، ۵/۴۵۲، ۵/۴۵۳، ۵/۴۵۴، ۵/۴۵۵، ۵/۴۵۶، ۵/۴۵۷، ۵/۴۵۸، ۵/۴۵۹، ۵/۴۶۰، ۵/۴۶۱، ۵/۴۶۲، ۵/۴۶۳، ۵/۴۶۴، ۵/۴۶۵، ۵/۴۶۶، ۵/۴۶۷، ۵/۴۶۸، ۵/۴۶۹، ۵/۴۷۰، ۵/۴۷۱، ۵/۴۷۲، ۵/۴۷۳، ۵/۴۷۴، ۵/۴۷۵، ۵/۴۷۶، ۵/۴۷۷، ۵/۴۷۸، ۵/۴۷۹، ۵/۴۸۰، ۵/۴۸۱، ۵/۴۸۲، ۵/۴۸۳، ۵/۴۸۴، ۵/۴۸۵، ۵/۴۸۶، ۵/۴۸۷، ۵/۴۸۸، ۵/۴۸۹، ۵/۴۹۰، ۵/۴۹۱، ۵/۴۹۲، ۵/۴۹۳، ۵/۴۹۴، ۵/۴۹۵، ۵/۴۹۶، ۵/۴۹۷، ۵/۴۹۸، ۵/۴۹۹، ۵/۵۰۰، ۵/۵۰۱، ۵/۵۰۲، ۵/۵۰۳، ۵/۵۰۴، ۵/۵۰۵، ۵/۵۰۶، ۵/۵۰۷، ۵/۵۰۸، ۵/۵۰۹، ۵/۵۱۰، ۵/۵۱۱، ۵/۵۱۲، ۵/۵۱۳، ۵/۵۱۴، ۵/۵۱۵، ۵/۵۱۶، ۵/۵۱۷، ۵/۵۱۸، ۵/۵۱۹، ۵/۵۲۰، ۵/۵۲۱، ۵/۵۲۲، ۵/۵۲۳، ۵/۵۲۴، ۵/۵۲۵، ۵/۵۲۶، ۵/۵۲۷، ۵/۵۲۸، ۵/۵۲۹، ۵/۵۳۰، ۵/۵۳۱، ۵/۵۳۲، ۵/۵۳۳، ۵/۵۳۴، ۵/۵۳۵، ۵/۵۳۶، ۵/۵۳۷، ۵/۵۳۸، ۵/۵۳۹، ۵/۵۴۰، ۵/۵۴۱، ۵/۵۴۲، ۵/۵۴۳، ۵/۵۴۴، ۵/۵۴۵، ۵/۵۴۶، ۵/۵۴۷، ۵/۵۴۸، ۵/۵۴۹، ۵/۵۵۰، ۵/۵۵۱، ۵/۵۵۲، ۵/۵۵۳، ۵/۵۵۴، ۵/۵۵۵، ۵/۵۵۶، ۵/۵۵۷، ۵/۵۵۸، ۵/۵۵۹، ۵/۵۶۰، ۵/۵۶۱، ۵/۵۶۲، ۵/۵۶۳، ۵/۵۶۴، ۵/۵۶۵، ۵/۵۶۶، ۵/۵۶۷، ۵/۵۶۸، ۵/۵۶۹، ۵/۵۷۰، ۵/۵۷۱، ۵/۵۷۲، ۵/۵۷۳، ۵/۵۷۴، ۵/۵۷۵، ۵/۵۷۶، ۵/۵۷۷، ۵/۵۷۸، ۵/۵۷۹، ۵/۵۸۰، ۵/۵۸۱، ۵/۵۸۲، ۵/۵۸۳، ۵/۵۸۴، ۵/۵۸۵، ۵/۵۸۶، ۵/۵۸۷، ۵/۵۸۸، ۵/۵۸۹، ۵/۵۹۰، ۵/۵۹۱، ۵/۵۹۲، ۵/۵۹۳، ۵/۵۹۴، ۵/۵۹۵، ۵/۵۹۶، ۵/۵۹۷، ۵/۵۹۸، ۵/۵۹۹، ۵/۶۰۰، ۵/۶۰۱، ۵/۶۰۲، ۵/۶۰۳، ۵/۶۰۴، ۵/۶۰۵، ۵/۶۰۶، ۵/۶۰۷، ۵/۶۰۸، ۵/۶۰۹، ۵/۶۱۰، ۵/۶۱۱، ۵/۶۱۲، ۵/۶۱۳، ۵/۶۱۴، ۵/۶۱۵، ۵/۶۱۶، ۵/۶۱۷، ۵/۶۱۸، ۵/۶۱۹، ۵/۶۲۰، ۵/۶۲۱، ۵/۶۲۲، ۵/۶۲۳، ۵/۶۲۴، ۵/۶۲۵، ۵/۶۲۶، ۵/۶۲۷، ۵/۶۲۸، ۵/۶۲۹، ۵/۶۳۰، ۵/۶۳۱، ۵/۶۳۲، ۵/۶۳۳، ۵/۶۳۴، ۵/۶۳۵، ۵/۶۳۶، ۵/۶۳۷، ۵/۶۳۸، ۵/۶۳۹، ۵/۶۴۰، ۵/۶۴۱، ۵/۶۴۲، ۵/۶۴۳، ۵/۶۴۴، ۵/۶۴۵، ۵/۶۴۶، ۵/۶۴۷، ۵/۶۴۸، ۵/۶۴۹، ۵/۶۵۰، ۵/۶۵۱، ۵/۶۵۲، ۵/۶۵۳، ۵/۶۵۴، ۵/۶۵۵، ۵/۶۵۶، ۵/۶۵۷، ۵/۶۵۸، ۵/۶۵۹، ۵/۶۶۰، ۵/۶۶۱، ۵/۶۶۲، ۵/۶۶۳، ۵/۶۶۴، ۵/۶۶۵، ۵/۶۶۶، ۵/۶۶۷، ۵/۶۶۸، ۵/۶۶۹، ۵/۶۷۰، ۵/۶۷۱، ۵/۶۷۲، ۵/۶۷۳، ۵/۶۷۴، ۵/۶۷۵، ۵/۶۷۶، ۵/۶۷۷، ۵/۶۷۸، ۵/۶۷۹، ۵/۶۸۰، ۵/۶۸۱، ۵/۶۸۲، ۵/۶۸۳، ۵/۶۸۴، ۵/۶۸۵، ۵/۶۸۶، ۵/۶۸۷، ۵/۶۸۸، ۵/۶۸۹، ۵/۶۹۰، ۵/۶۹۱، ۵/۶۹۲، ۵/۶۹۳، ۵/۶۹۴، ۵/۶۹۵، ۵/۶۹۶، ۵/۶۹۷، ۵/۶۹۸، ۵/۶۹۹، ۵/۷۰۰، ۵/۷۰۱، ۵/۷۰۲، ۵/۷۰۳، ۵/۷۰۴، ۵/۷۰۵، ۵/۷۰۶، ۵/۷۰۷، ۵/۷۰۸، ۵/۷۰۹، ۵/۷۱۰، ۵/۷۱۱، ۵/۷۱۲، ۵/۷۱۳، ۵/۷۱۴، ۵/۷۱۵، ۵/۷۱۶، ۵/۷۱۷، ۵/۷۱۸، ۵/۷۱۹، ۵/۷۲۰، ۵/۷۲۱، ۵/۷۲۲، ۵/۷۲۳، ۵/۷۲۴، ۵/۷۲۵، ۵/۷۲۶، ۵/۷۲۷، ۵/۷۲۸، ۵/۷۲۹، ۵/۷۳۰، ۵/۷۳۱، ۵/۷۳۲، ۵/۷۳۳، ۵/۷۳۴، ۵/۷۳۵، ۵/۷۳۶، ۵/۷۳۷، ۵/۷۳۸، ۵/۷۳۹، ۵/۷۴۰، ۵/۷۴۱، ۵/۷۴۲، ۵/۷۴۳، ۵/۷۴۴، ۵/۷۴۵، ۵/۷۴۶، ۵/۷۴۷، ۵/۷۴۸، ۵/۷۴۹، ۵/۷۵۰، ۵/۷۵۱، ۵/۷۵۲، ۵/۷۵۳، ۵/۷۵۴، ۵/۷۵۵، ۵/۷۵۶، ۵/۷۵۷، ۵/۷۵۸، ۵/۷۵۹، ۵/۷۶۰، ۵/۷۶۱، ۵/۷۶۲، ۵/۷۶۳، ۵/۷۶۴، ۵/۷۶۵، ۵/۷۶۶، ۵/۷۶۷، ۵/۷۶۸، ۵/۷۶۹، ۵/۷۷۰، ۵/۷۷۱، ۵/۷۷۲، ۵/۷۷۳، ۵/۷۷۴، ۵/۷۷۵، ۵/۷۷۶، ۵/۷۷۷، ۵/۷۷۸، ۵/۷۷۹، ۵/۷۸۰، ۵/۷۸۱، ۵/۷۸۲، ۵/۷۸۳، ۵/۷۸۴، ۵/۷۸۵، ۵/۷۸۶، ۵/۷۸۷، ۵/۷۸۸، ۵/۷۸۹، ۵/۷۹۰، ۵/۷۹۱، ۵/۷۹۲، ۵/۷۹۳، ۵/۷۹۴، ۵/۷۹۵، ۵/۷۹۶، ۵/۷۹۷، ۵/۷۹۸، ۵/۷۹۹، ۵/۸۰۰، ۵/۸۰۱، ۵/۸۰۲، ۵/۸۰۳، ۵/۸۰۴، ۵/۸۰۵، ۵/۸۰۶، ۵/۸۰۷، ۵/۸۰۸، ۵/۸۰۹، ۵/۸۱۰، ۵/۸۱۱، ۵/۸۱۲، ۵/۸۱۳، ۵/۸۱۴، ۵/۸۱۵، ۵/۸۱۶، ۵/۸۱۷، ۵/۸۱۸، ۵/۸۱۹، ۵/۸۲۰، ۵/۸۲۱، ۵/۸۲۲، ۵/۸۲۳، ۵/۸۲۴، ۵/۸۲۵، ۵/۸۲۶، ۵/۸۲۷، ۵/۸۲۸، ۵/۸۲۹، ۵/۸۳۰، ۵/۸۳۱، ۵/۸۳۲، ۵/۸۳۳، ۵/۸۳۴، ۵/۸۳۵، ۵/۸۳۶، ۵/۸۳۷، ۵/۸۳۸، ۵/۸۳۹، ۵/۸۴۰، ۵/۸۴۱، ۵/۸۴۲، ۵/۸۴۳، ۵/۸۴۴، ۵/۸۴۵، ۵/۸۴۶، ۵/۸۴۷، ۵/۸۴۸، ۵/۸۴۹، ۵/۸۵۰، ۵/۸۵۱، ۵/۸۵۲، ۵/۸۵۳، ۵/۸۵۴، ۵/۸۵۵، ۵/۸۵۶، ۵/۸۵۷، ۵/۸۵۸، ۵/۸۵۹، ۵/۸۶۰، ۵/۸۶۱، ۵/۸۶۲، ۵/۸۶۳، ۵/۸۶۴، ۵/۸۶۵، ۵/۸۶۶، ۵/۸۶۷، ۵/۸۶۸، ۵/۸۶۹، ۵/۸۷۰، ۵/۸۷۱، ۵/۸۷۲، ۵/۸۷۳، ۵/۸۷۴، ۵/۸۷۵، ۵/۸۷۶، ۵/۸۷۷، ۵/۸۷۸، ۵/۸۷۹، ۵/۸۸۰، ۵/۸۸۱، ۵/۸۸۲، ۵/۸۸۳، ۵/۸۸۴، ۵/۸۸۵، ۵/۸۸۶، ۵/۸۸۷، ۵/۸۸۸، ۵/۸۸۹، ۵/۸۹۰، ۵/۸۹۱، ۵/۸۹۲، ۵/۸۹۳، ۵/۸۹۴، ۵/۸۹۵، ۵/۸۹۶، ۵/۸۹۷، ۵/۸۹۸، ۵/۸۹۹، ۵/۹۰۰، ۵/۹۰۱، ۵/۹۰۲، ۵/۹۰۳، ۵/۹۰۴، ۵/۹۰۵، ۵/۹۰۶، ۵/۹۰۷، ۵/۹۰۸، ۵/۹۰۹، ۵/۹۱۰، ۵/۹۱۱، ۵/۹۱۲، ۵/۹۱۳، ۵/۹۱۴، ۵/۹۱۵، ۵/۹۱۶، ۵/۹۱۷، ۵/۹۱۸، ۵/۹۱۹، ۵/۹۲۰، ۵/۹۲۱، ۵/۹۲۲، ۵/۹۲۳، ۵/۹۲۴، ۵/۹۲۵، ۵/۹۲۶، ۵/۹۲۷، ۵/۹۲۸، ۵/۹۲۹، ۵/۹۳۰، ۵/۹۳۱، ۵/۹۳۲، ۵/۹۳۳، ۵/۹۳۴، ۵/۹۳۵، ۵/۹۳۶، ۵/۹۳۷، ۵/۹۳۸، ۵/۹۳۹، ۵/۹۴۰، ۵/۹۴۱، ۵/۹۴۲، ۵/۹۴۳، ۵/۹۴۴، ۵/۹۴۵، ۵/۹۴۶، ۵/۹۴۷، ۵/۹۴۸، ۵/۹۴۹، ۵/۹۵۰، ۵/۹۵۱، ۵/۹۵۲، ۵/۹۵۳، ۵/۹۵۴، ۵/۹۵۵، ۵/۹۵۶، ۵/۹۵۷، ۵/۹۵۸، ۵/۹۵۹، ۵/۹۶۰، ۵/۹۶۱، ۵/۹۶۲، ۵/۹۶۳، ۵/۹۶۴، ۵/۹۶۵، ۵/۹۶۶، ۵/۹۶۷، ۵/۹۶۸، ۵/۹۶۹، ۵/۹۷۰، ۵/۹۷۱، ۵/۹۷۲، ۵/۹۷۳، ۵/۹۷۴، ۵/۹۷۵، ۵/۹۷۶، ۵/۹۷۷، ۵/۹۷۸، ۵/۹۷۹، ۵/۹۸۰، ۵/۹۸۱، ۵/۹۸۲، ۵/۹۸۳، ۵/۹۸۴، ۵/۹۸۵، ۵/۹۸۶، ۵/۹۸۷، ۵/۹۸۸، ۵/۹۸۹، ۵/۹۹۰، ۵/۹۹۱، ۵/۹۹۲، ۵/۹۹۳، ۵/۹۹۴، ۵/۹۹۵، ۵/۹۹۶، ۵/۹۹۷، ۵/۹۹۸، ۵/۹۹۹، ۵/۱۰۰۰، ۵/۱۰۰۱، ۵/۱۰۰۲، ۵/۱۰۰۳، ۵/۱۰۰۴، ۵/۱۰۰۵، ۵/۱۰۰۶، ۵/۱۰۰۷، ۵/۱۰۰۸، ۵/۱۰۰۹، ۵/۱۰۱۰، ۵/۱۰۱۱، ۵/۱۰۱۲، ۵/۱۰۱۳، ۵/۱۰۱۴، ۵/۱۰۱۵، ۵/۱۰۱۶، ۵/۱۰۱۷، ۵/۱۰۱۸، ۵/۱۰۱۹، ۵/۱۰۲۰، ۵/۱۰۲۱، ۵/۱۰۲۲، ۵/۱۰۲۳، ۵/۱۰۲۴، ۵/۱۰۲۵، ۵/۱۰۲۶، ۵/۱۰۲۷، ۵/۱۰۲۸، ۵/۱۰۲۹، ۵/۱۰۳۰، ۵/۱۰۳۱، ۵/۱۰۳۲، ۵/۱۰۳۳، ۵/۱۰۳۴، ۵/۱۰۳۵، ۵/۱۰۳۶، ۵/۱۰۳۷، ۵/۱۰۳۸، ۵/۱۰۳۹، ۵/۱۰۴۰، ۵/۱۰۴۱، ۵/۱۰۴۲، ۵/۱۰۴۳، ۵/۱۰۴۴، ۵/۱۰۴۵، ۵/۱۰۴۶، ۵/۱۰۴۷، ۵/۱۰۴۸، ۵/۱۰۴۹، ۵/۱۰۵۰، ۵/۱۰۵۱، ۵/۱۰۵۲، ۵/۱۰۵۳، ۵/۱۰۵۴، ۵/۱۰۵۵، ۵/۱۰۵۶، ۵/۱۰۵۷، ۵/۱۰۵۸، ۵/۱۰۵۹، ۵/۱۰۶۰، ۵/۱۰۶۱، ۵/۱۰۶۲، ۵/۱۰۶۳، ۵/۱۰۶۴، ۵/۱۰۶۵، ۵/۱۰۶۶، ۵/۱۰۶۷، ۵/۱۰۶۸، ۵/۱۰۶۹، ۵/۱۰۷۰، ۵/۱۰۷۱، ۵/۱۰۷۲، ۵/۱۰۷۳، ۵/۱۰۷۴، ۵/۱۰۷۵، ۵/۱۰۷۶، ۵/۱۰۷۷، ۵/۱۰۷۸، ۵/۱۰۷۹، ۵/۱۰۸۰، ۵/۱۰۸۱، ۵/۱۰۸۲، ۵/۱۰۸۳، ۵/۱۰۸۴، ۵/۱۰۸۵، ۵/۱۰۸۶، ۵/۱۰۸۷، ۵/۱۰۸۸، ۵/۱۰۸۹، ۵/۱۰۹۰، ۵/۱۰۹۱، ۵/۱۰۹۲، ۵/۱۰۹۳، ۵/۱۰۹۴، ۵/۱۰۹۵، ۵/۱۰۹۶، ۵/۱۰۹۷، ۵/۱۰۹۸، ۵/۱۰۹۹، ۵/۱۱۰۰، ۵/۱۱۰۱، ۵/۱۱۰۲، ۵/۱۱۰۳، ۵/۱۱۰۴، ۵/۱۱۰۵، ۵/۱۱۰۶، ۵/۱۱۰۷، ۵/۱۱۰۸، ۵/۱۱۰۹، ۵/۱۱۱۰، ۵/۱۱۱۱، ۵/۱۱۱۲، ۵/۱۱۱۳، ۵/۱۱۱۴، ۵/۱۱۱۵، ۵/۱۱۱۶، ۵/۱۱۱۷، ۵/۱۱۱۸، ۵/۱۱۱۹، ۵/۱۱۲۰، ۵/۱۱۲۱، ۵/۱۱۲۲، ۵/۱۱۲۳، ۵/۱۱۲۴، ۵/۱۱۲۵، ۵/۱۱۲۶، ۵/۱۱۲۷، ۵/۱۱۲۸، ۵/۱۱۲۹، ۵/۱۱۳۰، ۵/۱۱۳۱، ۵/۱۱۳۲، ۵/۱۱۳۳، ۵/۱۱۳۴، ۵/۱۱۳۵، ۵/۱۱۳۶، ۵/۱۱۳۷، ۵/۱۱۳۸، ۵/۱۱۳۹، ۵/۱۱۴۰، ۵/۱۱۴۱، ۵/۱۱۴۲، ۵/۱۱۴۳، ۵/۱۱۴۴، ۵/۱۱۴۵، ۵/۱۱۴۶، ۵/۱۱۴۷، ۵/۱۱۴۸، ۵/۱۱۴۹، ۵/۱۱۵۰، ۵/۱۱۵۱، ۵/۱۱۵۲، ۵/۱۱۵۳، ۵/۱۱۵۴، ۵/۱۱۵۵، ۵/۱۱۵۶، ۵/۱۱۵۷، ۵/۱۱۵۸، ۵/۱۱۵۹، ۵/۱۱۶۰، ۵/۱۱۶۱، ۵/۱۱۶۲، ۵/۱۱۶۳، ۵/۱۱۶۴، ۵/۱۱۶۵، ۵/۱۱۶۶، ۵/۱۱۶۷، ۵/۱۱۶۸، ۵/۱۱۶۹، ۵/۱۱۷۰، ۵/۱۱۷۱، ۵/۱۱۷۲، ۵/۱۱۷۳، ۵/۱۱۷۴، ۵/۱۱۷۵، ۵/۱۱۷۶، ۵/۱۱۷۷، ۵/۱۱۷۸، ۵/۱۱۷۹، ۵/۱۱۸۰، ۵/۱۱۸۱، ۵/۱۱۸۲، ۵/۱۱۸۳، ۵/۱۱۸۴، ۵/۱۱۸۵، ۵/۱۱۸۶، ۵/۱۱۸۷، ۵/۱۱۸۸، ۵/۱۱۸۹، ۵/۱۱۹۰، ۵/۱۱۹۱، ۵/۱۱۹۲، ۵/۱۱۹۳، ۵/۱۱۹۴، ۵/۱۱۹۵، ۵/۱۱۹۶، ۵/۱۱۹۷، ۵/۱۱۹۸، ۵/۱۱۹۹، ۵/۱۲۰۰، ۵/۱۲۰۱، ۵/۱۲۰۲، ۵/۱۲۰۳، ۵/۱۲۰۴، ۵/۱۲۰۵، ۵/۱۲۰۶، ۵/۱۲۰۷، ۵/۱۲۰۸، ۵/۱۲۰۹، ۵/۱۲۱۰، ۵/۱۲۱۱، ۵/۱۲۱۲، ۵/۱۲۱۳، ۵/۱۲۱۴، ۵/۱۲۱۵، ۵/۱۲۱۶، ۵/۱۲۱۷، ۵/۱۲۱۸، ۵/۱۲۱۹، ۵/۱۲۲۰، ۵/۱۲۲۱، ۵/۱۲۲۲، ۵/۱۲۲۳، ۵/۱۲۲۴، ۵/۱۲۲۵، ۵/۱۲۲۶، ۵/۱۲۲۷، ۵/۱۲۲۸، ۵/۱۲۲۹، ۵/۱۲۳۰، ۵/۱۲۳۱، ۵/۱۲۳۲، ۵/۱۲۳۳، ۵/۱۲۳۴، ۵/۱۲۳۵، ۵/۱۲۳۶، ۵/۱۲۳۷، ۵/۱۲۳۸، ۵/۱۲۳۹، ۵/۱۲۴۰، ۵/۱۲۴۱، ۵/۱۲۴۲، ۵/۱۲۴۳، ۵/۱۲۴۴، ۵/۱۲۴۵، ۵/۱۲۴۶، ۵/۱۲۴۷، ۵/۱۲۴۸، ۵/۱۲۴۹، ۵/۱۲۵۰، ۵/۱۲۵۱، ۵/۱۲۵۲، ۵/۱۲۵۳، ۵/۱۲۵۴، ۵/۱۲۵۵، ۵/۱۲۵۶، ۵/۱۲۵۷، ۵/۱۲۵۸، ۵/۱۲۵۹، ۵/۱۲۶۰، ۵/۱۲۶۱، ۵/۱۲۶۲، ۵/۱۲۶۳، ۵/۱۲۶۴، ۵/۱۲۶۵، ۵/۱۲۶۶، ۵/۱۲۶۷، ۵/۱۲۶۸، ۵/۱۲۶۹، ۵/۱۲۷۰، ۵/۱۲۷۱، ۵/۱۲۷۲، ۵/۱۲۷۳، ۵/۱۲۷۴، ۵/۱۲۷۵، ۵/۱۲۷۶، ۵/۱۲۷۷، ۵/۱۲۷۸، ۵/۱۲۷۹، ۵/۱۲۸۰، ۵/۱۲۸۱، ۵/۱۲۸۲، ۵/۱۲۸۳، ۵/۱۲۸۴، ۵/۱۲۸۵، ۵/۱۲۸۶، ۵/۱۲۸۷، ۵/۱۲۸۸، ۵/۱۲۸۹، ۵/۱۲۹۰، ۵/۱۲۹۱،

(بہاری یہ کتاب (جس کا نام) "منہاج الوصول الى علم الاصول" قرار دیا اصول میں متوسطہ تک شروع اور محفل کے بیان میں جامع ہے)

علامہ استوی کی کتاب "منہاج الوصول" کے تعارفی کلمات یہ ہیں :

"اعلم ان المصنف اخذ كتابه من الحاصل للفاضل تاج الدين الارموي والحاصل اخذه مصنفه من المحصول للإمام الفخر الدين والمحصل استمداده من كتابين لا يكاد يخرج عنهما غالباً أحدهما المستصفى لجمعة الاسلام الغزالي والثاني المعتمد لامي التحسين البصري حتى وابته ينقل منهما الصفحة أو قوماً منها بلفظها وسبه على ما قبله انه كان يحفظهما"¹

(جان نوکر بلاشبہ مصنف نے اپنی اس کتاب کو الارموی کی الحاصل سے اخذ کیا ہے اور الحاصل کا اس کے مصنف نے (امام) فخر (الدین رازی) کی کتاب "المحصول" سے اخذ کیا اور المحصول دو کتابوں سے مستمد ہے۔ امام رازی نے زیادہ تر دو کتابوں پر لکھ کر دیے ہیں وہ جن دو کتابوں سے باہر نہیں نکلتے ان میں سے ایک (امام) غزالی کی المستصفیٰ اور دوسری (امام) ابوالحسن بصری کی المعتمد ہے۔ میں نے یہاں تک دیکھا کہ ان دونوں کتابوں سے صفحہ یا قریب بعضی لفظ بلفظ منقول ہوتا ہے اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ امام رازی کو دونوں کتابیں حفظ تھیں) علامہ اور بالخصوص شوافع علماء جن سب کی شروع ۱۱ انتقادات، ان کی احادیث کی تخریج، ان کی لغات کے بیان اور لغت وغیرہ کی طرف متنت رہے۔ ان میں سے ایک کتاب "منہاج الوصول الى علم الاصول" ہے۔

کتاب "منہاج الوصول" پر لکھی جانے والی شروع : تاریخ وفات کی ذہنی ترتیب کے ساتھ مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ شرح منہاج الوصول : قاضی بیضاوی نے خود اپنی کتاب کی شرح لکھی۔ شہاب الدین افغانی نے اپنی تفسیر کے حاشیہ پر ان کے حالات میں اس کتاب کو آپ کی طرف منسوب کیا۔

۲۔ معراج الوصول فی شرح منہاج الوصول : شیخ عبد اللہ بن محمد ابی بکر الہمدانی شیرازی (متوفی ۶۹۷ھ) نے یہ شرح لکھی۔ یہ ایک مختصر شرح ہے، ابتدائی الفاظ یہ ہیں : "سبحانک الہیم یا واجب الوجود"۔

۳۔ تفتی الدین سبکی کے شیخ حسن الدین محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن محمود جزیری شافعی (متوفی ۷۷۰ھ یا ۷۶۱ھ) نے بھی شرح لکھی تھی۔ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے کہ قاضی بیضاوی نے خود کوئی شرح لکھی تھی تو اس صورت میں آخری الذکر دونوں کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کو منہاج کی پہلی شرح ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔

۱۔ نہایت اصول، جمال الدین عبد الرحمن الاستوی متوفی ۷۷۰ھ/۱۱۔ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۳۷۵ھ/۱۹۸۳ء

۲۔ کشف القون ۱/۱۸۸، کتب خانہ مصریہ، جامعہ کتب مصریہ ۳۶۵/۲، مصر مطبعہ اعلمیہ ۱۳۷۵ھ

۳۔ جہتہ العارفین ۱/۱۳۲، طبع آئین ۱۱۷/۲

۱۔ قسیر الدین عبدالعزیز بن محمود القاروقی (متوفی ۷۰۷ھ) نے شرح لکھی اور اس کی تالیف سے ماورج کے واسطے میں ۷۰۳ھ میں قاری ہوئے۔

۲۔ فیات الدین محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی ابیہادی الہاشمی شافعی متوفی ۱۸۷ھ یا ۱۹۷ھ معروف بابن العاقول نے شرح تالیف کی۔

۳۔ محمد بن سعد البصری شافعی ہمدانی (متوفی ۳۳۲ھ) نے شرح لکھی۔

۴۔ لہجۃ السؤل فی شرح منہاج الوصول، امام جمال الدین ابی محمد عبدالرحیم الاسنوی شافعی متوفی ۷۲۲ھ نے مذکورہ نام سے متوسط الحجم شرح لکھی۔ اعتراضات کی کثرت ہے مگر سبب العارۃ کتاب ہے۔ اس کی تالیف کا آغاز ۷۳۰ھ میں کیا اور ۷۳۶ھ میں فراغت پائی۔ یہ کتاب چھپ چکی ہے۔

اسنوی کی شرح پر حواشی :

(۱) امام محمد بن ابی بکر بن عبدالعزیز بن یحییٰ متوفی ۸۱۹ھ نے اس پر حاشیہ لکھا۔
(۲) شیخ الاسلام سراج البلقینی کے پوتے ابی سعادت محمد بن محمد بن عبدالرحمن البلقینی متوفی ۸۸۹ھ نے حاشیہ لکھا۔

(۳) شیخ محمد زیت الطیسی حنفی مولود ۱۲۷ھ نے سلم الوصول الی نہیۃ السؤل کے نام سے حاشیہ لکھا۔
اسنوی کی شرح پر تعلیقہ : حسن الدین محمد بن احمد بن احمد متوفی ۸۶۷ھ نے اس پر تعلیقہ لکھا جس میں اپنے والد شہاب الدین احمد سے کافی نقل کی۔

۵۔ سید برہان الدین حبیب اللہ بن محمد القرقانی بصری متوفی ۷۴۲ھ نے شرح لکھی۔ یہ منہاج کی احسن و نفع نثر میں سے ایک ہے۔ اس کا آغاز یوں ہوتا ہے :

”الحمد لله الذي اعلى معالم الاسلام وبين لطرق المعاش والمعاد قوانين الشرع والاحكام“

۶۔ قاضی محمد بن ابی بکر بن یحییٰ متوفی ۸۱۹ھ نے ان کی اس شرح پر حاشیہ تحریر کیا۔
۷۔ قاضی عبداللہ بن محمد احمیدی البصری حنفی متوفی ۷۴۳ھ نے شرح لکھی۔

۸۔ ابن بکر بن ۵۸۹ھ، بیچہ المارتن ۵۴۲ھ، مجمع المصلحین ۲۰۶/۲ (۲۲۰)

۹۔ بیچہ المارتن ۱۳۲/۲ میں تاریخ وقات ۱۸ھ ذکر ہے جبکہ ۱۷۵/۲ میں ۷۷ھ ذکر ہے۔

۱۰۔ کشف المظنون ۱۳۷/۲ میں کشف المظنون ۱۸۷ھ میں علی بن علی نے جمال الدین اسنوی کی تاریخ وقات ۷۴ھ بتائی ہے۔

۱۱۔ بیچہ المارتن ۱۸۲/۲ میں تاریخ وقات ۱۸ھ ذکر ہے جبکہ ۱۷۵/۲ میں ۷۷ھ ذکر ہے۔

۱۲۔ کشف المظنون ۱۳۷/۲ میں کشف المظنون ۱۸۷ھ میں علی بن علی نے جمال الدین اسنوی کی تاریخ وقات ۷۴ھ بتائی ہے۔

۱۳۔ کشف المظنون ۱۳۷/۲ میں کشف المظنون ۱۸۷ھ میں علی بن علی نے جمال الدین اسنوی کی تاریخ وقات ۷۴ھ بتائی ہے۔

۱۰۔ السراج الوہاج، مذکورہ نام سے امام فخر الدین ابوالکارم احمد بن حسن بن یوسف حمیری الجارونی شافعی متوفی ۷۳۶ھ نے شرح لکھی۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے: "الحمد لله الذي خلق السموات والارض..."

السراج الوہاج پر حاشیہ: محمد بن ابی بکر ابن بڑاہ متوفی ۸۱۹ھ نے السراج الوہاج پر حاشیہ تحریر کیا۔
۱۱۔ نصابہ السؤل فی شرح منہاج الاصول: اس نام سے نور الدین فرق بن محمد (بن ابی القزح) الاردنبلی نے شرح لکھی۔ یہ شارح امام فخر الدین الجارودی کے شاگرد ہیں جنہوں نے السراج الوہاج ہی شرح مذکورہ لکھی تھی۔

۱۲۔ خمس الدین ابی القاسم محمود بن عبدالرحمن بن احمد الاصفہانی شافعی متوفی ۷۳۹ھ نے شرح لکھی۔
۱۳۔ الاہیاج، اس نام سے شیخ امام تقی الدین علی بن عبدالکافی بن قرام سکی شافعی متوفی ۷۵۶ھ نے شرح لکھی۔ اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے: "الحمد لله الذي أسس مباني دينه على التمسك بقرعة"

واشعر ہے کہ شارح تقی الدین مصنف بیضاوی کے قول "المسألة الرابعة وجوب الشئ مالا يهتد إليه و كسان مقدوراً" تک کی شرح لکھ سکے تھے پھر ان کے بعد سے شارح کے صاحبزادہ صاحب حج الجوامع تاج الدین ابوالنصر عبدالوہاب بن علی اسکی متوفی ۸۷۷ھ نے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ یہ ایک جلیل القدر شارح ہے جو دو جلدوں میں مصر سے چھپ چکی ہے۔

۱۴۔ (الف) عماد الدین محمد بن الحسن بن علی بن عمر القرشي الاسوی شافعی متوفی ۷۷۷ھ نے شرح تالیف کی جسے ہم میں ان کے بھائی نے مکمل کیا۔

۱۴۔ (ب) فاضل الراقي نے شرح لکھی اور اسی شرح سے سید فاضل نے اپنی شرح میں بہت سے مقامات میں اثر سے نقل کیا ہے۔ شاید الراقي سے مراد ہارون بن عبدالولی بن عبدالسلام الراقي متوفی ۷۶۳ھ ہیں جو فخر ابن حاجب کے بھی شارح ہیں۔

۱۵۔ (الف) محافی المحتاج، سراج الدین عمر بن علی متوفی ۸۰۳ھ نے شرح لکھی۔ شارح ابن المقنن شافعی سے مشہور ہیں یہ ایک متوسط حجم شرح ہے۔

۱۵۔ (ب) صدر الدین سلیمان بن عبدالناصر الاشعری شافعی متوفی ۸۱۱ھ۔

۱۔ كشف الظنون ۹/۱۷۷، حیدرآباد دار الفکر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۵۲۲ھ بمطابق ۱۰۹۸/۱۰۹۹ھ (۷۴۳)

۲۔ كشف الظنون ۴/۱۸۸، حیدرآباد دار الفکر ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۸۸۰ھ

۳۔ كشف الظنون ۴/۱۸۸، حیدرآباد دار الفکر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۵۲۲ھ بمطابق ۱۰۹۸/۱۰۹۹ھ

۴۔ كشف الظنون ۹/۱۷۷، حیدرآباد دار الفکر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۵۲۲ھ بمطابق ۱۰۹۸/۱۰۹۹ھ

۵۔ حیدرآباد دار الفکر ۱۳۸۵ھ

- ۲۶۔ سید عبداللہ بن محمد بن محمد متوفی ۸۹۴ھ نے شرح نگہی۔ شارح، سید حامدا ابھی شافعی سے مشہور ہیں۔^۱
- ۲۷۔ علامہ تاج الدین ابو الفضل عبدالوہاب بن محمد بن یحییٰ بن احمد الطرا بلسی شافعی متوفی ۸۹۵ھ معروف بابت
ذہرہ نے بیحجۃ الوصول کے نام سے شرح نگہی۔^۲
- ۲۸۔ شیخ رکن الدین محمد بن احمد بن محمد الادبیلی شافعی متوفی ۸۹۵ھ نے نہایہ الوصول کے نام سے شرح نگہی۔
یہ حافظ ابن حجر کے شاگرد تھے۔^۳
- ۲۹۔ شیخ الاسلام کمال الدین ابو العالی محمد بن ناصر الدین بن ابی بکر بن ابی شریف المقدسی شافعی متوفی ۹۰۵ھ
نے قطعہ علی شرح المنہاج تالیف کیا۔^۴
- ۳۰۔ علامہ الدین ابوالحسن علی بن ناصر الحلی الشافعی نے مداولک الاصول کے نام سے شرح نگہی «۹۰۵ھ کی
تالیف سے ۹۱۶ھ میں فارغ ہوئے تھے۔^۵
- ۳۱۔ ابوالحسن شمس الدین علی بن جلال الدین محمد بن عبدالرحمن ابن احمد بن محمد البکری المدنی امصری متوفی ۹۵۵ھ
نے "المطلب فی شرح المنہاج" اور "المعنی شرح اخر علی المنہاج" تالیف کی۔^۶
- ۳۲۔ شمس الدین محمد بن محمد بن حمزہ بن شہاب الدین الرطبی الانصاری شافعی متوفی ۱۰۰۳ھ نے نہایہ المنہاج
الی شرح المنہاج تالیف کی یہ شافعی الغیر کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔^۷
- ۳۳۔ محمد بن اقصیٰ البیرونی متوفی ۱۰۶۳ھ نے "فتح التجلی علی المنہاج والمعلی" تالیف کی۔
ایضاح المکنون کے مطابق "وهو حاشیة علی شرح المعلی للمنہاج" (وہ شرح المعلی للمنہاج
پر حاشیہ ہے)۔^۸
- ۳۴۔ ابوالفیاض نور الدین علی بن علی اشعر المسی امصری شافعی متوفی ۱۰۸۷ھ نے "شرح منہاج الاصول
لشمس الدین الرطبی" اور "حاشیة علی نہایة السؤل" تالیف کیا۔^۹
- ۳۵۔ "مسراج العقول الی منہاج الاصول" کے نام سے امام محمد طبر القزوی نے شرح تالیف کی۔^{۱۰}
- ۳۶۔ شیخ عبدالغنی الادبیلی نے شرح نگہی۔^{۱۱}
- ۳۷۔ امام شمس الدین عبدالرحمن بن عطاء اللہ نے شرح نگہی۔ شارح، شیخ الادبیلی سے مشہور ہیں۔
اولہ: "الحمد للہ الذی اضاء المہاتیات بطوء الوجود"۔^{۱۲}

۱۔ تبارانی مقدمہ علی نہایہ السؤل فی شرح منہاج الوصول، جمال الدین اموی شافعی متوفی ۷۷۷ھ مجلس ادارہ و جمعہ شراکت
احمدیہ کی۔ سنہ ۱۳۳۳ھ ج ۱ ایضاح المکنون ۳/۲۰۸-۲۰۹ ج ۲ ایضاح المکنون ۳/۲۸۳-۲۸۴
ج ۳ حدیث الحارثین ۹/۲۲۱ ج ۴ حدیث الحارثین ۳/۲۵۳-۲۵۴ حدیث الحارثین ۵/۳۱۱
ج ۵ حدیث الحارثین ۵/۳۲۵ ج ۶ حدیث الحارثین ۳/۸۳-۸۴ ج ۷ حدیث الحارثین ۴/۱۹۰
ج ۸ کشف المکنون ۴/۱۸۸ ج ۹ حدیث الحارثین ۵/۶۱۵

۲۸۔ ایضاً الاسرار اس نام سے امام زین الدین الشنقی نے شرح لکھی اس کتاب سے شارح سید ابراہیم نے اپنی شرح میں کثرت سے نقل کیا ہے۔ اولہ : "امسحک بکمال جلالک"۔

اس شرح پر ابو زرعد کے اعتراضات :

۱۔ احمد حامد بن عبدالرحیم العراقی متوفی ۸۲۶ھ نے اس شرح پر "الفحریہ لعالی منہاج الاصول" کے نام سے کتاب لکھی جس میں اس پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔

۲۔ "صانع العقول" محمد بن حسن البدر خشی خشی کی شرح ہے۔^۱

نوٹ : حاجی ظیفہ نے شیخ الاسلام ذکریا الانصاری شافعی متوفی ۹۲۶ھ کی شرح کو بھی منہاج کی شروع میں شمار کیا ہے^۲ اور مظہر بقائے بھی اس کے مکتبہ الاحمدیہ عکا (۲۰) نمبر کے تحت اس کے نسخہ کی موجودگی کی نشاندہی کی ہے۔ مگر رجال کی کتابوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے قاضی بیضاوی کی کتب میں سے سوائے "طوابع" کے کسی کتاب کی شرح نہیں لکھی تھی۔ (والشامل)

کتاب "المنہاج" کا اختصار : علاء الدین علی بن اسماعیل بن یوسف القولوی متوفی ۷۲۹ھ نے مختصر المنہاج تالیف کیا۔^۳

کتاب "المنہاج" کے حل میں خاص شہرت پانے والے اصولی : احمد بن صالح بن احمد بن خطاب بائیں متوفی ۹۵۵ھ اصول فقہ میں المنہاج کے حل میں خاص شہرت رکھتے تھے۔^۴

کتاب "المنہاج" پر نکت :

۱۔ ابوالعاس شہاب الدین احمد بن تولو بن عبد اللہ امصری معروف بہ ابن الخقیب متوفی ۷۶۹ھ نے "نکت المنہاج" تالیف کی جو تین مجلدات میں ہے۔^۵

۲۔ عبدالرحیم بن حسین عراقی متوفی ۸۰۶ھ نے "النکت علی المنہاج" کے نام سے کتاب تالیف کی۔

۳۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ نے "النکت اللوامع علی المختصر والمنہاج" وجمع الجوامع تالیف کی۔^۶

۱۔ از ماتی ج کتب الطون ۲/ ۱۸۸۰، مجمع المصنفین ۱۰۹/ (۳۳۵) مدیۃ العارفین ۲۷۲/ ۲۷۲

۲۔ مدیۃ العارفین ۵/ ۷۷۷ ج مجمع المصنفین ۱۳۱/ ۱۳۲ (۱۹۳)

۳۔ کتب الطون ۳۹۱-۳۹۸، شذرات الذهب ۶/ ۲۲۳، طبقات ابن قاضی ۳/ ۸۰۶ (۶۲۳) مجمع المصنفین ۱۸۹/ (۱۳۷)

۴۔ کتب الطون ۲/ ۱۹۷

مذکورہ بالا خصوصیات کی حامل شرح اس اعتبار سے ناقص رہی کہ شارح اس کی تکمیل سے قنصل ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور صرف کتاب الامام تک شرح کر سکے۔ یہ تین مجلدات اور ۱۶۵۱ صفحات پر مشتمل ایک کتاب ہے اس کا ایک تحریری نسخہ دارالکتب مصریہ میں (۱۳۷۳) نمبر کے تحت موجود ہے۔^۱

ابن مقیم الجلی شافعی (متوفی ۶۸۹ھ)
مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ کتاب المدخول فی الاصول
- ۲۔ نزهة الناظر فی الجمع بین الاشیاء والنظائر۔^۲

الفرکار شافعی (۶۲۳ھ۔ ۶۹۰ھ)^۳

فقہ اصولی وادیب اور اجتہاد کے مرتبہ پر فائز تھے اسی لئے فقہ الشام کا لقب پایا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شوح ورفات للإمام الحرمین فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ گو بریلی نمبر ۵۱۶ نمبر پر موجود نسخے کے مطابق اس شرح کا نام "الدرکات" ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک کی لائبریریوں میں اس کے نسخے موجود ہیں مثلاً مکتبہ ملکیہ برلن میں 4360LBQ256 نمبر پر موجود ہے جس کے مطابق اس شرح کے افتتاحی کلمات یہ ہیں : "الحمد لله كما يخلق بشانه"۔ اور اس کے آخری کلمات یہ ہیں : "والفلاح حكمه فاحطنا الله اجره والله اعلم"۔ "نجز الكتاب"۔ "كشف الظنون" میں اس کے افتتاحی کلمات یہ مذکور ہیں "الحمد لله كما يخلق بكمال وجهه"۔^۴

داؤد بن عبداللہ الجلی حبلی (متوفی ۶۹۰ھ تقریباً)

فقہ اصولی تھے۔ انہوں نے کتاب "الحاوی فی الاصول" تالیف کی۔^۵

کمال الدین قلیو بی شافعی (۶۲۷ھ۔ ۶۹۱ھ یا ۶۸۹ھ)^۶

فقہ اصولی وادیب و مصنف تھے۔ اپنے علاقے کے قاضی رہے، دوائے کے نفاذ اور عدالت میں اپنی مثال آپ تھے۔

- ۱۔ مرآۃ المؤمن وجرۃ الخیطان، ابو محمد عبداللہ بن احمد بن علی بن سلمان حقیق الدین البیاضی البیہقی (متوفی ۶۸۷ھ یا ۶۸۸ھ)۔
- ۲۔ آداب وکلیہ مدرسہ دارالامان دارالافتاء الاسلامیہ ۱۳۳۸ھ۔ شذرات الذہب ۳۰۶/۵۔ ۳۰۷/۵۔ ۳۰۸/۵۔ ۳۰۹/۵۔ ۳۱۰/۵۔ ۳۱۱/۵۔ ۳۱۲/۵۔ ۳۱۳/۵۔ ۳۱۴/۵۔ ۳۱۵/۵۔ ۳۱۶/۵۔ ۳۱۷/۵۔ ۳۱۸/۵۔ ۳۱۹/۵۔ ۳۲۰/۵۔ ۳۲۱/۵۔ ۳۲۲/۵۔ ۳۲۳/۵۔ ۳۲۴/۵۔ ۳۲۵/۵۔ ۳۲۶/۵۔ ۳۲۷/۵۔ ۳۲۸/۵۔ ۳۲۹/۵۔ ۳۳۰/۵۔ ۳۳۱/۵۔ ۳۳۲/۵۔ ۳۳۳/۵۔ ۳۳۴/۵۔ ۳۳۵/۵۔ ۳۳۶/۵۔ ۳۳۷/۵۔ ۳۳۸/۵۔ ۳۳۹/۵۔ ۳۴۰/۵۔ ۳۴۱/۵۔ ۳۴۲/۵۔ ۳۴۳/۵۔ ۳۴۴/۵۔ ۳۴۵/۵۔ ۳۴۶/۵۔ ۳۴۷/۵۔ ۳۴۸/۵۔ ۳۴۹/۵۔ ۳۵۰/۵۔ ۳۵۱/۵۔ ۳۵۲/۵۔ ۳۵۳/۵۔ ۳۵۴/۵۔ ۳۵۵/۵۔ ۳۵۶/۵۔ ۳۵۷/۵۔ ۳۵۸/۵۔ ۳۵۹/۵۔ ۳۶۰/۵۔ ۳۶۱/۵۔ ۳۶۲/۵۔ ۳۶۳/۵۔ ۳۶۴/۵۔ ۳۶۵/۵۔ ۳۶۶/۵۔ ۳۶۷/۵۔ ۳۶۸/۵۔ ۳۶۹/۵۔ ۳۷۰/۵۔ ۳۷۱/۵۔ ۳۷۲/۵۔ ۳۷۳/۵۔ ۳۷۴/۵۔ ۳۷۵/۵۔ ۳۷۶/۵۔ ۳۷۷/۵۔ ۳۷۸/۵۔ ۳۷۹/۵۔ ۳۸۰/۵۔ ۳۸۱/۵۔ ۳۸۲/۵۔ ۳۸۳/۵۔ ۳۸۴/۵۔ ۳۸۵/۵۔ ۳۸۶/۵۔ ۳۸۷/۵۔ ۳۸۸/۵۔ ۳۸۹/۵۔ ۳۹۰/۵۔ ۳۹۱/۵۔ ۳۹۲/۵۔ ۳۹۳/۵۔ ۳۹۴/۵۔ ۳۹۵/۵۔ ۳۹۶/۵۔ ۳۹۷/۵۔ ۳۹۸/۵۔ ۳۹۹/۵۔ ۴۰۰/۵۔ ۴۰۱/۵۔ ۴۰۲/۵۔ ۴۰۳/۵۔ ۴۰۴/۵۔ ۴۰۵/۵۔ ۴۰۶/۵۔ ۴۰۷/۵۔ ۴۰۸/۵۔ ۴۰۹/۵۔ ۴۱۰/۵۔ ۴۱۱/۵۔ ۴۱۲/۵۔ ۴۱۳/۵۔ ۴۱۴/۵۔ ۴۱۵/۵۔ ۴۱۶/۵۔ ۴۱۷/۵۔ ۴۱۸/۵۔ ۴۱۹/۵۔ ۴۲۰/۵۔ ۴۲۱/۵۔ ۴۲۲/۵۔ ۴۲۳/۵۔ ۴۲۴/۵۔ ۴۲۵/۵۔ ۴۲۶/۵۔ ۴۲۷/۵۔ ۴۲۸/۵۔ ۴۲۹/۵۔ ۴۳۰/۵۔ ۴۳۱/۵۔ ۴۳۲/۵۔ ۴۳۳/۵۔ ۴۳۴/۵۔ ۴۳۵/۵۔ ۴۳۶/۵۔ ۴۳۷/۵۔ ۴۳۸/۵۔ ۴۳۹/۵۔ ۴۴۰/۵۔ ۴۴۱/۵۔ ۴۴۲/۵۔ ۴۴۳/۵۔ ۴۴۴/۵۔ ۴۴۵/۵۔ ۴۴۶/۵۔ ۴۴۷/۵۔ ۴۴۸/۵۔ ۴۴۹/۵۔ ۴۵۰/۵۔ ۴۵۱/۵۔ ۴۵۲/۵۔ ۴۵۳/۵۔ ۴۵۴/۵۔ ۴۵۵/۵۔ ۴۵۶/۵۔ ۴۵۷/۵۔ ۴۵۸/۵۔ ۴۵۹/۵۔ ۴۶۰/۵۔ ۴۶۱/۵۔ ۴۶۲/۵۔ ۴۶۳/۵۔ ۴۶۴/۵۔ ۴۶۵/۵۔ ۴۶۶/۵۔ ۴۶۷/۵۔ ۴۶۸/۵۔ ۴۶۹/۵۔ ۴۷۰/۵۔ ۴۷۱/۵۔ ۴۷۲/۵۔ ۴۷۳/۵۔ ۴۷۴/۵۔ ۴۷۵/۵۔ ۴۷۶/۵۔ ۴۷۷/۵۔ ۴۷۸/۵۔ ۴۷۹/۵۔ ۴۸۰/۵۔ ۴۸۱/۵۔ ۴۸۲/۵۔ ۴۸۳/۵۔ ۴۸۴/۵۔ ۴۸۵/۵۔ ۴۸۶/۵۔ ۴۸۷/۵۔ ۴۸۸/۵۔ ۴۸۹/۵۔ ۴۹۰/۵۔ ۴۹۱/۵۔ ۴۹۲/۵۔ ۴۹۳/۵۔ ۴۹۴/۵۔ ۴۹۵/۵۔ ۴۹۶/۵۔ ۴۹۷/۵۔ ۴۹۸/۵۔ ۴۹۹/۵۔ ۵۰۰/۵۔ ۵۰۱/۵۔ ۵۰۲/۵۔ ۵۰۳/۵۔ ۵۰۴/۵۔ ۵۰۵/۵۔ ۵۰۶/۵۔ ۵۰۷/۵۔ ۵۰۸/۵۔ ۵۰۹/۵۔ ۵۱۰/۵۔ ۵۱۱/۵۔ ۵۱۲/۵۔ ۵۱۳/۵۔ ۵۱۴/۵۔ ۵۱۵/۵۔ ۵۱۶/۵۔ ۵۱۷/۵۔ ۵۱۸/۵۔ ۵۱۹/۵۔ ۵۲۰/۵۔ ۵۲۱/۵۔ ۵۲۲/۵۔ ۵۲۳/۵۔ ۵۲۴/۵۔ ۵۲۵/۵۔ ۵۲۶/۵۔ ۵۲۷/۵۔ ۵۲۸/۵۔ ۵۲۹/۵۔ ۵۳۰/۵۔ ۵۳۱/۵۔ ۵۳۲/۵۔ ۵۳۳/۵۔ ۵۳۴/۵۔ ۵۳۵/۵۔ ۵۳۶/۵۔ ۵۳۷/۵۔ ۵۳۸/۵۔ ۵۳۹/۵۔ ۵۴۰/۵۔ ۵۴۱/۵۔ ۵۴۲/۵۔ ۵۴۳/۵۔ ۵۴۴/۵۔ ۵۴۵/۵۔ ۵۴۶/۵۔ ۵۴۷/۵۔ ۵۴۸/۵۔ ۵۴۹/۵۔ ۵۵۰/۵۔ ۵۵۱/۵۔ ۵۵۲/۵۔ ۵۵۳/۵۔ ۵۵۴/۵۔ ۵۵۵/۵۔ ۵۵۶/۵۔ ۵۵۷/۵۔ ۵۵۸/۵۔ ۵۵۹/۵۔ ۵۶۰/۵۔ ۵۶۱/۵۔ ۵۶۲/۵۔ ۵۶۳/۵۔ ۵۶۴/۵۔ ۵۶۵/۵۔ ۵۶۶/۵۔ ۵۶۷/۵۔ ۵۶۸/۵۔ ۵۶۹/۵۔ ۵۷۰/۵۔ ۵۷۱/۵۔ ۵۷۲/۵۔ ۵۷۳/۵۔ ۵۷۴/۵۔ ۵۷۵/۵۔ ۵۷۶/۵۔ ۵۷۷/۵۔ ۵۷۸/۵۔ ۵۷۹/۵۔ ۵۸۰/۵۔ ۵۸۱/۵۔ ۵۸۲/۵۔ ۵۸۳/۵۔ ۵۸۴/۵۔ ۵۸۵/۵۔ ۵۸۶/۵۔ ۵۸۷/۵۔ ۵۸۸/۵۔ ۵۸۹/۵۔ ۵۹۰/۵۔ ۵۹۱/۵۔ ۵۹۲/۵۔ ۵۹۳/۵۔ ۵۹۴/۵۔ ۵۹۵/۵۔ ۵۹۶/۵۔ ۵۹۷/۵۔ ۵۹۸/۵۔ ۵۹۹/۵۔ ۶۰۰/۵۔ ۶۰۱/۵۔ ۶۰۲/۵۔ ۶۰۳/۵۔ ۶۰۴/۵۔ ۶۰۵/۵۔ ۶۰۶/۵۔ ۶۰۷/۵۔ ۶۰۸/۵۔ ۶۰۹/۵۔ ۶۱۰/۵۔ ۶۱۱/۵۔ ۶۱۲/۵۔ ۶۱۳/۵۔ ۶۱۴/۵۔ ۶۱۵/۵۔ ۶۱۶/۵۔ ۶۱۷/۵۔ ۶۱۸/۵۔ ۶۱۹/۵۔ ۶۲۰/۵۔ ۶۲۱/۵۔ ۶۲۲/۵۔ ۶۲۳/۵۔ ۶۲۴/۵۔ ۶۲۵/۵۔ ۶۲۶/۵۔ ۶۲۷/۵۔ ۶۲۸/۵۔ ۶۲۹/۵۔ ۶۳۰/۵۔ ۶۳۱/۵۔ ۶۳۲/۵۔ ۶۳۳/۵۔ ۶۳۴/۵۔ ۶۳۵/۵۔ ۶۳۶/۵۔ ۶۳۷/۵۔ ۶۳۸/۵۔ ۶۳۹/۵۔ ۶۴۰/۵۔ ۶۴۱/۵۔ ۶۴۲/۵۔ ۶۴۳/۵۔ ۶۴۴/۵۔ ۶۴۵/۵۔ ۶۴۶/۵۔ ۶۴۷/۵۔ ۶۴۸/۵۔ ۶۴۹/۵۔ ۶۵۰/۵۔ ۶۵۱/۵۔ ۶۵۲/۵۔ ۶۵۳/۵۔ ۶۵۴/۵۔ ۶۵۵/۵۔ ۶۵۶/۵۔ ۶۵۷/۵۔ ۶۵۸/۵۔ ۶۵۹/۵۔ ۶۶۰/۵۔ ۶۶۱/۵۔ ۶۶۲/۵۔ ۶۶۳/۵۔ ۶۶۴/۵۔ ۶۶۵/۵۔ ۶۶۶/۵۔ ۶۶۷/۵۔ ۶۶۸/۵۔ ۶۶۹/۵۔ ۶۷۰/۵۔ ۶۷۱/۵۔ ۶۷۲/۵۔ ۶۷۳/۵۔ ۶۷۴/۵۔ ۶۷۵/۵۔ ۶۷۶/۵۔ ۶۷۷/۵۔ ۶۷۸/۵۔ ۶۷۹/۵۔ ۶۸۰/۵۔ ۶۸۱/۵۔ ۶۸۲/۵۔ ۶۸۳/۵۔ ۶۸۴/۵۔ ۶۸۵/۵۔ ۶۸۶/۵۔ ۶۸۷/۵۔ ۶۸۸/۵۔ ۶۸۹/۵۔ ۶۹۰/۵۔ ۶۹۱/۵۔ ۶۹۲/۵۔ ۶۹۳/۵۔ ۶۹۴/۵۔ ۶۹۵/۵۔ ۶۹۶/۵۔ ۶۹۷/۵۔ ۶۹۸/۵۔ ۶۹۹/۵۔ ۷۰۰/۵۔ ۷۰۱/۵۔ ۷۰۲/۵۔ ۷۰۳/۵۔ ۷۰۴/۵۔ ۷۰۵/۵۔ ۷۰۶/۵۔ ۷۰۷/۵۔ ۷۰۸/۵۔ ۷۰۹/۵۔ ۷۱۰/۵۔ ۷۱۱/۵۔ ۷۱۲/۵۔ ۷۱۳/۵۔ ۷۱۴/۵۔ ۷۱۵/۵۔ ۷۱۶/۵۔ ۷۱۷/۵۔ ۷۱۸/۵۔ ۷۱۹/۵۔ ۷۲۰/۵۔ ۷۲۱/۵۔ ۷۲۲/۵۔ ۷۲۳/۵۔ ۷۲۴/۵۔ ۷۲۵/۵۔ ۷۲۶/۵۔ ۷۲۷/۵۔ ۷۲۸/۵۔ ۷۲۹/۵۔ ۷۳۰/۵۔ ۷۳۱/۵۔ ۷۳۲/۵۔ ۷۳۳/۵۔ ۷۳۴/۵۔ ۷۳۵/۵۔ ۷۳۶/۵۔ ۷۳۷/۵۔ ۷۳۸/۵۔ ۷۳۹/۵۔ ۷۴۰/۵۔ ۷۴۱/۵۔ ۷۴۲/۵۔ ۷۴۳/۵۔ ۷۴۴/۵۔ ۷۴۵/۵۔ ۷۴۶/۵۔ ۷۴۷/۵۔ ۷۴۸/۵۔ ۷۴۹/۵۔ ۷۵۰/۵۔ ۷۵۱/۵۔ ۷۵۲/۵۔ ۷۵۳/۵۔ ۷۵۴/۵۔ ۷۵۵/۵۔ ۷۵۶/۵۔ ۷۵۷/۵۔ ۷۵۸/۵۔ ۷۵۹/۵۔ ۷۶۰/۵۔ ۷۶۱/۵۔ ۷۶۲/۵۔ ۷۶۳/۵۔ ۷۶۴/۵۔ ۷۶۵/۵۔ ۷۶۶/۵۔ ۷۶۷/۵۔ ۷۶۸/۵۔ ۷۶۹/۵۔ ۷۷۰/۵۔ ۷۷۱/۵۔ ۷۷۲/۵۔ ۷۷۳/۵۔ ۷۷۴/۵۔ ۷۷۵/۵۔ ۷۷۶/۵۔ ۷۷۷/۵۔ ۷۷۸/۵۔ ۷۷۹/۵۔ ۷۸۰/۵۔ ۷۸۱/۵۔ ۷۸۲/۵۔ ۷۸۳/۵۔ ۷۸۴/۵۔ ۷۸۵/۵۔ ۷۸۶/۵۔ ۷۸۷/۵۔ ۷۸۸/۵۔ ۷۸۹/۵۔ ۷۹۰/۵۔ ۷۹۱/۵۔ ۷۹۲/۵۔ ۷۹۳/۵۔ ۷۹۴/۵۔ ۷۹۵/۵۔ ۷۹۶/۵۔ ۷۹۷/۵۔ ۷۹۸/۵۔ ۷۹۹/۵۔ ۸۰۰/۵۔ ۸۰۱/۵۔ ۸۰۲/۵۔ ۸۰۳/۵۔ ۸۰۴/۵۔ ۸۰۵/۵۔ ۸۰۶/۵۔ ۸۰۷/۵۔ ۸۰۸/۵۔ ۸۰۹/۵۔ ۸۱۰/۵۔ ۸۱۱/۵۔ ۸۱۲/۵۔ ۸۱۳/۵۔ ۸۱۴/۵۔ ۸۱۵/۵۔ ۸۱۶/۵۔ ۸۱۷/۵۔ ۸۱۸/۵۔ ۸۱۹/۵۔ ۸۲۰/۵۔ ۸۲۱/۵۔ ۸۲۲/۵۔ ۸۲۳/۵۔ ۸۲۴/۵۔ ۸۲۵/۵۔ ۸۲۶/۵۔ ۸۲۷/۵۔ ۸۲۸/۵۔ ۸۲۹/۵۔ ۸۳۰/۵۔ ۸۳۱/۵۔ ۸۳۲/۵۔ ۸۳۳/۵۔ ۸۳۴/۵۔ ۸۳۵/۵۔ ۸۳۶/۵۔ ۸۳۷/۵۔ ۸۳۸/۵۔ ۸۳۹/۵۔ ۸۴۰/۵۔ ۸۴۱/۵۔ ۸۴۲/۵۔ ۸۴۳/۵۔ ۸۴۴/۵۔ ۸۴۵/۵۔ ۸۴۶/۵۔ ۸۴۷/۵۔ ۸۴۸/۵۔ ۸۴۹/۵۔ ۸۵۰/۵۔ ۸۵۱/۵۔ ۸۵۲/۵۔ ۸۵۳/۵۔ ۸۵۴/۵۔ ۸۵۵/۵۔ ۸۵۶/۵۔ ۸۵۷/۵۔ ۸۵۸/۵۔ ۸۵۹/۵۔ ۸۶۰/۵۔ ۸۶۱/۵۔ ۸۶۲/۵۔ ۸۶۳/۵۔ ۸۶۴/۵۔ ۸۶۵/۵۔ ۸۶۶/۵۔ ۸۶۷/۵۔ ۸۶۸/۵۔ ۸۶۹/۵۔ ۸۷۰/۵۔ ۸۷۱/۵۔ ۸۷۲/۵۔ ۸۷۳/۵۔ ۸۷۴/۵۔ ۸۷۵/۵۔ ۸۷۶/۵۔ ۸۷۷/۵۔ ۸۷۸/۵۔ ۸۷۹/۵۔ ۸۸۰/۵۔ ۸۸۱/۵۔ ۸۸۲/۵۔ ۸۸۳/۵۔ ۸۸۴/۵۔ ۸۸۵/۵۔ ۸۸۶/۵۔ ۸۸۷/۵۔ ۸۸۸/۵۔ ۸۸۹/۵۔ ۸۹۰/۵۔ ۸۹۱/۵۔ ۸۹۲/۵۔ ۸۹۳/۵۔ ۸۹۴/۵۔ ۸۹۵/۵۔ ۸۹۶/۵۔ ۸۹۷/۵۔ ۸۹۸/۵۔ ۸۹۹/۵۔ ۹۰۰/۵۔ ۹۰۱/۵۔ ۹۰۲/۵۔ ۹۰۳/۵۔ ۹۰۴/۵۔ ۹۰۵/۵۔ ۹۰۶/۵۔ ۹۰۷/۵۔ ۹۰۸/۵۔ ۹۰۹/۵۔ ۹۱۰/۵۔ ۹۱۱/۵۔ ۹۱۲/۵۔ ۹۱۳/۵۔ ۹۱۴/۵۔ ۹۱۵/۵۔ ۹۱۶/۵۔ ۹۱۷/۵۔ ۹۱۸/۵۔ ۹۱۹/۵۔ ۹۲۰/۵۔ ۹۲۱/۵۔ ۹۲۲/۵۔ ۹۲۳/۵۔ ۹۲۴/۵۔ ۹۲۵/۵۔ ۹۲۶/۵۔ ۹۲۷/۵۔ ۹۲۸/۵۔ ۹۲۹/۵۔ ۹۳۰/۵۔ ۹۳۱/۵۔ ۹۳۲/۵۔ ۹۳۳/۵۔ ۹۳۴/۵۔ ۹۳۵/۵۔ ۹۳۶/۵۔ ۹۳۷/۵۔ ۹۳۸/۵۔ ۹۳۹/۵۔ ۹۴۰/۵۔ ۹۴۱/۵۔ ۹۴۲/۵۔ ۹۴۳/۵۔ ۹۴۴/۵۔ ۹۴۵/۵۔ ۹۴۶/۵۔ ۹۴۷/۵۔ ۹۴۸/۵۔ ۹۴۹/۵۔ ۹۵۰/۵۔ ۹۵۱/۵۔ ۹۵۲/۵۔ ۹۵۳/۵۔ ۹۵۴/۵۔ ۹۵۵/۵۔ ۹۵۶/۵۔ ۹۵۷/۵۔ ۹۵۸/۵۔ ۹۵۹/۵۔ ۹۶۰/۵۔ ۹۶۱/۵۔ ۹۶۲/۵۔ ۹۶۳/۵۔ ۹۶۴/۵۔ ۹۶۵/۵۔ ۹۶۶/۵۔ ۹۶۷/۵۔ ۹۶۸/۵۔ ۹۶۹/۵۔ ۹۷۰/۵۔ ۹۷۱/۵۔ ۹۷۲/۵۔ ۹۷۳/۵۔ ۹۷۴/۵۔ ۹۷۵/۵۔ ۹۷۶/۵۔ ۹۷۷/۵۔ ۹۷۸/۵۔ ۹۷۹/۵۔ ۹۸۰/۵۔ ۹۸۱/۵۔ ۹۸۲/۵۔ ۹۸۳/۵۔ ۹۸۴/۵۔ ۹۸۵/۵۔ ۹۸۶/۵۔ ۹۸۷/۵۔ ۹۸۸/۵۔ ۹۸۹/۵۔ ۹۹۰/۵۔ ۹۹۱/۵۔ ۹۹۲/۵۔ ۹۹۳/۵۔ ۹۹۴/۵۔ ۹۹۵/۵۔ ۹۹۶/۵۔ ۹۹۷/۵۔ ۹۹۸/۵۔ ۹۹۹/۵۔ ۱۰۰۰/۵۔ ۱۰۰۱/۵۔ ۱۰۰۲/۵۔ ۱۰۰۳/۵۔ ۱۰۰۴/۵۔ ۱۰۰۵/۵۔ ۱۰۰۶/۵۔ ۱۰۰۷/۵۔ ۱۰۰۸/۵۔ ۱۰۰۹/۵۔ ۱۰۱۰/۵۔ ۱۰۱۱/۵۔ ۱۰۱۲/۵۔ ۱۰۱۳/۵۔ ۱۰۱۴/۵۔ ۱۰۱۵/۵۔ ۱۰۱۶/۵۔ ۱۰۱۷/۵۔ ۱۰۱۸/۵۔ ۱۰۱۹/۵۔ ۱۰۲۰/۵۔ ۱۰۲۱/۵۔ ۱۰۲۲/۵۔ ۱۰۲۳/۵۔ ۱۰۲۴/۵۔ ۱۰۲۵/۵۔ ۱۰۲۶/۵۔ ۱۰۲۷/۵۔ ۱۰۲۸/۵۔ ۱۰۲۹/۵۔ ۱۰۳۰/۵۔ ۱۰۳۱/۵۔ ۱۰۳۲/۵۔ ۱۰۳۳/۵۔ ۱۰۳۴/۵۔ ۱۰۳۵/۵۔ ۱۰۳۶/۵۔ ۱۰۳۷/۵۔ ۱۰۳۸/۵۔ ۱۰۳۹/۵۔ ۱۰۴۰/۵۔ ۱۰۴۱/۵۔ ۱۰۴۲/۵۔ ۱۰۴۳/۵۔ ۱۰۴۴/۵۔ ۱۰۴۵/۵۔ ۱۰۴۶/۵۔ ۱۰۴۷/۵۔ ۱۰۴۸/۵۔ ۱۰۴۹/۵۔ ۱۰۵۰/۵۔ ۱۰۵۱/۵۔ ۱۰۵۲/۵۔ ۱۰۵۳/۵۔ ۱۰۵۴/۵۔ ۱۰۵۵/۵۔ ۱۰۵۶/۵۔ ۱۰۵۷/۵۔ ۱۰۵۸/۵۔ ۱۰۵۹/۵۔ ۱۰۶۰/۵۔ ۱۰۶۱/۵۔ ۱۰۶۲/۵۔ ۱۰۶۳/۵۔ ۱۰۶۴/۵۔ ۱۰۶۵/۵۔ ۱۰۶۶/۵۔ ۱۰۶۷/۵۔ ۱۰۶۸/۵۔ ۱۰۶۹/۵۔ ۱۰۷۰/۵۔ ۱۰۷۱/۵۔ ۱۰۷۲/۵۔ ۱۰۷۳/۵۔ ۱۰۷۴/۵۔ ۱۰۷۵/۵۔ ۱۰۷۶/۵۔ ۱۰۷۷/۵۔ ۱۰۷۸/۵۔ ۱۰۷۹/۵۔ ۱۰۸۰/۵۔ ۱۰۸۱/۵۔ ۱۰۸۲/۵۔ ۱۰۸۳/۵۔ ۱۰۸۴/۵۔ ۱۰۸۵/۵۔ ۱۰۸۶/۵۔ ۱۰۸۷/۵۔ ۱۰۸۸/۵۔ ۱۰۸۹/۵۔ ۱۰۹۰/۵۔ ۱۰۹۱/۵۔ ۱۰۹۲/۵۔ ۱۰۹۳/۵۔ ۱۰۹۴/۵۔ ۱۰۹۵/۵۔ ۱۰۹۶/۵۔ ۱۰۹۷/۵۔ ۱۰۹۸/۵۔ ۱۰۹۹/۵۔ ۱۱۰۰/۵۔ ۱۱۰۱/۵۔ ۱۱۰۲/۵۔ ۱۱۰۳/۵۔ ۱۱۰۴/۵۔ ۱۱۰۵/۵۔ ۱۱۰۶/۵۔ ۱۱۰۷/۵۔ ۱۱۰۸/۵۔ ۱۱۰۹/۵۔ ۱۱۱۰/۵۔ ۱۱۱۱/۵۔ ۱۱۱۲/۵۔ ۱۱۱۳/۵۔ ۱۱۱۴/۵۔ ۱۱۱۵/۵۔ ۱۱۱۶/۵۔ ۱۱۱۷/۵۔ ۱۱۱۸/۵۔ ۱۱۱۹/۵۔ ۱۱۲۰/۵۔ ۱۱۲۱/۵۔ ۱۱۲۲/۵۔ ۱۱۲۳/۵۔ ۱۱۲۴/۵۔ ۱۱۲۵/۵۔ ۱۱۲۶/۵۔ ۱۱۲۷/۵۔ ۱۱۲۸/۵۔ ۱۱۲۹/۵۔ ۱۱۳۰/۵۔ ۱۱۳۱/۵۔ ۱۱۳۲/۵۔ ۱۱۳۳/۵۔ ۱۱۳۴/۵۔ ۱۱۳۵/۵۔ ۱۱۳۶/۵۔ ۱۱۳۷/۵۔ ۱۱۳۸/۵۔ ۱۱۳۹/۵۔ ۱۱۴۰/۵۔ ۱۱۴۱/۵۔ ۱۱۴۲/۵۔ ۱۱۴۳/۵۔ ۱۱۴۴/۵۔ ۱۱۴۵/۵۔ ۱۱۴۶/۵۔ ۱۱۴۷/۵۔ ۱۱۴۸/۵۔ ۱۱۴۹/۵۔ ۱۱۵۰/۵۔ ۱۱۵۱/۵۔ ۱۱۵۲/۵۔ ۱۱۵۳/۵۔ ۱۱۵۴/۵۔ ۱۱۵۵/۵۔ ۱۱۵۶/۵۔ ۱۱۵۷/۵۔ ۱۱۵۸/۵۔ ۱۱۵۹/۵۔ ۱۱۶۰/۵۔ ۱۱۶۱/۵۔ ۱۱۶۲/۵۔ ۱۱۶۳/۵۔ ۱۱۶۴/۵۔ ۱۱۶۵/۵۔ ۱۱۶۶/۵۔ ۱۱۶۷/۵۔ ۱۱۶۸/۵۔ ۱۱۶۹/۵۔ ۱۱۷۰/۵۔ ۱۱۷۱/۵۔ ۱۱۷۲/۵۔ ۱۱۷۳/۵۔ ۱۱۷۴/۵۔ ۱۱۷۵/۵۔ ۱۱۷۶/۵۔ ۱۱۷۷/۵۔ ۱۱۷۸/۵۔ ۱۱۷۹/۵۔ ۱۱۸۰/۵۔ ۱۱۸۱/۵۔ ۱۱۸۲/۵۔ ۱۱۸۳/۵۔ ۱۱۸۴/۵۔ ۱۱۸۵/۵۔ ۱۱۸۶/۵۔ ۱۱۸۷/۵۔ ۱۱۸۸/۵۔ ۱۱۸۹/۵۔ ۱۱۹۰/۵۔ ۱۱۹۱/۵۔ ۱۱۹۲/۵۔ ۱۱۹۳/۵۔ ۱۱۹۴/۵۔ ۱۱۹۵/۵۔ ۱۱۹۶/۵۔ ۱۱۹۷/۵۔ ۱۱۹۸/۵۔ ۱۱۹۹/۵۔ ۱۲۰۰/۵۔ ۱۲۰۱/۵۔ ۱۲۰۲/۵۔ ۱۲۰۳/۵۔ ۱۲۰۴/۵۔ ۱۲۰۵/۵۔ ۱۲۰۶/۵۔ ۱۲۰۷/۵۔ ۱۲۰۸/۵۔ ۱۲۰۹/۵۔ ۱۲۱۰/۵۔ ۱۲۱۱/۵۔ ۱۲۱۲/۵۔ ۱۲۱۳/۵۔ ۱۲۱۴/۵۔ ۱۲۱۵/۵۔ ۱۲۱۶/۵۔ ۱۲۱۷/۵۔ ۱۲۱۸/۵۔ ۱۲۱۹/۵۔ ۱۲۲۰/۵۔ ۱۲۲۱/۵۔ ۱۲۲۲/۵۔ ۱۲۲۳/۵۔ ۱۲۲۴/۵۔ ۱۲۲۵/۵۔ ۱۲۲۶/۵۔ ۱۲۲۷/۵۔ ۱۲۲۸/۵۔ ۱۲۲۹/۵۔ ۱۲۳۰/۵۔ ۱۲۳۱/۵۔ ۱۲۳۲/۵۔ ۱۲۳۳/۵۔ ۱۲۳۴/۵۔ ۱۲۳۵/۵۔ ۱۲۳۶/۵۔ ۱۲۳۷/۵۔ ۱۲۳۸/۵۔ ۱۲۳۹/۵۔ ۱۲۴۰/۵۔ ۱۲۴۱/۵۔ ۱۲۴۲/۵۔ ۱۲۴۳/۵۔ ۱۲۴۴/۵۔ ۱۲۴۵/۵۔ ۱۲۴۶/۵۔ ۱۲۴۷/۵۔ ۱۲۴۸/۵۔ ۱۲۴۹/۵۔ ۱۲۵۰/۵۔ ۱۲۵۱/۵۔ ۱۲۵۲/۵۔ ۱۲۵۳/۵۔ ۱۲۵۴/۵۔ ۱۲۵۵/۵۔ ۱۲۵۶/۵۔ ۱۲۵۷/۵۔ ۱۲۵۸/۵۔ ۱۲۵۹/۵۔ ۱۲۶۰/۵۔ ۱۲۶۱/۵۔ ۱۲۶۲/۵۔ ۱۲۶۳/۵۔ ۱۲۶۴/۵۔ ۱۲۶۵/۵۔ ۱۲۶۶/۵۔ ۱۲۶۷/۵۔ ۱۲۶۸/۵۔ ۱۲۶۹/۵۔ ۱۲۷۰/۵۔ ۱۲

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تہج الوصول فی علم الاصول" تالیف کی۔
اس کی نے فرمایا :

"وعدی بخطہ من مصنفاتہ تہج الوصول فی علم الاصول مختصر صفحہ فی علم الاصول۔"
(میرے پاس ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ان کے معنات میں سے ان کا ایک مختصر نام "تہج الوصول فی علم الاصول" موجود ہے جسے انہوں نے علم الاصول میں تہجیف کیا تھا)
المراقی نے فرمایا :

"من مصنفاتہ تہج الوصول فی علم الاصول ومختصر صفحہ فی اصول الفقہ۔"
(ان کی معنات میں سے تہج الوصول فی علم الاصول اور اس کے علاوہ ایک مختصر ہے جسے انہوں نے اصول فقہ میں تہجیف کیا)

اس کی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اصول میں صرف ایک "مختصر" لکھا تھا جس کا نام تہج الوصول تھا۔ مگر المراقی کے بیان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کی اس فن پر دو کتابیں تھیں ایک کا نام "مختصر" اور دوسری کا نام "تہج الوصول" تھا۔ حاجی غلیف کی بات سے المراقی کے بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے کیونکہ انہوں نے بھی ان کو دو علیحدہ کتب شمار کیا ہے ہاں الیتہ تاریخ وفات ۶۸۹ھ ذکر کی ہے۔
جلال الدین الخجندی حنفی (متوفی ۶۷۱ھ یا ۶۹۳ھ)

ان کا تدارف تاریخ وفات ۶۷۱ھ میں گذر چکا ہے۔

ابن الساعاتی حنفی (متوفی ۶۹۳ھ)ؒ

فقیر اصولی حافظ اور اپنے زمانے میں علوم شریعہ میں شہرت حاصل کرتے تھے صاحب و کاتب بھی تھے اصلاً "حکمی تھے"۔
مدرسہ مستطرب بغداد میں حنفی مذہب کے لطائف کی تدریس کرتے۔ جس الدین بھر صلیبی متوفی ۶۸۸ھ شارح "المسحون"
ان کو ابن صاحب ماکہ متوفی ۶۳۶ھ صاحب مختصر المتنبی السؤل والامل پر فو قیت دیتے۔ فقہ وصول میں ان کی
ذہانت اس فن میں یہ طو ی اور وسع طو ی پر دلالت کرتی ہیں جو حنفی وشافعی اصول کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہیں۔
مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تہج النظام" تالیف کی جس کا دوسرا نام "تہج الوصول فی علم الاصول" ہے۔

کتاب "تہج النظام" کا تحقیقی تجزیہ : ابن الساعاتی نے اپنی اس تالیف "تہج النظام" میں علامہ سیدی
ناجی (متوفی ۶۳۱ھ) کی کتاب "الاحکام" اور امام یزدوی حنفی (متوفی ۶۸۲ھ) کی اصول البزودی کے

۱۔ بیہ تاریخ ۱۰۰/۵ تاریخ المسیح ۹۳/۲، تہج الاصول ۱/۱۳۵

۲۔ ابن علی بن ثعلب، مفکر الدین ابن الساعاتی حنفی ۱۲۹۵ھ۔ بغداد میں ولادت ہوئی ۵۰۰ھ اتراجم فی طبقات الحنفیہ کے مطابق
۳۰ھ تک زندہ تھے۔

طریقوں کو نکلیا کر دیا۔ انہوں نے "الاحکام" کے طریقہ سے قواعد کلیہ کے بیان میں اور اصول پر دوی سے جزئی فرقی شواہد میں مدولی، جس کا انکبار انہوں نے اپنی کتاب "بذیع النظام" کے خطبہ میں ان الفاظ کے ساتھ فرمایا:

"لقد منحک ایہا الطالب لنہایۃ الوصول الی علم الاصول ہذا الکتاب البذیع فی معنایہ، المطابق اسمہ لمعناہ۔ لخصتہ لک من کتاب الاحکام و رصتہ بالجواہر النقیۃ من اصول فخر الاسلام۔ فانہما البحران المحیطان بجوامع الاصول الجامعان لقواعد المعقول و المنقول ہذا حاولت لقاہد الکلیۃ الاصولیۃ و ذلک مشمول بالشواہد الجزئیۃ الفرعیۃ۔"

(استاذگان علم میں نے تجھے کتاب نہیۃ الوصول فی علم الاصول کا تحفہ دیا ہے۔ یہ کتاب اپنے معنی میں بذیع ہے، اسم یا سہی ہے۔ حیرے لئے میں نے اسے "کتاب الاحکام" سے ملغض کیا اور اصول فخر الاسلام کے کلمہ جواہر سے اس کو جزا۔ بلاشبہ دونوں جوامع اصول سے پرستند ہیں، منقول و منقول قواعد میں جامع ہیں۔ یہ کتاب قواعد کلیہ اصولیہ پر مجید ہے اور اولہ جزئیہ فرعیہ پر مشتمل ہے)

بذیع النظام پر تحقیقی مقالہ: دکتور سعد عز نے کتاب بذیع النظام پر اس کے دوسرے عنوان "نہیۃ الوصول فی علم الاصول" سے تحقیقی مقالہ پیش کیا اور جامعہ امام القری سے ۱۳۰۵ھ میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ صاحب بذیع العارفین نے "بذیع النظام" اور "نہیۃ الوصول" کو دو الگ الگ کتابیں شمار کیا ہے ان کے کلام سے یہی ظاہر ہے۔ مگر کشف الظنون میں جہاں "نہیۃ الوصول فی علم الاصول" کا تذکرہ آیا ہے وہاں حاشیہ کر رہے: "اعلم ان ہذا الکتاب یسمى ایضا بذیع النظام وهو المشہور بین الانام — ولینا مکتبین بل هو کتاب ہاسمین" اس سے بھی ان دونوں کے ایک ہونے کی تصریح ہو جاتی ہے اور یہ کہ بذیع النظام کا خطبہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ کتاب "بذیع النظام" کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے: "الخبیر ذابک اللہم یا واجب الوجود الخ"۔

کتاب "بذیع النظام" (نہایۃ الوصول الی علم الاصول) کے شارحین:

- ۱۔ صاحب الدین ابوالفتح موسیٰ بن (امیر حاج بن) محمد ابراہیم بن متوفی ۷۳۶ھ نے "الربیع فی شرح البذیع" کے نام سے شرح تالیف کی۔^۱
- ۲۔ ابو عمر و فخر الدین عثمان بن علی بن اسماعیل البصری الطائی الحلی متوفی ۷۳۹ھ۔^۲
- ۳۔ شمس الدین محمود بن عبد الرحمن بن احمد بن محمد بن ابوبکر بن علی الاصغہانی متوفی ۷۳۹ھ۔^۳

۱۔ کشف الظنون ۲/ ۱۹۹، بذیع العارفین ۵/ ۱۰۰، ۱۰۱، القواعد ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱،

۱۔ ابو الحسن زین الدین علی بن حسین بن القاسم بن منصور بن علی الموسلی متوفی ۵۵ھ۔

۲۔ نجی ابن علی ابن خطیب اشترجی متوفی ۶۰ھ۔

۳۔ سراج الدین عمر البندی متوفی ۶۰ھ۔

۴۔ شمس الدین محمد انوشاپادی متوفی ۶۰ھ۔

کتاب "البلع النظام" پر حاشیہ: مولانا ابو محمد عبد بن محمد بن احمد بن خلی متوفی ۸۵۹ھ نے اس پر حاشیہ لکھا ہے۔

احمد بن محمد شافعی (۶۲۲ھ/۶۹۳ھ)۔

غیر اصولی اور کئی دوسرے فنون میں بے غلطی رکھتے تھے۔ شام میں مذہب شافعیہ کی ریاست ابن یوسف بنونی نے۔ عز الدین بن عبد السلام سے تصدق حاصل کیا اپنے زمانے کی مشہور تعلیمی درسگاہوں مثلاً غزالیہ میں درس کی۔ غزالیہ کے قائم مقام قاضی کے طور پر خدمات انجام دیں، شیخ الاسلام ابن عیینہ کے شاگرد ہونے پر فخر کرتے تھے اور فرماتے تھے:

"انا اقلت لاہن تسمیہ بالافتاء"

(میں نے ابن عیینہ کو فتاویٰ کی اہلیت دئی ہے)

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "البلع فی اصول الفقہ" تالیف کی۔

تحقیقی تجزیہ: انہوں نے اپنی اس کتاب میں علامہ سی شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) اور امام ہارزی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) کے طریقوں کو جمع کیا۔ علامہ سی اور امام ہارزی دونوں متاخرین متکلمین میں سے ہیں۔ ہم پہلے تفصیل سے احکام اور اصول کے تعارف میں بیان کر چکے ہیں کہ ان دونوں کے معنویت نے چار اساسی کتب کو اپنی اپنی کتب میں بخش کیا مگر حقیقت میں جہاں اشتراک ہے وہاں طرز تحقیق و بحث میں دونوں کا انداز مختلف ہے۔ امام ہارزی نے ہولکی کثرت کی اور احتجاج کا رجحان پر غالب رہا جبکہ علامہ سی کی مذہب کی تحقیق سے دلچسپی رہی اور ان کا زیادہ بیان لکری مسائل پر رہا۔ کتاب "البلع" سے متعلق ابن کثیر کا قول ہے:

"وہو عندی باعظ مؤلفہ الحسن"

(اور میرے پاس وہ کتاب مؤلف کے عمدہ نمونہ میں موجود ہے)

۱۔ ج۱: ۵/۵، ج۲: ۵/۵، ج۳: ۵/۵

۲۔ ج۱: ۵/۵، ج۲: ۵/۵، ج۳: ۵/۵

۳۔ ج۱: ۵/۵، ج۲: ۵/۵، ج۳: ۵/۵

۴۔ ج۱: ۵/۵، ج۲: ۵/۵، ج۳: ۵/۵

۵۔ ج۱: ۵/۵، ج۲: ۵/۵، ج۳: ۵/۵

محمد بن محمد النوری حنفی (۶۹۳ھ میں زندہ تھے) ۱۔

مؤلفات اصولیہ : بیاضی کی کتاب "المصعب" کے شارح ہیں۔ ان کی شرح کا نام "المصعب فی شرح المصعب" ہے۔ ۶۹۴ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ آثار ان کلمات سے ہوتا ہے : "الحمد لله الذي علمنا علمنا"۔

محمد بن محمد کی شرح پر حاشیہ : ابو محمد منصور بن احمد بن یزیدی القزاقی حنفی (متوفی ۷۷۵ھ) نے اس کتاب "المصعب" پر حاشیہ لکھا۔ ۲۔

زین الدین التتوخی حنبلی (۶۳۱ھ/۶۹۵ھ) ۳۔

فقہ، اصولی، فحوی اور کئی علوم میں تبحر تھے۔ شیخ موفق الدین کے اصحاب سے استفادہ حاصل کیا۔ تعلیمی سے اصول کی تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔

۲۔ بدیہ العارفین میں ہے کہ انہوں نے کتاب "المحصول" کی شرح لکھنی شروع کی تھی مگر وہ اس کو مکمل نہیں کر سکے۔ ۴۔

احمد الحرانی حنبلی (۶۳۱ھ/۶۹۵ھ) ۵۔

فقہ، اصولی اور قاضی تھے۔ حلب، دمشق اور قدس میں بھی جا کر تحصیل علم کیا۔ مذہب کی معرفت اور اس کے دقائق و غوامض کی معرفت ان پر ختم ہوتی ہے۔ اصولی فقہ، اصول دین، علم خلاف و ادب کے ماہر عالم تھے۔ قاہرہ میں نائب قاضی رہے، متعدد کتابوں کے مصنف تھے مثلاً فقہ میں الریایۃ، الصغریٰ اور الانافی وغیرہ تالیف کی۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ان کی کسی تصنیف کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔ ۶۔

شیخ مجد الدین الزاکی شیرازی (متوفی ۶۹۷ھ)

مؤلفات اصولیہ : قاضی بیضاوی کی کتاب "منہاج الوصول الی علم الاصول" کی شرح لکھی اور اس کا نام "معراج الوصول فی شرح منہاج الوصول" رکھا۔ اس کا آثار ان کلمات سے ہوتا ہے : "سبحانک اللہم یا واجب الوجود"۔ ۷۔

۱۔ ابن النفل محمد بن محمد بن محمد بن نوری مکی شہر مدین سے تعلق رکھتے تھے۔

۲۔ ایضاً انکون ۴/۶۹۵، ج ۱، دار الفکر ۱/۶۳۸

۳۔ ابن البرکات زین الدین بن ابی بن الصدوق الدین ابو محمد عثمان بن احمد۔ بیاضی (۱۱۳۳ھ/۱۲۵۵ء) دمشق میں ولادت پائی۔

۴۔ بدیہ العارفین ۱/۶۳۱، انکون ۵/۱۳۳۳، ج ۱، دار الفکر ۱/۶۳۸

۵۔ عبد اللہ بن محمد الدین بن احمد بن محمد بن احمد بن حسیب بن احمد بن حسیب الحرانی بخاری (۱۱۳۳ھ/۱۲۵۵ء) حران میں ولادت ہوئی،

قاہرہ میں ولادت تھی۔ ۶۔ مجمع المؤلفین ۱/۱۱۶ (۸۰) ج ۱، محمد ابی بکر ابی شیرازی۔ کشف القلوب ۲/۱۱۸۰

ابو جعفر الغریباطی (متوفی ۶۹۹ھ) ^۱

علوم فقہ، نحو، فرائض، حساب، تاریخ و اصول میں گہری واقفیت رکھتے تھے۔ احادیث کی اتنی مقدار حفظ تھیں جو ۱۰۰ حفاظ تک پچھا دیں اور اندلس میں بہت سے شہروں کے قاضی رہے۔ آپ کی تصانیف علماء اندلس میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : امام غزالی کی کتاب "المصطفیٰ" کی شرح لکھی جو ایک عمدہ شرح ہے۔ الدبیان میں اس کی تحریف میں "شرح احسان" مذکور ہے۔ ^۲

ابن ابوالاحوص مالکی (۶۰۳ھ-۶۹۹ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح المصطفیٰ" تالیف کی۔ ^۳

داؤد بن کوشیار حنبلی (متوفی ۶۹۹ھ)

فقہ ماصولی اور فکلم تھے۔ درر مستصریہ میں درس تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الہادی فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ ^۴

ابراہیم الابجی (الایکی) (متوفی ۷۰۰ھ تقریباً) ^۵

اصولی اور فکلم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "معراج الموصول فی شروح منہاج الاصول" تالیف کی۔ آغاز یوں ہے :

"سبحانک اللہم یا واجب الوجود و یا واجب الخیر و الوجود الخ....."

اختتام یوں ہے : "قال الفقہاء : یجوز مطلقاً لما فاع انہ علیہ السلام۔ لہم یقل لاحد تلفظ

بکلمتی الشہادۃ : هل علمت ، حدوث الاحکام فی کونہ تعالیٰ مختاراً ام موجبا۔"

اس کتاب کو انہوں نے قاضی قطب الدین احمد بن فضل اللہ القزوینی اور اپنے خطیب میں ان کی تعریف کی اور

اس میں شرط لگائی کہ وہ عمل الاقاط سے تہاد نہ کریں۔ دارالکتب مصر یہ ۱۳۳۰ء میں اس کا نسخہ موجود ہے اسی

طبع کتبیریہ میں (۳۲) ۱۰۹۳ نمبر پر بھی موجود ہے۔

☆ ☆ ☆

۱۔ ابو جعفر احمد بن محمد بن احمد بن عبد الرحمن بن مسعود العامری الغریباطی متوفی ۶۹۹ھ۔ غرناطہ (اندلس) میں وفات پائی۔

۲۔ مباحث مشکون ۴/ ۷۷۷ مبدیۃ العارنین ۵/ ۱۱۰۶ اللہ بیان۔ ص ۱۰۳ الملح اکسین ۲/ ۹۸۱ بحکمہ اندلسین ۲/ ۷۰۰ بحکمہ اصولیین ۸/ ۱۸۸۔ ۱۸۹ (۱۳۷)

۳۔ حاشیہ علی المنہج (۱۸۰) ابن عبد الصرح بن محمد القرطبی بخیری الغریباطی اندلسی ۵/ ۱۸۰ بحکمہ اندلسین ۵/ ۲۸۳۔

۴۔ محمد شرف الدین ۵/ ۵۱۱ ابن عبد اللہ بن کوشیار بغدادی، مبدیۃ العارنین ۵/ ۳۶۰ شذرات الذہب ۵/ ۳۳۷۔ ۳۳۸ بحکمہ اصولیین

۵۔ ۱۹۱ (۳۷) ۵۔ محمد الدین ابراہیم بن احمد بن محمد الابجی (الایکی) ح ۱۳۰۰۔ تقریباً ایمان کے شہر واقع کی طرف نیست

کرتے ہیں۔ ۱۔ کشف الظنون ۴/ ۱۸۸ بحکمہ اصولیین ۱/ ۳۳ (۳)

و اشاعت و علم اور کثرت تحصیل کے مسائل عام ہو گئے اور یہ بات اشاعت و تالیف کی ترقی کا سبب بنی۔ ان مدارس میں طلباء عقلی و فنی تمام علوم حاصل کر سکتے تھے، تفسیر، حدیث، فقہ لغت ہر قسم کے علم سے ان کے اذہان نشوونما پاتے اور طبائخ کے رجحان کے مطابق علوم میں اعلیٰ منازل طے کرتے، بلاشبہ مدارس مخصوص علوم و فنون مثلاً حدیث و فقہ و اصول کے لئے الگ الگ قائم ہوئے۔ اس رجحان کے فروغ کے جہاں فائدہ ہوئے وہاں اس کے نقصانات بھی ہوئے کہ اسی دور میں فکری جمود کی بنیادیں بھی استوار ہو گئیں۔ کثرت اتباع کی جڑیں گہری ہوئی گئیں۔ آزاد فکر تقریباً مفقود ہو گئی، ہم کہہ سکتے ہیں کہ فکری گروہ بندی اور اشاعت مدارس میں بڑا گہرا اطلاق ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ہوا کہ اکثر علماء حدیث، تفسیر و صرف و نحو، فقہ و عقائد کے متعلق سب کچھ جاننے کے باوجود مقلد اور تابع تھے۔ تحقیق کا مادہ اور استنباط مسائل کی صلاحیت سے کام لینا نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس کے باوجود اسی زمانے کے اصولیین نے اصول فقہ پر عمدہ کتب تالیف کیں۔

مثلاً حافظ الشافعیؒ کی "المساو" ابن تیمیہؒ کی "المسودہ" عبدالعزیز بخاریؒ کی "کشف الاسرار" صدر الشریعہؒ کی "التنقیح و التوضیح" ابن قیم جوزیؒ کی "اعلام الموقعین عن رب العالمین" تاج الدین سبکیؒ کی "جمع النجوام" عبدالرحیم اسنویؒ کی "لہایۃ السؤل" امام شافعیؒ کی "المواہقات" اور بدر الدین زرقانیؒ کی "البحر المحیط" وغیرہ اسی صدی ہجری کی شاہکار تصانیف ہیں۔

آٹھویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصول فقہ پر

کتب و خدمات کا تعارف

رکن الدین سمرقندی حنفی (متوفی ۷۰۱ھ)

مکلفات اصولیہ: "جامع الاصول فی اصول فقہ" ۱

ابن دقیق العید شافعی (۶۲۵ھ-۷۰۲ھ) ۲

فقہ اصولی و محدث تھے مسلک مالکی تھے مگر پھر شافعی بن گئے، آپ کے والد مالکی مسلک کے بڑے علماء و فضلاء میں سے تھے۔ اپنے والد ماجد سے اور پھر حجاز، دمشق، شام مصر کی شیوخ سے مالکی مذہب کی تعلیم حاصل کی اور شافعی مذہب اختیار کرنے کے بعد ان کی کتب و شیوخ سے مستفید ہوئے صاحب قواعد الاحکام فی مصالح الامام۔ ابن عبد السلام متوفی ۶۶۰ھ آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔ مصر (مسجد شافعی) و شام وغیرہ میں تدریس کی آپ کے درس میں اکابرین جمع ہوتے، دیار مصر میں فاضل کی خدمات بھی انجام دیں۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

”أخذ عن علمماء الطريقة ونجابتها علوم العربية والبيان وأصول الدين، وأصول الفقه..... له في ذلك تصانيف وتعليق غير أنه لم يخرجها من مسوداتها، لردالة خطه وقلته لم يخرجها غيره“ (علامہ نجمی باقری سے علوم عربیہ، اصول دین اور اصول فقہ کا علم حاصل کیا۔۔۔ اور ان علوم میں ان کی تصانیف وتعلیقات میں جو مسودات کی شکل سے پائے گئے تھے، یہ کہ ان کا رسم الخط و نسخ کس قدر اور ان کے کتبے میں شہادتی تھی اس لئے کسی نے اس کی تاریخ تصنیف کی)۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ نقصی الواجب فی الرد علی ابن الحاجب۔
- ۲۔ رفع المظالم عن کتاب المعالم للإمام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ (صاحب المحصول) اور اصل مر بن عبد اللہ بن محمد بن حسن بن عمیرہ ابو المظرف متوفی ۶۵۸ھ نے جب ”دفع علی کتاب المعالم“ لکھ کر اس کتاب کا رد کیا تو ابو اسحاق انصاری نے ”رفع المظالم عن کتاب المعالم“ لکھ کر ان کا جواب دیا اور کہے گئے: اعتراضات و افکار کی توضیح کر کے امام رازی کی برادری ظاہر کی۔

ابو البرکات حافظ الدین النشئی حنفی (متوفی ۷۱۰ھ)۔

فقہ اصولی و مشر محدث و متکلم تھے، جس کا اثر محمد بن عبد الستار کمری سے متفقہ حاصل کیا۔ الفوائد البھیہ میں مذکور ہے :
”كان اماما كاملا عديم النظر في زمانه واسا في الفقه والاصول“
(وہ اپنے زمانہ کے عظیم باخبر کامل امام تھے، فقہ و اصول میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے)۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ تنار الانوار فی اصول الفقه : اصول فقہ میں مشہور و متعدد اول مرتب ہے۔
- ۲۔ کشف الاضواء : یہ تنار الانوار کی شرح ہے۔
- ۳۔ شرح المنتخب حسامی

”الفوائد البھیہ“ میں مذکور ہے :

”من تصانیفه — و شرحان علی منتخب الاخفشکی و شرحان علی المناور“
(اور ان کی تصانیف میں سے — منتخب الاخفشکی پر دو شرحیں ہیں اور شرحین المنار پر ہیں)

”المنار“ پر شروع و حاشی :

صاحب ”المنار“ نے اس کی ایک شرح خود تالیف کی اس کے علاوہ دوسری شرح مندرجہ ذیل ہیں :

- ۱۔ الدرر النورانی ص ۱۳۰-۱۵۰ ج ۱ الدرر النورانی ص ۱۵۱-۱۵۵ ج ۲ الدرر النورانی ص ۱۵۶-۱۵۸ ج ۳ الدرر النورانی ص ۱۵۹-۱۶۰
- ۲۔ البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن محمد بن النشئی حنفی و مشر محدث و متکلم تھے
- ۳۔ حدیث النورانی ص ۶۳-۶۴ ج ۱ الدرر النورانی ص ۱۵۱-۱۵۲ ج ۲ الدرر النورانی ص ۱۵۳-۱۵۴ ج ۳ الدرر النورانی ص ۱۵۵-۱۵۶ ج ۴ الدرر النورانی ص ۱۵۷-۱۵۸

- ۳۔ حسین اماسی معروف خوجہ حسام متوفی ۹۶۱ھ۔
 - ۴۔ ابن حبیبی محمد بن ابراہیم الحلی متوفی ۹۷۲ھ نے "الوار الحلیک علی شرح المنار لابن الملک" کے نام سے حاشیہ لکھا۔
 - ۵۔ عزیزی زادہ مصطفیٰ بن محمد خلی متوفی ۱۰۳۰ھ۔
- عزیزی زادہ کے حاشیہ پر حاشیہ :
- ۱۔ ابن اعرج متوفی ۱۱۳۰ھ (تقریباً) نے عزیزی زادہ کے حاشیہ پر حاشیہ تالیف کیا۔
 - ۲۔ شیخ یوسف بن عبد الملک بن بخشایش رومی متوفی ۸۲۵ھ نے "زین المنار" کے نام سے شرح تالیف کی۔
 - ۳۔ محمد بن محمود بن حسن الحسینی خلی نے ۸۵۷ھ میں تالیف سے فراغت پائی البیان کے نام سے شرح لکھی۔
 - ۴۔ سیف الدین محمد بن محمد بن عمر بن قطلوبغا ترکی الاصل المصری البکھری خلی متوفی ۸۸۱ھ۔
 - ۵۔ ابو الفضا کمال الدین عبدالمکریم دہلوی متوفی ۸۹۱ھ نے "الخاصۃ الاوتوار فی احسانۃ اصول المنار" کے نام سے شرح لکھی۔
 - ۶۔ شمس الدین عبد الرحمن بن ابی بکر معروف بہ ابن یحییٰ خلی ۸۹۳ھ۔
 - ۷۔ حکیم شاہ محمد بن مبارک شاہ بن محمد البرہوی رومی القزوینی خلی متوفی ۹۲۸ھ نے "مدار الفصول فی شرح مدار الاصول" تالیف کی۔
 - ۸۔ عبدالحی بن محمد بن حسین البرہندی خلی متوفی ۹۳۲ھ۔
 - ۹۔ کمال الدین حسین بن مسعود الاسر آبادی متوفی ۹۶۱ھ۔
 - ۱۰۔ زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن محمد ابن نجم خلی مصری (متوفی ۹۷۰ھ) نے "فتح الغفار بشرح المنار" معروف بہ "مشکاۃ الانوار" تالیف کی۔
 - ۱۱۔ ابو البقاء شمس الدین احمد بن محمد بن عارف بن ابی البرکات السیوسی الزلی خلی متوفی ۹۷۳ھ نے زبدۃ الاسرار کے نام سے شرح لکھی۔

۱۔ کشف الظنون ۱۷۵/۴	۲۔ کشف الظنون ۱۷۵/۴
۳۔ کشف الظنون ۱۸۲۵/۲	۴۔ کشف الظنون ۱۸۲۵/۲
۵۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱	۶۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱
۷۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۲	۸۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۲
۹۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۳	۱۰۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۳
۱۱۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۴	۱۲۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۴
۱۳۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۵	۱۴۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۵
۱۵۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۶	۱۶۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۶
۱۷۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۷	۱۸۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۷
۱۹۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۸	۲۰۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۸
۲۱۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۹	۲۲۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۹
۲۳۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۰	۲۴۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۰
۲۵۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۱	۲۶۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۱
۲۷۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۲	۲۸۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۲
۲۹۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۳	۳۰۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۳
۳۱۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۴	۳۲۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۴
۳۳۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۵	۳۴۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۵
۳۵۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۶	۳۶۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۶
۳۷۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۷	۳۸۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۷
۳۹۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۸	۴۰۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۸
۴۱۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۹	۴۲۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۱۹
۴۳۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۲۰	۴۴۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۲۰
۴۵۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۲۱	۴۶۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۲۱
۴۷۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۲۲	۴۸۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۲۲
۴۹۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۲۳	۵۰۔ کشف الظنون ۱۸۲۶/۲۳

محمد بن یوسف الجزری شافعی (۶۳۷ھ - ۷۱۱ھ) :

مؤلفات اصولیہ : تفتی الدین اسکی کے شیخ تھے۔ قاضی بیدائی کی مضامین الوصول کی شرح لکھی۔^۱

حسین الصفحانی حنفی (متوفی ۱۱۷ھ یا ۱۳۷ھ) :

فقیر، اصولی، منظم، جمہوری اور صرفی تھے۔

۱۔ الکافی فی شرح اصول ابوہریری۔ اس کتاب کے آخر میں ذکر کیا کہ وہ اس کی تالیف سے ہمدانی الاول ۴۰۴ھ کے آخر میں فارغ ہوئے تھے۔

۲۔ اوفیٰ۔ یہ الاحصاء کئی کی المستحب کی شرح ہے۔ اس کتاب کو مؤلف نے اپنی مسجد و مشہد میں صفر ۶۹۰ھ میں ادا کر لیا تھا۔ مظہر یہ، نے الکافی اور اوفیٰ کے متعدد نسخوں کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ جس میں الکافی کا ایک ایسا نسخہ بھی موجود ہے جو مصنف کے ہاتھ کی لکائی میں ہے اور یہ کتاب ایک ضخیم جلد میں ہے۔^۲

عزالدین البغدادی النبی مالکی (متوفی ۷۱۲ھ) :

فقیر، اصولی، جمہوری اور شافعی تھے۔ عراق کے ممتاز ائمہ، اعلام سے علم سیکھا۔ بغداد میں قاضی رہے، علماء حنفیہ میں سے مشہور زمانہ عالم شیخ قوام الدین امیر کا جب الاقفانی آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ متعدد کتب آپ کی مصنفات ہیں۔ مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الامیاد فی اصول الفقہ" تالیف کی۔^۳

علاء الدین الباجی شافعی (۶۳۱ھ/۷۱۳ھ) :

فقیر، اصولی اور شافعی تھے، شام میں ابن عبد السلام سے تعلق حاصل کیا، مختلف فنون میں مہارت تھی خاص کر اصول فہم میں تفوق حاصل تھا۔ مصر کا سفر کیا اور کربک کے قاضی بنائے گئے۔ ابن دقیق سوائے الباجی اور ابن دفعہ کے ہر خاص و عام اور سلطان تک کو بھی "یا انسان" کہہ کر مخاطب کرتے تھے مگر الباجی کو "یا امام" اور ابن دفعہ کو "یا فقیہ" سے مخاطب کرتے۔ ابن تیمیہ نے بھی ان کی تعریف کی ہے۔ تفتی الدین اسکی نے ان سے اصول فقہ و اصول دین کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی علوم پر کتب تالیف کیں۔

۱۔ الامامہ محسن الدین محمد بن یوسف بن عبد اللہ الجزری مصری، حدیث المعارفین ۶/۱۳۲

۲۔ محسن علی بن ابی طالب ابن علی حرام الدین الصفحانی (الصفحانی) متوفی ۱۳۱۱ھ، حلب میں وفات پائی

۳۔ کتب المصنوعین۔ ۱۱۳۱/۲۔ ۱۸۳۹/۲۔ حدیث المعارفین ۵/۳۶۳۔ جامع الترابیم، قاسم بن قطوبہ متوفی ۸۷۹ھ ص ۳۵ (۶۳)، تاریخ ائیین ۴/۱۱۳

۴۔ ابن تیمیہ وفات ۷۲۸ھ کو ہے، مجموعہ المصنوعین ۲/۷۲۷ (۳۷۷)

۵۔ عزالدین حسین بن ابی اسحاق محمد ابی الخلیفی قاضی قضاۃ مالک متوفی ۱۳۱۳ھ عراق میں وفات ہوئی

۶۔ ابن تیمیہ ص ۵۷۷، تاریخ ائیین ۲/۱۱۱، مجموعہ المصنوعین ۲/۷۸ (۳۱۴)

۷۔ ابن علاء الدین علی بن محمد بن خطاب الباجی (۱۲۳۳/۱۳۱۳)، تاریخ ائیین وفات پائی

نجم الدین الطوفی الصرصی جنبلی (۶۷۳ھ/۱۲۷۲ھ) :

فقیر ماضی اور کئی دوسرے علوم میں یہ طوفی رکھتے شیخ شرف الدین علی بن محمد الصرصی سے تعلق حاصل کیا۔ فقیر فاروقی سے اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ بغداد، دمشق، مصر کے سفر کئے ان سے متعلق یہ بات پھیل گئی کہ بعض صحابہ کرام پر تنقید کے باعث مسلمان کے خیالات شیعہ حضرات کی طرف مبایان رکھتے ہیں۔ مصر میں اٹالیکی عدالت میں قاضی سعد الدین الخارقی کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا۔ اس تنقید کی دلیل طلب کی گئی اور ان کو امر استائی گئی۔ ہمارے کے اختیارات سلب کر لئے گئے، ملامت کے لئے اور قید میں بھی رکھے گئے۔ مصالحہ مسئلہ کے بارے میں ان کا نظریہ علتہ الاحماء کے برخلاف تھا۔

مکلفات اصولیہ :

۱۔ مختصر الروضہ : (الہلال) اس کتاب میں ابن قدام کی کتاب ”روضۃ الناظر وجنتۃ المناظر“ کا اختصار کیا گیا ہے جو اصول فقہ میں ابن حایب کے طریقہ پر لکھی گئی ہے۔

۲۔ شرح المختصر الروضہ : اس کتاب پر بابا بن بابا بن ادہ نے ما قبل قیاس تک تحقیق کر کے جامعہ ام القری سے ۱۳۰۵ھ میں دکتورا کی ڈگری حاصل کی۔

۳۔ معراج الوصول

۴۔ بعیۃ المسائل فی امیات المسائل فی الاصول

۵۔ ”نہایۃ السؤل فی علم الاصول“ یا ”قاعدہ فی الاصول“

۶۔ الاشادات الالہیۃ الی المباحث الاصولیہ : یہ قرآن کریم کی تفسیر ہے، اس میں اصول الدین اور اصول فقہ کے مطالب نہایت اذیع و احسن انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب پر کمال محمد نے جامعہ القاہرہ سے ۱۳۹۳ھ میں تحقیق پیش کی۔

۷۔ حدیۃ العارفین کے مطابق ”مختصر المحصل لفقر الدین الرازی“ بھی ان کی تالیف ہے۔

عبد الدین بن الوکیل شافعی (۶۶۵ھ/۱۲۷۲ھ) :

فقیر، اصولی، متکلم، مفکر، ادیب اور شاعر تھے۔ صفی الدین حندی شافعی (متوفی ۱۵۷۵ھ) شارح المصنوع ان کے ائمہ تھے۔ عبد الدین اعلیٰ قزبات کے مالک تھے۔ صرف پچاس دن میں مقامات حریری حفظ کرنی تھی۔ مصر، دمشق، حلب کے سفر کئے بہت سے ہمارے میں تدریس انجام دی۔ مثلاً مشہد حسینی، زاویہ الشافعی وغیرہ میں۔ وہ اپنی زمانہ کے دانشمندی تھے جو ابن تیمیہ سے مناظرہ پر تیار رہتے اور ابن تیمیہ نے ان کی تعریف کی اور علمی اتوق کی شہادت دی۔

۱۔ ابن ابی نعیم الدین سلیمان بن عبد القوی بن عبد اکرم بن سعید الطوفی الصرصی طبرزدی، ابن ابی العباس (۱۲۷۳ھ/۱۳۶۶ھ) عراقی تبادلات اوقات پائی

۲۔ کشف المکنون ۳۸۲/۱۷۱۵ھ، حدیۃ العارفین ۴۰۰/۱۵، نظم المصنوع ۱۳۶۶/۱۳ میں ہے انہوں نے نظم المصنوع کی تاریخ ۱۲۸۱/۱۲۸۱ھ، نظم المصنوع ۱۲۸۱/۱۲۸۱ھ (۳۶۳)

۳۔ عبد الدین محمد بن عربی بن عبد الصمد بن علیہ ابن وکیل ابن مرسل (۱۲۶۶ھ/۱۳۶۶ھ) کو سیلا میں ولادت اور مصر میں وفات پائی

۴۱۲ میں بہاء الدین القفطی سے فقہ اور شارح الکحول خمس الدین الاصطہانی (متوفی ۶۸۸ھ) سے اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ واضح رہے کہ الاصطہانی کی شاعری ایک بہت بڑا اثر اڑھا کیونکہ وہ الکحول کے شارح ہونے کے ساتھ ہی باسوط اور قوس کے قاضی رہے۔

نواقات اصولیہ : انہوں نے "شرح المسئب فی الاصول" لکھی۔^۱

ابن القباء المرآئشی مالکی (متوفی ۷۲۱ھ یا ۷۲۳ھ) :

ان کے بارے میں تاریخ و نفاذ ۷۲۳ھ کے تحت تفصیلات درج ہیں۔

ابن الشاہ الاصلاری السجی مالکی (۶۳۳ھ/۷۲۳ھ) :

فقہ، نگار اصولی، حافظہ اور نحوی تھے۔

نواقات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الموازی السورق فی تعقب مسائل القواعد والفروع فی الاصول" لکھی۔ حدیث بخاری میں مذکور ہے کہ انہوں نے کتاب "اختر السورق علی انواع الفروع فی الاصول" لکھی۔^۲

ابو عبد اللہ محمد بن علی (متوفی ۷۲۳ھ) :

نواقات اصولیہ : انہوں نے "نصح المقالة فی شرح الرسالة" لکھی۔^۳

ابو عباس بن التباء مالکی (۶۵۳ھ/۷۲۳ھ) :

فقہ اصولی، حکم، نگار ریاضی، فکی، اور لویب تھے۔ ابو عمران الزہاوی اور قاضی ابی یحییٰ الخبلی سے تعلق حاصل کیا۔ بڑے بڑے محدث تھے۔

نواقات اصولیہ :

۱۔ سنن السورق فی علم الاصول

۲۔ شرح علی تنقیح القوالی

۳۔ تہذیب الفہوم علی مدارک العلوم فی الاصول

۱۔ ابن الشاہ، ۱۸۸۸ء، ص ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱

- ۳۔ قاعدة فيما شرعه الله تعالى يقتضي العموم والاطلاق وهل يكون مشروعا بالنظر الخصوصي والقيود۔
- ۴۔ قاعدة في تقليد مذهب معين هل يجب على العامي اولا؟
- ۵۔ جواب في ترك التقليد فيمن يقول ملهبي مذهب النسي ولست انا التقليد مذاهبه الاربعة۔
- ۶۔ قاعدة في المختص في الاجتهاد هل ياتم، وهل المصيب والعائد۔
- ۷۔ قاعدة فيما يظن من تعارض النص والاجماع۔
- ۸۔ قاعدة في الاجماع وانه دلالة القسم۔
- ۹۔ وجوب في الاجماع والخبر المتواتر۔
- ۱۰۔ نقد مراتب الاجماع التي ألفها ابن حزم (شيخ مازي على مراتب ابراهيم بن حزم سنة ۱۱۳۰ھ)۔
- ۱۱۔ قاعدة في كيفية الاستدلال على الاحكام بالنص والاجماع في الرد على من قال ان الدلالة القطعية لا لتبني القين۔
- ۱۲۔ قاعدة في تقرير القياس في مسائل عدة الرد على من يقول هل خلاف القياس والقياس في الشرع۔
- ۱۳۔ جواب تقليد الحنفى الشافعى في المطر والوتر۔
- ۱۴۔ قاعدة في لفظ الحقيقة والمجاز والبحث مع اللامدى۔ یہ کتاب تقریباتی (۸۰) صفحات پر ہے۔
- ۱۵۔ رفع الملام من الملة الاعلام۔
- ۱۶۔ قاعدة في ان جنس الفعل المأمورية أعظم من جنس ترك الممنهى عنه۔
- ۱۷۔ قواعد في النهي هل يقتضى فساد الممنهى عنه۔
- ۱۸۔ وقاعدة أخرى كل حمد وذم من الأقوال والأفعال لا يكون الا بالكتاب والسنة۔
- ۱۹۔ قاعدة في شمول النصوص للاحكام۔ یہ کتاب ایک جلد میں ہے۔
- ۲۰۔ رسالة في جواب هل كل مجتهد مصيب۔
- ۲۱۔ رسالة في حقیقة الحكم الشرعی وأنواعه۔
- ۲۲۔ رسالة في التقليد الذي حرمه الله ورسوله، وشرح اول المحصول للرازي۔
- ۲۳۔ معارج الوصول في ان الاصول والقروع قلبيها الرسول۔
- ۲۴۔ المسودة آل حیرہ کے تین علماء نے اس کی تیاری میں حصہ لیا اور اپنی تیسرے کے ہاتھوں تکمیل ہوئی۔ یعنی شیخ الاسلام محمد الدین ابو البركات، عبد السلام، دوسرے ان کے والد شیخ ابوالحسن، عبد الحلیم، تیسرے امام تقی الدین ابو العباس احمد ہیں اسودہ پر ہم تہرہ کر چکے ہیں۔

مجموع فتاویٰ میں اُنیسویں اور بیسویں جلد اصول فقہ پر ہے : شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مجموعہ فتاویٰ جو ۳۷ جلدات میں چھپ کر منظر عام پر آ چکا ہے اس کی اُنیسویں اور بیسویں جلد اصول فقہ پر ہے۔ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم اعلمی (لہدیٰ الحسنبلی) نے اپنے صاحبزادے کی مساعرت سے اس کی جمع و تہیہ کی۔ جو خادم الحرمین الشریفین حضرت صاحب الجلالہ الملک فہد بن عبد العزیز آل سعود کے حکم سے اشراف الراساہ العار للکھون الحرمین الشریفین سے شائع ہو چکا ہے۔

احمد المقدسی ابن جبارہ الحسنبلی (۶۳۷ھ - ۷۲۸ھ) :

فقیر، اصولی، جمہوی، مقلد، منسخر تھے اصول فقہ کی تعلیم شہاب الدین القزانی مالکی سے حاصل کی۔ مصر، دمشق اور بحرین میں طلب آئے مگر بعد میں بیت المقدس میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

ابن الریات الکلاعی مالکی (۶۳۹ھ / ۷۲۹ھ) :

فقیر، اصولی، جمہوی، ادیب، حکیم، مقلد تھے الدینیات میں ہے کہ انہوں نے کتاب "المصنفۃ الوسیمة والمنحة الحسنة" تالیف کی۔ دراصل ان کا یہ رسالہ اعتقاد یہ اصولیہ اور فہمیہ چارواک اور معتزل تھا۔

علاء الدین القونوی الشافعی (۶۶۸ھ / ۷۲۹ھ) :

فقیر، اصولی، مفسر، ادیب، متصوف تھے۔ دیلمی، زملکانی، ابن القیم، ابن وقیع البغدادی اور شمس الدین الاکیمی آپ کے شیوخ تھے۔ اصول کی تعلیم خاص طور پر تاج الدین الحصانی سے حاصل کی تھی۔ دمشق کے علاوہ قاہرہ میں بھی تدریس کی۔ ایک زمانہ تک وہاں رہے، ملک ناصر آپ کی بہت تعظیم کرتا۔ ارغون شاد نائب کہتا تھا : "صاحب عینی غیور" (میری آنکھیں ان کے سوا کسی سے نہیں بھرتیں) اور دمشق میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : اختصار المعالم فی الاصول۔

۱۔ الریاض النعم ۳۰-۳۳، نظم الاصولین ۱/ ۱۳۶-۱۳۹ حیات ابن حبیہ، ابو زہرہ و ترجمہ رحیم احمد جعفری لہ رسد اصول فقہ ابن تیمیہ ۷۲۳-۷۲۵

۲۔ ابن حجر بن عسکری بن جبارہ شہاب الدین ابن تہی الدین المقدسی الراوی الحسنبلی (۱۳۳۹ھ / ۱۳۳۹ھ) بیت المقدس میں وفات پائی۔ جلدات المذہب ۶/ ۸، نظم المولکین ۱/ ۸۳۹، نظم المولکین ۱/ ۱۶۳

۳۔ ابن قسطلانی حسن بن علی الکلاعی، ابن زبایہ خلیف (۱۳۵۱ھ / ۱۳۵۱ھ) فی الدینیات ۱/ ۱۱۰-۱۱۰، (۷۲) ۱/ ۱۳۹، نظم العارفين ۱/ ۱۰۷ (۷۳)۔ اس میں ان کی کتاب کے نام کا پہلا ذکر المصنفۃ اور الریاض میں المصنفۃ مذکور ہے۔

۴۔ علاء الدین ابن اسحاق بن یوسف القونوی (۱۳۶۹ھ / ۱۳۶۹ھ) شام میں ولادت اور دمشق میں وفات پائی۔ فی حدیث العارفين ۵/ ۷۱، الریاض النعم ۱/ ۱۳۳

برہان الدین (ابن الفرکاج) القراری شافعیؒ

اصول، محقق اور طیب تھے۔ نہیب شافعی کی معرفت میں اپنے زمانے میں سب سے ممتاز تھے۔ لیکن انہوں نے وہاں سے مشغول رہے۔ علوم میں خاص طور پر فقہ اصول میں زیادہ مشغول و متبک رہے۔ ان کو یاد سے محدثان فقہاء کی تحقیق ہوئی مگر انہوں نے ان کو قول نہیں کیا۔

متوفات اصولیہ :

- ۱۔ تعلیقہ علی مختصر ابن حجاج
- ۲۔ شرح مختصر ابن حجاج یا شرح منہج السؤل والامل لابن حجاجؒ

عبدالعزیز بخاری حنفی (متوفی ۷۳۰ھ)

فقہ و اصولی تھے تو امام الدین انکا کی اور جلال الدین عمر بن ابنہازی صاحب افغانی ان کے تلامذہ میں سے تھے۔

متوفات اصولیہ :

- ۱۔ کشف الاسرار : اصول بزدوی کی بہت ملنی الفہم اور ابن شرجانی جاتی ہے جو ایسی تحقیقات و تقریرات و تقریبات بنتی ہے جو دیگر کتب اصول میں نہیں ملتی۔

۲۔ غایۃ التحقیق یا التحقیق

یہ الاخصبہ کی مصنف کی شرح ہے۔ اس کتاب کو کشف الاسرار کے بعد تالیف کیا یہ کتاب ۱۳۹۳ھ میں چھپ چکی ہے مگر شاعت کی لحاظ سے بھری پڑی ہے۔ مذکورہ بالا دونوں تصنیفوں کے یہاں مقبول اور اکثر مخرجین نے ان دونوں پر اعتماد کیا ہے۔

کتاب غایۃ التحقیق پر تحقیق : صالح معین باقرانی نے اس کتاب کے اول تا اختتام باب العزیز بخاریؒ پر تحقیق چھپائی اور باقاعدہ اسامیہ سے اس وقت سے ۱۳۹۷ھ میں دکتوراد کی شہادت حاصل کی۔

بجز "باب السنۃ" سے کتاب کے آخر تک نقل اللہ نے تحقیق کی اور مذکورہ بالا جامعہ سے ۱۳۹۷ھ میں اس کی شہادت حاصل کی۔

۳۔ رد الوادع التحقیق اس کتاب میں ان اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں جو ان کی کتاب "غایۃ التحقیق" پر کیے گئے تھے۔ اس کا ایک نسخہ علی ۱۳۹۰ھ اور دوسری ۱۳۹۹ھ میں موجود ہے۔

۴۔ حاشیہ علی شرح اصول البزدوی

۱۔ ۱۳۹۱ھ میں امام ابن عربی نے امام ابن تیمیہؒ کی شرح اصول البزدوی (۱۳۹۱ھ) اور مشق میں مشغول رہا۔
 ۲۔ مختلف مخطوطات ۱۳۵۵ھ، ۱۳۵۶ھ، ۱۳۵۷ھ، ۱۳۵۸ھ، ۱۳۵۹ھ، ۱۳۶۰ھ، ۱۳۶۱ھ، ۱۳۶۲ھ، ۱۳۶۳ھ، ۱۳۶۴ھ، ۱۳۶۵ھ، ۱۳۶۶ھ، ۱۳۶۷ھ، ۱۳۶۸ھ، ۱۳۶۹ھ، ۱۳۷۰ھ، ۱۳۷۱ھ، ۱۳۷۲ھ، ۱۳۷۳ھ، ۱۳۷۴ھ، ۱۳۷۵ھ، ۱۳۷۶ھ، ۱۳۷۷ھ، ۱۳۷۸ھ، ۱۳۷۹ھ، ۱۳۸۰ھ، ۱۳۸۱ھ، ۱۳۸۲ھ، ۱۳۸۳ھ، ۱۳۸۴ھ، ۱۳۸۵ھ، ۱۳۸۶ھ، ۱۳۸۷ھ، ۱۳۸۸ھ، ۱۳۸۹ھ، ۱۳۹۰ھ، ۱۳۹۱ھ، ۱۳۹۲ھ، ۱۳۹۳ھ، ۱۳۹۴ھ، ۱۳۹۵ھ، ۱۳۹۶ھ، ۱۳۹۷ھ، ۱۳۹۸ھ، ۱۳۹۹ھ، ۱۴۰۰ھ، ۱۴۰۱ھ، ۱۴۰۲ھ، ۱۴۰۳ھ، ۱۴۰۴ھ، ۱۴۰۵ھ، ۱۴۰۶ھ، ۱۴۰۷ھ، ۱۴۰۸ھ، ۱۴۰۹ھ، ۱۴۱۰ھ، ۱۴۱۱ھ، ۱۴۱۲ھ، ۱۴۱۳ھ، ۱۴۱۴ھ، ۱۴۱۵ھ، ۱۴۱۶ھ، ۱۴۱۷ھ، ۱۴۱۸ھ، ۱۴۱۹ھ، ۱۴۲۰ھ، ۱۴۲۱ھ، ۱۴۲۲ھ، ۱۴۲۳ھ، ۱۴۲۴ھ، ۱۴۲۵ھ، ۱۴۲۶ھ، ۱۴۲۷ھ، ۱۴۲۸ھ، ۱۴۲۹ھ، ۱۴۳۰ھ، ۱۴۳۱ھ، ۱۴۳۲ھ، ۱۴۳۳ھ، ۱۴۳۴ھ، ۱۴۳۵ھ، ۱۴۳۶ھ، ۱۴۳۷ھ، ۱۴۳۸ھ، ۱۴۳۹ھ، ۱۴۴۰ھ، ۱۴۴۱ھ، ۱۴۴۲ھ، ۱۴۴۳ھ، ۱۴۴۴ھ، ۱۴۴۵ھ، ۱۴۴۶ھ، ۱۴۴۷ھ، ۱۴۴۸ھ، ۱۴۴۹ھ، ۱۴۵۰ھ، ۱۴۵۱ھ، ۱۴۵۲ھ، ۱۴۵۳ھ، ۱۴۵۴ھ، ۱۴۵۵ھ، ۱۴۵۶ھ، ۱۴۵۷ھ، ۱۴۵۸ھ، ۱۴۵۹ھ، ۱۴۶۰ھ، ۱۴۶۱ھ، ۱۴۶۲ھ، ۱۴۶۳ھ، ۱۴۶۴ھ، ۱۴۶۵ھ، ۱۴۶۶ھ، ۱۴۶۷ھ، ۱۴۶۸ھ، ۱۴۶۹ھ، ۱۴۷۰ھ، ۱۴۷۱ھ، ۱۴۷۲ھ، ۱۴۷۳ھ، ۱۴۷۴ھ، ۱۴۷۵ھ، ۱۴۷۶ھ، ۱۴۷۷ھ، ۱۴۷۸ھ، ۱۴۷۹ھ، ۱۴۸۰ھ، ۱۴۸۱ھ، ۱۴۸۲ھ، ۱۴۸۳ھ، ۱۴۸۴ھ، ۱۴۸۵ھ، ۱۴۸۶ھ، ۱۴۸۷ھ، ۱۴۸۸ھ، ۱۴۸۹ھ، ۱۴۹۰ھ، ۱۴۹۱ھ، ۱۴۹۲ھ، ۱۴۹۳ھ، ۱۴۹۴ھ، ۱۴۹۵ھ، ۱۴۹۶ھ، ۱۴۹۷ھ، ۱۴۹۸ھ، ۱۴۹۹ھ، ۱۵۰۰ھ، ۱۵۰۱ھ، ۱۵۰۲ھ، ۱۵۰۳ھ، ۱۵۰۴ھ، ۱۵۰۵ھ، ۱۵۰۶ھ، ۱۵۰۷ھ، ۱۵۰۸ھ، ۱۵۰۹ھ، ۱۵۱۰ھ، ۱۵۱۱ھ، ۱۵۱۲ھ، ۱۵۱۳ھ، ۱۵۱۴ھ، ۱۵۱۵ھ، ۱۵۱۶ھ، ۱۵۱۷ھ، ۱۵۱۸ھ، ۱۵۱۹ھ، ۱۵۲۰ھ، ۱۵۲۱ھ، ۱۵۲۲ھ، ۱۵۲۳ھ، ۱۵۲۴ھ، ۱۵۲۵ھ، ۱۵۲۶ھ، ۱۵۲۷ھ، ۱۵۲۸ھ، ۱۵۲۹ھ، ۱۵۳۰ھ، ۱۵۳۱ھ، ۱۵۳۲ھ، ۱۵۳۳ھ، ۱۵۳۴ھ، ۱۵۳۵ھ، ۱۵۳۶ھ، ۱۵۳۷ھ، ۱۵۳۸ھ، ۱۵۳۹ھ، ۱۵۴۰ھ، ۱۵۴۱ھ، ۱۵۴۲ھ، ۱۵۴۳ھ، ۱۵۴۴ھ، ۱۵۴۵ھ، ۱۵۴۶ھ، ۱۵۴۷ھ، ۱۵۴۸ھ، ۱۵۴۹ھ، ۱۵۵۰ھ، ۱۵۵۱ھ، ۱۵۵۲ھ، ۱۵۵۳ھ، ۱۵۵۴ھ، ۱۵۵۵ھ، ۱۵۵۶ھ، ۱۵۵۷ھ، ۱۵۵۸ھ، ۱۵۵۹ھ، ۱۵۶۰ھ، ۱۵۶۱ھ، ۱۵۶۲ھ، ۱۵۶۳ھ، ۱۵۶۴ھ، ۱۵۶۵ھ، ۱۵۶۶ھ، ۱۵۶۷ھ، ۱۵۶۸ھ، ۱۵۶۹ھ، ۱۵۷۰ھ، ۱۵۷۱ھ، ۱۵۷۲ھ، ۱۵۷۳ھ، ۱۵۷۴ھ، ۱۵۷۵ھ، ۱۵۷۶ھ، ۱۵۷۷ھ، ۱۵۷۸ھ، ۱۵۷۹ھ، ۱۵۸۰ھ، ۱۵۸۱ھ، ۱۵۸۲ھ، ۱۵۸۳ھ، ۱۵۸۴ھ، ۱۵۸۵ھ، ۱۵۸۶ھ، ۱۵۸۷ھ، ۱۵۸۸ھ، ۱۵۸۹ھ، ۱۵۹۰ھ، ۱۵۹۱ھ، ۱۵۹۲ھ، ۱۵۹۳ھ، ۱۵۹۴ھ، ۱۵۹۵ھ، ۱۵۹۶ھ، ۱۵۹۷ھ، ۱۵۹۸ھ، ۱۵۹۹ھ، ۱۶۰۰ھ، ۱۶۰۱ھ، ۱۶۰۲ھ، ۱۶۰۳ھ، ۱۶۰۴ھ، ۱۶۰۵ھ، ۱۶۰۶ھ، ۱۶۰۷ھ، ۱۶۰۸ھ، ۱۶۰۹ھ، ۱۶۱۰ھ، ۱۶۱۱ھ، ۱۶۱۲ھ، ۱۶۱۳ھ، ۱۶۱۴ھ، ۱۶۱۵ھ، ۱۶۱۶ھ، ۱۶۱۷ھ، ۱۶۱۸ھ، ۱۶۱۹ھ، ۱۶۲۰ھ، ۱۶۲۱ھ، ۱۶۲۲ھ، ۱۶۲۳ھ، ۱۶۲۴ھ، ۱۶۲۵ھ، ۱۶۲۶ھ، ۱۶۲۷ھ، ۱۶۲۸ھ، ۱۶۲۹ھ، ۱۶۳۰ھ، ۱۶۳۱ھ، ۱۶۳۲ھ، ۱۶۳۳ھ، ۱۶۳۴ھ، ۱۶۳۵ھ، ۱۶۳۶ھ، ۱۶۳۷ھ، ۱۶۳۸ھ، ۱۶۳۹ھ، ۱۶۴۰ھ، ۱۶۴۱ھ، ۱۶۴۲ھ، ۱۶۴۳ھ، ۱۶۴۴ھ، ۱۶۴۵ھ، ۱۶۴۶ھ، ۱۶۴۷ھ، ۱۶۴۸ھ، ۱۶۴۹ھ، ۱۶۵۰ھ، ۱۶۵۱ھ، ۱۶۵۲ھ، ۱۶۵۳ھ، ۱۶۵۴ھ، ۱۶۵۵ھ، ۱۶۵۶ھ، ۱۶۵۷ھ، ۱۶۵۸ھ، ۱۶۵۹ھ، ۱۶۶۰ھ، ۱۶۶۱ھ، ۱۶۶۲ھ، ۱۶۶۳ھ، ۱۶۶۴ھ، ۱۶۶۵ھ، ۱۶۶۶ھ، ۱۶۶۷ھ، ۱۶۶۸ھ، ۱۶۶۹ھ، ۱۶۷۰ھ، ۱۶۷۱ھ، ۱۶۷۲ھ، ۱۶۷۳ھ، ۱۶۷۴ھ، ۱۶۷۵ھ، ۱۶۷۶ھ، ۱۶۷۷ھ، ۱۶۷۸ھ، ۱۶۷۹ھ، ۱۶۸۰ھ، ۱۶۸۱ھ، ۱۶۸۲ھ، ۱۶۸۳ھ، ۱۶۸۴ھ، ۱۶۸۵ھ، ۱۶۸۶ھ، ۱۶۸۷ھ، ۱۶۸۸ھ، ۱۶۸۹ھ، ۱۶۹۰ھ، ۱۶۹۱ھ، ۱۶۹۲ھ، ۱۶۹۳ھ، ۱۶۹۴ھ، ۱۶۹۵ھ، ۱۶۹۶ھ، ۱۶۹۷ھ، ۱۶۹۸ھ، ۱۶۹۹ھ، ۱۷۰۰ھ، ۱۷۰۱ھ، ۱۷۰۲ھ، ۱۷۰۳ھ، ۱۷۰۴ھ، ۱۷۰۵ھ، ۱۷۰۶ھ، ۱۷۰۷ھ، ۱۷۰۸ھ، ۱۷۰۹ھ، ۱۷۱۰ھ، ۱۷۱۱ھ، ۱۷۱۲ھ، ۱۷۱۳ھ، ۱۷۱۴ھ، ۱۷۱۵ھ، ۱۷۱۶ھ، ۱۷۱۷ھ، ۱۷۱۸ھ، ۱۷۱۹ھ، ۱۷۲۰ھ، ۱۷۲۱ھ، ۱۷۲۲ھ، ۱۷۲۳ھ، ۱۷۲۴ھ، ۱۷۲۵ھ، ۱۷۲۶ھ، ۱۷۲۷ھ، ۱۷۲۸ھ، ۱۷۲۹ھ، ۱۷۳۰ھ، ۱۷۳۱ھ، ۱۷۳۲ھ، ۱۷۳۳ھ، ۱۷۳۴ھ، ۱۷۳۵ھ، ۱۷۳۶ھ، ۱۷۳۷ھ، ۱۷۳۸ھ، ۱۷۳۹ھ، ۱۷۴۰ھ، ۱۷۴۱ھ، ۱۷۴۲ھ، ۱۷۴۳ھ، ۱۷۴۴ھ، ۱۷۴۵ھ، ۱۷۴۶ھ، ۱۷۴۷ھ، ۱۷۴۸ھ، ۱۷۴۹ھ، ۱۷۵۰ھ، ۱۷۵۱ھ، ۱۷۵۲ھ، ۱۷۵۳ھ، ۱۷۵۴ھ، ۱۷۵۵ھ، ۱۷۵۶ھ، ۱۷۵۷ھ، ۱۷۵۸ھ، ۱۷۵۹ھ، ۱۷۶۰ھ، ۱۷۶۱ھ، ۱۷۶۲ھ، ۱۷۶۳ھ، ۱۷۶۴ھ، ۱۷۶۵ھ، ۱۷۶۶ھ، ۱۷۶۷ھ، ۱۷۶۸ھ، ۱۷۶۹ھ، ۱۷۷۰ھ، ۱۷۷۱ھ، ۱۷۷۲ھ، ۱۷۷۳ھ، ۱۷۷۴ھ، ۱۷۷۵ھ، ۱۷۷۶ھ، ۱۷۷۷ھ، ۱۷۷۸ھ، ۱۷۷۹ھ، ۱۷۸۰ھ، ۱۷۸۱ھ، ۱۷۸۲ھ، ۱۷۸۳ھ، ۱۷۸۴ھ، ۱۷۸۵ھ، ۱۷۸۶ھ، ۱۷۸۷ھ، ۱۷۸۸ھ، ۱۷۸۹ھ، ۱۷۹۰ھ، ۱۷۹۱ھ، ۱۷۹۲ھ، ۱۷۹۳ھ، ۱۷۹۴ھ، ۱۷۹۵ھ، ۱۷۹۶ھ، ۱۷۹۷ھ، ۱۷۹۸ھ، ۱۷۹۹ھ، ۱۸۰۰ھ، ۱۸۰۱ھ، ۱۸۰۲ھ، ۱۸۰۳ھ، ۱۸۰۴ھ، ۱۸۰۵ھ، ۱۸۰۶ھ، ۱۸۰۷ھ، ۱۸۰۸ھ، ۱۸۰۹ھ، ۱۸۱۰ھ، ۱۸۱۱ھ، ۱۸۱۲ھ، ۱۸۱۳ھ، ۱۸۱۴ھ، ۱۸۱۵ھ، ۱۸۱۶ھ، ۱۸۱۷ھ، ۱۸۱۸ھ، ۱۸۱۹ھ، ۱۸۲۰ھ، ۱۸۲۱ھ، ۱۸۲۲ھ، ۱۸۲۳ھ، ۱۸۲۴ھ، ۱۸۲۵ھ، ۱۸۲۶ھ، ۱۸۲۷ھ، ۱۸۲۸ھ، ۱۸۲۹ھ، ۱۸۳۰ھ، ۱۸۳۱ھ، ۱۸۳۲ھ، ۱۸۳۳ھ، ۱۸۳۴ھ، ۱۸۳۵ھ، ۱۸۳۶ھ، ۱۸۳۷ھ، ۱۸۳۸ھ، ۱۸۳۹ھ، ۱۸۴۰ھ، ۱۸۴۱ھ، ۱۸۴۲ھ، ۱۸۴۳ھ، ۱۸۴۴ھ، ۱۸۴۵ھ، ۱۸۴۶ھ، ۱۸۴۷ھ، ۱۸۴۸ھ، ۱۸۴۹ھ، ۱۸۵۰ھ، ۱۸۵۱ھ، ۱۸۵۲ھ، ۱۸۵۳ھ، ۱۸۵۴ھ، ۱۸۵۵ھ، ۱۸۵۶ھ، ۱۸۵۷ھ، ۱۸۵۸ھ، ۱۸۵۹ھ، ۱۸۶۰ھ، ۱۸۶۱ھ، ۱۸۶۲ھ، ۱۸۶۳ھ، ۱۸۶۴ھ، ۱۸۶۵ھ، ۱۸۶۶ھ، ۱۸۶۷ھ، ۱۸۶۸ھ، ۱۸۶۹ھ، ۱۸۷۰ھ، ۱۸۷۱ھ، ۱۸۷۲ھ، ۱۸۷۳ھ، ۱۸۷۴ھ، ۱۸۷۵ھ، ۱۸۷۶ھ، ۱۸۷۷ھ، ۱۸۷۸ھ، ۱۸۷۹ھ، ۱۸۸۰ھ، ۱۸۸۱ھ، ۱۸۸۲ھ، ۱۸۸۳ھ، ۱۸۸۴ھ، ۱۸۸۵ھ، ۱۸۸۶ھ، ۱۸۸۷ھ، ۱۸۸۸ھ، ۱۸۸۹ھ، ۱۸۹۰ھ، ۱۸۹۱ھ، ۱۸۹۲ھ، ۱۸۹۳ھ، ۱۸۹۴ھ، ۱۸۹۵ھ، ۱۸۹۶ھ، ۱۸۹۷ھ، ۱۸۹۸ھ، ۱۸۹۹ھ، ۱۹۰۰ھ، ۱۹۰۱ھ، ۱۹۰۲ھ، ۱۹۰۳ھ، ۱۹۰۴ھ، ۱۹۰۵ھ، ۱۹۰۶ھ، ۱۹۰۷ھ، ۱۹۰۸ھ، ۱۹۰۹ھ، ۱۹۱۰ھ، ۱۹۱۱ھ، ۱۹۱۲ھ، ۱۹۱۳ھ، ۱۹۱۴ھ، ۱۹۱۵ھ، ۱۹۱۶ھ، ۱۹۱۷ھ، ۱۹۱۸ھ، ۱۹۱۹ھ، ۱۹۲۰ھ، ۱۹۲۱ھ، ۱۹۲۲ھ، ۱۹۲۳ھ، ۱۹۲۴ھ، ۱۹۲۵ھ، ۱۹۲۶ھ، ۱۹۲۷ھ، ۱۹۲۸ھ، ۱۹۲۹ھ، ۱۹۳۰ھ، ۱۹۳۱ھ، ۱۹۳۲ھ، ۱۹۳۳ھ، ۱۹۳۴ھ، ۱۹۳۵ھ، ۱۹۳۶ھ، ۱۹۳۷ھ، ۱۹۳۸ھ، ۱۹۳۹ھ، ۱۹۴۰ھ، ۱۹۴۱ھ، ۱۹۴۲ھ، ۱۹۴۳ھ، ۱۹۴۴ھ، ۱۹۴۵ھ، ۱۹۴۶ھ، ۱۹۴۷ھ، ۱۹۴۸ھ، ۱۹۴۹ھ، ۱۹۵۰ھ، ۱۹۵۱ھ، ۱۹۵۲ھ، ۱۹۵۳ھ، ۱۹۵۴ھ، ۱۹۵۵ھ، ۱۹۵۶ھ، ۱۹۵۷ھ، ۱۹۵۸ھ، ۱۹۵۹ھ، ۱۹۶۰ھ، ۱۹۶۱ھ، ۱۹۶۲ھ، ۱۹۶۳ھ، ۱۹۶۴ھ، ۱۹۶۵ھ، ۱۹۶۶ھ، ۱۹۶۷ھ، ۱۹۶۸ھ، ۱۹۶۹ھ، ۱۹۷۰ھ، ۱۹۷۱ھ، ۱۹۷۲ھ، ۱۹۷۳ھ، ۱۹۷۴ھ، ۱۹۷۵ھ، ۱۹۷۶ھ، ۱۹۷۷ھ، ۱۹۷۸ھ، ۱۹۷۹ھ، ۱۹۸۰ھ، ۱۹۸۱ھ، ۱۹۸۲ھ، ۱۹۸۳ھ، ۱۹۸۴ھ، ۱۹۸۵ھ، ۱۹۸۶ھ، ۱۹۸۷ھ، ۱۹۸۸ھ، ۱۹۸۹ھ، ۱۹۹۰ھ، ۱۹۹۱ھ، ۱۹۹۲ھ، ۱۹۹۳ھ، ۱۹۹۴ھ، ۱۹۹۵ھ، ۱۹۹۶ھ، ۱۹۹۷ھ، ۱۹۹۸ھ، ۱۹۹۹ھ، ۲۰۰۰ھ، ۲۰۰۱ھ، ۲۰۰۲ھ، ۲۰۰۳ھ، ۲۰۰۴ھ، ۲۰۰۵ھ، ۲۰۰۶ھ، ۲۰۰۷ھ، ۲۰۰۸ھ، ۲۰۰۹ھ، ۲۰۱۰ھ، ۲۰۱۱ھ، ۲۰۱۲ھ، ۲۰۱۳ھ، ۲۰۱۴ھ، ۲۰۱۵ھ، ۲۰۱۶ھ، ۲۰۱۷ھ، ۲۰۱۸ھ، ۲۰۱۹ھ، ۲۰۲۰ھ، ۲۰۲۱ھ، ۲۰۲۲ھ، ۲۰۲۳ھ، ۲۰۲۴ھ، ۲۰۲۵ھ، ۲۰۲۶ھ، ۲۰۲۷ھ، ۲۰۲۸ھ، ۲۰۲۹ھ، ۲۰۳۰ھ، ۲۰۳۱ھ، ۲۰۳۲ھ، ۲۰۳۳ھ، ۲۰۳۴ھ، ۲۰۳۵ھ، ۲۰۳۶ھ، ۲۰۳۷ھ، ۲۰۳۸ھ، ۲۰۳۹ھ، ۲۰۴۰ھ، ۲۰۴۱ھ، ۲۰۴۲ھ، ۲۰۴۳ھ، ۲۰۴۴ھ، ۲۰۴۵ھ، ۲۰۴۶ھ، ۲۰۴۷ھ، ۲۰۴۸ھ، ۲۰۴۹ھ، ۲۰۵۰ھ، ۲۰۵۱ھ، ۲۰۵۲ھ، ۲۰۵۳ھ، ۲۰۵۴ھ، ۲۰۵۵ھ، ۲۰۵۶ھ، ۲۰۵۷ھ، ۲۰۵۸ھ، ۲۰۵۹ھ، ۲۰۶۰ھ، ۲۰۶۱ھ، ۲۰۶۲ھ، ۲۰۶۳ھ، ۲۰۶۴ھ، ۲۰۶۵ھ، ۲۰۶۶ھ، ۲۰۶۷ھ، ۲۰۶۸ھ، ۲۰۶۹ھ، ۲۰۷۰ھ، ۲۰۷۱ھ، ۲۰۷۲ھ، ۲۰۷۳ھ، ۲۰۷۴ھ، ۲۰۷۵ھ، ۲۰۷۶ھ، ۲۰۷۷ھ، ۲۰۷۸ھ، ۲۰۷۹ھ، ۲۰۸۰ھ، ۲۰۸۱ھ، ۲۰۸۲ھ، ۲۰۸۳ھ، ۲۰۸۴ھ، ۲۰۸۵ھ، ۲۰۸۶ھ، ۲۰۸۷ھ، ۲۰۸۸ھ، ۲۰۸۹ھ، ۲۰۹۰ھ، ۲۰۹۱ھ، ۲۰۹۲ھ، ۲۰۹۳ھ، ۲۰۹۴ھ، ۲۰۹۵ھ، ۲۰۹۶ھ، ۲۰۹۷ھ، ۲۰۹۸ھ، ۲۰۹۹ھ، ۲۱۰۰ھ، ۲۱۰۱ھ، ۲۱۰۲ھ، ۲۱۰۳ھ، ۲۱۰۴ھ، ۲۱۰۵ھ، ۲۱۰۶ھ، ۲۱۰۷ھ، ۲۱۰۸ھ، ۲۱۰۹ھ، ۲۱۱۰ھ، ۲۱۱۱ھ، ۲۱۱۲ھ، ۲۱۱۳ھ، ۲۱۱۴ھ، ۲۱۱۵ھ، ۲۱۱۶ھ، ۲۱۱۷ھ، ۲۱۱۸ھ، ۲۱۱۹ھ، ۲۱۲۰ھ، ۲۱۲۱ھ، ۲۱۲۲ھ، ۲۱۲۳ھ، ۲۱۲۴ھ، ۲۱۲۵ھ، ۲۱۲۶ھ، ۲۱۲۷ھ، ۲۱۲۸ھ، ۲۱۲۹ھ، ۲۱۳۰ھ، ۲۱۳۱ھ، ۲۱۳۲ھ، ۲۱۳۳ھ، ۲۱۳۴ھ، ۲۱۳۵ھ، ۲۱۳۶ھ، ۲۱۳۷ھ، ۲۱۳۸ھ، ۲۱۳۹ھ، ۲۱۴۰ھ، ۲۱۴۱ھ، ۲۱۴۲ھ، ۲۱۴۳ھ، ۲۱۴۴ھ، ۲۱۴۵ھ، ۲۱۴۶ھ، ۲۱۴۷ھ، ۲۱۴۸ھ، ۲۱۴۹ھ، ۲۱۵۰ھ، ۲۱۵۱ھ، ۲۱۵۲ھ، ۲۱۵۳ھ، ۲۱۵۴ھ، ۲۱۵۵ھ، ۲۱۵۶ھ، ۲۱۵۷ھ، ۲۱۵۸ھ، ۲۱۵۹ھ، ۲۱۶۰ھ، ۲۱۶۱ھ، ۲۱۶۲ھ، ۲۱۶۳ھ، ۲۱۶۴ھ، ۲۱۶۵ھ، ۲۱۶۶ھ، ۲۱۶۷ھ، ۲۱۶۸ھ، ۲۱۶۹ھ، ۲۱۷۰ھ، ۲۱۷۱ھ، ۲۱۷۲ھ، ۲۱۷۳ھ، ۲۱۷۴ھ، ۲۱۷۵ھ، ۲۱۷۶ھ، ۲۱۷۷ھ، ۲۱۷۸ھ، ۲۱۷۹ھ، ۲۱۸۰ھ، ۲۱۸۱ھ، ۲۱۸۲ھ، ۲۱۸۳ھ، ۲۱۸۴ھ، ۲۱۸۵ھ، ۲۱۸۶ھ، ۲۱۸۷ھ، ۲۱۸۸ھ، ۲۱۸۹ھ، ۲۱۹۰ھ، ۲۱۹۱ھ، ۲۱۹۲ھ، ۲۱۹۳ھ، ۲۱۹۴ھ، ۲۱۹۵ھ، ۲۱۹۶ھ، ۲۱۹۷ھ، ۲۱۹۸ھ، ۲۱۹۹ھ، ۲۲۰۰ھ، ۲۲۰۱ھ، ۲۲۰۲ھ، ۲۲۰۳ھ، ۲۲۰۴ھ، ۲۲۰۵ھ، ۲۲۰۶ھ، ۲۲۰۷ھ، ۲۲۰۸ھ، ۲۲۰۹ھ، ۲۲۱۰ھ، ۲۲۱۱ھ، ۲۲۱۲ھ، ۲۲۱۳ھ، ۲۲۱۴ھ، ۲۲۱۵ھ، ۲۲۱۶ھ، ۲۲۱۷ھ، ۲۲۱۸ھ، ۲۲۱۹ھ، ۲۲۲۰ھ، ۲۲۲۱ھ، ۲۲۲۲ھ، ۲۲۲۳ھ، ۲۲۲۴ھ، ۲۲۲۵ھ، ۲۲۲۶ھ، ۲۲۲۷ھ، ۲۲۲۸ھ، ۲۲۲۹ھ، ۲۲۳۰ھ، ۲۲۳۱ھ، ۲۲۳۲ھ، ۲۲۳۳ھ، ۲۲۳۴ھ، ۲۲۳۵ھ، ۲۲۳۶ھ، ۲۲۳۷ھ، ۲۲۳۸ھ، ۲۲۳۹ھ، ۲۲۴۰ھ، ۲۲۴۱ھ، ۲۲۴۲ھ، ۲۲۴۳ھ، ۲۲۴۴ھ، ۲۲۴۵ھ، ۲۲۴۶ھ، ۲۲۴۷ھ، ۲۲۴۸ھ، ۲۲۴۹ھ، ۲۲۵۰ھ، ۲۲۵۱ھ، ۲۲۵۲ھ، ۲۲۵۳ھ، ۲۲۵۴ھ، ۲۲۵۵ھ، ۲۲۵۶ھ، ۲۲۵۷ھ، ۲۲۵۸ھ، ۲۲۵۹ھ، ۲۲۶۰ھ، ۲۲۶۱ھ، ۲۲۶۲ھ، ۲۲۶۳ھ، ۲۲۶۴ھ، ۲۲۶۵ھ، ۲۲۶۶ھ، ۲۲۶۷ھ، ۲۲۶۸ھ، ۲۲۶۹ھ، ۲۲۷۰ھ، ۲۲۷۱ھ، ۲۲۷۲ھ، ۲۲۷۳ھ، ۲۲۷۴ھ، ۲۲۷۵ھ، ۲۲۷۶ھ، ۲۲۷۷ھ، ۲۲۷۸ھ، ۲۲۷۹ھ، ۲۲۸۰ھ، ۲۲۸۱ھ، ۲۲۸۲ھ، ۲۲۸۳ھ، ۲۲۸۴ھ، ۲۲۸۵ھ، ۲۲۸۶ھ، ۲۲۸۷ھ، ۲۲۸۸ھ، ۲۲۸۹ھ، ۲۲۹۰ھ، ۲۲۹۱ھ، ۲۲۹۲ھ، ۲۲۹۳ھ، ۲۲۹۴ھ، ۲۲۹۵ھ، ۲۲۹۶ھ، ۲۲۹۷ھ، ۲۲۹۸ھ، ۲۲۹۹ھ، ۲۳۰۰ھ، ۲۳۰۱ھ، ۲۳۰۲ھ، ۲۳۰۳ھ، ۲۳۰۴ھ، ۲۳۰۵ھ، ۲۳۰۶ھ، ۲۳۰۷ھ، ۲۳۰۸ھ، ۲۳۰۹ھ، ۲۳۱۰ھ، ۲۳۱۱ھ، ۲۳۱۲ھ، ۲۳۱۳ھ، ۲۳۱۴ھ، ۲۳۱۵ھ، ۲۳۱۶ھ، ۲۳۱۷ھ، ۲۳۱۸ھ، ۲۳۱۹ھ، ۲۳۲۰ھ، ۲۳۲۱ھ، ۲۳۲۲ھ، ۲۳۲۳ھ، ۲۳۲۴ھ، ۲۳۲۵ھ، ۲۳۲۶ھ، ۲۳۲۷ھ، ۲۳۲۸ھ، ۲۳۲۹ھ، ۲۳۳۰ھ، ۲۳۳۱ھ، ۲۳۳۲ھ، ۲۳۳۳ھ، ۲۳۳۴ھ، ۲۳۳۵ھ، ۲۳۳۶ھ، ۲۳۳۷ھ، ۲۳۳۸ھ، ۲۳۳۹ھ، ۲۳۴۰ھ، ۲۳۴۱ھ، ۲۳۴۲ھ، ۲۳۴۳ھ، ۲۳۴۴ھ، ۲۳۴۵ھ، ۲۳۴۶ھ، ۲۳۴۷ھ، ۲۳۴۸ھ، ۲۳۴۹ھ، ۲۳۵۰ھ، ۲۳۵۱ھ، ۲۳۵۲ھ، ۲۳۵۳ھ، ۲۳۵۴ھ، ۲۳۵۵ھ، ۲۳۵۶ھ، ۲۳۵۷ھ، ۲۳۵۸ھ، ۲۳۵۹ھ، ۲۳۶۰ھ، ۲۳

۱۔ کشف المسائل فی جواب شکوک الثبتۃ الی الامام شمس الدین السمرقندی دہلی ولی الدین ۸۶۲ : ۱ لا جوابہ والا مسئلہ لعلاء الدین عبد العزیز بن احمد^۱

اقرہ و صاری خفی (وقوفی ۷۳۰ھ)^۲

تقریباً صولی ہے۔ شرح المعارف للنسفی تالیف کی ان کا بیان زمانہ کے تحت گزرجاتا ہے۔^۳

بد الدین التستری شافعی (متوفی ۷۳۲ھ)^۴

تقریباً صولی اور منطقی ہے۔ تعلیم و علم کی بنا پر قزوین، دیار مصر اور عراق شریف نے مجھے نام سنوئے ان سے انساب فیہل کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حل عقد التحصیل فی الاموال ۲۔ شرح علی نتائج البیادوی فی الاموال

۳۔ شرح علی ابن العاصم^۵

ابراہیم الجعیری شافعی (متوفی ۷۳۰ھ-۷۳۲ھ)^۶

تقریباً صولی، بھارت، نحوی، مؤرخ، قاری اور مقرر ہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے المحصر فی احصاء المختصر تالیف کی جو ابن ماجہ کی محصر الشیخ کا اختصار ہے۔^۷

ابو عیسیٰ ابوالفداء (متوفی ۷۶۲ھ-۷۳۲ھ)^۸

نام سنوئے نے طبقات میں کہا :

"کان جامعاً لاشیات العلوم ، اعجوبة من اغایب الدینا ، عارفاً فی اللغہ والفلسفہ

والاصولین ، والنحو وعلوم الحقیقات والفلسفۃ والمنطق والطلب ، والامر بالمعروف والنہی عن المنکر

ذلک من العلوم ، شاعر املو ، کرمہا الی الغنیۃ ، حنف فی کمال علم تصنیف او تصانیف"

(ادبیت سے علوم کے جامع ہے ، کمالیات و کمالات سے ہے۔ فقیر نے اور اعلیٰ اور علم کے علم و فضل و کمال سے ہے۔

مروءت و تاریخ اور دوسرے علوم میں ماہر ہے۔ ماہر شاعریت و فاضل ہے۔ پر علم میں کتابت میں ماہر ہے۔)

۱۔ کشف القون ۱/۱۸۳۶ ، بیچہ العارمین ۱/۵۸۱ ، تاریخ الترمذ ۲/۱۰۳ ، اطرافہ فیہ من ۱۰۰۰ ، الجہار المعجز ۱/۳۳۵ ،

ترجمہ ۱۳۶/۲ بیچہ خطاب بن ابی القاسم اقرہ و صاری دہلی بیچہ العارمین ۵/۳۳۷

بیچہ العارمین ۵/۳۳۷ بیچہ العارمین ۵/۳۳۷ بیچہ العارمین ۵/۳۳۷

بیچہ العارمین ۵/۳۳۷ بیچہ العارمین ۵/۳۳۷ بیچہ العارمین ۵/۳۳۷

بیچہ العارمین ۵/۳۳۷ بیچہ العارمین ۵/۳۳۷ بیچہ العارمین ۵/۳۳۷

بیچہ العارمین ۵/۳۳۷ بیچہ العارمین ۵/۳۳۷ بیچہ العارمین ۵/۳۳۷

بیچہ العارمین ۵/۳۳۷

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ تعلیقہ علی المحصول : "لشعر الدین للرازی" ۱۔
- ۲۔ تعلیقہ علی التئین ۲۔ الاخصیصی حنفی (متوفی ۶۳۳ھ) کی "الدرجات فی اصول الفقہ" کی تالیف اور امیر کا تب نے "التئین" کے نام سے شرح لکھی۔ اور اس شرح پر انہوں نے تعلیقہ لکھا۔
- ۳۔ تعلیقہ علی المتعجب فی اصول المتعجب ۳۔
- ۴۔ شرح مختصر الباجی فی الاصول، یہ المصنوع کا مختصر ہے ۴۔
- ۵۔ تعلیقہ علی المحصول للامام فخر الدین رازی ۵۔

در اصل شارح "مختصر الباجی" علاء الدین الباجی، علی بن محمد بن خطاب، مغربی، حنفی شافعی (متوفی ۶۴۵ھ) امام رازی کی المصنوع کا "تعلیقہ السؤل" کے نام سے اختصار لکھا اور اس کو چودہ اوراق پر مرتب کیا تھا۔ تاج الدین بکر الترمذی نے اس کی شرح لکھی۔ ۱۔

المختلخالی شافعی (متوفی ۶۴۵ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح منہج السؤل والامل فی علمي الاصول و العمل بہ" الحاجب "تالیف کی۔ ۲۔

علاء الدین القدسی حنفی (متوفی ۶۴۶ھ) ۵۔

فقیر و اصولی تھے۔ فقہ اصول حدیث میں خاص طور سے گہری نظر رکھتے تھے۔ فقہ اصول کی تعلیم اپنے زمانے کے جید علماء سے حاصل کی۔ قدس میں مدرس رہے۔

مؤلفات اصولیہ : جلال الدین عمر بن محمد الغباری حنفی (متوفی ۶۷۱ھ) کی اصول فقہ میں کتاب "المعنی" کی شرح لکھی۔ ۱۔

فخر الدین الجابری شافعی (متوفی ۶۴۶ھ) ۲۔

فقیر و اصول، مفسر و نحوی تھے۔ صاحب "المستہاج"، قاضی ناصر الدین بیداری (متوفی ۶۸۵ھ) سے علم حاصل کیا۔ نور الدین اندلی شافعی (متوفی ۶۴۹ھ) شارح "منہج الاصول" ان کے شاگرد تھے۔ کئی مشہور کتابوں کی شرح و تالیف کئے۔

- ۱۔ کشف القون ۲/ ۱۱۵، طبقات اسید ۱، ۲۵۷، ۲۶۰ (۲۶۰) ج کشف القون ۲/ ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱

موکلات اصولیہ :

السراج الوهاج : یہ قاضی بیضاوی کی "المسہاج" کی شرح ہے۔ اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے :
 "الحمد لله الذي خلق الارض والسموات" الخ محمد مظہر بقا نے دنیا کی مختلف لائبریریوں میں اس کے
 نسخوں کی نشاندہی کی ہے۔

حاشیہ علی السراج الوهاج : محمد بن ابی بکر بن ہمام (متوفی ۸۱۹ھ) نے السراج الوهاج پر حاشیہ لکھا۔
 شرح اصول الزودی^۱

تاج الدین الاربدیلی شافعی (۶۶۷ھ-۷۴۶ھ)^۲

فقیہ، اصولی، نحوی اور ریاضی تھے۔ بغداد، حرمین شریفین اور مصر کے علمی سفر کئے، علم کی مختلف انواع (مثلاً تفسیر،
 حساب میں کتب و تالیفات کیں۔ اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔^۳

عبدالمشریعالصغر حنفی (متوفی ۷۴۷ھ)^۴

فقیہ، اصولی، چندی، محدث، مفسر لغوی، ادیب، مناظر، منظم اور منطقی تھے۔ علمی گھرانے میں آنکھ کھولی، تاج
 مزید محمود سے تعلیم حاصل کی، اپنے دادا کی کتاب "الوقایہ" کی ایک عمدہ شرح لکھی اور پھر اس کا "السقاہ" کے نام
 سے تصدیق لکھا۔

موکلات اصولیہ :

۱۔ التوضیح (متن) ۲۔ التوضیح فی حل غوامض التوضیح ۳

کتاب "التنقیح والتوضیح" کا تحقیقی تجزیہ :

التوضیح متن ہے اور التوضیح اس متن کی شرح ہے اور یہ کتاب اہل عربیہ و علم السمعانی، بیان اور منطق کی
 بات پر بھی مشتمل ہے۔ مقدمہ قواعد اصولیہ کے بیان میں ہے : اس میں خاص عام، مطلق، مقید، حقیقت و مجاز، حروف
 لغویہ مشکل، محمل، متشابہ شامل ہیں اور لفظ کی، حالات، صریح، کنایہ اور محذولہ کے نزدیک حسن و قبح پر بحث، کتاب، سنت،
 حدیث اور قیاس اور ان کے متعلقات اور اولہ اصولیہ سے متعلق، بحث بھی شامل ہیں۔ جس بات نے انہیں اس کتاب کے
 تالیف کی طرف راغب کیا، اس کو ان کلمات کے ساتھ اپنی کتاب "التنقیح و التوضیح" میں بیان فرماتے ہیں :

کتب المصنف ۱/۱۲۲، ۲/۱۸۷، ۳/۱۰۸، اس میں تاریخ وفات ۷۳۴ھ بھی مذکور ہے۔ چپہ امارتین ۱/۱۸۲،
 تاریخ ۱/۱۵۲، مجموعہ اصولیہ ۱/۱۰۹، (۷۳)

۱۔ تاج الدین ابی بن عبد اللہ بن ابی الحسن الاربدیلی الشافعی (۱۳۶۸-۱۳۳۵) کا قلم نام و وفات ہوئی
 ۲۔ تاریخ ۱/۱۵۲، ۳۔ عبدالمشریعالصغر حنفی (متوفی ۱۳۳۶) بخاری میں وفات پائی
 ۴۔ تاریخ ۱/۱۵۲، (۸۸)، الفتح المبین ۲/۱۵۵

"لما رأيت فحول العلماء مكين في كل عهد و زمان على مباحث اصول الفقه —
 للشيخ الامام مقدس الامنة العظام فخر الاسلام على المزدوي بواه الله تعالى دار السلام وهو
 كتاب جليل الشأن باهر اليرهان مركز كنوز معانيه في حضور عباراته ومروغ غوامض
 تكنه دقائق اشاراته ووجدت بعضهم طاعين ظواهر الفاظه لتصور نظرهم عن مواقع الحاطه
 اى لا يدركون بامكان النظر ما يدركه هو يلحظ عينه غير ان ينظر اليه لصد ارتدت تنقيحه
 و تنظيحه و حاولت اى طلت تبين مراده وتفهيمة على قواعد المعقول ناسبه ونقسه
 موارد فيه زينة مباحث الاصول واصول الامام المذلق جمال العرب ابن الحاجب مع
 تحقيقات بديعة وتقيقات غامضة منيرة تحلو الكتب عليها سالكا فيه سلك القطب
 والايجاز مثبثا باهداب السحر متمسكا بعروة الاعجاز —————"۔

(جب میں نے پرزائے میں بڑے بڑے علماء کو مباحث اصول فقہ میں منہ کے بل کرتے دیکھا جو شیخ الامام مقدس
 الاسلام علیہ السلام کی لمبو دہلی چھیں۔ انہوں نے کہا کہ تار الاسلام میں ہائے اور وہ کتاب تسلیم شان واضح دلائل سے بہ
 ہے اس کی عبارات کی چٹانوں میں معانی کے خزانوں کا مرکز ہے اور ہر ایک نکات و دقیق اشارات ہیں اور میں نے
 بعض مفسرین کو اس کتاب کے عجیبی الفاظ میں ان کی کوتاہی کی وجہ سے اعتراض کرتے دیکھا وہ اس لئے تھا کہ ان کی
 نگاہوں کی تک نہ پہنچ سکی۔ میں نے چاہا کہ اس کی تصحیح و تفسیر کروں اور میں نے مصنف کی مراد کی توضیح میں بھرپور کوشش
 کی میری یہ کتاب ابن حاجب وغیرہ کی کتاب سے ماخوذ ہوگی اس میں تحقیقات و بدیہ اور تحقیقات قاضی قاضی وغیرہ اور ان کی
 اور اس کو میں نہایت ضبط و ایجاز کے ساتھ کتبوں کا اس حال کہ میں چاہوں کہ انہوں نے دلائل اس کی اپنی کتاب کو ایسا
 نکھوں گا جو ہر اور کتاب اور نصاحت و بلاغت میں دوسرے لوگوں کی کتابوں سے ممتاز ہوگی)

اور اسی طرح اپنے اسلوب کو یوں بیان فرمایا :

"لما قضی الله بتالیف تنقيح الاصول اردت أن اشرح مشكلاته والفتح مغلقاته معرضا عن شرح
 المسامع التي من لم يحلها بغیر اطباب لا يحل له النظر في ذلك الكتاب ————— ثم لتفسير
 المسامع وفتح بالاختام ختامه مشتملا على تعريفات وحجج مؤسدة على قواعد المعقول وتفهيمات
 مرصعة بعد ضبط الاصول وتوحيدها لم يسبقني على مثله احد مع تدقيقات غامضة لم يبلغ
 فرسان هذا العلم الى هذا الامد سميت هذا الكتاب بالتوضيح في حل غوامض التنقيح"۔

(جب اللہ نے تصنیح اصول کی تالیف کی تو تفسیر تفسیر میں نے چاہا کہ اس کے مشکل مقامات کی تفسیر کروں اور اس کے
 بندہ امور کو کھول دوں۔ ان مقامات سے احتیاج کرتے ہوئے جہاں کتاب کے فقرہ چاہوں اس میں اس پر غور
 کی جگہ نہیں۔ پھر جب اللہ نے اس کی تحمیل آسان فرمادی جو تقریبات اور اس کے ہر جز کی تفسیر پر مشتمل ہے اور
 اس کے دلائل منطقی طریقے پر مرتب ہیں اور اس کی تفسیرات اصولی مستند کرنے کے بعد جزوی گئی ہیں اور اس کتاب کی
 ترتیب بھی خوبصورت اور خوب میں آئے والی ہے جس کی میں مجھ سے کسی نے نہیں کی اور یہ اس قدر دقیق نکات
 پر مشتمل ہے کہ اس علم میں اس زمانے تک حوالے میرے کوئی قارئین ہو گا۔ میں نے اس کتاب کا نام "التوضيح
 في حل غوامض التنقيح" رکھا)

التفہیم، والتوضیح والتلویح کا تحقیقی تجزیہ :

التفہیم والتوضیح اور مقدمات اربعہ من التوضیح پر شرح و حواشی و تعلیقات :

۱۔ سید عبداللہ ابن محمد الحسینی معروف نقرہ کا دستوی ۵۰ھ تقریباً۔ التفہیم کی شرح تالیف کی۔

نقرہ کا روکی شرح پر حاشیہ :

زین العابدین قاسم ابن قطلوبغا حنفی دستوی ۸۷ھ نے اس شرح پر حاشیہ لکھا۔^۱

۲۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر الطستازی شافعی (دستوی ۹۲ھ) نے "التلویح فی کشف حقائق التفہیم" کے نام سے التفہیم کی شرح لکھی، ۵۸۰ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ اس پر کثرت سے حواشی و تعلیقات وغیرہ لکھے گئے۔ ان سب کو بعد میں ایک ساتھ بیان کیا جائے گا۔^۲

۳۔ سید شریف علی بن محمد الجرجانی (دستوی ۸۱۶ھ) نے مقدمات اربعہ من التوضیح پر تعلیق لکھا۔^۳

۴۔ عبدالقادر بن ابی القاسم بن احمد بن الدین الانصاری السعدی العبادنی مالکی (دستوی ۸۲۰ھ یا ۸۸۰ھ)، ہدیہ العارفین کی عبارت ہے : "حاشیہ علی التوضیح شرح التفہیم فی الاصول"۔^۴

۵۔ محمد بن قاسم بن عمر قطلوبغا التوکی الاصل المصروی، سیف الدین الکھڑی حنفی (دستوی ۸۸۱ھ) انہوں نے حاشیہ علی التوضیح اور شرح التفہیم تالیف کیا۔^۵

۶۔ احمد ایساوی حنفی (دستوی ۸۰۰ھ) ہدیہ العارفین کے مطابق انہوں نے التوجیح شرح التفہیم تالیف کیا۔^۶

۷۔ حسن بن عبدالعزیز الساموسی حنفی (دستوی ۸۹۱ھ تقریباً)، انہوں نے حاشیہ علی المقدمات الاربع تالیف کیا۔ کشف الظنون کے مطابق تعلیقہ علی المقدمات الاربع من التوضیح تالیف کیا۔ ہدیہ العارفین میں یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے تعلیقہ علی مقدمات التوضیح فی الاصول اور حواشی علی المقدمات الاربع لاصد والشریہ تالیف کئے۔^۷

مقدمات کی تحقیق کے مطابق ہدیہ العارفین میں مذکور یہ وہی حاشیہ ہے جسے صاحب کشف الظنون نے تعلیق سے غیر کیا ہے۔^۸

۸۔ لطف اللہ ابن حسن التوقانی (المتوفی ۹۰۰ھ) نے تعلیقہ علی مقدمات الاربعہ من التوضیح تالیف کیا۔^۹

۹۔ مولیٰ عبدالکریم بن عبداللہ دوفی حنفی (دستوی ۹۰۰ھ تقریباً) نے تعلیقہ علی مقدمات الاربع تالیف کیا۔^{۱۰}

۱۔ کشف الظنون / ۱۳۹۹ ج ۱ کشف الظنون / ۱۳۹۹ ج ۱ کشف الظنون / ۱۳۹۸

ج ۱ کشف الظنون / ۱۳۹۹، ہدیہ العارفین / ۵ / ۱۵۹۷ میں تاریخ وقات ۸۲۹ھ ذکر ہے، رقم المصنوع / ۲۲۲ / ۲۵۳

۲۔ ہدیہ العارفین / ۶ / ۲۱۰ - ۳۔ ہدیہ العارفین / ۱۷۷ ج ۱ کشف الظنون / ۱۳۹۹، ہدیہ العارفین / ۱۵ / ۱۸۸

۴۔ رقم المصنوع / ۲۳۳ - ۲۷۵ (۲۷۵) ۵۔ کشف الظنون / ۱۳۹۹

۶۔ کشف الظنون / ۱۳۹۹، ہدیہ العارفین / ۵ / ۶۸۱ میں تاریخ وقات ۸۷۷ھ ذکر ہے

- ۱۰۔ خطیب زادہ محمد بن الدین بن تاج الدین ابن ابراہیم بن خلیف حنفی (متوفی ۹۰۱ھ) نے تعلیقہ علی مقدمہ التوضیح فی الاصول تالیف کیا۔ انہوں نے دو تعلیقات صغریٰ و کبریٰ تالیف کئے تھے۔^۱
- ۱۱۔ مولیٰ صالح الدین مصطفیٰ القسطلانی (متوفی ۹۰۱ھ) نے تعلیقات علی مقدمات الاربع تالیف کیا۔^۲
- ۱۲۔ علاء الدین علی بن عربی (الحلی) (متوفی ۹۰۱ھ) نے تعلیقہ علی مقدمات الاربع تالیف کیا۔^۳
- ۱۳۔ مصطفیٰ بن ابوالوداد الدین الیاء صغریٰ و کبریٰ حنفی (متوفی ۹۱۱ھ) نے حاشیہ علی التوضیح تالیف کیا۔^۴
- ۱۴۔ مولیٰ محمد بن الحاج حسن (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تعلیقات الاربعہ من التوضیح" تالیف کئے۔^۵
- ۱۵۔ متعلقات من التنقیح : خمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال پاشا (متوفی ۹۴۰ھ) نے تعبیر التنقیح تالیف کی اور ۹۴۱ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔

کتاب "تعبیر التنقیح" کی شروح :

- ۱۔ ایک قوصاحب تعبیر التنقیح نے خود اس کی شرح لکھی۔^۶
 - ۲۔ حسن بن ابوالرحمان بن داؤد بن یعقوب الاقصاری کافی لمبوسی (متوفی ۱۰۴۵ھ) نے بھی اس کی شرح لکھی۔^۷
- "شرح التعلیم" پر تعلیقہ :
- ۱۔ ابن کمال پاشا صاحب تعبیر التنقیح کی شرح پر مولیٰ صالح بن التوقعی نے تعلیقہ لکھا۔^۸
 - ۱۶۔ محمد بن ابوالوداد محمد الاطحاکی البروسوی دمشقی عرب زادہ حنفی (متوفی ۹۶۶ھ) نے حاشیہ علی صدور الشریعہ تالیف کیا۔^۹
 - ۱۷۔ مصطفیٰ بن محمد علی بستان آخندی حنفی (متوفی ۹۷۷ھ) نے حاشیہ علی صدور الشریعہ تالیف کیا۔^{۱۰}
 - ۱۸۔ مصطفیٰ طبری حنفی (متوفی ۱۰۱۸ھ) نے حواشی علی صدور الشریعہ تالیف کئے۔^{۱۱}
 - ۱۹۔ مصطفیٰ بن حسام الدین حسین بن محمد بن حسام الدین البروسوی دمشقی حنفی (متوفی ۱۰۳۵ھ) معروف بہ حسام زادہ نے حاشیہ علی صدور الشریعہ تالیف کیا۔^{۱۲}
 - ۲۰۔ عبداللہ بن عبدالکلیس یا لکونی حنفی (متوفی ۱۰۸۰ھ) نے شرح التنقیح تالیف کی۔^{۱۳}
 - ۲۱۔ ابوالعزیز محمد بن محمد بن سلیمان القاسمی السوی (متوفی ۱۰۹۳ھ) نے حاشیہ علی التوضیح لکھا۔^{۱۴}

۱۔ کشف القنون ۳۹۸/۱	۲۔ کشف القنون ۳۹۸/۱
۳۔ کشف القنون ۳۹۸/۱	۴۔ کشف القنون ۳۹۸/۱
۵۔ کشف القنون ۳۹۹/۱	۶۔ کشف القنون ۳۹۹/۱
۷۔ کشف القنون ۳۹۹/۱	۸۔ کشف القنون ۳۹۹/۱
۹۔ کشف القنون ۳۹۹/۱	۱۰۔ کشف القنون ۳۹۹/۱
۱۱۔ کشف القنون ۳۹۹/۱	۱۲۔ کشف القنون ۳۹۹/۱
۱۳۔ کشف القنون ۳۹۹/۱	۱۴۔ کشف القنون ۳۹۹/۱
۱۵۔ کشف القنون ۳۹۹/۱	۱۶۔ کشف القنون ۳۹۹/۱
۱۷۔ کشف القنون ۳۹۹/۱	۱۸۔ کشف القنون ۳۹۹/۱
۱۹۔ کشف القنون ۳۹۹/۱	۲۰۔ کشف القنون ۳۹۹/۱
۲۱۔ کشف القنون ۳۹۹/۱	۲۲۔ کشف القنون ۳۹۹/۱

۱۰۔ احمد بن عبد اللہ القرطبی (متوفی ۹۳۳ھ) نے حواشی علی التلویح لکھے۔^۱

۱۱۔ عمامہ الدین ابراہیم بن محمد بن عربشہ الاسفہانی (متوفی ۹۳۵ھ) نے حاشیہ علی التلویح لکھا۔^۲

۱۲۔ شیخ صالح الدین مصطفیٰ بن شہباز معروف بہ السروی (متوفی ۹۶۹ھ) نے حاشیہ تالیف کیا۔^۳

۱۳۔ عوض بن عبد اللہ العلانی (متوفی ۹۹۳ھ) نے حاشیہ لکھا۔^۴

۱۴۔ احمد بن روح اللہ بن ناصر الدین بن قیث الدین بن سراج الدین انصاری الجابری رومی (متوفی ۱۰۰۸ھ) نے حواشی علی التلویح لکھے۔^۵

۱۵۔ طاہر شمس الدین قرہ باغی (متوفی ۱۰۰۹ھ) نے حاشیہ التلویح لکھا۔^۶

۱۶۔ ابن قسین علی بن جابر اللہ بن محمد بن ابوالکلیبی ابن ابی بکر بن علی بن ابوالبرکات حنفی (متوفی ۱۰۱۰ھ) نے حاشیہ علی شرح التوضیح لکھا۔^۷

۱۷۔ مصطفیٰ بن حسام الدین حسین بن محمد حسام الدین لبرسوی رومی حنفی (متوفی ۱۰۳۵ھ) معروف بہ حسام زادہ نے حاشیہ علی التلویح لکھا۔^۸

۱۸۔ یاسین بن زین الدین ابوبکر بن محمد شیخ عظیم النحوی العلیمی شافعی (متوفی ۱۰۶۱ھ) نے حاشیہ علی شرح التوضیح لکھا۔^۹

۱۹۔ عبدالکیم بن شمس الدین محمد ملک اعظمی سیالکوٹی حنفی (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے حاشیہ علی التلویح علی المقتدات الاربع تالیف کئے۔^{۱۰}

۲۰۔ محمد بن عبد اللہ الموسوی حنفی (متوفی ۱۰۸۲ھ) نے حاشیہ علی التلویح لکھا۔^{۱۱}

۲۱۔ عبدالقادر بن احمد بن علی ممسی البصری حنفی (متوفی ۱۰۸۵ھ) نے حاشیہ علی التلویح لکھا۔^{۱۲}

۲۲۔ یحییٰ بن السید فتح اللہ الشمس رومی الصوفی (متوفی ۱۱۰۲ھ) معروف بہ یتیم زاری نے حاشیہ علی التلویح تالیف کیا۔^{۱۳}

۲۳۔ جمال الدین بن رکن الدین احرری چشتی گجراتی (متوفی ۱۱۲۳ھ) نے حاشیہ التلویح تالیف کیا۔^{۱۴}

۱۔ محمد ابوالحسن ۶۰/۱ (۳۲)

۲۔ حبیبہ العارفین ۸۰/۵

۳۔ محمد ابوالحسن ۷۰/۱۱ (۳۳)

۴۔ حبیبہ العارفین ۵۱۲/۶

۵۔ اللغات ۳۲۹/۱، اللغات ۳۲۹/۱

۶۔ کلکھون ۳۹۷/۱

۷۔ اللغات ۳۰۶/۱ (۱۹۳)

۸۔ حبیبہ العارفین ۷۵۱/۵

۹۔ حبیبہ العارفین ۵۰۳/۵، اللغات ۹۸/۳، محمد ابوالحسن ۱۶۳/۳ (۳۹۹)

۱۰۔ حبیبہ العارفین ۳۲۱/۶

۱۱۔ حبیبہ العارفین ۶۵۷/۵

۱۲۔ حبیبہ العارفین ۲۰/۲ (۳۳۹) بزمہ اللغات ۵۸/۶ (۱۲۰)

- ۳۴۔ احمد بن محمد بن حسین بن احمد الکواکبی حنفی (متوفی ۱۱۳۲ھ) نے تحویرات علی التلویح تالیف کئے۔
 ۳۵۔ امان اللہ بن نور اللہ بن الحسین بناری ہندی حنفی (متوفی ۱۳۳۳ھ) نے حواش علی التلویح لکھے۔
 ۳۶۔ امین اللہ بن احمد لکنوی ہندی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے حاشیہ علی التلویح تالیف کیا۔
 ۳۷۔ نور اللہ احمد بن شیخ محمد صالح احمد آبادی ہندی حنفی (متوفی ۱۱۵۵ھ) نے حاشیہ علی التلویح تالیف کیا۔
 شروح التلویح پر چند مزید حواشی لکھنے والے علماء :

- ☆ علامہ ابو بکر بن ابی القاسم لیبی سرحدی (متوفی ۸۰۰ھ)
 ☆ الفاضل معین الدین (متوفی ۸۰۰ھ) نے حاشیہ علی اوائل التلویح تالیف کیا
 ☆ شیخ الاسلام احمد بن یحییٰ بن محمد بن سعد الدین قسزانی (متوفی ۹۳۶ھ)
 ☆ شیخ وحید الدین بن نصر اللہ عماد الدین گجراتی (متوفی ۹۹۸ھ)
 ☆ شیخ نور الدین محمد بن صالح احمد آبادی
 ☆ علامہ زین الدین ابو العدل قاسم بن قطلوبغا حنفی (متوفی ۸۷۹ھ)
 ☆ شیخ یعقوب بن حسن صری کشمیری (متوفی ۱۰۰۳ھ)
 ☆ مولوی عبدالسلام دیوبندی (متوفی ۸۰۰ھ)
 ☆ مصلح الدین مصطفیٰ معروف بہ حسان زاہد (متوفی ۸۰۰ھ)
 التوضیح کی شروح التلویح پر تعلیقات :

- ۱۔ حضرت شاہ بن عبد الطیف المستنوی ربی حنفی (متوفی ۸۵۳ھ) نے تعلیقہ علی التلویح تالیف کیا۔
 ۲۔ شیخ یوسف ہالی ابن شیخ یکان (متوفی ۸۹۵ھ) نے تعلیقہ علی اوائل التلویح تالیف کیا۔
 ۳۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے محمد بن یوسف ہالی نے بھی تعلیقہ لکھا۔
 ۴۔ مولیٰ عبدالکریم (متوفی ۹۰۰ھ تقریباً) نے اس کے اوائل پر تعلیقہ لکھا۔
 ۵۔ مصلح الدین مصطفیٰ بن محمد القسطنطینی کسبی حنفی (متوفی ۹۰۲ھ) نے تعلیقہ علی المقدمات الاربعہ من التلویح تالیف کئے۔

۱۔ مجموعہ صوفیہ ۱/۲۰۳-۲۰۴ (۱۵۲) میں بحوالہ سنگ الدرد ۱۸۱-۱۷۵ ذکر ہے

۲۔ بیۃ العارفین ۵/۳۲۷-۳۲۸ نزد الخواطر ۳۹/۶ (۸۰)

۳۔ مجموعہ صوفیہ ۱/۲۸۸-۲۸۹ (۲۳۱) نزد الخواطر ۸۵

۴۔ کشف القلوب ۱/۳۹۲-۳۹۳ ذکرہ المصطفیٰ ص ۳۱۵-۳۱۷

۵۔ بیۃ العارفین ۱/۳۳۶-۳۳۷ کشف القلوب ۱/۳۹۷

۶۔ کشف القلوب ۱/۳۹۷

۷۔ بیۃ العارفین ۱/۳۳۶-۳۳۷

۱۔ محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ بن الحاج حسن الباکسری (متوفی ۹۱۱ھ) نے تعلیقہ علی مقدمات التلویح تالیف کی۔^۱

۲۔ احمد بن سلیمان بن کمال پاشا (متوفی ۹۳۰ھ) نے تعلیقہ علی اوائل التلویح لکھا۔^۲

۳۔ ابن السمعان مصطفیٰ بن نجی الدین محمد رومی حنفی (متوفی ۹۷۱ھ) نے تعلیقہ علی حاشیہ التلویح تالیف کیا۔^۳

۴۔ قاضی ابی اسد و محمد احمدی (متوفی ۹۸۳ھ) نے "غمرات الملیح" کے نام سے تعلیقہ علی مباحث فہر العام من التلویح تالیف کیا۔^۴

۵۔ احمد بن محمد شمس الدین بن بدال الدین الارؤبی قاضی زادہ حنفی (متوفی ۹۸۸ھ) نے تعلیقہ علی التلویح تالیف کیا۔ چہ العارفتین کے الفاظ ہیں کہ انہوں نے تعلیقہ علی التلویح فی کشف حقائق النبیج تالیف کیا۔^۵

۶۔ ہادی بن محمد اعطانی رومی حنفی (متوفی ۱۰۳۹ھ) نے تعلیقہ علی التلویح لکھا۔^۶

۷۔ قوام الدین الکرمانی حنفی (متوفی ۶۶۲ھ - ۷۳۸ھ)

اصولی تھے۔ وہ ۷۲۰ھ میں مصر آئے۔ جامعہ اذہر میں تعلیم حاصل کی اور وہیں مقیم ہو گئے۔ شہرت حاصل ہوئی آپ کے شیوخ نے تفوق علمی کی گواہی دی، مصر میں تدریس کی۔

نوٹات اصولیہ :

انہیں نے حاشیہ علی معنی العجزی فی اصول الفقہ تالیف کیا۔ چہ العارفتین میں ہے "حاشیہ علی کشف کشف المعنی فی شرح المعنی فی الاصول" (یعنی انہوں نے اصول میں المعنی کی شرح لکھ کر کشف المعنی پر حاشیہ لکھا)۔^۷

۸۔ نور الدین الارؤبی بکلی شافعی (متوفی ۷۳۹ھ)

فقیر اصولی اور مفسر تھے۔ فخر الجارید دی تبریزی، شمس الدین الاصلہانی دمشقی وغیرہ سے استفادہ کیا۔ مدرسہ ناصریہ بکیرہ میں خدمات انجام دیں۔

نوٹات اصولیہ : حقائق الاصول شرح منہاج الاصول للیساوی^۸

۱۔ بیہ القلمون ۲۲۵/۶ ج کشف القلمون ۳۹۷/۱

۲۔ بیہ القلمون ۲۲۵/۶ ج کشف القلمون ۳۹۸/۱

۳۔ بیہ القلمون ۲۲۵/۶ ج کشف القلمون ۳۳۶/۱ (۱۷۹)

۴۔ کشف القلمون ۳۹۸/۱ ج بیہ القلمون ۵۰۷/۶

۵۔ ہاشم بن قوام الدین مسعود بن ابی اسیم کرمانی (متوفی ۱۲۶۲-۱۳۳۷) مصر میں وفات پائی

۶۔ بیہ القلمون ۳۳۶/۱ ج کشف القلمون ۱۵۶/۲ و فرق بن محمد بن محمد بن علی تبریزی مدنی دمشق حنفی ۱۳۳۹ھ دمشق میں وفات پائی

۷۔ بیہ القلمون ۳۹۸/۳ ج بیہ القلمون ۵/۱۸۱۶ ج کشف القلمون ۱۵۹/۲

قوام الدین الکاکی حنفی (متوفی ۷۳۹ھ)^۱

فقیر اصولی تھے۔ علماء الدین مہدیا عربی، بخاری اور حسام الدین الشافعی سے استفادہ کیا، قاجاروں میں تدریس و تالیف خدمات انجام دیں۔^۲

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ جامع الاسرار شرح المنار فی الاصول
- ۲۔ بیان الوصول فی شرح الاصول للبخاری

شمس الدین الاصفہانی شافعی (متوفی ۷۶۷ھ-۷۳۹ھ)^۳

اصولی، دہلوی، اویب، منطقی اور کاتب تھے۔ اپنے والد سے بھی تعلیم حاصل کی، حرمین شریفین بیت المقدس اور شام کے علماء سے استفادہ کیا۔ دمشق میں تقی الدین نے آپ کے تفوق علمی کو بہت سراہا، کئی مشہور مدارس میں تدریس کی۔ ۷۳۲ھ میں امیر قوصون شمس الدین الافرائی نے ان کی خدمات میں ایک وفد بھیج کر مصر آنے کی درخواست کی۔ جب آپ مصر تشریف لائے تو قوصون نے ان کے لئے قرائن میں خانقاہ تعمیر کروائی۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ شرح بلوغ النظام لابن الساعاتی فی الاصول
- ۲۔ شرح منہاج الوصول فی الاصول
- ۳۔ شرح منہاج السؤل والامل لابن حاجب^۴ یہ شرح "بیان المختصر" کے نام سے ہے۔ محمد مظہر^۵ تین جلدات میں اس کتاب پر تحقیق پیش کی۔ اس کے مقدمہ میں مذکور ہے کہ یہ ان سات مشہور احسن الشرح میں سے ایک ہے جو "اللسع الملبوس" کے نام سے معروف ہیں۔ اس شرح کو علامہ اصفہانی نے خواجہ سیف^۶ تصنیف کیا تھا۔ یہ کتاب مذکورہ تحقیق کے ساتھ پہلی بار ۱۳۰۶ھ/۱۹۸۶ء میں جامع آمل انٹرنیٹ مکتبہ المکتبہ سے چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔

۱۔ قوام الدین محمد بن محمد بن اسحاق الکاکی حنفی ۱۳۳۸ھ قاجاروں میں وفات پائی

۲۔ الفتح المبین ۱۵۷۷ھ القوامی ص ۸۶

۳۔ ابو الفتح شمس الدین محمود بن عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن ابو بکر بن علی الاصفہانی (۷۳۵ھ-۷۶۷ھ) اصفہان میں ولادت اور ان میں وفات پائی

۴۔ بیہ العالمین ۱۳۰۶ھ/۱۵۸۶ء الفتح المبین ۱۵۸/۲

موجود ہوتا ہے۔ وہ فقہاء کے افکار و خیالات کا منصفانہ جائزہ لیتے ہیں اور تقلید کی موافقت نہیں کرتے۔ وہ جن اصولوں استنباط مسائل کے وقت اعتماد کرتے ہیں وہ یہ ہیں : کتاب و سنت و اجماع و فتاویٰ صحابہ کرام، قیاس، اصحاب اہل مصلحہ مرسلہ، سد الذرائع۔

جمال الدین الخراطی حنفی (متوفی ۷۵۲ھ۔ بعدہ)^۱

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "اقياس الاسواق فی شرح المنار للسقى" تالیف کی اور انہوں نے ۷۵۲ھ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی۔^۲

احمد بن حمید الحارثی زیدی (متوفی ۷۵۲ھ بعدہ)^۳

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "قسطرة الوصول الى تحقيق جوهره الاصول" تالیف کی۔ (الحقیقہ یہ کتاب "جوهره الاصول وتذكرة الفحول" کی شرح ہے۔ وہ اس کی تالیف سے ۷۵۲ھ میں فارغ ہوئے تھے۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ جامع الکبیر صنعاء میں نمبر ۳۷ اصول فقہ میں موجود ہے۔^۴

زین الدین العجمی حنفی (متوفی ۷۵۳ھ)

فقہ اصول میں ممتاز تخریجی میں شمار ہوتے تھے۔ تدریس، افتاء اور منصب قضا پر فائز رہے۔ مؤلفات اصولیہ : انہوں نے شرح "مختصر المنہی لابن الحاجب" تالیف کی۔^۵

ابن الصبح الہمدانی حنفی (۶۸۰ھ۔ ۷۵۵ھ)^۶

فقہ، اصولی اور نحو میں تھے۔ جامع مقول و منقول تھے۔ فقہ میں مہارت تامہ حاصل کی۔ مشہد ابو ظیفہ بغداد میں ایک طویل عرصہ تک تدریس کرتے رہے۔ مستنصریہ میں بھی تدریس کی، پھر دمشق تشریف لے آئے، جہاں دمشق نائب الامیر نے ان کی عزت افزائی کی۔ آپ کی کتب فقہ، اصول و فرائض پر مشتمل ہیں جن میں اسلاف کی کتابیں منکوم کیا گیا ہے۔

مؤلفات اصولیہ : نظم "المنار" فی اصول الفقہ۔ اس منظوم کتاب میں ۹۰۳ آیات ہیں۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ العربیہ، دمشق میں اصول فقہ کی فہرست میں موجود ہے۔^۷

۱۔ جمال الدین يوسف بن قوامی بخاری بخاری ج ۲، دار الفکر ۵۵۷/۶

۲۔ احمد بن حمید بن عبد اللہ الحارثی زیدی ج ۲، مجمع الأصولین ۱۱۷/۱ (۸۲)

۳۔ زین الدین حمید الحارثی حنفی ۱۳۵۲ھ، الفوائد البغیہ ج ۱، ۷۷۷/۱، الطبع المبین ۱۱۲۳/۲، مجمع الأصولین ۱۱۰/۲ (۳۳۷)

۴۔ مطالبہ الدین احمد بن علی بن احمد ابن الصبح ہمدانی (۱۳۸۱/۱، ۱۳۵۳)، دمشق میں وفات پائی۔

۵۔ دار الفکر ۵۵۷/۶، ج ۲، التزائم ج ۱، ۱۳۰ (۳۱)، الطبقات السنیہ ۱/۳۵۷، ۳۶۰ (۳۲۸)، الفوائد البغیہ ج ۱، ۷۷۷/۱، الطبع المبین

۶۔ ۱۱۲۳/۲، مجمع الأصولین ۱۱۷/۱ (۸۸)

مؤلفات اصولیہ : ”شرح مختصر ابن حاجب“، یہ مختصر کی احسن شروع میں سے ایک ہے۔

حاشیہ علی شرح المعتمد علی مختصر ابن الحاجب : سعد الدین محمد زکی مغلنی یا شامی (۱۳۹۱ھ) نے جو معتمد الدین کے شاگرد بھی تھے اس شرح پر حاشیہ لکھا ہے۔

”كان محب الدين عالما بالفقه و اصوله فاضلا في العربية متعبدا صحيح الذهن قليل الاختلاط با لئاس التفتيح به كثيرون وقد اسندت اليه الفضا والتدريس وكان يعقد درسه بالشرقية وغيرها وتولى مشيخة الحنفية الادارية“.

(محبت الدین فقہ اصول کے نام سے مشہور عربی کے فاضل، مابعد بقدر شہر رکھتے والے اور لوگوں سے کم ملنے جتنے والے شخص تھے۔ بہت سے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا، ملاقاتی تھے۔ مدرس میں سند مانے جاتے، شریعتیہ و غیرہ میں تدریس کرتے تھے اور مالک والہ ادارہ کے شیخ تھے)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ”شرح علی مختصر ابن الحاجب فی الاصول“ تالیف کی۔^۱

امیر کاتب الاتقانی حنفی (۶۸۵ھ/ ۱۲۸۵ء)

اپنے شہر میں علم حاصل کرنے کے بعد دمشق اور مصر تشریف لائے، وہاں تدریس بھی کی، بغداد میں منصب قضا پر فائز کئے گئے۔ امام ذہبی کی وفات کے بعد دارالحدیث لفظا پر یہ میں مدرس ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے ”الفتیین“ شرح المنتخب للاحبسکی فی الاصول تالیف کی، وہ اس کی تالیف سے ۱۶۷۷ء میں فارغ ہوئے۔ دو کتب و مظاہر بقائے مختلف مکتبوں میں اس کے نسخوں کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔

۲۔ ”الناسل“ شرح اصول البیہودی دارالکتب مصریہ میں اس کے آٹھ نسخے ۲۰۸، ۲۰۹ نمبر کے تحت موجود ہیں اس میں مؤلف کا خط ناقص ہے۔^۲

ابراہیم الطرسوسی حنفی (۷۲۰ھ - ۷۵۸ھ)

فقہ اصول، درس و افتاء و مناظرہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے، اپنے والد کے بعد دمشق میں قاضی القضاۃ بنائے گئے۔ شام کے شیخ الحنفیہ تھے۔ تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ : دفع الکلفة عن الاخوان فی ذکر ما قدم فیہ القیاس علی الاستحسان۔^۳

ابوالعباس السجائی مالکی (متوفی ۷۶۰ھ بعدہ)

اصولی اور مفسر تھے۔ شیوخ مغرب سے علم حاصل کیا، شہرت پائی۔ ابن خلدون ان کے شاگرد تھے۔

۱۔ بیۃ العارفین ۱/ ۱۶۰، تلخیص المبین ۴/ ۱۷۱

۲۔ ابو حنیفۃ امام بن امیر کاتب بن امیر محمد بن امیر غازی القادری الاتقانی (۱۸۹ھ/ ۱۳۵۷ء) دارالامیر میں ۱۳۵۷ء تہ ہوئی۔

۳۔ القواعد فیہ - ص ۵۰۵، تلخیص المبین ۲/ ۲۱۲، انجم الاصولین ۱/ ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷

۴۔ اسحاق محمد الدین ابن ابراہیم بن علی بن احمد بن عبد الواحد بن عبد الحکم بن عبد الصمد الطرسوسی (۱۳۲۰ھ/ ۱۳۵۷ء)، ۵۱، التزامیم - ص ۴ (۵)

۵۔ المطبوعات السنیہ ۱/ ۳۶۶ - ۳۶۸، القواعد فیہ - ص ۱۰، انجم الاصولین ۱/ ۳۵ - ۳۷ (۱۶)

۶۔ ابوالعباس احمد بن ابوالحسن السجائی متوفی ۱۳۵۹ء، بعد مغرب کے شہر بغداد سے تعلق تھا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح علی مختصر المنہجی" لابن الحاجب فی الاصول تالیف کی۔
الدیانہ میں اس طرح ہے : "ولد تعلیق علی "بیوع الاجال" من مختصر ابن الحاجب"۔
صلاح الدین العلائی شافعی (۶۹۴ھ/۷۶۱ھ)۔^۱

فقیر، اصولی و محدث، ادیب و متکلم تھے۔ حصول علم اور علماء سے ملاقات کی غرض سے طویل سفر کے اور بہت سے اساتذہ سے استفادہ کیا، ان کے شیوخ تعداد سات سو تک پہنچتی ہے۔ حدیث، فرائض و اصول وغیرہ میں کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ انہوں نے کتاب "تلفیح المفہوم فی تنقیح صیغ العموم" تالیف کی۔ یہ کتاب مکتبہ الازھر، مکتبہ ریاض العلمیہ اور مکتبہ انجاء مدرسۃ الاسلامیہ مصر، المنورۃ میں موجود ہے۔
 - ۲۔ تفصیل الاحمال فی تعارض الافعال والافعال، دارالکتب مصریہ میں ۱۳۵ ہجری میں موجود ہے۔
 - ۳۔ تحقیق المراد فی ان النبی یقتضی القضاہ۔^۲
- ابن ابراہیم حبلی (۷۰۸ھ-۷۶۳ھ)۔^۳

فقیر، اصولی اور بنگلہ تھے۔ امام الحرمین، الذہبی وغیرہ سے علم حاصل کیا، قاضی القضاۃ جمال الدین المرادی کے قائم مقام کی حیثیت سے کام کیا۔ ابوالبقاء السبکی، ابن القیم اور قاضی الدین ابن حجر وغیرہ نے ان کی علمی شان و رفعت کا اعتراف کیا ہے۔ کئی علوم پر جامع کتابوں کے مصنف تھے، مثلاً نحو میں المستمع کی شرح لکھی جو تین جلدوں میں ہے۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ایک عظیم کتاب تالیف کی جو مختصر ابن حاجب کی طرز و طریقہ پر ہے۔^۴
عبدالدین الاشائنی شافعی (متوفی ۷۶۳ھ)۔^۵

اصول و فقہ و اصول الدین، خلاف، جلد، تصوف میں شہرت پائی اور ان قانون میں اپنے زمانے میں بکثرت تھے۔ اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی پھر قاہرہ و شام کے علماء سے استفادہ کیا۔ صاحب فتح المبین نے عبدالدین کے بھائی کی طبقات کے حوالے سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا : "کنا فقیہا اصنافا فی علم الاصلین والفراف والحدیث"

۱۔ الدیانہ، ص ۱۳۸، الفہم ۱/۲، الفہم ۱/۲، الفہم ۱/۲ (۵۹)۔

۲۔ ابو سعید صلاح الدین غلیل بن کبکری بن عبد اللہ العلائی دمشقی (۱۳۵۹/۱۳۵۹)، دمشق میں ولادت اور قدس میں وفات پائی۔

۳۔ ہدیۃ العارفین ۱/۵، الفہم ۱/۲، الفہم ۱/۲، الفہم ۱/۲ (۳۳۵)۔

۴۔ ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن علی بن محمد بن مفرج المقدسی الصالی الرافعی (۱۳۹۹/۱۳۹۹)، بیت المقدس میں ولادت اور دمشق میں وفات پائی۔

۵۔ ابن ابراہیم حبلی (۷۰۸ھ-۷۶۳ھ)، عماد الدین محمد بن محمد بن علی بن عمر القرطبی الاموی الرستانی المصری متوفی ۱۳۶۳ھ۔ مصر میں وفات پائی۔

وعلوم التصوف " (وہ فقہ تھے، علم اصولیین، مذاہب، جدل و علم التصوف میں امام تھے) قاہرہ میں قائم مقام قاضی تھے۔ مختلف موضوعات پر کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : قاضی بیضاوی کی لمباحات کی شرح لکھی جسے بعد میں ان کے بھائی نے مکمل کیا۔
عبد الوہاب المراغی الاحمسی شافعی (۷۰۰ھ/۱۳۶۶ھ)۔

اصولی و فکلم تھے۔ قاہرہ میں شیخ اتقی الدین ابی بنی شافعی (متوفی ۷۵۶ھ) اشارح المنہاج وغیرہ سے حصول علم کے بعد شام ہجرت کر گئے۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔

ہاجر الدین القنوی حنفی (۶۷۹ھ/۱۲۸۰ھ)۔

اصولی و فکرم، محدث، مناظر، جمعی و فقیہ تھے۔ ۷۵۹ھ میں قاہرہ و پھر حجاز مقدس تشریف لائے اور وہاں سے شام ہجرت کر گئے۔ ان سارے اسفار میں وہ فتویٰ اور تصنیف کا کام انجام دیتے رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "قدس الاسرار فی احصاء المنار فی الاصول" تالیف کی۔ یہ اہل علمین میں اس طرح مذکور ہے : "تشرح قدس الاسرار ما مختصر المنار فی الاصول" میں ہے۔
جان التراجم میں لکھا ہے : "وشرح المنار و اختصر الاصل و ساعد قدس الاسرار"۔

شہاب الدین العینی تاجی حنفی (۷۰۵ھ/۱۳۰۵ھ)۔

فقہ و اصولی تھے۔ اپنے زمانے کے کبار علماء سے علم حاصل کیا اور ان سے بے شمار فقہاء نے استفادہ کیا۔ دمشق میں قاضی اعظم رہے، مدرسین و فتویٰ کا کام انجام دیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے عمر التمازی (متوفی ۷۶۷ھ) کی کتاب "المعنی فی اصول الفقہ" کی شرح لکھی اور اس کا نام "فتح المحنی" رکھا۔ اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے : "الحمد واسے شکرک اللہم یا معنی ذو المحمود مکمل لسان" الخ۔ صاحب تاریخ التراجم نے لکھا کہ انہوں نے المعنی فی اصول الفقہ تالیف کی جس کا نام "شرح المجمع المنیع" رکھا۔

۱۔ الخازن ۷/۴ ج بہا الدین عبد الوہاب بن عبد الوہاب المراغی ہمسری ہارون الاحمسی الدمشقی (۱۳۰۱ھ/۱۳۶۳ھ)۔
۲۔ ج بہا الدین محمد بن احمد بن عبد العزیز الدمشقی القنوی، زین ربیعہ (۱۳۸۰ھ/۱۳۶۳ھ)۔ شام میں اوقات پائی۔

۳۔ ج بہا الدین محمد بن احمد بن عبد العزیز الدمشقی القنوی، زین ربیعہ (۱۳۸۰ھ/۱۳۶۳ھ)۔ شام میں اوقات پائی۔
۴۔ ج بہا الدین محمد بن احمد بن عبد العزیز الدمشقی القنوی، زین ربیعہ (۱۳۸۰ھ/۱۳۶۳ھ)۔ شام میں اوقات پائی۔

۵۔ الخازن ۷/۴ ج بہا الدین محمد بن احمد بن عبد العزیز الدمشقی القنوی، زین ربیعہ (۱۳۸۰ھ/۱۳۶۳ھ)۔ شام میں اوقات پائی۔
۶۔ الخازن ۷/۴ ج بہا الدین محمد بن احمد بن عبد العزیز الدمشقی القنوی، زین ربیعہ (۱۳۸۰ھ/۱۳۶۳ھ)۔ شام میں اوقات پائی۔

۷۔ الخازن ۷/۴ ج بہا الدین محمد بن احمد بن عبد العزیز الدمشقی القنوی، زین ربیعہ (۱۳۸۰ھ/۱۳۶۳ھ)۔ شام میں اوقات پائی۔

ابن عسکر البغدادی مالکی (۷۰۱ھ/۷۶۷ھ)^۱

فقیر، اصولی، انظار، متکلم، منطقی اور حنفی تھے۔ اپنے والد سے تعلیم حاصل کی، مقتول و منقول میں جامع تھے۔ بغداد اور دیگر مقامات پر قاضی رہے، مدرسہ مستنصریہ میں مدرس تھے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح المختصر ابن الحاجب فی اصول
ابن جلدی ابو الضیاء مالکی (متوفی ۷۶۷ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "التوضیح فی شرح منتهی السؤل والامال لابن حاجب" تالیف کی۔
جلال الدین الکرلانی حنفی (متوفی ۷۶۷ھ)

الفوائد النبیہ میں ہے :

"کن عالمًا فاحصلًا تضرب به الامثال وتشهد الیه الزحالی۔"

(عالم فاضل تھے۔ ان کی مثال دی جاتی اور ان کی طرف سربانہ مچے جاتے ہیں)

انہوں نے صاحب کشف الاسرار المیزدوی، عبد العزیز بخاری وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "المشافی شرح اصول المیزدوی" تالیف کی۔ عجم الاصولین میں اس کے نو
مقامات پر حنفیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

احمد بن النقیب (۷۰۲ھ/۷۶۹ھ)

فقہ، ترات، تفسیر، اصول و نحو کے عالم تھے، ادیب و شاعر بھی تھے۔ بہت سے جج کئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نکت المہاج" تالیف کی جو تین مجلدات میں ہے۔

محمد بن عبد اللہ الشلبلی حنفی (۷۱۲ھ/۷۶۹ھ)

انہوں نے شرح القدوری تالیف کی اور اس کا نام "المناہج فی معرفۃ الاصول والفتاوی" رکھا۔ نام سے
ہے کہ اس میں اصولی بحثیں بھی کی گئی ہوں گی۔

۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن ابن عسکر البغدادی (۷۰۴ھ/۷۶۹ھ)۔ بغداد میں وفات پائی۔

۲۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ ابن اسحاق بن موسیٰ زہدی اُسمری حنفی (۷۶۶ھ/۱۳۶۶ھ)۔ بغداد میں وفات پائی۔

۳۔ جلال الدین بن محمد بن خوارزمی الکرلانی (متوفی ۱۳۶۵ھ)۔ الفوائد النبیہ ص ۵۸-۵۹، عجم الاصولین ص ۱۹/۲ (۳۳۸)

۴۔ ابو العباس شہاب الدین احمد بن لولو بن عبد اللہ اُسمری (۷۰۲ھ/۱۳۰۲ھ)۔ ابن النقیب سے معروف تھے، مصر میں وفات پائی۔ عجم الاصولین ص ۱۹/۲

۵۔ ابو العباس شہاب الدین احمد بن ابی الحسن یوسف بن قزحی بردی (۷۱۳ھ/۱۳۱۳ھ)۔ ابن النقیب سے معروف تھے، مصر میں وفات پائی۔ عجم الاصولین ص ۱۹/۲

۶۔ محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ قاضی القضاۃ جلال الدین بن ابی یزید مالکی۔ بغداد میں وفات پائی۔ عجم الاصولین ص ۱۹/۲ (۳۳۸)

نمود ابن احمد ابو الشفاء القنوی (متوفی ۷۷۱ھ)

۷۵۹ھ میں دمشق میں قاضی رہے، مہزول کے گئے اور پھر ۷۶۶ھ میں وہاں اس منصب پر بحال کئے گئے۔
 یہاں ہی تدوین کی۔

مؤلفات اصولیہ: کتاب "المسکبی فی شرح المعنی فی اصول الفقہ" ان کی شاہکار تالیف ہے۔^۱

ابن الدین السبکی شافعی (۷۲۷ھ/۷۷۱ھ)

غیر اصولی اور مؤرخ تھے۔ اپنے والد بلی بن عبد الکاظمی (متوفی ۷۵۶ھ)، حافظ المزی اور امام ذہبی سے تعلیم حاصل کی۔ صرف اٹھارہ برس کی عمر میں مسند ائمہ پر بیٹھے۔ ۷۵۶ھ میں منصب قضا کی ذمہ داری سنبھالی، آزمائش بھی نکل، مہزول و قید ہوئے پھر یہ آفت ظاہر ہو جانے پر اسی منصب پر باعزت بحال کر دیئے گئے۔ متعدد مشہور رہا اس میں تدریس کی، کم عمری سے ہی مختلف علوم و فنون میں تصنیف و تالیف کا آغاز کر دیا تھا مثلاً طبقات الفلاسفہ، مکتبہری (چچہ ابن اسلم)، الوطی (ایک مختصر جلد)، مغربی (ایک چھوٹی جلد) بھی آپ کی مشہور کتب میں شامل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ رفع الحاجب عن مختصر ابن الحاجب کے نام سے دو جلدوں پر محیط کی شرح مختصر ابن الحاجب کی شرح تالیف کی۔ ابن سبکی نے الاشباہ والنظائر فی فروع الفقہیہ (جو شیخ عادل احمد عبدالموجود اور شیخ محمد عوض کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے) میں رفع الحاجب کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

۲۔ الامہاج فی شرح منہاج البیضاوی فی الاصول۔ یہ کتاب ان کے والد اور ان کی مشترک تالیف ہے۔ ان کے والد صرف "مقدمة الواجب" تک شرح کر سکے تھے پھر اس کتاب کو ابن الدین سبکی نے مکمل کیا۔ یہ کتاب دکتور شعبان محمد اسماعیل کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے۔

۳۔ جمع الجوامع فی اصول الفقہ۔

۴۔ مع الموانع۔ کتاب "الاشباہ والنظائر" میں ابن سبکی نے اس کتاب کو بھی اپنی طرف منسوب بتایا ہے اور اس کتاب کا ایک خطی نسخہ جامع امام محمد بن سعید میں اور ایک نسخہ خطی مکتبہ الازھر یہ میں ۱۳۵۱ کے تحت بھی موجود ہے۔ اور یہ مصر سے ۱۳۲۲ھ میں طباعت قدیمہ میں چھپ چکی ہے۔ مع الموانع میں ابن السبکی ان سوالات کے جوابات زیر بحث لاتے ہیں جو جمع الجوامع پر وارد ہوئے تھے اور حاجی خلیفہ نے اس کی تالیف کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ شمس الدین محمد بن محمد الاسدی الغزوی شافعی (متوفی ۸۰۸ھ) نے جمع الجوامع کے متن پر مناقشات اور اعتراضات لکھ کر صاحب جمع الجوامع کو روانہ کر دیئے، جن کا نام "البروفی اللوامع" رکھا۔

۱۔ محمد بن محمد بن مسعود بحال الدین ابو الشفاء القنوی دمشقی۔ دمشق میں وفات پائی۔ تاریخ التراجم ص ۷۷۱-۷۷۲ (۲۱۳)

۲۔ ابو القاضی القضاۃ تاج الدین عبد الوہاب بن علی بن عبد الکاظمی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ ابن قزام السبکی (۱۳۷۵ھ/۱۳۶۹ء)۔ قزوین شہر اور دمشق میں وفات ہوئی۔

جس تاج الدین سبکی نے اس تحریر کا مطالعہ کیا تو ان کی تعریف کی اور ان کے جوابات بنام "مجمع المصنوع عن جمع الجوامع" لکھ ڈالے۔ ابن العماد نے شذرات میں مجمع المصنوع کو جمع الجوامع کی شرح بتایا ہے حالانکہ یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔

۵۔ القواعد المشتتة على الاشياء والنظائر^۱

کتاب "جمع الجوامع" کا تحقیقی تجزیہ : رجال کی مختلف کتابوں میں اس کا مختلف طرح سے ذکر ملتا ہے ان سب کی مراد ابن سبکی کی ایک ہی کتاب کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں :

۱۔ جمع الجوامع فی الاصلین والجدول والنصوف ۲۔ جمع الجوامع فی الاصلین

۳۔ جمع الجوامع فی اصول الفقہ

ان میں سے تیسرا قول یعنی جمع الجوامع فی اصول الفقہ راجح معلوم ہوتا ہے۔ اس کی چند مستند روایں و جوابات بھی ہو سکتی ہیں :

۱۔ ابن سبکی کے تراجم میں زیادہ تر حضرات نے اس نام کا اسی طرح ذکر کیا۔

۲۔ کتاب کا اکثر حصہ مباحث اصول فقہ میں ہے اور مباحث اصول الدین بہت کم ہیں۔

۳۔ تاج الدین ابن سبکی نے اپنی کتاب الاشیاء والنظائر میں فرمایا :

"اعلم ان لنا فی اصول الفقہ مصنفات اشتملت علی قدر کثیر من الفروع المخرجة علی الاصول، من لفظہ عرفنا لم نسق الیہ، ومن احاط بها فی کتبنا الاربعۃ وہی : "شرح مختصر ابن الحاجب، و شرح منهاج البیضاوی و المختصر المسمی جمع الجوامع۔۔۔"

(ہاں نوکریٹک ہماری اصول فقہ میں کئی تعقیفات ہیں جن کا بڑا حصہ فروع سے اصول کی تخریج پر مشتمل ہے۔ جو نوکر لکھتا ہے وہ جانے گا کہ اس کی طرف سب سے پہلے ہم نے قدم نہیں بڑھایا اور وہ جس نے ہماری چار کتابوں کا احاطہ کیا اور وہ چار کتابیں "شرح مختصر ابن الحاجب، و شرح منهاج البیضاوی و المختصر جو جمع الجوامع کے نام سے موسوم ہے۔۔۔")

یہاں ابن سبکی نے جمع الجوامع کو مصنفات اصول فقہ میں سے بتایا ہے۔

کتاب "جمع الجوامع" میں تاج الدین سبکی کا منہج :

۱۔ مباحث اصول اور مسائل کو انتخابی اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

۲۔ جمیع مسائل اصول فقہ بیان کرتے ہوئے بعض ایسی اشیا کا بھی اضافہ کر دیتے ہیں جنہیں ان سے پہلے کے اصولیین نے بیان نہیں کیا ہوتا۔ شارح حواقول نے اپنی شرح کے دوران ان مقامات کی نشاندہی کی ہے۔

۳۔ مصطلحات اصولیہ کی تعریف اور ان کے تعین بغیر طوالت کے کرتے ہیں۔

۱۔ ان مسائل اصولیہ کو ذکر کرتے ہیں جن میں اصولیین کا اختلاف واقع ہوا ہے۔

۲۔ بعض مسائل میں اقوال کے ساتھ ساتھ قائل کا بھی ذکر کر دیتے ہیں مگر وہ ایسا کم ہی کرتے ہیں۔

۳۔ صرف اقوال کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں اور بہت کم ہی ان کے لفظی ذکر کرتے ہیں۔

۴۔ اگر کسی خلاف لفظی ہو تو اس کو ذکر کرتے ہیں۔

۵۔ صرف کتب اصولیہ کے اصل مراجع سے ہی نقل کرنے کی پابندی کرتے ہیں اور کسی قول کو کسی شخص کی طرف اس وقت تک منسوب نہیں کرتے جب تک کہ قائل کے خود اپنی کتاب میں اسے نقل نہیں کیا ہو، یا اس کے کسی شاگرد نے ان کا قول نقل نہیں کیا ہو۔

یہ مال مذکورہ شیخ کی بنا پر اس کتاب کو تالیف کے بعد سے عصر حاضر تک ہر دور میں خصوصی اہمیت حاصل رہی کیونکہ وہ ملحد کے صحیح مسائل پر مشتمل ایک مکمل کتاب تھی اور مختصر ہونے کی وجہ سے اس کا حفظ و استحکام آسان تھا مگر جب علماء نے یہ محسوس کیا کہ بعض طلب اس کے مختصر اور سہل ہونے کی بنا پر بغیر اس کی مقصدیت جانے صرف حفظ پر مصر ہو رہے ہیں اور انجان میں دن دن اضافہ ہو رہا ہے تو انہوں نے اس کی مقصدیت کے بہتر طریقہ سے حصول کے لئے اس کی تراش شرح الشرح و شروح پر حواشی، اختصار، کتاب پر حواشی، تعلیقات اور اس کے نظم و غیرہ کی طرف توجہ مرکوز کی اور بہت کثرت کے ساتھ اس پر توضیحات و غیرہ پیش کی گئیں۔ ان میں سے چند کو اپنی استطاعت کے مطابق بیان کریں گے۔

عصر حاضر کے معروف مصنف شیخ محمد شعری نے کتاب "جمع الجوامع" کے معانی کی طرف ان الفاظ سے توجہ دالی ہے :

"واما جمع الجوامع فهو عبارة عن جمع الاقوال المختلفة بعبارة لا تفيد قارئاً ولا سامعاً، وهو مع ذلك خلو من الاستدلال على ما يقرره من القواعد"

(اور جہاں تک کتاب "جمع الجوامع" کا تعلق ہے تو یہ کتاب مختلف اقوال کا ایک مجموعہ ہے جسے ایسی عبارت میں جمع کیا گیا ہے جو نہ اس کے قاری کے لئے مفید ہے اور نہ سامع کے لئے فائدہ بخش۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کتاب قواعد سے استدلال و استنباط کرنے کے اسلوب سے بھی خالی ہے)۔

کتاب "جمع الجوامع" کی شروح، شرح الشرح اور حواشی :
شروح و شارحین :

۱۔ ابو حفص سراج الدین عمر بن اخطی بن احمد ہندی مصری غزنوی (متوفی ۷۷۳ھ) نے "السلوامع" کے نام سے شرح لکھی۔

۲۔ بدر الدین محمد بن بہاؤ الدین عبداللہ زکشی مصری شافعی (متوفی ۷۹۳ھ) نے "تشیف المصامع" کے نام سے شرح لکھی۔ بدیع العارفین کے مطابق یہ تتبع الجوامع فی الفردوس کی شرح ہے مگر المرافی اور ایضاً المصامع کے

تحقیقی مقدمہ اور دیگر ذرائع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جمع الجوامع فی الاصول کی شرح ہے اور یہی درست ہے۔ کیونکہ تاج الدین سبکی نے فروع میں اس نام سے کوئی کتاب تالیف نہیں کی تھی۔ شیخ طہطاوی نے اپنی شرح میں ذکر کیا کہ کتاب "تشیف المسامع" سے خوب استفادہ کیا ہے۔^۱

۳۔ شمس الدین محمد بن محمد بن الاسدی الغزنی شافعی (متوفی ۸۰۸ھ) نے بھی تصنیف المسامع کے نام سے شرح تالیف کی۔ اس کے علاوہ انہوں نے بروق اللوامع فیماورد علی جمع الجوامع کے نام سے ایک اور شرح بھی تالیف کی تھی جس میں انہوں نے جمع الجوامع پر وارد ہونے والے تمام اعتراضات کو ذکر کیا۔ ان کی تحقیق و توضیح کی، سلسلہ صحیحہ اور غیر صحیحہ کے مابین فرق آجا کر گیا۔ بروق اللوامع کا ایک خطی نسخہ مکتبہ المرکزہ جامعہ الملک سعود میں ۲۸۱ کے تحت موجود ہے۔^۲

۴۔ عزالدین محمد بن ابی بکر معروف بہ ابن جامعد الکنافی شافعی (متوفی ۸۱۹ھ) نے شرح جمع الجوامع تالیف کی اور اس کا نام النجم اللامع رکھا۔ اس کا ایک تحریری نسخہ مکتبہ الحرم المدی میں ۱۴۳ کے تحت موجود ہے۔^۳

۵۔ شیخ شہاب الدین احمد بن عبد اللہ بن اور اخروی شافعی (متوفی ۷۲۲ھ) نے شرح جمع الجوامع تالیف کی۔^۴

۶۔ ابو زرعا احمد بن عبد الرحیم عراقی (متوفی ۷۲۶ھ) نے "العیث الہامع" کے نام سے شرح تالیف کی۔^۵

۷۔ شہاب الدین احمد بن حسین بن سلمان الرطبی القندی شافعی (متوفی ۷۴۳ھ) نے لمع اللوامع فی توضیح جمع الجوامع کے نام سے شرح لکھی۔^۶ اس کا ایک خطی نسخہ دارالکتب المصریہ میں ۲۳۱۵ کے تحت موجود ہے۔

۸۔ ابویاسر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن احمد قاہری معروف بہ ابن الخیار (متوفی ۸۴۳ھ) نے زوال الصانع اور شرح جمع الجوامع تالیف کی۔

۹۔ برہان الدین ابراہیم بن محمد الباقی القندی (متوفی ۸۵۰ھ تقریباً ۹۰۰ھ بعد) انہوں نے شرح تالیف کی۔^۷

۱۰۔ محبت الدین ابی الطیب محمد بن علی احمد الحنفی المصری شافعی معروف بہ ابن حمید (متوفی ۸۵۵ھ) نے البذل اللامع فی ضبط الفاظ جمع الجوامع کے نام سے شرح لکھی۔^۸

۱۱۔ علی ابن یوسف بن احمد القندوی المصری شافعی (متوفی ۸۶۰ھ) نے الامجد اللامع علی جمع الجوامع کے نام سے شرح تالیف کی۔^۹

۱۲۔ جلال الدین محمد بن احمد الحنفی شافعی (متوفی ۸۶۲ھ) نے البدو الطالع بشروح جمع الجوامع کے نام سے شرح تالیف کی۔^{۱۰}

۱۔ بیہ العارفين ۱۷۴/۶	۲۔ كشاف القواعد ۳۲	۳۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۴۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۵۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۶۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۷۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۸۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۹۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۱۰۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱
۱۱۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۱۲۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۱۳۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۱۴۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۱۵۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۱۶۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۱۷۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۱۸۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۱۹۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۲۰۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱
۲۱۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۲۲۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۲۳۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۲۴۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۲۵۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۲۶۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۲۷۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۲۸۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۲۹۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۳۰۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱
۳۱۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۳۲۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۳۳۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۳۴۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۳۵۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۳۶۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۳۷۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۳۸۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۳۹۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱	۴۰۔ كشاف القواعد ۵۹۶/۱

اس کتاب کی متعدد طباعتیں ہو چکی ہیں، یہ کتاب دارالکتب العلمیہ بیروت سے بھی چھپ چکی ہے۔ اس شرح پر ثناء بلیغہ اور متعدد حواشی لکھے گئے جو متعدد جلدوں میں ہیں :

شرح المصحلی کی شرح : ابو العباس احمد بن مبارک بن محمد بن علی البکری الصمدی (متوفی ۱۱۵۵ھ) نے کتاب "شرح علی شرح المصحلی علی جمع الجوامع" تالیف کی۔^۱

شرح المصحلی پر تعلیقہ : حسین بن علی بن حسن العشاری البغدادی شافعی (متوفی ۱۱۹۳ھ) نے تعلیقات علی ابن علی الجوامع لکھے۔^۲

شرح المصحلی پر حواشی :

۱۔ احمد بن عبد اللہ بن بدر الغزنی شافعی (متوفی ۸۲۲ھ) نے حاشیہ علی اوائل البدر الطالع تالیف کیا۔ مظہر بھانے برہن میں ۹۳۲۸ (۶۱۰) کے تحت اس کی موجودگی کی نشاندہی کی ہے۔^۳

۲۔ بدر الدین محمد بن محمد بن خطیب القنویہ (متوفی ۸۰۳ھ) تلمیذ الشلوخ نے اس شرح پر حاشیہ تالیف کیا۔ قطب الدین عینی (ابن حجر) الاصفہانی (متوفی ۹۵۵ھ) نے اس شرح پر حاشیہ لکھا۔^۴

۳۔ قاضی زکریا بن محمد الانصاری شافعی (متوفی ۹۱۰ھ یا ۹۲۶ھ) نے "المجموع الطوالع فی اہراز دقائق شرح جمع الجوامع" کے نام سے حاشیہ لکھا۔ مصر ترکی، مکرر بطبع، تونس وغیرہ میں اس کے نسخے موجود ہیں۔^۵

۴۔ شیخ محمد بن داؤد البازلی الکھوی (متوفی ۹۲۵ھ)۔^۶

۵۔ ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن ابراہیم اللقانی مائکی (متوفی ۹۴۳ھ)۔^۷

۶۔ ہامد الدین ابی عبد اللہ محمد المائکی اللقانی (متوفی ۹۵۳ھ)۔^۸

۷۔ عینی بن محمد بن عبد اللہ بن محمد الصفوری قطب الدین الاصبغی شافعی (متوفی ۹۵۵ھ)۔^۹

۸۔ شہاب الدین عیسو احمد البری مصری شافعی (متوفی ۹۵۶ھ)۔^{۱۰}

۹۔ ابو عبد اللہ محمد بن حسن اللقانی مائکی (متوفی ۹۵۸ھ)۔^{۱۱}

۱۰۔ احمد بن محمد بن علی شہاب الدین بن شمس الدین بن نور الدین معروف بہ الغنیمی الانصاری الغزنی حنفی (متوفی ۱۰۳۳ھ)۔^{۱۲}

۱۔ محمد سلیمان ۱/۱۹۰ (۱۳۸) ج ۲ صفحہ ۴۳-۴۴ (۳۸۰)، بحوالہ اسلام ۲/۲۲۸

۲۔ محمد سلیمان ۱/۱۵۵-۱۵۶ ج ۲ صفحہ ۵۹۵

۳۔ ابن بطون ۱/۵۹۵، حاشیہ العارضین ۵/۳۷۳، محمد سلیمان ۲/۱۰۷-۱۰۸

۴۔ ابن بطون ۲/۴۳۲ ج ۲ صفحہ ۵۹۵

۵۔ ابن بطون ۱/۳۹۱، بیاض المکون ۳/۳۶۶، ابن بطون ۱/۳۹۱

۶۔ محمد سلیمان ۱/۲۲۲ (۱۶۵) ج ۲ صفحہ ۲۲۲

۷۔ ابن بطون ۱/۱۵۵-۱۵۶ ج ۲ صفحہ ۵۹۵

۸۔ ابن بطون ۱/۱۵۵-۱۵۶ ج ۲ صفحہ ۵۹۵

۹۔ ابن بطون ۱/۱۵۵-۱۵۶ ج ۲ صفحہ ۵۹۵

۱۰۔ ابن بطون ۱/۱۵۵-۱۵۶ ج ۲ صفحہ ۵۹۵

۱۱۔ ابن بطون ۱/۱۵۵-۱۵۶ ج ۲ صفحہ ۵۹۵

۱۲۔ ابن بطون ۱/۱۵۵-۱۵۶ ج ۲ صفحہ ۵۹۵

کی۔ اس کا ایک خطی نسخہ دارالکتب المشرقیہ میں ۳۴۰۵ کے تحت موجود ہے۔^۱

۲۹۔ ابو بکر بن عبد الرحمن بن شہاب الدین اعلوی الحسنی (متوفی ند) نے التوہیق النافع والیاض وتکمیل مسائل الجوامع کے نام سے شرح تالیف کی۔ یہ کتاب دائرہ معارف العثمانیہ حیدرآباد سے ۱۳۷۷ھ میں چھپ چکی ہے۔

۳۰۔ عبد الرحمن الشویخی (متوفی ند) نے اس کتاب میں پائے جانے والے فقہی الرواؤد و توفیق الکلام پر ایک کتاب لکھی اور اس کا نام البدو الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع رکھا۔ یہ تقریرات حاشیہ العطار پر چھپ چکی ہے۔

۳۱۔ محمد رفیع المصطحی (متوفی ند) نے البدو الساطع علی جمع الجوامع کے نام سے شرح لکھی جو مصر سے چھپ چکی ہے۔ اس پر دو ترمیمی نسخے نے کتاب کے شروع سے باب القیاس تک تحقیق پیش کر کے کلمہ شریف ریاض سے پٹی۔ اسکا ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

۳۲۔ محمد بن محمد بن حسین الامامی، سابق شیخ الازہر نے تقریر علی جمع الجوامع کے نام سے شرح لکھی۔ اس کا ایک خطی نسخہ مکتبہ الازہر میں ۸۷۷ھ کے تحت موجود ہے۔^۲

کتاب ”جمع الجوامع“ کا اختصار اور اس اختصار کی شرح، حاشیہ و تحقیق :

۱۔ شیخ الاسلام ذکریا الانصاری شافعی (متوفی ۹۲۶ھ یا ۹۱۰ھ) نے مختصر اب الاصول لکھا اور پھر ان اختصار کی غایۃ الوصول کے نام سے شرح لکھی۔

غایۃ الوصول پر حاشیہ : اس پر محمد عبداللہادی جوہری کا حاشیہ ہے جسے انہوں نے ۱۱۹۲ھ میں مکمل کر لیا تھا۔ کتاب غایۃ الوصول شرح لب الاصول، محمد عبداللہادی جوہری کے حاشیہ کے ساتھ مطبوعہ عیسیٰ الیابی انجمنی، مصر سے چھپ چکے ہیں۔

غایۃ الوصول پر تحقیق : عبداللہ محمد احمد الصالح نے جامع الامم القری سے ۱۳۰۳-۱۳۰۴ھ میں اس پر ایم۔ اے کا تحقیقی مقالہ پیش کیا اور سند حاصل کی۔^۳

۲۔ محمود آقندی عمر الباجوری (متوفی ند) نے اس کی تفسیر و اختصار کیا اور اس کا نام ”المفصول السبعہ فی اصول الشریعہ ملخص لجمع الجوامع“ رکھا۔ یہ کتاب ۱۳۱۳ھ میں مصر سے چھپ چکی ہے۔^۴

۳۔ محمد بن عبد اللہ البیسی انجمنی شافعی (متوفی ۱۱۹۲ھ) نے اس کا اختصار کیا اور اس کا نام ”مختصر جمع الجوامع“ رکھا۔ کتاب ”جمع الجوامع“ پر تعلیقہ : محمد بن محمد بن علیمہ والحزوی شافعی (متوفی ند)، (ولادت ۱۰۹۵ھ) نے

۱۔ حوالہ سابق ص ۲۹ ج (الف) حوالہ سابق ص ۳۸ ج حوالہ سابق ص ۳۸

۲۔ حوالہ سابق ص ۳۲ ج حوالہ سابق ص ۳۷ اس کا ایک خطی نسخہ مکتبہ الازہر میں ۸۷۷ھ کے تحت موجود ہے۔

۳۔ النسخ المکتوب ۶۸/۳، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶،

الہ ایک تعلیق تالیف کیا اور اس کا نام "تعلیق علی جمع الجوامع للسیکی" رکھا۔ مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء میں اس کا ایک تعلیق مخطوط کی صورت میں موجود ہے مگر اس کے مؤلف کا نام مذکور نہیں ہے۔ اسی طرح ایک تعلیق علی شروح الجوامع کا بھی ذکر ہے اس کا مؤلف محمد بن ابی بکر علی بن ابی شریف (متوفی نہ) ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ یہ کتاب کی شرح پر تعلیق ہے۔^۱

کتاب "جمع الجوامع" پر حواشی :

۱۔ برہان الدین ابراہیم بن ابراہیم بن حسن بن علی اللقانی مالکی (متوفی ۱۰۳۶ھ) نے حاشیہ علی جمع الجوامع لکھا اور اس کا نام السور اللوامع من حدود جمع الجوامع رکھا مگر یہ حاشیہ مکمل رہا۔ جامعہ ام القریش میں ۳۴ نمبر کے علاوہ مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ محقق "الطبایع اللامع" نے اس کو جمع الجوامع کی شرح میں بحوالہ اصطلاح المسکون ذکر کیا مگر اصطلاح المسکون میں صرف اس کتاب کی نسبت برہان الدین کی طرف کی گئی ہے اور اس میں حاشیہ شرح کا کوئی ذکر نہیں ہے۔^۲

۲۔ حسن بن علی بن احمد عبداللہ المراثی شافعی (متوفی ۱۱۷۰ھ) نے اس پر حاشیہ تالیف کیا۔^۳

۳۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبادہ بن یری العدوی صوفی مالکی نے اس پر حاشیہ تالیف کیا۔^۴

۴۔ فیصل اللہ الدہستانی شافعی (متوفی ۱۲۰۲ھ) نے اس پر حاشیہ تالیف کیا۔^۵

۵۔ عبدالحمید السہابی شافعی (متوفی ۱۲۳۰ھ) نے دو ضخیم جلدوں میں حاشیہ علی جمع الجوامع تالیف کیا۔^۶

کتاب "جمع الجوامع" کی شرح پر مزید حواشی :

۱۔ شہاب الدین احمد بن قاسم العبادی قاہری (متوفی ۹۹۳ھ) نے حاشیہ علی شرح جمع الجوامع تالیف کیا اور اس کا نام "الایات الیسات" رکھا۔ یہ حاشیہ مطبع بولاق سے ۱۲۸۹ھ میں چھپ چکا ہے۔^۷

۲۔ الیاس بن ابراہیم بن داؤد بن خضر الکوردی الکوردانی شافعی (متوفی ۱۱۳۸ھ) نے اس شرح پر حاشیہ تالیف کیا۔^۸

۳۔ ابوالحسن نور الدین محمد بن عبداللہ بن عبدالحادی سندھی خنقی (متوفی ۱۲۲۸ھ) نے حاشیہ شرح الجوامع تالیف کیا۔^۹

۱۔ محمد امین فی ایمان الامیمان، امام ہدایہ الدین السیوطی حنفی ۹۱۱ھ میں ۱۹۷ (۱۸۱) تہذیب دارک مطبعہ السوربیہ الاسرکیہ ۱۳۹۷ھ۔ ہندوستان مکتبہ المصطفیٰ
۲۔ استخلاص مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء ۱۸۱/۲۔ علاوہ محمد عبدالرزاق الرضوی، المجلد ۲، ص ۱۷۱۔ دارالافتاء دارالارشاد۔

۳۔ بیروت المسکون ۱/۳، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰

کتاب "تجميع الجوامع" پر مکتبہ :

- ۱۔ علامہ ابن حجر عسقلانی، بزرگ محدث و عالم، (متوفی ۸۱۹ھ) نے اس پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۲۔ ابو الفضل مبارک الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر دیگر کتب سے اضافہ کے ساتھ اس کا ترمیم و اضافہ کیا۔
- ۳۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر احمد بن حنبل (متوفی ۸۵۴ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۴۔ کتاب "تجميع الجوامع" کا اختتام :

- ۱۔ شیخ شہاب الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۸۹۳ھ) نے "تجميع الجوامع" کا اختتام کیا۔
- ۲۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۳۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۴۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"

الکتاب السطوح کی شرح :

- ۱۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۲۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۳۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۴۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"

- ۱۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۲۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۳۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۴۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"

- ۱۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۲۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۳۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۴۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"

- ۱۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۲۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۳۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"
- ۴۔ ابو القاسم مبارک الدین محمد بن محمد بن ابی اسحاق شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تجميع الجوامع" پر مکتبہ "تالیف کیا۔"

۱۔ کتاب القیام (۵۲۱) بابہ ۱۰۰/۱۵	۲۔ کتاب القیام (۱۹۷۷)
۳۔ کتاب القیام (۱۹۷۷) بابہ ۱۰۰/۱۵	۴۔ کتاب القیام (۱۹۷۷) بابہ ۱۰۰/۱۵
۵۔ کتاب القیام (۱۹۷۷) بابہ ۱۰۰/۱۵	۶۔ کتاب القیام (۱۹۷۷) بابہ ۱۰۰/۱۵
۷۔ کتاب القیام (۱۹۷۷) بابہ ۱۰۰/۱۵	۸۔ کتاب القیام (۱۹۷۷) بابہ ۱۰۰/۱۵
۹۔ کتاب القیام (۱۹۷۷) بابہ ۱۰۰/۱۵	۱۰۔ کتاب القیام (۱۹۷۷) بابہ ۱۰۰/۱۵

کتاب کے آخر میں مذکور ہے کہ شیخ تلمسانی ۵۳ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے تھے۔ یہ کتاب احمد علی بن عبد اللہ خلف اللہ کی تحقیق، تخریج، اعدادیت اور وضع فہارس وغیرہ کے ساتھ مطبعہ السعدیہ سے پہلی مرتبہ ۱۳۰۱ھ-۱۸۸۱ء میں طبع ہوئی۔ تصحیح الطرغ علی الاصول میں تصنیف کے جو مکتبہ راجع ہوئے ان کی تصویر پر کٹی مکمل کرنے کے لئے ہم تلمسانی کی کتاب کا ایک نمونہ ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کے مکتبہ کی وضاحت ہو سکے :

”فی کون الامر بالشئ يقتضی المبادی الیہ اولا يقتضیہا“۔

(کسی چیز کا حکم دیا جائے یا اس بات کا متقاضی ہے کہ اسے فوراً کیا جائے ؟)

”اس مسئلہ میں اہل اصول میں اختلاف ہے اور اسی اصل کی بنیاد پر بعض فرقی مسائل میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ مثلاً امام شافعی اور امام ابو حنیفہؒ کا اس بارے میں اختلاف کہ شرائط واجب پائے جانے کی صورت میں کیا جگہ فوری طور واجب ہے کہ اگر ایسی جگہ پر قادر ہونے کے باوجود جگہ کا سفر کرنے سے آدمی گنہگار ہوگا (یعنی امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ہے) یا فوری طور پر جگہ فرض نہیں ہوگی۔ لہذا اگر ایسی جگہ پر قادر ہونے کے باوجود جگہ کو سفر کرنے سے انسان گنہگار نہیں ہوگا“ (یعنی امام شافعی کا مذہب ہے)

مذہب مالکی میں اس کے بارے میں دو قول ہیں :

الذہبی کا یہ ارشاد : ”وہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً“۔ اس بات کا متقاضی فوری طور مامور ہے۔

اسی طرح کفارہ کے وجوب میں اختلاف ہے کہ کیا وجوب فوری طور پر ہوتا ہے یا اس کی ادائیگی میں تاخیر ہو سکتی ہے۔ اسی طرح اگر سال گزرنے اور زکوٰۃ کی ادائیگی پر قادر ہونے کے بعد نصاب ہلاک ہو گیا تو کیا یہ شخص زکوٰۃ کا گناہ ہوگا یا اس کے بعد زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ امام شافعی کی رائے ہے کہ یہ شخص زکوٰۃ کا گناہ نہیں ہوگا اس لئے کہ ان کے بعد زکوٰۃ کا حکم فوری ادائیگی پر محمول ہوتا ہے۔ لہذا تاخیر کرنے سے وہ گنہگار ہوگا اور احناف کا مسلک یہ ہے کہ وہ شخص نصاب ہلاک ہونے کے بعد زکوٰۃ کا گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی فوری طور پر لازم نہیں ہوتی۔ لہذا اگر ایسی جگہ میں تاخیر کرنے سے وہ شخص امر کی مخالفت کرنے والا نہیں مانا جائے گا۔

آراء کا تجزیہ :

امام شافعی اور حنفی دونوں نے اس مسئلہ میں اپنے اصل کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے سنی مصلحانہ کرنا چاہئے۔ محقق اہل اصول کی رائے یہ ہے کہ امر مطلق نہ تو فوری ادائیگی کا تقاضا کرتا ہے اور نہ ہی تاخیر کا، کیونکہ امر فوری کرنے کے ساتھ عقیدہ ہوتا ہے۔ مثلاً مالک اپنے قلام سے کہے کہ ابھی سفر کر تو یہ امر فوری ادائیگی کا متقاضی ہے۔ یہ بھی ترائی کے ساتھ عقیدہ ہوتا ہے۔ مثلاً آقائے قلام سے کہا کہ اگلے مہینے میں سفر کر تو یہ امر تاخیر کا متقاضی ہے اور جب ان سے مطلق حکم دیا نہ تو فوری ادائیگی کی قید لگائی اور نہ ہی ترائی کی تو اس میں دونوں چیزوں کا احتمال ہوگا اور جس چیز میں دونوں چیزوں کا امکان نہ ہو وہ چیز ان میں سے کسی ایک کا متضمن طور پر تقاضا نہیں کرتی۔

تقی مخرج الاصول نے کتاب کے اختتام میں لکھا ہے :

”والہی ہناسم تحقیق هذا الكتاب النفیس و هو من المصنفات الیہامة فی عالم اصول الطیفة المتقارون التي تنعزح لحجج کل مذهب من المذاهب الاربعة فی بناء الفروع علی القواعد الاصولیة ، ولا استدلال علی اہمیة المصنف من أن کل صفحة منه لاتخلو من مادة صالحة لان تكون موضوعا لرسالة جامعیة ، وشرح هذا الكتاب الموجز یحتاج الی مجلدات“۔^۱

(اور یہاں اس محدود کتاب کی تحقیق مکمل ہوئی اور وہ جدید دنیا کے اصول فقہ کی اہم مضامین میں سے ہے جو مذہب اربعہ میں سے ہر مذہب کی قواعد اصولیہ پر فروع کی بنا کرنے کی جگہ پیش کرتی ہے اور میں اس کتاب کی اہمیت پر کوئی دلیل نہیں دیتا کہ اس کا ہر صفحہ عمدہ موضوعات سے بھر ادا ہے۔ یہ اس لئے ہے تاکہ ایک جامع موضوع بن سکے اور اس مختصر کتاب کی شرح کی مجلدات کی محتاج ہے)

مخرج الاصول کا نظم :

ابن علی بن عبد الواحد بن محمد بن مرنج السجلداسی (متوفی ۷۵۰ھ) نظم اصول الشریف الطلمسلی تالیف کیا۔^۲

محمد بن حسن المالقی مالکی (متوفی ۷۷۱ھ)^۳

انہوں نے شرح مختصر ابن الحاجب تالیف کی جبکہ ہدیۃ العارفين کے مطابق شرح منہج السؤل والامل لابن الحاجب ان کی تالیف ہے۔^۴

احمد بن قاضی الجلیل حبلی (۶۹۳ھ۔ ۷۷۱ھ)^۵

حدیث اور ان کی عقل، نجومیہ، اصول فقہ و اصول دین، منطق و فقہ میں کمال حاصل تھا۔ شیخ تقی الدین ابن حمہ سے مختلف علوم کی تصانیف کا درس لیا، کئی مدارس میں تدریس کی خدمات انجام دیں۔ آخری عمر میں مدرسہ حسن سلطان میں خاص طور پر تدریس کے لئے طلبہ کئے گئے۔ دمشق میں قاضی رہے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : کتاب ”اصول فقہ“ تالیف کی مگر وہ نامکمل رہی۔^۶

عبدالرحیم الاستوی شافعی (۷۰۳ھ/۷۷۲ھ)^۷

مؤرخ، مفسر فقہی، اصولی، لغوی و عروض کے عالم تھے، فقہ میں خاص شہرت پائی، آپ کے شیوخ بھی اس کے معترف تھے۔ ان کے زمانے میں ریاست شافعیہ ایران پر شہنشاہی ہوئی تھی۔ تدریس، افتاء و تصنیف کی خدمات انجام دیں۔

۱۔ مخرج الاصول۔ ص ۹۰۔ ۹۱ اور ۶۳۹ متن وحاشیہ، المطبع المبین ۱۸۲/۲ ج ۲۔ ہدیۃ العارفين ۷۵۶/۵

۲۔ محمد بن حسن بن دناجی اندلسی ج ۲۔ کشف الظنون ۱۲۱۵/۲۔ ہدیۃ العارفين ۱۶۵/۶

۳۔ ابوالحسن شرف الدین احمد بن الحسن بن عبد اللہ بن ابوالعزیز محمد بن احمد بن قدامہ مقدسی الاصل ثمالہ مشقی معروف بہ ابن قاضی الجلیل (۱۱۶۲ھ/۱۱۷۳ھ) ج ۲۔ مجمع الاصول ۱۰۶/۱ (۷۲)

۴۔ ابوالحسن محمد بن عبد الرحیم بن الحسن بن علی بن عمر بن علی بن ابیہر اہم القرظی الاسوی المصری (۱۳۰۳ھ/۱۳۷۰ھ) مصر میں وفات پائی۔

بیت المال کی وکالت اور حسب کے متولی کے مجددوں پر فائز رہنے کے بعد خود مستغنی ہو کر عملی سرگرمیوں میں مشغول ہو گیا اور اصولی پر مشہور اصولی مجدد الدین محمد بن عبد اللہ بن ہارون رشتی شافعی صاحب البحر المحیط سلطان کے تلامذہ میں سے تھے۔
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ غیایۃ السؤل فی شرح منہاج الاصول۔

۲۔ التمهید فی تنزیل الفروع علی الاصول۔

بدیع العرفین میں یہ الفاظ مذکور ہیں : " التمهید فی استنباح المسائل الفروعیۃ من القواعد الاصولیۃ " کتاب " التمهید " جس میں مسائل اصولیہ پر فقہی تخریج کی کیفیت بیان کرتے ہیں۔ اس کتاب میں اگر کتب کے بعد وہ جملہ آتے ہیں جس سے احکام متفرع ہوتے ہیں۔ ۶۸۵ھ میں اس کی تالیف سے قطعاً نہ ہوئے۔

کتاب " التمهید کا اختصار :

ابو عبد اللہ حسن الدین محمد بن سلیمان بن عبد اللہ شافعی (متوفی ۹۲ھ) نے " المختصر التمهید " کے نام سے اس کا اختصار کیا۔

۳۔ ذوائد الاصول یا زیادات علی شرح منہاج الیضاوی

اس کتاب میں ان مسائل کو ذکر کیا گیا ہے جن سے قاضی بیضاوی نے " المنہاج " میں پہلے بحث کی تھی۔ وہ اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں :

" قلنا بسوال الفروع من شرح المنہاج ، شرعت فی شلعة بضع مباحات منہاج المذکور من المسائل الاصولیہ "۔

(ابو عبد اللہ تعالیٰ نے شرح المنہاج سے فراغت آمانی ہوئی تو میں نے ان پر اس مسائل اصولیہ کو ترجیح کر دیا کہ بدیع العرفین سے مقدم و مشہور تھی)۔

ذوائد الاصول کی شرح :

ابو العباس احمد بن حماد الافطہسی (متوفی ۸۰۸ھ) شباب السنی نے " القواعد فی شرح الذوائد " نام سے شرح تالیف کی۔

۱۔ الفتح المبین ۸۶/۲ سے ۸۷/۵ ابویہ المارینی ۸۶۱/۵

۲۔ كشف الظنون ۸۸۲/۳۸۵ ابویہ المارینی ۸۶۱/۵ الفتح المبین ۸۶/۲ سے ۸۷/۵ ابویہ المارینی ۸۶۱/۵

۳۔ كشف الظنون ۸۸۲/۳۸۵ ابویہ المارینی ۸۶۱/۵

۴۔ الفتح المبین ۸۶/۳ معجم الاصلین ۸۸۲/۲ (۸۸۲) ۸۶۱/۵ (۸۸۲) ۸۶۱/۵ معجم الاصلین ۸۸۲/۲

۵۔ الفتح المبین ۸۸۲/۳۸۵ ابویہ المارینی ۸۶۱/۵

نہایۃ السؤل فی شرح منهاج الاصول کا تحقیقی تجزیہ :

کہا جاتا ہے کہ اس شرح کی تالیف کا آغاز ان کے بھائی محمد نے کیا اور اس کو جمال الدین اسنوی نے مکمل کیا۔
اسنوی نے ۷۳۰ھ میں اس کی تالیف کا آغاز کیا اور ۷۴۱ھ یعنی صرف ایک سال کی مدت میں اس کو مکمل کر لیا۔
کتاب متوسطہ الختم ہونے کے ساتھ پہل عبارت بھی ہے۔ اس میں اعتراضات کی کثرت ہے اور اس کی ابتداء ان
قرن سے ہوتی ہے۔

”الحمد لله الذي مهد اصول شريسته بكتاب القديم الارلمي“

شیخ محمد خضریٰ اصول فقہ کی کتب کے تاریخی تسلسل میں فرماتے ہیں :

”وقد اخذ القاضي عبدالله بن عمرو البضاوي المتوفى سنة ۸۵۰ ھ كتاب المسمى بمناج
الوصول الى علم الاصول من كتاب الحاصل الا ان الاختصار قد بلغ حده حتى كاد الكلام
يكون الغاذا وكانهم لم يكونوا يؤلفون ليقوموا. ولذلك احتاجت كتبهم الى الشروح حتى
تحل الغاذا وتبين معالمها. واحسن شرح للمناج ما كتبه عبدالرحيم بن حسن الاسوي
الشافعي المتوفى سنة ۷۷۷ ھ ومن المريب ما يؤوله الاسوي في اول شرحه : ان اكثر
المشغلين باصول الشفة في هذا الزمان قد التصروا من كتبه على المناج لكونه صغير
الحجم كثير العلوم مستعذب اللفظ. ولا ادري مما جاءت هذه العذوبة مع استغراق الفاظه
ولقد كنت اذا اردت ان اراجع فيه مسألة انكب عما قاله البضاوي الى ما كتبه الشارح ولا
اعني نفسي بقراءة المتن وقلما رايت من الشراح من يماثل الاسوي في بيان المطالب
التي معنى شرحها.“

القاضي بضاوي نے منهاج الوصول الى علم الاصول کے نام سے القاصل کا اقتصاد کیا۔ اس کتاب میں اس حد تک
اختصار کیا گیا کہ کلام ایک ”محمد بن گروہ“ کیا۔ شاید یہ لوگ اس لئے تالیف نہیں کرتے تھے کہ لوگ اس کو کچھ سکیں۔ اسی
لئے انہی کتابوں کی شرح کی ضرورت پڑی کہ ان کا محض ہونے۔ تعجب ہے کہ اسنوی نے قاضی بضاوی کی
کتاب ”منہاج“ کی شرح کے شروع میں لکھا ہے۔ موجودہ دور میں اصول فقہ سے اشتغال رکھنے والے اکثر لوگوں
نے اصول فقہ کی دوسری کتابوں کے مقابلہ میں منهاج پر اکتفا کیا ہے اس لئے کہ وہ بہت مختصر ہے اس میں واقف علم موجود
ہے اور اس کا اسلوب بھی نہایت شیریں ہے۔ مجھے کچھ میں نہیں آتا ہے کہ الفاظ و عبارت کے اندر قروض و تزیین کی کس
باد بود یہ شیرینی کہاں سے آئی ؟

نہایۃ السؤل پر تعلیق :

خس الدین محمد ابن احمد (متوفی ۸۶۷ھ) نے اس شرح پر تفسیق لکھا۔ جس میں انہوں نے اپنے والد شہاب بن
احمد سے کافی نقل کیا ہے۔

نہایۃ السؤل پر حواشی :

- ۱- قاضی بدر الدین محمد بن شرف الدین عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ معروف بہ ابن بدہ (متوفی ۸۱۹ھ) نے اس شرح پر حاشیہ تالیف کی ہے۔
 - ۲- شیخ الاسلام الاسرج البلقی کے پوتے ابی سعادت محمد بن محمد بن عبدالرحمن البلقی (متوفی ۸۱۹ھ) حاشیہ لکھا۔ جدیدہ الحارثین میں اس طرح مذکور ہے کہ محمد بن سراج الدین عمر بن سلمان البلقی بدر الدین ابو اسحاق المصری شافعی نے حاشیہ علی الاسنوی تالیف کیا ہے۔
 - ۳- شیخ محمد زکیہ المصطفی حنفی (ولادت ۱۲۷۱ھ) سابق مفتی مصر نے مسلم الوصول الی نہایۃ السؤل کے سے حاشیہ تالیف کیا ہے۔
 - ۴- محمد ابو النور زبیر مکی متوفی ۱۳۰۷ھ موصوف کلیہ شریعہ والقانون جامعہ الازہر میں استاد بھی تھے۔ انہوں نے چار اجزاء پر مشتمل ایک عمدہ حاشیہ علی شرح اللامسوی تالیف کیا جو مکتبہ الازہر سے ۱۳۱۲ھ-۱۳۱۳ھ میں چھپ چکا ہے۔ اس میں انہوں نے جمیع مباحث اصولیہ کا احاطہ کیا ہے اور ان کے ذکر کے ساتھ آراء و مذہب لائے ہیں اور محمد دلائل کے ساتھ قول راجح بیان کرتے ہیں۔ لفظی و معنوی خلاف کے مقامات بتانے کے ساتھ ساتھ ان پر سیر حاصل بحث بھی کرتے جاتے ہیں۔
 - ۵- شیخ یوسف موی المرصفی شافعی نے بغیۃ المحتاج لایضاح شرح الاسنوی علی مقدمۃ المحتاج کے سے ایک مجلد میں شرح لکھی جو مطبعہ السعاده قاہرہ سے ۱۳۳۶ھ میں ۱۵۹ صفحات میں چھپ چکی ہے۔
- علامہ اسنوی "السنہاج" کی شرح لکھنے کی طرف کیوں متوجہ ہوئے؟ اس کتاب کی اتنی کثرت سے شروع ہو لکھی گئیں؟ اس کا جواب اسنوی نے کتاب کے آغاز میں دیا کہ یہ کتاب علماء کی توجہ کا مرکز اس لئے لکھی گئی کہ ایک بڑا حجم کتاب ہونے کے ساتھ سہل العبارت بھی تھی جس کے الفاظ شیریں تھے۔
- "نہایۃ السؤل" کی امتیازی خصوصیات :
- ۱- اسنوی نے ذکر کیا کہ ان کی یہ شرح دوسری شروع کے مقابلے میں امتیازی خصوصیات کی حامل ہے اس میں ایسا اہم امور پر توجہ مرکوز کی گئی ہے جن سے دوسرے شارحین نے صرف نظر کیا تھا۔ امتیازی خصوصیات مندرجہ ہیں:
 - ۱- المنہاج پر کئے جانے والے ان اعتراضات و سوالات کے جوابات دیئے جن کے سرے سے یا تو جواب نہ تھے دیئے گئے تھے یا وہ جوابات ضعیف تھے۔
 - ۲- جن مقامات میں صاحب کتاب سے نقل کی غلطی ہوئی تھی ان مقامات سے آگاہ کر دیا۔

و۔ مذہب شافعی کو خصوصیت کے ساتھ بیان کیا اور وجہ یہ بتائی کہ اصول فقہ کے مدون اور ان کے امام کا مسلک متعارف ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہیں مسئلہ سے متعلق کتب شافعیہ مثلاً الامام، الامالی، الاملاہ، مختصر المونی اور مختصر البیہقی میں تلاش کرنے سے کچھ مل جاتا ہے تاہم وہ شافعیہ کا مسلک اکثر ان ہی کے الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں جو ان کی کتب میں ان سے منقول ہوتا ہے۔

اسنوی کہتے ہیں کہ اگر انہیں اس مسئلہ کی بابت بلا واسطہ ان کی کتب سے کچھ میسر نہیں آتا تو وہ اس کلام کی نسبت ان کے نقل کی طرف کر دیتے ہیں۔

ز۔ ان مقامات کی نشاندہی کی جہاں مصنف (بیضاوی) نے امام رازی، یا امام امدی یا ابن الحاجب سے اختلاف کیا ہوتا۔

ح۔ اور جو امام رازی اور ابن حاجب نے فروغ اصولیہ سے ذکر کیا ہوتا اور اگر مصنف بیضاوی نے اس سے بے توجہی برتی ہوئی تو اسنوی کہتے ہیں کہ وہ اسے ذکر کر دیتے ہیں۔

د۔ اسنوی کے مطابق انہوں نے شارحین کی ان تقریرات کی نشاندہی کی جو واقع سے مطابقت نہیں رکھتی تھیں اور پھر ان کی تخریج کی۔

ہ۔ اس کے علاوہ انہوں نے اور بھی بہت سے فوائد مستحسنہ بتلائے ہیں۔ مثلاً انقول غریبہ "نافع ابحاث" اور انہم تو اعد پیش کئے۔

منہاج الوصول از بیضاوی مع اپنی شروح نہایہ السؤل از اسنوی اور سلم الوصول از محمد غنیف عطیمی ایک ساتھ عالم کتب سے چھپ چکی ہیں۔ اسی طرح کتاب المنہاج اپنی شروح، شرح البدعشی اور شرح نہایہ السؤل کے ساتھ بیروت سے بھی چھپ چکی ہے۔
شرح البدعشی کا تحقیقی تجزیہ :

امام محمد بن حسن البدعشی نے مسالھج العقول کے نام منہاج الوصول کی شرح لکھی۔ چونکہ ان کی تاریخ وفات کا ہمیں علم نہیں ہو سکا اس لئے اسی مقام پر ان کی شرح کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔ اس شرح کا آغاز ان لمبات سے ہوتا ہے :

"الحمد لله الذي افاض النوار هدايته سوا الار منار دلالة" الخ

یہ شروح کی موجودگی میں شرح البدعشی کی کیا ضرورت تھی ؟

بالشبہ قاضی بیضاوی کی منہاج الوصول پر کثرت سے شروح لکھی گئیں۔ ان کی موجودگی میں ایک اور شرح منہاج العقول کی بدعشی کی کیا ضرورت تھی ؟ امام بدعشی نے اپنی شرح کے آغاز میں اس سوال کا جواب دے کر اس کی ضرورت کی

بجائے اسل حوالہ دیا کہ میں جو مخلص (مذہب و مائتہ کے ساتھ) نہایہ السؤل اور شرح البدعشی بھی ایک ساتھ طبع ہو چکے ہیں۔ دارالکتب بیروت ۱۳۵۵ھ۔ ۱۹۸۳ء/۱۰۔ مخلص مذہب و مائتہ کے ساتھ۔

جانبی اور تلمسائی کے اسالیب کے تناظر میں "التصہید" کا تقابلی جائزہ :

اسنوی کی اس کتاب کی اہمیت بڑی حد تک اس لئے کم ہو جاتی ہے کہ انہوں نے صرف انہی اصولی قواعد کا موازنہ کیا ہے جو شوافع کے یہاں مختلف تھے ہیں۔ دوسرے فقہی مذاہب سے تعارض نہیں کیا۔ ان کے برخلاف زنجانی نے "فخر سبوح" الفروع علی الاصول میں اسنوی قواعد کے مسئلے میں فقہ شافعی اور فقہ حنفی کے اختلافات کا جائزہ لیا ہے۔ اسی طرح تلمسائی اپنی کتاب "مفتاح الوصول" میں یہی طرز اپناتے ہیں مگر انہوں نے اپنے جائزہ میں مذہب شافعی اور مذہب حنفی کے ساتھ امام مالک کے مذہب کو بھی شامل کر لیا۔ اسی لئے زنجانی اور تلمسائی کی کتابوں میں فقہی فروع میں اصولی قواعد کے اثرات اسنوی کی کتاب کے مقابلہ میں زیادہ واضح محسوس ہوتے ہیں۔ جبکہ اسنوی نے اپنے آپ کو صرف فقہ شافعی کی حد تک محدود رکھا۔

یاد اسنوی نے اصولی قواعد کے اثرات کی وضاحت کے لئے جن فقہی جزئیات کو ذکر کیا ہے ان میں سے بیشتر طلاق اور الطلاق طلاق سے متعلق ہیں۔ ان کی اس کتاب سے فقہ اسلامی کے دوسرے ابواب پر اصولی اختلاف کے اثرات کا طعن حاصل نہیں ہوتا۔ حالانکہ تمام فقہی ابواب اصولی قواعد سے متفرع اور ان پر مبنی ہیں۔ ان کے برعکس زنجانی اختلاف کی وضاحت کے لئے جن فقہی جزئیات کا ذکر کرتے ہیں ان میں سے کچھ کا تعلق معاملات سے ہے، کچھ کا عبادات اور کچھ کا مناکحات اور دوسرے ابواب سے ہوتا ہے۔ اس وجہ سے زنجانی کی کتاب زیادہ متحرک نظر آتی ہے اور ساتھ ہی ان کی کتاب میں قواعد کے اثرات زیادہ واضح محسوس ہوتے ہیں۔ زنجانی نے اپنی یہ کتاب فقہی ابواب پر مرتب کی ہے تاکہ تمام فقہی ابواب میں اصول کے اثرات نمایاں ہو سکیں۔ یہ زنجانی کا غیر معمولی کارنامہ اور بڑی محنت کا ثمر ہے۔ اس بارے میں کسی کو زنجانی پر سبقت حاصل نہیں۔ ان کے بعد امام تلمسائی نے بھی زنجانی سے ملتا جلتا انداز اختیار کیا اور انہوں نے بھی فقہ کے مختلف ابواب کی جزئیات متداول میں ذکر کیں لیکن اس کتاب کی ترتیب اصولی قواعد کی ترتیب کے اعتبار سے ہے۔

کتاب التصہید محمد حسین توتے اسنوی کے زیادہ تر الفاظ کے طلاق پر منحصر ہونے کی یہ وجہ پیش کی ہو سکتی ہے :

"والی الا ان السبب الذى جعل الاسنوى يعتمد على الفاظ الطلاق في غالب الكتاب
لان غيرهما ان التمسيد الشافعية وان اختلفوا في القاعدة الا ان هذا الخلاف نادر،
وغالباً ما يكون في شروطها لا في اصلها، وعلى الرغم من الخلاف فيها تجد الفروع
الفقهية جارية على نمط واحد دون التأثير بهذا الخلاف بمدارك اخرى غير القاعدة
لاصولية ولذلك تبقى القاعدة بدون اثر غالباً مما دفع الاسنوى الى التكليف في اظهار
اثرها في الالفاظ كما لفظاقي والايمان والدور، بينما يظهر اثر الخلاف جلياً واضحاً
عندما يكون الخلاف في اصل القاعدة، كقول الصحابي مثلاً اهر حجتہ أم لا، فانه يبنى
عليه المستات من الفروع الفقهية المتناحية لتباين العمل بهذه القاعدة، وكالحديث
المرسل والاستصحاب ولا مستحسان، وغيره ذلك"۔

تعلیق منسوخہ علی التصہید فی تخریج الفروع علی الاصول الاسنوی، مرقہ ۳۵، بیروت، مکتبۃ الراسخین، ۱۴۰۸ھ

(آخرہ شافعی کا اگرچہ قواعد کے بارے میں بھی اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف بہت شاذ و نادر ہے۔ فقہاء شافعیہ کا اکثر باہمی اختلاف قواعد کی شرطوں کے بارے میں ہے نہ کہ اصل قواعد میں۔ اور ان شرطوں میں اختلاف کے باوجود سب کے یہاں فقہی فروعات کا یا اہل ایک ہی شیخ ہے۔ ان اختلافات کا اثر فقہی فروعات پر نہیں پڑا ہے۔ اس لئے اسنویؒ قواعد کے اثرات کی وضاحت میں غلطی سے کام لینا پڑا ہے۔ طلاق، یمن، نذر وغیرہ کے الفاظ میں اثرات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر اختلاف اصل قواعد میں ہوتا تو اس کے اثرات مسائل فریہ میں بہت واضح محسوس ہوتے مثلاً اس بارے میں اختلاف ہوتا کہ صحابی کا قول جنت ہے یا نہیں، کیونکہ اس قاعدہ پر سیکڑوں فقہی فروعات مبنی ہیں۔ اسی طرح اگر حدیث مرسل، اصحاب، استحسان وغیرہ کے بارے میں آخرہ شافعیہ میں اختلاف ہوتا تو فقہی جزئیات پر اس کے دور رس اثرات ہوتے)

کتاب "التصہید" میں علامہ اسنویؒ کا منہج :

علامہ اسنویؒ اپنی کتاب کے مقدمہ میں اپنے منہج کی وضاحت ان الفاظ سے فرماتے ہیں :

"أذكر أولاً المسألة الأصولية بجميع أطرافها ، متقحة مهذبة ملخصة ، ثم أتبعها بذكر شئ مما يتفرع عليها ، ليكون ذلك تسهياً على مالم أذكره والذي أذكره على أقسام : فله ما يكون جواب أصحابنا فيه موافقاً للقاعدة ومنه ما يكون مخالفاً لها . ومنه مالم أقف فيه على نقل بالكلية ، فذكر فيه ما تقتضيه قاعدتنا الأصولية . ملاحظاً أيضاً للقاعدة الملحية ، والنظائر الفروعية . وحينئذ يعرف الناظر في ذلك مأخذ مانص عليه أصحابنا وأصوله وأجملوه أو فصلوه ، وحبسه به على استخراج ما أحملوه ، ويكون سلاحاً وعدة للمفتين ، وعمدة للمدرسين ، خصوصاً المشروط في حقيهم اللقاء العلمين والقيام بالوظائف ، فإن المذكور جامع لذلك ، واف بما هنالك لا سيما أن الفروع المشار إليها مهمة مقصودة في نفسها بالنظر ، وكثير قد ظفرت به في كتب غريبة ، أو عثرت به في مظنه ، أو استخراجته أنا وصورته ، وكل ذلك ستراه مبيناً أن شاء الله تعالى . وقد مهدت بكتابي هذا طريق النخريج لكل ذي مذهب ، وفصحت به باب التفریع لكل ذي مطلب ، فلتستحضر أرباب المذاهب قواعدها الأصولية وتفاعها ، ثم تسلك ما سلكته فيحصل به أن شاء الله تعالى لجميعهم التمرن على تحرير الأدلته وتهذيبها ، والتبين لما أخذ تضعيفها وتصويبها وينتهي لأكثر المستعدين الملازمين للنظر فيه نهاية الأرب وغاية الطلب وهو تمهيد الوصول إلى مقام استخراج الفروع من قواعد الأصول ، والتعريض إلى ارتقاء مقام ذوی النخريج "۔

(میں پہلے اصولی مسئلہ کو اس کے تمام گوشوں کے ساتھ منہج، مہذب اور مختص انداز میں لکھوں گا، پھر اس اصولی مسئلہ سے متفرع ہونے والے کچھ مسائل کو ذکر کروں گا تاکہ غیر مذکور مسائل کے لئے نمونہ کام کر سکیں۔ میرے ذکر کردہ اصولی چند طرح کے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جن کے بارے میں ہمارے فقہاء کا جواب اصولی قاعدہ کے موافق ہے۔ اور کچھ وہ ہیں

جس کے بارے میں فقہاء کا جواب قاعدہ کے مخالف ہے۔ اور کچھ وہ ہیں جن کے بارے میں مجھے کوئی مستقل چیز نہیں ملی تو دلیل پر میں وہ چیز ذکر کرتا ہوں جو ہمارے اصولی قاعدہ کا تقاضا ہے اور مذہبی قاعدہ اور فرائض کا نہ کوئی مد نظر رکھتا ہوں۔ ان طرح ان بحثوں کا مطالعہ کرنے والا ہمارے فقہاء کے مخصوص مسائل کا بغض و تعاطف کر دہ اصول اور ان کی اعتباری اور تصفیعی بحثوں سے واقف ہو جاتا ہے اور جن مسائل کا جواب ہمارے فقہاء کے یہاں موجود نہیں ہے ان کے بارے میں ہم شرعی طریقہ استخراج سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ بحثیں اہل ائمہ کے لئے ہتھیار کا اور مدد سین کے لئے اساس کا کام دیتی ہیں۔ خصوصاً وہ مدد سین جن کے ذمہ فقہ اور اصول فقہ دونوں کا درس ہوتا ہے۔ کیونکہ ہماری کتاب میں مذکور بحثیں اصول و فروع دونوں کو جامع ہیں۔ ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ جن فروع و احکامات کا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے وہ بنی اہم اور بحث و نظر کا موضوع ہیں۔ ان میں سے بہت سے فروع وہ ہیں جو مجھے نایاب کتابوں میں یا غیر محل میں دستیاب ہوئی ہیں یا میں نے خود ان کا استخراج اور تصویر کشی کی ہے۔ یہ تمام چیزیں اللہ و اللہ تعالیٰ آپ اس کتاب میں واضح انداز میں چاہیں گے۔ میں نے اس کتاب کے ذریعہ مذہب والے کے لئے تخریج مسائل کا راستہ ہموار کیا اور تخریج کا دروازہ کھولا ہے۔ لہذا مختلف مذاہب کے علماء کو اس کتاب میں مندرج اصول قواعد اور تقریحات کو مستحضر کر لینا چاہئے۔ پھر میرے ہموار کئے ہوئے اسی راستہ پر چلنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے انکا دائرہ تعالیٰ تمام مذاہب والوں کے درمیان کو منسلک کرنے کی مشق ہو جائے گی اور قوی اور ضعیف مسائل کے باقاعدہ واضح کرنے کی اہلیت ہو جائے گی اور جو لوگ اس کتاب کو پابندی سے بار بار چھیں گے ان میں اکثر کی مراد پوری ہوگی۔ یعنی انہیں اصولی قواعد سے فروع کے استخراج کا مقام حاصل ہو جائے گا اور اصحاب تخریج میں ان کا شمار ہونے لگے گا)

ابو حامد بہاء الدین السبکی (متوفی ۱۹۷ھ - ۷۷۳ھ)

قت عربیہ، فقہ، اصول، حنفی و بیان اور ادب میں بے طولی رکھتے تھے۔ اپنے والد شیخ تقی الدین (متوفی ۷۵۶ھ) کے شاگرد تھے۔ البصیرۃ وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ جب ان کے والد شام میں قاضی مقرر ہوئے تو ان کی جگہ شریار جامع طولون میں تدریس کی۔ مشہد شافعی میں مذہب شافعی کی تدریس کرتے اور شام میں اپنے بھائی کی جگہ اہل کے طور پر خدمات انجام دیں۔

ترغبات اصولیہ : انہوں نے "شرح (مطلول) علی مختصر ابن الحاجب فی الاصول" حنفی کی۔ بدرجہ میں ہے :

"کان شرع فی شرح مختصر ابن الحاجب فکتب منه قطعة لطيفة في مجلده ، ولو اتمه

لکان عشر مجلدات"۔

(انہوں نے شرع مختصر ابن الحاجب لکھن شروع کی تھی اور اس کا ایک حصہ ایک مجلد میں لکھا اور اگر وہ اس کو مکمل کر لیتے تو

ضرور یہ کتاب دس مجلدات میں ہوتی)

عمر بن اسحاق الغزنوی حنفی (متوفی ۴۰۴ھ - ۴۷۳ھ) ^۱

فقہ، اصولی، فکار اور متصوف تھے۔ امام وجیہ الدین و بولی و غیرہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، پھر مدینہ شریف لے گئے، وہاں قاضی عسکر بنائے گئے اور پھر ۴۶۹ھ میں ایک مستقل حنفی قاضی کی حیثیت سے خدمات دینے لگے۔ سلطان حسن کے یہاں اعلیٰ قدر و منزلت رکھتے تھے۔ اپنی زبان اور قلم سے مذہب حنفی کی مدد کرتے تھے مؤلفات اصولیہ :

۱۔ زبدة الاحکام فی اختلاف الامم الاعلام

۲۔ اللوامع فی شرح جمع الجوامع

۳۔ شرح المنازل للنسفی فی الاصول

۴۔ المسیر الزاهر من الفیض الباهر من شرح المغنی الخبازی فی الاصول۔ یہ کتاب ایک مجدد اور تاج التراجم کے مطابق یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ ^۲

یحییٰ الرضوی مالکی (متوفی ۴۷۴ھ) ^۳

فقہ اصولی ادیب منطقی اور شکم تھے۔ ابو الحیاس احمد بن اوریس النجفی سے فقہ کی اور ابو عبد اللہ الزینی کی تعلیم حاصل کی۔ قاہرہ میں اقامت اختیار کی متعدد مشہور مدارس میں تدریس کی، زیارت حریم شریفین کے تشریف لائے۔ فقہ میں "کتاب التہلیل" پر آپ کی تصدیقات ہیں۔ جس میں مذاہب اربعہ پر بحث کی گئی مالک کو سب پر ترجیح دی۔

مؤلفات اصولیہ : مختصر ابن الحاجب الاصولی پر عمدہ و مفید شرح لکھی، جس میں معانی و مبانی کی مزید تحقیق پیش کی۔ ^۴

منصور الخوارزمی حنفی (متوفی ۵۷۵ھ) ^۵

فقہ و اصولی تھے۔ اپنے زمانے کے قرن میں ماہر اکابر علماء سے فقہ و اصول کا علم حاصل کیا۔ خود مہذب و کر کے افتاء تدریس و تصنیف میں مشغول ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے شرح مغنی الخبازی فی الاصولی تالیف کی۔ اس کا آغاز یہ ہے "الحمد لله الذی تجلی علی عبادہ۔ الخ۔ ^۶

۱۔ ابو حفص حجاج الدین عمر بن اسحاق بن احمد البندی الغزنوی (۱۳۰۳ھ - ۱۳۷۱ھ) دہلی میں ولادت اور مصر میں وفات پائی

۲۔ بیہ الحارثین ۵/۹۰ھ، النجاشی ۲/۱۸۸، الترمذی ۳۹-۴۸ (۱۳۳) ج یحییٰ بن یحییٰ الرضوی متوفی ۴۷۴ھ

۳۔ النجاشی ۲/۱۹۰ ج ابو منصور بن احمد بن یحییٰ الخوارزمی متوفی ۵۷۳ھ، اصلاً دارم سے تعلق

۴۔ القوادسیہ ۲۱۵-۲۱۶، النجاشی ۲/۱۹۱-۱۹۲

عبداللہ بن محمد بقرکار (متوفی ۷۷۶ھ)
مؤلفات اصولیہ :

(۱) شرح تنقیح الاصول (۲) شرح المنار للنسفی فی الاصول

لسان الدین ابن الخطیب (۷۱۳ھ - ۷۷۶ھ)

انہوں نے مسند اللزیمہ فی تفصیل الشریعہ تالیف کی۔

احمد الاربدی شافعی (متوفی ۷۷۶ھ)

فقہ اصول و ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ شروع میں حنبلی المذہب تھے پھر شافعی بن گئے۔ مصر میں قاضی بنے۔
مختلف علوم و فنون میں ان کے عمدہ سوالات ہیں۔

جمال الدین القنوی حنفی (۷۰۰ھ - ۷۷۷ھ)

فقہ اصولی و مفسر و محکم اور نقاد تھے۔ اپنے والد اور دیگر علماء سے فتنہ کا علم سیکھا۔ مختلف فنون میں مکمل و سیر ہوئے۔
تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں۔ دمشق کے قاضی بنائے گئے۔ تالیف و تصانیف کی کثرت میں شہرت رکھتے تھے۔
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "المستنبی علی المعنی فی اصول الفقہ" یہ شرح تین مجلدات میں ہے۔ جبکہ جدیدہ العارفین میں اس پر
مذکور ہے : "الہنی شرح المعنی للعبازی فی اصول الفقہ مکتوب محمد"

۲۔ الاعجاز فی الاعتراض علی الادلة الشرعیة "۔

یہا و الدین السبکی شافعی (۷۰۷ھ - ۷۷۷ھ)

فقہ اصولی و مفسر و محدث اور محکم تھے۔ تقی الدین السبکی متوفی ۷۷۶ھ شارح مشہاج الوعیہ و فی اور علماء عالم ہجری
اشعری و غیرہ سے علم حاصل کیا۔

دمشق میں تقی الدین السبکی کے نائب اور پھر مستقل قاضی کی حیثیت میں خدمات انجام دیں۔ طرابلس و غیرہ
قاضی رہے۔ قاہرہ بھی تشریف لائے اور قاضی بنائے گئے۔ دمشق جا کر مستقل سکونت اختیار کی۔

۱۔ عبداللہ بن محمد جمال الدین السبکی متوفی ۱۳۷۳ھ بقرکار جدیدہ العارفین ۵/۳۹۷

۲۔ ابوالفضل لسان الدین محمد بن عبداللہ بن الفقہ الخلیفہ سعید اسلمان الغریانی جدیدہ العارفین ۶/۱۹۷

۳۔ احمد بن سفیان بن محمد اسلمان الاربدی المدنی متوفی ۱۳۷۳ھ محمد بن السبکی ۱۳۰/۹۲

۴۔ جمال الدین محمود بن احمد بن مسعود بن عبدالرحمن القنوی (قبل ۱۳۰۰ھ - ۱۳۷۵ھ) دمشق میں وفات پائی

۵۔ جدیدہ العارفین ۶/۱۳۰۹ احوال الفقہ

۶۔ ابوالفضل عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن علی بن علی بن قوام بن یوسف بن موی بن قوام بن حامد السبکی (۱۳۷۵ھ - ۱۳۷۷ھ)

تذکرات اصولیہ : ابن عربی نے لکھا :

"الکتاب علی الروضة وعلی مختصر ابن الحاجب فی الاصول"۔

(انہوں نے) (موفق الدین ابن قدامہ حنفی مثلی متوفی ۶۲۰ھ) کی اصول فقہ میں کتاب الروضة (الناظر وجہ المناظر) اور مختصر ابن الحاجب فی الاصول پر ترتیب لکھی)

علی بن ابراہیم۔ ابن الشاطر (۷۰۳ھ۔ ۷۷۷ھ)

انہوں نے کتاب "نہایۃ السؤل" تالیف کی۔

احمد الشارمساحی شافعی (متوفی ۷۷۷ھ)

فقہ اصول میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ شیخ جمال الدین الانسوی (متوفی ۷۷۲ھ)، شارح منہاج للویضوی، جو کہ کتبہ حاصل کیا۔ مصر میں وسیط اور مغاوط وغیرہ کے قاضی رہے۔

عثمان الزرعی (متوفی ۷۷۹ھ)

انہوں نے قاضی بیضاوی کی "مہاج الوصول الی علم الاصول" کو منظوم کیا۔

احمد بن علی البلسینی حنفی (متوفی ۷۷۹ھ)

تذکرات اصولیہ : انہوں نے "جواهر الافکار فی مختصر المنار للنسفی" تالیف کی۔

نبیہ القزوی شافعی (متوفی ۸۰۷ھ)

فقہ اصول و اصول دین، تفسیر باقت عربیہ اور معانی و بیان کے عالم و امام تھے۔ وہ خود کہا کرتے تھے کہ : "انا حنفی اصول، شافعی القروہ" (میں حنفی اصول اور شافعی القروہ ہوں)۔ شیخ سعد الدین الصفستانی (متوفی ۷۹۲ھ) و صاحب التلویح نے ان سے بھی علم حاصل کیا جبکہ عضد الدین الاہلبی (متوفی ۷۵۶ھ) شارح ابن الحاجب وغیرہ آپ کے ساتھ ہیں۔

۱۹۸/۲

۱۔ ابن عربی بن ابراہیم بن محمد بن الہمام ابن ابراہیم بن المسلم الانصاری الدمشقی ابن الشاطر متوفی ۱۳۷۵ھ

۲۔ شہاب الدین احمد بن یوسف بن فرح اللہ بن عبدالرحیم الشارمساحی متوفی ۱۳۷۵ھ، نابینا مصر میں وفات پائی

۳۔ کمال الصلحی ۱۳۹۹/۲ (۱۹۲۲) ۴۔ محمد عثمان بن فرمود الدردی، مدینہ العارضین ۱۹۹۶/۶

۵۔ احمد بن علی بن عبدالرحمن الکلبانی الحلبی، مدینہ العارضین ۱۱۳/۵

۶۔ نبیہ الدین نبیہ سعد بن محمد بن عثمان القزوی القرطبی العسقلانی متوفی ۱۳۷۸ھ، نابینا مصر میں وفات پائی۔ انھوں نے ابراہیم بن آپ کا نام نبیہ الدین اور والدہ ان کے شیخ سعد الدین سعد العسقلانی القزوی الشافعی ابن قاضی القرم ذکر ہے

اہل الدین الباری حنفی (۱۷۱۳ھ - ۱۷۸۶ھ) ^۱

نجد، صوفی، ادیب، جمہوری، متکلم، مفسر تھے۔ حصول علم کے لئے حلب آئے۔ قوام الدین محمد بن محمد اکا کی سے فتویٰ کیا۔ صوفیوں کی۔ جب مصر تشریف لائے تو کئی بار منصب قضا کی پیشکش کی مگر بار بار اس پیشکش کو ٹھکراتے رہے۔
ذات الصولہ :

۱۔ شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول

۲۔ شرح علی اصول البردوی فی الاصول

۳۔ اربعین میں اس طرح مذکور ہے :

النفود والردود فی شرح منتهی السؤل والامل لایمن الحاجب

الشریعی فی شرح اصول البردوی

اور تاج التراجم میں بھی شرح اصول بردوی کا نام الشریعی ہی مذکور ہے۔ اور شرح مختصر ابن الحاجب بھی مذکور ہے۔

۴۔ الانوار فی شرح المنازل للنسفی، مکتبہ حلب میں اس کا مخطوط موجود ہے جسے ان کے شاگرد عبدالرحمن بن محمد اسلمانی نے الباری کے زمانہ کی میں ۱۷۶۰ھ میں تحریر کیا تھا۔ ہم اللہ کے بعد آقا زان کلمات سے ہوتا ہے :
الحمد لله مظهر بدائع الحكم بالآیات الخارقة للعقول۔ اور اختتام ان کلمات سے ہوتا ہے :
”ان يجعله ذخرا لنا فی دار القرار انه علی ما يشاء قدیر وبالاجابة جدیر۔“

فہم الدین الکرمانی شافعی (۱۷۱۷ھ / ۱۷۸۶ھ) ^۲

نجد، صوفی، محدث، مفسر، متکلم، ادیب اور جمہوری تھے۔ اپنے والد بہاء الدین اور العبد وغیرہ سے تحصیل علم کیا۔
علم کے لئے دمشق، مصر، قازان، بغداد گئے، متعدد کتب تصنیف کیں۔

ذات الصولہ : انہوں نے شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول تالیف کی اور اس کا نام السبعة سبزو رکھا جس سے وہ ایسی پر انتقال ہوا ان کی میت وہاں سے بغداد منتقل کر کے ابو اسحاق اشیرازی (متوفی ۱۷۳۶ھ) باب اللعق والنصرة فی اصول الفقه کے پہلو میں دفن کئے گئے جسے انہوں نے خواہنے لئے تیار کیا تھا۔

۱۔ اہل الدین محمد بن محمد الباری (۱۳۸۳ھ / ۱۳۸۴ھ)۔ بغداد میں ولادت اور قاہرہ میں وفات ہوئی۔

۲۔ اربعین ۱۷۶۰ھ / ۱۷۶۱ھ تاج التراجم میں۔ ۶۶ (۱۹۹) تاریخ التاجین ۲۰۱/۲۔ فہرست المستعین من المخطوطات العربیہ فی حلب۔
۳۔ ۱۷۸۶ھ / ۱۷۸۷ھ عالم الکتاب ۷۴۰ھ - ۱۷۸۶ھ

۴۔ تاج الدین محمد بن محمد الباری (۱۳۸۳ھ / ۱۳۸۴ھ)۔ بغداد میں ولادت ہوئی۔

۵۔ اربعین ۱۷۶۰ھ / ۱۷۶۱ھ تاریخ التاجین ۲۰۱/۲

فصل اللہ الشامکانی شافعی (متوفی ۷۸۷ھ) ۱

فقہ، اصولی اور فہمی تھے، قاضی الحدیث سے علم حاصل کیا۔ کئی علوم اور فاضل کر علوم عقلیہ میں تبحر حاصل کر۔
مؤلفات اصولیہ: ۱۔ اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی۔ ۲۔
سر بیجا المصلی شافعی (۷۸۸ھ/۷۸۸ھ) ۳۔

اپنے زمانے میں اپنے شہر میں فقہ و قرأت، ادب اور دیگر علوم میں ممتاز مقام رکھتے تھے علم الکلام، نحو، تاریخ و غیرہ پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

- (۱) تدقیق الوصول الی تحقیق الاصول
- (۲) مستطی الوصول الی مستطی الاصول
- (۳) وسائل الوصول الی مسائل الاصول

ابو اسحاق الشاطبی مالکی (متوفی ۷۹۰ھ) ۴

فقہ، محدث، اصولی، فہمی، مفسر، محقق اور فاضل تھے۔ الشریف تلمذانی (متوفی ۷۷۷ھ) صاحب مفتاح الامم
فی بناء الفروع علی الاصول بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔
مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الموافقات" تالیف کی۔
الموافقات کا تحقیق تجزیہ:

الموافقات امام شافعی کی مشہور اور ایک اہم تصنیف ہے جو چار اجزاء اور پانچ مشتمل ہے۔ مصنف نے پہلے ان کا
عنوان التعریف، باسراؤ الذکیف، رکھا پھر اس کا نام بدل کر "الموافقات" رکھا۔ اس سے بعض نے یہ کہہ
دیا کہ الگ الگ کتابوں کے نام ہیں جیسا کہ رضا کمال نے بھی گمان کیا۔ ۵۔

الموافقات کے مقدمہ میں شمس عبداللہ دواز کے کلام سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اس کتاب کو مصر میں حجاز
کراہنے کا سبب اس عہد کی مردوں منت ہے اور اس کی مصری طباعت کا ذکر کیا۔ اس میں بھی یہ تاثر نظر آتا ہے کہ

- ۱۔ عبداللہ بن فضل اللہ بن ابراہیم بن عبداللہ الشامکانی (اسراکوری) متوفی ۷۸۷ھ، دمشق سے تعلق رکھتے ہیں۔
- ۲۔ الفہم ۲۰۳/۲ سے سر بیجا بن محمد بن سر بیجا بن الدین، المصلی، المارونی (۷۸۶/۷۸۶ھ)۔
- ۳۔ کشف القون ۱/۱۳۸۲، ۱۶۷۵، ۲۰۰۸، بدیع المعارفین ۵/۳۸۲-۳۸۳، تہم المصلی ۱/۱۸۸ (۲۵۳)۔
- ۴۔ ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن محمد المصطفی الشاطبی متوفی ۷۸۸ھ۔
- ۵۔ تہم المصلی ۱/۱۸۸

کی دعوت بھی مصر میں ہوئی ہوگی مگر درست بات یہ ہے کہ پہلی مرتبہ یہ کتاب تیونس سے ۱۳۰۲ھ-۱۸۸۳ء میں طبع ہوئی۔ پہلا و خطاب زیتونیہ میں متداول رہی اور اس پہلی طبع میں تین زیتونی علماء کی تصحیح بھی شامل تھی جن کے اسما: مہذبہ ہیں :

(۱) الشیخ علی الشونی (۲) الشیخ احمد الوددانی (۳) الشیخ صالح قامحی

مصر میں تو یہ کتاب ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء میں یعنی پہلی طباعت کے تقریباً ۳۸ برس بعد طبع ہوئی۔ اور اس کی طباعت شیخ محمد انور حسین کی مرہون منت تھی اور یہ مطبعہ سلفیہ سے شائع ہوئی۔ طباعت کے اخراجات عبدالحادی بن محمد منیر نے برداشت کئے۔ اس کے جزء اول و ثانی پر شیخ محمد انور کی تعلیق تھی جبکہ جزء ثالث و رابع پر محمد حسین مخلوف کی تعلیق تھی۔ اس کے بعد اس کی دو طباعتیں مصر میں ہوئیں ایک تو محمد نجی الدین عبدالمہدی کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ صبیح مصر سے ۱۹۱۸ء میں شائع ہوئی اور دوسری مرتبہ شیخ عبداللہ درازی کی تحقیق اور تعلیق کے ساتھ مکتبہ التجار یہ الکبریٰ مصر سے طبع ہوئی، یہ طباعت درج نہیں تھی۔

مقام مقصد پر تدوین کی اولویت :

تقریباً سب لوگوں کا اتفاق ہے کہ امام شافعی علم المقاصد کے مبتدع ہیں بالکل اسی طرح جس طرح کہ سید یوسف کوٹلیہ لکھتے ہیں :
 "ہذا بقی علم الاصول فاقد القسماء عظیماً ہو شطر هذا العلم، الباحث عن احد ركنيه، حتى هب الله سبحانه وتعالى ابا اسحاق الشافعي في القرن الثامن الهجري لتدارك هذا النقص، وانشأ هذا العمارة الكبرى في هذا الفراغ المتروك الاطراف في نواحي هذا العلم الجليل"

(ابن علم الاصول کی ایک بڑی قسم (مقاصد الشارح) مدت مدید تک ناقابل التفات رہی حالانکہ دوزخ بحث علم کا ایک اہم رکن و جزء تھا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آٹھویں صدی ہجری میں ابو اسحاق شافعی کو اس کی کوپورا کرنے کی توفیق بخشی جنہوں نے اس عظیم الشان علم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اس واقع شدہ غما کو احسن طریقہ سے پُر کیا اور اس فن کی ایک عظیم الشان عمارت کھڑی کر دی)

حال کے بعد مزید لکھتے ہیں :

"لم تغف به الهمة في التجديد والعمارة لهذا الفن عند تاصيل القواعد، وتأسيس الكلبيات المستعملة لمقاصد الشارح في وضع الشريعة، بل جال في تفاصيل مباحث الكتاب اوسع مجال، ونوصل باستقرائها الى استخراج درر غوال لها اوثق صلة بروح الشريعة، واعرق نسب يعلم الاصول"

(مفت شافعی نے اس فن کی تجدید و تعمیر کی قواعد کے اصل تلاش کرنے اور منبع شریعت کے معاملہ میں شارح کے مقاصد سے کلیات کی بنیاد بتاتے ہی انکشاف نہیں کیا بلکہ اس کتاب کے مباحث کی تفصیل پیش کرنے میں بڑی تک جہت سے کام لیا)

دو اپنی جوش و تجسس سے اس کی حقیقی اور پوشیدہ موتوں کو نکالنے میں کامیاب ہوئے جن کا رد شریت سے گہرا ربط ہے اور علم اصول سے ان کی گہری نسبت ہے۔

شیخ عبد المجید اترکی لکھتے ہیں :

”مستند الشاطبی الاندلسی الذی اختار له من الاسماء علم مقاصد الشریعہ“
(امام شاطبی اندلسی نے سب سے پہلے اس علم کے لئے علم مقاصد شریعہ کا نام استعمال کیا)

شیخ محمد خضریٰ بک لکھتے ہیں :

”ومن العریب الہ ، علی کثرۃ ما کتب فی اصول الفقہ ، لم یکن احد بالکتابۃ فی الاصول النی اعتبرھا الشارع فی التشریع ، وہی النی تکنون اساس الدلیل القیاس — والا شغل بھا خو من قبل الوقت فی الخلاف والحدل فی کثیر من المسائل النی لا یترتب علیھا ولا فی الخلاف فیھا حکم شرعی — واحسن من رایتہ کتب فی ذلک ابو اسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبی المتوفی سنہ ۸۰۷ھ فی کتابہ الذی سماہ (الموافقات) وهو کتاب عظیم الفائدة سہل العبارة لا یحد الانسان عہ حاجۃ الی غیرہ“

(سنجی عجیب بات ہے کہ اصول فقہ پر کثرت سے کتابیں لکھی جانے کے باوجود کسی نے بھی اصول فقہ کے اس پہلو کے بارے میں لکھنے کی طرف توجہ نہیں دی جس کا شارع نے تحریر میں احکام میں اختیار کیا ہے اور دو قیاس کی دلیل کی اساس ہے۔ اور اس میں مشغولیت خلاف وجدل کے ان کثیر مسائل میں وقت کا قتل کرتے سے بہتر بھی جن پر کمال علم شرعی مرتب نہیں ہوتا۔ اور اس فن میں میری نظر سے جو عمدہ و کتب گزری ان میں ابو اسحاق ابراہیم بن موسی شاطبی متوفی سنہ ۸۰۷ھ کی الموافقات تھی اور وہ اصل عبارت میں ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم الفائدة کتاب ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے انسان کسی دوسری کتاب کی ضرورت محسوس نہیں کرتا)

شیخ علی حسب اللہ نے لکھا :

”وقد جاء ابو اسحاق الشاطبی (متوفی سنہ ۸۰۷ھ) فی کتابہ الموافقات بما لم یسبق بہ ، فمعنی بیان قواعد الاصول ، ولو ضیح مقاصد الشارع مع سہولۃ فی العبارة ، ووضوح فی الغرض“

امام شاطبی نے اس فن پر اپنے مبتدع ہونے کا اظہار ان کلمات کے ساتھ کیا :

”فان عارضک دون هذا الكتاب عارض الانکار ، وعمی عنک وجہ الاختراع فیہ والانتکار ، وعر الطمان انہ شئی ماسع مسئلہ ، ولا الف فی العلوم الشرعیۃ الاصلیۃ او الفرعیۃ مانسج علی متوالہ ، او شکل بشکلہ وحسبک من شر سماعہ ، ومن کل بدع فی الشرعیۃ ابتداء فلان لتفت الس الاشکال دون الحصار ولا تورم بسطۃ الفائدة علی غیر اعتبار“

۱۔ المبکر الصولوی و الشکالۃ السلطۃ العلمیۃ فی الاسلام قراءۃ فی اشاعۃ علم الاصول و مقاصد الشریعۃ ، عبد المجید المصطفیٰ بیروت دار کتاب العربی ۱۳۱۵ھ۔ ۱۹۹۳ھ

۲۔ مع اصول الفقہ ، شیخ محمد خضریٰ بک۔ ص ۱۲۰

۳۔ اصول الشریعۃ الاسلامیۃ شیخ علی حسب اللہ ص ۷۰

۴۔ الموافقات فی اصول الشریعۃ باب اسحاق الشاطبی القرطبی ماکی متوفی ۸۰۷ھ / ۲۵۰ھ۔ بیروت دار المعرفۃ سنہ

دراصل علمی بحیثیت موجد یا مدون علم المقاصد :

مذکور بالا حضرات کے بعد آٹھویں صدی ہجری میں ابو اسحاق شریانی کا ظہور ہوتا ہے انہوں نے اپنی کتاب "المقاصد" کے دوسرے جز کو معلوم المقاصد کے لئے مخصوص کر دیا۔ علم المقاصد کی تھماؤ و تھوڑ کے بیان سے یہ واضح آگیا ہے کہ امام شریانی تو اس علم کے موجد ہیں اور تیسری مدون اول، بلکہ اس علم میں شیخ عز الدین بن عبد السلام کو تالیف شریعت حاصل ہے جنہوں نے "قواعد الاحکام فی مصالح الانام" تالیف کی۔ اس کے بعد امام طوسی نے اس علم کو اپن کر رکھتے ہوئے "المصالح المرسلة" لکھی جو علم المقاصد پر ہے۔

ان تمام قوموں کے پاس جو امام شریانی کی فنیات و شان میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوتی۔ انہوں نے اس علم کے بیان کو جمع و عرض کیا۔ اس کے مباحث میں گہرائی و گیرائی پیدا کی اور تقریباً چاروں اجزاء میں ان کا کلام اسی محور پر رہا ہے۔ ان کے اس عمل کے دو پہلو ہیں، پہلا یہ کہ مسائل کے حل کے لئے قرآن کریم میں تلاش و جستجو کرنا، کیونکہ ان کی کرم شریعت کے مصادر میں سے علی الاطلاق اول مصدر ہے۔ دوسرا یہ کہ اس علم میں ایسے مباحث جدیدہ کے لئے کمر بستہ رہنا جو کتب سے پہلے پیدا کرنا جنہیں ان سے قبل کے مصنفین نے نہیں کیا۔ اس راہ میں انہیں مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا بھی کرنا پڑا جس کا اظہار انہوں نے ان کلمات کے ساتھ کیا ہے :

"فلقد قطع فی طلب هذا المقصود مہامة فلیحا، و کابدا من طوارق طريقة حسنا و فلیحا، و لالی من وجوه المعترضة هجا و صلیحا، و عانی من راکبته المختلفة مانعا و مینحا، فان شئت لفتت لشعب السیر طلیحا، اولما حالف من العطاء طریحا، اولمحااربة العواض الصادة جریحا، فلیا عیش هینا ولا موت مریحا، و جملة الامور (فی التحقيق) ان اذھی ما یلقاه السالک للطریق فقد الدلیل، مع ذهن لعدم نور الفرقان کللی، و قلب بصدعات الاضغاث علی، فیمشی علی غیر سبیل، و یتسبی الی غیر قبل..... الی ان الرب الکریم، البر الرحیم، الیهاذی من یشاء الی صراط مستقیم، فبعث له ارواح تلک الجسوم، وظهرت حقائق تلک الرسوم، و بدت مسلمات تلک الرسوم، فلاح فی اکتافها الحق و استبان، و تحلی من تحت سحابها شمس الفرقان و بان"۔

(ابو اسحاق شریانی) نے اس مقصد کی طلب میں وسیع سے وسیع جنگل ٹٹے کئے ہیں۔ ان راہوں کی جتنی ترسیل سب کچھ بحث کیا ہے، ترش راہوں میں کچھ بہ طرے کے لوگوں سے ملاقات کی ہے۔ نرم خواب و درشت سواریوں کی مشقت آفرینی ہے، بخار آؤں سے سرے سے تھکا کاٹا و دھشت سے گریزا اور پیش آمد و عوارضات سے ٹٹے پائے تو تباہی زندگی خوشگوار ہو سکتی ہے۔ ہر ذی ایسی موت کوئی راحت بخش چیز ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سالک راہ کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ ہوتی ہے کہ اس کوئی راہ نہ سمجھتا آئے یا خصوص جب کہ حق و باطل میں فرق کرنے والی روشنی نہ ہونے کے سبب اس کا ذہن نہ کار ہو چکا ہو اور اول حوادث زمانہ کی وجہ سے تیار نہ ہو گیا ہو۔ ایسی صورت میں ایسا آدمی غلط راستے میں جا پڑتا ہے اور

اسپتہ آپ کو کسی غیر خاندان کی طرف منسوب کرنے لگتا ہے۔ حالانکہ رب رحیم و کریم جس شخص کے لئے چاہتا ہے وہاں کی راہ کھول دیتا ہے۔ جیسا کہ انسان فرمایا اور اس شخص (مصنف) کے لئے ان وجوہ کی ارواح بیدار ہوئیں اور ان عبادت کے حقائق ظاہر ہونے لگے۔ نیز ان نشانات (الفاظ) کے سمیات واضح ہونے لگے تو اس (مصنف) کے اطراف و جواب میں حق چمک کر ظاہر ہوا، اس کے پاؤں کے نیچے سے فرقان کا سورج جلوہ گر ہوا۔

وہ جدید مباحث جن کا امام شافعی نے علم المقاصد میں اضافہ کیا ان کا مندرجہ ذیل ابواب میں احاطہ کیا :

- (۱) المصلحہ و ضوابطہا
- (۲) نظریۃ القصد فی الافعال و سوء استعمالہا
- (۳) التوایب بین الاحکام و المقاصد
- (۴) المقاصد و العقل
- (۵) المقاصد و الاجتهاد
- (۶) الغایات العامہ للمقاصد

الموافقات کا اختصار :

ابو بکر محمد بن محمد بن محمد بن عاصم الاندلسی غرنابی مالکی (متوفی ۸۲۹ھ) نے طبع السنی کے نام سے الموافقات کا اختصار

سعد الدین التفتازانی (۷۱۴ھ - ۷۹۱ھ) نے

اصولی، مفسر، متکلم و محدث، بلاغی اور ادیب تھے۔ عوام و خواص میں مقبول رہے۔ اپنے زمانے میں رہا سہا حنفی آپ پر شتم ہو گئی۔ ابن نجیم مصری و غیرہ نے ویاچہ فصیح العقائد شرح منوال الانوار میں ان کو کئی جہات صاحب کشف الظہن اور ملا حسن بکلی نے حاشیہ مطول کی بحث متعلقات فعل میں ان کو شافعی بتایا ہے۔ انہوں نے فقہ اور اس کی کتب پر خاص توجہ کو زور دیا، جس سے خیال ہے کہ وہ حنفی المسلک تھے۔

موافقات اصولیہ :

- ۱۔ التلویح فی کشف حقائق التفتیح فی الاصول
- ۲۔ حاشیہ علی شرح العقائد علی مختصر ابن الحاجب فی الاصول لکھا۔
- انہوں نے اپنے استاد سعد الدین (متوفی ۷۵۶ھ) کی شرح المختصر پر حاشیہ لکھا تھا۔

التلویح پر حواشی و تعلیقات :

التلویح کا شمار ان بعض کتب میں ہوتا ہے جن پر کثرت سے حواشی و تعلیقات وغیرہ لکھے گئے۔ ہم صدر التلویح (متوفی ۷۴۷ھ) کی کتاب التلویح شرح التفتیح کے تعارف میں اس کی شروع اور ان شروع پر حواشی و تعلیقات ضمن میں التلویح کے حواشی و تعلیقات وغیرہ کو بیان کر چکے ہیں۔

۱۔ التلویح ۳/۲۵

۲۔ سعد الدین مسعود (حمود) بن عمر بن مہدی التفتازانی (۷۱۴ھ - ۷۹۹ھ) غرناطہ میں ولادت اور سرحد میں وفات پائی

۳۔ بیۃ العارفين ۶/۳۲۹، انوار الفرائد، انوار، ابن حجر مقدسی ۱/۳۸۹-۳۹۰، اس میں ان کا نام مسعود کی جگہ محمد ذکر ہے۔ ۲/۲۰۶ حاشیہ مطول ملا حسن بکلی، بحث متعلقات فعل میں ان کو شافعی بتایا ہے

نقطۃ العجلان کا اعظم :

ابو اسحاق محمد حاتم الدین ابراہیم بن محمد بن ابوبکر بن علی ابی ایوب ابن ابی شریف المقدسی شافعی (متوفی ۹۲۳ھ) نے نظم نقطۃ العجلان "تالیف کی۔"

۲۔ سلاسل الذهب فی الاصول ج

بلخر الحید فی الاصول الفقه کا تحقیقی تجزیہ ج ۲

یہ کتاب اصول فقہ کی اہم اور کثیر النظم کتابوں میں سے ایک ہے جو آٹھ (۸) ضخیم جلدوں میں ۱۳۱۳ھ-۱۹۹۳ء میں مصر دارالکتب سے بلند علماء ازہری تحقیق و ترویج احادیث کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ اس کتاب میں امام زرکشی نے اپنی ایسی آراء و مقولات جمع کی ہیں جسے ان سے قبل جمع نہیں کیا گیا تھا۔ صاحب شدات نے لکھا کہ زرکشی نے اپنی اس کتاب کو پانچ سو (۵۰۰) سے زائد اُمیات الکتب سے استفادہ کر کے تالیف کیا ہے۔ جن میں سے بعض طبع ہو چکی ہیں بعض اب تک مخطوط کی صورت میں ہیں اور بعض مفقود ہیں۔ یہ کتاب اصول فقہ میں ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ہر مسئلہ کے بارے میں مذاہب متفرقہ کو جمع کیا گیا ہے اس کتاب کے آخر میں امام زرکشی ان الفاظ کے ساتھ کلمہ ختم فرماتے ہیں :

"والا اوجب لمن وقف عليه ان لا ينسب فوالده اليه ، فاني ابيت العمر في استخراجها من المسجلات واستنتاجها من الامهات ، واطلعت في ذلك على ما عسر علي غيري مرارة ، وعثر عليه اقتحامه ، وتحيرت في النقول من الاصول بالمشافهة لا بالواسطة ، ورايت المتأخرين قد وقع لهم الغلط الكبير بسبب التقليد ، فاني رايت في كتابي هذا شيئا من النقول فانعمد ، فانه المحرر المقبول ، واذا لم يلته واسعا ، وجدته قد زان في اصول الفقه بالنسبة الي كذب المتأخرين اضعافه ، وقد اجبت من كلام الاقدمين ، خصوصا الشافعي واصحابه ما كان قد درس واسفر صاحبه بعد ان تبلس بلفظ "۔"

اس میں اس کتاب کے قاری سے یہ بات کہ وہ اس کتاب کے فوائد کو اس کتاب کی طرف منسوب نہ کرے۔ میں نے امر (احتیاط) سے ان (فوائد) کے استخراج اور کتب اُمیات سے احتیاط میں محرک یا وہی تو اس پر مطلع ہو گا جس کا حصول اور اس میں قبول دوسروں پر مشروط تھا۔ میں نے براہ راست اصول سے احتیاطی احتیاط کے ساتھ نقل کیا ہے۔ میں نے تاکید کے سبب متخرین کو بہت سی غلطیوں میں پڑنے دیکھا ہے۔ پس اگر تم میری اس کتاب سے نقول نہ سناؤ دیکھو تم پر ہرگز ایسا نہ لگے کہ ہر شب یہ کتب مقبول ہے اور اگر تم اس میں وسیع جام کرو گے تو حق من قرین کی کتب کے متعلق میں اصول فقہ کا دکان اس قدر پائے گا کہ میں نے مقدمین میں خاص طور پر شافعی اور ابن کے اصحاب (ابو اسحاق) کے جواب دیتے ہیں۔ جو کتب میں پڑنے کے باعث ان صاحب سے وہ اور پشیدہ ہو چکے تھے۔

۳۔ نظم مؤلفین ۵۳۵-۵۵۵ (۲۸) ج ۱ ج ۲ اعلیٰ

ج ۲ کتب الملکون ۳۳۹/۱ بمقام الملکون ۱۳۲/۱ شدات الذهب ۳۲۵/۹

ج ۲ بلخر الحید نام زرکشی تحقیق و ترویج احادیث بلند علماء مصر دارالکتب ۱۳۱۳ھ-۱۹۹۳ء

البحر المحيط میں امام زرکشی کا منہج :

- ۱۔ امام زرکشی نے اس کتاب کی تالیف میں جس اسلوب کو اختیار کیا اسے مندرجہ ذیل نقاط میں پیش کیا ہے۔
 کسی مسئلہ سے متعلق جتنے مذاہب کا علم ہو اسکا امام زرکشی نے انہیں اسی مسئلہ کے تحت یکجا کر کے بیان کیا۔
 ان فقہوں وغیرہ سے جن فوائد کو جان سکے ان کو اور ان فوائد سے نایاب موضوعوں اور ان کے ایک خاص صفت
 اظہار کو ایک مسئلہ کے تحت بیان کر دیتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہنا صحیح ہوگا کہ انہوں نے ہر قاعدہ
 سے نکلنے والی مشکلات کے حل کو ایک مضبوط سانچے میں ڈھال کر ہر ایک کو اس کے مناسب مقام پر لکھ دیا۔
- ۲۔ اکثر مسائل میں تصویر کشی، توضیح، تہلیل اور تعلیل کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصول فقہ
 علوم جو منقول و مقول سے مستند ہوں ان کے لئے یہ بات خاص طور پر اہمیت کی حامل ہوتی ہے کہ وہ
 قاعدہ بھی ہے کہ اولاً مسائل کی صحیح تصویر کشی کی جاتی ہے اور پھر ثانیاً تہلیل کے ذریعے ہر مذہب پر
 وہ حان قائم کی جاتی ہے اور اخیراً تعلیل کے ذریعے اس علت کو بیان کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے
 وہ قول کیا ہوتا ہے۔
- ۳۔ وہ اکثر مسائل میں جب علماء شافعیہ کے حوالے سے اقوال ذکر کرتے ہیں تو اس کے لئے "عند اصحابنا" یا اپنا قول پیش کرتے ہیں۔ مگر بعض مسائل میں وہ قول کی نسبت قائل کی طرف سے
 دیتے ہیں۔ اس کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تالیف کے وقت تک اس کے قائل کی نسبت
 عدم وضوح رہا ہو یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ خود اس کو بیان نہیں کرتا چاہتے تھے۔ اور شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جو
 اس کی نسبت کر دی اور جس کو باطل یا غیر ضروری سمجھا اس کو بغیر قائل کی نشان دہی کے بیان کر دیا۔
- ۴۔ امام زرکشی نے بہت سے دقیقہ و عاقلانہ کوسا بقین کی کتب سے انہی کے الفاظ کے ساتھ اپنی کتاب میں نقل
 مگر کئی مواقع پر کتب سابقین سے نقل باللفظ نظر نہیں آتا، شاید اس کی وجہ نسخہ کا اختلاف ہو کہ ان کو جو نسخہ
 دستیاب ہوا اس میں یہی کلمات ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے روایت بالمعنی کو اختیار کیا ہو۔
- ۵۔ امام زرکشی نے تمام فنون اور مقامات میں اسی طرح استدلال کیا جس طرح اللجوینی نے البرہان وغیرہ
 آیت مبارکہ "فأفصلوا المشركين" میں تعبیر "فا" کے وقت کیا۔ گویا ان دونوں نے "فا" کو ایک
 کلمہ سمجھا مگر علماء کے یہاں رائج یہ ہے کہ اس طرح مناسب نہیں ہوتا۔ شاید ناقل کی غلطی سے ایسا ہو گیا ہو۔
 ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ وہ غلطی سے سبزا ہوں گے۔
- ۶۔ امام زرکشی کی عبارت اور صیغت میں کچھ صوغت بھی پائی جاتی ہے لیکن قدرے سہل سے اور دشواری
 ہو جاتی ہے کیونکہ ان کی عبارت میں شدہ قسم کی پیچیدگی نہیں پائی جاتی۔ جس طرح اس علم میں بعض
 کی شان رہی۔

اور ان کی اپنے منہج اور اس کی امتیازی خصوصیت اور مضامین و کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں :

”وقد اجتمع عندي بحمد الله من مصنفات الاقدمين في هذا الفن مايرى به على المتين ، وما
برحت لي همة تهم في جميع اشياء كلماتهم وتداول ، ومن دونها عوائق الحال تحول ، الى
ان من الله سبحانه بنيل السواد ، وامتد بملطقه بكثير من المواد ، لمختصت زبد كعب القدماء ،
ورددت شرائع المتأخرين من العلماء ، وجمعت ما انتهى الي من الفرائض ، ونسجت على
سوالهم ، وفتحت منه ما كان مغفلا ، وفصلت ما كان مجعلا ، بعبارة تستعذب ، والشارة لا
لصعب ، وزدت في هذا الفن من المسائل ما ينيف على الالوف ، وولدت من الغرائب
غير المألوف ، ورددت كل فرع الى اصله وشكل قد حيل بينه وبين شكله ، وأتيت فيه
بسالمة سبق اليه ، وجمعت شوارده المتفرقات عليه بما يقتضي منه العجب ، وان الله يهب
لعباده ما يشاء أن يهب ، وانظم فيه ، بحمد الله عالم ينظم قبله في سلك ، ولا حصل
لمالك في ملك ، وكان من المهم تحرير مذهب الشافعي وخلاف اصحابه وكذلك
سائر المخالفين من ارباب المذاهب المتبوعة ، ولقد ايت في كتب المتأخرين الخلل في
ذلك ، والزلزل في صير من التفريرات والمساالك ، فاجتبت البيوت من أبوابها ، وشافيتها
كل مسألة من كتابها ، وربما اسوقها بعبارة تهم لا شتما لها على لولده ، وتنبها على عقل
ناقل وما تضمنته من الماحذ والمقاصد“۔

اگر اللہ میرے پاس متقربین کی اس فن پر دوسو کتب اکھٹی ہو گئیں اور ان سے زیادہ محرکات کے جمع ہر صحت نہ ہو سکی
— یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے احسان فرما کر اس کی صحیح معرفت عطا فرمائی اور اپنے لطف کثیر سے اس کے مواد کے
پائے میں مدد فرمائی۔ میں نے قدماء کی کتب سے بھٹن نکالا اور متاخرین علماء کی طرف متوجہ ہوا۔ ان کے اقوال میں سے
جو کچھ ممکن تھا۔ ان کو ان کے طریقوں پر جمع کیا۔ خلاصہ (آرامت) کیا اور میں نے شیریں کام اور آسان اشاروں
کے ذریعہ اس کے مشغل کو کھولا۔ اس کے جمل کو تفصیل کیا اور میں نے اس فن میں ہزاروں سے زائد مسائل کا اضافہ کیا اور
غیر مرہب (غیر مستعمل) غرائب نکالے اور ہر فرع کو اس کی اصل و شکل کی طرف لوٹایا جو اس کے اور اس کی شکل کے
دریان مانع تھی۔ اور اس (کتاب) میں جدید باتیں پیش کیں جنہیں پہلے کسی اور نے بیان نہیں کیا۔ میں نے محرکات
امتنہ کو جمع کیا جن پر تعجب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے ایسے کام کی توفیق عطا کرتا ہے۔ بحمد اللہ
میں نے اس کتاب کو اس طریقہ پر مرتب کیا جسے اس سے قبل اس طرح مرتب نہیں کیا گیا تھا اور مذکور کی ایسا کرنے پر قادر
قدان کے یہاں تو بس یہ اہم تھا کہ امام شافعی کا مذہب بتانے کے بعد ان کے اصحاب کا اختلاف بیان کر دیا اور اسی
ظن کو اب مذہب متوجہ کے تمام مخالفین کا ان سے اختلاف بیان کر دیتا ہے اور میں نے متاخرین کی کتب میں سے یہ بھی لیا
بہت سی تقریرات و مسائل میں چونکہ دیکھیں ، میں ان کے دروازوں سے گھروں میں داخل ہوا ، اور میں نے ہر مسئلہ
(بدلت خود) ان کی کتاب میں پڑھا اور یہاں اوقات میں ان (مسائل) کو ان کی عبارات کے ساتھ مفید ہونے کی بناء پر
نقل کر دیتا ہوں اور کبھی اس نقل کا مقصد نقل کی غلطی پر متنبہ کرنا ہوتا ہے جو ماحذ و مضامین پر مشتمل ہوتا ہے)

اس کے فوراً بعد امام ذرکشی نے اس کتاب کے مصداق بنائے جو بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ مصداق کی اس فہرست میں کتب شوافع، احتلاف، مالکیہ، غنایہ، معتزلہ اور شیعہ کو با ترتیب بعد ان کے مصنفین کے بیان کیا ہے۔ محمد و احمد بعد مقدمہ میں متقدمین و متاخرین کے اسالیب میں آنے والی تبدیلیوں کا تقابلی جائزہ پیش کیا اور کہا:

”اما بعد! فان أولى ما صرفت اليه المصنف المصنف، و آخرى ما عتبت بتسديد قواعد وتشييده، العلم الذى هو قوام الدين، المرقى الى درجات المتقين، وكان علم اصول الفقه جواده الذى لا يملحق، وحبله المتين الذى هو اقوى واوثق، فانه قاعده الشروع، واصل يرد اليه كل فرع، وقد اشار المصطفى ﷺ فى جوامع كلمه اليه، وانه ارباب اللسان عليه، فصار فى الصدر الاول منه جمله سنية، ورموز خفية، حتى جاء الامام المجتهد محمد بن ادریس الشافعى ﷺ، فاجتهدى بمنازه، وبنى الى ضوء ناره، فتمسك عن ساعد الاجتهاد، وجاهد فى تحصيل هذا الغرض السنى حق الجهاد، واظهر دلائله وكنوزه ووضح اشارته ورموزه، ابهر مخاليه وكانت مستورة، وبرزها فى اكمل معنى واجمل صورة، حتى نور بعلم الاصول دجا الافاق، واعاد سوقه بعد الكساد الى بفاق، وجاء من بعده لمبينا واضحا وبسطوا وشرحوا، حتى جاء القاضيان: قاضى السنة ابو بكر بن الطيب، وقاضى المعزلة عبد الجبار، فوسعا العبارات، وفككا الاشارات، وبينوا الاحكام، ورفعا الاشكال، ونظفى الناس يائزهم، وساروا على لاجب نارهم، فحروا، وقرروا، وصوروا، فجزاهم الله خير الجزاء، ومنهم بكل مسرة وهناء، ثم جاءت اخرى من المتأخرين، فحجروا ما كان واسعا، وابعلوا ما كان شاسعا، وانصصوا على بعض زورس المسائل، وكثروا من التبع والدلائل، وانصصوا على نقل مذاهب المخالفين من الفرق، وتكثروا الخوال من هذا النوع اصل، والى حقيقة وصل، فكاد يعود امره الى الاول، وتذهب عنه بهجة السؤل، فيقولون: خلافا لأمسى هاشم، أو وفاءا للجبالي، وتكون للشافعى منصوبة، ومن اصحابه بالاعضاء مخصوصة، وفاتهم من كلام السابقين عبارات والقة وتقريبات فائقة، وتقول غريبة، ومباحث عجيبة“۔

(محمد و احمد بعد مقدمہ کے بعد اس کی تہذیب اور قواعد کی تشدید و تہذیب کی طرف متوجہ ہوئے بہت دور سب قہر محمود ہے جس کی بنیاد پر محمد و احمد جو متقدمین کے درجہ تک رسائی والے تھے اور محمد و احمد ان فہرست میں تیسرے درجہ رکھنے کی مانند ہیں جس کے ساتھ ساتھ ان کے بعد آئے ہوں اس کی تہذیب و ترقی اس کے لئے ہے جو اقویٰ و اوثق ہو، (اصول) تو یہ شیعہ شریعت کا مقدمہ ہے اور ہر فرق کے لئے ہے اصل میں۔ اور (مختصر محمد) مصنفی ﷺ سے جو ذہن میں اس کی طرف اشارہ و قیادت پر ارباب المسلمان کو اس پر آگاہ کیا ہے صدر اول میں ان سے چند قیمت قدرت اور پیچیدہ اور ارکان متعدد ہوں یہاں تک کہ امام الجلیل محمد بن ادریس شافعی ﷺ تک پہنچ گئے اور انہوں نے ان (مختصر محمد) کے جتنا دور سے جہالت پہلی ہو ان کی بنیاد کی ترقی میں پہلے اور پیچیدہ کے لئے جو رہے۔ مگر انہی پر ان کے لئے فرض پانے کے لئے کوئی حد و حدود اور ترقی کی اور اس کے نتیجوں اور غرائز ان کو ظاہر کیا۔ اس کے بعد وہاں رسالت کو واضح کیا۔ اس کی پیروی کو کمال دیا۔

مکمل ترین معنی اور خوبصورت ترین صورت میں اس کو پیش کیا یہاں تک کہ علم اصول سے آفاق کی تاریخ منور ہو گئی اور
 واپس اس کساد بازار کی ایک گرم بازاری لوٹ آئی۔ اور ان (امام شافعی) کے بعد آنے والوں نے شرح و سطر کے ساتھ
 نمین و فصیح کے کام کو آگے بڑھایا، یہاں تک کہ وہ قاضی آئے قاضی السنہ ابو بکر العلیب اور قاضی معز عبد الجبار ان
 دونوں نے مہارت کو وسیع دی، اشارات کو کھولا اس کے بعد ان کو بیان کیا، اہل کلام کو رفع کیا اور لوگ ان کی جڑوں کی
 ہوئے ان کی مہارت ہوئی آگے کی روشنی میں ان کے آثار پر چلے۔ انہوں نے اس فن پر نگاہ، بیان کیا، اس کی تصویر کشی کی،
 انہوں نے سب کو بہترین جزاء خوشی دینا مقرر فرمایا۔ پھر متخرین میں سے دوسرے آئے انہوں نے اس کی وسعت میں
 غمی پیدا کی اور اس کے بعد میں اضافہ کیا اور بعض روایں المسائل پر اختصار کیا، و اشباہ و ائال کی کثرت کی، فرقوں میں سے
 فاشن کے مذاہب کی نقل پر اکتفا کیا۔ اس فن کی اصل بیان کرنے والے اور حقیقت تک رسائی والے والے اقوال کو
 ترک کیا۔ فیہن قریب قریب اپنی ابتداء کی طرف لوٹ آیا اور اس کی روٹی جس پر اعتماد کیا جاتا تھا، ختم ہو گئی۔ وہ کہتے ہیں :
 "علافا لایسی ہاشم باوفاقا للجماعی" یہاں امام شافعی کا فرمان ہے اور اپنے اصحاب کو خصوصی اہتمام کے ساتھ بیان
 کیا اور کلام سابقین کی عمدہ عبارتوں اور اعلیٰ تقریروں اور نقول غریبہ اور مباحث عجیبہ کو ترک کر دیا۔

امام زکشی کی کتاب "البحر المحيط" کے اثرات کا تحقیقی جائزہ :

امام زکشی کی اس کتاب نے بعد کے لکھنے والوں پر گہرے اور دور رس اثرات چھوڑے کیونکہ امام زکشی نے اپنی
 کتاب میں ان کتب سے اقوال و نقول پیش کیں جو بعد کے لکھنے والوں کے زمانہ تک ضائع ہو چکی تھیں اور ان سے براہ
 راست استفادہ کی کوئی صورت ممکن نہیں تھی۔ اس طرح اس کتاب کی تالیف سے امت اسلامیہ کے لئے اس قابل فخر ضخیم
 رہائی کی حفاظت ہو گئی۔ چند ضائع شدہ کتب کے اسامہ مندرجہ ذیل ہیں جن سے امام زکشی مستفید ہوئے تھے :

۱۔ ابن العارض معتزلی کی کتاب "الذکت"

۲۔ ابو یوسف عبدالسلام کی کتاب "الواضح"

۳۔ ابو الوفا ابن عقیل حبلی کی کتاب "الواضح" وغیرہ

اور یہ تک بھی کہا گیا کہ البحر المحيط کے مقدمہ میں امام زکشی نے مراجع کی جس فہرست کی طرف اشارہ
 کیا ہے اس میں سے صرف بیس فیصد تک دستیاب ہیں باقی کتب یا تو منقود ہیں یا منقود کے حکم میں ہیں۔

البحر المحيط سے مستفید ہونے والے :

۱۔ ابجد ادبی نے "شرح ابیات المعنی" میں احکام "المعنی" میں اس کتاب سے نقل کیا ہے۔

۲۔ آپ کے ایک شاگرد شمس الدین ابیرہادی محمد بن عبدالداؤد بن موی استخوانی اصل ابیرہادی مصری (متوفی ۸۳۱ھ)
 نے اصول فقہ میں منظوم کلام پیش کیا جس کا اکثر حصہ بحر المحيط سے ماخوذ ہے۔

۳۔ امام شوکانی نے ارشاد النول میں اس کتاب سے کافی نقل کیا ہے اور یہ تقریباً البحر المحيط کی تلخیص ہے اور
 امام شوکانی نے انہی کے اسلوب کو اپنا لیا ہے۔

- ۴۔ محمد شین میر سے شیخ نصیری بنون نے "لو اس العلول" میں البحر المحيط سے کثرت سے نقل کیا۔
 ۵۔ فقہ قواد اور اصول شافعی کی تقریباً ان تمام کتب میں ذکر کئی کا حوالہ ملتا ہے جو ان کے بعد لکھی گئیں۔
 البحر المحيط کی طباعت اور اس پر تحقیق :

یہ کتاب اپنے علماء ازہر کی تحقیق کے ساتھ آٹھ جلدوں میں مکتبہ دارالکتب مصر سے پہلی مرتبہ ۱۳۱۳ھ-۱۹۹۴ء میں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ اس کتاب کی مسئلہ اہمیت کے پیش نظر اس پر دنیا کی متعدد یونیورسٹیوں میں تحقیق و بحث کی گئی اور ان پر مختلف شہادت حاصل کی گئیں۔ ان میں سے چند متدرجہ ذیل ہیں جو جامعہ ازہر قاہرہ و کالج شریعہ والقانون میں موجود ہیں یہاں صرف ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی میں پیش کئے گئے رسالوں کی نشاندہی کی جارہی ہے۔

- ۱۔ (المقدمات) من البحر المحيط للزركشي : محمد احمد ابوسالم نے استاذ دکتور محمد حسنی عبدالکیم ۱۳۰۵ھ-۱۹۸۶ء کی زیر نگرانی تحقیق و درست مکمل کر کے ماستر کا رسالہ پیش کیا اس کا نمبر ۱۱۸۲ ہے۔
 ۲۔ مباحثہ الاحکام من البحر المحيط للزركشي : فاروق احمد حسین ابونینا نے استاذ دکتور رمضان عبدالودود عبدالقادر کی زیر نگرانی ۱۳۰۵ھ-۱۹۸۴ء میں تحقیق و درست مکمل کر کے ماستر کا مقالہ پیش کیا اس کا نمبر ۱۱۵۲ ہے۔

- ۳۔ مباحث التکلیف وبعض مباحث النقران من البحر المحيط : احمد بن محمود نے دکتور زکریا عبداللطیف جمال الدین ۱۳۰۴ھ-۱۹۸۳ء کی زیر نگرانی تحقیق مکمل کر کے ایم۔ اے کا رسالہ لکھا جس کا نمبر ۱۱۷۶ ہے۔
 والقانون الازہری لابیریری میں ۱۳۲۲ نمبر ہے۔

- ۴۔ الحقيقة والمجاز وادوات المعانی ومباحث الامور والنهی من الكتاب الکريم : احمد عبدالرحمن السید نے دکتور محمد حسنی عبدالکیم ۱۳۰۵ھ-۱۹۸۵ء کی زیر نگرانی ایم۔ اے کا رسالہ لکھا جس کا نمبر ۱۱۹۲ ہے۔

- ۵۔ مباحث الغام من البحر المحيط للزركشي : محمد محمد انور شلی نے تحقیقی و درست کر کے ایم۔ اے کا رسالہ لکھا اس کا نمبر ۱۳۷۵ ہے۔

- ۶۔ الخاص والخصوص والتخصیص والمطلق والمقید والظاهر والمؤول من اباحت الکتاب المعویس : علی محمد محمد نے شعبان محمد اسماعیل کی زیر نگرانی ۱۳۰۵ھ-۱۹۸۵ء میں ایم۔ اے کا رسالہ لکھا اس کا نمبر ۱۳۲۵ ہے۔

- ۷۔ البحر المحيط المجمل والمبین : علماء الدین حسن و احسن نے تحقیق و بحث کی اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ کالج شریعہ والقانون کی لابیریری میں اس کا نمبر ۲۳۳۱ ہے۔

- ۸۔ البحر المحيط فی اصول الفقه، الاخبار و کتاب الاجماع ۔

۱۔ الادلة المختلف فيها والتعادل والتوجيه والاجتهاد والتقليد والافتاء والاستفتاء : المنجدي
 احمد حميد صاوي نے دكتور عبد الجليل سعد القرني شادي کی زیر نگرانی ۱۹۸۸ء میں تحقیق ودراست پیش کر کے دكتوراه
 کی شہادت حاصل کی۔^۱

۲۔ العباس الربيعي مالكي (متوفى ۷۹۵ھ)۔^۲

فقیر، اصولی اور فطاری تھے۔ شمس الدین الاصفہانی سے اصول کی تعلیم حاصل کی، اسکندریہ سے قاہرہ اور پھر دمشق
 وادب کے بعض مشائخ سے علم حاصل کی۔

۳۔ مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح علی مختصر ابن الحاجب الاصلی

۲۔ دفع الاشکال عمالی المختصر من الاشکال، اس کتاب میں ان اشکال اربعہ کی تخریج کی جو ان کی
 مختصر الاصلی میں پائے گئے ہیں۔^۳

۳۔ الباقی (۷۲۲ھ-۷۹۵ھ)۔^۴

اصول فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے، اصول فقہ کی کتاب "المختصر" اور "الصنہاج" کے حل میں خاص
 ثروت رکھتے تھے۔ اصول فقہ کی تعلیم شیخ نور الدین الارزبیلی اور پھر شیخ برہان الدین الانصاری سے حاصل کی، مدرسہ اقامہ
 دہ میں خدمات انجام دیں، قاضی بنائے گئے۔^۵

۴۔ التیسرے امی (متوفی ۷۹۵ھ)۔^۶

فقیر، اصول و معانی و بیان میں کمال حاصل تھا۔ کئی شہروں میں مدرسوں کی ظاہر برقوق نے جب اپنا مدرسہ تعمیر کروایا
 ان کی درخواست پر ۷۸۸ھ میں مدرسہ کی۔^۷

۵۔ حافظ ابن رجب حنبلی (۷۳۶ھ-۷۹۵ھ)۔^۸

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے قواعد فقہ پر ایک کتاب تالیف کی جس کا نام "المقواعد الکبریٰ" رکھا۔ حاجی خلیفہ نے
 ان کی مذکورہ کتاب کا ذکر کرنے کے بعد لکھا :

۱۔ حرمی ۷۳۶ھ ج ۱ العباس شہاب الدین احمد بن عمر بن علی بن ہلال الاسکندری دمشقی متوفی ۷۹۳ھ

۲۔ حرمی ۷۳۶ھ ج ۱، مجمع الاصولین ۱۸۵/۱ (۱۳۳)

۳۔ ناموس شمس الدین احمد بن صالح بن احمد بن خطاب قاضی القضاۃ لعدوی الزہری البقاعی دمشقی (۱۳۲۲-۱۳۹۲ھ) دمشق میں وفات پائی۔

۴۔ حرمی ۷۳۶ھ ج ۱، ۱۳۲-۱۳۳ (۷۳) احمد بن علاء الدین التیسرے امی متوفی ۱۳۹۲ھ مجمع الاصولین ۱۸۵/۱ (۱۳۶)

۵۔ ابن الدین ابی الطریق عبد الرحمن بن شہاب الدین احمد بن حسن بن رجب بغدادی دمشقی حنبلی، کتاب الذیل علی طبقات الحنفیہ لابن رجب
 ۱۸۵/۱ (۱۳۶) حرمی ۷۳۶ھ ج ۱، ۱۳۲-۱۳۳ (۷۳) احمد بن علاء الدین التیسرے امی متوفی ۱۳۹۲ھ مجمع الاصولین ۱۸۵/۱ (۱۳۶)

"وهو كتاب نافع من عجائب الدهر حتى انه استكثر عليه وزعم بعضهم انه وجد قواعد مبدوءة الشيخ الاسلام ابن تيمية فجمعها وليس الامر كذلك بل كان رحمه الله فوق ذلك كذا قيل".

(یہ بڑی مفید کتاب ہے، یہ دنیا کے عجائبات میں سے ایک ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابن رجبؒ نے علامہ ابن تیمیہؒ شیخ الاسلام کے حقوق قاعدہ کو صرف جمع کر دیا، خود کوئی اضافہ نہیں کیا۔ لیکن بات اس طرح نہیں ہے، تھوڑا ان (ابن رجبؒ) پر دم کرے وہ ان باتوں سے بہت بلند تھے)

حافظ ابن رجبؒ نے یہ قواعد مجتہدانہ شان سے اور اس انداز سے لکھے ہیں کہ مسائل کی طرف مراجعت اصول کی طاقت کی چاسکا اور تا کہ وہ سب ایک لڑی میں پروئے جائیں۔ چنانچہ وہ کتاب کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں :

"اما بعد في هذه قواعد مهمة ، وقواعد حجة ، نسط للفقيه اصول المذهب ، وتطلع من مائة الفقه على ما كان قد تغيب ، وتنظم له مشور المسائل في ملك واحد وتفيد الشوارد وتقرب عليه كل مباحث".

(ابعد! یہ قواعد اہم اور فائدہ مند ایک فقہ کے لئے مذہب کے اصول فراہم کرتے ہیں اور فقہ کے جو مباحث اس کی نظر میں سے پوشیدہ ہیں انہیں واضح اور نمایاں کرتے ہیں اور بہت سے بکھرے ہوئے مسائل کو ایک لڑی میں پرو دیتے ہیں) شیخ ابوزہرہؒ نے اس کتاب کا ذکر کرنے کے بعد جو تبصرہ کیا اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

اس کتاب میں علامہ ابن رجبؒ نے فروع کو اصل فقہی کی طرف مشاہد اور قواعد کے ساتھ لٹایا ہے۔ اور فروع کو مضمون اور نتیجہ کیا ہے ضروری قواعد سے بتاتے ہیں پھر ان کے مختلف پہلوؤں واضح کئے ہیں پھر تفریعات کا ذکر کیا ہے۔ خلافات کے ذکر میں بھی غفل سے کام نہیں لیا، مشہور اور غیر مشہور کی تصریح بھی کی ہے واضح اور غیر واضح کا بیان بھی اس میں موجود ہے قواعد کے ذکر میں بھی اگر کوئی قاعدہ متفق علیہ نہیں ہے تو اختلاف کو بھی ذکر کر دیا ہے۔ اس طرح اس کتاب میں فقہی نظریات و تقریعات کا ایک سچ گراں مایہ نظر آتا ہے اور مذہب صنفی کے بارے میں تمام ضروری باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ فروع اور جزئیات کے تمام پہلوؤں نظر کے سامنے آ جاتے ہیں، اہل اہم تفہیمات، الاماثل مباحث سے قطع نظر کرتے ہوئے خوش نگاہ ہو جاتی ہیں۔ یوں دیکھنے کے اس کتاب کے مباحث کے بعد انسان کے علم و نظر کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے۔

اہل دانش و دانش کہتے ہیں کہ یہ کتاب عجائبات دہر میں سے ہے اور واقعہ بھی یہی ہے۔ اس میں جامع نظریات و مباحث کے گئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی کوئی ایسا مجموعہ جزئیات نہیں ہے جس کے قواعد غیر مربوط ہوں اور جس کا لحاظ نظری غیر منضبط ہو، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک جامع مشاہد کی حامل ہے اور فقہ صنفی تو وہ فقہ ہے جو آثار مطلقہ پر قائم ہے۔ علامہ ابن رجبؒ سے کہ وہ احادیث رسول اللہؐ میں یا احادیث مطلقہ سے یا خود فقہی اور فرائضی ہوں۔ کہ وہ فقہ صنفی میں جزئیات دیکھے گئے ہیں وہ واقف پختی ہیں و مباحثات پر نہیں۔ اس میں جو مسائل مباحث کئے گئے ہیں وہ صرف قیامی نہیں ہیں، علت و مہرہ کے حامل ہوں۔ اس صورت حال کے پیش نظر ہونا یہ چاہئے تھا کہ فقہ صنفی ایسے متشکر جزئیات سے عبارت ہو

جو اہم غیر مربوط ہوں لیکن واقعہ یہ نہیں بلکہ ان منظر ہر خاصہ کے باوجود یہ فقہ اس خصوصیت کی حامل بھی ہے کہ اس کے قواعد موجب اور اس کے مسائل ضوابط کے ساتھ منضبط ہیں۔ یہ ضابطے ہر اعتبار سے جامع و مانع ہیں ان میں صرف فروغ ہی نہیں ایسا رکھا گیا ہے جو مستقیم ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس فقہ میں ایسے فتاویٰ نہیں جو خیالات و آراء پر مبنی ہوں بلکہ وہ مناجات و مسائل پر مبنی ہیں جو مشہور و معروف کے ساتھ واضح و آشکار ہیں اور گہرا پایہ رکھتے ہیں۔ اور جب فقہ مثلی ان قواعد و ضوابط کی حامل ہے تو لازماً فقہ کائناتی، مائکی اور شافعی فقہ میں بھی قواعد فقہیہ موجود ہوتے۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ فقہ اسلامی کے تمام مذاہب میں یہ قواعد و ضوابط موجود ہیں مذہب مالک میں ان بنی کے "قواعد" اور قرآنی کی "الطریق" مذہب شافعی میں ان بنی کے "قواعد" مذہب حنفی میں ان بنی کی "انشاء و نطق" خاص طور پر قائل ذکر ہیں۔ قواعد سے متعلق یہ کتابیں فروغ سے متعلق رہا قواعد کی قوت کے سلسلہ میں، نیز منضبط احکام اور فہم عن امر مشترک اور جمع و شہد و لہر کے اعتبار سے مختلف اور متفاوت درجات کی حامل ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے فقہی مذہب کی خصوصیات اور فقہ اسلامی کی مومانیہ کتابیں لکھ کر یہی گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔^۱

امام ابن الجابی شافعی (متوفی ۷۹۷ھ)

فقہ و اصول میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اصول فقہ کی تعلیم البیضاء الاحمسی سے حاصل کی، مصر میں بھی تدریس کی۔^۲

ابن العاتولی شافعی (متوفی ۷۹۷ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح منہاج الوصول الی علم الاصول للبیضاوی" تالیف کی۔ مستشرقین میں مدرس رہے، نحوی تھے۔^۳

ابن فرحون مالکی (۷۹۹ھ/۸۱۹ھ)

فقہ و اصولی، نحوی، ادیب و قلمبر تھے اپنے والد و چچا سے تعلیم حاصل کی۔ ابن الجابی سے سند اجازت حاصل کی۔ اصول و فقہ علم کے لئے مصر، قدس و دمشق کے اسفار کئے۔ مدینہ المنورہ میں طویل قیام کیا، ۹۳۷ھ میں مدینہ المنورہ میں باکی منصب قضاء پر فائز رہے۔ الدبیان، ائمہ حنفی اعیان ائمہ بپ کے مصنف ہیں جن میں ۶۳۰ سے زائد علماء کے حالات زندگی درج ہیں۔

۱۔ حوالہ سابق ص ۳۸۳-۳۸۴، جنس اور ۳۸۹-۳۹۰ جنس

۲۔ ابوہاشم محمد بن عبد اللہ بن احمد بن یحییٰ بن حسن بن عبد الحسن المدنی ابن الجابی متوفی ۱۳۹۴ھ، دمشق میں وفات پائی

۳۔ مجمع المصنفین ۱/۱۶۱ (۱۱۳)

۴۔ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی الواسطی فیاض الدین فرقد اوی ابن العاتولی، مدینہ العارین ۶/۵۷

۵۔ ابن الدین ابوالحسن بن علی بن محمد بن ابوالقاسم بن محمد بن فرحون البصری (۱۳۱۹-۱۳۹۷ھ) مدینہ المنورہ میں وفات پائی

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مختصر تنقیح الفقہی تالیف کی اور اس کا نام ”القلید الاصول“ رکھا۔

۲۔ کشف النقاب الحاجب علی مختصر ابن الحاجب^۱

احمد الارزنجانی (متوفی ۸۰۰ھ)^۲

انہوں نے ”الطلوع“ پر حاشیہ لکھا اور اس کا نام ”الفرجیح“ رکھا اور یہ حاشیہ علمائے کے یہاں مشہور و مقبول ہے۔^۳

احمد السیواسی حنفی (متوفی ۸۰۰ھ)^۴

حلیب اور پھر قاہرہ کے فضلاء سے علم حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ”الفرجیح“ تالیف کی۔ یہ تہمت زانی کی ”الطلوع“ پر حاشیہ ہے حاکمی خلیفہ نے کہا، ”وہی مقلدہ مقبولہ“ بدیہ العارفین میں مذکور ہے کہ انہوں نے ”الفرجیح“ شرح ”التنقیح فی الاصول“ تالیف کی۔ اور دو جلدوں میں لکھا ہے کہ دو الگ الگ کتابیں ہوں اور انہوں نے دونوں ہی تالیف کی ہوں۔^۵

تمت

۱۔ المطابع المکونون ۳/۳۹۸، بیروت دار الفکر ۵/۱۱۸، طبع ۱۳۸۱ھ/۲۱/۲، رقم الاصولین ۳۸-۳۷ (۱۷)

۲۔ بان الدین احمد الارزنجانی حاشیہ آرزنجانی متوفی ۱۳۹۸ھ

۳۔ کشف الظنون ۱/۳۳۳، رقم الاصولین ۳۷-۳۶ (۳۹)

۴۔ احمد بن عبد اللہ حاشیہ بان الدین السیواسی متوفی ۱۳۹۸ھ

۵۔ کشف الظنون ۱/۳۳۳، بیروت دار الفکر ۵/۱۱۷، طبعات السیواسی ۳۳۱-۳۳۲، رقم الاصولین ۱۵۲-۱۵۱ (۱۱۷)

فن اصول فقہ کی تاریخ

(عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے عصر حاضر تک)

جلد دوم

فاروق حسن

ریٹائرمنٹ
پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد

شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی
اکتوبر ۱۹۹۹ء

(اس مرحلہ) (آٹھویں صدی ہجری) کے بعد اصول فقہ پر قلم اٹھانے والوں نے سابق تصنیفات کی تشریح و توفیح پر اپنی اکتفا کیا اپنی طرف سے کچھ بھی اضافہ نہیں کیا ان کا کام صرف اتنا کر گیا تھا کہ جن کتابوں کی شرح کرنے چھٹے میں اپنی تحقیق پر لکھی جائے والی تصانیف کا مطالعہ کر لیں تاکہ ان کتابوں کی عبارتیں اور پیچیدہ مقامات حل ہو جائیں۔ خود شریح جانچ پڑتال کا تصور ختم ہو چکا تھا کیونکہ یہ علم زمانہ قدیم کی ایک یادگار بن کر رہ گیا تھا کیونکہ ان لوگوں کی نظر میں جتنا دور وازر و بند ہونے کی وجہ سے اس کا کوئی فائدہ نہیں رہ گیا تھا۔ لہذا جن قواعد کی حیثیت اصول و استنباط کی تھی ان پر مکتبہ لایہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔)

بہر حال ان سیاسی ہنگاموں اور داخلی انتشارات کے باوجود مصر کی طرح اندلس میں بھی ممتاز علما و اصولیین اور مجدد کتب جو زیادہ تر شروح و تفسیر کی صورت میں تھیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ چند قابل ذکر اصولیین اور ان کی مؤلفات یہ ابن حبیب طاہر بن حسن (متوفی ۸۰۸ھ) کی کتاب "مختصر المنار الاصول" زین الدین الوائلی (متوفی ۸۱۹ھ) کی الصحیر لمافی منهاج الوصول من المعقول والمنقول، کمال الدین اسکندری (متوفی ۸۶۱ھ) کی قواعد الجامع بین اصطلاح الحنفیہ والشافعیہ، امام جلال الدین محلی (متوفی ۸۶۳ھ) کی "شرح الورد" اور "شرح جمع الجوامع"، کمال الدین محمد معروف یا امام الکمالیہ (متوفی ۸۷۱ھ) کی "شرح الودقات"، ابن ہریر (متوفی ۸۷۹ھ) کی "شرح الصحیر"، ملا خسرو (متوفی ۸۸۵ھ) کی الوصول الی علم الاصول، ابن ہریر (متوفی ۸۸۶ھ) کا حاشیہ علی التلویح وغیرہ۔

ان کتب کے ذکر سے جہاں اصول پر تصنیف و تالیف کی طرف التفات نظر آتا ہے وہیں یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اس زمانے میں متون لکھنے کے ساتھ زیادہ تر شروح، حواشی، تقریرات، ایضات لغویہ، منطقہ، نجومیہ معمول پر مشتمل کلام اور حقیقی اور تقدیری اعتراضات و جوابات کے اسالیب خصوصی توجہ کا مرکز تھے۔

نویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ

ابوالعباس ابن التیمی الزیری مالکی (۴۰ھ/۸۰۱ھ) ^۱

فقہ و اصولی تھے اپنے زمانے کے جید علماء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ اصول الاحکام والقواعد کے ہو گئے۔ عرصہ دراز تک مصر کے قاضی رہے ان کی مؤلفات ان کے وسعت علمی اور وقت تکمیر پر دلالت کرتی ہیں۔ فنون پر کتابیں تالیف کیں۔

۱۔ ابوالعباس احمد بن محمد بن محمد بن عطاء اللہ بن عوض الزیری الاسکندرانی التیمی (۱۳۳۹ھ/۱۳۹۹ء) الفتح المکتم ۶/۳ میں ان کا شمار عطاء اللہ مذکور ہے۔

مؤلفات اصولیہ : الفوائد فی شرح الزوائد تالیف کی۔ واصل کتاب "زوائد الاصول" عبدالرحیم ہنس (متوفی ۷۷۷ھ) کی کتاب ہے جس میں انہوں نے ان مسائل کو ذکر کیا جن سے قاضی بیضاوی نے منہاج میں سب تو جی برتی تھی، اور اس کے مقدمہ میں امام اسنوی نے لکھا تھا :

فلما يسر الله الفراغ من شرح المنهاج، شرعت في شقه بمجمع ما خلاعه المنهاج
المذكور من المسائل الاصولية.

(جب اللہ تعالیٰ نے اہمیا کی شرح سے قرأت آسان فرمادی تو میں نے اس کی دوسری شرح کی تالیف کا آغاز کیا اس میں ان مسائل اصولیہ کو جمع کیا جو منہاج مذکور میں نہیں تھے۔)

کتاب "المسائل"، امام اسنوی کی مذکورہ کتاب "زوائد الاصول" کی شرح ہے اس کتاب الفوائد کا ایک نو
سٹر جی ۷۷۷ھ کے تحت موجود ہے اس کا آغاز یوں ہوتا ہے :

"الحمد لله الذي اسس شريعة نبه احسن اساس الخ."

اور اختتام ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے :

"اختلف اصحابنا واصحاب ابي حنيفة في المزي وأبي العباس بن سريح وأبي يوسف
محمد بن الحسن، رضي الله عنهم، فليل مجتهدون مطلقا، وقيل : بل في المذهبين."

اس کے بعد مؤلف نے کہا :

"وهذا اخر ما يسر الله تعالى بستره وكرمه وسعة فضله من كتاب الفوائد في شرح الزوائد،
فله الحمد... وصحبه اجمعين."

طاہر بن حبیب الحنفی حنفی (۷۴۰ھ - ۸۰۸ھ) ۲

فقہ، اصولی، مؤرخ، ادیب اور محدث تھے۔ حلب اور پھر قاہرہ میں سیکرٹری رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے المستفیس المختار من نوو الاقوار تالیف کی۔ یہ کتاب امام نسفی کی اصول فقہ
"المنار" کا اختصار ہے۔ یہ کتاب دمشق سے شائع ہو چکی ہے اور اس کے ساتھ جمال الدین قاسمی کے حواشی ہیں۔

اس مختصر پر شروع :

۱۔ قاسم بن قطلوبغا (متوفی ۷۷۰ھ) نے شرح لکھی۔

۲۔ علی بن سلطان القاری نے شرح لکھی اور اس کا نام "توضیح المبانی و تنقیح المعانی" رکھا۔

۱۔ الفہم الاصولی ۱۶/۳، ۱۸۰۱۷۹/۱ (۱۳۰)۔

۲۔ البدیع زین الدین طاہر بن الحسن بن عمر بن الحسن بن حبیب حنفی (۱۳۳۹/۱۳۰۵)۔

ترجمہ الیوسوای احمد بن محمد (متوفی ۷۳ھ) نے بھی شرح نگہی اور اس کا نام "زبدۃ الاسرار" رکھا۔

ترجمہ الجلیل جمیل نے شرح نگہی اور اس کا نام "زبدۃ الافکار" رکھا۔

ترجمہ اسمانی (متوفی ۸۰۸ھ)۔

پندرہ برس کی عمر میں وراثت کھل کر پتی، ۱۱ برس کی عمر میں اپنے والد کے قائم مقام کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھالی اور ملکی مہمات میں مشغول ہو گئے۔ ۲۳ برس کی عمر میں یہ ذمہ داریاں اپنے بھائی کے سپرد کر کے بلا وجہ، آپ ابو عراق کے کبار علماء و مشائخ سے کتساب علم کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الفصول" تالیف کی جو اصول میں ایک مختصر ہے۔

ترجمہ ابن الطہذبی شافعی (متوفی ۸۰۹ھ)۔

وقت عربیہ، تفسیر، اصول و فقہ میں ماہر تھے، ابو البقاء، الاسنوی، اور یحییٰ و غیرہ سے حصول علم کیا۔ قاہرہ میں ممتاز و شہرہ دار میں سے تھے فتویٰ و وعظ و درس دیتے، بہت سے تشنگان علم ان سے سیراب ہوئے۔

ترجمہ اسمانی شافعی (متوفی ۸۱۰ھ)۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے قاضی بیضاوی کی "منہاج الوصول" کو منظوم کیا۔

ترجمہ ابن خطیب القسطنطینی (۷۴۰-۸۱۰ھ)۔

غیر محدث ادیب اور مؤرخ تھے شریف تلمسانی نامی متوفی ۷۷۰ھ صاحب "منہاج الوصول فی بناء القروع فی الوصول" و غیرہ سے تعلیم پائی، بلاادغرب اور افریقہ کا علمی سفر کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "تفہیم الطالب لمسائل اصول ابن الحاجب" تالیف کی اور یہ کتاب ابن حاجب کی مختصر المنتہی کی شرح ہے۔

ترجمہ عبدالرحمن الحضری شافعی (متوفی ۸۱۰ھ)۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے کتاب "معیب اللیب فی شرح التہذیب" تالیف کی، یہ کتاب ابن ولید الکلبی شیعہ (متوفی ۲۶۷ھ) کی

۱۔ ابن احنون ۲/ ۱۸۳، منہاج المکون ۳/ ۵۳۹، الفحاشی ۳/ ۸۰۷، مجمع الأصولین ۲/ ۱۳۲ (۳۸۴)۔

۲۔ ابوالخیر بشار بن ابیہ، مجمع المکون ۱/ ۱۳۰، مجمع الأصولین ۱/ ۲۷۵ (۲۲۰)۔

۳۔ ابن کثیر، مجمع المکون ۱/ ۱۳۰، مجمع الأصولین ۱/ ۲۷۵ (۲۲۰)۔

۴۔ ابن کثیر، مجمع المکون ۱/ ۱۳۰، مجمع الأصولین ۱/ ۲۷۵ (۲۲۰)۔

۵۔ ابن کثیر، مجمع المکون ۱/ ۱۳۰، مجمع الأصولین ۱/ ۲۷۵ (۲۲۰)۔

۶۔ ابن کثیر، مجمع المکون ۱/ ۱۳۰، مجمع الأصولین ۱/ ۲۷۵ (۲۲۰)۔

۷۔ ابن کثیر، مجمع المکون ۱/ ۱۳۰، مجمع الأصولین ۱/ ۲۷۵ (۲۲۰)۔

اصول فقہ میں کتاب "تفہیم طریق الوصول الی الاصول" کی شرح ہے اور ابن مطہر کی کتاب "تہذیب" ایک دوسری کتاب "نہایۃ الوصول الی علم الاصول" کا اختصار تھا۔

۲۔ الحلّی فی الاصول۔^۱

محمد بن عثمان الاسحاق مالکی (متوفی ۸۱۰ھ)

اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی۔^۲

شرف الدین القرطبی (متوفی ۸۱۰ھ)^۳

علوم اسلامیہ و فروع میں جامع، عالم و فاضل تھے۔ اپنے شہر کے علماء سے مستفید ہونے کے بعد بلازم کے سلطان مراد خان نے ان کی عزت افزائی کی اس لئے سلطان کی وفات تک وہیں مقیم رہے۔ مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "شرح المنار نسفی" تالیف کی اس کا نام "جامع الاسرار" رکھا گیا ہے۔
نے کہا:

"سود شرحا حافلا وترکہ۔ ثم انه لما قصد الحج عرّضه علی علماء الشام فاعجبوا به وطلبوا تبیضه فی طریق الحجاز، وهو شرح بالقول و فرغ منه یوم الثلاثاء الخامس والعشرين من شعبان سنة ۸۱۰ھ"۔

(انہوں نے مسودہ کی صورت میں ایک عہدہ شرح لکھ کر اسے چھوڑ دیا پھر جب وہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو اسے علماء شام کے سامنے پیش کیا اور باقی شرح کی تو انہوں نے انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور ان سے اس کی تجاویز ملنے پر تمغہ کا مطالبہ کیا وہ اس مسودہ کی تحویض سے ہر روز منگل ۲۵ شعبان ۸۱۰ھ میں فارغ ہوئے تھے)۔

اس کا آغاز یوں ہوتا ہے: الحمد للہ الذی شرف خواص نوع الانسان بالہدایۃ (الخ)، فصار امر شروحه۔ وکتور مظهر یقائن اس کے مختلف مقامات پر ششوں کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ مکتبہ عارف حکمت بالمدینہ المنورہ (۳۱) اصول، وعاطف ۶۸۲ میں موجود نسخے میں حاشیہ علی شرح المنار القرطبی زادہ مذکور ہے۔

سعید بن محمد العتباتی مالکی (۴۰ھ-۸۱۱ھ)^۴

فقہی اصولی اور مشرحت علم فرائض میں بھی خاص نظر تھی۔ ابو عبد اللہ الزاہلی وغیرہ سے اصول کی تعلیم حاصل کی اور کتابیں تصنیف کیں جہنسان کے قاضی رہے چالیس برس تک منصب قضا کی ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔

۱۔ ایضاً المکتون ۳/۶۹۳، حدیث العارفتین ۹/۶، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹

۳۔ شرح جمع الجوامع للسیکی تالیف کی اور اس کا نام "الجمع اللامع" رکھا۔

۴۔ حاشیہ علی شرح الجارودی، امام محمد بن ابوالکلام احمد بن حسن تبریزی الہیاریری شافعی (متوفی ۱۳۵۰ھ) "السراج الوہاج" کے نام سے جو محتاج کی شرح تالیف کی تھی اس پر یہ حاشیہ ہے۔

۵۔ الذکت علی جمع الجوامع۔^۱

عبدالقادر العبادی مالکی (متوفی ۸۲۰ھ یا ۸۸۰ھ)

ان کا ذکر ان کی تاریخ وفات ۸۸۰ھ کے تحت کیا جائے گا۔

احمد الغزلی شافعی (۵۷۰ھ-۸۲۳ھ)^۲

قرآن کریم کے علاوہ متعدد کتب کے حافظ تھے حصول علم کی خاطر غزوہ سے دمشق اور پھر قدس آکر علماء سے تفریق کیا، فقہ اصول میں خصوصیت کے ساتھ کمال حاصل کیا۔ افتاء، تدریس اور قضاء کے فرائض انجام دیے، مؤلف مرتبہ حج کے لئے تشریف لائے مگر آخری مرتبہ مکہ المنکرہ میں مستقل قیام کر لیا تھا جہاں فقہاء کے مجرے سے ان کا ابن الحاجب کی مختصر الاسل کی کا درس دینے، احمد الغزلی کی کتابوں کے مصنف تھے آخری عمر میں ان کا کوئی ہمسرد نہ رہا۔
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح جمع الجوامع للسیکی، دکتور مظہر بقائے برستین ۹۴۲ (۶۱۰) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس طرح مذکور ہے : "حاشیہ علی اوائل البدو الطالع" محمد بن احمد الخلی نے شرح الخلی علی جمع الجوامع لسیکی کے نام "البدو الطالع" رکھا جو شرح المصلی علی جمع الجوامع سے مشہور ہے اس کے اوائل پر حاشیہ لکھا اور آغاز یوں ہوتا ہے : "الحمد لله الذي انازلهما العلوم..."

۲۔ وكتب قطعة على منهاج البيضاوي۔^۳

خواجه پارسا حنفی (۵۶۱ھ-۸۲۴ھ)^۴

فقہ محدث اصولی مفسر تھے فروع اصول کا علم حاصل کیا، مقول و منقول میں کمال حاصل کیا اور حنفی اکابر بغداد اور اصولی بن گئے۔ صدر الشریعہ عبد اللہ الحنفی فی اور ادا تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔
مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الفصول الستة فی الاصول" تالیف کی۔ الفوائد الجدیدہ میں مذکور ہے

"وهو كتاب لطيف مشتمل على القوائد النفیسة"

(اور وہ ایک لطیف کتاب ہے جو عمدہ فوائد پر مشتمل ہے۔) ۵

۱۔ کشف الظنون/۱، ۵۹۶ھ، العارفین ۶/۱۸۶۔ ج ۱، الوہم شباب الدین احمد بن محمد الشافعی بن بدیع بن مطر بن عبد اللہ

العسری القروی دمشق (۱۳۶۸/۱۳۱۹ھ) غزوہ میں ولادت اور مکہ المنکرہ میں وفات پائی۔

۲۔ کشف الظنون/۱، ۵۹۶ھ، العارفین ۵/۱۳۳، مجمع المصنفین/۱، ۱۵۶، ۱۵۷ (۱۰۸)۔

۳۔ محمد بن محمد بن محمود الحنفی البخاری (۱۳۵۵/۱۳۱۹ھ)، خواجه پارسا سے اصولیہ میں وفات پائی۔

۴۔ العارفین ۵/۱۵۳۹، الفوائد الجدیدہ ص ۱۹۹، مجمع المصنفین ۳/۲۳۔

ابو الحسن البلقینی شافعی (۶۳ھ - ۸۲۳ھ) ۱

مفسر محدث، نحوی، فقیہ اصولی، واعظ اور ادیب تھے قاہرہ سے دمشق اور پھر حلب کے سفر کئے۔ کئی مرتبہ منصب شافعی فاضل کے فرائض و فتنوں پر یادگار تصانیف چھوڑیں، حافظ ابن حجر نے ان کی شان میں فرمایا:

"كان من عجائب الدنيا في سرعة الفهم و جودة الحفظ، وكان من محاسن القاهرة"

(دوسرے اہم اور حافظہ کی چٹائی میں عجیب دنیا میں سے تھے اور وہ قاہرہ کے محاسن میں سے تھے۔)

نکات اصولیہ: "نظم منتهی السؤل والأمل في علمي الأصول والحدل" ۲

نور بنی النفاہ مالکی (متوفی ۸۲۳ھ)

انہوں نے کتاب "اداء الواجب في تصحيح ابن العاجب" تالیف کی جو کہ "منتهی السؤل والأمل" بادشہ ہے۔ ۳

ابو نعیم الحکیم ری شافعی (تقریباً ۵۰ھ - ۸۲۵ھ) ۴

فقہ اور اصول میں جید علماء میں سے تھے، انہوں نے علامہ اسنوی، بلقینی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔

نکات اصولیہ: بکھری نے کوئی تصنیف نہیں چھوڑی کیونکہ وہ فتویٰ کی کتابت کو منع کرتے تھے اور بالمشافہ فتویٰ دیتے تھے۔ ۵

ابن عراقی الصغیر شافعی (۶۲ھ - ۸۲۶ھ) ۶

فقہ، اصولی، محدث، ادیب اور مفسر تھے۔ اپنے والد سے فقہ، اصول اور لغت عربیہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اپنے اہل طبع خود بھی حافظہ جہت اور ثقہ مانے جاتے تھے اور ان ہی کی طرح فقہ، اصول، علوم عربیہ وغیرہ میں کمال رکھتے تھے کہ عمری میں ہی کئی شیوخ نے افتاء و تدريس کی اجازت دے دی تھی، وہ یاد مصر کے آخری ائمہ شافعیہ میں سے تھے۔ حدیث و فتویٰ کئی مدارس میں تدريس کی، منصب قضاء پر فائز رہے، آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

نکات اصولیہ:

۱۔ انہوں نے "نکت علی المنہاج الاصلی" تالیف کی اور اس کا نام "النحویر لدعالمی منہاج الاصول من المعقول والمقول" رکھا۔

۱۔ ابو الفضل عبد الرحمن بن عمر بن سلمان بن فیسر صالح جلال الدین التتائی البغلی (۱۳۶۲ھ/۱۳۶۱ھ) قاہرہ میں ولادت ہوئی۔

۲۔ کتب الفنون ۲/۱۸۵۶ھ، معارج ۵/۵۲۹، مجمع الاصولین ۱۸۲/۲ (۳۷۸)۔

۳۔ جامع ترمذی الدین بن۔۔۔ النفاہ المرفی مالکی حدیث المعارج ۶/۱۸۳۔

۴۔ الاساقی برهان الدین ابن نعیم بن احمد بن یحییٰ بن سلیمان بن سلیم بن فرح بن احمد المصري بکھری (۱۳۳۹ھ/تقریباً ۱۳۳۲ھ)۔

۵۔ مجمع الاصولین ۲۲۲/۳۔

۶۔ ابو عبد اللہ الدین بن احمد بن عبد الرحیم بن حسین بن عبد الرحمن الکروی الاصل، ابن عراقی (۱۳۶۰ھ/۱۳۶۲ھ) قاہرہ میں ولادت و وفات ہوئی۔

۱۔ مع الوصول فی علم الاصول۔ یہ کتاب اصول فقہ میں ارجوزہ یعنی بحر جز میں ایک قصیدہ ہے۔

۲۔ موعظی الوصول۔ یہ کتاب بھی اوزان شعر کے ایک وزن پر لکھی ہوئی شاہکار ہے۔

۳۔ فی الصی۔ یہ امام شافعی کی کتاب "الموافقات" کا مختصر ہے۔

۴۔ بیان المکون اور حدیث العارفین میں کتب کے اسامہ اس طرح مذکور ہیں :

مواعظی الوصول الی الضروری من الاصول الصغری ولہ : الحمد للہ المحيط علیہ الخ۔

مہاج الوصول فی علم الاصول کبریٰ۔

۵۔ ابن عبد الدائم البرماوی شافعی (۶۳ھ-۸۳۱ھ)ؒ

ابن، اصولی و جمعی تھے۔ بدر الدین زکشی (۲۰۶ھ-۹۳ھ) صاحب البحر المحیط اور سراج الباقین وغیرہ سے تعلیم حاصل کی تحصیل علم کی خاطر مکہ، قاہرہ و قدس کا سفر کیا، قدس میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ذات اصولیہ :

۱۔ الفیہ فی اصول الفقہ کا نظم تالیف کیا۔

۲۔ نوح الفیہ "یہ دو جلدوں پر محیط الفیہ کی شرح ہے۔

۳۔ یہ عارفین میں ان کی کتاب کا نام اس طرح مذکور ہے : البذۃ الالقیہ فی الاصول الفقہیہ۔

کتاب "الالقیہ" کی شرح :

۱۔ ابوبکر بن ابراہیم المحدثی شافعی (۱۰۶ھ-۸۵۲ھ) جو البرماوی کے شاگرد تھے انہوں نے "نوح الفیہ" کے تحت "الالقیہ" کی شرح تالیف کی۔

۲۔ محبت الدین محمد بن طویل بن محمد البصری دمشقی شافعی (۱۰۶ھ-۸۸۹ھ) نے شرح بذۃ الالقیہ فی اصول الفقہیہ

روایت کی۔

۳۔ محمد الجزری شافعی (۵۱ھ-۸۳۳ھ)

ذات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ بضاوی کی "مہاج الوصول" کی شرح لکھی۔

۴۔ ابن المکون ۳۶۵ھ-۱۸۲۹ھ/۱۸۲۹ھ/۱۸۲۹ھ

ابن زکشی کے شاگرد محمد بن عبد اللہ بن محمد بن موسیٰ القسبی اسمعلائی البرماوی (۱۳۶۲ھ/۱۳۶۲ھ) کو دمشق میں ولادت اور قدس میں وفات پائی۔

۵۔ ابن المکون ۱۸۲۹ھ/۱۸۲۹ھ/۱۸۲۹ھ

۶۔ ابن المکون ۲۵۵ھ/۲۵۵ھ/۲۵۵ھ

۷۔ ابن المکون ۲۱۲ھ/۲۱۲ھ/۲۱۲ھ

۸۔ ابن المکون محمد بن محمد بن علی بن جعفر الجزری دمشق میں ولادت ہوئی حدیث عارفین ۱۸۷ھ/۱۸۷ھ/۱۸۷ھ

احمد القسیری ابن العجمی حنفی (۷۷۷ھ-۸۴۳ھ) ۱

فقہ اصول وقت عربیہ میں کمال رکھتے تھے، مختلف عہدوں پر فائز رہے، افتاء، و قضاہ میں خدمات انجام دیں۔
اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔ ۲

شمس الدین الفناری حنفی (۷۵۱ھ-۸۴۳ھ) ۳

فقہ، اصولی، منطقی، جدلی، ادیب، مقرر اور فرائضی تھے۔ یہ آٹھویں صدی کے اختتامی دور کے ان گنے پنے دیگر بزرگوں
سے ایک تھے جن کا ان کے زمانہ میں اس فن میں کوئی مثل نہیں تھا اور شمس الدین فناری تمام علوم فقہیہ و منطقیہ میں کمال
دسترس رکھتے تھے تاہم وہ بھی تشریف لائے تھے۔ منصب قضا پر بھی فائز رہے۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے تاہم
فوائد اہلبیہ میں اس طرح مذکور ہے کہ جب انہوں نے سنا کہ زمین عامہ کے گوشت (جسم) کو نہیں کھائی تو اپنے
الاسود کی میت کو کھول کر دیکھا تو ایک طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کو اسی طرح ان کی چار پائی پر پڑا نظر آیا
وفا سے وقت رکھا گیا تھا۔ تو انہوں نے ایک نصیبی آواز سنئی جو کہہ رہی تھی "ہل صدقت اعمی اللہ بصرک"۔

مواظفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "فصول البدائع فی اصول الشرائع" تالیف کی۔ مکتبہ صلبہ کراچی
مخطوطہ موجود ہے جس کے مطابق انہوں نے اپنی اس کتاب کو دو قدمات اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا تھا۔ پہلے قدامت
چار ارکان ہیں اور دوسرے میں دواکان "المعارض" اور "الترجیح" ہیں جب کہ خاتمہ الاجتہاد اور اس کے قواعد کے
میں ہے۔ اس کتاب میں الزمائر، دوی بحصول الرازی اور مختصر الرازی وغیرہ کو جمع کیا گیا ہے۔ اللہ بعد السلام
الحمد لله الذی شرع شوارع الشرائع لاحکام احکام الوفایع۔ آخرہ : الی صاحبہ النوحیہ
منہ عند الله و صلی الله تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ الطیبین الطاہرین۔ ۴

محمد بن عبدالقادر الواسطی شافعی (متوفی ۸۳۸ھ)

انہوں نے قاضی بیضاوی کی "مہاجر الاصول" کی شرح تالیف کی۔ ۵

احمد المحدثی الزیدی (۷۷۵ھ-۸۴۰ھ) ۶

وہ علامۃ الوقت اور صاحب تصانیف تھے۔ مذہب اہل بیت میں ان کی کتابوں پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ کئی علماء
میں مہارت رکھتے، یمن کے ائمہ زید یہ میں سے تھے۔

۱۔ احمد بن محمود بن محمد بن عبدالقاسم بن ابی العجمی (۱۳۷۵ھ/۱۳۲۹ء) قاہرہ میں ولادت ہوئی۔

۲۔ محمد بن یحییٰ بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد الفناری (۱۳۵۰ھ/۱۳۳۱ء)۔

۳۔ حدیث العارفین ۱/۱۱۸، الفوائد النبیہ ۱/۱۶۶، ۱/۱۶۷، ۱/۱۶۸، ۱/۱۶۹، ۱/۱۷۰، ۱/۱۷۱، ۱/۱۷۲، ۱/۱۷۳، ۱/۱۷۴، ۱/۱۷۵، ۱/۱۷۶، ۱/۱۷۷، ۱/۱۷۸، ۱/۱۷۹، ۱/۱۸۰، ۱/۱۸۱، ۱/۱۸۲، ۱/۱۸۳، ۱/۱۸۴، ۱/۱۸۵، ۱/۱۸۶، ۱/۱۸۷، ۱/۱۸۸، ۱/۱۸۹، ۱/۱۹۰، ۱/۱۹۱، ۱/۱۹۲، ۱/۱۹۳، ۱/۱۹۴، ۱/۱۹۵، ۱/۱۹۶، ۱/۱۹۷، ۱/۱۹۸، ۱/۱۹۹، ۲/۱، ۲/۲، ۲/۳، ۲/۴، ۲/۵، ۲/۶، ۲/۷، ۲/۸، ۲/۹، ۲/۱۰، ۲/۱۱، ۲/۱۲، ۲/۱۳، ۲/۱۴، ۲/۱۵، ۲/۱۶، ۲/۱۷، ۲/۱۸، ۲/۱۹، ۲/۲۰، ۲/۲۱، ۲/۲۲، ۲/۲۳، ۲/۲۴، ۲/۲۵، ۲/۲۶، ۲/۲۷، ۲/۲۸، ۲/۲۹، ۲/۳۰، ۲/۳۱، ۲/۳۲، ۲/۳۳، ۲/۳۴، ۲/۳۵، ۲/۳۶، ۲/۳۷، ۲/۳۸، ۲/۳۹، ۲/۴۰، ۲/۴۱، ۲/۴۲، ۲/۴۳، ۲/۴۴، ۲/۴۵، ۲/۴۶، ۲/۴۷، ۲/۴۸، ۲/۴۹، ۲/۵۰، ۲/۵۱، ۲/۵۲، ۲/۵۳، ۲/۵۴، ۲/۵۵، ۲/۵۶، ۲/۵۷، ۲/۵۸، ۲/۵۹، ۲/۶۰، ۲/۶۱، ۲/۶۲، ۲/۶۳، ۲/۶۴، ۲/۶۵، ۲/۶۶، ۲/۶۷، ۲/۶۸، ۲/۶۹، ۲/۷۰، ۲/۷۱، ۲/۷۲، ۲/۷۳، ۲/۷۴، ۲/۷۵، ۲/۷۶، ۲/۷۷، ۲/۷۸، ۲/۷۹، ۲/۸۰، ۲/۸۱، ۲/۸۲، ۲/۸۳، ۲/۸۴، ۲/۸۵، ۲/۸۶، ۲/۸۷، ۲/۸۸، ۲/۸۹، ۲/۹۰، ۲/۹۱، ۲/۹۲، ۲/۹۳، ۲/۹۴، ۲/۹۵، ۲/۹۶، ۲/۹۷، ۲/۹۸، ۲/۹۹، ۳/۱، ۳/۲، ۳/۳، ۳/۴، ۳/۵، ۳/۶، ۳/۷، ۳/۸، ۳/۹، ۳/۱۰، ۳/۱۱، ۳/۱۲، ۳/۱۳، ۳/۱۴، ۳/۱۵، ۳/۱۶، ۳/۱۷، ۳/۱۸، ۳/۱۹، ۳/۲۰، ۳/۲۱، ۳/۲۲، ۳/۲۳، ۳/۲۴، ۳/۲۵، ۳/۲۶، ۳/۲۷، ۳/۲۸، ۳/۲۹، ۳/۳۰، ۳/۳۱، ۳/۳۲، ۳/۳۳، ۳/۳۴، ۳/۳۵، ۳/۳۶، ۳/۳۷، ۳/۳۸، ۳/۳۹، ۳/۴۰، ۳/۴۱، ۳/۴۲، ۳/۴۳، ۳/۴۴، ۳/۴۵، ۳/۴۶، ۳/۴۷، ۳/۴۸، ۳/۴۹، ۳/۵۰، ۳/۵۱، ۳/۵۲، ۳/۵۳، ۳/۵۴، ۳/۵۵، ۳/۵۶، ۳/۵۷، ۳/۵۸، ۳/۵۹، ۳/۶۰، ۳/۶۱، ۳/۶۲، ۳/۶۳، ۳/۶۴، ۳/۶۵، ۳/۶۶، ۳/۶۷، ۳/۶۸، ۳/۶۹، ۳/۷۰، ۳/۷۱، ۳/۷۲، ۳/۷۳، ۳/۷۴، ۳/۷۵، ۳/۷۶، ۳/۷۷، ۳/۷۸، ۳/۷۹، ۳/۸۰، ۳/۸۱، ۳/۸۲، ۳/۸۳، ۳/۸۴، ۳/۸۵، ۳/۸۶، ۳/۸۷، ۳/۸۸، ۳/۸۹، ۳/۹۰، ۳/۹۱، ۳/۹۲، ۳/۹۳، ۳/۹۴، ۳/۹۵، ۳/۹۶، ۳/۹۷، ۳/۹۸، ۳/۹۹، ۴/۱، ۴/۲، ۴/۳، ۴/۴، ۴/۵، ۴/۶، ۴/۷، ۴/۸، ۴/۹، ۴/۱۰، ۴/۱۱، ۴/۱۲، ۴/۱۳، ۴/۱۴، ۴/۱۵، ۴/۱۶، ۴/۱۷، ۴/۱۸، ۴/۱۹، ۴/۲۰، ۴/۲۱، ۴/۲۲، ۴/۲۳، ۴/۲۴، ۴/۲۵، ۴/۲۶، ۴/۲۷، ۴/۲۸، ۴/۲۹، ۴/۳۰، ۴/۳۱، ۴/۳۲، ۴/۳۳، ۴/۳۴، ۴/۳۵، ۴/۳۶، ۴/۳۷، ۴/۳۸، ۴/۳۹، ۴/۴۰، ۴/۴۱، ۴/۴۲، ۴/۴۳، ۴/۴۴، ۴/۴۵، ۴/۴۶، ۴/۴۷، ۴/۴۸، ۴/۴۹، ۴/۵۰، ۴/۵۱، ۴/۵۲، ۴/۵۳، ۴/۵۴، ۴/۵۵، ۴/۵۶، ۴/۵۷، ۴/۵۸، ۴/۵۹، ۴/۶۰، ۴/۶۱، ۴/۶۲، ۴/۶۳، ۴/۶۴، ۴/۶۵، ۴/۶۶، ۴/۶۷، ۴/۶۸، ۴/۶۹، ۴/۷۰، ۴/۷۱، ۴/۷۲، ۴/۷۳، ۴/۷۴، ۴/۷۵، ۴/۷۶، ۴/۷۷، ۴/۷۸، ۴/۷۹، ۴/۸۰، ۴/۸۱، ۴/۸۲، ۴/۸۳، ۴/۸۴، ۴/۸۵، ۴/۸۶، ۴/۸۷، ۴/۸۸، ۴/۸۹، ۴/۹۰، ۴/۹۱، ۴/۹۲، ۴/۹۳، ۴/۹۴، ۴/۹۵، ۴/۹۶، ۴/۹۷، ۴/۹۸، ۴/۹۹، ۵/۱، ۵/۲، ۵/۳، ۵/۴، ۵/۵، ۵/۶، ۵/۷، ۵/۸، ۵/۹، ۵/۱۰، ۵/۱۱، ۵/۱۲، ۵/۱۳، ۵/۱۴، ۵/۱۵، ۵/۱۶، ۵/۱۷، ۵/۱۸، ۵/۱۹، ۵/۲۰، ۵/۲۱، ۵/۲۲، ۵/۲۳، ۵/۲۴، ۵/۲۵، ۵/۲۶، ۵/۲۷، ۵/۲۸، ۵/۲۹، ۵/۳۰، ۵/۳۱، ۵/۳۲، ۵/۳۳، ۵/۳۴، ۵/۳۵، ۵/۳۶، ۵/۳۷، ۵/۳۸، ۵/۳۹، ۵/۴۰، ۵/۴۱، ۵/۴۲، ۵/۴۳، ۵/۴۴، ۵/۴۵، ۵/۴۶، ۵/۴۷، ۵/۴۸، ۵/۴۹، ۵/۵۰، ۵/۵۱، ۵/۵۲، ۵/۵۳، ۵/۵۴، ۵/۵۵، ۵/۵۶، ۵/۵۷، ۵/۵۸، ۵/۵۹، ۵/۶۰، ۵/۶۱، ۵/۶۲، ۵/۶۳، ۵/۶۴، ۵/۶۵، ۵/۶۶، ۵/۶۷، ۵/۶۸، ۵/۶۹، ۵/۷۰، ۵/۷۱، ۵/۷۲، ۵/۷۳، ۵/۷۴، ۵/۷۵، ۵/۷۶، ۵/۷۷، ۵/۷۸، ۵/۷۹، ۵/۸۰، ۵/۸۱، ۵/۸۲، ۵/۸۳، ۵/۸۴، ۵/۸۵، ۵/۸۶، ۵/۸۷، ۵/۸۸، ۵/۸۹، ۵/۹۰، ۵/۹۱، ۵/۹۲، ۵/۹۳، ۵/۹۴، ۵/۹۵، ۵/۹۶، ۵/۹۷، ۵/۹۸، ۵/۹۹، ۶/۱، ۶/۲، ۶/۳، ۶/۴، ۶/۵، ۶/۶، ۶/۷، ۶/۸، ۶/۹، ۶/۱۰، ۶/۱۱، ۶/۱۲، ۶/۱۳، ۶/۱۴، ۶/۱۵، ۶/۱۶، ۶/۱۷، ۶/۱۸، ۶/۱۹، ۶/۲۰، ۶/۲۱، ۶/۲۲، ۶/۲۳، ۶/۲۴، ۶/۲۵، ۶/۲۶، ۶/۲۷، ۶/۲۸، ۶/۲۹، ۶/۳۰، ۶/۳۱، ۶/۳۲، ۶/۳۳، ۶/۳۴، ۶/۳۵، ۶/۳۶، ۶/۳۷، ۶/۳۸، ۶/۳۹، ۶/۴۰، ۶/۴۱، ۶/۴۲، ۶/۴۳، ۶/۴۴، ۶/۴۵، ۶/۴۶، ۶/۴۷، ۶/۴۸، ۶/۴۹، ۶/۵۰، ۶/۵۱، ۶/۵۲، ۶/۵۳، ۶/۵۴، ۶/۵۵، ۶/۵۶، ۶/۵۷، ۶/۵۸، ۶/۵۹، ۶/۶۰، ۶/۶۱، ۶/۶۲، ۶/۶۳، ۶/۶۴، ۶/۶۵، ۶/۶۶، ۶/۶۷، ۶/۶۸، ۶/۶۹، ۶/۷۰، ۶/۷۱، ۶/۷۲، ۶/۷۳، ۶/۷۴، ۶/۷۵، ۶/۷۶، ۶/۷۷، ۶/۷۸، ۶/۷۹، ۶/۸۰، ۶/۸۱، ۶/۸۲، ۶/۸۳، ۶/۸۴، ۶/۸۵، ۶/۸۶، ۶/۸۷، ۶/۸۸، ۶/۸۹، ۶/۹۰، ۶/۹۱، ۶/۹۲، ۶/۹۳، ۶/۹۴، ۶/۹۵، ۶/۹۶، ۶/۹۷، ۶/۹۸، ۶/۹۹، ۷/۱، ۷/۲، ۷/۳، ۷/۴، ۷/۵، ۷/۶، ۷/۷، ۷/۸، ۷/۹، ۷/۱۰، ۷/۱۱، ۷/۱۲، ۷/۱۳، ۷/۱۴، ۷/۱۵، ۷/۱۶، ۷/۱۷، ۷/۱۸، ۷/۱۹، ۷/۲۰، ۷/۲۱، ۷/۲۲، ۷/۲۳، ۷/۲۴، ۷/۲۵، ۷/۲۶، ۷/۲۷، ۷/۲۸، ۷/۲۹، ۷/۳۰، ۷/۳۱، ۷/۳۲، ۷/۳۳، ۷/۳۴، ۷/۳۵، ۷/۳۶، ۷/۳۷، ۷/۳۸، ۷/۳۹، ۷/۴۰، ۷/۴۱، ۷/۴۲، ۷/۴۳، ۷/۴۴، ۷/۴۵، ۷/۴۶، ۷/۴۷، ۷/۴۸، ۷/۴۹، ۷/۵۰، ۷/۵۱، ۷/۵۲، ۷/۵۳، ۷/۵۴، ۷/۵۵، ۷/۵۶، ۷/۵۷، ۷/۵۸، ۷/۵۹، ۷/۶۰، ۷/۶۱، ۷/۶۲، ۷/۶۳، ۷/۶۴، ۷/۶۵، ۷/۶۶، ۷/۶۷، ۷/۶۸، ۷/۶۹، ۷/۷۰، ۷/۷۱، ۷/۷۲، ۷/۷۳، ۷/۷۴، ۷/۷۵، ۷/۷۶، ۷/۷۷، ۷/۷۸، ۷/۷۹، ۷/۸۰، ۷/۸۱، ۷/۸۲، ۷/۸۳، ۷/۸۴، ۷/۸۵، ۷/۸۶، ۷/۸۷، ۷/۸۸، ۷/۸۹، ۷/۹۰، ۷/۹۱، ۷/۹۲، ۷/۹۳، ۷/۹۴، ۷/۹۵، ۷/۹۶، ۷/۹۷، ۷/۹۸، ۷/۹۹، ۸/۱، ۸/۲، ۸/۳، ۸/۴، ۸/۵، ۸/۶، ۸/۷، ۸/۸، ۸/۹، ۸/۱۰، ۸/۱۱، ۸/۱۲، ۸/۱۳، ۸/۱۴، ۸/۱۵، ۸/۱۶، ۸/۱۷، ۸/۱۸، ۸/۱۹، ۸/۲۰، ۸/۲۱، ۸/۲۲، ۸/۲۳، ۸/۲۴، ۸/۲۵، ۸/۲۶، ۸/۲۷، ۸/۲۸، ۸/۲۹، ۸/۳۰، ۸/۳۱، ۸/۳۲، ۸/۳۳، ۸/۳۴، ۸/۳۵، ۸/۳۶، ۸/۳۷، ۸/۳۸، ۸/۳۹، ۸/۴۰، ۸/۴۱، ۸/۴۲، ۸/۴۳، ۸/۴۴، ۸/۴۵، ۸/۴۶، ۸/۴۷، ۸/۴۸، ۸/۴۹، ۸/۵۰، ۸/۵۱، ۸/۵۲، ۸/۵۳، ۸/۵۴، ۸/۵۵، ۸/۵۶، ۸/۵۷، ۸/۵۸، ۸/۵۹، ۸/۶۰، ۸/۶۱، ۸/۶۲، ۸/۶۳، ۸/۶۴، ۸/۶۵، ۸/۶۶، ۸/۶۷، ۸/۶۸، ۸/۶۹، ۸/۷۰، ۸/۷۱، ۸/۷۲، ۸/۷۳، ۸/۷۴، ۸/۷۵، ۸/۷۶، ۸/۷۷، ۸/۷۸، ۸/۷۹، ۸/۸۰، ۸/۸۱، ۸/۸۲، ۸/۸۳، ۸/۸۴، ۸/۸۵، ۸/۸۶، ۸/۸۷، ۸/۸۸، ۸/۸۹، ۸/۹۰، ۸/۹۱، ۸/۹۲، ۸/۹۳، ۸/۹۴، ۸/۹۵، ۸/۹۶، ۸/۹۷، ۸/۹۸، ۸/۹۹، ۹/۱، ۹/۲، ۹/۳، ۹/۴، ۹/۵، ۹/۶، ۹/۷، ۹/۸، ۹/۹، ۹/۱۰، ۹/۱۱، ۹/۱۲، ۹/۱۳، ۹/۱۴، ۹/۱۵، ۹/۱۶، ۹/۱۷، ۹/۱۸، ۹/۱۹، ۹/۲۰، ۹/۲۱، ۹/۲۲، ۹/۲۳، ۹/۲۴، ۹/۲۵، ۹/۲۶، ۹/۲۷، ۹/۲۸، ۹/۲۹، ۹/۳۰، ۹/۳۱، ۹/۳۲، ۹/۳۳، ۹/۳۴، ۹/۳۵، ۹/۳۶، ۹/۳۷، ۹/۳۸، ۹/۳۹، ۹/۴۰، ۹/۴۱، ۹/۴۲، ۹/۴۳، ۹/۴۴، ۹/۴۵، ۹/۴۶، ۹/۴۷، ۹/۴۸، ۹/۴۹، ۹/۵۰، ۹/۵۱، ۹/۵۲، ۹/۵۳، ۹/۵۴، ۹/۵۵، ۹/۵۶، ۹/۵۷، ۹/۵۸، ۹/۵۹، ۹/۶۰، ۹/۶۱، ۹/۶۲، ۹/۶۳، ۹/۶۴، ۹/۶۵، ۹/۶۶، ۹/۶۷، ۹/۶۸، ۹/۶۹، ۹/۷۰، ۹/۷۱، ۹/۷۲، ۹/۷۳، ۹/۷۴، ۹/۷۵، ۹/۷۶، ۹/۷۷، ۹/۷۸، ۹/۷۹، ۹/۸۰، ۹/۸۱، ۹/۸۲، ۹/۸۳، ۹/۸۴، ۹/۸۵، ۹/۸۶، ۹/۸۷، ۹/۸۸، ۹/۸۹، ۹/۹۰، ۹/۹۱، ۹/۹۲، ۹/۹۳، ۹/۹۴، ۹/۹۵، ۹/۹۶، ۹/۹۷، ۹/۹۸، ۹/۹۹، ۱۰/۱، ۱۰/۲، ۱۰/۳، ۱۰/۴، ۱۰/۵، ۱۰/۶، ۱۰/۷، ۱۰/۸، ۱۰/۹، ۱۰/۱۰، ۱۰/۱۱، ۱۰/۱۲، ۱۰/۱۳، ۱۰/۱۴، ۱۰/۱۵، ۱۰/۱۶، ۱۰/۱۷، ۱۰/۱۸، ۱۰/۱۹، ۱۰/۲۰، ۱۰/۲۱، ۱۰/۲۲، ۱۰/۲۳، ۱۰/۲۴، ۱۰/۲۵، ۱۰/۲۶، ۱۰/۲۷، ۱۰/۲۸، ۱۰/۲۹، ۱۰/۳۰، ۱۰/۳۱، ۱۰/۳۲، ۱۰/۳۳، ۱۰/۳۴، ۱۰/۳۵، ۱۰/۳۶، ۱۰/۳۷، ۱۰/۳۸، ۱۰/۳۹، ۱۰/۴۰، ۱۰/۴۱، ۱۰/۴۲، ۱۰/۴۳، ۱۰/۴۴، ۱۰/۴۵، ۱۰/۴۶، ۱۰/۴۷، ۱۰/۴۸، ۱۰/۴۹، ۱۰/۵۰، ۱۰/۵۱، ۱۰/۵۲، ۱۰/۵۳، ۱۰/۵۴، ۱۰/۵۵، ۱۰/۵۶، ۱۰/۵۷، ۱۰/۵۸، ۱۰/۵۹، ۱۰/۶۰، ۱۰/۶۱، ۱۰/۶۲، ۱۰/۶۳، ۱۰/۶۴، ۱۰/۶۵، ۱۰/۶۶، ۱۰/۶۷، ۱۰/۶۸، ۱۰/۶۹، ۱۰/۷۰، ۱۰/۷۱، ۱۰/۷۲، ۱۰/۷۳، ۱۰/۷۴، ۱۰/۷۵، ۱۰/۷۶، ۱۰/۷۷، ۱۰/۷۸، ۱۰/۷۹، ۱۰/۸۰، ۱۰/۸۱، ۱۰/۸۲، ۱۰/۸۳، ۱۰/۸۴، ۱۰/۸۵، ۱۰/۸۶، ۱۰/۸۷، ۱۰/۸۸، ۱۰/۸۹، ۱۰/۹۰، ۱۰/۹۱، ۱۰/۹۲، ۱۰/۹۳، ۱۰/۹۴، ۱۰/۹۵، ۱۰/۹۶، ۱۰/۹۷، ۱۰/۹۸، ۱۰/۹۹، ۱۱/۱، ۱۱/۲، ۱۱/۳، ۱۱/۴، ۱۱/۵، ۱۱/۶، ۱۱/۷، ۱۱/۸، ۱۱/۹، ۱۱/۱۰، ۱۱/۱۱، ۱۱/۱۲، ۱۱/۱۳، ۱۱/۱۴، ۱۱/۱۵، ۱۱/۱۶، ۱۱/۱۷، ۱۱/۱۸، ۱۱/۱۹، ۱۱/۲۰، ۱۱/۲۱، ۱۱/۲۲، ۱۱/۲۳، ۱۱/۲۴، ۱۱/۲۵، ۱۱/۲۶، ۱۱/۲۷، ۱۱/۲۸، ۱۱/۲۹، ۱۱/۳۰، ۱۱/۳۱، ۱۱/۳۲، ۱۱/۳۳، ۱۱/۳۴، ۱۱/۳۵، ۱۱/۳۶، ۱۱/۳۷، ۱۱/۳۸، ۱۱/۳۹، ۱۱/۴۰، ۱۱/۴۱، ۱۱/۴۲، ۱۱/۴۳، ۱۱/۴۴، ۱۱/۴۵، ۱۱/۴۶، ۱۱/۴۷، ۱۱/۴۸، ۱۱/۴۹، ۱۱/۵۰، ۱۱/۵۱، ۱۱/۵۲، ۱۱/۵۳، ۱۱/۵۴، ۱۱/۵۵، ۱۱/۵۶، ۱۱/۵۷، ۱۱/۵۸، ۱۱/۵۹، ۱۱/۶۰، ۱۱/۶۱، ۱۱/۶۲، ۱۱/۶۳، ۱۱/۶۴، ۱۱/۶۵، ۱۱/۶۶، ۱۱/۶۷، ۱۱/۶۸، ۱۱/۶۹، ۱۱/۷۰، ۱۱/۷۱، ۱۱/۷۲، ۱۱/۷۳، ۱۱/۷۴، ۱۱/۷۵، ۱۱/۷۶، ۱۱/۷۷، ۱۱/۷۸، ۱۱/۷۹، ۱۱/۸۰، ۱۱/۸۱، ۱۱/۸۲، ۱۱/۸۳، ۱۱/۸۴، ۱۱/۸۵، ۱۱/۸۶، ۱۱/۸۷، ۱۱/۸۸، ۱۱/۸۹، ۱۱/۹۰، ۱۱/۹۱، ۱۱/۹۲، ۱۱/۹۳، ۱۱/۹۴، ۱۱/۹۵، ۱۱/۹۶، ۱۱/۹۷، ۱۱/۹۸، ۱۱/۹۹، ۱۲/۱، ۱۲/۲، ۱۲/۳، ۱۲/۴، ۱۲/۵، ۱۲/۶، ۱۲/۷، ۱۲/۸، ۱۲/۹، ۱۲/۱۰، ۱۲/۱۱، ۱۲/۱۲، ۱۲/۱۳، ۱۲/۱۴، ۱۲/۱۵، ۱۲/۱۶، ۱۲/۱۷، ۱۲/۱۸، ۱۲/۱۹، ۱۲/۲۰، ۱۲/۲۱، ۱۲/۲۲، ۱۲/۲۳، ۱۲/۲۴، ۱۲/۲۵، ۱۲/۲۶، ۱۲/۲۷، ۱۲/۲۸، ۱۲/۲۹، ۱۲/۳۰، ۱۲/۳۱، ۱۲/۳۲، ۱۲/۳۳، ۱۲/۳۴، ۱۲/۳۵، ۱۲/۳۶، ۱۲/۳۷، ۱۲/۳۸، ۱۲/۳۹، ۱۲/۴۰، ۱۲/۴۱، ۱۲/۴۲، ۱۲/۴۳، ۱۲/۴۴، ۱۲/۴۵، ۱۲/۴۶، ۱۲/۴۷، ۱۲/۴۸، ۱۲/۴۹، ۱۲/۵۰، ۱۲/۵۱، ۱۲/۵۲، ۱۲/۵۳، ۱۲/۵۴، ۱۲/۵۵، ۱۲/۵۶، ۱۲/۵۷، ۱۲/۵۸، ۱۲/۵۹، ۱۲/۶۰، ۱۲/۶۱، ۱۲/۶۲، ۱۲/۶۳، ۱۲/۶۴، ۱۲/۶۵، ۱۲/۶۶، ۱۲/۶۷، ۱۲/۶۸، ۱۲/۶۹، ۱۲/۷۰، ۱۲/۷۱، ۱۲/۷۲، ۱۲/۷۳، ۱۲/۷۴، ۱۲/۷۵، ۱۲/۷۶، ۱۲/۷۷، ۱۲/۷۸، ۱۲/۷۹، ۱۲/۸۰، ۱۲/۸۱، ۱۲/۸۲، ۱۲/۸۳، ۱۲/۸۴، ۱۲/۸۵، ۱۲/۸۶، ۱۲/۸۷، ۱۲/۸۸، ۱۲/۸۹، ۱۲/۹۰، ۱۲/۹۱، ۱۲/۹۲، ۱۲/۹۳، ۱۲/۹۴، ۱۲/۹۵، ۱۲/۹۶، ۱۲/۹۷، ۱۲/۹۸، ۱۲/۹۹، ۱۳/۱، ۱۳/۲، ۱۳/۳، ۱۳/۴، ۱۳/۵، ۱۳/۶، ۱۳/۷، ۱۳/۸، ۱۳/۹، ۱۳/۱۰، ۱۳/۱۱، ۱۳/۱۲، ۱۳/۱۳، ۱۳/۱۴، ۱۳/۱۵، ۱۳/۱۶، ۱۳/۱۷، ۱۳/۱۸، ۱۳/۱۹، ۱۳/۲۰، ۱۳/۲۱، ۱۳/۲۲، ۱۳/۲۳، ۱۳/۲۴، ۱۳/۲۵، ۱۳/۲۶، ۱۳/۲۷، ۱۳/۲۸، ۱۳/۲۹، ۱۳/۳۰، ۱۳/۳۱، ۱۳/۳۲، ۱۳/۳۳، ۱۳/۳۴، ۱۳/۳۵، ۱۳/۳۶، ۱۳/۳۷، ۱۳/۳۸، ۱۳/۳۹، ۱۳/۴۰، ۱۳/۴۱

نوکات اصولیہ :

۱۔ "الفصول فی معانی جوہرۃ الاصول" یا "نافقۃ الاصول فی ضبط معانی جوہرۃ الاصول"۔
 ۲۔ معیار العقول فی علم اصول، اس کتاب کے کئی بیگنے موجود ہیں، ایک نسخہ جامعہ ملک سعودیہ میں
 ۱۹۰۷ء کے تحت موجود ہے۔ آغاز میں یہ ہے : الفہم فی اللغة فہم معنی الخطاب الذی فیہ غرض ، وفی الاصطلاح
 القتامہ ان کلمات سے ہوتا ہے : ومن ثم انعکست السالۃ سالیہ۔

۳۔ "مہاج الوصول الی شرح معیار العقول" یہ ان کی کتاب جس کا مکمل نام مندرجہ ذیل ہے اس کی چھٹی
 مرتبہ کتاب کا نام یہ ہے : "غایات الافکار و نہایات الانظار المحیطۃ بعجائب البحر الذخائر الجامع
 لمذہب علماء الامصار فی الاعتقادات الدینیۃ و اللطائف الکلامیۃ والقواعد الاصولیۃ والسیر النبویۃ"۔

نہایتیں طرح ہے : "بعد المسئلۃ والاصلاح : کتاب مہاج العقول فی علم الاصول یعنی قبل الشروع...."
 اختتام میں طرح ہے : "ومن ثم اى ومن اجل صدقہا کلیۃ موجدہ بعکس النقیض عرفت انعکاس...."
 ان کے دنیا کے مختلف کتب خانوں میں نسخے موجود ہیں مثلاً دار الکتب مصریہ میں ۲۵۳۹۹ نمبر کے تحت اور جامعہ
 مدینہ میں ۱۱۱۴۹ اور ۱۳۳ کے تحت موجود ہیں وغیرہ وغیرہ مگر برہنہ مستن (جبریت) (۱۶۲۰) ۵۹۱۲ میں جو نسخہ موجود ہے
 اس میں اس کا عنوان یہ ہے : مہاج الوصول الی تحقیق کتاب معیار العقول فی علم الاصول۔
 ثرثہ الفناری حنفی (متوفی ۸۳۰ھ)۔

فقیر، اصولی اور انکار تھے۔ محقق المذکر محمد الفناری کے صاحبزادہ ہیں، اپنے والد سے علم حاصل کیا مرتبہ کمال کو
 پہنچانے والد ماجد کی زندگی میں ہی "مسروسا" میں مدرسہ سلطانہ میں تدریس کی، پھر حج کے لئے تشریف لے گئے۔
 تواتر آئے جہاں اپنے والد کی طرح شہرت پائی اور واپس اپنے شہر لوٹ آئے۔

نوکات اصولیہ : انہوں نے فصول البدائع فی اصول الشرائع فی الاصول پر حاشیہ لکھا۔
 علامہ الدین رومی حنفی (۵۶۰ھ۔ ۸۳۱ھ)۔

فقیر، اصولی، منطقی، ادیب اور صوفی تھے سید شریف جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ)، شارح مثنوی السؤل والائل لابن
 ادیب اور سعد الدین قننہ زانی (متوفی ۹۱۰ھ) صاحب تلوٹ سے حصول علم کیا اور پھر تدریس کی۔

نوکات اصولیہ : اصول فقہ پر مستقل طبعہ کتاب کا میں علم نہیں ہوگا مگر انہوں نے "الاسئلہ" جو اسلہ علامہ الدین
 نے طبع ہے کتاب نکھی جو چھ فصول پر مشتمل تھی اور اس کی چوتھی فصل اصول پر تھی۔ بعد کے آنے والوں میں سے

ابن کثیر (۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱

مولیٰ سراج الدین التوقی (متوفی ۸۸۹ھ) نے ان سوالات کے جواب دیے اسی طرح ملا خسرو (متوفی ۹۸۵ھ) نے بھی ان کے جواب دیے اور سراج الدین کے جوابات اور علامہ الدین کے سوالات پر بحث کی اور پھر ان کا تخریج کیا۔^۱

محمد بن احمد السہامی مالکی (۵۷۶ھ-۸۳۲ھ)^۲

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ توحیح المعقول وتحریر المنقول فی شرح منہی السؤل والامل لابن الاحباب۔

۲۔ مقدمہ فی الاصول۔^۳

محمد بن عمر الخوصی شافعی (متوفی ۸۴۳ھ)^۴

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "ارحوزۃ فی الاصول" تالیف کیا۔^۵

احمد بن حسین الرملی شافعی (۷۳۳ھ-۸۳۳ھ)^۶

فقیر تھے حصول علم کے لئے مختلف مقامات کے سفر کئے، فقہ میں مہارت حاصل کی یہاں تک کہ قاضی القضاۃ اور قاضی نے انہیں افتاء کی اجازت عطا کی۔ افتاء و تدوین سے ایک عرصہ تک وابستہ رہنے کے بعد ترک کر کے طریقہ صوفی پر آمادہ ہو گئے۔ کئی یادگار کتب تالیف کیں جن میں شرح سنن ابو داؤد و طیقات للشافعیہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح مختصر ابن الحاجب^۷ حدیث العارفین میں اس طرح ہے : شرح منہی السؤل والامل

لابن الحاجب۔^۸

۲۔ شرح جمع الجوامع للسیکی تالیف کی اور اس کا نام "لمع اللوامع" رکھا۔ پانچ کے بعد غازیوں نے

"الحمد لله الذی جمع جوامع العلم مختصر" الخ اس کا ایک نسخہ دارالکتب المصریہ نمبر ۱۵۰۳۰

کے تحت اور دوسرا کئی جامع (ترخان) میں ۹۳ نمبر کے تحت موجود ہے۔

۳۔ شرح منہاج البیضاوی تالیف کی اور اس کا نام "نہایۃ السؤل" رکھا۔ اتفاق سے علامہ اسٹوی نے مہربان

کی جو شرح لکھی تھی اس کا نام بھی نہایۃ السؤل تھا۔ الحمد کے بعد غازیوں نے کہا ہے : "لما بعد فلان یؤید"

ما صرفت الیہم الی تمہیدہ" اور اختتام ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے : "سواء اراد الاعتساف فیہ و"

والله سبحانه وتعالى اعلم" اس کا ایک نسخہ مکتبہ ملکیہ برلن میں ۳۳۸۳ کے تحت موجود ہے۔^۹

۴۔ کشف القلوب ۱/۹۱ الخ ۳/۳۔ ج ابو یوسف حسن الدین محمد بن احمد بن عثمان بن عیسیٰ مقدم السہامی القاسمی

۵۔ حدیث العارفین ۱۹۲/۶۔ ج احمد الدین محمد بن عمر بن محمد ابو کریم محمد المصطفیٰ قمی القاضی۔

۶۔ حدیث العارفین ۱۹۳/۶۔ ج ابن رسلان ابو العباس شہاب الدین احمد بن حسین بن حسن بن علی بن یوسف بن علی بن

الرملی المقدسی (۱۳۷۰ھ)۔ ج کشف القلوب ۲/۱۸۵۶۔ ج حدیث العارفین ۵/۱۴۶۔ ج اصولیین ۱/۱۱۳۱ (۷۷۷ھ)۔

۷۔ کشف القلوب ۱/۵۹۶۔ ج حدیث العارفین ۳/۵۸۹۔ ج حدیث العارفین ۵/۱۴۶۔ ج اصولیین ۱/۱۱۳۱ (۷۷۷ھ)۔

درمختار شافعی (متوفی ۸۴۳ھ) ۱

فقہ اصولی، فرائض، عہد صرف وغیرہ میں مہارت رکھتے تھے اقدار و تدبیریں کی خدمات انجام دیتے۔

نوفاقات اصولیہ : ہمیں اصول فقہ پر ان کی کسی کتاب کا علم نہیں ہو سکا۔ ۲

ابن ماجہ مالکی (۷۶۷ھ - ۸۴۳ھ) ۳

نوفاقات اصولیہ :

۱۔ زوال الصانع عن شرح جمع الجوامع للسیکی۔

۲۔ شرح مختصر ابن الحاجب۔

۳۔ الاحکام فی شرح غریب عمدة الاحکام۔

شاید آخری الذکر کتاب ابن صباغ شافعی (متوفی ۷۷۷ھ) کی کتاب "العمدة فی اصول الفقه" کی شرح ہو۔ ۴

ابن الصیرفی شافعی (متوفی ۸۴۳ھ) ۵

نوفاقات اصولیہ : انہوں نے "کتاب الوصول الی ما وقع فی الواقع من الاصول" تالیف کی یہ کتاب دو

جلدات میں ہے۔ ۶

ابن زافر التمسانی مالکی (۷۸۲ھ - ۸۴۵ھ) ۷

فقہ، مفسر، جمعی ذرا بھی، اصولی، تصوف اور محدث تھے۔ شریف التمسانی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

نوفاقات اصولیہ : اصول میں مختصر ابن الحاجب کے کچھ بعض حصہ کی شرح لکھی۔ ۸

ابن الدین دولت آبادی حنفی (متوفی ۸۴۹ھ) ۹

علم عقیدہ و فقہیہ میں نابغہ روزگار تھے۔ سلطان ابراہیم شاہ شرقی آئینیں چاندی کی کڑی پر بیٹھا کر عزت افزائی کرتا

وزارت کی کتابیں تصنیف کیں جن میں شرح تعلیقہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

۱۔ ابن صباغ شافعی الدین ابی الوہاب کبھی شافعی متوفی ۷۷۰ھ۔ ج۔ مجمع الاسوئین ۱/۳۷۰ (۹۳)۔

۲۔ ابی الوہاب شافعی الدین محمد بن محمد بن محمد بن احمد قاجاری ابن النجار۔

۳۔ ابن ماجہ مالکی بن ۶۱۲/۳ حصہ ۲۱۲/۳۷۰۔ ج۔ العارضین ۱/۹۳۱۔

۴۔ ابی ماجہ مالکی بن عثمان بن عمرو ابن الصیرفی۔ ج۔ حصہ ۲۱۲/۳۷۰۔ ج۔ العارضین ۱/۹۳۱۔

۵۔ ابی ماجہ مالکی بن محمد بن عبد الرحمن بن ۱۳۸۰/۳۷۰ (۱۳۸۰) ابن زافر التمسانی۔

۶۔ ابن الصیرفی مالکی بن ۳۳۳/۳۷۰ (۳۳۳) ابن زافر التمسانی۔ ج۔ حصہ ۲۱۲/۳۷۰ (۱۶۰)۔

۷۔ ابن زافر التمسانی مالکی بن ۸۴۵/۳۷۰ (۸۴۵) ابن زافر التمسانی۔ ج۔ حصہ ۲۱۲/۳۷۰ (۱۶۰)۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح اصول المیزدوی" تالیف کی اس کتاب کو شیخ عینی نے جلدی کے لئے تالیف کیا تھا۔ اس کا ایک ٹکڑی نسخہ شیخ عبد الکلام آزاد کے پاس تھا اور اب شاید وہ مکتبہ آغا گلڑہ ہند میں ہو۔^۱

صلاح بن علی المحدثی زیدی (متوفی ۸۴۹ھ)^۲

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "النجم الناقب فی شرح مختصر ابن الحاجب" تالیف کی۔^۳

ابراہیم القباقری شافعی (متوفی ۸۵۰ھ تقریباً)^۴

انہوں نے کئی کتابیں تالیف کیں جو نحو، معانی و بیان و حدیث وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح جمع الجوامع للمسکوی۔

۲۔ العقد المنصف فی شروط حمل المطلق علی المقید۔^۵

یوسف بن عبد الملک قرطبان حنفی (متوفی ۸۵۲ھ)^۶

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "زین المنار فی شرح منار الانوار للنسفی فی الاصول" تالیف کی۔^۷

احمد بن حجر العسقلانی (۷۷۳-۸۵۲ھ)^۸

کئی فنون اور خاص کر فن حدیث پر معظم کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : امام الشوکانی نے فرمایا : "لہ مؤلفات فی الفقہ و اصولہ"۔

امام ستادوی نے فرمایا :

"زادت تصانیفہ النبی معظمہا فی فنون الحدیث، وفيها من فنون الادب والفقہ والاصول

وغير ذلك علی مائۃ وخمیس تصنیف"۔^۹

(ان کی بہت سی مؤلفات ہیں جو زیادہ تر علم حدیث میں اور ان میں سے بعض ابوبہرہ اور اہل سنت وغیرہ پر ہیں ان کی

تعداد ۳۰ سے زائد کتابیں ہیں۔)

۱۔ حدیث العارفين ۵/۱۶۷۷ سیر تاریخ وفات ۸۴۸ھ ذکر ہے۔ مجمع المومنین ۴/۳۰۹، مجمع المومنین ۱/۱۸۱ (۱۳۲) ۱۳۵/۲ (۳۷۰)۔

۲۔ صلاح بن علی بن محمد بن عبد القاسم بن محمد بن جعفر الجعفی الصنعانی زیدی محدثی۔ ۳۔ حدیث العارفين ۵/۳۳۸۔

۴۔ ابراہیم بن محمد بن طویل بن ابوبکر، برهان الدین القباقری حنبلی (متوفی ۱۳۳۹ھ تقریباً)۔

۵۔ کشف المحجوب ۱/۵۹۹، مجمع المومنین ۱/۱۵۳، مجمع المومنین ۱/۵۹۶ (۲۹)۔

۶۔ حدیث العارفين ۶/۵۶۰۔

۷۔ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد العسقلانی (۱۳۷۲ھ/۱۳۳۸ھ) مصر میں ولادت ہوئی۔

۸۔ مجمع المومنین ۱/۷۸۱، ۷۸۸ (۱۳۸)۔

ابن المقدسی شافعی (۸۴۷ھ یا ۸۴۳ھ - ۸۵۴ھ) ^۱

شمس الدین البرہانوی اصولی (متوفی ۸۳۱ھ) صاحب نظم الفہم فی الاصول وغیرہ سے تعلیم حاصل کی یہاں تک کہ مراد اب اور اصول وغیرہ میں ممتاز مقام حاصل کر لیا بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔

انکات اصولیہ : اپنے شیخ شمس الدین البرہانوی کی کتاب (منظوم) الفہم فی اصول الفقہ کی توضیح کی۔
تھاوی نے کہا : "وہو نوحیح حسن" (اور وہ ایک عمدہ توضیح ہے)۔ ^۲

نظم المشواری (متوفی ۸۵۳ھ) ^۳

نظم تعلیم اور اصولی تھے۔ آپ کی تصانیف زیادہ تر حواشی و تعلیقات کی صورت میں ہیں۔

انکات اصولیہ : اصول فقہ میں بھی آپ نے تعلیقہ لکھا جو سعد الدین التتین زاتی کی تکوین پر ہے۔ ^۴

ابن النبیاء حنفی (۸۸۹ھ - ۸۵۴ھ) ^۵

مکہ و حرمہ میں مختلف فنون کے ماحر اساتذہ سے علم حاصل کیا، فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم اپنے والد اور شمس الدین ابن زینی (متوفی ۸۳۱ھ) وغیرہ سے حاصل کی بیت المقدس بھی گئے۔ مکہ میں منصب قضا کے فرائض انجام دیے، ان کے ساتھ ہی کتابیں تصنیف کیں۔

انکات اصولیہ : انہوں نے "شرح اصول البزدوی" تالیف کی اور وہ قیاس تک اس کی شرح کر سکے تھے ،
بہاد فہم میں اس شرح مذکور ہے : "خالفی فی اختیار الکافی من الاصول البزدوی"۔ ^۶

ابن الحداد شافعی (۸۷۹ھ - ۸۵۵ھ) ^۷

تخریص اصولی، منظم محدث اور مؤرخ تھے۔ ابواسحاق الشیرازی کی "اللمع" فی اصول الفقہ کی تعلیم اور درس لیا، ابن عبد اللہ بن محمد النشیری سے حاصل کیا، اہل علماء سے استفادہ کیا۔

انکات اصولیہ : السنن ابی نے الضواء لہ مع میں لکھا ہے :

"وقد ولقت لہ علی مؤلف فی الاصول ذال علی فضلہ و تبحرہ"

(اور میں ان کی اصول میں ولقت سے واقف ہوں جو ان کے علم و فضل اور علی تبحر پر دلالت کرتی ہیں)۔ ^۸

ابو ناسا سہیل بن ابی انجم بن محمد بن علی بن شرف المقدسی، ابن شرف ابو عبد اللہ اسماعیل بن (شرف) ابو ابراہیم بن (علی بن شرف) محمد بن علی ابن مقدسی بن شرف، (۱۳۸۰، ۱۳۸۸ء) بیت المقدس میں ولادت ہوئی۔

گورکھپن ۱۳۵۵، ۱۳۵۸ء۔

حج شہر شاہ بن عبداللطیف الشمری متوفی ۱۳۳۹ء۔

ابن النعمان (۳۹۷ھ) بعد از الحارثین ۳۳۶ھ، نظم الاصول ۸۸/۴ (۳۲۳)۔

ابن محمد بن محمد بن سعید بن محمد بن محمد بن عمر بن یوسف بن علی بن اسماعیل ابیہار بن ابراہیم بن العزیز بن الصغری الصغری الاسلمی،
بارجلہ (۱۳۸۷ء) مکہ میں ولادت و وفات ہوئی۔

ابن النعمان (۱۳۱۲ھ) بعد از الحارثین ۱۲۹۷ھ، نظم الاصول ۳۳/۳۔

ابن ابدال الحنفی، ابن الحداد (۸۷۹ھ یا ۸۵۵ھ)۔

حجہ جد الدین حسین بن عبد الرحمن بن محمد بن علی بن ابوبکر
۸۷۹ھ، نظم الاصول ۲/۶۷، ۶۷ (۳۰۰)۔

ابوبکر السیوطی شافعی (۸۰۳ھ - ۸۵۵ھ) ^۱

فقہ اصول کا نام خود معانی اور منطق وغیرہ کی تعلیم علامہ قباہی سے قاہرہ میں حاصل کی۔ شیخ عز الدین القسری اور ابن حجر بھی آپ کے ساتھ وہیں سے تھے۔ قاضی مسکھ برہان الدین بن طہرہ اور قاضی مالکیہ محی الدین بن نجی کے شاگردوں میں سے تھے۔ سیوطی خود بھی نائب قاضی رہے، افتاء و تدریس خدمات انجام دیں، کئی کتابیں تصنیف کیں۔ مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی شرح العضد فی الاصول تالیف کیا، ضد الدین اور النجی شافعی (۵۶۷ھ) نے شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول تالیف کی اس پر ابوبکر السیوطی نے یہ حاشیہ تحریر کیا تھا۔

محب الدین النوری (متوفی ۸۵۷ھ) ^۲

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "بغیۃ الراغب شرح مختصر ابن الحاجب" تالیف کی۔ ^۳
محمد بن محمود الحسینی حنفی (۸۵۷ھ بعدہ) ^۴

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "النیان فی شرح المنار للسطی" تالیف کی۔ انہوں نے ۵۵۸ھ اس کی تالیف سے فراغت پائی۔ ^۵

مولانا زادہ حنفی (متوفی ۸۵۹ھ) ^۶

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ابن سماعی (متوفی ۶۹۳ھ) کی کتاب "بدیع النظام" پر حاشیہ تحریر کیا۔ ^۷
علی بن یوسف الغزولی شافعی (متوفی ۸۶۰ھ) ^۸

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "ایجاز اللامع علی جمع الجوامع للسیکی" تالیف کی۔ ^۹
زین الدین ابن نجیم (متوفی ۸۶۱ھ یا ۸۷۰ھ) ^{۱۰}

ان کی مؤلفات اصولیہ کا تعارف تاریخ وفات ۸۷۰ھ کے تحت پیش کیا جائے گا۔

ابن الحام حنفی (۸۶۱ھ - ۹۰۰ھ) ^{۱۱}

فقہ، اصولی، متکلم اور نحوی تھے، اعلیٰ تعلیم حاصل کی مقبول و مقبول میں کمال حاصل کیا۔ فقہ اصول فقہ اصولی، تفسیر، حدیث، منطق، بیان، نحو، صرف، تصوف، ادب وغیرہ میں حجت تسلیم کئے گئے۔ قاضی القضاۃ جمال الدین بن عبد

۱۔ ابوالخوارزمی کمال الدین ابوبکر بن محمد بن ابوبکر الخسری السیوطی (۱۳۵۲ھ/۱۳۵۱ھ) سیوط میں ولادت ہوئی۔

۲۔ مجمع المؤلفین ۹۰۸/۲ (۳۳۸)۔
۳۔ محبت الدین محمد بن محمد بن علی محمد النوری الخطیب احمی۔

۴۔ محمد بن محمود بن حسین الحسینی حنفی۔
۵۔ ایضاح المکون ۱۸۷/۳۔

۶۔ حدیۃ العارفين ۳۰۰/۶۔
۷۔ محبت الدین محمد بن مولانا زادہ۔
۸۔ حدیۃ العارفين ۹۰/۶۔

۹۔ علی بن یوسف بن احمد مصری، الغزولی شافعی۔
۱۰۔ ایضاح المکون ۱۵۲/۳ حدیۃ العارفين ۳۳۳/۵۔

۱۱۔ محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید بن مسعود بن حمید الدین بن سعد الدین بن ابی اسحاق (۱۳۸۷ھ/۱۳۵۲ھ) مصر میں ولادت پائی۔

آل القضاۃ بدر الدین عینی حنفی اور عز بن عبد السلام وغیرہ سے تحصیل علم کیا جتنی القضاۃ بدر الدین عراقی مانگی اور ترین اور بن قطلوبغا حنفی آپ کے شاگرد تھے۔ قاہرہ و اسکندریہ حلب و قدس کے علمی سفر کئے، کئی کتابیں تصنیف کیں۔

نکات اصولیہ : انہوں نے کتاب "التحریر فی اصول الفقہ" تالیف کی۔

کتاب "التحریر" کا تحقیقی تجزیہ :

کتاب "التحریر فی اصول الفقہ الجامع بین اصطلاحی الحنفیۃ والشافعیۃ" متکلمین اور احناف کے ائین پر مشتمل ایک جامع اور معروف کتاب ہے اسی لئے یہ کتاب ہامد ازہر کے کلیہ شریعہ میں شامل نصاب ربی مصطفیٰ البانی الحلی مصر سے ۱۳۵۱ھ میں یہ کتاب شائع ہوئی، اس کتاب کی پہلی تالیف کو مصنف خود ان الفاظ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں :

"(و بعد) : قالی لہما ، ان صرفت طائفة من العمر للنظر فی طریق الحنفیۃ والشافعیۃ فی الاصول خطر لی ان اکتب کتاباً مقصداً عن الاصطلاحین ، بحيث یطیر من الفہم الیہما بحسنہما ، اذ کان من علمتہ افاض فی هذا المقصد لم یوضحہما حق الايضاح ، ولم یناد مرئاد ہما بیانہ الیہما بحی علی الفلاح ، فشرعت فی هذا الغرض ضاماً الیہ ما ینقذ لی من حجب وتحریر ، فظہر لی بعد قليل انہ سفر ، وعرفت من اهل العصر انصراف ہمہم فی غیر الفقہ الی المختصرات ، واعراضہم عن الکتب المطولات ، فعدلت الی مختصر متضمن لاشاء اللہ تعالیٰ الغرضین ، واف بفضل اللہ سبحانہ بتحقیق متعلق العزمین ، غیر انہ مقتدر الی الجواد الوہاب تعالیٰ ان یقرہ بقبول الفلذۃ العباد"۔

ادب میں نے اپنی عمر کا ایک حصہ حنفی اور شافعی طریقوں کے اصول میں داخل کرنے میں گزارا تو میرے ذہن میں خیال آیا کہ میں ایک کتاب لکھوں جو دونوں طریقوں کی واضح اصطلاحات پر ہو۔ اس طرح کہ جو اس کو پڑھے وہ ان دونوں تک ہندوؤں سے آؤ کر پہنچ سکے ہر وہ شخص جس نے کبھی اس پر لکھنے کا قصد کیا تو وہ ان دونوں کی توضیح کا حق ادا نہیں کر سکا۔ ہرگز اس کی آواز پر لبیک کہہ کر متوجہ ہوئے تو میں نے اس غرض کو چار کرنے کے لئے کام کا آغاز کیا جو میرے ذہن میں توضیح کی غرض سے آئیں مجھ پر کچھ وقت کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ یہ کام ایک جگہ میں ہو جانے کا میں نے دل زمانہ کے ارادہ کو طرقت کے علاوہ دوسرے علوم کی گفتگوات کی طرف مائل پایا اور مطول کتب سے بچنے دیکھا تو میں نے ایک مختصر لکھنے کا ارادہ کیا جو دونوں غرضوں کو پورا کرے والا ہو۔

کتاب تحریر کا منہج :

یہ کتاب کا اسلوب مشکل ہے اور جگہ جگہ مقبول میں پیچیدگی نظر آتی ہے شیخ محمد خضریٰ نے طریقہ متاخرین کی کتب پر تبصرہ کیا اور ان اس کتاب سے متعلق فرمایا کہ :

”وہذہ الکتاب النبی عنیت بان تجمع کل شئی استعملت الایجاز فی عباراتہا حتی عرفت الی حد الالغاز والا عجزا وتکاد لا تكون عربیۃ المبنی، وادخلنا فی ذلک کتاب التجوی لامن الیصام لانک اذا جردتہ من شروحه وحاولت ان تفہم مراد قائلہ فکانما تاحل فتح المعصیات، ومن الغریب انک اذا قرأت قبل ان تنظر فیہ شروح ابن الحاجب نہ عدت الیہ وجدتہ قد اخذ عباراتہم فادمجها ادماجا وادخل بوزنہا۔ حتی اضطربت العبارات واستغلت“۔^۱

(اور یہ کتابیں جن میں ہر چیز جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان کی عبارتوں میں اس حد تک ایجاز و اختصار سے کام لیا گیا ہے کہ یہ کتابیں چستان بن کر رہ گئی ہیں ایجاز کو کسی میں تلویح و مجاز سے قریب تھا کہ یہ کتابیں عربی زبان کے دانشوروں کے ہوجائیں اس میں سب سے بڑھی ہوئی ابن حوام کی کتاب ”الصحویہ“ ہے اگر آپ اس کتاب کو اس کی شرحوں سے لگے کر دس اور مصنف کی مراد سمجھنے کی کوشش کریں تو آپ کو ایسا محسوس ہوگا کہ آپ مجھے حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ اگر آپ ”الصحویہ“ کا مطالعہ کرنے سے پہلے ابن حاجب کی کتاب کی شرحوں کا مطالعہ کریں، آپ ”الصحویہ“ کو پڑھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ مصنف نے ابن حاجب کے شارحین کی عبارتوں سے کرائی ہے۔^۲ کر دیا ہے اور عبارتوں کا توازن اس طرح بگاڑ دیا ہے کہ عبارت مضطرب اور عجیبہ ہو گئی ہے۔)

اتخیری کی شروح، حواشی و اختصار :

- (۱) شمس الدین محمد بن محمد بن الحسن حنفی معروف بہ ابن امیر الحاج (متوفی ۷۸۷ھ) نے ”النظیر والنہج“ نام سے اس کی شرح لکھی۔^۳
- (۲) زین الدین بن ابراہیم بن محمد ابن نجیم حنفی مصری (متوفی ۷۹۰ھ) نے ”لب الاصول“ تالیف کی جو ”الصحویہ“ اختصار ہے اس بات کا اظہار فرمایا ہے اپنی ایک دوسری کتاب ”فتح الغفار“ کے مقدمہ میں کیا۔^۴
- (۳) ابن انجار محمد بن احمد بن عبد العزیز حنبلی (متوفی ۷۹۲ھ) نے شروح الکوکب الطیر المسمی المختصر الصحویہ یا المختصر المبتکر شرح المختصر فی اصول الفقہ تالیف کی یہ کتاب چار جلدوں پر محمد زحلی اور تریر جمادی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔
- (۴) شمس الدین محمد بن محمد بن حمزہ بن شہاب الدین الرملی شافعی (متوفی ۱۰۰۳ھ) نے حاشیہ علی شرح الصحویہ تالیف کیا۔^۵
- (۵) عبد البر بن عبد اللہ الجعفی مصری شافعی (متوفی ۱۰۷۰ھ) نے حاشیہ علی شرح الصحویہ تالیف کیا۔^۶

۱۔ اصول الفقہ شیخ محمد عفری ص ۱۱۔ ج ۱ فتح المکن ۳/۴۷۔

۲۔ فتح المکن ۳/۷۸، فتح الغفار بشرح ابن معروف، ص ۱۱۱/۱۱۲۔

۳۔ فتح المکن ۳/۸۳۔ ج ۱ حدیۃ العارفین ۵/۳۹۸۔

- (۱) ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن سلیمان القاسمی (متوفی ۱۰۹۳ھ) نے مختصر التحریر لابن الہمام اور شرح مختصر التحریر لابن الہمام بھی تالیف کی۔^۱
- (۲) حسن بن علی بن احمد المریشی شافعی (متوفی ۱۱۷۰ھ) نے حاشیہ علی التحریر تالیف کیا۔^۲
- (۳) احمد بن عبد اللہ بن احمد بن محمد ابعلی الحلیمی الدمشقی حنبلی (متوفی ۱۱۸۹ھ) نے کتاب "الذخیر التحریری فی شرح مختصر التحریر" تالیف کی۔^۳
- (۴) ابن اسحاق الشیرازی (متوفی ۸۶۳ھ) نے
- اصول فقہ کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الامہاج فی شرح المنہاج للبیضاوی" تالیف کی انہوں نے اس کتاب کو مقصد الاسلام ابو القاسم سعد بن محمد الشہید کے لئے تالیف کیا تھا۔ دارالکتب المصریہ میں ۱۸۸۴ کے تحت دو اجزاء میں کانسٹنٹنوپول موجود ہے۔^۴

جلال الدین ابعلی شافعی (۷۹۱ھ-۸۶۳ھ) نے

فقہیہ اصولی و منظم جمعی، منطقی اور مفسر تھے۔ منصب قضا کی پیمائش کے باوجود قبول نہیں کیا، مختلف مشہور مدارس کے تدریسی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ :

- (۱) انہوں نے کتاب "البدل الطالع بشرح جمع الجوامع" تالیف کی۔ یہ کتاب شرح المحلی علی جمع الجوامع کے نام سے مشہور ہے۔^۵
- اور یہ کتاب دارالکتب اعلیٰ بیروت کے علاوہ بھی کئی جگہوں سے چھپ چکی ہے۔
- البدل الطالع پر حاشیہ اور اس سے استفادہ کرنے والے علماء :
- ۱۔ احمد بن عبد اللہ بن بدر الغزالی شافعی (متوفی ۸۲۲ھ) نے "حاشیہ علی اوائل البدل الطالع" لکھا۔^۶
- ۲۔ شیخ ملولوا بکی (متوفی ۸۹۸ھ) نے "القصاء اللامع شرح جمع الجوامع" تالیف کی اور اپنی اس شرح میں البدل الطالع سے بہت استفادہ نقل کیا۔
- (۲) شرح الوردقات فی الاصول۔^۷

۱۔ حدیث العربین ۶/۲۵۵، العربین ۳/۱۰۷۔ ج حدیث العربین ۵/۲۹۸۔ ج۱ ایضاً العربین ۳/۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷

امام الحرمین جوینی (متوفی ۴۵۸ھ) کی مشہور کتاب الورقات پر کئی شروح و حواشی لکھے گئے عامر محسن نے ایک کی ایک شرح لکھی۔ یہ شرح اور حاشیہ الصفحات علی شرح الورقات لاجحمد بن اللطیف الحطاب لہ شافعی، مدرس مسجد الحرم ایک ساتھ مطبعہ مصطفیٰ البانی انطلیس، مصر سے ۱۳۵۷ھ تا ۱۹۳۸ء میں چھپ چکے ہیں۔ حاشیہ الصفحات کے مؤلف نے اپنا حاشیہ ۱۳۰۸ھ میں مکمل کر لیا تھا جس کا ذکر انہوں نے اپنے حاشیہ کے اختتام پر کیا ہے۔
ابراہیم التازمی (متوفی ۸۶۶ھ) ^۱

فقہ و اصول میں کامل بصیرت رکھتے حصول علم کے لئے مشرق، مکہ و مدینہ کے سفر کئے، علوم قرآن و حدیث کے حافض، اصول و فروع میں معرفت تامہ رکھنے والے، پایہ کے برگزیدہ تھے۔ اصول فقہ میں ان کی کئی کتب ہیں علم نہیں ہو سکا۔ ^۲

بدر الدین مانکی (متوفی ۸۷۰ھ) ^۳

فقہ، فروع اور اصولی تھے۔ اپنے والد ابو القاسم النوری، صدوق النسبی اور شمس و غیرہ سے فقہ و اصولین کی تعلیم حاصل کی ابن الہمام حنفی (متوفی ۷۹۰ھ) صاحب التقریر کے بھی شاگرد رہے، افتاء، تدریس اور اسکندریہ میں فوجی طور پر خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے شرح مختصر ابن الخاجب کتب شروع کی تھی اور اس کو کئی مقامات پر لکھا تھا۔
اسامیل ابن مطعی شافعی (۸۲۸ھ - ۸۷۱ھ بعدہ) ^۴

فقہ، نجومی، صرفی، اصولی، لکڑی اور منطقی تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے اور کئی جج کئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اللیث العالیس فی صدقات المجالس فی اصول الفقہ" تالیف کی وہ اس کتاب کی تالیف سے ۸۷۱ھ میں فارغ ہوئے تھے۔ ڈاکٹر مظہر بقائے اس کے کئی مقامات پر تشوہ کی موجودگی نکاتہن کی ہے دارالکتب المصریہ میں بھی ۲۵۰، اور ۲۹۲ کے تحت اس کے نسخے موجود ہیں اور مدینہ العارفین میں ہے انہوں نے "فروق الاصول" نامی کتاب بھی تالیف کی۔ ^۵

وجیہ الدین الارزنجانی حنفی (۸۷۱ھ بعدہ) ^۶

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "شرح اصول البردوسی" تالیف کی۔ ^۷

۱۔ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن علی ابو سالم التازمی متوفی ۱۳۶۱ھ۔ ج ۱، مجمع الاساطین ۶۱/۱ (۳۳۰)۔

۲۔ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد، بدر الدین بن الخط متوفی ۱۳۶۵ھ، قاتلہ مصر میں وفات پائی۔ ج ۱، مجمع الاساطین ۶۱/۱ (۳۳۰)۔

۳۔ اسماعیل بن علی بن حسن بن ہلال بن مطعی الحجدی اصعبی الاصل، (۱۳۶۵ھ تا ۱۳۶۵ھ) قاتلہ مصر میں وفات ہوئی۔ ج ۱، مجمع الاساطین ۶۱/۱ (۳۳۰)۔

۴۔ حدیث العارفین ۶۱/۱ (۳۳۰) میں تاریخ وفات ۸۸۰ھ مذکور ہے۔ مجمع الاساطین ۶۱/۱ (۳۳۰) میں تاریخ وفات ۸۷۰ھ مذکور ہے۔ ج ۱، مجمع الاساطین ۶۱/۱ (۳۳۰)۔

۵۔ حدیث العارفین ۶۱/۱ (۳۳۰)۔

۶۔ وجیہ الدین عمر بن محمد الحسن الارزنجانی حنفی۔ حدیث العارفین ۶۱/۱ (۳۳۰)۔

ابو احیاس الیربطی مالکی (متوفی ۸۷۵ھ یا ۸۹۵ھ) ۱۔
فقیر، مامولی اور محقق تھے، یربطن سے قیروان اور پھر تونس آ کر تعلیم مکمل کی، ابو یوسف محمد القطارانی تونسوی (متوفی ۸۷۲ھ) وغیرہ سے تعلیم حاصل کی، طرابلس میں قاضی رہے۔ ۲۔
مولفات اصولیہ :

- (۱) شرح الاشارات للباحی ۳: المراقی نے لکھا : "و (شرح) الاشارات للباحی فی الامم (انہوں نے اصول میں باقی کی کتاب الاشارات کی شرح لکھی) حالانکہ باقی کی اصول فقہ پر اس نام سے کی کتاب جس میں کہیں پتہ نہیں چل سکا، امید ہے کہ کتاب کی لطیفی سے الاشارات کے بجائے الاشارات تحریر ہو گیا ہوگا۔
- (۲) شرح تنقیح الفصول للقرافی ۴: المراقی نے صرف "و شرح التنقیح" لکھا اس سے باقی نہیں ہوتا کہ یہ کون کی تصنیف ہے۔ حدیث الغارفین میں اس کا نام "شرح تنقیح الفصول للقرافی فی الامم" مذکور ہے شاید کہ کتاب کی لطیفی سے "تنقیح" سے "تنقیح" بن گیا ہو کیونکہ قرافی نے اصول فقہ میں تنقیح کے نام سے کتاب تالیف نہیں کی تھی۔ مقرر جانے اس کا نام "التوضیح فی شرح التنقیح للقرافی" ذکر کیا ہے۔ ابو یوسف اپنی اصل کتاب "التنقیح" کے ساتھ ۱۳۲۸ھ میں تونس سے شائع ہو چکی ہے۔
- (۳) شرح جمع الجوامع الصغیر ۵: اس کتاب کا پرانا نام "الضیاء اللامع فی شرح جامع الجوامع" ہے اور یہ شرح جامع امام محمد بن سعد اسلامیدریاش سے ۱۲۱۳ھ یا ۱۹۹۳ء میں چھپ چکی ہے اور ۱۳۲۷ھ میں قاس سے نشرانیہ دہلی مرآۃ المسلمون کے حاشیہ پر بھی چھپ چکی ہے۔
- (۴) شرح جمع الجوامع الکبیر : اس کتاب کا پرانا نام "البدیع الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع" ہے۔ مخلوف نے شجرۃ النور الزکیہ میں لکھا : "ان له شرحا من علی اصول ابن السککی دون تفصیل"۔ ۶۔
کتاب "الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع فی اصول الفقہ" کا تحقیقی تجزیہ :
بسملة حمد و صلاۃ کے بعد شیخ الیربطی معروف یہ ملو، اس کتاب کی تالیف کا سبب ان الفاظ کے بارے میں بیان کرتے ہیں :

"وبعد فقد سألني من أدام الله عزه وبركته، ونور الله بالعلم بصيرتي وبصيرته أن اضع مختصرا على جمع الجوامع للشيخ الإمام العالم العلامة : تاج الدين عبد الوهاب ابن الشيخ الإمام نقي الدين السككي. رحمهما الله تعالى ورضي عنهما. منيها لكلامه بما يناسب من الامثلة ومنمما لثقتي

- ۱۔ ابو احیاس احمد بن محمد بن الیربطی (الیربطی) القردی امرونی ملو القردی متوفی ۱۲۷۰ء، کشف القلوب ۱/ ۵۹۹ء، اور حدیث الامم ۵/ ۵۱۵ دونوں میں "جلولہ" آیا ہے جو درست نہیں ہے۔ طرابلس میں ولادت اور تونس میں انتقال فرمایا۔
- ۲۔ ابن السککی ۳/ ۳۳۱ ج حوالہ سابق۔ ج کشف القلوب ۱/ ۳۹۹ء، حدیث الامم ۵/ ۵۱۶۔
- ۳۔ اس کا ایک نسخہ مرکز کتبہ لازہریہ میں موجود ہے جس کا ذکر فرستہ صلی فقہ ۳/ ۱۱۱ میں کیا گیا ہے، بحر حنفیہ ص ۳۷۸ (۳۷۷) کے تحت مذکور ہے۔
- ۴۔ اس کا ایک خطی نسخہ کتبہ حسن الثانی راباؤ میں ۲۲۱۵ نمبر کے تحت موجود ہے۔
- ۵۔ الخمر و انوار الزکیہ مخلوف ص ۲۵۹، بحر حنفی مقدمہ صلی فقہ ۱/ ۱۱۱، بحر حنفی ص ۳۹۔

کتاب "الضیاء اللامع" کے مصادر :

شیخ حلوانہ نے سابقین کی ان کتب اصولیہ و غیر اصولیہ سے بہت استفادہ کیا جو مختلف مذاہب میں مصادر و مراجع کی حیثیت رکھتی تھیں مگر وہ شاید و نادری کسی کتاب کا نام ذکر کرتے ہیں صرف ان سے علم نقل کرتے ہیں اور صرف اس طریقہ کے پراکتفا کرتے ہیں کہ "قال الامباری" (ایباری نے کہا) یا "قال القراہی" (قراہی نے کہا) یا "ذکرہ الرازی" (رازی نے اسے ذکر کیا)۔ محقق عبدالکریم النعلہ نے ان مقامات اور کتب کی تعیین کی ہے اور بتایا ہے کہ مولوی نے اس شرح میں کن حضرات کی کن کتب سے مستفید ہوئے۔ محقق کے مطابق انہوں نے جلد اول میں مندرجہ ذیل کتب سے نقل کیا ہوگا اور انہوں نے ساتھ ہی ان مقامات کی بھی نشاندہی کی ہے جہاں پر حلوانہ نے نقل کیا لیکن ہم صرف کتب کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی غرض سے اختصار کے ساتھ صرف کتابوں کے اسماء اور مؤلفین کے ذکر کرنے پر اکتفا کریں گے جن سے انہوں نے نقل کیا ہے :

۱۔ احکام القصول فی احکام الاصول لابی الولید الباجی۔ مطبوع

۲۔ الاحکام فی اصول الاحکام لسیف الدین امدی۔ مطبوع

۳۔ البذر الطالع فی حل الشاظ جمع الجوامع لحلوانہ یہ شارح کی کتاب ہے مخطوطہ ہے ان کا "الشرح الکبیر" ہے۔

۴۔ البرہان فی اصول الفقہ لامام الحرمین الحویسی۔ مطبوع

۵۔ التحقیق والیان فی شرح البرہان شمس الدین الامباری۔ مخطوطہ

۶۔ تئیف المسامع بجمع الجوامع لبذر الدین الزرکشی۔ اس کتاب پر مولیٰ فقہی کی تحقیق موجود ہے۔

۷۔ الشامل فی اصول الدین لامام الحرمین اس کتاب کا کچھ حصہ مطبوع ہے اور باقی مجلدات مخطوطہ ہیں یہ اول و آخر سے نامکمل ہے۔

۸۔ شرح تنقیح القصول لشہاب الدین القراہی۔ مطبوع

۹۔ شرح الکافیہ الشافیہ فی النحو لابن مالک النحوی۔ مطبوع

۱۰۔ شرح المحصول "نقائس الاصول فی شرح المحصول" لشہاب الدین القراہی۔ مطبوع

۱۱۔ شرح المحلی لجمع الجوامع جلال الدین المحلی۔ مطبوع

۱۲۔ شرح مختصر ابن الحاجب للروہی۔

۱۳۔ شرح مختصر ابن الحاجب للزعزین عبدالسلام عالمی خلیفہ نے کشف القناع ۲/ ۱۸۵۵ میں اس کا ذکر لیکن محقق مذکور کو یہ کتاب کس مل نہیں تھی۔

۱۴۔ شرح مختصر ابن الحاجب لابن الکاتب۔ یہ کتاب بھی محقق مذکور کو نہیں تھی دستیاب نہیں ہو سکی۔

- ۱۰۔ شرح المعالم فی اصول الفقہ لایمن التلمسانی . مکتوب
 - ۱۱۔ شرح اللمع فی اصول الفقہ لایمن اسحاق شیرازی . مطبوع
 - ۱۲۔ الشافعیون و حقوق المصطلی للفاطی عیاض البهمنی . مطبوع
 - ۱۳۔ الغیث البامع شرح جمع الجوامع لولی الدین ابن العزاقی . مکتوب
 - ۱۴۔ فتح العزیز للرافعی . مطبوع
 - ۱۵۔ القواعد للقرافی وهو الفروق . مطبوع
 - ۱۶۔ القواعد للمقری المالکی . مطبوع
 - ۱۷۔ المحصول فی علم اصول الفقہ للامام فخر الدین الرازی . مطبوع
 - ۱۸۔ المحصول فی علم الاصول لایمن بکر ابن العزیز المالکی . مطبوع
 - ۱۹۔ مختصر ابن الحاجب فی اصول الفقہ . مطبوع
 - ۲۰۔ مختصر الشیخ حلیل . مطبوع
 - ۲۱۔ المدونة للامام مالک بن انس . مطبوع
 - ۲۲۔ المستصفی من علم الاصول لایمن حامد الغزالی . مطبوع
 - ۲۳۔ السودة فی اصول الفقہ لأل تبحه . مطبوع
 - ۲۴۔ المقدمات لایمن رشد "الجذ" . مطبوع
 - ۲۵۔ المنظی شرح الموطا لایمن الولید الباجی . مطبوع
 - ۲۶۔ المنبہ فی الاصول لایمن الحاجب . مطبوع
 - ۲۷۔ المنہاج فی ترتیب المحتاج لایمن الولید الباجی . مطبوع
 - ۲۸۔ المواقف فی اصول الشریعہ لایمن اسحاق الشافعی . مطبوع
 - ۲۹۔ نہایہ الوصول فی درایہ الاصول لعفی الدین الہندی .
 - ۳۰۔ الوجیز فی الفقہ الشافعی لایمن حامد الغزالی .
- یہ نام ہی المقدور ہیں اور اصل تعداد ان سے کئی زیادہ ہو سکتی ہے۔

کتاب "الضیاء الالامع" میں مصنف کا منہج

یہ ہے کہ آپ نے کہیں بھی حرامت کے ساتھ اپنے منہج کے ضد و خال کی تنبیہات کو بیان نہیں کیا، صرف کتاب کا اقتضایہ تھا ثبوت ذکر کیا ہے جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مگر ہم ان کے کج کو مندرجہ ذیل نکات میں مختصراً بیان کر سکتے ہیں۔

(۱) وضع ابواب، فصول، اور مباحث میں وہ اسی تسبیح پر چلے جس پر امام ابن السبکی، جمع الجوامع میں چلے تھے۔ جس میں وہ اصطلاحات اصولیہ کی تعریقات اور زیادہ تر مسائل میں علماء کے اقوال کو بغیر ان کے ادالہ کی طرف اشارہ بیان کرتے نظر آتے تھے۔ اور شیخ حلول نے اسی تسبیح کی پیروی کی ہے۔

(۲) شیخ حلول کو جب جمع الجوامع سے ابن السبکی کی کوئی عبارت نقل کرتے ہیں تو وہ کسی ایک خاص موضوع سے مختصر ہوتی ہے اور اگر وہ نص کی مسائل پر مشتمل ہوتی ہے تو اس کی شرح کرنے سے پہلے "ص" لکھ کر اس کا بیان کر دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اصل کتاب سے ہے، اور جب اس کی شرح کرنا شروع کرتے ہیں تو "تم" لکھ دیتے ہیں تاکہ اصل کتاب اور شرح میں اس امتیازی علامت سے فرق ہو جائے۔

(۳) ہر اصطلاحی تعریف کی شرح سے پہلے اکثر لغوی تعریف بیان کرتے ہیں۔

(۴) ان اصطلاحی تعریقات کو ذکر کرتے ہیں جنہیں ابن السبکی نے بیان نہیں کیا ہوتا۔

(۵) بہت سے مسائل میں محل النزاع تحریر کر دیتے ہیں۔

(۶) اگر ابن سبکی کا کلام ایک موضوع میں کئی مسائل پر مشتمل ہوتا ہے تو وہ اول شرح میں کہتے ہیں: "فہو ذلک مسائل الاولی: کذا۔۔۔۔۔"

(۷) دوسرے علماء کے اقوال کثرت سے نقل کرتے ہیں مگر ان کی تشریح نہیں کرتے۔

(۸) کسی ایک مسئلہ میں ایک ہی عالم کی کئی آراء نقل کر دیتے ہیں۔

(۹) قول کی نسبت اس کے قائل کی طرف بغیر اس کی کتاب کا نام لئے کہ انہوں نے کہاں یہ قول کیا ہے ذکر کر دیتے ہیں۔

(۱۰) قاعدہ اصولیہ کو بیان کرنے کے لئے مسائل فقہیہ کے ساتھ تمثیل پیش کرنے کا شدت سے رجحان رکھتے ہیں۔

(۱۱) اکثر مسائل کے آخر میں تنبیہات لاتے ہیں جس میں وہ "بیان لفظہ" اور "بیان مسالہ مرتبطہ" نامی جیسے ابن سبکی نے ذکر کیا ہوتا اور یہ بھی کہ ابن سبکی نے دوسرے اصولیین کے مقابلہ میں کیا اضافی شے پیش کی اور ابن سبکی کا ان کے بعض کلام میں اضطراب وغیرہ کو بیان کرتے ہیں۔

(۱۲) اگر کسی مسئلہ میں لفظی اختلاف ہوتا ہے تو اس کو بیان کر دیتے ہیں۔

(۱۳) اپنے مذہب (مالکی) کے علماء سے منقول خبریہ کو کثرت سے لاتے ہیں۔

(۱۴) کبھی کبھار ابن سبکی کے ذکر کردہ بعض اقوال سے بلا دلیل استدلال کر جاتے ہیں۔

(۱۵) بعض مواقع پر ابن سبکی یا کسی اور کے کلام کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کلام میں نظر ہے لیکن اس میں جو غلطی بیان کرتے۔

(۱۶) جب ابن رشد بولتے ہیں تو اس سے ان کی مراد ابن رشد جدید صاحب المقدمات ہوتے ہیں۔

۱۔ اور جب "الشارح" کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے مراد بدر الدین زکریا ہوتے ہیں، شیخ حلو نے ابن سبکی کی جمع الجوامع کی دو شرحیں لکھی تھیں جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔

۲۔ شرح الصغیر "یہ الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع" ہے۔

۳۔ شرح الکبیر اس کا نام "البدو الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع" ہے۔

۴۔ دونوں شروح کے مابین امتیازی فرق :

آئی ۱ : شیخ حلو "الضیاء اللامع" میں صرف ان اشیاء کو بیان کرتے ہیں جو جمع الجوامع کے بیان و توضیح میں مفید ہوں غیر ضروری طوالت کو حذف کر دیتے ہیں۔ جبکہ البدو الطالع میں انہوں نے ایسی اشیاء بیان کیں جن کے بیان کو کسی پتہ نہیں چلتا اور وہ اشیاء قریب و بعید کسی بھی طرح جمع الجوامع کی توضیح و بیان میں معاون ثابت نہیں ہو سکتی غیر ضروری طوالت کی بناء پر طلبہ میں اس سے اکتاہٹ کا اظہار پایا گیا۔

آئی ۲ : الضیاء اللامع میں وہ اپنے مذہب و دیگر علماء کی ان نقول کو پیش کرتے ہیں جو جمع الجوامع کی عبارات کی تفسیر میں مفید ہوں اور اس سے ہی متعلق ہوں اور اس کی تشریح سے باہر نہ نکلتی ہوں۔

جب کہ البدو الطالع میں وہ ایک ہی عالم کے کئی طویل صفحات نقل کر جاتے ہیں جن کا لفظ کتاب یا نصاب کی مناسبت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔

آئی ۳ : الضیاء اللامع میں صرف وہ نصوص لاتے ہیں جو موضوعات اصولیہ سے متعلق ہوں اور پھر ان کی تشریح و تبیین کر دیتے ہیں۔ جبکہ "البدو الطالع" میں ہر کلمہ کی طویل تشریح کرتے ہیں۔

۵۔ شرح الضیاء اللامع کے چند محاسن :

۱۔ صاحب کتاب ابن اسبکی مذہب شافعی تھے جب کہ شارح حلو کا مذہب مالکی تھا اس شرح سے ایک تو دونوں مذاہب کا اجتماع ہو جاتا ہے اور قاری کے لئے یہ بات علم میں اضافہ کا باعث ہوتی ہے کہ وہ دونوں کو ایک ساتھ سمجھ لیتا ہے۔

۲۔ شیخ حلو نے اپنی اس شرح میں کثرت سے حلقہ میں کے اقوال جمع کئے ہیں جن میں سے کئی ایک اب دستیاب نہیں ہیں جیسا کہ ہم نے اس کو الضیاء اللامع کے مصادر میں بیان کیا ہے، اس سے علماء سابقین کے اقوال محفوظ ہو گئے۔

۳۔ مذہب مالکی کے ذکر میں خصوصی اہتمام کیا ہے اور اپنے مذہب کے علماء کی نقول کثرت سے پیش کرتے ہیں مثلاً امام مالک، ابن القاسم، اشعوب، اصحیح، ابن عرفہ، قرافی، ابیاری، ابن الحاجب، شیخ غلیل، ابن العربی، ابن رشد، شافعی وغیرہ۔ اس طرح یہ کتاب مالکی مذہب کے اصولی و فقہی آراء و اقوال کی حفاظت کا ایک اہم مرجع بن گئی۔

- ۳۔ مصطلحات اور تعریفات کے مابین فرق بیان کرتے ہیں، مثلاً جس طرح اشبوس نے الشکر اور صدق مابین شروع میں شرح کرتے ہوئے فرق کیا۔
 - ۵۔ مسائل اصولیہ کا بعض امثلہ فقہیہ سے ربط بیان کرتے ہیں خاص طور پر فقہ مالکی ان کے پیش نظر تھے اور اس طرح ہاشمین اور قارمین کے لئے مسائل اصولیہ کی منظر کشی ہو جاتی ہے۔
 - ۶۔ ان اصطلاحات اصولیہ کی تعریفات بیان کیں جنہیں ابن اسکی نے نہیں بیان کیا تھا۔
 - ۷۔ اگر ضروری ہو تو محل نزاع بیان کر دیتے ہیں۔
 - ۸۔ اگر خلاف لفظی ہوتا ہے تو اس کو بیان کر دیتے ہیں اور اگر معنوی ہو تو اس کی تمیز کے لئے کچھ فروع فقہیہ سے مثال لاتے ہیں۔
 - ۹۔ ان کی دوسرے اصولیہ میں جو افروغیت رکھتے ہیں اس کو تعلیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے فقیہ الاصولی میں بیان کیا ہے۔^۱
 - ۱۰۔ کتاب سبل العبارت اور اس کے الفاظ واضح ہیں ایسی پیچیدگی سے خالی ہے جو مبتدی کے فہم پر غلبہ استفادہ میں رکاوٹ کا باعث ہو۔
 - ۱۱۔ ایشیخ حلول نے جمع الجوامع کے بعض شارحین مثلاً زکشی بھلی، ولی الدین ابن العراقی سے استفادہ کیا۔ کتاب ان سب کی باتوں کا تقریباً خلاصہ اور نچوڑ ہے۔^۲
- یہ نو کورہ بالا چند محاسن تھے جو بیان کئے گئے جن سے کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔
- کتاب "الضیاء اللامع" کے چند نقائص :
- ۱۔ صرف ذات باری تعالیٰ کو کمال مستزیم ہے اور ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے صرف تحقیق و علم کی غرض سے اس کی چند خامیوں کو پیش کیا جا رہا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں :
 - ۱۔ شارح حلول، جمع الجوامع سے ایک مخصوص موضوع سے متعلق نقائص ذکر کرتے ہیں اور اگر وہ نقائص چند مسائل پر ہو تو پہلے اس کی شرح کرتے ہیں۔ اس دوران اصل عبارت اور شرح میں خلط ملط ہو جاتا ہے، اگر وہ کسی مسئلہ سے متعلق متعدد نقائص نقل کریں اور پھر اس کی شرح کریں تو اس طرح کرنا زیادہ مناسب اور مفید ہوتا۔
 - ۲۔ بعض مرتبہ جب کسی ایک مسئلہ میں علماء کے متحدہ اقوال نقل کرتے ہیں تو ان میں سے کسی قول کی اہمیت و ترجیح دیتے ہیں اور نہ ہی امثلہ لاتے ہیں۔ "الہ" اور "الفقہ" کو بیان کرتے وقت ایسا اسی طرح کیا ہے۔^۳

۳۔ الوصول الى علم الاصول.

۴۔ حاشیہ علی بعض شروح الزودوی۔^۱

عبدالرحمن ابن مخلوف الشعالی (۸۶۷ھ۔ ۸۷۵ھ) ^۲

الجوزائری سے بجایہ پھر تونس اور پھر مشرق کے علماء سے علم حاصل کیا اور بعد میں واپس تونس لوٹ آئے اور کلام
فنون پر کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : ”شرح ابن الحاجب الاصلی“ تالیف کی۔^۳

احمد بن ابراہیم المستقلانی حنبلی (۸۰۰ھ۔ ۸۷۶ھ) ^۴

فقہیہ و مؤرخ تھے۔ حصول علم کے بعد تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں، دینی مصریہ کے قاضی بنائے گئے۔
کے دنایہ کے مرجع و معتبر تھے۔ متعدد کتب تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نظم اصول ابن الحاجب و توضیحہ.

۲۔ شرح مختصر الطوفی فی اصول الفقہ.

شرح مختصر الطوفی کا مختصر تعارف :

موفق الدین ابن قدام حنبلی (متوفی ۶۳۰ھ) نے کتاب ”روضة المناظر وجنة المناظر وجہ العلم
اصول الفقہ تالیف کی۔ بعد میں ثم الدین الطوفی المصری (متوفی ۷۱۶ھ) نے کتاب ”مختصر روضة المنابر
الاصول علی طريقة ابن الحاجب“ تالیف کی اور پھر المستقلانی نے کتاب ”شرح مختصر الطوفی“
جس کی کچھ تفصیل اس طرح سے ہے کہ علامہ المستقلانی نے اپنے تانا علامہ الدین علی بن محمد الکنتی العسلاوی کا
”سواد المناظر و شقائق الروض“ کی تفسیر کی جو مختصر الطوفی لروضہ ابن قدام کی شرح تھی اور پھر انہوں نے اپنی
بعض ان فوائد کا بھی اضافہ کر دیا جن سے کتاب ”سواد المناظر“ خالی تھی یا وہ فوائد شامل ہونے سے رہ گئے تھے۔
کتاب ”سواد المناظر“ پر تحقیق :

جزء حسین القطر نے اس کتاب پر تحقیق کر کے جامعہ ام القری سے ۱۳۹۹ھ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی

۱۔ حدیث العارفین ۵/۳۵۵، فتح البین ۳/۳۵۔

۲۔ ابوالعزیز عبدالرحمن بن محمد بن مخلوف الشعالی (۱۳۸۳ھ۔ ۱۴۰۷ھ) کا کتاب تونس میں اشغال ہوا۔

۳۔ حدیث العارفین ۵/۵۳۲، مجمع الأصولین ۱/۱۹۱ (۳۷۷)۔

۴۔ احمد بن ابراہیم بن عمر اللہ بن احمد بن محمد بن ابی القاسم بن حاشم بن عمر اللہ بن احمد الکنتی المستقلانی الاصل المصری (۷۱۶ھ۔ ۷۵۰ھ)

۵۔ مجمع الأصولین ۱/۸۷۸، ۷۹۷ (۵۰)۔

مولانا احمد ابلیسی شافعی (متوفی ۸۷۸ھ)ؒ

پہلے کے کتاب "التحقیقات فی شرح الودعات للإمام الحرمین" ج ۱ کی۔

انامیر الحان خوشی (مستوفی ۸۷۹ھ)

فقیر و اصولی تھے۔^۴

نوٹات اصولیہ : اشہوں نے "شرح التحرير فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ یہ ابن الجوزی (متوفی ۸۶۱ھ)

ما کتاب "المحویہ" کی شرح ہے۔

ان تطویراتی حلقہ (۱۸۰۲ء-۱۸۷۹ء) ^۲

اصولی، موردی، مقترعی اور ملتی تھے۔

بالتفات المصوب :

۱۔ المراقی کے مطابق انہوں نے "حاشیہ علی شرح عبد العظیم بن ملک لمعار الاصول" تالیف کیا۔

۱۔ حقائق اٹھائیے میں مذکور ہے کہ انہوں نے شرح مختصر المصابیہ لکھی۔

۳۔ شرح الودائع لامام الحرمین فی الاصول احمدیہ العارفین میں ان کی کتاب کا یہی نام مذکور ہے۔

۴۔ تخریج الاحادیث من اصول البیرونی۔^۴

ن عبد الحمادی حلیلی (مستوفی ۸۸۰ھ) ۷

قلمات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نقطۃ الوصول الی علم الاصول" بایف کی۔^۵

برائے نقادوں کے انصاری مائیکھی (۸۱۴ھ-۸۸۰ھ)۔^۵

فقیر، اصولی، انجوی، مفسر اور محدث تھے۔

لغات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التوضیح شرح المنہج" تالیف کیا۔

میرزا محمد بن محمد انصاری سراج الدین بالخلیسی شافعی پاکستانی دہلی میں وفات پائی۔

ایمان الیومون ۳/۰۳ عہدہ یہ احوال فی سن ۵/۱۴۲۷ھ

فصل الدین محمد بن محمد بن ابی الحسن و ابن اسماعیل الحلی سحرانی ۱۳۷۲ھ مطب میں اشاعت پائی۔

آیت الدین قاسم بن قسطلی (۱۲۶۰ تا ۱۳۰۷ھ) مصر میں وفات پائی۔

صاحبہ، لندن ۵/۸۳۰، الف تحف المکون ۲/۱۸، آق احمديہ، انجیر ٹورس ۳۳۵، ۳۳۴ اور صمدی بخاری کے فقہاء، دہلوانہ مخصوص مطبعہ، بی مشورے ۱۹۷۶ء۔

جمال الدين يوسف بن الحسن بن احمد - عهد الحادى المتقدسى باين الحادى -

صحة العارفين ١/٥٦٠ -

لما قالوا ربنا انزلنا القرآن على رسالنا فجاءه بالبينات فلو كان منكم اهل علم لفرقوا بين الحرام والحلال بل هم قوم خصمون

صوبہ خوارزمین / ۵۷۹ ہاس میں تاریخ وقات ۸۲۰ھ کو رہت نامہ الاصلی کن / ۱۲۳۳ (۲۵۴)۔

سیف الدین البکتمری حنفی (۷۹۸ھ-۸۸۱ھ)^۱
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی التوضیح ۲۔ شرح التفتیح

۳۔ شرح المنار للنفی^۲

سعد الدین خیر آبادی حنفی (متوفی ۸۸۲ھ)^۳
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح اصول البزدوی ۲۔ شرح الحسامی^۴

احمد الشیخی حنبلی (۸۰۲ھ-۸۸۳ھ)^۵

فقہ اصولیہ وقت عربیہ فرائض و حساب و عروض اور منطق وغیرہ میں ید طولی رکھتے تھے۔
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح منہاج البیضاوی ۲۔ شرح مختصر المستفی لابن الحاجب

ابن الحاجب البکون میں شرح منہاج السؤل و الامل فی علمی الاصول والحدل لابن حاجب مذکور ہے۔
ابوبکر الجرجانی حنبلی (۸۲۵ھ-۸۸۳ھ)^۶

فقیہ اور عالم دین تھے، ماہر نس سے ۸۳۲ھ میں دمشق آ کر نائب قاضی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔
۸۶۱ھ میں قاہرہ آئے اور قاضی عز الدین اکثانی کے خلیفہ بنے اور تدریس کی، اور پھر وہاں سے ۸۷۵ھ میں مصر آ گئے۔
مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح المختصر فی اصول الفقہ للعلی" تالیف کی۔
اس پر تحقیق :

اس کتاب پر عبدالعزیز محمد علی القاضی نے تحقیقی مقالہ پیش کیا اور جامعہ اسلامیہ مدینہ المنورہ سے ۱۴۰۸ھ اور
دکتوراہ کی شہادت حاصل کی۔^۷

۱۔ محمد بن محمد بن عیسیٰ بن قطلوبغا ترکی الاصل مصری، سیف الدین البکتمری حنفی۔

۲۔ حدیث المعارضین ۲۱۰/۹۔ ۳۔ سعد الدین بن قاضی خیر آبادی الہندی الحنفی الزائد۔

۴۔ حدیث المعارضین ۵/۳۸۵ سابق المسند، فقیر محمد ص ۳۳۶۔

۵۔ شہاب الدین احمد بن اسماعیل بن ابوبکر بن عمر بن (۷۷۰ھ) الاصفہانی الشافعی الکتابری الاذربائی (۱۳۰۰ھ/۱۳۷۹ھ) مدینہ المنورہ میں وفات پائی۔

۶۔ ابناح البکون ۲/۵۷۵ حدیث المعارضین ۵/۱۳۵ میں تاریخ وفات ۸۸۸ھ ذکر ہے، عجم الاصلیون ۱/۴۸۱، ۹۵)۔

۷۔ علی الدین ابوبکر بن عیسیٰ بن ابوبکر الشافعی الجرجانی (۱۳۲۲ھ/۱۳۷۹ھ) مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۸۔ کشف القلوب ۱/۱۱۱ میں الجرجانی کے سہائے القزازی ذکر ہے، عجم الاصلیون ۶/۳۳۵)۔

ابن الدین بن مفلح حبلی (۸۱۵ھ-۸۸۳ھ) ۱

فقیر محدث اور اصولی تھے۔ علمی گہرائی میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد اور دادا ممتاز علماء میں سے تھے۔ اقامہ و تالیف تہذیب اور مشق میں منصب قضاء کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مرقاۃ الوصول الی علم الاصول" تالیف کی جو اس فن میں ان کے فخر علی پر ولادت کرتی ہے۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ شیخ عبداللہ بن حمید مکتبہ المکرمہ میں اور دوسرا نسخہ مکتبہ السعدیہ العامہ بانی میں ۹۶۶ نمبر کے تحت موجود ہے۔ ۲

ابن الدین المرادوی حبلی (۸۱۷ھ-۸۸۵ھ) ۳

فقیر و اصولی تھے۔ قرآن کریم حفظ کیا۔ شیخ ابنا بدیع الدین بن قندی سے تلمذ حاصل کیا قاضی القضاۃ بدر الدین علی آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تحریر المنقول فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ حاشی ثلثیہ نے اس کا نام بتایا ہے : "تحریر المنقول و تہذیب الاصول"۔ یہ کتاب ایک جلد میں ہے، اولہ : الحمد للہ الذی وفق لہم تلویح یہ کتاب ایک مقدمہ اور چند ابواب پر مشتمل ہے جس میں مذاہب ائمہ اربعہ کو پیش کیا گیا ہے اور وہ اس میں امام شافعی مسلک پیش کرتے ہیں۔ ۴

ابن الدین بن قرا موذنغنی (متوفی ۸۸۵ھ) ۵

فقیر و اصولی و مفسر تھے۔ علامہ تکت زانی کے شاگرد تھے اور وہم کے مفتی برہان الدین حیدر البرہوی سے بھی مختلف علوم باطنی کی تدریس و قضاء کے فرائض انجام دیئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حواش علی التلویح فی اصول الفقہ۔ ۲۔ مرقاۃ الوصول فی علم الاصول۔

۳۔ مرآۃ الاصول فی شرح مرقاۃ الوصول۔ ۴۔ شرح اصول البرہوی۔ ۵۔

کتاب "مرقاۃ الوصول" کی شروح و حواشی :

ماخوذ نے مرآۃ الاصول کے نام سے خود بھی اس کی شرح تالیف کی تھی جیسا کہ ان کی مؤلفات اصولیہ میں ذکر ابن کی شرح کے علاوہ بھی متعدد باوجود علماء نے اس کتاب پر شروح و حواشی تالیف کئے :

۱۔ ابن الدین بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن مفلح (۱۳۱۴ھ/۱۳۷۹ء) دمشق میں ولادت و وفات ہوئی۔

۲۔ ابن الدین ۳۹/۳ جہم الاصول ص ۵۷ (۳۰)۔

۳۔ ابن الدین علی بن سلیمان بن محمد بن المرادوی (۱۳۱۳ھ/۱۳۸۰ء) دمشق میں وفات پائی۔

۴۔ ابن الدین ۳۵/۳ جہم الاصول ص ۵۳۔

۵۔ ابن الدین بن قرا موذنغنی ۱۳۸۰ قسطنطنیہ میں انتقال ہوا اور دوسرا میں فن کے گئے۔

۶۔ ابن الدین ۶/۳۱۱ جہم الاصول ص ۵۱/۳۵۱، ابن الدین فقیر محمد ص ۳۳۔

- (۱) مولیٰ عثمان بن عبداللہ الرومی حنفی (متوفی ۱۰۳۶ھ) نے تسہیل مرقاة الوصول الی علم الامم تالیف کی، جو ایک جلد میں ہے، ایضاً المکون میں مذکور ہے۔ وهو ترجمۃ المرقاة علی المکون لملا خسرو۔^۱
 - (۲) حامد افندی بن مصطفیٰ (متوفی ۱۰۹۸ھ) نے حاشیہ علی مرقاة الاصول تالیف کیا جو حاشیہ الحامدی سے مشہور ہے اشبوں نے اسے ۱۰۸۷ھ میں اسے تالیف کیا تھا اور یہ حاشیہ ۱۲۸۰ھ میں آستانہ سے چھپ چکا ہے۔^۲
 - (۳) حامد بن مصطفیٰ القنوی الزمیری حنفی (متوفی ۱۰۹۸ھ) نے کتاب شرح المرقاة فی الاصول تالیف کیا۔^۳
 - (۴) سلیمان بن عبداللہ الزمیری حنفی (متوفی ۱۱۰۴ھ) نے حاشیہ مرقاة الاصول شرح مرقاة الوصول لملا خسرو تالیف کیا۔ کشف القنون میں ہے کہ تعلیقہ علی مرقاة الاصول للزامیری جبکہ ایضاً المکون میں العارفین میں ہے: شرح المرقاة لملا خسرو للزامیری اور دوسری طرف مکتبہ ولی الدین نوریہ میں حاشیہ علی مرقاة الاصول، مجلدان، لمحمد بن ولی بن رسول الازمیری مذکور ہے۔^۴
 - (۵) مصطفیٰ ابن یوسف الموساری حنفی (متوفی ۱۱۱۰ھ) نے مفتاح الحصول علی مرقاة الاصول کے نام سے حاشیہ تالیف کیا۔ کشف القنون میں ہے: ”وحاشیہ کبیرة فی جلد کبیر لبعض شرکائی المنہ لمصطفیٰ اقدی السنوی المصبری توفی بعد سنہ ۱۱۱۰ھ۔“^۵
 - (۶) محمد بن احمد الطرموسی حنفی (متوفی ۱۱۱۷ھ) نے حاشیہ علی المرقاة فی الاصول تالیف کیا۔^۶
 - (۷) احمد بن مصطفیٰ الزادی حنفی (متوفی ۱۱۶۵ھ) نے حاشیہ علی المرقاة الاصول شرح مرقاة الوصول لملا خسرو۔^۷
 - (۸) مصطفیٰ بن یوسف الموساری حنفی (متوفی ۱۱۹۹ھ) نے مفتاح الحصول علی مرقاة الاصول یعنی یاد خیر مرقاة الوصول کی شرح ہے۔^۸
 - (۹) مصطفیٰ بن عبداللہ الودینی (متوفی ۱۲۷۱ھ) نے نظریہ المرقاة حاشیہ علی مرقاة الاصول تالیف کیا۔^۹
 - (۱۰) محمد بن علی التمیمی (متوفی ۱۲۸۶ھ) نے تعدیل المرقاة وجلاء المرقاة کے نام سے آخر مرقاة الوصول پر حاشیہ لکھا۔^{۱۰}
- عبداللطیف بن عبدالعزیز ابن فرشتہ (متوفی ۸۰۱ھ-۸۸۵ھ) ان کا ذکر ۸۰۱ھ کے ضمن میں ہو چکا ہے۔

۱ ایضاً المکون ۳/۲۸۸، حدیث العارفین ۵/۲۵۷۔

۲ کشف القنون ۲/۲۵۷، المجموع الاصولین ۲/۲۹۱ (۲۵۵)۔

۳ کشف القنون ۲/۱۶۵۲، ایضاً المکون ۲/۲۳۹، حدیث العارفین ۵/۳۰۳، الفتح المبین ۳/۱۱۷، المجموع الاصولین ۲/۳۰۱ (۳۶۳)۔

۴ کشف القنون ۲/۱۶۵۷، ایضاً المکون ۳/۵۲۳۔

۵ ایضاً المکون ۳/۳۵۳، حدیث العارفین ۵/۱۷۵، المجموع الاصولین ۱/۲۲۸ (۱۸)۔

۶ ایضاً المکون ۳/۳۳۳، حدیث العارفین ۶/۳۵۸۔

۷ الفتح المبین ۳/۱۵۵۔

ایم البقاعی شافعی (۸۰۹ھ-۸۸۵ھ)۔

محدث، مفسر، مورخ اور ادیب تھے۔ دمشق میں سکونت اختیار کی، بیت المقدس اور قاہرہ کے سفر کئے۔ جید علماء سے متفقہ ہوئے اور کئی کتابیں تالیف کیں۔

اہلکات اصولیہ: انہوں نے کتاب "شرح جمع الجوامع للسیکی فی الاصول" تالیف کی جو شرح برہان میں سے معروف ہے۔ حدیث العارفین میں ہے۔ شرح جمع الجوامع للسیکی فی الفروع مکرر حقیقت یہ ہے کہ کئی افراد میں جمع الجوامع نامی کوئی کتاب نہیں تھی بلکہ اس نام سے اصول میں کتاب ہے۔

نعمانی بن محمد الفخاری حنفی (۸۳۰ھ-۸۸۶ھ)۔

فقیر، اصولی، فہمی، بیانی اور مفسر تھے۔ ماخرہ، اصولی، حنفی (متوفی ۸۸۵ھ) سے علمی استفادہ کیا یہاں تک کہ اہل کامل ہو گیا اور شہرت پائی۔ حرمین شریفین، شام، مصر، کے سفر کئے اور اردن میں تدوین کی۔ الفوائد اچھے میں

"الفتعل علی... ملاحسرو حسی برع فی الکلام والمسعانی، والعربہ والمعقول واصل الفقہ"۔

(ماخرہ)۔۔۔۔۔ سے تعلیم حاصل کی یہاں تک کہ علم کلام، معانی، عربیہ، معقول و اصول فقہ میں کمال حاصل ہو گیا۔

اہلکات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی الطوبیخ للفقہانی تالیف کیا جو عمدتاً ستانہ اور قاہرہ سے چھپ چکا ہے۔

۲۔ شرح فصول البدائع پر "وصول الروائع علی فصول البدائع" کے نام سے حاشیہ تالیف کیا۔

اکثرہ مظہر بلانے اس کے مختلف کتب خانوں میں نسخوں کی موجودگی کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں سے ایک نسخہ برکات مسعود ریاض میں ۵۱۱۸ کے تحت موجود ہے۔

نعمانی بن محمد الفخاری حنفی (متوفی تقریباً ۸۸۶ھ یا ۸۷۰ھ یا ۸۶۲ھ)۔

محقق، فقیر، اصولی تھے۔ اپنے والد اور دیگر اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف مدارس میں تدوین کی۔

۱۔ جامع الدین ابن الکرم بن محمد بن حسن الریاض البقاعی شافعی الاصل (۱۳۰۶ء-۱۳۸۰ء) دمشق میں وفات پائی۔

۲۔ فتح القون ۵۹۶ھ، حدیث العارفین ۶/۱۸، مجموع الاصولین ۳۵/۲۰۔

۳۔ کمال بن محمد شمس الدین الفخاری (۱۳۳۶ء یا ۱۳۳۷ء-۱۳۸۱ء) ترکی میں ولادت اور ہر وہاں وفات پائی۔

۴۔ حدیث العارفین ۵/۱۳۸، الفوائد اچھے، ۲۳، الطبقات اسلامیہ ۲/۱۰۹، فتح القون ۳/۵۵، مجموع الاصولین ۲/۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹۔

۵۔ شمس الدین محمد بن نعمانی الفخاری حنفی (۱۳۸۱ء تقریباً)۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی حاشیہ الجرجانی علی شرح العتد لمختصر ابن الحاجب۔

۲۔ حواش علی التلویح۔

۳۔ حاشیہ علی منہی السؤل والامل۔

امجد بن موسیٰ خیالی کی پہلی کتاب کی تفصیل اس طرح ہے کہ مختصر ابن الحاجب پر عقد الدین عبد الرحمن بن محمد الایحسی متوفی ۵۶۷ھ نے شرح لکھی اس شرح پر سید الشریف علی بن محمد بن علی جرجانی متوفی ۸۱۶ھ نے پہلی اس حاشیہ پر خیالی نے حاشیہ تحریر کیا۔^۱

سلیمان الاشبیلی شافعی (۸۰۷ھ-۸۸۷ھ)

ان کے بارے میں تاریخ وفات ۸۱۱ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

محمد بن ابوبکر المشہدی شافعی (متوفی ۸۸۹ھ)^۲

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح منہی السؤل والامل لابن الحاجب" تالیف کی۔^۳

محمد بن خلیل البصری شافعی (متوفی ۸۸۹ھ)^۴

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح لبذۃ الالفیہ فی الاصول الفقہیہ للبرماوی" تالیف کی جو شرح برماوی شافعی (متوفی ۸۳۱ھ) کی کتاب نظم الفیہ فی اصول الفقہ کی شرح ہے۔^۵

ابن قادیان شافعی (۸۳۲ھ-۸۸۹ھ)^۶

محمد امجد مد میں کمال بن ابیہام سے مختصر ابن الحاجب پر بھی اور امام الکاملیہ سے اصول فقہ و حدیث کا وہابی سے خاص طور پر المناہج الاصلی اور مواضع من شرح پر بھی۔ مؤلف میں فقہ و اصول فقہ وغیرہ زین الخطاب وغیرہ سے کیا۔... شہاب الاشبیلی بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح الوردقات فی الاصول للامام الحرمین" تالیف کی۔^۷

شرف الدین العریطی شافعی (متوفی ۸۹۰ھ تقریباً)^۸

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے تسبیح الطرقات فی نظم الوردقات للامام الحرمین تالیف کی۔^۹

۱۔ کشف القلوب ۱/۲، ۸۵۷، النوادر ۱/۲، ۳۳، الطبقات ۱/۲، ۳۹۹، مجمع المؤلفین ۱/۲۳۲، ۲۳۳ (۱۸۵)۔

۲۔ ابوالفتح بہاء الدین محمد بن ابوبکر بن علی المشہدی القابری مصری۔ ج حدیث العربین ۶/۲۱۲۔

۳۔ محمد بن خلیل بن محمد البصری الدمشقی حبیب اللہ الشافعی۔ ج حدیث العربین ۶/۲۱۲۔

۴۔ حسین بن احمد بن محمد بن احمد القلیلی النخعی ابان قادیان (۱۳۳۸/۱۳۳۹)۔ گیان میں الادب ۱/۱۰۱۔

۵۔ مجمع الاصولین ۲/۶۳ (۲۹۷)۔ ۶۔ شرف الدین یحییٰ بن قواد الدین موسیٰ بن رمضان بن عمیر واعر علی شافعی۔

۷۔ حدیث العربین ۶/۵۶۹۔

احمد بن اسماعیل الکوری حنفی (۸۱۳ھ-۸۹۳ھ)^۱

حصول علم کے لئے یزید و روم سے دمشق بیت المقدس اور قاہرہ گئے۔ سلطان مروان خان نے آپ کی عظمت کے اعتراف میں مدرسہ بیروسیا آپ کے سپرد کر دیا۔ سلطان محمد خان جب تخت نشین ہوا تو وزارت کی پیش کش کی مگر انہوں نے قبول نہیں کیا منصب قضاہ پر فائز کئے گئے۔ آپ وزیر المملکت اور سلطان کو ان کے کاموں سے بکارتے، سلطان اسلام و مضافہ میں پہل نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی دست بوی کرتے اور نہ ان کے پاس بغیر بلائے جاتے تھے بخلاف علوم و فنون پر بہت سی کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المدور السوامع فی شرح جمع الجوامع للمسکوی فی الاصول" تالیف کی۔ وہ ۸۶۱ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے تھے اس کتاب کا آغاز اس طرح ہے : الحمد للہ الذی شہد بمحکمات کتابہ الخ، اس کتاب کے کئی مقامات پر نسخے موجود ہیں۔^۲

احمد الطوقی شافعی (۸۳۷ھ-۸۹۳ھ)^۳

فقہ حدیث، اصحابین اہل حق عربیہ، منطق، معانی، فرائض، حساب، بقرات اور تصوف میں کمال رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ نظم جمع الجوامع للمسکوی۔
- ۲۔ نظم الودقات لامام الحرمین (الزبدۃ فی الاصول)۔
اولہ : قال الفقیر احمد الطوقی
الحمد للہ ہو الولی
الحمدہ : و تابعہ السادة الانجاب
ماتمذ علمہ الی العلاب
- ۳۔ نظم المعنی۔^۴

عبد الرحمن ابن اعینی حنفی (۸۳۷ھ-۸۹۳ھ)^۵

ادب، فہم و اصول میں یدِ غوثی رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح منار الانوار للنسفی" تالیف کی۔ حاجی طیفی نے لکھا : "شرح مسزوج وجیز اقتصر علی ایسر شی، یمکن علیہ الاقتصار لیغنی حملہ فی الاسفار عن كثرة الاطلاع"

۱۔ شرف الدین احمد بن اسماعیل بن عثمان بن احمد بن رشید ابن ابی امام شہاب الدین اشہر زوری الحمد للہ فی التخریج فی فہم و اصول حنفی (۱۳۸۸ھ/۱۳۸۸ھ) خطبہ میں وفات پائی۔

۲۔ مدیہ العارفین ۱۳۵/۵، نظم الاصولین ۱۰۷۹۹/۱ (۲۶)۔

۳۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد جب الطوقی قاہری، ابن رجب (۱۳۳۳ھ/۱۳۸۸ھ) طبع میں ولادت اور بمصر فوت پائی۔

۴۔ کشف الظنون ۲/۲۰۰، مدیہ العارفین ۱۳۵/۵، نظم الاصولین ۱۰۷۹۹/۱ (۱۱۶)۔

۵۔ زین الدین عبد الرحمن بن ابی الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن اعینی (۱۳۳۳ھ/۱۳۸۸ھ) دمشق میں وفات پائی۔

ابن کثیرؒ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے : الحمد لله الذي جعل لاصول شرعه مناوالا الخ انہوں نے اس کی تالیف
۸۶۸ھ میں فراغت پائی۔^۱

ابن خلیب الفخز یہ شافعی (متوفی ۸۹۳ھ)^۲

مؤلفات اصولیہ : حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر^۳

ابن زکی التونی مالکی (متوفی ۸۹۳ھ)^۴

نقیر، اصولی، منطقی اور ادیب تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول" تالیف کی۔^۵

ابو یزید الاروبلی (متوفی ۸۹۵ھ)^۶

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "لہایہ الوصول شرح منہاج الوصول للبضاوی" تالیف کی۔^۷

ابن الدین ابن زہرہ (متوفی ۸۹۵ھ)^۸

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "لہایہ الوصول شرح منہاج الوصول للبضاوی" تالیف کی جو پانچ مجلدات میں ہے۔ یہ کتاب ابو یزید

اروبلی (متوفی ۸۹۵ھ) کی لہایہ الوصول شرح منہاج الوصول للبضاوی کی شرح ہے۔^۹

ابن الدین ابن یکان حنفی (متوفی ۸۹۵ھ)^{۱۰}

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "تعلیقہ علی اوائل التلویح للنظار فی الاصول" تالیف کیا۔^{۱۱}

محمد بن عبد الرحمن حلولوا مغربی مالکی (متوفی ۸۷۵ھ یا ۸۹۸ھ)

ان کی مصنفات اصولیہ کا تحقیقی تجزیہ تاریخ وفات ۸۷۵ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

ابو العباس احمد بن زکری (متوفی ۸۹۹ھ)^{۱۲}

نقیر، اصولی، مفسر اور بعض دوسرے علوم میں دسترس رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "غایہ المرام فی شرح مقدمہ الامام" تالیف کی اور یہ کتاب امام الحرمین کے

صاحب پر شرح ہے جو اور مقامات کے نام سے مشہور ہے۔

۱. کشف القون ۲/۱۸۵ھ، تاریخ ۵/۵۳۳ھ، ص ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷ (۱۲۲)۔

۲. ابن زکی التونی، حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ (۱۲۵)۔

۳. ابن زکی التونی، حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ (۱۲۵)۔

۴. ابن زکی التونی، حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ (۱۲۵)۔

۵. ابن زکی التونی، حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ (۱۲۵)۔

۶. ابن زکی التونی، حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ (۱۲۵)۔

۷. ابن زکی التونی، حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ (۱۲۵)۔

۸. ابن زکی التونی، حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ (۱۲۵)۔

۹. ابن زکی التونی، حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ (۱۲۵)۔

۱۰. ابن زکی التونی، حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ (۱۲۵)۔

۱۱. ابن زکی التونی، حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ (۱۲۵)۔

۱۲. ابن زکی التونی، حاشیہ علی شرح منہی السؤل والامل للقاضی عسدر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ (۱۲۵)۔

اولہ : قال الشيخ سيدى ابو العباس احمد بن زكريا : الحمد لله ذى الجلال والاكرام
 أما بعد فإن بعض الطلبة ... سألنى أن أشرح له مقدمة امام الحرمين التى صاغها
 اصول الفقه ... وسميته بغاية المرام فى شرح مقدمة الامام ."

اخرى : لينا فضل قول القائل : كل مجتهد مصيب ، هذا اخر ما رويناہ فى هذا الطبع (زبدۃ
 الحمد والصلاح) دار الكتب المصریہ میں ۳۴۸ نمبر کے تحت اس کا نسخہ موجود ہے۔

یوسف بن حسین انکر ماستی حنفی (متوفی ۸۹۹ھ یا ۹۰۶ھ) :

اصولی ، فقیہ ، بلاغی اور ادیب تھے۔ خوب زادہ کے شاگردوں میں سے تھے انہوں نے تاریخی خدمات انجام دیں
 اور کئی شیروں مثلاً قسطلانیہ وغیرہ میں قاضی رہے۔
 مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اصول فقه میں "الوجیز فی الاصول" کے نام سے ایک مختصر تالیف کیا۔

۲۔ زبدۃ الفصول فی علم الاصول ،

جائی فیلڈ نے اصول فقہ میں ان کی اس کتاب "زبدۃ الفصول" کا تذکرہ اس طرح کیا :

"الوصول الى علم الاصول لعلہ زبدۃ الفصول الى علم الاصول للمولى يوسف بن حسين
 انكر ماستى المتوفى سنة ۹۰۶ھ وهو متن مشتمل على عشرة ابواب ثم اختصره في
 كتاب مشتمل على مقدمة وثمانية ابواب وسماه الوجيز"۔

(بہت ممکن ہے کہ یوسف بن حسین انکر ماستی (متوفی ۹۰۶ھ) کی تالیف "الوصول الى علم الاصول" اور "زبدۃ
 الفصول الى علم الاصول" دونوں ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں تو اس باب پر مشتمل ایک متن ہے اور جس کا بعد میں
 انہوں نے اختصار کیا قاضیہ اختصار ایک مقدمہ اور تھوڑا سا پر مشتمل ہے انہوں نے اس اختصار کا نام "الوجیز" رکھا)

کتاب "الوجیز" کا تحقیقی تجزیہ :

کتاب اس مراد پر مشتمل ہے۔

مرصد اولی : مقدمہ اور اصول فقہ کی تعریف میں ہے۔

مرصد ثانی : عالم کے لئے کسی عارف واجب لذاتہ کے وجود کا ضروری ہونے سے متعلق ہے۔

مرصد ثالث : لغت عربیہ کے مباحث سے متعلق ہے اس کو آخر مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بحث اور
 حقیقت مجاز ہر حق آگاہیہ میں ہے۔ بحث ثانی : خاص عام ، مطلق و مقید ہیں۔ بحث ثالث : مشرک و کافر۔

۱۔ کشف الظنون ۲/ ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲،

بیان میں ہے۔ بحث دلائل و عبارات (النص) اشارۃً، الدلائل اور اقتضاء کے بارے میں ہے۔ بحث خاص فی ہر نص، مفسر، محکم اور متقاربات میں ہے۔ بحث سادس "البيان" میں ہے۔ بحث سابع "مطوق و مہموم" میں ہے اور بحث ثامن "حروف و عانی" کے بیان میں ہے۔

موضع رابع : اذکام میں ہے اور موضع خامس : الکتاب کے بیان میں ہے۔

موضع سادس : السنۃ میں ہے اور موضع سابع : الاجماع میں ہے۔

موضع ثامن : القیاس میں ہے اور موضع تاسع : المعارضہ و ترجیح میں ہے اور

موضع عاشور : اجتہاد میں ہے۔

کتاب "الوجیز فی اصول الفقہ" بذات خود ایک متن ہے جو کسی کتاب کی شرح نہیں ہے یہ کتاب احمد حجازی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ المکتب النفاذی مصر سے ۱۹۹۰ء میں چھپ چکی ہے۔

ملاحظات کے بعد ان کلمات سے آواز دیتا ہے :

"وبعد : فهذا ما قصدته اضعف عماد الله : يوسف بن حسين الكورماني من تحوير اصول الحنفية، مع الاشارة الى اصول الشافعية، معرضا عن الدليل والمثال، الاندرا فيما اشقت الحاجة اليه، تسهيلا للطلابين، لتواب رب العالمين وسماه عند احتتامه، بملطفه تعالى وجيزا ونسأله ان يجعله بالقول جديرا، وريته على (عشرة مواضع) ۱

(وبعد : اللہ کے کمزور ترین بندے یوسف بن حسین کورمانی نے ان حنفی اصول کو متجاہز کر میں لائے گا اور وہ کیا اس میں اصول شافعی کی طرف بھی اشارہ ہے ہیں۔ مگر دلیل و مثال سے بھرتاب رہتا گیا ہے ہاں اہل تشیع ضرورت کے وقت یہ کیا کیا ہے مگر بہت کم بحث کا علم کی آس ہو اللہ تعالیٰ سے ثواب طلب کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔ میں نے اس کا ہم اثر میں دیکھا ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی قبولیت کا سوال کرتے ہیں اور میں نے اسے اس مواضع پر مرعوب کیا ہے)

۱) الدین الہادی الشیعی زیدی (۸۳۵ھ - ۹۰۰ھ) ۲

نوٹات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح المنہاج للقرطبی فی الاصول" تالیف کی ہے۔ ۳

حسن بن علی الرجزابی (متوفی نویں صدی ہجری) ۴

نوٹات اصولیہ : انہوں نے "کتاب شرح تنقیح القرطبی فی الاصول" تالیف کی ہے۔ ۵



۱) الدین الہادی الشیعی زیدی (متوفی نویں صدی ہجری) ۲

۳) الدین الہادی الشیعی زیدی (متوفی نویں صدی ہجری) ۴

۵) حسن بن علی الرجزابی (متوفی نویں صدی ہجری) ۶

۷) الدین الہادی الشیعی زیدی (متوفی نویں صدی ہجری) ۸

جلد چہارم

دسویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

۱۱ویں صدی ہجری میں علمی، سیاسی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر :

۱۱ویں صدی میں مصر سے عباسی خلافت کا خاتمہ ہوا اور سلطنت عثمانیہ نے ان کی جگہ لے لی۔ تسلسل میں کچھ تفصیل یہ کہ متوکل کے بعد اس کا لڑکا مستمک باللہ ۹۰۳ھ میں اس کا جانشین ہوا اور مستمک کے انتقال کے بعد متوکل علی ۹۰۵ھ میں خلافت عباسیہ کا آخری خلیفہ بناس کی خلافت کے چوتھے برس ۹۲۳ھ میں سلطان سلیم اول عثمانی نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ ممالیک کی حکومت ختم کر دی، متوکل نے عثمانی خلیفہ کے حق میں دستبرداری قبول کر لی اور آنحضرت ﷺ کے اہل بیت، غم، تلوار اور روئے مبارک جو خاندان خلافت میں بطور نشان خلافت کے متواتر چلے آئے تھے اور حریم انجیل کی بجائیں سلطان کے حوالے کر دیں۔ اس دن سے خلافت قریش سے نکل کر عثمانی خاندان میں چلی گئی اور نابک مصر کے ساتھ مصر کی عباسی خلافت بھی ختم ہو گئی۔

دوسری طرف سلطنت عثمانیہ کا تاریخی پس منظر کچھ یوں بنتا ہے کہ ارطغرل کے بعد اس کے بیٹے عثمان خان اول نے تخت نشین ہو کر ۱۲۸۸ء میں دولت عثمانیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ بروصہ وغیرہ کو فتح کیا، عثمان خان عوام کا ایک ہر دلعزیز و لبیب مکران تھا۔ عثمان کے بعد اس کا بیٹا اصغر اور خان (۱۳۲۶ء۔ ۱۳۵۹ء) تخت سلطنت پر بیٹھا اور اس کا بڑا بیٹا علاؤ الدین اس کا وزیر بنا اور خان نے قراہی وغیرہ کو فتح کیا، اس کے تعمیراتی کاموں میں مسجدیں، مدارس اور عمارتیں بھی آباد کیں۔ بروصہ کی درسگاہ تو اس قدر مشہور ہوئی کہ ایران اور عرب کے طلبہ وہاں حصول تعلیم کے لئے کھینچے چلے آتے، انہیں سلطنت عثمانیہ کا پہلا مدرسہ قائم کیا گیا۔ اسی عہد میں اور خان کے بیٹے اکبر سلیمان پاشا کے ہاتھوں قہر میں باہر کے مغربی ساحل پر واقع گیلی پولی کے مشہور ترین گیلی قلعد کی فتح سے ترکوں کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ ۱۳۵۹ء میں انہوں نے گیلی پولی بار قاتمانہ حیثیت سے سرزمین یورپ میں قدم رکھ کر عیسائی دنیا میں ایک عظیم الشان ممالک سلطنت کی داغ بیل ڈالی جس کا حلقہ دو ہی صدیوں میں گیلی پولی سے وینا تک وسیع ہو گیا۔ عرب مجاہدوں نے تمام کاجو فرض مغربی یورپ میں انجام دیا تھا۔ مشرقی یورپ میں اس کے ادا کرنے کی سعادت ترک مجاہدوں کے لئے آئی اور خان کا ۱۳۵۹ء میں انتقال ہو گیا۔ عثمان خان نے اپنے ۳۳ سالہ عہد حکومت میں عثمانی فتوحات کو دور دورہ وسعت دی۔ ایشیائے کوچک کے بقیہ بازنطینی علاقوں پر قبضہ کرنے کے علاوہ بعض ترکی ریاستوں کو بھی دولت عیسائی شامل کیا۔ بلکہ ارض یورپ میں قدم رکھ کر قہر میں کے بعض علاقے فتح کئے۔ علوم و فنون کی سرپرستی آل عثمان کی

ایک امتیازی خصوصیت تھی اور عثمان خان کا یہ اختصاص بھی بہت نمایاں تھا بڑے بڑے مشہور علماء اور مشائخ اس کی مصاحبت میں تھے۔ بروہہ کے علم و فضل کی شہرت اس وقت بھی قائم رہی جب وہ سلطنت عثمانیہ کا دارالافتاء رہا اور عرصہ تک یہ شہر ارباب فضل و کمال کا مرکز رہا، اور خان کے بعد اس کا بیٹا مراد (۱۳۵۹ء۔ ۱۳۸۹ء) تخت نشین ہوا۔

مراد نے اپنے عہد حکومت میں سلطنت عثمانیہ کو اپنے باپ کے مقابلہ میں پانچ گنا زیادہ وسعت دی۔ تھریس نخرہ مکمل، باخاریہ، مقدونیہ، سروویہ، اور یونانی بھی دولت عثمانیہ میں شامل ہو گئے۔ مراد نے عیسائی علاقوں کو زیرِ قلم کر کے اسلامی حکومت قائم کرنے کے باوجود کسی عیسائی کو قبول اسلام پر مجبور نہیں کیا۔ مراد کے بعد اس کا بیٹا بایزید اول (۱۳۸۹ء۔ ۱۴۰۲ء) چالیسین ہوا اس کے دور میں بھی فتوحات جاری رہیں، یونان و غیرہ فتح ہوئے۔ جنگ آنگورہ (۱۴۰۳ء) کے فیصلہ کن مرحلہ میں بایزید کو تیور جو ایک تاریخی مسلمان امیر تھا کے ہاتھوں شکست ہوئی، اس کے چند مہر وہ انتقال کر گیا۔ جنگ آنگورہ سے بایزید کے ساتھ ہی دولت عثمانیہ کا بھی گویا خاتمہ ہو گیا۔ تیمور نے عثمانیہ سے ملحق کی پہلی قہارم ترکی ریاستیں ترکی امیروں کو واپس دلا دیں اور ایشیائے کوچک بظاہر کھلی آل عثمان کے ہاتھ سے نکل گیا۔۔۔ بایزید کی وفات کے وقت ایشیاء اور یورپ دونوں میں سلطنت عثمانیہ کے مقبوضات کی حالت یاس اچھی تھی لیکن اس کے باوجود اور بہادر چالیسینوں نے چاندی سال کے اندر نہ صرف سلطنت کے تمام قدیم مقبوضات پر دوبارہ قبضہ کر لیا بلکہ اس کی سطوت و عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ بایزید کے چاروں بیٹوں نے مختلف مقامات پر قبضہ اور فتوحات کیں۔ سلیمان نے "بروزہ میں بیسلی" نے "بروزہ" میں اور محمد نے "ایشیائے کوچک" کے شمال مشرق میں، اور "آماسیا" میں قبضہ کر کے اپنی سلطنت قائم کر لی۔ اور چوتھا بیٹا موسیٰ بھی ہاتھ پاؤں مارنے لگا محمد اول (۱۴۱۳ء۔ ۱۴۲۱ء) کے بعد اس کا بیٹا مراد اول (۱۴۲۱ء۔ ۱۴۴۵ء) تخت نشین ہوا۔ اس نے جنگ آنگورہ کے بعد دولت عثمانیہ کے علاقہ اطاعت سے نکل جانے والی ریاستوں کو دوبارہ اپنے حلقہ میں شامل کر کے منسلک بنا لیا۔ یورپ میں جدید مقبوضات کیں۔

مراد اول کے بعد اس کا بیٹا محمد فاتح (۱۴۵۱ء۔ ۱۴۸۱ء) چالیسین ہوا، اس نے قسطنطنیہ فتح کیا۔ محمد ثانی سے قبل کہا، مرتبہ سلاطین اسلام قسطنطنیہ کا محاصرہ کر چکے تھے لیکن فتح کا سہرا اسی کے سر رہا۔ سروویہ میں کامیابی سے داخلے کے بعد بغیر اوجہ اس وقت منگولی کے زیرِ تسلط تھا کی طرف متوجہ ہوا۔ یورپ نے صغیری جنگ کا اعلان کر دیا محمد کو یہاں کا پہلا حاصل نہیں ہو سکی ۱۴۶۲ء میں یونان کو دولت عثمانیہ میں شامل کر لیا گیا۔ اسی طرح کرمانیہ، یونانی، تھم، الجزائر، کریمرہ ولا چچا، البانیہ اور ہرزیگووینا بھی دولت عثمانیہ کا حصہ بن گئے۔

محمد اہل علم و فضل اور ارباب کمال کا قدردان تھا اس نے مسجدیں اور درگاہیں بنوائیں، اعلیٰ درجے کی درس گاہیں عہد حاضر کے کالجوں کے برابر تھیں۔ ان کے فارغ التحصیل طلبہ کو "داشند" ایم اے کی سند دی جاتی لیکن بدعتِ عدا رکن بننے کے لئے دانش مند کی سند لینے کے بعد فقہ اور اصول فقہ کا ایک طویل تصاب عمل کرنا پڑتا تھا۔ سلطان محمد ثانی کے بعد ان کے بیٹے بایزید ثانی (۱۴۸۱ء۔ ۱۵۱۲ء) تخت نشین ہوئے اور پھر وہ اپنے بیٹے سلیم اول (۱۵۱۲ء۔ ۱۵۴۰ء) کے بیٹے کے ہاتھ میں دسمبر وار ہو گئے اس کے عہد میں ایران، شام، مصر اور حرمین شریفین میں سلطنت عثمانیہ کی پرجہم اقتدار برپا تھا۔ بعد سلطان سلیمان اعظم (۱۵۴۰ء۔ ۱۵۶۶ء) قانونی چالیسین ہوئے اس نے باغداد اور وڈس، منگولی و غیرہ فتح کیے۔

جہاں خود عالم فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ اور علوم و فنون کا سر پرست تھا اس کی تصانیف ترکی ادب میں امتیازی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کے بعد سلیم ثانی (۱۵۶۶ء-۱۵۷۴ء) تحت تعلیم ہوا۔ وہ تصوف کا دلداد تھا اس ضمن میں اس کی تصنیف فتوحات الصیام مشہور ہے۔ ان کے بعد اس کا فرزند اکبر طالت (۱۵۹۵ء-۱۶۰۳ء) میں جانشین ہوا اور اس کے بعد اکبر احمد اول (۱۶۰۳ء-۱۶۱۷ء) جانشین بنا۔ سلطان احمد اول کے بعد دولت عثمانیہ کے راج گجہ دستور کے خلاف لڑنے بیٹے کے بھائے اس کا بھائی مصطفیٰ (۱۶۱۷ء-۱۶۲۳ء) تحت تعلیم ہوا۔

دہریں صدی ہجری کے ممتاز اصولیین :

دہریں صدی ہجری میں بعض ممتاز علماء اصولیین نظر آتے ہیں مثلاً امام جلال الدین سیوطی، مصری، شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) مختلف مہم میں ممتاز تھے۔ ان کی مؤلفات میں سے "جوزیل المواعظ فی اختلاف المذہب" بھی ہے جس میں انہوں نے شریعہ الفاظ اور آسان اسلوب پر اصولی فقہ سے بحث کی جو ان کی اس مہم پر دسترس پر دلالت کرتی ہے۔ اسلام زکریا انصاری شافعی (متوفی ۹۳۶ھ) نے متعدد فتون پر کتب تالیف کیں اصول فقہ میں انہوں نے "حاشیہ علی التلویح"، "کتاب غایۃ الوصول"، "شرح لب الاصول"، اور "شرح فتح الرحمن علی متن تعدد" تالیف کی۔ ابن کمال پاشا شافعی (متوفی ۹۴۰ھ) نے اصول میں "مفسر تعبیر التلویح" اور اس کی شرح تالیف کی۔ طب مکی (متوفی ۹۵۴ھ) اس صدی کے مشہور اصولی ہیں۔ ان کی حجاز و بلاد مغرب میں خدمات ہیں، انہوں نے وفات پائی۔ انہوں نے اصول فقہ میں "تفہر العین شرح و ردقات اعمام الحومین" تالیف کی۔ ابن قاسم رافعی (متوفی ۹۹۳ھ) مصر سے تعلق رکھتے تھے پھر مدینہ منورہ تشریف لے آئے وہیں وفات پائی۔ انہوں نے "ایات الہدایت" کے نام سے "حاشیہ علی جمع الجوامع" تالیف کیا۔ اس میں ان اعتراضات کا جواب دیا جو مخالفین اور اس کی شرح پر وارد ہوئے تھے۔

مولیٰ فقہ کی امتیازی خصوصیات :

ان دور کا ذکر اس وقت تک نامکمل رہتا ہے جب تک یہ نہ جان لیا جائے کہ اس دور میں علماء تفسیر کرتے اور اجتہاد و قول میں ترجیح تک نہیں کرتے، اسی طرح مولفین اپنی کتابوں کے متون میں مشکل اسلوب کو اپناتے پھر اس کی شرح لکھتے پھر اس پر حواشی لکھتے دیتے اور اعتراضات و جوابات کی بھرمار کر دیتے۔ وسعت و تنفیہ پیدا کرنے کی خاطر علماء اصول کو دوسرے علوم و فنون سے غلط ملط کر دیتے اور اسی اسلوب پر آج تک کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔

جب عالم اسلام کے مختلف ممالک میں مختلف فقہی مذاہب پھیل گئے ترکی اور ہندوستان میں حنفی مذہب کا رواج ہوا، فرقہ کے بعض شمالی حصہ میں فقہ مکی کو قبولیت حاصل ہوئی، اندونیشیا میں شافعی مذہب پھیلا، جزیرہ العرب میں حنبلی مذہب پھیلا اور اجتہاد کا عمل موقوف ہو گیا تو نویں صدی ہجری اور اس کے بعد کے فقہاء کی توجہ اپنے مخصوص مذاہب کے ظاہر و باطن اور ایک مذہب کے اندر اختلاف کے وجود کی بحث تک محدود ہو کر رہ گئی، انہو یہ اختلاف مذہب کے مؤسسون ان کے شاگردوں کے درمیان ہوا یا مختلف شاگردوں کے درمیان ہو، اس بحث نے ترقی کر کے ایک مذہب کے اندر

جاری اسلام جہیم مہدی الخیم و عبدالحیہ میں ۹۸۷ھ میں طبع کبیری بازار کتاب منزل لاہور سے شائع

قواعد ترجیح وضع کرنے کی شکل اختیار کر لی تاکہ ہر مسئلہ میں رائج رائے قائم کی جاسکے اور اس کی بنیاد پر فتوے دیے جائیں اور فیصلے کئے جاسکیں۔ مثلاً دولت عثمانیہ کے مختلف ممالک میں مذہب حنفی کے رائج اقوال کی طرف رجوع کرتے ہوئے ہو گیا اور اس سلسلے میں ابن عابدین کی روایت کو بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس رجحان کے پیش نظر ممالک میں وہاں کے مزید مذاہب پر فقہی و اصولی بحث و ملاحظہ کا دور ازادہ مکمل کیا جس کی اپنی خصوصیات ہیں۔

دسویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات

خطیب زادہ حنفی (متوفی ۹۰۱ھ)^۱

فقیدہ اصولی تھے۔ علم کی نشر و اشاعت کے لئے بارہ دورہ و دیگر شہروں کے سفر کئے۔ قسطنطنیہ میں منصب قضا کا کرتے

۱۔ تعلیقہ علی مقدمات التوضیح فی الاصول۔^۲

۲۔ حواش علی اوائل حاشیہ سید علی شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول، سید شریف علی جرجانی حنفی (متوفی ۸۱۶ھ) نے "شرح مختصر المنہی لابن الحاجب" تالیف کی۔ سید شریف علی کے اوائل پر خطیب زادہ نے حاشیہ تالیف کیا تھا۔^۳

مولانا زادہ الخطائی حنفی (متوفی ۹۰۱ھ)^۴

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی التلویح للفتاویٰ فی الاصول" تالیف کیا۔^۵

ابن جماعہ شافعی (۸۳۳ھ-۹۰۱ھ)^۶

مؤلفات اصولیہ: حدیث العارفین میں ہے کہ انہوں نے "السنجم اللامع شرح جمع الجوامع للسیکي القزوع" تالیف کی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جمع الجوامع للسیکي کی فروغ پر کتاب ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ کی فروغ میں اس نام سے کوئی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ کتاب اصول میں ہی ہے۔^۷

ابراہیم بن محمد القباقی شافعی (متوفی ۹۰۱ھ بعدہ)^۸

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح جمع الجوامع للسیکي۔

۲۔ العقد المنطوق فی شروط حمل المطلق علی المقید۔^۹

۱۔ خطیب زادہ محمد بن الدین بن تاج الدین ابراہیم بن الخلیب۔۔۔ متوفی ۹۰۱ھ قسطنطنیہ میں وفات پائی۔

۲۔ حدیث العارفین ۲۱۸/۶۔

۳۔ عثمان بن مہدائہ نظام الدین الخطائی حنفی مولانا زادہ۔

۴۔ الاہلبقا، محمد بن محمد بن برہان الدین ابراہیم بن جمال الدین محمد بن محمد بن عبد الرحمن بن ابراہیم۔۔۔ المقدسی الدیری۔

۵۔ حدیث العارفین ۲۱۸/۶، مجمع الاصول ۳۵/۱ (۲۰)۔

۶۔ ابراہیم بن محمد بن قسطل بن ابوبکر القباقی برہان الدین المصلی شافعی۔

۷۔ کشف الظنون ۵۹۶/۱، حدیث العارفین ۲۱۸/۶۔

مولانا ابن کسطلی حنفی (متوفی ۹۰۱ھ) ۱
رحمہ (ابی) میں قاضی العسکر تھے۔

نوکات اصولیہ : انہوں نے "علیقة علی المقدمات الاربعہ من التلویح فی الاصول" تالیف کیا۔ ۲
ایضاً الفتاویٰ مالکی (متوفی ۹۰۲ھ) ۳

فیہ وجموعی تھے۔ کثرت مطالعہ و تحقیق علم کی وجہ سے اپنے زمانے کے مالکی شیوخ میں شمار ہوتے تھے۔

نوکات اصولیہ : انہوں نے "شرح تنقیح القوالی" تالیف کی۔ ۴

مولانا ابن اشیر ازی حنفی (۸۲۸ھ-۹۰۳ھ) ۵

فیہ واصلی تھے۔ ترکی و تصنیفی خدمات انجام دیں۔ ان کی تصانیف علوم عقلیہ و نقلیہ میں ہیں جو ان کے بحر علمی
بہت کرتی ہیں۔

نوکات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تفسیر علی حاشیۃ الجرجانی علی شرح المختصر ابن الحاجب
فی الاصول" تالیف کی۔ ۶

ایضاً المقصدی شافعی (۸۲۲ھ-۹۰۵ھ) ۷

فیہ واصلی و محدث اور مفسر تھے۔ ۸۲۳ھ میں قاہرہ چا کر صاحب التحریر فی اصول الفقہ شیخ ابن حمام
(متوفی ۸۶۱ھ) سے ملاقات کی اور علمی استفادہ کیا۔

نوکات اصولیہ :

۱۔ الدرر اللوامع بشرح جمع الجوامع للسیکی فی الاصول۔ حاشی ثلثین اس شرح کے بارے میں لکھا :

"الدرر اللوامع، وهو شرح جمع الجوامع لکمال الدین محمد ابن الامیر محمد المعروف
بہن اسی شریف الخلی"۔

(الدرر اللوامع یہ جمع الجوامع کی شرح ہے جو کمال الدین محمد ابن امیر محمد معروف بہ ابن ابی شریف حلبی
کی تالیف ہے)

۲۔ شرح الارشاد للووی فی الاصول۔

۳۔ قطعة علی شرح المنہاج۔ ۸

۱۔ سید ابن مصطفیٰ بن محمد القسطلانی حنفی۔

۲۔ حدیۃ العارفين ۹/۳۳۳۔

۳۔ مجموع الاصولین ۱/۱۰۱ (۳۳۹)۔

۴۔ شرح المختصر ۳/۶۲۔

۵۔ برصہ الدین محمد بن قیث الدین منصور اشیر ازی (۱۳۹۹ھ/۱۳۹۹)۔

۶۔ شمس السامع الالدین ابو العالی محمد بن ناصر الدین ابی بکر بن ابی شریف المقدسی (۱۳۹۹ھ/۱۳۹۹)۔ بیت المقدس میں ولادت اور عالم کا وہاں

۷۔ کشف القون ۱/۳۹۹۔ حدیۃ العارفين ۹/۳۳۳۔ شرح المختصر ۳/۶۲۔

احمد ابن البصر فی شافعی (۸۲۹ھ-۹۰۵ھ) ^۱

فقیر، اصولی، ادیب اور شاعر تھے۔ فقہ واصلین کی تعلیم خاص طور پر جہاں الدین بخاری سے حاصل کی۔ ان کے جمع الحوامع پر ان کی شرح کا درس لیا اور شرح الحصد کو بعد حواشی اور "شرح المسماح الاصلی للاموی" کی شکل میں ان سے تعلیم و تہذیب حاصل کی۔ کئی شیوخ نے ان کو تدریس و افتاء کی اجازت عطا کی۔ نائب قاضی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ آپ سے قہر و دم کے بہت سے فضلاء و مستفید ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الوردۃ فی الاصول لابن جماعة، عز الدین، اور کتاب "الضوء الایامع" میں اس طرز پر ہے : الوردۃ فی اصول الفقہ للعز ابن جماعة۔

۲۔ منظومۃ فی اصول الفقہ۔ ^۲

خالد الازہری شافعی (۸۳۸ھ-۹۰۵ھ) ^۳

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "النصار البوانع شرح جمع الحوامع للسبکی" تالیف کی۔ اس کتاب کی مکمل میں مکمل کر لیا تھا اس کتاب کے کئی مقامات پر نسخے موجود ہیں۔ ^۴

محمد بن صفی الدین الایبکی شافعی (۸۳۲ھ-۹۰۶ھ) ^۵

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی التلویح للفتاوی تالیف کی۔ ^۶

یوسف بن حسین انکر ماسی رومی حنفی (۹۰۶ھ یا ۸۹۹ھ)

ان کے بارے میں ان کی تاریخ وفات ۸۹۹ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

احمد اشعراوی (متوفی ۹۰۷ھ) ^۷

فقیر، بخوی و مرقی، علم الفرائض و فہم میں ماہر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : شذرات الذہب میں ان کے بیٹے عبد الوہاب کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا :

۱۔ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن صدق بن احمد بن حسین بن عبد اللہ بن محمد بن محمد استخوانی النکب الاصل الشافعی، دین صبری (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)۔

۲۔ حدیث العارفین ۵/۱۳۷، نظم الاصولین ۱/۱۳۳-۱۳۴ (۹۹)، الضوء المانع لاصل القرن التاسع، حسن الدین محمد بن عبد الرحمن الحوازی، ۳۶۹-۳۶۸ برومکتبہ القدی ۱۳۵۲ھ۔

۳۔ خالد بن عبد اللہ بن ابوبکر بن محمد بن الدین الجرجاوی الازہری المصری، الوفاۃ (۱۳۳۳ھ/۱۹۱۹ء)، مصر میں پیدا ہوئے۔

۴۔ شذرات الذہب ۸/۲۶، نظم الاصولین ۲/۸۷ (۳۲۲)۔

۵۔ مصنف الدین محمد بن صفی الدین عبد الرحمن بن محمد بن عبد السلام الایبکی البصری اشیرازی۔

۶۔ حدیث العارفین ۶/۳۳۳۔

۷۔ شہاب الدین احمد بن علی کا اشعراوی متوفی ۵۰۱ھ مصر ولادت ہوئی۔

”وصف عدة مؤلفات في الحديث والنحو والاصول والمعاني والبيان ونهت كلها فلم يتغير، وقال الفناها لله فلا علينا ان ينسبها الناس اليها ام لا“۔^۱

انہوں نے حدیث، نحو، اصول، معانی و بیان میں کئی کتب تالیف کی جس میں ہر دو سب کی سب چرائی گئیں تو انہوں نے باقی کا اظہار نہیں کیا اور کہا کہ ہم نے ان (کتب) کو اللہ کی رضا کے لئے تالیف کیا تھا ہم پر اس سے کوئی فرق و نقصان نہیں ہوتا کہ لوگ اس کو ہم سے منسوب کریں یا نہ کریں۔

دہلی شافعی (۸۳۰ھ - ۹۰۷ھ) ^۲

فائدہ اٹھیے کے حاشیہ میں مذکور ہے :

”لقد قدم راسخ في العلوم العقلية ومشاركة في العلوم الشرعية تصانيفه ذلك على انه المحرر بلا منازع“

”اہم عقیدہ اور علم شریعہ میں انہیں وسوس حاصل تھی۔ ان کی تصانیف یا اختلاف ان کے علمی تحریر و رسالت کرتی ہیں۔“
 دہلی شافعی مسلمان و ماوراء النہر نے آپ کے علم سے استفادہ کیا۔

نکات اصولیہ : انہوں نے ”حواشی علی شرح المختصر العبد فی الاصول“ تالیف کئے۔^۳
 زامدین (الذہب بن افضل حنفی) (متوفی ۹۰۸ھ) ^۴

سنان محمد خان کے قاضی فسخ کرنے کے بعد وہاں کے چھپے قاضی بننے کا شرف حاصل کیا۔ تدریسی خدمات دہلی، اقبال کے وقت وہاں کے مفتی تھے۔

نکات اصولیہ : انہوں نے حواشی علی حاشیہ السید علی شرح مختصر ابن الحاجب للعبد تالیف کی۔ کتب الفقہان میں ہے ”وہی مقبولة معذولة“ (اور ان کے حواشی اہل علم کے یہاں مقبول اور مستدل ہیں) یہ کتب مکتبوں میں اس کے لئے موجود ہیں۔^۵

زامدین السیوطی شافعی (۸۳۹ھ - ۹۱۱ھ) ^۶

اہم، اہل فہم و ورش، ادیب، مفسر، محدث، فقیہ اصولی، باغی، نقوی اور منطقی تھے ان کے علاوہ بھی دیگر کئی علوم دال میں رکھتے تھے۔ اپنے زمانہ کے افضل و اجلہ ساتھ سے علم حاصل کیا، چالیس برس کی عمر میں خلق خدا سے دائمی افتادہ کر کے شیل پر واقع روحانہ امتیاز پر مشتمل ہو گئے اور ان کی اکثر کتابیں اسی زمانے کی تالیف ہیں۔ انبیاء و

نکات مذہب، ۳۳/۱، ۳۳/۲، ۳۳/۳، ۳۳/۴، ۳۳/۵، ۳۳/۶، ۳۳/۷، ۳۳/۸، ۳۳/۹، ۳۳/۱۰، ۳۳/۱۱، ۳۳/۱۲، ۳۳/۱۳، ۳۳/۱۴، ۳۳/۱۵، ۳۳/۱۶، ۳۳/۱۷، ۳۳/۱۸، ۳۳/۱۹، ۳۳/۲۰، ۳۳/۲۱، ۳۳/۲۲، ۳۳/۲۳، ۳۳/۲۴، ۳۳/۲۵، ۳۳/۲۶، ۳۳/۲۷، ۳۳/۲۸، ۳۳/۲۹، ۳۳/۳۰، ۳۳/۳۱، ۳۳/۳۲، ۳۳/۳۳، ۳۳/۳۴، ۳۳/۳۵، ۳۳/۳۶، ۳۳/۳۷، ۳۳/۳۸، ۳۳/۳۹، ۳۳/۴۰، ۳۳/۴۱، ۳۳/۴۲، ۳۳/۴۳، ۳۳/۴۴، ۳۳/۴۵، ۳۳/۴۶، ۳۳/۴۷، ۳۳/۴۸، ۳۳/۴۹، ۳۳/۵۰، ۳۳/۵۱، ۳۳/۵۲، ۳۳/۵۳، ۳۳/۵۴، ۳۳/۵۵، ۳۳/۵۶، ۳۳/۵۷، ۳۳/۵۸، ۳۳/۵۹، ۳۳/۶۰، ۳۳/۶۱، ۳۳/۶۲، ۳۳/۶۳، ۳۳/۶۴، ۳۳/۶۵، ۳۳/۶۶، ۳۳/۶۷، ۳۳/۶۸، ۳۳/۶۹، ۳۳/۷۰، ۳۳/۷۱، ۳۳/۷۲، ۳۳/۷۳، ۳۳/۷۴، ۳۳/۷۵، ۳۳/۷۶، ۳۳/۷۷، ۳۳/۷۸، ۳۳/۷۹، ۳۳/۸۰، ۳۳/۸۱، ۳۳/۸۲، ۳۳/۸۳، ۳۳/۸۴، ۳۳/۸۵، ۳۳/۸۶، ۳۳/۸۷، ۳۳/۸۸، ۳۳/۸۹، ۳۳/۹۰، ۳۳/۹۱، ۳۳/۹۲، ۳۳/۹۳، ۳۳/۹۴، ۳۳/۹۵، ۳۳/۹۶، ۳۳/۹۷، ۳۳/۹۸، ۳۳/۹۹، ۳۳/۱۰۰، ۳۳/۱۰۱، ۳۳/۱۰۲، ۳۳/۱۰۳، ۳۳/۱۰۴، ۳۳/۱۰۵، ۳۳/۱۰۶، ۳۳/۱۰۷، ۳۳/۱۰۸، ۳۳/۱۰۹، ۳۳/۱۱۰، ۳۳/۱۱۱، ۳۳/۱۱۲، ۳۳/۱۱۳، ۳۳/۱۱۴، ۳۳/۱۱۵، ۳۳/۱۱۶، ۳۳/۱۱۷، ۳۳/۱۱۸، ۳۳/۱۱۹، ۳۳/۱۲۰، ۳۳/۱۲۱، ۳۳/۱۲۲، ۳۳/۱۲۳، ۳۳/۱۲۴، ۳۳/۱۲۵، ۳۳/۱۲۶، ۳۳/۱۲۷، ۳۳/۱۲۸، ۳۳/۱۲۹، ۳۳/۱۳۰، ۳۳/۱۳۱، ۳۳/۱۳۲، ۳۳/۱۳۳، ۳۳/۱۳۴، ۳۳/۱۳۵، ۳۳/۱۳۶، ۳۳/۱۳۷، ۳۳/۱۳۸، ۳۳/۱۳۹، ۳۳/۱۴۰، ۳۳/۱۴۱، ۳۳/۱۴۲، ۳۳/۱۴۳، ۳۳/۱۴۴، ۳۳/۱۴۵، ۳۳/۱۴۶، ۳۳/۱۴۷، ۳۳/۱۴۸، ۳۳/۱۴۹، ۳۳/۱۵۰، ۳۳/۱۵۱، ۳۳/۱۵۲، ۳۳/۱۵۳، ۳۳/۱۵۴، ۳۳/۱۵۵، ۳۳/۱۵۶، ۳۳/۱۵۷، ۳۳/۱۵۸، ۳۳/۱۵۹، ۳۳/۱۶۰، ۳۳/۱۶۱، ۳۳/۱۶۲، ۳۳/۱۶۳، ۳۳/۱۶۴، ۳۳/۱۶۵، ۳۳/۱۶۶، ۳۳/۱۶۷، ۳۳/۱۶۸، ۳۳/۱۶۹، ۳۳/۱۷۰، ۳۳/۱۷۱، ۳۳/۱۷۲، ۳۳/۱۷۳، ۳۳/۱۷۴، ۳۳/۱۷۵، ۳۳/۱۷۶، ۳۳/۱۷۷، ۳۳/۱۷۸، ۳۳/۱۷۹، ۳۳/۱۸۰، ۳۳/۱۸۱، ۳۳/۱۸۲، ۳۳/۱۸۳، ۳۳/۱۸۴، ۳۳/۱۸۵، ۳۳/۱۸۶، ۳۳/۱۸۷، ۳۳/۱۸۸، ۳۳/۱۸۹، ۳۳/۱۹۰، ۳۳/۱۹۱، ۳۳/۱۹۲، ۳۳/۱۹۳، ۳۳/۱۹۴، ۳۳/۱۹۵، ۳۳/۱۹۶، ۳۳/۱۹۷، ۳۳/۱۹۸، ۳۳/۱۹۹، ۳۳/۲۰۰، ۳۳/۲۰۱، ۳۳/۲۰۲، ۳۳/۲۰۳، ۳۳/۲۰۴، ۳۳/۲۰۵، ۳۳/۲۰۶، ۳۳/۲۰۷، ۳۳/۲۰۸، ۳۳/۲۰۹، ۳۳/۲۱۰، ۳۳/۲۱۱، ۳۳/۲۱۲، ۳۳/۲۱۳، ۳۳/۲۱۴، ۳۳/۲۱۵، ۳۳/۲۱۶، ۳۳/۲۱۷، ۳۳/۲۱۸، ۳۳/۲۱۹، ۳۳/۲۲۰، ۳۳/۲۲۱، ۳۳/۲۲۲، ۳۳/۲۲۳، ۳۳/۲۲۴، ۳۳/۲۲۵، ۳۳/۲۲۶، ۳۳/۲۲۷، ۳۳/۲۲۸، ۳۳/۲۲۹، ۳۳/۲۳۰، ۳۳/۲۳۱، ۳۳/۲۳۲، ۳۳/۲۳۳، ۳۳/۲۳۴، ۳۳/۲۳۵، ۳۳/۲۳۶، ۳۳/۲۳۷، ۳۳/۲۳۸، ۳۳/۲۳۹، ۳۳/۲۴۰، ۳۳/۲۴۱، ۳۳/۲۴۲، ۳۳/۲۴۳، ۳۳/۲۴۴، ۳۳/۲۴۵، ۳۳/۲۴۶، ۳۳/۲۴۷، ۳۳/۲۴۸، ۳۳/۲۴۹، ۳۳/۲۵۰، ۳۳/۲۵۱، ۳۳/۲۵۲، ۳۳/۲۵۳، ۳۳/۲۵۴، ۳۳/۲۵۵، ۳۳/۲۵۶، ۳۳/۲۵۷، ۳۳/۲۵۸، ۳۳/۲۵۹، ۳۳/۲۶۰، ۳۳/۲۶۱، ۳۳/۲۶۲، ۳۳/۲۶۳، ۳۳/۲۶۴، ۳۳/۲۶۵، ۳۳/۲۶۶، ۳۳/۲۶۷، ۳۳/۲۶۸، ۳۳/۲۶۹، ۳۳/۲۷۰، ۳۳/۲۷۱، ۳۳/۲۷۲، ۳۳/۲۷۳، ۳۳/۲۷۴، ۳۳/۲۷۵، ۳۳/۲۷۶، ۳۳/۲۷۷، ۳۳/۲۷۸، ۳۳/۲۷۹، ۳۳/۲۸۰، ۳۳/۲۸۱، ۳۳/۲۸۲، ۳۳/۲۸۳، ۳۳/۲۸۴، ۳۳/۲۸۵، ۳۳/۲۸۶، ۳۳/۲۸۷، ۳۳/۲۸۸، ۳۳/۲۸۹، ۳۳/۲۹۰، ۳۳/۲۹۱، ۳۳/۲۹۲، ۳۳/۲۹۳، ۳۳/۲۹۴، ۳۳/۲۹۵، ۳۳/۲۹۶، ۳۳/۲۹۷، ۳۳/۲۹۸، ۳۳/۲۹۹، ۳۳/۳۰۰، ۳۳/۳۰۱، ۳۳/۳۰۲، ۳۳/۳۰۳، ۳۳/۳۰۴، ۳۳/۳۰۵، ۳۳/۳۰۶، ۳۳/۳۰۷، ۳۳/۳۰۸، ۳۳/۳۰۹، ۳۳/۳۱۰، ۳۳/۳۱۱، ۳۳/۳۱۲، ۳۳/۳۱۳، ۳۳/۳۱۴، ۳۳/۳۱۵، ۳۳/۳۱۶، ۳۳/۳۱۷، ۳۳/۳۱۸، ۳۳/۳۱۹، ۳۳/۳۲۰، ۳۳/۳۲۱، ۳۳/۳۲۲، ۳۳/۳۲۳، ۳۳/۳۲۴، ۳۳/۳۲۵، ۳۳/۳۲۶، ۳۳/۳۲۷، ۳۳/۳۲۸، ۳۳/۳۲۹، ۳۳/۳۳۰، ۳۳/۳۳۱، ۳۳/۳۳۲، ۳۳/۳۳۳، ۳۳/۳۳۴، ۳۳/۳۳۵، ۳۳/۳۳۶، ۳۳/۳۳۷، ۳۳/۳۳۸، ۳۳/۳۳۹، ۳۳/۳۴۰، ۳۳/۳۴۱، ۳۳/۳۴۲، ۳۳/۳۴۳، ۳۳/۳۴۴، ۳۳/۳۴۵، ۳۳/۳۴۶، ۳۳/۳۴۷، ۳۳/۳۴۸، ۳۳/۳۴۹، ۳۳/۳۵۰، ۳۳/۳۵۱، ۳۳/۳۵۲، ۳۳/۳۵۳، ۳۳/۳۵۴، ۳۳/۳۵۵، ۳۳/۳۵۶، ۳۳/۳۵۷، ۳۳/۳۵۸، ۳۳/۳۵۹، ۳۳/۳۶۰، ۳۳/۳۶۱، ۳۳/۳۶۲، ۳۳/۳۶۳، ۳۳/۳۶۴، ۳۳/۳۶۵، ۳۳/۳۶۶، ۳۳/۳۶۷، ۳۳/۳۶۸، ۳۳/۳۶۹، ۳۳/۳۷۰، ۳۳/۳۷۱، ۳۳/۳۷۲، ۳۳/۳۷۳، ۳۳/۳۷۴، ۳۳/۳۷۵، ۳۳/۳۷۶، ۳۳/۳۷۷، ۳۳/۳۷۸، ۳۳/۳۷۹، ۳۳/۳۸۰، ۳۳/۳۸۱، ۳۳/۳۸۲، ۳۳/۳۸۳، ۳۳/۳۸۴، ۳۳/۳۸۵، ۳۳/۳۸۶، ۳۳/۳۸۷، ۳۳/۳۸۸، ۳۳/۳۸۹، ۳۳/۳۹۰، ۳۳/۳۹۱، ۳۳/۳۹۲، ۳۳/۳۹۳، ۳۳/۳۹۴، ۳۳/۳۹۵، ۳۳/۳۹۶، ۳۳/۳۹۷، ۳۳/۳۹۸، ۳۳/۳۹۹، ۳۳/۴۰۰، ۳۳/۴۰۱، ۳۳/۴۰۲، ۳۳/۴۰۳، ۳۳/۴۰۴، ۳۳/۴۰۵، ۳۳/۴۰۶، ۳۳/۴۰۷، ۳۳/۴۰۸، ۳۳/۴۰۹، ۳۳/۴۱۰، ۳۳/۴۱۱، ۳۳/۴۱۲، ۳۳/۴۱۳، ۳۳/۴۱۴، ۳۳/۴۱۵، ۳۳/۴۱۶، ۳۳/۴۱۷، ۳۳/۴۱۸، ۳۳/۴۱۹، ۳۳/۴۲۰، ۳۳/۴۲۱، ۳۳/۴۲۲، ۳۳/۴۲۳، ۳۳/۴۲۴، ۳۳/۴۲۵، ۳۳/۴۲۶، ۳۳/۴۲۷، ۳۳/۴۲۸، ۳۳/۴۲۹، ۳۳/۴۳۰، ۳۳/۴۳۱، ۳۳/۴۳۲، ۳۳/۴۳۳، ۳۳/۴۳۴، ۳۳/۴۳۵، ۳۳/۴۳۶، ۳۳/۴۳۷، ۳۳/۴۳۸، ۳۳/۴۳۹، ۳۳/۴۴۰، ۳۳/۴۴۱، ۳۳/۴۴۲، ۳۳/۴۴۳، ۳۳/۴۴۴، ۳۳/۴۴۵، ۳۳/۴۴۶، ۳۳/۴۴۷، ۳۳/۴۴۸، ۳۳/۴۴۹، ۳۳/۴۵۰، ۳۳/۴۵۱، ۳۳/۴۵۲، ۳۳/۴۵۳، ۳۳/۴۵۴، ۳۳/۴۵۵، ۳۳/۴۵۶، ۳۳/۴۵۷، ۳۳/۴۵۸، ۳۳/۴۵۹، ۳۳/۴۶۰، ۳۳/۴۶۱، ۳۳/۴۶۲، ۳۳/۴۶۳، ۳۳/۴۶۴، ۳۳/۴۶۵، ۳۳/۴۶۶، ۳۳/۴۶۷، ۳۳/۴۶۸، ۳۳/۴۶۹، ۳۳/۴۷۰، ۳۳/۴۷۱، ۳۳/۴۷۲، ۳۳/۴۷۳، ۳۳/۴۷۴، ۳۳/۴۷۵، ۳۳/۴۷۶، ۳۳/۴۷۷، ۳۳/۴۷۸، ۳۳/۴۷۹، ۳۳/۴۸۰، ۳۳/۴۸۱، ۳۳/۴۸۲، ۳۳/۴۸۳، ۳۳/۴۸۴، ۳۳/۴۸۵، ۳۳/۴۸۶، ۳۳/۴۸۷، ۳۳/۴۸۸، ۳۳/۴۸۹، ۳۳/۴۹۰، ۳۳/۴۹۱، ۳۳/۴۹۲، ۳۳/۴۹۳، ۳۳/۴۹۴، ۳۳/۴۹۵، ۳۳/۴۹۶، ۳۳/۴۹۷، ۳۳/۴۹۸، ۳۳/۴۹۹، ۳۳/۵۰۰، ۳۳/۵۰۱، ۳۳/۵۰۲، ۳۳/۵۰۳، ۳۳/۵۰۴، ۳۳/۵۰۵، ۳۳/۵۰۶، ۳۳/۵۰۷، ۳۳/۵۰۸، ۳۳/۵۰۹، ۳۳/۵۱۰، ۳۳/۵۱۱، ۳۳/۵۱۲، ۳۳/۵۱۳، ۳۳/۵۱۴، ۳۳/۵۱۵، ۳۳/۵۱۶، ۳۳/۵۱۷، ۳۳/۵۱۸، ۳۳/۵۱۹، ۳۳/۵۲۰، ۳۳/۵۲۱، ۳۳/۵۲۲، ۳۳/۵۲۳، ۳۳/۵۲۴، ۳۳/۵۲۵، ۳۳/۵۲۶، ۳۳/۵۲۷، ۳۳/۵۲۸، ۳۳/۵۲۹، ۳۳/۵۳۰، ۳۳/۵۳۱، ۳۳/۵۳۲، ۳۳/۵۳۳، ۳۳/۵۳۴، ۳۳/۵۳۵، ۳۳/۵۳۶، ۳۳/۵۳۷، ۳۳/۵۳۸، ۳۳/۵۳۹، ۳۳/۵۴۰، ۳۳/۵۴۱، ۳۳/۵۴۲، ۳۳/۵۴۳، ۳۳/۵۴۴، ۳۳/۵۴۵، ۳۳/۵۴۶، ۳۳/۵۴۷، ۳۳/۵۴۸، ۳۳/۵۴۹، ۳۳/۵۵۰، ۳۳/۵۵۱، ۳۳/۵۵۲، ۳۳/۵۵۳، ۳۳/۵۵۴، ۳۳/۵۵۵، ۳۳/۵۵۶، ۳۳/۵۵۷، ۳۳/۵۵۸، ۳۳/۵۵۹، ۳۳/۵۶۰، ۳۳/۵۶۱، ۳۳/۵۶۲، ۳۳/۵۶۳، ۳۳/۵۶۴، ۳۳/۵۶۵، ۳۳/۵۶۶، ۳۳/۵۶۷، ۳۳/۵۶۸، ۳۳/۵۶۹، ۳۳/۵۷۰، ۳۳/۵۷۱، ۳۳/۵۷۲، ۳۳/۵۷۳، ۳۳/۵۷۴، ۳۳/۵۷۵، ۳۳/۵۷۶، ۳۳/۵۷۷، ۳۳/۵۷۸، ۳۳/۵۷۹، ۳۳/۵۸۰، ۳۳/۵۸۱، ۳۳/۵۸۲، ۳۳/۵۸۳، ۳۳/۵۸۴، ۳۳/۵۸۵، ۳۳/۵۸۶، ۳۳/۵۸۷، ۳۳/۵۸۸، ۳۳/۵۸۹، ۳۳/۵۹۰، ۳۳/۵۹۱، ۳۳/۵۹۲، ۳۳/۵۹۳، ۳۳/۵۹۴، ۳۳/۵۹۵، ۳۳/۵۹۶، ۳۳/۵۹۷، ۳۳/۵۹۸، ۳۳/۵۹۹، ۳۳/۶۰۰، ۳۳/۶۰۱، ۳۳/۶۰۲، ۳۳/۶۰۳، ۳۳/۶۰۴، ۳۳/۶۰۵، ۳۳/۶۰۶، ۳۳/۶۰۷، ۳۳/۶۰۸، ۳۳/۶۰۹، ۳۳/۶۱۰، ۳۳/۶۱۱، ۳۳/۶۱۲، ۳۳/۶۱۳، ۳۳/۶۱۴، ۳۳/۶۱۵، ۳۳/۶۱۶، ۳۳/۶۱۷، ۳۳/۶۱۸، ۳۳/۶۱۹، ۳۳/۶۲۰، ۳۳/۶۲۱، ۳۳/۶۲۲، ۳۳/۶۲۳، ۳۳/۶۲۴، ۳۳/۶۲۵، ۳۳/۶۲۶، ۳۳/۶۲۷، ۳۳/۶۲۸، ۳۳/۶۲۹، ۳۳/۶۳۰، ۳۳/۶۳۱، ۳۳/۶۳۲، ۳۳/۶۳۳، ۳۳/۶۳۴، ۳۳/۶۳۵، ۳۳/۶۳۶، ۳۳/۶۳۷، ۳۳/۶۳۸، ۳۳/۶۳۹، ۳۳/۶۴۰، ۳۳/۶۴۱، ۳۳/۶۴۲، ۳۳/۶۴۳، ۳۳/۶۴۴، ۳۳/۶۴۵، ۳۳/۶۴۶، ۳۳/۶۴۷، ۳۳/۶۴۸، ۳۳/۶۴۹، ۳۳/۶۵۰، ۳۳/۶۵۱، ۳۳/۶۵۲، ۳۳/۶۵۳، ۳۳/۶۵۴، ۳۳/۶۵۵، ۳۳/۶۵۶، ۳۳/۶۵۷، ۳۳/۶۵۸، ۳۳/۶۵۹، ۳۳/۶۶۰، ۳۳/۶۶۱، ۳۳/۶۶۲، ۳۳/۶۶۳، ۳۳/۶۶۴، ۳۳/۶۶۵، ۳۳/۶۶۶، ۳۳/۶۶۷، ۳۳/۶۶۸، ۳۳/۶۶۹، ۳۳/۶۷۰، ۳۳/۶۷۱، ۳۳/۶۷۲، ۳۳/۶۷۳، ۳۳/۶۷۴، ۳۳/۶۷۵، ۳۳/۶۷۶، ۳۳/۶۷۷، ۳۳/۶۷۸، ۳۳/۶۷۹، ۳۳/۶۸۰، ۳۳/۶۸۱، ۳۳/۶۸۲، ۳۳/۶۸۳، ۳۳/۶۸۴، ۳۳/۶۸۵، ۳۳/۶۸۶، ۳۳/۶۸۷، ۳۳/۶۸۸، ۳۳/۶۸۹، ۳۳/۶۹۰، ۳۳/۶۹۱، ۳۳/۶۹۲، ۳۳/۶۹۳، ۳۳/۶۹۴، ۳۳/۶۹۵، ۳۳/۶۹۶، ۳۳/۶۹۷، ۳۳/۶۹۸، ۳۳/۶۹۹، ۳۳/۷۰۰، ۳۳/۷۰۱، ۳۳/۷۰۲، ۳۳/۷۰۳، ۳۳/۷۰۴، ۳۳/۷۰۵، ۳۳/۷۰۶، ۳۳/۷۰۷، ۳۳/۷۰۸، ۳۳/۷۰۹، ۳۳/۷۱۰، ۳۳/۷۱۱، ۳۳/۷۱۲، ۳۳/۷۱۳، ۳۳/۷۱۴، ۳۳/۷۱۵، ۳۳/۷۱۶، ۳۳/۷۱۷، ۳۳/۷۱۸، ۳۳/۷۱۹، ۳۳/۷۲۰، ۳۳/۷۲۱، ۳۳/۷۲۲، ۳۳/۷۲۳، ۳۳/۷۲۴، ۳۳/۷۲۵، ۳۳/۷۲۶، ۳۳/۷۲۷، ۳۳/۷۲۸، ۳۳/۷۲۹، ۳۳/۷۳۰، ۳۳/۷۳۱، ۳۳/۷۳۲، ۳۳/۷۳۳، ۳۳/۷۳۴، ۳۳/۷۳۵، ۳۳/۷۳۶، ۳۳/۷۳۷، ۳۳/۷۳۸، ۳۳/۷۳۹، ۳۳/۷۴۰، ۳۳/۷۴۱، ۳۳/۷۴۲، ۳۳/۷۴۳، ۳۳/۷۴۴، ۳۳/۷۴۵، ۳۳/۷۴۶، ۳۳/۷۴۷، ۳۳/۷۴۸، ۳۳/۷۴۹، ۳۳/۷۵۰، ۳۳/۷۵۱، ۳۳/۷۵۲، ۳۳/۷۵۳، ۳۳/۷۵۴، ۳۳/۷۵۵، ۳۳/۷۵۶، ۳۳/۷۵۷، ۳۳/۷۵۸، ۳۳/۷۵۹، ۳۳/۷۶۰، ۳۳/۷۶۱، ۳۳/۷۶۲، ۳۳/۷۶۳، ۳۳/۷۶۴، ۳۳/۷۶۵، ۳۳/۷۶۶، ۳۳/۷۶۷، ۳۳/۷۶۸، ۳۳/۷۶۹، ۳۳/۷۷۰، ۳۳/۷۷۱، ۳۳/۷۷۲، ۳۳/۷۷۳، ۳۳/۷۷۴، ۳۳/۷۷۵، ۳۳/۷۷۶، ۳۳/۷۷۷، ۳۳/۷۷۸، ۳۳/۷۷۹، ۳۳/۷۸۰، ۳۳/۷۸۱، ۳۳/۷۸۲، ۳۳/۷۸۳، ۳۳/۷۸۴، ۳۳/۷۸۵، ۳۳/۷۸۶، ۳۳/۷۸۷، ۳۳/۷۸۸، ۳۳/۷۸۹، ۳۳/۷۹۰، ۳۳/۷۹۱، ۳۳/۷۹۲، ۳۳/۷۹۳، ۳۳/۷۹۴، ۳۳/۷۹۵، ۳۳/۷۹۶، ۳۳/۷۹۷، ۳۳/۷۹۸، ۳۳/۷۹۹، ۳۳/۸۰۰، ۳۳/۸۰۱، ۳۳/۸۰۲، ۳۳/۸۰۳، ۳۳/۸۰۴، ۳۳/۸۰۵، ۳۳/۸۰۶، ۳۳/۸۰۷، ۳۳/۸۰۸، ۳۳/۸۰۹، ۳۳/۸۱۰، ۳۳/۸۱۱، ۳۳/۸۱۲، ۳۳/۸۱۳، ۳۳/۸۱۴، ۳۳/۸۱۵، ۳۳/۸۱۶، ۳۳/۸۱۷، ۳۳/۸۱۸، ۳۳/۸۱۹، ۳۳/۸۲۰، ۳۳/۸۲۱، ۳۳/۸۲۲، ۳۳/۸۲۳، ۳۳/۸۲۴، ۳۳/۸۲۵، ۳۳/۸۲۶، ۳۳/۸۲۷، ۳۳/۸۲۸، ۳۳/۸۲۹، ۳۳/۸۳۰، ۳۳/۸۳۱، ۳۳/۸۳۲، ۳۳/۸۳۳، ۳۳/۸۳۴، ۳۳/۸۳۵، ۳۳/۸۳۶، ۳۳/۸۳۷، ۳۳/۸۳۸، ۳۳/۸۳۹، ۳۳/۸۴۰، ۳۳/۸۴۱، ۳۳/۸۴۲، ۳۳/۸۴۳، ۳۳/۸۴۴، ۳۳/۸۴۵، ۳۳/۸۴۶، ۳۳/۸۴۷، ۳۳/۸۴۸، ۳۳/۸۴۹، ۳۳/۸۵۰، ۳۳/۸۵۱، ۳۳/۸۵۲، ۳۳/۸۵۳، ۳۳/۸۵۴، ۳۳/۸۵۵، ۳۳/۸۵۶، ۳۳/۸۵۷، ۳۳/۸۵۸، ۳۳/۸۵۹، ۳۳/۸۶۰، ۳۳/۸۶۱، ۳۳/۸۶۲، ۳۳/۸۶۳، ۳۳/۸۶۴، ۳۳/۸۶۵، ۳۳/۸۶۶، ۳۳/۸۶۷، ۳۳/۸۶۸، ۳۳/۸۶۹، ۳۳/۸۷۰، ۳۳/۸۷۱، ۳۳/۸۷۲، ۳۳/۸۷۳، ۳۳/۸۷۴، ۳۳/۸۷

امراء ان کی زیارت کرنے آتے اور اسوال وحدایا پیش کرتے مگر وہ لوٹا دیا کرتے۔ سلطان نے انہیں کی مرتبہ مگر وہ ان کے پاس نہیں گئے اس نے حدایا کیسے تو لوٹا دیے اسی حالت و کیفیت میں رہتے ہوئے وفات پائی۔ تقریباً سو کتابوں کے مصنف ہیں، طبقات الاصولیین بھی انہیں کی تالیف ہے۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ جزیل المواہب فی اختلاف المذاهب۔ اس کتاب کے نسخے کئی مقامات پر موجود ہیں۔
- ۲۔ الکوکب الساطع، نظم جمع الجوامع^۱۔ یہ کتاب قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔
- ۳۔ شرح الکوکب الساطع^۲، الظاہرید (۱۰۲۸) اور جامعہ ام القری (۲۰۰۲) میں اس کے نسخے موجود ہیں۔
- ۴۔ تقریر الاستاد فی تفسیر الاجتہاد^۳
- ۵۔ الرد الی من اخللہ الی الارض وجہل ان الاجتہاد فی کل عصر فرض، یہ کتاب الجزائر سے ۱۳۲۵ھ میں چھپ چکی ہے۔^۴
- ۶۔ النکت اللوامع علی المختصر والمنہاج وجمع الجوامع^۵
- ۷۔ ارشاد المہتدین الی نصرة المجتہدین، اس کتاب میں انہوں نے اجتہاد و تطلق کی شرط بیان کی ہیں۔^۶
- ۸۔ جمع اللوامع فی شرح جمع الجوامع^۷

الیارحصاری حنفی (متوفی ۹۱۱ھ)^۸

استبدل کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ”حاشیہ علی التوضیح“ تالیف کیا۔^۹

محمد بن مصلح الدین البالیسری (متوفی ۹۱۱ھ)^{۱۰}

عسکروم میں قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ”تعلیقہ علی مقدمات التلویح للفتاوی فی الاصول“ تالیف کیا۔^{۱۱}

۱۔ کشف القلوب ۱/۱۰۶، حدیث المعارفین ۵/۵۳۲، الفتاوی ۳/۶۵، مجموعہ المصنفین ۶/۷۷ (۲۳۳)۔

۲۔ کشف القلوب ۱/۵۹۷۔

۳۔ کشف القلوب ۱/۳۹۶۔

۴۔ کشف القلوب ۱/۷۷، حدیث المعارفین ۵/۵۳۲۔

۵۔ کشف القلوب ۱/۷۷۔

۶۔ مصلح الدین مصطفیٰ بن ابی الدین الیاریحصاری روی۔

۷۔ محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ بن الحاج حسن البالیسری۔

۸۔ حدیث المعارفین ۶/۲۲۵۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التلویح" تالیف کیا۔
عبدالبر ابن اشحنہ حنفی (۸۵۱ھ-۹۲۱ھ)۔

فقیر و اصولی اور دوسری علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ قاہرہ آکر متعدد شیوخ سے علوم سیکھے۔ تدریس و تالیف خدمات انجام دیں۔ طلب و قاہرہ کے قاضی بنے، کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح جمع الجوامع للمسیکی فی اصول الفقہ" تالیف کی۔
قوام الدین شیرازی حنفی (متوفی ۹۲۲ھ)۔

پروہ میں مدرسہ سلطانیہ میں مدرس رہے اور وہ بغداد میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التلویح للفتاویٰ فی الاصول" تالیف کیا۔
ابن ابی شریف المقدسی شافعی (۶۳۸ھ-۹۲۳ھ)۔

کبار شافعی فقیہ تھے۔ اصول فقہ کی تعلیم شیخ جلال الدین بخاری (متوفی ۸۶۳ھ) شارح جمع الجوامع اور اہل فہم حاصل کی۔ شرح جمع الجوامع خاص طور پر ان سے پڑھی، ۹۰۶ھ میں مصر میں قاضی بنائے گئے۔ حج کے موقع پر وہاں کے علماء سے استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "نظم لفظہ العجلان" للزورکشی۔

۲۔ "نظم الوردات" لامام الحرمین۔

الرداد الجونیوری حنفی (متوفی ۹۲۳ھ یا ۹۳۳ھ)۔
ہند کے مشہور فاضل علماء میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح اصول البزوری۔

۲۔ حاشیہ علی اصول الشافعی المسمی "فصول الغواشی" مختلف مکتبوں میں اس کتاب کے نسخے موجود ہیں۔ مکتبہ راجستان ٹونک ہند میں ۸۶۷ھ (ت/۸۸۲) اور ۸۷۷ھ اور ۸۸۷ھ میں بھی موجود ہیں۔

۱۔ مجمع الأصولین ۱/۲۳۶، ۲۳۷ (۱۸۸)۔
عبدالبر ابن اشحنہ حنفی (متوفی ۸۵۱ھ) شارح جمع الجوامع اور اہل فہم حاصل کی۔ شرح جمع الجوامع خاص طور پر ان سے پڑھی، ۹۰۶ھ میں مصر میں قاضی بنائے گئے۔ حج کے موقع پر وہاں کے علماء سے استفادہ کیا۔

۲۔ قوام الدین یوسف بن حسن الحسین شیرازی حنفی۔
عبدالبر ابن اشحنہ حنفی (متوفی ۸۵۱ھ) شارح جمع الجوامع اور اہل فہم حاصل کی۔ شرح جمع الجوامع خاص طور پر ان سے پڑھی، ۹۰۶ھ میں مصر میں قاضی بنائے گئے۔ حج کے موقع پر وہاں کے علماء سے استفادہ کیا۔

۳۔ اہل فہم حاشیہ علی اصول الشافعی المسمی "فصول الغواشی" مختلف مکتبوں میں اس کتاب کے نسخے موجود ہیں۔ مکتبہ راجستان ٹونک ہند میں ۸۶۷ھ (ت/۸۸۲) اور ۸۷۷ھ اور ۸۸۷ھ میں بھی موجود ہیں۔

۴۔ اہل فہم حاشیہ علی اصول الشافعی المسمی "فصول الغواشی" مختلف مکتبوں میں اس کتاب کے نسخے موجود ہیں۔ مکتبہ راجستان ٹونک ہند میں ۸۶۷ھ (ت/۸۸۲) اور ۸۷۷ھ اور ۸۸۷ھ میں بھی موجود ہیں۔

عبداللہ باکثیر الحضر می شافعی (متوفی ۹۲۵ھ) ۱۔
نویسہ تھے۔

۲۔ نکات الصول: انہوں نے "اللدرد اللوامع فی نظم جمع الجوامع" تالیف کی۔ ۲

۳۔ اسلام زکریا الانصاری غاھری شافعی (۸۲۶ھ-۹۲۶ھ) ۳

فہم، اصول، تصوف، منطق، ہدیل، فرائض، تفسیر، جموید، حدیث اور دیگر علوم و فنون کے عالم تھے۔ شیخ ابن ابیہام
ماب القری آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ شائق کثیر نے آپ کے علم سے استفادہ کیا، کئی علوم و فنون پر بہت سی کتب
لکھیں تھیں۔

۴۔ نکات الصول:

۱۔ لب الاصول، یہ کتاب ابن السبکی کی جمع الجوامع کا اختصار ہے۔

۲۔ غایۃ الوصول شرح لب الاصول، یہ کتاب اور شرح دونوں مطبعہ البانی الحلبی سے ۱۳۶۰ھ میں
چھپ چکے ہیں، اس پر محمد الجوعری کا حاشیہ ہے۔ عبداللہ محمد الاحمد الصالح نے اس پر تحقیقی مقالہ پیش کیا اور
۱۴۰۳ھ-۱۴۰۴ھ میں جامہ ام القری سے ایم اے کی شہادت حاصل کی۔

۳۔ فتح الرحمن علی متن لقطۃ العجلان، ابدر الدین ابتر کشی، یہ کتاب مطبعہ النیل قاہرہ سے ۱۳۲۸ھ
میں چھپ چکی ہے اور کتاب کے حاشیہ پر شیخ یاسین کا حاشیہ ہے جو شرح مذکورہ پر ہے۔

۴۔ حاشیہ علی التلویح، یہ حاشیہ ۱۹۹۲ء میں سند سے چھپ چکا ہے۔

۵۔ حاشیہ علی شرح جمع الجوامع "النجوم الطوالع فی اہواز دقاتی شرح جمع الجوامع" مصر،
ترکی، تیونس، مکہ، دہلا، حلب وغیرہ کے مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

۶۔ حدود الالفاظ المتداولہ فی اصول الفقہ والدین، یہ کتاب عبدالغفور بلوی کی تحقیق سے چھپ چکی ہے۔

۷۔ مجموع المسقول لفک الفاظ نبذۃ الاصول، یہ کتاب "نبذۃ الاصول" کی شرح ہے۔ دارالکتب
مصر یہ میں (۲۰۱) کے تحت اس کا نسخہ موجود ہے۔

۸۔ شرح المنہاج للبیضاوی، مکتبہ الاحمدیہ عسکریہ میں (۲۰) کے تحت اس کا نسخہ موجود ہے۔ ۴

۹۔ نوادین ہمارائی، باکثیر۔ ج. البیاض المکتون ۳/۳۹۸، ص ۵۷۲، ۵۷۳۔

۱۰۔ ابن حنفیہ قاضی القضاۃ زکریا بن محمد بن احمد زکریا الانصاری (۱۳۲۳ھ-۱۵۲۰ھ) تاریخ احوال ص ۸۲۳، ۸۲۴ اور تاریخ وفات ص ۹۲۵
۱۱۔ ابن حنفیہ قاضی القضاۃ زکریا بن محمد بن احمد زکریا الانصاری (۱۳۲۳ھ-۱۵۲۰ھ) تاریخ احوال ص ۸۲۳، ۸۲۴ اور تاریخ وفات ص ۹۲۵

۱۲۔ ابن حنفیہ قاضی القضاۃ زکریا بن محمد بن احمد زکریا الانصاری (۱۳۲۳ھ-۱۵۲۰ھ) تاریخ احوال ص ۸۲۳، ۸۲۴ اور تاریخ وفات ص ۹۲۵

جلال الدین مصری مالکی (متوفی ۹۲۶ھ)^۱

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الوصالیۃ۔

۲۔ شرح منہج السؤل والامل فی علمی الاصول والجدل لابن الحاجب۔^۲

محمد بن محمد البردعی حنفی (متوفی ۹۹۷ھ)^۳

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی تلویح الطنطاوی فی الاصول تالیف کیا۔^۴

حکیم شاہ القزوینی حنفی (متوفی ۹۲۸ھ)^۵

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مدار الفعول فی شرح منار الاصول" تالیف کی۔^۶

احمد الشراخی اباضی (متوفی ۹۲۸ھ)^۷

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "محصر العدل والامتناع"۔ نقس الدین ابی یعقوب الدارجلانی، واضح رہے کہ فی الفقہ والاصول

فی اصول الفقہ، بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ شرح محصر العدل والامتناع۔ اس کا ایک نسخہ دار الکتاب المعصرہ میں (۱۵۸۷ھ) آگیا۔

موجود ہے۔^۸

الیاس الرومی (۸۳۹ھ-۹۴۹ھ)^۹

علوم کی کئی شاخوں کے ماہر عالم تھے۔ اردن میں مدرسہ بانیہ میں درس تھے متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب حوالہ علمی حاشیہ المعتمد للسید الشریف علی محمد

الحاجب تالیف کی۔^{۱۰}

حسن الانصار المویذ الحنفی الحنفی (۸۶۲ھ-۹۴۹ھ)^{۱۱}

فقہ، اصولی تھے۔

۱۔ جمال الدین محمد بن قاسم مصری۔ ج۔ حدیث العارلین ۱/۲۲۸۔

۲۔ محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن البردعی الترمذی رومی۔ ج۔ حدیث العارلین ۱/۲۲۹۔

۳۔ محمد بن مبارک شاہین محمد امروزی۔ ج۔ حدیث العارلین ۱/۲۲۹۔

۴۔ محمد بن سعید بن عبد الواسع اشراقی، تامل غفرہ کے شہر بخرن میں وفات پائی۔ ج۔ تہذیب و اصولین ۱/۲۳۱ (۱۸۷۷)۔

۵۔ شہناز الدین الیاس رومی (۱۳۳۵-۱۵۲۳)۔ ج۔ حدیث العارلین ۱/۲۲۹۔

۶۔ حسن بن عزالدین بن الحسن بن علی المویذ الحنفی (۱۳۵۸-۱۵۲۳)۔ ج۔ تہذیب و اصولین ۱/۲۳۱ (۱۸۷۷)۔

عبد الرحیم شیخ زادہ امامی (متوفی ۹۴۳ھ) ^۱

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب نظم القرائد و جمع القرائد فی الاصول تالیف کی۔ ^۲

عبد الرحمن بن علی شافعی (۸۶۳ھ-۹۴۳ھ) ^۳

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تیسرا الوصول الی جامع الاصول" تالیف کی۔ ^۴

حبیب اللہ ملا میرزا جان شیرازی شافعی (متوفی ۹۴۳ھ) ^۵

وقت نظر اور ہمت مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ اس کثرت سے مطالعہ کرتے تھے شروع رات سے لے کر صبح تک مطالعہ میں مشغول رہتے اور پیشاب تک کرنے نہیں آتے جس کی وجہ سے پیشاب کی جگہ خون آنے لگا، کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : صاحب "نعم الاسوئین" نے ان سے متعلق مندرجہ ذیل اقوال کو جمع کر کے نقل کیا ہے :

قول (۱) حاشیہ علی شرح العضد لمختصر المنتهی لابن الحاجب اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہی وہ کتاب ہے جس کا نام "الردود والنقود" ہے اور روایات البہات میں ہے۔ "ولہ کتاب الردود والنقود" المعروف الذی علقہ علی شرح المختصر العضدی" (اور ان کی کتاب الردود والنقود ہے جو شرح المختصر العضدی ہے، یہ تفسیر سے مشہور ہے۔)

قول (۲) حاشیہ علی شرح المختصر للعضد لمیرزا جان حبیب اللہ متوفی ۹۹۳ھ۔

قول (۳) حاشیہ علی حاشیہ السید علی شرح العضد۔

قول (۴) حاشیہ علی شرح مختصر المنتهی للسید الشریف لمیرزا جان حبیب اللہ شیرازی (متوفی ۹۹۳ھ)۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے صاحب "نعم الاسوئین" نے کہا : سید شریف کی مختصر المنتهی پر شرح نہیں ہے بلکہ ان کا حاشیہ ہے جو شرح العضد لمختصر المنتهی پر ہے۔

قول (۵) حاشیہ علی شرح مختصر المنتهی للعضدی لحبیب اللہ میرزا جان شیرازی (ت ۹۹۳ھ)۔

قول (۶) حاشیہ العلامة میرزا جان حبیب اللہ شیرازی علی مختصر ابن الحاجب فی اصول الفقہ۔

قول (۷) معجم المؤلفین میں ہے : "حبیب اللہ میرزا جان شیرازی (متوفی ۹۹۳ھ-۱۵۸۵م) من تصانیفہ... حاشیہ علی شرح عضد الدین الایبحی لمنتهی السؤل والامل فی علمی الاصول والجدل"۔

^۱ عبد الرحیم بن علی امامی رومی شیخ زادہ۔ ج ۱ ص ۶۵۹/۳۔

^۲ ج ۱ ص ۶۵۹، حبیب الدین عبد الرحمن بن علی بن محمد بن علی بن یوسف اثری فی المصنف الذی...

^۳ ج ۱ ص ۵۳۵/۵۔

^۴ حبیب اللہ شافعی شیرازی الاشعری متوفی ۱۵۳۷ھ کی تاریخ وفات ۹۹۳ھ اور ۹۸۸ھ کی تاریخ ہجرت ہے۔

مذکورہ بالا اقوال میں مختلف طرعات سے ان کی طرف نسبت کی گئی ہے تمام اقوال باہذا کو سامہ ارجاں کی سبب اور قہریں کے مکمل جوابوں کے ساتھ بیان کرنے کے بعد صاحب مجملہ اصولیین نے اپنی تحقیق قلمبند کرتے ہوئے لکھا :

اقول : الصحيح " حاشیہ علی شرح عقد الدین الایچی لمختصر مہدی السؤل علی " لان عقد الدین لیس لہ شرح علی مہدی السؤل بل علی مختصر منہدی السؤل " (میں کہتا ہوں کہ ان تمام مذکورہ بالا اقوال میں سے) صحیح بات ماشر علی شرح عقد الدین الایچی لمختصر مہدی السؤل علی ہے کیونکہ عقد الدین کی مہدی السؤل پر کوئی شرح نہیں تھی بلکہ مختصر مہدی السؤل پر ان کی شرح تھی۔^۱

ابراہیم الاسفرائینی (۸۷۳ھ - ۹۴۵ھ)^۲

استاذ اہل اسحاق الاسفرائینی کی نسل میں سے تھے جو ایک علمی گھرانہ تھا۔ اسفرائین میں ان کے والد قاضی تھے۔ مختلف فنون میں آپ کی عمدہ تالیفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " حاشیہ علی الدرر " تالیف کیا۔

اولہ : (بعد الحمد والصلوة) : " فیہذا تحقیقات بدیعة وندقیقات مبیعة للفاضل العادلہ علی الملة والدین "۔

اخروہ : " بالاسماء عن فقہیر " ان " واستعارۃ " او " بمعنی " حتی " " الا " " تم "۔

مختلف مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔^۳

حسین الاروینی (متوفی ۹۵۰ھ)^۴

مختلف علم وفنون کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی شرح العقدہ لمختصر ابن الحاجب۔

۲۔ حاشیہ علی حاشیہ البحر جانی۔

۳۔ شرح تہذیب الاصول للعلامة الحلی۔^۵

۱۔ مجملہ اصولیین ۴/ ۲۹-۳۸ (۲۵۸)۔

۲۔ مصابہ العربین فی التعلیم بن محمد بن عریضہ الاسفرائینی (۱۳۶۸-۱۵۲۸ھ) خراسان میں ولادت اور حرقہ میں انتقال ہوا۔

۳۔ مجملہ اصولیین ۴/ ۲۰-۳۲۔

۴۔ حسین بن محمد بن کمال الدین الاروینی (متوفی ۱۵۴۳ھ) دکن میں ولادت ۱۱۱۱ھ میں ہوئی۔

۵۔ حدیث العارلین ۵/ ۳۱۸-۳۱۹ مجملہ اصولیین ۴/ ۶۵-۶۶ (۲۹۹)۔

بہران الیمنی زیدی (متوفی ۹۵۷ھ) ۱

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "الکامل ببیل السؤل فی علم الاصول" تالیف کی۔ ۲

احمد الرملی شافعی (متوفی ۹۵۷ھ) ۳

شیخ الاسلام زکریا الانصاری (متوفی ۹۲۶ھ) صاحب غایۃ الاصول کے خاص شاگرد تھے۔ اسی لئے انہوں نے افتاء و تدریس کی اجازت دی اور اپنی زندگی اور موت بعد کے سوائے ان کے کسی کو بھی ان کی کتب کی تصحیح کی اجازت نہیں دی۔ یہی وجہ تھی کہ شرح المنہج اور شرح الرضی میں الرملی نے شیخ الاسلام کی زندگی ہی میں چند مقامات کی تصحیح بھی کی تھی۔ مصر میں علوم شریعہ کی ریاست ان پر ختم ہوتی تھی۔ ان کا شمار بڑے علمائے شافعیہ میں ہوتا ہے ان کے زمانے میں سوائے چند ایک کے تمام علماء نے آپ سے علمی استفادہ کیا، آپ کی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "غایۃ المامول فی شرح ورفات الاصول" تالیف کی۔ اور اس کی تالیف سے ۹۳۰ھ میں فراغت پائی اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے: "الحمد لله الذی رفع معالم دین الاسلام" کئی مقامات پر اس کے نسخے اب بھی موجود ہیں۔ ۴

ابو عبد اللہ اللقانی مالکی (۸۷۳-۹۵۸ھ) ۵

محقق، نگار اور اصولی تھے۔ ریاست علم و استفتاء ان کے زمانے میں ان پر ختم ہوتی تھی۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی شرح جمع الجوامع للمحلی فی الاصول" تالیف کیا۔ ۶

ابو بکر قلی الدین المقدسی شافعی (متوفی ۹۶۰ھ) ۷

مختلف فنون پر اور بالخصوص اصول فقہ میں مہارت رکھتے اسی لئے شیخ ابو بکر اصولی کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ اپنے والد سے علم حاصل کیا پھر دمشق آکر بدرغری سے شرح جمع الجوامع للمحلی پڑھی۔ ۸

قویہ حسام حنفی (متوفی ۹۶۰ھ) ۹

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "شرح منار الانوار للنسفی" تالیف کی۔ ۱۰

۱۔ محمد بن یحییٰ محمد بن احمد بن موسیٰ بن احمد بہران الصمدی البغدادی البصری۔

۲۔ حدیۃ العارفین ۶/۲۳۳۔

۳۔ احمد شہاب الدین الرملی البصری الانصاری متوفی ۱۵۵۰۔

۴۔ مجموع الاصولین ۱/۶۸، ۶۹، ۷۰ (۳۲)۔

۵۔ ابو عبد اللہ محمد بن حسن اللقانی، ناصر الدین (۱۳۶۸-۱۵۵۹)۔

۶۔ حدیۃ العارفین ۶/۲۳۳، الفکر المبین ۳/۷۷۔

۷۔ ابو بکر قلی الدین بن شیخ الاسلام شمس الدین محمد بن ابو المظاہر المقدسی متوفی ۱۵۵۲۔

۸۔ انشراح البکون ۳/۳۶۶، حدیۃ العارفین ۶/۲۳۳، مجموع الاصولین ۲/۱۱۱، ۱۱۲ (۳۳۰)۔

۹۔ حسام الدین حسین الامامی رمی حنفی الشیخ قویہ حسام۔

۱۰۔ حدیۃ العارفین ۵/۳۱۸۔

سین الاسر لہادی حنفی (متوفی ۹۶۱ھ) ۱

نکات اصولیہ : انہوں نے "شرح منار الانوار للنسفی" تالیف کی۔ ۲

عقلم بن شعبان شروری حنفی (متوفی ۹۶۲ھ) ۳

ادب و فاضل تھے۔ استنبول میں قاضی رہے اور بعض ملاطین عثمانیہ کی اولاد کے معلم بھی رہے۔

نکات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التلویح للفتاویٰ" تالیف کیا۔ ۴

ابو عزیز المکنسی مالکی (متوفی ۹۶۳ھ) ۵

مقری، ادیب، شاعر اور بعض دوسرے علوم میں یدِ غولی رکھتے تھے۔ مدینہ منورہ میں شیخ القراء تھے۔

نکات اصولیہ : اصول فقہ میں "دار الاصول" کے نام سے ایک منظوم تالیف کیا۔ ۶

ابن الدین العالی اشبیلی امامی (۹۱۱ھ - ۹۶۶ھ) ۷

غنیہ اصولی، محقق اور بعض دوسرے علوم کے پائے والے تھے۔ متعدد کتب تصنیف کیں۔

نکات اصولیہ :

۱۔ تمہید القواعد الاصولیہ والفروعیہ لطریق موالد الاحکام الشرعیہ

یہ کتاب سات مجلدات میں ہے اور انہوں نے اس کتاب کی تالیف سے ۹۵۸ھ میں فراغت پائی۔ اولہ :

لحمد للہ الذی وفقنا لضمیمہ قواعد الاحکام الخ اس کتاب کو دو اقسام پر مرتب کیا۔ الاول : فی الاصول

بمطابق ما یسرمہا والثانی : فی تقریر المطالب القرعۃ منہما (منہا) مالۃ قاعدۃ اس کا ایک نسخہ کربلا میں

مکتوبات محمد باقر اعظمی طاب ثانی میں ۶ نمبر پر اور دوسرا مکتبہ امامہ لجمہ "زنجان" میں ہے۔

۲۔ الاقتصاد والارشاد الی طریق الاجتہاد۔ ۸

ابن زاوہ حنفی (متوفی ۹۶۹ھ) ۹

نکات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی صدر الشریعہ" تالیف کی۔ ۱۰

۱۔ کل العربین حسین بن سید الاسر لہادی متوفی ۱۵۵۳ھ۔

۲۔ حدیث العربین ۵/۳۱۸ ج ۱۸۴/۴ (۳۱۹)۔

۳۔ عقلم بن شعبان الشکری فی الروی سروری۔

۴۔ ابوالحسن بن عبد الواحد بن محمد بن محمد بن المکنسی مالکی متوفی ۱۵۵۶ھ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۵۔ جہاد صلیحین ۴/۳۱۱ (۳۳۳)۔

۶۔ ابن الدین بن علی بن احمد بن محمد بن علی الخاوری النجفی العالی الشافعی حیدرآبادی (۱۵۵۵-۱۵۵۸ء)۔

۷۔ کتب القانون ۴/۳۸۳ حدیث العربین ۵/۳۱۸ ج ۱۸۴/۴ (۳۱۹)۔

۸۔ لکھنؤ الاطلاح کی البرسوی الروی عرب زاوہ حنفی۔ بحران میں غرق ہو کر وفات پائی۔

۹۔ حدیث العربین ۶/۳۳۵۔

ابن نجیم حنفی (متوفی ۷۹۷ھ) :-

فقیر، محقق اور اصولی تھے۔ قاسم بن قطلوبغا حنفی (متوفی ۸۷۹ھ) صاحب حاشیہ علی شرح عبد الحلیم بن ملک لسنار الانوار فی اصول الفقہ وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ افتاء و تدریس کی اجازت حاصل کی۔ فقہ کی قواعد و ضوابط میں شہرہ آفاق کتاب "الاشباہ والنظائر" کے بھی مصنف ہیں۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاشباہ والنظائر، یہ کتاب قواعد فقہیہ پر مشتمل ہے۔

۲۔ فتح الغفار بشرح المنار للنسفی۔

یہ کتاب "مشکاة الانوار فی اصول المنار" کے نام سے مشہور ہے۔ یا الفاظ دیگر دونوں ایک ہی کتاب کے نام ہیں۔ یہ کتاب جامعہ الازھر کلیہ الشریعہ الاسلامیہ کے دوسرے سال کے کورس میں شامل ہے۔ ابو یوسف مصطفی البابی الحلبی، مصر سے ۱۳۵۵ھ۔ ۱۹۳۶ء میں چھپ چکی ہے۔ فتح افکار پر حواشی :

شیخ عبدالرحمن البحرانی نجفی مصری (متوفی ۱۳۲۲ھ) نے اس کے بعض مقالات پر حواشی لکھے ہیں جو مشکاة الانوار کے ساتھ ہی چھپے تھے۔

حمد و صلوات کے بعد مشکاة الانوار کا آغاز یوں ہوتا ہے :

"و بعد (فہذا شرح علی المنار) فی اصول الفقہ، شرعت فیہ حین الفرائض بالجامع الازھر درساً بدرس سنہ خمس وستین وتسعمائة، محل القاطنہ و بین معانیہ، مع حاشیہ عن التطویل والاسباب، مقتصرأ فیہ غالباً علی کلام جماعة من محققى المتأخرین من اصحابنا: كصلى الشریعة، وسعد الدین النفاذانی، وابن الہمام، والاکمل، منیاً لأوضح المعتمد مفصلاً عما هو التحقیق والأوجه، وسمیته بمشکاة الانوار فی اصول الفقہ واجبا من اللہ تعالیٰ القبول، اللہ تعالیٰ غیر مامول، هذا وقد کنت اختصرت تحریر الاصول قبلہ لمولانا المحقق ابن الہمام وسمیته (لب الاصول) وهو حسبی ونعم الوکیل"۔

(و بعد : یہ کتاب "المنار فی اصول الفقہ" کی شرح ہے جس نے غیر ضروری طوالت اور شداید اقتصاد سے اجتناب کرتے ہوئے اس کے الفاظ کی توضیح اور اس کے معانی کی تفسیر کی۔ اور یہ کام میں نے ۹۶۵ھ میں اس وقت شروع کیا کہ جب میں نے اس کتاب کو جامع الازھر میں درس اور سناؤں سنا چکا تھا۔ میں نے اس کتاب کے اکثر حصے میں اپنے اصحاب میں سے بعض متاخرین کے طریقے کو اپنایا ہے جیسے الشریعہ، سعد الدین نکتہ زرقانی، ابن ہمام اور اکمل اور یہ تحقیق کام اپنے نام پہلوؤں کو اپنا کر کرنے کے لحاظ سے واضح ہے۔ میں نے اس کتاب کا نام "مشکاة الانوار فی اصول الفقہ" رکھا۔

۱۔ زین الدین بن ہمام بن محمد بن محمد البصری ابن نجم متوفی ۱۵۶۳ء۔ ج حدیث المعارف ۱/۵۸۷

۲۔ فتح افکار بشرح المنار معروف بمشکاة الانوار، ابن نجیم، ۱/۱ مصطفی البابی الحلبی ۱۳۵۵ھ۔ ۱۹۳۶ء۔

مثلاً تہ قہی سے جو غیر المر جوع ہے قیوت کا سوال کرتا ہوں اور اس کتاب سے قبل میں نے مولانا محقق ابن الہمام کی کتاب کا اقتصار کیا تھا اور اس کا نام لب الاصول رکھا تھا میرے لئے اللہ کافی اور بہتر مددگار ہے۔

ابن نجیم نے مشکاة الاصول کے آخر میں جس طرح اختتام کیا ہے اس سے یقین ہو جاتا ہے کہ دونوں ایک ہی کتاب کے نام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وہ اس تعلیق الاصول علی اصول المنار نامی شرح کی تالیف سے اور افصح الغطار شرح المنار کی تالیف سے ۳ شوال ۹۶۵ھ کو فارغ ہوئے اور اللہ کی توفیق و طاقت سے اس کام کو بندہ میں مکمل کیا۔

لب الاصول۔

یہ کتاب ابن الہمام (متوفی ۸۶۱ھ) صاحب التحریر فی اصول الفقہ کا اقتصار ہے۔ دار الکتب المصریہ وغیرہ میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ اس کتاب لب الاصول کو انہوں نے "فتح الغطار" سے قبل لکھا تھا اور اس بات کی تصریح انہوں نے فتح الغطار کے مقدمہ میں کر دی تھی۔

۳۔ تعلیق الاصول علی اصول المنار للسبکی۔

حدیث اہل حقین میں ہے کہ انہوں نے تعلیق الاصول علی اصول المنار للسبکی بھی تالیف کیا۔ کشف الظنون میں ہے : "المختصر لمنار السبکی"۔

۵۔ شرح معالم الاصول۔

نواب الدین عمیرہ شافعی (متوفی ۹۷۰ھ یا ۹۵۵ھ)

ان کا بیان ۹۵۵ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

ابن العیاض حنفی (متوفی ۹۷۱ھ)۔

حدیث الامور میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے تعلیقہ علی حاشیہ التلویح الحسن جلیبی تالیف کیا۔

نہدین ابراہیم ابن الحسنی حنفی (متوفی ۹۷۱ھ)۔

مورخ تھے اور کئی فنون کے ماہر عالم تھے۔ ۹۵۴ھ میں حج کیا اور دمشق جا کر علم کے فروغ میں بھرپور حصہ لیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "انوار الحلک علی شرح المنار لابن ملک" تالیف کی۔

۱۔ کشف الظنون ۳۵۸/۱ حدیث العارفین ۳۷۸/۵۔

۲۔ کشف الظنون ۱۸۶۷/۲ حدیث العارفین ۱۸۶۷/۵ الحدیث ۷۸/۳ بحکم الاصولین ۲/۱۱۱۱۱۱ (۳۸۸)۔

۳۔ صلی بن علی الدین محمد بن علی ابن الہمام۔ حج حدیث العارفین ۳۶۶/۹۔

۴۔ ابوالفضل محمد بن عبدالمعز بن یوسف بن عبدالرحمن ابن طبری، متوفی ۱۵۳۵۔

۵۔ کشف الظنون ۱۸۶۵/۲، ۱۸۶۵/۳ الحدیث ۷۸/۳۔

نکات اصولیہ : انہوں نے کتاب "التعریف فی الاصلین والنصوف" تالیف کی۔ یہ کتاب محمد بن طعان دہلی کی "اللطیف" کے ساتھ مکتبہ مصطفیٰ الخلیفیہ قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔^۱

حفظی بن محمد بستان آفندی حنفی (متوفی ۹۷۷ھ)^۲

نکات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی صدر الشریعہ تالیف کیا۔^۳

ابن الدین العدیوی شافعی (متوفی ۹۷۸ھ)^۴

نکات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح الوردات للامام الحرمین فی الاصول" تالیف کی۔^۵

پاسو و اہمادی (متوفی ۹۸۲ھ)^۶

اس فرد میں قوت کاملہ رکھتے تھے۔ بعض مسائل میں اجتہاد کرتے اور بعض دلائل میں ترجیح و تخریج کرتے، سلطان بمان خان اور ان کے بعد اس کے بیٹے سلطان سلیم خان آپ کا بہت اکرام و تعظیم کرتے۔ تدریس کی، قسطنطنیہ میں طب قضا پر فائز رہے انہوں نے تیس برس سے زائد عرصہ تک قاضی کی خدمات انجام دیں۔

نکات اصولیہ :

۱۔ ثواب الانظار فی اوائل المنار۔

۲۔ غمرات الملیح، علی مباحث قصر العام من التلویح۔^۷

ابن محمد الغزالی شافعی (۹۳۱ھ-۹۸۳ھ)^۸

نکات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الصح فی مختصر المنہج من الاصول" تالیف کی۔^۹

ابو الحسن علی شاہ (متوفی ۹۸۷ھ)^{۱۰}

فقہ و اصولی تھے۔ منصب قضاء پر فائز رہے۔

نکات اصولیہ : انہوں نے "شرح منار الانوار للنسفی" تالیف کی۔^{۱۱}

ابو عمرو قاضی زادہ حنفی (متوفی ۹۸۸ھ)^{۱۲}

تدریسی خدمات انجام دیں۔ طب و قسطنطنیہ میں قاضی رہے، دیار رومیہ میں مفتی رہے، متعدد کتابیں تالیف کیں۔

۱۔ محمد بن محمد بن ابی ہاشم، دیار رومیہ میں مفتی، دہستان آفندی۔

۲۔ شرق الدین بن محمد بن عبد الوہاب بن احمد بن ابی بکر الدمشقی شافعی اہمادی۔

۳۔ ابواسود بن محمد بن الدین محمد اہمادی متوفی ۱۵۷۳ھ۔

۴۔ محمد بن محمد بن احمد الطراوی شہاب الدین الدمشقی شافعی۔

۵۔ علی بن عبد الرحمن بن صالح بن امیر۔

۶۔ علی بن عبد الرحمن بن صالح بن امیر۔

۷۔ علی بن عبد الرحمن بن صالح بن امیر۔

۸۔ احمد بن محمد بن عبد الرحمن بن الدین قاضی زادہ، دیار رومیہ میں مفتی، اسلام آباد متوفی ۱۵۸۰ھ۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے تعلیقہ علی التلویح للفتاویٰ تالیف کیا۔ حدیث العارفین کے الفاظ ہیں :
 انہوں نے "تعلیقہ علی التلویح فی کشف حقائق التلویح فی الاصول" تالیف کیا۔ مقررہ کتاب کے کما کر ان کے
 خیال کے مطابق قضی زاویہ کی اصول فقہ پر ایک دوسری کتاب بنام "محاکمات بین صدور الشریعہ و ابن کمال
 ہاشم" بھی ہے واللہ اعلم۔^۱

احمد بن احمد السنباطی شافعی (متوفی ۹۹۰ھ)^۲

انہوں نے اپنے والد گرامی اور علماء مصر سے تعلیم حاصل کی۔ تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں۔ اپنے زمانہ
 کے گئے چنے علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح المحلی للورقات" تالیف کیا۔ الحمد کے بعد اس کا نام
 اس شرح ہوتا ہے : "وبعد فہلہ حواش علی الورقات و شرحہا للعلامہ المحلی الخ۔ اور ان کے بعد
 ہوتا ہے : "ولیکن ہذا اخرہما از دنا ابی زادہ من الحواشی ... اللہم اجعلہا خالصۃ ... و باحسن الترویج
 الدین۔ اس کا ایک نسخہ دارالکتب المصریہ میں (۳۰۶) نمبر کے تحت بھی موجود ہے۔^۳

فضیل بن علاء الدین الجہانی حنفی (۹۲۰ھ-۹۹۱ھ)^۴

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے "توسیع الاصول الی علم الاصول" کے نام سے ایک مختصر متن لکھا جس کا آغاز ان کی
 ہوتا ہے۔ "حامد الشارع لشرع مشارع الشرع والدين" الخ۔ انہوں نے اپنی اس کتاب کو دو مرتبہ
 یعنی اول اول اور دوم احکام پر مرتب کیا اور وہ اس کی تالیف سے ۹۵۸ھ میں فارغ ہوئے۔

۲۔ توسیع الاصول فی شرح لتوسیع الاصول۔ نام سے بنی ظاہر ہے کہ یہ ان کی اول الذکر کتاب
 توسیع الاصول کی شرح ہے۔^۵

احمد بن احمد التنبکھی (۹۲۹ھ-۹۹۱ھ)^۶

محمد بن اصولی دیہاتی اور منطقی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔^۷

۱۔ کشف الظنون ۱/۳۹۸ اس میں تاریخ وقات ۹۸۸ھ ذکر ہے۔ حدیث العارفین ۵/۱۳۸ مجموعہ اصولیون ۱/۲۳۷-۲۳۸ (۱۵۴)۔

۲۔ احمد بن احمد دیہاتی شہاب الدین السنباطی مصری الشافعی ان کی تاریخ وقات ۹۹۵ھ اور ۹۹۷ھ بھی بتائی جاتی ہے۔

۳۔ حدیث العارفین ۵/۳۹۸ مجموعہ اصولیون ۱/۸۵۰-۸۵۱ (۵۳)۔

۴۔ فضیل ابن علاء الدین علی بن احمد بن محمد الجہانی الاقصری الحنفی۔

۵۔ حدیث العارفین ۵/۳۹۸ مجموعہ اصولیون ۱/۸۵۰-۸۵۱ (۵۳)۔

۶۔ احمد بن احمد بن مرین محمد بن احمد بن التنبکھی حنفی حنفی (۱۵۲۲-۱۵۸۳ء)۔

۷۔ مجموعہ اصولیون ۱/۸۶ (۵۵)۔

نور الدین علی گامی (متوفی ۹۹۳ھ) ^۱

شیرازی کے بعض متاخرہ اور فضلاء عراق سے محلول و مقول کی تعلیم حاصل کی وہ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔
 نوکات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعلیقات علی شرح المحصر للعصہ" تالیف کی۔ ^۲

نور الدین قاسم شافعی (متوفی ۹۹۳ھ) ^۳

نوکات اصولیہ :

حاشیہ علی شرح جمع الجوامع

انہوں نے اس کتاب کا نام "الایات الیسات" رکھا۔ اس کے مقدمہ میں اس کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جمع الجوامع اور تحقیق اُحلی کی اس شرح پر ہونے والے اعتراضات کے اندفاع و فساد کو بیان کیا۔
 پاریس مطبعہ بولاق سے ۱۲۸۹ھ میں چھپ چکا ہے صاحب مجملہ الاصولین نے انہوں کی تالیف کو نقل کیا ہے :

"بحمد فیہا بین الحاشیین لکمال بن امی شریف و لفقاضی، و کربا، ولہ بینہما
 المحاکمات العادلۃ والافادات الشاملۃ۔"

(انہوں نے اپنی اس کتاب میں کمال بن امی شریف اور قاضی زکریا کے حاشیوں کو جمع کیا اور ان دونوں حاشیوں کے
 درمیان ان کے مافیہ اور اسح اقوال ہیں۔)

۴۔ حاشیہ علی شرح الورقات

شرح ورقات پر العبادی کے دو حاشیہ یادداشتیں ہیں۔ انکبیر اور اصغیر، ان میں سے "الصغیر" مطبعہ شخصی، قاہرہ سے
 شیکل کے حاشیہ پر چھپ چکا ہے اور اسی طرح یہ مطبعہ اصغیر یہ قاہرہ سے ۱۳۰۶ھ میں لاہور کی کتاب "شرح الفصح" کے
 پیش پر چھپ چکا ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں شارح نے لکھا :

"هذا شرح لطيف ومجموع شريف للورقات وشرحها للعلامه المحلي . رحمه الله
 يستحسنه الناظرون ويعترف بفضل المتصفون حمدا ، لخصته من شرحي الكبير عليهما۔"

جہاں تک "شرح الكبير" کا تعلق ہے تو اس کا ایک نسخہ خطی مکتبہ المملکۃ برلن میں ۳۲۲ کے تحت موجود ہے۔
 نوٹ : حمد اہلیق بجلال عزتک یارب العالمین۔۔۔ وبعد فہذا مادعت الیہ حاجۃ المظہمین الخ۔

آخرہ : کلمتا ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ العالمون ، مکتبہ الاحمدیہ طبع میں ۳۱۲ کے تحت ۹۹۶ھ
 میں نصر الدین انصاری کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخطوطہ موجود ہے اور دیگر مقامات میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔ ^۴

۵۔ احمد علی دہلوی علی الاذرعانی متوفی ۱۸۸۵ء۔

۱۔ کتب الاصولین ۱/۱۹۱ (۱۳۹)۔

۲۔ شہاب الدین احمد بن قاسم انصاری قاضی متوفی ۱۵۸۵ء، دہلی کے امور میں وفات پائی۔

۳۔ تاریخ الخلفاء ۵/۱۳۹، تاریخ الخلفاء ۳/۸۱، مجملہ الاصولین ۱/۱۸۸، ۱۸۹ (۱۳۶)۔

فہم اصولی کی تاریخ مجدد رسالت سے عصر حاضر تک حصہ دوم

عوض بن عبد اللہ العلانی (متوفی ۹۹۴ھ) ۱۔
فتیہ اور روم میں قاضی اعظم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی الصلوٰۃ" تالیف کیا۔ ۲۔

حبیب اللہ الشیرازی حنفی (متوفی ۹۹۴ھ) ۳۔

مکمل اصولی اور منطقی تھے۔ بہت سی کتب تالیف کیں جو زیادہ تر شروح کی صورت میں ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی شروح القطب الشیرازی لمختصر المنتہی تالیف کیا۔ ۴۔

احمد المکناسی المیو ر (۹۲۶ھ - ۹۹۵ھ) ۵۔

مظہر بقائے نیش الاہتاج سے یہ عبارت نقل کی ہے :

"کان اخر فقهاء المغرب ومشار کھیم فی الفنون فقہا واصولا"

(وہ مغرب کے آخری فقہاء اور ان کے فنون نقد و اصول میں مشارک تھے وائے شخص تھے)

اپنے وقت کے تقریباً تمام بڑے شیوخ سے اکتساب علمی کیا۔ تاریخ، بیان منطق، اصول و حدیث، تفسیر و فہم سب سے بڑے عالم حافظ و عارف تھے۔ عقائد و اصول میں یہ طوطی رکھتے، متعدد کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ : شرح المینح المستحب علی قواعد المذہب۔ ۶۔

محمد بن مصطفیٰ الوانی (لوانی) حنفی (متوفی ۱۰۰۰ھ) ۷۔

مدینہ المنورہ میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نقد البدو حاشیہ علی البدو والفرز لسلام خسرو فی الاصول" تالیف کیا۔ ۸۔

ابوالخیر الطہری (دسویں صدی ہجری کے عالم) ۹۔

مسجد الحرام میں مدرس تھے۔ مختلف فنون کی تعلیم و تعلم میں مصروف رہے اور کمال حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح البدو لادام الحرمین" تالیف کی۔ ۱۰۔



۱۔ عوض بن عبد اللہ العلانی (متوفی ۹۹۴ھ) ۱۔

۲۔ حبیب اللہ الشیرازی حنفی (متوفی ۹۹۴ھ) ۲۔

۳۔ احمد بن علی بن عبد الرحمن بن عبد اللہ المیو ر (۹۲۶ھ - ۹۹۵ھ) ۳۔

۴۔ محمد بن مصطفیٰ الوانی (لوانی) حنفی (متوفی ۱۰۰۰ھ) ۴۔

۵۔ محمد بن محمد بن عبد اللہ الطہری (دسویں صدی ہجری کے عالم) ۵۔

لکھنؤ

گیارہویں صدی ہجری میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تحقیقی تجزیہ

گیارہویں صدی ہجری میں علمی، سیاسی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر

عثمانی خلیفہ سلطان مراد خان ثالث کی وفات کے بعد ۱۵۹۵ھ میں اس کا بیٹا محمد ثالث جانشین ہوا۔ اسے کئی وفات پر بعد قتل کا سامنا کرنا پڑا شاہ ایران نے بھی دولت عثمانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اپنے غصب شدہ ممالک کو واپس لے لیا۔ ۱۶۰۳ء میں ان کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا احمد اول جانشین ہوا سترہویں صدی کا ابتدائی زمانہ سخت عثمانیہ کے لئے نہایت نازک اور تشویش انگیز تھا لیکن سلطنت کی خوش نصیبی تھی کہ یورپ کی کوئی بڑی طاقت اٹلی کی کمزوری سے قائمہ آٹھانے کے قابل نہ تھی۔ ۱۶۱۷ء میں احمد اول کے انتقال کے بعد دولت عثمانیہ کے راج دستور کے خلاف اس کے بیٹے کے بجائے اس کا نااہل و نامعاقت اندیش بھائی تھت تحت حکومت پر بیٹھا مگر ۱۶۱۸ء میں اس کو ہٹا کر لکھنؤ احمد کے بیٹے عثمان کو تخت پر بٹھایا گیا مگر جب اس کے خلاف بھی بغاوتیں پھوٹ پڑیں تو صدر اعظم واد و پاشا نے ملکر مصر، تیونس، طرابلس اور الجزائر وغیرہ میں بغاوتیں اپنے عروج پر تھیں مگر مراد رابع نے اپنی والدہ سلطانہ کے مدد پر یہی عرب و صیرت کی بدولت مستحکم ستون بن کر کرتے ہوئے قصر سلطنت کو قیام لیا اور مدافعت پاشا کو بغداد بھیج کر ۱۶۳۹ء میں اسے فتح کر دیا جہاں شاہ ایران عباس صفوی ولی بن بیٹھا تھا۔ مراد کا دور عدل و انصاف، رعایا کے تمام طبقوں میں لیکن تادیبی اور حکومت کے ہر شعبے میں انتظام، تعمیر و ترقی سے عبارت تھا۔

۱۶۴۰ء میں ان کے انتقال کے بعد ان کا بھائی ابراہیم جانشین ہوا جس کی کاہلی، بے تدبیری، پیش پرستی نے بد نظمی و ہلاکت کے کنارے پر لاؤ الا الہت اس کے دور میں ازف کی فتح ہوئی اور کوریت کی فتح کی داغ بیل پڑ گئی جو محمد رابع کے دور میں فتح کی صورت میں نکلا ہوا ہوئی۔ ان کے بعد محمد رابع (۱۶۴۸ء۔ ۱۶۸۷ء) تحت نشین ہوا مگر کئی باگ و دوڑ صدر اعظم کو کوریل کی فتح کے ساتھ میں رہی جو ایک کم تعلیم یافتہ مگر سیاسی باغ نظری اور انتظام و سلطنت میں گہری واقفیت رکھنے والا شخص تھا اس کے دور میں حکومت کے ہر شعبے میں باقاعدگی، تنظیم، انصاف، تعمیر، اصلاح و ترقی کے مناظر دکھائی دیتے تھے ان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا ۱۶۶۱ء جانشین بنا جو رعایا کے تمام طبقوں میں نہایت پروں عزیز تھا اس کے زمانے میں اس کے حمایت یافتہ پوپ لینڈ سے جنگ ہوئی اور کئی علاقے جن میں اوگرین کا تقریباً سارا علاقہ بھی شامل تھا، دولت دار میں شامل ہو گئے۔ سلطان محمد رابع علم و دست، فنون نواز شخص تھا وہ علماء و فضلاء اور ارباب کمال کو نہایت قدر و حرمت سے دیکھتا اور پھر جب سلطان سلیمان ثانی (۱۶۸۷ء۔ ۱۶۹۱ء) کا دور آیا تو اس میں سلطنت کی گرفت و جمالی نظر آئے گی۔ آسٹریا، بلغاریہ اور رومینیا کے ایک بڑے حصہ پر عثمانیوں کا تسلط و قبضہ ہو گیا و لہذا شایع بات کے زور سے خود بخود

ہو گیا مملکت کے دونوں علاقوں کی حالت بھی کچھ اسی طرح تھی اور پھر اسی زمانے میں یہ بھی حقائق رونما ہوئے انہوں نے چھینے گئے علاقوں کو واپس لینے کی کوشش کی اور کئی مقید نتائج بھی نکلے۔^۱

دسویں صدی ہجری کے اواخر میں افریقہ تک دولت عثمانیہ پہنچ گئی دوسری طرف مغرب میں اسپانیوں کے دور میں اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں تسلط حاصل کر لینے کے بعد سے وہاں انقلابات اور سیاسی ہنگامے نہیں ہوئے علماء میں سے جو کچھ وہاں باقی رہ گئے تھے وہ علم کی ترویج و اشاعت کے لئے افریقہ ہجرت کر گئے۔ اس زمانے میں قانون کی ترویج و اشاعت میں عثمانیوں نے کوئی خاطر خواہ خدمات انجام نہیں دیں۔ وہ ودار الکشاف سے غفلت شریعہ قضاہ کے لئے قاضی روانہ کرتے۔ اس دور میں اصول فقہ کی تصنیف و تالیف میں بھی کوئی بڑی کام نظر نہیں آتا۔ فقہ میں عملی اجتہاد بھی نظر نہیں آتا۔ تصنیف و تالیف زیادہ تر شروح، حواشی، مختصرات و تعلیقات کی صورت میں کی گئیں۔^۲ صدی کے چند مشہور اصولی مؤلفین یہ ہیں، علامہ حسن الشربلانی مصری حنفی (۱۰۶۹ھ) انہوں نے کتاب "العقل واللب" لسان الراجع من الخلاف فی جواز التظلیل" تالیف کی، علامہ الدین الحسکلی دمشقی حنفی (۱۰۶۸ھ) انہوں نے کتاب "المفاحۃ الانوار علی اصول المنار" تالیف کی، علامہ محمد حسن النکوحی الحسکلی حنفی (۱۰۹۶ھ) انہوں نے اصول فقہ میں ایک منظوم تالیف کیا۔ اس دور میں اصول فقہ پر نسبتاً کم تالیفات لکھی گئیں اور کبھی کبھی تصنیفات بہت حنفی علماء کی جن میں کیونکہ انہیں دولت عثمانیہ میں ایک مقام حاصل تھا اور دولت عثمانیہ کا مذہب بھی حنفی تھا۔

گیارہویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات

محمد بن عبد اللہ خطیب اتر تاشی حنفی (متوفی ۱۰۰۳ھ)^۱

قادر آباد کرمان خیم (متوفی ۱۰۷۰ھ) کی شارح المنار سے فقہ حاصل کیا بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح المنار للسنی فی الاصول، یہ شرح صرف "باب الفسۃ" تک ہے۔

۲۔ کتاب الوصول الی قواعد الاصول ۳۔ شرح مختصر المنار ۴۔ یہ شرح ایک جلد میں ہے۔

شمس الدین الرطبی شافعی (۹۱۹ھ۔ ۱۰۰۳ھ)^۲

اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اپنے والد کی وفات کے بعد ان کے علاوہ دو تفسیر، حدیث اصول فقہ اور نحو وغیرہ کی تعلیم دتہ رہیں میں مشغول ہو گئے۔ افتاء شافعیہ کے منصب پر فائز ہوئے۔

۱۔ تاریخ اسلام بالقیم عبدالحمید شمس الدین حنفی (۱۰۷۰ھ۔ ۱۱۵۳ھ) لاہور کتب منزل شمیم بازار۔

۲۔ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن محمد الخطیب اتر تاشی الطوی حنفی (۱۰۹۶ھ) غزوہ میں ولادت ہوئی۔

۳۔ حدیث العارلین ۶/۱۲۶۲، مجمع المبین ۸۶/۳۔

۴۔ محمد بن محمد بن حمزہ بن شہاب الدین الرطبی مصری الانصاری شافعی الحنفی (۱۵۱۳ھ۔ ۱۵۹۹ھ) مصر میں وفات پائی۔

ذکرات اصولیہ :

- ۱۔ نهاية المحتاج الى شرح المسياج
۲۔ حاشیہ علی شرح النخوع^۱
ترجمہ امینوہی حنفی (متوفی ۱۰۰۶ھ)

ذکرات اصولیہ :

- ۱۔ دائرة الاصول
۲۔ زبدة الاسرار شرح مختصر المنار^۲
ترجمہ امینوہی حنفی (متوفی ۱۰۰۸ھ)

انہوں نے "حاشیہ علی الدرود العبر لمدلا خسرو" تالیف کیا۔^۳

ترجمہ امینوہی حنفی (۹۳۹ھ - ۱۰۰۸ھ)^۴

اپنے زمانے کے کچھ اعلیٰ مدارس شیخ الحداد مالکی و سجاد مالکی منصب قضا پر فائز ہوئے۔ بہت سی مفید کتابیں تالیف کیں۔

ذکرات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعلیق فی الاصول علی ابن الحاجب" تالیف کی۔^۵

ترجمہ امینوہی حنفی (متوفی ۱۰۰۸ھ)^۶

کئی مشہور و اہم مدارس میں تدریس کی و شام و مصر و اردن و قسطنطنیہ میں قاضی القضاۃ رہے۔ "مقالات اور ان کے ان میں امتیازی مقام رکھتے تھے کئی کتابیں تصنیف کیں۔

ذکرات اصولیہ : حواش علی التلویح۔^۷

ترجمہ امینوہی حنفی (متوفی ۱۰۰۹ھ)^۸

قضا میں سے تھے۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد استنبول گئے قاضی الحکمر مقرر ہوئے۔ فقہ وغیرہ میں کتب تالیف کیں۔ انہوں نے "حاشیہ التلویح" تالیف کیا۔^۹

ترجمہ امینوہی حنفی (متوفی ۱۰۱۰ھ)^{۱۰}

ذکرات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح التوضیح" تالیف کیا۔^{۱۱}

۱۔ ترجمہ امینوہی حنفی (۸۳۸ھ) ج ۱ صفحہ ۱۵۰

۲۔ مسکن بن امینوہی حنفی الاسلام محمد بن امینوہی حنفی ج ۱ صفحہ ۳۲۸/۹

۳۔ محمد بن امینوہی حنفی (۸۷۳ھ) ج ۱ صفحہ ۸۷

۴۔ محمد بن امینوہی حنفی (۸۷۳ھ) ج ۱ صفحہ ۸۷

۵۔ محمد بن امینوہی حنفی (۸۷۳ھ) ج ۱ صفحہ ۸۷

۶۔ محمد بن امینوہی حنفی (۸۷۳ھ) ج ۱ صفحہ ۸۷

۷۔ محمد بن امینوہی حنفی (۸۷۳ھ) ج ۱ صفحہ ۸۷

۸۔ محمد بن امینوہی حنفی (۸۷۳ھ) ج ۱ صفحہ ۸۷

۹۔ محمد بن امینوہی حنفی (۸۷۳ھ) ج ۱ صفحہ ۸۷

۱۰۔ محمد بن امینوہی حنفی (۸۷۳ھ) ج ۱ صفحہ ۸۷

۱۱۔ محمد بن امینوہی حنفی (۸۷۳ھ) ج ۱ صفحہ ۸۷

حسن بن زین الدین شامی امامی (۹۵۹ھ-۱۰۱۱ھ)ؒ

فقیر، اصولی، محدث، ادیب اور شاعر تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ معالم الدین و ملائکة المجتہدین، یہ کتاب ایران سے چھپ چکی ہے۔

۲۔ مشکاة القول السدید فی تحقیق معنی الاجتہاد والتقلیدؒ

۳۔ تمجید القواعد الاصولیہ والعربیہ والقروعیہ لطریق الاحکام الشرعیہ یہ کتاب ۶ مجلدات میں ہے۔
ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۳ھ)ؒ

ہرات کے بعد مکہ، آگرہ و ہاں کے علماء سے مستفید ہوئے۔ قاضی زکریا الانصاری کے شاگرد رشید شیخ احمد مغربیؒ
بھی تعلیم حاصل کی، مختلف فنون پر یادگار کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب توضیح المبانی وتنقیح المعانی تالیف کی۔ یزید ابن
ابو احرط ابن حسن بن عمر کی کتاب "مختصر المنار" کی شرح ہے۔ حدیث العارفین میں ہے : شرح مختصر
المنار لابن حبیب الحلبي فی الاصول۔^۱

حسین النخعی (متوفی ۱۰۱۳ھ)ؒ

مشہور محققین اور علماء عظامین میں سے تھے۔ علامہ حبیب اللہ معروف بہ میرزا جان (متوفی ۹۹۳ھ) صاحب حنبل
علی شرح العقد الشیرازی لمختصر المنہجی سے تعلیم حاصل کی اور وہ مختلف فنون پر کئی کتابوں کے مصنف تھے۔
مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی حاشیۃ الجوہر جانی علی شرح العقد لمختصر ابن العابد
تالیف کیا۔ دار الکتب المصریہ میں ۳۹۳ کے علاوہ مختلف مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔^۲

نعمانی زادی (متوفی ۱۰۱۳ھ)ؒ

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تحاریر الملحقات و تقاریر المتحقیقات فی شرح الوردات الامام الحرمین۔

۲۔ جامع المتطرفات من فرائد الوردات۔^۳

۱۔ ابو منصور جمال الدین حسن بن زین الدین علی بن احمد الحنفی شامی (۱۵۵۲ء-۱۶۰۲ء)۔

۲۔ ایضاح المسکون ۳/۳۸۸ اس میں ابن کاسم حسن بن علی بن احمد البحرانی الحنفی مذکور ہے۔

۳۔ ایضاح المسکون ۳/۳۲۲ الخ آئین ۳/۸۸ مجموعہ المسکون ۲/۲۸ (۲۸۰)۔

۴۔ نور الدین علی بن سلطان محمد البحرانی حنفی ۱۶۰۵ء ہرات میں ولادت اور مکہ میں وفات پائی۔

۵۔ حدیث العارفین ۵/۵۱۶ الخ آئین ۵/۵۱۶۔ حسین (حسن) اکسینی اٹھویں ہجری ۱۲۰۵ء۔

۶۔ مجموعہ المسکون ۲/۶۳ (۲۶۶)۔ ۷۔ شیخ ابومیم بن سید القہری الرومی نسبی زیدو۔ ۸۔ حدیث العارفین ۵/۵۱۶۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مسمت الوصول الى علم الاصول وشروحه ، حدیہ العارفین میں "مسقط" (ہاشمہ الذہبیہ) شاید کتابت کی لحاظ سے پہلا اور یہ کتاب فلسفی کی "المستار" کا مختصر ہے اور کشف الظنون میں اس کتاب پر ان الفاظ کے ساتھ تبصرہ کیا گیا ہے :

"(مستار الانوار للفلسفی) لا یخلو من نوع التعقید والحشو والتطویل ، فحزوه ووتہ علی البلیغ لفظاً وترتیباً بزيادة التوضیح والتفصیح"

(مستار الانوار للفلسفی) چھپنے کی باقاعدہ روایات باور نہ ضروری طوالت سے نہی نہیں جس سے اس کتاب کو انہوں نے بہتر اور انداز میں ترتیب دے کر تحریر کیا اور انہوں نے اپنی اس کتاب کو التوضیح والتفصیح کی ترتیب پر مرتب کیا ہے (مکتبہ الازھر یہ ۸۹۷/۶ اور ۱۵۸۲) کے علاوہ دیگر مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

۲۔ شرح تغییر التفصیح۔

احمد بن علی الاروسی مائیک (۹۷۱ھ۔ ۱۰۳۷ھ)۔

فقیر تھے ، فاس میں تعلیم حاصل کی۔ علم الودائع و الاحکام میں کمال حاصل کیا اور واپس عفتاوان لوٹ آئے اور وہاں کے خطیب اعلیٰ کا باقاعدہ قاضی بنائے گئے تھے کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اس کتاب "تقیدات فی الفقہ والاصول" تالیف کی۔

قاسم بن محمد زیدی (متوفی ۱۰۳۹ھ)۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاساس المستکمل مکشف الالباس فی الاصول۔

۲۔ معرفة الوصول الى علم الاصول۔

شرح حرقاة الوصول : قاسم بن محمد زیدی کے پوتے محمد بن الحسن ابن القاسم (متوفی ۷۰۷ھ) نے اس شرح لکھی اور اس کا نام "التبصیر" رکھا۔

۳۔ کشف الظنون ۱۸۲۳/۲ حدیہ العارفین ۱۴۹۱/۱ میں ان کا نام حسن بن عبد اللہ ابن القصابی القاضی اجمعی الزاید المعروف بابن السمان ہے۔ مجملہ اصولین ۲/۴۳ (۳۷۳)۔

۴۔ ابن العباس احمد بن علی بن احمد بن عطاء المائیک الشریف (۱۵۶۳۔ ۱۶۱۸ھ) عفتاوان میں ولادت و وفات ہوئی۔ مجملہ اصولین ۱/۱۶۶ (۹۷)۔

۵۔ امام منصور باقر زیدی قاسم بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن رشید صاحب المائیک۔

۶۔ حدیہ العارفین ۵/۸۳۳۔

۷۔ ایشان المکون ۴/۳۶۹ حدیہ العارفین ۵/۸۳۳۔ ۸۔ ایشان المکون ۴/۳۶۹۔

ابن الدین العالمی امامی (۹۵۳ھ - ۱۰۳۱ھ) ^۱

امام عالم اور ادیب تھے۔ ان کے والد ان کو ساتھ لے کر بلا درہم منتقل ہو گئے تھے۔
نوفاۃ اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی شرح العبدیہ لمختصر الاصول۔^۲

۲۔ الزبد فی الاصول۔^۳

ابن ابی الجسکلی ابن الملا شافعی (متوفی ۱۰۳۲ھ) ^۴

ادیب تھے۔ صاحب اشعار و کتب ہیں۔ اپنے والد اور پھر علامہ دمشقی سے علم و اجازت حاصل کی اور پھر واپس آئے۔ گوشہ نشینی اختیار کر لی اور پھر صرف سخاوت و قرآن مطالعہ اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے تھے اس دوران کی عمدہ کتب تالیف کیں جو زیادہ تر فقہ و منطق میں ہیں۔

نوفاۃ اصولیہ : امام الحرمین کی الورقات پر مندرجہ ذیل تین شروح لکھیں :

۱۔ "کفایۃ الوقایۃ الی معرفۃ عرف الورقات" یہ ایک مختصر شرح ہے۔

۲۔ "التحاریر المملکتیۃ و التقاریر المملکتیۃ" یہ ایک متوسط شرح ہے۔

۳۔ "جامع المصروفات من فوائد الورقات" یہ ایک مطول شرح ہے۔

آغاز میں ہے : "حمد السن من علینا بالاعتناء والوصول الی حقائق ورفات الاصول" الحج تمام اصولین میں اس کے کئی مقامات پر سنوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۴۔ مسح ذی اللب السرح بن فوالد اللب و الشرح دار الکتب المصریہ (المنصوریہ ۶۰۶ معجم) ابن مؤلف کے نقطہ میں اس کا نسخہ موجود ہے جو آخرت ناقص ہے۔

۵۔ اور "شرح اللب" فی الاصول للعلامہ محمد بن احمد الانصاری القاهری ^۵

میر تقی میر شافعی (۹۷۶ھ - ۱۰۳۳ھ) ^۶

داخلی قاری تھے (متوفی ۱۰۱۳ھ) شارح مختصر المنار لزمین الدین و قیرو سے اخذ علم کیا۔ تدریس، افتاء و تصنیف و تالیفات انجام دیتے رہے۔

۱۔ ابن الدین محمد بن حسین بن عبد الصمد بن عز الدین الفاروقی العالمی (۱۵۳۷ء - ۱۶۲۲ء) کھلکے میں ولادت اور اسٹہان میں وفات پائی۔

۲۔ حدیث احمد بن محمد بن ۳/۱۶۷ ص ۱۵۳

۳۔ ابن الدین محمد بن علی بن الملا الجسکلی شافعی ابن الملا متوفی ۱۶۲۳ء طلب میں ولادت و وفات ہوئی۔

۴۔ کشف الظنون ۴/۶۰۶ حدیث احمد بن محمد بن ۳۰۵ معجم اصولین ۱/۲۳۱ (۵)۔

۵۔ میر تقی میر محمد بن علی بن کرم الطبری تلمیذ الشافعی (۱۵۹۸ء - ۱۶۲۳ء) مکہ میں ولادت و وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ : حاشیہ علی جمع الحوامع تالیف کیا اور اس کا نام البدور اللوامع من جدولہ الحوامع رکھا۔ مگر یہ کتاب نامکمل رہی، بسملہ کے بعد آٹاڑھ کلمات سے ہوتا ہے :

"الحمد لله على أفضاله، والصلوة والسلام على سيدنا محمد، والله ورضي الله عن التابعين" فتح التتمة ان کلمات سے ہوتا ہے :

"لكن فيه حذف الجار مع بقا الجبر في الصجور، وهو ضعيف، والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب"

مکتبہ جامعہ القری (۲۰۲) کے علاوہ مختلف مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔^۱

احمد الغنیمی الانصاری حنفی (۹۶۴ھ-۱۰۳۳ھ)^۲

علم مقبول و منقول میں کمال حاصل تھا۔ شیخ الاسلام ڈگریہ الانصاری (متوفی ۹۲۶ھ)، صاحب لب الامیر لمختصر من جمع الحوامع، اور احمد بن قاسم العبادی شافعی (متوفی ۹۹۳ھ) صاحب الايات السان (بقر) جمع الحوامع پر حاشیہ ہے) وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ مختلف علوم پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح المحلی لجمع الحوامع" تالیف کیا۔
ذکر کلی نے لکھا :

"له شروح و حواش فی الاصول"

(اصول میں ان کی شروح و حواش ہیں)

صلاح بن احمد المؤیدی الزیدی (متوفی ۱۰۳۸ھ)^۳

فقیہ، شاعر اور بعض دوسرے علوم کے عالم تھے۔ صرف ۲۹ برس عمر پائی لیکن اللہ نے ان پر خاص عنایت فرمائی اور وہ اس کم عمری میں کئی علوم پر مہارت رکھتے اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ قطرة الوصول الى علم الاصول، مکتبہ جامع الکبیر صنعاء میں ۱۹ اصول فقہ میں اس کا نمبر ۱۰۱ ہے۔

۲۔ شرح الفصول فی علم الاصول لصادق الدین ابراهيم الوزیر۔^۴

۳۔ صدي العارفين ۵/۳۰، معجم الاصلين ۱/۲۸۱۹ (۵۱)۔

۴۔ احمد بن محمد بن علی شہاب الدین بن حسن الدین بن نور الدین الغنیمی الانصاری، القری المصری، المصی (۱۵۵۷ھ-۱۶۳۳ھ)۔

۵۔ معجم الاصلين ۲/۲۲۲ (۱۶۵)۔

۶۔ صلاح بن احمد بن محمد المؤیدی الحنفی الزیدی الیمانی (۱۶۱۰ھ-۱۶۲۸ھ)۔

۷۔ معجم الاصلين ۲/۱۱۳۵ (۳۸۰)۔

نہیں لکھیں (۹۹۹ھ۔ ۱۰۵۰ھ)۔

اپنے والد اور اپنے زمانے کے دوسرے علماء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ بہت سے علوم میں ماہر ہو گئے۔ وہ فائز
ابن یونس بن علی بن خلیفہ کی کتابیں سمجھائے میں شہرت پائی۔

۱۔ کتاب الاصول :

۱۔ غایۃ السؤل فی علم الاصول المنہد لمذہب العہد الرسول حدیث العارفین میں اس طرح
اسے : کتاب الغایۃ فی الاصول ۔

۲۔ ہدایۃ العقول الی غایۃ السؤل ۔ یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے۔

نام شاکافی نے اس کتاب پر تصدیق کرتے ہوئے فرمایا :

”وہو کتاب سفین یدل علی طول باع مصنفہ وقوة ساعده وتحفه فی الفن،
مختصرہ من مختصر المستفی وشروحه وحواشیہ، ومن مؤلفات اہلہ من الائمة فی

الاصول۔“

ایک بہترین کتاب ہے۔ جس سے مصنف کی اس فن میں وسعت علمی اور مشہور گرفت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔
اس کی یہ کتاب درحقیقت مختصر المستفی اور اس پر اب تک لکھے جانے والے حواشی اور شروح کا اور ان کے اختصار و مفاد کی
اصول فقہ پر کتاب کا نچہ ہے (اصول فقہ پر کتاب کا نچہ ہے)۔

اور پھر آگے چل کر فرمایا کہ :

”ولو یکن الان فی کتب الاصول من مؤلفات اہل الیمن مثله، ومع هذا فهو القد
وہو یقود الجیوش وباحصار الاتراک فی کلی موطن“۔

اتنا تک اہل یمن نے اصول فقہ میں اس کی مثل کوئی کتاب نہیں لکھی۔ جو ان کی بات یہ ہے کہ وہ فوجی لشکر کی قیادت
کرنے اور جنگ اتراک کا سامنا کرنے کے باوجود یہ مثال ان میں تصنیف کر لیتے تھے (اصول فقہ پر کتاب کا نچہ ہے)۔

۲۔ کتاب المعصر یہ (اللیصورہ) ۱۹۹ کے علاوہ کئی کتابوں میں قایم السؤل کے نسخے موجود ہیں اور اسی طرح ہدایۃ
غیا کے نسخے مکتبہ جامعہ الملک سعود ریاض ۱۵۳۹ کے علاوہ دیگر مقامات میں بھی موجود ہیں۔

۳۔ حدیث العارفین میں ہے کہ انہوں نے کتاب ”کفایۃ السؤل فی علم الاصول“ بھی تالیف کی۔

۴۔ اور پھر ساتھ ہی لکھا کہ انہوں نے ”ہدایۃ العقول فی شرح کفایۃ السؤل المذکور“ تالیف کی۔

۱۔ ابن کثیر (۱۳۱۱ھ) کا نام ابن محمد بن علی۔

۲۔ ابن کثیر (۱۳۱۱ھ) کا نام ابن محمد بن علی۔

۳۔ ابن کثیر (۱۳۱۱ھ) کا نام ابن محمد بن علی۔

ایضاح المنکون میں دو الگ الگ مقامات میں اس کو ذکر کیا گیا ہے۔ ایک جگہ اس طرح مذکور ہے :

کشفایۃ السؤل فی علم الاصول تالیف حسین ابن الامام قاسم بن محمد بن علی بن محمد بن علی البیسی المتوفی سنہ ۱۰۵۰ھ شرحہا عبدالرحمن بن محمد بن شرف الدین الحجج فی البیسی المتوفی سنہ ۱۰۵۳ھ۔^۱

(کشفایۃ السؤل فی علم الاصول مسین ابن الامام قاسم بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن محمد بن علی البیسی متوفی سنہ ۱۰۵۰ھ کی تالیف ہے۔ مہاراجن بن محمد بن شرف الدین الحجج فی البیسی متوفی سنہ ۱۰۵۳ھ اسے اس کی شرح لکھی۔)

بیکہ دوسری جگہ اس طرح ذکر کیا :

ہدایۃ العقول شرح کشفایۃ السؤل فی علم الاصول، کلاهما تالیف السید حسین ابن الامام قاسم بن محمد بن علی البیسی المتوفی سنہ ۱۰۵۰ھ۔^۲

(حدیث معتول شرح کشفایۃ السؤل فی علم الاصول۔ دونوں سید مسین ابن الامام قاسم بن محمد بن علی البیسی الزیدی متوفی سنہ ۱۰۵۰ھ کی تالیف ہیں۔)

دکتور مظہر بلا کی تحقیق کے مطابق صرف اول الذکر دو کتابیں غایۃ السؤل اور اس کی شرح ہدایۃ العقول اول کتابیں ہیں۔ انہوں نے البدو الطالع اور غلامہ الاثر پر اعتماد کیا ہے۔ مگر ایضاح المنکون کی دو الگ الگ عبارات اس طرح جدیدہ العارفین کی دو الگ الگ مقامات کی عبارات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کشفایۃ السؤل اور اس کی شرح مبین چاروں کتابیں ان ہی کی تصنیف ہیں۔ واللہ اعلم

ابوالعباس الدلائلی (متوفی ۱۰۵۱ھ)

اپنے والد، بھائی اور دیگر علماء سے زانوئے تلمذ کئے کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے شرح علی مختصر ابن الحاجب فی الاصول تالیف کی۔

عبدالحلیم الرومی (متوفی ۱۰۵۱ھ)

فقیر اصولی، اور بوست میں قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح المنار للسیفی فی الاصول" تالیف کی۔

محمد بن عبدالحلیم المورومی حنفی (متوفی ۱۰۵۲ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب القول المسید فی بعض مسائل احکام الاجتهاد والطلبہ پڑھ اور وہ اس کی تالیف سے ۱۰۵۲ھ میں فارغ ہوئے۔ آثار میں لکھا ہوتا ہے : الحمد للہ ارنا الحق حقاً واهدانا لبہ وارنا الباطل باطلاً ووفقنا لاجتنابہ۔

یومہ الرحمن الحجازی (متوفی ۱۰۵۳ھ) ۱۔

نوکات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح علی کفایۃ السؤل فی علم الاصول" تالیف کی۔ کفایۃ السؤل یا مکی ابن الامام قاسم بن محمد الہمدانی (متوفی ۱۰۵۰ھ) کی تالیف ہے۔

لحن علی الواردی حنفی (متوفی ۱۰۵۵ھ)

انہوں نے کتاب مناقب المدرز والعزیز المصاحسرو تالیف کی۔

النقیب الحلبی حنفی (۱۰۵۶ھ)

انہوں نے "حاشیہ علی العزیز المدرز لمصاحسرو فی الفقہ" تالیف کیا۔

یا لمن السبحلماسی (متوفی ۱۰۵۷ھ)

حصول علم کے لئے مصر و قاس کے سفر کئے، قاس کے مفتی بنائے گئے۔

نوکات اصولیہ :

۱۔ مسائل الوصول فی مدارک الوصول

۲۔ منظومہ فی الوصول

۳۔ نظم اصول الشریف التلمسانی محمد بن محمد بن علی ماکلی (متوفی ۱۰۷۷ھ) جو شریف تلمسانی سے مشہور ہیں انہوں نے کتاب "مفتاح الوصول فی بناء الفروع علی الاصول" تالیف کی تھی۔ اس کو ابو الحسن السبحلماسی نے منظوم کیا۔

ابن طمان الصدیقی شافعی (۹۹۶ھ-۱۰۵۷ھ)

علم، محدث اور فقیہ تھے۔ صرف اٹھارہ برس کی کم عمری میں مستند افتاء پر بیٹھے چوتیس برس کی عمر میں علم و عقل، اہل ادرات کا جامع ہو گئے۔ حفظ و معرفت حدیث، اور کثرت مؤلفات میں امام جلال الدین سیوطی سے مشابہت پاتے تھے۔ المرافعی نے شیخ عبدالرحمن انصاری کا قول نقل کیا کہ انہوں نے انہیں اپنے زمانے کا سیوطی قرار دیا ہے۔ انہوں نے کئی کتابیں تالیف کیں۔

نوکات اصولیہ :

۱۔ التلطف فی الوصول الی التعرف فی الاصول ۲۔ نظم مختصر المنار فی اصول الحقیقة

۱۔ تاریخ مکی ۳۵۳، ۳۵۴۔ ج ۱ ایضاً لکھنؤ ۳/۱۵۶، ج ۲ الدار لکھنؤ ۶/۸۸، الدیاج لکھنؤ فرعون ماکلی متوفی ۷۹۹ھ۔

۲۔ ۱۵۵۳ھ و ۱۵۵۴ھ دارالکتب احمدیہ ۱۳۱۷ھ، الطبع لکھنؤ المرافعی ۲/۶۶۔

۳۔ لکھنؤ لکھنؤ فرعون ماکلی ۳۰۶، الطبع لکھنؤ المرافعی ۲/۱۰۷۔

۴۔ لکھنؤ فی اصول الفقہ امام الحرمین المجرئی متوفی ۸۷۸ھ ص ۵۸، مصر دارالوقار طبع ۱۳۱۷ھ۔

محمد بن علی المعروف فی الشیخی (متوفی ۱۰۵۹ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح الزبدة فی الاصول" تالیف کیا۔

یاسین بن زین الدین العیسی شافعی (متوفی ۱۰۶۱ھ)^۱

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح التوضیح" تالیف کیا۔^۲

احمد بن یحییٰ الصعدی زیدی (متوفی ۱۰۶۱ھ)^۳

فقیر اور کئی علوم میں دسترس رکھتے تھے۔ سعدہ میں انتقال ہونے تک قاضی رہے۔ کئی فتون پر آپ کی مؤلفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الانوار الہادیہ" تالیف کی۔ ان کی یہ کتاب "شرح الکامل" سے

معروف ہے۔ مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء میں اصول فقہ ۲۲-۲۳ نمبر کے تحت اس کا نسخہ موجود ہے۔ اسناد

دیباچہ کے بعد آواز ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے :

"وبعد فلما كان معرفة الحلال والحرام سبب الصلاح في القوام والنجاح"

انکتام ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے :

"واستم لنا بالحنس حتى شادی فی الحشر (ان تلکموا الجنة اور تلموها بما کتم تعلمون)"

محمد بن انقیب البیرونی شافعی (متوفی ۱۰۶۳ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "فتح السحلی علی المحتاج والمحلّی" تالیف کی جس سے فقہ

ایضاح المکنون میں ہے : "وہو حاشیہ علی شرح المحلّی للمحتاج"۔^۴

حسین خلیفہ امامی (۱۰۰۱ھ-۱۰۶۳ھ)^۵

اکابر علماء امامیہ میں سے تھے کئی علوم میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ کئی مسلمانین کے وزیر رہے اور کئی فتون پر قبلاً

مؤلفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی معالم الاصول، مکتبہ اصفیہ حیدرآباد حیدر ۳۴ کے علاوہ کئی مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

۲۔ حاشیہ علی شرح المختصر للعقد۔^۶

۱۔ یاسین بن زین الدین ابو بکر بن محمد بن شیخ علیہم السلام علیہم السلام در تھے۔ ج۔ حدیث الخوارزمی ۱/۶۳۸۔

۲۔ احمد بن یحییٰ حاکم بن علی الصعدی متوفی ۱۰۵۱ھ۔ ج۔ مجملہ الاصول ۱/۳۳۳، ۳۳۵، ۳۴۸۔

۳۔ محمد بن انقیب البیرونی، دوسرا نام میں وارد ہے، ایضاح المکنون ۱/۱۶۰۔ ج۔ علاء الدین سلطان احمد، حسین ابن محمد بن

ابو طالب، حسین بن علی، المرقی الاصلی، الاصلی، فیروز مولا، خلیفہ سلطان (۱۰۹۳ء-۱۱۵۳ء)، نجف میں مدفون ہیں۔

ج۔ مجملہ الاصول ۱/۸۸، ۸۹، ۳۱۵۔

نیز ایک ظنی (متوفی ۱۰۶۵ھ)۔

فراصل اور دوسرے کئی علوم کے عالم تھے۔ اہلوائی العالی کے شاگرد تھے۔ بعد ازاں کے اہل کالمین میں سے تھے۔
 باب کا مؤلف اور شیخ الاسلام کے مرتب کو پہنچے۔ فقہ، حساب و افلاک وغیرہ پر کتابیں لکھیں۔

مکات اصولیہ : انہوں نے اپنے شیخ اہلوائی العالی کی زبدة الاصول کی شرح لکھی اور اس کا نام غلبۃ الماعول
 نامہ تحریر کیا جو ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو اپنے شیخ کی زندگی میں بلقان کے حکم پر تالیف کیا تھا۔
 شہرہ جہاد باب ثواب و عقوبات العربیہ (۱۰۰۹) کے علاوہ کئی مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔

ابن الکیم سیالکوٹی حنفی (۹۸۸ھ-۱۰۶۷ھ)۔

ہند کے بادشاہ شاہ جہاں کے یہاں رہیں العلماء تھے۔ بہت سے موضوعات پر رقم اٹھایا اور عمدہ کتب تالیف کیں۔
 تشریح غلبۃ وغیرہ کی صورت میں بھی ہیں۔

مکات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی التلویح علی المقدمات الأربع فقط، یہ کتاب ہند سے ۱۲۴۹ھ میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ حاشیہ علی الحاشیہ۔

ابن الکیمی شافعی (متوفی ۱۰۶۹ھ)۔

فقیہ و محدث تھے۔ شمس الدین الرافعی شافعی (متوفی ۱۰۰۳ھ) صاحب حاشیہ علی شرح الترمذی کی خدمت میں تین
 سال تک رہ کر تعلیم حاصل کرتے رہے اور دیگر مشہور مشائخ سے بھی مستفید ہوئے۔

مکات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی شرح الوردات للمحلی تالیف کیا، اس کا ایک نسخہ مکتبہ المملکۃ برلن
 ۴۳۱ میں موجود ہے۔

آقا زان کلمات سے ہوتا ہے :

"الحمد لله مانح الصواب لطالبه وبعد فهذه حواش لطيفة على شرح الوردات

التمام یوں ہے : "اللفظ بحمل على معناه الشرعي ثم العرفي ثم اللغوي". والله اعلم

ابن احمد جہاد بن سعد (سید) بن جہاد بن سعد بن ابی الکاکھی، قاض جہاد متوفی ۱۶۵۵ھ۔

۱۔ میزان المکون ۳/۱۴۰، حدیث العربین ۵/۲۵۸، اس میں ابن کاظم جہاد بن سعد اللہ ہے، حجم ۱۱، صولین ۲/۲۳ (۲۵۳)۔

۲۔ ابوالکیم بن شمس الدین محمد ملک العلماء سیالکوٹی (۱۵۸۰-۱۶۵۶ء)۔

۳۔ حدیث العربین ۵/۵۰۳، الفہم ابن ۳/۹۸، حجم ۱۱، صولین ۲/۱۶۳ (۳۹۹)۔

۴۔ ابن احمد بن سلامہ التلمیذی المصری متوفی ۱۶۵۹ھ۔

اس کے نسخوں میں سے ایک نسخہ مکتبہ الازھر میں (۱۰۹۳) - ۱۸۵۱۳ م میں بھی موجود ہے۔
الشرعیاتی حنفی (۹۹۳ھ - ۱۰۶۹ھ)ؒ

فقہ تھے، جامعہ الازھر میں مدرس تھے۔ خلق کثیر آپ سے مستفید ہوئی مختلف موضوعات پر کتب تالیف کیں۔
مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "العقد الفريد بيان الرايع من الخلاف في التظليل" تالیف کی۔ دکن
الازھر بہ ۱۸۰۶ء بمطابق ۱۲۸۶ھ کے علاوہ بھی کئی مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ آجاز: الحصد للہ
جعل هذه الامّة خير امة اخرجت للناس الخ سے ہوتا ہے۔

عبد السلام الدیوبی (متوفی ۱۰۶۹ھ)ؒ

معتول و منقول کے جامع عالم تھے۔ اپنے شہر میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد لاہور آئے اور مفتی عبد اسلام الدیوبی
دانوئے تلمذ طے کیا یہاں تک کہ فقہ، کلام اور اصول میں کامل و دسترس حاصل ہوگئی۔ ایک زمانہ تک لاہور میں مدرس رہے
رہے پھر سلطان شاہجہاں کے یہاں مفتی امیر مقرر ہوئے اور پھر اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور لاہور میں مقیم ہو گئے۔
مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی التحقيق

۲۔ شرح المدار (الاشراحات المعالیہ)ؒ

سید صلاح الدین بن احمد الشریف یمنی (۱۰۱۵ھ - ۱۰۷۰ھ)ؒ

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب شرح الفصول من علم الاصول لصاوم الدین ابو اھیم الوزیر تالیف کی
نوح بن مصطفی القنوی حنفی (متوفی ۱۰۷۰ھ)ؒ

فقہ تھے۔ قاہرہ کا تفریکہ انہوں نے کتاب "نتائج النظر في حواشي الدرر لملا حسو في الفروع ما يفي" تالیف کی۔
علی بن صلاح الصعدی زیدی (متوفی ۱۰۷۰ھ تقریباً)ؒ

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "اقتراح سبل الوصول في معي فروع العقل في معرفة قواعد الاصول" تالیف کی۔

۱۔ مجمع الاصولین ۸۲۸/۲ (۵۳)۔ ج حسن بن عمر بن علی ابو الاغلاص الشافعی (۱۵۸۵ - ۱۶۵۹) مسمیہ قادیانی

۲۔ اقتراح السكون ۱۰۹/۲ بعد یہ الحارثین ۲۹۲/۱ میں جہاں ان کی دوسری کتب کا ذکر آیا وہاں ان کا نام حسن بن حارث بن يوسف الحارثی
جہاں ذکر نہیں ۱۰۰۹۹/۳ مجمع الاصولین ۵۲۵/۲ (۲۸۵)۔

۳۔ عبد السلام الشافعی بن ابی سعید بن محبت اللہ الشافعی الکرمانی الدیوبی متوفی ۱۶۵۸ھ کنونون میں پیدا ہوئے۔

۴۔ مجمع الاصولین ۲۰۲/۲۔ سید صلاح بن احمد بن عز الدین بن ابی سعید بن عز الدین بن الامام عز الدین الشافعی بن

یہ حد یہ الحارثین ۲۲۸/۵۔ نوح بن مصطفی القنوی حنفی۔

۵۔ علی بن صلاح بن علی بن محمد بن عبد اللہ الصعدی الزیدی۔

۶۔ حد یہ الحارثین ۲۵/۵۔

مبداء الاحیاء شافعی (متوفی ۱۰۷۰ھ) ۱

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "حاشیہ علی شرح التحرير" تالیف کیا۔ ۲

مبداء الاحیاء شیعہ القناتی شافعی (متوفی ۱۰۷۳ھ) ۳

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نظم الودقات للامام الحرمین" تالیف کی۔ ۴

باشاؤد بن احمد حنفی (۱۰۹۹ھ-۱۰۷۷ھ) ۵

شیخ الاسلام اور مکہ المکرمہ کے مفتی تھے۔ قنون کے ماہر اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، مسجد الحرم میں مدرس اور مکہ المکرمہ کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مسألة فی جواز التلیق فی التعلیق" تالیف کی۔ ۶

ابن جلال البیہقی زیدی (متوفی ۱۰۷۹ھ) ۷

فتیہ، منسخر، منقح، مجموعی اور لغوی تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الفصول فی الاصول۔ ۸

۲۔ مختصر فی علم الاصول، خلاصۃ اثر میں تحریر ہے : "وله مختصر فی اصول الفقه وشرح یدل علی فضلہ، واختار اختیارات محالقة لعلماء الاصول"۔ ۹

۳۔ بلوغ النہی فی شرح النہی اسی منہی السؤل والامل لابن الحاجب۔ ۱۰

۴۔ بلاغ النہی شرح مختصر النہی الحاجب اس کا ایک خطی نسخہ کتبہ الجامع الکبیر منعماء میں موجود ہے۔ ۱۱

۵۔ نظام الفصول فی الاصول، ۱۲ شاید "شرح الفصول فی الاصول" اور "نظام الفصول" ایک ہی کتاب کے دو نام ہوں اس لئے حدیثہ العارفین میں جب نظام الاصول کا ذکر کیا تو شرح الفصول کا ذکر نہیں کیا اسی طرح العارفی نے جب شرح الاصول کا ذکر کیا تو نظام الاصول کا ذکر نہیں کیا۔

۱۔ مہاجر بن محمد اللہ بن محمد بن علی ابن یوسف الاحموری مصری شافعی۔ ج حدیثہ العارفین ۵/۳۹۸۔

۲۔ مہاجر بن محمد بن شعیب بن احمد بن محمد بن شعیب القناتی الاصل مصری۔ ج حدیثہ العارفین ۵/۵۰۱۔

۳۔ (السید) سادق بن احمد بن محمد بن امیر بادشاہ، بن احمد البیہقی (۱۰۷۷-۱۰۶۶ء) کا ایک کدہ میں دقت پائی۔

۴۔ انجم الاصول بن ۴/۱۳۵، ۱۳۶ (۳۷۱)۔

۵۔ جلال الدین حسن بن احمد البیہقی حسن بن سید احمد جلال الدین بن محمد بن علی بن صلاح زیدی حنفی ۶۶۸ء، یمن میں دقت پائی۔

۶۔ ایضاح مشکون ۴/۳۵، الفتح المبین ۳/۱۰۱۔ ج حدیثہ العارفین ۵/۲۹۵، الفتح المبین ۳/۱۰۱۔ ج حدیثہ العارفین ۵/۲۹۵۔

۷۔ فرستہ معلومات کتبہ الکبیر منعماء، ۸۹۸ء، امام عبد الرزاق لا قی، وزارة الادب والثقافة والارشاد، الجمهورية العربية السورية، سند، مہاجر الاصول بن

۸/۳۵ (۲۹۳)۔ ج حدیثہ العارفین ۵/۲۹۵۔

محمد بن حسین الحر العالی امامی (۱۰۳۳ھ-۱۰۷۹ھ)^۱

فقیر اصولی و فقیہ تھے۔ شام میں ولادت ہوئی۔ عراق اور بحر خراسان میں مستقل سکونت اختیار کر لی مگر کئی کتابیں تالیف کیں۔
مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الفصول المہمۃ فی اصول الائمۃ" تالیف کی۔^۲

محمد بن حسین بن القاسم (متوفی ۱۰۷۹ھ)^۳

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اپنے دادا قاسم بن محمد (متوفی ۱۰۲۹ھ) کی اصول فقہ پر کتاب "مؤلفۃ الوصول الی
الاصول" کی شرح لکھی اور اس کا نام "التبہیل" رکھا۔ اس کتاب کا ایک مخطوط مکتبہ الکبیر صنعاء میں موجود ہے۔
عبد اللہ سیالکوٹی حنفی (متوفی ۱۰۸۰ھ)^۴
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ التصریح بغوامض التلویح
۲۔ شرح التفتیح فی الاصول^۵

جمال الدین الرعشی (۱۰۲۹ھ-۱۰۸۱ھ)^۶

فقیر، اصولی، شاعر اور حکیم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "التعلیقہ علی مختصر ابن الحاجب فی الاصول" تالیف کیا۔^۷

عبد اللطیف البہانی حنفی (متوفی ۱۰۸۲ھ)^۸

ہعلک کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ قرۃ العین الطالب فی نظم المنار فی الاصول
۲۔ شرح قرۃ العین۔ بیگز کوہ ہمالیہ کتاب کی شرح ہے۔

محمود بن عبد اللہ الموصلی حنفی (متوفی ۱۰۸۲ھ)^۹

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التلویح لشمس زانی فی الاصول" تالیف کیا۔^{۱۰}

ابراہیم حوریہ الصعدی زیدی (متوفی ۱۰۸۳ھ)^{۱۱}

یمن کے زیدی علماء میں سے تھے۔ ترجمان الشریعہ تھے اور وسیع علوم شریعہ میں تبحر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "الروض الحافل" تالیف کی جو اکا فل کی شرح ہے۔^{۱۲}

۱۔ محمد بن حسین بن علی بن محمد الحر العالی (۱۱۲۳ھ-۱۱۶۸ھ) سودا میں ولادت اور قانیا خراسان میں وفات پائی۔

۲۔ الخ کتب ۱۰۲/۳۔ مع محمد بن حسین بن قاسم۔ مع الاشیان السنون ۳/۶۹۔ بہرست مخطوطات مکتبہ الکبیر صنعاء ۱۹/۱۰۱۹۔

۳۔ الاوقاف والاشراف الخمور یہ العربیہ لغویہ سنہ ۱۰۰۰ھ۔ ۴۔ عبد اللہ بن عبد اللہ سیالکوٹی حنفی۔ ۵۔ حدیۃ العربین ۵/۸۹۔

۶۔ جمال الدین بن علاء الدین بن محمد بن عبد اللہ الحنفی الرعشی۔ ۷۔ مجمع الاصلیین ۳۱/۲۵۰۔ ۸۔ عبد اللطیف البہانی زیدی۔

۹۔ اعلیٰ حنفی حنفی۔ ۱۰۔ حدیۃ العربین ۵/۶۹۔ ۱۱۔ محمود بن عبد اللہ الموصلی، مطلب میں وفات پائی۔ ۱۲۔ حدیۃ العربین ۶/۱۶۹۔

بہار شید جو چوہدری حنفی (متوفی ۱۰۸۳ھ) ^۱

محقق، حکمت و اصول کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ شیخ نظام الدین سہاوی کے شاگرد تھے۔

توفقات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح العصد علی مختصر ابن الحاجب" تالیف کیا۔ ^۲

حسن جلال الیمینی (متوفی ۱۰۷۹ یا ۱۰۸۳ھ)

ان کے بارے میں ان کی تاریخ وفات ۱۰۷۹ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

نور القادر البصری حنفی (متوفی ۱۰۸۵ھ) ^۳

توفقات اصولیہ : خلاصۃ الاتوار کے مطابق انہوں نے "حاشیہ علی تلویح النظار فی" تالیف کیا۔ ^۴

لؤلؤ الخریجی شیعہ (متوفی ۱۰۸۵ھ) ^۵

کی علوم و فنون پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

توفقات اصولیہ :

۱۔ فہم الاصول، فی اصول الفقہ ۲۔ حجة النظر، یہ کتاب اس پنجلس میں کتاب سلسلہ میں ۳۵ نمبر پر موجود ہے۔

۳۔ حجة النظر، اصرار یہ بھی اس پنجلس میں کتاب السامع میں ۳۵ پر موجود ہے۔ ^۶

ابن علی الشہر الملسی شافعی (۹۹۸ھ - ۱۰۸۷ھ) ^۷

توفقات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی لہایہ السؤل ۲۔ شرح منہاج الاصول لشمس الدین الرمہلی ^۸

علاء الدین الحصکفی حنفی (۱۰۲۵ھ - ۱۰۸۸ھ) ^۹

فقیر، محدث، اصولی اور نحوی تھے۔ اپنے زمانے کے جید علماء سے حصول علم کیا اس سلسلے میں قدس کا سفر بھی کیا۔

تو اصول، تفسیر وغیرہ میں عمدہ کتابیں تالیف کیں۔

توفقات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المہاضۃ الاتوار علی اصول المنار" لکھی اور اس کا آغاز ۱۰۵۳ھ میں کیا تھا۔

بیک شرح ہے جس کا نام اس طرح بھی لیا جاتا ہے شرح المہاضۃ الاتوار علی متن اصول المنار۔ ^{۱۰}

ابن رشید بن مصطفیٰ حسن الحق جو چوہدری حنفی ۱۱۶۷ھ تا ۱۲۷۱ھ میں وفات پائی۔

۱۔ فہم الاصول ۲۰۰/۴ (۳۳۵) ۲۔ محمد القادر بن احمد بن علی بن عیسیٰ البصری حنفی متوفی ۱۱۶۷ھ میں وفات پائی۔

۳۔ حدیۃ العارفین ۶۰۳/۵، فہم الاصول ۲۲۱/۲ (۳۵۲) تاریخ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن المادی عشر، المولیٰ محمد امجدی ۲/۳۹۹، ابن عیسیٰ کے

تلامذہ میں سے ہیں کیا بہر مطہر الاحیاء ۳۸۸۔ ۴۔ طریقت بن محمد بن علی بن احمد بن طریق قرطوبی لسانی، کتب النبی العیسیٰ طریقی۔

۵۔ ابن کتب ۲۰۳/۴، حدیۃ العارفین ۳۳۲/۵، فہم الاصول ۱۵۱/۵ (۳۸۶)۔

۶۔ المہاضۃ الاتوار الدین علی بن علی الشہر الملسی البصری۔ ۷۔ حدیۃ العارفین ۶۱/۵۔ ۸۔ محمد بن علی بن محمد البصری، نظام الدین لکھی

۹۔ ۱۲۷۱ھ تک مشن میں ولادت و وفات ہوئی۔ ۱۰۔ حدیۃ العارفین ۶۱/۵، فہم الاصول ۳۱۰/۳۔

شرح افاضۃ الانوار پر حاشیہ :

شیخ محمد امین بن عمر بن عابد نے اس شرح پر حاشیہ لکھا اور اس کا نام ”حاشیہ لسمات الاسحار“ شرح الفاضلۃ الانوار اور حاشیہ لسمات الاسحار دونوں ایک ساتھ مطبعہ مصطفیٰ الباس الحلیہ میں دوسری بار ۱۳۹۹ھ - ۱۹۷۹ء میں شائع ہو چکے ہیں اور اس شرح اور حاشیہ پر شیخ محمد الطوفانی کی بعض تنقیدات بھی منبجہ حمہ و سلوۃ کے بعد علامہ الدین الحصفی شرح الفاضلۃ الانوار میں فرماتے ہیں :

هذه الفاضلة يسيرة حللت بها مسار الاصول حين المراته ثالوثا بجامع بني ابيه سابع وخميسن والى حجويه مراجعا لغالب شروحه كالمصنف وابن ملك وابن نجيم وغيره كالتوضيح والتلويح وتفسير التلويح، وسميته (فاضلة الانوار على اصول المنار) (میں نے منار الاصول کو منار انوار میں اس وقت لکھنا شروع کر دیا تھا جب میں نے جامع بنی امیہ میں ۱۳۵۰ھ میں اس کو پڑھا۔ میں نے دو بار اس شرح میں اس کی اکثر شرح جیسے مصنف ابن الملک، ابن نجیم اور اس کے علاوہ فہم بن الدین کی کتابوں جیسے توضیح، تلویح اور تفسیر التلویح وغیرہ کی طرف مراجعت کی اور میں نے اس کا نام ”فاضلۃ الانوار علی اصول المنار“ رکھا)

علامہ ابن عابدین و شرح افاضۃ الانوار پر حاشیہ لکھنے کی وجہ تسمیہ ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں :

” (فاضلۃ الانوار علی اصول المنار) المنسوب الی عمدة المتأخرین الشیخ علامہ الدین ابو الشیخ علی الامام الحنفی، فانہ شرح لم یسمع اذن بمثاله، ولم یسمع فریحة علی منواله بید انه جرى فیہ علی عاداتہ من التوام الاختصار، فلم یظهر المراد منه لامثاله من نظام الصغار، مع ما اعمله فی بعض المواضع من المتن عن البیان مما یحتاج الی الايضاح لخللہ عن الاذهان، فلو وضحت فی هذه الجوانب ما اعمله، وقد کثرت فیها ما اعمله، مراجعا لعمدة کتب معتبرة فی هذا الفن۔“

(”کتاب“ افاضۃ الانوار علی اصول المنار - محمد بن امین بن عمر بن عابد بن علامہ الدین ابن شمس علی امام حنفی کی طرف منسوب ہے ایک شرح ہے جس کی مثال کانوں نے کبھی نہیں سنی اور نہ کوئی ان کی سوا اس طریقے پر چلا، اختصار کرنا ان کی عادت میں رہا جس کی وجہ سے کئی مرتبہ مبتدی پر ان کی مکمل طور سے مراد نکالنا مشکل ہو جاتی تھی اس کے علاوہ یہ کہ شمس بعض جگہوں پر توضیح و تفسیر لکھتے ہیں جس کی وجہ سے ذہن میں باقی رہ جانے والے اشکالات کو رفع کرنے کے لئے ان کی ضرورت تھی تو میں نے ان حواشی میں مختصراً ان کی تشریح کر دی ہے اور جو کچھ بیان کرنے سے روک جاتا تھا ان میں ان کی تمام حقیر سب کی طرف مراجعت کرتے ہوئے ذکر کر دیا ہے)

عبد الحلیم الرومی حنفی (متوفی ۱۰۸۸ھ)ؒ

و مشق میں قاضی رہے، اکی کتابیں تصنیف کیں۔

نوکات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی منار الانوار للنسفی" تالیف کیا۔^۱

فیضان القرآن فی امامی (۱۰۰۱ھ-۱۰۸۹ھ)^۲

امامی عالم تھے۔

نوکات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح العدة فی الاصول" تالیف کی۔^۳

الربیع الدلائلی ماکملی (۱۰۲۱ھ-۱۰۸۹ھ)^۴

فقیر، اصولی، ادیب، شاعر، خطیب اور واعظ تھے۔ اپنے والد سے تعلیم حاصل کی اور حرہ اور حرین شریفین کے دستِ بھی علمی استفادہ کیا، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

نوکات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المعارج المرتقبات فی (الی) معالی الودقات لامام الحرمین فی اصول" تالیف کی۔^۵

لمبارق بن محمد اسبر واری شیعہ (متوفی ۱۰۹۰ھ)^۶

نوکات اصولیہ : انہوں نے "شرح زبدة الاصول" تالیف کی۔^۷

نبی الیکاشی شیعہ (متوفی ۱۰۹۱ھ)^۸

نوکات اصولیہ : انہوں نے "نقد الاصول الفقیہ" تالیف کی۔^۹

محمد بن سلیمان گجراتی (متوفی ۱۰۹۳ھ)^{۱۰}

ان کے والد گھرو سے چند گھر سرزمین گجرات میں مقیم ہو گئے تھے وہیں احمد بن سلیمان بیچا ہوئے، بہت سے علوم پر آپ کی شاہکار کتابیں ہیں۔

نوکات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی حاشیة السعد والسبر علی شرح مختصر الاصول" تالیف کیا۔^{۱۱}

محمد القاسمی السوسی (۱۰۳۷ھ-۱۰۹۳ھ)^{۱۲}

خرن شریفین میں وارد ہوئے۔ وہاں سے رام و دمشق کے علمی سفر کے وہاں کے علماء سے مستفید ہوئے آپ کے ارادہ میں محمد ابن ابی بکر الدلائلی الصولی (متوفی ۱۰۸۹ھ) بھی شامل ہیں۔

۱۔ حدیث دارالحدیث ۵/۵۰۵، ایضاح المسکون ۴/۳۶۰ میں ابن کی ایک دوسری کتاب کا ذکر ہے اس میں ابن کا نام عبدالحکیم بن جبر قدّم مذکور ہے۔

۲۔ جامع صوفی ۴/۱۶۵ (۳۰۰)۔ ج. فطیل بن الخازری القزوی امامی (۱۵۹۳ھ-۱۶۷۸ھ)۔

۳۔ حدیث دارالحدیث ۵/۳۵۳، الفتح المکون ۳/۱۰۵، المعجم الاصلی ۴/۹۶ (۳۳۳)۔ ج. ابو محمد محمد المروسانی محمد بن ابی بکر الدلائلی۔

۴۔ حدیث دارالحدیث ۶/۲۹۹، الفتح المکون ۳/۱۰۶۔ ج. محمد باقر بن محمد مومن السبر واری الخراسانی۔

۵۔ حدیث دارالحدیث ۶/۲۹۷۔ ج. متو محمد بن محمد بن الشاور مرقشی ابن الشاور محمود الکاشی فیض شیعہ۔

۶۔ حدیث دارالحدیث ۶/۲۹۷۔ ج. احمد بن سلیمان الکروی گجراتی متوفی ۱۱۹۸، گجرات میں ولادت ہوئی۔

۷۔ ج. ابو محمد محمد بن محمد بن سلیمان القاسمی (۱۶۷۷ھ-۱۲۸۳ھ) دمشق میں وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مختصر التحرير لابن الهمام فی اصول الحلیہ

۲۔ شرح مختصر التحرير لابن الهمام

۳۔ حاشیہ علی التوضیح

۴۔ مختصر تلخیص المفتاح

۵۔ شرح مختصر تلخیص المفتاح ، شاید یہ محمد بن احمد الشریف التمسانی (متوفی ۱۷۷۵ھ) کی کتاب ہے

الاصول فی بناء الفروع علی الاصول کا اختصار اور اس اختصار کی شرح ہوئی۔ واللہ اعلم

ابوزید القاسی (۱۰۴۰ھ۔ ۱۰۹۶ھ)^۱

عالم محقق، جہنم و اعلیٰ غم تھے، ان کی مؤلفات کی تعداد ستر سے بھی زیادہ ہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "اصول فقہ و اصول الدین و حدیث" وغیرہ میں کتابیں تالیف کیں۔^۲

محمد بن حسن الکواکبی حنفی (۱۰۱۸ھ۔ ۱۰۹۸ھ)^۳

طلب کے علاوہ جلیلیہ سے علم حاصل کیا، تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ

۱۔ نظم المنار فی الاصول

۲۔ شرح نظم المنار، انہوں نے مذکورہ بالا کتاب "نظم المنار" کی شرح لکھی اور اس کا نام ارشاد الطالب رکھا

حامد آقندی (متوفی ۱۰۹۸ھ)^۴

عساکر عثمانیہ میں قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی مواف الاصول لملا خسرو" تالیف کیا اور یہ حاشیہ الحدود نام سے مشہور ہے، انہوں نے اسے ۱۰۸۷ھ میں تالیف کیا تھا۔ ۱۲۸۰ھ میں استانبول سے طبع ہو چکا ہے۔^۵

حامد بن مصطفیٰ القوتوی حنفی (متوفی ۱۰۹۸ھ)^۶

قبرس میں قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح البوار فی الاصول" تالیف کی۔^۷

۱۔ حدیث العربین ۶/۲۹۸، السیاحین ۳/۱۷۷۔

۲۔ محمد بن حسن بن احمد بن ابی یحییٰ الکواکبی الحنفی (۱۲۰۹ھ۔ ۱۲۸۵ھ)۔

۳۔ حامد آقندی بن مصطفیٰ حنفی ۱۲۸۷ھ۔

۴۔ حامد بن مصطفیٰ القوتوی الاقرنی۔ ۳۱۱ھ۔

۵۔ حدیث العربین ۶/۲۹۸، السیاحین ۳/۱۷۷۔

۶۔ حدیث العربین ۶/۲۹۸، السیاحین ۳/۱۷۷۔

۷۔ حدیث العربین ۶/۲۹۸، السیاحین ۳/۱۷۷۔

الامل محمود الہمووی حنفی (متوفی ۱۰۹۸ھ) ^۱

فقیر اصولی، امام المکتبین اور عمدۃ العلماء و العالین میں سے تھے۔ مدرسہ سلیمانہ قاہرہ میں مدرس رہے حنفی مسند کا بانی و تالیف ہے۔ فقہ علوم لغویہ اور اصول میں ان کی مؤلفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ المد والفرید فی بیان حکم التقلید دار الکتب المصریہ (۵۶۹) میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔

۲۔ حاشیہ علی الدرر و الغرر للماحول ^۲

۳۔ الام بن میری حنفی (۱۰۲۳ھ - ۱۰۹۹ھ) ^۳

مکہ المکرمہ میں مطلق تھے۔ ان کا برفقہا مضیف میں ان کا شمار ہوتا تھا، خلاصۃ الاثر میں مذکور ہے :

”صار فرید عصرہ فی الفقہ و التبیہ الیہ الیامہ“

(اپنے زمانے میں فقہ میں ممتاز مقام حاصل کر لیا تھا اور یہاں سے فقہان پر فخر ہوتا ہے)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تبلیغ الامل فی عدم جواز التقلید بعد العمل

۲۔ غایۃ التحقیق فی عدم جواز التعلیق فی التقلید ، دار الکتب المصریہ (۵۴۵ ج ۱) میں اس کا نسخہ موجود ہے۔

۳۔ الكشف والتعلیق بشرح غایۃ التحقیق فی مع التعلیق فی التقلید ، دار الکتب المصریہ ۴۰۳ نمبر میں اس کا نسخہ موجود ہے۔ ^۴

الام بن محمد الامامی حنفی (متوفی ۱۰۸۶ھ یا ۱۰۰۰ھ) ^۵

کئی علوم میں ماہر تھے، امامیہ میں صاحب مسند افتاء تھے۔ کئی فتون پر کتب لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ غصون الاصول (مختصر المنار للنسفی)

۲۔ تبصیح غصون الاصول (شرح غصون الاصول)

نولہ : الحمد لله الذی جعل لنا الشریعۃ الغراء الخ ، مکتبہ خرم بنی شریف ۱/۳۳۴، اصول فقہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔ ^۶

الام بن محمود الہمووی الاصل مصری متوفی ۱۶۸۷ھ۔ ج ۱ حدیث العارن (۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵

ابن عبدالمحادی شافعی (متوفی ۱۱۰۰ھ)^۱

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اختصار مع البوامع شرح جمع الجوامع للسيوطي" تالیف کی۔^۲

محمد طاهر الشيرازي شيعی (متوفی ۱۱۰۰ھ تقریباً)^۳

علامہ شیوخ اشرار سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حجة الاسلام في اصول الفقه والكلام" نامی کتاب تالیف کی۔^۴

فرح الله الحویزی شيعی (متوفی ۱۱۰۰ھ تقریباً)^۵

انہوں نے کتاب "المصنف في الاصول" تالیف کی۔^۶



۱۔ محمد القادر بن ابی حامد العین بن ابی ہاشم ابن جلال الدین العدنی دین المدینی دین عبدالمحادی۔

۲۔ حدیث المعارف ص ۶۰۲/۵۔

۳۔ محمد طاهر بن حسین الشیرازي الاصل، بمختلف میں پرورش پائی۔

۴۔ حدیث المعارف ص ۳۰۱/۶۔

۵۔ فرح الله بن محمد درویش بن محمد بن حسین بن مال الحویزی اصفہانی۔

۶۔ حدیث المعارف ص ۸۱۶/۵۔

پیش

طی

بارہویں، تیرہویں اور چودھویں صدی کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

راور میں علمی و دینی و سیاسی حالت پر ایک طائرانہ نظر :

بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کی علمی و دینی و سیاسی حالت بھی مختلف اسلامی ممالک میں گیارہویں صدی کے ساتھ مختلف نہیں تھی۔ سیاسی طور پر عدم استحکام تھا اور جگہ جگہ نئے نئے اٹھ رہے تھے۔ تقریباً ہر طرف علمی جمود کی بابت غباری تھی۔ مصر میں جہاں دولت عثمانیہ تھی کوئی قابل ذکر علمی کام نظر نہیں آتا۔ ان دونوں صدیوں میں کہیں بھی علم و اجتہاد کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا۔ اصول فقہ پر جو سب لکھی گئیں وہ طویل مطبوعات یا مخطوطات کتابوں کے تھیں یا ان کی شرح و تہذیبہ تھیں۔ تیرہویں صدی ہجری میں انقلاب فرانس کی آمد سی پٹی اور ۱۷۹۸ء میں مصر پر قبضہ کر لیا۔ مصر سے فرانسیسیوں کے اخراج کی تحریکوں نے شدت اختیار کر لی۔

ان کے مصر سے اخراج کے بعد محمد علی پاشا ۱۲۲۰ھ - ۱۲۶۳ھ (۱۸۰۵ء - ۱۸۴۹ء) نے ایک نئے مصر کی بنیاد رکھ دی، مگر اس کے باوجود وہاں علمی استحکام پیدا نہ ہو سکا جس کی وجہ سے کوئی مؤثر علمی کام نظر نہیں آتا۔ چودھویں صدی ہجری میں برطانیہ نے مصر پر قبضہ کر لیا اور وہاں ہر قسم کی دینی، علمی اور فنون کی اعلائیہ ترقی رک گئی اور علماء و مہتممین علم فقہیہ طور پر یہ کام انجام دیتے گئے۔ اگرچہ تیرہویں صدی کے اواخر میں سید جمال الدین افغانی اور ان کے شاگرد محمد عبید نے علمی جمود کو توڑنے کے لئے حکام کو کیا اور اجتہادی فکر کو ترویج دینے لگے۔ چودھویں صدی ہجری میں وہاں سے برطانیہ کا تسلط ختم ہو جانے کے بعد انڈول کے زمانے میں جامعہ الازہر میں کچھ علمی و دینی حرکت نظر آنے لگی جو اس وقت کے شیخ الازہر محمد مصطفیٰ المرافعی نے شروع کی تھی۔ بعض مصلح شاگردوں کی کوشش کا نتیجہ تھی۔ فاروق اول کے زمانے میں اس کو نمودار تقویت حاصل ہوئی۔ بالآخر یہ ہوا کہ اجتہاد ایک خاص دائرہ میں محدود طور پر کیا جانے لگا۔ اس کی تکفید عام نہیں تھی بلکہ بعض علاقوں میں تھی۔ ان تین صدیوں کے بعض مشہور اصولیین اور ان کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں :

شیخ النابلسی عبدالغنی بن اسماعیل حنفی و مشرقی معروف بہ شیخ الاسلام (۱۰۵۰ھ - ۱۱۳۳ھ) انہوں نے اصول میں "خلاصۃ التحقیقی فی بیان التقليد والتلفیق" تالیف کی۔

شیخ عطار حسن بن محمد مصری شافعی (۱۱۹۰ھ - ۱۲۵۰ھ) انہوں نے "حاشیہ علی شرح الجلال المحلی علی جمع الجوامع" تالیف کیا۔

الشوکانی محمد بن علی، فقہ مجتہد (۱۱۷۴ھ - ۱۲۵۰ھ)۔ اصول فقہ میں ان کی مشہور کتاب "ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول" ہے۔

- ۳۔ الجوہری الصغیر محمد بن احمد، ابن ہادی الشافعی، فقیہ، اصولی (۱۱۵۱ھ-۱۲۱۵ھ) انہوں نے "رسالة فی الاصولی والاصول" تالیف کیا۔
- ۵۔ شیخ شرفاوی عبد اللہ بن جازری، شافعی، فقیہ، اصولی، (۱۱۵۰ھ-۱۲۲۷ھ) ان کا اصول میں کتاب "جمع الجوامع" پر رسالہ ہے۔
- ۶۔ ابن عابد بن محمد ابن بن عمر الدمشقی (۱۱۹۸ھ-۱۲۵۲ھ) انہوں نے کتاب "نسمات الاسحار علی شرح المنار" تالیف کی۔
- ۷۔ احمد بک الحسینی شہاب الدین احمد بن احمد شافعی اصولی (۱۲۷۱ھ-۱۳۳۲ھ) انہوں نے اصول میں کتاب "تحفة الراہی السدید فی الاجتہاد والنقلید" تالیف کی۔
- ۸۔ الشنفیعی، مصطفیٰ بن محمد مالکی اصولی (متوفی ۱۳۲۸ھ) انہوں نے اصول میں کتاب "نظم الوریقات لام الحرمین" کی شرح لکھی۔
- ۹۔ شیخ بنکیت المطہری (۱۲۷۱ھ-۱۳۵۳ھ) انہوں نے کتاب "نہایة السؤل فی علم الاصول" تالیف کی۔
- ۱۰۔ استاد امام المراغی (۱۲۹۹ھ-۱۳۶۳ھ)، اصول فقہ میں ان کی آراء ہیں۔

بارہویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا جائزہ

یوحنا بن المطہر بن الجرموزی زیدی (متوفی ۱۱۰۱ھ) ^۲

انہوں نے کتاب "نظم الکامل فی الاصول" تالیف کی۔ ^۳

ابن السید فتح اللہ ششمی (متوفی ۱۱۰۲ھ) ^۴

ذات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی التلویح للفتاوی

۲۔ شرح التقیح فی الاصول ^۵

ابن ایوب مالکی (۱۱۰۳-۱۱۰۲ھ) ^۶

فقیر ادیب اور کئی علوم میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ علمی الاطلاق مشائخ مغرب کے صدر تھے۔ فارس میں مدین رہے۔ اپنی کتابیں تصنیف کیں۔

ذات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الکوکب الساطع فی شرح جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کیا۔ یہ مکمل رہی۔ زرکنی نے صاحب العشوة کا بیان نقل کیا کہ انہوں نے کہا :

"لو کمل هذا الشرح لأغنى عن جميع الشروح"

(اگر یہ شرح مکمل ہو جاتی تو جمع شروح سے مستغنی کر دیتی)

ایمان بن عبد اللہ الازمیری حنفی (متوفی ۱۱۰۲ھ) ^۷

علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت رکھتے تھے۔

یوحنا بن المطہر بن الجرموزی ابو المطہر اصفہانی اترے

یہ اہل حنفیہ ۲۹۶/۵

ابن السید فتح اللہ ششمی اترے اصولی و فطری آجڑاری

ابن ایوب مالکی حنفی بن مسعود بن محمد ایوبی (۱۱۳۰-۱۱۹۱ھ) فارس میں انتقال ہوا

یہ اہل حنفیہ ۳۹۶/۵ الفتح الحنفی ۱۱۸/۳ بن ورنوں میں تاریخ و ذات ۱۱۱ھ ذکر ہے۔ مجموعہ الاصولیین ۵۹/۲ (۲۹۳)

ابن السید فتح اللہ ششمی اترے الاصل الازمیری حنفی متوفی ۱۲۹۰ھ

نظیفی ابن یوسف الموسطاری حنفی (متوفی ۱۱۱۰ھ) ۱

توقعات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مفتاح الحصول علی مرآة الاصول" تالیف کی جو حاشیہ ہے۔ ۲

حسن بن یحییٰ سیلان الشیانی (متوفی ۱۱۱۰ھ) ۳

مشاہیر علماء میں سے ہیں۔ کئی فنون میں کمال حاصل تھا۔ سعد اور اس کے نواس میں مدرس وقتی رہے۔

توقعات اصولیہ :

حاشیہ علی ہدایۃ العقول ، شرح غایۃ السؤل ، للحسین بن القاسم ، المسألة بقضاء من وام
اصول الی توضیح حقیقات ہدایۃ العقول فی علم الاصول ، مکتبہ غرب جامع کبیر صنعاء میں اصول فقہ ۲۸، ۲۹
۶۸، ۶۹، ۷۰ نمبروں پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ ۴

محمد الطیب بن محمد مالکی (۱۰۶۳ھ-۱۱۱۳ھ) ۵

اپنے والد و دادا، پچازاد بھائی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

توقعات اصولیہ : المرائی نے ان الفاظ کے ساتھ ان کی کتاب کا ذکر کیا :

"وله من التالیف شرح المقدمة جده فی الاصول"

(اور ان کے تالیف میں سے ایک شرح ہے جو ان کے دادا کی اصول میں کتاب المقدمہ کی شرح ہے)۔ ۶

حسن بن حسین الصنعانی (۱۰۴۳ھ-۱۱۱۳ھ) ۷

کی علوم و فنون کے عالم تھے۔

توقعات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح الوردات للجوبنی" تالیف کی۔ ۸

۱ اصطفیٰ بن یوسف الموسطاری الرومی الحنفی۔

۲ ایضاً المکتون ۵۲۳/۳

۳ حسن بن یحییٰ سیلان الشیانی الصعدی لیسبی متوفی ۱۲۰۱ھ

۴ عبد القادر بن محاسن من بعد القرن السابع محمد بن علی الشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ ۲۱۳/۳، ۲۱۴/۳، ۲۱۵/۳، ۲۱۶/۳، ۲۱۷/۳، ۲۱۸/۳، ۲۱۹/۳، ۲۲۰/۳، ۲۲۱/۳، ۲۲۲/۳، ۲۲۳/۳، ۲۲۴/۳، ۲۲۵/۳، ۲۲۶/۳، ۲۲۷/۳، ۲۲۸/۳، ۲۲۹/۳، ۲۳۰/۳، ۲۳۱/۳، ۲۳۲/۳، ۲۳۳/۳، ۲۳۴/۳، ۲۳۵/۳، ۲۳۶/۳، ۲۳۷/۳، ۲۳۸/۳، ۲۳۹/۳، ۲۴۰/۳، ۲۴۱/۳، ۲۴۲/۳، ۲۴۳/۳، ۲۴۴/۳، ۲۴۵/۳، ۲۴۶/۳، ۲۴۷/۳، ۲۴۸/۳، ۲۴۹/۳، ۲۵۰/۳، ۲۵۱/۳، ۲۵۲/۳، ۲۵۳/۳، ۲۵۴/۳، ۲۵۵/۳، ۲۵۶/۳، ۲۵۷/۳، ۲۵۸/۳، ۲۵۹/۳، ۲۶۰/۳، ۲۶۱/۳، ۲۶۲/۳، ۲۶۳/۳، ۲۶۴/۳، ۲۶۵/۳، ۲۶۶/۳، ۲۶۷/۳، ۲۶۸/۳، ۲۶۹/۳، ۲۷۰/۳، ۲۷۱/۳، ۲۷۲/۳، ۲۷۳/۳، ۲۷۴/۳، ۲۷۵/۳، ۲۷۶/۳، ۲۷۷/۳، ۲۷۸/۳، ۲۷۹/۳، ۲۸۰/۳، ۲۸۱/۳، ۲۸۲/۳، ۲۸۳/۳، ۲۸۴/۳، ۲۸۵/۳، ۲۸۶/۳، ۲۸۷/۳، ۲۸۸/۳، ۲۸۹/۳، ۲۹۰/۳، ۲۹۱/۳، ۲۹۲/۳، ۲۹۳/۳، ۲۹۴/۳، ۲۹۵/۳، ۲۹۶/۳، ۲۹۷/۳، ۲۹۸/۳، ۲۹۹/۳، ۳۰۰/۳، ۳۰۱/۳، ۳۰۲/۳، ۳۰۳/۳، ۳۰۴/۳، ۳۰۵/۳، ۳۰۶/۳، ۳۰۷/۳، ۳۰۸/۳، ۳۰۹/۳، ۳۱۰/۳، ۳۱۱/۳، ۳۱۲/۳، ۳۱۳/۳، ۳۱۴/۳، ۳۱۵/۳، ۳۱۶/۳، ۳۱۷/۳، ۳۱۸/۳، ۳۱۹/۳، ۳۲۰/۳، ۳۲۱/۳، ۳۲۲/۳، ۳۲۳/۳، ۳۲۴/۳، ۳۲۵/۳، ۳۲۶/۳، ۳۲۷/۳، ۳۲۸/۳، ۳۲۹/۳، ۳۳۰/۳، ۳۳۱/۳، ۳۳۲/۳، ۳۳۳/۳، ۳۳۴/۳، ۳۳۵/۳، ۳۳۶/۳، ۳۳۷/۳، ۳۳۸/۳، ۳۳۹/۳، ۳۴۰/۳، ۳۴۱/۳، ۳۴۲/۳، ۳۴۳/۳، ۳۴۴/۳، ۳۴۵/۳، ۳۴۶/۳، ۳۴۷/۳، ۳۴۸/۳، ۳۴۹/۳، ۳۵۰/۳، ۳۵۱/۳، ۳۵۲/۳، ۳۵۳/۳، ۳۵۴/۳، ۳۵۵/۳، ۳۵۶/۳، ۳۵۷/۳، ۳۵۸/۳، ۳۵۹/۳، ۳۶۰/۳، ۳۶۱/۳، ۳۶۲/۳، ۳۶۳/۳، ۳۶۴/۳، ۳۶۵/۳، ۳۶۶/۳، ۳۶۷/۳، ۳۶۸/۳، ۳۶۹/۳، ۳۷۰/۳، ۳۷۱/۳، ۳۷۲/۳، ۳۷۳/۳، ۳۷۴/۳، ۳۷۵/۳، ۳۷۶/۳، ۳۷۷/۳، ۳۷۸/۳، ۳۷۹/۳، ۳۸۰/۳، ۳۸۱/۳، ۳۸۲/۳، ۳۸۳/۳، ۳۸۴/۳، ۳۸۵/۳، ۳۸۶/۳، ۳۸۷/۳، ۳۸۸/۳، ۳۸۹/۳، ۳۹۰/۳، ۳۹۱/۳، ۳۹۲/۳، ۳۹۳/۳، ۳۹۴/۳، ۳۹۵/۳، ۳۹۶/۳، ۳۹۷/۳، ۳۹۸/۳، ۳۹۹/۳، ۴۰۰/۳، ۴۰۱/۳، ۴۰۲/۳، ۴۰۳/۳، ۴۰۴/۳، ۴۰۵/۳، ۴۰۶/۳، ۴۰۷/۳، ۴۰۸/۳، ۴۰۹/۳، ۴۱۰/۳، ۴۱۱/۳، ۴۱۲/۳، ۴۱۳/۳، ۴۱۴/۳، ۴۱۵/۳، ۴۱۶/۳، ۴۱۷/۳، ۴۱۸/۳، ۴۱۹/۳، ۴۲۰/۳، ۴۲۱/۳، ۴۲۲/۳، ۴۲۳/۳، ۴۲۴/۳، ۴۲۵/۳، ۴۲۶/۳، ۴۲۷/۳، ۴۲۸/۳، ۴۲۹/۳، ۴۳۰/۳، ۴۳۱/۳، ۴۳۲/۳، ۴۳۳/۳، ۴۳۴/۳، ۴۳۵/۳، ۴۳۶/۳، ۴۳۷/۳، ۴۳۸/۳، ۴۳۹/۳، ۴۴۰/۳، ۴۴۱/۳، ۴۴۲/۳، ۴۴۳/۳، ۴۴۴/۳، ۴۴۵/۳، ۴۴۶/۳، ۴۴۷/۳، ۴۴۸/۳، ۴۴۹/۳، ۴۵۰/۳، ۴۵۱/۳، ۴۵۲/۳، ۴۵۳/۳، ۴۵۴/۳، ۴۵۵/۳، ۴۵۶/۳، ۴۵۷/۳، ۴۵۸/۳، ۴۵۹/۳، ۴۶۰/۳، ۴۶۱/۳، ۴۶۲/۳، ۴۶۳/۳، ۴۶۴/۳، ۴۶۵/۳، ۴۶۶/۳، ۴۶۷/۳، ۴۶۸/۳، ۴۶۹/۳، ۴۷۰/۳، ۴۷۱/۳، ۴۷۲/۳، ۴۷۳/۳، ۴۷۴/۳، ۴۷۵/۳، ۴۷۶/۳، ۴۷۷/۳، ۴۷۸/۳، ۴۷۹/۳، ۴۸۰/۳، ۴۸۱/۳، ۴۸۲/۳، ۴۸۳/۳، ۴۸۴/۳، ۴۸۵/۳، ۴۸۶/۳، ۴۸۷/۳، ۴۸۸/۳، ۴۸۹/۳، ۴۹۰/۳، ۴۹۱/۳، ۴۹۲/۳، ۴۹۳/۳، ۴۹۴/۳، ۴۹۵/۳، ۴۹۶/۳، ۴۹۷/۳، ۴۹۸/۳، ۴۹۹/۳، ۵۰۰/۳، ۵۰۱/۳، ۵۰۲/۳، ۵۰۳/۳، ۵۰۴/۳، ۵۰۵/۳، ۵۰۶/۳، ۵۰۷/۳، ۵۰۸/۳، ۵۰۹/۳، ۵۱۰/۳، ۵۱۱/۳، ۵۱۲/۳، ۵۱۳/۳، ۵۱۴/۳، ۵۱۵/۳، ۵۱۶/۳، ۵۱۷/۳، ۵۱۸/۳، ۵۱۹/۳، ۵۲۰/۳، ۵۲۱/۳، ۵۲۲/۳، ۵۲۳/۳، ۵۲۴/۳، ۵۲۵/۳، ۵۲۶/۳، ۵۲۷/۳، ۵۲۸/۳، ۵۲۹/۳، ۵۳۰/۳، ۵۳۱/۳، ۵۳۲/۳، ۵۳۳/۳، ۵۳۴/۳، ۵۳۵/۳، ۵۳۶/۳، ۵۳۷/۳، ۵۳۸/۳، ۵۳۹/۳، ۵۴۰/۳، ۵۴۱/۳، ۵۴۲/۳، ۵۴۳/۳، ۵۴۴/۳، ۵۴۵/۳، ۵۴۶/۳، ۵۴۷/۳، ۵۴۸/۳، ۵۴۹/۳، ۵۵۰/۳، ۵۵۱/۳، ۵۵۲/۳، ۵۵۳/۳، ۵۵۴/۳، ۵۵۵/۳، ۵۵۶/۳، ۵۵۷/۳، ۵۵۸/۳، ۵۵۹/۳، ۵۶۰/۳، ۵۶۱/۳، ۵۶۲/۳، ۵۶۳/۳، ۵۶۴/۳، ۵۶۵/۳، ۵۶۶/۳، ۵۶۷/۳، ۵۶۸/۳، ۵۶۹/۳، ۵۷۰/۳، ۵۷۱/۳، ۵۷۲/۳، ۵۷۳/۳، ۵۷۴/۳، ۵۷۵/۳، ۵۷۶/۳، ۵۷۷/۳، ۵۷۸/۳، ۵۷۹/۳، ۵۸۰/۳، ۵۸۱/۳، ۵۸۲/۳، ۵۸۳/۳، ۵۸۴/۳، ۵۸۵/۳، ۵۸۶/۳، ۵۸۷/۳، ۵۸۸/۳، ۵۸۹/۳، ۵۹۰/۳، ۵۹۱/۳، ۵۹۲/۳، ۵۹۳/۳، ۵۹۴/۳، ۵۹۵/۳، ۵۹۶/۳، ۵۹۷/۳، ۵۹۸/۳، ۵۹۹/۳، ۶۰۰/۳، ۶۰۱/۳، ۶۰۲/۳، ۶۰۳/۳، ۶۰۴/۳، ۶۰۵/۳، ۶۰۶/۳، ۶۰۷/۳، ۶۰۸/۳، ۶۰۹/۳، ۶۱۰/۳، ۶۱۱/۳، ۶۱۲/۳، ۶۱۳/۳، ۶۱۴/۳، ۶۱۵/۳، ۶۱۶/۳، ۶۱۷/۳، ۶۱۸/۳، ۶۱۹/۳، ۶۲۰/۳، ۶۲۱/۳، ۶۲۲/۳، ۶۲۳/۳، ۶۲۴/۳، ۶۲۵/۳، ۶۲۶/۳، ۶۲۷/۳، ۶۲۸/۳، ۶۲۹/۳، ۶۳۰/۳، ۶۳۱/۳، ۶۳۲/۳، ۶۳۳/۳، ۶۳۴/۳، ۶۳۵/۳، ۶۳۶/۳، ۶۳۷/۳، ۶۳۸/۳، ۶۳۹/۳، ۶۴۰/۳، ۶۴۱/۳، ۶۴۲/۳، ۶۴۳/۳، ۶۴۴/۳، ۶۴۵/۳، ۶۴۶/۳، ۶۴۷/۳، ۶۴۸/۳، ۶۴۹/۳، ۶۵۰/۳، ۶۵۱/۳، ۶۵۲/۳، ۶۵۳/۳، ۶۵۴/۳، ۶۵۵/۳، ۶۵۶/۳، ۶۵۷/۳، ۶۵۸/۳، ۶۵۹/۳، ۶۶۰/۳، ۶۶۱/۳، ۶۶۲/۳، ۶۶۳/۳، ۶۶۴/۳، ۶۶۵/۳، ۶۶۶/۳، ۶۶۷/۳، ۶۶۸/۳، ۶۶۹/۳، ۶۷۰/۳، ۶۷۱/۳، ۶۷۲/۳، ۶۷۳/۳، ۶۷۴/۳، ۶۷۵/۳، ۶۷۶/۳، ۶۷۷/۳، ۶۷۸/۳، ۶۷۹/۳، ۶۸۰/۳، ۶۸۱/۳، ۶۸۲/۳، ۶۸۳/۳، ۶۸۴/۳، ۶۸۵/۳، ۶۸۶/۳، ۶۸۷/۳، ۶۸۸/۳، ۶۸۹/۳، ۶۹۰/۳، ۶۹۱/۳، ۶۹۲/۳، ۶۹۳/۳، ۶۹۴/۳، ۶۹۵/۳، ۶۹۶/۳، ۶۹۷/۳، ۶۹۸/۳، ۶۹۹/۳، ۷۰۰/۳، ۷۰۱/۳، ۷۰۲/۳، ۷۰۳/۳، ۷۰۴/۳، ۷۰۵/۳، ۷۰۶/۳، ۷۰۷/۳، ۷۰۸/۳، ۷۰۹/۳، ۷۱۰/۳، ۷۱۱/۳، ۷۱۲/۳، ۷۱۳/۳، ۷۱۴/۳، ۷۱۵/۳، ۷۱۶/۳، ۷۱۷/۳، ۷۱۸/۳، ۷۱۹/۳، ۷۲۰/۳، ۷۲۱/۳، ۷۲۲/۳، ۷۲۳/۳، ۷۲۴/۳، ۷۲۵/۳، ۷۲۶/۳، ۷۲۷/۳، ۷۲۸/۳، ۷۲۹/۳، ۷۳۰/۳، ۷۳۱/۳، ۷۳۲/۳، ۷۳۳/۳، ۷۳۴/۳، ۷۳۵/۳، ۷۳۶/۳، ۷۳۷/۳، ۷۳۸/۳، ۷۳۹/۳، ۷۴۰/۳، ۷۴۱/۳، ۷۴۲/۳، ۷۴۳/۳، ۷۴۴/۳، ۷۴۵/۳، ۷۴۶/۳، ۷۴۷/۳، ۷۴۸/۳، ۷۴۹/۳، ۷۵۰/۳، ۷۵۱/۳، ۷۵۲/۳، ۷۵۳/۳، ۷۵۴/۳، ۷۵۵/۳، ۷۵۶/۳، ۷۵۷/۳، ۷۵۸/۳، ۷۵۹/۳، ۷۶۰/۳، ۷۶۱/۳، ۷۶۲/۳، ۷۶۳/۳، ۷۶۴/۳، ۷۶۵/۳، ۷۶۶/۳، ۷۶۷/۳، ۷۶۸/۳، ۷۶۹/۳، ۷۷۰/۳، ۷۷۱/۳، ۷۷۲/۳، ۷۷۳/۳، ۷۷۴/۳، ۷۷۵/۳، ۷۷۶/۳، ۷۷۷/۳، ۷۷۸/۳، ۷۷۹/۳، ۷۸۰/۳، ۷۸۱/۳، ۷۸۲/۳، ۷۸۳/۳، ۷۸۴/۳، ۷۸۵/۳، ۷۸۶/۳، ۷۸۷/۳، ۷۸۸/۳، ۷۸۹/۳، ۷۹۰/۳، ۷۹۱/۳، ۷۹۲/۳، ۷۹۳/۳، ۷۹۴/۳، ۷۹۵/۳، ۷۹۶/۳، ۷۹۷/۳، ۷۹۸/۳، ۷۹۹/۳، ۸۰۰/۳، ۸۰۱/۳، ۸۰۲/۳، ۸۰۳/۳، ۸۰۴/۳، ۸۰۵/۳، ۸۰۶/۳، ۸۰۷/۳، ۸۰۸/۳، ۸۰۹/۳، ۸۱۰/۳، ۸۱۱/۳، ۸۱۲/۳، ۸۱۳/۳، ۸۱۴/۳، ۸۱۵/۳، ۸۱۶/۳، ۸۱۷/۳، ۸۱۸/۳، ۸۱۹/۳، ۸۲۰/۳، ۸۲۱/۳، ۸۲۲/۳، ۸۲۳/۳، ۸۲۴/۳، ۸۲۵/۳، ۸۲۶/۳، ۸۲۷/۳، ۸۲۸/۳، ۸۲۹/۳، ۸۳۰/۳، ۸۳۱/۳، ۸۳۲/۳، ۸۳۳/۳، ۸۳۴/۳، ۸۳۵/۳، ۸۳۶/۳، ۸۳۷/۳، ۸۳۸/۳، ۸۳۹/۳، ۸۴۰/۳، ۸۴۱/۳، ۸۴۲/۳، ۸۴۳/۳، ۸۴۴/۳، ۸۴۵/۳، ۸۴۶/۳، ۸۴۷/۳، ۸۴۸/۳، ۸۴۹/۳، ۸۵۰/۳، ۸۵۱/۳، ۸۵۲/۳، ۸۵۳/۳، ۸۵۴/۳، ۸۵۵/۳، ۸۵۶/۳، ۸۵۷/۳، ۸۵۸/۳، ۸۵۹/۳، ۸۶۰/۳، ۸۶۱/۳، ۸۶۲/۳، ۸۶۳/۳، ۸۶۴/۳، ۸۶۵/۳، ۸۶۶/۳، ۸۶۷/۳، ۸۶۸/۳، ۸۶۹/۳، ۸۷۰/۳، ۸۷۱/۳، ۸۷۲/۳، ۸۷۳/۳، ۸۷۴/۳، ۸۷۵/۳، ۸۷۶/۳، ۸۷۷/۳، ۸۷۸/۳، ۸۷۹/۳، ۸۸۰/۳، ۸۸۱/۳، ۸۸۲/۳، ۸۸۳/۳، ۸۸۴/۳، ۸۸۵/۳، ۸۸۶/۳، ۸۸۷/۳، ۸۸۸/۳، ۸۸۹/۳، ۸۹۰/۳، ۸۹۱/۳، ۸۹۲/۳، ۸۹۳/۳، ۸۹۴/۳، ۸۹۵/۳، ۸۹۶/۳، ۸۹۷/۳، ۸۹۸/۳، ۸۹۹/۳، ۹۰۰/۳، ۹۰۱/۳، ۹۰۲/۳، ۹۰۳/۳، ۹۰۴/۳، ۹۰۵/۳، ۹۰۶/۳، ۹۰۷/۳، ۹۰۸/۳، ۹۰۹/۳، ۹۱۰/۳، ۹۱۱/۳، ۹۱۲/۳، ۹۱۳/۳، ۹۱۴/۳، ۹۱۵/۳، ۹۱۶/۳، ۹۱۷/۳، ۹۱۸/۳، ۹۱۹/۳، ۹۲۰/۳، ۹۲۱/۳، ۹۲۲/۳، ۹۲۳/۳، ۹۲۴/۳، ۹۲۵/۳، ۹۲۶/۳، ۹۲۷/۳، ۹۲۸/۳، ۹۲۹/۳، ۹۳۰/۳، ۹۳۱/۳، ۹۳۲/۳، ۹۳۳/۳، ۹۳۴/۳، ۹۳۵/۳، ۹۳۶/۳، ۹۳۷/۳، ۹۳۸/۳، ۹۳۹/۳، ۹۴۰/۳، ۹۴۱/۳، ۹۴۲/۳، ۹۴۳/۳، ۹۴۴/۳، ۹۴۵/۳، ۹۴۶/۳، ۹۴۷/۳، ۹۴۸/۳، ۹۴۹/۳، ۹۵۰/۳، ۹۵۱/۳، ۹۵۲/۳، ۹۵۳/۳، ۹۵۴/۳، ۹۵۵/۳، ۹۵۶/۳، ۹۵۷/۳، ۹۵۸/۳، ۹۵۹/۳، ۹۶۰/۳، ۹۶۱/۳، ۹۶۲/۳، ۹۶۳/۳، ۹۶۴/۳، ۹۶۵/۳، ۹۶۶/۳، ۹۶۷/۳، ۹۶۸/۳، ۹۶۹/۳، ۹۷۰/۳، ۹۷۱/۳، ۹۷۲/۳، ۹۷۳/۳، ۹۷۴/۳، ۹۷۵/۳، ۹۷۶/۳، ۹۷۷/۳، ۹۷۸/۳، ۹۷۹/۳، ۹۸۰/۳، ۹۸۱/۳، ۹۸۲/۳، ۹۸۳/۳، ۹۸۴/۳، ۹۸۵/۳، ۹۸۶/۳، ۹۸۷/۳، ۹۸۸/۳، ۹۸۹/۳، ۹۹۰/۳، ۹۹۱/۳، ۹۹۲/۳، ۹۹۳/۳، ۹۹۴/۳، ۹۹۵/۳، ۹۹۶/۳، ۹۹۷/۳، ۹۹۸/۳، ۹۹۹/۳، ۱۰۰۰/۳

۵ حسن بن حسین بن القاسم بن محمد بن علی الحنفی الصنعانی، حنفی شورا میں ولادت ہوئی۔

۶ ابو عبد اللہ محمد الطیب بن محمد بن عبد القادر القاسمی

احمد بن محمد الدمیاطی البنا شافعی (متوفی ۱۱۱۷ھ)^۱

علمائے قہرہ سے ان کے تلمذ طے کیا، یہاں تک کہ لقت قرأت اصول بتاریخ دیرت میں مہارت حاصل ہو گئی ہو۔ بصیرت حاصل ہوئی جو آپ کے زمانے کے علماء کو حاصل نہ تھی۔ مجاز مقدس کے بھی شریکے بن گئی کتابیں تصنیف و تالیف کیں۔ مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح الجلال المصحلی علی الودقات" تالیف کیا اور بہتر مکتبہ منیہ سے ۱۳۱۵ھ میں طبع ہو چکا ہے۔

محمد بن احمد الطرسوسی حنفی (متوفی ۱۱۱۷ھ)^۲

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی المرافی فی الاصول" تالیف کیا۔

محب اللہ بہاری حنفی (متوفی ۱۱۱۹ھ)^۳

فقہ، اصولی، منطقی محقق اور باحث تھے۔ سلطان عالمگیر نے نکتہ اور پھر حیدر آباد کا قاضی مقرر کیا۔ ان کے لئے اپنے محل میں مدرسہ بنوایا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "کتاب مسلم الثبوت فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ نزہۃ النواظر میں اسے فقہی کتاب بتایا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔

مسلم الثبوت کی شرح :

۱۔ عبدالحی محمد بن نظام محمد الدین الانصاری البندی (متوفی ۱۲۴۵ھ) نے اس کی ایک عمدہ شرح لکھی اور اس کا نام "الواضح للوجہات شرح مسلم الثبوت" رکھا۔

۲۔ عبدالحق فرنگی بکلی (متوفی ۱۱۸۷ھ) نے شرح مسلم الثبوت لکھی۔

ابن زاکور الفاسی مالکی (متوفی ۱۱۲۰ھ)^۴

فقہ، عالم اور شیخ شیوخ مالکیہ تھے۔ مختلف علوم پر عمدہ کتابیں لکھیں۔

۱۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن احمد بن عبدالمطلب الدمیاطی متوفی ۱۱۱۷ھ عہد سلطنت اہل سنت و جماعت میں وفات ہوئی۔

۲۔ بیہ الحارثین ۳/۱۲۰، مجمع الاصولین ۱/۱۹۹، ۲۰۰ (۱۲۸)

۳۔ محمد بن احمد بن محمد الطرسوسی حنفی

۴۔ بیہ الحارثین ۱/۳۰۹

۵۔ محبت اللہ بن محمد القوراعی البندی بہاری حنفی، عہد سلطنت اہل سنت و جماعت میں وفات ہوئی۔

۶۔ ایضاً لکھنؤ ۳/۳۸۸، نزہۃ النواظر ۳۵۲-۳۵۳ (۳۹۹)، مالک لکھنؤ ۳/۱۲۲، مجمع الاصولین ۱/۲۲۳ (۱۲۸)

۷۔ الامداد محمد بن زاکور الفاسی متوفی ۱۱۲۰ھ

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ التلویح" تالیف کیا۔^۱

احمد بن محمد الکواکبی حنفی (۱۰۵۴ھ-۱۱۲۴ھ)^۲

ممتاز عالم اور محقق تھے۔ اپنے والد اور علمائے حلب سے علم سیکھا، ۱۰۶۹ھ میں اپنے والد کی جگہ مسند ائمہ حنفیہ پر بیٹھے۔ مختلف مدارس میں تدریس کی۔ قدس، ازیق، طرابلس (شام) میں قاضی رہے۔ بعد میں یہ سب چھوڑ کر قسطنطنیہ سفر کیا اور وہاں کے علماء سے مختلف علوم کے متعدد اہم موضوعات پر عمدہ مباحثے اور مذاکرے کئے۔ کئی علوم پر آپ کی تصانیف پائی جاتی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : مسلک الدرر کے مطابق اصول پر ان کی مندرجہ ذیل تین کتب ہیں :

۱۔ اپنے والد کی اصول میں کتاب "مطووعہ الکواسب" پر حاشیہ لکھا۔

۲۔ "ارشاد الطالب" کے نام سے مذکور بالا کتاب کی شرح لکھی، اس کا ایک نسخہ دارکتب المصریہ میں ۱۶۸ پر موجود ہے۔

۳۔ "تحریرات علی التلویح"

ان کی اکثر مؤلفات مسودہ کی صورت میں ہیں۔ جدیدہ العارفین میں ہے :

"حاشیہ علی ارشاد الطالب لوالدہ فی الفروع"

(انہوں نے اپنے والد کی فروع میں کتاب ارشاد الطالب پر حاشیہ لکھا)

لیکن مظہر بقائے اپنی کتاب کے حاشیہ میں لکھا :

"ولیس صحیحاً، بل ارشاد الطالب، فی الاصول"

(صاحب جدیدہ العارفین کی یہ بات درست نہیں ہے بلکہ ارشاد الطالب اصول کی کتاب ہے)^۳

محمد بن عبدالفتاح التزکانی شیعہ (متوفی ۱۱۲۴ھ)^۴

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "سلسلة النجاة فی الاصول" تالیف کی۔^۵

محمد بن حسین الخوانساری شیعہ (متوفی ۱۱۲۵ھ)^۶

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح مختصر الاصول" تالیف کی۔^۷

۱۔ مجمع المصنفین ۲۰/۲ (۳۳۸) ذی الحجۃ ۱۲۸۹ھ/۵۹-۵۸ (۱۳۰)

۲۔ احمد بن محمد بن حسن بن احمد الکواکبی حنفی متوفی (۱۲۴۳ھ/۱۲۱۶ھ) حلب میں ولادت اور قسطنطنیہ میں وفات ہوئی۔

۳۔ جدیدہ العارفین ۱۶۹/۵، مجمع المصنفین ۲۰/۲ (۳۳۸) ۱۵۲-۱۵۳، مسلک الدرر فی احسان القرون الثانی العصور، الامام الفضل علیہ الرحمہ کی تصانیف

المرادی ۱۵۵/۱-۱۵۶، بغداد مکتبہ ۱۳۹۱ھ۔ محمد بن عبدالفتاح التزکانی المازندرانی المعنی مرآب۔

۵۔ جدیدہ العارفین ۲۶/۶ ۳۶۶، جمال الدین محمد بن حسین بن محمد الخوانساری المعنی الدماوی علیہ جدیدہ العارفین ۲۶/۶

محمد بن محمد الاولالی (متوفی ۱۱۲۸ھ) ^۱

امام اہل علم و تحقیق و مدقق تھے۔ ممتاز علماء و علم حاصل کیا۔ تدریس کی مختلف فنون پر آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔
نکات اصولیہ: اصول میں "حاشیہ علی المجلد" تالیف کیا۔ ^۲

ذیلون حنفی (۱۰۴۷ھ-۱۱۳۰ھ) ^۳

حفظ قرآن کیا۔ حصول علم کے لئے مختلف علاقوں کے سفر کئے۔ سولہ برس کی عمر میں تحصیل علم مکمل کر لی۔ شہنشاہ
ہالینے ان سے ڈٹوئے تلمذ ملے کیا۔ ۱۱۰۵ھ میں حجاز مقدس کا سفر کیا، حج و زیارت سے مشرف ہوئے کے بعد علماء
مدینہ "عناو الاخوان للفقہ" کو پڑھا۔

نکات اصولیہ :

التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الایات الشرعیہ مع تعریفات المسائل الفقہیہ ، حرکۃ التالیف
میں اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا :

"جمع فیہ الایات القرآنیہ الیٰ تسخرج منها الاحکام الفقہیہ و تستنبط منها القواعد
الاصولیہ والمسائل النکاحیہ ثم فسرها وشرحها باحسن وجه یقبلہ العقل والمنطق"
(انہوں نے اس میں ان آیات قرآنیہ کو جمع کیا جن سے احکام فقہیہ کا استخراج اور قواعد اصولیہ اور فکری مسائل کا استخراج
ہوتا ہے پھر ان کی تفسیر کی اور ایسے عمدہ بیانیے میں شرح کی جسے عقل اور منطق قبول کرتی ہے)

۴۔ "نور الانوار فی شرح المناہج" ^۴

انوار انوار پر حاشیہ :

مؤلفان کی اس شرح پر شیخ محمد عبدالعلیم نے حاشیہ تحریر کیا اور اس کا نام "قصر الاقتصاد" رکھا۔

ابن اللہ بناری حنفی (متوفی ۱۱۳۳ھ) ^۵

فقہ اصولی، منطق، حکام اور دوسرے علوم کے بھی عالم تھے۔ لکھنؤ میں امام عہدے پر فائز تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

نکات اصولیہ :

۱۔ لسطر فی الاصول ۲۔ شرح محکم الاصول ۳۔ حواش علی التلویح ^۶

۱۔ امام اسامی محمد بن محمد بن محمد بن یعقوب الاولالی۔ ج۔ بیہ العربین ۵/ ۱۷۰، الفحیحین ۳/ ۳۱۶، مجمع المصنفین ۱/ ۲۳۰ (۱۷۳)

۲۔ ناہیان ابن ابوسعید بن عبداللہ (عمید) بن ابرار بن علی اکمل الصائغ ہندی جو شہری (۱۲۷۷ھ/ ۱۷۷۱ء) بغداد میں ولادت و وفات ہوئی۔

۳۔ نکاحین ۱/ ۱۲۳، حرکۃ التالیف فی الاقلام الشعمانی الہندی فی القرن الثامن عشر و التاسع عشر، جمیل احمد، ص ۱۰۸، گراپی
بہار، مکتب الاسلامیہ شہر۔ ۴۔ ابن اللہ بن نوری اللہ بن حسین بناری ہندی متوفی ۱۷۴۱ء بغداد میں ولادت ہوئی۔

۵۔ یزید بن یزید ۱/ ۲۳۳، بیہ العربین ۵/ ۲۲۷، مجمع المصنفین ۱/ ۲۳۱، ۲۳۲ (۲۲۵) یزید بن الخواطر ۲/ ۹۰ (۸۰)

خلیل بن ملا حسین الاسمری شافعی (۱۰۸۵ھ-۱۱۳۳ھ)^۱

مؤلفات اصولیہ: کتاب "اصول الفقہ" ۳ جلیف کی۔^۲

محمد بن تاج الدین الفاضل ہندی امامی (۱۰۶۲ھ-۱۱۳۷ھ)^۳

شیخی امامی علماء میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الحوزۃ البدیعة (الشریعة) فی اصول الشریعة

۲۔ رموز الاحکام الشریعة من الخمسة التکلیفیة والوجوبیة۔^۴

محمد بن عبد البہادی سندھی حنفی (متوفی ۱۱۳۸ھ)^۵

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح جمع الجوامع" لکھا۔^۶

الیاس بن ابراہیم الکروری الکوری شافعی (۱۰۳۷ھ-۱۱۳۸ھ)^۷

قیہ تھے۔ تقریباً ۷۰۰ھ میں دمشق ہا کر وہاں کے علماء سے تحصیل علم کیا۔ بیت المقدس کا پیدل سفر کیا۔ حج بیت اللہ کیا اور وہاں رہ کر کئی وزرو عافی پیاس بگھائی۔ والی دمشق وزیر جب پاشا ان کا بڑا عقیدہ و محبت کرنے والا تھا۔ ایک مرتبہ حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا :

"واللہ ان دعائی لا یصل الی السقف ، وما ینفعک دعائی والمظلومون فی حاکم یدعون علیک"

(۱) اندھیرے حق میں میری دعا محبت تک بھی نہیں پہنچے گی اور تجھے کوئی فائدہ جس دے گی کیونکہ مظلوم میری قیہ میں تیرے لئے بد دعا کر رہے ہیں)

انہوں نے مختلف فنون پر کئی کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح جمع الجوامع" تالیف کیا۔^۸

۱۔ خلیل بن ملا حسین الاسمری شافعی۔ ج ۵/۵۷۷

۲۔ محمد بن تاج الدین الفاضل ہندی۔ ج ۶/۶۱۸

۳۔ محمد بن عبد البہادی سندھی۔ ج ۶/۶۱۸

۴۔ محمد بن عبد البہادی سندھی۔ ج ۶/۶۱۸

۵۔ محمد بن عبد البہادی سندھی۔ ج ۶/۶۱۸

۶۔ محمد بن عبد البہادی سندھی۔ ج ۶/۶۱۸

۷۔ محمد بن عبد البہادی سندھی۔ ج ۶/۶۱۸

محمد بن زاذلہ قزوینی خنقی (۱۰۷۴ھ - ۱۱۳۸ھ) ^۱

اپنے زمانے کے ممتاز فقہاء میں سے تھے۔ کئی علوم کے عالم و عارف تھے۔ ان کے دو اہم تصانیف علاقے کے پہلے خنقی کہلاتے تھے۔ مصر، مکہ، قسطنطنیہ، الجزائر، جاکوہاں کے شیوخ سے علم حاصل کیا اور پھر واپس تونس لوٹ کر وہاں کے اساتذہ سے اپنے تئیں مکمل کیا۔ کئی مشہور مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ بہت سی کتابیں ان کی یادگار تصانیف ہیں۔
مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح المنار لایمن الملک" تالیف کیا۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ جامعہ تونس نمبر ۴۴۱ میں موجود ہے۔ ^۲

عبد الرحمن بن احمد بصیری خنقی (متوفی ۱۱۳۹ھ) ^۳

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الرشاد شرح الارشاد من الاصول" تالیف کی۔ ^۴

عبد افی النابلسی خنقی (۱۰۵۰ھ - ۱۱۴۳ھ) ^۵

کئی علوم کے عالم تھے۔ فقہ و اصول کی تعلیم شیخ احمد القلی سے حاصل کی۔ بغداد، سورہ، قسطنطنیہ، لبنان، مصر و الجزائر سے سفر کیا۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "خلاصہ التحقيق فی بیان التلید و التلخیص" تالیف کی۔ ^۶

ثمین قصیری زادہ خنقی (متوفی ۱۱۵۱ھ) ^۷

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح منار الانوار للنسفی فی الاصول" تالیف کی۔ ^۸

محمد بن عیسیٰ الکنانی حنبلی (۱۰۷۴ھ - ۱۱۵۳ھ) ^۹

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الزهد البہیہ فی شرح الرسالة الاصول الفقہیہ" تالیف کی۔ ^{۱۰}

محمد بن مبارک السجل مناسی مانکی (۱۰۹۰ھ - ۱۱۵۵ھ) ^{۱۱}

فقہ، محدث، حاتمۃ المحققین والعلماء والعلمین، علیہ رحمۃ تھے۔ جمیع علوم کی ریاست ان پر ختم ہوتی تھی۔
تالیفات باللہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ بہت سی کتب ناقدہ تصنیف کیں۔

۱۔ محمد بن عیسیٰ بن محمد بن عقیق قرطبی، برغان (۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۶ء) ترقی پسند تھے مگر تونس میں مستقل رہائش پذیر تھے۔

۲۔ محمد بن علی بن ۲۲۸ / ۱۸۴ (۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۶ء) ترقی پسند تھے مگر تونس میں مستقل رہائش پذیر تھے۔

۳۔ محمد بن علی بن ۲۲۸ / ۱۸۴ (۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۶ء) ترقی پسند تھے مگر تونس میں مستقل رہائش پذیر تھے۔

۴۔ محمد بن علی بن ۲۲۸ / ۱۸۴ (۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۶ء) ترقی پسند تھے مگر تونس میں مستقل رہائش پذیر تھے۔

۵۔ محمد بن علی بن ۲۲۸ / ۱۸۴ (۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۶ء) ترقی پسند تھے مگر تونس میں مستقل رہائش پذیر تھے۔

۶۔ محمد بن علی بن ۲۲۸ / ۱۸۴ (۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۶ء) ترقی پسند تھے مگر تونس میں مستقل رہائش پذیر تھے۔

۷۔ محمد بن علی بن ۲۲۸ / ۱۸۴ (۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۶ء) ترقی پسند تھے مگر تونس میں مستقل رہائش پذیر تھے۔

لہذا محمد القاز آبادی حنفی (متوفی ۱۱۶۳ھ)

یہ اس میں تعلیم حاصل کی۔ استنبول میں تدریس کی، بلکہ انکڑہ میں قاضی رہے۔ مفسر اور کئی علوم کے عالم تھے۔
یہ تعلقات تفسیر کیں۔

ذات اصولیہ :

جانب الاصول وغاشیة الفصول " (شرح مقدمات الاربعة لصدر الشریعہ)

الحمد لله الذي علم عالم تعلم من بدائع الاصول وبعد فيقول افقر عباده الله الى الله الهادي

ابو النافع احمد بن محمد بن اسحاق القاز آبادی هذه كلمات

على المقدمات الرابع التي اختر عليها صدر الشریعہ الخ

مؤلف : بل فتح مفتاح الاموياب وكشف رب الازباب (اور اس کے بعد حمد و سلام ہے) مختلف مقامات میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ ان میں سے ایک نسخہ استنبول کے میوزیم کی الماری ۳۱ میں موجود ہے۔

صاحب جہم الاصولین نے لکھا کہ کتابہ لا الی ترقی ۲۸ کی غیر مست سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا ایک حاشیہ علی شرح مختصر المنہی لکھ لکھ بھی ہے وائے علم مگر صورت حال یہ ہے کہ سید کی مختصر المنہی پر کوئی شرح نہیں ہے۔ ان کا ایک حاشیہ ہے جو شرح العنصر لمختصر المنہی پر ہے۔

عبد بن محمد الصنعانی زیدی (۱۱۱۰ھ - ۱۱۶۳ھ)

فقیر صوفی اور شاعر تھے۔ اپنے والد اور سید محمد بن اسماعیل الامیر سے تعلیم حاصل کی اور مختلف علوم میں خاص طور میں کمال حاصل کیا۔ اپنے زمانے کے کبار اور مشہور عالم تھے۔

ذات اصولیہ :

شرح منظومة الكافل في الاصول " یہ ان کے شیخ سید محمد الامیر کی کتاب کی شرح ہے۔ جو دو مجلدات پر محیط ہے۔
ان میں طویل مگر مفید بحثیں کی گئیں ہیں۔

لہذا مصطفیٰ القادی حنفی (متوفی ۱۱۶۵ھ)

حکم میں مدرس تھے۔

ذات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی مرقاة الاصول شرح مرقاة الوصول لمختصر و تالیف کی۔

مؤلف : محمد بن محمد بن اسحاق الرومی القاز آبادی متوفی ۱۷۵۰ء۔ ترکی سے تعلق تھا۔ خطبہ میں مہارت پائی۔

۱۷۵۰/۵ جہم الاصولین ۲۰۲/۱ (۱۵۱)

اس میں محمد بن اسحاق بن المہدی محمد بن الحسن بن امام القاسم بن محمد ایرانی الصنعانی زیدی (۱۶۹۸/۱۷۵۱ء) مستعار میں ولادت ہوئی۔

۱۷۵۰/۵ جہم الاصولین ۲۲۱/۱ (۲۲۳) ۵ ابو نعیم احمد بن مصطفیٰ بن عثمان الحارثی الرومی۔

۱۷۵۰/۵ جہم الاصولین ۲۲۸/۱ (۱۸۱)

اسماعیل بن عظیم الجوبہری (۱۱۶۵ھ بعدہ) ^۱

انہوں نے کئی نفع بخش کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الکلم الجوامع فی بیان مسئلۃ الاصولی لجمع الجوامع" تالیف کی۔

صاحب تنوع الجوامع کے قول "والاصولی المعارف بہا" کی شرح میں یہ رسالہ ہے۔

اولیٰہا : "حمد المنہدنا المسہاج الوصول" وہ اس کتاب کی تالیف سے ۱۱۵۰ھ میں قاری ہوئے۔

دار الکتب مصریہ نمبر ۳۰۴ کے علاوہ مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ ^۲

عمر بن محمد الشنونی (متوفی ۱۱۶۷ھ) ^۳

شاعر، ادیب، فقیہ اور اصولی تھے۔ قادیانہ آکر وہاں کے اکابر و علماء سے علم حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "صلوہ الحق القصع لطیور من لدی ان الایحۃ لیست من الاحکام" تالیف کی۔

اس میں اذکار مجتہدہ کر کے لکھے ہیں اور بتایا کہ "لیحۃ" ان اذکار میں سے ایک ہے اور ان لوگوں کا رد کیا اور احادیث کے

حکم شرعی ہونے کے منکر ہیں اور اعماء استدلال اور رد علی الخصوم میں طریقہ اصولیہ کے مطابق بحث کی گئی ہے۔ ^۴

حسن بن علی المرانی شافعی (متوفی ۱۱۷۰ھ) ^۵

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی التحریر ۲۔ حاشیہ علی جمع الجوامع۔ ^۶

حامد بن یوسف الباندردی موی حنفی (۱۱۱۱ھ-۱۱۷۲ھ) ^۷

کئی علوم کے عالم تھے۔ آستانہ سورہ مصر میں تعلیم حاصل کی اور یہ ابوہریرہ میں ایک عرصہ تک قیام کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعریفات الفحول فی الاصول" تالیف کی۔ ^۸

احمد بن علی المہینی حنفی (۱۰۸۹ھ-۱۱۷۲ھ) ^۹

جنوبی مشرقی شیعہ ابوالمواہب اور شیخ عبدالحق بن عیسیٰ اصولی حنفی (متوفی ۱۱۴۳ھ) صاحب "خلاصۃ المسائل فی

بیان التقليد والتلفیق" وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ مختلف فنون پر بہت سی کتابیں تالیف کیں۔

۱۔ اسماعیل بن عظیم الجوبہری ۵۲۱ھ میں زندہ تھے۔ ج محمد باصلحین / ۲۶۷ (۲۱۲)

۲۔ عمر بن محمد بن عبد اللہ المہینی شافعی۔ مصر میں وفات پائی۔ ج الفقہ المہینی ۱۱۸/۳

۳۔ حسن بن علی بن احمد بن عبد اللہ الطحاوی الاثری ہری المرانی۔ مصر میں وفات پائی۔ ج دیۃ المعارفین ۲۹۸/۵

۴۔ قیام الدین حامد بن یوسف بن حامد الاسعد رائی الباندردی (۱۱۷۰-۱۱۵۸ھ)۔ بخارا میں وفات پائی۔ ج دیۃ المعارفین ۲۶۰/۵ ج محمد باصلحین / ۲۶۷-۲۶۸ (۲۵۲)

۵۔ ابو النجاش احمد بن علی بن عمر بن صالح العدوی الطرابلسی الاصل بالمہینی المولود بالمشق انتقام (۱۱۷۰-۱۱۵۹ھ)۔ ج

مؤلفات اصولیہ :

علامہ سہروردی نے رسالہ "عرف المسلم" کی شرح لکھی۔ یہ عربی عارفین میں یہ الفاظ ہیں : "شرح رسالة بن فطو بن الفقه" "تہم المؤلفین میں احمد الشیخ کے حالات زندگی میں اس طرح مذکور ہے : "من تالیفہ شرح رسالة فاسم بن فطو بن الفقه"۔

احمد الأصم (متوفی ۱۱۷۲ھ)ؒ

لقبہ اصولی، ادیب اور شاعر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح المحلی یجمع الجوامع" تالیف کی۔

شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی (۱۱۱۳ھ - ۱۱۷۶ھ)ؒ

لقبہ اصولی، محدث، مفسر اور اصولی تھے۔ "فقط قرآن و تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد پندرہ برس کی عمر میں بارہ برس تک اپنے والد کے مدرسہ میں تدریس کی۔ انہوں نے علوم ظاہرہ و باطنیہ، حدیث، فقہ، عقائد، نحو و صرف کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی تھی۔ ۱۱۳۳ھ میں حرمین شریفین کا سفر کیا اور وہاں کے شیوخ سے مستفید ہوئے، پھر واپس وطن لوٹ آئے۔ فقہ حنفی و موضوعات پر دو سو سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

شاہ ولی اللہ نے اصول فقہ کے جمیع ابواب پر محیط کوئی مکمل کتاب نہیں لکھی سوائے "عقد الجید فی احکام الاجتہاد و التقلید" کے۔ اس میں ابواب اصول فقہ میں سے ایک باب "الاجتہاد و التقلید" کو زیر بحث لائے۔ زیر بحث جمیع مسائل اصول فقہ میں آپ کی مشہور صورت میں آراء موجود ہیں جنہیں ڈاکٹر مظہر نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ "عنوان" اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ میں یکجا کیا ہے۔ اس پر گرامی یونیورسٹی، پاکستان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی اور یہ مقالہ کتاب کی صورت میں چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔ المراقی نے لکھا ہے :

"من مؤلفاتہ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف وهو کما یری من اسمہ کتاب فی

اصول الفقہ"

ان کی مؤلفات میں سے ایک "الانصاف فی بیان سبب الاختلاف" ہے اور یہی کتاب اس کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ اصول فقہ میں کتاب ہے)۔

۱۔ بیہار النہج ۵/ ۱۷۵-۱۷۶، تہذیب الاصولین ۱/ ۱۷۵-۱۷۶ (۱۴۶)

۲۔ المصباح المفید ۶/ ۵۷۵-۵۷۶، قیودان میں ولادت ہوئی۔ صحیح تہذیب الاصولین ۱/ ۶۷۷ (۸۶)

۳۔ البانی میں عبدالمعز، احمد بن عبدالحکیم بن وحید الدین عمری، شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۰۳۰ھ-۱۷۶۲ھ) بہند میں ولادت ہوئی۔

۴۔ بیہار النہج ۵/ ۷۷۷، المصباح المفید ۳/ ۱۳۰، تہذیب الاصولین ۱/ ۱۳۷-۱۳۸ (۱۰۳)

محمد بن مصطفیٰ الخادمی حنفی (متوفی ۱۱۷۶ھ)ؒ

ان کے دادا عثمان شیخ سے آئے تھے اور ”خادم“ کو اپنا وطن بنالیا تھا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ”مجامع الحقائق فی الاصول“ تالیف کی۔

شرح مجامع الحقائق :

بعد میں ان کے صاحبزادہ عبد اللہ بن محمد خادمی (متوفی ۱۱۹۲ھ) نے ”مجامع الحقائق شرح مجامع الحقائق“

کے نام سے اس کتاب کی شرح لکھی۔

محمد بن محمد البلیدی مالکی (۱۰۹۶ھ-۱۱۷۶ھ)ؒ

فقہ ، عمدة المحققین ، صدر شیوخ المالکیہ اور بہت سے علوم و فنون کے عالم و عارف تھے۔ علما اہل اہم اور شام ان سے مستفید ہوئے۔ چامہ الاثر میں جب ان کا تفسیر بیضاوی کا درس ہوتا تو وہاں دوسو سے بھی زیادہ لوگ جمع ہوتے۔ ان کی بہت سی مصنفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ”رسالة فی دلالة العام علی بعض المرادہ فی الاصول“ تالیف کی۔

رستم علی القنوجی (۱۱۱۵ھ-۱۱۷۸ھ)ؒ

فقہ ، اصولی اور مفسر تھے۔ اکثر کتب و رسمہ اپنے والد سے پڑھیں اور ان کی وفات کے بعد لکھنؤ جا کر تمام کتب شیخ نظام الدین السہاوی سے پڑھیں اور واپس آ کر اپنے والد کے مدرسہ میں تدریس کی۔ قنوج پر عربیوں کے تسلط کے بعد فرس آ پا اور پھر بریلی آ کر ختم ہو گئے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ”مصلح نور الانوار شرح مدار الاصول ، لملا جنون“ تالیف کی۔

بحر العلوم لکھنوی حنفی (متوفی ۱۱۸۰ھ یا ۱۲۲۵ھ)

تاریخ وفات ۱۲۲۵ھ کے تحت ان کا بیان آئے گا۔

عبد الغفور الہدی شافعی (متوفی ۱۱۸۵ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ”رسالة فی الاصول“ تالیف کیا۔

۱۔ ابو عبد اللہ بن مصطفیٰ بن عثمان الحنفی الحنفی الشافعی ، ان کے دادا عثمان شیخ سے آئے اور خادم کو وطن بنالیا۔

۲۔ بیچہ العارلین ۵/۶۰۸۵/۳۳۳ ح محمد بن محمد بن محمد البلیدی ، البلیدی (۱۲۸۵-۱۷۶۳) کا برہ میں وفات پائی۔

۳۔ الخ لکھن ۳/۱۲۸ ح رستم علی بن علی اصغر البلیدی القنوجی (۱۷۰۳-۱۷۶۷) قنوج میں ولادت (دکن

ہوئی ، جبکہ وفات اور چماد تک بمبئی دکن بریلی میں رہی۔ ح نظم و سلیکین ۱۰/۱۰۳ (۳۳۲)

۴۔ عبد الغفور الہدی حلبی ، بیچہ العارلین ۵/۵۸۸

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "طرح الحریز فی شرح مختصر التحریز" تالیف کی ہے۔

عبداللہ بن محمد الخادمی حنفی (متوفی ۱۱۹۲ھ) ^۵

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "منافع الدقائق شرح مجامع الحقائق" تالیف کی۔ یہ کتاب ان کے والد محمد بن مصطفیٰ الزاہری (متوفی ۱۱۷۶ھ) کی اصول فقہ میں کتاب "مجامع الحقائق" کی شرح ہے۔ ^۶

محمد بن عبادہ العدوی مالکی (متوفی ۱۱۹۳ھ) ^۷

ممتاز مالکی شیوخ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ حصول علم کے لئے مصر آئے اور مختلف علوم و فنون حاصل کئے۔ کئی مینی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی جمع الجوامع ^۸ ۲۔ حاشیہ علی السعد

۳۔ تقييدات علی وروقات امام الحرمین فی الاصول ^۹

محمد بن یوسف الایمری حنفی (۱۱۳۳ھ-۱۱۹۴ھ) ^{۱۰}

عرب میں مشہور تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ المستغنی شرح المغنی فی الاصول۔ ^{۱۱}

۲۔ بدائع الافکار فی شرح اوائل الانوار۔ ^{۱۲}

حسن بن علی العشاری شافعی (۱۱۵۰ھ-۱۱۹۴ھ) ^{۱۳}

فقیر اصولی، بہترین نثر نگار اور شاعر تھے۔ فقہ کا اتنا دہ پتھا کہ "شافعی الصغیر" کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ رضا کمال کے مطابق مصر کے قاضی رہے۔ ۱۱۹۴ھ میں تدریس کے لئے بغداد سے مصر و بیسے گئے مگر سال پورا ہونے سے قبل ہی وفات پا گئے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

۱۔ ایضاح المسکون ۵۴۰/۳، ہدیۃ العارفین ۵/۸۷-۸۸، اہم الاصولین ۱۵۴/۱ (۱۰۷)

۲۔ عبداللہ بن ابی سعید محمد بن مصطفیٰ الزاہری الرومی حنفی ۳۸۵/۵

۳۔ ابوالفضل محمد بن عبادہ بن عدی الصوفی مالکی العدوی متوفی ۱۱۷۷ھ ۳۸۱/۶ ۳۸۲/۳

۴۔ محمد بن یوسف بن یعقوب بن علی بن حسن بن یحییٰ اسکندر الغزالی۔ حنفی الایمری، قابل غلبہ میں وفات پائی

۵۔ ہدیۃ العارفین ۳۸۲/۶ ۱۶۹/۳

۶۔ ابوالفضل محمد بن حسن بن علی بن حسن بن محمد بن قاسم العشاری بغدادی الشافعی (۱۱۷۳ھ-۱۱۸۰ھ) بغداد میں ولادت و وفات ہوئی

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعلیقات علی شرح جمع الجوامع للمحلی تالیف کی۔^۱

اسامیل بن محمد القونوی حنفی (متوفی ۱۱۹۵ھ)^۲

اصولی، مطلق، فہر، علوم عقیدہ و تقلید میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ قسطنطنیہ میں تہذیبیں کرتے تھے۔ اس قدر شہرت پائی کہ سلطان مصطفیٰ خان نے ان کو "خوار السعادت" کا رتیبہ اعلمین، نادر و اتمہ سلطان عبدالحمید خان بھی ان کی انتہائی تعظیم و تحريم کرتا اور جب ان کے درس میں شرکت کے لئے آتا تو سلسلہ درس جاری رکھنے کا حکم دیتا۔ ان کے بھائی سلطان مصطفیٰ کا بھی یہی معمول تھا۔ انہوں نے کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیہ علی المقدمات الأربع لصدر الشریعہ" تالیف کیا مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ ان میں سے ایک تصویر یہ (۲۳۲ جامع) میں بھی موجود ہے۔ آغاز یوں ہوتا ہے :
"الحمد لله خالق السماء والأرضین۔"

عبدالرحمن بن جاوید اللہ الثبانی مالکی (متوفی ۱۱۹۸ھ)^۳

فقیر، اصولی تھے۔ جامعہ الازہر میں تدریس حاصل کی۔ اپنے زمانے کے ممتاز جید علماء سے علمی استفادہ کیا۔ معقول و متحول میں کمال حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیہ علی شرح جلال الدین المحلی علی جمع الجوامع" دو مجلدات میں تالیف کیا۔ جو یونان سے ۱۲۸۵ھ میں چھپ چکا ہے۔

مصطفیٰ بن یوسف الموساری حنفی (متوفی ۱۱۹۹ھ)^۴

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ فتح الامراء فی شرح المعنی فی الاصول

۲۔ مفتاح الحصول علی مرآة الاصول اعنی شرح مرآة الوصول لعلاء خسرو۔

۱۔ تہذیب و تہذیب ۳/۲ ص ۳۸۸

۲۔ ایضاً فی مصاص الدین اسامیل بن محمد بن مصطفیٰ القونوی حنفی ۸۱۷ھ تا ۸۱۷ھ قادیان میں ولادت اور دمشق میں وفات پائی
جہانگیر اسامیل ۱/۲ ص ۲۷۱ (۲۱۵)

۳۔ تاریخ عبدالرحمن بن جاوید اللہ امیری فی الونانی متوفی ۸۸۳ھ مصر میں ولادت تھی۔

۴۔ مہر و تہذیب ۵/۵ ص ۵۵۵/۳ جہانگیر اسامیل ۱/۲ ص ۲۷۱ (۲۱۵)

۵۔ مصطفیٰ بن یوسف بن مراد الموساری البوسنی الدینی حنفی
جہانگیر اسامیل ۳/۳ ص ۳۳۳

علی بن صادق الشماخی (متوفی ۱۱۹۹ھ)^۱

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی مختصر المنہجی" تالیف کیا۔ ج

سید عمر بن حسین یوزجی زادہ الامدی (متوفی ۱۲۰۰ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح الوجہ فی الاصول" تالیف کی۔ ج



۱ علی بن الحجاج صادق بن محمد بن ابراہیم الداعسانی، دمشق میں سکونت اختیار کی۔

ج بیچہ العارفین ۵/۷۷۰

ج ایضاح المکنون ۳/۳۷۰، بیچہ العارفین ۵/۸۵۸۰

تیرہویں صدی ہجری کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

فیض اللہ الداعستانی شافعی (متوفی ۱۲۰۲ھ)^۱

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ”حاشیہ علی جمع الجوامع فی الفروع“ تالیف کیا۔^۲

میدار ابراہیم القروینی شیعہ (متوفی ۱۲۰۳ھ)^۳

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ”طبایع الاصول“ تالیف کی۔^۴

محمد باقر بن محمد اکمل البیہبانی شیعہ (متوفی ۱۲۰۸ھ)^۵

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی الذخیرہ ۲۔ حاشیہ علی معالم الاصول۔^۶

محمد بن یونس الخلیفی شافعی (۱۱۳۱ھ-۱۲۰۹ھ)^۷

فقیر، اصولی اور نحوئی تھے۔ منصب افتاء پر فائز ہوئے۔ اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔^۸

محمد بن محمد الاحمد وی حنفی (۱۱۳۶ھ-۱۲۱۲ھ)^۹

آستان مدرس تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ”جامع الفصول فی علم الفروع والاصول“ تالیف کی۔^{۱۰}

۱۔ فیض اللہ بن عبد اللہ الداعستانی شافعی مدظلہ العالی درمیان ۱۲۰۲ھ میں واپس آئے۔

۲۔ بیچہ العارفين ۸۳۴/۵ سید ابراہیم بن باقر القروینی اقصیٰ ج ۱، بیچہ العارفين ۲۳/۲۴

۳۔ محمد باقر بن محمد اکمل البیہبانی القاری اصفہانی بحر بلا میں آکر مقیم ہو گئے تھے۔ ج ۱، بیچہ العارفين ۲۵/۶

۴۔ محمد باقر بن محمد بن یونس الخلیفی ازہری اصفہانی (۱۱۷۹-۱۲۵۹ھ) کا بیرو کے رہنے والے تھے۔

۵۔ بیچہ العارفين ۸۳۴/۵، محمد الاصولین ۱۵/۱ (۱۹۳)

۶۔ محمد بن محمد بن محمد بن محمد الاحمد وی حنفی آستان مدرس تھے۔

۷۔ بیچہ العارفين ۸۵۶/۳، ج ۱، بیچہ العارفين ۲۸/۵

سید محمد مہدی البروجردی شیعہ (۱۱۵۵ھ-۱۲۱۲ھ)^۱
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الوافیۃ فی الاصول
۲۔ قواعد الاصولیہ

حسین بن علی الایدینی حنفی (متوفی ۱۲۱۳ھ)^۲

شیخ ندوی کے شاگرد تھے۔ پہلے اپنے شہر مغنیہ یا میں وفات تک تہہ کی خدمات انجام دیتے رہے۔
مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیہ علی حاشیہ السید لشرح العضد لمختصر ابن الحاجب" تالیف کیا۔ ایضاً
المکون اور معجم العلوفین دونوں میں اس طرح مذکور ہے

"حسن الرومی الشہید بطائفة زادہ لہ حاشیہ علی شرح الشریف الجرجانی لمصنی السؤل والامل"

(حسین رونق جو طائفت زادے مشہور ہیں۔ ان کا شرح الشریف الجرجانی لمصنی السؤل والامل پر حاشیہ ہے)

مگر حقیقت حال یہ ہے کہ شریف جرجانی نے نہ تو شرح لمصنی السؤل والامل تالیف کی اور نہ ہی مختصر السؤل
تالیف کی، بلکہ ان کا شرح العضد لمختصر السؤل پر حاشیہ ہے۔ وائد العلم

اسماعیل بن مصطفیٰ تائب حنفی (متوفی ۱۲۱۳ھ)^۳

عالم تھے۔ عیناب میں قاضی بنائے گئے۔ کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

ایضاً المکون کے مطابق انہوں نے کتاب "شرح مصنی السؤل والامل لابن الحاجب" تالیف کی، جب کہ
بدیہ الحارثین میں اس طرح مذکور ہے : حاشیہ علی حاشیہ السید علی شرح العضد علی مختصر ابن الحاجب

احمد ابوسلامہ شافعی (متوفی ۱۲۱۵ھ)^۴

اصول و فروع میں تبحر تھا۔ علوم نقلیہ، نحویہ، منطقیہ اور فقیہہ میں کمال حاصل کیا۔ فروع فقہیہ اور
مذہب اہل بیت کے وقتی مسائل میں مختصر رہے۔ اصول فربہ میں ان کا ذہن قیاس و فہم و فکر میں تھوڑا سا کثرت و مطالعہ کے

۱۔ بحر العلوم السید محمد مہدی بن السید مرتضیٰ بن محمد علی المازنی البروجردی

ج۔ بیہ العارلین ۳۵۱/۶

۲۔ حسین بن علی الایدینی الرومی حنفی طائفت زادہ متوفی ۹۸۷ھ مغنیہ یا میں وفات پائی
ج۔ ایضاً المکون ۵۳۳/۵ میں تاریخ وفات ۹۷۹ھ مذکور ہے، اسی طرح مہم المکون ۱۴۱/۳ میں مذکور ہے۔ بیہ العارلین ۳۲۸/۵ مہم المکون

۳۔ اسماعیل بن مصطفیٰ تائب حنفی تائب متوفی ۹۹۷ھ فلسطین میں وفات پائی

۱۴۱/۴ (۳۰۹)

۴۔ ایضاً المکون ۵۳۳/۵ بیہ العارلین ۳۲۲/۵ مہم المکون ۱۴۱/۴ (۲۱۶) اس میں بیہ العارلین ۱۲۲/۵ مذکور ہے جو کہ کتاب کی
قلمی ہے۔ اصلا یہ ۳۲۲/۵ لاخوالہ ہے جے لکھنا محمد بن سلامہ ابوسلامہ شافعی متوفی ۱۸۰۰ھ

جب اصول کی ان کی کتب قدیمہ پر مطلع رہتے جن سے عموماً متاخرین یہ اعتقاد ہی برتتے تھے۔ ان کے زمانے کے لغوی مسائل اصولیہ میں ان کی طرف رجوع کرتے اور ان کے قول پر اکتفا دیکھا جاتا۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔^۱

احمد بن محمد العطار امامی (۱۱۲۸ھ - ۱۲۱۵ھ)^۲

فقہ اصولی و عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں دو مجلدات پر مشتمل ایک بڑی کتاب تالیف کی اور اس کا نام ”التحقیق“ رکھا۔^۳

محمد بن احمد الجوبیری الصغیر شافعی (۱۱۵۱ھ - ۱۲۱۵ھ)^۴

فقہ اصولی و ادیب و دینی تھے۔ فقہ اصول کی تعلیم کے لئے شیخ الاسلامی کے دروس میں شرکت کی۔ جلد۱۱۲۸ھ میں مدینہ منورہ کی درخواست کی گئی مگر انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ شیخ الجامعہ الازہری شیخ احمد الدمشوری کی بات کے بعد جب شیخ عبد الرحمن العریش حنفی کو ان کی جگہ سزا دیا تو اس فیصلے سے ناراض شافعی علما مان کے پاس آئے۔ ان کے بعد ان کی درخواست پر امرامہ و فقہاء شافعیہ کا امام شافعی کے مزار کے پاس اجتماع ہوا۔ انہوں نے شیخ الازہری کے لئے شیخ احمد العریش شافعی کو منتخب کیا تو سب کو یہ فیصلہ ماننا پڑا اور ایسا ہی ہوا۔ وہ کئی بہترین کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے ”رسالة في الاصولي والاصول“ تالیف کیا۔ یہی العارفین میں ہے ”مرقي الوصول الى معنی الاصولي والاصول“۔ دارالکتب المصریہ میں اس کا منقوط موجود ہے۔ اس کے مطابق شیخ جوبیری اس کے شہر میں فرماتے ہیں :

”لما من الکرم الوهاب بمطالعة شرح جمع الجوامع مع بعض الاصحاب وکان فی تکلمه علی مسئلة الاصولي والاصول نوع غموض علی بعض الالذهان والعقول اردت ان اکتب علیها بعض شيء یحل مانیها ما زجا للشرح بالمشروح“۔^۵

(اب اللہ کریم نے بعض اصحاب کے ساتھ شرح جمع الجوامع کے مطالعہ کا احسان فرمایا اور مسئلہ الاصولی والاصول کی بحث میں بعض ذہنوں اور عقولوں پر کچھ غلطی کی تھی۔ میں نے چاہا کہ اس پر کچھ کھوں جو ان پر شیعہ کی کوڑ و گروہ اور جو میرے مشروح کے ذریعہ شرح کی مطابقت اور اعانت کر سکتے)

وہ اس کتاب کی تالیف سے ۱۱۹۶ھ میں فارغ ہوئے تھے۔

۱۔ مجمع الاصولین ۱/۱۲۳ (۸۸)

۲۔ احمد بن محمد بن علی بن سیف الدین الحنفی الحنفی امام الدی العطار (۱۱۶۱ھ - ۱۲۰۰ھ) مع مجمع الاصولین ۱/۲۲۳ (۱۶۶)

۳۔ ابوالہادی محمد بن احمد بن حسن بن عبد اللہ کریم القالدی، جوبیری مشیر ابن الجوبیری شافعی (۱۱۸۰ھ - ۱۲۳۸ھ) مصر میں وفات پائی

۴۔ ذیہ الدین محمد بن ۲/۳۵۳، الطبع المبین ۳/۱۳۶ - ۱۳۸، تہرست الکتب العربیہ المخطوطہ بالکتب خانہ المصریہ ۲/۲۹۲ (علم الاصول) مع درجہ حب احمد ابوالکریم ابوالہادی مصر مطبعہ المعتمدیہ ۱۳۰۵ھ

اسماعیل مفید بن علی رومی حنفی (۱۱۳۲ھ - ۱۲۱۷ھ)^۱

فاضل، ادیب و خطاط تھے۔ مولیٰ حرمین میں سے تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔
مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "شرح المنار للنسفی" تالیف کی۔ اس کا ایک نسخہ پرستین (۱۵۰۸) ۹۰۸ (۵۹۸۵) میں موجود ہے۔ آثار ان کلمات سے ہوتا ہے : الحمد للہ الذی اوشد لنا طریق الوصول الی علم الاصول۔ اعادہ فیہذا ہل عقد المنار الخ۔^۲

صالح بن محمد الفلانی مالکی (۱۱۶۶ھ - ۱۲۱۸ھ)^۳

فقیر، اصولی، محدث، حافظ تھے۔ سوڈان میں ولادت و نشاۃ ہوئی۔ مراکش و تونس و مصر کے علمی اسفار کئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا۔ مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی تھی، انتقال تک وہیں تدریس کرتے رہے۔ انہوں نے کتاب "ایضاح ہم الامصار" لافلہ، مسید المهاجرین والاصرار" بھی تالیف کی جو ۱۲۹۸ھ میں ہند سے چھپ چکی ہے۔^۴

عبد الحمید السباعی شافعی (متوفی ۱۲۲۰ھ)^۵

فقیر، اصولی تھے۔ شافعی المذہب ہونے کے باوجود مذہب حنفی کی مستند افتاء پر قناعت رکھتے گئے اور وہ اس کے مطابق فتویٰ دیتے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ان کے زمانے میں دونوں مذاہب کا اہل سے بڑا کوئی عالم نہیں تھا اور روح قطعاً مغربی سے پروا کر جانے تک اس خدمت کو انجام دیتے رہے۔ ان کی کئی مؤلفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی جمع الجوامع" دو ضخیم جلدوں میں تالیف کیا۔^۶

اسد اللہ انکاظمی شیعہ (متوفی ۱۲۲۰ھ)^۷

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نظم زیلۃ الاصول" تالیف کی شہ مزید ۱۲۳۳ھ کے ضمن میں ان کا ذکر کیا جائے گا۔

خلیل بن احمد القنوی حنفی (متوفی ۱۲۲۳ھ)^۸

فقیر، اصولی و فقیہ اور مفسر تھے۔ شہر مغنیہ یا میں مقیم رہے۔ کئی علوم و فنون پر کتابیں لکھیں۔

۱۔ اسماعیل مفید بن علی خطار الرئی المشقہ فی الحکم (۱۸۰۳ء - ۱۸۰۳ء)

۲۔ جامع المعارفین ۵/۲۲۳، مجمع الأصولین ۱/۲۶۶ (۲۱۱)، مجمع المعارفین ۲/۲۹۷

۳۔ صالح بن محمد بن نور بن عبد اللہ احرری المالکی مالکی (۱۸۰۳ء - ۱۸۰۳ء) سوڈان میں ولادت اور مدینہ منورہ میں وفات ہوئی

۴۔ جامع المعارفین ۵/۲۲۳، مجمع الأصولین ۲/۳۹۷ (۳۷۵) ۵۔ عبد الحمید بن عبد الوہاب شہابی مکس شافعی متوفی ۱۸۰۵ء

۶۔ مجمع الأصولین ۲/۲۹۷ (۲۹۵) ۷۔ اسد اللہ ابن انکاظمی مالکی حنفی متوفی ۱۸۰۵ء

۸۔ خلیل بن احمد بن محمد القنوی الرئی حنفی متوفی ۱۸۰۹ء مغنیہ یا میں وفات پائی۔ ۹۔ جامع المعارفین ۵/۲۲۳

توفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیہ علی حاشیہ السید للشرح المقصد" تالیف کیا۔ اینٹاں لکھوان اور محمد امین القین میں اس طرح ہے : "لہ شرح مکتبی السؤل والامل فی علمی الاصول والجدل لاین الحاحب (واللہ اعلم)۔"

بزرگوار علامہ عبدالحی کھنوی حنفی (۱۱۳۴ھ - ۱۲۲۵ھ)ؒ

فقیر اصولی اور منطقی تھے۔

اپنے والد سے کتب درسیہ چڑھ کر ستر و برس کی عمر میں فراغت پائی۔ والد کی وفات کے بعد ان کی جگہ مدرسہ فرنگی میں کھنوی مدرسہ میں کی پھر شاہجہاں پورہ رام پور اور پھر بہار آ کر زندگی کے باقی ایام درس و تدریس میں گزاریے۔ مولفہ کے ماہ و وقت و منطق میں بھی آپ کی تصانیف ہیں۔

توفات اصولیہ :

۱۔ فوایح الرحمت شرح مسلوہ النہوت فی اصول الفقہ۔ یہ شرح اور امام غزالی کی کتاب "المستغنی" دونوں کا ایک ساتھ ۱۲۶۳ھ میں مطبعہ بلاق سے دو جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

فتح الرحمت پر حواشی :

شاہ احمد رضا خان بریلوی حنفی (متوفی ۱۳۳۰ھ) نے اس پر حواشی لکھے جو تقریباً ۲۱ صفحات میں ہیں۔ اس کے زیرِ ملاحظہ کی فوٹو اسٹیت کاپی کراچی میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی لائبریری میں موجود ہے۔

۲۔ تکملہ شرح تحریر الاصول

۳۔ مکتوبہ المنار "یہ المنار کی فارسی میں شرح ہے۔ اس کو ڈاکٹر فاضل برکات احمد کوٹلی نے عربی زبان میں منتقل کیا۔ مظہر بقا نے کہا کہ اس کے نسخہ کی فوٹو کاپی ان کے پاس موجود ہے جو انہوں نے ان کے بچے ڈاکٹر سید محمود احمد برکاتی سے لی تھی۔

۴۔ شرح اصول البرہدویؒ

عبد اللہ بن حجازی الشراقوی شافعی (۱۱۵۰ھ - ۱۲۲۷ھ)ؒ

پیدائش بروز جمعہ ۱۱۵۰ھ سے تعلیم حاصل کی اور پھر جامعہ الازہر میں درس رہے۔ مختلف علوم پر آپ نے کتابیں تالیف کیں۔

توفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "وسالۃ فی مسالۃ اصولیہ علی جمیع الجوامع فی الاصول" تالیف کی۔

۱۔ اینٹاں لکھوان ۵۷۷/۵، بیروت دار الفکر ۱۳۵۶/۲، ص ۹۰/۲ (۳۲۷)

۲۔ ایامہاں بزرگوار علامہ عبدالحی محمد بن نظام الدین محمد کتبہ الانصاری۔ (۱۸۱۰/۱۷۳۱)

۳۔ بیروت دار الفکر ۵۸۶/۵، ۵۸۷/۵، ص ۵۸۷/۵، ۵۸۸/۵، ۵۸۹/۵، ۵۹۰/۵، ۵۹۱/۵، ۵۹۲/۵، ۵۹۳/۵، ۵۹۴/۵، ۵۹۵/۵، ۵۹۶/۵، ۵۹۷/۵، ۵۹۸/۵، ۵۹۹/۵، ۶۰۰/۵، ۶۰۱/۵، ۶۰۲/۵، ۶۰۳/۵، ۶۰۴/۵، ۶۰۵/۵، ۶۰۶/۵، ۶۰۷/۵، ۶۰۸/۵، ۶۰۹/۵، ۶۱۰/۵، ۶۱۱/۵، ۶۱۲/۵، ۶۱۳/۵، ۶۱۴/۵، ۶۱۵/۵، ۶۱۶/۵، ۶۱۷/۵، ۶۱۸/۵، ۶۱۹/۵، ۶۲۰/۵، ۶۲۱/۵، ۶۲۲/۵، ۶۲۳/۵، ۶۲۴/۵، ۶۲۵/۵، ۶۲۶/۵، ۶۲۷/۵، ۶۲۸/۵، ۶۲۹/۵، ۶۳۰/۵، ۶۳۱/۵، ۶۳۲/۵، ۶۳۳/۵، ۶۳۴/۵، ۶۳۵/۵، ۶۳۶/۵، ۶۳۷/۵، ۶۳۸/۵، ۶۳۹/۵، ۶۴۰/۵، ۶۴۱/۵، ۶۴۲/۵، ۶۴۳/۵، ۶۴۴/۵، ۶۴۵/۵، ۶۴۶/۵، ۶۴۷/۵، ۶۴۸/۵، ۶۴۹/۵، ۶۵۰/۵، ۶۵۱/۵، ۶۵۲/۵، ۶۵۳/۵، ۶۵۴/۵، ۶۵۵/۵، ۶۵۶/۵، ۶۵۷/۵، ۶۵۸/۵، ۶۵۹/۵، ۶۶۰/۵، ۶۶۱/۵، ۶۶۲/۵، ۶۶۳/۵، ۶۶۴/۵، ۶۶۵/۵، ۶۶۶/۵، ۶۶۷/۵، ۶۶۸/۵، ۶۶۹/۵، ۶۷۰/۵، ۶۷۱/۵، ۶۷۲/۵، ۶۷۳/۵، ۶۷۴/۵، ۶۷۵/۵، ۶۷۶/۵، ۶۷۷/۵، ۶۷۸/۵، ۶۷۹/۵، ۶۸۰/۵، ۶۸۱/۵، ۶۸۲/۵، ۶۸۳/۵، ۶۸۴/۵، ۶۸۵/۵، ۶۸۶/۵، ۶۸۷/۵، ۶۸۸/۵، ۶۸۹/۵، ۶۹۰/۵، ۶۹۱/۵، ۶۹۲/۵، ۶۹۳/۵، ۶۹۴/۵، ۶۹۵/۵، ۶۹۶/۵، ۶۹۷/۵، ۶۹۸/۵، ۶۹۹/۵، ۷۰۰/۵، ۷۰۱/۵، ۷۰۲/۵، ۷۰۳/۵، ۷۰۴/۵، ۷۰۵/۵، ۷۰۶/۵، ۷۰۷/۵، ۷۰۸/۵، ۷۰۹/۵، ۷۱۰/۵، ۷۱۱/۵، ۷۱۲/۵، ۷۱۳/۵، ۷۱۴/۵، ۷۱۵/۵، ۷۱۶/۵، ۷۱۷/۵، ۷۱۸/۵، ۷۱۹/۵، ۷۲۰/۵، ۷۲۱/۵، ۷۲۲/۵، ۷۲۳/۵، ۷۲۴/۵، ۷۲۵/۵، ۷۲۶/۵، ۷۲۷/۵، ۷۲۸/۵، ۷۲۹/۵، ۷۳۰/۵، ۷۳۱/۵، ۷۳۲/۵، ۷۳۳/۵، ۷۳۴/۵، ۷۳۵/۵، ۷۳۶/۵، ۷۳۷/۵، ۷۳۸/۵، ۷۳۹/۵، ۷۴۰/۵، ۷۴۱/۵، ۷۴۲/۵، ۷۴۳/۵، ۷۴۴/۵، ۷۴۵/۵، ۷۴۶/۵، ۷۴۷/۵، ۷۴۸/۵، ۷۴۹/۵، ۷۵۰/۵، ۷۵۱/۵، ۷۵۲/۵، ۷۵۳/۵، ۷۵۴/۵، ۷۵۵/۵، ۷۵۶/۵، ۷۵۷/۵، ۷۵۸/۵، ۷۵۹/۵، ۷۶۰/۵، ۷۶۱/۵، ۷۶۲/۵، ۷۶۳/۵، ۷۶۴/۵، ۷۶۵/۵، ۷۶۶/۵، ۷۶۷/۵، ۷۶۸/۵، ۷۶۹/۵، ۷۷۰/۵، ۷۷۱/۵، ۷۷۲/۵، ۷۷۳/۵، ۷۷۴/۵، ۷۷۵/۵، ۷۷۶/۵، ۷۷۷/۵، ۷۷۸/۵، ۷۷۹/۵، ۷۸۰/۵، ۷۸۱/۵، ۷۸۲/۵، ۷۸۳/۵، ۷۸۴/۵، ۷۸۵/۵، ۷۸۶/۵، ۷۸۷/۵، ۷۸۸/۵، ۷۸۹/۵، ۷۹۰/۵، ۷۹۱/۵، ۷۹۲/۵، ۷۹۳/۵، ۷۹۴/۵، ۷۹۵/۵، ۷۹۶/۵، ۷۹۷/۵، ۷۹۸/۵، ۷۹۹/۵، ۸۰۰/۵، ۸۰۱/۵، ۸۰۲/۵، ۸۰۳/۵، ۸۰۴/۵، ۸۰۵/۵، ۸۰۶/۵، ۸۰۷/۵، ۸۰۸/۵، ۸۰۹/۵، ۸۱۰/۵، ۸۱۱/۵، ۸۱۲/۵، ۸۱۳/۵، ۸۱۴/۵، ۸۱۵/۵، ۸۱۶/۵، ۸۱۷/۵، ۸۱۸/۵، ۸۱۹/۵، ۸۲۰/۵، ۸۲۱/۵، ۸۲۲/۵، ۸۲۳/۵، ۸۲۴/۵، ۸۲۵/۵، ۸۲۶/۵، ۸۲۷/۵، ۸۲۸/۵، ۸۲۹/۵، ۸۳۰/۵، ۸۳۱/۵، ۸۳۲/۵، ۸۳۳/۵، ۸۳۴/۵، ۸۳۵/۵، ۸۳۶/۵، ۸۳۷/۵، ۸۳۸/۵، ۸۳۹/۵، ۸۴۰/۵، ۸۴۱/۵، ۸۴۲/۵، ۸۴۳/۵، ۸۴۴/۵، ۸۴۵/۵، ۸۴۶/۵، ۸۴۷/۵، ۸۴۸/۵، ۸۴۹/۵، ۸۵۰/۵، ۸۵۱/۵، ۸۵۲/۵، ۸۵۳/۵، ۸۵۴/۵، ۸۵۵/۵، ۸۵۶/۵، ۸۵۷/۵، ۸۵۸/۵، ۸۵۹/۵، ۸۶۰/۵، ۸۶۱/۵، ۸۶۲/۵، ۸۶۳/۵، ۸۶۴/۵، ۸۶۵/۵، ۸۶۶/۵، ۸۶۷/۵، ۸۶۸/۵، ۸۶۹/۵، ۸۷۰/۵، ۸۷۱/۵، ۸۷۲/۵، ۸۷۳/۵، ۸۷۴/۵، ۸۷۵/۵، ۸۷۶/۵، ۸۷۷/۵، ۸۷۸/۵، ۸۷۹/۵، ۸۸۰/۵، ۸۸۱/۵، ۸۸۲/۵، ۸۸۳/۵، ۸۸۴/۵، ۸۸۵/۵، ۸۸۶/۵، ۸۸۷/۵، ۸۸۸/۵، ۸۸۹/۵، ۸۹۰/۵، ۸۹۱/۵، ۸۹۲/۵، ۸۹۳/۵، ۸۹۴/۵، ۸۹۵/۵، ۸۹۶/۵، ۸۹۷/۵، ۸۹۸/۵، ۸۹۹/۵، ۹۰۰/۵، ۹۰۱/۵، ۹۰۲/۵، ۹۰۳/۵، ۹۰۴/۵، ۹۰۵/۵، ۹۰۶/۵، ۹۰۷/۵، ۹۰۸/۵، ۹۰۹/۵، ۹۱۰/۵، ۹۱۱/۵، ۹۱۲/۵، ۹۱۳/۵، ۹۱۴/۵، ۹۱۵/۵، ۹۱۶/۵، ۹۱۷/۵، ۹۱۸/۵، ۹۱۹/۵، ۹۲۰/۵، ۹۲۱/۵، ۹۲۲/۵، ۹۲۳/۵، ۹۲۴/۵، ۹۲۵/۵، ۹۲۶/۵، ۹۲۷/۵، ۹۲۸/۵، ۹۲۹/۵، ۹۳۰/۵، ۹۳۱/۵، ۹۳۲/۵، ۹۳۳/۵، ۹۳۴/۵، ۹۳۵/۵، ۹۳۶/۵، ۹۳۷/۵، ۹۳۸/۵، ۹۳۹/۵، ۹۴۰/۵، ۹۴۱/۵، ۹۴۲/۵، ۹۴۳/۵، ۹۴۴/۵، ۹۴۵/۵، ۹۴۶/۵، ۹۴۷/۵، ۹۴۸/۵، ۹۴۹/۵، ۹۵۰/۵، ۹۵۱/۵، ۹۵۲/۵، ۹۵۳/۵، ۹۵۴/۵، ۹۵۵/۵، ۹۵۶/۵، ۹۵۷/۵، ۹۵۸/۵، ۹۵۹/۵، ۹۶۰/۵، ۹۶۱/۵، ۹۶۲/۵، ۹۶۳/۵، ۹۶۴/۵، ۹۶۵/۵، ۹۶۶/۵، ۹۶۷/۵، ۹۶۸/۵، ۹۶۹/۵، ۹۷۰/۵، ۹۷۱/۵، ۹۷۲/۵، ۹۷۳/۵، ۹۷۴/۵، ۹۷۵/۵، ۹۷۶/۵، ۹۷۷/۵، ۹۷۸/۵، ۹۷۹/۵، ۹۸۰/۵، ۹۸۱/۵، ۹۸۲/۵، ۹۸۳/۵، ۹۸۴/۵، ۹۸۵/۵، ۹۸۶/۵، ۹۸۷/۵، ۹۸۸/۵، ۹۸۹/۵، ۹۹۰/۵، ۹۹۱/۵، ۹۹۲/۵، ۹۹۳/۵، ۹۹۴/۵، ۹۹۵/۵، ۹۹۶/۵، ۹۹۷/۵، ۹۹۸/۵، ۹۹۹/۵، ۱۰۰۰/۵، ۱۰۰۱/۵، ۱۰۰۲/۵، ۱۰۰۳/۵، ۱۰۰۴/۵، ۱۰۰۵/۵، ۱۰۰۶/۵، ۱۰۰۷/۵، ۱۰۰۸/۵، ۱۰۰۹/۵، ۱۰۱۰/۵، ۱۰۱۱/۵، ۱۰۱۲/۵، ۱۰۱۳/۵، ۱۰۱۴/۵، ۱۰۱۵/۵، ۱۰۱۶/۵، ۱۰۱۷/۵، ۱۰۱۸/۵، ۱۰۱۹/۵، ۱۰۲۰/۵، ۱۰۲۱/۵، ۱۰۲۲/۵، ۱۰۲۳/۵، ۱۰۲۴/۵، ۱۰۲۵/۵، ۱۰۲۶/۵، ۱۰۲۷/۵، ۱۰۲۸/۵، ۱۰۲۹/۵، ۱۰۳۰/۵، ۱۰۳۱/۵، ۱۰۳۲/۵، ۱۰۳۳/۵، ۱۰۳۴/۵، ۱۰۳۵/۵، ۱۰۳۶/۵، ۱۰۳۷/۵، ۱۰۳۸/۵، ۱۰۳۹/۵، ۱۰۴۰/۵، ۱۰۴۱/۵، ۱۰۴۲/۵، ۱۰۴۳/۵، ۱۰۴۴/۵، ۱۰۴۵/۵، ۱۰۴۶/۵، ۱۰۴۷/۵، ۱۰۴۸/۵، ۱۰۴۹/۵، ۱۰۵۰/۵، ۱۰۵۱/۵، ۱۰۵۲/۵، ۱۰۵۳/۵، ۱۰۵۴/۵، ۱۰۵۵/۵، ۱۰۵۶/۵، ۱۰۵۷/۵، ۱۰۵۸/۵، ۱۰۵۹/۵، ۱۰۶۰/۵، ۱۰۶۱/۵، ۱۰۶۲/۵، ۱۰۶۳/۵، ۱۰۶۴/۵، ۱۰۶۵/۵، ۱۰۶۶/۵، ۱۰۶۷/۵، ۱۰۶۸/۵، ۱۰۶۹/۵، ۱۰۷۰/۵، ۱۰۷۱/۵، ۱۰۷۲/۵، ۱۰۷۳/۵، ۱۰۷۴/۵، ۱۰۷۵/۵، ۱۰۷۶/۵، ۱۰۷۷/۵، ۱۰۷۸/۵، ۱۰۷۹/۵، ۱۰۸۰/۵، ۱۰۸۱/۵، ۱۰۸۲/۵، ۱۰۸۳/۵، ۱۰۸۴/۵، ۱۰۸۵/۵، ۱۰۸۶/۵، ۱۰۸۷/۵، ۱۰۸۸/۵، ۱۰۸۹/۵، ۱۰۹۰/۵، ۱۰۹۱/۵، ۱۰۹۲/۵، ۱۰۹۳/۵، ۱۰۹۴/۵، ۱۰۹۵/۵، ۱۰۹۶/۵، ۱۰۹۷/۵، ۱۰۹۸/۵، ۱۰۹۹/۵، ۱۱۰۰/۵، ۱۱۰۱/۵، ۱۱۰۲/۵، ۱۱۰۳/۵، ۱۱۰۴/۵، ۱۱۰۵/۵، ۱۱۰۶/۵، ۱۱۰۷/۵، ۱۱۰۸/۵، ۱۱۰۹/۵، ۱۱۱۰/۵، ۱۱۱۱/۵، ۱۱۱۲/۵، ۱۱۱۳/۵، ۱۱۱۴/۵، ۱۱۱۵/۵، ۱۱۱۶/۵، ۱۱۱۷/۵، ۱۱۱۸/۵، ۱۱۱۹/۵، ۱۱۲۰/۵، ۱۱۲۱/۵، ۱۱۲۲/۵، ۱۱۲۳/۵، ۱۱۲۴/۵، ۱۱۲۵/۵، ۱۱۲۶/۵، ۱۱۲۷/۵، ۱۱۲۸/۵، ۱۱۲۹/۵، ۱۱۳۰/۵، ۱۱۳۱/۵، ۱۱۳۲/۵، ۱۱۳۳/۵، ۱۱۳۴/۵، ۱۱۳۵/۵، ۱۱۳۶/۵، ۱۱۳۷/۵، ۱۱۳۸/۵، ۱۱۳۹/۵، ۱۱۴۰/۵، ۱۱۴۱/۵، ۱۱۴۲/۵، ۱۱۴۳/۵، ۱۱۴۴/۵، ۱۱۴۵/۵، ۱۱۴۶/۵، ۱۱۴۷/۵، ۱۱۴۸/۵، ۱۱۴۹/۵، ۱۱۵۰/۵، ۱۱۵۱/۵، ۱۱۵۲/۵، ۱۱۵۳/۵، ۱۱۵۴/۵، ۱۱۵۵/۵، ۱۱۵۶/۵، ۱۱۵۷/۵، ۱۱۵۸/۵، ۱۱۵۹/۵، ۱۱۶۰/۵، ۱۱۶۱/۵، ۱۱۶۲/۵، ۱۱۶۳/۵، ۱۱۶۴/۵، ۱۱۶۵/۵، ۱۱۶۶/۵، ۱۱۶۷/۵، ۱۱۶۸/۵، ۱۱۶۹/۵، ۱۱۷۰/۵، ۱۱۷۱/۵، ۱۱۷۲/۵، ۱۱۷۳/۵، ۱۱۷۴/۵، ۱۱۷۵/۵، ۱۱۷۶/۵، ۱۱۷۷/۵، ۱۱۷۸/۵، ۱۱۷۹/۵، ۱۱۸۰/۵، ۱۱۸۱/۵، ۱۱۸۲/۵، ۱۱۸۳/۵، ۱۱۸۴/۵، ۱۱۸۵/۵، ۱۱۸۶/۵، ۱۱۸۷/۵، ۱۱۸۸/۵، ۱۱۸۹/۵، ۱۱۹۰/۵، ۱۱۹۱/۵، ۱۱۹۲/۵، ۱۱۹۳/۵، ۱۱۹۴/۵، ۱۱۹۵/۵، ۱۱۹۶/۵، ۱۱۹۷/۵، ۱۱۹۸/۵، ۱۱۹۹/۵، ۱۲۰۰/۵، ۱۲۰۱/۵، ۱۲۰۲/۵، ۱۲۰۳/۵، ۱۲۰۴/۵، ۱۲۰۵/۵، ۱۲۰۶/۵، ۱۲۰۷/۵، ۱۲۰۸/۵، ۱۲۰۹/۵، ۱۲۱۰/۵، ۱۲۱۱/۵، ۱۲۱۲/۵، ۱۲۱۳/۵، ۱۲۱۴/۵، ۱۲۱۵/۵، ۱۲۱۶/۵، ۱۲۱۷/۵، ۱۲۱۸/۵، ۱۲۱۹/۵، ۱۲۲۰/۵، ۱۲۲۱/۵، ۱۲۲۲/۵، ۱۲۲۳/۵، ۱۲۲۴/۵، ۱۲۲۵/۵، ۱۲۲۶/۵، ۱۲۲۷/۵، ۱۲۲۸/۵، ۱۲۲۹/۵، ۱۲۳۰/۵، ۱۲۳۱/۵، ۱۲۳۲/۵، ۱۲۳۳/۵، ۱۲۳۴/۵، ۱۲۳۵/۵، ۱۲۳۶/۵، ۱۲۳۷/۵، ۱۲۳۸/۵، ۱۲۳۹/۵، ۱۲۴۰/۵، ۱۲۴۱/۵، ۱۲۴۲/۵، ۱۲۴۳/۵، ۱۲۴۴/۵، ۱۲۴۵/۵، ۱۲۴۶/۵، ۱۲۴۷/۵، ۱۲۴۸/۵، ۱۲۴۹/۵، ۱۲۵۰/۵، ۱۲۵۱/۵، ۱۲۵۲/۵، ۱۲۵۳/۵، ۱۲۵۴/۵، ۱۲۵۵/۵، ۱۲۵۶/۵، ۱۲۵۷/۵، ۱۲۵۸/۵، ۱۲۵۹/۵، ۱۲۶۰/۵، ۱۲۶۱/۵، ۱۲۶۲/۵، ۱۲۶۳/۵، ۱۲۶۴/۵، ۱۲۶۵/۵، ۱۲۶۶/۵، ۱۲۶۷/۵، ۱۲۶۸/۵، ۱۲۶۹/۵، ۱۲۷۰/۵، ۱۲۷۱/۵، ۱۲۷۲/۵، ۱۲۷۳/۵، ۱۲۷۴/۵، ۱۲۷۵/۵، ۱۲۷۶/۵، ۱۲۷۷/۵، ۱۲۷۸/۵، ۱۲۷۹/۵، ۱۲۸۰/۵، ۱۲۸۱/۵، ۱۲۸۲/۵، ۱۲۸۳/۵، ۱۲۸۴/۵، ۱۲۸۵/۵، ۱۲۸۶/۵، ۱۲۸۷/۵، ۱۲۸۸/۵، ۱۲۸۹/۵، ۱۲۹۰/۵، ۱۲۹۱/۵، ۱۲۹۲/۵، ۱۲۹۳/۵، ۱۲۹۴/۵، ۱۲۹۵/۵، ۱۲۹۶/۵، ۱۲۹۷/۵، ۱۲۹۸/۵، ۱۲۹۹/۵، ۱۳۰۰/۵، ۱۳۰۱/۵، ۱۳۰۲/۵، ۱۳۰۳/۵، ۱۳۰۴/۵، ۱۳۰۵/۵، ۱۳۰۶/۵، ۱۳۰۷/۵، ۱۳۰۸/۵، ۱۳۰۹/۵، ۱۳۱۰/۵، ۱۳۱۱/۵، ۱۳۱۲/۵، ۱۳۱۳/۵، ۱۳۱۴/۵، ۱۳۱۵/۵، ۱۳۱۶/۵، ۱۳۱۷/۵، ۱۳۱۸/۵، ۱۳۱۹/۵، ۱۳۲۰/۵، ۱۳۲۱/۵، ۱۳۲۲/۵، ۱۳۲۳/۵، ۱۳۲۴/۵، ۱۳۲۵/۵، ۱۳۲۶/۵، ۱۳۲۷/۵، ۱۳۲۸/۵، ۱۳۲۹/۵، ۱۳۳۰/۵، ۱۳۳۱/۵، ۱۳۳۲/۵، ۱۳۳۳/۵، ۱۳۳۴/۵، ۱۳۳۵/۵، ۱۳۳۶/۵، ۱۳۳۷/۵، ۱۳۳۸/۵، ۱۳۳۹/۵، ۱۳۴۰/۵، ۱۳۴۱/۵، ۱۳۴۲/۵، ۱۳۴۳/۵، ۱۳۴۴/۵، ۱۳۴۵/۵، ۱۳۴۶/۵، ۱۳۴۷/۵، ۱۳۴۸/۵، ۱۳۴۹/۵، ۱۳۵۰/۵، ۱۳۵۱/۵، ۱۳۵۲/۵، ۱۳۵۳/۵، ۱۳۵۴/۵، ۱۳۵۵/۵، ۱۳۵۶/۵، ۱۳۵۷/۵، ۱۳۵۸/۵، ۱۳۵۹/۵، ۱۳۶۰/۵، ۱۳۶۱/۵، ۱۳۶۲/۵، ۱۳۶۳/۵، ۱۳۶۴/۵، ۱۳۶۵/۵، ۱۳۶۶/۵، ۱۳۶۷/۵، ۱۳۶۸/۵، ۱۳۶۹/۵، ۱۳۷۰/۵، ۱۳۷۱/۵، ۱۳۷۲/۵، ۱۳۷۳/۵، ۱۳۷۴/۵، ۱۳۷۵/۵، ۱۳۷۶/۵، ۱۳۷۷/۵، ۱۳۷۸/۵، ۱۳۷۹/۵، ۱۳۸۰/۵، ۱۳۸۱/۵، ۱۳۸۲/۵، ۱۳۸۳/۵، ۱۳۸۴/۵، ۱۳۸۵/۵، ۱۳۸۶/۵، ۱۳۸۷/۵، ۱۳۸۸/۵، ۱۳۸۹/۵، ۱۳۹۰/۵، ۱۳۹۱/۵، ۱۳۹۲/۵، ۱۳۹۳/۵، ۱۳۹۴/۵، ۱۳۹۵/۵، ۱۳۹۶/۵، ۱۳۹۷/۵، ۱۳۹۸/۵، ۱۳۹۹/۵، ۱۴۰۰/۵، ۱۴۰۱/۵، ۱۴۰۲/۵، ۱۴۰۳/۵، ۱۴۰۴/۵، ۱۴۰۵/۵، ۱۴۰۶/۵، ۱۴۰۷/۵، ۱۴۰۸/۵، ۱۴۰۹/۵، ۱۴۱۰/۵، ۱۴۱۱/۵، ۱۴۱۲/۵، ۱۴۱۳/۵، ۱۴۱۴/۵، ۱۴۱۵/۵، ۱۴۱۶/۵، ۱۴۱۷/۵، ۱۴۱۸/۵، ۱۴۱۹/۵، ۱۴۲۰/۵، ۱۴۲۱/۵، ۱۴۲۲/۵، ۱۴۲۳/۵، ۱۴۲۴/۵، ۱۴۲۵/۵، ۱۴۲۶/۵، ۱۴۲۷/۵، ۱۴۲۸/۵، ۱۴۲۹/۵، ۱۴۳۰/۵، ۱۴۳۱/۵، ۱۴۳۲/۵، ۱۴۳۳/۵، ۱۴۳۴/۵، ۱۴۳۵/۵، ۱۴۳۶/۵، ۱۴۳۷/۵، ۱۴۳۸/۵، ۱۴۳۹/۵، ۱۴۴۰/۵، ۱۴۴۱/۵، ۱۴۴۲/۵، ۱۴۴۳/۵، ۱۴۴۴/۵، ۱۴۴۵/۵، ۱۴۴۶/۵، ۱۴۴۷/۵، ۱۴۴۸/۵، ۱۴۴۹/۵، ۱۴۵۰/۵، ۱۴۵۱/۵، ۱۴۵۲/۵، ۱۴۵۳/۵، ۱۴۵۴/۵، ۱۴۵۵/۵، ۱۴۵۶/۵، ۱۴۵۷/۵، ۱۴۵۸/۵، ۱۴۵۹/۵، ۱۴۶۰/۵، ۱۴۶۱/۵، ۱۴۶۲/۵، ۱۴۶۳/۵، ۱۴۶۴/۵، ۱۴۶۵/۵، ۱۴۶۶/۵، ۱۴۶۷/۵، ۱۴۶۸/۵، ۱۴۶۹/۵، ۱۴۷۰/۵، ۱۴۷۱/۵، ۱۴۷۲/۵، ۱۴۷۳/۵، ۱۴۷۴/۵، ۱۴۷۵/۵، ۱۴۷۶/۵، ۱۴۷۷/۵، ۱۴۷۸/۵، ۱۴۷۹/۵، ۱۴۸۰/۵، ۱۴۸۱/۵، ۱۴۸۲/۵، ۱۴۸۳/۵، ۱۴۸۴/۵، ۱۴۸۵/۵، ۱۴۸۶/

محمد تقی اکاشانی شیعہ (۱۲۳۶ھ بعدہ)

انہوں نے کتاب "جامع الاصول" تالیف کی۔^۱

جعفر بن خضر البنا حنفی (۱۱۵۶ھ - ۱۲۲۷ھ)^۲

اپنے زمانے کے ممتاز و جدید شیوخ سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ غایۃ المأمول فی علم الاصول

۲۔ کشف العطار عن مہمات الشریعۃ العراء

یہ ایک شعری مجموعہ ہے جو اصول فقہ اصول الدین اور فقہ میں ہے اور اس میں چالیس ہزار سے زائد اشعار ہیں۔^۳

خلیل بن احمد نعیمی حنفی (متوفی ۱۲۳۰ھ)^۴

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح المنہی" تالیف کیا۔^۵

مختار بن یونس الشافعی مالکی (متوفی ۱۲۳۰ھ تقریباً)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نظم جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کی۔^۶

محمد حسن بن محمد القزوی شیعہ (متوفی ۱۲۳۰ھ تقریباً یا ۱۲۴۰ھ)^۷

امامی مجتہد تھے۔ بہت سے علوم میں کمال حاصل کیا، علم اصول فقہ میں خاص ملکہ و شہرت حاصل تھی فتویٰ کا منبع تھے۔

ان کی کئی مصنفات بھی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تنقیح المقاصد الاصولیہ فی شرح ملخص الفوائد الحالیۃ

۲۔ کشف العطا فی الاصول، یہ کتاب و شرح دونوں انہی کی تالیفات ہیں۔^۸

۱۔ طبران میں وارد ہے۔ ج۲۹/۶

۲۔ جعفر بن خضر بن یحییٰ الخس البنا مالکی (۱۱۱۳/۱۲ - ۱۲۳۰ھ) کتب میں واردات و وفات ہوئی۔

۳۔ ج۲۹/۱، مجمع الاصول ۵/۲ (۳۵۵) ج خلیل بن احمد سبکی زادہ مغنیہ عن نعیمی ج۲۹/۱، مجمع الاصول ۵/۲ (۳۵۵)

۴۔ مختار بن یونس الشافعی مغربی مالکی، جدیدہ العارفین ۳۲۳/۹ ج محمد حسن بن محمد معصوم القزوی فی الوصایا فی الفہم، شریذات و وفات ہائی۔

۵۔ جدیدہ العارفین ۳۵۷/۱، مجمع الاصول ۳/۳، مجمع الاصول ۵/۳ (۳۹۹)۔ اس میں تاریخ وفات ۲۳۰ھ ذکر ہے۔

نہد بن محمد الشافعی و فی مالکی (۱۱۷۹ھ-۱۲۳۲ھ) ^۱

نہد بن مالکی اور معقول و معقول میں حنفی تھے۔ شیخ عبدالرحمن التہانی مالکی (متوفی ۱۱۹۸ھ)، صاحب حاشیہ الطرہ شرح جلال الدین المحلی علی جمع الجوامع و دیگر شیوخ زمانہ سے تعلیم و اجازت حاصل کی۔
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی المحلی فی الاصول

۲۔ المرافی نے لکھا کہ انہوں نے حاشیہ علی شرح السانی تالیف کیا تھا مگر درست یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمن البنانی نے شرح نہیں بلکہ حاشیہ لکھا تھا۔ انہوں نے حاشیہ علی شرح جلال الدین المحلی علی جمع الجوامع لکھا تھا۔ اس کے علاوہ ان کی دیگر مؤلفات میں کوئی شرح نہیں ہے۔ ^۲

ابوہل بن احمد الکلبی (۱۱۵۰ھ-۱۲۳۳ھ) ^۳

اصول و فروع میں امام تھے، جامعہ بغداد میں مدرس تھے۔ اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔ ^۴
سید محمد بن مصطفیٰ العلانی حنفی (متوفی ۱۲۳۳ھ) ^۵
قویہ میں فقہ و حدیث کے مدرس تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح علی او اخر المجامع الاصول للمخاضی

۲۔ شرح لتبجۃ الاصول ^۶

امداد اللہ اکاظمی امامی (۱۱۸۶ھ-۱۲۳۳ھ بعدہ) ^۷

فقہ اصول میں فاضل تھے۔ زیادہ تر آقا محمد باقر رحمہما (متوفی ۱۲۰۸ھ) صاحب حاشیہ علی معالم اصول اور سید مہدی الطہرانی النہی اور شیخ جعفر نجفی سے زانوئے تلمذ طے کیا۔
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کشف القناع عن وجود حجۃ الاجماع، ایک بہت بڑی مبسوط کتاب ہے۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ محمد باقر الطہرانی کر بلا نمبر ۳۱ میں موجود ہے۔

۱۔ مجمع المکرمین ۱۳۲/۳

۲۔ امیر اللہ محمد بن محمد الشافعی و فی (۱۱۷۹ھ-۱۲۳۲ھ)

۳۔ مجمع المکرمین ۱/۲۵۶ (۲۰۰)

۴۔ ابوالحسن محمد بن محمد الکلبی (۱۱۵۰ھ-۱۲۳۳ھ)

۵۔ دیۃ العارفین ۲/۳۵۹

۶۔ سید محمد بن مصطفیٰ العلانی التوہیدی

۷۔ امداد اللہ اکاظمی امامی (۱۱۸۶ھ-۱۲۳۳ھ) عراق میں وفات پائی۔

۳۔ "نظم زبدة الاصول" للعلامی

۳۔ "المصباح" فی الاصول للتراقی

ولد ار علی تقوی شیعہ (۱۱۶۶ھ۔ ۱۲۳۵ھ) ۴

شیعی علماء میں سے تھے۔ فقہ، اصولی، حکم و حکم اور بعض دوسرے علوم کے بھی عالم تھے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہند کی تعلیم شمالی میں امامی مذہب کے ارکان کو مضبوط کیا۔ لکھنؤ و عراق کے افاضل شیعہ علماء سے تعلیم حاصل کی۔ نواب آصف الدولہ کی دعوت و درخواست پر لکھنؤ میں مقیم ہو گئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اساس الاصول فی الرد علی الثوائد المدینہ للاستزاد

۲۔ منہج الافکار فی اصول الفقہ

سید محسن الکاظمی شیعہ (متوفی ۱۲۳۰ھ) ۴

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المحصول فی علم الاصول" تالیف کی۔ ۵

حسن بن محمد معصوم القزوی امامی (متوفی ۱۲۳۰ھ یا ۱۲۳۰ھ)

ان کا بیان ۱۲۳۰ھ کے تحت گذر چکا ہے۔

اسماعیل بن عبد الملک الحقدانی امامی (متوفی ۱۲۳۰ھ تقریباً) ۶

فقہ، اصولی تھے۔ آیۃ اللہ بحر العلوم اور استاذ مرزا سلیمان البظاعینی کے شاگرد تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

"حقائق الاصول" نویں مجلس میں ۵۳۳۳ پر اس کا نسخہ موجود ہے۔ الذریعہ میں ہے :

"هناوية "حقیقة، حقیقة" فللداہمی "حقائق الاصول"

(اس کے عنوانات "ہتھیہ حقیقہ" ہیں اس لئے اس کا نام حقائق الاصول ہو گیا)۔ ۷

۱۔ چیتہ الخارن ۵/۴۳۳، اس میں تاریخ و قوت ۱۲۲۰ ذکر ہے۔ محمد صولین ۱/۲۵۵ (۱۹۵)

۲۔ ولد ار علی بن محمد بن باقر بن خیر آبادی کسری حق، مجتہد (۱۸۲۰/۱۸۵۳)

۳۔ چیتہ الخارن ۵/۴۳۳، محمد صولین ۱/۲۵۵ (۱۸۲۰)

۴۔ سید حسن بن محمد بن باقر بن خیر آبادی کسری حق، متوفی ۱۸۲۵

۵۔ اسماعیل بن عبد الملک ۱۸۲۵ھ، ابی ایوب امامی متوفی ۱۸۲۵ تقریباً

۶۔ چیتہ الخارن ۶/۶

۷۔ محمد صولین ۱/۲۵۵ (۲۰۶)

الحمد بن زین الدین الاحسانی امامی (۱۱۶۶ھ - ۱۲۳۱ھ) ۱۔

فقہی اور نہ جب "الکشاف" کے مؤسس تھے۔ جس کے کشفی اور الہامی ہونے کے دو دعوے دار تھے۔ باوجود اس میں تعلیم و عمل کی عراق جاگرد ہاں کے علماء سے استفادہ کرتے رہتے تھے۔ بحرین میں سکونت اختیار کی۔ بہت سی کتب اور رسائل لکھے۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ صاحت الالفاظ
- ۲۔ رسالة في حجة الاجماع
- ۳۔ رسالة في تحقيق القول بالاجتهاد والتقليد
- ۴۔ رسالة في تقليد غير الاعلم
- ۵۔ رسالة في ان الامتثال يقتضي الصحة
- ۶۔ رسالة في براءة الذمعة
- ۷۔ شرح مسائل الاصول في مقدمات كشف الغطاء ۷

محمد بن عبدالباقی (الفنی) انیشاپوری شیعہ (۱۱۷۳ھ - ۱۲۳۱ھ) ۲۔

ہند اور پھر بغداد آئے پھر نجف الاشرف میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ قلع الاساس في نقص اساس الاصول
- ۲۔ كشف القناع عن عور الاجماع
- ۳۔ مضاد الانوار في الاجتهاد والاحبار
- ۴۔ سينة الموناد في ذكر لغة الاجتهاد ۴

سيد محمد بن علی الکر بلائی امامی (متوفی ۱۲۳۲ھ) ۵۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ مفتاح الاصول
- ۲۔ الوسائل الى النجاة في الاصول ۲

عثمان بن سند البصری (۱۱۸۰ھ / ۱۲۳۲ھ) ۴۔

خاص کر تاریخ ادب، اصول اور فقہ میں شہرت رکھتے تھے۔ جوانی میں حصول علم کے لئے عراق آئے پھر وہیں سکونت اختیار کی اور پھر دار الخلافہ بغداد میں منتقل ہو گئے۔ ان کی اکثر مؤلفات لکھم کی صورت میں ہیں۔

۱۔ محمد بن زین الدین بن ابی بکر امامی الاحسانی و الحارثی امامی (۱۱۶۶ھ - ۱۲۳۱ھ) ۱۔

۲۔ محمد بن عبدالباقی (الفنی) انیشاپوری شیعہ (۱۱۷۳ھ - ۱۲۳۱ھ) ۲۔

۳۔ محمد بن عبدالباقی (الفنی) انیشاپوری شیعہ (۱۱۷۳ھ - ۱۲۳۱ھ) ۳۔

۴۔ محمد بن عبدالباقی (الفنی) انیشاپوری شیعہ (۱۱۷۳ھ - ۱۲۳۱ھ) ۴۔

۵۔ محمد بن عبدالباقی (الفنی) انیشاپوری شیعہ (۱۱۷۳ھ - ۱۲۳۱ھ) ۵۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے کتاب "نظم الوزقات لامام الحرمین فی الاصول" تالیف کی اور اس کا نام "الشدوات الشاحرة فی نظم الوزقات الناصرة" رکھا۔ مکتبہ عباسیہ مصر میں موجود نسخے کے مطابق اس کا آغاز بطول عثمان المکشی ابن سند، بعد از رجاء المن من رب صمد سے ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو ۱۲۱۹ھ میں مکمل کیا تھا۔

۲۔ شرح نظم الوزقات^۱

احمد بن محمد باقر البہائی امامی (۱۱۹۱ھ - ۱۲۳۳ھ)^۲

فقہ اصول، حدیث، تاریخ و تفسیر وغیرہ میں یرطولی رکھتے۔ کئی موضوعات پر ان کی کتابیں ہیں۔
مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ ربيع الاזהار فی مسائل متفرقة من اصول الفقه
 - ۲۔ الاجتهاد والاحیاء
 - ۳۔ الاستصحاب
 - ۴۔ رسالة فی القیاس
 - ۵۔ رسالة فی الاجماع
- ان میں آخری چاروں مجلس میں مجموعہ نمبر ۳۵ کے ضمن میں موجود ہیں۔^۳

احمد بن محمد التراقی امامی (۱۱۸۵ھ - ۱۲۳۵ھ)^۴

امامی علماء و مجتہدین میں سے تھے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔
مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ "مصالح الوصول الی علم الاصول" یہ کتاب دو مجلدات میں ہے۔ اس کا ایک نسخہ جامعہ امام القرطبی میں ۱۱۷۷ نمبر پر موجود ہے۔
- ۲۔ عین الاصول، اس کا ایک نسخہ مکتبہ لوس انجلس ۱۵۵۹ پر موجود ہے۔
- ۳۔ عوائد الایام، اس کا ایک نسخہ مکتبہ امام الجمعہ زنجیان میں موجود ہے۔
- ۴۔ تنقیح الفصول شرح تجرید الاصول واضح رہے کہ "تجرید الاصول" ان کے والد کی کتاب ہے۔
- ۵۔ "مفتاح الاصول ومصباح الوصول"

۱۔ تصانیف ۱۳۳/۳، مطبوعات المکتبۃ النہاسیة فی مصر ۳۹/۲۔ بقلم علی الخدانی المجمع العلمی العربی ۱۳۶۰ھ - ۱۳۶۱ھ۔

۲۔ احمد بن محمد بن محمد باقر البہائی (۱۱۸۵ھ - ۱۲۳۳ھ) کرمانشاہ میں ولادت و وفات ہوئی۔

۳۔ مجمع المصنفین ۱/۳۳۲ (۱۳۵۵)

۴۔ احمد بن محمد مدنی بن ابی ذر الکاشانی التراقی (۱۱۸۵ھ - ۱۲۳۵ھ) کاشان کے کاؤں زرق میں ولادت اور نجف میں تدفین ہوئی۔

مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ انہوں نے کتاب "نظم الورقات لامام الحرمین فی الاصول" تالیف کی اور اس کا نام "القطر الناصح فی نظم الورقات الناصحہ" رکھا۔ مکتبہ عباسیہ مصر میں موجود نسخے کے مطابق اس کا آغاز یوں عثمان المحمسی ابن سند، بعد از رجاء المن من رب حممد سے ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو ۱۲۱۹ھ میں مکمل کیا تھا۔
- ۲۔ شرح نظم الورقات^۱

احمد بن محمد باقر السبہائی امامی (۱۱۹۱ھ - ۱۲۳۳ھ)^۲

فقہ اصول، حدیث، تاریخ و تفسیر وغیرہ میں ید طولی رکھتے۔ کئی موضوعات پر ان کی کتابیں ہیں۔
مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ ربيع الازهار فی مسائل متفرقة من اصول الفقه
 - ۲۔ الاجتهاد والاختار
 - ۳۔ الاستصحاب
 - ۳۔ رسالة فی القیاس
 - ۵۔ رسالة فی الاجماع
- ان میں آخری چاروں مجلس میں مجموعہ نمبر ۳۵ کے ضمن میں موجود ہیں۔^۳

احمد بن محمد الشراقی امامی (۱۱۸۵ھ - ۱۲۳۵ھ)^۴

امامی علماء و مجتہدین میں سے تھے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔
مؤلفات اصولیہ :

- ۱۔ "مناہج الوصول الی علم الاصول" یہ کتاب دو مجلدات میں ہے۔ اس کا ایک نسخہ جامعہ معام القرطبی میں ۱۷۷ نمبر پر موجود ہے۔
- ۲۔ عین الاصول، اس کا ایک نسخہ مکتبہ لوس مجلس، ش ۵۵۹ پر موجود ہے۔
- ۳۔ عوائد الایام، اس کا ایک نسخہ مکتبہ امام الموحدة تہران میں موجود ہے۔
- ۴۔ تنقیح القصول شرح تجرید الاصول واضح رہے کہ "تجرید الاصول" ان کے والد کی کتاب ہے۔
- ۵۔ "مفتاح الاصول ومصباح الوصول"۔

۱۔ الطبع المبین ۱۳۳/۳، مخطوطات اسکے (امام سبہائی) ۳۹/۱۰، بقلم علی الحافظی، المجمع العلمی العراقی ۱۳۱۰ھ - ۱۳۱۱ھ

۲۔ احمد بن محمد علی بن محمد باقر الحائری، مکتبہ لوس (سبہائی) (۱۲۷۷ھ - ۱۲۸۶ھ) کرمانشاہ میں ولادت و وفات ہوئی۔

۳۔ مجمع المبین ۱۳۳/۱ (۱۷۵)

۴۔ احمد بن محمد مہدی بن ابی ذر کا کا شانی الشراقی (۱۲۷۷ھ - ۱۲۸۶ھ) کا شان کے گاہک زانی میں وفات اور نجف میں تدفین ہوئی۔

۶۔ اساس الاحکام فی تفسیر عمد مسائل الاصول بالاحکام۔

۷۔ رسالۃ فی اجماع الامر والہدیٰ، یہ کتاب حسن صدر الدین الکاشغری کی لائبریری میں موجود ہے۔

۸۔ "مفتاح الاحکام" اصول فقہ میں ایک مختصر کتاب ہے۔^۱

زین العابدین الخوئساری امامی (۱۱۸۸ھ-۱۲۳۵ھ)^۲

فقہ اصولی اور بعض دوسرے علوم کے عالم تھے۔ صاحب ریاضات ابواب کے والد تھے، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

نوٹات اصولیہ :

۱۔ الدلائل المتلا لا فی اصول الفقہ مستقلا

۲۔ حاشیہ علی القوالین

۳۔ حاشیہ علی اصول المعالیم

ابوالحمید بن عبداللہ الرجبی حنفی (متوفی ۱۲۳۷ھ)^۳

فقہ اصولی اور لغو کے قاضی تھے، صاحب مصنفات ہیں۔

نوٹات اصولیہ :

۱۔ نظم منار الانوار للنسفی

۲۔ شرح منظومۃ المنار۔^۴

نور بن علی الشوکانی (۱۱۷۲ھ-۱۲۵۰ھ)^۵

فقہ مجتہد، اصولی، مفسر اور نگار تھے۔ تفسیر حدیث و تاریخ میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ اپنے والد اور اپنے شہر کے ان مہر و فضل سے علم حاصل کیا۔ اصول فقہ میں مختصر المستنبی لابن الحاجب پر مبنی۔ الفرض تمام علوم نقلیہ و عقلیہ داخل کر لئے۔ یہاں تک کہ تشکیک علم ہندو یمن وغیرہ تک سے ان کی خدمات میں جمع ہوتے گئے۔ زندگی کے ابتدائی زمانے میں انہوں نے امام زید بن علی بن حسین کے مذہب پر تعلق حاصل کیا اور اس میں کمال حاصل کیا اور اس پر شہرت پائی۔ مگر پھر تعلق ترک کر دی اور مجتہد بن گئے۔ اپنے آپ کو مذہب زید یہ میں متعبد نہیں کیا اور وہ آراء علماء ساجین میں اپنے آپ کو پابند نہیں سمجھتے۔ ان کی کتاب نسل الاوطار کے مطالعہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے جس میں وہ مذہب علماء مصر اور آراء

۱۔ میزان السنن ج ۱/۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲،

ادارہ قومی ہی بھی حائل رکھنے والے پر یہ بات یقینی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متاخرین کے لئے اجتہاد آسان فرمادیا ہے اور یہ ساری ساقین کو میسر نہیں تھی۔ کیونکہ کتاب اللہ کی تفسیر اتنی کثرت سے مدون ہو چکی ہے کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ اسی طرح سنتِ معلومہ بھی مدون ہو چکی ہے اور اگر کرام نے بھی تفسیر و تخریج صحیح و مزج سے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ جس سے اجتہاد کرنے میں سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ مطلقاً صالحین مقررین حدیث کے جواب کی خاطر صرف ایک حدیث کے لئے ایک شعر سے دوسرے شعر جانتے۔ اس طرح اجتہاد متاخرین کے لئے حدیث میں کی پہلست آسان ہو گیا ہے اور جو بھی عقل صحیح اور فکر سلیم رکھتا ہے وہ اس بات کی طاقت نہیں کرے گا۔

تر "ارشاد الفقہول الی تحقیق الحق الی علم الاصول"

یہ کتاب بھی مختلف جگہوں سے لگی یاد چسپ ہو چکی ہے۔ ان میں سے ایک دکتور شعبان محمد اسامیل کی تحقیق کے ساتھ جلدوں میں دار الشکسی، مصر (مسند) سے چھپی۔ اس کے علاوہ مطبعہ السعادیہ سے ۱۳۶۷ھ میں مکتبہ المیزان مصر سے ۱۳۶۷ھ میں اور مکتبہ الشکسی مصر سے ۱۳۵۶ھ میں بھی چسپ ہو چکی ہے۔

کتاب "ارشاد الفقہول" تحقیقی تجزیہ :

لامذہبی کا کتاب "ارشاد الفقہول" میں مزج :-

یہ بات عام ہے کہ ہر مؤلف اپنی تالیف کے خطبہ میں اپنے اس مقصد کو بیان کرتا ہے جو اس کی تحقیق کا ہدف ہوتا ہے۔ امام شاکانی واضح اطلاع اور تمام عقلیہ و نقلیہ میں مقرر تھے۔ انہوں نے تقلید کے بجائے اجتہاد کا راستہ اپنایا اور اپنے لئے ایک جداگانہ فقہی مذہب اختیار کیا جو مشہور مذاہب سے مربوط نہیں تھا۔ اس حیثیت سے کہ ان میں معروف مصادر شرعیہ سے احکام شرعیہ کے لئے استنباط کیا جاتا ہے۔ ان تمام باتوں کا اثر ان کی کتاب میں عیاں ہے اور وہ اس علم کو منسحق کرنا چاہتے ہیں اور ہر مسئلہ میں حق و درست و چید و بیان کا دار و دار دیکھتے تھے اور ان کی اس کتاب کا نام ان کے مطلوبہ ہدف پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی "ارشاد الفقہول الی تحقیق الحق من علم الاصول" وہ اپنی اس کتاب کا آغاز قواعد اصولیہ میں اپنی رائے کے اظہار سے کرتے ہیں۔ ان کے مطابق وہ قواعد ظنی الدلالہ ہیں اور دائرہ اجتہاد کے تحت داخل ہیں۔ ان کے برعکس بہت سے علما ان قواعد کی قطعیت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نصوص سے ثابت ہیں۔ اس لئے ان سے عدول و خارج نہیں سمجھتے۔ اس کے بعد وہ اس کتاب کی تالیف کی غرض بیان کرتے ہیں۔

کتاب کی تقسیم و ترتیب :

انہوں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ، سات مقاصد اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔

مقدمہ : اس میں اصول فقہ کی تعریف، موضوع و غرض و قایہ، استدلال و احکام اور اس کی اقسام و مبادی المعلومہ اور الفاظ کی تسمیات پر کلام کیا۔ کتاب کے سات مقاصد متدرج ذیل ہیں :

پہلا مقصد : کتاب مزج میں ہے۔

دوسرا مقصد : سنت اور اس کے مشمولات کے مباحث میں ہے۔

- تیسرا مقصد : اجماع اور اس کے متعلقات میں ہے۔
 چوتھا مقصد : اوامر و نواہی، مجموعہ و خصوص، اور ولایت کے بارے میں ہے۔
 پانچواں مقصد : قیاس اور اس کے متعلقات میں ہے۔
 چھٹا مقصد : اجتہاد، تقلید اور افتاء میں ہے۔
 ساتواں مقصد : تعادل و ترجیح میں ہے۔
 جبکہ خاتما لکتاب مندرجہ ذیل دو مسائل کو پر مشتمل ہے :

- پہلا مسئلہ : دو اصل جس میں خلاف واقع ہوا ہو، کیا وہ اجاحت ہے یا منع ؟
 دوسرا مسئلہ : اس میں شتم کے شرک کا عقلاً وجوب پر بحث کی ہے۔

امام شوکانی ہر مسئلہ میں صاحب رائے کی رائے کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اکثر ہر رائے سے استدلال کرتے ہیں۔ پھر اس پر مناقشہ کرتے ہیں اور پھر رائج قول پیش کرتے ہیں۔ گنجی کھاربان کی رائے تمام علماء کی آراء سے منفرد ہو جاتی ہے۔ ذکر تور شعبان محمد اسماعیل ان کے منج پر ان کلمات کے ساتھ اظہار خیال فرماتے ہیں :

"وبالجملة فان كتاب "ارشاد الفحول" قد فتح آفاقاً واسعة للبحث والمناقشة، وأضاف الى علم الاصول اضافات جديدة، وفتح امام العلماء ابواباً من البحث والاجتهاد، من خلال عرضه لآراء العلماء ومستخدمهم في كل مسألة، بعد تحرير محل الخلاف ومنته، ثم بمناقشة كل دليل وبيان الراجع من الموضح".

(مجموعی طور پر کتاب "ارشاد الفحول" نے نئے باب کھولے اور بحث و مناقشہ کے میدان کو وسعت دی اور علم الاصول میں نئے اضافے کئے اور علماء کے سامنے بحث و اجتہاد کے دروازے کھولے۔ اپنے بیان کی توجیج میں علماء کی آراء پیش کیں اور ہر مسئلہ میں محل اور منظر خلاف تحریر کرنے کے بعد دلیل لائے اور دلیل پر مناقشہ کیا اور ان میں سے رائج قول بیان کیا)

ارشاد الفحول کے مصادر :

اہم کتب اصولیہ جنہیں امام شوکانی نے ارشاد الفحول میں ذکر کیا۔ ان مصادر پر نظر ڈالنے سے کتاب کی اہمیت و افادیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے :

- ۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم متوفی ۴۵۶ھ
- ۲۔ الاحکام فی اصول الاحکام للامدی متوفی ۶۳۱ھ
- ۳۔ الارشاد والتفہیم۔ باقلاسی متوفی ۸۰۳ھ
- ۴۔ البرہان فی اصول الفقہ۔ امام الحرمین متوفی ۷۷۸ھ
- ۵۔ النضرہ فی اصول الفقہ۔ ابو اسحاق شبراوی متوفی ۷۷۶ھ
- ۶۔ البحر المحیط۔ الزرکشی متوفی ۷۷۶ھ

۷۔ الفلوح علی التوضیح . ثقفانی حنفی متوفی ۷۹۲ھ

۸۔ التوضیح علی التلخیص . صدر الشریعہ متوفی ۷۷۷ھ

۹۔ شرح تنقیح الفصول فی اختصار المحصول . القزانی متوفی ۶۸۳ھ

۱۰۔ شرح المعتمد علی مختصر ابن الحاجب . قاضی عبد الدین الابی متوفی ۷۵۶ھ

۱۱۔ شرح المحلی علی جمع الجوامع . جلال الدین المحلی متوفی ۸۶۳ھ

۱۲۔ العدة فی اصول الفقہ . قاضی ابو یعلیٰ حنفی متوفی ۴۵۸ھ

۱۳۔ التلمع فی اصول الفقہ . ابو اسحاق الشیرازی متوفی ۷۲۷ھ

۱۴۔ المحصول فی علم الصول . فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ امام شوکانی نے اس کتاب سے خاص طور پر نقل کیا ہے اور کبھی ایک وقت میں ایک صفحے سے بھی زیادہ نقل کر رہا ہے جس کا ایک نمونہ "حجۃ الاجماع" کے موضوع پر بحث کے دوران نظر آتا ہے۔

۱۵۔ المستصفیٰ من علم اصول الفقہ . الغزالی متوفی ۵۰۵ھ

۱۶۔ المعتمد فی اصول الفقہ . ابو الحسین معتزلی متوفی ۳۳۶ھ

۱۷۔ مہدی السؤل والامل فی علمی الاصول والجدل . ابن حاجب مالکی متوفی ۶۳۶ھ

۱۸۔ المنحول من تعلیقات الاصول . الغزالی متوفی ۵۰۵ھ

۱۹۔ نہایۃ السؤل فی شرح منہاج الوصول الی الاصول . اسنوی شافعی متوفی ۷۷۷ھ

۲۰۔ الوصول الی الاصول . ابو الفتح احمد بن علی برہان بغدادی متوفی ۵۱۸ھ

یہ بعض اہم کتب اصولیہ ہیں جن کی طرف امام شوکانی اپنی اس کتاب میں رجوع کرتے ہیں اور حقیقت میں تو مزاج بہت زیادہ ہیں جنہیں اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔

حسن بن محمد العطاء شافعی (۱۱۹۰ھ - ۱۲۵۰ھ)ؒ

اصول فقہ، منطق، ہندسہ، فلک اور دوسرے علوم کے عالم تھے۔ مشائخ قاہرہ سے بہت سے علوم سیکھے۔ جب ازبکی مصر میں داخل ہوئے اور قابض ہو گئے تو ان سے ان کے علوم سیکھے۔ تدریس و تالیف میں مشغول رہے۔ کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیہ علی شرح جلال المحلی علی جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کیا۔ اس حاشیہ پر شیخ عبدالرمن الشربینی اور حرم کی کے مدرس شیخ محمد علی بن حسین ماکلی کی قیمتی تقریرات ہیں۔ یہ تینوں ایک ساتھ بیروت دارالکتب اعلیہ (سند) سے چھپ چکی ہیں اس کے علاوہ یہ کتاب دارالکتب اعلیہ، قاہرہ سے بھی ۱۳۱۹ھ میں چھپ چکی ہے اور اس کے حاشیہ پر شیخ عبدالرمن الشربینی کی تقریر ہے۔

سید احمد بن ادريس (متوفی ۱۲۵۱ھ)

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "رسالة القواعد" تالیف کی۔ جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے : "وصلی اللہ علی سیدنا محمد و علی آلہ عدد ما وسعہ علم اللہ" الخ

احمد بن يوسف زباره الصنعاني زیدی (۱۱۶۶ھ-۱۲۵۲ھ)

فروع اصول حدیث، تفسیر جو صرف ولایت کے امام تھے۔ اپنے والد اور بھائی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

ابن عابدین (۱۱۹۸ھ-۱۲۵۲ھ)

فقہ اصول حدیث، تفسیر اور بہت سے علوم میں ماہر تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "لسمات الاسحار علی شرح المنار فی الاصول" تالیف کی ہے، یہ کتاب لسمات الاسحار حاشیہ ہے جو شیخ محمد علاء الدین الحسکفی خنی کی "شرح افاضة الانوار علی متن اصول الاموال" پر ہے۔ یہ حاشیہ اور شرح ایک ساتھ مغلطی البانی طبعی سے ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹ء میں دوسری مرتبہ طبع ہوئے۔ حاشیہ اور شرح کے نقل مقامات پر شیخ محمد احمد الطوفانی کی تصدیقات ہیں۔

ابن عابدین حاشیہ لسمات الاسحار لکھنے کا سبب اور مصداق کتاب کو یوں بیان کرتے ہیں :

"فانه لشرح لم تسمع اذن بفتالة ، ولم تنسخ قريحة على متواله ، بيد انه جرى فيه على عادة من التزام الاختصار ، فلم يظهر المراد منه لا مثاله من الطلبة الضغار ، مع ما امله في بعض

۱۔ حاشیہ الفارغین ۵/۳۰۱ طبع اکبر ۱۳۹۰/۳، مجموع اصولیین ۵۸/۴ (۲۹۳) ج سید احمد بن ادريس البکری اصولی

۲۔ ایضاً اکبر ۴/۵۶ ج احمد بن يوسف بن حسین الصنعاني زباره (۱۱۶۶-۱۲۵۲) ص ۱۸۳۹، منها و من ذوات ہولی

۳۔ مجموع اصولیین ۱/۳۳۸ (۹۰) ج محمد بن عمر بن عبد المعز بن احمد بن عبد الرحیم بن محمد الدین محمد صلاب اللہ بن ابی انان عابدین (۱۱۹۸-۱۲۵۲)

۴۔ الخ طبع ۱۳۷۵-۱۳۸۰

۵۔ ۱۸۳۹ء دشمن میں ذوات و وفات ہوئی

المواضع من المعنى عن البيان مما يحتاج الى الايضاح لعقائه عن الالذهاب ، فواضحت في هذا الحواشي ما أجمله ، وذكرت فيما أحمله مراجعا لحملة كتب معتبرة في هذا الفن ، تركز اليها القلوب وتظمن ، كشرح المصنف المسمى بكشف الاسرار ، وشرح الكاظمي المسمى بجامع الاسرار ، وشرح ابن فرشته وشرح ابن نجيم ، والتوضيح والتلويح ، وتعبير الشفيح لابن كمال باشا ، والتحرير لابن الهمام ، وشرحه التحبير لابن أمير حاج ، والمواظبة لسولانا خسرو ، وغيرها من الكتب المعتبرة المنقحة المحورة ، ولم أخرج في الغالب عما ذكرته هنا ، فمن أشكل عليه شيء فليرجع الى تلك الاصول ١٠

اپنے کتب میں نے ایک ایسی شرح لکھی جس کی مثل کانوں نے نہیں سنا۔ اور سوائے ان کے کوئی اس اسلوب پر نہیں چلا۔ اور وہ بجا اختصار کرتے ہیں۔ جس سے مبتدئین پر ان کی مراد کا ہر نہیں ہو پاتی اور ساتھ ہی متن میں بعض مواقع پر انہوں نے توضیح بیان میں خاص توضیحیں دی جو ذہن میں رہ جانے کے باعث توضیح کی حاجت تھیں تو میں نے اس فن کی معتبر کتب کی طرف مراجعت کرتے ہوئے مختصر ان حواشی میں ان کی اشراج کر کے اس کی کو پورا کر دیا۔ میں نے اطمینان قلب کے لئے مصنف کی شرح کشف الاسرار اور شرح الکافی بنام جامع الاسرار، شرح ابن فرشتہ، شرح ابن نجیم، توضیح دکنوت، دامن کمال، پاشا کی تعبیر الشفیح، دامن ہمام کی تحریر، دامن امیر الحاج کی شرح التفسیر اور مثلاً خسرو کی التمراد، نمبرہ جیسی معتبر اور متعدد کتابوں کی طرف مراجعت کی اور جو توضیح بیان میں اکثر مذکورہ کتب سے باہر نہیں نکلا اور جسے کچھ بھی شک ہو وہ ان اصول کی کتابوں کی طرف مراجعت کر لے

ابن اللہ بن احمد کھنوی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) ۱۰

فقیر و عالم تھے۔ اپنے بچپن اور نانا مفتی تھوہر اللہ سے تعلیم حاصل کی۔ کئی کتابیں تالیف کیں۔
تفکرات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی التوضیح والتلویح ۲۔ حاشیہ شرح مسلم النبوت ۱۱

ابن مصطفی البرزنجی شافعی (متوفی ۱۲۵۳ھ) ۱۲

تفکرات اصولیہ :

۱۔ سلم الوصول الى علم الاصول ۲۔ وسیلہ الوصول الى علم الاصول ۱۳

۱۔ حاشیہ رسالت الامام ابن عابدین علی شرح الکافی (۱۱) اور علی متن اصول الامام احمد بن الحسین (۱۳) کا نمبرہ مصطفی ابالی علی مسرطی جانی (۱۳۹۷ھ) ج ۱ ابن اللہ بن احمد کبیر بن احمد بن یعقوب الانصاری کھنوی متوفی ۱۱۸۳ھ، کھنوی میں ولادت ہوئی

۲۔ تریقہ الامام احمد بن محمد (۱۸۵) ج ۱/ ۱۸۸ (۲۳۱)

۳۔ تریقہ امام احمد بن مصطفی بن محمد بن البرزنجی شافعی

۴۔ بیہ تاریخ ۳۹۹/۱

خلیل بن الحسین الأسعردی شافعی (۱۱۶ھ-۱۲۵۹ھ)^۱

کئی علوم کے عالم تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اصول الفقہ" تالیف کی۔^۲

احمد بن بابا الشنقیطی مالکی (متوفی ۱۲۶۰ھ بعدہ)^۳

ادیب، فقیہ اور بعض دوسرے علوم کے عالم تھے۔ خاص طور پر فہم سیر، فقہ، اصول، بیان، نحو، منطق، عروض، اشعار العرب اور ان کے لایام اور اخبار ردو اور دوسرے طواری رکھتے، ان کی مختلف علوم پر معنقات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "ارجوزۃ نظم فیہا ورفات امام الحرمین" تالیف کی۔^۴

محمد حسین الطہرانی لسانی (متوفی ۱۲۶۱ھ)^۵

فقہ و اصولی تھے۔ سرزمین حائر میں مقیم تھے، فقہ و اصول کی تدریس کرتے تھے۔
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الفصول فی علم الاصول، المرافی نے اس کتاب کی تحریف میں لکھا :

"انفع بہ کثیر من الطلۃ ونقلوہ قولاً حسناً فی جمیع البلدان وهو من احسن ما کتب فی علم اصول الفقہ واحسنہما لدقیقاً"

(بہت سے شائقین نے اس کتاب سے فائدہ حاصل کیا اور تمام شہروں میں اسے خوب پڑھائی ملی اور وہ اصول فقہ میں ایک عمدہ اضافہ ہے)

۲۔ الفصول الغریبۃ فی الاصول الفقہیہ، اس کتاب میں اصول شیعہ پر بحث کی گئی ہے۔^۶

محمد ابراہیم بن محمد شیعہ (متوفی ۱۲۶۲ھ)^۷

فقہ تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اشارات الاصول" تالیف کی۔^۸

۱۔ خلیل بن الحسین الأسعردی، المعری الکوردی شافعی (۱۸۳۳/۱۷۵۳)۔

۲۔ بیۃ المعارفین ۳۵۷/۵، تنہم الصلحین ۹۳/۲-۹۳/۱ (۳۳۰)

۳۔ ابوالحسن احمد بن بابا بن عثمان بن محمد بن عبدالرحمن بن العالپ الشنقیطی، البیہقی فی العلوی متوفی ۱۸۳۳، بعدہ، فقہیہ میں ولادت اور مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔
۴۔ تنہم الصلحین ۱۰۳/۱ (۶۸)

۵۔ محمد حسین بن عبدالرحیم الطہرانی لسانی، متوفی ۱۸۳۵، مدینہ منورہ میں ولادت پائی عراق میں قزوین کے گئے۔

۶۔ ایضاً المکون ۳۱۹/۲، بیۃ المعارفین ۳۷۱/۶، الفلح المبین ۱۳۹/۳

۷۔ محمد ابراہیم بن محمد حسن انگریزی، شیعہ، ایضاً المکون ۸۲/۳

حسن بن جعفر حنفی امامی (متوفی ۱۲۶۲ھ) ۱۔

وفات اصولیہ : انہوں نے اپنے والد کی کتاب "مقدمات کشف العطاء" کی شرح تالیف کی۔ ہدیہ العارفین
کی اس طرح مذکور ہے : "شرح اصول کشف العطاء" ۲۔

شیخ جعفر الاسترآبادی (متوفی ۱۲۶۳ھ)

انہوں نے رسالہ "اصل الاصول" تالیف کیا۔ ۳۔

میر شیرالدین العثماني القزوینی حنفی (متوفی ۱۲۶۳ھ تقریباً) ۴۔

تجید اصولی تھے۔ دراست فقہ و اصول میں تبحر حاصل کیا اور ان میں حجت مانے جاتے، فتاویٰ میں ان کی طرف
دعا کیا جاتا تھا۔

وفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "کشف المعہم معافی المسلم" تالیف کی۔ یہ کتاب مسلم الثبوت
و الاصول کی شرح ہے۔ ۵۔

ابو نعیم بن محمد القزوینی امامی (۱۲۱۳ھ/۱۲۶۳ھ) ۶۔

تجید اصولی تھے۔ کربلا میں اصول کی ریاست تدریس ان پر ختم ہوتی تھی۔ اصول کی تعلیم شریف الدین بن محمد بن
سید علی الامی المازندرانی الحائری سے حاصل کی۔

وفات اصولیہ :

۱۔ ضوابط الاصول : یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور ۱۲۵۵ھ میں غم سے طبع ہو چکی ہے۔

۲۔ "تسلح الافکار" یہ کتاب ۱۲۵۸ھ میں مستقل کتاب کی صورت میں ممبئی سے چھپ چکی ہے۔ آپ کے کئی
شاگردوں نے مشترکہ طور پر اس کی شرح لکھی اور اس کا نام "مصابیح الانوار" رکھا اس کتاب کی شرح کرنے
والے شاگردوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ مہدی البشیر ازی، ابو الحسن القزوینی، الاقا قراقرز الیزدی اور ان کے
ملاو و شاہین میں محمد الفتکابی، ملا سید الیزدی، حسین الاروکانی، محمد علی اکاشانی اور سید کاظم الحائری شامل ہیں۔

۳۔ حجة المظنة في الجملة۔ ۷۔

۱۔ حسن بن جعفر حنفی امامی حنفی ۱۸۳۶ء۔ اعلیٰ میں ولادت اور نجف میں وفات پائی۔

۲۔ ہدیہ العارفین ۳۰۲/۵، طبع مکتب ۱۵۰۶/۳، مجموعہ اصولیوں ۳۸/۴ (۳۶۸)

۳۔ ہدیہ العارفین ۵/۵، ۱۵۷۷ء۔ کربلا میں وارد ہوئے وہیں شہید ہو گئے۔

۴۔ میر شیرالدین بن محمد کریم الدین العثماني القزوینی حنفی حنفی متوفی ۱۲۶۳ھ تقریباً۔ ۵۔ ہدیہ العارفین ۱/۳، ۱۵۱۱ء

۶۔ ابو نعیم بن محمد قراقرز القزوینی الحائری امامی ۱۲۶۳/۵، ۱۵۷۷ء۔ کربلا میں وفات پائی۔

۷۔ اجداد المکتب ۳/۳، ہدیہ العارفین ۳۱/۵، مجموعہ اصولیوں ۳۶/۱ (۳۱)

محمد بن السید صالح الفیضی التوقادی حنفی (متوفی ۱۲۶۵ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح السید لمختصر ابن الحاجب" تالیف کیا۔

حبیب اللہ القندہ باری (۱۲۱۳ھ/۱۲۶۵ھ)^۱

قدحار میں تعلیم حاصل کی، ہرات بھی گئے۔ ایران و ہند کے کئی سفر کئے اور علماء و اکابرین سے علمی فیض حاصل کیا۔
قدحار کے قاضی القضاۃ علامہ احمد الگوزی قدحاری آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ عربی اور فارسی زبانوں میں مختلف فنون پر
تقریباً چوبیس کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "مغنیہ المصنوع فی علم الاصول" تالیف کی۔ مکتبہ کلیہ اسلامیہ، پشاور، پاکستان میں
شمار نمبر ۲۲۲ پر یہ کتاب موجود ہے اس کے علاوہ بھی پاکستان کے مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ یہ کتاب
درحقیقت فاضل محبت اللہ بھاری کی کتاب مسلم اثبوت کا رد ہے۔ مظہر بقائے معتمد کے مقدمہ میں سے یہ حصہ تحریر کیا ہے
جس سے اس کتاب کے لکھنے کی وجہ تسلیم کا اندازہ ہوتا ہے :

"لما وجدت کتاب "المسلم" للفاضل محبت اللہ البھاری من متون الفہم موصوفاً بالمتانة، ومعروفاً
بالرصانة، حسی رایت الطالین مکین علیہ، ملقبین اسماعیل علیہ، اذا وصفه مصنفہ بالہ حاول لظرفی
الحنفیة والسلفیة، وغیر مثال عن الوقیة، اُحیت ان احسنی علی مثالہ، وانشخ علی موالہ معترضا
لاکثر مایہ لوفی حوالیہ حلال عقدا، معیا بذکر مالہ او علیہ رد، ونقدا، مراعیاً فیہ بشرطۃ الاصلاف،
مستعیداً باللہ سبحان عن الجور والاعتصاف، فحررت۔"

(جب میں نے فاضل محبت اللہ بھاری کی کتاب المسلم کو اس فن کے مجدد اور بہترین الفاظ کے متون میں سے پایا جس کی وجہ
سے میں نے طائیف کو اس کی طرف متوجہ ہوتے دیکھا۔ صاحب کتاب نے اس کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتاب
حنفی و شافعی طریقے پر جامع ہے اور حقائق سے کسی طرح دور نہیں۔ میں نے چاہا کہ اس کی مثل اور اس کے طریقے کو اپناؤں
مگر اس میں اور اس کے حواشی میں پائی جانے والی بہت سی آسان و مشکل چیزوں کے ذکر سے اجتناب کروں۔ میں نے حق
دائے کو اختیار کرتے ہوئے اس کے محاسن و عیوب کا جائزہ لیا۔ اللہ کے فضل اور تجلی سے پتہ چلتے ہوئے یہ کتاب تحریری)

کتاب "المغنیہ" پر تحقیق :

سید قندھار نے کتاب "المغنیہ" کے باب القیاس پر تحقیقی مقالہ پیش کیا اور سندھ یونیورسٹی، پاکستان سے پی ایچ ڈی کی
ڈگری حاصل کی۔

۱۔ ج ۵، الفہم ۸۰۰

۲۔ حبیب اللہ کا کریں فیض اللہ، غور و خوار و (۹۸ء تا ۱۸۳۸ء)۔ قدحار باری افغانستان میں ولادت ہوئی۔

۳۔ مجمع الاصول ج ۲/۳۰-۳۱ (۲۵۹)

۱۔ انیسیم بن محمد الاصفہانی امامی (۱۱۸۰ھ/۱۲۶۵ھ)۔^۱

تقریباً اصولی تھے۔ سید محمد باقر اصفہانی و غیرہ سے تعلیم حاصل کی۔
مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اشارات الاصول یہ کتاب دو ضخیم جلدوں میں ہے۔

۲۔ کتاب "الایضاظات فی الاصول" تالیف کی۔^۲

۳۔ الغفر بن اسحاق العلوی امامی (۱۱۸۹ھ-۱۲۶۷ھ)۔^۳

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نخبة العقول فی علم الاصول

۲۔ الحمد للہ الاول لا یقاہرہ البدایہ۔ آخرها : فلا یناسبہ البدایہ۔

۳۔ نخبة العقول وزبدة الکلام فی الاصول، منطوقہ، اولیٰها : باسم القديم الملك العلام۔^۴

مصطفیٰ بن عبداللہ الودینی (متوفی ۱۲۷۱ھ)۔^۵

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تقریر المرأة حاشیہ علی مראה الاصول" تالیف کی۔^۶

نام احمد بن حیدر فرنگی محلی (متوفی ۱۲۷۱ھ)۔^۷

فقہ اصول کے عالم تھے، اپنے چچا شیخ محمد مبین سے تعلیم حاصل کی۔ تدریس و افتاء میں مشغولیت اختیار کی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعلیقات علی غرر الانوار شرح منار الانوار للسفی" تالیف کی۔^۸

احمد بن محمد البلاء غنی شیعہ (متوفی ۱۲۷۱ھ)۔^۹

اصولی اور مجتہدین عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح تہذیب الاصول للحلی" تالیف کی۔^{۱۰}

۱۔ ان نام بن محمد حسن انحرسانی الکافی، الاصفہانی، البحر وہی انحرسانی (۲۹/۱۷۸۳ھ) مصنفان میں ولادت و وفات ہوئی۔

۲۔ جید العارفين ۳۴۵/۵، مجمع الاصولین ۴۷۷/۲۲) ج ۱، جعفر بن (ابی اسحاق العلوی الموسوی الدارابی المکی مشقی (۱۷۷۵ھ/۱۸۵۱ھ)۔

۳۔ الطراح المکون ۶۴۱/۲، مجمع الاصولین ۴۷۷/۲۲) ج ۱، خورشید مصطفیٰ بن عبداللہ الودینی (۱۸۵۲ھ)۔

۴۔ جید العارفين ۳۵۸/۶ ج ۱، محمد بن حیدر بن فرنگی محلی (متوفی ۱۸۵۲ھ)۔

۵۔ مجمع الاصولین ۴۷۷/۲۲) ج ۱، نزهة الخواطر ۱۵۵-۱۵۶ (۲۷۳)۔ حركة التالیف بالغة العریة فی الاقالیم الشمالي الهندی فی القرنین

عشر و الثانی عشر، ج ۱، محمد بن احمد بن ۳۵۵-۳۵۴۔ جامع الدارسات الاسلامیہ ج ۱

۶۔ محمد بن علی بن عباس بن حسن البلاء غنی شیعہ (متوفی ۱۸۵۵ھ)۔ ج ۱، مجمع الاصولین ۴۷۷/۲۱۵ (۱۵۹)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "التقليد والخلق" تالیف کی۔^۱

مفتی بن محمد انجلی شیعہ (متوفی ۱۲۸۱ھ)

انہوں نے کتاب "فرائد الاصول" تالیف کی۔^۲

محمد بن عبد الحلیم لکھنوی حنفی (۱۲۴۹ھ/۱۲۸۵ھ)^۳

فقیر اصولی، مصلحتی تھے۔ صاحب الفوائد البیہ، عبدالحی سکندری ان کے بیٹے اور شاگرد تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ قمر الاقصار علی نور الانوار شرح المنار" تالیف کیا۔^۴

محمد بن علی التمیمی (متوفی ۱۲۸۶ھ)^۵

فقیر اصولی، نحوی و لایب تھے۔ تونس میں نشوونما پائی، وہاں کے علماء سے تحصیل علم کے بعد مصر آ گئے۔ وہ پامعازہ میں مدرس رہے۔ مصر میں والی مصر کا قرب حاصل رہا پھر حالات بدل گئے دوسرے والی مصر کی وجہ سے ان کو تھار جلاوطن ہونا پڑا وہاں سے خطبہ چلے گئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعلیل المرقاة وجلاء المرقاة" تالیف کی۔ "بوزا خروقی" کتاب "مرقاۃ الاصول" کا شریک ہے۔^۶

سید محمد باقر القزوینی الشیعہ (متوفی ۱۲۸۶ھ)^۷

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مفتاح الاصول ۲۔ نحة الاصول^۸

سلیمان القزوینی حنفی (متوفی ۱۲۸۷ھ)^۹

فقیر اصولی تھے۔ اپنے شہر کی مسند افتاء پر فائز رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح حاشیۃ الاصول ۲۔ شرح معجم الحقائق للخدامی^{۱۰}

۱۔ مفتاح خفی بن محمد ابن عبد الحلیم لکھنوی حنفی (۱۲۴۹ھ/۱۲۸۵ھ)

۲۔ محمد بن عبد الحلیم بن محمد ابن عبد الحلیم لکھنوی حنفی (۱۲۴۹ھ/۱۲۸۵ھ) بہن میں ولادت اور وفات ہوئی۔

۳۔ محمد بن علی التمیمی لکھنوی حنفی (۱۲۴۹ھ/۱۲۸۵ھ) خطبہ میں وفات پائی۔

۴۔ سید محمد باقر بن سید علی القزوینی الشیعہ

۵۔ سلیمان بن عبد اللہ القزوینی حنفی (متوفی ۱۲۸۷ھ)

۶۔ محمد بن عبد الحلیم لکھنوی حنفی (۱۲۴۹ھ/۱۲۸۵ھ)

عبدالحکیم لکھنوی حنفی (متوفی ۱۲۸۸ھ)^۱

فقہ، اصول، منطق و فکرت میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ لکھنویں پیدا ہوئے اور وہاں کے علماء سے تعلیم حاصل کی۔ پوری زندگی تدریس، تعلیم و تعلم میں گذاری۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مسیر الدائر، شرح دائر الاصول فی علم الاصول" تالیف کی۔^۲

حسین بن رضا الجزائری الشیعی (متوفی ۱۲۹۱ھ)^۳

فقہ و اصولی تھے۔ انہوں نے کتاب "فواکھ الاصول" تالیف کی جو دو جلدوں میں ہے۔^۴

منہ اللہ الشیاسی مالکی (۱۲۱۳ھ-۱۲۹۲ھ)^۵

اپنے زمانے کے ممتاز علماء سے تحصیل علم کیا۔ مذہب مالکیہ میں مراجع کی حیثیت رکھتے تھے، جامعہ الازہر میں تدریس کی، کئی کتابیں بھی تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مسائل فی الرد علی من نفی تقلید الائمة الاربعة" تالیف کیا۔^۶ رسالہ میں تقلید کے مکررین کا باجموع اور ائمہ اربعہ کی تقلید کے مکررین کا بالخصوص اصولی منہج کے مطابق رد کیا۔^۷

محمد المہدی بن الطالب سودہ مالکی (۱۲۲۰ھ/۱۲۹۲ھ)^۸

فقہ، اصولی و منطقی تھے۔ اپنے زمانے کے جلیل القدر اساتذہ سے فہم رکھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "حاشیہ علی المحلی فی الاصول" تالیف کی۔^۹

محمد بن میرزا التتکا بنی الشیعی (۱۲۹۶ھ بعدہ)^{۱۰}

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ لسان الصدق فی الاصول

۲۔ موارد الاصول^{۱۱}

۱۔ عبدالحکیم بن عبدالب بن عبدالحی، جراحہ علوم لکھنوی حنفی متوفی ۱۸۷۱ء لکھنویں پیدا ہوئے۔ جع مجمع المصنفین ۲/۱۲۳ (۲۹۸)

۲۔ حسین بن رضا بن علی اکبر بن عبد اللہ الجزائری البصری، النجی المصنف متوفی ۱۸۷۳ء۔ ترمذ میں ولادت اور نجف میں وفات پائی۔

۳۔ محمد المصنفین ۲/۲۵۷ (۲۹۸)

۴۔ ابو العباس شیخ الاسلام احمد بن احمد بن عبد اللہ الشیاسی الازہری۔

۵۔ محمد المصنفین ۳/۵۶۷ (۵۱)

۶۔ محمد المصنفین ۳/۵۷۷ (۵۱)

۷۔ محمد بن میرزا سلیمان بن محمد رفیع بن عبد المطلب الشکاسی العجمی الشیعی

چودھویں صدی ہجری کے اصولیین اور اصول فقہ پر ان کی کتب کا مختصر تعارف

سید مہدی القزوينی شیعہ امامی (۱۲۱۲ھ - ۱۳۰۱ھ)^۱
برقعات اصولیہ :

- ۱۔ "قواعد الاصول" - یہ کتاب چار جلدات میں ہے۔
- ۲۔ "موانع الوصول الى علم الاصول" - ایک جلد ہے۔
- ۳۔ "المشعب البارع في الاصول" - ۲۔

قبل فوزی رومی (متوفی ۱۳۰۲ھ)^۲

انہیں نے کتاب "توضیح الاصول" تالیف کی۔^۳

حزاد القمی الشیعی (متوفی ۱۳۰۳ھ)^۴

برقعات اصولیہ :

- ۱۔ "شرح تہذیب الاصول"
- ۲۔ "قوابل الاصول" - یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔^۵

اب الکر بلائی شیعہ امامی (متوفی ۱۳۰۳ھ)^۶

انہوں نے کتاب "تہذیب فی الاصول" تالیف کی۔^۷

۱۔ سید مہدی بن السید حسن بن محمد بن محمد علی، معروف بن القزوينی نجف میں مدفون ہیں۔

۲۔ بیہ حدیث نمبر ۶/۲۸۵ ج ۱

۳۔ کتب المصنوعین، مکتبہ ۵۴/۲۳۱ ج ۱

۴۔ بیہ حدیث نمبر ۵۴/۲۳۱ ج ۱

۵۔ کتب المصنوعین، مکتبہ ۵۴/۲۳۱ ج ۱

۶۔ بیہ حدیث نمبر ۶/۲۸۵ ج ۱

محمد عبدالحی لکھنوی حنفی (۱۲۶۳ھ-۱۳۰۴ھ)^۱

نزهة الخواطر میں مذکور ہے :

"وله في الاصول والفروع قوة كاملة"

(اور وہ اصول و فروع میں کامل قدرت رکھتے تھے)

انہوں نے ملا جیون کی کتاب "نور الاتوار فی شرح المنار" پر حاشیتا لایف کیا۔^۲

الرواقی نے لکھا کہ انہوں نے "مکام النفاذ فی اداء الافکار بلسان فارسی" نامی کتاب اصول میں تالیف کی مگر نزهة الخواطر میں عبدالحی کے حالات زندگی میں اس کتاب کو ان کی تصدیق میں کتابوں کی فہرست میں بیان کیا گیا ہے۔^۳

السید محمد القاویجی حنفی (۱۲۲۲ھ-۱۳۰۵ھ)^۴

انہوں نے "کتاب الاصول" تالیف کی۔^۵

محمود حمزہ الحسنی حنفی (۱۲۳۶ھ-۱۳۰۵ھ)^۶

مؤلفات اصولی :

۱۔ القواعد الفقهية

۲۔ نظم مرقاة الاصول لملاخسرو

۳۔ النور اللاحق فی اصول الجامع الكبير۔^۷

احمد بن محمد کا کہ شافعی (متوفی ۱۳۰۵ھ)^۸

انہوں نے اپنے والد کی کتاب "سلم الوصول الی علم الاصول" کی "فک الفصول" کے نام سے شرح لکھی۔^۹

۱۔ محمد عبدالحی بن اشع ہذا رحمہ اللہ عبدالحق بن محمد امین لکھنوی (۱۸۳۷ء-۱۸۸۶ء) ہدیۃ العارفین ۹/۳۸۵ میں ان کا نام محمد بن ابوالیٰ ذکر ہے جو درست نہیں ہے، کیونکہ القواعد میں ان کا نام محمد عبدالحی اور نزهة الخواطر میں بھی ان کے ترجمہ میں یہی مذکور ہے۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۹/۳۸۵ ج۔ ۳ نزهة الخواطر عبدالحی (۲۳۳-۲۳۹) (۲۲۲) ج۔ ۱ صفحہ ۱۵۸/۹۳

۳۔ ابوالحسن السید محمد بن علی بن ابی امام بن محمد بن علی محمد ایشی الطرابلسی (الانعام) ج۔ ۵ ہدیۃ العارفین ۹/۳۸۷

۴۔ ابن حمزہ السید محمد بن السید محمد نعیم (نسب) ذکر اوی الہدنی (۱۲۳۱ء-۱۸۸۸ء) دمشق میں ۱۱۰۱ھ و ۱۱۰۲ھ و ۱۱۰۳ھ

۵۔ ہدیۃ العارفین ۹/۳۸۷ ج۔ ۱ صفحہ ۱۵۹/۳

۶۔ احمد بن محمد معروف بن احمد اسمعیل الدومی البرزنجی مشہور زوی کا کہ (متوفی ۱۸۸۸ء) مدنیاتیہ میں ولادت ہوئی

۷۔ مجمع المصنفین، ج ۱، ص ۳۰۰/۱ (۱۳۹)

ابوالحسن کشمیری امامی (۱۲۶۰ھ-۱۳۱۳ھ)^۱

انہوں نے کتاب "اسعاف المامول شرح زیلۃ الاصول" تالیف کی جو ۱۳۱۲ھ میں مکتوبہ سے چھپ چکی ہے۔^۲

ضیاء الدین محمد حسین الشہرستانی شیعہ امامی (۱۲۵۸ھ-۱۳۱۵ھ)^۳

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تحقیق الادلة فی الاصول

۲۔ تلخیص الفصول الی مسائل العام والخاص

۳۔ غایۃ الممبول فی الاصول

۴۔ اللالی فی مسائل متفرقة من الاصول۔^۴

احمد بن صالح البستری شیعہ (۱۲۵۱ھ-۱۳۱۵ھ)^۵

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ سلم الوصول الی علم الاصول

۲۔ ملاذ العباد فی احکام التقليد والاجتهاد

۳۔ العمدة فی نظم الزیلة البہالیہ۔^۶

چادالمولی سلیمان (۱۳۱۶ھ)^۷

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "فصول فی اصول التشريع الاسلامی" تالیف کی۔

عبدالحق العری خفی (۱۳۳۳ھ-۱۳۱۶ھ)^۸

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح مسلم الثبوت للبهاری

۲۔ شرح حصول المامول للنواب صلیبی حسن خان۔^۹

۱۔ الشیخ ابوالحسن کشمیری مکتوبہ معروفہ "بسم اللہ صاحب" (۱۸۳۳ء-۱۸۹۵ء) ج ۱، ص ۲/۳۳ (۲۶۲)

۲۔ ضیاء الدین محمد حسین بن علی بن محمد علی الشہرستانی البستری المرقی البغدادی (متوفی ۱۸۹۸ء) گزلباش میں ارادہ کرتے تھے۔

۳۔ احمد بن صالح بن طعان البستری البغدادی البغدادی (۱۸۳۵ء-۱۸۹۸ء) ج ۱، ص ۲/۳۹۹

۴۔ چادالمولی سلیمان (۱۸۹۸ء) قائم و مکمل حالات ہوئی۔

۵۔ عبدالحق بن الشیخ فضل بن العری خفی آبادی خفی (۱۸۸۸ء-۱۸۸۹ء) ج ۱، ص ۳/۴۰۵، ج ۲/۴۳۲

۶۔ ج ۱، ص ۲/۱۶۰ (۳۹۵)

احمد اللہ الانقرووی حنفی (۱۲۲۵ھ - ۱۳۱۷ھ) ^۱

انہوں نے "قطعة الفنون" کے نام سے "مراۃ الاصول" پر حاشیہ لکھا۔ ^۲

ابو اعلیٰ المرندی شیعہ (متوفی ۱۳۱۸ھ) ^۳

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "التعادل والتواضع" وہ اس کی تالیف سے ۱۲۶۹ھ میں فارغ ہوئے۔

۲۔ "حاشیہ علی الفصول"

۳۔ "حاشیہ علی القواعد الكلية الاصولية الفرعية" لمحمد بن مکی۔ ^۴

حسن بن جعفر الاشتیانی امامی (۱۲۲۸ھ - ۱۳۱۹ھ) ^۵

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ بحر الفوائد فی شرح الفرائد

۲۔ القضاء الامرو النهی عن الضد۔ ^۶

علی پاشا الثانی ابن حسین (متوفی ۱۳۲۰ھ) ^۷

انہوں نے کتاب "منہاج التعریف فی اصول التکلیف" تالیف کی۔ ^۸

احمد المرمری بن سودة (۱۲۳۱ھ - ۱۳۲۱ھ) ^۹

تیم ائمہ فقیہین میں انہیں "اصولی" بتایا گیا ہے مگر اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔ ^{۱۰}

حسن بن عبد اللہ المامقانی امامی (۱۲۳۸ھ - ۱۳۲۳ھ) ^{۱۱}

انہوں نے کتاب "بشرى الوصول الى اسرار علم الاصول" تالیف کی جو آٹھ اجزاء پر مشتمل ہے۔ ^{۱۲}

۱۔ ابو محمد حسن بن اعلیٰ خالد بن احمد شریانی انقرووی حنفی (۱۸۱۰ء - ۱۸۹۹ء)

۲۔ جید الفہمین ۵/ ۱۹۵، مجموعہ اصولیہ ۱/ ۱۱۶ (۸۰) ۳۔ اسماعیل بن نجف المرندی اشعری حنفی (متوفی ۱۹۰۰ء)

۴۔ مجموعہ اصولیہ ۱/ ۲۵۲ (۲۱۷) ۵۔ حسن (محمد حسن) خطیری بن احمد الاشتیانی امامی (۱۸۳۲ء - ۱۹۰۱ء) اصل ایران میں سے تھے۔

۶۔ مجموعہ اصولیہ ۲/ ۳۹۶ (۲۹۹) ۷۔ علی پاشا الثانی ابن حسین (متوفی ۱۹۰۲ء) امراتہ تونس میں سے تھے۔

۸۔ جید الفہمین ۲/ ۵۸۶ ۹۔ محمد بن عبدالکلام بن محمد بن احمد بن سودة بن ابی العباس المرمری (۱۸۲۶ء - ۱۹۰۳ء)

۱۰۔ مجموعہ فہمین ۱/ ۲۵۵، مجموعہ اصولیہ ۱/ ۱۳۵ (۹۷)

۱۱۔ حسن (محمد حسن) ابن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ المامقانی امامی (۱۸۲۳ء - ۱۹۰۵ء) امامقان (ایران) میں پیدا ہوئے اور نجف میں وفات پائی۔

۱۲۔ مجموعہ اصولیہ ۲/ ۳۹۶ (۲۷۹)

عبدالرحمن الشربینی شافعی (متوفی ۱۳۲۶ھ) ^۱

انہوں نے کتاب "تفہیم علی جمع الجوامع" تالیف کی۔ ^۲

عبدالحکیم الافغانی حنفی (۱۳۵۱ھ-۱۳۲۶ھ) ^۳

انہوں نے کتاب "معلقات علی شرح المنار للعلائی (الحصکھی) تالیف کی اور "ابن عابدین" پر حواشی لکھے۔ ^۴

ماء العینین الشنقیطی مالکی (متوفی ۱۳۲۸ھ) ^۵

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاقدس علی الانفس فی الاصول ، یہ کتاب نظم الوریات امام الحرمین کی شرح ہے۔

۲۔ العرائق علی الموائق ، یہ کتاب امام شافعی کی الموائقات کی شرح ہے۔ ^۶

زکریا بن عبداللہ مکی (۱۳۲۹ھ) ^۷

انہوں نے کتاب "اسی التفہیمات علی نظم الوریات فی الاصول الفقہیت" تالیف کی۔ ^۸

الحاج محمد ذہبی رومی (۱۳۶۲ھ-۱۳۲۹ھ) ^۹

انہوں نے کتاب "اقتباس الانوار فی توجہ المنار فی الاصول" تالیف کی۔ ^{۱۰}

محمد عثمان النجار مالکی (متوفی ۱۳۳۱ھ) ^{۱۱}

انہوں نے کتاب "شرح الجلال المحلی علی جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کی۔ ^{۱۲}

۱۔ عبدالرحمن بن محمد بن اسماعیل شافعی (متوفی ۱۹۶۸ء) ۵۴۰ھ میں وفات پائی۔

۲۔ الفہم ۱/۳، مجمع الاصول ۱/۱۸۷ (۳۲۳)

۳۔ عبدالحمید بن محمد بن الحاج میرزا الافغانی مکی (۱۸۳۵ء-۱۹۰۸ء)

۴۔ مجمع الاصول ۲/۱۶۱ (۳۹۷)

۵۔ مصطفیٰ بن محمد خلیل، امام العینین ابو عبداللہ الشریف الحنفی (۱۱۰۰ھ) الشنقیطی (متوفی ۱۹۱۰ء)

۶۔ الفہم ۱/۱۶۳

۷۔ زکریا بن عبداللہ سنن زبیر الجاوی مالکی (۱۹۱۱ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

۸۔ مجمع الاصول ۲/۱۰۶ (۳۲۳)

۹۔ الحاج محمد ذہبی بن محمد رشید الاستاذی اردی

۱۰۔ بدیع الحارثین ۶/۳۰۰

۱۱۔ ابو عبداللہ محمد بن عثمان النجار مالکی (متوفی ۱۹۱۳ء)

۱۲۔ الفہم ۱/۱۶۳

ابو محمد السالمی الأباضی (متوفی ۱۳۳۲ھ)^۱

۱۔ نوکات اصولیہ :

۲۔ طلعة الشمس :

۳۔ شرح طلعة الشمس - یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے جو دو اجزاء میں ہے۔^۲

۴۔ ترکیب الحسنی شافعی (۱۲۷۱ھ-۱۳۳۲ھ)^۳

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "تحفة الراى السدید فی الاجتهاد والتفہید" تالیف کی۔^۴

۵۔ نزال الدین القاسمی سلمیٰ^۵ (۱۲۸۳ھ-۱۳۳۲ھ)^۶

۱۔ نوکات اصولیہ :

۲۔ تبیین الطالب الی معرفة الفرض والواجب فی اصول الفقہ -^۷

۳۔ تعلیقہ علی مختصر المنار للمحلی

۴۔ تعلیقہ علی الورقات لامام الحرمین

۵۔ تعلیقہ علی تنقیح القصول للقوافی

۶۔ تعلیقہ علی قواعد الاصول للصفی البغدادی -^۸

۷۔ ترکیب عبد الطیف شافعی (۱۲۷۶ھ-۱۳۳۳ھ)^۹

انہوں نے اصول فقہ میں "حاشیہ التفہات علی شرح الورقات" تالیف کیا۔ مظہر بقائے اپنی کتاب

تحریر اصولیین میں اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھا : "الصفحات" حاشیہ علی الورقات الفہمسة

۱۴۱۱ھ۔^{۱۰} ("الصفحات" الورقات پر حاشیہ ہے جسے انہوں نے ۱۳۰۶ھ میں تالیف کیا تھا)

۱۔ محمد بن ابی اسویٰ عبداللہ بن سعید بن سالم السالمی الاباضی (متوفی ۱۹۱۳ء) ج ۱ صفحہ ۱۶۶/۳

۲۔ ابن تیمیہ ج ۱۰ صفحہ ۱۸۵۴/۱۹۱۳ء

۳۔ ابن تیمیہ ج ۳/۱۶۷۷ صفحہ ۸۹/۵۸

۴۔ یہ مقدمہ نقلی ہے اور متعلقہ حاشیہ سے بات نہیں کرتے تھے۔

۵۔ جمال الدین (عمر جمال الدین ابن محمد سعید بن قاسم بن صالح القاسمی الدمشقی (۱۸۶۶ء/۱۹۱۳ء) کو مشق میں ۱۸۶۶ء و وفات ہوئی۔

۶۔ ابن تیمیہ ج ۳/۱۶۸

۷۔ ابن تیمیہ ج ۲/۲۰۱ (۲۵۱)

۸۔ ابن تیمیہ ج ۱۰ صفحہ ۱۸۵۹/۱۹۱۵ء

۹۔ ابن تیمیہ ج ۱۰/۱۵۰ (۱۰۳)

تجزیہ :

ظاہری طور پر مظہر بقا کی عبارت درست معلوم نہیں ہوتی کہ "النفحات"، "الورقات" پر حاشیہ نہیں ہے بلکہ "شرح الورقات للامام جلال الدین المحلی" پر "حاشیہ" ہے۔ اس کا اظہار خود "النفحات" کے مؤلف اپنی کتاب کے آغاز میں فرمایا۔ وہ فرماتے ہیں :

"وقد كنت ممن عنى بهذا الفن حتى انفقت في تحصيله ومزاولة بوهة عزيزة من الزمن قرات في خلالها درسا بالمسجد الحرام تجاه بيت الله ذي الفضل والانعام شرح الامام جلال الدين محمد بن احمد المحلى الشافعي على الورقات لمؤلفه ابى المعالي المملك بن يوسف بن محمد الجوينى العراقي الشافعي لكنه لمزيد اختصار وانطواء المسائل غامضة في غضون اسفاره جدير بان توضع عليه حاشية ١

کتاب "حاشیہ النفحات علی شرح الورقات"، مطبعہ مصطفی السامی الحلبي، سمرے ۱۳۵۷ھ-۱۹۳۸ء میں چھپ چکا ہے۔

عبدالحق بن محمد دہلوی حنفی (متوفی ۱۳۳۲ھ)

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "الناسی شرح الحسامی لمحمد بن محمد الاحمدي في اصول" تالیف کی۔ جو ۱۳۱۰ھ میں چھپ چکی ہے۔^۲

عبدالحمید الخطیب شافعی (متوفی ۱۳۳۵ھ)^۳

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "لطائف الاشارات الی شرح تسهیل الطرقات لنظم الورقات فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ یہ کتاب سمرے ۱۳۳۸ھ میں طبع ہو چکی ہے اور اس کے حاشیہ پر کتاب "قرۃ العین فی شرح ورقات امام الحرمین للحطاب" بھی موجود ہے۔^۴

ابن الخياط الكروني (۱۲۵۳ھ-۱۳۳۵ھ)^۵

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ منہج (منہاج) الوصول فی شرح منہاج الوصول للبصاری۔

۲۔ تنبیہ الاصدقاء فی بیان التقلید والاجتهاد والافتاء والاستفتاء، یہ کتاب بغداد سے ۱۳۰۳ھ میں چھپ چکی ہے۔^۶

۱۔ حاشیہ النفحات علی شرح الورقات، محمد بن عبداللطیف الخطیب الیاری الشافعی، ۲، مصطفی السامی الحلبي، سمرے ۱۳۵۷ھ-۱۹۳۸ء۔

۲۔ عبدالحق بن محمد دہلوی حنفی متوفی ۱۹۱۵ء، تنہد اصولیون ۴/۱۲۱ (۳۹۶)

۳۔ عبدالحمید بن محمد بن علی بن عبدالکادر شافعی متوفی ۱۹۱۶ء، تنہد اصولیون ۳/۱۶۹ (۳۰۶)

۴۔ عبدالرحمن بن محمد الترقی، ابن الخياط الكروني (۱۲۵۳ھ-۱۹۱۵ء)، عراق میں پڑھا ہے۔ ۵۔ تنہد اصولیون ۴/۱۸۵ (۳۲۱)

ابو بکر العلوی شافعی (۱۳۶۲ھ/۱۳۳۱ھ) ۷

انہوں نے "الترویای النافع بایضاح وتکمیل مسائل جمع الجوامع" تالیف کی جو دو اجزاء میں ہے۔ یہ کتاب میدراہادکن سے ۱۳۶۷ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ ۸

حسن الکاشانی امامی (متوفی ۱۳۳۲ھ) ۹

نقاط اصولیہ :

۱۔ مقدمات الاصول فی التعلیق علی الفصول، یہ کتاب سات مجلدات میں ہے۔

۲۔ نتائج الافکار فی الادلة العقلیة، یہ کتاب پانچ جلدوں میں ہے۔ ۱۰

سالم بن عمر مالکی (۱۳۳۳ھ/۱۳۳۲ھ) ۵

انہوں نے "شرح علی القیہ ابن عاصم فی الاصول" تالیف کی۔ ۱۱

سالم بن محمد النجفی امامی (۱۳۶۹ھ/۱۳۳۳ھ) ۶

نقاط اصولیہ :

۱۔ نقایس الفوائد فی مہمات اصول الفقہ

۲۔ لباب الاصول بانسقاط القشور والقصور

۳۔ النور اللوامع فی جملہ من مسائل الفقہ وللاصول والرجال ۱۲

ابن محمد السوید دمشقی (۱۳۳۳ھ میں بحدہ) ۴

انہوں نے کتاب "تسہیل الحصول علی قواعد الاصول" تالیف کی۔ ۱۳

۱۴۔ ابن عبد الرحمن بن محمد بن شہاب الدین العلوی الحنفی شافعی (۱۸۳۶ء/۱۹۲۶ء) حضرت موت کے گھاٹوں میں ڈالت ہوئی اور میدراہادکن میں داخل ہوئی۔

۱۵۔ حسن بن احمد بن رکن الدین الحنفی الکاشانی امامی متوفی ۱۹۳۳ء، ہندوستانی میں دارو تھے۔

۱۶۔ سالم بن عمرو جب دیوانہ کا الحنفی النجفی مالکی (۱۸۵۶ء/۱۹۴۲ء)

۱۷۔ سالم بن محمد علی بن زین العابدین الکوفی الحنفی امامی (۱۸۵۳ء/۱۹۴۳ء)

۱۸۔ امین بن محمد السوید دمشقی (۱۹۲۵ء میں زندہ تھے۔

۱۹۔ محمد بن علی بن (۱۸۹۸ء/۱۹۸۸ء)

محمود عمر الباجوری (۱۲۷۲ھ/۱۳۳۳ھ)۔^۱

انہوں نے کتاب "الفصول البدیعہ فی اصول الشریعہ" تالیف کی۔^۲

شیخ محمد الخضری (متوفی ۱۳۳۶ھ)۔^۳

انہوں نے کتاب "اصول الفقہ" تالیف کی جو مکتبہ دارالحدیث قاہرہ سے (سند) چھپ چکی ہے۔

عبدالقادر بن بدران حبلی (متوفی ۱۳۳۶ھ)۔^۴

انہوں نے کتاب "نزهة الخاطر العاطر شرح روضة الناظر لابن قدامة فی الاصول" تالیف کی جو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔^۵

عباس بن محمد المدنی شافعی (۱۳۹۳ھ/۱۳۳۶ھ)۔^۶

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "عمدة الطالب" نظم، وشرح ۲۔ "فتح المنعم الوهاب بشرح عمدة الطالب"۔^۷

علی النجار شافعی (۱۲۹۳ھ/۱۳۵۱ھ)۔^۸

انہوں نے "حاشیہ علی شرح الامنوی لمنہاج القاضی البضاوی فی اصول الفقہ" تالیف کی۔^۹ المرافعی نے لکھا کہ اس کا بیش حصہ چھپ چکا ہے اور یہ طلبہ و مدرسین میں مشہور و متداول ہے۔

نجم الغنی خان (۱۲۷۶ھ/۱۳۵۱ھ)۔^{۱۰}

انہوں نے کتاب "مزیل العواشی شرح اصول الشافعی" تالیف کی۔ یہ کتاب میر محمد کتب خانہ کراچی (سند) سے بھی چھپ چکی ہے اس کے علاوہ انہوں نے کتاب "مختصر الاصول" بھی تالیف کی تھی۔

- ۱۔ محمود عمر الباجوری (متوفی ۱۲۷۲ھ)۔
- ۲۔ الفصول البدیعہ فی اصول الشریعہ
- ۳۔ شیخ محمد الخضری (متوفی ۱۳۳۶ھ)۔
- ۴۔ عبدالقادر بن بدران حبلی (متوفی ۱۳۳۶ھ)۔
- ۵۔ نزهة الخاطر العاطر شرح روضة الناظر لابن قدامة فی الاصول
- ۶۔ عباس بن محمد المدنی شافعی (۱۳۹۳ھ/۱۳۳۶ھ)۔
- ۷۔ فتح المنعم الوهاب بشرح عمدة الطالب
- ۸۔ علی النجار شافعی (۱۲۹۳ھ/۱۳۵۱ھ)۔
- ۹۔ حاشیہ علی شرح الامنوی لمنہاج القاضی البضاوی فی اصول الفقہ
- ۱۰۔ نجم الغنی خان (۱۲۷۶ھ/۱۳۵۱ھ)۔

شیخ احمد الزرقاء (متوفی ۱۳۵۷ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح القواعد الفقہیہ" تالیف کی۔

حسن العلیاری امامی (متوفی ۱۳۵۸ھ)^۱

انہوں نے کتاب "مشکاۃ الاصول الی علم الاصول" تالیف کی جو تین مجلدات میں ہے۔^۲

حسین المکی (۱۳۰۹ھ/۱۳۵۹ھ)^۳

انہوں نے کتاب "شرح نظم مختصر المنار" تالیف کی۔^۴

عبدالحمید بن باولیس (۱۳۰۵ھ/۱۳۵۹ھ)^۵

انہوں نے "شرح (مختصر) علی مفتاح الوصول للشریف النعمانی، فی الاصول" تالیف کی۔^۶

خلیل الخالیدی حنفی (۱۲۸۲ھ/۱۳۶۰ھ)^۷

انہوں نے کتاب "حدود اصول الفقہ" تالیف کی۔^۸

امین بن محمد حنفی (۱۲۹۸ھ/۱۳۶۲ھ)^۹

انہوں نے کتاب "ازالۃ الالتباس عن مسائل القیاس فی الاصول" تالیف کی۔^{۱۰}

احمد الحسینی (۱۲۹۱ھ/۱۳۶۲ھ)^{۱۱}

انہوں نے کتاب "علم اصول الفقہ ومصادر التشريع الاسلامی" تالیف کی۔^{۱۲}

۱۔ حسن بن علی بن عبداللہ العلیاری، القریبہ فی التخریج امامی متوفی (۱۳۹۹ھ) اس پر اس سے ذائد کتب میں ہے۔

۲۔ تنظیم اصولین ۴/ ۳۸ (۳۸۱)

۳۔ حسین بن محمد حسین بن عبدالغنی (۱۳۰۹ھ/۱۳۵۹ھ) کہ جس کو اسے دار پرورش ہوئی۔

۴۔ تنظیم اصولین ۴/ ۸۸ (۳۱۳)

۵۔ عبدالحمید بن محمد المعطی بن علی بن ہارون، رئیس جمعیۃ العلماء بالمسین بالجواز (۱۲۸۷ھ/۱۳۶۷ھ) سے اولیٰ سے تعلق میں ہوئی۔

۶۔ تنظیم اصولین ۴/ ۷۰ (۳۰۷)

۷۔ خلیل بن محمد بن علی بن باولیس مالکالمدنی المتوفی حنفی (۱۲۹۸ھ/۱۳۶۲ھ) قبرہ میں وہ تے پائی۔

۸۔ تنظیم اصولین ۴/ ۹۱ (۳۲۸)

۹۔ امین بن محمد بن سلیمان بن اسمعیل حنفی (۱۲۹۸ھ/۱۳۶۲ھ)

۱۰۔ الفحلمین ۳/ ۱۹۲، تنظیم اصولین ۱/ ۳۸ (۲۳۰)

۱۱۔ امیر ابن محمد بن علی (۱۲۹۱ھ/۱۳۶۲ھ) قبرہ میں اس وقت ہوئی۔

۱۲۔ تنظیم اصولین ۴/ ۷۰ (۳۰۷)

۱۔ اربع الفتح بک (متوفی ۱۳۶۵ھ) ۱

انہوں نے کتاب "المختارات الفتحیہ فی تاریخ التشريع الاسلامی و اصول الفقه" تالیف کی۔ ۲

۲۔ انصر حسین ماکھی (۱۲۹۳ھ) ۳

انہوں نے کتاب "تعلیقات علی کتاب الموافقات للشاطبی فی اصول الفقه" تالیف کی۔ ۴

۳۔ مصطفیٰ المراغی بک (۱۳۰۰ھ/۱۳۷۱ھ) ۵

انہوں نے "کتاب الموجز فی علم الاصول" تالیف کی۔ ۶

۴۔ ابوالوہاب خلاف بک (۱۳۰۵ھ/۱۳۷۵ھ) ۷

تولقات اصولیہ :

۱۔ کتاب علم اصول الفقه : یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۰۱ھ-۱۳۰۶ھ میں اور دوسری مرتبہ ۱۳۰۶ھ-۱۳۰۹ھ میں مکتبہ دارالعلم کویت سے چھپی۔ ساقیہ خیمت ۱۳۰۶ھ-۱۳۰۹ھ میں جونی اور الیہ اساتذہ کرام نے اسے تصحیح کیا تھا۔

۲۔ الحلقة الاولى من سلسلة الدراسات العليا فی علم اصول الفقه فی الاجتهاد بالنصوص۔

۳۔ الحلقة الثانية من سلسلة الدراسات العليا فی علم اصول الفقه فی الاجتهاد بالرأی۔ ۸

۵۔ عبدالرحمن بن ناصر حنبلی (۱۳۰۷ھ-۱۳۷۶ھ) ۹

تولقات اصولیہ :

۱۔ القواعد والاصول الجامعة فی اصول الفقه

۲۔ طریق الوصول الی العلم العامول من الاصول۔ ۱۰

۱۔ اربع الفتح بک متوفی ۱۳۶۵ھ

۲۔ انصر حسین ماکھی ۱۲۹۳ھ/۱۳۰۰ھ (۳۳)

۳۔ مصطفیٰ المراغی بک ۱۳۰۰ھ/۱۳۷۱ھ

۴۔ ابوالوہاب خلاف بک ۱۳۰۵ھ/۱۳۷۵ھ

۵۔ عبدالرحمن بن ناصر حنبلی ۱۳۰۷ھ/۱۳۷۶ھ

۶۔ عبدالرحمن بن ناصر حنبلی ۱۳۰۷ھ/۱۳۷۶ھ

۷۔ عبدالرحمن بن ناصر حنبلی ۱۳۰۷ھ/۱۳۷۶ھ

۸۔ عبدالرحمن بن ناصر حنبلی ۱۳۰۷ھ/۱۳۷۶ھ

۹۔ عبدالرحمن بن ناصر حنبلی ۱۳۰۷ھ/۱۳۷۶ھ

عبد الجلیل بن احمد (۱۲۸۷ھ-۱۳۷۶ھ)^۱

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ زبدة الافکار، شرح مختصر المنار فی الاصول

۲۔ محاضرات فی اصول الفقہ

حافظ بن احمد (۱۳۳۲ھ-۱۳۷۷ھ)^۲

انہوں نے کتاب "اسلم الوصول الى علم الاصول" تالیف کی۔

شیخ محمد امین الشنقیطی (متوفی ۱۳۹۳ھ)^۳

انہوں نے کتاب "مذکرہ اصول الفقہ علی روضة الناطر لا بن قدامہ" تالیف کی۔

حسن المشاط المکی ماکلی (۱۳۱۷ھ-۱۳۹۹ھ)^۴

انہوں نے کتاب "بیل الفی والممول علی لب الاصول" تالیف کی۔

عبد الغنی المصری (۱۳۲۶ھ-۱۴۰۴ھ)^۵

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کتاب "حجة السنة" - یہ بی ایچ ڈی کا مقالہ ہے۔

۲۔ "اصول الفقہ لغیر الحنفیہ" مختلف اساتذہ کے مشترک سے ۱۹۶۳ء میں لکھا گیا۔

۳۔ "محاضرات فی اصول الفقہ" یہ جامعہ الازہر میں دیئے گئے لیچررز پر مشتمل کتاب ہے۔

۴۔ "حجة الاجتماع حقیقہ و حجبہ"۔



۱۔ عبد الجلیل بن احمد بن عبد الرزاق (۱۸۷۰ء/۱۹۵۷ء) بغداد میں ولادت ہوئی۔ ج۔ تنہا ۱/۲ ص ۱۵۸ (۳۹۳)

۲۔ حافظ بن احمد بن علی الشافعی (۱۹۲۳ء/۱۹۵۸ء) علماء حیران میں سے تھے جو مجاز و یمن کے درمیان ہے

۳۔ تنہا ۱/۲ ص ۲۵۳ (۲۵۳) ج۔ شیخ محمد امین الشنقیطی

۴۔ حسن بن محمد بن عباس بن المشاط ماکلی (۱۸۹۹ء/۱۹۷۸ء) أمصہ میں مدفون ہیں ج۔ تنہا ۱/۲ ص ۵۴۳ (۲۸۸)

۵۔ عبد الغنی بن عبد اللہ بن حسن بن مصطفیٰ المصری (۱۹۸۹ء/۱۹۸۳ء) ج۔ تنہا ۱/۲ ص ۲۱۹ (۲۵۱)

منتخب فقہی مذاہب کا تعارف و نشأ و ارتقاء

- | | | |
|-----------|---|---|
| فصل اول | : | حنفی مذہب اور اس کا نشأ و ارتقاء |
| فصل دوم | : | مالکی مذہب اور اس کا نشأ و ارتقاء |
| فصل سوم | : | شافعی مذہب اور اس کا نشأ و ارتقاء |
| فصل چہارم | : | حنبلی مذہب اور اس کا نشأ و ارتقاء |
| فصل پنجم | : | اہل سنت کے متروک مذاہب اور ان کا نشأ و ارتقاء |
| فصل ششم | : | مذاہب شیعہ اور ان کا نشأ و ارتقاء |

بہار

منتخب فقہی مذاہب کا تعارف و نشأ و ارتقا

خلفائے راشدین کے زمانے میں مسائل عام طور پر پیچیدہ نہیں ہوتے تھے۔ اور ان کا وقوع بھی آج کی نسبت کم ہوتا تھا۔ اس لئے اس زمانے میں استنباط مسائل کا کام آسان تھا۔ مفتی اور قاضی کو بھی ان سے کم ہی واسطہ پڑتا تھا۔ کیا لوے میں پیمبر (۳۱ھ-۱۳۲ھ) اموی دور جس میں چودہ خلفاء گزرے ہیں، اس میں بھی کم و بیش یہی حالت نظر آتی ہے اور تمام مسائل کا دار و مدار قرآن کریم اور سنت نبوی پر تھا۔ کہا رسماً یہ فقہی معاملات میں اپنی ذاتی رائے دینے سے گریز کرتے، انسانی الامکان کو شش ہوتی تھی کہ ہر معاملہ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تلاش کی جائیں۔

عہد اموی میں تہذیب و تمدن کے دائرہ میں وسعت آجاتی ہے اور اسلام عرب سے نکل کر ذوالعلاقوں تک پھیل جاتا ہے۔ عربین شریعت اور روایان حدیث بھی مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ مفتی ذوالعلاقوں میں مملکت اسلامیہ کو نئے مسائل سے باہر پڑنے لگے۔ یہ حالات اس بات کے متقاضی تھے کہ مسائل کے حل کے لئے ذوالیہ فکر میں وسعت پیدا کی جائے۔

خلیفہ منصور عباسی نے بغداد کو دار الحکومت بنایا تو ہر طرف سے علماء و دانشور فنون کے ماہرین یہاں جمع ہونے لگے۔ ہاں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا، علوم و فنون ترقی کرنے لگے۔ عہد امویہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے برخلاف میں علمی ترقی کی داغ بیل ڈال دی گئی تھی اور اٹھنی کے حکم پر احادیث جمع کی گئیں۔ مگر آپ کے بعد یہ کام پانی نہ رو سکا اور پھر عہد عباسی کا آغاز ہوتا ہے ہی فروغ علم کا کام انتہائی تیز رفتاری سے اپنی منزل میں طے کرنے لگا۔ یونان، ایران، روم، مصر اور مصریوں کی ایک بڑی تعداد اسلام میں داخل ہو گئی تھی، اس لئے فارسی اور رومی زبانوں کی کتابیں بھی تیزی سے عربی میں ترجمہ ہونے لگیں اور سلطنت اسلامیہ میں دیگر اقوام کے علوم بھی شہار ف ہونے لگے۔ علم و فنون کی ترویج و اشاعت نے بحث و تجویس اور اختلافات کا دروازہ بھی کھول دیا اور یہ اندیشہ پیدا ہونے لگا کہ ان عقائد کا دائرہ کہیں احکام شریعت تک بھی وسیع نہ ہو جائے تو اس خطرہ سے ضرورت کے پیش نظر شریعت کو باقاعدہ طور پر کتابوں میں مدون کرنے کا رجحان بڑھنے لگا اور تدوین کی وجہ یہ بھی تھی تاکہ شریعت کے قوانین اور اصول کی بنیاد پر ایسے قوانین عرب کے چابکس جو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق روزمرہ کی زندگی میں لوگوں کی صحیح رہنمائی کر سکیں۔

خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام مالک سے اس مقدمہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے "موطا" مرتب کرنے کی درخواست کی تھی اور پھر جب خلیفہ نے اس کتاب کو اپنی مملکت کا عہد انتہائی مجموعہ قرار دینا چاہا تو امام مالک نے اسے یہ کچھ کر دو کہ ابو جعفر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے کرام مختلف ملکوں میں پھیل گئے ہیں اور ہر ایک اسی حدیث پر عمل کرتا ضروری سمجھتا ہے، جو اس کے نزدیک پابہ صحت کو پہنچتی ہے وہ سب ہدایت پر ہیں۔ سب کا مقصود نشانے الہی اور اطاعت رسول ہے۔ اسی صورت میں لوگوں کو صرف موطا میں لکھی ہوئی احادیث اور احکام پر عمل کرنے پر مجبور کرنا مناسب نہیں۔ اس پر خلیفہ نے اپنے ارادہ کو ترک کر دیا۔

اس عہد میں واضحین قوانین اسلامیہ (فقہاء) کا طبقہ وجود میں آیا۔ علوم دینیہ کے ماہر تو پہلے بھی ہوتے تھے مگر انہیں فقہاء کے بجائے قراء کہا جاتا تھا۔ فقہاء کی اس جماعت میں بڑے صاحب کمال لوگ موجود تھے اور انہوں نے فقہ اسلامی کے اصول و ضوابط کی ترتیب اور استنباط احکام میں بڑی جانفشانی سے کام لیا۔ ان میں سے بعض فقہاء مخصوص مکاتب فکر کے بانی ہوئے اور آج بھی دنیا کے بیشتر مسلمانوں کا انہی میں سے کسی نہ کسی مکتبہ فکر کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ اصحاب امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل تھے اور ان کے پیروکار حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کہلائے۔

شیعہ اصحاب علیحدہ مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے پیروکار زیدی، شیعہ اور امامی شیعہ وغیرہ ہیں۔ زیدی شیعہ زید بن علی بن حسین بن ابی طالب کی طرف منسوب ہیں اور امامی شیعہ امام ابو عبد اللہ جعفر صادق کی طرف منسوب ہیں۔ بعض فقہاء نے اپنے عہد میں تو بہت شہرت حاصل کی، لیکن بعد میں ان کے نظریات و افکار کو فروغ حاصل نہ ہوا اور نہ ان کے پیروکار کی تعداد میں اضافہ ہو سکا۔ ایسے لوگوں کی تعداد بے شمار ہے۔ امام اوزاعی، واقد لفظہری اور طبریؒ مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ ان کے افکار کتابوں میں سمکھرے پڑے ہیں اور ان کا شمار بلند پایہ لوگوں میں عزت و احترام سے لیا جاتا ہے اور ان کی خدمات کو سراہا جاتا ہے۔ جہاں ضروری ہوتا ہے ان سے اختلاف کیا جاتا ہے۔

ان فقہاء کرام سے منسوب مذہب کا مختصر حال اور بانیان مذہب کا مختصر تعارف اور مختلف ممالک میں ان کی اشولہ وغیرہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔ فقہاء مار بعد سے متعلق پہلے گفتگو کی جائے گی۔

فصل اول

حنفی مذہب اور اس کا نشا و ارتقاء

امام ابوحنیفہ حنفی مذہب کے بانی ہیں۔ ان کے تعارف کے بغیر مذہب حنفی کا تعارف مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے پہلے بانی مذہب کا مختصر ذکر کیا جائے گا۔ اور یہی ترتیب دیگر فقہاء کے بیان میں بھی ملحوظ رکھی جائے گی۔

امام ابوحنیفہ نعمان بن حارث بن زوطی اسحٰق قول کے مطابق ۸۰ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی۔ پندرہ سالہ میں بغداد میں وفات پائی۔^۱

غلیب بغدادی میں لکھا ہے :

”وذهب ثابت الى علي بن ابي طالب وهو صغيره فدعاه بالبركة فيه وفي ذريته
والعيمان بن المرزبان ابو ثابت هو الذي اهدى لعلي بن ابي طالب الفالو فوج في يوم النوروز
فقال نوروز ناكل يوم“۔^۲

(اور امام ابوحنیفہ کے والد) حارث حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ابھی کمسن تھے تو آپ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی اور نعمان بن مرزبان جو حارث کے والد (اور امام اعظم کے والد) وہی ہیں جنہوں نے یوم نوروز پر حضرت علی بن ابی طالب کو فالوروز پیش کیا تو آپ نے فرمایا :
”ہمارا مردن ہی نوروز ہے“

اس بیان سے آپ کے خاندان کے متحول اور خوشحال ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ امام اعظم نے اپنی علمی زندگی کا آغاز تجارت سے کیا اور زندگی بھر اس پیشے سے وابستہ رہے۔ تاہم جس ماحول میں آنکھ کھولی تھی وہاں مختلف انواع عقائد کے لوگ آیا دیتے تھے۔ ان میں شیعوں، خارجیوں، معتزلہ، علم صحابہ کے حامل تابعی وغیرہ شامل تھے۔ ان میں ماہروں کی گرم بازاری تھی۔ آغاز شباب ہی سے آپ بھی ان مناظروں میں بڑی سرگرمی سے حصہ لینے لگے۔ بعد میں پہلی توجہ علم فقہ کی طرف مبذول کی۔ یہ سیلان کیسے پیدا ہوا اس کے بارے میں سوانح نگار متحد روایات بیان کرتے ہیں، جس کا یہاں ذکر ضروری نہیں ہے۔ اُستاد نابز ہرہ، امام ابوحنیفہ کی عصری علوم سے واقفیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وهذه الرواية تبين أنه راد العلوم التي كانت شائعة في عصره، ليختار من بينها ما يجعل همه
إليه، ويخصص فيه، وبهذا يستبين أنه تنقف في الجملة بكل العلوم التي كانت في عصره،
وان لم ينصرف من بعد الأتالي الفقه“۔^۳

۱۔ ”تبيين الصحيح في مناقب الامام أبي حنيفة“، امام جلال الدين عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی ص ۲۸، مجلس دائرہ المعارف الطبعة الثالثة، حیدرآباد دکن۔ ۱۳۷۷ھ

۲۔ مناقب الامام أبي حنيفة، للامام ابن، الامام الموفق بن احمد السکیتی۔ (۳۸۳ھ تقریباً ۵۶۸ء) والامام سفيان الدين محمد بن محمد النعمان شهاب المعروف بابن الجوزي انكره في الحنفی حوالی ۸۶۷ھ / ۶۷۰ھ نويس كتابه اسلامي۷۳۷ھ

۳۔ سوانح بغداد، تالیف بغدادی حوالی ۷۳۳ھ / ۱۳۲۶ء (۷۹۹ء) بیروت دارالکتب العلمیہ ص ۲۷

۴۔ ابو حنيفة حياته وعصره وازاؤه ولفظه ”نابز ہرہ“ نابز ہرہ ص ۲۱ دارالکتب العلمیہ بیروت

آپ نے رائج الوقت علوم و فنون پر تنقیدی نگاہ ڈالی تاکہ ان میں سے اپنے لئے کسی مناسب علم کا انتخاب کر کے اس میں امتیاز و تخصیص پیدا کر سکیں۔ اس سے یہ حقیقت بھی مکمل کر سامنے آتی ہے کہ آپ نے تمام عصری علوم میں واجبی حد تک واقفیت حاصل کر لی تھی۔ اگرچہ بعد میں صرف فقہی آپ کا جزاؤں کا ذکر و نظر رہا۔

تاریخ بغداد میں امام ابوحنیفہ کی علم فقہ سے وابستگی سے متعلق منقول ہے کہ امام صاحب فرماتے ہیں :-

"فجعلت علی نفسی أن لا یفارق حمادا حتی یموت فصحبته لعالی عشر سنة" (میں نے اپنے آپ پر لازم کر لیا کہ (اپنے استاد) حماد سے زندگی بھر الگ نہ ہوں۔ چنانچہ میں پورے اٹھارہ برس ان کی صحبت میں رہا)

مکتب حماد سے وابستگی کے اثرات اور ان کا جائزہ :

مکتب حماد سے وابستگی نے آپ کی استعداد کو اور زیادہ جلا بخشی اور آپ فقہ کے ایک عظیم امام سامنے آ گئے۔ دنیا بھر میں آپ کے پیروکار ہر زمانے میں کثرت سے رہے۔ آپ کی فقہی عظمت کے اعتراف میں شیخ صفی محمد خراسانی امام ابو یوسف کا یہ قول بھی نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا :

"كما یختلف فی المسألة ، فلهی اہا حنیفة ، فکما نما یختر جہا من کمہ فیدفعها الہا"۔
(جب کسی مسئلے میں دو راہیں اختلاف ہوتی ہیں تو ہم اسے امام ابوحنیفہ کے سامنے پیش کرتے تھے۔ آپ اپنی جلدی جواب دیتے تھے جیسا کہ اپنی آستین سے نکالا ہو)

زاد کوثری نے اپنی کتاب میں امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے :

"وعن الامام الشافعی الناس عیال فی الفقه علی ابی حنیفة"۔
(امام شافعی فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے تحت ہیں)

امام مالکؒ نے امام ابوحنیفہ کی شان میں فرمایا :

"وایت وجلالو کلہ فی ہذہ الساریۃ ان یجعلہا ذہبا لتمام بحیثہ"۔
(میرے لئے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اس ستون کو سونے کا کر دینے کو کہے تو وہ ضرور اپنے دلائل سے ایسا کرے گا)

خطیب بغدادی نے امام شافعی کے اسی مفہوم میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔

خطیب بغدادی نے امام مالک اور امام شافعی کے علاوہ خلف بن ایوب، ابن عیینہ، ابو بکر بن عیاش، اہل بن حرام، قاسم بن معین، ابن جریر، عبداللہ بن مبارک، مسعر بن کدام، ابو جعفر الرازی، اعمش، فضیل بن عیاض، سفیان ثوری

- | | |
|---|--|
| ۱۔ تاریخ بغداد ، خطیب بغدادی ۱/۳۳۳ (۷۳۷ء) | ۲۔ فلسفۃ الشریع فی الاسلام : صفی محمد خراسانی ص ۴۴ |
| ۳۔ کتاب الکشاف ۱/۳۶۵-۳۶۶ | ۴۔ فقہ اہل العراق وحديثهم : محمد زاد کوثری (۱۳۹۶ء) |
| ۵۔ تحقیق مبداء الفتن : محمد ص ۵۳ | ۶۔ الحواضر المعینۃ فی طبقات الحنفیۃ : ابی محمد عبداللہ |
| ۷۔ ابن ابی الوفاء : ص ۶۶۶ ج ۱/۶۶۶ | ۸۔ تاریخ بغداد ، خطیب بغدادی ۱/۳۳۶ (۷۳۷ء) |

اور انکی ہی مقتدر اور صاحب علم و فضل شخصیتوں کے مدحیہ اقوال درج کئے ہیں جس میں آپ کے مختلف کمالات کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔^۱

ان میں سے صرف ابن مبارک کا ایک قول مندرج ذیل ہے :

"رايت مسعورا في حلقة ابي حنيفة جالسا بين يديه يساله ويستفيد منه وما ريت احدا قط تكلم في الفقه احسن من ابي حنيفة۔^۲

(میں نے مسر کو امام ابوحنیفہ کے سامنے ان کے حلقہ درس میں بیٹھا دیکھا وہ ان سے سوال پوچھتے اور مستفید ہوتے۔ میں نے کبھی کسی شخص کو فقہ میں امام ابوحنیفہ سے بہتر کام کرتے نہیں دیکھا)

ناراضہ نیکو بیڈیا آف اسلام میں آپ کا تعارف ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے :

"Abu Hanifa, Leading Fikh Scholar and Theologian in 'Irak' after whom the Madhhab of the Hanafites has been named".³

(ابوحنیفہ عراق میں ایک سربراہ اور فقیہ اور اصول دین کے عالم تھے جن کی نسبت سے اس مذہب کا نام فقی مذہب پڑ گیا)

قاضی ابو یوسف :

امام اعظم کے بعد دوسری شخصیت جس نے فقہ حنفی کی تدوین میں گرانقدر خدمات انجام دیں ہیں وہ قاضی ابوسف کی ہیں۔ آپ کا اصلی نام یعقوب بن ابی نعیم بن حبیب انصاری ہے۔ ۱۱۳ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے، وہ ہیں تعلیم حاصل کی، آپ عربی تسل تھے۔ آپ شروع میں بڑے غریب تھے لیکن علم سے وابستگی اور شوق کی بنا پر علماء کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ امام اعظم نے آپ کی ہی حالت دیکھی تو مالی امداد فرمانے لگے۔ ابو یوسف پہلے قاضی ابن ابی لیلیٰ کے شاگرد رہ چکے تھے بعد میں جب امام اعظم کی صحبت اختیار کی تو انہی کے ہوا کر رہ گئے۔ علم و فضل کی بنا پر مجدد و قضا پر فائز ہوئے اور اس طرح عباسی خلافت کے اولین قاضی قرار پائے۔ نقیب بغدادی نے لکھا :

"وولاه موسى بن المهدي القضاء بهائم هارون الرشيد من بعده وهو اول من دعى بقاضى القضاة فى الاسلام۔^۴

ثبوتی اللہ دہلوی فرماتے ہیں :

"وكان اشهر اصحابه ذكرا ابو يوسف رحمه الله فولى قضاء القضاة ايام هارون الرشيد فكان سبب لظهور مذهبه والقضاء به فى اقطار العراق وخراسان وما وراء النهر۔^۵

ع۔ حوالہ سابق ۳۳۵/۳۔ ع۔ حوالہ سابق ۳۳۲/۳

3 - Shorter Encycloaedia of Islam, Edited by H.A.R. Gibb and J.H. Kramers, page 9, Leiden E.J. Brill 1953.

ع۔ حوالہ سابق خطیب بغدادی ۳۳۲/۳ (۷۵۵۸)

۵۔ حجة الله البالغة، ثبوتی اللہ دہلوی، باب اسباب اختلاف علماء الفقہاء، ۱/۳۵۶۔ گراچی، شیخ غلام علی سنز سید۔

(امام ابو حنیفہ کے مشہور ترین شاگرد امام ابو یوسف ہیں۔ امام ابو یوسف خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر مامور تھے اور انہی کے ذریعے عراق، خراسان، ماوراء النہر وغیرہ ممالک میں امام ابو حنیفہ کا مذہب اور ان کے فتویٰ شائع ہوئے)

ابو ہریرہ نے ابن جریر اور ابن عبد البر کے ان مدحیہ اقوال کو نقل کیا ہے جو انہوں نے امام ابو یوسف کے متعلق کہے ہیں۔
امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں :

”کان ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم القاضی فقیہا عالما حافظا، ذکر انہ کان یعرف بحفظ الحديث والہ کان يحضر المحدث، فيحفظ خمسين اوستين حديثا، ثم يقوم فيسبليها على الناس وكان كثير الحديث. ولقد ولي القضاة لثلاثه من الخلفاء: للمهدي ثم للهادي، ثم للرشيد“۔

(قاضی ابو یوسف بڑے فقیہ، عالم اور حافظ تھے، حفظ حدیث میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ محدث کے یہاں حاضر ہوتے اور پچاس یا ساٹھ احادیث تک یاد کر لیتے۔ پھر کھڑے ہو کر ادا کر دیتے، بڑے کثیر الحدیث تھے۔ آپ تین خلفاء مہدی، ہادی اور ہارون الرشید کے قاضی رہے)

ابن عبد البر لکھتے ہیں :

”کان الرشيد يكرمه ويحمله، وكان عندہ حظيا مكيبا“۔
(ہارون رشید آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور ابو یوسف ان کے یہاں بڑے موقر و مکرم تھے)

خطیب بغدادی نے امام ابو یوسف کے ترجمہ میں لکھا :

”قال سمعت ابا يوسف يقول، سألني الاعمش عن مسألة فاجبتہ فيها، فقال لي من ابن قلت هذا؟ فقلت لحديثك الذي حدثناه انت ثم ذكرت له الحديث، فقال لي يا يعقوب اني لا احفظ هذا الحديث قبل ان يجتمع ابواك فما عرفت تاويله حتى الان“۔

(اعمش نے ابو یوسف سے ایک مسئلے کے متعلق دریافت کیا۔ ابو یوسف نے اس کا ثانی جواب دیا تو اعمش نے کہا کہ تم نے یہ جواب کس شرعی سند کی بنا پر دیا ہے؟ ابو یوسف نے کہا اس حدیث کی بنا پر جسے آپ نے ہمارے سامنے بیان کیا ہے تو اعمش نے کہا خدا میں نے اس حدیث کو اس وقت حفظ کیا کہ تمہارے باپ کی ابھی شادی بھی نہ ہوئی تھی لیکن اس کے معنی آج معلوم ہوئے)

اس سے آپ کی ذہانت و فطانت اور استنباط مسائل کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ امام ابو یوسف نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں انہوں نے اپنے اور اپنے استاد امام ابو حنیفہ کے افکار و نظریات کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی

ہے مشہور تصنیف "کتاب الخراج" ہے یہ ماضی کا ایک خط ہے جو انہوں نے خلیفہ ہارون الرشید کے نام سے لکھا ہے۔ اس میں حکومت کے مالی وسائل اور مائے کی تفصیلات ذکر کرتے ہیں۔ ابوزہرہ نے اس کتاب کے بارے میں لکھا:

"وكتاب الخراج في باب الفقه ثروة فقهية ليس لها مثيل في العصر الذي كتب فيه"۔^۱
(اور یہ کتاب الخراج بلاشبہ اپنے موضوع پر بہتر اور قیمتی سرمایہ ہے جس دور میں یہ لکھی گئی اس میں اس کتاب کی کوئی نظیر نہیں ملتی)

اس کتاب کا E. Faghtan نے فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۹۴۱ء میں پیرس سے شائع ہوا۔ امام ابو یوسف کی یہ کتاب اختلاف ابی حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ ہے، جس میں امام موصوف نے وہ مسائل جمع کئے ہیں جو امام اعظم اور دشمن ابن ابی لیلیٰ میں مختلف تھے۔ ان تمام مسائل میں امام ابو یوسف نے امام اعظم کا ساتھ دیا ہے۔ امام ابو یوسف کی کتب پر تبصرہ کرتے ہوئے ابوزہرہ لکھتے ہیں:

"هذه كتب للإمام أبي يوسف وحسب الله عنه، وقد عرفنا عليك بعض نصوصها، واليك نسوي فيها جمالا في التعبير، ووضوحا وجزالة، ودقة قياس، واحكام فكري، وفري بجوار ذلك أدلة فقهية مصورة لاجلها أبي حنيفة في تفكيره....."۔^۲

(ایما ابو یوسف کی تصانیف ہیں، مذکورہ بالا کتب کی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں کس قدر حسن تعمیر و صورت بیان۔ جزالت و لغات، دقت نظر اور قوت فکر پائی جاتی ہے اس کے پہلو پہلو فنی داں ہیں جن سے امام ابو حنیفہ کے مشہان فکر کا پتہ چلتا ہے)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ :

فد خنی کے تیسرے عظیم ستون امام محمد ہیں۔ آپ کا پورا نام محمد بن الحسن شیبانی اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کی ولادت ۱۳۲ھ میں اور وفات ۱۸۹ھ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی طور پر امام اعظم سے اکتساب فیض کیا، پھر امام ابو یوسف کے پاس کی۔ علاوہ انہیں امام ثوری اور امام اوزاعی سے بھی استفادہ علمی کیا۔ عراقی فقہ (فد خنی) کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے فقہ حدیث، روایات اور ان کے افکار و آراء ماخذ کئے۔ آپ نے تین برس امام مالک کے یہاں قیام کیا۔ ہارون الرشید کے عہد میں قضاء کے منصب پر فائز رہے۔ آپ بالغ نظر اور بے بھی تھے اس لئے لسانی و بیانی خصوصیات سے بہرہ ور تھے۔ شخصیت بھی بڑی پارہ و اور چاڑب نظر تھی۔ شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

"وكان حستهم تصنيفا والزيمهم دوساً محمد بن الحسن وكان من خبره انه تفقه على ابي يوسف ثم خرج الى المدينة فقرأ الموطأ على مالك"۔^۳

۱۔ ابوزہرہ ابوزہرہ۔ ص ۱۹۷

Shorter Encyclopaedia of Islam Page 1

۲۔ ۴۱۲ مائیں ص ۱۹۹ اور ۳۱

۳۔ حجة الله البالغة، شاہ ولی اللہ، ۳۵۶۔ گرامی، فتح نظام علی مرزستند

۴۔ ابوزہرہ ابوزہرہ۔ ص ۲۰۵

(امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے تصنیف و تالیف، درس و تدریس کی بہترین خدمات انجام دینے والے امام محمد بن الحسن ہیں۔ ان کی حالت یہ بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف سے فتویٰ تحصیل کی۔ اس کے بعد یہ مندرجہ گئے اور امام مالکؒ کے سامنے زانوئے شاگردی بچھایا اور ان سے موطا پڑھی)

ابوہرہ لکھتے ہیں :

"اجتمع لمحمد بن الحسن مالک یجتمع لغيره من اصحاب ابی حنیفۃ غیر شیخہ ابی یوسف ، فهو قد تلقی فقه العراق كاملا ، وقد صدقہ القضاء ، اذ تلقی عن ابی یوسف القاضي ، وتلقى فقه الحجاز كاملا عن شیخ المدينہ مالک ، وفقه الشام عن شیخ الشام الاوزاعي ، وكانت له قدرۃ ومهارۃ فی الشریع والحساب ، وملك عنان بیان لم تمرس بالقضاء ، فكانت هذا الولاية دراسة اخرى المائدة علما وتجربة وفرت فقهه من الناحية العملية فهو الذي يعد بحق ناقل لفقه العراقيين الى الاحوال "۔

(محمد بن حسن ان اوصاف کے جامع تھے جو ان کے استاد امام ابو یوسف کے سوا کسی میں جمع نہ ہو سکے۔ آپ نے عراقی فقہ مکمل طور پر حاصل کی، منصب قضاء کی ذمہ داریوں نے اس میں مزید جلا پیدا کی۔ استاد ذہین امام مالک سے اہل قازقہ حاصل کی۔ اہل شام کی فقہ مالک شام کے مشہور شیخ امام اوزاعی سے پڑھی۔ تفریع اور حساب میں مہارت حاصل رکھتے تھے، زبردست قوتِ بانیہ کے مالک تھے۔ جب قضاء کی ذمہ داریوں سے دوچار ہوئے تو آپ کے علم و تجربہ کو چار چاند لگ گئے اور آپ کو فقہ کا عملی تجربہ حاصل ہوا۔۔۔۔۔ سچی بات یہ ہے کہ عراقی فقہ کو متاخرین تک نقل کرنے کا سہرا امام محمد کے سر ہے)

امام محمدؒ نے فقہ پر بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ امام محمدؒ کی تصانیف ہی فقہ حنفی کا اولین منبع سمجھی جاتی ہیں۔ ابوہرہ آپ کی ایک تصنیف "الجامع الكبير" سے ایک مثال پیش کرنے کے بعد اس تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"ولا شك ان العبارة التي نقلنا ها تدل دلالة واضحة على جودة التعبير ، والجمع بين احكام الفكرة ، وسلامة العبارة ، بل جمالية"۔

(نقل کردہ عبارت سے دو زردوش کی طرح یہ امر واضح ہے کہ یہ کتاب تعمیر احکام محمدؒ کے مہارت اور حسن بیان میں ایسا مثال آپ ہے)

فقہ حنفی سے متعلق امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کی گراں قدر خدمات کا ذکر شارح رائے نیکو پیڈیا آف اسلام میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے :

"The two pupils are more authoritative for the development of the teaching of the school than Abu Hanifah himself"

3

(یہ دونوں شاگردوں نے مسابقتی طور پر تعلیمات کی نشوونما اور ارتقاء کے ضمن میں خود ابوحنیفہ سے بھی سبق لے گئے ہیں)

امام اعظمؑ کے دو قابل فخر خاندانہ امام ابو یوسف اور امام محمدؑ ہیں جنہیں عرق عام میں "صالحین" کہا جاتا ہے، ان کے فروع فیصل، بکالات، مہارت اور فقیہی بصیرت کا اندازہ مندرجہ بالا اقوال سے آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے استاد کے اقوال و افکار کو تاخرین تک پہنچانے میں عظیم خدمت انجام دی ہے اور نقد خفی ہی نہیں نقد ارسائی کی آبیاری اور اسے توانائی بخشنے کے لئے ناقابل فراموش کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

نام زفر:

نقد خفی کے چوتھے ستون امام زفر ہیں۔ آپ کا پورا نام زفر بن ہرمل ہے۔ یہاں واضح رہنا چاہئے کہ آپ امام اعظمؑ کے بہن قابل فخر خاندانہ ابو یوسف اور محمدؑ سے محبت کے اعتبار سے مقدم تھے۔ چنانچہ امام اعظمؑ کی وفات کے صرف آٹھ سال بعد ہی وفات پائے گئے، گویا آپ کا سنی وفات ۱۵۸ھ ہے آپ نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ ممکن ہے اس کی عید یہ ہو کہ آپ امام اعظمؑ کی وفات کے بعد قزوین و اعرصہ زندہ رہے۔ اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ پوری زندگی آپ امام اعظمؑ کے انکار و کراہی و شرا و شاعت میں سرگرم عمل رہے۔ امام اعظمؑ کی زندگی ہی میں آپ بصرہ کے قاضی بن گئے تھے۔ تاہم آپ امام اعظمؑ کے حلقہ درس کے جانشین ہوئے اور ان کے بعد ہی مسند رئیس امام ابو یوسف کے حصے میں آئی۔ تاریخ بغداد شیخ چاروں بزرگوں کا بڑا احمد و تقاضی پیش کیا گیا ہے۔ لکھا ہے:

"لوقف علیہ رجل لسانہ عن اهل العراق فقال له: ما تقول لى ابی حنیفہ؟ فقال سیدہم
قال فابو یوسف؟ قال التحیہ للحديث، قال لمحمد بن الحسن قال اکثرہم تفریقا قال
لوقف؟ قال احلہم لیاہ"۔

(مروی ہے کہ ایک شخص امام مہرزی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اہل عراق کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے امام مہرزی سے کہا "ابو حنیفہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟" امام مہرزی نے کہا "اہل عراق کے سردار"۔ اس نے پوچھا اور ابو یوسف کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ وہ بولے "وہ سب سے زیادہ حدیث کی اجراء کرنے والے شخص ہیں"۔ اس نے پھر کہا اور امام محمدؑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ مہرزی بولے "وہ تفریقات میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں"۔ دو بار اچھا تو زفر کے حلقہ فرمائیے۔ امام مہرزی بولے "وہ قیاس میں سب سے زیادہ پیرو ہیں"۔

نقد خفی کی تدوین اور اس کا طریقہ کار:

عصر صحابہ میں جو مجتہد پائے جاتے تھے وہ اپنے فتاویٰ اور اجتہادات کو جمع نہیں کرتے تھے بلکہ انہوں نے حدیث نبویؐ کی جمع و تدوین بھی نہیں کی۔ بعد میں مدینہ منورہ کے فقہاء حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عباسؓ اور ان کے بعد تابعین کے فتاویٰ جمع کرنے لگے ان کو دوسرے مسائل کے لئے بنیاد قرار دیتے تھے۔ عراقی فقہاء عبداللہ بن مسعود اور حضرت علیؑ کے فتاویٰ شرح اور دیگر قضائے کوفہ کے فیصلوں کو جمع کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ابراہیم خفصیؒ نے بھی فتاویٰ کو ایک مجموعے میں جمع کیا تھا۔ امام ابو حنیفہؒ کے استاد حماد و ابی جحیفہؒ نے ان کی حیثیت ایک ذاتی ازبکی کی تھی کہ مجتہد عند الضرورت اس کی طرف رجوع کرتا تھا۔ فقہی باقاعدہ تدوین کا سہرا امام اعظمؑ کے سر پر ہے۔

علامہ موقوف بن احمد کی (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں :

” ابو حنیفہ اول من دون علم هذه الشريعة ، لم يسبقه احد من قبله ، لان الصحابة والتابعين رضي الله عنهم لم يرضوا الى علم الشريعة ابو ابا مہویہ ، ولا كتبوا مرقية ، والما كانوا يحتملون على قرة فہمہم ، وجعلوا قلوبہم حقائق علمہم ، فانشأ ابو حنیفہ بعدہم ، فرائ العلم منتشرا لخلاف عليه الخلف السوء ان يضيحہ فلذلك دونه ابو حنیفہ ، فجعله ابو ابا مہویہ ،

السوء ان يضيحہ فلذلك دونه ابو حنیفہ ، فجعله ابو ابا مہویہ ، وكتبوا مرقية “۔
(امام ابو حنیفہ اولین شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا ، آپ سے قبل یہ فکری کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ صحابہ و تابعین نے نہ ابواب مرتب کئے اور نہ بالترجیح تعنیف کی ، ان کا تمام تر اسرار و قوت فہم پر تھا۔ ان کے دل ہی علم کے صندوق تھے۔ امام ابو حنیفہ نے ان کے کھول دیے تو دیکھا کہ ادراقی علم کھریڑے ہیں۔ ان کے جی میں آیا کہ کہا با بعد میں آئے والے خلف انہیں ضائع کر دیں۔ اسی لئے امام ابو حنیفہ نے تدوین علم کا بیڑا اٹھایا اور اسے ابواب و کتب میں مضبوط و مرتب کیا)

فقد خفي في تدوين میں امام اعظم کی حیثیت بانی و قاعد اور رہنماء کی ہے۔ تاہم اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ امام اعظم کی براہ راست فقہ حنفی پر کسی یقینی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے علاوہ نے آپ کی زیر سرپرستی آپ کے قول مدون کئے اور حضرت امام نے کبھی کبھی ان پر نظر ثانی فرمائی ، چنانچہ فقہ حنفی کی کتاب کی تدوین میں کچھ حد تک امام ابو یوسف ورنہ تقریباً مکمل فقہ حنفی کی تدوین امام محمد نے کی۔ امام اعظم کی کوئی باقاعدہ تعنیف نہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ابو ہریرہ لکھتے ہیں :

” لم يعرف لابی حنیفہ کتاب فی الفقه ، وكتب ابو ابا وعقد نظامه ، كما علمت ، وان ذلك هو الذي يخلق مع روح العصر وسير الزمان ، اذ ان تاليف الكتب لم يشع وينتشر الا بعد وفاة ابي حنیفہ ، اولی اخر حیاته ، وقد ادر كنهه الشیخوخة “۔

(فقد میں امام ابو حنیفہ نے کوئی مرتب و منظم کتاب تعنیف نہیں کی۔ اگر آپ کے عہد کے حالات یا ایک طائرانہ نظر وال جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ذرا بعد عمر اور قدر زمانہ کے بالکل مطابق ہے کیونکہ کتابیں تعنیف کرنے کا رواج آپ کی وفات کے بعد یا آپ کی زندگی کے آخری دور میں ہوا جبکہ آپ بوڑھے ہو چکے تھے)

فقد خفي في ایک نمایاں اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تدوین شورائی طریق کار پر ہوئی۔ اس طریق کار پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر محمد حیدر اللہ لکھتے ہیں :

” امام ابو حنیفہ کا طریقہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک مسئلہ پیش کرتے اور ہر ایک کی معلومات اس کے حل کے لئے دریافت کرتے اور اپنی رائے بھی سن لیتے اور میں ہر ایک اس سے بھی زیادہ کچھ مناظرہ جاری رہتا اور جب کسی رائے کے دلائل پوری طرح واضح ہو جاتے تو پھر ابو یوسف اس کو لکھ لیتے اور دیکھ کر اس کے (بر) خلاف امام ابو حنیفہ نے انفرادی کوشش اور تنہا استدلالی رائے کی جگہ اپنے مذہب کو مشورہ پر منحصر کر دیا “۔

۱۔ مناقب الامام الاعظم ابي حنیفہ ، موقوف بن احمد کی متوفی ۵۶۸ھ ۱/۲۶۱ کوئٹہ مکتبہ اسلامیہ ۱۳۶ھ

۲۔ ابو حنیفہ ابو ہریرہ میں ۱۸۷ دار الفکر لائبریری لندن

۳۔ ابو حنیفہ کی تدوین کا قانون سازی محمد حیدر اللہ ص ۴۸ کتابچہ اردو اکیڈمی طبع ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء میں مولانا موقوف (۱۳۳۳ھ) کی ۵۰ سالہ کنج

نکس شوروی میں شریک علامہ کس پائے کے تھے اور علم و فضل کے کس مقام پر قائم تھے؟ اس کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنے علامہ کے متعلق فرمایا :

”اصحابنا هؤلاء ستة وفلائون رجلا منهم لعامة وعشرون يصلحون للقضاء ومنهم ستة يصلحون للفتوى ومنهم اثنان يصلحان يؤديان القضاء واصحاب الفتوى، وانشاء الى ابي يوسف وزفر“۔

(یہ بحثیں آدمی ہیں، ان میں سے اٹھائیس قاضی بننے کے لائق ہیں اور چھ مکتی بننے کے اور دو قاضی اور مکتیوں کی اصلاح دہاویہ کی قابلیت دیکھتے ہیں، اور آپ نے ابو یوسف اور زفر کی طرف اشارہ فرمایا)

اس میں جہاں باقی علامہ کی فضیلت علمی کا اندازہ آسانی سے ہو سکتا ہے وہاں ابو یوسف اور زفر کی علمی عظمت کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ امام اعظم نے فقہ حنفی میں کوئی مرتبہ و منظم تصنیف نہیں فرمائی تھی، آپ کے اصحاب و تلامذہ آپ کی آراء کو مدون کرتے اور ضبط تحریر میں لاتے تھے۔ کبھی انہیں اطلاع بھی کراتے۔ تاہم یہ تمام کام امام ابو یوسف اور امام محمد کے ہاتھوں تکمیلی مراحل تک پہنچنا، چنانچہ ابو زہرہ لکھتے ہیں :

”وحد ابو يوسف كتاب الخراج وغيره من كتب الفقه العراقي، ثم جاء محمد فوافي علي الغاية، وحد الفقه العراقي كاملا او قريبا من الكمال“۔

(ابو یوسف نے کتاب الخراج اور فقہ حنفی کی دیگر کتب مدون کیں، پھر امام محمد کا دور آیا تو انہوں نے مکمل یا تقریباً مکمل فقہ حنفی کو مرتبہ دیا)

امام محمد نے جن کتابوں کی تدوین کی ہے ان کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جسے فقہ راویوں نے امام محمد سے روایت کیا ہے۔ انہیں کتب ظاہر الروایہ یا مسائل اصول کہا جاتا ہے، دوسری قسم وہ ہے جو فقہ راویوں سے روایت نہیں کی گئیں۔ ان کا نام کتب یا مسائل انوار ہے۔ کتب ظاہر الروایہ چھ ہیں : المبسوط، الجامع الكبير، الجامع الصغير، کتاب السير الكبير، السير الصغير اور زیادات۔ چھ کتابیں ابو الفضل نے اپنی تصنیف ”کتاب الکافی“ میں جمع کر دی ہیں۔ بعد ازاں علامہ سرخسی نے کتاب ”المبسوط“ میں چوبیس جلدوں پر مشتمل ہے کافی کی نثر لکھی ہے۔

فقہ حنفی کے اصول اور استنباط مسائل کا طریقہ کار :

امام اعظم نے اپنی فقہ کی بنیاد کتب و سنت اور صحابہ کرام کے اقوال و فتاویٰ پر رکھی۔ آپ نے فرمایا :

”قليل فقه عمر و فقه علي، و فقه عبد الله بن مسعود و فقه ابن عباس عن اصحابهم“۔

(میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور ان کے اصحاب و تلامذہ کی فقہ حاصل کر چکا ہوں)

شیخ شہاب الدین کی (متوفی ۷۹۷ھ) نے فرمایا :

”لقد جاء عن أبي حنيفة من طرق كثيرة عامليخصة انه اولا يأخذ بها في القرآن فان لم يجد فبالسنة فان لم يجد فبقول الصحابة فان اختلفوا أخذ بما كان أقرب الى القرآن او السنة من اقوالهم ولم يخرج عنهم فان لم يجد لاحد منهم قولا لم يأخذ بقول احد من التابعين بل يحتجوا كما اجتهدوا“۔

(امام ابو حنیفہ سے متعدد طرق سے ہر بات ہم تک پہنچی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اولاً کتاب اللہ سے استدلال کرتے ہیں۔ اگر اس میں وہ مسئلہ نہ ملے تو سنت رسول و اہل بیت سے دیکھ لیتے اگر وہ توں میں نہیں پاتے تو وہ صحابہ کرام سے اس مسئلہ کے بارے میں ایک سے زیادہ قول ہونے کی صورت میں جہت اقرب الی القرآن یا اقرب الی السنہ سمجھتے ہیں۔ اگر اس سے باہر نہیں جاسکتا۔ یا اگر اس بارے میں ان صحابہ کرام میں سے کسی کا قول نہ پاتے تو تابعین میں سے کسی کا قول نہ لیتے بلکہ ان کی طرح اجتہاد کرتے)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں :

”واصل مذهب فتاویٰ عبد اللہ بن مسعود لقضايا على رضى الله عنهم والقضايا شرعية وغيره من اضافة الكوفة لجمع من ذلك مايسر الله“۔

(امام ابو حنیفہ کے مذہب کی اصل و اساس حضرت عبداللہ بن مسعود کے فتاویٰ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ اور فتاویٰ اور حنفی شریعہ کے تقاضا، فیصلہ اور دیگر کوفہ کے حنفیوں کے تقاضا اور فتوے ہیں۔ انہوں نے اسی سے حسب قیاس فقہی مسائل استخراج کئے)

شاہ ولی اللہ امام ابو حنیفہ کے طریق اور ان کی فقہی بصیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”وكان ابو حنيفة ورضي الله عنه التزمهم بمذهب ابراهيم والقرآن لا يجاوزه الا ماشاء الله . وكان عظيم الشأن في التخرج على مذهب دقيق النظر في وجوه التخرجات مقلدا على التصريح اتم اقبال“۔

(اور حضرت امام ابو حنیفہ عموماً حضرت امام ہر ائمہ اور ان کے ہم عصر علماء کو نہایت احترام سے قلمبند کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کے مذہب کی تخریجات میں ایک عظیم الشان وضاحت و تفسیر نظر آتی ہے۔ ان کے مذہب کی تخریجات میں ایک عظیم الشان حیثیت رکھتے ہیں۔ تخریجات مسائل کی وجوہات پر نہایت دقیق و محقق نظر رکھتے ہیں اور فتوہات پر پوری نظر اور کمال توجہ ہے)

۱۔ بحساب الصحابة الحسن في مذاهب الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان شيخ شهاب الدين احمد بن حجر الهيتمي الملکی متوفی ۹۷۳ھ ص ۴۹ گیارہویں اصل ایمانی طبعہ زیر کتب کرامہ مصر طبع ۱۳۱۱ھ

۲۔ بحمد اللہ الشاہ ولی اللہ دہلوی ۱۲۵۷ھ باب اختلاف الصحابة و التابعین فی المروءات و کراچی نظام سترہ

۳۔ حاشیہ سابق

پہنچے بالذیہان کی تائید و تصدیق کے لئے شاہ صاحب فرماتے ہیں :

"فان ثبت أن تعلم حقيقة ما قلنا فلوخص اقوال ابراهيم و اقواله من كتاب الآثار لمحمد رحمه الله و جامع عبدالرزاق و مصنف ابی بکر بن شيبه ثم قابسه بعنده تجده لا يفارق تلك المحجة الا في موضع يسيرة وهو في تلك اليسيرة ايضا لا يخرج عما ذهب اليه فقهاء الكوفة"۔

(اگر تم ہمارے اس بیان کی تصدیق چاہتے ہو تو امام کی کتاب "الآثار" اور "جامع عبدالرزاق" اور "مصنف ابی بکر بن شیبہ" کا مطالعہ کرو اور ان میں حضرت ابراہیم نخعی اور ان کے ہم عصر علماء کے اقوال کا قصص کرو، پھر ان کو امام ابو حنیفہ کے مذہب پر منطبق کرو۔ ٹھیک ٹھیک تم اپنے اساتذہ کی روش اور طریقہ کا پیو و پاؤ گے)

امام ابو یوسف کی کتاب "الرد علی سیر الاوزاعی" پر تبصرہ کرتے ہوئے ابوزہرہ نے امام عظیم کے طرق استنباط اور فقہی مہارت و بصیرت کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے :

"وترى فيه صورة قوية لادلة ابی حنيفة وطرق استباطه ، ومساكنه في الاستدلال ، ثم ترى فيه صورة قوية لعقل ابی حنيفة الفقهی القائل ، والمفسر للنصوص بلغايتها وبراعتها وعللها ، غير مختصر في بيانها على مرأى عباراتها الظاهرة"۔

(اس کتاب میں امام ابو حنیفہ کے دلائل، طرق استنباط اور مساکن استدلال کی اصلی صورت دیکھی جاسکتی ہے۔ اس کے پیلو پر پہلو یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ آپ فقہی قیاسات میں کس قدر مہارت و تبحر رکھتے تھے اور انصاف و عدل کی تشریح و توضیح کرتے وقت آپ کی عقل سلیم ان کے غایات اور پراعت و مل تک پہنچ جاتی تھی اور آپ ظاہری مہارت ہی میں الجھے نہیں رہتے تھے)

امام ابو یوسف کی دوسری کتاب "اختلاف ابی حنيفة وابن ابی ليلى" پر تبصرہ کرتے ہوئے ابوزہرہ لکھتے ہیں :

"والكتاب فيما اشتمل عليه من مسائل وادلها قيس من عقل ابی حنيفة الفقهی وصورة نبيرة له"۔

(یہ کتاب جن مفید مسائل و ادلہ پر مشتمل ہے وہ امام ابو حنیفہ کی فقہی بصیرت و فراست کی حقیقی جاگتی تصویر ہے)۔
اس مہارت اور عقل و عین نظر اور فقہی بصیرت و فراست کے باوجود امام عظیم جب کسی مسئلے پر فتویٰ دیتے تو یہ فرماتے :
"هنا رأي العمان بن ثابت يعني نفسه وهو احسن ما قدرنا عليه فمن جاء باحسن منه اولی بالنصواب"۔

(یہ نعمان بن ثابت کی یعنی میری رائے ہے اور ہمیں جہاں تک قدرت حاصل ہوئی اس میں یہ بہترین قول ہے)۔
جو کوئی اس سے بہتر قول پیش کر سکے وہی زیادہ صحیح ہے)

شاہ ولی اللہ نے امام شہرانی کی کتاب "الیواقیت والجواہر" کے حوالے سے امام اعظم کا یہ قول نقل کیا ہے :
 "الہ روای جن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ الہ کان بقول لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی أن
 یفتی بکلامی"۔^۱

(جسے میری دلیل کاظم نہیں اسے میرے قول پر فتویٰ نہیں دینا چاہیے)

امام محمد جنہوں نے امام اعظم سے قدر سے استفادہ کرنے اور امام ابو یوسف سے خاطر خواہ بہرہ ور ہونے کے بعد
 فقہ حنفی کی عملی طور پر تدوین کی ان کے متعلق شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں :

"ثم وجع الی نفسه فطریق مذهبہ اصحابہ علی الموطأ مسألة مسألة فان وافق فیہا والا فان
 راہی طائفة من الصحابة والتابعین ذاہبین الی مذهب اصحابہ فکذلک وان وجعل فیما
 ضعیفا او خیر یجاء فیہا بحلیہ حنیث صحیح فیہا عمل بہ الفقہاء او یخالفہ عمل اکثر العلماء
 ترکہ الی مذهب من مذہب السلف عملوا بہ ارجح ما هناك"۔^۲

(انہوں نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے مذہب پر غور و خوض کرتا شروع کیا اور ان کے ہر مسئلے کو امام مالک کے موطا
 منطقی کرنے کی کوشش کی۔ اگر یہ مسائل موطا منطقی ہو جاتے تو فقہاء اور تابعین کے اقوال پر نگاہ ڈالتے۔
 اگر صحابہ اور تابعین کو اپنے اصحاب و اساتذہ کے مذہب کے مطابق پاتے تو اسے اختیار کر لیتے۔ اور اگر اپنے مذہب و
 مسلک اور موطا منطقی یا کوئی ضعیف قیاس اور کچھ حدیثیں پاتے اور وہ صحیح حدیث کے خلاف ہوتی اور اکثر علماء اس کے خلاف
 ہوتے تو وہ اسے ترک کر دیتے اور علماء مکتب میں سے جس کا مذہب و مسلک صالح اور قوی پاتے مانتا دیکھ لیتے)

فقہ حنفی کا یہ اقرار آتی دلائل و احادیث میں یہ اور اصحاب کرام کے فتاویٰ پر ہے۔ عہد عباسی میں چونکہ اسلامی سلطنت کا
 دائرہ بہت وسیع ہو چکا تھا اور مختلف تہذیب و تمدن سے وابستہ لوگ مشرف بہ اسلام ہو رہے تھے۔ جذبات سے مسائل کا یہ
 ہونا ایک فطری بات تھی ان سے متبرک و آزما ہونے کے لئے عالی ہمت فقہائے کرام نے کتاب و سنت کی روشنی میں ان کے حل
 کے لئے پوری پوری کوشش کی۔ ظاہر ہے کہ بعض مسائل میں مختلف مکاتب فکر کے فقہاء کرام کے درمیان اختلافات بھی
 پیدا ہوئے۔ لیکن خلفاء و فقہائے احناف کی مہارت اور فقیہی بصیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

"وکان تلمیذہ صحابة الخلفاء من بنی العباس فکثرت تألیفہم و مناظر اتہم مع الشافعی
 و حنبلت مع ائمتہم فی الخلافات و جاء و اعینہا بعلم مستظرف و انظار غریب و وہی
 بین یدی الناس"۔^۳

(امام ابو حنیفہ کے شاگردوں نے خلفائے عباسیہ کی محبت میں رد کرتا لیفات کے قودے لگا دیئے اور شافعیوں کے ساتھ
 ان کے نزدیک مناظرے ہوئے اور اختلافی مسائل میں اچھی بحثیں ان کے قلم سے نکلیں اور وہ علم میں ٹھہ گئے اور
 عمیق بشکری بن گئے اور جو کچھ ان کی تالیفات و ہدایت تھی وہ پھر عام پڑا گئی)

ابن خلدون نے مذہب غنئی کے ذکر کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب پر بھی تبصرہ کیا ہے وہ مذہب مالکی کے متعلق لکھتے ہیں :

"ولم يأخذوا بتفقيح الحضارة وتهذيبها كما وقع في غيره من المذاهب"۔
(آپ دیکھیں گے کہ مالکی مذہب بہت پرست اور مذاہب کے حضرت کے رنگ و اثر سے دور رہا)

مذہب کے متعلق بیان کرتے ہیں :

"فاقا احمد بن حنبل فمقلده قليل لبعده مذهبه عن الاجتهاد"۔

(امام احمد بن حنبل کے مقلدین بہت کم تعداد میں ہیں کیونکہ ان کا مذہب اجتہاد سے دور رہا)

مذہب مالکی کا فقہائے احناف سے استفادہ علمی کا ذکر کرتے ہوئے ابن خلدون لکھتے ہیں :

"ولموا اصحابه (احمد بن حنبل) على اصحاب الامام أبي حنيفة مع ولور بضاعتهم من الحديث فاختصوا بمذهب آخر"۔

(امام احمد بن حنبل کے شاگردوں نے امام ابو حنیفہ کے شاگردوں سے استفادہ علمی کیا۔ گویا ان کا خود اپنا مزیدہ پیش میں بہت اونچا تھا مگر پھر بھی فقہ غنئی ہی کے خوش چین ہوئے)

فقہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ ابن خلدون نے اصول فقہ کے ضمن میں امام شافعی کے متعلق یہ لکھا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے اس علم پر قلم اٹھایا اور اس میں ایک مشہور رسالہ لکھا۔ پھر فقہائے حنفیہ نے اس میدان میں قدم رکھا اور ان پر سیرت افروز بحثیں اٹھائیں۔ اصول فقہ میں فقہائے احناف کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ابن خلدون نے لکھا ہے :

"فكان لفقهاء الحنفية فيها اليد الطولى من الغوص على النكت الفقهية والقاطط هذه القوانين من مسائل الفقه ما امكن وجاء ابو زيد اللبوسى من انتمهم فكذب في القياس باوسع من جميعهم وتعم الابحاث والشروط النسي يحتاج اليها فيه وكملت صناعة اصول الفقه بكماله وتبليت مسالته وتعمدت قواعد"۔

(ہر حال ماننا پڑتا ہے کہ فقہائے حنفیہ کو اس میں بے نظیر مہارت ہے کہ نکات کی گہرائیوں تک خوب پہنچتے ہیں اور مسائل فقہ سے اصول فقہ کے قواعد خوب نکالتے ہیں۔ اس میں ابو زید اللبوسی نے انہوں کی کامیابی سے لیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے قیاس پر ایک مہموں کتاب لکھی ہے جو تمام کتابوں پر فوقیت لے گئی اور اس میں قائل قدر بحثیں اٹھا کر وہ تمام شروا پر بحث لائے جن کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور جن کے بغیر چاروں میں ہوتا۔ غلام کا نام یہ کہ فقہائے احناف نے علم فقہ پر جس ازجی کتبیں لکھیں اور اس علم کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا)

بعض مستشرقین نے اسلامی فقہی مذاہب کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ جوزف شافٹ (JOSEPH SCHACH) نے امام عظیم اسلام شافعی اور دیگر آثار کے طرق استنباط پر تبصرہ کیا ہے اس ضمن میں چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں :

"Shafi'i merely borrows and repeats the reasoning of Abu Hanifa" — "He is less technically legal than Abu Hanifa" — "Shafi'i reproduces almost literally Shaibani's arguments" — "Shafi'i adopts and elaborates parts of Shaibani's systematic arguments against The Medinese although in each case he diverges from both ancient schools".¹

(امام شافعی امام ابوحنیفہ کے استدلال کو محض مستعار لینے ہیں اور اس کا اعادہ کرتے ہیں۔ وہ فقہی اور قانونی اعتبار سے ابوحنیفہ سے پیچھے ہیں۔ امام شافعی امام محمد اصبہانی کے استدلال کو تقریباً نقل کرتے نظر آتے ہیں۔ امام شافعی امام مالک کی مدنی کتب فکر کے بجائے امام محمد اصبہانی کے سرحب استدلال کو جزوی طور پر اپناتے ہیں اور اس پر اپنے استدلال کی قمارت تعمیر کرتے ہیں۔ اگر وہ مسئلے میں ان دونوں قدیم امام کا جب فکر سے متاثر ہوئے نظر آتے ہیں)

مصنف مذکور نے ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ کے طرق استدلال اور وائیل کا قابل پیش کیا ہے، بحث کو سنیے ہوئے لکھتے ہیں:

"The examples with which I illustrated the development of legal reasoning show the superiority of Abu Hanifa's technical legal thought over that of Ibn Abi Laila."²

(دو مثالیں جن سے میں نے قانونی استدلال کے نشو و نما کو واضح کیا اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ابوحنیفہ کا فقہی اور قانونی نقطہ نگاہ ابن ابی لیلیٰ کے استدلال اور نقطہ نگاہ سے بہت بہتر ہوتا ہے)

امام ہزالی (نیز ابن ابی لیلیٰ) کے ساتھ امام اعظم کے منہاج استدلال کا موازنہ کرتے ہوئے یہی شہادت لکھتا ہے:

* — "those numerous cases which show Abu Hanifa's legal thought not only more broadly based and more thoroughly applied than that of Auzai and Ibn Abi Laila, but technically more highly developed, more circumspect, and more refined".³

(ان کثیر و متعدد مسائل سے ظاہر ہے کہ نہ صرف یہ کہ اوزائی اور ابن ابی لیلیٰ کی نسبت ابوحنیفہ کا قانونی نقطہ نگاہ زیادہ وسیع، انکسری پر مبنی اور کمال و مکمل طور پر منطقی نظر آتا ہے بلکہ فقہی محاسن کے اعتبار سے امتیازی اور نکلتی، زیادہ متکا اور زیادہ دقیق نیز ہے)

شاعت نے امام اعظم کے طریق استدلال کو ان الفاظ میں ہدیہ تحسین پیش کیا ہے:

"Abu Hanifa shows a high degree of technical reasoning, is sharp sighted and systematic, and anticipates Shafi'i's doctrine".⁴

(ابوحنیفہ ایک اعلیٰ درجے کے فنی استدلال کا مظاہر ثبوت دیتے ہیں۔ وہ بڑے پارک، بین، صاحب بصیرت اور با اصول ہیں اور شافعی کے اصول و نظریات کو ان سے بہت پہلے زیر بحث لاتے ہیں)

فقہ حنفی کی خصوصیات:

اسلام دین فطرت ہے اور پوری انسانی زندگی کے لئے ایک روشن ضابطہ حیات ہے۔ قرآن حکیم نے جو مٹی رشد و ہدایت ہے اور اسلامی فقہ و قانون کا ماضی و آئینہ ہے۔ انسانی زندگی کے لئے بنیادی و زریں اصول کی نشاندہی کر دی ہے۔

1. Two Origins of Muhammad Jurisprudence, Joseph Schacht, page 17, Oxford 1950.

اہل بیت کی احکام کی تشریح و توضیح سنت رسول اکرم ﷺ سے سیرا آجاتی ہے اور ان دونوں یعنی کتاب و سنت کی روشنی میں مشابہ اور مماثل مسائل پر قیاس کرتے ہوئے یا علت و سبب کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہائے کرام نے نئے انجھرنے نئے مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ مسائل کے استنباط میں فقہی اختلافات ہونا ایک فطری بات تھی۔ چنانچہ مختلف فقہی مذاہب و مذہبوں میں آئے جن میں سے صرف چار کو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ اہل بیت کے کرام و احکام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ان مقبول و مشہور فقہی مذاہب میں سے فقہ حنفی کو خصوصی طور پر فروغ نصیب ہوا۔ فقہ حنفی کی مقبولیت اور شہرت کی وجہ اس میں پائے جانے والی کشش، ہذا بیت اور مقبولیت تھی اور جب حنفی فقہاء عہدہ افتاء پر بیٹھتے تو اس نے بھی فقہیت حنفی کی شہرت و آفاق کتاب الہدیہ سے صرف ایک مسئلہ کو جو نکاح میں گواہ سے متعلق ہے بطور مثال پیش کرتے ہیں جن سے زندگی کے موقف اور طریق استدلال کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

"ولا تشترط العدالة حتى ينعقد بحضرة الفاسقين عندنا خلافاً للشافعي وجمعة الله له ان الشهادة من باب الكرامة والفاسق من اهل الاهانة ولنا انه من اهل الاولوية فيكون من اهل الشهادة وهذا له لما لم يحرم الرواية على نفسه لا سلامه لا يحرم على غيره لا له من جسده ولا نه صلح مقلداً فيصلح مقلداً" ۱

(نکاح میں گواہوں کا اہل ہونا شرط نہیں تھی کہ ہماری رائے میں نکاح و فاسق گواہوں کی گواہی سے بھی مستعد ہو جائے گا۔ اس میں امام شافعی کا اختلاف ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ گواہی میں اعزاز ہے اور فاسق کا شہرہ حقیر لوگوں میں ہوتا ہے۔ ہماری (امتناف کی) رائے یہ ہے کہ فاسق ولی ہو سکتا ہے لہذا وہ گواہ بھی بن سکتا ہے اور بیاض و اشعر ہے کہ جب اسے مسلمان ہونے کی بناء پر خود اپنے متعلق حق و ایت سے محروم نہیں کیا جاتا تو دوسرے کے متعلق بھی محروم نہیں رکھا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسی جنس میں سے ہے اور دوسرے جب وہ کاغذی مقرر کر سکتا ہے تو وہ خود بھی کاغذی ہو سکتا ہے۔ لہذا گواہ بطریق اولیٰ ہو سکتا ہے)

لیکن امام ابوحنیفہ کا موقف یہ ہے کہ کتاب و سنت کے احکام متعلیٰ پر مبنی ہیں، ان میں حکمتیں اور اسرار ہیں جو انسانی زندگی کے زوہدانی، اخلاقی، تہذیبی، تمدنی اور نفسیاتی فوائد کے حامل ہیں، جو متعلیٰ سلیم سے متعلیٰ نہیں رہ سکتے۔ نتیجتاً فقہ حنفی کے اصول و مصلحتوں پر مبنی ہیں۔ فقہ حنفی کی خصوصیات کا تنقیدی جائزہ لینے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ:

۱۔ دوسرے مذاہب کے مقابلے میں فقہ حنفی کے حواج کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا آسان تر ہے۔

۲۔ یہ تہن کے تقاضوں کے موافق اور چکدار ہے۔

۳۔ اس کے احکام مسائل و مصلحتوں پر مبنی ہیں۔

☆ اس کی تدوین مجلس مشاورت سے عمل میں آئی ہے۔

☆ اس کے پانچ بانیان بلند پایہ علمی کمالات کے حامل ہیں۔ جس کے سب ہی معترف ہیں۔

☆ اور اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ استنباط مسائل کے لئے انھما قرآن حکیم پر ہے اور اس کے بعد حدیث اور اقوال صحابہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ چاروں آئمہ کرام نے حسن نیت، باخلاص اور پوری جانفشانی سے کتاب وسنت کی روشنی میں مسائل کا استنباط کیا ہے۔ لیکن شریعت کے دائرے کو پورے طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے حدیثی تقاضوں کے موافق مسائل کا حل تلاش کرنا فقہ حنفی کا خاصہ ہے جس سے اس کا حسین چہرہ اور پرکشش اور جاذب نظر بن گیا اور وہ اس کی عالمی شہرت کا سبب بنا۔ مختلف ممالک میں فقہاء حنفی کا نشا و ارتقاء (تاریخی تناظر میں)

فقہ حنفی کے مرتبین بے انتہاء علمی کمالات کے حامل تھے اور انہوں نے جس قدر جانفشانی محنت اور مہارت سے کام لیا۔ اسی کا ثمر تھا کہ فقہ حنفی کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ ابن خلدون نے اپنے دور میں فقہ حنفی کے عالمی فروغ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے :

”واما ابو حنیفۃ فقللہ الیوم اهل العراق ومسلمۃ الهند والصین وما وراء النہر وبلاد العجم

کلہا لما کان مذهبہ المخص بالعراق وذاو السلام“

(امام ابو حنیفہ کے مقلدین آج عراق، ہندوستان، ماوراء النہر اور بلاد و عجم میں بکثرت پھیلے ہوئے ہیں)

شارف ارناسٹیکو پیڈیا آف اسلام میں حنفی کتب فکر کے تعارف اور مجدد عباسی میں اس کے تاریخی ارتقاء کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے :

”The Hanafi School Originated in Irak and was in the time of the Abbasids the prevailing official doctrine. It spread to the East and Flourished Particularly in Khurasan and Transoxania. Numerous Famous jurists of this School came from there. From the fifth century till well into the time of the mongols the family Ibn Maza wielded even the Political power in Bukhara as hereditary raa (chief) of the Hanafites of the town, with the title of Sadr. In Khurasan they developed from the third century an irrigation law of their own, adopted to the canal systems there. But also in the maghrib they had their adherents alongside the Malikites until the fifth century, in sicily they even predominated —“

(حنفی مکتبہ فکر کا آغاز عراق میں ہوا اور مجدد عباسیہ میں اسے غالب و فائق سرکاری قانون کی حیثیت حاصل تھی۔ یہ شرق کی سب سے مشہور و پرمختار اور خاص طور سے خراسان اور ماوراء النہر کے علاقوں میں پھیل گیا۔ اس مکتبہ فکر کے بے شمار مشہور فقہاء مابقی علاقے میں پیدا ہوئے۔ پانچویں صدی ہجری سے منگول خاندان کی آمد تک اس کا زور و مان کا خاندان کو

نئی رئیس کی حیثیت سے بغداد میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ ان کا لقب صدر ہوتا تھا اور خراسان کے علاقوں میں یہاں نے تیسری صدی ہجری سے ایک قانون زراعت تصارف کیا تھا جسے بعد میں نہری نظام کے طور پر اپنایا گیا تھا۔ لیکن اسلامی مغربی دنیا میں بھی ان کے مقلدین کا اثر و نفوذ پانچویں صدی ہجری تک مصلیہ کے زیر و تک تسلط پا گیا تھا)

ابا خلفا کے عہد میں فقہ حنفی کی مقبولیت اور فروغ کے ذکر کے بعد عثمانیوں کے عہد میں اس کی حالت کو یوں بیان کیا :

"With the decline of the Abbasid Caliphate the Hanafi School also declined in power, but with the rise of the Ottoman empire they revived".¹

(سلطنت عباسیہ کے زوال کے ساتھ ہی حنفی مذہب کے اثر و رسوخ میں بھی کمی واقع ہو گئی تھی لیکن خلافت عثمانیہ کے عروج پاتے ہی حنفی مذہب کا اثر و رسوخ دوبارہ بحال ہو گیا)

ان کی حرید و نشاط کرتے ہوئے لکھا ہے :

"The Hanafi Mahhab became the only authoritative code of law in the Public Life and Official Administration of Justice in all the Provinces of the Ottoman Empire".²

(حنفی مذہب کو کئی طور پر سلطنت عثمانیہ کے تمام صوبوں میں نہ صرف عوامی پنہائی حاصل تھی بلکہ سرکاری نظام عدل میں مستند محمودۃ الامین کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی)

حنفی قاضی اور جج اپنی مہارت کی بنا پر ایسے دوسرے ممالک میں بھی تعینات تھے جہاں فقہ حنفی کے بجائے دوسرے خب فکر کی پیروی کی جاتی تھی اس میں حرید لکھا ہے :

"Under the Ottomans the Judgement Seats were occupied by Hanafites sent from Constantinople, even in countries where the population followed another madhab".³

(عثمانی ترکوں کے عہد میں عدالت کے تمام مناصب پر حنفی فائز تھے جنہیں تختہ طبر سے بھیجا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ان ممالک میں بھی جہاں کی آبادی دوسرے فقہی مذاہب کی پیروی کرتی تھی)

یہ قانون ڈاکٹر محسنی محمد صافی فقہ حنفی کی عالمی اشاعت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اما انتشار هذا المذهب في الاقطار الاسلامية ، فكان اكبر حفاظ من جميع المذاهب الاخرى ، فقد كان المذهب الغالب في العراق ايام العباسيين لا يثار هم اياد في القضاء وكان مذهب الدولة العثمانية الرسمي ، و عنه اخذت و ذوت مجلة الاحكام العدليه "۔

(ہم یہ بتائیں گے کہ مذہب حنفی کی اشاعت سب سے زیادہ کیوں ہوئی؟ حنفی مذہب تمام ممالک اسلامیہ میں اس لئے زیادہ پھیل کر خلفائے عباسیہ نے ٹھیک عدل و قضاء کے لئے یہی مذہب منتخب کیا تھا اور اہل عراق کو ماضی مذہب کے مقلد تھے اس کے علاوہ سلطنت عثمانیہ کا سرکاری مذہب بھی یہی تھا اس مذہب کی روشنی میں مجلة الاحكام العدليه " کی تدوین ہوئی)

دائرہ معارف اسلامیہ میں مذکور ہے :

”محقق کے ذریعہ حنفی مذہب نے مشرق کے بہت سے ممالک کو شدید طور پر متاثر کیا“۔
سرکاری سطح پر اسلامی قانون سازی کی تاریخ کا اجمالی جائزہ پیش کرتے ہوئے مفتی محمد صافی لکھتے ہیں :

”کان من اهتم لجمع الفتاوی فی القرن الحادی عشر للهجرة (السابع عشر للمیلاد) احد ملوک الهند السلطان محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر ، فانه الف لجنة مشاهیر علماء الهند برئاسة الشیخ نظام لیو لقوا کتابا حاشا (جامعا) لظاهر الروایات التي اتفق علیها والی بها الفحول ، ویجمعوا فیہ من النوادر مما تلفتها العلماء لقبول“ فجمعوا ذلك فی كتاب معروف بالفتاوی الهندیہ او بالفتاوی العالمگیر یہ نسبة الی ذلك السلطان وهو كتاب جامع یقع فی ستة اجزاء ضخمة — وقد كان ولا یزال من المراجع الشهيرة فی الفقه الحنفی وهذا الجمع شبه الرسمي لم یكن الزامی“۔

(گیارہویں صدی ہجری (مطابق سترہویں صدی عیسوی) میں ہندوستان کے بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے فتاوی جمع کرنے کا اہتمام کیا۔ اس مقصد کے لئے اس نے شیخ نظام کی زیر قیادت ہندوستان کے مشاہیر علماء کی ایک کمیٹی بنائی تاکہ وہ ایک ایسی جامع کتاب تالیف کریں جس میں ظاہر روایات کے وہ تمام مسائل آجائیں جن پر تمام علماء فقہ متفق ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس قسم کے تمام مسائل تھوہ ایک کتاب میں جمع کر دیے جو فتاوی ہندیہ یا فتاوی عالمگیر کے نام سے مشہور ہیں اور جن کی نسبت بادشاہ مذکور کی طرف ہے۔ فتاوی عالمگیر یا ایک جامع کتاب ہے ، جس کی چھ ضخیم جلدیں ہیں (اس کا اردو ترجمہ دس (۱۰) جلدوں میں شائع ہو چکا ہے) یہ کتاب ہمیشہ فقہ حنفی کا مشہور ماخذ رہی ہے۔ فتاوی کا یہ مجموعہ ہم سرکاری حیثیت رکھتا ہے)

مختصر یہ کہ فقہ حنفی جسے خلافت عباسی میں غالب و فائق سرکاری قانون کی حیثیت حاصل تھی ، خلافت عثمانیہ میں بھی مستند مجموعہ قوانین قرار پائی۔ اورنگ زیب عالمگیر نے اسلامی قانون سازی کے لئے اسے ہی موزوں پایا۔ بقول محمد صافی ”والمجلد ماحوذہ بوجه عام من كتب الروایة فی المذهب الحنفی“۔ (مجلد الاحکام العللیہ کے اکثر احکام و مسائل بھی مذہب حنفی کی ظاہر الروایہ کتابوں سے ماخوذ ہیں)

حکومت مصر کے زیر اہتمام مقدری پاشا مرحوم نے قانون کی ایک کتاب ”مرشد الحیوان الی معرفة احوال الانسان“ مرتب کی جو مذہب ابوحنیفہ سے ماخوذ تھی اور قانون عصر جدید کے مطابق تھی۔ دور حاضر میں فقہ حنفی کو فروغ حاصل ہے اس کے متعلق شائر انگریجوینڈیا آف اسلام میں بیان کیا گیا ہے :

”Even nowadays the Hanafi School prevails in the former Ottoman countries, in Tunisia for instance it is equal to the Malki rite and also in Egypt it is the officially recognized Law-School. Further it is predominant in Central Asia (Afghanistan, Turkestan, Bukhara, Samarkand) and in India“۔⁴

(آج بھی کئی کتب فکر کو سابقہ ماثی ممالک میں فوقیت حاصل ہے۔ تیونس میں اسے ہلکی کتب فکر کے مساوی حیثیت حاصل ہے۔ مصر میں اسے سرکاری قانون کے ایک کتب فکر کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔ ملائیشیا میں کئی کتب فکر وسط ایشیا (افغانستان، ترکستان، بلتارا، سرقد اور ہند) میں بھی غالب و فائق ہے)

عصر حاضر میں عالمی اشاعت سے متعلق کئی مضمعاتی لکھتے ہیں :

”وہو لا یزال الیوم مذهب الدولۃ فی الفتناء والقضاء فی البلاد الی خضعت للحکم العثمانی کمصر و سوریا و لبنان ، و مذهب الامارۃ فی تونس ، و المذهب الغالب فی مسائل العبادات علی مسکن اسرکیا و بعض البلاد الی خضعت لحکمہا ، کالشیام و الالبان ، و علی مسلمی البلقان و القوقاز ، و کلذلک هو المذهب الغالب فی افغانستان و ترکستان و عند مسلمی الهند . و له الباع فی کثیر من البلدان الاخری“۔

(جو کتب سلطنت عثمانیہ کے زیر حکومت رہے ہیں، جیسے مصر، سوریا اور لبنان، ان کا مذہب بھی محکمہ عدل و قضاء میں کئی چار آیا ہے۔ حکومت تیونس کا مذہب بھی یہی ہے۔ ترکی اور اس کے زیر اثر ممالک مثلاً شام و البانیہ کے باشندوں کا مذہب بھی عبادت میں یہی ہے اور مسلمانین بلقان و قوقاز بھی مسائل عبادات میں اسی مذہب کے معتقد ہیں۔ اسی طرح افغانستان، ترکستان اور مسلمانین (پاک و ہندوستان) میں بھی یہی مذہب غالب ہے اور اس مذہب کے پیروں سے ملکوں میں بھی بکثرت پائے جاتے ہیں جو دوسرے زمین کے تمام مسلمانوں کا وہ تہائی ہیں)

سلطنت عباسیہ کی تشرلی کے بعد جن خاندانوں کو مروج ہوا اس کے متعلق علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں :

”عباسیہ کے تشرلی کے بعد جن خاندانوں کو مروج ہوا اکثر کئی تھے۔ خاندان ملوکی جس نے ایک وسیع مدت تک حکومت کی اور جن کے دائرہ حکومت کی وسعت طول میں کوشفر سے بیت المقدس تک اور عرض میں قسطنطنیہ میں سے ہزار جزیرہ تک پہنچی تھی کئی تھا۔ محمود غزنوی جس کے نام سے ہندوستان کا پچھلے پچھلے نصف سے فتح کئی کا بہت بڑا عالم تھا۔ قرین اللہ میں اس کی ایک نہایت عمدہ تصنیف موجود ہے جس کا نام ”الفکرید“ ہے اور جس میں کم و بیش ساٹھ ہزار سطور ہیں اور الدین زنگی کا نام چھپا ہوا نہیں ہے جو ہزاری نمایاں شخصیتوں میں داخل ہے، بیت المقدس کی لڑائیوں میں لڑاؤ اسی نے نام حاصل کیا، صلاح الدین قانع بیت المقدس اسی کے دربار میں ملازم تھا۔ دنیا میں پہلا دارالحدیث اسی نے قائم کیا۔ اگرچہ وہ شافعی و مالکی کی عزت کرتا تھا لیکن وہ خود اور اس کا تمام خاندان مذہباً کئی تھا، صلاح الدین خود شافعی تھا لیکن اس کے خاندان میں بھی کئی مذہب موجود تھے۔ الملک المنصور یعنی بن الملک العادل جو ایک وسیع ملک کا بادشاہ تھا، اس کے خاندان اس کے حالات میں لکھتے ہیں کہ وہ نہایت عالی مرتبت و فاضل، ہوشیار، دلیر و مدبر و عجب تھا اور کئی مذہب میں ملوث رہتا تھا۔ چنانچہ مصر جو یوں صدی کے آغاز میں مصر کی حکومت پر پہنچے اور ۱۱۶۸ برس تک فرماندار رہے اور بہت سی فتوحات حاصل کیں خود کئی تھے اور ان کے دربار میں اسی مذہب کو بڑا فروغ تھا۔ سلاطین ترک جو کم و بیش چھ سو برس سے دم کے فرماندار ہیں اور آج انہی کی سلطنت اسلام کی عزت و وقار کی امید کا وہ ہے جو کئی تھے۔ خود دار سے ہندوستان کے فرماندار و خاندان اور آج تہذیب اسی مذہب کے پابند رہے اور ان کی وسیع سلطنت میں اس طریق کے سوا کسی طریقہ کو مان نہ ہو سکتا ہے

علامہ کرمائی نے اپنی شرح بخاری میں فرمایا کہ اگر اس مذہب حنفی میں اللہ تعالیٰ کی قبولیت کا زار پوشیدہ نہ ہوگا نصیب یا اس کے قریب مسلمان اس کے مقلد نہ ہوتے۔ ہمارے زمانے تک جس کو امام صاحب سے تقریباً پانچ سال ہوتے ہیں ان کی فقہ کے مطابق اللہ و حدۃ لا شریک کی عبادت ہو رہی ہے اور ان کی رائے پر عمل ہو رہا ہے اس میں اس کی صحت کی دلیل ہے۔^۱

ملا علی قاری اپنے زمانے کے مسلمانوں میں حنفیہ کی تعداد ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کل مسلمانوں میں حنفیہ کی تعداد دو گنا ہے۔^۲

مذہب حنفی کی مقبولیت اور اشاعت سے متعلق نواب صدیق حسن خان کی ایک تحریر مندرجہ ذیل ہے :

”کتاب مسالک الممالک میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ اہل ہندو عہد کا حال معلوم کرنے چنانچہ اس نے اس کے لئے ۲۲۸ھ میں سلام نامی کو جو چند زبانوں کا ماہر تھا پاس آدمیوں کے ساتھ سامان رسد وے کر روانہ کیا یہ لوگ بلاد ارمینیا، سامر قند خان سے گزر کر انکی سر زمین میں پہنچے جہاں سخت بد وقتی تھی پھر دور دراز چل کر انکی سر زمین میں پہنچے جہاں ان کو ایک پہاڑ نظر آیا وہاں ایک قلعہ بھی تھا اور کچھ لوگ اس میں تھے مگر اس پاس آباد کاری کے نشانات نہ تھے۔ ۲۷ منزل وہاں سے آگے اور غلے کیں اور ایک قلعہ پر پہنچے جہاں سے ایک پہاڑ قریب تھا اور اس کی گھاٹیوں میں سدیا جوچ ماچون تھی۔ اگرچہ اس کے قریب بستیاں کم تھیں مگر صحر اور مشرق مکانات بہت تھے۔ ہندو مذہب کے محافظ جو اس جگہ تھے وہ سب مسلمان تھے ان کا مذہب حنفی تھا۔ زبان عربی اور فارسی بولتے تھے۔“

ابن حزم (متوفی ۴۵۶ھ) کے خیال میں حنفی مذہب کی اشاعت کی وجہ یہ ہے وہ فرماتے ہیں :

”مذهبان انتشارا فی بلاد امر حما بالریاسة والسلطان، الحنفی بالشرق، والمالکی بالاندلس“۔^۳

(دو مذہب ایسے ہیں جو اپنے آغاز ہی سے حکومت و اقتدار کے ذریعہ دنیا میں پھیلے ہیں۔ مذہب حنفی مشرق میں اور مذہب مالکی اندلس میں)

علامہ شبلی نعمانی نے ابن حزم کے ان خیالات پر جو تبصرہ کیا وہ مندرجہ ذیل ہے وہ فرماتے ہیں :

”یہ حضوں کا خیال ہے کہ حنفی مذہب کو جو قیول عام ماسل ہوا وہ حکومت کے مدد سے ہوا۔ لیکن حزم جہاں مذہب ظاہر کے مشہور امام ہیں ان کا قیول ہے کہ ”دو مذہبوں نے سلطنت کے ذریعہ امتداد دی میں وہاں عام ماسل کیا ایک امام ابوحنیفہ کا مذہب۔ کیونکہ جب قاضی ابو یوسف صاحب کو قاضی القضاۃ کا منصب ملا تو انہوں نے حنفی لوگوں کو عہدۂ قضاء پر مقرر کیا۔ دوسرا امام مالک کا مذہب اندلس میں۔ کیونکہ امام مالک کے شاگرد یحییٰ امروسی علیہ السلام کے نہایت مقرب تھے اور کوئی شخص بغیر ان کے عہدۂ قضاء پر مقرر نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ صرف اپنے ہم مذہبوں کو مقرر کراتے تھے۔“

۱۔ امام عظیم ابوحنیفہ حنفی طرز انٹرنس میں ۱۳۳۸ھ اور مکتبہ مدنیہ ۱۳۴۹ھ میں نکال دیا جس میں ۳۹۹ صفحہ کو ہے۔

۲۔ حوالہ سابقہ ۳۲۹ھ میں ص ۴۰۲ پر ملا علی قاری ۳۳/۱ کے حوالہ سے مذکور ہے۔

۳۔ حوالہ سابقہ ۳۲۹ھ میں انوار الباری نواب صدیق حسن خان ۱۵۷/۱ کے حوالہ سے مذکور ہے۔

۴۔ ابوحنیفہ ماہوزیر میں ۳۶۱

(جب تک عباسی خلفاء مصر پر قابض رہے وہاں حنفی فقہ غالب رہی مگر کسی حال میں مصریوں میں حنفی فقہ کو قبول عام حاصل نہ ہو سکا جو شرعی ممالک میں تھا، بلکہ اہل مصر زیادہ تر شافعی مذہب سے وابستہ تھے۔ کیونکہ امام شافعی کے مصر میں اثر اور تکلفات گزریں رہنے کی وجہ سے مصری لوگ شافعی مذہب سے بہت متاثر تھے یا مابقی فقہ کے گرویدہ تھے۔ کیونکہ امام مالک کے بہت سے تلامذہ مثلاً ابن دہب اور ابن عبد الجبار وغیرہ مصر میں سکونت پذیر تھے)

بالآخر جب مصر پر فاطمیوں کا تسلط اور وہ اسماعیلی شیعہ مذہب کے علمبردار تھے تو انہوں نے شافعی بھی اسی مذہب کے مقرر کئے۔ اس طرح حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے یہ مذہب وہاں خوب مضبوط ہوا اور اسی کے فقہی احکام وہاں جاری ہو گئے اور تمام عبادتی فیصلے اسی کے مطابق ہونے لگے۔ البتہ حنفی مذہب کے مسائل عبادت میں دخل نہیں دیا جاتا تھا۔ وہ اپنے مذہب کے مطابق عبادات ادا کرنے کی پوری آزادی رکھتے تھے۔

فلاحی اہل سنت اپنی کتابوں میں لکھتا ہے :

"فاطمی اہل سنت اجماعت کی تالیف قلب کرتے رہے اور ان کو اپنے اپنے مذہبی شعائر کے علمبردار کی آزادی دیتے تھے حتیٰ کہ ان کی چھوٹی بڑی مساجد میں نماز تراویح کرنے سے بھی نہیں روکتے تھے حالانکہ یہ ان کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ ان کی حکومت میں مابقی شافعی اور اسماعیلی سب اپنے اپنے مذہبی شعائر مکمل عام ادا کرتے تھے ہوائے انتہاف کے فاطمی حکمران (اور ان کے خلفاء فیصلہ اور فتویٰ دینے میں) مابقی مذہب کو ملحوظ رکھتے تھے۔ ان سے جب بھی کوئی مابقی فقہ کے مطابق فیصلہ مانگتا تھا تو وہ اس کے مطابق حکم صادر کرتے تھے۔"

فاطمی خلفاء کے حنفی مذہب سے عداوت کی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ابو زہرہ لکھتے ہیں :

"والسب فی معاداة الفاطمیین للمذہب الحنفی ، وخصیصہ بالمقاومة من بین المذہب الاربعہ انه كان مذهب الدولة العباسیة ، وانه كان فی مصر يستمد نفوذه من نفوذ تلك الدولة ، وهم كانوا یقاومون نفوذها ، فكان من ذلك مقاومة ذلك المذہب ، والغرض من قبحته۔"

(فاطمی خلفاء اس لئے حنفی فقہ کے دشمن تھے اور مذہب اربعہ میں سے خاص طور پر اس کے خلاف تبرؤ امارہ تھے کہ عباسی خلفاء کا سرکاری مذہب حنفی تھا۔ مصر میں حنفی مذہب کا فروغ زیادہ تر عباسی اثر و رسوخ کا سرچون منت تھا۔ فاطمی یہ کسی طرح کوادارہ کر سکتے تھے کہ مصر میں عباسی پریوینٹس ادا کیا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ حنفی سے ان کو ایک طرح کی چٹھی۔ وہ اس کی قدر قیمت کے گھٹانے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے تھے)

مختلف سلاطین کے ادوار میں مصر میں حنفی مذہب کی حالت پر ابو زہرہ کے کلام کا ماحصل مندرجہ ذیل ہے :

جب مصر میں ابوبی سلاطنت قائم ہوئی تو سلاطین نے شافعی اور مابقی فقہ کو از سر نو فراموش کیا۔ مابقی اور شافعی فقہ پر جانے کے لئے عداوت قائم کئے اس کی وجہ تھی کہ سلاطین سلاطین ابوبی شافعی مسلک سے وابستہ تھے مصریوں میں مابقی فقہ کا رد و انکار تھا۔ جب شام میں نورالدین شہید برسر اقتدار آئے وہ حنفی تھے انہوں نے امام ابو حنیفہ کے مناقب پر ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے انہوں نے شام میں حنفی مذہب پھیلایا، پھر شام سے یہ مذہب مصر پہنچا۔ اس مرتبہ یہ مذہب عوام میں پھیلا مگر اس سرکاری حیثیت حاصل نہ ہوئی۔ قلیل ازیں عباسی اور حنفی فقہ سرکاری مذہب کی حیثیت سے کبھی تھی۔ مگر مصر کے عوام میں مقبول نہ تھی۔

(جب تک مہای خلفاء مصر پر قابض رہے وہاں خفی اقتدار کی حالت میں مصریوں میں خفی اقتدار و قول عام ماسمل نہ ہوا۔ جو شرقی ممالک میں تھا۔ بلکہ اہل مصر زیادہ تر شافعی مذہب سے وابستہ تھے۔ کیونکہ امام شافعی کے مصر میں اور دراز تک اتار گزری رہنے کی وجہ سے مصری لوگ شافعی مذہب سے بہت متاثر تھے یا مالکی فقہ کے گرویدہ تھے کیونکہ امام مالک کے بہت سے تلامذہ مثلاً ابن ابی حنیبلہ اور ابن عبدالحکیم وغیرہ مصر میں سکونت پذیر تھے)

بالآخر جب مصر پر فاطمیوں کا تسلط اور وہ اسماعیلی شیعہ مذہب کے علمبردار تھے تو انہوں نے شافعی بھی اسی مذہب کے مقرر کئے۔ اس طرح حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے یہ مذہب وہاں خوب مقبوض ہوا اور اسی کے فقہی احکام وہاں چلنے ہو گئے اور تمام عدالتی فیصلے اسی کے مطابق ہوتے گئے۔ البتہ سنی مذاہب کے مسائل عبادت میں دخل نہیں دیا جاتا تھا۔ وہ اپنے مذہب کے مطابق عبادات ادا کرنے کی پوری آزادی رکھتے تھے۔

فلشکندری اپنی کتابوں میں لکھتا ہے :

"فاطمی اہل سنت والجماعت کی تالیف عقاب کرتے رہے تھے اور ان کو اپنے اپنے مذہبی شعائر کے علمبردار کی آزادی دیتے تھے حتیٰ کہ ان کی چھوٹی بڑی مساجد میں نماز ادا کرنے سے بھی نہیں روکتے تھے۔ حالانکہ دیان کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ ان کی حکومت میں مالکی شافعی اور حنبلی سہ اپنے اپنے مذہبی شعائر کیلئے عام ادا کرتے تھے۔ وائے احتیاج کے فاطمی حکمران (اور ان کے اقتدار فیصلہ اور فتویٰ دینے میں) مالکی مذہب کو ٹھوکر کھاتے تھے۔ ان سے جب بھی کوئی مالکی فقہ کے مطابق فیصلہ مانگتا تھا تو وہ اس کے مطابق حکم صادر کرتے تھے۔"

فاطمی خلفاء کے خفی مذہب سے عباد کی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ابو زہرہ لکھتے ہیں :

"والسب فی معاداة الفاطمیین للمذہب الحنفی ، و تخصیصہ بالمقاومة من بین المذہبات الاربعہ انه كان مذهب الدولة العباسیة ، و انه كان فی مصر يستعمل نفوذہ من نفوذ تلك الدولة ، و هم كانوا یقاومون لنفوذها ، فكان من ذلک مقاومة ذلک المذہب ، و الغرض من قیمته "۔"

(فاطمی خلفاء اس لئے خفی فقہ کے دشمن تھے اور مذہب اربعہ میں سے خاص طور پر اس کے خلاف تھے اور آزار پہنچتے تھے کہ مہای خلفاء کا سرکاری مذہب خفی تھا۔ مصر میں خفی مذہب کا فروغ زیادہ تر مہای اثر و رسوخ کا مرہون بنت تھا۔ فاطمی یہ کسی طرح گوارا نہ کر سکتے تھے کہ مصر میں مہای پروپیگنڈا رائج ہو۔ یہی وجہ تھی کہ خفی سے ان کو ایک طرح کی چٹھی۔

"و اس کی تندرہ قیمت کے لگاتارنے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے تھے)

مختلف سلاطین کے ادوار میں مصر میں خفی مذہب کی حالت پر ابو زہرہ کے کلام کا ماحصل مندرجہ ذیل ہے :

جب مصر میں بویہ سلطنت قائم ہوئی تو سلاطین نے شافعی اور مالکی فقہ کو از سر نو فروغ دیا۔ مالکی اور شافعی فقہ پر جانے کے لئے مدرس قائم کئے۔ اس کی وجہ تھی کہ سلطان صلاح الدین بویہ کی شافعی مسلک سے وابستہ تھے۔ مصریوں میں مالکی فقہ کا رواج تھا۔ جب شام میں اورادین شہید ہوا تو اقتدار نے وہ خفی تھے انہوں نے امام ابوحنیفہ کے مذاہب پر ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے۔ انہوں نے شام میں خفی مذہب پھیلا دیا۔ پھر شام سے یہ مذہب مصر پہنچا۔ اس مرتبہ یہ مذہب غلام میں پھیلا کر اسے سرکاری حیثیت حاصل ہوئی۔ قل زائری مہای اور میں خفی فقہ سرکاری مذہب کی حیثیت نہ رکھتی تھی مگر مصر کے کلام میں مقبول نہ تھی۔

جب مصر میں خفی فخر قبول عام ہوا اور سلطان صلاح الدین کو عباسی خلافت سے روابط استوار کرنے کا خیال پیدا ہوا تو انہوں نے قاہرہ میں احناف کے لئے مدرسہ سیوفیہ قائم کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خفی مذہب عام طور سے مصر میں پھیل گیا۔ جب نجم الدین ایوب نے مدرسہ سیوفیہ قائم کیا تو اس میں آسمانوں کی فخر پر جانے کا انتظام کیا گیا۔ پھر ملوک عاملین کے زمانہ میں ایسے مدرسے بڑی کثرت سے تعمیر کئے جاتے گئے۔ وہوں ملوک سلاطین کے زمانہ میں چار فاضی جاکرتے تھے، جن میں ایک خفی ہوتا تھا۔ جب عثمانی ترک مصر پر قابض ہوئے تو سب فاضی احناف میں سے تعینات کئے جانے لگے۔ کثیر التعداد طلباء خفی فخر کی جانب متوجہ ہوئے اور فخر خفی نے اس سے بڑا فروغ پایا اور ابتدائی دور کی طرح خفی مذہب کو پھر سرکاری سرپرستی نصیب ہوئی اور احکام و فتاویٰ اسی فخر کی روشنی میں صادر کئے جانے لگے۔

خفی کے شرق قریب میں اثرات کا جائزہ لینے کے بعد دائرہ معارف اسلام میں مذکور ہے کہ :

تقریباً ہی زمانہ میں مصر میں محمد قدری پاشا نے خفی فخر کے مطابق خاندان، وراثت، مہائید اور اوقاف کے احکام کا قانون مجود تیار کیا تھا۔ ان میں سے صرف عائلی قوانین کو سرکاری طور پر نافذ کیا گیا تھا۔ باقی ماندہ قوانین سرکاری راستے سے محروم ہے۔

غربی ممالک میں خفی مذہب کی اشاعت :

یہ اعظم افریقہ میں طرابلس تونس اور الجزائر کے ملکوں میں خفی مذہب پہلے غالب تھا۔ وہاں اس کے برعکس مابین حدیث و آثار کے مسلک کا زیادہ چرچا تھا۔ جبکہ اسد بن فرات یہاں کے فاضی مقرر ہوئے۔ اسد بن فرات امام ابنزید اور امام مالک کے تلامذہ سے استفادہ کر چکے تھے مگر ان کا میلا ان خاطر اہل عراق کی جانب تھا۔ چنانچہ انہوں نے مذہب پیچانے کا یہاں کام کیا جس سے شکیات کو اچھا خاصہ فروغ حاصل ہو گیا۔

ابن فرحون مالکی لکھتے ہیں :

”و ملہو بالفریقہ ظہوراً کثیراً الی قریب من اریعمانہ عام۔ فانقطع منها ودخل منه شیء ماوراء ہا من المغرب قلیما یجزیہ الاسلام و یملئہ فاس“۔

(۳۰۰) جبکہ خفی مذہب افریقہ میں بادی رہا پھر ختم ہو گیا۔ افریقہ کے مغرب کی جانب اعرس میں بھی قدیم زمانہ میں قدرے اس کی اشاعت ہوتی تھی

نیز مقدسی ماہن تقاسیم میں لکھتے ہیں ”جزیرہ سسلی کے رہنے والے خفی تھے“۔ مقدسی کا یہ بیان بھی ہے کہ انہوں نے اہل بل مغرب سے پوچھا ”خفی مذہب تمہاری طرف کیونکر پہنچا حالانکہ تمہیں کبھی عراق جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ انہوں نے بتایا، جب ”وہب بن وہب“ امام مالک سے علوم دینیہ حاصل کر کے آئے تو اسد بن عبد اللہ نے اپنے مرتبہ جودہ کی بناء پر ان سے افتاد علم کرنے میں عاجزی اور امام مالک سے تحصیل علم کے لئے مدید آئے۔ امام مالک ان کوں تیار تھے۔ جب کافی مدت مدید میں اقامت گزیر رہے تو امام مالک نے فرمایا : ابن وہب کے پاس چاہیے۔

۱۔ مدار ماہی ۳۶۵-۳۶۶ ج ۲ ص ۶۸۸ خفیہ

۲۔ الحاج الملعب ابن فرحون مالکی متوفی ۷۹۹ھ۔ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۹۹۶ء۔ ۱۳۱۷ھ

میں نے اپنا علم اس کے سپرد کر دیا ہے، چھبیس زحمت سفر گوارا کرنے کی ضرورت نہیں۔“ اس پر یہ بات بڑی گراں گزری۔ لوگوں سے پوچھا کہ دینی علم میں کسی اور کو بھی یہ مقام حاصل ہے؟ لوگوں نے بتایا کوفہ میں امام ابوحنیفہؒ کا توجہ اور جس کو محمد بن حسنؒ کہتے ہیں، ان کے پاس جانیے۔ اسد امام محمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، امام محمدؒ نے بڑی توجہ اور محبت سے پڑھانا شروع کیا اور ان میں ذہانت و فطانت اور شوق علم کے آثار ملاحظہ کئے۔ جب کافی پڑھ چکے اور من مانی مراد پائی تو امام محمدؒ نے انہیں واپس مغرب بھیج دیا۔

جب اسد مغرب پہنچے تو جو ان آپ کے یہاں آنے چاہتے تھے۔ اسد سے فقہی فروعات سن کر وہ چوچرت ہوئے اور ان سے ایسے ایسے علمی نکات اور مسائل سننے میں آئے جن سے ان وبہب بالکل آگاہ نہ تھے۔ لاتعداد لوگوں نے ان سے اکتساب علم و ادب کیا اور اس طرح حنفی فقہ نے مغرب میں فروغ پایا۔

پھر میں نے پوچھا کہ اندلس میں حنفی مذہب کیونکر اشاعت پذیر نہ ہو سکا جب کہ وہاں نشر و اشاعت کے وسائل کچھ کم نہ تھے؟ جواب میں کہا گیا کہ ایک مرتبہ دو فریق سلطان کے سامنے جھگڑنے لگے، سلطان نے پوچھا ”ابوحنیفہؒ کہاں کے رہنے والے تھے؟“ لوگوں نے کہا، کوفہ کے۔ سلطان نے پوچھا امام مالکؒ کہاں کا تہمت گزری تھی؟ جواب دیا گیا مدینہ میں۔ سلطان نے کہا عالم دارالکھیرت ہمارے لئے کافی ہے دوسرے کی حاجت نہیں۔ سلطان نے تمام حنفی علماء کو اپنے سلطنت کی حدود سے نکال دیا۔ کہنے لگا ”میں اپنی سلطنت میں دو مذہب پسند نہیں کرتا۔“ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسد بن فرات نے مغرب میں حنفی فقہ کو شائع کیا یہ مسلک اندلس میں بھی رائج ہوا۔ مگر وہ پراچھت نہ ہو سکا۔ ۴۰۰ھ کے بعد حنفی مذہب مغربی ممالک میں کمزور پڑ گیا اور ان ممالک میں اس کی یاد باقی نہ رہی۔

حقیق احمد تیسرے پاشا نے مقدسی کی اس خبر کو بیان کرنے کے بعد جو تبصرہ کیا اس کا مفہوم مندرجہ ذیل ہے :

وہب بن وہب ایک مجہول شخصیت ہے اس نام کے کسی شخص کا ذکر امام مالکؒ کے علاوہ میں نہیں آتا۔ البتہ عبداللہ بن وہب نام کے ایک شخص ان کے شاگرد گزرے ہیں لیکن وہ مغرب کی طرف کبھی نہیں گئے وہ مصر میں رہے اور وہیں وفات پائی۔ دوسرے یہ کہ اسد بن عبداللہ کہنا درست نہیں بلکہ صحیح نام ابو عبداللہ معلوم ہوتا ہے اور اس سے مراد ابو عبداللہ اسد بن اضرات ہیں جو امام محمد بن اسحاقؒ اصراتی سے ملے تھے اور امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب سے فقہ کی تعلیم حاصل کر کے (شامی) افریقہ گئے اور وہاں حنفی مذہب کو رائج کیا۔

اسی سیاق میں وہ مزید لکھتے ہیں کہ :

اس مذکور روایت میں یہ صحیح نہیں ہے کہ وہ پہلے امام مالکؒ کے پاس گئے اور انہیں بتا دیا پھر امام مالکؒ نے ان کو وہب بن وہب کے پاس جانے کی ہدایت کی بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ پہلے امام محمدؒ کے پاس جانے سے قبل مدینہ میں امام مالکؒ کے پاس گئے اور ان کے آگے زانوئے تہنہ نہ کیا۔ جب وہ امام مالکؒ سے تحصیل علم کر چکے تو مزید تعلیم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس پر انہوں نے عراق جانے کا مشورہ دیا۔

۱۔ ابوحنیفہؒ ۱۵۰ھ میں ۳۶۳-۳۶۴ھ میں

۲۔ اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب اور کافروں امام محمدؒ جو پانچوں میں سے ایک تھے۔ کتب خانہ سیدہ۔
۳۔ حوالہ سابق منہج کی تفسیر

ملک شام اور اس کے قرب و جوار میں فقہ حنفی کی اشاعت :

ملک شام اور اس کے قرب و جوار میں حنفی مذہب جگہ بنا چکا تھا۔ اور جو سلاطین مصر و شام کے حاکم تھے وہ جس طرح اس میں حنفی مذہب سے سرد مہری برت رہے تھے شام میں بھی انہوں نے ایسا ہی کرنا چاہا مگر مصر کے برعکس شام میں ان بادشاہ کا کچھ فائدہ نہ ہوا اس لئے کہ حنفی مذہب اہل یمن شام میں اشاعت پزیر ہو چکا تھا اور حکومت کی پشت پناہی اور برائی کا حق نہ تھا۔

شرقی ممالک میں فقہ حنفی کی اشاعت :

جہاں تک بلاد مشرق، عراق، خراسان، سیستان اور ماوراء النہر کا تعلق ہے احناف کی ان میں بڑی کثرت تھی۔ ان ملک میں صرف شوافع ہی ان کے حریف مقابل تھے اور کبھی کبھی ان میں رستہ کشی بھی ہو جاتی تھی۔ مسجدوں، امراء کی مجلسوں اور عوام کی محفلوں میں حنفیوں اور شافعیوں کے مابین مجالس مناظرہ منعقد ہوتیں۔ ان مناظرات کی بنا پر علم فقہ اور فتن بخت و مناظرہ کو بڑا فائدہ پہنچا۔ مگر بحث و جدل سے تعصب کی روح جاگ اٹھی۔ ایک اور بے خلاف لعن ملعون کا بازار گرم ہوا اور آگے چل کر یہ مذہبی تعصب فقہی تعطل و جمود کا باعث بنا۔

دکن، ترکستان اور فارس میں فقہ حنفی :

آرمینیا، آذربائیجان، تہران، ہمدان اور ابواز کے رہنے والوں میں حنفی مذہب کا بڑا تلبہ رہا۔ ملک فارس میں پہلے اہل بکری بڑی کثرت تھی پھر اشاعہ شری شیعہ کو وہاں غلبہ حاصل ہوا۔

پاک و ہند میں حنفی مذہب :

ہندوستان میں بھی تقریباً حنفی مذہب ہی کا تس جاری ہے۔ شافعی مذہب دوسرے درجے پر ہے۔ شوافع کی تعداد ہندوستان میں ایک ملین کے قریب قریب ہے باقی سب احناف ہیں۔ چین میں چالیس ملین سے زیادہ مسلمان رہتے ہیں ان میں سے اکثر حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس یہ مذہب مشرق و مغرب تک پھیل گیا ان کے پیروں کی بڑی کثرت پائی جاتی ہے۔ اگر حنفی فقہ میں تخریج کا دروازہ کھول دیا جائے تو اب بھی علماء اس کے فائدے سے ایسا حکام استنباط کر سکتے ہیں جو اس کائنات ارضی پر رہنے والے تمام بنی نوع آدم کے لئے یکساں طور پر نفاذ گاہ بنوں۔

مختصر یہ کہ آج کل (پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں) حنفی مذہب کے پیرو افغانستان، پاکستان، پاکستان، ہندوستان، (بھارت)، بنگلہ دیش، عراق، ترکی، شام، مشرقی ترکستان، مغربی ترکستان، ترکمانستان، تاجکستان، ازبکستان، تاجکستان وغیرہ) یوگنڈا، البانیہ و بلغقان میں اکثریت سے پائے جاتے ہیں۔ ایران، اندونیشیا، عدن، برازیل، برما، سری لنکا، ملائیشیا، تھائی لینڈ، سعودی عرب و دیگر ممالک میں اقلیت میں ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق احناف دنیا کے

اس کے معاملاتی قاعدے اور احکام ہر دور کی ضرورتوں کو پورا کر سکتے ہیں۔

انہوں نے جو فقہی مرتب کی تھی وہ نصوص شرعی کے عین مطابق ہے اور یہ بدگمانی اور مخالف ہے کہ فقہ حنفی کے مسائل حدیث کے مخالف ہیں۔^۱

ان سب باتوں کے باوجود یہ سمجھنا غلط ہے کہ فقہ حنفی کی جزئیات پر دوسرے مذاہب کے جملہ استدراک غلط ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ مسائل کے استنباط میں علمائے احناف سے غلطیاں سرزد ہوتی ہوں مگر بمصادیق المجتہد قدیہ خطی و قدیہ یصیب "ان کی نیک نیتی میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ دور تہذیب میں نصوص کی ایسی تاویل جو اس کے اقوال کو صحیح ثابت کر سکے، ہوتی رہی اس کی وجہ سے مسلک کے بارے میں اگر مخالف پیدا ہو جائے تو اس میں توجہ نہیں کرتا چاہئے۔^۲



^۱ دارالافتاء، ۲۹/۱/۱۴۲۲ھ، ۲۹/۱/۱۴۲۲ھ، ۲۹/۱/۱۴۲۲ھ کے فتاویٰ کے حوالہ سے اسباب کے لئے اہل حق و باطل کے درمیان ۳۶۱

^۲ دارالافتاء، ۲۹/۱/۱۴۲۲ھ، ۲۹/۱/۱۴۲۲ھ

ملک

مالکی مذہب اور اس کا نشا و ارتقاء

ماہ مالک :

ماہنامہ مالک کی حتمی تاریخ ولادت محفوظ نہیں۔ شارٹرائسنگ کو پیڈیا آف اسلام کا مؤلف لکھتا ہے :

"The date of his birth is not known, the dates given varying between 90 and 97, are hypotheses, which are presumably approximately correct".^۱

(آپ کی تاریخ پیدائش بالکل صحیح طور پر معلوم نہیں ہے۔ مختلف کتابوں میں ۹۰ء سے ۹۷ء تک مرقوم ہے جو ترین قیاس اور غائب صحیح ہیں)

مشہور قول کے مطابق امام مالک ۹۳ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور صحیح روایت کے اعتبار سے ۹۷ھ میں مدینہ منورہ ہی کے عہد میں مدینہ منورہ ہی میں وفات پائی۔ ان کا نسب ذی اصبح یحییٰ سے جانتا ہے۔ امام مالک کی ولادت کے وقت بنی امیہ کی حکومت کا ادب شباب تھا۔ ولید بن عبدالملک جو اموی مروانی حکومت کا تیسرا بادشاہ تھا، ان کا سر پر آرائے خلافت و شوق تھا۔ فتوحات اسلامیہ کا سیلاب مشرق میں ترکستان، کابل اور سندھ کو عبور کر چکا تھا اور مغرب فریق اور ایتھن کی سر زمینوں میں موجیں لے رہا تھا، یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس عہد میں امام پیدا ہوئے اس کا دور جس سر زمین کو کھوار سے فتح کر رہا تھا امام کے قلم نے سب سے زیادہ وہاں قبضہ حاصل کیا یعنی طرابلس، تونس، الجزائر، مراکش اور ایتھن میں۔^۲

امام مالک فتن حدیث کے مسلمہ امام ہیں۔ بڑے بڑے محدثین اور نامور فقہاء کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ مروان و مغرب اور اندلس جیسے دور دراز علاقوں سے تشنگان علم جوق در جوق آپ کے پاس مدینہ منورہ آتے اور آپ کی محبت سے فیض یاب ہو کر واپس جاتے۔ آپ کی علمی و دینی بصیرت اور سیاسی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ اپنے اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز اپنے دور خلافت میں ان سے مشورہ طلب کرتے تھے۔^۳

ابن ابی (متوفی ۳۳ھ) نے اپنی کتاب "مناقب اصنام مالک" میں آپ کی علمی و فقهی عظمت سے متعلق نکتہ قوال بیان کئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ :

"وقال الشافعی : لولا مالک و سفیان للہب علم الحجاز"۔^۴

(امام شافعی نے فرمایا کہ اگر امام مالک و سفیان نہ ہوتے تو علم حجاز سے لہب جاتا)

Shorter Encyclopaedia of Islam Page 321

۱۔ مناقب الامام مالک بن انس، قاضی حسین بن مسعود، از ادوی متوفی ۳۳ھ، تحقیق الطاهر الدردیری ص ۱۵۹۔ ۱۶۰ء، مدینہ منورہ، مکتبہ طیبہ
۲۔ مقدمہ المدنیان، مدینہ منورہ، ص ۹۹۔ ۱۰۰ء، دار الکتب احفادیہ، ۱۳۱۷ھ۔ ۱۹۹۷ء
۳۔ سیرت ائمہ المرہۃ، سید یکس احمد، مخفری ص ۲۳۳۔ ۲۳۴ء، کراچی، مکتبہ اسلامیہ سنہ ۱۳۸۷ھ
۴۔ مناقب الامام مالک بن انس، قاضی حسین بن مسعود، از ادوی ص ۹۸

فقہی مسائل میں آپ کتاب اللہ اور سنت نبوی کے بعد عدالت امورہ کے تعامل کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ نص صریح موجود نہ ہونے کی صورت میں کبھی کبھی قیاس سے بھی کام لے لیا کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۱ھ) نے اپنی کتاب میں نقل کیا کہ امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے :

”ما من احد الا وهو ماعوذ من كلاله ومروءة عليه الا رسول الله صلى الله عليه وسلم“
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے سوا کسی بھی آدمی کے کلام کو قبول یا رد کیا جاسکتا ہے) یعنی آخر کی بات میں بھی قبول و رد کی گنجائش ہوتی ہے۔

امام مالکؒ کی وہ کتب جنہوں نے مالکی مذہب کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا :

۱۔ ”الموطا“ : کہا جاتا ہے کہ امام مالکؒ چالیس سال تک ”امو طا“ کی تالیف میں مشغول و مصروف رہے۔ جب کہیں وہ موجودہ شکل میں مدون ہوئی۔ تقریباً ایک ہزار اشخاص نے امو طا کو امام مالکؒ سے روایت کیا، اگرچہ امو طا کئی طرق سے روایت کی گئی ہے لیکن اس کے متداول نسخے دو ہیں۔

پہلا بروایت یحییٰ بن یحییٰ اللیثی (المصنوعی) ۱۸۲ (۲۳۲ھ) اور دوسرا بروایت امام محمد بن الحسن اشجیانی (۱۸۹ھ-۸۰۳ھ) یہ دونوں نسخے متعدد بار بالترتیب مصر اور ہندوستان میں چھپ چکے ہیں اور دونوں کی شروع اور حواشی و اختصارات موجود ہیں۔ امو طا میں امام مالکؒ نے صحیح احادیث، اخبار و آثار اور صحابہ تابعین کے فقہی کو جمع کر دیا ہے۔ بظاہر یہ حدیث و اثر کی کتاب ہے، لیکن اس کا لب لباب فقہ ہے۔ حضرت امام نے اس میں فقہی طرز پر ابواب کو مرتب کیا ہے اور اس کا اصل موضوع احکام فقہیہ ہی ہیں۔
ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں :

”امام مالک نے موطا میں ابواب کی جو ترتیب رکھی ہے وہ امام ابوحنیفہ کی ترتیب سے مختلف ہے اور عبارات و معاملات سب غلط ملط ہیں۔“

وہ مزید لکھتے ہیں :

”امارت نبوی کو فقہی ابواب پر مرتب کرنے کی کوشش امام مالک (ق ۱۷۹ھ) کی موطا سے بھی قبل امام بن المہشون (ق ۱۶۲ھ) نے کی، لیکن سوائے زرقانی کی شرح موطا کے دوسرے میں نام کے حوالے سے اس کتاب کا کوئی پتہ نہیں پڑا۔ امام مالک کی تالیف اسی کی اصلاح اور اس کے جواب میں تھی۔ یہ خیال کیا جاتا رہا ہے کہ موطا خالص حدیث کے مجموعے تیار ہوئے، پھر فقہی احکام کی حدیثیں الگ مرتب ہونے کے بعد آخر خالص فقہی کتابیں تیار ہوئیں۔ لیکن میں اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ خالص حدیث کے بعد خالص فقہی کتابیں لکھی گئیں تو رجل کے طور پر قانونی احادیث کے مجموعے تیار ہوئے۔ امام زبیر بن علی، امام ابوحنیفہ اور المہشون (ق ۱۶۳ھ) جنہوں نے صرف روایات مدینہ جمع کر کے ایک کتاب شائع کی اور دیگر اہل الرائے نے ایک کتب خیال قائم کیا، جس کے بعد میں غلطو علیہ کیا

۱۔ حمید اللہ اہلباقہ، شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۱ھ، ۳۸۴/۱، اپنی غلام علی ایڈیشن سن ۱۹۳۵ء اور معارف اسلامیہ ۳۹۳/۱ (۱۹۳۵ء)
۲۔ امام ابوحنیفہؒ کی تدوین قانون اسلامی، محمد حمید اللہ، ۵۹/۱، اپنی اردو ایڈیشن سن ۱۹۳۵ء، طبع ششم ۱۴۰۳ھ، ۱۹۸۳ء

تو پورے اہل حدیث نے ملت کی بیرونی پرزور دھڑکتے کے لئے انہیں ادھام کی حدیثیں الگ مرتب کیں۔ امام مالک (الف ۱۵۷ء) کو قریب چترم عسروں کی موطا اہل کی ہی تحریک کا آغاز سمجھا جاتا ہے اور کج بلادی کو اس کی انتہا پہنچا دی (متوفی ۱۷۳ء) نے امام شافعی کے حوالے سے موطا کی تالیف کا یہ سبب بیان کیا کہ :

”وقال الشافعي: بعث ابو جعفر المنصور الي مالک لما قدم فقال له: ان الناس قد اختلفوا في العراق فضع للناس كتابا نجمعهم عليه. فوضع الموطأ“۔

امام شافعی نے فرمایا کہ ابو جعفر منصور امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ عراق میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں، آپ کتاب تالیف کیجئے تاکہ ہم انہیں اس پر مشفق کر سکیں، تو آپ نے موطا تالیف کر دی۔

اہلِ عرب کہتے ہیں کہ :

”جب موطا کی تالیف مکمل ہو گئی اور ابو جعفر منصور نے اس کو عباسی مملکت کے قانون کی حیثیت سے نافذ کرنے کی اور اس کو اس پر مشفق کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو امام مالک نے ایسا کرنے سے منع کیا اور فرمایا :

”ما ينبغي لك يا امير المؤمنين ان تحمل الناس على قول وجل واحد يخفى ويصيب، والناس الحق من رسول الله صلى الله عليه وسلم. وقد تفرقت اصحابه في البلدان وقلد اهل كل بلد من صار اليهم فاقر اهل كل بلد ما عندهم“۔

اسامیہ المؤمنین آپ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ تمام لوگوں کو ایک شخص کی فقہ کا پابند کر دیں، جو خطا و صواب دونوں کرتا ہے۔ جو کہ رسول ﷺ سے منقول ہے وہ سب حق ہے۔ آپ کے صحابہ مختلف شہروں میں منتشر ہو گئے ہیں اور اہل ان شہروں نے ان کی توفیق و تخیل کو بھرتا جاتا ہے۔

۲۔ المدونة الکبریٰ : یہ امام مالک کی براہ راست تصنیف تو نہیں ہے، لیکن فقہ مالکیہ کی اصل الاسول ہونے کے اعتبار سے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور اسی لئے یہ مالکی مسلک کا بنیادی اور اہم ماخذ ہے۔ المدونة ایک ضخیم مجموعہ رسائل کا نام ہے، جس میں تقریباً چھتیس ہزار مسائل کو جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ گویا امام مالک کی آراء بانص اور ایسے رسائل کا مجموعہ ہے جن کا استنباط امام مالک کے فتاویٰ سے صحیح سمجھا گیا۔ اس طرح اس کتاب میں امام مالک کے فتاویٰ کو کجا کر دیا گیا ہے۔ اس کی تصنیف میں متعدد اہم شخصیتوں کی کوششیں شامل رہی ہیں۔

سب سے پہلے مسائل امام مالک کو ان کے شاگرد اسد بن القراء الخنسی نے مدون کیا۔ انہوں نے سوالات تو امام محمد کی کتابوں سے اخذ کئے اور جوابات امام مالک کے دیئے ہوئے لکھے۔ اس مجموعے کا نام انہوں نے المدونة رکھا۔ دو عراق کے بعد مصر پہنچے اور جب وہاں سے قیرواں گئے تو یہیں مسائل ان سے مغربی خلیفہ جعفر بن احمد اسلام بن سعید القوافی نے حاصل کئے اور اس کا نام اسد رکھا۔ انہوں نے اسے امام مالک کے ایک اور شاگرد عبدالرحمن بن القاسم المصری کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے بعض مسائل میں تصحیح کی۔ اسد بن القراء کا مجموعہ ابواب کی صورت میں مرتب نہیں تھا۔ جعفر بن احمد نے اسے باقاعدہ ترتیب دیا اور بعض مسائل میں آج اور روایات سے از خود استنباط و اجتہاد

ایک زمانہ ایسا بھی گزر چکا ہے (مالکی مذہب) خود اپنے سرچشمہ یعنی مدینہ میں گمانا سا ہو گیا، یہاں تک کہ جب ابن
 ابی نجر ۹۳ھ میں یہاں کے قاضی مقرر ہوئے تو انہوں نے اس کو گوشہ گمانی سے نکالا اور وہاں دو بارو متعارف کرایا۔
 ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) مالکی مسلک کے بلاد مغرب و افریقہ، تونس، الجزائر، مراکش، اندلس اور مصر میں
 پھروٹ پانے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وامام مالک وحمدة الله تعالى فاختص بسلطه اهل المغرب والاندلس وان كان يوجد في
 غيرهم الا انهم لم يقدروا غير آلا في القليل لما ان رحلتهم كانت غالبا الى الحجاز وهو
 متيسر سفرهم والصدية يومئذ دار النعم ومنها خرج الى العراق ولم يكن العراق في
 طريقهم فاقصروا عن الاخذ عن علماء المدينة وشيوخهم يومئذ وامامهم مالک وشيوخه
 من قبله وتلميذه من بعده فارجع اليه اهل المغرب والاندلس ولقدوة دون غيره ممن لم
 تصل اليهم طريقته وايضا فالبداوة كانت غالبة على اهل المغرب والاندلس ولم يكونوا
 يعاينون الحضارة التي لاهل العراق فكانوا الى اهل الحجاز اميل لمناسبة البداوة ولهذا
 لم يزل المذهب المالكي غضا عندهم ولم ياخله تفقح الحضارة وتهذيبها كما وقع في
 غيره من المذاهب ۛ

(یعنی امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ ان کے مذہب سے اہل مغرب و اہل اندلس مختص ہیں۔ اگرچہ ان کے علاوہ بھی یہ
 مذہب پایا جاتا ہے لیکن ان ملکوں میں ان کے علاوہ کسی اور مذہب کی پیروی نہیں کی گئی اور اگر کی گئی تو بہت کم۔ جبکہ ان کا
 سفر مالک حجاز کی طرف تھا اور یہاں کے سفر کی انتہائی مدیناں زمانہ میں دارالمعلم تھا۔ عراق اس سے خارج تھا۔ عراق ان
 کے راستے میں نہیں تھا۔ لہذا انہوں نے علماء مدینہ سے لینے پر اکتفا کیا۔ ان کے استاد اور ان کے امام اس زمانہ میں امام
 مالک تھے۔ ان سے پہلے امام مالک کے اساتذہ ان کے شیوخ تھے اور امام مالک کے بعد ان کے شاگرد ان لوگوں کے
 اساتذہ بنے۔ لہذا امام مالک کی جانب اہل مغرب اور اہل اندلس متوجہ ہوئے اور ان لوگوں نے امام صاحب کی تقلید کی۔
 نیز یہ کہ بدوی زندگی اہل مغرب اور اندلس پر غالب تھی اور اہل عراق کو جو تمدن حاصل تھا اس سے یہ لوگ دور تھے۔ چنانچہ
 بدویت کی مناسبت سے اہل حجاز کی طرف مائل ہوئے، اسی لئے مالکی مذہب ان کا پسندیدہ رہا۔ اور تمدن و تہذیب کی
 صفاتی و خشکی انہیں حاصل نہیں ہوں جیسا کہ دوسرے مذاہب کو حاصل ہوئی)

ابن ابی نجر نے ابن خلدون کے اس بیان کو مالکیوں پر اتہام قرار دیا اور چارو جود سے ان کے بیان پر تنقید کی، جن کا
 غاصر مندرجہ ذیل ہے :

(الف) مالکی مذہب کے مغرب و اندلس میں فروغ کا یہ سبب کہ وہاں کے لوگ امام کے اساتذہ اور امام مالک کے شاگرد
 تھے۔ مصر پر بھی صادق آتی ہے اور وہاں مالکی و شافعی فاضلوں کا قلب رہا۔ شافعی مذہب کو ابو یوسف حکومت کی تائید و
 امداد حاصل ہوئی اور اندلس میں مالکی مذہب کے فروغ کا سبب صرف حج ہی نہیں بلکہ سلطان الدولہ کی سرپرستی
 بھی تھی۔ اسی کو ابن حزم نے ثابت بھی کیا کہ ان کا فروغ شافعی طاقت پر ہوا۔

(ب) جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ حجاز اور اہل مغرب و اندلس کے لوگ دونوں بدوی ہونے کی مناسبت رکھتے تھے یہ بات بھی درست نہیں۔ کیونکہ اہل حجاز کو کوئی بدوی نہیں کہتا اور خاص کر انمولی دور میں یہاں کا تمدن اعلیٰ تھا۔ پھر بھی اگر مان لیں کہ اہل حجاز کے باشندے بدوی تھے تو اہل اندلس کے لئے یہ تسلیم نہیں کر سکتے، کیونکہ اسلام سے پہلے اور بعد دونوں زمانوں میں اعلیٰ تمدن رکھتے تھے۔

(ج) ابن خلدون کے نظریے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مالکی مذہب اہل بدو کا مذہب ہے، اہل تمدن و تہذیب کا نہیں ہے۔ یہ بات ان حالات کے مطابق نہیں ہے اور نہ ان قواعد و ضوابط اور اصول کے مقابلہ میں درست ہے جو اہل مذہب کے اصول ہیں۔ یہ مذہب اپنی خوبی و وسعت اور قوت میں بہت اچھا ہے۔ مصلح مرسلہ اور ان مراعات، عرف و قیاس کے نظریات کو اپنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

(د) ابن خلدون کا یہ دعویٰ کہ اہل مغرب کی بدویت نے مذہب کو خراب کر دیا۔ اس میں خوبی و اعلیٰ ہونے نہیں دیکھ سکتے۔ اہل مصر بھی کبھی بدوی نہیں رہے اور یہ بات کہ مالکی مذہب میں تشفی و صفائی نہیں ہے، ابن خلدون کی یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ اس میں صفائی و ترقی ہے۔ استخراج مسائل اور اصول و فروع کا استفادہ ہوتا ہے جو تمام عالم پر حاوی ہے۔

مصر میں مالکی فقہ خود امام مالک کی زندگی ہی میں فروغ پذیر ہو چکی تھی اور حجاز کے بعد مصر کو پہلا ملک سمجھا جاتا ہے جہاں امام مالک کا فیض پہنچا۔ مصر کے ممالک کے زمانے میں شافعی قاضی کو پہلا درجہ اور مالکی قاضی کو دوسرا درجہ حاصل ہوتا تھا۔ بلاؤنس میں مذہب مالک، ہمیشہ غالب رہا اور آج کل بھی وہاں اس کا غلبہ ہے۔ اندلس میں پہلے مالکی اگرچہ امام اوزاعی کا مسلک غالب تھا، لیکن ۳۰۰ھ کے بعد سے یہاں فقہ مالک کو تہذیب حاصل رہا۔ یہ ملک بڑے بڑے علماء و فقہاء اور مصنفوں کی قرار گاہ رہا۔ مغرب اقصیٰ میں، نوٹن شافعیین (۳۳۸ھ تا ۱۰۵۶ء) اور ۵۴۱ھ تا ۱۱۴۱ء کے بعد میں مالکیہ کو بہت فروغ ملا اور ان کی قوت میں اضافہ ہوا۔ ان علاقوں کے علاوہ سوڈان، بحرین اور کویت میں بھی یہ مذہب پھیلا۔ خاص طور پر بالائی مصر میں اسے وہی حیثیت حاصل رہی جو زیریں مصر میں شافعی مسلک کو حاصل تھی۔ آج مختلف ممالک اسلامیہ میں مالکیہ کی کل تعداد تقریباً چار پانچ کروڑ ہے۔

سبکی حوصانی نے بھی اپنی کتاب میں پروفیسر سیسیان کا قول نقل کیا ہے کہ:

”دنیا میں مالکیوں کی مجموعی تعداد ساڑھے چار کروڑ ہے۔“

آج کل یعنی پندرہویں صدی عیسوی میں مالکی مذہب کے پیروکار شمالی مغربی افریقہ کے ممالک مثلاً مراکش، موریتانیہ، تونس، الجزائر اور لیبیا میں اکثریت میں ہیں۔ مصر، سوڈان، شام، لبنان اور حجاز میں ان کی اقلیت ہے۔ ۱۹۳۰ء میں اس مذہب کے مقلدین کی تعداد کا اندازہ ساڑھے چار کروڑ لگایا گیا تھا۔

۱۔ مالک حیا و عصرہ و اولاد و فقیہ، ماہزہ پروم ۳۳۶-۳۳۳۔ مصر کی جامعہ الکحلہ مصریہ طبع دہلی سنہ

۲۔ دائرہ محارف اسلام ۳۹۹/۱

۳۔ فلسفہ التشريع فی الاسلام، عبی محمد صانی ص ۴۳۔ بیروت مکتبۃ الکشاف ۱۳۶۵-۱۳۶۶

۴۔ اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب اور بنیادوں کا فروغ و احمد جوہر پاشا کی کتاب ص ۱۰۰ پر معراج محمد باقر کا حاشیہ گرامی قدیمی کتب خانہ مدینہ

تفت ممالک میں مالکی مذہب کی اشاعت :

امام مالک کے چتر مشہور ترین تلامذہ اور تلامذہ و تلامذہ جن کی بدولت مالکی مذہب کی اشاعت ہوئی :
دین المورو میں مالکی مذہب کی اشاعت :

امام مالک کے اصحاب میں سے عبدالحزیز بن ابی حازم (م ۱۸۵ھ) محمد بن ابراہیم بن دینار (م ۱۸۲ھ) و امام مالک کے زمانے میں مدینے کے فقیہ تھے اور معین بن یسوی (م ۱۹۸ھ) جو عصبہ مالک کہلاتے تھے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مصر میں مالکی مذہب :

۱۔ ابو محمد عبد اللہ بن وہب بن مسلم القزحی (م ۱۹۷ھ) نے امام مالک لیث بن سعد، یحییٰ بن عیینہ، سفیان الثوری جیسے پہلے عل و فضل سے علم حاصل کیا۔ ۱۶۸ھ میں امام مالک کے پاس آئے اور ان کی وفات تک ان کی صحبت میں رہے۔ امام مالک انہیں فقیر مصر اور الحنفی کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے، استاد کے معتمد بن میں سے تھے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی بدولت مملکت مالکی مصر اور بلاد مغرب میں پھیلا۔ امام مالک کی وفات کے بعد لوگ فتنہ کی تعلیم کے لئے ان کے پاس آتے تھے۔ انہوں نے امام مالک کی کوئی تیس کتابیں مدون کیں۔ ان میں سے موطا، جامع کبیر، کتاب الاحوال، کتاب تفسیر الموطا، کتاب المناسک اور کتاب المغازی مشہور ہیں۔
۲۔ ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن القاسم الحنفی (م ۱۹۱ھ) مصر میں فتنہ مالکی کی اشاعت کا کام کیا۔ امام مالک کے علاوہ لیث، ابی حازم اور مسلم بن خالد سے روایت حدیث کی۔ فتنہ مالکی کی تدوین میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ابو زہرہ نے انہیں اصحاب ابی حنیفہ میں (مذہب کا روای و ناقل ہونے کے سبب) امام محمد بن الحسن سے تشبیہ دی ہے۔ لوگ فتادی و مسائل مالک میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ ان کی بعض آراء امام مالک کی آراء سے مختلف ہیں۔

۳۔ اہوب بن عبد الحزیز القزحی (م ۲۰۴ھ) ایک عرب سے تک استاد کی خدمت میں رہے۔ امام مالک کے راویان فتنہ میں سے ہیں۔ امام شافعیؒ کہا کرتے تھے کہ میں نے اہوب سے زیادہ کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ ان کی تصانیف حسب ذیل ہیں : کتاب الاختلاف فی المسامات، کتاب فی فضائل عمر بن عبد الحزیز۔ ان کی ایک کتاب کا نام بھی المملوہ ہے۔ جس کی قاض عیاضؒ نے بڑی تعریف کی ہے۔

۴۔ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الحکم بن اعین بن لیث (م ۲۱۳ھ) امام مالک کے علاوہ لیث بن سعد، ابن عیینہ وغیرہ سے روایت کی۔ وہ حقیقی مذہب مالک مشہور ہیں۔ موطا امام مالک سے روایت کی اور امام کے دوسرے شاگردوں سے ان کی دیگر کتابیں بھی سنیں اور انہیں لکھا کیا۔ وہ امام شافعیؒ کے دوستوں میں سے تھے۔

۵۔ اصبح بن الفرج الاموی (م ۲۲۵ھ - ۸۴۰ء) وہ اس دن وارد مدینہ ہوئے جس دن امام مالکؒ کا انتقال ہوا۔ اکتساب علم امام مالکؒ کے ثلاثہ ائین القاسم، ائین وہب اور اشعوب سے کیا۔ (ان کا شمار نامور اور مشہور اکابر مائگی فقہاء میں ہوتا ہے۔ ائین اللہ شون کے نزدیک و مصر میں مائگی فقہ کے سب سے بڑے عالم تھے)۔

۶۔ (ابو عبد اللہ) محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم (م ۳۶۸ھ - ۸۸۴ھ) مصر کے مسلمہ فقیہ تھے۔ شاگردان مالک میں سے تھے۔ نیز امام شافعیؒ سے علم حاصل کیا۔ مغرب اور اندلس میں فقیہ کی ترویج میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مصر میں علم کی ریاست ان پر ختم ہو گئی۔ وہ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔

۷۔ محمد بن ابراہیم بن زیاد الاسکندری المعروف بابن الموز (م ۲۸۱ھ - ۸۹۴ء) مائگی فقہ کے جدید عالم اور مصنف امام مالکؒ کے بعض ثلاثہ سے تحصیل علم کی فقہ و افتاء میں عالم راسخ تھے۔

افریقہ و اندلس میں مائگی مذہب :

"تاریخ الفلسفہ فی الاسلام" کا مؤلف اندلس کے چوتھی صدی کے واقعات و حالات میں لکھتا ہے :

"ولم یدخل فی الاسلام الا مذہب فقہی واحد، هو مذہب الامام مالک"۔

(اور اندلس میں سوائے ایک فقہی مذہب کے کوئی دوسرا داخل نہیں ہوا اور وہ امام مالک کا مذہب ہے)

افریقہ اور اندلس میں مائگی مذہب کی ترویج و اشاعت میں حصہ لینے والے بعض حضرات کے اسامہ و تعارف مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ ابو عبد اللہ زیاد بن عبد الرحمن القرطبی المعروف بـ شبلون (م ۱۹۳ھ) اندلس میں مؤطا امام مالکؒ سب سے پہلے انہی کے ذریعہ پہنچی۔ وہ وہاں امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فتاویٰ مسلک مالک میں بھی ان کی ایک تصنیف ہے جو "سماع زیاد" کے نام سے مشہور ہے۔ لوگ انہیں فقیہ اندلس کے نام سے یاد کرتے تھے۔

۲۔ عیسیٰ بن زید الاندلسی (م ۲۱۴ھ) اندلس میں ان سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں مانا جاتا تھا۔ قرطبہ کے مفتی بھی رہے۔ امام مالکؒ سے مدینہ منورہ میں امواط کا درس لیا اور مشرق سے لوٹنے تو ریاست علم کے مالک مانے گئے۔

۳۔ یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر اللخثی (المصمودی) (م ۲۳۳ھ - ۸۳۹ء) امام مالکؒ سے امواط سنی۔ اس سے پہلے اندلس میں زیاد بن عبد الرحمن القرطبی سے اس کا سماع کر چکے تھے۔ اندلس میں فقہ و مسلک مائگی انہیں کے ذریعہ پھیلایا اور پھلایا۔ وہ اگرچہ اندلس میں عہدہ قضاء پر متمکن تو نہیں ہوئے لیکن وہاں ان کے مشوروں کے بغیر کوئی قاضی مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ ان کے بے شمار شاگرد تھے۔ امواط کی مشہور و مستداول روایت انہیں کی ہے اور انہی معتبر ترین سمجھی جاتی ہے۔ وہ عاقل اہل اندلس کے لقب سے مشہور تھے۔

۷۔ عبد السلام بن سعید (بن حبیب) البتوفی المعروف ببحون (م ۲۴۰ھ۔ ۸۵۳ء) (قبروان میں پیدا ہوئے) انہوں نے تونس اور پھر مصر میں امام مالک کے تلامذہ سے تحصیل علم کیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ بھی گئے اور وہاں کے علماء سے اکتساب کیا۔ اس وقت امام مالک انتقال کر چکے تھے۔ ان کے بارے میں ابن القاسم کا کہا ہے کہ افریقیہ سے ہمارے پاس بحون جیسا کوئی عالم نہیں آیا۔ قبروان کے قاضی بھی رہے۔ المدونہ کا سہرا لکھی کے سر ہے۔ وہ اپنے زمانے کے محبوب ترین علماء میں شمار ہوتے تھے۔^۱

مشرق میں مذہب مالکی کی اشاعت :

مشرق میں اس مذہب کی اشاعت کرنے والے مشہور حضرات میں سے چند مشرق اوقی میں تھے۔ مثلاً بصرہ میں عبد اللہ بن سلمہ القسبی (م ۲۴۱ھ) تھے اور مشرق اقصیٰ مثلاً یحییٰ بن یحییٰ الصمیمی (م ۲۴۶ھ) نیشاپور میں رہے تھے۔ ان کے علاوہ مشہور حضرات یہ ہیں :

۱۔ ابومروان عبدالملک بن عبدالحزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمہ الملاحون (م ۲۴۲ھ۔ ۸۴۷ء) بحون وغیرہ علماء نے انہیں سے تحصیل فقہ کی۔ ان کے والد عبدالحزیز بن الملاحون امام مالک کے دوست تھے۔ وہ فقیہ بن خیر تھے۔ وہ امام مالک کے تلامذہ میں اپنی دانائی کے اعتبار سے مشہور تھے۔ انہوں نے امام مالک اور اپنے والد سے روایت کی ہے۔

۲۔ احمد بن محمد بن غیلان العبدی، ابن الملاحون وغیرہ سے تحصیل کی۔ مشرق اور خصوصاً عراق میں وہ مالکیہ میں بلند ترین فقیہ سمجھے جاتے تھے۔

۳۔ القاسمی ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید (م ۲۸۲ھ۔ ۸۹۶ء) بن محمد بن اسحاق کا درس لیا اور ابن المدینی سے حدیث پڑھی۔ مالکیہ عراق نے فقہ کی تعلیم انہی سے لی۔ ابن اندیم نے لکھا ہے کہ انہوں نے فقہ مالک کی نشر و اشاعت میں بڑا حصہ لیا اور لوگوں کو مسلک مالک کی طرف رغبت دلانی اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔ مثلاً احکام القرآن، احوال القیامۃ (تقریبات تین صد ورق)، المیسوطۃ الاحتیاج بالقرآن شواہد الاموال، الاموال والمغازی۔^۲

مالکی اور حنفی مذہب کی نشو و نما میں فرق :

(الف) امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد مل کر ایک مکتبہ تھے۔ لہذا ان کی شخصیتیں امام کی شخصیت میں مدغم نہیں ہوئیں۔ بلکہ وہ امام ابوحنیفہ کی زندگی میں ان سے مجادلہ، قیاسات میں ان سے تنازع و مخالفت کرتے۔ امام صاحب کی وفات کے بعد فقہ عراق کی ریاست امام ابو یوسف اور امام محمد کے سپرد ہوئی تو فقہ حنفی نے ترقی کی۔

بیکلام مالکؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی طرح اپنے شاگردوں کے لئے متافقہ کا دروازہ نہیں کھولا، قیاس کے طریقہ یا آراء مذہب پر پیش نہیں آیا۔ بلکہ مسائل کے احکام ان کے فائد کے طریق سے واضح کر کے تعلیم کرتے تھے اور ان سے ان کے فرائض جمع کرتے۔ جس کی تدوین خود امام مالکؒ نے کی ہوئی تھی بلکہ ان کے شاگردوں کی امام مالکؒ کی شخصیت کی طرح ثبت نہیں تھی۔ امام مالکؒ کی وفات کے بعد ان کے بڑے شاگردوں کی رائے قائم ہوئیں جس میں انہوں نے امام مالکؒ سے اختلاف بھی کیا۔ اس تاہم ابوزہرہ نے اس طرح کے اختلاف کی کئی مثالیں اپنی کتاب میں پیش کیں ہیں۔^۱

ابا دوسری حقیقت جس میں مالکی مذہب حنفی مذہب سے جدا ہے یا عام شکل میں عراقیین کے مذہب سے جدا ہے وہ یہ ہے کہ مالکی مذہب میں استنباط یا استخراج کا طریقہ حنفی منہاج کے خلاف ہے۔^۲

Noel J. Coulson اپنی کتاب میں حنفی و مالکی مذاہب کی دیگر مذاہب پر تنقید ایم اور ان کے مخصوص مولن سے حلقہ لکھتے ہیں :

"The two oldest schools are the Hanafis and Malikis, and both came into existence as the representatives of the legal tradition of a particular geographical Locality — The Former being the disciples of Abu Hanifa (d.767) in the Iraq center of Kufa, the later the followers of Malik b. Anas (d. 769) in the Arabian Center of Medina."³

(حنفی اور مالکی مذاہب دونوں قدیم ترین ہیں۔ یہ دونوں مدارس و جہز میں ایک خاص قالونی روایت اور خصوص بصرانی یا حالات کی مرہون منت ہیں۔ جس میں اول الذکر امام ابوحنیفہؒ (حنفی ۷۷۷ء) کے مقلدین کا عراق کے مرکزی شہر کوفہ میں مرکز تھا اور موخر الذکر امام مالکؒ بن انس (حنفی ۷۶۹ء) کا مرکز مدینہ ہے۔ ان دونوں جہزوں نے عرب میں تھا)

مالکی مذہب کے متاج کے مابین فرق و اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے Noel J. Coulson مزید لکھتے ہیں :

"Because this group believed that every rule of Law must be derived either from the Qur'an or from the Prophet's practice as recorded in reports known as Hadith they became known as the supporters of Hadith" (ahl-al-ḥadīth), as against the supporters of ray" (ahl-al-ray), Who maintained that the free use of human reason to elaborate the Law was both legitimate and necessary. The rift between the two groups hardened in the eighth century into the first fundamental conflict of principle in nascent Islamic Jurisprudence and epitomized the tension between the divine and the human element in Law."⁴

(مالکی مذہب کے ماننے والے اس امر پر یقین رکھتے تھے کہ ہمیں احکام قرآنی کے ساتھ حدیث کو بھی ایک بنیادی ماخذ کے طور پر مشعل راہ بنانا چاہئے۔ اسی وجہ سے انہیں اہل حدیث کہا گیا۔ اس کے برعکس حنفی مذہب کے اصحاب الرائے اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ قرآن واحادیث نبوی کے بعد نئے مسائل کا حل اجتہاد کے ذریعہ کرنا چاہئے۔ اجتہاد سے مقصد یہ تھا کہ ہر صاحب فہم و فکر انسان قرآن وسنت کی روشنی میں نئے مسائل کا حل دریافت کرے، اسی لئے حنفیہ کا نام اہل الرائے پڑ گیا اور انسانی ذہن و فکر کو رکھتے ہوئے اس انداز سے اسلامی قوانین کی تشریح و توضیح ان کے لئے ضروری تھی۔ لیکن ان دونوں مکاتب فکر کے درمیان اختلاف آٹھویں صدی عیسوی میں زیادہ ابھر کر سامنے آیا اور اسی وقت سے ان دونوں مکاتب ہائے فکر میں اسلامی فقہ کی تدوین و تشریح مختلف انداز سے کی جانے لگی)

(مہدی کی ریاست اقدام مالک بن انس پر ختم ہوئی تھی ان کی خدمت میں رو کر آکسب کیا۔ عراق کی ریاست فقہ امام ابوحنیفہ پر ختم ہوئی تھی وہاں ان کے شاگرد محمد بن حسن سے ان کی مکمل فقہیگی۔ اس طرح ان میں اہل اراۃ اور اہل حدیث دونوں کا نظم جمع ہو گیا۔ پھر آپ نے اس علم کی روشنی میں اپنے اصول فقہ وضع کئے۔ موافق و مخالف آپ کی اشیات علمی کے مشرف ہوئے آپ کو شہرت و قدر و منزلت حاصل ہوئی اور آپ کیا سے کیا ہو گئے)

ابن حجر نے آپ کی فقہی عظمت و شان سے متعلق مختلف اقوال پیش کئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ :

"وقال احمد بن حنبل : لولا الشافعی ما عرفنا فقه الحديث"۔

(امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ اگر امام شافعی نہ ہوتے تو ہم فقہ الحدیث نہیں سمجھ پاتے)

مگر امام شافعی اپنے منہج سے متعلق فرماتے تھے :

"اذا وجئتم فی کتابی خلاص سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقولوا بها ودعوا مقلته"۔

(اگر تم میری کتاب میں سنت رسول ﷺ کے خلاف کچھ پاؤ تو اس کی نشاندہی کرو اور میری بات کو چھوڑ دو)

اور وہ فرماتے تھے :

"كل متكلم من الكتاب والسنة فهو الحق وما سواه هذيان"۔

امام مزنی فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا :

"اذا وجئتم سنة صحيحة فاتبعوها ولا تلتفتوا الى قول احد"۔

(اگر تم میں سنت صحیحہ ملے تو اس کی اتباع کرو اور کسی اور کے قول کی طرف توجہ نہ دو)

فقہ شافعی کی اشاعت :

عصر اور شام شافعی مذہب کا مرکز تھے ان علاقوں میں جب سے شافعی مذہب کا نظہور ہوا، برابر غلبہ حاصل کرتا رہا۔ ان شہروں میں ان کے علاوہ تفسار اور خطابت کا عہدہ کسی کے سپرد نہ کیا جاتا تھا۔ پھر مذہب شافعی نے مصر سے نکل کر عراق میں عروج حاصل کیا اور بغداد میں ان کے پیروں کی اکثریت ہو گئی اور بہت سے علاقے خراسان، توران، شام اور یمن میں انہوں نے غلبہ حاصل کیا۔ مادراء، اشتر قارص، حجاز اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں جا پہنچا اور ۳۰۰ھ میں شمالی افریقہ اور اندلس میں بھی اس نے رواج حاصل کر لیا۔

عبدالحی یحییٰ (متوفی ۱۳۰۳ھ) نے لکھا :

"وشاع مذهب الشافعی فی اکثر بلاد الحجاز واليمن بعض بلاد الهند وبعض اطراف بلاد

الدکن وبعض اطراف خراسان وتوران"۔

۱۔ حوالہ سابق ص ۱۳۵ ج ۲ حوالہ سابق ص ۶۳ ج ۲ حوالہ سابق ص ۶۳

۲۔ کتاب الجواهر الفہم فی تاریخ حیات الامام محمد بن ادریس، محمد آفریدی مصنف ص ۲۳، المطبوعہ انجیلیہ مصر ۱۳۳۶ھ۔ ۱۹۱۸ء۔
۳۔ الفوائد البہیہ فی تراجم الصحابہ الامام ابو الحسنات محمد بن ابی یحییٰ (متوفی ۶۳۳ھ۔ ۱۲۴۰ء) ص ۶۔ کراچی مکتبہ خیر کثیر مستند

(اور مذہب شافعی تجاؤ اور یمن کے اکثر شہروں میں اور ہند کے بعض شہروں میں، روکن و خراسان اور توران کے بعض حصوں میں پھیلا)

ابن خلدون متوفی (۸۰۸ھ) شافعی مذہب کی اشاعت سے متعلق فرماتے ہیں :

”وإما الشافعي فمقلدوه بمصر أكثر مما سواها وقد كان انتشر مذهبه بالعراق وخراسان وما وراء النهر وقاسموا الحنفية في الفتوى والتدريس في جميع الأمصار وعظمت مجالس المساطرات بينهم وشحنت كتب الخلافات بالأنواع استدلالاً لا تهم لمدرس ذلك كله بدروس المشرق واقطارة وكان الإمام محمد بن إدريس الشافعي لما نزل على بني عبد الحكم بمصر أخذ عنه جماعة من بني عبد الحكم واتباعه وابن القاسم وابن السواز وغيرهم ثم الحارث بن مسكين وبنو الفرغی فقه اهل السنة من مصر بظهور دولة الرافضة وتداول بها فقه اهل البيت وتلاشى من سواهم الى أن دعت دولة العبيديين من الرافضة على يد صلاح الدين يوسف بن أيوب ورجع اليهم فقه الشافعي واصحابه من اهل العراق والشام فعاد الى احسن ما كان وتلفت سوقه واشتهر منهم محيي الدين النووي من الحلبه التي ريت في ظل الدولة الايوبية بالشام وعز الدين بن عبدالسلام ايضا ثم ابن الرقعة بمصر وتلقى الدين بن دقيق العيد ثم تلقى الدين السكي بعدها الى ان انتهى ذلك الى شيخ الاسلام بمصر لهذا العهد وهو سراج الدين البلقيني فبوا اليوم اكبر الشافعية بمصر كبير العلماء بل اكبر العلماء من اهل مصر“^۱

(امام شافعی کے مقلدین کی تعداد اور دوسرے مذاہب کی نسبت مصر میں زیادہ ہے۔ ان کا مذہب عراق و خراسان اور ماوراء النہر کے مذاہب میں بھی پکھیل چکا ہے اور تمام شہروں میں فتویٰ و تدریس میں اختلاف کے حلیہ بنے ہوئے ہیں۔ ان کے مابین منظروں کی تکلیفیں گرم رہتی ہیں اور کتب الخلافات بالانواع و اقسام کے استدلال سے ہماری پڑی ہیں اور مشرق کے تمام مدارس میں ان کا درس دیا جاتا ہے۔ امام شافعی جب مصر میں بنی الفہم کے پاس وارد ہوئے تو بنی الفہم کے خاندان کی ایک جماعت اور اہلباب، اہل القاسم اور اہل النوازل وغیرہ نے ان کا مذہب اختیار کیا۔ پھر حارث بن اسکین اور ان کی اولاد نے ان سے استفادہ کیا۔ پھر شیخ سلطنت کے ظہور سے اہل سنت کی فقہ ختم ہو گئی اور وہاں اہل بیت کی فقہ نے رواج حاصل کر لیا اور دوسرے مذہب کی فقہ ختم ہو گئی۔ یہ صورت سلطان صلاح الدین ابو بکر کے مصر پر قبضہ تک باقی رہی۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین کے تسلط حاصل کر لینے کے بعد فقہ شافعی اور ان کے اصحاب عراق و شام سے دوبارہ مصر چلے آئے اور وہی بازار دوبارہ گرم ہو گیا۔ دوران میں بنی الفہم و النووی نے شہرت حاصل کی جو کہ شام میں دولت امویہ کے کثر رسایہ تہذیب حاصل کر چکے تھے۔ نیز عز الدین بن عبد السلام، ابن ابراہیم، ابی الدین، ابن دقیق العید، یحیران کے بعد تلقی الدین یحییٰ نے شہرت حاصل کی۔ یہاں تک کہ مصر کے شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی نے فقہ شافعی کا علم اپنے ہاتھ میں لے لیا جو کہ آج کل شافعیہ کے بہت بڑے فقیہ بلکلاس ذوا کے سب سے بڑے عالم ہیں)

۱۔ مقلدوہ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد بن خلدون (۷۳۲ھ - ۸۰۶ھ) ص ۳۳۸ - ۳۳۹۔ بغداد، مکتبہ المصلحیہ سنہ

مصر میں شافعی مذہب کی اشاعت :

مصر تو اس کا پہلا وطن سمجھا جاتا ہے۔ وہاں حنفی اور مالکی مذہب پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد اسی کی سیادت رہی اور دولت فاطمی کے آنے تک اسے غلبہ حاصل رہا۔ اس کے بعد مصر میں شیعہ امامیہ کی فتنہ پھیلنے لگی اور اس کے مطابق فیصلے ہونے لگے۔ حتیٰ کہ سلطان صلاح الدین ایوبی (۵۴۶ھ - ۱۱۶۹ء) نے مصر پر قبضہ کیا اور اس نے مذہب معروف کو دوبارہ بحال کیا، مذہب شافعی پر عمل درآمد ختم ہو گیا۔ ایوبی خاندان نے ہمیشہ مذہب کو عزت کی نظر سے دیکھا۔ چنانچہ سب شافعی المسلک تھے بجز یحییٰ بن العادل ابو بکر کے جو شام کا حاکم تھا اس نے حنفی مذہب اختیار کر لیا تھا اور یحییٰ کے اس خاندان کا کوئی فرد حنفی نہ تھا پھر ان کی اولاد بھی حنفی مذہب کی پابند رہی۔ چنانچہ حنفیہ اپنے فقہاء میں شمار کرتے ہیں۔ پھر جب سلطنت ایوبی کے بعد دولت ممائیک کا دور آیا تو شافعی مذہب کی وقعت اور عزت میں کمی نہیں آئی کیونکہ ان کے سلاطین بجز سیف الدین بصری کے سب شافعی المسلک تھے صرف سیف الدین حنفی مذہب کا پابند تھا بلکہ امام ہلال الدین سیوطی نے تو کتاب "حسن المحاضرہ" میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس خاندان کے تمام افراد شافعی تھے۔

چنانچہ اس سلطنت میں بھی شافعی مذہب کے مطابق فیصلے ہوتے رہے اور عہدہ قضا شافعی علماء کے ہاتھ میں رہا لیکن ۶۶۳ھ - ۱۲۶۵ھ - ۱۲۶۶ھ میں ملک فقاہر بصری نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر مذہب کا الگ قاضی ہونا چاہیے پھر اس مذہب کے مطابق فیصلہ کرے۔ لہذا اس وقت سے لے کر قہرہ اور فرسطاط میں ہر مذہب کا الگ قاضی ہوتا تھا اور اس نے نواب مقرر کئے اور شیوخ کا اجلاس، ضمایا مگر شافعی کا مرتبہ دوسرے مذاہب اربعہ پر بلند رکھا کیونکہ یہاں انہی کو کوثر نواب کے اختیارات حاصل تھے۔ اموال تباہی اور اوقاف کے جھگڑے بھی اسی کے سپرد تھے اس لئے اس مذہب کو سلطنت میں اونچا مقام حاصل تھا۔ پھر اس کے بعد مالکی اور پھر حنبلی کا دور یہ تھا مگر صبح الاعمش میں مذکور ہے کہ ابن بطوطہ الملک انصر کے دور میں ترتیب بیان کرتے ہوئے حنفی کو مالکی پر مقدم رکھتے ہیں۔ پھر جب عہدہ قضا زہان الدین بن مبدلحی لکھی کے ہاتھ آیا تو وزراء نے ملک انصر کو اشارہ کیا کہ مالکی اس سے اوپر بیٹھا کرے۔ جیسا کہ پہلے سے رواج چلا آتا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کے مطابق عمل کیا۔

پھر چر کسی ممائیک کے دور میں بھی یہی حالت قائم رہی۔ حتیٰ کہ مصر میں عثمانی سلطنت قائم ہو گئی انہوں نے مذاہب اربعہ کے عہدہ قضا، کو مذہب کے اختصا صیات کو ختم کر کے عہدہ حنفی مذہب کے سپرد کر دیا اور آج تک اسی پر عمل ہوتا رہا ہے۔ ہاں احوال فقہیہ، وقت، تواریت اور وصیت کے مسائل میں اس نے دوسرے مذاہب سے بھی استفادہ کیا ہے اور یہی وہ مسائل ہیں جن کے فیصلے شریعت اسلامیہ کے مطابق ہوتے ہیں۔
صحیحی مخصانی کہتے ہیں :

"وان مصر ولازیب ہی عمادة المذهب الشافعی، فقیہا بشر الامام ال شافعی مذهبہ
الجدید۔ وفيہا کان کثیر من اصحابہ وتلامیذہ وناشری مذهبہ، وفيہا لا یزال لہ اتباع

کبیروں، و خاصۃ فی الریف، و کان هذا المذهب مذهب الدولة امام الایوبیین، و کان منصب شیخ الازھر الشریف محصوراً فی علمائہ مدۃ من الزمن^۱۔

امام شافعی مذہب کا مرکز تھا کیونکہ امام شافعی نے ہمیں اپنے مذہب کو روایا اور آپ کے اکثر شاگرد اور شریعت مذہب کی جتنی کڑے ہیں اور آپ کے پیروکاروں میں کثرت سے موجود ہیں، بالخصوص ریف کے علاقے میں۔ حکومت یو بیہ کے عہد میں حکومت کا یہی مذہب تھا اور مدت دراز تک چاندہ الازہر کے شیخ کا منصب شافعی علماء کے لئے مخصوص رہا۔

امام میں مذہب شافعی کی اشاعت :

تیسری صدی ہجری کے اختتام، دسویں صدی کے آغاز تک انہوں نے شام میں اور امیوں کے مقابلے میں کافی پہنچ حاصل کی۔ چنانچہ ابو زرہ (۲۰۳ھ - ۹۱۵ھ) سے شروع ہو کر بے شق میں قاضی کا عہدہ ہمیشہ انہی کے پاس رہا۔ حتیٰ کے زمانے میں شام، کرمان، بخارا اور خراسان کے بڑے حصے میں قاضی کا عہدہ و شوافع ہی کے پاس تھا۔ انبارجہ (۱۰۰۰ھ) اور دیلم میں انہیں بڑی دست قوت حاصل ہو چکی تھی۔

ایراق میں مذہب شافعی کی اشاعت :

امام شافعی پہلی مرتبہ جب بغداد آئے تو وہاں بھی فتنے تو واقف ہی تھے وہاں مشہور حنفی عالم محمد بن حسن الشیبانی کے بڑے فقہاء عراق کے نظریات کا تقابلی علم بھی حاصل کر لیا۔ کچھ عرصہ بغداد میں قیام کے بعد وہ حجاز چلے گئے اور ابن الرشید کی وفات کے بعد ۱۹۵ھ میں دوبارہ عراق آئے تو علماء عراق ان سے مستفید ہوئے ان علماء کے سامنے وہ اپنی اپنے نظریات کی وساحت کی اور انہیں فقہ شافعی کے اصول وضو اہل تحریر کر گئے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ حجاز چلے گئے اور پھر ۱۹۸ھ میں تیسری بار عراق آئے اور اسی سال مصر چلے گئے۔

یہ وہ پس منظر تھا جس میں امام شافعی نے وہاں اپنے مذہب کی اشاعت کی۔ عراق میں ان کے شاگردوں کی ایک فی جماعت ہو جو تھی جو اس مذہب کی ترویج و اشاعت کے کام میں مصروف رہتی جس کی وجہ سے عراق میں بھی مذہب شافعی کو قدر و منزلت حاصل ہو گئی مگر وہ کسی صورت حنفی مذہب پر غلبہ حاصل نہ کر سکی۔ اس بات کی تصدیق "کتاب حطط لیسریہ" میں مذکور ہے چوتھی صدی ہجری کے اس واقعہ سے بھی ہو سکتی ہے جس میں تحریر ہے کہ خلیفہ قادر بغداد ابو العباس محمد بن تھالفت میں شافعی مذہب کے ایک بہت بڑے پیروکار ابو حامد الاسفہر ایسی کو خلیفہ کے دربار میں اقرب حاصل ہوئے اسفہر ایسی کی سفارش اور اسرار پر خلیفہ نے ابو محمد بن الازکافی انھیں کی جگہ ابو العباس احمد بن محمد البازوی شافعی کو اور کو حنفی مقرر کر دیا۔ حنفیوں کو خلیفہ کے اس اقدام سے تشویش پیدا ہوئی اور انہوں نے اس تقریر کی مذکور مخالفت شروع کر دی۔ دریں اثنا خلیفہ کو بھی بعض شواہد کی بنا پر یقین ہو گیا کہ اسفہر ایسی ان کے ساتھ تعلق نہیں ہیں۔ چنانچہ خلیفہ نے اسفہر ایسی کو جلا وطن اور پارسی کو عہدہ قضا سے علیحدہ کر دیا۔ اس طرح قضا دوبارہ حنفیوں کے ہاتھ میں آئی اور ان کی گمشدہ عزت و شوکت بحال ہو گئی۔ یہ واقعات ۳۹۳ھ میں پیش آئے۔

۱۔ فلسفۃ الشریع فی الاسلام، صبحی محمد صالحی ص ۴۸، بیروت، انتشارات ۱۳۶۵ھ - ۱۹۴۶ھ

مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر عراق میں تو شافعی مذہب کی ترقی رک گئی لیکن سلطان محمود بن سبکتگین اور نظام الملک کی وجہ سے بلاد مشرق میں صلاح الدین ایوبی اور اس کے جانشینوں کی مدد سے مصر میں اس مذہب کی کافی اشاعت ہو گئی۔
 دائرہ معارف اسلامیہ میں مذکور ہے :

”نام شافعی کی سرگرمیوں کے دو بڑے مراکز بغداد اور قاہرہ تھے۔ تیسری اور چوتھی صدی (تقریباً ۱۰۰۰ و ۱۱۰۰ء) میں یہی دو ہی تھے۔ بغداد میں ان دو شیعہوں میں شافعی مذہب کے مقلدین کا اضافہ ہونے لگا۔ حالانکہ ابتدا میں ہی سے بغداد میں نواسی وقت اہل ائمہ کے مراکز تھا ان میں بڑی مشکلات درپوش رہیں۔“

فارس، خراسان، جہستان اور ماوراء النہر میں شافعی مذہب کی اشاعت :

اس بارے میں استاد ابو زہرہ کی تحقیق کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

شافعی مذہب فارس میں بھی پہنچا۔ بقول سبکی کے ایک زمانہ تو وہ تھا کہ وہاں سوائے مذہب شافعی اور مذہب مالکی کچھ اور بھی نہ تھا۔ کسی مذہب کے قدم ہی نہیں جم پائے۔ پھر شافعی مذہب وہاں کا عوامی مذہب بن گیا۔ اسی طرح بلاد خراسان، جہان اور ماوراء النہر وغیرہ میں بھی شافعی مذہب ایک مخصوص منزلت رکھتا تھا۔ یہاں حنفیوں اور شیعوں سے اس مذہب کے متبعین کی جنگیں بھی ہوتیں۔

مذہب شافعی کے شیعوں ان بلاد و اعمار میں سبب اس کے علماء کی تشاکل نظر تھی۔ محمد بن اسماعیل القضاہی الکبیر الشافعی (متوفی ۳۶۵ھ) دو بزرگ ہیں جنہوں نے ابن سبکی کے بیان کے مطابق رے اور ماوراء النہر میں پاؤں جمانے کے مواقع فراہم کئے۔ اسی طرح عبداللہ بن محمد بن یحییٰ البروزی کے باعث جیسا کہ سقادی کا قول ہے، مرو میں اور سمرقانی کے باعث اسفراہن میں یہ مذہب پھیلا۔ مذہب شافعی جس طرح عوام کے لئے جذب و کشش رکھتا تھا اسی طرح فاضل بھی اس کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

ابن اثیر نے اپنی تاریخ ”الکامل“ میں ۱۹۵ھ کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ غزنہ کا قریباں واقعات الدین جو مذہب گرامیہ کا بیگ تھا، شافعی ہو گیا تھا۔ اس مذہب کو دوسرے مذاہب شیعہ، حنفی و غیرہ سے مصروف و پکار بھی ہوتا تھا۔ یہ رزم و پیکار خونریزی تک بھی کبھی پہنچ ہوئی۔ مقدسی نے حسن التماس میں بتایا ہے کہ متعدد محاکمات میں یہ اکثریت کا مذہب تھا۔ مثلاً طوس، ہرات، جہستان اور سرخس وغیرہ۔ لیکن جہستان اور سرخس وغیرہ میں فتنے بھی اُبھرے اور قصب کے باعث خونریزیوں کا بھی سلسلہ شروع ہو گیا۔ اسی طرح دہلیم میں فتنوں کی وہ کثرت رہی کہ خدا کی پناہ ہے۔

مغرب اقصیٰ اور اندلس میں شافعی مذہب کی اشاعت :

مذہب شافعی مشرق کے دور دراز گوشوں میں پہنچ گیا۔ عراق، شام، یمن اور حجاز میں پہلے پھیل چکا تھا، مگر مغرب اقصیٰ اور اندلس (اسپین) میں شافعی مذہب کے قدم نہ جم سکے، بجز اس کے کہ یوسف بن یعقوب بن عبدالمومن

۱۔ تاریخ القضاء فی الاسلام، محمود بن محمد غزنوی نے بتدریج محمد بن یحییٰ مالک اور دارقرون اردو سند

۲۔ دائرہ معارف اسلامیہ ۵۸۱/۱ ج ۱ الشافعی ماہر زہرہ ص ۱۷۷ مطبوعہ دار الفکر مصری سند

دارالحدیث مغرب و اندلس کی وساطت سے کسی حد تک اشاعت پذیر ہوا۔ کیونکہ اس نے ظاہری مذہب اختیار کرنے کے بعد اپنی زندگی کے آخری ایام میں شافعی مسلک اختیار کر لیا تھا اور اپنے ممالک محروسہ کے بعض شہروں پر شافعی مذہب کے قاضی مقرر کیے تھے جیسے ماکان اشیر نے "اکمل" میں بیان کیا ہے۔

دارالحدیث مغرب و اندلس میں مالکی مذہب کے غلبہ کی وجہ سے شافعی مسلک کو اثر و رسوخ حاصل نہ ہو سکا۔ چنانچہ مقدسی صاحب نے لکھ دیا کہ جس کے زمانہ میں دارالحدیث مغرب کے تمام شہروں میں حدوہ مصر تک امام شافعی سے کوئی شخص واقف نہ ہو ایک روز کسی نے ان کے سامنے امام شافعی کا قول ذکر کیا تو وہ کہنے لگے کہ شافعی کون شخص ہیں؟ مشرق کے امام ابوحنیفہ اور اہل مغرب کے امام مالک!

علامہ مقدسی یہ بھی لکھتے ہیں: "میں نے اصحاب مالک کو دیکھا کہ وہ شافعی سے بغض رکھتے اور کہتے ہیں کہ امام مالک نے ہمارے گروہ کو گمراہیوں میں اپنے استاد کی مخالفت کی۔" اہل قیروان کے متعلق لکھتے ہیں: "وہاں کے تمام باشندے شافعی مذہب رکھتے ہیں اور ان میں باہم میل میل ہے کوئی کسی کو نہ انہیں سمجھتا۔ تعصب اور شور و غیب کا نام تک لگایا ہے۔"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل غراسان نے شافعی مسلک آسانی اور تیزی سے اس لئے اختیار کر لیا کہ وہاں بہت سے علماء تھے اور حکام بھی اس مذہب کے پیرو تھے۔ لیکن مصر کے شافعی علماء اس نشاۃ فکر و ذہن سے محروم تھے۔ نیز یہ ہوا کہ مغرب اور اندلس کے فرمانروا مالکی مذہب اختیار کئے ہوئے تھے اور کسی دوسرے مذہب کو اس کا بدلہ نہیں دے سکتے تھے۔

دارالحدیث مغرب و اندلس جو شیعہ، حنفیہ اور شافعیہ کے مابین پایا جاتا تھا، وہ اس مذہب کے شیوخ و توسیع پر اثر انداز ہوا۔ مصر میں چونکہ تعصب نہ تھا، نہ شافعیہ اور حنفیہ کے مابین کسی قسم کی چوٹیں پائی جاتی تھیں اور نہ ان کے اور مالکی مذہب کے مابین کوئی کشمکش تھی۔ اس لئے وہاں مذہبی پروپیگنڈے سے جوش اور ولولہ پیدا نہیں ہو سکا۔ بلکہ ہر ایک اپنے امام کی تقلید کرتا تھا اور کسی قسم کی عصبیت کا مظاہرہ نہیں کرتا تھا۔ گوشوائی اور دیگر مذہب کے مابین کبھی کبھی ناخوشیوں کی مختلف قسم ہوتی تھیں مگر وہ علمی حلقوں کے اندر ہی رہتی تھیں اور عوام میں کسی قسم کی تفرقہ انگیزی کا باعث نہیں بنتی تھیں۔

مذہب المکرّمہ اور مذہب الممنونہ میں شافعی مذہب کی اشاعت :

چوتھی صدی ہجری میں مصر کے بعد مذہب المکرّمہ اور مذہب الممنونہ کے بڑے مرکز تھے۔ اہل عثمان کے زمانہ سے پہلے کی آخری صدیوں میں اسلام کے مرکزی ممالک میں انہیں کامل غلبہ حاصل تھا۔ ابن جبر کے وقت میں بھی مذہب المکرّمہ میں شافعی امام تلامذوں میں امامت کراتا تھا۔

قططہ نظیہ اور وسطی ایشیاء وغیرہ میں اشاعت :

عجمانی (ترک) مسلمانین کے عہد میں دسویں صدی ہجری / سولہویں صدی عیسوی میں قططہ نظیہ سے شوافع کی جگہ کافی قاضی مقرر ہو کر آئے تھے اور وہی امامت کراتے تھے۔ اور ہر وسطی ایشیاء میں مصلوئیوں کے عروج (۱۵۰۱ء) کے ساتھ فدا شیعہ نے شوافع کی جگہ لے لی۔ تاہم مصر و شام اور حجاز میں عوام شافعی مذہب ہی کے پابند رہے۔ جامع الازہر میں اس وقت بھی شافعی فقہ کا ذوق و شوق سے مطالعہ ہوتا ہے۔ جنوبی عرب، بحرین، بلوچستان، اندونیشیا، مصر اور مشرقی افریقہ و افغانستان اور وسط ایشیاء کے بعض حصوں میں اس وقت بھی شافعی مذہب ہی کو اقتدار حاصل ہے۔

امام شافعی کے بعض مشہور تلامذہ جنہوں نے مذہب شافعی کی اشاعت میں حصہ لیا امام رازی شافعی (متوفی ۱۰۹۰ء) نے کتاب "مناقب الشافعی" میں ایک فصل "لھی شوح دلائلہ الشافعی" کے تحت ان کا ذکر کیا ہے۔ امام ابن کثیر عسقلانی نے توالی الناسیس میں حجاز، عمان، عراقین اور مصرین میں سے شافعی مذہب کی فتوہ حدیث نقل کرنے کے دلائل کہا کہ اصحاب شافعی کا کچھ ضروری تفصیل کے ساتھ تعارف پیش کیا ہے۔

ابن حجر کی اس فہرست کو ایضاً ہر نوے کچھ حذف و اضافہ کے ساتھ جس ترتیب پر مرتب کیا اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے

امام شافعی کے مکی تلامذہ :

مکہ معظمہ میں امام شافعی سے مستفیض ہونے والے تلامذہ یہ ہیں :

- ۱۔ ابو یحییٰ الحسیدی بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے۔ حافظہ حدیث تھے۔ بائت تھے۔ ۲۱۹ھ میں مکہ میں ہی انتقال ہوا۔ امام شافعی کے ساتھ یہ بھی مصر آئے تھے اور یہیں ٹوک گئے تھے۔ پھر جب امام شافعی کا انتقال ہو گیا تو یہ مکہ لوٹ گئے اور باقی زندگی وہیں گزاری۔
- ۲۔ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن العباس بن عثمان بن شافعی الکسبی ان کا شمار بھی حفاظ حدیث میں ہوتا ہے اور ثقہ مانے جاتے تھے۔ لیکن فقہ میں ان سے کوئی چیز منقول نہیں ہے۔ مکہ ہی میں انہوں نے نشوونما کے دوران طے کئے اور یہیں ۲۳۷ھ میں وفات پائی۔
- ۳۔ ابو یحییٰ محمد بن احمد بن ان کے بارے میں ابن عبد البر کہتے ہیں کہ یہ اصحاب شافعی میں سے تھے لیکن کس سال وفات ہوئی یہ نہیں معلوم۔ مکہ میں جن لوگوں نے امام شافعی سے علم اخذ کیا یہ انہی میں سے ہیں۔
- ۴۔ ابو الولید موسیٰ بن ابی الحجاز اصحاب شافعی میں سے تھے۔ استاد کی کئی کتابیں لکھیں۔ بغداد میں ان سے حاصل کیا۔ ان کے بعد اور جاتے سے پہلے برابر ان کے دامنِ علم سے وابستہ رہے۔

۱۔ حوالہ سابق ۵۸۲/۱

۲۔ مناقب الامام الشافعی، ابو مہد اللہ بن محمد بن عمر رازی، متوفی ۹۰۹ھ، ص ۱۳، مصر مکتبۃ اعلیٰ، سنہ ۱۳۸۱ھ

۳۔ توالی الناسیس، ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۶ھ، ص ۳۳، مصر مطبعہ المبر، ۱۳۰۰ھ

۴۔ حوالہ سابق ص ۳، الشافعی، ایچ ہرودس، ۱۱۳۷ء، دار الفکر، بیروت

”روی عن الشافعی من الکتاب ما لم یروہ الربیع، منها کتاب الشروط لثلاثہ اجزاء، ومنها کتاب السنن، عشرة اجزاء، ومنها کتاب الوان الابل والغنم وصفاتها و اسانہا، ومنها کتاب النکاح، و کتب کثیرہ الفرد یرواہا عن الربیع۔“

(انہوں نے امام شافعی سے وہ کتابیں روایت کی ہیں جن کی روایت رقیہ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ مثلاً کتاب اشراط جو تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ نیز کتاب السنن جس کے دس اجزاء ہیں۔ علاوہ ازیں ”کتاب الوان الابل والغنم وصفاتها و اسانہا“ اور ”کتاب النکاح“ مذکورہ کتابوں کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں جن کی روایت میں یہ نسخے سے مندرج ہیں) حرملہ بن یحییٰ بن حرملہ کا ۲۶۶ھ میں مصر میں انتقال ہوا۔

۲۔ ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ البویطی : ان کے مقام و منزلت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ امام شافعی نے اپنے حلقہ میں انہیں اپنا جانشین بنا رکھا تھا اور انہیں محمد بن عبد اللہ بن اہلم پر، ابن عمر سے غیر معمولی محبت پاد جو درجہ دیتے تھے۔ بویطی بہت بڑے عالم، مفتی، زاهد اور متقی شخص تھے۔ خلق قرآن کے مسئلہ میں انہوں نے معتزلہ کی تائید نہیں کی۔ چنانچہ قید کر لئے گئے اور اسی حالت امیری میں انہوں نے ۲۳۱ھ وفات پائی۔

۳۔ ابو ابوالہجیم اسماعیل بن یحییٰ المزنی : یہ بھی بہت بڑے عالم اور مفتی تھے۔ حسن بیان ان کی خصوصیت تھی۔ میدانِ جدل میں حریف کو کامیاب نہ ہونے دیتے۔ مذہب شافعی سے متعلق یہ کتب کثیرہ کے مصنف ہیں، جن میں ”المختصر الکبیر“ اور ”المختصر الصغیر“ جسے ”المختصر الکبیر المسموط“ بھی کہتے ہیں، بہت مشہور ہیں۔ حجت اور نمونہ ظہر کے فن میں اپنی مثال آپ ہیں، عابد، عالم اور متبع تھے۔ کتب غنی میں یہ طوٹی رکھتے تھے۔ ان کی ”المختصر“ کی شرح کئی لوگوں نے لکھی ہے۔ جن میں ابوالاسحاق لمزدانی اور ابوالعباس بن شریح خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۴۔ محمد بن عبد اللہ بن اہلم : ابن حجر نے ”توالی التامیس“ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”وقال ابو عمرو الصدفی کان اهل مصر لا یعدلون بہ احد۔“ (ابو عمرو صدقی نے کہا کہ اہل مصر ان کے مقابلہ میں سب کو کمتر سمجھتے تھے) ابن حجر نے امام مزنی اور ابوالاسحاق اشیرازی کے اقوال بھی نقل کئے کہ امام مزنی نے فرمایا: ”نظرو الشافعی الیہ فاتبعہ بصرہ وقال وددت لو ان لی ولدا امثلہ۔“ (امام شافعی نے جب انہیں دیکھا تو پہلی مرتبہ اسے متاثر ہوئے کہ فرمایا: ”مجھے حسرت ہے کہ کاش ایسا ہی لڑکا میرا ہوتا۔“)

۱۔ حوالہ سابق ص ۱۳۹

ج۔ توالی التامیس، ابن حجر مقدازی متوفی ۸۵۲ھ ص ۳۹، مناقب الامام الشافعی، الرازی ص ۱۳

ح۔ توالی التامیس ص ۳۰، مناقب الامام الشافعی، الرازی ص ۱۳، مناقب الشافعی، ابن حجر العسقلانی متوفی ۶۰۶ھ، الشافعی، ابوہریرہ ص ۱۳۹، ۱۵۰، خلاص

ج۔ توالی التامیس ص ۳۰، مناقب الامام الشافعی، الرازی ص ۱۳، مناقب الشافعی، ابن حجر العسقلانی متوفی ۶۰۶ھ، الشافعی، ابوہریرہ ص ۱۵۰، خلاص

۱۔ حوالہ سابق ص ۳۱-۳۲

ہم کو شہر لڑی نے فرمایا: "انتهت اليه رياسة العلم بمصر"۔ (مصر کی ریاست علم ان پر ختم ہو گئی) محمد بن
ابن عربی نے ۳۶۸ھ میں وفات پائی۔^۵

ربیع بن سلیمان بن عبد العبار بن کامل ابو محمد الموادی: عرصہ دراز تک امام شافعی کی صحبت
میں رہے اور اس مذہب کی اشاعت کی۔ وہ امام شافعی کی کتب جدیدہ کے راویوں میں سے ہیں۔ انہوں نے
۵۸۷ھ میں وفات پائی۔^۶

ابن ابی اسحاق بن محمد بن شاذان ہرکات مذہب (تاریخی تناظر میں):

بعد ۱۱۰۰ھ ہرکات کے سب سے پہلے شیخ الازہر شیخ محمد الخرش (متوفی ۱۱۰۱ھ) تھے جو مذہب مالکی تھے۔ ان کے بعد شیخ
ابن محمد البیرونی (متوفی ۱۱۰۶ھ) شیخ الازہر ہوئے جو مذہب شافعی تھے۔ اس کے بعد یہ عہدہ ۱۱۳۷ھ تک مالکیوں
کے لئے مخصوص رہا پھر شافعیوں کو منتقل ہو گیا۔^۷

مصر میں ۱۱۳۷ھ سے ۱۲۸۷ھ تک شیخ الازہر کا عہدہ شافعیوں کے لئے مخصوص رہا اس عہدہ کا حامل مصر کے علماء کا
ہوا جو کھانا تھا۔ پھر ۱۲۸۳ھ میں یہ عہدہ حنفی عالم شیخ محمد البیدی العباسی کو حاصل ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ مفتی اعظم کا
ابوبکر بن کولہ۔ پھر ان کے بعد شیخ الازہر کا منصب کسی خاص مذہب کے لئے مخصوص نہیں رہا لیکن ابھی تک اس
عہدہ پر کوئی حنفی عالم فائز نہیں ہوا کیونکہ مصر میں حتیٰ الیکہ تعداد بہت کم ہے۔^۸

مذہب شافعی کے ماننے والوں کی موجودہ زمانے میں تعداد:

اس سلسلے میں بالکل درست اعداد و شمار تو کہیں دستیاب نہیں ہے ہاں البتہ اس سلسلے میں کچھ اندازے دیے گئے
ہے:

"ويغلب مذهب الشافعي اليوم ايضاً على اهل فلسطين، وكذلك له كثير من الاتباع في
سوريا ولبنان، وخاصة في مدينة بيروت، وفي العراق، والحجاز والهند الصينية وجاوا،
وبين اهالي فارس واليمن المسنين"۔^۹

۱۔ حجاز سابقہ ص ۳۴

۲۔ الشافعي، ابو زہر ص ۱۵۰

۳۔ حنفی التأسيس ص ۳۶-۳۳، الشافعی، ابو زہر ص ۱۵۱-۱۵۲

۴۔ المذهب الفقہیہ الاربعہ، الامام تہجدی، دار الفکر، بیروت، ص ۱۰۸، ابو حنیفہ کا مکتبہ، دار الفکر، بیروت، ص ۱۰۸، ابو حنیفہ کے ساتھ کراچی
مکتبہ کتب خانہ، سندھ

۵۔ حجاز سابقہ ص ۳۶ (مستحق)

۶۔ فلسفہ التشريع في الاسلام، مصحح محمد صالح ص ۲۸، بیروت مکتبہ المکتبہ، ۱۳۶۵ھ-۱۴۳۶ھ

(فلسطین) اور اردن) کے لوگوں میں بھی آج کل مذہب شافعی زیادہ عروج پر ہے۔ اس مذہب کے مقلدین سوڈان اور لبنان میں بھی بکثرت ہیں خصوصاً بیت کے شہر میں اور عراق، الجزائر، پاکستان، ہندوستان، جاوا، ایران اور یمن میں بھی ہیں۔

آج کل یعنی چند ہویں صدی ہجری کے آغاز میں شافعی مذہب کے پیروا اکثر اندونیشیا، ملائیشیا، فلپائن، تائی لینڈ، سری لنکا، مصر، سوڈان، اردن، لیبیا، فلسطین اور لبنان میں آباد ہیں۔ جزوی طور پر یہ شافعی افریقہ کے دیگر ممالک، برصغیر ہند کے ساحلی علاقوں، سعودی عرب، عراق، شام اور یمن میں بھی آباد ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں شافعی کی دنیا میں تعداد کا اندازہ دس کروڑ لگایا گیا تھا۔



امام احمد بن حنبل

حنبل مذہب اور اس کا نشا و ارتقاء

امام احمد بن حنبلؒ :

امام احمد بن حنبل بن ہلال الذہبی البشیری المروزی بغدادی ۱۶۳ھ ۸۰ء کو بغداد میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ کو بغداد ہی میں وفات پائی۔ دو سلاطین عرب اور بیحد کی ایک شاخ بنو ہشبان میں سے تھے جنہوں نے عراق و ایران کی فتح میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ بغداد میں قاضی ابویوسف (۱۸۲ھ - ۲۴۱ھ) کے درس میں بھی شریک ہوئے اور پھر انہی کے شاگرد چشم بن بشر کے درس میں ۱۷۹ھ تا ۱۸۳ھ باقاعدگی سے شریک رہے، امام شافعی سے بھی استفادہ کیا۔ امام شافعی "اعلم اهل الارض فی زمانہ" ہونے کے باوجود حدیث کی مشکلات میں آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور ان کی علمی عظمت کے اعتراف میں انہیں "انتم اعلمم بالحدیث والرجال" کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں امام شافعی بغداد سے چلے جانے کے بعد فرمایا کرتے تھے :

"خرجت من بغداد وما خلفت ليها اتقى ولا الفقه من ابن حنبل"۔

(میں نے اپنے پیچھے امام احمد بن حنبل سے زیادہ فاضل عالم فقیہ کسی کو نہیں چھوڑا)

آپ نے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ اور یمن وغیرہ کے علمی اسفار کئے۔ غلطی قرآن کا عقیدہ قبول نہ کرنے کی بنا پر لڑے کھائے اور جسمانی اذیتیں برداشت کیں۔ ۲۱۸ھ سے ۲۴۳ھ تک مسلسل پندرہ برس قید خانے میں رہے، متوکل کے عہد میں رہائی ملی۔ عمران احسن خان نیازی نے امام احمد بن حنبل کے مذہب کی تدوین سے متعلق لکھا :

Imam Ahmad Ibn-e-Hanbal, the founder of this, school, was involved more in the work on traditions, his views on the law as well as on legal theory were collected later by his pupils and transformed into a theory. ①

(حنبل مذہب کے بانی امام احمد بن حنبل زیادہ تر احادیث رسول ﷺ میں مشغول رہے ان کی آراء و مذہب کو ان کے بعد ان کے شاگردوں نے تدوین کیا اور اسی کی روشنی میں اصول وضع کئے)

۱۔ دائرہ معارف الاسلام ص ۶۱-۶۲، امام احمد بن حنبل الفاظ کے مذهب و اشاعت کے ساتھ تھکے۔

۲۔ میراث احمد بن حنبل، سید احمد غفری ص ۵۲۵، کہ اپنی شیخ نظام علی ابنہ سنو سنو

ج انکلیف ابن الغرق، مجلہ مزہب ص ۲۶۵، مؤلفین دار فہمہ ۱۳۵-۱۹۸۵ء

ج محمد سابق ص ۲۶۵، نکالہ و قیام الاطلاق ۴/۳۹

۳۔ محمد سابق ص ۲۶۵

شیخ عبداللہ بن محمد کلینی نے حنبلی مذہب کی تدوین کے قدوخال کو اس طرح بیان کیا :

"قد ذکر الاصحاب ان الامام احمد لم یؤلف کتابا ، واما اعدوا مذہبہ من القوال والعالہ واجوبہ ، وغیر ذلک مما لا ینفخی ، فان الاصحاب کانوا اذا وجدوا عن الامام فی مسالئہ قولین یعدلون اولاً الی الجمع بینہما بطریقہ من طرق الاصول ، اما بحمل عام علی خاص او مطلق علی مقید ، فاذا امکن ذلک کان القولان مذہبہ ، وان قدر الجمع بینہما وعلم التاريخ ، فاختلف الاصحاب فقال قوم : الثانی مذہبہ ، وقال اخرون : الثانی والاول ، وقالت طائفة : الاول ، ولو جمع عنہ ، وصحح القول الاول الشیخ علاء الدین المرادوی فی کتابہ "تصحیح الفروع" فان جہل التاريخ لمذہبہ القرب الاقوال من الادلۃ ، او قواعد مذہبہ"۔

(اصحاب امام احمد نے بیان کیا کہ انہوں نے (امام احمد) نے کوئی کتاب تالیف نہیں کی تھی اور ان کا مذہب ان کے اقوال افعال اور جوایات سے ماخوذ ہے اور یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ان کے اصحاب کسی مسئلہ میں ان کے دوقول پاتے تھے تو ان کے درمیان اصولی طریقہ پر تحقیق کی کوشش کرتے۔ کبھی عام کو خاص اور کبھی مطلق کو متعید پر محمول کرتے اور وہ تحقیق دینے میں کامیاب ہو جاتے تو دونوں اقوال کو ان کا مذہب قرار دیتے۔ اور اگر ان دونوں اقوال میں تحقیق ممکن نہ ہوتی اور ان کی تاریخ کا بھی علم ہوتا تو اس صورت میں ان کے اصحاب میں اختلاف ہوا۔ کچھ نے کہا کہ دوسرا قول ان کا مذہب اور کچھ نے پہلے اور دوسرے دونوں اقوال کو ان کا مذہب بتایا اور کچھ نے کہا کہ صرف پہلا قول ہی ان کا مذہب ہے چاہے اس سے رجوع ہی کر لیا ہو۔ شیخ علاؤ الدین المرادوی نے اپنی کتاب تصحیح الفروع میں پہلے قول کے صحیح مذہب ہونے کا قول کیا ہے اور اگر دونوں اقوال کی تاریخ کا علم نہ ہو کہ تو ان میں سے اولہ اور ان کے مذہب کے قواعد سے قریب ترین قول کو ان کا مذہب قرار دیا)

ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ) کے مطابق امام احمد بن حنبل کے مذہب کی بنیاد پانچ اصولوں پر ہے :

- ۱۔ آیات قرآنی و احادیث نبوی ﷺ۔
- ۲۔ صحابہ کے فتاویٰ بشرطیکہ ان کے خلاف دوسرے اقوال نہ ہوں۔
- ۳۔ بعض کا قول بشرطیکہ قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔
- ۴۔ مرسل اور ضعیف احادیث۔
- ۵۔ ضرورت کے وقت قیاس۔

۱۔ کتاب المسند الشیخ المقدم فی مذہب احمد ، عبداللہ بن محمد کلینی راجع و محقق محمد زہری الجارم ۸۔ ۹ ، العالمیہ مع اجازۃ القضاۃ والعلما ۱۳۶۱ھ / ۱۹۸۱ء۔

۲۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین ، ابن قیم جوزی متوفی ۷۵۱ھ ص ۲۹۰ ، بیروت دار الفکر طبع اول ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۵ء۔

کائناتی منہ ب کو ایک مستقل مذہب کی حیثیت سے تسلیم نہ کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"وقد اشتهر ابن حنبل بالاعتقاد عن الراي وبتمسكه بتصوص الكتاب والحديث، حتى عدّه بعضهم في فئة المحدثين اكثر منه في فئة المجتهدين ومن هؤلاء ابن النديم، الذي وضع ابن حنبل مع البخاري ومسلم وباقي المحدثين في باب فقهاء الحديث، ومنهم ايضاً ابن عبد البر الذي لم يذكر ترجمة هذا الامام في كتابه، "الانشاء في فضائل الائمة الفقهاء" وكذلك الطبري في كتابه "اختلاف الفقهاء" وابن قتيبة في "كتاب المعارف" لم يذكرّا شيئاً عن ابن حنبل ولا عن مذهبه".^۱

امام احمد بن حنبل اجتہاد پارائے سے احتراز کرنے اور فقہ قرآن وحدیث سے استدلال کرنے میں یہاں تک مشہور ہیں کہ بعض علماء نے آپ کو زمرہ مجتہدین سے زیادہ زمرہ محدثین میں شمار کیا ہے۔ مثلاً ابن عثیم نے فقہاء حدیث کے باب میں ابن حنبل کو امام بخاری، مسلم اور دیگر محدثین کے ساتھ رکھا ہے اور ابن عبد البر نے اپنی کتاب "الانشاء في فضائل الائمة الفقهاء" میں بخاری نے اپنی کتاب "اختلاف الفقهاء" میں اور ابن حجر نے اپنی تصنیف "كتاب المعارف" میں امام ابن حنبل کا اور ان کے مذہب کا کوئی ذکر نہیں کیا)

کے بعد وہ اس غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"ولا ريب في ان هذا القول موقوف، اذ ان المذهب الحنبلي يعد من المذاهب الفقهية السنية الاصلية، التي لها اسلوبها المستقل ومبادئها الخاصة في علمي الاصول والفروع".^۲
(قول مذکور وبقیہ کا تامل تسلیم نہیں کیونکہ مذہب حنبلی اہل سنت کے بنیادی مذہب اقدس شمار ہوتا ہے جس کا اپنا ایک مستقل اسلوب ہے اور علم اصول اور علم فروع میں اس کے اپنے خاص اصول ہیں)

ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) حنبلی مذہب کے مقلدین کی کمی کی وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں :

"واما احمد بن حنبل فمقلده قليل بعد ملحه عن الاجتهاد، واصلته في معاهدة الرواية، وللأخبار بعضها بعض".^۳

(امام احمد کے مذہب فقہی کی تقلید کرنے والے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے کہ یہ مذہب اجتہاد سے عید ہے اور اس کی اصل وہ اساس احادیث و روایات کے اقتداء پر قائم ہے)

ابن خلدون نے حنبلی مذہب کی کم اشاعت کے سلسلہ میں جو وجہ بیان کی ہے اس پر ابو زہرہ نے سخت تنقید کی اور کہا کہ ابن خلدون کے لئے اس قسم کی بات کرنا مناسب نہیں تھی۔ ابو زہرہ کی تنقید کے انہم نکات کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ امام احمد بہت بڑے فقیہ و مجتہد تھے۔ ان کا اجتہاد مستحب نبوی ﷺ اور صحابہ و تابعین کے آثار ثابت پر مبنی تھا۔ ان کی رائے اور قیاس کی بنیاد حدیث پاک تھی۔ مسائل کے حل کے لئے وہ اسی بنیاد پر فتویٰ دیتے تھے

جو آثار صحابہ سے ماخوذ ہو۔ امام احمد کا اجتہاد عمدہ و مضبوط اور سرچشمہ اثر و حدیث سے مستفید تھا اور ان کا یہ مزہ صرف فقیہ و مجتہد سے کسی طرح کم نہیں تھا کیونکہ ان کی فقہ کے فتاویٰ آنحضرت ﷺ کے عمل مبارک اور فعل صحابہ کی روشنی میں ترتیب پاتے تھے۔

ابن خلدون نے جو امام احمد کے قلت اجتہاد و کثرت روایات کی طرف اشارہ کر کے ثابت کرنا چاہا کہ امام صاحب فقیہ سے زیادہ محدث تھے۔ بالفاظ دیگر ان کی فقہ و روایت کے بجائے روایت چینی تھی۔ ابن خلدون کی یہ بات انصاف چینی نہیں ہے۔

ابن خلدون کی یہ بات بھی بڑی کمزور ہے کہ امام صاحب کے تبعہین کی قلت ان کے قلت اجتہاد کی بنا پر ہے کیونکہ لوگ جب کسی امام کی پیروی کرتے ہیں تو وہ موازنہ اولہ اور معرفت تھبہ چینی نہیں ہوتی۔ شام و مصر میں شوافع کی اس لئے کثرت نہیں ہے کہ مصریوں اور شامیوں نے امام شافعی اور دوسرے ائمہ فقہ کے دلائل کا کج موازنہ کر کے یہ مسلک اختیار کیا ہے۔ بالکل ایسی بات امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے مقلدین کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے۔

مقلدین کی قلت و کثرت میں بھی وقت کی سیاست کا رفرما ہوتی ہے اور کچھ اجتماعی موثرات ہوتے ہیں جو مذہب کے پھیلنے میں آسانی یا دشواری پیدا کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ امام احمد کا مذہب دوسرے فقہی مذاہب کی طرح جو وسعت کے ساتھ نہ پھیل سکا تو اس کے اسباب و عوامل میں اجتہاد کی قلت و کثرت نہیں بلکہ کچھ دوسرے عوامل شامل ہیں۔
ابن عقیل حنبلی (متوفی ۵۱۳ھ) اس مذہب کے کم شہرت پانے کا یہ سبب بیان کرتے ہیں :

"هذا المذهب انما ظلمه اصحابه لان اصحاب ابي حنيفة والشافعي اذا برع احد منهم في العلم تولي القضاء وغيره من الولايات فكانت الولايات سببا لتدريس واشتغاله بالعلم ، فلما اصحاب احمد فانه قل منهم من تعلق بطرف من العلم الاخرجه ذلك الى التبعيد والزهد ، لعلبة الخبر على القوم فينشطون عن المشاغل بالعلم "۔

(اس مذہب (حنبل) سے خود اس کے حامیوں نے انصاف نہیں کیا۔ کیونکہ جس نے بھی علم میں کمال حاصل کیا وہی زہد و ربح کا اختیار کرتے ہوئے علمی فطرت ترک کر کے گوشہ نشین ہو گیا بخلاف حنفیہ اور شافعیہ کے کہ وہ حصول علم کے بعد مناسب مہدول پر قافز نہ ہو گئے۔ اور اس طرح وہ محدثان کے درس و فطرت علم اور شہرت کا سبب ہو گئے)

ابو زہرہ حنبلیؒ مذہب کے قلت شیوع کا ایک سبب یہ بیان کرتے ہیں :

"ومن هذه الاسباب انه جاء آخر المذهب الاربعة وجودا "۔

(اور ان (عدم شیوع کے) اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ امام احمد کا مذہب دوسرے فقہی مذاہب کے بعد عالم وجود میں آیا)

بجز یہ :

اور ہر وہ اس کے قاتل شیوع کا جو یہ سب بیان کیا کہ جب یہ مذہب اپنے ابتدائی مراحل طے کر رہا تھا اس وقت تک نہ مرقیہ مذاہب لوگوں کے دلوں میں گھر کر چکے تھے۔ حتیٰ کہ مذہب عراق میں اور مذہب شافعی حجاز، مصر اور شام میں مانگی مذہب مصری اقصیٰ میں پھیل چکا تھا۔

اور ہر وہی اس بات سے مکمل اتفاق کر مشکل ہے کیونکہ یہی بات ہر بعد کے آنے والے مذہب کے بارے میں کی جاسکتی ہے مگر بعد کے آنے والے بعض مذاہب نے سابق مذاہب کی موجودگی میں تعین کی کثرت حاصل کی۔ مثلاً مانگی مذہب کے ماننے والے مانگی مذہب سے زیادہ ہیں حالانکہ مانگی مذہب کو شافعی مذہب پر مقدم حاصل تھا۔

ضلعی مذہب کا آغاز :

نور محمدی کتب خانہ حنفی (متوفی ۱۳۰۳ھ) لکھتے ہیں :-

"فشاخ مذہب احمد فی لواحق بغداد شیوعہ دون شیوع بالی المذہب فی البلاد"۔
(اس کا ظہور سب سے پہلے بغداد میں ۱۱۹۰ھ یا ۱۱۹۱ھ میں سے یہ مگر تاریخوں میں پھیلا۔ لیکن بقیہ حین مذاہب کے مقابلہ میں اس کو بہت کم فروغ حاصل ہوا۔)

ابن فرعون مانگی (متوفی ۷۹۹ھ) اس مذہب کے موطن سے متعلق لکھتے ہیں :

"واما مذہب احمد بن حنبل رحمہ اللہ فظہر بغداد ، ثم انتشر بکثیر من بلاد الشام ، وغیرہا ، وضعف الان"۔^۱

(امام احمد بن حنبل کے مذہب کا ظہور سب سے پہلے بغداد میں ہوا، پھر یہ شام کے بہت سے شہروں میں پھیلا، لیکن اب (یعنی آٹھویں صدی ہجری) میں یہ کمزور چ گیا ہے)

مصر میں ضلعی مذہب کی اشاعت :

مصر میں یہ مذہب بہت مدت کے بعد پھیلا اور واضح طور پر ساتویں صدی ہجری میں ظاہر ہوا۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) اس تاخیر کی توجیہ کرتے ہوئے "حسن المحاضرہ" میں لکھتے ہیں :

"هم بالديار المصرية قليل جدا ولم اسمع بخبرهم فيها الا في القرن السابع وما بعده وذلك ان الامام احمد رضى الله عنه كان في القرن الثالث ولم يبرز مذهبه خارج العراق الا في القرن الرابع وفي هذا القرن ملكت العبيدون مصر والنوا من كان بها من الملة المذاهب

۱. التوالد البیہ فی طبقات الحنفیہ، محمد محمدی کتب خانہ حنفی ۱۳۹۳ھ۔ ۱۳۹۴ھ۔ ص ۶۔ کراچی مکتبہ خیر کثیر شریف

۲. الدیاج الملعب، ابن فرعون مانگی متوفی ۹۹۹ھ۔ ص ۲۹۔ ص ۱۰۱۔ دار کتب العلمیہ ۱۳۷۷ھ۔ ۱۹۹۶ء

السلامة فضلا وتغيا وتشريدا او اقاموا مذهب الرفض والشيعة ولم يزولوا عنها الى اواخر القرن السادس فتر اجعت اليها الالفة من سائر المذاهب واول امام من الحنابلة علمت حلوله بمصر الحافظ عبد الغنى المقدسى صاحب العدة^۱۔

(عادلہ وبار مصر میں بہت کم ہیں۔ مصر میں ان کا کوئی نشان ساتویں صدی ہجری سے پہلے نہیں ملتا۔ عراق سے ہجرت کی چوتھی صدی ہجری سے پہلے یہ مذہب کا پھیلنا ہوا۔ اس زمانہ میں مصر پر عبید اللہ کی حکومت تھی۔ انہوں نے آخر مذاہب خلافت کے پچھروں کو مل کر جلا وطن اور تباہ کرنا شروع کیا اور مذہب رافضی و شیعیت کو قرون وسطیہ کی حقیقت چھٹی صدی ہجری کے آثار تک قائم رہی۔ اس کے بعد پھر دوسرے مذاہب کے لوگ آئے گئے۔ حنبلہ میں سے جو بزرگ سب سے پہلے پہنچے وہ امام قاضی کاظم کے مصنف مائتہ امہدائنی مقدسی تھے)۔

محمود بن محمد بن غزنوی نے اپنی کتاب "تاریخ القضاء فی الاسلام" میں امام سیوطی کے بیان کو نقل کیا اور اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ :

"سیوطی کی منہ بہ امام ہارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امامہ ادین منبلی مذہب صرف عراق تک محدود رہا۔ جو وہی زمانہ میں اس کی اشاعت چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اندلس میں یہ مذہب اس سے بہت پہلے پھیلی چکا تھا۔ اس علاقے میں منبلی مذہب کا آغاز ۲۰۰ھ میں قی بن محمد متوفی ۲۷۰ھ کے ہاتھوں ہوا۔ وہ اندلس سے بغداد آئے اور سیوطی منبلی مذہب کی تعلیم حاصل کی۔ اندلس واپس جا کر انہوں نے جامع قرطبہ میں درس دینا شروع کیا۔ انکی فقہاء کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ کوئی شخص ان کے مذہب کے سوا کسی اور مذہب کا درس دے۔ انہوں عام الناس کو بھڑکا کر ان کا درس بند کرادیا۔

جب ان کی خبر امیر محمد بن عبدالرحمن کو پہنچی تو اس نے قی بن محمد اور ان کے مخالف علماء کو اپنے دربار میں طلب کیا اور ان کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس نے اپنے ساتھ کیا کتاب لائے ہوئے انہوں نے کتاب پیش کر دی جو "مصلط ایسی ہو سکتی ہے ایسی شیعہ" تھی۔ امیر نے اسے بڑھا اور سب کاٹنے کے حکم دیا کہ کہ کتاب کتب خانہ اس کے لیے تھی۔ کتاب سے غائی نہ رہتا چاہئے۔ قی بن محمد کی نقل کر کے سب کاٹنے میں رکھو۔ ساتھ ہی ابن محمد کو کہا کہ آپ اپنا درس جاری رکھئے اور بغیر کسی پہنچائی سے کے ہاکی مذہب کی اشاعت کیجئے۔ ان کے مخالف علماء کو اس نے حکماً مخالفت کرنے سے روک دیا۔ مقدسی لکھتے ہیں کہ اہل اندلس کے نزدیک قابل عمل صرف دو کتابیں تھیں۔ ایک قرآن دوسری مائتہ امہدائنی۔ ان میں کسی شخص کے حلقہ معلوم ہو جائے کہ وہ منبلی یا شافعی مذہب کا پیرو ہے تو اسے اندلس سے نکال دیتے۔ معتزلیوں اور شیعوں کے قرون وسطیہ دشمن تھے۔

۱۔ حسن المحاضرہ ، امام جمال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ / ۲۲۷-۲۲۸۔ ذکر من کما بمصر من الامة الفقهاء الحنابلة، مصر مطبعہ موسسات مذہبہ۔

ج۔ تاریخ القضاء فی الاسلام ، محمود بن محمد بن غزنوی ، انہوں نے ۱۰۳۳ھ میں یہ کتاب لکھی تھی۔ ۱۲۳-۱۲۴ھ اور شروع از روز لا نورہ ۱۰۹۰ھ۔

اتحاد پر ہونے امام سیوطی کے بیان کی تائید کرتے ہوئے جو تبصرہ کیا اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

"سیوطی کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عراق کے حدود سے چوتھی صدی ہجری سے پہلے ضلعی مذہب نے قدم بہ قدم اپنی فلاح حاصل کر لی تھی۔ پھر یہ مذہب جب مصر میں آیا تو یہاں دواج فاطمیہ کا عروج تھا۔ پھر اربعہ بیانیہ حکومت پر حکمران ہوئے۔ ابو علی ہاشمی نے ہاشمیہ مذہب کے شافعی تھے۔ انہوں نے دوسرے مذہب سے یہ کار کا سلسلہ شروع کر دیا اور شافعی مذہب کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کو پہنچنے کی اجازت نہیں دی۔ پھر اس صورت کے کہ وہ عوام کے دلوں میں جڑ پکڑ چکا ہو۔ یہی مذہب آج کے اس دور وراثت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ضلعی مذہب کو یہ نفوذ نہیں حاصل تھا اور چوتھی صدی ہجری میں حنبلیہ اور شوافع کے مابین بغداد میں معرکہ آرائیاں ہو چکی تھیں۔ لہذا اب مصر میں شافعی مذہب کے سامنے حنبلیہ کا چراغ جہاں کسی طرح ممکن نہیں تھا۔ پھر یہ بات بھی تھی کہ مصر میں حنبلیہ سے پیروان کے علاوہ تعصب کی راست میں کوئی تکی نہیں۔ پھر جب دواج اب بیہ زوال پڑ رہا تو ضلعی مذہب کو مصر میں پہنچانے کا موقع ملا" ، خطبہ مصریہ میں ہے :

"لله لم یکن له وللعلیہ الحنفی کبیر ذکر مصر فی دولة الایوبیۃ وللم یشتہر الا فی اخرها۔"
(ضلعی اور حنفی مذہب کے لئے مصر میں گنجائش اس وقت تھی جب دواج اب بیہ زوال پڑ رہا ہوئے تھے)

دوسرے اقلیم میں مذہب ضلعی جو پہنچا اور پھیلایا تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہاں کے ارباب اقتدار بھی اس کے حالت بخوش ہو گئے یا وہاں بڑی تعداد میں یہ پھیل گیا۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس کے اتباع ہمیشہ قلیل رہے، البتہ تیسری صدی ہجری کے شروع میں اس مذہب کو بغداد میں پھیلنے اور ترقی کا ثوب موقع ملا۔ لیکن بعد کی فتنہ جو یمن اور بغداد میں آرائیوں نے وہاں بھی اسے شدت تعصب کے باعث زوال آٹھنا دیا۔ علاوہ ازیں وہاں بہت سے لوگ دمشق میں پناہ گزین ہو گئے۔ کچھ دوسرے دیار و اعمار میں پہنچ گئے ان لوگوں نے مذہب کو قائم کیا۔ اس کی خدمت کی، نقل و تکثیر اور ترویج مسائل کا کام کیا۔^۱

خلافت کی مذہبی و سیاسی تاریخ میں حنبلیہ کا کردار :

خلافت کی مذہبی و سیاسی تاریخ میں حنبلیہ نے جو نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ کسی تاریخ دان سے پوشیدہ نہیں۔ اس طبعی میں البرہاری (متوفی ۳۲۹ھ - ۹۰۴ء) کی سرگرمیاں قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے معتزل اور دوسرے فرقوں کے اثر سے مرکز خلافت کو محفوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کی اور اس معاملے میں اتنا جوش دکھایا کہ ۳۲۳ھ - ۹۳۵ء میں خلیفہ الراشدی کو ضلعی مسلک کے خلاف ایک فرمان جاری کرنا پڑا۔

البرہاری کے ایک نامور معاصر ابو القاسم الخرقی (متوفی ۳۳۳ھ - ۹۳۵ء - ۹۳۶ء) مصنف "کتاب المخصوص" نے آل بویہ کی آمد پر بغداد کو خیر باد کہہ کر دمشق میں پناہ لی۔ بغداد میں بویہ کی حکومت کے قیام کے وقت ضلعی مسلک اس شہر میں خاصا مضبوط تھا، حنبلیوں نے ایک وقت امامیہ مسلک کے فروغ (جو بویہ کے مد نظر تھا) فاطمیوں مصر کے نفوذ اور استعلائیہ کی ترقی کا بڑی مستعدی کے ساتھ مقابلہ کیا۔^۲

مذہب حنبلی کی تجدید و نشاۃ ثانیہ :

عمران احسن خان نیاززی لکھتے ہیں :

"The Hanbali School also faced total extinction and was to be revived later by Ibn-e-Taymiyah and Ibn-e-Qayyim al-Jawziyah".

(حنبلئ مذہب بھی ایک زمانے میں معدوم ہو گیا تھا اور بعد میں ابن تیمیہ اور ابن قیم جوزی نے اس کا احیاء کیا)

مندرجہ ذیل مقلدین امام احمدؒ کے مذہب کی روایت کرنے میں مشہور ہیں :

☆ ابو بکر بن حاتم عرف اثرم مؤلف کتاب "السنن فی الفقہ"۔

☆ ابوالقاسم خرقی (متوفی ۳۳۳ھ) یہ "المختصر" کے مصنف ہیں۔

☆ عبدالعزیز بن جعفر (متوفی ۳۶۳ھ)

☆ موفق الدین بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ) ہنقا اسلامی کی جلیل القدر کتاب "المغنی" کے مصنف ہیں۔

☆ شمس الدین قدامہ مقدسی (متوفی ۶۸۲ھ) یہ "الشوہ الکبیر علی متن المقنع" کے مؤلف ہیں۔

☆ تقی الدین احمد بن تیمیہ (۶۶۱ھ - ۷۲۸ھ) یہ فتاویٰ مشہور "مجموعہ الرسائل الکبریٰ" ، منهاج السنہ اور "رسالہ معارج الاصول" وغیرہ کے مصنف ہیں۔

☆ عبداللہ بن زمری دمشقی معروف بہ ابن القیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) یہ "اعلام الموقعین عن رب العالمین" ، "الطریق الحکمہ فی السیاسہ الشرعیہ" اور "زاد المعاد فی ہدی غیر العباد" وغیرہ کے مؤلف ہیں۔

دائرہ معارف اسلامیہ میں حنبلی مسلک کی اشاعت میں حصہ لینے والے علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

"ترکیوں اور اروپائیوں کے عہد حکومت میں حنبلی علماء کے دو اور خاندان مشہور تھے : بنو منیا اور بنو الحویس بنو قدامہ دوسری

قبیلہ حراں بھی قدیم زمانے سے حنبلی مذہب کا ایک اہم مرکز تھا جس کی قیادت کی ابن تیمیہ (م ۶۵۲ھ ۱۳۵۳ھ۔

۱۳۵۵ھ) نے کی۔ بحری حکام ایک اور شخصوں کے دور میں بھی حنبلی مسلک کا خاص اثر نظر آتا تھا۔ اس زمانے کے عظیم ترین

قائدے احمد بن تیمیہ (م ۶۸۸ھ۔ ۱۳۲۸ھ) تھے۔ ان کا خاندان منگولوں کے حملے کے خطرے کے پیش نظر ۶۶۶ھ

۱۳۶۷ھ - ۱۴۱۸ھ میں دمشق آیا تھا۔ ان کے بڑے شاگرد ابن قیم جوزیہ (۷۵۱ھ۔ ۱۳۵۰ھ۔ ۱۳۵۱ھ) اپنے گرامی

قدراستاد کے قدم پر قدم چلے اور محتوب ہوتے رہے۔ ان کے شاگرد عبدالرحمن بن رجب (۷۹۵ھ۔ ۱۳۹۳ھ)

حنبلئ مسلک کی تاریخ ذیل ملی طبقات التجاہد کی بدولت مشہور ہوئے۔ ان کی کتاب "فتاویٰ" بھی اہمیت رکھتی ہے۔"

ممالک کے دور میں آگے چل کر متنبی مسلک شام اور فلسطین میں زوال پذیر ہوتا گیا، جس کی ایک وجہ ابن عربی کے کلام کی اشاعت تھی، لیکن متنبی خاندان جو سرکاری مناصب پر فائز چلے آئے تھے، خاصے یا اثر تھے، ان کا اثر پھر بھی باقی رہا۔ قاضی القضاۃ بدر بن الدین ابن السلفی (م ۸۸۳ھ/ ۱۲۷۹ء - ۱۲۸۰ء) ایک ایسے ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس میں کئی بلند پایہ علماء پیدا ہوئے۔

عالم اسلام کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعہ الازہر میں متنبی طلبہ و اساتذہ :

ابن سعدی کے اوائل میں جامعہ الازہر میں متنبی اساتذہ و طلبہ کی تعداد کو شمار کرنا مشکل ہو گیا۔ آج اسلام کا مؤلف یوں بیان کرتے ہیں :

"In the Azhar Mosque it is, of course in a relatively small number represented by teachers and students (riwak al-Hanabila) in 1906 there were 3 Hanbalite teachers and 28 pupils (out of a total of 312 teachers and 9,069 students)".

(یہ ایک حقیقت ہے کہ مسجد الازہر میں متنبی اساتذہ و طلبہ کی نسبتاً بڑی قلیل تعداد تھی۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۶ء میں (۱۳۲۴ھ) مجموعی تعداد میں سے) صرف تین متنبی اساتذہ اور (۹۰۶۹ طلبہ کی مجموعی تعداد میں سے صرف) ۳ متنبی طلبہ تھے)

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مصر میں ۱۱۳۷ھ سے ۱۲۸۰ھ تک شیخ الازہر کا عہدہ شافعیوں کے لئے مخصوص رہا۔ ان کے بعد یہ عہدہ ۱۱۳۷ھ تک مالکیوں کے لئے مخصوص رہا، پھر یہ شافعیوں کے منتقل ہو گیا۔ ۱۲۸۰ھ میں یہ عہدہ متنبی کا ہو منتقل ہو گیا پھر ان کے بعد شیخ الازہر کا منصب کسی خاص مذہب کے لئے مخصوص نہیں رہا لیکن ابھی تک اس منصب پر کوئی متنبی عالم فائز نہیں ہو سکا ہے۔

متنبی مذہب کی تجدید و نشاۃ ثانیہ اور اس صدی میں ان کی تعداد :

اس مذہب کی تجدید و نشاۃ ثانیہ پہلے آٹھویں صدی ہجری میں امام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن قیم وغیرہ کے ذریعہ ہوئی۔ اس کے بعد بارہویں صدی ہجری میں نجد کے شیخ محمد بن عبدالوہاب (متوفی ۱۲۰۶ھ - ۱۷۹۲ء) کے ذریعہ متنبی مذہب کی تجدید و اشاعت ہوئی۔ ان کو حکومت سعودی عرب کے بانی حمزات الملک عبدالعزیز آل سعود کی پشت پناہی حاصل ہوئی اور ان کے عہد میں اس مذہب کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ آج کل مملکت عربیہ سعودیہ کا یہی سرکاری مذہب ہے۔ سعودی ریاست ۱۱۹۷ھ - ۱۴۳۳ء میں وجود میں آئی تھی اور جزیرۃ العرب کے دیگر علاقوں کے علاوہ فلسطین، شام اور عراق وغیرہ میں بھی اس مذہب کے پیرو پائے جاتے ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں اس مذہب کے پیروں کی تعداد کا اندازہ نہیں چالیس لاکھ کے درمیان لگایا جاسکتا تھا۔

مختصر یہ کہ ان چاروں مذاہب کو وقت کے ساتھ ساتھ فروغ حاصل ہوا گیا اور اہل سنت کے بقیہ مذاہب جن میں سے بعض کا ہم اشارہ ذکر کریں گے۔ سکتے چلے گئے اور سوائے ظاہری مذہب کے تمام مذاہب ساتویں صدی ہجری تک تقریباً ختم ہو گئے کیونکہ اسلام نے بھی انہی مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کی اتباع کو ضروری قرار دیا۔

فقہی مذاہب کی موجودہ صورتحال پر ایک سرسری نظر :

آج مذاہب اربعہ بازو اسلامی کے کن کن علاقوں میں کس کس تناسب سے موجود ہیں؟ اس بارے میں جدید دور کے جائزہ کاغذ زیادہ تر یورپی مستشرقین کی کتابیں اور ان کی تحقیقات ہیں۔ مثلاً فرانسیسی مستشرق لوئی ماسینیون کی کتاب موجودہ زمانے میں فقہی مذاہب کے ماننے والوں کے علاقوں کی کچھ تفصیل اس طرح ہے کہ آج کل مغرب اقصی (مراکش وغیرہ) میں مذہب مالکی کو غلبہ حاصل ہے۔ اسی طرح الجزائر، تونس اور طرابلس (لیبیا) میں بھی وہی چھایا ہوا ہے ان تمام ممالک میں مالکیوں کے سوا کسی دوسرے مذہب کا مقلد نظر نہیں آتے بالبدہ صرف حنفی بہت تھوڑی تعداد میں ملے ہیں جو درحقیقت عثمانی ترک خاندانوں کے آثار باقیہ ہیں۔ یہ بھی زیادہ تر تونس میں ہیں جن میں سے چند افروسانی خاندان سے بھی تعلق رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہاں کے دارالحکومت میں مالکی قاضی کے ساتھ ساتھ حنفی قاضی بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن ملک کے بقیہ تمام حصوں کے قضاہ مالکی المذہب ہیں۔ دارالحکومت میں دو قاضیوں (ججوں) کی طرف سے دو بڑے مفتی بھی ہیں۔ ان میں سے ایک حنفی ہے جن کو شیخ الاسلام کا خطاب ملا ہوا ہے اور دونوں میں اس کا پہلا درجہ ہے اور معنوی طور پر تمام مفتیان ملک کا دوسرا براہ اور رئیس ہے۔ دوسرا مفتی مالکی ہے اور دوسرا درجہ ہے۔ لیکن اب کچھ دنوں سے اس کو بھی شیخ الاسلام کا لقب مل گیا ہے۔

اگرچہ پورے ملک (تونس) میں مذہب حنفی کے مقلدین کی تعداد بہت کم ہے لیکن قدیم دستور کے مطابق وہاں کی مشہور جامع الازہریہ کے اساتذہ کی نصف تعداد احناف میں سے ہوتی ہے اور نصف مالکیوں میں سے۔ دارال تونس میں احناف کو یہ امتیاز صرف اس لئے حاصل ہے کہ وہ شاہی خاندان کا مذہب ہے۔ (واضح رہے کہ ۱۹۵۷ء میں تونس کے شاہی خاندان کی حکومت ختم کر دی گئی تھی اور اس کی جگہ جمہوریہ قائم ہو گئی ظاہر ہے اس سیاسی انقلاب کے اثرات ان عدالتی انتظامات پر پڑے ہوں گے اور موجودہ دور کی تبدیلی ہوئی ہوگی)۔

آج کل مصر میں شافعی اور مالکی مذہب غالب ہے۔ شافعی ریف (شمالی مصر) میں، اور مالکی صعیہ (جنوبی مصر) اور سوڈان میں۔ ان کے بعد حنفی بھی بڑی تعداد میں ہیں اور حکومت کا یہی مذہب ہے اور اسی کے مطابق (سرکاری طور پر) فتوے دیے جاتے ہیں اور عدالتوں میں مقدمے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ باقی رہے حنبلیہ تو وہاں ان کی تعداد نہایت قلیل ہے بلکہ وہ شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔

ملک شام میں حنفی مذہب کو غلبہ حاصل ہے۔ کیونکہ وہاں سنیوں میں سے نصف احناف ہیں اور ایک چوتھائی شوافع ہیں اور ایک چوتھائی حنبلیہ ہیں۔ فلسطین میں شوافع اکثریت میں ہیں اس کے بعد حنبلی اور پھر مالکی۔ عراق میں احناف کی اکثریت ہے اس کے بعد شافعی ہیں پھر مالکی اور سب سے کم حنبلی۔ عثمانی ترکوں کی بھاری اکثریت حنفی المذہب ہے۔

ای طرح اہلبائی اور باشندگان ہستان اکثر خنئی ہیں۔ گروہوں کی اکثریت شافعی ہے، گروہوں کی آبادی پہاڑی علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے جو گروہستان کہلاتا ہے اور یہ سیاسی اعتبار سے کئی ملکوں میں بانٹا ہوا ہے یعنی ترکی، عراق، ایران، آرمینیا اور آذربائیجان میں۔ یہی حال آرمینیا کے مسلمانوں کا ہے کیونکہ وہ نسلی اعتبار سے ترکمانی ہیں یا گروہی ہیں۔

ایران کے سنیوں کی اکثریت شافعی مذہب کی ہے اور باقی جو تھوڑے بچے جاتے ہیں وہ خنئی مذہب ہیں۔ ایران میں سنیوں کی اکثریت جنوب میں ایرانی ہجوستان میں ہے اور شمال میں اس کے صوبہ آذربائیجان اور کردستان میں ہے جو ترکی سے متصل ہے۔ افغانستان میں اکثریت احناف کی ہے، شافعی اور خنئی بہت ہی کم ہیں۔ مغربی ترکستان جس میں بخارا اور خیوہ (قازقستان، ترکمانستان، تاجکستان، اوغیزوہ) وہاں کے باشندے خنئی ہیں۔ اور مشرقی ترکستان جس کو چین نے ترکستان بھی کہتے ہیں وہاں کی اکثریت پہلے شافعی تھی لیکن پھر بخارا سے آنے والے خانہ گزشتوں سے وہاں بھی احناف کی اکثریت ہو گئی۔

بلاتوقاز اور اس کے گرد و نواح میں اکثر مسلمان خنئی ہیں اگرچہ شافعی بھی آباد ہیں۔ بلاتوقاز یا قفقاس سے مراد کازبشیا ہے۔ جو بحر اسود اور بحیرہ کاسپین کے درمیانی علاقہ پر مشتمل ہے، داغستان بھی یہیں واقع ہے۔

برصغیر ہند میں احناف کی اکثریت ہے اور وہاں ان کی تعداد تقریباً چار کروڑ اسی لاکھ ہے (یہ اعداد و شمار ظاہر ہے کہ ۱۹۴۷ء میں سے قبل کے ہیں، جبکہ برصغیر ہند (بھارت و پاکستان اور بنگلہ دیش) کی کل آبادی تقریباً چالیس کروڑ یا اس سے کچھ کم تھی۔ لیکن اب ۱۹۹۳ء میں اس برصغیر کی کل آبادی تقریباً ایک ارب ساڑھے چونتیس کروڑ ہے۔ اس میں سے صرف بھارت کی آبادی تقریباً ساڑھے چودھائی کروڑ ہے اور اس کا آٹھواں حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے یعنی وہاں تقریباً ساڑھے چار کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ (ان میں خنئی مسلمان تقریباً نو کروڑ ہوں گے)

اب ۱۹۹۳ء میں پاکستان کی آبادی تقریباً ساڑھے چار کروڑ ہے اور بنگلہ دیش کی آبادی بھی تقریباً اتنی ہی ہے۔ گویا ان دونوں ملکوں کی کل آبادی ۲۵ کروڑ ہے۔ اور ان میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۲۲ کروڑ ۵ لاکھ ہے جن میں خنئی مسلمان تقریباً ساڑھے اکیس کروڑ ہیں۔ اس حساب سے پورے برصغیر ہند میں آج کل احناف کی تعداد اس ساڑھے اکیس = ساڑھے اکیس کروڑ کے قریب ہے۔

نوے زمین پر آج کل تقریباً ایک ارب تیس کروڑ مسلمان آباد ہیں اور ماہرین کے اندازے کے مطابق کئی مذہب کے غیر و مقام مسلمانوں کا دو تہائی ہیں۔ اس لحاظ سے آج کل پوری دنیا میں خنئی مسلمانوں کی تعداد تقریباً ساڑھے چھیالیس کروڑ ہے۔

وہاں شوافع بھی تقریباً دس لاکھ کی تعداد میں ہوں گے۔ اہل حدیث بھی یہاں کثرت سے ہیں۔ بعض دیگر مذہب (اثنا عشریہ وغیرہ) کے پیغمبر بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔ جزیرہ سیلون (سری لنکا)، فلپائن، ملائیشیا، جاوا اور ان کے قریب و جوار کے دوسرے جزیروں (انڈونیشیا) کے باشندے شافعی مذہب ہیں۔ اسی طرح سیام (تھائی لینڈ) کے مسلمان بھی شافعی ہیں لیکن تھوڑی تعداد میں خنئی بھی ہیں جو ہندوستان سے آکر یہاں آئے ہیں۔

ہندوستانی (یعنی دیت نام، لاووس اور کیوڈیا) اور آسٹریلیا کے مسلمان بھی شافعی المذہب ہیں۔ جنوبی امریکہ کے ملک برازیل میں تقریباً پچیس ہزار حنفی مسلمان آباد ہیں جبکہ امریکہ کے دیگر ممالک اور ریاستوں میں آباد مسلمان مختلف فقہی مذاہب کے متقلد ہیں اور ان کی مجموعی تعداد تقریباً ایک لاکھ پچاس ہزار ہے۔

عراق میں شافعی اور حنبلی غالب اکثریت میں ہیں لیکن وہاں کے شیعروں میں حنفی اور مالکی بھی پائے جاتے ہیں۔ نجد کے باشندے سب حنابلہ ہیں اور اہل خمیر (فیہر سعودی عرب میں عجم اور یمن کے مابین ساحلی اور پہاڑی علاقہ کا نام ہے) گویا مکہ اور مدینہ کے شمال میں واقع ہیں اور نجران اس کے جنوب میں (شوافع ہیں۔ یمن، عدن اور حضرموت کے سنی لوگ شوافع ہیں، البتہ عدن کے گرد و نواح میں حنفی بھی پائے جاتے ہیں۔

عمان میں مذہب اباضیہ کا غالب ہے (بلکہ وہاں انہی کی حکومت ہے) البتہ وہاں حنابلہ اور شوافع بھی ملتے ہیں اور قطر و بحرین میں مالکیوں کی اکثریت ہے اور جو لوگ حنابلہ ہیں وہ نجد سے آکر یہاں آباد ہوئے ہیں۔ اور احساء (سعودی عرب کے مشرقی ساحل کا علاقہ جو کویت اور قطر کے درمیان ہے اس کا قدیم نام ”جمر“ و بحرین ہے) کے اہل سنت کی اکثریت حنبلی اور مالکی مذہب کی پیروی کرتے ہیں اور کویت میں مالکیوں کی اکثریت ہے۔ واللہ اعلم

شیعہ مصنف محمد تھانی سماوی اپنی کتاب شیعہ ہی اہل سنت ہیں میں مذہب اربعہ کی مجموعی تعداد سے متعلق لکھتے ہیں :
مسلمان کا وہ بڑا فرقہ جو پوری دنیا میں مسلمانوں کا ۱۳/۱۴ حصہ ہے اور ائمہ اربعہ ابوحنیفہ، مالکی، شافعی اور احمد بن حنبل کی تلمیذ کرتے ہیں اور انہی کے فتوؤں کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اور یہ سب ہی اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔



علم پنجم

اہل سنت کے متروک مذاہب اور ان کا نشأ و ارتقاء

علمی، مابکی، شافعی اور حنبلی مسالک کو وقت کے ساتھ فروغ حاصل ہوتا گیا اور دوسری طرف اہل سنت کے بقیہ مذاہب تقریباً ساتویں صدی ہجری تک اور ظاہری تدبیر آٹھویں صدی ہجری تک فہم ہو گئے تھے۔ ان متروک مذاہب میں سے چند قابل ذکر مسالک کا ان کے بانیان کی تاریخ وفات کی زمینی ترتیب کے ساتھ مختصر احوال درج ذیل ہے۔

- | | |
|---------------------------------|--------------------------------------|
| ۱۔ شریک النخعی (متوفی ۱۱۷ھ) | ۲۔ ابن ابی لیلیٰ (متوفی ۱۳۸ھ) |
| ۳۔ ابن شبرمہ (متوفی ۱۴۳ھ) | ۳۔ امام اولیائی (۹۸ھ-۱۵۷ھ) |
| ۵۔ سفیان الثوری (۹۷ھ-۱۶۱ھ) | ۶۔ لیث بن سعد (۹۳ھ-۱۷۵ھ) |
| ۷۔ اسحاق بن راہویہ (متوفی ۲۲۸ھ) | ۸۔ ابو ثور بغدادی (متوفی ۲۴۰ھ) |
| ۹۔ داؤد ظاہری (۲۰۴ھ-۲۷۷ھ) | ۱۰۔ ابن جریر الطبری (۲۲۳ھ-۲۴۵ھ-۳۱۰ھ) |

۱۔ شریک النخعی (متوفی ۱۱۷ھ) :

ان کے مذاہب سے متعلق تفصیلات کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

۲۔ ابن ابی لیلیٰ (متوفی ۱۳۸ھ) :

ان کے مذاہب سے متعلق تفصیلات کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

۳۔ عبد اللہ ابن شبرمہ (متوفی ۱۴۳ھ) :

دوام ابو حنیفہ کے معاصر کو فی کی مشہور شخصیت، فقیہ اور یمن کے وائی تھے۔ ابن الاثیر الجزیری نے اپنی مشہور تاریخ الکامل میں لکھا ہے کہ اہل ہمدان حضرت علیؑ کے حامی تھے۔ منصور نے موصل پر لشکر کشی اور شب خون مارنے کا ارادہ کیا تو ان سے قبل اس نے مشہور فقہاء کرام سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا۔ ابن الاثیر کے الفاظ یہ ہیں :

”فاحضر ابا حنیفہ وابن ابی لیلیٰ وابن شبرمہ وقال لہم ان اهل الموصل شرطوا الی انہم لا یخرجون علی فان فعلوا حلت دعائہم واموالہم وقد خرجوا فسکت ابو حنیفہ وتکلم الرجال وقالوا عینک فان عنوت فاعل ذلک انت وان عاقبت فمما يستحقون ! فقال لابی

۱۔ طبقات الفقہاء، ابو اسحاق شیری، متوفی ۷۷۷ھ، ص ۶۳۔ بغداد المکتبۃ العصریہ، ۱۳۵۶ھ۔ دائرہ معارف الاسلام، ۱۵/۳۱۳-۳۱۴

۲۔ کتاب الطبقات، الکبیر، ابن اسحاق، ۳۱۱/۶۔ لندن، مطبعہ بریل، ۱۳۲۵ھ

حبیطۃ اراک سکت یا شیخ! فقال یا امیر المؤمنین! ابا حوک مالاً یملکون ارباباً لوان امرنا
اباحت لہم جہا بغیر عقد نکاح و ملک یعین اکان یجوز ان نوطا! قال لا، و کف عن اهل
الموصل و امر ابا حبیطۃ و صاحبه بالعود الی الکوفۃ۔^۱

(پس منصور نے ابو حبیطہ، ابن ابی لیلیٰ اور ابن شہرہ کو بلوایا اور کہا: اہل موصل نے میرے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ میرے
مخالف بقاوت نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے اس کا ارتکاب کیا تو ان کا مال و جان مباح ہو جائے گا اور اب وہ عہدات
کے مرتکب ہوئے ہیں۔ امام ابو حبیطہ خاموش رہا، دوسرے دو حضرات بولے اہل موصل آپ کی رعیت ہیں اگر آپ
معاف کر دیں تو آپ اس کے اہل ہیں اور اگر سزا دیں تو وہ اس کے مستحق ہیں۔ منصور نے امام ابو حبیطہ کو مخاطب ہو کر کہا،
”حضرت آپ کیوں خاموش ہیں؟“ آپ نے فرمایا، امیر المؤمنین! جس چیز کو ان لوگوں نے آپ کے لئے مباح
قرار دیا ہے، انہیں اس کا حق حاصل نہیں (کیونکہ موہن صرف تین صورتوں میں مباح الدم ہوتا ہے اور یہاں ان میں
سے کوئی ایک صورت بھی نہیں)۔ بعد ازاں فرمایے اگر کوئی عورت مشکوک یا باندھی ہوئے کے بغیر اپنے جسم کو کسی شخص کے لئے
مباح کر دے تو کیا اس سے متاثر بہت کرنا درست ہوگا؟ (یعنی عورت نے ایسے طریق سے از خود اپنے جسم کو مباح کر دیا ہے
جسے شریعت ردائیں رکھتی)۔ منصور بولا نہیں، اور اہل موصل سے ہاتھ روک لیا اور ابو حبیطہ اور ان کے دونوں رفقاء کو
کوڑھ لوت جانے کا حکم دیا)

اس واقعہ سے ابن شہرہ کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اب ان کے مذہب اور کتابوں کا نام و نشان باقی نہیں رہا ہے
دیگر مذہب خصوصاً حنفی مذہب کے علماء نے ان کے بیان کردہ بعض مسائل اور آراء کو اپنی کتابوں میں جگہ دی اور جانجا
ان پر اعتراضات کئے ہیں۔

۱۲۸۶ھ میں حکومت ترکی نے سلطنت کے مختلف حصوں سے بڑے بڑے علماء و فضلاء کو اکٹھا کیا اور انہیں وایت کی
کہ وہ امور شہریت کے بارے میں ضابطہ قانون وضع کریں جس کا ماخذ تو حنفی فقہ ہے البتہ بوقت ضرورت دوسرے
مذہب سے بھی استفادہ کر لیا جائے بشرطیکہ ان کے بیان کردہ احکام جو دوزمانے کے حالات اور اس کی زور کے مشن
مطابق ہوں۔ چنانچہ ان علماء نے مل کر ایک ضابطہ قانون وضع کیا جس کا نام مجلس الاحکام العدلیہ رکھا گیا۔ ۱۲۹۰
شعبان ۱۲۹۳ھ میں اس کو نافذ کر دیا۔ اس ضابطہ قانون میں خرید و فروخت کے احکام ابن شہرہ کی بیان کردہ شرائط کے
مطابق مندرجہ کئے گئے ہیں جس کی باقاعدہ مصراحت ضابطہ مذکور میں کر دی گئی ہے۔

اسی طرح حکومت مصر نے بھی کمسن بچوں کی شادی کے متعلق ابن شہرہ کا مسلک اختیار کر لیا اور ۱۱ دسمبر ۱۲۴۳ھ
برطانیق ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ کو ایک قانون کے ذریعہ لڑکوں کے لئے شادی کی ابتدائی حد اٹھارہ سال اور لڑکی کے لئے
سولہ سال مقرر کر دی۔ اس طرح مجلس الاحکام العدلیہ میں ان کے بیان کردہ بعض مسائل کو اپنا کر اور حکومت مصر نے
بعض مسائل نافذ کر کے ابن شہرہ کے علم و فضل کا اعتراف کیا ہے اور انہیں تاریخی حیثیت دی ہے۔

۱۔ تاریخ الکامل، ابن اثیر الجوزی ۵/۲۷۱-۲۷۲ میں انہوں نے ۱۲۸۶ھ کے واقعات میں تحریر کیا، شیخ احمد النجاشی و احمد افندی مصطفیٰ نے ملحد
ذات التحریر سے ۱۳۰۳ھ میں چھپوایا۔

۴۔ امام اوزاعی (۸۸ھ۔ ۱۵۷ھ) :

ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو جبلیک (مؤرخ) میں پیدا ہوئے اور بیروت میں عمر تقریباً ستر برس وفات پائی۔ بیروت کے جنوبی حصہ میں جہاں آپ مدفون ہیں آج کل محلہ اوزاعی کے نام سے مشہور ہے۔ امام اوزاعی کی تفسیقات جنہیں اپنے شاگردوں کو لکھوا دیتے تھے اور جن میں سے کتاب السنن فی الفقہ اور کتاب المسائل فی الفقہ کا تذکرہ "المفسر" میں آیا ہے وہ اپنی اصل شکل میں محفوظ نہیں رہیں۔ تاہم ان کی آراء حسب ذیل کتب میں بکثرت منقول ہیں۔

(۱) الرد علی سيرة الاوزاعي لابی يوسف۔ یہ کتاب ان خیالات کے رد میں ہے جو امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ کی بعض آراء کے متعلق ظاہر کئے تھے۔ امام اوزاعی کی "کتاب المسر" کا ایک اصلی نسخہ جو ان کے ایک شاگرد نے تیار کیا تھا، گیارہویں/سترہویں صدی عیسوی میں بھی موجود تھا۔

(۲) کتب اختلاف الفقہاء للطبري : الاوزاعی کی آراء میں بالعموم (فقہی مسائل کے) دو قدیم ترین حل ملتے ہیں جو آگے چل کر فقہاء نے اختیار کر لئے تھے، ان کے مذہب کی قدیم نوعیت سے۔ اگرچہ وہ امام ابوحنیفہ کے ہم عصر تھے۔ یہ گمان گزرتا ہے کہ نہ انہوں نے اپنے سے ایک پشت پہلے کے ان پیشروؤں کی تعلیمات کو محفوظ رکھا ہے جن کے ہم جنس ناموں سے واقف ہیں ان کا منظم طریق استدلال بہت واضح ہے، ان کے استدلال پر "قولہ مست" کے اصول کا لفظ نظر آتا ہے۔ "قولہ مست" سے ان کی مراد وہ تعامل ہے جو حضرت رسول اللہ ﷺ کے وقت سے شروع ہوا اور جسے خلفائے راشدین نے قائم رکھا اور ان کے بعد بھی قائم رہا۔ یہی سنت رسول ﷺ ہے، خواہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مروی یا قاعدہ احادیث میں مذکور ہو یا نہ ہو۔ الاوزاعی سارے سامعی عبد کو "خیر القلوب" میں شمار کرتے ہیں۔ سنت کے اس تصور اور بعض دوسرے پہلوؤں کے لحاظ سے الاوزاعی کا مذہب قدیم عراقی فقہاء کے مسلک کے بہت قریب آ جاتا ہے۔^۱

مذہب اوزاعی کی اشاعت :

جس طرح فقہ اسلامی کے دوسرے دبستان ائمہ سے منسوب ہوئے اسی طرح قدیم شامی فقہ کا دبستان امام اوزاعی کے ہم سے منسوب ہوا۔ امام ذہبی (متوفی ۴۸۵ھ) لکھتے ہیں :

"سكان اهل الشام ثم اهل الاندلس على مذهب الاوزاعي مدة من الدهر ثم فنى العارلون به وبقي منه ما يوجد في كتب الخلاف"^۲

(اہل شام اور پھر اہل اندلس ایک زمانے تک اوزاعی مذہب کے پیروکار رہے پھر اس مذہب کے علماء ختم ہو گئے اور اب صرف ان کا ذکر ان سے اختلاف کرنے والوں کی کتابوں میں باقی رہ گیا ہے)

۱۔ الفہم الشریع فی الاسلام، صحنی محمدی ص ۵۴-۵۵۔ بیروت مکتبہ الکشاف ۱۳۶۵-۱۳۶۶ھ

۲۔ وقرة معارف الاسلام ۳/۵۳۵ مع حوالہ سابقین

۳۔ تذکرہ الحفاظ، ابو عبد اللہ حسن الدین الذہبی (متوفی ۴۸۵ھ-۵۷۵ھ)، ۱/۱۸۲۔ بیروت دار احیاء التراث العربی

امام شام میں اوزاعی مذہب پھیلایا، پھر وہاں سے شامی نو ہمیں سواہل افریقہ پھر اندلس کی طرف گئیں جس سے رابطہ قائم ہو گیا۔ اہل اندلس میں سے "ساشا بن سلم" نے امام اوزاعی کے پاس آکر ان کے مذہب کی تعلیم حاصل کی اور پھر وہاں سے اپنے وطن کو اس مذہب کی ترویج میں حصہ لیا۔ امام اوزاعی کے تلامذہ اندلس میں حکم بن ہشام کے زمانے تک چلتے رہے۔ ان میں ان کا نام امام کے ساتھ اوزعی (Auzu یا Aowzel) لیا جاتا تھا۔ اہل مذہب نے مغرب میں تیسری صدی کی انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں اور شام میں چوتھی / دسویں صدی کے آخر میں اس کی جگہ لے لی۔

۱۔ سفیان الثوری (۹۷ھ - ۱۶۱ھ) :

ابو عبد اللہ سفیان بن سعید (سعد) بن مسروق الثوری الکوفی، دوسری صدی ہجری کے مشہور فقیہ محدث و سونی تھے۔ ان کا شمار متاخر فقہاء علماء میں سے تھے جنہوں نے سرکاری عہدے قبول کرنے سے انکار کیا اور ارباب حکومت سے علیحدگی رکھ کر علمی کی چیز سے متعصب ہو گئے۔ امام ثوری ۵۰ھ میں کوفہ سے رخصت ہو گئے اور بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح منصب قضاء پر تقرر سے بچنے کے لئے عراق کی حدود سے گھر کر یمن چلے گئے اور وہاں ایک تاجر کی حیثیت سے رہے مگر جب سرکاری لوگوں نے انہیں شناخت کر لیا تو آپ وہاں سے مکہ المکرمہ چلے گئے مگر جب وہاں بھی ان کا رہنا بشار ہو گیا تو بصرہ آ گئے اور وہیں عبدالرحمن بن مہدی کے گھر پر تدوین کی حالت میں انتقال فرما گئے۔

۲۔ لیث بن سعد (۹۳ھ - ۱۷۵ھ) :

ابو الحارث الیث بن سعد مولی قیس، قسطنطین سے کچھ فاصلے پر واقع ایک گاؤں قرطندہ میں پیدا ہوئے۔ ابن حجر عسقلانی نے "الرحمة الغیبہ بالترجمة للیثیہ" میں آپ کی فقہی عظمت سے متعلق ممتاز علماء و فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں۔ چندی ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا :

"ما فی هؤلاء المصرین ثبت من الیث لا عمرو بن الحارث ولا غیرہ ما اصبح حلجہ وجبل بھی علیہ۔"

ہم شافعی نے فرمایا :

"اللیث افقہ من مالک الا ان اصحابہ لم یفہموا بہ۔"

(لیث امام مالک سے زیادہ فقیہ تھے لیکن ان کے اصحاب نے ان کے مذہب کی تدوین نہیں کی)

۳۔ ابو یوسف نے "التہذیب" میں فرمایا :

"اجمعوا علی جلالہ و امانہ و علو مرتبہ فی الفقہ و الحدیث۔"

(لوگوں کا ان کی فقہ و حدیث میں جلال، امانت اور بلند مرتبہ ہونے پر اتفاق ہے)

۱۔ دارمطالع اسلام ۳/ ۵۳۵ ج حوالہ سابق ج حوالہ سابق اور ۸/ ۸۲۔ بعض الفقہاء کی تجدیدی و مذہب دانشانی کے ساتھ، مشہور نقاب الامام مالک بن انس ج حاشیہ صفحہ ۳۲ میں مسند ابو داؤد متونی ۳۲ ج تحقیق طابعہ المدبریہ ص ۵۴-۵۳۔ مدینہ امیر روکتہ، پہلی اول ۱۳۱۱ھ - ۱۹۹۰ء ج لیث بن سعد کی تاریخ ولادت ۹۲ھ اور ۹۳ھ کی بتائی جاتی ہے۔ حساب السوحمة الغیبیہ بالترجمة للیثیہ فی مناقب الامام الیث بن سعد، جامع الفضل شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی، مس مطبوعہ المعیریہ بولاق مصر، ۱۳۸۰ھ، مشہور نقاب الامام مالک بن داؤد ص ۵۹ ج ۹۔ ترجمہ الغیبیہ بالترجمة الغیبیہ ابن حجر ص ۶ ج حوالہ سابق

ابن اثیر جزیری متوفی ۶۰۶ھ نے "مناقب" میں امام شافعی کے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا :

"واما اهل مصر ، فانتهى العلم الى الليث بن سعد فاحذو الشافعي من جماعة من اصحابه - ياب (اہل مصر کے علم کی انتہا لیث بن سعد پر ہوتی ہے۔ امام شافعی نے اصحاب لیث کی ایک جماعت سے علم حاصل کیا) ابن حجر نے امام لیث کا مذہب مدون نہ ہونے کے اسباب بتاتے ہوئے لکھا :

"قال عبد الله بن وهب لولا مالک والليث لضلنا (قلت) واخذ عنه الفقه ايضا من وهب عبد الرحمن بن قاسم واشهب ويحيى بن بكير وابو صالح وغيرهم لكنه ما صنف شيئا من الكتب ولا دون اصحابه المسائل عنه ولذلك قال الشافعي ضيعه اصحابه يعني لم يدونوا فقهه كما دونوا الفقه مالک وغيره وان كان بعضهم قد جمع منها شيئا ولقد نعت كتب الخلاف كثيرا فلم اقف منها على مسئلة واحدة وهي انه كان يرى تحريم اكل الجراد الميت ولقد نقل ذلك ايضا عن بعض المالكية "۔

(عبد اللہ بن وہب نے فرمایا کہ اگر امام مالک اور امام لیث نہ ہوتے تو ہم ضرور گمراہ ہو جاتے۔ میں نے کہا امام لیث سے ابن وہب عبد الرحمن بن قاسم کے ساتھ ساتھ علیہ السلام کی طرح تھے اور ابوصالح وغیرہ نے بھی فہم حاصل کی تھی، لیکن امام لیث نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اور نہ ہی مسئلہ دہانے کے مسائل کو مدون کیا۔ اسی لئے امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام لیث کے اصحاب نے ان کا مذہب ضائع کر دیا یعنی ان کی فہم کی تدوین نہیں کی۔ جس طرح ماہی فقہ وغیرہ کو ان کے اصحاب نے مدون کیا اگرچہ بعض نے ان کے مذہب کو تھوڑا بہت جمع کیا۔ میں نے بہت سی کتابیں کتب کا بغور مطالعہ کیا، لیکن میں نے سوائے ایک مسئلے کے کہ مردار لڑی کا کھانا حرام ہے کسی مسئلے میں ان کا آئمہ صحابہ اور تابعین سے اختلاف نہیں پایا اور بعض مالکیوں سے بھی اس بارے میں یہی منقول ہے)

۷۔ اسحاق بن راہویہ (متوفی ۲۳۸ھ) :

ان سے متعلق تفصیلات کا علم نہیں ہو سکا۔

۸۔ ابو ثور البغدادی (متوفی ۲۴۰ھ)

ابراہیم بن خالد بن ابی الیمان اکتفی ایک ممتاز مفتی دین اور ایک مذہب فقہ کے بانی تھے۔ عراق میں ان کی وفات ہوئی۔ ابو ثور عراق میں امام شافعی سے ایک پشت بعد آئے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام شافعی کے حتمک باللہ پر متفق اصراء سے متاثر ہوئے۔ لیکن انہوں نے رائے کے استعمال کو ترک نہیں کیا جیسا کہ قدیم مذہب فقہ کا دستور تھا۔ مؤثر سوانح نگاروں نے اس بات کو اس امر پر محمول کیا ہے کہ ابو ثور نے قدیم فقہائے عراق کے مذہب استخراج پر رائے کو چھوڑ کر مذہب شافعی اختیار کر لیا تھا اور درحقیقت بسا اوقات وہ اسی مذہب کے پیروکاروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

۹۔ مصالب الامام شافعی ، ابن الاثیر الجزوی (۵۴۳ھ - ۶۰۶ھ) ص ۸۳ بہت سارے علوم القرآن طبع اول ۱۳۱۰ھ - ۱۹۹۰ھ ج ۱ الوجعة العیبة بالوجعة اللیثیہ ص ۹

عراق کی آراء کو جو اکثر شوافع کے مسلک سے مختلف ہیں مذہب شافعی ہی کی تباہی آراء (وجود) نہیں سمجھا جاتا اور نہ
کثرت کی حیثیت سے ان کی کوئی خاص شہرت ہی ہے۔ مفتی کی حیثیت سے بعض ممتاز قاضی کھانہ ان کے زمانے کے زیادہ
ازم عصر امام احمد رضوی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ اختلاف کے موضوع پر بحث کرنے والی کتابوں میں خاص
نور الطبری کی کتاب "اختلاف الفقہاء" کے دو اجزاء میں احکام شرعیہ پر ابو ثور کی چند آراء نقل کی گئی ہیں۔
ابو ثور کا فتویٰ مذہب چوتھی صدی ہجری / دسویں صدی میلادی تک بھی بالخصوص آرمینیا اور آذربائیجان میں وسیع
پائے پر رائج تھا۔

۱۰۔ داؤد ظاہری (۲۰۲ھ - ۲۷۰ھ) :

ابو سلیمان داؤد بن علی بن خلف کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور وغیرہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ دو
ہم شافعی کے بھی شاگرد تھے اور ان کے مذہب کی تائید میں کتابیں بھی لکھی۔ حتیٰ کہ تمام شافعی فقہاء ماہرین اپنا امام تسلیم
کرنے لگے۔ لیکن بعد میں انہوں نے خود ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ صرف کتاب و سنت کے
نہایتی احکام پر عمل لازمی ہے اور کسی شخص کے اقوال نہ ہمارے لئے حجت بن سکتے ہیں اور نہ ہم ان پر عمل کرنے کے لئے
کچھ ہیں۔ ان غلدون (متوفی ۸۰۸ھ) نے فقہی مذاہب پر تبصرہ کرتے ہوئے داؤد ظاہری اور ظاہریہ مذہب کے متعلق
ایک چند الفاظ لکھے، جو مندرجہ ذیل ہیں :

"انكر القياس طائفة من العلماء وابتلوا العمل به وهم الظاهرية وجعلوا المدارك كلها
محصورة في النصوص والاجماع ورفقوا القياس اجلي والعلّة المنصوصة الى النص لأن النص
على العلة على الحكم في جميع محالها وكان امام هذا المذهب داؤد ابن علي وابنه
واصحابهما..... ثم درس مذهب اهل الظاهر اليوم بدروس المنه وانتكار الجمهور على
متصله ولم يبق الا في الكتب المجلدة وربما يعكف كثير من الطالبين ممن تكلف بالتحال
ملهم على تلك الكتب يروم اخذ فقههم منها ومنهم فلابخلو بطلان ويصير الى مخالفة
الجمهور والكارهم عليه وربما عذ بهذه السلة من اهل البدع بنقله العلم من الكتب من غير
مفتاح المعلمين وقد فعل ذلك ابن حزم بالاندلس على علو رتبته في حفظ الحديث وحار
الى مذهب اهل الظاهر ومهرفيه باجتهاد زعمه في القوالهم وخالف امامهم داؤد وتعرض
للكثير من الامة المسلمين فقم الناس ذلك عليه واوسعوا ملهيه استهجانا وانتكازا وتلقوا
كلمه بالاغفال والترك حتى انها ليحصر بيعها بالاسواق وربما تمزق في بعض الاحيان".
(اس کے بعد منکرین قیاس کا گرویدہ ہوا، جنہوں نے قیاس پر عمل کرنے کو سراسر لغو بتایا۔ ان منکرین قیاس کو ظاہریہ کے
نام سے پکارا گیا۔ انہوں نے تمام احکام شرعیہ کو نصوص و اجماع میں منحصر کر دیا حتیٰ کہ قیاس علی اور علت منصوصہ کو بھی
انہوں نے نفس ہی میں شمار کر دیا۔ اس مذہب ظاہریہ کے امام داؤد بن علی اور ان کی اولاد و اصحاب ہیں۔..... پھر آئے
ظاہریہ کے ختم ہوتے ہی ان کا مذہب بھی مٹ گیا اور آج تک اس مانت میں ہے اور محض کتابوں میں باقی ہے اور آج بھی

۱۱۔ عارف معارف اسلامہ ۱/ ۲۵۵ء ملخص

۱۲۔ مقدمہ ابن خلدون، میرزا حسن بن محمد بن خلدون متوفی ۸۰۸ھ ص ۳۳۶-۳۳۷، بغداد، مکتبہ المصطفیٰ سنہ

کوئی طالب علم ان کی کتابوں سے ان کی فقاہ اور ان کا مذہب دیکھنے میں ملتا ہے تو درحقیقت وہ وقت کا ضیاع کرتا ہے اور مجاہد اہل سنت کو مخالفت کے لئے پہنچ کر رہا ہے اور اہل سنت کی طرف سے بدعتی ہونے کی بدنامی مولیٰ لیتا ہے۔ چنانچہ اہل حرم کے ساتھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ اگرچہ وہ وہ وقت حدیث میں بلند مقام رکھتے تھے مگر وہ ظاہریہ مذہب کے پیرو بن گئے اور اس میں انہوں نے وہ مہارت و وحدت حاصل کی کہ اس فرقہ کے نام (ہانی) (داؤد) سے بھی جانچا اختلاف کیا اور دوسری طرف اہل مسلمین سے بھی جنگ و جدل جاری رہتی۔ آج اسلام نے ان کو بدعتی نظر سے دیکھا اور ان کے مذہب کو نفی ثابت کر کے نہیں مانا۔ ان کی کتابوں کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا اور چھوٹا تک نہیں۔ بازار کھٹے آتے تو کوئی خریداری پر راضی نہیں ہوتا اور کبھی ان کتابوں کو بچھاڑ دیا جاتا۔

ابن خلدون کی رائے کا تجزیہ :

ابن خلدون نے ابن حزم سے متعلق یہ الفاظ اپنے ماحول سے متاثر ہو کر لکھے۔ اس زمانے میں اہل افریقہ، اہل مذہب رکھتے تھے اور وہ اہل مذہب کے علاوہ کسی مذہب کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ابن حزم کے عقائد کے اختلاف سے قطع نظر ان کے علم و فضل کے تقریباً سب معترف ہیں اور ان کی کتابوں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور وہ ہر عظیم المایری کی نہایت ہیں۔ ان کی خرید و فروخت بھی ہمارے زمانے میں عام ہے۔ فقہ پر طالب علم جو کسی مسلک سے بھی تعلق رکھتا ہو ان کی کتب سے استفادہ کرتا ہے اور اب ان کی کتابیں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں اور ان پر ہر مسلک پر تحقیق کا کام جاری ہے۔ لوگ ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کر رہے ہیں۔

ظاہری مذہب کے اثرات کا جائزہ :

عراق میں مذہب ظاہریہ جو اپنے بانی (داؤد بن خلف) کے نام پر داؤدی بھی کہلاتا ہے ایک باقاعدہ فقہی مسلک بن گیا اور اس کا اثر رفتہ رفتہ ایران و خراسان تک پھیل گیا۔ لیکن اندلس میں ابن حزم ہی اس مسلک کے علمبردار تھے۔ (المصنوع ۵۸۰ھ تا ۱۱۸۳ھ تا ۵۹۳ھ/ ۱۱۹۷ء تا ۱۱۹۸ء) کے عہد میں ظاہری مسلک سرکاری قانون کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ ۸۸۰ھ تا ۱۳۸۶ء میں شام میں ظاہریوں کی ایک بغاوت کا ذکر ملتا ہے۔ حالانکہ یہ مسلک وہاں کبھی زیادہ مقبول نہیں ہوا اور مصر میں بھی ہم المشرق بڑی کوتاہریہ کے رنگ میں لکھتا ہوا پاتے ہیں۔ امام شعرانی جو ایک صوفی بھی تھے، انہوں نے ظاہریہ کی بہت سی آراء کو محفوظ کر دیا۔ یہ درست ہے کہ مفسرین قرآن بالخصوص فخر الدین رازی اور شارحین کتب حدیث، ظاہریہ کی خصوصیات کا بشکرت ذکر کرتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف متعرفتہا ظاہریہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ علامہ شعرانی اپنی کتاب "میزان" میں داؤد ظاہری کو ابن فضال اور سفیان عیسیٰ کے درمیان ایک نمایاں مقام دے رہے ہیں اور جنت کے دروازے کی طرف جانے والی متوازی سڑکوں پر اسے ابن فضال اور ابو لیث بن سعد کے درمیان دکھا رہے ہیں۔

۱۔ ابن جریر الطبری (۲۲۳ھ-۲۲۵ھ/۳۱۰ھ)^۱

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید طبری، آپ صوبہ طبرستان میں ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں دہلی کی حزیہ علم کی تلاش میں رہے۔ بعد ازاں مصر، بکوہ، مصر اور شام وغیرہ گئے۔ طبری عالمائے مزاج اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ اپنی عمر کے ابتدائی ایام میں انہوں نے عرب اور اسلام کی روایات کے سلسلے میں مواد جمع کرنے کی انتہائی کوشش کی اور ہر کتابی حصہ تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف میں گزارا۔ اپنے خاص مضامین مثلاً علم تاریخ، علم فقہ، علم قرآن اور تفسیر و تخریج قرآن کے علاوہ انہوں نے علم عروض، علم لغت، ہجرت و نحو، علم الاخلاق بلکہ ریاضیات اور علم طب کی طرف بھی گہری توجہ کی۔ مصر سے واپس آنے کے بعد دس برس تک وہ شافعی مذہب کے پیرو رہے۔ پتا ایک الگ دیستان قائم کیا، جس کے پیرو جریر یہ کہلائے۔ چونکہ اعتقادات میں شافعی مذہب سے اختلاف اتنا تھا جتنا کہ عمل میں۔ اس لئے یہ فرقہ نہایت جلد قرعہ مشور ہو گئی۔ البتہ امام احمد بن حنبل کے مذہب سے ان کا اختلاف زیادہ زیادتی تھا۔ وہ امام احمد بن حنبل کو حدیث کا امام تو مانتے تھے لیکن فقہ کے متعلق وہ ان کے خیالات کے چنداں قائل نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن جریر طبری اپنی کتاب "اختلاف الفقہاء" میں امام احمد بن حنبل کا ذکر نہیں کرتے۔

انہوں نے لکھا :

"فلما ألف كتابه (اختلاف الفقہاء) أغفل ذكر أحمد بن حنبل، على حين أنه ذكر كثير من الفقہاء مثل أبي حنيفة، والشافعي، ومالك، والاوزاعي، وغيرهم من الصحابة والتابعين وتابعيه، وقيل أنه مثل في ذلك فقال: لم يكن ابن حنبل فقيها، إنما كان محدثا"۔^۲

(یہ انہوں نے اپنی کتاب (اختلاف الفقہاء) تالیف کی تو امام احمد بن حنبل کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ دوسرے بہت سے فقہاء مثلاً امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام اوزاعی وغیرہ کا ذکر کیا۔ صحابہ تابعین اور تابع تابعین میں سے بہت سے لوگوں کا ذکر کیا۔ جب ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابن حنبل فقیہ نہیں تھے بلکہ وہ محدث تھے۔

لکن ندیم نے لکھا :

"وله مذهب في الفقه اختار لنفسه وله في ذلك عدة كتب"۔^۳

(ان کا فہم میں الگ مذہب ہے اور اس مذہب پر ان کی کئی کتابیں ہیں)

اس کے بعد ان کی کتابوں کا تذکرہ کیا اور ان کے مذہب کے فقہاء اور ان کی کتب کا تذکرہ کیا۔ طبری مذہب کے نقیض اور الفرج المعانی بن زکریا اشہروانی کی کتابوں میں سے "کتاب المحرر والنقر (المقرر) في اصول الفقه"

۱۔ الطبری، محمد بن جریر، المجلس الاعلى للشؤون الاسلاميه كتاب الثالث والسبعون، ۱۳۹۰ھ-۱۹۷۰ء، اس میں تاریخ و احداث ۲۲۳ھ کے آخر یا ۲۲۵ھ کے اول میں مذکور ہے اور تاریخ و احداث ۳۱۱ھ اور ۳۱۶ھ کا قول بھی نقل کیا ہے۔

۲۔ دائرہ مدارف اسلاميه ۱۳/۳۰۲-۳۰۳، ملخص

۳۔ الطبری، محمد بن جریر، المجلس الاعلى للشؤون الاسلاميه كتاب الثالث والسبعون، ۱۳۹۰ھ-۱۹۷۰ء، ج ۱، کتاب المہرست لابن النديم ص ۲۹۱، کراچی فورم کتب خانہ۔

اور "کتاب الحدود و العقود فی اصول الفقہ" بھی جس کا ایک اور فقہ ابو الحسن علی بن یحییٰ کے تلامذہ میں ان کی کتب میں "کتاب الاجماع فی الفقہ علی مذهب الطبری"، "کتاب المدخل الی مذهب الطبری و نصرة مذهبہ" کا بھی ذکر کیا۔ احمد محمد الحنفی نے اپنی کتاب میں امام طبری کی علمی و فقہی عظمت کے معترفین کے اقوال نقل کئے ہیں۔ اور ان کی ۲۸ کتابوں کی فہرست دی ہے۔ انہوں نے اس مذہب کی کتابوں کی عدم دستیابی سے متعلق لکھا:

"لکن بحسبہ النسخ الفہما فی مذهبہ فقدت، فلا تعرف من آوائہ الا ما ذکرہ فی کتابہ (اختلاف

الفقہاء) او فی تفسیرہ للقرآن الکریم او ما حکاہ عنہ الفقہاء و المؤرخون"۔

(لیکن ان کی وہ کتب جن میں ان کے مذہب کو مدہن کیا گیا تھا مفقود ہو گئیں۔ ہم ان کی آراء سے واقف نہیں ہو سکتے، اس لئے ان کی کتب (اختلاف الفقہاء) یا ان کی قرآن کریم کی تفسیر کے یا جو کہ فقہاء اور مؤرخین نے ان سے متعلق بیان کیا) وہ مزید کہتے ہیں:

"القطع اتباع مذهبہ بعد القرن الرابع"۔

(چوتھی صدی ہجری کے بعد اس مذہب کے پیروں ختم ہو گئے)

سبکی محمد صافی لکھتے ہیں:

"ان مذهب الطبری الدرس فی منتصف القرن الخامس للهجرة واصبح مدفوناً فی بطون التاريخ"۔

(مذہب طبری پانچویں صدی ہجری کے وسط میں ختم ہو گیا تھا اور اب اس کا ذکر صرف تاریخ کی کتابوں کے عنوان میں فن ہے)



نہل ششم

مذہب شیعہ اور ان کا نشأ و ارتقاء

جن مذاہب کا ہم نے ذکر کیا وہ سنی مذہب کہلاتے ہیں۔ مگر ایک جماعت ہے جو حضرت علیؑ کو خلافت کا پہلا منتخب مانتی تھی وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، اور حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی پہلی کتاب میں شیعی مذہب کا یوں تعارف پیش کرتے ہیں:

”شیعہ اہل بیت میں سے بارہ اماموں کی امامت کے قائل ہیں اور ان میں سے اول علیؑ ابن ابی طالبؑ پھر ان کے بیٹے حسنؑ اور ان کے بعد حسینؑ اور پھر امام حسینؑ کی نسل سے نو معصوم امام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے متعدد بار انہی کی امامت پر واضح اشارے اور کتاب میں نص فرمائی ہے۔ بعض روایات میں اماموں کے ساتھ ائمہ کا ذکر ہے۔“

مسئلہ امامت میں اہل شیعہ کے بھی کئی فرقہ ہو گئے جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ امامیہ ۲۔ نہیہ ۳۔ اسماعیلیہ

یہ تین فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ امامت صرف اہل بیت کا حق ہے۔ وہ پہلے چار اماموں (حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ، و زین العابدینؑ) کے بارے میں متفق الراء ہیں۔

اہل فرقوں کا مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ شیعہ امامیہ:

مذہب جعفریہ جو شیعہ امامیہ اثنا عشریہ سے معروف ہے۔ امامیہ کے فرقوں میں سب سے زیادہ شہرت اثنا عشری فرقہ کا ہے۔

۲۔ نہیہ و حوزہ کہتے ہیں:

”والامامیہ لیست فرقة واحدة كما يتبادر للذهن، بل هي فرق كثيرة كالقارية والجعفرية والموسوية والاسماعيلية، وجميع هذه الفرق تنفرع عن الائمة الاثنا عشر الذين نسب اليهم اشهر الفرق الامامية وهي الاثنا عشرية“

(اور امامیہ کوئی ایک فرقہ کا نام نہیں ہے جیسا کہ لگتا ہے، بلکہ وہ بہت سے فرقوں مثلاً قاریہ، جعفریہ، موسویہ، اسماعیلیہ کا نام ہے۔ اور یہ تمام فرقے بارہ اماموں سے نکلتے ہیں اور ان (ائمہ) کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ امامیہ کے مشہور فرقوں میں سے فرقہ اثنا عشریہ ہے)

۱۔ شیعہ اہل بیت ہیں۔ محمد تقیؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ۹۱۔ زید بن محمدؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ۱۱۹۹ھ

۲۔ دائرہ معارف اسلامیہ ۳/۲۲۷

۳۔ الخلفاء بین الفرق الاسلامیہ، استاد محمد حوزہ ص ۸۳، مطبع دار تحفہ طبع اول ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۸۵ء

مسئلہ امامت کو زیادہ اہمیت دینے والا محمد کے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھنے والا امام مہدی کے ظہور کے قائل ہونے کی بنا پر امامی کہلاتے ہیں۔ اور محمد حجتی مابوی کے مطابق آج پوری دنیا میں شیعہ جعفری کی تعداد ۲۵ ملین ہے اور سب ان اثنا عشری کی عقیدہ کرتے ہیں۔

فقہ جعفری کا پسلا دور :

ایمان الطیغ کے مطابق فقہ کا پسلا دور حضرت ابوہریرہؓ میں قائم ہوا اور شیعہ فقہاء اپنے آئندہ گرام علیہم السلام سے رجوع کرتے اور اختلافات میں ان کے حکم کو حکم رسول کا شمار کرتے رہے۔ بقول امینوی حضرت علیؓ کی طرح امام حسن بھی کتابت حدیث و سنن کے قائل تھے۔

امام حسنؑ، امام حسینؑ کا دور فقہ امامیہ کا مجدد و مبعوت ہے۔ امام زین العابدینؑ بھی اپنے خاندانی علم کے وارث تھے اور تمام اہل مدینہ ان کو اعظم جانتے اور مانستے تھے۔ مدینہ منورہ میں دوسری صدی کا آغاز علمی پھیلتے سے ہوا جس میں آئمہ اہل بیت اور شیعہ فقہاء پیش پیش تھے۔ حضرت امام باقرؑ کا دور فقہ و تفسیر و حدیث و عقائد خاص اہمیت رکھتا تھا۔ فقہ کی تدوین جدید اور حدیث سے استخراج احکام کا سلسلہ امامی عہد میں شروع ہوا۔ اکابر مجتہدین اسی دور میں پیدا ہوئے اور رابع صدی کے اندر اندر اکابر کے خاص فخریات و افتخارات کی بنا پر فقہ کے الگ الگ دبستان ابھرے لگے۔ شیعوں نے بھی بہت سی کتابیں لکھیں۔

امام باقرؑ کے بعد ان کے فرزند امام ششم حضرت جعفر صادقؑ مسند امامت پر متمکن ہوئے۔ اس وقت کم و بیش ان کی عمر پچیس سال تھی کیونکہ ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور امام محمد باقرؑ کا سند صحت ۱۱۳ھ ہے۔ امام جعفر صادقؑ تقریباً دو سال اپنے جد بزرگوار امام زین العابدینؑ اور ان کے بعد اٹیس سال اپنے والد بزرگوار کے ساتھ رہے۔

امام جعفر صادقؑ (۸۰ تا ۸۳ھ - ۱۴۸ھ) اکابر مجتہدین میں سے تھے اور حق گوئی بزرگی اور فضیلت علمی آپ کا طرز و امتیاز تھا۔ فرقہ امامیہ کی فقہ کو حیثیت آپ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسے مذہب جعفری کہتے ہیں۔ فرقہ امامیہ میں زرارہ بن ابیہن (متوفی تقریباً ۱۵۰ھ) اور آپ کے دو صاحبزادے حسین و حسن اور دوسرے بہت سے لوگوں نے شہرت حاصل کی۔

صحیح محمد صافی نے فرقہ امامیہ کے معتقدین کی تعداد کے متعلق لکھا کہ وہ ایمان میں تقریباً ستر اسی لاکھ ہند میں پچاس لاکھ عراق میں پندرہ لاکھ لبنان میں ایک لاکھ چھپن ہزار اسے کچھ زیادہ ہے اور شام میں تقریباً گیارہ ہزار ہیں۔ استاد صحیح محمد صافی نے جو اعداد و شمار بتائے ہیں ان کا زما نہیں بتایا۔ شاید یہ ماضی کے اعداد و شمار ہوں۔

- ۱۔ شیعہ اہل بیت ہیں۔ محمد حجتی مابوی ص ۱۳۵
- ۲۔ دلائل معارف اسلامیہ ۱/۵ ص ۲۲۵
- ۳۔ ایمان الشیعہ ۲/۳۲۶۔ بحوالہ دلائل معارف اسلامیہ ۱/۵ ص ۲۲۶
- ۴۔ فلسفہ التشويع فی الاسلام، صحیح محمد صافی ص ۶۲۔ ج ۲، مکتبہ الانکشاف ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۴۶ء
- ۵۔ بحوالہ سابق ص ۶۳۔ ۶۴

مذہب امامی اثنا عشری کی مختلف علاقوں میں نشر و اشاعت :

نذر فرماتے ہیں :

"قد انتشر المذهب الامامی فی اماكن مختلفة ، ولكن لم یکن فی بلد من البلدان التي دخلها له غالبية كبيرة فی كل البلاد التي دخلها واستقر فيها ، ولكن بعضها له فيه كثرة ، وبعضها له فيه قلة ، وهم فی قلبهم وكثرتهم يتلافون علی العمل فی الفروع بالمذهب الجعفری ، فهو المذهب السائد فی الفروع ، ذلك ان الامامية يتلافون متفقين عند الامام الصادق رضی الله تبارک و تعالی عنه ، ثم یكون الفرق من بعده ، فالاسماعيلية اعتبروا الامام من بعده اسماعیل ، والاثنا عشرية اعتبروا الامام من بعده موسى الكاظم ، ثم ارسلا سلسلتهم الی محمد بن الحسن العسكري الذي غلب ، ولا يزال ينتظر ولذلك نقول ان كل ارض دخلها المذهب الامامی دخلها معه المذهب الجعفری والاثنا عشرية علی ای حال هم اکثرية من الشيعة ، الامامية فی الجملة وان المذهب الاثنا عشری فی ایران یستغرق اکثرية ، والمذاهب السنية لیه عدد متبعها اقل من عدد الاثنا عشرية ، والا كثرون منهم من الشافعية ، ذلك لأن المذهب الشافعی من قديم الزمان كان له شان فی تلك القاع "۔

(مذہب امامی اثنا عشری مختلف ماکن میں پھیلا اور پھلا گیا۔ لیکن یہ جہاں جہاں بھی گیا اور بہت سی جگہوں پر گیا کہیں بھی اس نے غالب ترین اکثریت کی صورت اور مشیت اختیار نہیں کی۔ یہ مذہب جملہ بلاد و اقصاء میں پہنچا کہیں اس نے کچھ اکثریت حاصل کر لی ، کہیں اقلیت میں رہا لیکن کثرت و قلت ہر حالت میں اس مذہب کے پیروں نے مذہب جعفری کے فروغ تک اس پر عملدرآمد کا سلسلہ قائم رکھا۔ امام صادق رضی اللہ عنہ کے وجود گرامی تک امامیہ پر سے طور پر متعلق نظر آتے ہیں۔ ان کے بعد ان میں تفرق پیدا ہوا۔ اسماعیلیہ نے امام جعفر صادق کے بعد اسماعیل کو امام مانا اور اثنا عشریہ نے علی کاظم کے سر پر تاج امامت رکھا۔ پھر اس کا سلسلہ امامت محمد بن حسن العسكري تک برابر جاری رہا۔ امام حسن العسكري عالم ظاہر سے پردہ قیاب میں چلے گئے اور انہوں نے امام متکثر کی مشیت اختیار کر لی۔ حقائق بالاد کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر اس خطہ ارض میں جہاں مذہب امامی داخل ہوا ، مذہب جعفری بھی پہنچا لیکن مذہب امامیہ میں کثرت ہمیشہ اثنا عشریہ جعفریہ ہی کی رہی)

بلا یہ لکھتے ہیں :

- * ایران میں مذہب اثنا عشری کا اکثریت حاصل ہے۔ وہاں سنی بھی ہیں لیکن ان کی تعداد شیعوں سے کم ہے جو سنی مسلمان وہاں ہیں۔ ان میں اکثریت شافعیوں کی ہے۔
- * عراق میں بھی مذہب اثنا عشری کا غیر معمولی اثر و رسوخ اور مرتبہ حاصل تھا۔ وہاں اگرچہ مذہب اثنا عشری کے پیروں کی اکثریت نہیں لیکن ان کی تعداد کم بھی نہیں ہے۔

☆ نجف بلاد عراق کے شہر نجف میں اثنا عشری کی کثیر تعداد موجود ہے۔ وہاں امام علی کرم اللہ وجہہ کا مزار ہے۔
راس الاندلس اور ایواندلس ہیں۔

☆ عراق کے شہر کربلا میں سبط رسول ﷺ کا واقعہ شہادت پیش آیا۔ امام حسینؑ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے روحانی تاجدار مانے جاتے ہیں۔ کربلا میں شیعہ بہت بڑی تعداد میں آباد ہیں، بلکہ وہاں کے تقریباً تمام کے قریب باشندے شیعہ ہیں۔

☆ کاظمیہ امام جعفر صادق کے صاحبزادے جو ان کے بعد اثنا عشریہ کے امام بھی ہوئے، کی نسبت رکھنے والا عراق کے ایک شہر کاظمیہ میں بھی شیعوں کی اکثریت ہے اور یہیں ائمہ اثنا عشریہ کے ایک اور امام جو وہی کاظم کے پوتے ہیں، آرام فرما ہیں۔

☆ بغداد کی بستیوں میں سے ایک بستی سامرا میں بھی شیعہ حضرات کی اکثریت ہے۔ ائمہ اثنا عشریہ کے آخری امام محمد حسن الحسینی یہیں سے پردہ خیمہ میں چلے گئے۔

☆ لبنان اور شام کے دوسرے شہروں میں ہزاروں کی تعداد میں شیعہ موجود ہیں۔

☆ پاکستان و ہند کے بہت سے شہروں میں امامی نہ باب بھی موجود ہے۔

☆ بلاد مغربیہ میں خاصی تعداد میں موجود ہیں۔

☆ بلاد وسط افریقہ میں بھی شیعہ پھیلے ہوئے ہیں۔ مثلاً ٹانجیریا، صومالیہ، بلاد مستغال اور دوسرے افریقی شہروں میں وہ پائے جاتے ہیں۔ ان مقامات کے شیعوں کی کثیر تعداد اثنا عشریوں پر نہیں بلکہ اسماعیلیوں پر مشتمل ہے جو آراء مغرفہ کے حامل ہیں۔

☆ ملک یمن کی اکثریت زیدیہ فرقہ کی ہے۔ اثنا عشری بہت کم تعداد میں موجود ہیں۔

☆ بحرین میں بھی شیعہ بہت زیادہ ہیں۔

☆ ایک اور عرب شہر "قطیف" کے رہنے والے تقریباً سب شیعہ ہیں۔

شیعہ زیدیہ :

شیعوں کی ایک شاخ جسے زید بن علی کو امام تسلیم کرنے کی بنا پر اثنا عشریہ اور سیدیہ سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ زید بن علی کی وفات کے بعد زیدیہ نے علویوں کی بہت سی بغاوتوں میں حصہ لیا لیکن ان کی کوئی متحدہ جماعت نہیں تھی۔ دائرہ معارف الاسلامیہ میں مذکور ہے۔ دو جگہ زیدیوں کے سیاسی ارمان پورے ہوئے۔ آسن بن زید سے لے کر ۵۳۰ھ۔ ۱۱۳۹ء تک، مغرب کے علاقے میں بے قاعدہ و فلول سے اور بعض اوقات ایک دوسرے کے مخالف تقریباً بیس امام اور داعی ظاہر ہونے کے بعد مشرق

کے زیدی مکتویہ میں جو ایک چھوٹا سا فرقہ تھا، مدغم ہو گئے۔ یمن میں زیدی حکومت کا بانی القاسم الری کا پوتا الہادی بن یحییٰ بن الحسین تھا۔ یمن کی تمام سلطنتوں میں سے صرف یہی ایک باقی ہے۔^۱

نائبہ حال میں امام کو معزول کر کے یمن میں جمہوری حکومت قائم کر دی گئی ہے۔ زید یہ کاشع اس بنا پر ثابت ہے زیادہ مدت کو حضرت علیؑ اور ان کے فرزند حضرت امام حسن و حضرت امام حسینؑ پھر ان کی اولاد میں مختص مانتے ہیں۔ یہ ایک نزدیک امام کے لئے جہاد کرنا اور فقیہ ہونا لازمی ہے۔ دوزید بن علی کو اصول و فروع کا سرچشمہ مانتے ہیں تو حیدر ان کے بیشتر عقائد شیعہ اثنا عشریہ و معتزلہ کے مطابق ہیں۔^۲

دوسرے شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) کے حوالے سے نقل کیا گیا کہ انہوں نے کہا :

”اکثرهم فی زماننا مقلدون ، لا یوجعون الی رای اجتهاد ، اما فی الاصول فیرون رای المستورلة حذو القلادہ بالقدرة ، و یعضمون المة الاعزال اکثر من تعظیمهم امة ال الیت و اما فی الفروع فیسو علی مذهب ابی حنیفہ الا فی مسائل یوافقون فیها المشافعی و حمة اللہ“
(ان میں سے اکثر ہمارے زمانے میں مقلد ہیں۔ اجتہاد کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ وہ اصول میں معتزلہ کی رائے کی عمل پیرائی کرتے ہیں و معتزلہ اللہ کی انزال بیت سے زیادہ تعظیم کرتے ہیں۔ اور فروع میں وہ امام ابو حنیفہ کے مذہب پر چلتے ہیں۔ ہاں البتہ بعض مسائل میں وہ امام شافعی کی موافقت کرتے ہیں)

چھٹی صدی میں زیدیوں کی اکثریت اور معتزلہ کے عقائد میں بال برابر بھی اختلاف نہیں تھا اور زیدی فقہ میں عموماً ابو حنیفہ سے اور بعض مسائل میں امام شافعی سے متعلق ہیں۔ شیعہ زید یہ حضرت علیؑ سے پہلے خلفائے راشدین پر نمونہ کے میں اعتدال پسندی سے کام لیتے ہیں۔ اسی واسطے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امامت منقول ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی امامت جائز ہے۔ شیعہ کا یہ فرقہ اہل سنت کے دہ سے کچھ قریب ہے اور مقبول ہے۔ گئی عمصانی لکھتے ہیں کہ شیعہ زید یہ کا مرکز یمن ہے جہاں ان کی تعداد تیس آٹھ لاکھ زیادہ ہے۔^۳

شیعہ زید یہ کی سب سے قدیم کتاب ”المجموع“ ہے جو ان احادیث اور فتاویٰ پر مشتمل ہے جو امام زید بن علیؑ سے روایت کئے گئے ہیں اور جن کی ترتیب مضامین کے لحاظ سے ہے۔ آج کل ان کے علم فقہ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب ترویج النشیر شرح مجموع الفقہ الکبیر“ ہے جو شرف الدین حسین بن علی احمد جمعی (متوفی ۱۲۲۱ھ) کی جانب سے ہے۔ کتب تاریخ و فرق میں ہر مذہب کی طرح زیدیوں کے بھی بہت سے فرقے بتائے گئے ہیں مثلاً لاجوردیہ ، السلبانیہ ، القاسیہ وغیرہ۔^۴

۱۔ حوالہ سابق ص ۵۵۳/۱۰ ۲۔ حوالہ سابق ص ۵۵۷-۵۵۸
۳۔ الامامزید بن محمد بن محمد ص ۳۰۱۔ بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ ۵۵۸/۱۰ ملخص
۴۔ فلسفہ التشويع فی الاسلام ، صحیحی عمصانی ص ۶۳
۵۔ حوالہ سابق ص ۶۳-۶۴ ۶۔ دائرہ معارف اسلامیہ ۵۵۹/۱۰

شیعہ اسماعیلیہ :

یہ فرقہ موسیٰ کاظم کی امامت کا قائل نہیں بلکہ وہ ان کے بڑے بھائی اسماعیل بن جعفر کی امامت کے قائل ہیں۔ اسماعیلیہ کے مختلف نام ہیں مثلاً باطنیہ، سبعیہ، محمدرہ، تعلیمیہ، ویسویہ۔

اسماعیلیہ اقتدار کے مختلف ادوار :

- ۱۔ مغربی افریقہ، مصر، شام و قازانہ ۳۹ھ/۹۹۰ء تا ۵۶۷ھ/۱۱۷۲ء اور کو فاطمی دور خلافت کہا جاتا ہے۔ اسماعیلیوں نے سیاسی اقتدار کے حصول کے بعد اپنے امام کو خلیفہ بھی کہا اور عباسی خلفاء کے بالمقابل فاطمی خلفاء کو بے لیا، کیونکہ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ صحیح فاطمی ہیں۔ انہوں نے اپنے القاب بھی عباسیوں کے طرز پر رکھے۔
- ۲۔ شمالی ایران اور محققہ علاقہ ۳۸۳ھ/۱۰۹۰ء تا ۶۵۴ھ/۱۲۵۶ء۔
- ۳۔ محدود علاقوں میں مختصر مدتوں تک بالخصوص یمن میں غربی پہاڑیوں اور شام کے ساحلی علاقہ میں۔
- ۴۔ ۴۵۰ھ-۱۰۵۸ء میں بغداد پر ایک سال تک اسماعیلی (فاطمی) کا قبضہ رہا۔

اسماعیلی فقہ :

اسماعیلی فقہ میں قیاس اور رائے کو دخل نہیں ہے۔ ہر حکم نص قطعی کا محتاج ہے۔ جس کے لئے ان کے یہاں ہدایت امام کا نائب امام موجود ہے۔ ان کے ارکان دین سات ہیں :

(۱) ولایت (امام سے محبت اور اس کی اطاعت)

(۲) طہارت (انتقا) (۳) صلوٰۃ (۴) زکوٰۃ

(۵) حج (۶) روزہ (۷) جہاد

ان سب میں ولایت سب سے افضل ہے، جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ ان میں توحید و رسالت نہیں ہے۔ اس علم میں سب سے زیادہ نامور شخصیت قاضی نعمان بن محمد کی ہے۔

وہ علاقے جہاں اسماعیلیہ کو فروغ ملا :

- ۱۔ فاطمی دعوت کی ابتداء دوسری صدی ہجری کے آخر میں ہوئی۔ قریباً ۱۵۰ سال کی خفیہ جدوجہد کے بعد ان کا شمالی افریقہ میں ۳۹ھ-۹۹۰ء میں اقتدار ملا۔ پھر مغرب افریقہ پر ان کا قبضہ ہوا اور ۳۵۸ھ-۹۶۹ء میں مصر بھی ان کی قلمرو میں آگیا اور اس کے بعد محدود مدت کے لئے بلاد شام و عرب و یمن پر بھی ان کی حکومت رہی۔ لیکن یہ اقتدار بہت جلد زوال پذیر ہوا۔ ان کے مقبوضات آزاد ہو گئے حتیٰ کہ ۵۶۷ھ-۱۱۷۲ء میں اسماعیلیہ کو بصرہ

اس طرح چھوڑنا پڑا کہ وہاں ایک اسماعیلی بھی نہ رہا۔ جبکہ ۱۰۵۰ھ میں شمالی افریقہ کے باشندوں نے شیعہ مذہب کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا اور سنی مذہب میں فاطمی حکومت کا نشان نہ رہا۔ یہ دو علاقے تھے جن میں فاطمی دعوت کی کامیابی کے لئے ان کے چھٹے امام حضرت جعفر صادقؑ نے بشارت دی تھی۔

عصر میں زوال سے قبل ہی اسماعیلیہ (یعنی) نے اپنا مرکز یمن منتقل کر لیا تھا۔ مگر یمن میں محدود علاقوں پر ان کا قبضہ ہمارے دور و بھی بہت مختصر مدت کے لئے۔ یمن کو اسماعیلیہ مبارک نے بعد (مقدس علاقہ) کہتے تھے۔ کیونکہ یمن میں ہی ان کی دعوت کو ابتدائی کامیابی ہوئی تھی، لیکن یہ مبارک جگہ بھی ان کو اس نہ آیا اور قریباً پانچ صدیوں خاموشی کے ساتھ گزارنے کے بعد اسماعیلیہ (یعنی) کو ہندوستان منتقل ہونا پڑا۔ یمن کا اب یہ حال ہے کہ وہاں اسماعیلیہ (یعنی) بستی سلسبانی پورے چند ہزار کی تعداد میں ہیں۔

ہندوستان میں بھی اسماعیلیہ (یعنی) کو جو پورے کے نام سے معروف ہیں کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔ اب کچھ عرصے سے ان کی دعوت کا سلسلہ بھی بند ہے۔ قبل از پاکستان ان کی کل تعداد کا اندازہ سو اسیار لاکھ تھا۔ اسماعیلیہ کی ایک شاخ نزاریہ کو کچھ سی/ساتویں ہجری میں شمالی ایران و عراق کو یمنی علاقے اور شام کے سواہل پر اقتدار ملا۔ یہ اقتدار کوئی دیر نہ سوسال رہا۔ اس کا خاتمہ تاریخوں نے ۶۵۶ھ-۱۲۵۸ھ میں کیا، ان کا مرکز حکومت تھا۔ ان کے بعد نزاریہ ایران میں کئی جگہ منتقل ہوئے۔ آخر کار ان کو بھی ہندوستان میں ہی پناہ دینی اور نزاریوں کے امام حسن علی شہید آقا خاں اول ۱۲۵۸ھ-۱۸۳۲ھ میں سندھ آ گئے۔ یہ لوگ آغا خانی کہلاتے ہیں۔ حکومت برطانیہ کی سرپرستی کے باوجود ہندوستان میں ان کی دعوت کو فروغ نہ ہو سکا۔ مختصر اسماعیلیہ کو حکومت بھی ملی، دولت بھی۔

وجود و صورت حال :

ڈاکٹر زاہد علی نے کتاب تاریخ فاطمین میں لکھا ہے کہ ایک اندازے کے مطابق قبل از پاکستان دنیا کے تمام ممالک میں اسماعیلیوں (نزاریہ) مستعلو یہ دوروز اور ان کے تمام فرقوں کی تعداد پانچ لاکھ تھی۔ جو اب بڑھ کر زیادہ سے زیادہ لاکھ ہو گئی ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ اسماعیلیوں میں بڑی تعداد تعلیم یافتہ افراد کی ہے۔ یہ لوگ تجارت کرتے ہیں۔ بہت میں بالواسطہ حصہ لیتے ہیں۔ - Unity in Adversity (محبت میں اتفاق و اتحاد) کے اصول کے تحت فخرم ہیں اور بیوروکری کی طرح تعداد کے تناسب سے زیادہ معروف ہیں۔ لیکن ان کی آبادی منتشر ہے۔ نیز نزاریہ (انٹاٹینوں) اور یمنی مستعلو یہ (بوہروں) میں شدید اختلاف ہے۔ لہذا اپنے پھیلاؤ سے زیادہ عوامی رفاہی امور میں دلچسپی لیتے نظر آتے ہیں تاکہ ملت الناس ان کے متعلق نیک خیال قائم کریں مگر حقیقت یہی ہے کہ وہ دنیا میں مسلمانوں کی کل تعداد کے اعتبار سے ایک ہزار میں ایک ہیں۔

۱۔ جامعہ فاطمین مصر روزہ اپریل ۹۸/۱۳۳۳ء، مجلس انجمنی کراچی طبع دوم ۱۹۶۳ء

۲۔ آپ کو میں بحوالہ اسماعیلیہ اور عقیدہ و مامت ۱۹۶۹ء

۳۔ حوالہ سابق ۸۳/۱۳۳۳ء

۴۔ حوالہ سابق ۲۹۱/۲

۵۔ جامعہ فاطمین مصر روزہ اپریل ۸۳/۱۳۳۳ء، مجلس انجمنی کراچی طبع دوم ۱۹۶۳ء

۶۔ اسماعیلیہ اور عقیدہ و مامت کا تعارف، سید خلیفہ حسین ص ۵۷

مکتبی محمدصافی نے اسماعیلیہ کی موجودہ حالات کے بارے میں جو لکھا ہے اس کا مقبوم یہ ہے کہ آج کل شیعہ اسماعیلیہ کے دو فرقے ہیں : ایک اسماعیلیہ شرقیہ اور دوسرا اسماعیلیہ غربیہ۔

اسماعیلیہ شرقیہ کا مرکز ہندوستان ہے اور اس کے پیرو ایران اور وسط ایشیاء میں بھی ہیں۔ اس فرقہ کے قائد سلطان محمد شاہ عرف آغا خان ہیں جو ان کے نزدیک، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اڑتالیسویں امام ہیں۔ اس فرقے کے لوگ اپنے مال کا عشر یعنی دسواں حصہ انبی کو دیتے ہیں۔ ان کی تعداد برطانوی ہند میں تقریباً دس لاکھ ہے۔

اسماعیلیہ غربیہ جنوبی عرب کے علاقے میں، فلج فارس کے قریب و جوار میں شام میں حماہ اور لاذقیہ کے پہاڑی علاقوں میں آباد ہیں۔ شام میں اسماعیلیوں اور علویوں کی تعداد تقریباً سائے میں ہزار ہے۔ فقہ اسماعیلیہ مشہور نہیں فلسفی مسائل میں اسماعیلی لوگ "دعائے السلام الاسلام" پر اکتفا کرتے ہیں۔ جس کے مؤلف قاضی نعمان بن محمد حمی مغربی (متوفی ۵۳۶۳) میں اس کتاب کے متعدد قلمی نسخے موجود ہیں مگر پوری کتاب بحال شائع نہیں ہوئی۔ اس میں سے کھاب الوصیہ، کھاب السجھاد اور المقدمات کو جناب آصف بن علی اصغر قمی نے ۱۹۵۱ء میں مصر سے چھپوا کر شائع کیا۔

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ شیعہ مذہب سے متعلق کتابوں کا حصول ایک مسئلہ رہا ہے جس کا اعتراف مغربی مستشرقین نے بھی کیا۔ مثلاً Shorter Encyclopaedia of Islam میں "ISMA'ILIA'Y A" (اسماعیلیہ) کے عنوان کے تحت مقالہ نگار W. Ivanw. لکھتے ہیں :

"Apparently very Few pre-Fatimid works are now preserved, and as little authentic information about early Ismaili doctrine is available as generally about the early shi'a." ①

(ظاہری طور پر دیگر امامیہ (شیعہ) کی طرح اسماعیلیوں کے متعلق بھی معلومات محدود ہیں)



احکام شریعت کے ماخذ

فصل اول : احکام شریعت کے متفق علیہ ماخذ

☆ الكتاب

☆ السنة

☆ الاجماع

☆ القياس

فصل دوم : احکام شریعت کے مختلف فیہ ماخذ 773-814

☆ استحسان

☆ مصالح مرسلہ / استصلاح

☆ سد الذرائع

☆ استصحاب

☆ عرف و عادت

☆ مذهب صحابی

☆ شرع من قبلنا

ب چہارم

احکام شریعت کے مآخذ

اباب میں ہم شرعی احکام کے مآخذ پر گفتگو کریں گے۔ مآخذ اسم مکان کے وزن پر ہے جیسے مصدر وہ جگہ جہاں سے نفع صادر ہو۔ مخرج وہ مقام ہے جہاں سے کوئی چیز خارج ہو اسی طرح مآخذ وہ جگہ ہے جہاں سے کچھ اخذ (حاصل) ہوتے۔ مآخذ کی جمع مآخذ ہے شرعی احکام ان مآخذ سے معلوم ہوتے ہیں جو شارع نے دیئے ہوں یا قائم کئے ہوں۔ احکام کے مکلف لوگوں کی طرف رہنمائی کریں ان مآخذ کو اصول الاحکام، مصادر تشریع الاحکام اور الاحکام کہتے ہیں۔ یہ سب مترادفات ہیں اور سب کے ایک معنی ہیں۔

دلیل کے لغوی و اصطلاحی معنی :

دلیل کے لغوی معنی

”ماہیہ دلالة وارشاد الی ای امر من الامور“۔

(جو کسی چیز یا کام کی طرف رہنمائی کرے یا قائلے)۔

علمائے اصول کی اصطلاح میں دلیل کی تعریف یہ ہے :

”انہ الذی یوصل بصحیح النظر فیہ الی مطلوب خبری“۔

(دلیل وہ ہے جس کے ذریعے صحیح طور پر فکر کے بعد حکم شرعی تک پہنچنا ممکن ہو)۔

اسی سیاق میں ”المسودہ“ میں مذکور ہے :

”وحکی عن بعض المتکلمین انہ خص الدلیل بما اوجب القطع، فاما ما اصاب الظن

فہو امارۃ عنہم“۔

(دلیل کی تعریف میں بعض متکلمین نے یہ شرط لگائی ہے کہ دلیل وہ ہے جو یقینی طور پر حکم شرعی تک پہنچا دے اگر حکم شرعی

تک پہنچانا یقینی ہو تو اس کو امارت (علامت) کہتے ہیں (دلیل نہیں)۔

لیکن علماء اصول کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ اس کے لئے ایسی کوئی شرط ضروری نہیں ان کے نزدیک دلیل شرعی کا لازمہ یہ ہے جس سے عملی حکم شرعی معلوم ہو، خواہ وہ قطعی طور پر معلوم ہوں یا ظنی طور پر۔

الاحکام فسی اصول الاحکام صیف الدین ابن ابی الحسن علی بن ابی علی محمد الامدی متوفی ۶۳۱ھ و مت و دار الفکر ۱۳۷۷ھ۔ ۱۹۹۶ء الامدی

ابن ابی نعیم۔ عبدالمکریم زبیری ان میں ۱۳۷۷ء اور دارالان کا کئی ہی نسخہ

۱۔ المسودہ، فسی اصول الفقہ، محمد الدین عبدالسلام شہاب الدین عبداللہ، شیخ الاسلام ابن ابی عمیر ابن حبیہ ص ۵۷۳، جمع تفسیر شہاب

ابن ابی عمیر ابن محمد بن محمد شیلی متوفی ۴۵۷ھ و مت و دار الکتاب العربی لبنان۔

۲۔ الوجہ، بعد المکریم زبیری ان میں ۱۳۷۷ء اور دارالان کا کئی ہی نسخہ۔

احکام شریعت کے متفق علیہ ماخذ

احکام شریعت کا پہلا ماخذ الکتاب (قرآن کریم)

باب چہارم کی پہلی فصل میں متفق علیہ بنیادی ماخذ قرآن و سنت اور ان کے ذیلی ماخذ اجماع و قیاس کو بیان کیا گیا ہے اور اس باب کی دوسری فصل میں مختلف فیہ ماخذ پر گفتگو کی جائے گی۔

قرآن کا تعارف :

خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ۱۱/۴ اپریل ۵۷۰ھ بروز جمعہ صاوق کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل مکہ المکرمہ میں پائے گئے۔ ان کی حیرہ سال بھی اور دس سال مدنی زندگی میں ضرورت و حالت کی مناسبت سے اللہ کی جانب سے پہلے پروردگار بجا نازل ہونے والی کتاب ”قرآن“ ہے۔ یہی دور میں نازل ہونے والا حصہ زیادہ تر توحید کی دعوت اور باتِ حیات بعد الموت اور قیامت کے عقیدہ کو ذہنوں اور دلوں میں بٹھانے سے متعلق ہے یا اس میں قانون سازی کا عام بنیادوں کا ذکر ہے۔ یا اس میں تفصیل اخلاق، آداب یا گزشتہ انبیاء و اقوام کے متعلق بیان ہوئے تاکہ وہ لوگ بہت حاصل کریں۔ کیونکہ یہاں مسلمان انظر لوی طور پر جدوجہد میں مصروف تھے مگر جب یکم جبری میں مدینہ منورہ پہنچا یا قاعدہ اسلامی ریاست بننے کا شرف حاصل ہو گیا تو اجتماعی معاملات سے سابقہ بڑا ایک لازمی امر تھا تو اس صورت کے پیش نظر یہاں جو حصہ نازل ہوا وہ عبادات، معاملات، قاعدائی نظام، وراثت، جہاد، اجتماعی و بین الاقوامی شکایت اور امور مملکت وغیرہ سے متعلق تھا۔ اس لئے قانون سازی کے نقطہ نظر سے مدنی دور زیادہ اہم ہے۔

سب سے پہلی اور آخری وحی :

صحیح ترین قول کے مطابق قرآن کریم کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت یہ ہے : ”اقراء باسم ربک“ (اسی خلق) (ابتدائی پانچ آیات)۔ اور سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت سے متعلق صحیح بخاری میں باب اول و اقوالہ یومنا تو جمعون فیہ الی اللہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ : ”اخبرنا انزلت علی نبی اللہ ایۃ الرہوا (سب سے آخر میں آپ پر آیت رہو نازل ہوئی)۔“

اس کے پیش (۲۳) برس میں تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی بھی متعدد حکمتیں ہیں مثلاً دعوتی مہم کے دوران رسول کریم ﷺ کی رہنمائی فرمانا، ان کی ہمت افزائی اور دلجوئی کرنا وغیرہ اور اس مقدس کتاب قرآن کریم کے افجاز کے بھی لقب پہلو ہیں مثلاً الفاظ و اسلوب کی یافت، اخبار اقوام سابق علی حقائق پر مشتمل ہونا وغیرہ وغیرہ۔

۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔

قرآن کریم کی تعریف :

علامہ اصول سے اس کی مختلف تعریفیں منقول ہیں ان میں سے ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ اس کی تعریف جامع و مانع ہو۔ کتاب اصول بزدوی میں یہ تعریف منقول ہے :

"القرآن هو الكتاب المنزل على رسول الله (ﷺ) المكتوب في المصاحف المنقول عن النبي عليه السلام نقلا متواترا بلا شبهة"۔

(قرآن مجید وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول حضرت محمد پر نازل ہوئی جو صحیفوں میں لکھی ہوئی ہے اور جو ہم تک بغیر کسی شک و شبہ کے تواتر کے ساتھ نقل و نقل ہو کر پہنچی ہے۔)

اس تعریف میں القرآن کو عظمیٰ قرار دیا جائے تو القرآن کے ذریعہ کتاب کی تعریف لفظی (یعنی کسی غیر معروف لفظ کو معروف کے ساتھ تعبیر کرنا جیسے لفظ غنیمت کو اسد سے) اور المنزل علی الرسول سے تعریف حقیقی یعنی صورت غیر حاصلہ حاصل کرنے کے لئے جو تعریف کی جائے) سے اور المکتوب فی المصاحف کی قید سے وہ آیات خارج ہو گئیں جن کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے مگر حکم باقی ہے۔ مثلاً "الشیخ والشیخو والشیخوۃ اذا زلفوا جمعوا الیہ لکلام اللہ" اور قضاء درمقام میں حضرت ابی کی قرأت بعد من ایام متابعات اور کفار و یحییٰ میں عبد اللہ بن مسعود کی قرأت : "فصیام ثلثہ ایام متابعات" جو کہ مصحف میں مکتوب نہیں اس لئے قرآن کی تعریف سے خارج ہو جائیں گے۔

قرآن کس چیز کا نام ہے؟

اس بارے میں ملاحیون (متوفی ۱۳۰ھ) نے تین اقوال ذکر کئے ہیں۔

پہلا قول : قرآن فظہ اعظم (لفظ) کا نام ہے دلیل یہ ہے کہ انزال، کتابت نقل کے ساتھ نظم و لفظ تو متصف ہو سکتا ہے معنی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : "انا انزلناہ قرانا عربیا"۔ (ہم نے قرآن عربی میں نازل کیا)۔ عربیت اور غیر عربیت کا تعلق الفاظ کے ساتھ کے ہوتا ہے نہ کہ معنی کے ساتھ۔

دوسرا قول : قرآن فظہ معنی کا نام ہے اس کی دلیل یہ ہے امام ابو حنیفہ نے نماز میں فارسی زبان میں تلاوت کی اجازت دی تھی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : "وانہ لفسی ذہرا الاولین"۔ (پچھلی تمام کتب مادی غیر عربی میں تھیں اس لئے قرآن کا ان میں موجود ہونا معنی کا ہے لفظ نہیں)۔

تیسرا قول : تیسرے اور چاروں قول یہ ہے کہ : "القرآن هو اسم للنظم والمعنی جمیعاً"۔ (قرآن نظم و معنی کے مجموعے کا نام ہے)۔ علامہ النسخی نے المنار کے متن میں لفظ کے بجائے ادباً "نظم" کا لفظ استعمال کیا۔

۱۔ اصول بزدوی اور کشف الاسرار علی اصول فقہ الاسلام لہو دوی لکھنؤی/۲۲۲۱۔۲۲۲۲ کراچی المدفوعہ و مطبعہ سنہ

۲۔ کشف الاسرار علی اصول فقہ الاسلام لہو دوی/۲۲۱۱۔۲۲۱۲۔

۳۔ یوسف : ۲۔ مع اشراء : ۱۹۶۔

۴۔ نور الاولی المنار حافظہ شیخ احمد رضا نے نئی متوفی ۱۳۵۰ھ میں ۱۳۵۰ھ مطبعہ الکبریٰ الدیمیریہ ۱۳۶۱ھ۔

قرآنی احکام کی تقسیم :

قرآنی کریم مختلف قسم کے احکام پر مشتمل ہے عبد الوہاب خلافت نے لکھا :

”انواع الاحکام الہی جاء بها القرآن الکریم ثلاثہ“

الاول : احکام اعتقادیہ، تتعلق بمایجب علی المکلف اعتقاده فی الله وعلائکة وکبه ورسله والیوم الآخر.

والثانی : احکام خلقیہ تتعلق بمایجب علی المکلف ان یتحلی به من الفضائل و ان یتخلی عنه من الرذائل.

والثالث : احکام عملیہ تتعلق بما یصلو عن المکلف من اقوال و افعال و عقود و تصرفات وهذا النوع الثالث هو فقه القرآن، وهو المقصود الوصول الیه بعلم اصول الفقه“

(قرآن کریم میں احکام کی تین قسمیں بیان ہوئی ہیں) :

اول : اعتقادی احکام، جو اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان کے مکلف پر واجب ہونے سے متعلق ہیں۔

دوم : اخلاقی احکام، جو مکلف کے اخلاقِ تمیدہ سے متصف ہونے اور ذلِ اخلاق سے چمکنا دلانے کے وجہ سے متعلق ہیں۔

سوم : احکام عملیہ، جو مکلف کے اقوال و افعال اور عقود و تصرفات سے متعلق ہیں۔ اور فقہ میں یہی مقصود ہیں اور فقہ اصول فقہ کا مقصد بھی ان سے واقفیت اور ان تک رسائی ہے۔

اس کے بعد موصوف نے احکام عملیہ کو دو قسموں اول عبادات جیسے نماز و روزہ و غیرہ جن کا مقصد فرد کا رب سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ دوم معاملات جو ذاتی (Private Law) کی صورت میں ہوتے ہیں اور غیر انہیں نے معاملات کو مزید سات قسموں میں تقسیم کیا۔

مضامین کے لحاظ سے قرآنی احکام کی تقسیم :

مضامین کے لحاظ سے قرآن میں احکام کی اقسام کو عبد الکریم زید ان نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے :

(۱) ”الاحکام المتعلقة بالاسرة، وهي تدخل فی نطاق ما یسمى : بقانون الاسرة، او بمسائل الاحوال الشخصية : کالنکاح والطلاق والیتة والنسب والولاية، ونحو ذلك، ويقصد به انشاء الاسرة علی اساس قویمة، وبن حقوقي و واجبات افرادھا، و آیات هذه الاحکام نحو (۷۰) آية.

(ب) الاحکام المتعلقة بمعاملات الافراد المالية : کالبيع والرهن وسائر العقود، وهي تدخل فی نطاق ما یسمى : بالقانون المدني، و آیاتھا نحو (۷۰) آية.

- (۱) الاحکام المتعلقة بالقضاء والشهادة واليمين، ويقصد بها: تنظيم اجراءات التقاضى لتحقيق العدالة بين الناس، وهى تدخل فيما يسمى اليوم: بقانون المرافعات، وآياتها نحو (۱۳) آية.
- (۲) الاحکام المتعلقة بالجرائم والعقوبات، وهى تكون القانون الجنائى الاسلامى، وآياتها نحو (۳۰) آية، ويقصد بها: حفظ الناس واعراضهم واموالهم، واشاعة الطمأنينة والاستقرار فى المجتمع.
- (۳) الاحکام المتعلقة بنظام الحكم، ومدى علاقة الحاكم بالمحكوم وبيان حقوق وواجبات كل من الحاكم والمحكومين، وهى تدخل فيما يسمى: بالقانون الدستورى، وآياتها نحو (۱۰) آيات.
- (۴) الاحکام المتعلقة بمعاملة الدولة الاسلامية للدول الاخرى، ومدى علاقتها بها، ونوع هذه العلاقة فى السلم والحرب، وما يترتب على ذلك من احكام، وكذلك بيان علاقة المسلمين (الاجانب) مع الدولة الاسلامية وهذه الاحكام منها ما يدخل فى نطاق القانون الدولى العام، ومنها ما يدخل فى نطاق القانون الدولى الخاص، وآياتها نحو من (۳۵) آية.
- (۵) الاحکام الاقتصادية: وهى المتعلقة بموارد الدولة ومصروفاتها، وبحقوق الافراد فى اموال الاغنياء وآياتها نحو من (۱۰) آيات.
- (الف) خاندان احکام يعنى عائلى قوانین : یہ وہ احکام ہیں جو اس قانون کے دائرہ میں آتے ہیں جن کو جدید اصطلاح میں عائلى قانون یا شخصى قوانین کہا جاتا ہے جیسے نکاح، طلاق، اولاد نسب، ولایت، وغیرہ ان احکام کا مقصد خاندان کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا اور اس کے افراد کے حقوق و فرائض کو بیان کرنا ہے۔ ان احکام سے متعلق آیات کی تعداد تقریباً ۷۷ ہے۔
- (ب) وہ احکام جن کا لوگوں کے مالی معاملات سے تعلق ہے جیسے بیع، ہب، اور مقبوضہ یہ احکام اس قانون کے دائرہ میں آتے ہیں جن کو موجودہ اصطلاح میں دیوانى قوانین کہا جاتا ہے ان آیات سے متعلق آیات کی تعداد تقریباً ۷۷ ہے۔
- (ج) قضاء و شہادت اور قسم کے بارے میں احکام : ان کا مقصد عدالتی کارروائیوں کو منظم کرنا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کیا جاسکے۔ یہ احکام دور حاضر کے قانون عدل میں داخل ہیں ان آیات کی تعداد تقریباً ۱۷ ہے۔
- (د) جرم و سزا سے متعلق احکام : یہ اسلام کا فوجداری قانون ہے ان آیات کی تعداد تقریباً ۳۰ ہے ان کا مقصد لوگوں کی جان، مال اور عزت و آدمی کی حفاظت ہے، نیز معاشرہ میں انہماک و سکون قائم کرنا ہے۔
- (هـ) نظام حکومت، حاکم و محکوم کے درمیان تعلق کی وسعت، اور حاکم و محکوم کے حقوق و فرائض سے متعلق احکام، یہ احکام دور حاضر کے دستورى قانون میں داخل ہیں ان امور سے متعلق آیات کی تعداد ۱۷ ہے۔

(د) اسلامی سلطنت کا دوسری سلطنتوں کے ساتھ معاملہ مان کے تعلقات کی حدود نہ مانہ جنگ و امن میں ان تعلقات کی نوعیت اور ان تعلقات کے نتیجہ میں مرتب ہونے والے نتائج سے متعلق احکام، اسی طرح ان میں وہ احکام بھی شامل ہیں جو اسلامی سلطنت میں دوسرے ملکوں کے پناہ لینے والے یا آنے والے لوگوں سے متعلق ہیں ان میں سے بعض احکام تو عام بین الاقوامی قوانین کے دائرہ میں داخل ہیں اور بعض خصوصی (پرائیویٹ) بین الاقوامی قانون شامل ہیں ان آیات کی تعداد تقریباً ۲۵ ہے۔

(ز) اقتصادی احکام، یہ احکام اسلامی سلطنت کے آمدنی، خرچ اور مالداروں کی دولت میں دوسرے افراد کے حقوق سے متعلق ہیں ان آیات کی تعداد تقریباً ۱۰ ہے۔

اس طرح عبدالمکریم زیدان کے مطابق ان آیات کی تعداد ۲۲۸ ہوئی جن کے مضامین احکامی نوعیت کے ہیں۔

تجزیہ : منصوص احکام کی تعداد کتنی ہے؟ اس کو دو طرح سے دیکھنا چاہیے۔

۱۔ قرآن کریم کے منصوص احکام۔

۲۔ احادیث کے منصوص احکام۔

دونوں قسم کے منصوص احکام کی تعداد میں علماء کی مختلف تحقیقی آراء ہیں۔ مثلاً قرآنی احکام کے متعلق شیخ محمد الدین عبدالسلام لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک ایسی آیات ڈیڑھ سو ہیں۔ امام غزالیؒ کے نزدیک ایسی آیات پانچ سو ہیں۔ نواب صدیق حسن نے نیل الہرام میں تقریباً دو سو آیات احکام درج کی ہیں۔ احکام فی احادیث کی تعداد سے متعلق امیر یمنی اپنی کتاب ”نوسبہ الافسار“ میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری بن سید القطن اور امام عبدالرحمن مہدی کے نزدیک ان کی تعداد آٹھ سو ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک کے نزدیک نو سو اور امام ابو یوسف کے نزدیک گیارہ سو ہیں۔

قرآن و احادیث کے منصوص احکام پر کتابیں :

اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً احکام القرآن پر امام شافعی کے مباحث ایک جلد میں، امام ابو بکر جصاص کی احکام القرآن تین ضخیم جلدوں میں، قاضی ابوبکر بن الخری مالکی کی کتاب چار ضخیم جلدوں میں، امام قرطبی کی ”الجامع لاحکام القرآن“ تقریباً دس جلدوں میں ہے اور مختصر کتابوں میں امام سیوطی کی ”الاکلیل“، طائیفوں کی ”تفسیرات الاحمدیہ“ اور صدیق حسن کی ”نیل المعروم“ قابل ذکر ہیں۔ عصر حاضر کے شیخ محمد دروزہ شامی کی ”المستودع القرآن“ دو ضخیم جلدوں میں بہترین کتاب ہے۔

احکام فی احادیث پر بھی عمدہ کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً چوتھی صدی ہجری کے امام جعفر طحاوی کی شرح معانی الآثار، پانچویں صدی ہجری کے امام ابن حزم کی مکمل اور علامہ بن حجر عسقلانی کی بلوغ المرام وغیرہ وغیرہ۔

قرآن میں احکام بیان کرنے کا اسلوب :

قرآن کریم میں احکام کا تذکرہ کبھی امر کے مینہ کے ساتھ ہوتا ہے : "واذا حکمتکم بین الناس ان تحکموا" (بجس قسم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو) اور کبھی نہی کے مینہ سے جیسے اس آیت میں ہے : "واشکحوہا صلیح بناء کم" (اور جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا تم ان سے نکاح نہ کرو) کبھی یہ کہہ کر حکم ہوتا ہے کہ فعل مکتوب (فرض) ہے جیسے "کسب علیکم الصیام" (تم پر روزے مکتوب ہیں) کبھی جب اس سے منع کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ کہہ کر منع کیا جاتا ہے کہ اس میں کوئی خیر نہیں جیسے اس آیت میں ہے : "لا تعیر فی کثیر من نجو اہم" (ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں) اور کبھی جب فعل کی بہت پر زور دینا مقصود ہوتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کا نتیجہ بتایا جاتا ہے۔ جیسے میراث کے احکام کا ذکر کرنے کے بعد آیت میں ہے : "فلک حنود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنتا تجری من تحتہا الانہار خالدین لہا ولک الفوز الکبیر ومن یعص اللہ ورسولہ یدخلہ ناراً خالداً فیہا ولہ عذاب مہین" (۱)۔
 یا اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ایسے پانوں میں داخل کرے گا جس کے لئے یہ بہتر ہے ہوں گے اور ان پانوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بنی بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرے گا اللہ اسے آگ میں ڈالے گا۔ جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

ای طرح وہ فعل جس کے کرنے پر قرآن نے تعریف کی ہو یا اس کے کرنے پر ثواب کا وعدہ کیا ہو یا فرض یا مندوب ہے ، فعل جس کی قرآن مذمت کرتا ہو یا اس کے کرنے پر کسی سزا کا ذکر کرے وہ حرام ہے یا مکروہ اور ہر وہ فعل جس کے ساتھ فعل لکم (۲) (تمہارے لئے حلال ہے) یا لاجتہاح علیکم (۳) (تم پر کوئی گناہ نہیں) ہو یا اس کے ساتھ مذمت اور سزا کا ثواب میں سے کچھ بھی ذکر نہ کیا ہو وہ مباح ہے۔

قرآن کریم کی حجیت :

قرآن سے قرآن کی حجیت پر کئی آیات پیش کی جاتی ہیں مندرجہ ذیل آیت مبارکہ سے بھی قرآن کریم اور اس کے راویوں کے اجماع کے دلائل شریعت ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

"یا ایہا الدین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فر وہ الی اللہ والرسول ان کنتم تو منون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر و احسن ناولا" (۴)
 (اے لوگو جو ایمان لائے ہو باطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کی اور رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحب امر ہوں پھر اگر تمہارے درمیان نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر واقعی تم اللہ اور رسول آخر پر ایمان رکھتے ہو یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے)

اعتقاد بیانات بھی ایذا سمجھ، حسن، ضعیف اور موضوع حدیث کی قسمیں تو ہو سکتی ہیں لیکن سنت کی نہیں سنت صرف مستند اور قابل اعتماد احادیث ہی کو کہا جاتا ہے، موضوع احادیث کو سنت نہیں کہا جاسکتا۔ ان دونوں اصطلاحات کے مابین یوں بھی فرق کیا جاسکتا ہے کہ سنت شرعی حکم کو کہتے ہیں اور جس روایت میں یہ حکم بیان کیا گیا ہو اس کو حدیث کہتے ہیں۔ مثلاً ان حدیث میں چار شریعتیں ہیں کا مطلب ہوگا کہ چار حکم ہیں، جمہور اصولیین ان کے مابین فرق رکھتے ہیں حدیثین کی طرح ان کو مترادف نہیں سمجھتے۔

سنت بحیثیت مستقل بالذات قابل استناد ماخذ شریعت :

قرآن کریم کی طرح سنت بھی مستقل بالذات قابل استنادین کا ماخذ شریعت کا مصدر ہے چنانچہ علامہ شمس الدین فرماتے ہیں :
 "اعلم انه قد اتفق من بعدہ من اهل العلم علی ان السنة المطهرة مستقلة بتشريع الاحكام
 وانها كالقران فی تحلیل الحلل وتحريم الحرام"۔
 (معلوم ہوا ہے کہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ سنت مطہرہ شرعی احکام میں مستقل حیثیت کی حامل ہے اور کسی چیز کو طلال قرار دینے یا حرام کرنے میں اس کا وسیع قرآن کریم ہی کی طرح ہے۔)
 پھر وہ آگے چل کر لکھتے ہیں :

"ان لیسوت حجة السنة المطهرة او استقلالها بتشريع الاحكام ضرورة دينية ولا يخالف فی ذلك الامن لاحتظاره فی دین الاسلام"۔

(سنت مطہرہ کی حجیت کا ثبوت اور تشریع احکام میں اس کی مستقل حیثیت ایک اہم دینی ضرورت ہے اور اس کا مخالف دینی مفہم ہے جس کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں)

سنت کے مستقل حجت شرعی ہونے کا مطلب :

اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ نبی ﷺ کی صحیح حدیث سے جو حکم ثابت ہو وہ مسلمان کے لئے قابل اطاعت ہے چاہے اس کی صراحت قرآن کریم میں ہو یا نہ ہو۔ آپ ﷺ کے صرف وہی فرمودات قابل اطاعت نہیں ہوں گے جن کی صراحت قرآن کریم میں آگئی ہو۔ امام شافعی نے عبد الرحمن بن مہدی بن حسان متوفی (۱۹۸ھ) کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے کہا :

"النزادقة والخوارج وضعوا الحديث" ما انا کم عنی فاعرفوا حوزہ علی کتاب اللہ فان وافق کتاب اللہ فلا قلہ وان خالف فلم اقلہ"۔

(نزدقہ اور خوارج نے یہ حدیث گھڑی کہ میری بات کو قرآن پر پیش کرو اور جو اس کے موافق ہو اسے قبول کرو اور جو اس کے مخالف ہو اسے رد کرو۔)

لام شکانی نے مزید فرمایا :

”واما ما يروى من طريق ثوبان في الامر بمعرض الاحاديث على القرآن فقال يحيى بن معين :
الله موضوع وضعه الزنادقة“^۱

(جو قرآن پر حدیث کو پیش کرنے کے بارے میں (آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) ثوبان (بن یحییٰ یا ابن یحییٰ راہلہاشی
حتیٰ ۱۳۵ھ) سے روایت بیان کی گئی ہے یحییٰ بن معین (بن عیون اقطیفانی حتیٰ ۱۳۳ھ) نے کہا یہ روایت موضوع ہے
(یعنی زنادقہ) (پدیدینوں) نے گھڑا ہے۔)

سنت کی بطور ماخذ قرآن کریم سے توثیق :

توثیق کرنے والے چند قرآنی دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

لہذا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ”لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة“ (تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں
بیکہ بہت اچھا نمونہ ہے) اسی طرح اللہ کا ارشاد ہے : ”قل ان كنتم تحبون الله فليحبوني يحييكم الله“^۲ (اے نبی)
کہو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ”والنزل الله عليك الكتاب والحكمة وعلمك ما لم تكن تعلم“^۳ (اور اللہ نے آپ پر کتاب و
حکمت نازل فرمائی اور جو آپ نہیں جانتے تھے اس کی تعلیم فرمائی) سے متعلق فرمایا : ”لقد كسر الله الكتاب، وهو
القرآن، وذكر الحكمة... الحكمة سنت رسول الله“^۴ (اللہ نے (اس آیت میں جو) کتاب ذکر کیا وہ
قرآن ہے اور جو حکمت کا ذکر کیا... حکمت سنت رسول اللہ ہے۔)

سنت اور حدیث کے بارے میں صحابیہ کا طرز عمل :

امام دارمی نے اپنی مسند میں اور ابن عبد البر نے جامع بیان العلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے
میں لکھا کہ جب ان کے سامنے کوئی قانونی مسئلہ زیر غور آتا تو وہ پہلے قرآن کریم سے اس کا حل تلاش کرتے وہاں نہ
پائے تو پھر اعلان کر دیتے کہ اس بارے میں کسی کو رسول اللہ کے کسی قول کا علم ہو تو آکر بتائے اگر کوئی شخص اس بارے
میں آپ ﷺ کے طرز عمل کی خبر دیتا تو آپ اس کے مطابق فیصلہ کرتے اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے اور فرماتے :
”الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على فينا“^۵ (اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے اندر ایسے لوگوں کو باری رکھا
جو ہمارے نبی کی سنتوں کی حفاظت کرتے ہیں)۔ حضرت عمر فاروق اپنے دور میں مختلف علاقوں کے عامل مقرر کرتے
وقت سنت کی اہمیت کو اجاگر کرتا ضروری سمجھتے فرماتے کہ میں اعمال و حکام بھیجتا ہوں تاکہ وہ دین اور نبی کی سنتیں
سمجھ سکیں۔ سنت کے بارے میں حضرت عمر کا موقف اس خط سے بھی واضح ہو جاتا ہے جو انہوں نے قاضی تشریح کے نام لکھا کہ
حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کا طرز عمل بھی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی طرح ہوتا تھا۔

۱۔ ارشاد الفحول لاشوکانی ۱/ ۱۵۷ ج الاحزاب : ۲۱۔ ج۱ ال عمران : ۳۶۔ ج۱ النساء : ۱۱۳۔

۲۔ ترجمہ جامع ترمذی اور ابن کثیر شافعی ص ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳

سنت کے بارے میں فقہاء کا موقف :

صحابہ کرام کے بعد جب مسلمانوں کو نئے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا تو اس کے حل کے لئے علمائے اُمت نے قرآن و سنت کی روشنی میں غور و فکر کرنے کے لئے کچھ کلیات (اصول) وضع کئے اس علم کو اصول فقہ کا نام دیا گیا۔ ان کی بنیاد قرآن و سنت دونوں تھی اس لئے کسی بھی امام نے سنت کو چھوڑ کر صرف قرآن کو شریعت اسلامی کا مآخذ قرار نہیں دیا۔

امام شافعی کی سنت کے بارے میں رائے :

امام شافعی فرماتے ہیں :

"فروض الله على الناس اتباع وحيد ومن رسول الله"

(اللہ نے لوگوں پر اپنی وحی اور اپنے رسول کی سنت کی اتباع فرض کر دی۔)

غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ امام شافعی کا یہ قول جس میں ان سے منسوب فقہی قواعد کا خلاصہ دیکھا جاسکتا ہے قرآن کریم کے الفاظ ہی کو ذرا مختلف انداز میں بیان کرتا ہے۔ ارشاد باری ہے : "وما يسطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى" (وہ (نبی) اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا یہ تو ایک وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے)۔

قرآن و سنت کی حجیت کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ کی رائے :

شہاب الدین کی (متوفی ۷۶۳ھ) نے کہا کہ متعدد طرق سے یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ :

"انه اولا يأخذ بما فى القرآن فان لم يجد فبالسنة فان لم يجد فيقول الصحابة فان اختلفوا اخذ بما كان اقرب الى القرآن اولسنة من افواههم ولم يخرج عنهم"۔

(بادشہداد اکابر اللہ سے استدلال کرتے ہیں اگر اس میں وہ مسئلہ ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاش کرتے مگر وہوں میں سے کسی کا مل نہ پاتے تو صحابہ کرام کے اس مسئلہ کے بارے میں ایک سے زائد اقوال ہونے کی صورت میں بقول اقرب الی القرآن یا اقرب الی السنۃ سمجھتے اسے لے لیتے ہیں اور وہ اس سے باہر نہیں جاتے)۔

امام مالک کی سنت نبوی کے بارے میں رائے :

معین بن یحییٰ القزازی کہتے ہیں کہ شہبوں نے امام مالک کو یہ فرماتے سنا :

"انما انما بشر اخطئى واصيب، فانظروا فى قولى، فكل ما وافق الكتاب والسنة فخذوا به، وما لم يوافق الكتاب والسنة فهو كره"۔

(میں تمہارے طرح بشر ہوں، غلطی بھی کرتا ہوں اور صحیح بھی، ہر وہ چیز جو کتاب و سنت کے موافق ہو اسے قبول کر لو اور جو مخالف ہو اسے چھوڑ دو)۔

۱۔ الرسالة امام شافعی ص ۶۷ رقم ۲۲۳ ج ۱، النعم - ۳۔

۲۔ کتاب النہجرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان شہاب الدین ابن عمر بنیر النہج ص ۱۸۱ (متوفی ۲۴۳ھ) ص ۱۹، گیارہویں فصل فقہی علیہ منہجہ کے تحت لکھنؤ مصر مطبعہ جامعہ اسلامیہ ۱۳۱۱ھ۔

۳۔ اعلام الموقنین عن رب العالمین محمد بن ابی بکر ابن تیمیہؒ ج ۱ ص ۵۱/ ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰۔

بغیر سنت عمل نہیں ہو سکتا، اس سے مندرجہ ذیل باتیں سنت ہی کے دائرہ کار کے تحت آتی ہیں۔ مجمل کو مفصل کر۔
مثلاً آپ نے فرمایا: "صلوا کما رایتہمونی اصلی" (تم ازاں طرح ادا کرو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھو) مطلقاً
مقید کرنا چاہیے: "وَلَا تُحِبُّوا النَّاسَ حُبَّ الْوَالِدَيْنِ وَلَا حُبَّ الْأَنْفُسِ" (لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اس کو
تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اس کا حج کرے)۔ زندگی میں حقیقی ہار حج کرے؟ حکم مطلق ہے ظاہراً لگتا ہے کہ ہر سال
کرے مگر صحابی رسول "افسوح من حبس" کے سوال پر آپ ﷺ نے اس مطلق قرآنی حکم کو مقید فرمایا کہ ایک شخص
ساری زندگی میں ایک ہی حج فرض ہے۔ عام کو خاص کرنا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَالَّذِينَ يَكُونُونَ اللَّحَبُ وَاللَّحَبُ
وَلَا يَنْفَقُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ" (جو لوگ سونا اور چاندی (دولت) جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں
خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو)۔ اس میں واضح نہیں کہ کتنی مقدار میں سونا چاندی کی مقدار حج
کر کے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے پر عذاب الیم پنا اور اس میں خرچ کا نصاب بھی نہیں ہے۔ سنت نبوی نے سونے چاندی
پر حلالی اور زرقی اموال وغیرہ پر اس کا الگ الگ نصاب بتایا اور خرچ کا طریقہ اور ذکر کو ق کے وجوب کے لئے مال پر خاص
زمانہ کی مقدار کا تعین کیا۔ مشکل کو مفسر کرنا۔ مثلاً اللہ نے فرمایا: "وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَبْلُغَ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ
مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ" (اور کھاؤ، پیو، یہاں تک کہ صبح کی شید و صہاری رات کی سیاہ سے الگ نظر آنے لگے)
جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ غلط فہمی میں پڑ گئے پھر اس کی تفسیر رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی اور عہری کے لئے باقاعدہ
وقت بتایا کہ اس وقت تک کھانے پینے کی اجازت ہے اور اس وقت کے بعد کھانا پینا منع ہے۔

کیا حضور ﷺ کے تمام افعال و اقوال تشریحی احکام کا ماخذ ہیں ؟

کیا حضور ﷺ کے تمام افعال و اقوال سے شرعی حکم پر استدلال ہو سکتا ہے اور کیا ان کے مراتب میں کوئی فرق ہے؟
ان کے جوابات کے لئے سنت کی ماہیت (ساخت) کے اعتبار سے قسموں کا جاننا ضروری ہے اور پھر اس کے بعد ہند کے
اعتبار سے سنت کی اقسام پر کام کریں گے۔ سنت کی ماہیت کے اعتبار سے تقسیم میں سنت قولی، سنت فعلی اور سنت تقریری
کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان تین اقسام میں سنت کی بہت سی ذیلی اقسام ہیں جو علم حدیث سے متعلق ہیں اس لئے ان کو
یہاں ذکر نہیں کیا جائے گا۔

سنت کی اقسام :

ماہیت (ساخت) کے اعتبار سے سنت کی اقسام :

ماہیت کے اعتبار سے سنت کی تین اقسام ہیں جن میں سے ہر ایک کا قانون سازی میں الگ الگ مقام ہے یہ
اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) قولی سنت : اس سے مراد حضور ﷺ کی زبان مبارکہ سے نکلنے والے وہ الفاظ ہیں جو احکام الہی کی تشریح
کے لئے ہوں۔ آپ کے ایسے تمام اقوال واجب الاتباع ہیں اور مصلحت اور شریعت کا متعلق علیہ ماخذ ہیں۔

۱۔ انکار ماہر لکات عبد اللہ بن احمد، حافظہ الدین احمدی، حنفی، ۱۰۷۵ھ / ۱۹۵۷ء مطبعہ المکتبہ النوریہ، ۱۳۲۹ھ
۲۔ ال عمران : ۷۷

انما الاعمال بالنیات وانما لكل امری ما نوى ۱

(اعمال کا دار مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کا ہر عمل اس کی نیت کے مطابق ہے)

مثنیٰ فقہاء کے نزدیک حدیث مشہور قطعی الثبوت ہے اور اس پر عمل لازم ہے اور اس سے قرآن کے عام کی تخصیص اور مطلق کی تنقید کرنا درست ہے، مثلاً قرآن کریم میں وصیت کا حکم مطلق ہے، وصیت کی مقدار کا ذکر نہیں ہے لیکن حدیث مشہور "الثلث والثلث کثیر" سے قرآن کے مذکور حکم کی تنقید بیان ہوئی اور وصیت پر مٹ کی قید لازم ہوئی۔ اسی طرح قرآن کریم میں حرمت کے بیان کے بعد فرمایا گیا: "واحل لکم مملوءاء ذالککم" جو عام ہے مگر حسب ذیل حدیث مشہور سے اس حکم عام کی تخصیص ہو گئی:

"لا تکتح المراءۃ علی عمتها ولا علی خالتها" ۲

(کسی عورت سے اس کی بیوی بھی اور خالہ کے اوپر نکاح نہ کیا جائے)

(۳) خبر واحدہ حدیث ہے جس میں صحابہ یا تابعین کے کسی بھی دور میں راویوں کی تعداد دو یا تین نہ ہو تو اس میں مشہور کی شرط پائی جائے۔

لام ابو حنیفہ شافعی اور احمد کی رائے یہ ہے کہ اگر خبر واحد صحیح روایت کی شرائط پر پوری اترتی ہو تو وہ قابل استناد ہے اور اس پر عمل لازم ہے۔ البتہ لام ابو حنیفہ نے راوی کے ثقہ اور عادل ہونے کے ساتھ یہ شرط بھی عائد کی ہے کہ راوی کا عمل اس کی روایت کے برخلاف نہ ہو۔ چنانچہ لام ابو حنیفہ "حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی اس حدیث کو چھل استناد نہیں سمجھتے:

"اذا ولع الکلب فی انا احدکم فلیغسلہ سبعاً احدھن بالتواب الطاهر" ۳

(اگر کتا بہ تن میں ڈال دے تو سات مرتبہ دھویا جائے جن میں ایک مرتبہ پاک مٹی سے ہو)

لام ابو حنیفہ "فرماتے ہیں کہ خود حضرت ابو ہریرہؓ کا عمل اس کے برخلاف تھا یعنی دو تین مرتبہ غسل کو کافی سمجھتے تھے حضرت ابو ہریرہؓ کا عمل اس روایت کے لئے ضعف اور اس روایت کے لئے ان کی جانب انتساب کو کل نظر نہیں آتا ہے۔ لام مالک "کی رائے یہ ہے کہ ایسی خبر واحد قابل استناد ہے جو عمل اہل مدینہ کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ جس حدیث پر عمل مدینہ کا عمل ہو تو گویا اس پر ہزاروں صحابہ کا عمل ہوا اور ایسے عمل کا رسول اللہ ﷺ سے مروی ہونا اس عمل کے برخلاف روایت کی جانے والی خبر واحد پر فوقیت رکھتا ہے۔

معلوم ہوا کہ خبر واحد کی روایت کی صحت کی صورت میں آئمہ اربعہ کے نزدیک صحیح سند کے ساتھ مروی خبر واحد حجت ہے۔ ۴

☆ ☆ ☆

۱۔ صحیح بخاری۔ باب النوی۔ ج ۱
 ۲۔ صحیح بخاری۔ باب النکاح۔ ج ۱
 ۳۔ سنن نسائی۔ کتاب النکاح۔ ج ۱
 ۴۔ سنن نسائی۔ کتاب النکاح۔ ج ۱

احکام شریعت کا تیسرا ماخذ ”اجماع“

”اجماع“ کی تعریف :

نکتہ میں : ”العزم والتصميم على الشيء، والاتفاق“ کو کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ”فاجتمعوا
بركع وشركاءكم“ (سورہ اہی کوئی تدبیر اپنے شرکاء سے مل کر چند طور پر ملے کر لو) اسی طرح حدیث کے الفاظ ہیں :
”الجم مع الرجل الصوم من الليل فلا يصم“ (جب آدمی نے روزے کو رات میں جمع نہیں کیا تو (گویا) اس نے
نہایت نہیں رکھا) اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے رات میں روزہ رکھنے کا پختہ ارادہ نہیں کیا اس کا روزہ تصور نہیں ہوگا۔
اس فقہی مماثلت کی وجہ سے امت مسلمہ کے مجتہدین کسی رائے پر مجتمع ہو جائیں تو اس کیفیت کو اجماع کہتے ہیں
اصطلاح اصولیین میں اس کی متحدہ تعریفیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں :

☆ امام الشوكانی نے ان الفاظ کے ساتھ اجماع کی تعریف بیان کی :

”فهو اتفاق مجتهدی امة محمد صلى الله عليه وسلم بعد وفاته في عصر من الاعصار على
امر من الامور“^۱

(رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کسی دور کے مجتہدین امت کا کسی معاملہ میں اتفاق)۔

☆ امام غزالی نے ان کلمات کے ساتھ تعریف بیان کی :

”اتفاق امة محمد صلى الله عليه وسلم خاصة على امر من الامور الدينية“^۲
(امت محمد ﷺ کا راجی امور میں سے کسی امر پر اتفاق)

☆ امام غزالی کی تعریف پر اعتراضات :

اس تعریف پر علامہ الاعدی نے تین پہلوؤں سے گرفت کی ہے :

(۱) اس تعریف میں امت محمد ﷺ کے اتفاق کو اجماع قرار دیا، امت محمدیہ قیامت تک باقی رہے گی اور قیامت تک
معلوم نہ ہو سکے گا کہ امت نے کن امور پر اتفاق کیا۔

(۲) اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ امت سے ایک دور کی امت مراد ہے تو محل نظر ہے کہ اگر کسی دور میں ارباب حل و عقد
موجود نہ ہوں تو عام لوگوں کا کسی دینی امر پر اتفاق پر اجماع شرعی بن جائے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

(۳) دینی امور کی قید لگانے کا معنی یہ ہے کہ کوئی عقلی قضیہ یا عرفی قضیہ حجت شرعی نہ بن سکے گا اور عقلی و معاشرتی
معاملات پر اجماع خارج ہوگا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

۱۔ بونس : ۱۰۰ ج۔ السنائی، کتاب الصیام۔ ج۲ اوشاد الفحول ۱/۲۸۶۔ کاہرہ ۱۳۸۵ھ کتاب منہ

ج۔ المستصفی، امام غزالی، ۱۱۰/۱۔

ان اعتراضات کے رد و بعد علامہ آمدی نے ان کے نزدیک جماع کی مناسب تعریف ان الفاظ کے ساتھ بیان کی
 "الاجماع عبارة عن اتفاق جملة اهل الحل والعقد من أمة محمد في عضو من الاعصار على
 حكم واقعة من الوقائع".^۱

(امتاع کسی معاملہ کے بارے میں کسی دور کے امت محمد ﷺ کے جملہ ارباب حل و عقد کے اتفاق سے عبارت ہے)
 آمدی کی تعریف میں قیود کے فوائد :

لفظ "اتفاق" اقوال، افعال، سکوت و تقریر "سب کو عام ہے اور "جملة اهل الحل والعقد" کہنے سے بعض کا
 اتفاق یا عام لوگوں کا اتفاق خارج ہو گیا جب کہ "من أمة محمد" کی قید سے شرائع سابقہ کے اہل حل و عقد خارج ہو گئے
 اور "علی حکم واقعة" کی قید سے اثبات نفی اور حکام عقلیہ و شرعیہ سب کو شامل ہو جائیں گے۔
 امام شوکانی کی تعریف علامہ آمدی کی تعریف سے قریب تر ہے البتہ آمدی کی تعریف میں ارباب حل و عقد میں تمام
 (جملہ) کی شرط زائد ہے۔

امام غزالی کی تعریف پر آمدی کی گرفت کا جائزہ :

امام غزالی کی تعریف پر اور آمدی نے جو گرفت کی ہے وہ تعریف کے الفاظ کی حد تک درست ہے لیکن جو توضیحات
 خود امام غزالی نے بعد میں کی ہیں ان سے بہت حد تک موضوع کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امام غزالی کے نزدیک
 بھی ایک ہی دور کے ارباب حل و عقد کا اتفاق امتاع کہلاتا ہے۔
 اجماع کی بحیثیت پر آراء :
 علامہ آمدی نے فرمایا :

"اتفق ائمة المسلمین علی ان الاجماع حجة شرعية يجب العمل به علی کل مسلم خلافاً
 للشيعة والخوارج والنظام من المعتزلة".^۲

(اکثر مسلمان اس پر متفق ہیں کہ امتاع شریعہ سے اس کے ذریعہ جو بات ثابت ہواں پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے
 البتہ شیعہ و خوارج اور نظام معتزلی اس میں اختلاف کرتے ہیں)

مسلم الثبوت اور اس کی شرح فوائذ الرئوس میں اس طرح مذکور ہے :

"(الاجماع حجة قطعية) وبقيده العلم المجازم (عند الجمع) من اهل القبلة (ولا يبعد بشرودة
 من) الحمقى (الخوارج والشيعة)۔"^۳

(امماع جوت قطعی ہے یہ یعنی علم کا فائدہ پہنچاتا ہے کسی اہل قبلہ کا موقف یہی ہے ہاں امتوں کی ایک قلیل جماعت جو
 شیعوں اور خوارج پر مشتمل ہے وہی اس کا اعتبار نہیں کرتے)

۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام، آمدی ۱/۱۳۸۔ ۲۔ المستصفیٰ۔ امام غزالی ۱/۱۱۹۔ ۳۔

الاحکام فی اصول الاحکام۔ سیف الدین ابوالحسن علی بن ابیانی علی بن محمد آمدی ۶۳۱ھ/۱۲۳۰ء و دار الفکر ۱۳۷۹ء۔

۴۔ فروع الرعموت بشرح مسلم شہوت ۱/۱۳۱ حجت ۱۲۳۱ھ بن عبد القادر عیسیٰ علی محمد نظام الدین ابن انصاری۔

قرآن و سنت سے اجماع کی حجیت پر استدلال :

اجماع کو جیت ماننے والے حضرات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے استدلال کرتے ہیں اور ساتھ ہی عقلی استدلال بھی پیش کرتے ہیں۔ قرآن و سنت سے بعض مثالیں مندرجہ ذیل ہیں :

قرآن کریم سے استدلال :

کتاب اللہ کی کم از کم پانچ آیات ایسی ہیں جن سے اجماع کی حجیت پر استدلال کیا جاتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے :

”واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تمزقوا“^۱

(اور دیکھو سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ)

اس آیت سے استدلال اس طرح ہوگا۔ علامہ امدی نے فرمایا :

”انہ تعالیٰ لہی عن التفرق، ومخالفة الاجماع تفرق، بلکان منہیا عند۔ ولا معنی لكون
الاجماع حجة سوى النہی عن مخالفتہ“^۲

(اللہ تعالیٰ نے تفرق و انتشار سے روکنا اور ظاہر ہے کہ اجماع کی مخالفت تفرق سے اس قدر روکی ہوگی جس سے منع کیا گیا ہے اور اجماع کا اس کے علاوہ کوئی معنی نہیں جس کی مخالفت سے روکا گیا ہے)

علامہ الترمذی نے فرمایا :

”وفیہا دلیل علی صحة اجماع حسیما ہو مذکور فی موضعہ من اصول الفقہ واللہ اعلم“^۳
(اس آیت میں اجماع کی صحت پر دلیل ہے جیسا کہ یہ بات اپنی جگہ اصول فقہ میں مذکور ہے)

علامہ ابوبکر صامی نے فرمایا :

”قد حکم اللہ تعالیٰ بصحة اجماعہم وثبوت حجة فی مواضع كثيرة من کتابہ“^۴
(اللہ نے اپنی کتاب میں بہت سے مقامات پر اجماع کی صحت اور اس کے حجیت ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے)
(جن میں سے ایک آیت یہ بھی ہے)

۱ النساء : ۱۵۵، البقرة : ۱۳۳، آل عمران : ۱۱۰، النساء : ۵۹، ان سب صحیحہ استدلال کے لئے دیکھئے کتابکاملاً امدی/۱۱۳۹، ۵۵۱۳۹۰

۲ اصول الفقہ تخریص ص ۳۳۰

۳ النساء : ۱۵۵

۴ الاحکام امدی/۱۵۰

۵ جمع الاحکام ہجران دوم، المجلد ثانی، امام امدی الترمذی ص ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱

احادیث و آثار سے اجماع کی حجیت پر استدلال :

حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوسعید خدری، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ بن الیمان اور دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے مروی ہے :

”ان ائمتی لاجتمع علی الضلالة“^۱

(میری اُمت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی)

شیخ فخری نے حدیث ”لاجتمع علی الضلالة“ بیان کر کے طویل تبصرہ میں اس حدیث سے استدلال کو بھی بیان کیا ہے۔^۲

حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہ اثر مروی ہے :

”عمارہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن و عمارہ المسلمون قبيحا فهو عند الله قبيح“^۳

(جس امر کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے یہاں بھی اچھا ہے اور جسے برا سمجھیں وہ برا ہے)

امام شوکانی نے فرمایا :

”لا اعتبار بقول العوام في الاجماع لا وفاقا ولا خلافا عند الجمهور لانهم ليسوا من اهل النظر“^۴

فی الشرعیات ولا یفہمون الحجۃ ولا یعقلون البرہان“^۵

(بہر حال، کے نزدیک عوام کی بات چاہے موافقت میں ہو یا مخالفت میں معتبر نہیں کیونکہ شرعی امور میں وہ (عوام) اہل نظر نہیں ہیں اور وہ دلیل و حجت کا فہم بھی نہیں رکھتے)

الغرض وہی اجماع معتبر کیا جائے گا جو مسلمان مجتہدین کے ذریعے ہو اور یہ کہ وہ تمام مجتہدین متفق ہوں اگر ایک یا تین مجتہدین بھی اختلاف کریں تو بھی اجماع معتقد نہیں ہوگا۔

شیخ وجہ رحلی نے اسی بارے میں بعض حضرات کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا کہ وہ کہتے ہیں :

”یتعقد الاجماع مع مخالفتہ الواحد والاثنين“^۶

(ایک اور دو افراد کی رائے کی مخالفت کے باوجود اجماع معتقد ہو جاتا ہے)

اور اجماع میں یہ بھی ضروری ہے کہ مجتہدین کا اتفاق کسی حکم شرعی پر ہو اور نبی کریم ﷺ کے بعد اس کا اعتقاد ہوا ہو۔

۱۔ المستصفیٰ، امام غزالی/۱۱۱۔

۲۔ سنن ابن ماجہ، باب الفتن۔

۳۔ اصول الفقہ، شیخ محمد الطبری ص ۳۳۔

۴۔ مؤطا امام محمد، کتاب اصولا قباب قیام شہر رمضان۔

۵۔ اوشاد الفحول، شوکانی/۳۳، تاجروہ، دارالکتب شریف، قاہرہ، دارالکتب شریف۔

۶۔ اصول الفقہ، عبد اللہ بن علی/۵۱۸، مشق، دار الفکر ۱۹۸۶ء۔

اجماع صحابہ سے کسی حکم کے ثابت ہونے کی مثال :

اجماع سے کسی حکم کے ثابت ہونے کی مثال یہ کہ اپنے کے ساتھ میراث پانا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص مراد لے کر لے کر اور میراث وارث پھوڑ لے تو باپ کی عدم موجودگی میں میراث میں دلا باپ کی جگہ لے لے گا اور متوفی (مرنے والے) کے بیٹے کی موجودگی کے باوجود باپ کی طرح سدس (۶/۱) میراث کا حقدار ہوگا اور یہ حکم اجماع صحابہ سے ہی طرح باپ کی میراث میں بخلاف عیال اور غلات (مرد و بیواؤں میں) کی میراث اور استحصاء کی صحت پر اجماع ہے۔

اجماع کی اقسام :

اس کی دو قسمیں ہیں : (۱) اجماع صریح / ناطقی / قوی۔ (۲) اجماع سکوتی۔

اجماع صریح : یہ وہ اجماع ہے جس میں کسی حکم کے بارے میں مجتہدین سے متفق رائے منقول ہو ضروری نہیں کہ مجتہدان سے بول کر عیال اپنی رائے کا اظہار کرے بلکہ وہ تمام ذرائع بھی جو کلام کی تعریف میں آتے ہیں نطق کہلاتے ہیں جیسے مجتہدین کی کسی مجلس میں ایک مسئلہ زیر بحث آئے اور حتمی رائے کا اظہار کوئی ایک صاحب کریں باقی حاضرین اتفاقاً کسی دوسرے ذریعے سے اپنی تائید کا اظہار کریں تو اصطلاح میں یہ اجماع صریح کہلاتا ہے۔

اجماع سکوتی : اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ میں کوئی مجتہد اپنی رائے کا اظہار کرے اور یہ مشہور ہو کہ دوسرے مجتہدین تک پہنچ جائے وہ سب اس پر سکوت اختیار کریں۔ صراحت سے انکار کریں اور نہ صراحت سے اس کی تائید کریں لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اظہار رائے میں کوئی چیز مانع نہ ہو۔

اجماع سکوتی کے شرعی مقام و مرتبہ میں مختلف مکاتب فکر کی آراء :

اجماع سکوتی کے شرعی مقام و مرتبہ میں علماء اُمت میں اختلاف پایا جاتا ہے اس بارے میں علماء کے پانچ مکتب فکر ہیں۔

پہلا مکتبہ فکر : امام شافعی، امام مالک، امام باقرانی، اور عینی بن ابان کے مطابق اجماع سکوتی نہ تو اجماع ہے اور نہ اسے حجت قرار دیا جاسکتا ہے۔

دوسرا مکتبہ فکر : امام احمد اور اکثر فقہاء احناف کے مطابق اجماع سکوتی بھی اجماع صریح کی طرح نہ صرف اجماع ہے بلکہ یہ حجت بھی ہے۔

تیسرا مکتبہ فکر : اہل اہلبیائے کے مطابق کسی رائے کے مشہور ہو جانے کے بعد دوسرے علماء کا سکوت ان کے زمانے میں اجماع قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ان کی وفات کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان علماء نے اس مسئلہ پر سکوت اختیار کیا تھا اس لئے ان کی رائے اجماع سکوتی کے ضمن میں آتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ صراحت اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہوں

۱۔ خلاصہ فقہ کے اصول و مبادی ماہد الزمزمی ص ۱۳۰، ۱۳۱ عیال سے مراد باپ ماں شریک بھائی بہن اور نواسہ خلیفہ
ماں شریک بہن بھائی ہیں۔
۲۔ اصول الفقہ دوسرے (الایضی) ۵۵۶/۱، ۵۵۶/۲، ۵۵۶/۳، ۵۵۶/۴، ۵۵۶/۵، ۵۵۶/۶، ۵۵۶/۷، ۵۵۶/۸، ۵۵۶/۹، ۵۵۶/۱۰، ۵۵۶/۱۱، ۵۵۶/۱۲، ۵۵۶/۱۳، ۵۵۶/۱۴، ۵۵۶/۱۵، ۵۵۶/۱۶، ۵۵۶/۱۷، ۵۵۶/۱۸، ۵۵۶/۱۹، ۵۵۶/۲۰، ۵۵۶/۲۱، ۵۵۶/۲۲، ۵۵۶/۲۳، ۵۵۶/۲۴، ۵۵۶/۲۵، ۵۵۶/۲۶، ۵۵۶/۲۷، ۵۵۶/۲۸، ۵۵۶/۲۹، ۵۵۶/۳۰، ۵۵۶/۳۱، ۵۵۶/۳۲، ۵۵۶/۳۳، ۵۵۶/۳۴، ۵۵۶/۳۵، ۵۵۶/۳۶، ۵۵۶/۳۷، ۵۵۶/۳۸، ۵۵۶/۳۹، ۵۵۶/۴۰، ۵۵۶/۴۱، ۵۵۶/۴۲، ۵۵۶/۴۳، ۵۵۶/۴۴، ۵۵۶/۴۵، ۵۵۶/۴۶، ۵۵۶/۴۷، ۵۵۶/۴۸، ۵۵۶/۴۹، ۵۵۶/۵۰، ۵۵۶/۵۱، ۵۵۶/۵۲، ۵۵۶/۵۳، ۵۵۶/۵۴، ۵۵۶/۵۵، ۵۵۶/۵۶، ۵۵۶/۵۷، ۵۵۶/۵۸، ۵۵۶/۵۹، ۵۵۶/۶۰، ۵۵۶/۶۱، ۵۵۶/۶۲، ۵۵۶/۶۳، ۵۵۶/۶۴، ۵۵۶/۶۵، ۵۵۶/۶۶، ۵۵۶/۶۷، ۵۵۶/۶۸، ۵۵۶/۶۹، ۵۵۶/۷۰، ۵۵۶/۷۱، ۵۵۶/۷۲، ۵۵۶/۷۳، ۵۵۶/۷۴، ۵۵۶/۷۵، ۵۵۶/۷۶، ۵۵۶/۷۷، ۵۵۶/۷۸، ۵۵۶/۷۹، ۵۵۶/۸۰، ۵۵۶/۸۱، ۵۵۶/۸۲، ۵۵۶/۸۳، ۵۵۶/۸۴، ۵۵۶/۸۵، ۵۵۶/۸۶، ۵۵۶/۸۷، ۵۵۶/۸۸، ۵۵۶/۸۹، ۵۵۶/۹۰، ۵۵۶/۹۱، ۵۵۶/۹۲، ۵۵۶/۹۳، ۵۵۶/۹۴، ۵۵۶/۹۵، ۵۵۶/۹۶، ۵۵۶/۹۷، ۵۵۶/۹۸، ۵۵۶/۹۹، ۵۵۶/۱۰۰، ۵۵۶/۱۰۱، ۵۵۶/۱۰۲، ۵۵۶/۱۰۳، ۵۵۶/۱۰۴، ۵۵۶/۱۰۵، ۵۵۶/۱۰۶، ۵۵۶/۱۰۷، ۵۵۶/۱۰۸، ۵۵۶/۱۰۹، ۵۵۶/۱۱۰، ۵۵۶/۱۱۱، ۵۵۶/۱۱۲، ۵۵۶/۱۱۳، ۵۵۶/۱۱۴، ۵۵۶/۱۱۵، ۵۵۶/۱۱۶، ۵۵۶/۱۱۷، ۵۵۶/۱۱۸، ۵۵۶/۱۱۹، ۵۵۶/۱۲۰، ۵۵۶/۱۲۱، ۵۵۶/۱۲۲، ۵۵۶/۱۲۳، ۵۵۶/۱۲۴، ۵۵۶/۱۲۵، ۵۵۶/۱۲۶، ۵۵۶/۱۲۷، ۵۵۶/۱۲۸، ۵۵۶/۱۲۹، ۵۵۶/۱۳۰، ۵۵۶/۱۳۱، ۵۵۶/۱۳۲، ۵۵۶/۱۳۳، ۵۵۶/۱۳۴، ۵۵۶/۱۳۵، ۵۵۶/۱۳۶، ۵۵۶/۱۳۷، ۵۵۶/۱۳۸، ۵۵۶/۱۳۹، ۵۵۶/۱۴۰، ۵۵۶/۱۴۱، ۵۵۶/۱۴۲، ۵۵۶/۱۴۳، ۵۵۶/۱۴۴، ۵۵۶/۱۴۵، ۵۵۶/۱۴۶، ۵۵۶/۱۴۷، ۵۵۶/۱۴۸، ۵۵۶/۱۴۹، ۵۵۶/۱۵۰، ۵۵۶/۱۵۱، ۵۵۶/۱۵۲، ۵۵۶/۱۵۳، ۵۵۶/۱۵۴، ۵۵۶/۱۵۵، ۵۵۶/۱۵۶، ۵۵۶/۱۵۷، ۵۵۶/۱۵۸، ۵۵۶/۱۵۹، ۵۵۶/۱۶۰، ۵۵۶/۱۶۱، ۵۵۶/۱۶۲، ۵۵۶/۱۶۳، ۵۵۶/۱۶۴، ۵۵۶/۱۶۵، ۵۵۶/۱۶۶، ۵۵۶/۱۶۷، ۵۵۶/۱۶۸، ۵۵۶/۱۶۹، ۵۵۶/۱۷۰، ۵۵۶/۱۷۱، ۵۵۶/۱۷۲، ۵۵۶/۱۷۳، ۵۵۶/۱۷۴، ۵۵۶/۱۷۵، ۵۵۶/۱۷۶، ۵۵۶/۱۷۷، ۵۵۶/۱۷۸، ۵۵۶/۱۷۹، ۵۵۶/۱۸۰، ۵۵۶/۱۸۱، ۵۵۶/۱۸۲، ۵۵۶/۱۸۳، ۵۵۶/۱۸۴، ۵۵۶/۱۸۵، ۵۵۶/۱۸۶، ۵۵۶/۱۸۷، ۵۵۶/۱۸۸، ۵۵۶/۱۸۹، ۵۵۶/۱۹۰، ۵۵۶/۱۹۱، ۵۵۶/۱۹۲، ۵۵۶/۱۹۳، ۵۵۶/۱۹۴، ۵۵۶/۱۹۵، ۵۵۶/۱۹۶، ۵۵۶/۱۹۷، ۵۵۶/۱۹۸، ۵۵۶/۱۹۹، ۵۵۶/۲۰۰، ۵۵۶/۲۰۱، ۵۵۶/۲۰۲، ۵۵۶/۲۰۳، ۵۵۶/۲۰۴، ۵۵۶/۲۰۵، ۵۵۶/۲۰۶، ۵۵۶/۲۰۷، ۵۵۶/۲۰۸، ۵۵۶/۲۰۹، ۵۵۶/۲۱۰، ۵۵۶/۲۱۱، ۵۵۶/۲۱۲، ۵۵۶/۲۱۳، ۵۵۶/۲۱۴، ۵۵۶/۲۱۵، ۵۵۶/۲۱۶، ۵۵۶/۲۱۷، ۵۵۶/۲۱۸، ۵۵۶/۲۱۹، ۵۵۶/۲۲۰، ۵۵۶/۲۲۱، ۵۵۶/۲۲۲، ۵۵۶/۲۲۳، ۵۵۶/۲۲۴، ۵۵۶/۲۲۵، ۵۵۶/۲۲۶، ۵۵۶/۲۲۷، ۵۵۶/۲۲۸، ۵۵۶/۲۲۹، ۵۵۶/۲۳۰، ۵۵۶/۲۳۱، ۵۵۶/۲۳۲، ۵۵۶/۲۳۳، ۵۵۶/۲۳۴، ۵۵۶/۲۳۵، ۵۵۶/۲۳۶، ۵۵۶/۲۳۷، ۵۵۶/۲۳۸، ۵۵۶/۲۳۹، ۵۵۶/۲۴۰، ۵۵۶/۲۴۱، ۵۵۶/۲۴۲، ۵۵۶/۲۴۳، ۵۵۶/۲۴۴، ۵۵۶/۲۴۵، ۵۵۶/۲۴۶، ۵۵۶/۲۴۷، ۵۵۶/۲۴۸، ۵۵۶/۲۴۹، ۵۵۶/۲۵۰، ۵۵۶/۲۵۱، ۵۵۶/۲۵۲، ۵۵۶/۲۵۳، ۵۵۶/۲۵۴، ۵۵۶/۲۵۵، ۵۵۶/۲۵۶، ۵۵۶/۲۵۷، ۵۵۶/۲۵۸، ۵۵۶/۲۵۹، ۵۵۶/۲۶۰، ۵۵۶/۲۶۱، ۵۵۶/۲۶۲، ۵۵۶/۲۶۳، ۵۵۶/۲۶۴، ۵۵۶/۲۶۵، ۵۵۶/۲۶۶، ۵۵۶/۲۶۷، ۵۵۶/۲۶۸، ۵۵۶/۲۶۹، ۵۵۶/۲۷۰، ۵۵۶/۲۷۱، ۵۵۶/۲۷۲، ۵۵۶/۲۷۳، ۵۵۶/۲۷۴، ۵۵۶/۲۷۵، ۵۵۶/۲۷۶، ۵۵۶/۲۷۷، ۵۵۶/۲۷۸، ۵۵۶/۲۷۹، ۵۵۶/۲۸۰، ۵۵۶/۲۸۱، ۵۵۶/۲۸۲، ۵۵۶/۲۸۳، ۵۵۶/۲۸۴، ۵۵۶/۲۸۵، ۵۵۶/۲۸۶، ۵۵۶/۲۸۷، ۵۵۶/۲۸۸، ۵۵۶/۲۸۹، ۵۵۶/۲۹۰، ۵۵۶/۲۹۱، ۵۵۶/۲۹۲، ۵۵۶/۲۹۳، ۵۵۶/۲۹۴، ۵۵۶/۲۹۵، ۵۵۶/۲۹۶، ۵۵۶/۲۹۷، ۵۵۶/۲۹۸، ۵۵۶/۲۹۹، ۵۵۶/۳۰۰، ۵۵۶/۳۰۱، ۵۵۶/۳۰۲، ۵۵۶/۳۰۳، ۵۵۶/۳۰۴، ۵۵۶/۳۰۵، ۵۵۶/۳۰۶، ۵۵۶/۳۰۷، ۵۵۶/۳۰۸، ۵۵۶/۳۰۹، ۵۵۶/۳۱۰، ۵۵۶/۳۱۱، ۵۵۶/۳۱۲، ۵۵۶/۳۱۳، ۵۵۶/۳۱۴، ۵۵۶/۳۱۵، ۵۵۶/۳۱۶، ۵۵۶/۳۱۷، ۵۵۶/۳۱۸، ۵۵۶/۳۱۹، ۵۵۶/۳۲۰، ۵۵۶/۳۲۱، ۵۵۶/۳۲۲، ۵۵۶/۳۲۳، ۵۵۶/۳۲۴، ۵۵۶/۳۲۵، ۵۵۶/۳۲۶، ۵۵۶/۳۲۷، ۵۵۶/۳۲۸، ۵۵۶/۳۲۹، ۵۵۶/۳۳۰، ۵۵۶/۳۳۱، ۵۵۶/۳۳۲، ۵۵۶/۳۳۳، ۵۵۶/۳۳۴، ۵۵۶/۳۳۵، ۵۵۶/۳۳۶، ۵۵۶/۳۳۷، ۵۵۶/۳۳۸، ۵۵۶/۳۳۹، ۵۵۶/۳۴۰، ۵۵۶/۳۴۱، ۵۵۶/۳۴۲، ۵۵۶/۳۴۳، ۵۵۶/۳۴۴، ۵۵۶/۳۴۵، ۵۵۶/۳۴۶، ۵۵۶/۳۴۷، ۵۵۶/۳۴۸، ۵۵۶/۳۴۹، ۵۵۶/۳۵۰، ۵۵۶/۳۵۱، ۵۵۶/۳۵۲، ۵۵۶/۳۵۳، ۵۵۶/۳۵۴، ۵۵۶/۳۵۵، ۵۵۶/۳۵۶، ۵۵۶/۳۵۷، ۵۵۶/۳۵۸، ۵۵۶/۳۵۹، ۵۵۶/۳۶۰، ۵۵۶/۳۶۱، ۵۵۶/۳۶۲، ۵۵۶/۳۶۳، ۵۵۶/۳۶۴، ۵۵۶/۳۶۵، ۵۵۶/۳۶۶، ۵۵۶/۳۶۷، ۵۵۶/۳۶۸، ۵۵۶/۳۶۹، ۵۵۶/۳۷۰، ۵۵۶/۳۷۱، ۵۵۶/۳۷۲، ۵۵۶/۳۷۳، ۵۵۶/۳۷۴، ۵۵۶/۳۷۵، ۵۵۶/۳۷۶، ۵۵۶/۳۷۷، ۵۵۶/۳۷۸، ۵۵۶/۳۷۹، ۵۵۶/۳۸۰، ۵۵۶/۳۸۱، ۵۵۶/۳۸۲، ۵۵۶/۳۸۳، ۵۵۶/۳۸۴، ۵۵۶/۳۸۵، ۵۵۶/۳۸۶، ۵۵۶/۳۸۷، ۵۵۶/۳۸۸، ۵۵۶/۳۸۹، ۵۵۶/۳۹۰، ۵۵۶/۳۹۱، ۵۵۶/۳۹۲، ۵۵۶/۳۹۳، ۵۵۶/۳۹۴، ۵۵۶/۳۹۵، ۵۵۶/۳۹۶، ۵۵۶/۳۹۷، ۵۵۶/۳۹۸، ۵۵۶/۳۹۹، ۵۵۶/۴۰۰، ۵۵۶/۴۰۱، ۵۵۶/۴۰۲، ۵۵۶/۴۰۳، ۵۵۶/۴۰۴، ۵۵۶/۴۰۵، ۵۵۶/۴۰۶، ۵۵۶/۴۰۷، ۵۵۶/۴۰۸، ۵۵۶/۴۰۹، ۵۵۶/۴۱۰، ۵۵۶/۴۱۱، ۵۵۶/۴۱۲، ۵۵۶/۴۱۳، ۵۵۶/۴۱۴، ۵۵۶/۴۱۵، ۵۵۶/۴۱۶، ۵۵۶/۴۱۷، ۵۵۶/۴۱۸، ۵۵۶/۴۱۹، ۵۵۶/۴۲۰، ۵۵۶/۴۲۱، ۵۵۶/۴۲۲، ۵۵۶/۴۲۳، ۵۵۶/۴۲۴، ۵۵۶/۴۲۵، ۵۵۶/۴۲۶، ۵۵۶/۴۲۷، ۵۵۶/۴۲۸، ۵۵۶/۴۲۹، ۵۵۶/۴۳۰، ۵۵۶/۴۳۱، ۵۵۶/۴۳۲، ۵۵۶/۴۳۳، ۵۵۶/۴۳۴، ۵۵۶/۴۳۵، ۵۵۶/۴۳۶، ۵۵۶/۴۳۷، ۵۵۶/۴۳۸، ۵۵۶/۴۳۹، ۵۵۶/۴۴۰، ۵۵۶/۴۴۱، ۵۵۶/۴۴۲، ۵۵۶/۴۴۳، ۵۵۶/۴۴۴، ۵۵۶/۴۴۵، ۵۵۶/۴۴۶، ۵۵۶/۴۴۷، ۵۵۶/۴۴۸، ۵۵۶/۴۴۹، ۵۵۶/۴۵۰، ۵۵۶/۴۵۱، ۵۵۶/۴۵۲، ۵۵۶/۴۵۳، ۵۵۶/۴۵۴، ۵۵۶/۴۵۵، ۵۵۶/۴۵۶، ۵۵۶/۴۵۷، ۵۵۶/۴۵۸، ۵۵۶/۴۵۹، ۵۵۶/۴۶۰، ۵۵۶/۴۶۱، ۵۵۶/۴۶۲، ۵۵۶/۴۶۳، ۵۵۶/۴۶۴، ۵۵۶/۴۶۵، ۵۵۶/۴۶۶، ۵۵۶/۴۶۷، ۵۵۶/۴۶۸، ۵۵۶/۴۶۹، ۵۵۶/۴۷۰، ۵۵۶/۴۷۱، ۵۵۶/۴۷۲، ۵۵۶/۴۷۳، ۵۵۶/۴۷۴، ۵۵۶/۴۷۵، ۵۵۶/۴۷۶، ۵۵۶/۴۷۷، ۵۵۶/۴۷۸، ۵۵۶/۴۷۹، ۵۵۶/۴۸۰، ۵۵۶/۴۸۱، ۵۵۶/۴۸۲، ۵۵۶/۴۸۳، ۵۵۶/۴۸۴، ۵۵۶/۴۸۵، ۵۵۶/۴۸۶، ۵۵۶/۴۸۷، ۵۵۶/۴۸۸، ۵۵۶/۴۸۹، ۵۵۶/۴۹۰، ۵۵۶/۴۹۱، ۵۵۶/۴۹۲، ۵۵۶/۴۹۳، ۵۵۶/۴۹۴، ۵۵۶/۴۹۵، ۵۵۶/۴۹۶، ۵۵۶/۴۹۷، ۵۵۶/۴۹۸، ۵۵۶/۴۹۹، ۵۵۶/۵۰۰، ۵۵۶/۵۰۱، ۵۵۶/۵۰۲، ۵۵۶/۵۰۳، ۵۵۶/۵۰۴، ۵۵۶/۵۰۵، ۵۵۶/۵۰۶، ۵۵۶/۵۰۷، ۵۵۶/۵۰۸، ۵۵۶/۵۰۹، ۵۵۶/۵۱۰، ۵۵۶/۵۱۱، ۵۵۶/۵۱۲، ۵۵۶/۵۱۳، ۵۵۶/۵۱۴، ۵۵۶/۵۱۵، ۵۵۶/۵۱۶، ۵۵۶/۵۱۷، ۵۵۶/۵۱۸، ۵۵۶/۵۱۹، ۵۵۶/۵۲۰، ۵۵۶/۵۲۱، ۵۵۶/۵۲۲، ۵۵۶/۵۲۳، ۵۵۶/۵۲۴، ۵۵۶/۵۲۵، ۵۵۶/۵۲۶، ۵۵۶/۵۲۷، ۵۵۶/۵۲۸، ۵۵۶/۵۲۹، ۵۵۶/۵۳۰، ۵۵۶/۵۳۱، ۵۵۶/۵۳۲، ۵۵۶/۵۳۳، ۵۵۶/۵۳۴، ۵۵۶/۵۳۵، ۵۵۶/۵۳۶، ۵۵۶/۵۳۷، ۵۵۶/۵۳۸، ۵۵۶/۵۳۹، ۵۵۶/۵۴۰، ۵۵۶/۵۴۱، ۵۵۶/۵۴۲، ۵۵۶/۵۴۳، ۵۵۶/۵۴۴، ۵۵۶/۵۴۵، ۵۵۶/۵۴۶، ۵۵۶/۵۴۷، ۵۵۶/۵۴۸، ۵۵۶/۵۴۹، ۵۵۶/۵۵۰، ۵۵۶/۵۵۱، ۵۵۶/۵۵۲، ۵۵۶/۵۵۳، ۵۵۶/۵۵۴، ۵۵۶/۵۵۵، ۵۵۶/۵۵۶، ۵۵۶/۵۵۷، ۵۵۶/۵۵۸، ۵۵۶/۵۵۹، ۵۵۶/۵۶۰، ۵۵۶/۵۶۱، ۵۵۶/۵۶۲، ۵۵۶/۵۶۳، ۵۵۶/۵۶۴، ۵۵۶/۵۶۵، ۵۵۶/۵۶۶، ۵۵۶/۵۶۷، ۵۵۶/۵۶۸، ۵۵۶/۵۶۹، ۵۵۶/۵۷۰، ۵۵۶/۵۷۱، ۵۵۶/۵۷۲، ۵۵۶/۵۷۳، ۵۵۶/۵۷۴، ۵۵۶/۵۷۵، ۵۵۶/۵۷۶، ۵۵۶/۵۷۷، ۵۵۶/۵۷۸، ۵۵۶/۵۷۹، ۵۵۶/۵۸۰، ۵۵۶/۵۸۱، ۵۵۶/۵۸۲، ۵۵۶/۵۸۳، ۵۵۶/۵۸۴، ۵۵۶/۵۸۵، ۵۵۶/۵۸۶، ۵۵۶/۵۸۷، ۵۵۶/۵۸۸، ۵۵۶/۵۸۹، ۵۵۶/۵۹۰، ۵۵۶/۵۹۱، ۵۵۶/۵۹۲، ۵۵۶/۵۹۳، ۵۵۶/۵۹۴، ۵۵۶/۵۹۵، ۵۵۶/۵۹۶، ۵۵۶/۵۹۷، ۵۵۶/۵۹۸، ۵۵۶/۵۹۹، ۵۵۶/۶۰۰، ۵۵۶/۶۰۱، ۵۵۶/۶۰۲، ۵۵۶/۶۰۳، ۵۵۶/۶۰۴، ۵۵۶/۶۰۵، ۵۵۶/۶۰۶، ۵۵۶/۶۰۷، ۵۵۶/۶۰۸، ۵۵۶/۶۰۹، ۵۵۶/۶۱۰، ۵۵۶/۶۱۱، ۵۵۶/۶۱۲، ۵۵۶/۶۱۳، ۵۵۶/۶۱۴، ۵۵۶/۶۱۵، ۵۵۶/۶۱۶، ۵۵۶/۶۱۷، ۵۵۶/۶۱۸، ۵۵۶/۶۱۹، ۵۵۶/۶۲۰، ۵۵۶/۶۲۱، ۵۵۶/۶۲۲، ۵۵۶/۶۲۳، ۵۵۶/۶۲۴، ۵۵۶/۶۲۵، ۵۵۶/۶۲۶، ۵۵۶/۶۲۷، ۵۵۶/۶۲۸، ۵۵۶/۶۲۹، ۵۵۶/۶۳۰، ۵۵۶/۶۳۱، ۵۵۶/۶۳۲، ۵۵۶/۶۳۳، ۵۵۶/۶۳۴، ۵۵۶/۶۳۵، ۵۵۶/۶۳۶، ۵۵۶/۶۳۷، ۵۵۶/۶۳۸، ۵۵۶/۶۳۹، ۵۵۶/۶۴۰، ۵۵۶/۶۴۱، ۵۵۶/۶۴۲، ۵۵۶/۶۴۳، ۵۵۶/۶۴۴، ۵۵۶/۶۴۵، ۵۵۶/۶۴۶، ۵۵۶/۶۴۷، ۵۵۶/۶۴۸، ۵۵۶/۶۴۹، ۵۵۶/۶۵۰، ۵۵۶/۶۵۱، ۵۵۶/۶۵۲، ۵۵۶/۶۵۳، ۵۵۶/۶۵۴، ۵۵۶/۶۵۵، ۵۵۶/۶۵۶، ۵۵۶/۶۵۷، ۵۵۶/۶۵۸، ۵۵۶/۶۵۹، ۵۵۶/۶۶۰، ۵۵۶/۶۶۱، ۵۵۶/۶۶۲، ۵۵۶/۶۶۳، ۵۵۶/۶۶۴، ۵۵۶/۶۶۵، ۵۵۶/۶۶۶، ۵۵۶/۶۶۷، ۵۵۶/۶۶۸، ۵۵۶/۶۶۹، ۵۵۶/۶۷۰، ۵۵۶/۶۷۱، ۵۵۶/۶۷۲، ۵۵۶/۶۷۳، ۵۵۶/۶۷۴، ۵۵۶/۶۷۵، ۵۵۶/۶۷۶، ۵۵۶/۶۷۷، ۵۵۶/۶۷۸، ۵۵۶/۶۷۹، ۵۵۶/۶۸۰، ۵۵۶/۶۸۱، ۵۵۶/۶۸۲، ۵۵۶/۶۸۳، ۵۵۶/۶۸۴، ۵۵۶/۶۸۵، ۵۵۶/۶۸۶، ۵۵۶/۶۸۷، ۵۵۶/۶۸۸، ۵۵۶/۶۸۹، ۵۵۶/۶۹۰، ۵۵۶/۶۹۱، ۵۵۶/۶۹۲، ۵۵۶/۶۹۳، ۵۵۶/۶۹۴، ۵۵۶/۶۹۵، ۵۵۶/۶۹۶، ۵۵۶/۶۹۷، ۵۵۶/۶۹۸، ۵۵۶/۶۹۹، ۵۵۶/۷۰۰، ۵۵۶/۷۰۱، ۵۵۶/۷۰۲، ۵۵۶/۷۰۳، ۵۵۶/۷۰۴، ۵۵۶/۷۰۵، ۵۵۶/۷۰۶، ۵۵۶/۷۰۷، ۵۵۶/۷۰۸، ۵۵۶/۷۰۹، ۵۵۶/۷۱۰، ۵۵۶/۷۱۱، ۵۵۶/۷۱۲، ۵۵۶/۷۱۳، ۵۵۶/۷۱۴، ۵۵۶/۷۱۵، ۵۵۶/۷۱۶، ۵۵۶/۷۱۷، ۵۵۶/۷۱۸، ۵۵۶/۷۱۹، ۵۵۶/۷۲۰، ۵۵۶/۷۲۱، ۵۵۶/۷۲۲، ۵۵۶/۷۲۳، ۵۵۶/۷۲۴، ۵۵۶/۷۲۵، ۵۵۶/۷۲۶، ۵۵۶/۷۲۷، ۵۵۶/۷۲۸، ۵۵۶/۷۲۹، ۵۵۶/۷۳۰، ۵۵۶/۷۳۱، ۵۵۶/۷۳۲، ۵۵۶/۷۳۳، ۵۵۶/۷۳۴، ۵۵۶/۷۳۵، ۵۵۶/۷۳۶، ۵۵۶/۷۳۷، ۵۵۶/۷۳۸، ۵۵۶/۷۳۹، ۵۵۶/۷۴۰، ۵۵۶/۷۴۱، ۵۵۶/۷۴۲، ۵۵۶/۷۴۳، ۵۵۶/۷۴۴، ۵۵۶/۷۴۵، ۵۵۶/۷۴۶، ۵۵۶/

وہ اس زیر بحث معاملے پر خوب مطالعہ و تحقیق کر چکے ہوتے ہیں۔ مسئلہ کی تمام جزئیات ان کے سامنے آچکی ہوتی ہیں، لیکن جو لوگ خاموش ہیں ان کی خاموشی کو اجتماع کی نسبت دینا درست نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ وہ بھی مطالعہ و تحقیق کے مرحلے سے گزر رہے ہوں یہ ہوسکتا ہے کہ وہ ابھی کسی نتیجے پر نہ پہنچے ہوں یا متر و دوہوں اور رائے کے اظہار کو فی الوقت مناسب خیال نہ کرتے ہوں اس لئے ان کا سکوت اجتماع سکوتی نہیں کہا جاسکتا۔

چوتھا مکتبہ فکر : ابن حایب مالکی، ملازم کفری حنفی، ابو ہاشم بن ابی علی اور علامہ سادہی کے مطابق اجتماع کی یہ قسم اجتماع قرار نہیں دی جاسکتی لیکن اسے بطور دلیل اختیار کیا جاسکتا ہے۔

پانچواں مکتبہ فکر : ابن ابی حریرہ کے مطابق اگر جن لوگوں سے اجتماع صریح کا صدور ہوا وہ سکوتی اختیارات اور مناصب رکھتے ہوں تو سکوت اختیار کرنے والوں سے اجتماع سکوتی منسوب نہیں کیا جاسکتا لیکن اگر اجتماع صریح ان لوگوں کی طرف سے ہو جو سکوتی مناصب و اختیارات سے خالی ہوں تو پھر ایسا اجتماع، اجتماع بھی ہے اور اسے بطور دلیل حجت بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس رائے کے ضمن میں یہ بات ہے کہ امت کے اجتماعی فیصلے ہر طرح کے خوف، ڈر، لالچی، ترغیب و ترہیس اور ترہیب سے الگ رہ کر کئے جائیں۔

اعتقاد اجتماع کا امکان :

اجتماع کے منعقد ہونے اور علماء اس کے واقع ہونے کے امکان پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ بعض لوگوں مثلاً معتزلہ میں سے نظام کا خیال ہے کہ اس کا اعتقاد اور عملی طور پر اس کا وقوع ممکن نہیں۔
اجتماعی فیصلوں کی اجتماع جدید کے ذریعے تشخیص :

کیا کوئی مجتہدین کا نیا اجتماع سابقہ اجتماع کو منسوخ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں اور دونوں کے بارے میں الگ الگ آراء ہیں۔

(۱) اجتماع فیصلوں میں اختلاف : اس کی ایک صورت تو یہ بن سکتی ہے کہ مجتہدین کسی مسئلہ پر اجتماع منعقد کر لیں اور پھر وہی مجتہدین اپنا فیصلہ بدل کر اسی مسئلہ پر نیا اجتماعی فیصلہ کر لیں اس بارے میں دو مکتبہ فکر ہیں۔
(الف) جمہور علماء کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ اجتماع ایک ہی دفعہ منعقد ہوتا ہے اور حجت شرعیہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

(ب) دوسرے مکتبہ فکر کے کچھ علماء کا خیال ہے کہ زمانے کی تبدیلی کے ساتھ نئے اجتماع کی ضرورت پیش آئے تو وہی مجتہدین کوئی نیا فیصلہ بھی کرنے کے مجاز ہیں۔

(۲) نئے مجتہدین کے ذریعے اختلاف : اس کی صورت یہ بنتی ہے کہ کسی اجتماع فیصلہ کو دوسرے مجتہدین نے اس زمانے میں منسوخ کیا ہو اس کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں۔

(الف) پہلی شکل یہ ہے کہ مجتہدین کا کسی مسئلہ پر اجتماع ہو چکا ہو اور مجتہدین ہی کی ایک جماعت کسی مختلف زمانے کا اعلان کرے یہ صورت جمہور علماء کے لئے قابل قبول نہیں ہے کیونکہ ایک وقت میں دو اجتماع ممکن نہیں ہیں

اور بات اجماع کے بنیادی تصور سے متصادم ہے، لہذا دوسرا اجماع باطل قرار پائے گا۔ بعض علماء نے ایک درمیانی راستہ نکالا کہ مؤخر الذکر مجتہدین کو کوئی ایسی دلیل ملی ہو جو اول الذکر مجتہدین کی انھروں میں آنے سے روک گئی ہو تو اس کی روشنی میں نیا اجماع بھی ممکن ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو اجماع کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

(ب) دوسری شکل یہ ہو سکتی ہے کہ مجتہدین کسی معاملہ پر اتفاق کر لیں بعد میں آنے والے مجتہدین اس مسئلہ پر کسی نئی رائے کا اظہار کریں اور سابقہ فیصلہ تبدیل ہو جائے تو یہ صورت حال اسی طرح ممکن ہے کہ سابقہ تاویلات کے مقابلہ میں نئی تاویلات کے ساتھ اجماع کیا جائے۔^۱

اجماع کے مراتب :

قوت وضعف اور یقین و ظن کے اعتبار اجماع کے چار مراتب میں جو مختصر اُمتد و بعد میں ہے :

کسی مسئلہ واقعہ کے بارے میں صحابہ کا یہ کہہ کر اتفاق کرنا کہ تمام صحابہ اس پر متفق ہو گئے یا اجماع عزیمت کی اعلیٰ قسم ہے۔ یہ بمنزلہ قرآن مجید وحدیث کے ہے اکثر مشائخ حنفیہ کے نزدیک ایسے اجماع کا ذکر کرتے کفر ہے جیسے حضرت ابو بکر ؓ کی خلافت پر صحابہ کا متفق ہو جانا۔

کسی مسئلہ پر صحابہ کا اس طرح اتفاق کرنا کہ بعض زبان سے اس کی قبولیت کا اقرار کریں یا اس پر عمل کریں اور دوسرے خاموش رہیں اور اس قول یا عمل کو زندہ کریں یہ اجماع رخصت (اجماع سکوتی) ہے۔ یہ حدیث متواتر کی طرح ہے بشرطیکہ یہ اقتر کے ساتھ ہم تک پہنچے یہ پہلے قسم کے اجماع سے درجہ میں کم ہے ایسے اجماع کا منکر کافر نہیں ہے، بلکہ کمرہ کہلائے گا اس اجماع کی بنیاد قطعی دلیل پر ہوتی ہے بعض علماء اصول کے نزدیک اگر اجماع سکوتی میں قرآن حال سے یہ ثابت ہو جائے کہ سکوت کرنے والوں نے کسی قول سے اتفاق کرتے ہوئے سکوت کیا ہے تو اس کا منکر کافر ہے اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے زمانے میں قبیلہ بنو قریظہ اور مطلقان نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا تو آپ نے ان سے جہاد کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ ابتداء میں لوگوں نے آپ کی مخالفت کی لیکن بعد میں سب کا اتفاق ہو گیا اور جن لوگوں نے سکوت اختیار کیا وہ آپ کے ساتھ متفق تھے کیونکہ جہاد میں صحابہ نے آپ کا ساتھ دیا۔

امام الحرمین اور امام غزالی ؒ کی رائے یہ ہے کہ اجماع ایک ظنی حجت ہے اس لئے اس کا منکر کافر نہیں ہو سکتا ہے کہ اجماع کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے کیونکہ اس کی حجت کے دلائل ظنی ہیں۔

(۲) صحابہ کے بعد تابعین و تبع تابعین کا کسی ایسے مسئلہ میں اجماع جس میں سلف نے کچھ نہیں کہا یہ اجماع بمنزلہ حدیث مشہور کے ہے یعنی اس سے صرف لمیختہ حاصل ہوتی ہے یقین حاصل نہیں ہوتا بشرطیکہ اس میں صحابہ کا کوئی اختلاف نہ ہو۔ ایسے اجماع کا منکر کمرہ کہلائے گا کہ کافر۔

(۴) صحابہ یا تابعین کے اقوال میں سے کسی قول پر متاخرین کا اتفاق کر لیا اس کا حکم خبر واحد کی طرح ہے۔ یہ سب سے کم درجہ کا اہتمام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ و تابعین کے دور میں کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور متاخرین ان اقوال میں سے کسی ایک قول پر متفق ہو جائیں۔ اس کی جست نفی ہے اور اس پر عمل واجب ہے یقین واجب نہیں، الام غرض اہل اور بعض احناف کے نزدیک اس پر عمل واجب نہیں۔ اہل اصول کے نزدیک ہر قسم کا اہتمام رائے اور قیاس پر مقدم ہے کیونکہ یہ اصولی خبر متواتر، مشہور یا عامہ کے ہے اور حدیث کی ان تینوں قسموں کو رائے پر ترجیح ہے۔



احکام شریعت کا چوتھا ماخذ ”قیاس“

اس کی تعریف :

قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنا، پیمائش کرنا۔ اس لفظ کا استعمال اس موقع پر کیا جاتا ہے جب ایک شئی کو دوسری شئی سے بہت اے کر مماثلت بیان کرنا مقصود ہو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے : ”فلان یقاس بفلان“ (فلان شخص اس فلاں شخص سے ماوی یا برابر ہے)۔ اسی طرح گز یا میٹر کے ذریعے کپڑے کے پیمائش کے وقت اہل زبان یوں بولتے ہیں :
لست الثوب بالذاتع“ (میں نے کپڑے کی گز کے ذریعے پیمائش کی)۔

اس کی اصطلاحی تعریف :

امول فقہ کی کتابوں میں قیاس کی مختلف تعریضیں ملتی ہیں جن میں سے چند کا ذکر علامہ ام دی نے بھی کیا ہے۔ پھر سب کا رد کیا اور پھر علامہ ام دی نے ان الفاظ کے ساتھ قیاس کی تعریف بیان کی :

”الاستواء بین الفروع والاصل فی العلة المستط من حکم الاصل“۔^۱

(اصل کے حکم سے اخذ علت کا فرع اور اصل سے محالہ کرنا)۔

ابو الحسن اہمیری نے فرمایا :

”تحصیل حکم الاصل فی الفروع لاشباہہما فی علة الحکم عند المجتہدین“۔^۲

(مجتہد کے نزدیک فرع میں اصل اور فرع کی علت میں مشابہت کی بناء پر اصل کے حکم کا حصول (قیاس کہلاتا ہے)

علامہ المنشی نے یوں تعریف بیان کی :

”تقدیر الفروع بلاصل فی الحکم والعلة“۔^۳

(حکم اور علت میں فرع کا اصل سے موازنہ کرنا)۔

اس کی تعریضات کا ماحصل :

قیاس کی اصطلاحی تعریضات پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے چار ارکان ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :

(اول) اصل : اس کو متقین علیہ بھی کہتے ہیں کسی مسئلہ کے بارے میں کوئی حکم جس نص سے ثابت ہو اس نص کو اصل کہتے ہیں۔

۱۔ الاحکام ام دی ۱۳۳/۳ ج ۱ الاحکام ام دی ۱۳۳/۳ ج ۱

۲۔ الاحکام ام دی ۱۳۰/۲ ج ۱ الاحکام ام دی ۱۳۶/۳ ج ۱

۳۔ نوادہ فی شرح لسان المنشی ص ۳۳۲ مینیاوی۲۰۰۶ ج ۱ راجع کر لیں۔

(دوم) حکم اصل : یہ شرعی حکم ہے جو قیاس کے رکن اصل میں نص سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو فرع یعنی نئے واقعہ کی طرف متعدی کیا جاتا ہے۔

(سوم) فرع : اس کو قیاس بھی کہتے ہیں یہ مسئلہ یا واقعہ ہے جس کے بارے میں نص سے کوئی حکم ثابت نہیں ہے قیاس کے طریقہ کار پر عمل کر کے اصل میں جو حکم موجود ہو اس کا اطلاق اس پر کیا جاتا ہے۔

(چہارم) علت : یہ وہ وصف ہے جو اصل میں موجود ہو اور یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے حکم دیا گیا ہو اگر یہی وصف اور یہی عرض یا اس جیسے وصف اور اسی کے مشابہ عرض فرع یعنی نئے واقعہ میں موجود ہو تو اس کو اصل کے ساتھ سمجھا جائے گا اس لئے اس پر بھی اس حکم کا اطلاق ہوگا جو اصل میں موجود ہے۔

قیاس کرنے کے بعد فرع کے لئے حکم ثابت ہوتا ہے وہ قیاس کے طریقہ کار پر عمل کا نتیجہ یا شریعہ ہے یہ ارکان قیاس میں سے نہیں ہوتا ارکان قیاس میں سے حکم اصل ہوتا ہے نہ کہ حکم فرع۔

قیاس کی مشروعیت اور اس کے دلائل :

قیاس کی مشروعیت کے قرآن و سنت سے چند دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا“۔

(اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہیں پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔)

تجزیہ :

مذکورہ بالا آیت سے اس طرح استدلال کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاً اللہ اور رسول کا حکم دیا ہے اس کے بعد اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے جو اللہ و رسول کے احکام کے مطابق ہونے کی شرط سے شرط ہے اور اگر قرآن و سنت میں صریح حکم (نص) موجود نہ ہونے کی صورت میں اولوالامر کے حکم کے نتیجے میں لوگوں اور اولوالامر کے مابین نزاع پیدا ہو جائے تو ایسے امر کو اللہ اور رسول کی جانب لوٹانے کا حکم دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان امور پر قیاس کیا جائے جن میں نص موجود ہے اور زیر نزاع معاملے میں وہ علت موجود ہونے کی بنیاد پر جو مخصوص حکم موجود ہے اس معاملے کا بھی وہی حکم تسلیم کیا جائے۔

قرآن کریم کی ایک دوسری آیت میں صراحت کے ساتھ لفظ استنباط آیا ہے، ارشاد باری ہے :
 "ولودوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلهم يعلموه الذين يستنبطونه منهم"
 (حالانکہ اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو
 ان کے درمیان اس بات کی صداقت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔)
 امام شوکانی نے اس آیت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا :

"فاولو الامر هم العلماء، والاستنباط هو القياس"
 (اولو الامر سے مراد علماء اور استنباط سے مراد قیاس ہے۔)

یہ اس کی مشروعیت میں سنت سے استدلال :

حضرت حاذ بن جبل کی حدیث اس امر کی تائید فرماتی ہے کہ قرآن و سنت میں واضح حکم نہ ملنے کی صورت میں
 سنت حاذ بن جبل کا "اجتہد ہو الی" (میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا)۔ فرمانا اور حضور ﷺ کا آپ کے سینہ پر
 است مبارک بھیرنا اور یہ فرمانا : "الحمد لله الذی وفق رسول الله لما یرضاه رسول الله"
 امام شوکانی فرماتے ہیں :

"استدلوا ايضا بما ثبت عن النبی صلی الله علیه وسلم ، من القیاسات ، بقولہ "ارایت لو کان
 علی ایك دیں فقد ضلعتہ آکان یجوزی عنه؟ قالت : نعم قال : "فہلین الله
 احق ان یقضی"
 علماء نے حضور ﷺ سے جو قیاسات میں ثابت ہے اس کا اس سے بھی استدلال کیا کہ آپ ﷺ کا اس (صحابی) سے یہ
 فرمایا کہ اگر تمہارے والد پر کسی کا قرض ہو تو کیا تم ادا کرتے؟ انہوں نے کہا کہ ضرور ادا کرتا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ
 کے قرض کی ادائیگی زیادہ ضروری ہے۔

یہ اس کے دلیل شرعی ہونے پر صحابہ کا اجماع :

صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ان کی امامت پر قیاس کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
 براء بن مالک کو باپ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوتے پر قیاس کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مے نوشی کی حد کو قذف پر
 یاس کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایہ ویں اشعری کے نام اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا : "اعرف الاشیاء والنظائر ثم قس
 لا مود عند ذلک" (اشیاء و نظائر کو پہچانو پھر امور کو ان کے مطابق قیاس کرو)۔ امام ابن قیم نے اعلام الموقعین کے
 پہلے حصہ میں کئی صحابہ کے فتاویٰ نقل کئے ہیں جن کی بنیاد انہوں نے قیاس پر رکھی شارح بزدوی ، عبدالحزیز بخاری نے
 کشف الاستار میں علامہ بزدوی کے قول "وعمل اصحاب النبی فی هذا الباب" کے تحت لکھا :

۱۔ انشاء : ۸۳۔ ۲۔ ارشاد الفقہول الشکانی ۱/۱۳۸۔

۳۔ کشف الاستار و شرح اصول البزدوی البخاری ۳/۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲،

”اشارة الى متمسك اخر عول عليه اكثر الاصوليين وهو الاجماع فانه قلبت بالواقع ان الصحابة رضي الله عنهم عملوا بالقياس وشاخ وذاع ذلك فيما بينهم من غير رجو انكار“۔

اس کے بعد شارح بزودی نے چاروں خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کے عمل سے قیاس کی متعدد مثالیں دیں اور احکام شرعیہ کے اثبات میں قیاس کی حیثیت اگرچہ کتاب، سنت اور اجماع کے بعد ہے لیکن دائرہ اثر کے لحاظ سے اس کی وسعت اور وقوع بہ نسبت اجماع کے زیادہ ہے کیونکہ احکام فقہیہ میں قیاس پر اعتماد زیادہ ہے جبکہ اجماع سے ثابت ہونے والے احکام محدود ہیں۔

مصطفیٰ احمد الزرقاء فرماتے ہیں :

”ولا يخفى ان نصوص الكتاب والسنة محدودة متناهية والحوادث الواقعة والمتعقبة غير متناهية، فلما سبيل الذي اعطاء الحوادث والمعاملات الجديدة منازلها واحكامها في هذه الشريعة الا عن طريق الاجتهاد بالرأى الذي راسد فالقياس اغزر المعاصرو الفقهاء في البات الاحكام الفرعية للحوادث“۔

(یہ حقیقت واضح ہے کہ قرآن کریم اور سنت کی نصوص محدود ہیں جب کہ وقوع پذیر ہونے والے احوال و واقعات انتہائی اور غیر محدود ہیں اس لئے اس کے ساتھ کوئی چارہ نہیں کر سکتے اور قیاس کے ذریعے اجتہاد کر کے لو بہ پیش آنے والے واقعات اور معاملات کے شرعی احکام معلوم کئے جائیں۔ فرض قیاس جملہ معاصرو شریعت میں قرنی احکام کے استنباط کا سب سے زیادہ وسیع مصدر ہے۔)

صاحب انظر الی قیاس کے عقلی و نقلی دلائل دینے کے بعد فرماتے ہیں :

”فمن انكر القياس وزعم ان الشرع تعبدى كله فقد عطل الحكمة ولم يفهم الشريعة حق فهمها“۔
(جس نے قیاس کا انکار کیا اور یہ سمجھا کہ شریعت مکمل طور سے تعبدی ہے تو اس نے شریعت کی حکمت کو عطل کر دیا اور اسے ایسا نہیں سمجھا جیسا کہ اس کا حق تھا۔)

قیاس کے شرائط :

قیاس کا عمل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک اس کے چاروں ارکان اصل، حکم اصل، فرع اور علت میں پائی جانے والی خاص شرائط پوری نہ ہوں اور وہ شرائط مختصر آئندہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ کشف الاستوار علی اصول فقہ الاسلام الزودی ۳/۲۸۰۔

۲۔ الفقه الاسلامی فی ثوبہ الجدیدہ، مصطفیٰ احمد الزرقاء ۶/۶۸، ۶۷ و مشق، المجلد ۱۳۸ ص ۱۹۶۵۔

۳۔ الشکر السامی فی تاریخ الفقه الاسلامی، محمد بن الحسن کجی الشاعری القاسمی حوالی ۱۳۹۱ھ/م ۱۹۰۸ء تحقیق ابن صالح شعبان ۱۳۹۱ھ دار الکتب العلمیہ ۱۳۹۶ھ۔

۴۔ فوائذ فی حیوٰت بشر مسلم بنون، محبت علی بن عبد القادر عبد اعلیٰ محمد نظام الدین، انصاری، خزاعہ ۴/۲۵، المستصفیٰ فی اصول فقہ ۱/۱۷۰۔

(۱) اصل سے متعلق شرطیں :

قیاس کے پہلے رکن اصل کی دو شرطیں ہیں :

(الف) اس کا حکم کسی دوسری اصل کی فرع نہ ہو بلکہ یہ حکم مستقل بالذات ہو اور نص (قرآن و سنت) سے ثابت ہو کسی دوسری اصل کی فرع نہ لے کر اس پر قیاس کیا جائے تو یہ قیاس نہیں ہے۔

(ب) اصل کے حکم کی دلیل میں فرع کا حکم شامل نہ ہو اگر ایسا کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکم ثابت کرنے کے لئے دلیل کو استعمال کیا جا رہا ہے قیاس کے ذریعے حکم ثابت نہیں کیا جا رہا۔

(۲) فرع اور اس کی شرطیں :

فرع کو قیاس بھی کہتے ہیں مقیس وہ شے ہے جس پر قیاس کیا جائے فرع سے متعلق تین شرطیں ہیں :

(الف) فرع کے لئے اہم اور بنیادی شرط یہ ہے کہ قرآن و سنت میں اس کے بارے میں کوئی حکم موجود نہ ہو بلکہ علت کے اشتراک کی وجہ سے قرآن مجید یا سنت نبوی سے اصل کا کوئی حکم لیا جا رہا ہو۔ فرع کے لئے قرآن و سنت میں کوئی حکم موجود نہ ہو تو پھر قیاس یعنی اجتہاد کی سرے سے کوئی ضرورت نہیں رہتی اور اس طرح کیا گیا۔ اجتہاد باطل ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن و سنت کے صریح احکام کے ہوتے ہوئے کوئی حکم نہیں لایا جاسکتا فقہی کا عدہ ہے کہ : "الاجتہاد لا یعارض النص" یعنی اجتہاد نص (قرآن و سنت کے حکم) میں تقاضا پیدا نہیں کر سکتا۔

(ب) دوسری شرط یہ ہے کہ فرع میں وہی علت ہو جو اصل میں پائی جائے۔ جیسے خمر اور نبیذہ میں نشے کی نوعیت یا کیفیت میں تو کمی بیشی کا فرق ہے شک ہو، لیکن علت (نشہ) دونوں میں ایک ہو۔ اصل اور فرع میں علت کا اشتراک ایک جیسا نہ ہو تو فرع پر اصل کے حکم کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ اس طرح علت میں عدم مساوات کی وجہ سے حکم میں بھی عدم مساوات ضروری ہو جاتی ہے، جو نہ ممکن ہے اور نہ شرعاً جائز۔ فرع میں یہ شرط نہ پائی جائے تو ایسے قیاس کو قیاس مع الفارق کہتے ہیں۔ مثلاً کوئی مسلمان اپنی بیوی کو اپنی ماں کے برابر قرار دے، (شرع میں اسے ٹکڑا کہتے ہیں) تو ایسے شخص پر واجب ہے کہ وہ ایک خاص طرح کا کفارہ ادا کرے۔ امام شافعی نے اس قرآنی حکم پر قیاس کرتے ہوئے ذی (وہ غیر مسلم باشندہ) جو اسلامی ریاست کے مغلوبہ حدود میں ایک مخصوص ٹکس دے کر مایا کو فوجی خدمت کے لئے پیش کر کے دیتا ہے) کے لئے بھی یہی حکم ناکہ کیا۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے خیال میں یہ قیاس مع الفارق ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ٹکڑا کی جو صورت اور اس کا کفارہ قرآن میں بیان ہوا ہے، اس کا ذی کے لئے قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ امام صاحب کے خیال میں وہ اہلیت، جو اس نوعیت کے کفارے کے لئے ضروری ہے، ذی اس سے خالی ہے اس لئے یہ قیاس مع الفارق ہے۔

(ج) تیسری شرط یہ ہے کہ فرع کا حکم اصل کے حکم پر مقدم نہ ہو۔

(۳) حکم اور اس کی شرطیں :

حکم سے مراد کسی معاملہ میں وہ شرعی فیصلہ ہے، جو قرآن مجید یا سنت مطہرہ سے ثابت ہو۔ جیسے ”شراب شرما حرام ہے اس جملہ میں شراب کی حرمت بیان کی گئی ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہے شراب کی اسی حرمت کو اصطلاح میں ”حکم“ کہتے ہیں۔ حکم کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ شرعی ہو۔

تمام علمائے امت کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ قرآن و سنت کے کسی حکم کو ہم اسی صورت میں شرعی قرار دے سکتے ہیں، جب وہ شرعی امور سے تعلق رکھتا ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ حکم ایسا نہ ہو جو کسی خاص موقع کے لئے بطور استثنا ہو، جیسے بھول چوک کر کھانسی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی صورت میں روزے کی قضا یا کفارہ ادا نہ کرنے کے لئے اجازت دی ہے۔ یہ استثنا ہر روزے کے لئے چنانچہ دوسرے شرعی امور پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

حکم کی تیسری شرط یہ ہے کہ وہ کسی خاص شخص کے بارے میں مخصوص نہ ہو جیسے شہادت کے لئے دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے یہ ارشاد فرمایا کہ خزیمہ رضی اللہ عنہ کی تہا شہادت ہی دو افراد کے برابر ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ حکم منسوخ نہ ہو چکا ہو، قرآن و سنت میں کی ایسے احکام ہیں جو کسی خاص صورت حال کے لئے ہیں۔ حالات بدل جانے پر ان احکام کو تبدیل کر دیا گیا، لہذا ان ساقط منسوخ شدہ احکام پر نئے مسائل کو قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

حکم کی پانچویں شرط یہ ہے کہ حکم کی علت ایسی نہ ہو جو انسانی عقل کے دائرے سے باہر ہو۔ حکم کی علت یا مدارئے عقل ہو، تو اس کا فہم حاصل کرنا انسانی بصیرت کے لئے ممکن نہیں ہوتا اس لئے بعید از عقل یا مدارئے عقل علت پر قیاس درست نہیں ہے۔

(۴) علت اور اس کی شرطیں :

قیاس کے ارکان میں سے علت سب سے اہم اور ضروری جزو ہے۔ قیاس کو سمجھنے کے لئے علت کی معرفت ضروری ہے۔ یہی وہ مشترک چیز ہے، جو اصل اور فرع دونوں میں ہوتی ہے اسی پر حکم جاری ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اصل میں علت نہ پائی جائے تو حکم بھی کا اہم ہو جاتا ہے اور قیاس بھی اپنی شرعی حیثیت کھو بیٹھتا ہے۔

علت، قیاس کا بہت اہم رکن ہے۔ یہاں پر اس کے ضروری اصول و مبادی مندرجہ ذیل ہیں :

الغوی اعتبار سے علت سے مراد بیماری ہے۔ بیمار آدمی کے لئے طویل (جس میں کوئی علت پائی جائے) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ علت کی وجہ سے انسان کے اوصاف میں کوئی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے اس لئے اسے طویل کہتے ہیں۔ قیاس کا زیادہ دار و مدار علت پر ہے، اس لئے اس کے متعلق مسائل بھی دوسرے ارکان سے زیادہ ہیں۔

ملت کو سمجھنے کے لئے حرمت شراب کی مثال دوسرے انداز میں دی جاتی ہے۔ شراب کا عام ہائعات، جیسے دودھ، گلاب، پھولوں کے دس کی طرح تصور کیا جائے تو یہ ان ہی جیسا ایک مانگ ہے لیکن شراب کا استعمال انسان کے لئے حرام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی ہائعات کے اوصاف جوں کے توں قائم ہیں، ان کے جملہ عناصر اپنی فطری ترحیب کے جوہن جو انسان کے لئے حرام ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی ہائعات کے اوصاف جوں کے توں قائم ہیں، ان کے جملہ عناصر اپنی فطری ترحیب کے جوہن جو انسان کے لئے ضرور سال نہیں ہے، لیکن شراب وہ مشروب ہے جس کے اوصاف میں خیر پیدا ہو چکا ہے۔ لہذا شراب کی صورت میں ہے۔ شراب میں نشے کی علت نہ ہوتی تو اس کے بارے میں بھی وہی حکم ہوتا جو دیگر طالاب کے لئے ہوتا ہے۔

ملت کی پہلی شرط یہ ہے کہ ملت کا وصف ظاہر ہواس سے مراد یہ ہے کہ ملت کی پہچان آسان ہو۔ جیسے خمر میں نشہ ہے، یہ علت غائیہ میں پائی جاتی ہے اس لئے غیبی بھی حرام ہے۔

ملت کی دوسری شرط یہ ہے کہ اس کا وصف حکم کے ساتھ مناسبت رکھتا ہو۔ ملت کے وصف سے مراد وہ کیفیت ہے، اس کی وجہ سے شے کے بارے میں حکم نازل ہوا ہو۔ وصف ہی کا وصف اور حکم میں مناسبت نہ ہو تو قیاس جائز نہیں ہے، تاکہ مثال سے مزید واضح ہو سکتی ہے۔

ملت کی تیسری شرط یہ ہے کہ انسانی عقل آسانی سے اس تک پہنچ سکے۔ جیسے شراب کی حرمت قائم کرنے کے لئے علت ہے۔ یہ ایسی علت ہے جو تمام انسانوں کے لئے ایک جیسی اور معروف ہے۔ ہر انسان کے ذہن میں لفظ نشہ نے یہ وہ خاص مفہوم واضح آجاتا ہے، جو اس کے معانی میں موجود ہے۔

ملت کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اس پر کوئی نہ کوئی حکم ضرور ہو کسی شے میں علت موجود ہو، لیکن حکم نہ ہو تو وہی علت کسی ہر شے میں تلاش کر کے قیاس ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ حکم کے بغیر قیاس نہیں ہو سکتا۔

ملت کی پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ معین اور غیر متبدل ہو۔ حالات و اوقات، اشخاص اور زمانے کی تبدیلی، علت کی نسبت پر کوئی اثر نہ اٹھے۔ مثلاً حدیث میں آیا ہے: "القلل لا یوث" (۱) (قلیل وارث نہیں ہوتا)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میراث میں سے کسی جائز وارث کی محرومی کی علت، فعل قتل ہے۔ قتل کرنے والا کوئی بھی ہو، کسی زمانے کا ہو حکم کی تبدیلی نہیں آسکتی۔

ملت کی پہچان اور بعض احکام کی علتیں :

ملت قرآن و سنت کے احکام میں کہیں تو صریح ملتی ہے اور کہیں فقہاء کو اپنی بصیرت اور گہرے غور و فکر کے بعد ملتی ہے۔ ان کی پہچان کے لئے گہرا مطالعہ اور فکری ارتکاز ضروری ہے۔ فقہاء نے ملت کی تلاش کے لئے کچھ قواعد و ضوابط

وضع کر رکھے ہیں، جن کے ذریعے کسی اصل میں علت کی تلاش کر لی جائے تو قیاس کا عمل آسان ہو جاتا ہے۔ علت کی پہچان کے کئی طریقے ہیں، یہاں پر چند ضروری اور اہم طریقوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلا اور واضح طریقہ تو یہ ہی ہے کہ علت نص میں مذکور ہو اور اس کا فہم حاصل کر لیا جائے۔ یہ بات ایک مثال سے بہتر طریقے سے سمجھی جاسکتی ہے۔

انسان کی فنی زندگی کے بعض پوشیدہ گوشے ہیں، جن کا تعلق شرم و حیا سے ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دوسروں سے مخفی رکھنا چاہتا ہے، کسی کے گھر کے اندر بلا اجازت داخل ہونا منع ہے۔ اس کے بعد گھر کے اندر خواب گاہ میں بھی دوسروں کے داخلے کے لئے مشروط اجازت ہے بچوں اور گھر کے کسی دوسرے افراد مثلاً نوکر چاکر وغیرہ کو صبح نماز سے قبل وہاں پر کو آرام کے وقت اور عشاء کی نماز کے بعد اگر سریر او خانہ کی خواب گاہ میں جانے کی ضرورت پیش آئے تو داخلے سے قبل اجازت درکار ہوتی ہے۔ ان اوقات کے علاوہ خواب گاہ میں اجازت لئے بغیر بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ قرآن نے یہ اجازت ان الفاظ میں دی ہے :

”لیس علیکم ولا علیہم جناح طواطون علیکم بعضکم علی بعض“۔

(ان دونوں کے علاوہ اگر وہ تمہارے گروں میں آئیں تو تمہارے لو پر اور ان پر کچھ گناہ نہیں ہے، (اس لئے کہ) تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی پڑتا ہے۔)

اس حکم میں تین اوقات کے علاوہ نو گروں اور بچوں کو جس ”علت“ کی بناء پر خواب گاہوں میں داخلے کی اجازت دی گئی ہے وہ ایک دوسرے کے پاس بار بار آنے چلنے کا عمل ہے اس حکم میں ماحکم (اللہ تعالیٰ) نے حکم کی علت خود بیان کر دی ہے۔ الفاظ کے ذریعے علت کی پہچان :

حکم کے الفاظ بھی علت کی پہچان میں مدد دیتے ہیں۔ لفظ ”سجی“ (جس کے معنی ”تاکہ“ ہیں) سے علت کا پتہ چلتا ہے۔ مثال کے طور پر بغیر جنگ کے تجارتی کار سے چھینے گئے مال کو تسلیم کرنے کی علت لفظ ”سجی“ کے ذریعے بیان فرمائی :

”سجی لایمکون حولة بین الاغنیاء منکم“۔

(تاکہ وہ مال تمہارے مال داروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔)

”لاہل“ اور ”من اجل“ کے معنی بھی ”تاکہ“ ہی کے ہیں ایک جگہ پر رسول اللہ کے الفاظ ہیں :

”انما نھیکم من اجل الدامت الہی فکلووا تصدقوا وادعوا“۔

(اپنے جنگ میں انہیں (قرآنی کا گوشت) جمع کرنے سے ان لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا تمہارے پاس آگئے تھے۔ پس (اب) تم کھا دیا تو دعوہ جمع کرلو۔)

حروف کے ذریعے علت کی پہچان :

قرآن و حدیث کے بعض حروف بھی علت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ حروف کے ذریعے علت کی پہچان کے لئے، البتہ ضروری ہے کہ موقع محل اور قرآن بھی سامنے رکھے جائیں، کیونکہ حروف کے معانی ایک سے زائد اور مختلف بھی ہو سکتے ہیں۔ علت کا پتہ دینے والے حروف لام، پاء اور قاف ہیں۔

ملت کے موافع :

موافع مائع کی جمع ہے۔ مائع سے مراد وہ شے ہے جو علت کی تشکیل کے راستے میں رکاوٹ ہو، علت کی تشکیل میں کئی موافع رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ یہ بات ایک مثال سے واضح ہو سکتی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص کو والدین کی قیادت میں ہونے والے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ : "قت و ملک لایک" (تم لو تمہارا مال تمہارے باپ ہی کے ہو)۔ لحدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بیٹا باپ کی ملکیت ہے اور جو شے ملکیت ہو اس کی خرید و فروخت کی جا سکتی ہے۔ خرید و فروخت میں کسی شے کی علت یہ ہے کہ اس میں کوئی قدر ہو اور بیٹے میں یہ قدر موجود ہے۔ ثابت ہوا کہ ایک انسان جو دوسرے کی ملک میں ہو اپنی قدر کے باعث خرید و بیچا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ انسان کی خرید و فروخت کے راستے میں ایک رکاوٹ پائی جاتی ہے۔ یہ رکاوٹ اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ فطری کمالات ہے، جس کی وجہ سے انسان کو نہ خرید و بیچا جا سکتا ہے اور نہ اس کی تجارت کسی دوسری شکل میں چلتی ہے۔ اس مثال میں انسان کی حریت، علت کی تشکیل میں مائع ہے۔

نہ دوم

احکام شریعت کے مختلف فیہ ماخذ

اس فصل میں اصول فقہ کے ان ماخذ کو بیان کیا جائے گا جن میں جمہور علماء کا اجماع ہے اور وہ مختلف فیہ ماخذ یہ ہیں :

- ۱۔ استحسان
- ۲۔ مصالح مرسله، استصلاح
- ۳۔ استصحاب
- ۴۔ سد الذرائع
- ۵۔ عرف و عادت
- ۶۔ مذهب صحابی
- ۷۔ شروع من قبلنا

(۱) "استحسان"

احناف کے یہاں احسان (قیاس مخفی) کا پانچویں دلیل کے طور پر کثرت سے استعمال پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے بعضی فقہ میں بہت سی جگہ یہ عبارت درج ہوتی ہے : "الحکم فی هذه المسألة قیاساً کلیاً، استحساناً کلیاً" (اس مسئلہ میں قیاسیہ حکم ہے اور استحسان یہ) ، مگر یہ وجہ بالکل کے یہاں بھی اس کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ مگر تو یہاں تک فرماتے تھے : "الاستحسان تسعة اعشار العلم" (دس میں سے نو حصہ علم احسان ہے)۔ بعضی اس کو درست نہیں مانتے تھے بلکہ اس بارے میں ان کا مشہور قول ہے : "من استحسن فقد شرع" (۱) جس نے احسان کیا اس نے شریعت سازی کی۔

احسان کی اس بحث میں اس کی تعریف، انواع، حیثیت، مکررین و معتبرین کی آراء اور ان کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

احسان کی تعریف :

لفظی معنی "عبد الشی حساً" (کسی چیز کو اچھا سمجھنا) ، التوضیح میں ہے : "بطلق الاستحسان علی تخیل الیہ الانسان ویفہد من الصور والمعنوی وان كان مستطیعاً عند غیرہ" (۲) (احسان کا اطلاق

۱۔ التہذیب الاولی، در بیان الدین، ابوالحسن علی بن ابی بکر المرزائی، الریفی، ص ۵۵۵، ۱۴۱۳ م، کتاب علیات، فصل فی التیسر کریم، کوام، ص ۱۱۳۔
 ۲۔ جامع الاثرین، المرزئی، ص ۳۳۳، ۳۳۴ م، کتاب القسمة، فصل فی التیسر کریم، کوام، ص ۱۱۳، ۱۱۴ م، (۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴ م)۔

۳۔ باب اسباب التکالیف، کتاب التیسر کریم، ص ۱۱۳، ۱۱۴ م، (۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴ م)۔
 ۴۔ تہذیب الاولی، در بیان الدین، ابوالحسن علی بن ابی بکر المرزائی، الریفی، ص ۵۵۵، ۱۴۱۳ م، کتاب علیات، فصل فی التیسر کریم، کوام، ص ۱۱۳۔
 ۵۔ المستطیع، امام غزالی، ص ۱۳۵، ۱۳۶ م، (۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶ م)۔
 ۶۔ التلخیص والتوضیح، ص ۳۰۵، ۳۰۶ م، (۳۰۵۵۔ ۳۰۵۶ م)۔

اس چیز پر ہوتا ہے جس کی طرف انسان بٹل ہو اور اس کے مصروف حافی چاہتا ہو اگرچہ دوسرا اس کو برا سمجھتا ہو اور اسے
 ٹلے ہے : "ومن هذا ما يستحسنه المجتهد بقطعه"۔^۱

اصطلاحی تعریف :

علماء اصول سے اس کی مختلف اصطلاحی تعریضیں منقول ہیں ابو الحسن کرخنی حنفی سے یہ تعریف منقول ہے :

"الاستحسان هو ان يعدل المجتهد عن ان يحكم المسئلة بمثل ما حکم به فی نظر حال لوجه
 القوی يقتضي هذا العدول"۔^۲

(کسی صورت کے لئے اس کے کائنات کے حکم کے بجائے کوئی دوسرا حکم جو یہ کہ کسی ایسی دلیل کی بنا پر جو قوت کے ساتھ
 اس کا ٹھنڈا کرتی ہو)

مصطفیٰ احمد رقا نے اس تعریف سے متعلق یوں تبصرہ کیا :

"و نعلمه اقتضی الصاریف المألوفة للاستحسان واشتملها لانواعه"۔^۳

(اور شاید احسان کی مقولہ تعریف میں سے یہ سب سے بہتر ہے اور وہ احسان کی اقسام و تنبیات پر مشتمل ہے۔)

ایضاً یہ کہتے ہیں کہ امام مالک کے احسان سے جو ظاہر ہوتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ :

"استعمال مصلحة جزئية فی مقابلة قیاس کلی فهو يقدم الاستدلال المرسل علی
 القیاس"۔^۴

قیاس کے مقابلہ میں مصلحت کو اختیار کرنا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجھ کو جب کسی مسئلہ میں جزئیات پر بحث
 کرے تو اس چیز کا پابند نہ رہے کہ جس طرف قیاس لے جائے اس کو نافذ کرے بلکہ وہ کسی کی دلیل کے مقابلہ میں کسی
 جزئی مصلحت کو اختیار کر لے۔

علامہ باگئی نے فرمایا :

"ان الاستحسان الذي ذهب اليه اصحاب مالك هو القول بانقوى الدليلين"۔^۵

(اصحاب مالک جس احسان کے قائل ہیں وہ دو قوی دلائل میں زیادہ قوی دلیل کو مد نظر رکھ کر حکم کا استنباط کرتے ہیں)

بعض متاخرین سے احسان کی یہ تعریف منقول ہے :

"الاستحسان هو المنول بحكم المسئلة عن نظائر الدليل شرعی خاص"۔^۶

(کسی مسئلہ کی خاص شرعی دلیل کی بنا پر ایک حکم کا اطلاق کرنا اور اس جیسے دوسرے حکم سے عدول کرنا احسان ہے)

۱۔ المستصفی امام قرانی / ۱۰۳

۲۔ الفقه الاسلامی فی ثوبہ جلد ۲، مصطفیٰ احمد رقا، اے سید حق دار المرقا، ۱۹۸۶ء، صفحہ ۱۸۸/۲، تصحیح و ترمیم ۲۰۰۶ء، ج ۲

۳۔ الفقه الاسلامی فی ثوبہ جلد ۲، مصطفیٰ احمد رقا، اے سید حق دار المرقا، ۱۹۸۶ء، صفحہ ۱۸۸/۲، تصحیح و ترمیم ۲۰۰۶ء، ج ۲

۴۔ نوہاد للحدود ۱/۲، ۱۳۶۱ھ، سید محمد احمد حکیم للحدود فی احکام الاصول، للباحث محمد ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳

ذات مالک کی احسانیت کی تعریفات سے مستفاد :

ان مذکورہ بالا تعریفات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ احسان سے مقصود قیاس جلی کا ترک اور قیاس خفی کا اختیار ہے یا کسی کی اصل جلی سے کسی ایک جزئیہ کا استثناء کرنا ہے اور یا استثناء کسی ایسی دلیل کی بناء پر ہوتا ہے جس سے مجتہد کا دل اس بات پر مطمئن ہوتا ہے کہ یہ دلیل عمومی حکم کو چھوڑنے اور استثناء پر عمل کا تقاضا کرتی ہے۔

اس باب میں تین اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں اس لئے مزید کسی گفتگو سے قبل مختصر اعراف ضروری ہے :

استحسان : کسی دلیل کی بناء پر قیاس جلی سے عدول اور قیاس خفی کو ترجیح دینے کا عمل احسان ہے۔

وجہ استحسان : اور جو دلیل اس عدول کی مستقاضی ہوتی ہے وہ وجہ استحسان ہے۔

مستحسن : اور جو حکم احسان سے ثابت ہوتا ہے وہ حکم مستحسن کہلاتا ہے۔

احسان کی اقسام :

اولیٰ الگ اعتبارات سے اس کی مختلف اقسام ہیں :

۱۔ ایک حکم چھوڑ کر دوسرے حکم کو اپنانے کے اعتبار سے

۲۔ سند (دلیل) کے اعتبار سے

۳۔ ایک حکم چھوڑ کر دوسرے حکم کو اپنانے کے اعتبار سے احسان کی تین قسمیں ہیں :

۱۔ قیاس ظاہر کے بجائے قیاس خفی کو اپنانا

۲۔ قیاس خفی کی بنیاد پر حکم عام کا ترک

۳۔ قیاس خفی کی بنیاد پر حکم جلی کا ترک

۱۔ قیاس ظاہر کے بجائے قیاس خفی کو اپنانا اس کی مثال سے توضیح یہ ہے کہ جیسے زمین کے وقف میں

ساتے کا شامل ہوتا کیونکہ عقد خفی میں یہ بات مسلم ہے کہ ارتفاق حقوق مثلاً پانی دینے کا حق، پانی کی گزرگاہ کا حق، زرعی

زمین تک گزرنے کا حق، وغیرہ عقد بیع میں خود بخود شامل نہیں ہوتے جب تک کہ معاہدہ میں خاص طور پر ان کا ذکر نہ ہو

زمین کو وقف کرنے کی صورت میں بغیر ان باتوں کے ذکر کے یہ حقوق عقد میں شامل ہوں گے یا نہیں؟ اختلاف

کئے ہیں کہ قیاس کا تقاضا ہے کہ یہ سب وقف میں شامل نہ ہوں مگر احسان ان کے شامل ہونے کا مقتاضی ہے اس کی

مطابقت یوں ہے کہ زرعی زمین کا وقف دو قیاسوں پر مشتمل ہو سکتا ہے :

(الف) زرعی زمین کے وقف کو اجارہ پر قیاس (جلی) کیا جائے اور بیع کی طرح وقف میں بھی مالک سے اس کی ملکیت

کے اخراج کے بعد ارتفاق حقوق زمین سے تابع ہو کر بغیر خصوصی ذکر کے وقف میں داخل نہ ہوں۔

(ب) اگر زرعی زمین کو اجارہ پر قیاس (خفی) کیا جائے کہ وقف و اجارہ دونوں میں حصول منفعت مشترک ہے لہذا

ارتفاق حقوق وقف میں بغیر کسی شرط و ذکر کے جہاں داخل ہوں گے۔

۲۔ قیاس خفی کی بنیاد پر حکم عام کو ترک کرنا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ قحط کے زمانہ میں چوری کرنا والوں کے ہاتھ نہ کاٹنا۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے کیا۔

۳۔ حکم کلی کا ترک۔ اس کی مثال یہ ہے کہ شریعت کا ضابطہ ہے کہ جو بیچہ معدوم ہو یا انسان کے ہاتھ و پاؤں میں موجود نہیں اس کی بیچ نہیں ہو سکتی مگر اس ضابطہ کے خلاف ایک خاص قسم کی بیچ ”سلم“ چا کر ہے اور جبہ استحسان اور کون کی ضرورت اور اس قسم کا ان میں معروف ہوتا ہے۔

استحسان کی سند (دلیل) کے لحاظ سے اقسام :

استحسان کی اس کی سند (دلیل) کے لحاظ سے مندرجہ ذیل قسمیں ہیں کتب فقہ میں ان اقسام کو جب استحسان کی اقسام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اقسام مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ استحسان بالانوار (بالنص) ۲۔ استحسان بالاجماع

۳۔ استحسان بالعرف والعادۃ ۴۔ استحسان بالضرورة

۵۔ استحسان بالمصلحہ ۶۔ استحسان بالقیاس الخفی

کتب اصول فقہ میں مذکور وہ چھ قسمیں بیان کی جاتی ہیں لیکن بغیر غائر دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض بعض میں شامل ہیں اور ان کو الگ بیان کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے وہ اس طرح کہ استحسان بالانوار میں استحسان بالعرف والعادۃ داخل ہے اور استحسان بالقیاس الخفی میں استحسان بالضرورة شامل ہے۔ اس طرح کلی چار اقسام بن جاتی ہیں اور یہی ”مفہم علماء اصولین“ سے مقبول ہے۔ مگر بعض مثلاً احمد الزرقا، نے ان چار قسموں پر بھی تنقید کی اور ”استحسان بالنسۃ“ اور ”استحسان بالاجماع“ سے متعلق لکھا :

”ولا يخفى ان هذا التعميم والتوزيع في معنى الاستحسان الاصطلاحي غير سديد، وهو اطلاق للنسب في غير محله“

(اور استحسان اصطلاحی کے معنی میں یہ تعمیم و توزیع درست نہیں ہے اور یہ کسی شے کو اس کے نام سے سب جگہ میں داخل کرتا ہے)

استحسان بالاثار :

اس سے مراد وہ استحسان ہے جس کی سند نص ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص مسئلہ میں شارع کی طرف سے کوئی ایسی نص وارد ہو جو ایک ایسے حکم کی مقتضی ہو جو اس مسئلہ کی دوسری نظموں کے حکم کے خلاف ہو اور ان نظموں کا حکم

۱۔ علم اصول الفقہ، عبد الوہاب خلاف ص ۸۹-۸۲ قس کویت دار الفکر بیروت ۱۳۶۹ھ-۱۹۸۶ء، ملاحظہ فرمائیے ص ۲۳۱-۲۳۲ قس ۱۰۱، خازن الکلی سند

۲۔ الوسيط في اصول الفقہ، دوحہ الزمیلی ص ۳۰۶-۳۰۷، ملاحظہ فرمائیے ص ۲۳۳-۲۳۴

۳۔ التطبیح والتوضیح ۳/۳۰۶ ج ۲، دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ

۴۔ الفقہ الاسلامی فی توبہ الجندیہ، صفحہ ۸۵، ملاحظہ فرمائیے ص ۸۵، دار الفکر ۱۹۸۶ء

باقیہ کے مطابق ہو۔ یہ نفس اس چیز کی مسئلہ کو اس عام حکم سے مستثنیٰ کرتی ہے جو اصل کلی کے اقتضاء کے مطابق اس میں دوسرے مسائل کے لئے ثابت ہو۔ مثلاً معدوم کی بیع جس کی مراعت تقلاً حضور ﷺ کے فرمان سے ہے اور یہ عقلاً کی درست نہیں کہ جو چیز موجود نہیں اس کی خرید و فروخت کا سودا ہو۔ مگر بیع مسلم کی درستگی کا شرعاً جواز ہے۔ کیونکہ احادیث میں پابندی سے اس کا جواز ثابت ہے۔

احسان بالا جماع (بالمعرف والعادة والتعامل) :

کسی متفق علیہ معاملہ (بہتاد) کی وجہ سے انکار کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے حکم کو اختیار کرنا۔ یہاں اجماع سے اجماع معلوم مراد نہیں بلکہ اجماع لغوی یعنی کسی امر پر مطلقاً اتفاق مراد ہے۔ نہ تو ایہ مجتہدین کا اتفاق ہو جیسے اصطلاح میں اجماع کہتے ہیں یا عوام و خواص سب کا جسے عرف و عادت اور تعامل سے تعبیر کرتے ہیں اور اجماع اور عرف و عادت میں فرق یہ ہے کہ اجماع علماء مجتہدین کے اتفاق کا نام ہے اور عرف و عادت کا ثبوت کسی علاقے کے عوام و خواص سب کے اتفاق پر موقوف ہے۔ البتہ اجماع میں اس زمانے کے تمام مجتہدین کا اتفاق ضروری ہے۔ جبکہ عرف و عادت میں ایک واپس کا اختلاف اثر انداز نہیں ہوتا اس کا ثبوت اکثریت سے بھی ہوتا ہے۔ مثلاً الا حصصاً (کوئی چیز بوائے کا معاہدہ کرنا) یہی ہونا فرنیچر وغیرہ بوائے بھی معدوم کی بیع کی ایک صورت ہے مگر صحابہ تابعین و فقہاء میں سے کسی کا انکار نہیں اور ہر زمانے میں یہ سلسلہ جاری رہا اس پر اجماع منعقد ہو گیا عام قاعدہ استثناء کرتے ہوئے استصناع کو جائز قرار دیا۔ وجہ احسان یہ ہے کہ جہز زمانے میں بغیر کسی رکاوٹ کے صحابہ تابعین و فقہاء سے آج تک یہ پابندی وساری ہے۔

استحسان بالعقل / القیاس الخفی — کسی غیر ظاہر عقلی دلیل کی وجہ سے انکار کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے حکم کو اختیار کرنا۔ اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ قیاس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ جلی جس سے قیاس معروف مراد ہوتا ہے۔

۲۔ قیاس خفی اس کا مصداق استحسان بالعقل ہے اور عموماً کتب اصول میں استحسان سے یہی قسم مراد ہوتی ہے بلکہ ضابطہ بیان کیا گیا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی قید نہ لگی ہو تو یہی قسم مراد ہوگی مثلاً زمین کو وقف کروینے کی صورت میں سچائی کے لئے پانی آنے اور کھجی کی ضرورت کو انصاف دینے والوں کے لئے آئے جانے کا راستہ قیاساً وقف میں داخل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وقف کرنے والا تو صرف زمین وقف کرتا ہے مگر چونکہ زمین تک پہنچنے بغیر اور پانی کے بغیر اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا اس لئے استحساناً یہ دونوں راستے بھی وقف میں داخل مانے جائیں گے۔

اس قسم کا خاص حکم یہ ہے کہ چونکہ اس کی بنیاد عقل و قیاس ہے اس لئے یہی قسم متعدی ہوتی ہے یعنی اس قسم کے احکام کو دوسرے احکام کے لئے مقیاس علیہ بنا سکتے ہیں۔ اسی لئے اس کو قیاس خفی کا عنوان دے کر قیاس مطلق کی دوسری قسم قرار دیتے ہیں اور یہی قسم جس سے قیاس معروف کو مراد لیتے ہیں اس کو قیاس جلی کہتے ہیں چونکہ یہ قسم قیاس معروف کی معارض ہوتی ہے اس لئے اگر قوت یا اصول کی رو سے قیاس جلی پر راجح قرار پائے تو اس پر عمل ہوتا ہے جہز قیاس جلی پر عمل ہوتا ہے۔

قیاس و استحسان کے باہمی تقابلی اور ایک دوسرے پر رد و حقان کے سلسلہ میں مختصر اتر حیب اس طرح ہوتی ہے کہ دونوں قوی یا ضعیف ہوں تو اصول ترجیح کے مطابق کسی ایک کو رائج قرار دیا جائے گا اور اگر ایک قوی اور ایک ضعیف ہو تو قوی ضعیف پر رائج ہوگا اور قوت و ضعف کے اعتبار سے ان کی متعدد جزئی قسمیں ہوں گی :

(الف) استحسان قوی الاثر اور ظاہر الصحة حتی الفساد

(ب) قیاس ضعیف الاثر اور ظاہر الفساد حتی الصحة

استحسان کی قسم اول قیاس کی قسم اول پر رائج ہوگی اور قیاس کی قسم دوم استحسان کی قسم دوم پر رائج ہوگی۔

مثلاً مردہ خور پرندوں کا بھڑکا قیاس ناچس ہونا چاہئے کیونکہ ان کا گوشت حرام ہے مگر استحسان ان کا جھونکا پاک ہے اس لئے کہ پانی پینے میں برتن و طہرہ کے اندر ان کا احباب نہیں کرتا وہ چونے کے ذریعے پانی پیتے ہیں اور درندے من والی پیتے ہیں تو احباب برتن میں پلایا جاتا ہے۔ دوسری صورت کی مثال یہ ہے جگہ و مقامات کو اگر رکوع کے ذریعے ادا کیا جائے تو استحسان کا تقاضا ہے کہ درست نہیں جیسے نماز کے جگہ و درست نہیں ہے مگر قیاس کا تقاضا ہے کہ رکوع و سجود دونوں عمل مستقل و مطلوب و مقصود ہیں اور جگہ و مقامات میں غرض انہماک و تقسیم ہے جس کا حصول دونوں سے ہو جاتا ہے اس لئے جگہ و جگہ رکوع بھی کافی ہے۔

استحسان بالضرورة — ضرورت (مجبوری) کے حالات کی وجہ سے اتفاقاً حکم چھوڑ کر دوسرا حکم اختیار کرنا ضرورت سے مراد وہ حالت ہے جس میں عام حالات کے احکام پر عمل کی صورت میں جان کے ضائع ہونے کا یقین ہو یا جلد اس کی نوبت آجائے کا گمان غالب ہو۔ فقہاء نے اس قسم کے حالات کے دو مراحل تجویز کئے ہیں ایک کو ضرورت اور دوسرے کو حاجت کا عنوان دیتے ہیں ضروریات کا معنی موجودہ حالات ہوتے ہیں اور حاجت کا موجودہ حالات کے پیش نظر متوقع حالات جبکہ موجودہ حالات کے حق میں یہ گمان غالب ہو کہ مستقبل میں ضرورت کے مرحلہ میں داخل کر دیں گے شریعت ضرورت کی طرح حاجت میں بھی رخصت دیتی ہے اس قرینہ میں رخصت کے دونوں مراحل یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ ضرورت کی مثال مجبور کے لئے مردار کا کھانا۔ حاجت کی مثال ملاج کی غرض سے ستر کا دیکھنا اور دکھانا۔

استحسان کی حیثیت :

احناف و حنابلہ اور مالکیہ استحسان کو شرعی حجت مانتے ہیں۔ شیخ ابن بدان نے اس بارے میں لکھا :

وقال ابن المعذر والبلدادی ومثال الاستحسان ما قاله احمد وحسن الله عنه انه يبيح لکي

صلوة استحساناً والقياس انه بمنزلة حتى يحدث.

۱۔ فواہج الرعموت بشرح مسلم الصوت ۳۲۲/۲ نورالانوار مجلد ۳۳ ص ۳۳۳۔ معیاد النکاح ص ۳۳۳۔

۲۔ فواہج الرعموت ۳۲۲/۲ ۳۲۳ نورالانوار مجلد ۳۳ ص ۳۳۵۔ معیاد النکاح ص ۳۳۵۔

وقال يجوز شراء ارض السواد ولا يجوز بيعها، قيل له: فكيف يشتري ممن لا يملك البيع، فقال: القياس هكذا وانما هو استحسان، ولذلك يمنع من بيع المصحف ويومر بشراؤه استحساناً^۱۔

تحفان کے مفکرین :

جہور علماء نے اس کا انکار کیا ہے۔ مفکرین میں امام شافعی، ظاہری، معتزل، علماء شیعہ شامل ہیں۔ امام شافعی نے اپنے من استحسان فقد شرع (جس نے استحسان کیا اس نے شریعت سازی کی) امام شافعی نے کتاب "الام" میں ابطال الاستحسان کے نام سے ایک باب بنا دیا اور اس میں فرمایا: "الاستحسان باطل" (۱) استحسان باطل ہے (۲) اس طرح انہوں نے "الرسالہ" میں فرمایا: "وانما الاستحسان تلذذ، ولو جاز لاحد الاستحسان لم يسن لجواز ذلك لاهل القول من غير اهل العلم، والجاز ان يشرع في الدين في كل باب، وان خرج كل احد لنفسه شرعاً" (۲) (استحسان لذت لینے کا نام ہے اگر دین میں استحسان کو اختیار کرنا جائز ہوتا تو وہ (شریعت کا) علم نہ رکھنے والے اہل عقل کے لئے جائز ہوتا اور یہ جائز ہونا کہ دین سے متعلق ہر باب میں ہر چیز کو تربیت دیا جائے اور ہر شخص اپنے لئے خود شریعت بنالے)۔

ابن حزم ظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) نے اپنی کتاب "الاحکام" میں فرمادیں (۳۵) باب کا عنوان "فی استحسان والاستیاض فی الروای وابطال کل ذلك" رکھا۔ نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس میں استحسان کی خوب دقت کی اور کہا :

"الحق حق وان استبحه الناس، والباطل باطل وان استحسنته الناس، فصح ان الاستحسان

شبهة وتباع لليهو وضلال، والله تعالى نعوذ من الخذلان" (۱)۔

(حق حق ہے اگرچہ لوگ اسے نہ مانیں اور باطل باطل ہے چاہے لوگ اسے چاہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے بچنا ہے کہ وہ ہمیں گمراہ کر دے)

(استحسان من مانی، ہوا پر حق اور ضلالت ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگتے ہیں)

اسی طرح وہ اپنی ایک اور کتاب "ابطال القیاس والروای والاستحسان والتقليد والتعلیل" میں قرآن مجید سے دلائل دیتے کے بعد فرماتے ہیں :

"باطل بطل کل اختیار وکل استحسان" (۲)۔

(ان دلائل سے ہر طرح کے اختیار و استحسان کا بطلان ثابت ہو گیا)

۱۔ المدخل فی مسلک الإمام احمد بن حنبل، عبد القادر بن احمد بن مسطی، ابن بدان ص ۱۶۶، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ۔

۲۔ ص ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱

ادائی بات کی تائید میں مزید فرماتے ہیں: "فأصحاب القیاس مختلفون فی الامتسان، مخالفات بھی والسطحاوی من الحبیلۃ ینکرونہ جملۃ" (صحاب قیاس امتسان میں اختلاف رکھتے ہیں امام شافعی اور دیگر میں سے امام شافعی کی تائید امتسان کا انکار کرتے ہیں)۔

منکرین امتسان کے دلائل:

منکرین کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) امتسان نہ نفس ہے اور نہ ہی نفس پر محمول کرنا ہے اور یہی وہ چیزیں ہیں جن سے شریعت کے احکام پہنچائے جاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر امتسان نہ کتاب (قرآن) ہے نہ سنت اور نہ کتاب و سنت کی طرف رجوع اور اللہ کا ارشاد ہے "وان احکم بھنہم بما النزل اللہ ولا تتبع اھواءہم" اور فرمان باری ہے: "فان تلاقواہم فی شئ فرددوہ الی اللہ والرسول" (اگر کسی چیز کے بارے میں تم باہم جھگڑا (اختلاف) کرو تو اسے اللہ و رسول کی طرف بھیج دو) حضور ﷺ خود انہی اور ہوا پر ہی کی بنا پر کوئی بات نہیں کرتے تھے اور امتسان کی بنیاد پر آپ ﷺ کوئی فتویٰ نہیں دیتے تھے بلکہ استخارہ کا جواب نہ ہونے کی صورت میں وحی کا انتظار فرماتے تھے۔ آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی سے "تم مجھ پر میری مال کی پیٹھ بھسی ہو" کہہ دیا تھا آپ نے اس کا امتسان سے جواب نہ دیا بلکہ وحی کا انتظار فرمایا یہاں تک کہ ظہار کی آیت نازل ہو گئی۔

(۲) نبی کریم ﷺ نے ان صحابہ پر سخت گرفت فرمائی جنہوں نے آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں امتسان کی بنیاد پر فتویٰ دیا جیسے وہ لوگ جنہوں نے ایک شرک کو جس نے درخت کی پناہ لے لی تھی جلا دیا تھا۔

(۳) امتسان کا نہ کوئی ضابطہ ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی چیز ہے جس پر قیاس کر کے حق کو باطل سے پہچاننا جائز ہے۔

امتسان کے قائلین کے دلائل:

دلائل کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) امتسان ہر ترک کر کے سیر کی طرف جانے کا نام ہے اور اس پر قیاس کا حکم دیا جاتا ہے اور یہی اصل دین ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "یؤید اللہ بھکم البسر ولا یؤید بھکم العسر" اور "واتبعوا احسن ما انزل الیکم" اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "ما رواہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن" ۱

ج (۱) حوالہ سابق ۴۹۱ ج التارخ ۵۹ ج البقرہ ۱۸۵ ج الترمذ ۵۵۰

۱۰ الاشیاء ولفظ میں ابن نجیم نے التحدید والحدود وحدۃ محمد کے تحت الطحاوی کا قول نقل کیا کہ یہ ان کی تحقیق کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے اور شارح سید احمد بن محمد انصاری نے اسی بات کی تائید میں لکھا کہ یہی بات اسحاق بن علی نے التحدید والحدود میں لکھی اور امام احمد بن حنبلہ میں روایت کیا ہے۔ دیکھئے اشیاء ولفظ شارح حوی ۶۱۶ ص ۱۱۶ بعد قیاسی قولی کشور ملک الحارث بن ابی حمزہ ظاہری متوفی ۳۵۶ھ نے "الاحکام" ۱/۱۸۱ میں اہل البرائین والافلاک میں اسے متفق احمد محمد شاکر نے حاشیہ میں کئی حوالوں سے بیان کیا کہ یہ قول صحابی ہے جبکہ علامہ آدنی نے "الاحکام" ۱/۱۸۱ میں اصل الاثر فی الامارۃ میں لکھا اور شارح بزدوی و عبدالعزیز بخاری نے کشف الاستار ۱/۱۳۶ ص ۱۳۶ میں صریحاً یہاں پر لکھا کہ یہ حضور ﷺ کا قول ہے۔ شاہان کے پاس اس کی کوئی دلیل ہو اللہ اعلم

اس کا ثبوت متعلق علیہ اولہ سے ہے اس لئے حجت ہے اور جو اثر سے ثابت ہوتی ہے اس کی مثال مسلم،
اور بیہول کر روزہ میں کھانسی لینے سے عدم قضا وغیرہ ہیں اور ایمان سے اس کی مثال ایٹھناغ پر عمل ہے اور
امت سے اس کی مثال یہ ہے کہ کنوؤں اور حوض کو تھپاست کے بعد پاک کرنا اور قیاس منجلی یا عرف سے اس کی
عرف کی بنیاد پر قسموں کا رد کرنا اور مصلحت سے اس کی مثال تقصیرین الاجیر المشرک ہے۔

زین و مشیتین کے ادلہ کا تقابل اور نتائج :

اتحسان کے معنوں و معنی کے ادلہ کے تقابل سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں :

یہ عیاں ہوتا ہے کہ اتحسان کے الفاظ کا سبب ایک لفظ فی ہے۔ امام شافعی نے اتحسان کو اس لئے رد کیا کہ اس
پر جس ادا سے اور خواہش اور بغیر دلیل شرعی اس پر اکتفا دیا جاتا ہے اور احناف بھی اس قسم کے اتحسان کے خلاف ہیں
انہوں نے کبھی بھی اس قسم کے اتحسان پر عمل کا دعویٰ نہیں کیا۔ شارح بزودی نے فرمایا :

”ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ اجل قلنا واشدد وزعنا من ان يقول فی الدین بالنسبۃ او عمل بما
استحسنه من ظاہل فام علیہ شرعاً“

(امام ابو حنیفہؒ اس بات سے بلند تر اور زیادہ قوی رکھنے والے تھے کہ وہ دین میں اپنی خواہش سے بات کہیں یا شریعت
کے سامنے جس دلیل کو اپنے طور پر اچھا سمجھیں اس پر عمل کریں)

اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام شافعی کے قول ”جس نے اتحسان کیا اس نے شریعت سازی کی“ کو لوگوں نے منجلی رنگ
کا دیا ہو کیونکہ وہ ان کی مراد سمجھ نہ سکے ہوں جیسے کہ فروع الرحمن کی عبارت ہے :

”فمن انکسر الاستحسان وهو الامام الشافعی ریح لخال من استحسן فقد شرع لم یلزم
المراء به عفا اللہ عنه وليس هذا الا كما يقول الشافعی عند تعارض الاقویۃ هذا استحسنة
قال الشیخ الاکبر خاتم الولاۃ المحمد یہ فی الفصولات المکیۃ ان مقصود الشافعی من قوله
هذا روح المستحسن واداء ان من استحسן فقد صار بمنزلة بنی ذی شریعة والباع
الشافعی لم یفہموا کلامہ علی وجهہ هذا واللہ تعالیٰ اعلم“

(اور اتحسان کا انکار کرنے والوں میں سے امام شافعی ہیں جو فرماتے ہیں کہ جس نے اتحسان کیا اس نے شریعت سازی کی
اس بات کا مطلب معلوم نہیں ہے اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ امام شافعی تو غوی قیاس میں تعارض کے وقت فرماتے تھے
یہ اتحسان ہے شیخ اکبر خاتم الولاۃ یا محمدؐ نے فتوحات مکیہ میں فرمایا کہ امام شافعی کے قول سے مقصود مستحسن کا ترک ہے اور
ان کا مقصد یہ ہے کہ جس نے اتحسان کیا وہ جو یا انہوں اس کے ہو گیا جو شریعت والا ہے اور امام شافعی کے مقصود نے ان کے
کو اس بات پر اس اعتبار سے نہیں سمجھا واللہ اعلم)

یہ کلمہ لاسرائیلی اصول فقہ الاسلامیہ و دی احکام العزیز القاری امام اویاب بن القیاس والا اتحسان کرنا کی الصدف یا شریعت مند
بالفروع الرحمن بخرج مسلم مشہود ص ۱۰۱

(۲) در حقیقت فقہاء کا یہ اختلاف لفظی ہے عمل میں کسی کا اختلاف نہیں مثلاً قتال شافعی نے فرمایا :

”ان كان العمد بالاستحسان مادلث الاصول بمعانيها فهو حسن لقيام الحجة به، قال :
فهذا لا نسكروه ولنقول به ، وان كان مابقع في الوهم من استباح الشئ واستحسانه من غير
حجة دلث عليه من اصل ونظير فهو محظور والقول به سالف“

(اگر استحسان سے مراد اصول کی ان کے معنی پر دلائل ہے تو وہ دلیل قائم کرنے کے لئے اچھا ہے مگر انہوں نے فرمایا تو ہم اس کا انکار
کریں گے بلکہ اس کی تائید کرتے ہیں اور جو وہم میں اصلاً جمع ہے سے واقع ہوا اور اصلاً جمع پر دلائل گرسے اور بغیر
دلیل کے اس کو اچھا جانے اس کی مثیل ممنوع ہے اور وہ قول ایک معروف بات ہے)

علامہ ابن سعہانی نے فرمایا :

”ان كان الاستحسان هو العقول بما يستحسنه الانسان ويشهيه من غير دليل فهو باطل،
ولا احد يقول به“

(اگر استحسان یہ ہو جسے انسان کی عقل اچھا پانے اور بغیر دلیل کے اس کی خواہش کرے تو وہ باطل ہے اور کوئی بھی نہیں کہتا)
اس کے بعد سعہانی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ مکفرین وقائمین کا یہ خلاف لفظی ہے اور پھر کہا کہ :

”فان تفسير الاستحسان بما يشبع به عليهم لا يقولون به وان تفسير الاستحسان بالعقول
عن دليل الى دليل القوي منه فهذا مدام ينكره احد عليه“

(بارہا استحسان کی دو تشریح جویری جانی گئی ہے قائمین اس کا جواب نہیں کرتے اور استحسان کی تفسیر دلیل سے قوی دلیل کی
طرف عدول کرنا اس کا کسی نے بھی انکار نہیں کیا)

(۳) استحسان صرف قیاس جلی کے مقابلہ میں قیاس خفی پر عمل میں متبذ نہیں بلکہ وہ کبھی استحسان بالسنۃ و استحسان
بالاجماع و استحسان بالضرورة بھی ہوتا ہے اور یہ کہ مسئلہ میں جلی و خفی دو قیاس نہ پائے جائیں بلکہ ایک ہی قیاس پایا جائے اور
اس کے ساتھ ایک حدیث یا اجماع یا ضرورت بھی موجود ہو اور ہم اس حدیث یا اجماع یا ضرورت کو اس قیاس پر ترجیح دیتے
وہ استحسان ہوگا اور عمل اسی ضابطہ پر کیا جاتا ہے۔ جس کا تذکرہ علامہ باجی نے اصحاب امام مالک کے حوالہ سے تحریر کیا :

”ان الاستحسان الذي ذهب اليه اصحاب مالک هو القول بما قوي الدليلين“

(اصحاب مالک جس استحسان کے قائل ہیں وہ دو قوی دلائل میں زیادہ قوی دلیل کو نہ نظر رکھ کر حکم کا استنباط کرتا ہے)

واضح رہے کہ مالکی فقہاء کے یہاں استحسان مصطلح مرسلہ ہی کی ایک ہی قسم ہے کیونکہ ان کے نزدیک استحسان کی
ایک ہی قسم ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی ایسے معین مسئلہ میں جس میں مصلحت کی رعایت کا حکم قیاس سے معارض ہو قیاس کو ترک
کر کے مصلحت کو اختیار کرنا استحسان ہے وہ قیاس خفی کو استحسان نہیں کہتے بلکہ قیاس خفی ان کے نزدیک قیاس ہی ہے۔

لامشکوکی نے امتحان کی بحث کا اختتام ان کلمات سے کیا :

”ان ذکر الاستحسان فی بحث مستقل لا فائدة فیہ اصلاحا لانه ان كان راجعا الی الادلة المستدعة فیهو تکرار وان كان خارجا عنها فلیس من الشرع فی شیء بل هو من القول علی هذه اثني عشرة مسالمة یکن فیها لارقة وبما یضادها اخرى“

(ایک امتحان کا ایک مستقل بحث میں ذکر کرنا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے کہ اگر وہ ادلہ حتمہ کی طرف راجع ہیں تو تکرار ہوگا اور اگر ان سے خارج ہیں تو ان کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اس شریعت کی بقول میں سے ہیں جو پہلے موجود نہیں تھے اور ان میں تضاد ہے ہوتا تھا)

(۲) ”مصلح مرسلہ / استصلاح“

اصلاح کا لغوی معنی کسی چیز کو صلاح والا یعنی مصلحت پہنچنا اور مصلحت (جس کی جمع مصالح ہے) کے لفظی معنی فائدہ و منفعت کے ہیں۔ غوار زنی نے ”مصلحت کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ بیان کی :

” المراد بالمصلحة المحافظة علی مقصود الشرع بدفع المقاسد عن الخلق“

(مصلحت سے مراد حقوق سے مفاد دور کرنے کے قصد و نیتی کی حفاظت ہے)

پھر زنی نے ”مصلحت کی وضاحت میں فرمایا :

”اما المصلحة فہی عبارة فی الاصل عن جلب منفعة او دفع مضرة وكذا لعی ما ذلک فان جلب المنفعة و دفع المضرة مقاصد الخلق و صلاح الخلق فی تحصیل مقاصد ہم لکننا بالمصلحة المحافظة علی مقصود الشرع و مقصود الشرع من الخلق خمسة و هو أن یحفظ علیہم دینہم و نفسہم و عائلہم و تسلیہم و مالہم فکل ما یتم من حفظ هذه الاصول الخمسة فیهو مصلحة و کل ما یفوت هذه الاصول فیهو مقسدة و دفعها مصلحة“

(مصلحت سے فی الاصل حصول منفعت اور دفع مضرت مراد ہوا کرتی ہے مگر شریعت میں یہ مطلب نہیں کہ مکہ حصول منفعت اور دفع مضرت مخلوق کے مقاصد میں اور حقوق کی صلاح ان مقاصد سے وابستہ ہے۔ مصلحت سے ناری مراد مقاصد شریعت کی حفاظت ہے۔ حقوقات کے اعتبار سے مقاصد شریعت پانچ ہیں، تحفظ دین، تحفظ نفس، تحفظ عیال، تحفظ مال۔ جو امور و مقاصد ان کے تحفظ کا ضامن ہو وہ مصلحت ہے اور جس بات سے یہ امور نقصان پہنچیں وہ مضرت ہے اور اس کا دور کرنا مصلحت ہے)

امام غزالیؒ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ عربی زبان اور عرف کے اعتبار سے مصلحت کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ انسان کے مفاد کو ملحوظ رکھا جائے اور اس کو چھپنے والی منفعت کو دور کرنے کی تدبیر کی جائے۔ لیکن از روئے شریعت مصلحت کا مفہوم انسان کے حق میں ایسی منفعت کا حصول ہے اور ایسی منفعت کی مدافعت ہے جو شریعت کو مقصود ہو۔ یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جسے لوگ مصلحت سمجھ رہے ہوں وہ شریعت کی نظر میں بھی مصلحت ہو۔ ایسے امور جن میں ہر اپنے حق میں مصلحت تصور کر رہے ہوں لیکن شریعت نے انہیں مصلحت قرار نہیں دیا ہے تو وہ فی الواقع مصلحت نہیں ہیں بلکہ درحقیقت ایسی خواہشات ہیں جنہیں ہوائے نفس نے خوب صورت بنا کر انسان کو مغال میں مبتلا کر دیا ہے۔
مصلحت کی اقسام :

امام غزالیؒ نے دو اعتبارات سے اس کی تقسیم پیش کی۔ پہلے اعتبار کی تقسیم کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں :

”المصلحة بالاضافة الى شهادة الشرع لثلاثة اقسام قسم شهد الشرع لاعتبارها وقسم شهد لبطالانها، وقسم له يشهد الشرع لابطالها ولا لاعتبارها“۔^۱

(شریعت میں مصلحت کی تین اقسام ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جس کا شریعت نے اعتبار کیا اور دوسری وہ ہے جس کا بطلان کیا اور تیسری وہ ہے جس کا نہ اعتبار کیا اور نہ بطلان)۔

مثالوں سے وضاحت کرتے کے بعد آگے چل کر امام غزالیؒ دوسرے اعتبار سے تقسیم پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”فلنقدم على تمثيله تقسيما اخر أن المصلحة باعتبار قوتها هي ذاتها تنقسم الى ما هي في رتبة الطوارئ والى ما هي في رتبة الحاجات، والى ما يتعلق بالتجسيدات والتزيينات وتساعد ايضا على رتبة الحاجات، ويتعلق باذبال كل قسم من الاقسام مايجوزي عنها معجوى التكملة والتسمة لها“۔^۲

(ہمیں چاہئے کہ ہم اس کے طریقے پر ایک دوسری تقسیم کریں کہ ہر ایک مصلحت اپنی ذات میں قوت کے اعتبار سے ضروریات، حاجات، تجسیدات اور تزیینات کی طرف منقسم ہوتی ہیں اور حاجات کے مرتبے میں پہنچ کر رک جاتی ہیں اور ان اقسام کی ہر قسم دوسری کے لئے عمل اور تسمیہ ہے)

مصلحت کی پہلی قسم :

یہ تقسیم اس اعتبار سے ہے کہ شارع نے کن مصالح کو معتبر سمجھا اور کن کو باطل قرار دیا اور کن پر سکوت اختیار کیا۔ یعنی یہ تقسیم شارع کی طرف مصالح کے معتبر، ملغاة اور ان پر سکوت کے اعتبار سے ہیں۔ اس اعتبار سے مصلحت کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہوں گی :

- (۱) مصالح معتبرہ
- (۲) مصالح ملغاة
- (۳) مصالح مرسلة

مصلح معتبرہ : ان سے مراد وہ مصلح ہیں جن کے معتبر یعنی حقیقی وجہ ہونے کا پتہ شریعت سے چلتا ہے۔ ان تحت وہ سب مصلح آتے ہیں جن کو بروئے کار لانے اور ان تک پہنچنے کے لئے شریعت نے احکام مقرر رکھے۔ جیسا کہ اس نے جہاد کا حکم دیا تاکہ دین کی حفاظت کی جائے، قصاص کا حکم دیا تاکہ نسل کی حفاظت کی جائے اور چوری پر ہاتھ لگانے کا حکم دیا تاکہ مال کی حفاظت کی جائے۔

مصلح ملغاة : ان سے مراد وہ تمام مصلح ہیں جن کے ملغایا غیر حقیقی ہونے کا شریعت کے احکام سے پتہ چلتا ہے۔ ایسے مصلح کا کوئی اعتبار نہیں۔ جیسے یہ مصلحت کہ وراثت میں مرد و عورت کو برابر حصہ دیا جائے یا شراب کی تجارت سے نااہل فائدہ اٹھایا جائے یا جہاد سے کنارہ کشی اختیار کر کے گوشہ عافیت میں بیٹھا جائے۔

مصلح مرسله : یہ وہ ہیں جن کے معتبر یا لغو ہونے کا شرعی احکام سے پتہ چلے۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ شریعت نے اس کے معتبر یا لغو ہونے کو نہیں بتایا کیونکہ اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ معلوم کرنے میں وقت بچنے کے لئے اس نہیں معتبر مصلح کے دائرہ میں شامل کیا جائے یا لغو مصلح کے دائرہ میں۔ جیسے یہ مصلحت کہ کارگروں سے جزیں کو ٹیکہ رکھنے کی ضمانت لی جائے، ایک آدمی کو کئی لوگ مل کر قتل کر دیں تو اس کے بدلے میں ان سب کو قتل کیا جائے، انسانی امور کے لئے وفات قائم کئے جائیں، چیلنس بنائی جائیں اور باہم خرید و فروخت کے لئے سکہ جاری کئے جائیں اور یہ نہیں معتبر یا لغو مصلح کے دائرہ میں شامل کرنا اجتہاد کے دائرہ میں آتا ہے۔

مصلحت کی دوسری تقسیم :

مصلحت کی اپنی ذات میں قوت کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں :

(۱) ضروریات (۲) حاجیات (۳) تحسینیات / تزیینیات

۱۔ **ضروریات :** اس سے مراد وہ امور ہیں جن سے انسانی زندگی اور انسانی معاشرہ کی بقا کے لئے کسی طرح صرف نظر ممکن نہ ہو۔ اصولاً اس کے تحت پانچ چیزوں کی حفاظت آتی ہے۔ دین، جان، نسل، عقل، مال، جان کی حفاظت کے لئے قصاص، نسل کی حفاظت کے لئے زنا پر حد، عقل کی حفاظت کے لئے شراب نوشی پر حد، مال کی حفاظت کے لئے چوری کی حد۔

۲۔ **حاجیات :** اس سے وہ امور مراد ہیں جن سے ایک درجہ مشقت کے ساتھ صرف نظر ممکن ہو اس کے تحت وہ امور آتے ہیں جن سے مالی تنگی دور ہوتی ہے فرائض کی ادائیگی میں مشقت میں کمی اور معاملات میں سہولت و آسانی پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً خرید و فروخت، نکاح و طلاق اور اس جیسے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں و ضروریات سے متعلق معاملات۔

۳۔ **تحسینیات / تزیینیات :** اس سے وہ امور مراد ہوتے ہیں جو انسانی زندگی کے نظاہر و باطن کی خوبصورتی کا ذریعہ بنیں اصولاً اس کے تحت وہ چیزیں آتی ہیں جو عمدہ و اخلاق اور اچھی عادات و انشائیل کے قبیل سے ہوں مثلاً طہارت، مزہابی نماز کے لئے مناسب لباس زیب تن کرنا۔

تہمتا : ان تینوں اقسام کے تہمتا بھی ہوتے ہیں یعنی ایسے امور جن سے ان کو تقویت ہوتی ہے۔ مثلاً ضروریات کا تحمید و ایک قطرہ شراب پینا جس سے نشہ آتا ہے، حاجات کا تحمید نکاح میں مہر مثل اور کفو کا اعتبار ہے۔ تحسینات کا تحمید طہارت کے مستحبات و آداب ہیں۔

ان تینوں میں مراتب کی ترتیب و ربط : ان اقسام کے مراتب اسی ترتیب سے ہیں جس ترتیب پر ان کو بیان کیا گیا ہے یعنی اعلیٰ درجہ ضروریات کا اور اس سے کمتر حاجات کا اور ادنیٰ مرتبہ تحسینات کا ہے اور ان کے تہمتا میں بھی ترتیب ملحوظ رہے گی کہ ادنیٰ کی رعایت میں اعلیٰ کا نقصان ہو تو ادنیٰ کو ترک کر دیں جیسے علاج کے لئے کشف سڑکی اجازت ہو کیونکہ علاج حاجات کے قبیل سے ہے یا یہ کہ وہ ضروریات کے قبیل سے ہے کیونکہ اس کے ذریعے نسل اور عقل کی بقاء ہوتی ہے اور ستر پوشی تحسینات کے باب سے ہے علاج کے لئے اس کے ترک کو کوہرا کر لیا گیا ہے اسی طرح ضروریات کے تحت مذکورہ پانچوں امور میں بھی یہی ترتیب رہے گی کہ جو پہلے مذکور ہے اس کی خاطر بعد والے کے نقصان و ضرر کو برداشت کیا جائے گا اور یہ سب اس طرح یا ہی طور پر مربوط ہیں کہ حاجات و ضروریات کے لئے معمول تحمید ہیں وہ اس طرح کہ حاجات سے ضروریات کی پیش بندی ہوتی ہے اور تحسینات حاجات کے لئے یہی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ تحسینات سے حاجات کا انتظام و سد باب ہوتا ہے۔

مصلحت کی اساس :

مصلحت خواہ جس قسم کی ہو اس کی بنیاد دو امور میں سے کوئی ایک ہوتی ہے۔

(الف) جلب منفعت (ب) دفع مضرت

تیز یہ کہ جلب منفعت کی صورت میں کبھی کسی منفعت کی تحصیل ہوتی ہے اور کبھی شروع سے اس کا حصول جیسا کہ درجہ مضرت کی صورت میں کبھی ضرر کی تقطیل و تخفیف ہوتی ہے اور کبھی اس کا مکمل ازالہ۔

مصالح مرسلہ پر عمل کی شرائط :

(الف) جس مسئلہ کے بارے میں مصالح مرسلہ پر عمل کیا گیا اس کے بارے میں کوئی نص منقول نہ ہو۔

(ب) شریعت میں اس کی کوئی نظیر منقول نہ ہو جس پر اس کو قیاس کر لیا جائے۔

(ج) کسی نص و اجتہاد کے محارض نہ ہو۔

(د) مصلحت شخص نہ ہو بلکہ اجتماعی ہو خواہ عالمی یا ملکی و علاقائی ہو۔

(ه) شرعی دلائل سے اس کا مصلحت ہونا ثابت ہو اگرچہ کسی نص سے اثبات یا نفی کے ساتھ اس کی مصلحت کا ثبوت نہ ہو مگر شرعی اصول و قواعد سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ شریعت اس کو کوہرا کرتی ہے اور مصلحت کے درجہ میں رکھتی ہے۔

۱۔ فتاویٰ اربعہ ص ۱۸۱/۲ شرح مسلم اثبوت ۳۷۹/۲، المحکم فی الامور الفرائی ۱۳۰/۱، ۱۳۱/۱، الوسیط فی اصول فقہ الاسلامی دومہ، الاذنی ص ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵

صلحت کی بنیاد پر بعض اجتہادی احکام کی مثالیں :

حضرت ابو بکر علیہ السلام کا قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع کرنا، حضرت عثمان علیہ السلام کا اسی مجموعہ کی نقول کو تمام عالم میں بھیجنا حضرت عمرؓ کا بیت المال سے خلیفہ پانے والے کے لئے ریشہ جاری کرنا، اسلامی سکے ڈھلوانا اور اس کے لئے بہت سے انتظامی امور جن کو مصالح کے پیش نظر اپنایا گیا حالانکہ ان مصالح کا تذکرہ کسی نص میں نہیں ہے۔

فقیہ فقہی مکاتب سے مصلحت پر مبنی احکام کی مثالیں :

۱۔ مالکی فقہاء نے مجتہد کی عدم موجودگی میں غیر مجتہدین میں سے سب سے بہتر و افضل آدمی کو امام (حاکم) مقرر کرنے کو جائز قرار دیا اور کسی افضل آدمی کے ہوتے ہوئے مظلوم (اس سے کمتر) آدمی کی بیعت کی ہتھی دی۔ بیت المال خالی ہو جانے پر دولت مندوں پر ٹیکس لگانے کی اجازت دی، دشمنی کرنے کی صورت میں، بالغ بچہ کی شہادت ایک دوسرے کے حق میں قبول کرنے کی مصلحت کی بناء پر اجازت دی۔ اگرچہ بیوی کی شرط جو گواہوں میں دلت کے من جملہ شرائط میں سے ایک ہے ان میں پوری نہ ہوتی ہو۔

۲۔ حنفی مکتب : شافعی فقہاء نے ان جانوروں (ساریوں) کو مارنے کی اجازت دی جن پر سوار ہو کر دشمن مسلمانوں سے لڑ رہے ہوں، نیز ان کے درخت ضائع کرنے یا کاٹنے کی اجازت دی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے دوران درخت کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ تاہم اس وقت اجازت ہے۔ جب یہ جنگی ضرورت سے ہوں اور دشمنوں پر فتح و فتح حاصل کرنے کے لئے یہ چیزیں ضروری ہوں۔

۳۔ حنفی مکتب : فقہاء حنفیہ نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر مسلمان کسی جہ سے مال نہیں تو اپنے ساتھ لے جائیں تو وہ مسلمان اور بھیج کر یوں کو فروغ کر کے ان کا گوشت جلا دیں اسی طرح ان کا مال و اسباب بھی جلا دیں تاکہ دشمن ان سے فتنے نہ اٹھا سکے۔ ان کے نزدیک استحسان کی قسموں میں سے ایک قسم استحسان بالمصلحہ بھی ہوتی ہے۔

۴۔ حنفی مکتب : امام احمد بن حنبل نے مقصدین کو شہر بدر کرنے یا ملک بدر کرنے کی اجازت دی ہے تاکہ ان کے شر سے محفوظ رہا جاسکے۔ نیز انہوں نے باپ کو اپنی اولاد میں کسی کو کسی خاص مصلحت کے سبب اپنی جائیداد یا دولت میں سے کچھ حصہ دینے کی اجازت دی ہے۔ مثلاً دو بیٹے محتاج، عیالدار یا طالب علم ہو۔ حنفی فقہاء نے اس کی بھی اجازت دی کہ حاکم وقت کو اختیار ہے کہ وہ ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کو مجبور کرے کہ جو اشیاء انہوں نے اپنے پاس روک رکھی تھیں ان کو ان کو ضرورت کے سبب اسی قیمت پر فروخت کریں جس پر انہوں نے اشیاء کو خریدا تھا وغیرہ۔

۵۔ مصالح کی حیثیت :

علماء کبار میان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عبادات میں مصلحت مرسلہ پر عمل نہیں ہوتا، معاملات میں مصالح مرسلہ کی حیثیت اور ان کو مافہد احکام میں سے ایک مافہد سمجھنے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے اس بارے میں علماء کے تین فریق ہیں ان میں سے ایک منکرین کا دوسرا متعین کا اور تیسرا بعض شروط کے ساتھ ماننے والا فرق ہے۔

مصالح مرسلہ کی حیثیت کے منکرین :

منکرین میں سے ایک اہل ظاہر کا گروہ ہے وہ قیاس کا انکار کرتے ہیں اس لئے مصالح مرسلہ کا بدرجہ اولیٰ انکار کرتے ہیں۔ شافعی و حنفی فقہاء کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ وہ مصلحت مرسلہ کو نہیں مانتے لیکن ان کی فقہ میں ایسی اجتہادی باتیں ملتی ہیں جن کی بنیاد مصلحت پر قائم ہے۔

مصالحہ مرسلہ پر عمل کرنے والے :

مصالحہ مرسلہ پر عمل کرنے والے :

امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اس کو شرعی حجت مانتے ہیں اور اس کو تشریفی مانتے ہیں۔

مصالح مرسلہ کو بغض شرائط کے ساتھ ماننے والے :

یہ امام غزالی ہیں جو بعض شرابیوں کی قید کے ساتھ اس پر عمل کو درست مانتے ہیں اور وہ اس کو ضروری کے قبیل سے سمجھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر عمل کے لئے مستعد ہونے پر تین شرائط کا پابا جانا ضروری ہے۔

(۱) ضروری ہو (۲) قطعی ہو (۳) کافی ہو

امام قرطبی نے ان کی مثال سے اس طرح توضیح پیش کی، وہ فرماتے ہیں کہ جہاد میں اگر کچھ فر ایک مسلمان کو اپنے سامنے کھڑا کر کے جنگ کریں اور اس کو وہ بطور فحشاء استعمال کریں۔ اس صورت میں مصلحت یہ ہے کہ ایک مسلمان کی جان کی پروا نہ کی جائے اور ان پر حملہ کر کے ان کو ختم کر دیا جاتا۔

اس مثال میں تینوں شرطیں پائی جاتی ہیں۔ یعنی یہ ضروری ہے اگر ایسا نہ کیا گیا تو کافر مسلمانوں پر حملہ کر کے شہم کرو دیں گے یہ قطعی (یعنی) ہے۔ یعنی اگر مسلمان قیدی کی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے اگر ان کو شہم کرو یا جائے تو بات یقینی ہے کہ مسلمان محفوظ ہو جائیں گے۔ یہ کلی (عمومی) ہے اس کا تعلق ایک فرد سے نہیں بلکہ پوری جماعت یا ایک علاقہ کے تمام مسلمانوں سے ہے یا پوری امت مسلمہ سے ہے۔ اس مثال میں بالفرض وہ کسی مسلمان قیدی کو قلعہ کی دیوار پر سمانے کر دیں اور خود قلعہ میں روپوش ہوں تو اس صورت میں اس مسلمان قیدی پر تیر چلانا درست نہیں کیونکہ کافر ہل کی شکست اس صورت میں یقینی نہیں ہے۔

منکرین مصلحت مرسلہ کے دلائل اور ان کا تجزیہ :

(الف) شہزاد (اللہ تعالیٰ) نے اپنے بندوں کو ایسے احکام دیے ہیں جو ان کی مصلحتوں کو پورا کرتے ہیں۔ ان کے ان کی کسی مصلحت سے چشم پوشی نہیں کی اور نہ ہی کسی مصلحت کو بغیر تشریح کے چھوڑا۔ اور اللہ کا فرمان ہے :

”ایک عجب انسان ان پر کسبِ حسی“

(کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی بے کار و مہمل چھوڑ دیا جائے گا)

۱۔ بیکل کا تجزیہ :

مذہب کا مجزیہ :
 غور سے دیکھئے پر اندازہ ہوتا ہے کہ مفکرین کی یہ دلیل گمراہ ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ شریعت اسلامیہ
 نے بدن کی تمام مصلحتوں کا خیال رکھا ہے اور ان کو ایسے احکام دئیے جن کے ذریعے ان مصلحتوں تک رسائی
 ملے۔ لیکن شریعت نے قیامت تک آنے والی مصلحتوں کے تمام جزئیات کو صراحت سے بیان نہیں کیا اور یہ اس
 حکمت میں سے ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شریعت ہمیشہ باقی رہنے کے لئے آئی ہے اور عالمگیر ہے
 بلکہ مصالح کے جزئیات و تفصیلات بدلتے رہتے ہیں تاہم اصل مصالح کی رعایت ہمیشہ قائم رہتی ہے اس میں کوئی
 تبدیلی نہیں ہوتا۔

ب) مصالحِ مصلحہ اور مصالحِ باطلہ کے درمیان دائرہ میں اس لئے ان کا مصالحِ معتبرہ (باطل) مصالح کے ساتھ الحاق، مصالحِ ملقات کے ساتھ الحاق سے اولیٰ و افضل نہیں ہے۔ جب ان کے اعتبار کے لئے کوئی شے ہو تو ان سے استدلال بھی ممنوع ہوا۔ اس سے یہ بات کیسے ثابت ہوئی کہ مصالحِ مصلحہ معتبرہ الحاق سے ہیں نہ کہ مصالحِ باطلہ کی۔

42

جزیرہ : منکرینہ کی یہ دلیل بھی کمزور ہے کیونکہ اصل اصول جس پر شریعت کی بنیاد ہے دو مصلحت کی رعایت ہے اور مصلحت وغیرہ اور نہ ایک استثنائی شئی ہے اس لئے جن مصالح کے بارے میں شریعت نے سکوت اختیار کیا ہے اور جو خطا ہر میں اسباب دورست ہیں ان کا مصالح معتبر و کے ساتھ الحاق مصالح ملحقہ کے ساتھ الحاق سے افضل والاوی ہے۔
(۲) مصالح سرسلہ پر عمل کی اجازت سے جاہلوں، نفس پرست حاکموں، چاشنیوں اور فزی اقتدار لوگوں کے لئے
فی کثر بہشات کے مطابق مصلحت کا لیا دوا اور نہ کہ کام کرنے اور دین کو تہم کرنے کا دروازہ کھل جائے گا۔

(۲) مصالحوں میں اس کا مصالحوں کے ساتھ احوال و مسائل ملنے اور کسی طرح کے لئے
 مصالحوں میں اس کی اجازت سے جانوں، نفس پرست جانکوں، قاضیوں اور ذی اقتدار لوگوں کے لئے
 فی خیر و بہت کے مطابق مصالحت کا لیا جاوے اور ہر کام کرنے اور میں کو مقیم کرنے کا دروازہ کھل جائے گا۔

: ٤٠٦

نوعیہ :

یہ اعتراض بھی کمزور ہے کیونکہ مصباح الحرسہ پر عمل کرنے کے لئے شریعت کے ان ادراک سے واقف ہونا لازمی ہے جن سے ان کا معتبر یا غیر معتبر ہونا یقینی طور پر معلوم ہو جائے۔ اہل علم اور اہل اختیار کے علاوہ دوسرے عام لوگوں کے لئے ان کا جاننا آسان نہیں۔ اگر جاہل مصباح الحرسہ کو جائز طریقے سے استعمال کریں گے تو اہل علم ان کی جہالت کا پردہ چاک کر دیں گے۔ اور جہاں تک منہد حاکم کا تعلق ہے تو اس کے لئے لغت اسلامیہ اپنے شرعی فرض منصبی کو انجام دے کر ان کی یا تو اصلاح کر دے یا ان کو برطرف کر دے۔

اصلاح مرسلہ کے ماننے والوں کے ذرائع :

(۱) شرعی نصوص اور مختلف احکام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلامی شریعت ہندو کی مصالح کو پورا کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور مصالح مرسلہ پر عمل شریعت کے عزائم کے موافق ہے۔ متعدد علماء نے اس کی تصریح کی۔

امام شاطبی نے فرمایا :

"والشريعة ما وضعت ألا لتحقيق مصالح العباد في العاجل والآخر، ودرء المفاسد عنهم" (شریعت بنائی گئی اس مقصد کے لئے کہ نیکو آخرت میں وہ بندوں کے مقاصد پر دست کرے اور برائیوں و خرابیوں کو ان سے دور کرے)

شیخ عز الدین بن عبدالسلام کہتے ہیں :

"الشريعة كلها مصالح : اما درء مفاسد الوجلب مصالح" (شریعت پوری کی پوری مصالح پر مبنی ہے خواہ وہ مفاسد کو دور کرے ہو یا منفعت حاصل کرے)

ابن قیم نے فرمایا :

"ان الشريعة مبناها واساسها على الحكم ومصالح العباد في المعاش والمعاد ، وهي عدل كلها ومصالح كلها ، وحكمة كلها ، فكل مسألة خرجت عن العدل الى الجور ، وعن الرحمة الى ضدها ، وعن المصلحة الى المفسدة ، وعن الحكمة الى العبث ، فليست من الشريعة وان ادخلت فيها بالتأويل ، فالشريعة عدل الله بين عباده ، ورحمة بين خلقه" (شریعت کی بنیاد اور اساس حق و نیکی و آخرت میں حکمتوں اور بندوں کی "مصلحتوں" پر ہے۔ یہ سرتاپا عدل و انصاف ہے، رحمت ہے، خیر و بھلائی و منفعت ہے اور حکمت ہے۔ ہر وہ مسئلہ جو عدل سے نکل کر ظلم میں شامل ہو، رحمت سے نکل کر اس کی ضد میں شامل ہو اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے چاہے اسے شریعت میں کسی تاویل کے ذریعہ داخل کیا گیا ہو۔ شریعت اللہ کا اپنے بندوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنے اور دینی حقوق کے درمیان رحمت کو بچھلانے کا نام ہے)

(۲) لوگوں کی "مصلحتیں" اور ان "مصلحتوں" کے حصول کے وسائل و ذرائع ظروف و حالات اور زمانے کی تبدیلی سے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور پہلے سے ان کو محدود نہیں کیا جاسکتا۔ جب ہم مانتے ہیں کہ شارع نے "مصلحتوں" کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی ہے تو اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ان "مصلحتوں" کا محدود کرنا لازمی نہیں ہے۔ اگر ان مصالح میں سے صرف انہی "مصلحتوں" کا اعتبار کریں جن کی تائید خاص دلیلیوں سے ہوتی ہے تو ہم ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیں گے اور حقوق خدا کی بے شمار "مصلحتوں" سے ہمیں ہاتھ دھونا پڑے گا۔ یہ بات شریعت کی عالمگیریت اور اس کے دوام کے موافق وہم آہنگ نہیں ہے اس لئے یہ نظریہ درست نہیں ہے۔

(۳) صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے مجتہدین نے اپنے اجتہادات میں "مصلحت" کا خیال رکھا اور احکام کی بنیاد ان پر رکھی۔ ان میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا جو اس کے درست ہونے کی دلیل ہے۔

۱۔ المواقف، امام شاطبی ۱/۶۷، ۳، کتب الوجیز ص ۳۳۰

۲۔ قواعد الاحکام، عز بن عبد السلام ۹، کتب الوجیز ص ۳۳۰

۳۔ الطریق الحکیمہ، ابن قیم جوزی، کتب الوجیز ص ۳۳۰

مباح و محرمات کے متعلقین کے دلائل کا تقابل اور نتائج :

مجموعہ علماء کا مصالح مرسلہ پر عمل ہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض ظاہر اس کی نفی بھی کرتے ہیں مگر عمل کرتے ہیں مثلاً، حنفیہ، اہل طبرستان، شافعیہ، جیسے کہ امام غزالی سے منقول ہوا اور اس میں مصلحت پر عمل پر صریح اعتراض نظر آتا ہے اور جن شوافع نے انکار کیا ان سے مطلق انکار نہیں کیا بلکہ ان مصالح کا انکار کیا جن کا شرعاً اعتبار نہیں کیا اور وہ سب کے یہاں مذہب سے بھی منکرین کے کلام سے نفی ہو رہا ہے۔ مثلاً ان دنوں اعلیٰ کا اس سے میں قول ہے :

"لست انکر علی من اعتبر اصل المصالح، لیکن الاستمرار فیها وتحقیقها محتاج الی نظر منصف، وریضا یخرج عن الحد"۔
 (میں اصل مصالح کے اعتبار سے انکار نہیں کرتا مطلق۔ مباح و محرمات میں مصلحت پر عمل کرتے ہیں مگر صبر کی حق ہے اور بھی کھارو و حد سے تجاوز نہ ہوتا ہے)

پہلوئوں کے اعلیٰ نے فرمایا :

"الذی لا یشک فیہ ان لہ مالک ترجیحا علی غیرہ من الفقہاء فی ہذا النوع، ولیہ احمد بن حنبل، ولا یکناد بخلو غیرہما عن اعداءہ فی الجملة، ولیکن لہمین ترجیح فی الاستعمال لہما علی غیرہما"۔

(ان دونوں میں شک نہیں کہ اس قسم میں امام مالک کو ترجیح دینا بہتر ہے، مگر ترجیح ماحصل ہے اور ان کے بعد امام احمد بن حنبل ہیں۔ ان کے بعد اور دوسروں کے ہاں ان کا نام نہیں اور ان دونوں کا طریقہ ترجیح دوسروں کے مختلف ہے)

پہلوئوں نے کہا :

"ہی عندہ استحقاق فی جمیع المذہب لانہم یقیمون ریفرقون بالمناصب، ولا یطلبون عاہذا بالاعتبار، ولا تعنی بالمصلحة المرصہ الا لذلک"۔

(یہ تمام مذاہب میں برابر کے ہوتے ہیں اور نہ مرسلات سے تفریق کرتے ہیں اور ان کی دلیل مباح نہیں کرتے، نہ مباح کو مصلحت مرسلات کہتے)

امام شافعی نے فرمایا :

"الست لای المومل رای المصالح مرسله، اعتمدہ مالک و الشافعی، فانه وان لم یشہد للخرج اص من فہم فہد شہد لہ اصل کلی"۔

حجۃ الاسلام ۱۲۶۵ھ

حجۃ الاسلام ۱۲۶۵ھ

حجۃ الاسلام ۱۲۶۵ھ

۱۔ مرشد اہل مکتبہ کافی ۱/۲۶۷
 ۲۔ حرم القادسی اصول الشریعہ ۱/۲۶۷
 ۳۔ حرم القادسی اصول الشریعہ ۱/۲۶۷
 ۴۔ حرم القادسی اصول الشریعہ ۱/۲۶۷
 ۵۔ حرم القادسی اصول الشریعہ ۱/۲۶۷
 ۶۔ حرم القادسی اصول الشریعہ ۱/۲۶۷
 ۷۔ حرم القادسی اصول الشریعہ ۱/۲۶۷
 ۸۔ حرم القادسی اصول الشریعہ ۱/۲۶۷
 ۹۔ حرم القادسی اصول الشریعہ ۱/۲۶۷
 ۱۰۔ حرم القادسی اصول الشریعہ ۱/۲۶۷

(امام مالک اور امام شافعی نے استدلال مرسل (یعنی مصالح مرسلہ) پر اعتماد کیا ہے۔ یا اس لئے کہ اگر کوئی اصل میں کسی فرع کی تائید نہیں کرتی تو اصل میں کی تو تہذیب کے مطابق اس اصل کی پر اضافہ کیا جاسکتا ہے) خلاصہ یہ ہے کہ اس بارے میں فقہاء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر مصالح مرسلہ شریعت کے مقاصد سے مطابقت رکھتے ہوں اور اس کے کسی حکم سے متصادم نہ ہوں تو انہیں معتبر مصالح کے دائرہ میں شامل کرنا ضروری ہے۔ البتہ ان کے مابین اختلاف اس بارے میں ہے کہ انہیں کسی حد تک اختیار کیا جائے اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ مصالح مرسلہ پر سب سے زیادہ امام مالک نے پھر امام احمد بن حنبل اور پھر حنفیہ اور پھر شافعیہ نے عمل کیا اور عامہ حداد کے مطابق ظاہر یہ ہے سب سے کم اس پر عمل کیا گیا۔

(۳) "استحساب"

استحساب کی تعریف : لغوی معنی صحبت (ساتھ) طلب کرنے یا صحبت کے باقی رہنے کے ہیں۔ اصطلاحی تعریف :

ابن قیم جوڑی نے ان الفاظ کے ساتھ تعریف بیان کی :

"استداعہ الثبات ما کان ثابتاً او نفی ما کان منقياً"

(ثابت شدہ امر کا ثابت رہنا اور غیر ثابت شدہ کا غیر ثابت شدہ رہنا)

تا آنکہ اس صورت حال کو بدلتے والی کوئی دلیل سامنے آ جائے۔ استحساب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت حال کو برقرار رکھنے کے لئے کسی اجابی دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ یہ اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک کوئی اس کو تبدیل کرنے والا امر موجود نہ ہو۔ امام شوکانی یوں تعریف فرماتے ہیں :

"ما ثبت فی الزمن الماضي فلا يصل بقاءه فی الزمن المستقبل ما لم يوجد ما یغیره" (جو امر ماضی میں ثابت ہو وصول یہ ہے کہ جب تک کوئی دوسرا اس کو بدلتے والا امر موجود نہ ہو مستقبل میں بھی اسی طرح برقرار رہے گا)

استحساب کی اقسام :

اس کی کئی اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً امام قرطبی اور استاذ ابوزہرہ نے چارہ امام شوکانی نے پانچ اور عامہ حداد نے چھ قسمیں بتائی ہیں۔ عبدالکریم زیدان نے اس کی جو تقسیم بیان کی اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

۱۔ اصول فقہ پر ایک نظر، مامم حداد ص ۱۳۸-۱۳۹

۲۔ اصول الفقہ، ابوزہرہ ص ۲۶۰-۲۶۱ مالک حلیہ، ابوزہرہ ص ۳۶۱-۳۶۲ ج ۱ ارشاد الحول، الشوکانی ص ۲۲۸

۳۔ المستصفی، امام قرطبی ص ۱۲۸، اصول الفقہ، ابوزہرہ ص ۲۶۱-۲۶۲، الوصیہ، زیدان ص ۸۲، ارشاد الحول ص ۲۵۰-۲۵۱، اصول فقہ، مالک ص ۱۵۳-۱۵۶

(۱) اصل میں تمام چیزوں کے حلال ہونے کے بارے میں استحباب : (بمستحب احکام الاباحۃ
اصلیۃ للامیاء)

تمام خورد و نوش کی اشیاء پر اور نباتات و حیوانات جن کے حرام ہونے پر کوئی دلیل موجود نہ ہو، حلال و مباح ہیں۔
نیز کائنات میں موجود تمام چیزوں کا قہم اصلی واجب (حلت) ہے۔ ان میں سے جو چیزیں حرام ہیں وہ شرع کی
طرف سے مشکوک ہوئی کسی دلیل کے سبب کسی نقصان کی وجہ سے حرام ہیں۔ ان بات کی اصل کراشیہ کا قہم اس وجہ سے
ہے۔ مقدسوں کا قہم ان ہے :

”وَمَحَرَّمَ لَكُمْ عَالِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَمِيعًا“۔

(جو پھر آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ان سب کو اس نے اعلیٰ جانب (سپہ قہم) کے قہم کا کام
نہیں دیا ہے)

اس کی دوسری اصل قرآن کریم کی آیت ہے : ”هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ عَالِي الْأَرْضِ جَمِيعًا“۔ (اور وہی ہے
وہ جس نے زمین کی تمام چیزوں کو قہم دے خلق کے لئے پیدا کیا)۔ اگر حقوق میں تمام چیزیں حلال و خلق کے قہم نہ ہوں تو
مذکورہ کائنات کی چیزوں کو اپنے حسان بخل اور انہیں انسان کے لئے مقرر کرنے کے کوئی اور معنی نہیں۔

(۲) برات اصلیہ یا عدم اصلی سے متعلق استحباب : (استحباب براءۃ الاصلیۃ او العلم الاصلی)

ان میں بظاہر اعلیٰ اصیت کے تمام حقوق سے برائی و آزادی ہے۔ جب تک کوئی دلیل موجود نہ ہو اس وقت تک اس کے
نیز کوئی حق ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ کسی دوسرے پر اس کا حق ہے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے
حق ثابت کرے کیا تکملی حید پر جس میں کا دعویٰ کیا جا رہا ہے اصیت کے لحاظ سے وہ اس سے بری ہے اگر نہ وہ
دعویٰ کرے کہ مضاربت میں اس کو کوئی نفع نہیں ہو تو اس کا قول تسلیم کیا جائے گا کیونکہ اصلیت کے لیے اس کا
دعویٰ نہ ہے اس لئے اس کا عدم و ناجواری سمجھا جائے گا جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

(۳) ایسے وصف سے متعلق استحباب جو حکم شرعی کو ثابت کر دے جب تک کہ اس کے خلاف کوئی

دلیل قائم نہ ہو : (استحباب الوصف المقتضی للحکم الشرعی حتی یقوم الدلیل علی خلافہ)

کسی مقررہ یا غیر مقرر جائیداد پر کسی شخص کی ملکیت ثابت ہو تو اس کی یہ ملکیت اور اس کا قہم اس وقت تک باقی
رہے گا جب تک اس کی ملکیت زائل ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ مثلاً یہ کہ وہ اس کو فروخت کر دے، وقف کر دے، یہ
کر دے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے ذمہ کسی سب کے موجود ہونے کی وجہ سے قرض ثابت ہو جیسے اس کے ذمہ اس شخص
میں سے کتب آویز تھا تو وہ قرض قائم و ثابت رہے گا جب تک کہ اس کو کوئی ہٹے والا سبب موجود نہ ہو۔ یعنی کوئی ایسی
دلیل نہ ہو جو ثابت کرے کہ اس نے یہ قرض ادا کر دیا ہے یا خود اس نے خود اس کو اس قرض سے بری کر دیا ہے۔

استصحاب کی حیثیت :

اصحاب فطری دلیل ہے۔ دستور چلا آرہا ہے کہ اگر کسی چیز کے وجود و ثبوت کا کسی ذریعہ سے علم ہو تو جب تک کوئی دلیل اس کے خلاف نہ پائی جائے اس کو موجود ہی مانا جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر کسی چیز کا عدم وجود ملے ہو تو جب تک اس کے وجود پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل سامنے نہ آئے سے معدوم قرار دیا جاتا ہے اس کی اسی حیثیت کی بنا پر فقہاء بھی اسے استعمال کرتے ہیں جبکہ انہیں کسی چیز کا حکم کسی دوسری دلیل سے معلوم نہ ہو سکے۔ جیسے ما کہ بیان ہوتا ہے کہ اصولیین نے اسے قیام کا آخری دار و مدار قرار دیا۔ فقہ کے بعض اعلیٰ قوانین کی بنیاد اسی اصحاب پر ہے۔ مثلاً "الاصول ہا مکان غلی مکان" اور "الاصول بر اداء الذمہ" (انسان دوسروں کے حقوق و مطالبات سے بڑی الذمہ ہے کہ "الاصول فی الاشیاء الاباحۃ یقین لا یزول بالشک" وغیرہ۔

اصحاب کے شرعی حجت ہونے میں علماء کا اختلاف ہے اگرچہ انہیں کئی جماعتوں کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ امام شافعی نے اس بارے میں سچو گروہ ذکر کئے ہیں۔ تین قابل ذکر مہذبہ ذیل ہیں :

اقول۔ جمہور متکلمین : یہ جماعت اصحاب کی شرعی حجت تسلیم نہیں کرتی۔

دوم۔ جمہور احناف : وہ کہتے ہیں کہ "ان الاستصحاب حجة للذم لا لاثبات" (اصحاب صرف ذمہ کے لئے حجت ہے اثبات کے لئے نہیں)۔

سوم۔ مالکیہ، جمہور یہ، شافعیہ، حنابلہ، ظاہریہ : اس کے شرعی حجت ہونے کے قائل ہیں اور کہتے ہیں :

"ان الاستصحاب حجة لتقرير الحكم الثابت حتى يقوم الدلیل علی تغییرہ" (ای ان

استصحاب الحال یتثبت الحقیقۃ : الایجابی والسلبی"۔

(اصحاب حکم ثابت کے لئے حجت ہے تاوقتیکہ کوئی دلیل اس حکم کی تغییر پر قائم نہ ہو جائے۔ یعنی اصحاب حال

و نیز یہ ایجابی و سلبی کا حجت کرتا ہے)

اصحاب کی تطبیق میں فقہاء کے اختلاف کی نوعیت :

اصحاب کی بعض اقسام مثلاً البراءۃ الاصلیہ وغیرہ کے بڑی اطلاق میں اختلاف کے باوجود فقہائے مابین المولی اتفاق پایا جاتا ہے اس کے برعکس بعض معاملات مثلاً اصحاب وقت میں فقہاء کا وسیع اختلاف پایا گیا ہے جس کی کچھ تفصیل یہ ہے :

"حنفی و مالکی فقہاء کے نزدیک اصحاب وقت دفع کے لئے ہے، اثبات کے نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو حقوق اور ذمہ داریاں پہلے سے ثابت شدہ ہوں وہ ازل میں ہوتیں اور نئے حقوق و ذمہ داریاں عالم نہیں ہوتیں۔ چنانچہ فقہاء الحنفیہ و مالکیہ جب تک وہ ثابت ثابت نہ ہو جائے یہ حالات و شواہد کی روشنی میں عدالت اس نتیجے پر نہ پہنچ جائے کہ وہ مرید کا ہے یا

مہر کا ہوگا۔ اس کی لڑی اس کے عقد میں رہے گی اور اس کی املاک اس کی ملکیت میں برقرار رہیں گی۔ لیکن اس صاحب کے حبیہ میں دو سے حقوق کا مستحق نہیں بنے گا۔ چنانچہ اسے میراث میں حصہ نہیں ملے گا اور اپنی مفقودیت کے لئے ان کسی صورت کی وصیت کا اختیار نہ تھا تو اس کے ایکسٹنٹ آئے بغیر اس کی موت کا فیصلہ نہ دینے تک وہ وصیت معتدل رہے گی۔

شاہی و جنیل فقہاء کے نزدیک اصحاب دفع و اثبات دونوں صورتوں میں مؤثر ہے۔ چنانچہ مفقود و انصر پر دستور اپنی مال کا لکھ دے گا اور میراث و وصیت کے ذریعے جس حصہ کا مستحق ہوگا اس کا بھی مالک ہوگا۔

اصحاب کے عمل کی مقدار میں فقہاء کے مراتب :

فقہاء کے نزدیک اصحاب کوئی مستقل فقہی دلیل یا ماخذ استنباط نہیں ہے بلکہ اس سے استدلال اس صورت پایا جاتا ہے جب کسی مسئلہ میں انتہائی تلاش کے باوجود کتاب و سنت اجماع و قیاس میں سے کوئی دلیل نہ ملے۔ اسی لئے محدث نے کہا تھا : "وهو اخر مدار للفتوى" (اصحاب فقہی رائے کے بیان کا آخری مدار ہے)۔ اس اعتبار سے پانچ درجہ اور ظاہر یہ سب اتفاق کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے مابین اختلاف اس کی مقدار میں ہے۔ یعنی یہ کہ ہر ایک کا اختیار کیا جائے اور کس حد تک اختیارات کیا جائے۔

اصحاب پر سب سے زیادہ ظاہر یہ پھر شافعیہ پھر حنبلیہ پھر حنفیہ اور مالکیہ نے عمل کیا اس پر عمل کا انحصار اس پر ہے کہ جن فقہاء نے قیاس اور استحسان پر عمل کم کیا اور اپنے آپ کو کتاب و سنت اور اجماع ہی کا پابند رکھا۔ جیسے ظاہر یہ تو ان کے دوسروں کی نسبت اصحاب پر زیادہ اعتبار کیا اور جن فقہاء نے قیاس و استحسان کو اختیار کرنے میں کثرت کی یہ حنفیہ و مالکیہ تو ان کا احتساب پر احتیاط کم رہا اور حنبلیوں نے قیاس و استحسان میں تو مطلق اختیار کیا۔ جیسے شافعیہ و حنبلیہ تو اصحاب کے عمل میں بھی دو ستور رہے۔ اور اس طرح جن مذاہب و استنباط تک مالکی اور حنفی فقہاء و استحسان اور عرف وادات کے ذریعے پہنچے ہیں۔ ان مذاہب تک شافعی فقہاء کی رسائی اصحاب کے ذریعے ہوئی۔

(۴) "سد الذرائع"

سد الذرائع کی تعریف :

الذرائع : "ہی الوسائل ، والبریۃ : ہی الوسیلۃ والطریق الی شیء ، سواء اکان هذا الشيء مفسداً أو مصلحة فلولاً أو فعلاً ، ولكن غالب اطلاق اسم "الذرائع" علی الوسائل المفسدة الی المفاسد ، فاذا قبل : هذا من باب سد الذرائع ، المعنی ذلک : انه من باب منع الوسائل المؤدية الی المقاسد"۔

ج۔ اصول فقہ ، المذہب ۱۲۳۲ م

ج۔ اصول فقہ ، المذہب ۱۲۳۲ م

ج۔ اصول فقہ ، المذہب ۱۲۳۲ م

ج۔ ارشاد المولانا اشعریؒ ، ۲۶۸

قسم :

- (۱) ذرائع کی دو اختیارات سے تقسیم کی جاتی ہے :
نتائج کے اعتبار سے وسائل کی قسمیں۔
- (۲) عمل کے مقصد و نقصان کا باعث ہونے کے اعتبار سے قسمیں۔
یعنی تقسیم ابن قیم جوزی کی ہے اور دوسری تقسیم امام شافعی کی ہے۔

ابن قیم جوزی کی تقسیم :

ابن قیم نے نتائج کے اعتبار سے جو تقسیم پیش کی ہے اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ فعل یا قول جو مقصد کا ذریعہ بنتا ہے ثلاثہ و طرح یہ ہے :

- (۱) اس کی وضع ہی قرآنی کی طرف لے جانے والی ہو۔ جیسے نشرِ تہمت، اذکار، ان کا مقصد کی طرف جانا واضح ہے۔
- (۲) اس کی وضع جائز و مستحب امر کا ذریعہ بننے کے لئے ہو پھر محرم کا ذریعہ بن جائے۔ تو اس کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہیں :

(الف) ارادی طور پر محرم کا وسیلہ بنے۔ جیسے طلاق کی غرض سے نکاح اور باکی غرض سے فروعت۔

(ب) غیر ارادی طور پر وسیلہ بن جائے۔ جیسے مشرکین کے باطل خداؤں کو تہ اکہنا۔ اس کی مزید دو قسمیں ہیں :

(۱) اس میں مصلحت فعل اس کے مساوی سے زیادہ ہو۔

(۲) اس میں خدا کا منکر اس کی مصلحت پر غالب ہو تو اس کی مندرجہ ذیل چار قسمیں بنتی ہیں۔

(۱) ایسا ذریعہ جو اپنی طبیعت کے اعتبار سے مقصد اور شر کی طرف لے جانے والا ہو۔ جیسے منوشی جہت، اذکار۔

(۲) ایسا ذریعہ جو کسی مباح کا وسیلہ ہو لیکن اس کو کسی شر اور مقصد کے لئے اختیار کیا گیا ہو۔ جیسے کھانے کو رہا کا ذریعہ بنانا۔

(۳) ایسا ذریعہ جو طبیعتاً مقصد کا وسیلہ بھی نہ بنتا ہو اور نہ اس سے کوئی شر اور مقصد ہو، لیکن اکثر اوقات وہ مقصد کا وسیلہ بن جاتا ہو اور اس میں مقصد ہونے کا پہلو رائج ہو۔ مثلاً عدت کے دوران عورت کا تزکین کرنا کہ عورت کا سنگھار نہ تو طبیعتاً مقصد کا وسیلہ ہے اور نہ مقصد مقصود ہے مگر دورانِ عدت یہ مقصد کا وسیلہ بن سکتا ہے اور شریعت کی نظر میں اس کے مقصد ہونے کا پہلو رائج ہے۔

(۴) ایسا ذریعہ جو مباح کا وسیلہ ہو لیکن یہ مقصد کی جانب بھی لے جاتا ہو لیکن اس میں مصلحت کا پہلو مقصد پر رائج ہے۔ جیسے اس عورت کو کہنا جسے نکاح کا پیغام دیا گیا ہو۔ اصولاً یہ فعل مباح ہے۔ کیونکہ اس پر بعض مصالح مرتب

ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والے کا کسی مقصد (نہائی) کا ارادہ نہیں۔ البتہ بعض اوقات مخطوبہ کا دیکھنا مقصد ہو سکتا ہے۔ مگر اس میں مصلحت کا پہلا مقصد و پر رائج ہے۔

تجزیہ :

ابن قیم کی یہ تقسیم فرض عقلی کے اعتبار سے تو درست ہے لیکن اس کی پہلی قسم ذرائع کے باب میں شامل نہیں ہوتی بلکہ مقاصد میں شمار ہوتی ہے۔ قسم اول تو بذات خود مقصد ہے اس لئے شامل نہیں ہوتی البتہ باقی تین اقسام اس تقسیم میں داخل ہو جائیں گی۔

امام شاطبی کی تقسیم :

عمل کے مقصد اور باعث نقصان ہونے کے لحاظ سے امام شاطبی نے چار اقسام بیان کیں۔ ان کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

پہلی قسم : جو قطعی طور پر مقصد تک پہنچانے جیسے گھر کے دروازے کے چھپے گڑھا کھودنا تاکہ داخل ہونے والا تارکین میں بلاشبہ گر پڑے۔

دوسری قسم : مقصد تک اتفاق طور پر پہنچانے مثلاً ایسی جگہ گڑھا کھودنا جہاں اکثر کوئی نہ جاتا ہو یا ان غذاؤں کا پکنا جو کسی کو بھی اکثر نقصان نہیں دیتی ہوں۔

تیسری قسم : وہ ہے جو اکثر مقصد تک پہنچاتی ہے اور اس میں غالب گمان یہی ہوتا ہے کہ وہ مقصد تک لے جائے۔ جیسے فتنے کے زمانے میں ہتھیار پہننا یا شراب بنانے کے لئے انگور پیچنا وغیرہ۔

چوتھی قسم : وہ ہے جو اکثر مقصد تک پہنچانے لیکن اکثر دوڑ و دوڑ اس حد تک نہیں پہنچاتا کہ عقل یہ مان لے کہ وہ ہمیشہ مقصد تک پہنچتا ہے۔ جسے بیچ کوزہ کے حصول کا ذکر یہ دینا ہے۔

پہلی قسم میں فعل کا سبب باب کرنے میں فقہاء کا اتفاق ہے جبکہ دوسری قسم میں عمل کی اصلاً اجازت ہے اور مصلحت کی سمت اس میں غالب ہے۔ اگر کبھی اتفاق سے نقصان ظاہر ہو گیا تو بھی جائز ہے کیونکہ ہر مصلحت میں کچھ نہ کچھ نقصان کا امکان ہوتا ہے لہذا عمل کی اجازت باقی رہے گی۔ تیسری قسم قبل مذکور ذرائع ہے جہاں تک ممکن ہو فساد کو روکنے کے لئے احتیاط واجب ہے۔ چوتھی قسم میں مقصد و جانب کوفض کی اصل اجازت پر ترجیح دی جائے گی مثلاً بیچنا تاخیر جو اکثر زیادہ تک پہنچا دیتی ہے اگرچہ غالب نہیں ہے۔

واضح رہے کہ تیسری اور چوتھی قسم میں شامل افعال کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ مقصد کا سبب بننے کی وجہ سے ان کی ممانعت ہے یا نہیں؟

سد الذرائع بطور ماخذ اصول فقہ :

خاص طور پر امام مالک نے سد الذرائع کو ایک اصل مانا اور اس کو مشہور مسائل میں سے شمار کیا ہے۔ فقہاء نے دعویٰ کیا ہے کہ امام مالک کے علاوہ دوسرے فقہاء کے یہاں اس اصول کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ لیکن مالکی فقہاء بیان کرتے ہیں کہ بہت سے دوسرے فقہاء امام مالک کے مسلک میں شریک ہو گئے ہیں اگرچہ انہوں نے اس کا یہ نام نہیں رکھا۔ ابوہریرہ نے فقہاء کے عمل پر جو رائے پیش کی وہ یہ ہے کہ :

”ونحن نصل الى ان العلماء جميعاً باخذون ماصل المذائع وان لم يسموه بذلك الاسم“
(ہم اس بات کے قائل ہیں کہ تمام علماء ماصل ذرائع کو کہتے ہیں اگرچہ انہوں نے یہ نام نہیں رکھا)

امام قرافی نے الفروق میں ذرائع کی تیسری قسم کے تحت بیان کیا کہ :

”وقسم اختلف فيه العلماء هل يسد لهم لا كسبوع الاجال عددا“^۱

(اور علماء نے (تیسری) قسم میں اختلاف کیا ہے جیسے: خیر کی بیع میں ہم نے ذریعہ کا اعتبار کیا ہے اور دوسروں نے ہم سے اختلاف کیا ہے)

اس کے بعد قرافی نے امام مالک و شافعی کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف کی نوعیت پر بحث کرنے کے بعد نتیجہ یہ بات کہی کہ :

”قلنا يسد هذه الذرائع ولم يقل بها الشافعي فليس سد الذرائع خاصاً بمالك وحده الله بل قال بها اكثر من غيره واصل سدّها مجمع عليه“^۲

(ہم کہتے ہیں یہ سد ذرائع ہیں امام شافعی نے ان کا نام نہیں لیا۔ لہذا سد ذرائع (امام) مالک کے ساتھ ہی خاص نہیں ہیں بلکہ دوسروں نے بھی ان کا بہت ذکر کیا ہے۔ ان کے نزدیک دو سد ذرائع اصل ہیں جن پر اتفاق ہوا ہے۔

امام شافعی و ابوحنیفہ نے بعض حالات میں اس پر عمل کیا اور بعض حالات میں اس کا انکار کیا۔ شیعہ نے بھی اس پر عمل کیا۔ ابن حزم غناہری نے مطلقاً اس کا انکار کیا ہے۔

سد الذرائع کی حیثیت : اس کی حیثیت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ چند اہل منہج ذیل ہیں :

قرآن سے دلائل :

(۱) ”يا ايها الذين امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرونا واسمعوا“^۳

(اے ایمان والو! راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو اور سنو)

۱۔ مالک حیات و اثر ۲۰۰ اور دھرم اور ہرم ص ۳۶ ملخص
۲۔ الفروق قرافی ۳۲/۵
۳۔ الوسيط في اصول الفقه الاسلامي ص ۲۸۹
۴۔ البقرة : ۱۰۳

سد الذرائع بحیثیت تکملہ مصالح مرسلہ :

سد ذرائع کا اصول مصالح کے اصول کی توثیق کرتا ہے اور اس کو تقویت پہنچاتا ہے کیونکہ یہ ایسے اسباب و وسائل کے اختیار کرنے کو منع کرتا ہے جو خیرانیوں کی طرف لے جانے والے ہیں۔ مصلحتوں کی بعض صورتوں میں سے یہ بھی ایک اہم صورت ہے اس لحاظ سے یہ اصول مصلحت کا تہ و تحملہ ہے۔ سد ذرائع کی بعض صورتیں مصلحت مرسلہ کی بعض صورتوں میں معتبر ہیں۔

(۵) ”عرف و عادت“

عرف و عادت کی تعریف :

علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں :

”العادة ما عرفت من المعاودة فهي متكررها ومعاودتها مرة بعد اخرى صارت معروفة مستقرة في النفوس والعقول متلفاة بالقول من غير علاقة ولا قرينة حتى صارت حقيقة عرفية فالعادة والعرف بمعنى واحد من حيث لما صدق وان اختلفا من حيث المفهوم“۔

(عادت معاودت سے ماخوذ ہے کہ تکرار سے اور بار بار کرنے سے ایک فعل جانا پہچانا ہو جاتا ہے اور بغیر علاقہ اور قرینہ کے عقل کے لئے قابل قبول ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ حقیقت عرفیہ ہو جاتا ہے اس لحاظ سے باعتبار صدق کے عادت اور عرف ہم معنی ہیں اگرچہ مفہوم میں مختلف ہیں)

استاد ابو زہرہ نے فرمایا :

”العرف ما اعتاده الناس من معاملات واستقامت عليه اموزهم“۔

(عرف وہ طریقہ ہے جس پر عمل کرنے سے لوگ عادی ہو چکے ہوں اور اس پر ان کے امور قائم ہو چکے ہوں)

شیخ عبدالوہاب خائف نے فرمایا :

”العرف هو ما تعارفه الناس وساروا عليه ، من قول ، او فعل او ترك ويسمى العادة ، وفي لسان الشرعيين : لا فرق بين العرف والعادة“۔

(عرف وہ طریقہ ہے جو لوگوں کے درمیان متعارف ہو اور قول، فعل یا ترک میں اس پر ملتے ہوں اور اسی کا نام عادت ہے۔ اہل قانون کے مابین عرف اور عادت کے مابین کوئی فرق نہیں ہے)

عرف اور اجراع میں فرق :

اجراع اسمت کے تمام مجتہدین کے اتفاق کا نام ہے۔ جبکہ عرف اکثریت کا واسطہ ہوتا ہے اور اس میں عام و خاص سب شامل ہوتے ہیں۔ یعنی عرف ایک طرح سے ان کی سب بات کا نام ہے۔

نواع :

مستعمل اور وقوع کے لحاظ سے دو اعراف کی رو قسمیں ہیں (۱) قولی (۲) عملی۔

اور پھر ان میں سے ہر قسم مزید دو قسموں میں تقسیم ہو جاتی ہے : (۱) قولی عام (۲) قولی خاص اور (۱) عملی عام اور (۲) عملی خاص۔ اسی طرح پھر ان میں سے ہر ایک قسم مزید دو قسموں میں تقسیم اور اس کی طرف تقسیم ہو جاتی ہے۔

عرف قولی : از روئے زبان کسی خاکہ کے ایک متعین معنی میں جنہوں نے استعمال میں وہ لفظ کسی اور مضموم میں مستعمل ہونے لگا ہو۔ مثلاً وہ ایک اطلاق صریح چاہے ہو یا نہ ہو ہے حالانکہ اس کے لغوی معنی میں ہر وہ چیز شامل ہے جو زمین پر چلتی یا حرکت کرتی ہے اور شحم (گوشت) کا اطلاق مختلف ہواوروں کے گوشت پر ہوتا ہے لیکن پچھلے گوشت پر نہیں ہوتا۔ مانگ از روئے لغت و دہی و گوشت ہے اور قرآن نے اس کو "لحماً طریفاً" کہا۔ اور وہ لہ لڑ کے لئے ہوا۔ مانگ ہے جبکہ لغت کی زد سے دونوں متغول کے لئے عام تھا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہو عصبکم اللہ علی زلاد حکم میں نفوس شامل ہیں۔

عرف عملی : عرف عملی سے مراد وہ کام (و فعل) ہیں جن کے توہی جاری ہوں۔ جیسے بغیر معاہدہ بینہ و قبول کے خرید و فروخت کرنا۔ جس کو اصطلاح میں بیع تعاملی کہتے ہیں۔ یعنی مانع مشتری کے ہاتھ پر ایک چیز دے دینا ہے اور وہ اس کی قیمت ادا کرنا ہے۔ دونوں کے مابین کوئی باہمی عقد نہیں ہوتا۔ اسی طرح سہر کے دو طرفہ بیعوں میں سہر جنس اور سہر مبادلہ میں سے کسی ایک طریقہ پر ادا کرنا یا ایک حصہ ایک طریقہ پر اور دوسرا دوسرے طریقہ پر ادا کرنا۔

عرف عام : وہ عرف جس پر مانگ اسلام کے عام قہروں کا تعامل ہو خواہ وہ تعامل قہر یا بعد ہو یا بعد عرف عام ہے اور ایک ملک کے تمام مشیران جس پر مشفق ہوں وہ وہاں کا عرف عام ہے۔ جیسے عقد استصناع (کوئی نئی آڑ پر عزان) اس کا رد ہوتا عام ہے کنگہ بعد میں بنائی جاتی ہے اور معاہدہ خرید و فروخت پہلے ہو جاتا ہے لیکن کثرت تعامل سے اس میں سے قہر کا اندیشہ دور ہو گیا اس لئے کہ قہر زودیا کرے۔ اسی طرح اس کی مثال میں ہوں تمام کو پیش کیا جا سکتا ہے جس میں تمام میں جانے کی ایک مقررہ اجرت ہے لیکن کوئی شخص جا کر نہ وہ مسائل پائی استعمال کرتا ہے جبکہ دوسرا کم کرتا ہے اس کو بھی عرف کی بنا پر درست قرار دیا۔

فقہاء و اہل انصاف کہتے ہیں کہ عرف عام کی بناء پر تو اس کو ترک کر دیا جائے کہ اوہ اسمت احسان عرف کہتے ہیں اور اگر وہ مشی ہو تو اس کی تخصیص بھی عرف عام سے ہو جاتی ہے۔ نفس غشی کے عموم کو عرف سے ترک کر دینے کی مثال ہے کہ

نئی کریم اللہ نے بیع اور شرط سے منع فرمایا لیکن جب وہ فقہاء، اختلاف اور مائلی فقہاء کہتے ہیں کہ ہر وہ شرط جائز ہے جسے عرف معتبر قرار دیتا ہو۔

عرف خاص: عرف خاص وہ ہے جو کسی خاص مقام اور طبقہ ہی میں مشہور ہو۔ جیسے تاجروں اور کسانوں کا عرف، یہ عرف خاص نفس کے مقابلے میں تسلیم نہیں کیا جائے گا لیکن اسے قیاس کے مقابلے تسلیم کیا جائے گا جس کی علت نفس قطعی سے یا نفس قطعی کے مشابہ نفس سے ثابت ہوئے عراق میں وہ بگھوڑے کو کہتے ہیں حالانکہ اس کے معنی زمین پر چلنے والے جانور ہیں اور اسی طرح تمام علوم و فنون کی اصطلاحات بھی عرف خاص میں شامل ہیں۔

عرف صحیح: وہ ہے جو شریعت کی کسی نفس کے مخالف نہ ہو اس کے سبب کوئی ایسی مصلحت جس کا شریعت نے اعتبار رکھا ہے، فوت نہ ہوتی ہو اور نہ کسی ایسی خرابی کے حصول کا ذریعہ ہو جس کا گمان غالب ہو۔ مثلاً عام لوگوں کے درمیان یہ دستور معروف ہے کہ منگلی کے وقت لڑکی کو جو کپڑے یا دوسرا سامان دیا جاتا ہے وہ تحفہ ہوتا ہے وہ سامان مہر میں داخل نہیں ہوتا۔

عرف فاسد: وہ ہے جو شارع کی کسی نفس کے مخالف ہو یا اس سے ضرر پہنچتا ہو یا کوئی مصلحت فوت ہوتی ہو مثلاً بینک یا افراد سے سودی قرض لینا، جوئے میں رقم لگانا۔

عرف کی اہمیت اور فقہاء کا اس پر عمل:

تقریباً تمام ائمہ نے اس پر اپنے بہت سے احکام کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ امام مالک کے بہت سے مسائل کی بنیاد اہل مدینہ کے عرف پر ہے اور امام شافعی نے اپنے مذہب جدید کے بہت سے مسائل کی بنیاد اہل مصر کے عرف پر رکھی۔ امام انصاری کی کتابیں اس بات پر شاہد ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو ان کے مسائل میں فتویٰ دیتے وقت وسیع پیمانے پر اس کا استعمال کیا۔ البتہ حنفیہ اور مالکیہ نے اپنی کتابوں میں دوسروں سے بڑھ کر اس کا چرچا کیا اور اسے اپنی فقہ کا ایک مستقل ماخذ قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ علامہ رخصی اپنی کتاب مبسوط میں لکھتے ہیں: "جو چیز عرف سے ثابت ہے وہ نفس سے ثابت ہے" (الشاہد بالعرف کالشاہد بالنص)۔ اور اس کے ہوتے ہوئے وہ ایسا وقت قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس سے حدیث کی تخصیص کر دیتے ہیں مگر صرف اس صورت میں جب وہ عام ہو۔ ان کے ہاں احتسان کی ایک قسم احتسان ضرورت ہے اور یہی احتسان عرف ہے جہاں وہ قیاس کو ترک کر کے لوگوں کی ضرورت یا عرف کو اختیار کرتے ہیں۔ یہی حال مالکیہ کا ہے بلکہ عرف معتبر ماننے میں شاید وہ حنفیہ سے آگے ہیں کیونکہ مصالح مرسلان کی فقہ کا ایک مضبوط ستون ہے اور ان میں عرف کی رعایت کئے بغیر چاروں نہیں ہے وہ بھی اس کے ہوتے ہوئے قیاس کو چھوڑتے، اس کے ذریعہ عامی تخصیص کرتے اور مطلق کو مقید کرتے ہیں۔

۱۔ الادلہ المختلف لہا عند الاصولیین، خلیفہ یا مکرہم ص ۳۴۳، مفہوم الفقہاء، مکتبہ المدینہ ۱۳۷۰ھ۔ ۱۹۸۰ء۔ اصول فقہ، امام ابو ہریرہ ص ۳۳۱-۳۳۲، مفہوم۔

۲۔ اصول فقہ، امام ابو ہریرہ ص ۳۳۳

۳۔ الوجیز، عبدالکریم زید، ان ص ۲۵۳، تخصیص

۴۔ الوجیز، عبدالکریم زید، ان ص ۲۵۳، تخصیص

۵۔ اصول فقہ، ایک نظر، امام عبدالمومن ص ۱۶۱-۱۶۲

عرف کی حجیت اور اس کے شرعی دلیل ہونے پر استدلال :

(آں سے ثبوت :

ذوالی نے قسم کے کفارہ کے بارے میں فرمایا :

(۱) "من اوسط ما قطعوا عن اهلکیم"

(درمیان قسم کو کاٹنا، یعنی اسے گمراہوں کو کھلاتے ہو)

اور یہاں کھانا عرف سے معلوم ہوگا۔

(۲) "من سکانا فقیراً فلیناکل بالمعروف"

(جو کھانا فقیرانہ طور پر کھا کر کھائے، اسے کھانا کھانا ہے)

ثبت سے ثبوت :

(۱) حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ :

"قالت دخلت عند بنت عبد امرئ ابی سفیان علی رسول اللہ فقلت یا رسول اللہ ان اما سفیان رجل شحیح لا یعطی من الفقة ما یکتفی ویکتفی منی الا ما اخذت من ماله بغیر علمه لیل علی فی ذلک من جناح فقال رسول اللہ علی من ماله بالمعروف ما یکتفی ویکتفی نیک"

(بند بنت جب سے عرض کی یا رسول اللہ! ابو سفیان نے مجھے میری اور میرے بچے کی ضرورت کے مطابق نہیں دیا، یہ کہ میں اس کی انہی میں از خود لے لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی اور بچے کی نکالت کے لئے بہتر معروف لے لیا کرو)

(۲) امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک مستقل باب باندھا۔ جس کا عنوان ہے :

"باب من اجری امر الامصار علی ما ینتاز لون منہم فی البوع والاجارة والمکال والمیزان ومنہم علی لیلہم ومذاہبہم المشہورة"

(خرید و فروخت، عیسائیوں، یہودیوں کے لوگوں کے عرف ان کے مہذبوں، بیعتوں اور مشہور طریقوں پر حکم دینا ہوگا)

عرف پر حکم کی بنیاد رکھنے اور اس کے معتبر ہونے کی شرائط :

عرف پر حکم کی بنیاد رکھنے اور اس کے معتبر ہونے کی شرائط مختصر الفاظ میں مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) عرف نفس کے مخالف نہ ہو۔

(۲) عرف مطلق اور غالب ہو۔

- (۳) عرف جس پر کسی معاملہ یا تعریف کو قبول کیا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس معاملہ کے وقت موجود ہو۔
(۴) کوئی ایسا فعل یا قول موجود نہ ہو جو عرف کے خلاف ہو۔

(۶) ”قول / مذهب صحابی“

جبورا اصولیین کے نزدیک صحابی کی تعریف یہ ہے :

”من شاهد النبی ﷺ وأمن به ولا زمة مدة تكفي لاطلاق كلمة الصحاب عليه عرفاً، مثل الخلفاء الراشدين، وعبد الله بن عباس، وعبد الله بن مسعود، وغيرهم ممن آمن بالنبي ﷺ، ونصروه وسمع منه، واحتذى بهديه“۔

(صحابی وہ شخص ہے جس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو اور آپ پر ایمان لایا ہو اور آپ کے ساتھ اسی مدت تک رہا ہو کہ عرف میں صاحب (ساتھی) کے لفظ کا اطلاق اس پر ہو سکے جیسے خلفاء راشدین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور ایسے ہی دوسرے صحابہ کرام جو آپ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کی اور آپ کی باتیں سنیں اور آپ کی سیرت سے رہنمائی حاصل کی۔

قول صحابی کی حجت :

کتاب و سنت و اجماع میں کوئی مسئلہ غلطی کی صورت میں کیا مجتہد صحابہ کرام کے فتاویٰ اور فیصلوں کو مآخذ فقہ میں سے ایک مآخذ تسلیم کر کے ان پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ قول صحابی کی حجت کا یہ اختلاف مطلق نہیں ہے بلکہ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں :

۱۔ جن مسائل میں شرعی حکم رائے اور اجتہاد سے معلوم نہ ہو سکے ان میں قول صحابی حجت ہے کیونکہ یہ بات اس پر محمول متصور ہوگی کہ صحابی نے یہ حکم یقیناً حضور ﷺ سے سنا ہوگا اس لئے صحابی کا یہ قول سنت کے قبیل سے ہوگا جو کہ تخریج کا مآخذ ہے۔ احناف اس کی مثال یہ دیتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ چش کی کم از کم مدت تین دن ہے اسی طرح ان کے نزدیک بعض صحابہ کے قول سے یہ بات ثابت ہے کہ مہر کی کم از کم مقدار اس درہم ہے۔

۲۔ جس قول صحابی پر اتفاق ہو چکا ہو اس کو شرعی حجت سمجھا جائے گا کیونکہ یہ اجماع ہے اسی طرح جس قول صحابی کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ اس کی اس کی کسی نے مخالفت کی ہے تو وہ اجماع سکوتی کے قبیل سے ہے۔ یہ ان لوگوں کے نزدیک حجت ہے جو اجماع سکوتی کے قائل ہیں۔

۳۔ ایک صحابی کا قول دوسرے صحابی پر ایسی حجت نہیں جس کا ان کو پابند ہونا ضروری ہے۔

۴۔ جو قول صحابی رائے و اجتہاد پر مبنی ہو اس میں اختلاف ہے کہ بعد میں آنے والے لوگوں پر یہ حجت ہے یا نہیں۔

۱۔ الادلہ المختلف فیہا عند الاصولیین، طبع دار الفکر، ص ۳۳، ملخص۔ القاہرہ، مکتبہ المدینہ، ۱۳۷۷ھ۔ ۱۹۸۷ء

۲۔ حوالہ سابق ص ۳۶۰۔ ۳۔ حوالہ سابق ص ۳۶۰۔ ۴۔ ملخص

قول محالی کی حجت کے بارے میں خدا مہربان ہے :

ان بارے میں خدا مہربان ہے اور یہ مندرجہ ذیل دو آراء پر مشتمل ہے :

۱۔ اختلاف، مانگیہ اور مذہب قولی محالی کی حجت کو معتبر مانتے ہیں، مگر چاہا مگر شیخہ بڑا دی مٹھی کا اختلاف ہے۔

۲۔ شافعی اس کی حجت تسلیم نہیں کرتے۔

تذکرہ کے نقطہ نظر کا جائزہ : شافعی مسلک کی کتب اصول فقہ کے بارہم شافعی سے متعلق یہ بات متعین ہے کہ وہ اپنے مذہب میں جو صحابہ کے اقوال کو لیتے تھے لیکن اپنے مذہب کے بارے میں وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ لیکن قیام جوڑی نے نظام الموعظین میں شافعی علماء کے اس دعوے کو ملامت کرتے ہوئے کہا کہ امام شافعی کا قیام و جہد ایک ہی مذہب تھا اور وہ صحابہ کرام کے قول کو اختیار کرنے کا تھا اور اسی پر امام شافعی کے وہ اقوال دلالت کرتے ہیں جو ہم نے تذکرہ اور "الام" سے نقل کئے ہیں اور یہ دونوں کتابیں امام شافعی کے بالکل آخری زمانہ کی تصنیف ہیں تاہم اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ محالی کے قول کو حجت تسلیم کرنے کے لئے یہ بھی ضروری سمجھتے تھے کہ قیام سے اس کی تائید ملتی ہو جیسے "الرسالہ" میں ان کے قول سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

۳۔ الحسن کرخی حنفی کے قول کا تجزیہ :

۱۔ جہاں تک احناف میں سے ابو الحسن کرخی کے مسلک کا تعلق ہے وہ کہتے ہیں کہ محالی کی تقلید اس وقت واجب نہیں ہے یعنی قول محالی اس وقت حجت نہیں ہے۔ جب اس قول میں مانے اور اجتہاد کی گنجائش ہو انہوں نے یہی ذہب امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ اصول نے بہت سے فروعی مسائل میں انہیں صحابہ کے اقوال کے خلاف فتویٰ دیا امام کرخی سے اس مسلک کی تائید فخر الاسلام بڑا دی نے بھی کی ہے۔ دوسری طرف کرخی نے ایک ہم عصر ابو سعید برہانی حنفی کا مسلک یہ ہے کہ محالی کا قول حجت ہے کیونکہ اس کی تصریح خود امام نے کی ہے اس مسلک میں ابو سعید برہانی کی تائید ضائع احناف میں سے ابو بکر صامی اور عس اللہ کرخی نے کی ہے۔

۲۔ امام کرخی کی رائے پر ابو زہرہ کا تجزیہ :

ابو زہرہ نے کرخی کے مسلک میں امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف کی مٹھی نسبت کو غلط ثابت کیا ہے کیونکہ اس نسبت کو ثابت کرنے کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ یہ ثابت کیا جائے کہ امام اور ان کے اصحاب نے جب بعض صحابہ کے اقوال کے خلاف فتویٰ دیا تو انہیں ان صحابہ کے اقوال کا پتہ تھا اور اس کے باوجود انہوں نے اس کے خلاف فتویٰ دیا۔

الکتاب یہ ہے کہ انہیں ان کا پتہ نہیں تھا اگر انہیں ان کا پتہ ہو تو وہ ہرگز اس کے خلاف فتویٰ نہ دیتے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ

چہارم :

وہ احکام جن کا ذکر ہماری شریعت میں ہوا اور ہماری شریعت میں ان کے شرعی حیثیت رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ملتی، مثلاً آیت قصاص میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

”وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص“ ۱

(اور ہم نے ان پر (قرآن میں) یہ فرض کیا تھا کہ جان کا جان سے، آنکھ کا آنکھ سے، ناک کا ناک سے، اذیت کا دانت سے اور زخموں کا (اس جیسا زخم کر کے) قصاص لیا جائے گا)

اور اسی طرح حضرت صالح اور ان کی قوم کے درمیان پانی کی تقسیم کے مسئلہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :
”وليسهم ان الماء قسمة بينهم كل شرب محض“ ۲ (اور انہیں آگاہ کر دیجئے کہ پانی تقسیم کر دیا گیا ہے ان کے درمیان۔ سب اپنی اپنی باری پر حاضر ہوں)۔

حکم : احکام کی اس چوتھی قسم میں فقہاء کا اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا یہ احکام ہمارے لئے حجت ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں تین اقوال ملتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :

قول اول :

یہ احکام ہمارے لئے حجت ہیں اور ہماری شریعت کا جز ہونے کی حیثیت سے ان کا اعتبار کیا جائے گا اور یہ ہم تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بواسطہ رسول پہنچے ہیں نہ کہ یہود نصرانی کی تحریف کتب کے واسطے سے۔

حکم : اس کا حکم یہ ہے کہ اگر شریعت میں ان کا خلاف یا رد ظاہر نہ ہوا ہو تو ان پر عمل کرنا واجب ہے۔ جمہور احناف مالکیہ بعض شوافع اور امام احمد (فی روایہ) اکثر حنابلہ کے نزدیک قول راجح سمجھتے ہیں۔

قول ثانی :

یہ ہمارے لئے شرعی حجت نہیں ہے۔ اشاعرہ معتزلہ شیعہ بعض شافعیہ اور امام احمد بن حنبل (فی روایہ آخری) کا یہی موقف ہے اور امام غزالی، مالکی، راززی اور ابن حزم ظاہری نے اس کا اختیار کیا ہے۔ ۳

قول ثالث :

اس کے بارے میں توقف کیا جائے گا۔ یہ ابن بربان اور ابن قسیری کا مسلک ہے کہ کسی صحیح دلیل کے ظاہر ہو جانے تک توقف کیا جائے گا۔ غلام سعدی نے تیسرے مسلک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا : ”ومن الاصوليين من قال بالوقوف وهو بعيد“ ۴ (اصولیین میں سے بعض وقوف کا قول کرتے ہیں اور وہ بعید ہے)۔ اس لئے ہم بھی تیسرے مسلک کے اول کو زیر بحث نہیں لائیں گے۔

۱۔ المائدہ : ۳۵ ج ۱۱۱۶

۲۔ حلیۃ الشیخ علی شروح الجلال شمس الدین لکھی علی متن ج ۲/۳۲۲-۳۲۳، الوسیط فی الاصول الفقہ، ج ۱/۳۲۲

۳۔ الاحکام فی اصول الاحکام امدی ۲/۲۹۶

۴۔ اللع، الشیرازی ص ۱۱۶، الاحکام فی اصول الاحکام امدی ۳/۳۱۱

ہمارے دلائل:

یہ لوگوں نے شرائع سابقہ کے احکام کو ہماری شریعت کا حصہ ہونے کی حیثیت سے حجت مانا ہے ان کے چار وجوہ کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ کلمہ اللہ کی نازل کردہ شرائع میں سے کسی شرع کا حکم ہے اور اس کے منسوخ ہونے پر کوئی شے بھی دلائل سے ثابت نہیں ہوتی۔
 ۲۔ اور اللہ تعالیٰ نے تو ان سے متعلق ارشاد فرمایا ہے: "اولئک اللہین ہدی اللہ فبہدہم اقتدہ" (یہی لوگ جو اللہ نے ہدایت دی تھی انہی کے طریقے کی پیروی کرو)۔ اور حضرت ابن عباس سے یہ ثابت ہے کہ اللہ نے سورۃ "ص" کی یہ آیت تلاوت کی تو سجدہ کیا۔ وہ آیت یہ ہے، "وطن داؤد انما فناء قاسمظہر بہ" (اور نور ان خیال آگیا داؤد کو کہ ہم نے اسے آزمایا ہے سو وہ معافی مانگنے لگ گئے اپنے رب سے)۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفاً" (تو آپ کی طرف وحی کی کہ ملت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کریں)۔

۳۔ آخری آیت اور پہلی آیت (اولئک اللہین ہدی اللہ) کو دونوں سابقہ احکام کے صحیح ہونے پر صریح اور واضح دلائل اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"فرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذین اوحینا الیک وما وحننا بہ ابراہیم وموسیٰ، وعیسیٰ ان اقموا الدین ولا تصرفوا فیہ"۔

یہ آیت شریعت نوح کی اتباع کے وجہ پر دلائل کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "انما انزلنا التورۃ بنور و بحکم بہا البیون"۔ اس آیت میں نبی علیہ السلام سے جملہ انبیاء علیہم السلام ہر اوپر۔

۴۔ علامہ نے آیت مبارکہ و کتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس الخ سے وجہ قصاص کا استدلال کیا ہے۔
 ۵۔ نئی اسرائیل پر قصاص واجب تھا اور اسی بناء پر ہماری شرع میں بھی قصاص کو واجب کیا گیا۔

۶۔ رات میں اللہ نے ارشاد فرمایا: "فماذا لسی احدکم صلوۃ او نام عنہا فلیصلہا اذا ذکرہا"۔
 ۷۔ ان کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "انما انزلنا التورۃ بنور و بحکم بہا البیون"۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "انما انزلنا التورۃ بنور و بحکم بہا البیون"۔
 ۸۔ اور جو اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شرائع سابقہ پر عمل درست نہیں ہوتا تو حضور ﷺ یہ تلاوت نہ فرماتے کیونکہ یہ نہ صحت میں ان کی تلاوت بلا فائدہ ہوگی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے یہودی کے رجم کے سلسلے میں تورات کی تلاوت نہ فرمائی تھی۔

(۴) جب تک وہی کا نزول نہیں ہوا تھا اس وقت تک حضور ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ ان کی شرائع پر عمل نہ کیا جائے تو محبت کا کیا مطلب ہوگا؟
اولہ کا تجزیہ :

شرائع سابقہ کو حجت ماننے والوں نے جن چار وجوہ سے استدلال کیا ان کا تجزیہ مختصر ائمہ مجذہب ذیل ہے۔
مذکورہ اولہ مطلوب کے اثبات میں قطعی الدلائل نہیں ہیں۔ پہلی آیت مبارکہ جس کے کلمہ "الہدیٰ" سے استدلال کیا تو کلمہ "الہدیٰ" تمام انبیاء کے لئے مشترک ہے اور وہ اشیاء ہیں جو اختلاف شرائع سے مختلف نہیں ہوتیں اور اصول الدیانات اور کلیات فہرہ یعنی تقویٰ، اموال، انساب اور اعراض کی حفاظت ہیں۔ اور "تسرع لکم من الدین" سے مراد وہ حید ہے۔ اور اتباع ملت ابراہیم کے حکم سے مراد وہ ہے جو آیت کے آخر میں ہے، "وہا کان من المشرکین" اور مشرک کا مقابل توحید ہوتا ہے یعنی وہ مشرک نہیں تھے بلکہ موحد تھے۔ اسی توحید کی پیروی کا حکم ہے اور اللہ رب اعزت کے فرمان "بمحکم بیہا السیون" میں اخبار کا معنی ہے، امر کا معنی نہیں جو جو اتباع پر دلالت کرے۔ جہاں تک آیت قصاص سے وجوب کا تعلق ہے تو وہ ہماری شریعت میں سورۃ بقرہ کی آیت "فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم" سے جو جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس زیادتی کی سزا دو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے ثابت ہے۔ اور آیت قصاص میں صرف امت بنی اسرائیل سے مشابہت سے آگام کیا ہے اور جہاں تک یہودی کے رجم کے لئے تورات کی طرف رجوع کا تعلق ہے تو یہودی کے اس انکار اور جھوٹ پر اور آپ ﷺ کے سچے نبی ہونے کی صداقت کے انکار کے لئے، آپ ﷺ نے خبری کی کہ رجم کی سزا تورات میں مذکور ہے، نہ کہ اس لئے کہ رجم کا حکم وہاں سے لے کر عمل کر سکیں۔ اس کے علاوہ کبھی بھی تورات کی طرف اس حکم کا رجوع آپ سے ثابت نہیں ہے۔

فریق ثانی کے دلائل :

جن لوگوں نے اس کے شرعی حجت ہونے کا انکار کیا انہوں نے بھی چار وجوہ سے استدلال کیا ہے۔ مختصر ائمہ مجذہب ذیل ہے :

(۱) حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا منصب قضا سپرد کرتے وقت کتاب و سنت اور پھر اجتہاد کی تعلیم دی تھی۔ سابقہ شرائع سے حکم کے استنباط کی کوئی ہدایت نہیں کی اگر ایسا کرنا شرعی حجت ہوتا تو حضرت معاذ اس کا بھی ذکر کرتے یا حضور ﷺ ان کو اس کی تنبیہ کرتے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "لکل جعلنا منکم شرعاً و مہیاجا"۔ یہ آیت ہر فریق کے لئے الگ الگ شریعت پر دلالت کرتی ہے اور کسی فریق سے مطالبہ نہیں کرتی کہ وہ کسی دوسرے کی شریعت پر عمل ہیے۔

(۳) اگر حضور ﷺ سابقہ شرائع پر عمل کرتے تو ان کی امت پر بھی ایسا کرنا ضروری ہوتا اور شرائع سابقہ کی تعلیم امت پر واجب ہوتی اور مجتہدین صحابہ پر بھی اس کی جہت اور مختلف شرائع کے واقعات و احادیث کا علم واجب ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

اور احناف نے ذمی کے بدلے مسلمان کے قتل کو اور عورت کے بدلے آدمی کے قتل کے جواز کا قول کیا ہے اور ایسی اس آیت کو بنایا جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "وَكُفِّرُوا عَنْهُمْ فِيهَا إِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ"۔ مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ نے جعالہ کے جواز کا قول کیا ہے اور سورۃ یوسف میں واقع اس آیت سے استدلال کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "وَلَمَّا جَاءَ بِهِ حُمِلٌ يَبْعُرُ وَآلَهُ بِهِ زُعِيمٌ"۔

ہمارے نزدیک قول رائج :

ہماری نزدیک یہ بات زیادہ صحیح ہے کہ شرائع سابقہ تشریحی اولیٰ کی کوئی مستقل دلیل نہیں ہے بلکہ اس کو کتاب و سنت پر پیش کیا جائے گا اور اس کے بغیر اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول سے ان احکام کا بلا انکار بیان ہو اور ہماری شرع میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو ان کے نسخ پر دلالت کرے تو عمل ہوگا اور بہت سے علماء سے یہی منقول ہوا ہے کہ "ان شرع من قلنا ليس شرعنا لنا"۔ جیسا کہ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔



خلاصہ (نتائج)

مقالہ لکھنے کا مقصد یہ جاننا تھا کہ فقہ اصول فقہ کا آغاز کب ہوا، اس کی تدوین کب اور کس نے کی، یہ فقہ مختلف تاریخی ادوار سے گزرتا رہا، ہم تک کیسے پہنچا اور مختلف ممالک کے علمی، ادبی و سیاسی حالات کے تشییب و فراز میں فقہ اصول فقہ کی تالیف و تالیف میں کس قسم کے رجحانات فروغ پاتے رہے اور یہ فقہ اصول فقہ پر کام کی رفتار کیا رہی؟ تاریخی مصادر و اوراق سے ثابت ہوا کہ تاریخ اسلام کے پہلے اصولی حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اجتہاد کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے اجتہاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اجتہاد کی تعلیم و اجازت عطا فرمائی۔ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اجتہاد کیا۔ آپ ﷺ کو ان کے اجتہاد کی اطلاع بھی ہوئی تھی۔ جب صحابہ کرام کا اجتہاد اصول پر مبنی ہوتا تو آپ ﷺ خوشی کا اظہار فرماتے اور تائید دیتے تھے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو انہی کا اظہار فرماتے تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اجتہاد بغیر ادوات اجتہاد یعنی اصول فقہ نہیں ہو سکتا۔ فقہانہ دور قدسی کے اجتہادات میں اصول کا رفرما ہوتے تھے۔

صحابہ کرام ﷺ حضور اکرم ﷺ کے صحبت اور تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ اعلیٰ زبان بھی تھے۔ قرآن اور اس کے نام کا نزول اور اطلاق ان کے سامنے ہوا۔ اس لئے انہیں اس فن کو مدون کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ تابعین کے عہد میں بھی صورتحال یہی، مگر جب اسلام کی روشنی و نور و دراز عجمی طاقتوں میں پہنچی اور زمانہ قدسی سے دوری پڑنے لگی، فقہ و ذوق میں کمی آنے لگی تو دوسرے فنون کی تدوین کے ساتھ اصول فقہ کی تدوین بھی عمل میں آئی۔

دوسری صدی ہجری میں اصول فقہ کی تدوین میں امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے سبقت حاصل کی تھی۔ بعد میں امام شافعی نے اس فن کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ لفظ "اصول الفقہ" اور علم الاصول کا ابتدائی استعمال بالترتیب امام ابو یوسف و امام شافعی کے یہاں نظر آتا ہے۔ مگر اس سے کبھی قواعد اجتہاد اور کبھی کتاب و سنت کا علم مراد ہوتا تھا۔ اصول فقہ کو دہوکے اعتبار سے فقہ پر فقہیم حاصل ہے۔ اگرچہ اس کی تدوین فقہ کے بعد ہوئی، مگر کسی فن کی تدوین اس کو وجود عطا نہیں کرتی بلکہ وہ منظر اور کاشف ہوتی ہے۔ جس طرح آئینہ قرأت امام کسائی، حمزہ و دھام وغیرہ کی تدوین قرأت سے قبل بھی لکھ قرآن کریم کو مختلف قرأت سے پڑھتے تھے اور بانی منطق ارسطو سے قبل بھی لوگ منطقیانہ گفتگو کرتے تھے۔

دوسری صدی ہجری کے بعد اصول فقہ کی تصنیف و تالیف میں اصولیین کے دو ستار جج بن گئے تیسری صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک مجموعی طور پر اصول فقہ پر ایک ٹکری و ڈھیلی دی کام نظر آتا ہے اور ساتویں صدی ہجری میں

۱. تصنیفات کے لئے مقالہ کا صفحہ ۲۶۹ دیکھئے ج۱ حوالہ سابق ج۲ حوالہ سابق ۴۱۷

۲. حوالہ سابق ج۱ حوالہ سابق ۴۱۷ ج۲ حوالہ سابق ۴۱۷

۳. مقدمہ علی الاشارة لکھنا بی، عادل احمد عبدالموجود ص ۵۸، ارباب کشیدہ تراز مصطفیٰ الربیع ج ۱ ص ۳۱۸ تا ۳۱۹ء ۱۹۹۷ء ج۱ حوالہ سابق

اصول فقہ میں تصنیف و تالیف کا تیسرا منہج متعارف ہوا۔ اس کے بعد انھوں صدی ہجری سے چوبیس صدی ہجری تک تقلیدی رجحانات میں فروغ پیدا ہو جانے سے یہ فہن بھی مجموعی طور پر جمود کا شکار ہو گیا۔ اگرچہ بعض عمدہ کتابیں بھی لکھی گئیں، تعداد کے اعتبار سے تو کثرت رہی مگر فکری اعتبار سے یہ فہن تنزلی کا شکار رہا۔

اس دور کے اکثر اصولیین نے سائنس کی سہیل و تحقیق، اختصارات، شرح، شرح الشرح، حواشی، تعلیقات، تخریج، ہجرت وغیرہ تک آپ کو محدود رکھا۔ مثال کے طور پر النسخ و التوضیح و التلویح پر تالیف کے بعد سے چھیالیس (۱۳۹) سے زائد کتب لکھی گئیں۔ اس طرح تاج الدین سبکی کی فتح الجوامع پر مختلف ادوار میں ساٹھ (۶۰) سے زائد کتب لکھی گئیں۔ موجودہ زمانے تک میں اصول فقہ پر کام میں لکھا کاغذ یہ نظر آتی ہے اور اب جدید اور اہل اسالیب پر اس فہن میں کتب لکھنے کا رواج پڑتا جا رہا ہے۔

مختلف فقہی مذاہب کے نفاذ و ارتقاء کے تحقیقی مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ چار مشہور سنی مذاہب کے علاوہ بھی متعدد مذاہب پیدا ہوئے۔ ان میں سے کچھ زمانے کے ساتھ ساتھ ختم بھی ہو گئے، لیکن تمام مذاہب میں جنہی مذہب کو اپنی ذاتی خصوصیت کی بناء پر اپنے وجود سے آج تک ہر دور میں اکثریت حاصل رہی ہے۔ آخر میں توضیح کی فرض سے چند باتیں مندرجہ ذیل ہیں :

- ۱۔ اس مقالہ میں ایک ہزار سے زائد اصولیین کی اصول فقہ پر بارہ سو سے زائد کتب کا تعارف شامل کیا گیا ہے۔
- ۲۔ اصول فقہ کی سو سے زائد اہم کتب کا تحقیقی تجزیہ کیا گیا ہے، جس میں مصنفین کے مناجات، کتب کے مشتملات، اہمیت، محاسن و معائب اور اس پر لکھی جانے والی کتب (شروح حواشی وغیرہ) کو مولفین کی تاریخ و وفات کی ذہنی ترتیب کے لحاظ سے تحریر کر دیا گیا ہے تاکہ قاری ایک نظر میں مختلف ادوار سے متعلق کئے جانے والے کام سے آگاہ ہو جائے۔
- ۳۔ ہر فصل کے آغاز میں اس زمانے کے سیاسی، دینی و علمی حالات پر ایک نظر طائرانہ جائزہ پیش کیا گیا ہے، جس میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔
- ۴۔ آنے والے محققین کی رہنمائی کے لئے اصولیین کا مشہور نام، ان کا مسلک اور تاریخ ولادت (اگر دستیاب ہو) اور تاریخ وفات ہجری میں نام کے ساتھ ذکر کر دی گئی ہے اور ان کا مسلک بھی وچیں ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح عیسوی تاریخ اور جائے ولادت و وفات حواشی میں ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس صدی میں کس فقہی مکتبہ فکر کے اصولیین کی تعداد اور ان کی اصول فقہ پر مؤلفات زیادہ رہیں۔ اسی طرح یہ کہ کن علاقوں میں اصولیین اور ان کی اصولی خدمات نمایاں رہیں۔

فہارس

- ۱۔ فہرست آیات قرآنیہ
- ۲۔ فہرست احادیث مبارکہ
- ۳۔ فہرست شخصیات
- ۴۔ فہرست مضامین و کتاب
- ۵۔ فہرست فرق، اہم و قبائل
- ۶۔ فہرست اماکن
- ۷۔ فہرست مراجع التحقیق

اشاریہ (۱)

(INDEX - 1)

فہرست آیات قرآنیہ

فہرست آیات قرآنیہ

تبیہ مبارک

نمبر سورہ کا نام

آیت نمبر جلد صفحہ

۶۵	۱	۸۹۲	استشهدوا شہیدین من رجالکم	۱۔ البقرہ
۷۸۸	۲	۱۹۰	فمن اعتدى علیکم فاعتدوا علیہ	۲۔ آل عمران
۱۳۲	۱	۱۵۰	قولوا وجہکم شطرہ	۳۔ آل عمران
۶۳	۱	۲۱۹	فیہا التوبہ کبیر ومذالغ للناس	۴۔ آل عمران
۷۲۹	۲	۱۸۳	کتب علیکم الصیم	۵۔ آل عمران
۹	۱	۲۸۲	لہما ما کسبت وغنیما ما کسبت	۶۔ آل عمران
۷۲۳	۲	۲۸۱	واتقوا یومًا ترجعون فیہ الی اللہ	۷۔ آل عمران
۸۹	۱	۲۳۳	والذین یقولون منکم ویذرون ازواجہ	۸۔ آل عمران
۷۸	۱	۱۲۳	وکذلک جعلکم امتہ وسطًا	۹۔ آل عمران
۷۳۳	۲	۱۸۷	وکلوا واشربوا حتی یبسن لکم	۱۰۔ آل عمران
۷۷۳	۲	۲۹	وہو الذی خلق لکم ما لی الارض جمیعہا	۱۱۔ آل عمران
۷۳۳	۲	۱۹۹	واتعوا الحج والعمرة للہ	۱۲۔ آل عمران
۷۳۳	۲	۱۰۳۲	واقیموا الصلوة واترکوا الزکوٰۃ	۱۳۔ آل عمران
۲۵	۱			۱۴۔ آل عمران
۲۷	۱			۱۵۔ آل عمران
۳۰	۱			۱۶۔ آل عمران
۲۰	۱			۱۷۔ آل عمران
۷۸۶	۲	۱۸۳	یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام	۱۸۔ البقرہ
۷۷۹	۲	۱۴۳	یا ایہا الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا	۱۹۔ البقرہ
۷۲۲	۲	۱۸۵	یرید اللہ بکم الحس ولا یرید بکم العسر	۲۰۔ البقرہ
۲۹	۱	۲۱۹	یسئلونک عن الحمر	۲۱۔ البقرہ
۲۹	۱	۲۲۰	یسئلونک عن البیتاعی قل اصلاح لہم	۲۲۔ البقرہ
۱۲۰	۱	۱۷۳	ان الناس قد جمعوا لکم	۲۳۔ البقرہ
۷۳۳	۲	۳۲	ال عمران قل اطیعوا اللہ والرسول فان لولوا	۲۴۔ البقرہ

۲۵	قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی بحبکم اللہ	۳۱	۲	۷۳۲
۲۶	وذاورہم فی الامر	۱۵۹	۱	۶۹
۲۷	و اللہ علی الناس حج البیت	۹۷	۱	۶۰
۲۸				
۲۹	وما محمد الا رسول	۱۳۳	۱	۷۸
۳۰	اما انزلنا التورۃ فیہا ہدی ونور	۲۳	۲	۷۸۷
۳۱	اتما الخمر والمیسر والانتصاب والازلام	۹۰	۱	۶۳
۳۲				
۳۳	النساء ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا	۱۰۳	۱	۶۵
۳۴	این ماتکونوا یذر ککم الموت	۷۸	۱	۷
۳۵	تلك حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ	۱۳	۲	۷۲۹
۳۶	فلا وریک لا یؤمنون حتی یحکموک	۶۵	۱	۶۰
۳۷	فلیس علیکم جناح ان تقصر وامن الصلوۃ	۱۰۱	۱	۶۳
۳۸	فما ل هؤلاء القوم لا یکادون یفقهون	۷۸	۲	۷۳۰
۳۹	فانکحوا ما طاب لکم من النساء منی ولت	۳۳	۱	۶۵
۴۰	فان تنازعتم فی شیء فردوه الی اللہ	۵۹	۲	۷۹۱
۴۱	لا تقر بوا الصلوۃ وانتم مسکری	۲۳	۱	۶۳
۴۲				
۴۳	لا تکن من الخائنین خصیما	۱۰۵	۱	۱۵۰
۴۴	لا تنکحوا ما نکح اباؤکم	۲۲	۲	۷۲۹
۴۵	لا خیر فی کثیر من نجواہم	۱۱۳	۲	۷۲۹
۴۶	من کان فقیرا فلیا کل بالمعروف	۶	۲	۷۸۳
۴۷	من یطع الرسول فقد اطاع اللہ	۸۰	۱	۷۳
۴۸	واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا	۱۱۵	۲	۷۳۸
۴۹	ولا تفکروا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما	۲۹	۱	۷۶
۵۰	ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منکم	۸۳	۲	۷۳۳
۵۱	ومن یحس اللہ ورسولہ یصل حدوده یدخلہ ناراً	۱۳	۲	۷۲۹

٤٨	وَلَا حُكْمَ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ يَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ	٥٨	٢	٤٢٥
٤٩	وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ	١٠	٧	٤٣٢
٥٠	يُنَبِّئُهَا الَّذِينَ آمَنُوا بِالطُّهْرِ وَالْأَقْبَرِ الرَّسُولَ	٥٩	٢	٤٢٩
٥١	بِوَصِيكَ اللَّهِ فِي إِزْلَاقِكُمْ	١	٢	٤٩١
٥٢	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٣	١	٤٤٣
٥٣	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٣٥	١	٦٨
٥٤	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٣٥	٢	٤٨٨
٥٥	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٨٨	٢	٤٨٤
٥٦	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٣٥	١	٦٣
٥٧	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ			٦٨
٥٨	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ			١٣٤
٥٩	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٦	١	١٢
٦٠	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ			٣٥
٦١	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٣٥	٢	٤٨٤
٦٢	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ			٤٨٤
٦٣	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ			٤٨٩
٦٤	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٢٩	٢	٤٩١
٦٥	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٩	١	٢٧
٦٦	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	١٥١	١	٦٥
٦٧	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٧	٢	٦٥
٦٨	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٣٣	٢	٤٨٩
٦٩	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	١٥٨	٢	٤٤٩
٧٠	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٩٩	١	٧
٧١	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٨١	٢	٤٩٤
٧٢	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٧٩	١	٤٩
٧٣	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ	٧٩	١	٤٩
٧٤	لِيُؤْخَذَ مِنْكُمْ دِينُكُمْ وَأُتِمَّتْ عَلَيْكُمْ			٤٩

۷۹	ما کان لنبی ان یكون له اسرى	۶۷	۱	۷۰
۸۰	التوبہ خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم	۱۰۳	۱	۷۹
۸۱	عفا اللہ عنک لم اذنت لہم حتی یتبین	۳۴	۱	۷۹
۸۲	فان تاہبوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ	۱۱	۱	۷۹
۸۳	والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار	۱۰۰	۲	۷۸۵
۸۴	واللذین یتکزون الذهب والفضۃ	۳۳	۲	۷۲۳
۸۵	یونس فاجمعوا امرکم وشركاءکم	۷۱	۲	۷۳۷
۸۶	ہود قالوا یسعیب ما نفقہ کثیرا	۹۱	۱	۶
۸۷	یوسف انا انزلناہ قرانا عربیا	۲	۲	۷۲۵
۸۸	وقطعن یدیہن	۳۱	۱	۶۳
۸۹	ولمن جاء بہ حمل بعیر وانا بہ زعیم	۸۲	۲	۷۸۹
۹۰	ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابرہیم حنیفا	۱۲۳	۲	۷۸۷
۹۱	النحل لحما طریفا	۱۳	۲	۷۸۱
۹۲	واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم	۷	۱	۱۶
۹۳	ومن ثمرات النخیل والا عناب	۶۷	۱	۶۳
۹۴	الاسراء لنسبح لہ السموات السبع والارض	۳۴	۱	۷
۹۵	ولا تقریبا الزلی	۳۴	۱	۶۷
۹۶			۱	۶۸
۹۷	وان من شیء الا یسبح بحمدہ	۳۳	۱	۶
۹۸	واحل لکم ماوراء ذلکم		۲	۷۲۶
۹۹	خذ واحلل عقدۃ من لسانی یلقیہوا قولی	۲۸، ۲۷	۱	۷
۱۰۰	واقم الصلوۃ لذکری	۱۳	۲	۷۸۷
۱۰۱	الحج وما جعل علیکم فی الدین من حرج	۷۸	۱	۶۳
۱۰۲	التورہ لیس علیکم ولا علیہم جناح بعد من طوافون	۵۸	۲	۷۲۹
۱۰۳	الشعراء وانہ لفی ذبر اولین	۱۹۶	۲	۷۲۵
۱۰۴	لقمان هذا خلق اللہ	۱۱	۱	۹
۱۰۵	الاحزاب لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ	۲۱	۲	۷۳۲

۱۰۰	۱	۳۰	وما كان لعموم ولا مؤمنة اذا قضى الله	۱۰۰
۶۸	۱	۱۸	فاطر ولا تور وزرة وزرا اخرى	۱۰۱
۷۳۰	۲	۳۳	فلن تجد لسنة الله تبديلا	۱۰۲
۷۸۷	۲	۲۳	وطن دارودا انما كنهه فاستغفر ربه	۱۰۳
۷۸	۱	۱۳۰	انك ميت وانهم ميتون	۱۰۴
۱۵۰	۱	۶۵	لئن اشركت ليجعلن عملك	۱۰۵
۷۶۲	۲	۵۵	واهبوا احسن ما الزل اليكم	۱۰۶
۷۸۷	۲	۱۳	شورى شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا	۱۰۷
۷۸۸	۲			۱۰۸
۲۵۸	۱	۷۰	وما اختلافتم فيه من شيء فحكمه الى الله	۱۰۹
۷۷۳	۲	۱۳	جالوه وسحر لكم في السموات والارض	۱۱۰
۷۳۲	۲	۲	النعم وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى	۱۱۱
۷۸۶	۲	۲۸	والفجر ونبتهم ان الماء لمة بينهم	۱۱۲
۷۵۰	۲	۷	الحشر كى لا يكون دولة بين الاغنياء منكم	۱۱۳
۱۳۲	۱	۵۴	والرسل ولقى القريبى	۱۱۴
۷۳۳	۲	۷	وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم	۱۱۵
۹۰	۱			۱۱۶
۱۳۳	۱		الطلاقى والاولات الاحمال تحلن	۱۱۷
۱۳۰	۱	۱		۱۱۸
۱۵۰	۱		يايه النبى فا طلقن النساء	۱۱۹
۲۳	۱	۱۳		۱۲۰
۷۶۹	۲	۳۶	الملك الا يعلم من خلق	۱۲۱
۷۶۳	۲	۱۰۵	القيامة ايحسب الانسان ان يترك شركى	۱۲۲
۷۶۳	۲	۱۰۵	العلق اقراء باسم ربك الذى خلق	۱۲۳

اشٹاپ (۲)

(INDEX-2)

فہرست احادیث مبارکہ

فهرست احادیث مبارکه

احادیث مبارک

جلد	صفحہ	موضوع
۱	۷۲	۱۔ اٹھلتی فی لیلة باردة فی غزوة ذات السلاسل لاشفت ان اغتسل
۲	۷۸۶	۲۔ اٹھلتی فی الغنم ولم تحل لا حد قبلی
۱	۸۷	۳۔ اقرأوا الحدیث بالشبهات
۱	۱۸۳	۴۔ اذا اجتهد الحاكم فأعطاه الله اجر
۱	۷۳	۵۔ اذا حکم الحاكم فاجتهد ثم اصاب لله اجران واذا حکم اجتهد ثم
۲	۷۳۶	۶۔ اذا ولع الکلب فی الماء احدثکم غلیضه سبعاً احداً هن بالتراب
۲	۷۳۷	۷۔ اذا لم یجمع الرجل الصوم من اللیل فلا یصم
۲	۷۸۹	۸۔ اعطیت حملاً لم یعطهن احد قبلی
۱	۶۰	۹۔ اعظم المسلمین فی المسلمین جرماً من سال عن شی
۱	۷۳	۱۰۔ اقص بالکتاب والسنة اذا وجدتهما فان لم تجد
۲	۷۳۸	۱۱۔
۱	۸۷	۱۲۔ اقطع ید غلامی هذا فانه سرق فقال له عمر : فاذا سرق
۲	۷۳۳	۱۳۔ الحمد لله الذی وفق رسول الله برحاه
۱	۷	۱۴۔ اللهم عاقمه الکتاب
۱	۷۹	۱۵۔ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا : لا اله الا الله
۱	۷۳	۱۶۔ الامر ینزل بنالیم ینزل فیہ قرآن ولم تمض فیہ منک سنة
۱	۷۴	۱۷۔ ان الناس لکم تبع وان رجلاً یاتوکم من الارض یتفقھون
۱	۶۷	۱۸۔ ان النبی ﷺ ابا بکر، عمر وعثمان كانوا یقطعون السارق
۲	۷۳۹	۱۹۔ ان امتی لا تجتمع علی الضلالة
۱	۸۲	۲۰۔ انتم اعلم بامور دیناکم
۲	۷۵۰	۲۱۔ انت ومالك لا یمیک
۱	۷۲	۲۲۔ ان رجلاً اتی النبی ﷺ فقال : یا رسول الله ولد لی غلام اسود
۱	۶۳	۲۳۔ ان عمر کان حرصاً علی تحريم الخمر لکان یقول اللهم
۱	۷۸	۲۴۔ ان عمر بن الخطاب خرج فی ركب فیهم عمرو بن العاص

- ۲۳۔ ان کذبہ علی لیس کذب علی احد من کذب علی متعددا ۴۳۶ ۴
- ۲۵۔ انما الاعمال بالنیات ۴۳۶ ۴
- ۲۶۔ انما الا بشر اذا امرتکم بشیء من دینکم فخلوہ ۸۲ ۱
- ۲۷۔ انه کان یقطع السارق من المفضل ۶۳ ۱
- ۲۸۔ انما لہیتکم من اجل الداخہ الی دقت علیکم ۴۵۰ ۴
- ۲۹۔ بعثنا رسول اللہ ﷺ الی الیمین ، فانہینا الی قوم قد بنو زبۃ ۴۵ ۱
- ۳۰۔ بکل شعرة حسنة ۴۸۶ ۴
- ۳۱۔ الثلث والثلث کثیر ۴۳۶ ۴
- ۳۲۔ حرم اللہ مکۃ لم یحل لاحد قبلہ ولا یحل لاحد بعدہ ۴۰ ۱
- ۳۳۔ خرج رجلان فی سفر ، فحضرۃ الصلاة وليس معہما ماء ۴۵ ۱
- ۳۴۔ خرجنا فی سفر فاصاب رجلا منا حجر فشحہ فی راسہ ۴۶ ۱
- ۳۵۔ سارید علی السبعین ۴۱۱ ۱
- ☆ ۴۱۲ ۱
- ۳۶۔ ستۃ ابیکم ابراہیم ۴۸۶ ۴
- ۳۷۔ صلوا کما رایتونی اصلی ۴۳۲ ۴
- ☆ ۴۳۵ ۴
- ۳۸۔ علیکم یستی وستۃ الخلفاء الراشدين المہدیین ۴۸۵ ۴
- ۳۹۔ لفقہ فی الدین ۴ ۱
- ۴۰۔ فاذا نسی احدکم صلوة او نام عنہا فلیصلہا اذا ذکرہا ۴۸۷ ۴
- ۴۱۔ القاتل لا یورث ۴۴۹ ۴
- ۴۲۔ قال ابی رجل النبی ﷺ فقال له ان اعنتی لذرت ان تحج والہا مانت ۴۱ ۱
- ۴۳۔ قلت دخلت ہند بنت عبہ امراۃ ابی سفیان علی رسول اللہ ﷺ ۴۸۳ ۴
- ۴۴۔ کل محدثہ بدعة وکل بدعة ضلالة ۴۳۰ ۴
- ۴۵۔ کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال التقضی ۴۲ ۱
- ۴۶۔ لا تنکح المرأة علی عمتہا ولا علی خالتہا ۴۳۶ ۴
- ۴۷۔ لا ضرر ولا ضرار ۴ ۱
- ☆ ۴۳۲ ۱

- ۴۳ | لا نکاح الا بولی
- ۷۴ | لا یصلین احد العصر الا لی بنی قریظہ
- ۷۸-۲ | ما اسکر کثیرہ لقلیلہ حرام
- ۷۸ | ما یجوز لی الا ذلن حیث یقبض
- ۶۱ | ما نهیتمکم عنه فا جتہوا وما موتکم بہ فتوا منه ما استطعتم
- ۱۱۶ | من احیا ارضا موتا
- ۷۷۹-۳ | من الکبائر شتم النرجل والمیہ قالوا یا رسول اللہ من
- ۷ | من یؤد اللہ بہ خیراً یفقهہ فی الدین
- ۷۳ | انزل اهل قریظہ علی حکم سعد معاذ فلارسل النبی ﷺ الی سعد
- ۶۵ | والله لا تجتمع بنت رسول اللہ ﷺ وبنت عدو اللہ مکالا واحدا ابدا
- ۷ | الناس مصون خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فتنوا
- ۷۸۹-۳ | وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعث الی الناس کافۃ
- ۷۱ | یا رسول اللہ ذهب اهل الذنور بالاجور ۱ یصلون کما نصلی
- ۶۵ | یا عنی لا یحل لاحد ان یجنب فی هذا المسجد غیری وغیرک
- ۷۸۰-۳ | ہدایا الامراء غلول
- ۷۲ | ہفت یوما لقبلتہ وانا صائم ، فاتیہا النبی ﷺ

اشاریہ (۳)

(INDEX - 3)

فہرست شخصیات

تاریخ وفات کی فرضی ترتیب کے لحاظ سے ان اہل بیتؑ کی کتب و احوال آراء کا اس مقالہ میں ذکر ہو رہا ہے۔ جن اہل بیتؑ کی تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی ان کی جگہ () قرار ہے۔

نمبر	تاریخ وفات	نام	تاریخ ولادت	جلد/صفحہ
۱	(۱۱۱ھ)	حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	()	۹۲-۶۰/۱
۲	(۱۱۳ھ)	حضرت ابوبکر صدیق	()	۸۰-۷۹/۱
۳	(۱۱۳ھ)	حضرت عمر فاروق	()	۸۲-۸۱/۱
۴				۸۵-۸۳
۵				۹۲-۸۹-۸۷
۶		حضرت عبداللہ بن مسعود	()	۹۲-۹۰-۸۹/۱
۷	(۱۴۰ھ)	حضرت علی	()	۹۲-۸۹/۱
۸		حضرت امین عباس	()	۹۱/۱
۹	(۱۰۱-۱۱۱ھ)	عمر بن عبدالعزیز	(۶۰ھ)	۹۵-۹۳/۱
۱۰	(۱۲۳ھ)	ابن شہاب الزہری	(۵۱ھ)	۹۵/۱
۱۱	(۱۲۸ھ)	ابن زبیر الحلی	(۷۳ھ)	۱۰۶/۱
۱۲	(۱۵۰ھ)	امام ابو حنیفہ	(۸۰ھ)	۱۰۶/۱
۱۳	(۱۵۸ھ)	زفر بن ابیہ	(۱۱۰ھ)	۱۱۰/۱
۱۴	(۱۷۹ھ)	امام مالک	(۹۳ھ)	۱۱۱/۱
۱۵	(۱۸۲ھ)	امام ابو یوسف	(۱۱۳ھ)	۱۱۵/۱
۱۶	(۱۸۹ھ)	محمد بن حسن البغوی	(۱۳۲ھ)	۱۱۸/۱
۱۷	(۱۹۱ھ)	عبد الرحمن بن قاسم	(۱۳۳ھ)	۱۱۸/۱
۱۸	(۱۹۷ھ)	عبد اللہ بن وحب	(۱۳۵ھ)	۱۱۸/۱
۱۹	(۲۰۰ھ)	ابو زبیر	()	۱۱۹/۱
۲۰	(۲۰۳ھ)	محمد بن یونس	(۱۵۰ھ)	۱۱۹/۱
۲۱	(۲۱۱ھ)	معتز بن منصور	()	۱۲۹/۱
۲۲	(۲۱۵ھ)	ابن سیدالہ	(۱۳۳ھ)	۱۲۹/۱

۱۳۶۰	(۱۳۶۰ھ)	بشریہ غرائب لکھنؤ دار الفکر	(۱۳۶۰ھ)	۳۳
۱۳۶۰	()	انسان صمدی	(۱۳۶۰ھ)	۳۴
۱۳۶۰	(۱۳۶۰ھ)	نظم معجزی	(۱۳۶۰ھ)	۳۵
۱۳۶۰	()	مہذب سلمہ اللغوی	(۱۳۶۰ھ)	۳۶
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۳۷
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۳۸
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۳۹
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۴۰
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۴۱
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۴۲
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۴۳
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۴۴
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۴۵
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۴۶
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۴۷
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۴۸
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۴۹
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۵۰
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۵۱
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۵۲
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۵۳
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۵۴
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۵۵
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۵۶
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۵۷
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۵۸
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۵۹
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۶۰
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۶۱
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۶۲
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۶۳
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۶۴
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۶۵
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۶۶
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۶۷
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۶۸
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۶۹
۱۳۶۰	()	انسان مکی و مصری	(۱۳۶۰ھ)	۷۰

۱۳۵/۱	(.....)	ابن محمد بن ابی النبی	(۵۳۵)	۷۷
۱۳۵/۱	(.....)	ابو حامد المرزوقی شافعی	(۵۳۵)	۷۸
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ قتالہ الکلبی شافعی	(۵۳۵)	۷۹
۱۳۵/۱	(.....)	ابو الطواغیت الشافعی	(۵۳۵)	۸۰
۱۳۵/۱	(.....)	ابراہیم ابن احمد ہمدانی	(۵۳۵)	۸۱
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یوسف ایسا مرقی	(۵۳۵)	۸۲
۱۳۵/۱	(.....)	ابو عبد اللہ اشیر ازی الشافعی	(۵۳۵)	۸۳
۱۳۵/۱	(.....)	ابو الحسن النعمانی المصطفیٰ	(۵۳۵)	۸۴
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ ابی بکر الشافعی	(۵۳۵)	۸۵
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر	(۵۳۵)	۸۶
۱۳۵/۱	(.....)	ابو صاحب بن سباز الشافعی	(۵۳۵)	۸۷
۱۳۵/۱	(.....)	ابو القاسم المصطفیٰ الشافعی	(۵۳۵)	۸۸
۱۳۵/۱	(.....)	ابن ابی زید القزاقی الشافعی	(۵۳۵)	۸۹
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر بن الشافعی الجرجری	(۵۳۵)	۹۰
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ القزاقی	(۵۳۵)	۹۱
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن سباز الشافعی	(۵۳۵)	۹۲
۱۳۵/۱	(.....)	ابن ابی یحییٰ بن سباز الشافعی	(۵۳۵)	۹۳
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر بن الشافعی	(۵۳۵)	۹۴
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر بن الشافعی	(۵۳۵)	۹۵
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر بن الشافعی	(۵۳۵)	۹۶
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر بن الشافعی	(۵۳۵)	۹۷
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر بن الشافعی	(۵۳۵)	۹۸
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر بن الشافعی	(۵۳۵)	۹۹
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر بن الشافعی	(۵۳۵)	۱۰۰
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر بن الشافعی	(۵۳۵)	۱۰۱
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر بن الشافعی	(۵۳۵)	۱۰۲
۱۳۵/۱	(.....)	ابو یحییٰ بن عمر بن الشافعی	(۵۳۵)	۱۰۳

۱۷۱/۱	(...)	احمد بن شاکر لفظان الشافعی	(۱۳۹۷ھ)	۱۰۰
۱۷۱/۱	(۱۳۶۸ھ)	احمد بن یحییٰ الشافعی	(۱۳۹۷ھ)	۱۰۱
۱۷۱/۱	(۱۳۵۹ھ)	قاضی القضاۃ عبد البر العنولی	(۱۳۹۷ھ)	۱۰۲
۱۷۲/۱	(...)	ابو یحییٰ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۰۳
۱۷۲/۱	(۱۳۳۵ھ)	قاضی ابو بکر احمد بن الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۰۴
۱۷۲/۱	(۱۳۶۲ھ)	قاضی میرزا ابو بکر احمد بن الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۰۵
۱۷۲/۱	(...)	حسین بن علی الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۰۶
۱۷۲/۱	(...)	ابو منصور الطالع بنی الدار	(۱۳۹۸ھ)	۱۰۷
۱۷۲/۱	(...)	ابن ماسن بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۰۸
۱۷۲/۱	(...)	ابو یحییٰ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۰۹
۱۷۲/۱	(...)	ابو الحسن بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۱۰
۱۸۱/۱	(۱۳۵۵ھ)	الشریف بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۱۱
۱۸۱/۱	(۱۳۵۱ھ)	حسین بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۱۲
۱۸۲/۱	(۱۳۵۸ھ)	ابن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۱۳
۱۸۲/۱	(...)	ابو یحییٰ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۱۴
۱۸۲/۱	(...)	ابو الولید بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۱۵
۱۸۲/۱	(...)	ابو یحییٰ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۱۶
۱۸۲/۱	(...)	ابو یحییٰ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۱۷
۱۸۲/۱	(۱۳۳۸ھ)	ابو یحییٰ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۱۸
۱۸۲/۱	(...)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۱۹
۱۸۲/۱	(۱۳۶۳ھ)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۲۰
۱۸۲/۱	(...)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۲۱
۱۸۲/۱	(۱۳۶۳ھ)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۲۲
۱۸۲/۱	(...)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۲۳
۱۸۲/۱	(۱۳۶۳ھ)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۲۴
۱۸۲/۱	(۱۳۶۳ھ)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۲۵
۱۸۲/۱	(۱۳۶۳ھ)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۲۶
۱۸۲/۱	(۱۳۶۳ھ)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۲۷
۱۸۲/۱	(۱۳۶۳ھ)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۲۸
۱۸۲/۱	(۱۳۶۳ھ)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۲۹
۱۸۲/۱	(...)	عبد اللہ بن عبد اللہ الشافعی	(۱۳۹۸ھ)	۱۳۰

۲۲۳/۱	(...)	علاء الدین السمرقندی شفی	(۵۵۳۰ھ)	۱۸۵
۲۲۳/۲	(۵۳۶۸ھ)	قاضی ابوبکر بن ابی بکر بن ابی بکر	(۵۵۳۳ھ)	۱۸۶
۲۲۳/۱	(...)	فخر الدین الرازی شافعی	(۵۵۳۳ھ)	۱۸۷
۲۲۵/۱	(...)	ابو الحسن بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۱۸۸
۲۲۵/۱	(۵۳۶۹ھ)	ابو القاسم شافعی	(۵۵۳۳ھ)	۱۸۹
۲۲۵/۱	(۵۳۸۳ھ)	ابو محمد بن عبد اللہ الشافعی	(۵۵۳۳ھ)	۱۹۰
۲۲۵/۱	(۵۳۸۸ھ)	علاء الدین ابوبکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۱۹۱
۲۲۵/۱	(۵۳۸۳ھ)	ابن ابی شیبہ	(۵۵۳۳ھ)	۱۹۲
۲۲۵/۱	(...)	ابو بکر الشافعی	(۵۵۳۳ھ)	۱۹۳
۲۲۵/۱	(...)	علاء الدین ابی بکر	(۵۵۳۳ھ)	۱۹۴
۲۲۵/۱	(...)	ابوبکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۱۹۵
۲۲۶/۱	(...)	ابن ابی بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۱۹۶
۲۲۶/۱	(...)	ابن ابی بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۱۹۷
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۱۹۸
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۱۹۹
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۰۰
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۰۱
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۰۲
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۰۳
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۰۴
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۰۵
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۰۶
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۰۷
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۰۸
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۰۹
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۱۰
۲۲۶/۱	(...)	ابو بکر بن علی	(۵۵۳۳ھ)	۲۱۱

۲۳۹	(۵۶۲۷)	محمد بن ابوبکر اکی	()	۲۷۸/۱
۲۴۰	(۵۶۳۰)	قاضی احمد بن شمس احمد بن شافعی	(۵۵۵۶)	۲۷۸/۱
۲۴۱	(۵۶۳۱)	سیف الدین الامام بن شافعی	(۵۵۵۱)	۲۷۸/۱
۲۴۲	(۵۶۳۳)	ابوبکر بن سق بن محمد الحنفی	(۵۵۷۹)	۲۷۸/۱
۲۴۳	(۵۶۳۵)	صدر الشریعہ ابوبکر بنی	()	۲۷۸/۱
۲۴۴	(۵۶۳۶)	سید بنی بن حسین بنی	()	۲۷۸/۱
۲۴۵	(۵۶۳۷)	امیر الخوارج شافعی	(۵۵۸۳)	۲۷۸/۱
۲۴۶	(۵۶۳۸)	یونس المرزبان اکی	()	۲۷۸/۱
۲۴۷	(۵۶۳۹)	جمال الدین الحنفی بنی	(۵۵۸۶)	۲۷۸/۱
۲۴۸	(۵۶۴۰)	ابو الحسن المقدسی شافعی	()	۲۷۸/۱
۲۴۹	(۵۶۴۱)	سید الامام بنی اکی	(۵۵۸۹)	۲۷۸/۱
۲۵۰	(۵۶۴۲)	امیر بنی وزیر بنی	()	۲۷۸/۱
۲۵۱	(۵۶۴۳)	ابن النصار شافعی	(۵۵۹۷)	۲۷۸/۱
۲۵۲	(۵۶۴۴)	حسام الدین الاحمد بنی	()	۲۷۸/۱
۲۵۳	(۵۶۴۵)	ابن الخیر اکی	(۵۵۹۰)	۲۷۸/۱
۲۵۴	(۵۶۴۶ و ۱۵۱)	ابن الخیر الامام بنی	()	۲۷۸/۱
۲۵۵	(۵۶۴۷)	عبد الحمید احمد بنی	(۵۶۰۶)	۲۷۸/۱
۲۵۶	(۵۶۴۸)	نقیب الشرف و قاضی المستر محمد بن حسین	()	۲۷۸/۱
۲۵۷	(۵۶۴۹)	لاریون شافعی	()	۲۷۸/۱
۲۵۸	(۵۶۵۰)	عبد الرحیم المرزبان بنی	()	۲۷۸/۱
۲۵۹	(۵۶۵۱)	عبد السلام بن حمید بنی	(۵۵۹۰)	۲۷۸/۱
۲۶۰	(۵۶۵۲)	شرف الدین ابو عبد اللہ امیر بنی	(۵۵۹۰)	۲۷۸/۱
۲۶۱	(۵۶۵۳)	قاضی تاج الدین الامام بنی	(۵۵۹۰)	۲۷۸/۱
۲۶۲	(۵۶۵۴)	حبیب الدین الامام بنی	()	۲۷۸/۱
۲۶۳	(۵۶۵۵)	امیر القری بنی	(۵۵۹۸)	۲۷۸/۱
۲۶۴	(۵۶۵۶)	امیر بن محمد امیر بنی	()	۲۷۸/۱
۲۶۵	(۵۶۵۷)	عبد الحمید بنی	(۵۵۹۸)	۲۷۸/۱
۲۶۶	(۵۶۵۸)	امیر بن محمد امیر بنی	()	۲۷۸/۱

۳۰۲/۱	()	عقار الفوتوحی خلیفہ	(۵۶۵۹)	۲۱۱
۳۰۳/۱	(۵۵۷۷)	غزالدین ابن امیر اعلام شہنشی	(۵۶۶۰)	۲۱۲
۳۰۳/۱	(۵۵۵۶)	ابن ناصر الخلیفہ	(۵۶۶۱)	۲۱۳
۳۰۳/۱	(۵۵۹۶)	شہاب الدین ابن شامہ شہنشی	(۵۶۶۵)	۲۱۴
۳۰۳/۱	()	علی بن محمد بن عمر خلیفہ	(۵۶۶۷)	۲۱۵
۳۰۳/۱	()	عبد الرحمن شہنشی	(۵۶۶۸)	۲۱۶
۳۰۳/۱	(۵۵۹۸)	عبد الرحمن شہنشی	(۵۶۶۹)	۲۱۷
۳۰۳/۱	(۵۶۱۰)	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۷۱)	۲۱۸
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۷۲)	۲۱۹
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۷۳)	۲۲۰
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۷۴)	۲۲۱
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۷۵)	۲۲۲
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۷۶)	۲۲۳
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۷۷)	۲۲۴
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۷۸)	۲۲۵
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۷۹)	۲۲۶
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۸۰)	۲۲۷
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۸۱)	۲۲۸
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۸۲)	۲۲۹
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۸۳)	۲۳۰
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۸۴)	۲۳۱
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۸۵)	۲۳۲
۳۰۳/۱	()	محمد بن محمد الخلیفہ	(۵۶۸۶)	۲۳۳

۲۲۲۰	()	ابن القیس شافعی	(۶۸۷ھ)	۲۹۴
۲۲۲۱	(۶۸۸ھ)	شیر لدین: اسدہانی	(۶۸۸ھ)	۲۹۵
۲۲۲۲	()	ابن حاتم اکل شافعی	(۶۸۹ھ)	۲۹۶
۲۲۲۳	(۶۸۳ھ)	المرکاب شافعی	(۶۹۰ھ)	۲۹۷
۲۲۲۴	()	داؤد بن داؤد: ابن طیس	(۶۹۰ھ)	۲۹۸
۲۲۲۵	(۶۹۷ھ)	داؤد بن داؤد: ابن شافعی	(۶۹۱ھ)	۲۹۹
۲۲۲۶	()	داؤد بن داؤد: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۰۰
۲۲۲۷	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۰۱
۲۲۲۸	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۰۲
۲۲۲۹	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۰۳
۲۲۳۰	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۰۴
۲۲۳۱	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۰۵
۲۲۳۲	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۰۶
۲۲۳۳	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۰۷
۲۲۳۴	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۰۸
۲۲۳۵	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۰۹
۲۲۳۶	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۱۰
۲۲۳۷	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۱۱
۲۲۳۸	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۱۲
۲۲۳۹	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۱۳
۲۲۴۰	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۱۴
۲۲۴۱	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۱۵
۲۲۴۲	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۱۶
۲۲۴۳	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۱۷
۲۲۴۴	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۱۸
۲۲۴۵	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۱۹
۲۲۴۶	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۲۰
۲۲۴۷	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۲۱
۲۲۴۸	()	ابن السمان: ابن شافعی	(۶۹۳ھ)	۳۲۲

۳۸۰/۱	(—)	ابو البقاء محمد بن ابی اسحاق شافعی	(۵۷۳۳)	۳۵۰
۳۸۰/۱	(۵۶۷۱)	شیخ ابی الدین الطرزی حنفی	(۵۷۳۳)	۳۵۱
۳۸۰/۱	(—)	تاج الدین ابراہیم شافعی	(۵۷۳۵)	۳۵۲
۳۸۰/۱	(—)	ابو عبد اللہ القاسمی مالکی	(۵۷۳۶)	۳۵۳
۳۸۰/۱	(—)	مصطفیٰ الدین ابی اسحاق شافعی	(۵۷۳۶)	۳۵۴
۳۸۰/۱	(۵۶۶۹)	ابو عبد اللہ نور	(۵۷۳۷)	۳۵۵
۳۸۱/۱	(—)	زین الدین بن المرسل	(۵۷۳۸)	۳۵۶
۳۸۱/۱	(۵۶۹۰ تقریباً)	صفی الدین بن ہند ادری حنفی	(۵۷۳۹)	۳۵۷
۳۸۱/۱	(۵۶۵۸)	اسماعیل بن خلیل حنفی	(۵۷۳۹)	۳۵۸
۳۸۲/۱	(—)	ابن خلیفہ حمید بن	(۵۷۳۹)	۳۵۹
۳۸۲/۱	(۵۶۶۲)	فخر الدین الطائفی طبری شافعی	(۵۷۳۹)	۳۶۰
۳۸۲/۱	(۵۶۶۲)	جمال الدین القراءہ شافعی	(۵۷۳۹)	۳۶۱
۳۸۲/۱	(۵۶۶۶)	اسماعیل بن خلیل شافعی	(۵۷۴۰)	۳۶۲
۳۸۲/۱	(—)	الدولی القاسمی مالکی	(۵۷۴۱)	۳۶۳
۳۸۲/۱	(—)	ابن جری الفریابی مالکی	(۵۷۴۱)	۳۶۴
۳۸۲/۱	(۵۶۹۳)	امیر ابی اسحاق حنفی	(۵۷۴۱)	۳۶۵
۳۸۲/۱	(—)	مشارع الحنفی حنفی	(۵۷۴۱)	۳۶۶
۳۸۲/۱	(—)	عبد اللہ بن علی الکاتبی الطرزی مالکی	(۵۷۴۱)	۳۶۷
۳۸۲/۱	(۵۶۶۹)	امیر ابی القاسمی مالکی	(۵۷۴۲)	۳۶۸
۳۸۲/۱	(۵۶۹۷ تقریباً)	نور الدین بن ابی اسحاق شافعی	(۵۷۴۳)	۳۶۹
۳۸۲/۱	(—)	تاج الدین ابن الترمذی حنفی	(۵۷۴۳)	۳۷۰
۳۸۵/۱	(—)	ابو عبد اللہ شافعی	(۵۷۴۵)	۳۷۱
۳۸۵/۱	(—)	علاء الدین بن القاسمی حنفی	(۵۷۴۶)	۳۷۲
۳۸۵/۱	(—)	فخر الدین ابی اسحاق شافعی	(۵۷۴۶)	۳۷۳
۳۸۵/۱	(—)	تاج الدین ابی اسحاق شافعی	(۵۷۴۶)	۳۷۴
۳۸۵/۱	(۵۶۶۷)	صمد الدین ابی اسحاق حنفی	(۵۷۴۷)	۳۷۵
۳۸۶/۱	(—)	قوام الدین ابی اسحاق حنفی	(۵۷۴۸)	۳۷۶
۳۸۶/۱	(۵۶۶۲)	نور الدین ابی اسحاق حنفی	(۵۷۴۹)	۳۷۷

۱۳۱۰	()	توہم الدین انکا کی جنگ	۱۳۱۰
۱۳۱۱	(۱۳۱۰ء)	شمس الدین لالا ہانی شمس	۱۳۱۱
۱۳۱۲	(۱۳۱۱ء)	جنگ میں مرزا لکھنوی کی	۱۳۱۲
۱۳۱۳	()	محمد بن محمد انور کوئی جنگ	۱۳۱۳
۱۳۱۴	(۱۳۱۳ء)	طی بن خان اور انور کوئی جنگ	۱۳۱۴
۱۳۱۵	(۱۳۱۴ء)	ابن تیمار لکھنوی جنگ	۱۳۱۵
۱۳۱۶	()	لاہور میں پیدا ہوا	۱۳۱۶
۱۳۱۷	()	نور الدین بن العباس جنگ	۱۳۱۷
۱۳۱۸	(۱۳۱۷ء)	ان کا تصحیح انیسویں جنگ	۱۳۱۸
۱۳۱۹	(۱۳۱۸ء)	نور الدین بن العباس جنگ	۱۳۱۹
۱۳۲۰	()	ابن حیدر شمس	۱۳۲۰
۱۳۲۱	(۱۳۲۰ء)	تقی الدین بن شمس	۱۳۲۱
۱۳۲۲	(۱۳۲۱ء)	عقیدہ الدین بن شمس	۱۳۲۲
۱۳۲۳	(۱۳۲۲ء)	محمد بن شمس	۱۳۲۳
۱۳۲۴	()	نور الدین بن شمس	۱۳۲۴
۱۳۲۵	(۱۳۲۴ء)	شہاب الدین بن شمس	۱۳۲۵
۱۳۲۶	()	محمد بن شمس	۱۳۲۶
۱۳۲۷	(۱۳۲۶ء)	محمد بن شمس	۱۳۲۷
۱۳۲۸	()	محمد بن شمس	۱۳۲۸
۱۳۲۹	()	محمد بن شمس	۱۳۲۹
۱۳۳۰	()	محمد بن شمس	۱۳۳۰
۱۳۳۱	()	محمد بن شمس	۱۳۳۱
۱۳۳۲	()	محمد بن شمس	۱۳۳۲
۱۳۳۳	()	محمد بن شمس	۱۳۳۳
۱۳۳۴	()	محمد بن شمس	۱۳۳۴
۱۳۳۵	()	محمد بن شمس	۱۳۳۵
۱۳۳۶	()	محمد بن شمس	۱۳۳۶
۱۳۳۷	()	محمد بن شمس	۱۳۳۷
۱۳۳۸	()	محمد بن شمس	۱۳۳۸
۱۳۳۹	()	محمد بن شمس	۱۳۳۹
۱۳۴۰	()	محمد بن شمس	۱۳۴۰
۱۳۴۱	()	محمد بن شمس	۱۳۴۱
۱۳۴۲	()	محمد بن شمس	۱۳۴۲
۱۳۴۳	()	محمد بن شمس	۱۳۴۳
۱۳۴۴	()	محمد بن شمس	۱۳۴۴
۱۳۴۵	()	محمد بن شمس	۱۳۴۵
۱۳۴۶	()	محمد بن شمس	۱۳۴۶
۱۳۴۷	()	محمد بن شمس	۱۳۴۷
۱۳۴۸	()	محمد بن شمس	۱۳۴۸
۱۳۴۹	()	محمد بن شمس	۱۳۴۹
۱۳۵۰	()	محمد بن شمس	۱۳۵۰

۳۹۸/۱	(—)	جلال الدین انکراانی حنفی	(۵۷۶۷)	۳۰۶
۳۹۹/۱	(۵۷۰۲)	احمد بن الہیب	(۵۷۶۹)	۳۰۷
۳۹۹/۱	(۵۷۱۲)	محمد بن عبداللہ اشعری حنفی	(۵۷۶۹)	۳۰۸
۳۹۹/۱	(—)	محمد بن احمد ابوالخیر رافضی	(۵۷۷۱)	۳۰۹
۳۹۹/۱	(—)	تاج الدین اسکی شافعی	(۵۷۷۱)	۳۱۰
۳۹۹/۱	(۵۷۲۷)	محمد الشریف انصاری مالکی	(۵۷۷۱)	۳۱۱
۴۰۶/۱	(۵۷۱۰)	محمد بن حسن المالکی مالکی	(۵۷۷۱)	۳۱۲
۴۰۸/۱	(—)	احمد بن قاضی الجیل حنفی	(۵۷۷۱)	۳۱۳
۴۰۸/۱	(۵۶۹۳)	عبدالرحیم الاستوی شافعی	(۵۷۷۲)	۳۱۴
۴۰۹/۱	(۵۷۰۳)	ابو حامد بہاء الدین اسکی	(۵۷۷۳)	۳۱۵
۴۱۵/۱	(۵۷۱۹)	عمر بن اسحاق القزوینی حنفی	(۵۷۷۳)	۳۱۶
۴۱۵/۱	(۵۷۰۳)	یحییٰ الروحانی مالکی	(۵۷۷۴)	۳۱۷
۴۱۶/۱	(—)	منصور الخوارزمی حنفی	(۵۷۷۵)	۳۱۸
۴۱۶/۱	(—)	عمر الدین البغدادی مالکی	(۵۷۷۶)	۳۱۹
۴۱۶/۱	(—)	عبداللہ السیسی البغدادی حنفی	(۵۷۷۶)	۳۲۰
۴۱۶/۱	(—)	لسان الدین انصاری مالکی	(۵۷۷۶)	۳۲۱
۴۱۷/۱	(۵۷۱۳)	السید ابوالحسن شافعی	(۵۷۷۶)	۳۲۲
۴۱۷/۱	(۵۷۱۷)	عبداللہ بن محمد بکر کار	(۵۷۷۶)	۳۲۳
۴۱۷/۱	(—)	لسان الدین ابن الخطیب	(۵۷۷۶)	۳۲۴
۴۱۷/۱	(۵۷۱۳)	احمد الاربدی شافعی	(۵۷۷۶)	۳۲۵
۴۱۷/۱	(—)	جمال الدین القزوینی حنفی	(۵۷۷۷)	۳۲۶
۴۱۷/۱	(—)	بہاء الدین اسکی شافعی	(۵۷۷۷)	۳۲۷
۴۱۸/۱	(—)	علی بن ابراہیم ابن الشاطر	(۵۷۷۷)	۳۲۸
۴۱۸/۱	(۵۷۰۳)	احمد الشارمساجی شافعی	(۵۷۷۷)	۳۲۹
۴۱۸/۱	(—)	محمد بن عثمان الرزعی	(۵۷۷۹)	۳۳۰
۴۱۸	(—)	احمد بن علی البلیسی حنفی	(۵۷۷۹)	۳۳۱
۴۱۸/۱	(—)	ضیاء القزوینی شافعی	(۵۷۸۰)	۳۳۲
۴۱۸/۱	(—)	ابن الحرانی المارونی حنفی	(۵۷۸۰)	۳۳۳
۴۱۹/۱	(۵۷۰۲)			

۳۲۴	(۵۷۸۰)	ابو جعفر الطوسی ہاشمی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۲۵	(۵۷۸۲)	ابن منصور مالہ شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۲۶	(۵۷۸۶)	اکمل اللہ بن عبد الباقی شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۲۷	(۵۷۸۶)	شمس مالہ بن ابی بکر مافی شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۲۸	(۵۷۸۷)	فضل اللہ الشافعی شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۲۹	(۵۷۸۸)	سراج المصلی شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۳۰	(۵۷۹۰)	ابراہیم بن ابی بکر ہاشمی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۳۱	(۵۷۹۱)	محمد بن عبد اللہ بن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۳۲	(۵۷۹۲)	محمد بن عبد اللہ بن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۳۳	(۵۷۹۳)	محمد بن عبد اللہ بن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۳۴	(۵۷۹۳)	خواریز شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۳۵	(۵۷۹۳)	جلال اللہ بن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۳۶	(۵۷۹۳)	چراغ اللہ بن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۳۷	(۵۷۹۳)	ابو جعفر بن ابی بکر ہاشمی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۳۸	(۵۷۹۳)	احمد بن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۳۹	(۵۷۹۳)	احمد بن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۴۰	(۵۷۹۳)	حافظ بن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۴۱	(۵۷۹۳)	احمد بن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۴۲	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۴۳	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۴۴	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۴۵	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۴۶	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۴۷	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۴۸	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۴۹	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۵۰	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۵۱	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۵۲	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۵۳	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۵۴	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۵۵	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۵۶	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۵۷	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۵۸	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۵۹	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۶۰	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)
۳۶۱	(۵۷۹۳)	ابن ابی بکر شافعی	۳۲۹/۱	(۵۷۷۷)

۳۶۵/۱	()	نصیف بن محمد الزمری شافعی	(۱۰۰۳ھ)	۳۶۲
۳۶۵/۱	(۵۷۳)	نور بن علی ابن الحنفی شافعی	(۱۰۰۳ھ)	۳۶۳
۳۶۵/۱	(۵۷۳)	سیراء بن ابی مائی	(۱۰۰۵ھ)	۳۶۴
۳۶۵/۱	(۵۷۳)	طیبة بن جبرائیل شافعی	(۱۰۰۶ھ)	۳۶۵
۳۶۶/۱	(۵۷۳)	محمد بن حسن بن طلحہ بن الحنفی مکی	(۱۰۰۸ھ)	۳۶۶
۳۶۶/۱	(۵۷۳)	محمد بن الحسن بن شافعی	(۱۰۰۸ھ)	۳۶۷
۳۶۶/۱	(۵۷۳)	ابن العباد الاصفہانی	(۱۰۰۸ھ)	۳۶۸
۳۶۶/۱	(۵۷۳)	عبد بن حسیب بن حنفی	(۱۰۰۸ھ)	۳۶۹
۳۶۶/۱	(۵۷۳)	شرف المصطفیٰ	(۱۰۰۹ھ)	۳۷۰
۳۶۸/۱	()	براد بن علی بن شافعی	(۱۰۰۹ھ)	۳۷۱
۳۶۸/۱	()	احمد بن محمد بن شافعی	(۱۰۱۰ھ)	۳۷۲
۳۶۸/۱	()	ابو العباس ابن طلیح بن الحنفی	(۱۰۱۰ھ)	۳۷۳
۳۶۸/۱	()	محمد بن عبد الرحمن بن شافعی	(۱۰۱۰ھ)	۳۷۴
۳۶۸/۱	()	محمد بن عثمان بن ابی مائی	(۱۰۱۰ھ)	۳۷۵
۳۶۸/۱	()	شرف بن محمد بن شافعی	(۱۰۱۰ھ)	۳۷۶
۳۶۸/۱	()	سید بن محمد بن شافعی	(۱۰۱۱ھ)	۳۷۷
۳۶۸/۱	()	سبحان بن عبد الوہاب بن شافعی	(۱۰۱۱ھ)	۳۷۸
۳۶۸/۱	()	جلال بن محمد بن شافعی	(۱۰۱۳ھ)	۳۷۹
۳۶۸/۱	(۵۷۳)	ابن اسحاق بن شافعی	(۱۰۱۳ھ)	۳۸۰
۳۷۰/۱	(۵۷۳)	سید شریف بن محمد بن شافعی	(۱۰۱۶ھ)	۳۸۱
۳۷۰/۱	(۵۷۳)	ابن عبد شافعی	(۱۰۱۹ھ)	۳۸۲
۳۷۰/۱	(۵۷۳)	عبد الوہاب بن محمد بن شافعی	(۱۰۲۰ھ)	۳۸۳
۳۷۰/۱	()	محمد بن علی بن شافعی	(۱۰۲۲ھ)	۳۸۴
۳۷۰/۱	(۵۷۳)	محمد بن علی بن شافعی	(۱۰۲۲ھ)	۳۸۵
۳۷۱/۱	(۵۷۳)	محمد بن علی بن شافعی	(۱۰۲۲ھ)	۳۸۶
۳۷۱/۱	()	محمد بن علی بن شافعی	(۱۰۲۳ھ)	۳۸۷
۳۷۱/۱	()	محمد بن علی بن شافعی	(۱۰۲۳ھ)	۳۸۸
۳۷۱/۱	(۵۷۳)	محمد بن علی بن شافعی	(۱۰۲۳ھ)	۳۸۹
۳۷۱/۱	(۵۷۳)	محمد بن علی بن شافعی	(۱۰۲۳ھ)	۳۹۰

۲۴۰	(۱۸۲۹ء)	ابن بکر غزالی، مکی	(۱۸۲۰ء)	۲۴۰
۲۴۱	(۱۸۳۱ء)	محمد بن عبدالرحیم ہالہ، مکی	(۱۸۲۳ء)	۲۴۱
۲۴۲	(۱۸۳۳ء)	محمد بن محمد جباری، مکی	(۱۸۲۵ء)	۲۴۲
۲۴۳	(۱۸۳۳ء)	ابو القاسم، مکی	(۱۸۲۵ء)	۲۴۳
۲۴۴	(۱۸۳۳ء)	احمد بن ابی، مکی	(۱۸۲۵ء)	۲۴۴
۲۴۵	(۱۸۳۸ء)	محمد بن عبد اللہ بن ابی، مکی	()	۲۴۵
۲۴۶	(۱۸۳۸ء)	احمد بن ابی، مکی	(۱۸۳۵ء)	۲۴۶
۲۴۷	(۱۸۳۸ء)	محمد بن ابی، مکی	()	۲۴۷
۲۴۸	(۱۸۳۱ء)	علاء الدین، مکی	(۱۸۲۵ء)	۲۴۸
۲۴۹	(۱۸۳۲ء)	محمد بن ابی، مکی	(۱۸۳۶ء)	۲۴۹
۲۵۰	(۱۸۳۳ء)	محمد بن ابی، مکی	()	۲۵۰
۲۵۱	(۱۸۳۳ء)	احمد بن ابی، مکی	(۱۸۳۳ء)	۲۵۱
۲۵۲	(۱۸۳۳ء)	احمد بن ابی، مکی	()	۲۵۲
۲۵۳	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	(۱۸۳۲ء)	۲۵۳
۲۵۴	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۵۴
۲۵۵	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	(۱۸۳۳ء)	۲۵۵
۲۵۶	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۵۶
۲۵۷	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۵۷
۲۵۸	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۵۸
۲۵۹	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۵۹
۲۶۰	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۶۰
۲۶۱	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۶۱
۲۶۲	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۶۲
۲۶۳	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۶۳
۲۶۴	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۶۴
۲۶۵	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۶۵
۲۶۶	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۶۶
۲۶۷	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۶۷
۲۶۸	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۶۸
۲۶۹	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۶۹
۲۷۰	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۷۰
۲۷۱	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۷۱
۲۷۲	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۷۲
۲۷۳	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۷۳
۲۷۴	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۷۴
۲۷۵	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۷۵
۲۷۶	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۷۶
۲۷۷	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۷۷
۲۷۸	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۷۸
۲۷۹	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۷۹
۲۸۰	(۱۸۳۳ء)	ابن ابی، مکی	()	۲۸۰

۵۱۸	(۵۸۵۹)	مولانا زاہد علی	()	۲۷۹/۱
۵۱۹	(۵۸۶۰)	علی بن یوسف الخزرجی شافعی	()	۲۷۹/۱
۵۲۰	(۵۸۶۱)	زین الدین ابن تیم	()	۲۷۹/۱
۵۲۱	(۵۸۶۲)	ابن ابیہام شافعی	(۵۸۶۰)	۲۷۹/۱
۵۲۲	(۵۸۶۳)	امرو بن اسحاق بن عیسیٰ ازلی	()	۲۷۹/۱
۵۲۳	(۵۸۶۴)	سیدنا الدین اکیلی شافعی	(۵۸۶۱)	۲۷۹/۱
۵۲۴	(۵۸۶۵)	ابو عبد اللہ بخاری	()	۲۷۹/۱
۵۲۵	(۵۸۶۶)	بدر الدین بن علی	()	۲۷۹/۱
۵۲۶	(۵۸۶۷)	ابو یوسف بن علی شافعی	(۵۸۶۸)	۲۷۹/۱
۵۲۷	(۵۸۶۸)	وجیہ الدین بن زبانی شافعی	(۵۸۶۹)	۲۷۹/۱
۵۲۸	(۵۸۶۹)	ابو النعمان شافعی	(۵۸۷۰)	۲۷۹/۱
۵۲۹	(۵۸۷۰)	محمد بن عبد الوہاب المقدسی شافعی	()	۲۷۹/۱
۵۳۰	(۵۸۷۱)	کمال الدین بن اسماعیل شافعی	()	۲۷۹/۱
۵۳۱	(۵۸۷۲)	عبد الشکور بن علی شافعی	()	۲۷۹/۱
۵۳۲	(۵۸۷۳)	ابو الحسن بن علی شافعی	()	۲۷۹/۱
۵۳۳	(۵۸۷۴)	ابو یوسف بن علی شافعی	()	۲۷۹/۱
۵۳۴	(۵۸۷۵)	عبد الرحمن بن عیسیٰ شافعی	(۵۸۷۶)	۲۷۹/۱
۵۳۵	(۵۸۷۶)	امرو بن ابیہام شافعی	(۵۸۷۷)	۲۷۹/۱
۵۳۶	(۵۸۷۸)	محمد بن عبد الوہاب شافعی	()	۲۷۹/۱
۵۳۷	(۵۸۷۹)	ابن قسطلانی شافعی	(۵۸۸۰)	۲۷۹/۱
۵۳۸	(۵۸۸۰)	ابن عبد الوہاب شافعی	()	۲۷۹/۱
۵۳۹	(۵۸۸۱)	عبد القادر الانصاری شافعی	(۵۸۸۲)	۲۷۹/۱
۵۴۰	(۵۸۸۳)	سیدنا الدین بن علی شافعی	(۵۸۸۴)	۲۷۹/۱
۵۴۱	(۵۸۸۴)	سیدنا الدین بن علی شافعی	()	۲۷۹/۱
۵۴۲	(۵۸۸۵)	ابو یوسف بن علی شافعی	(۵۸۸۶)	۲۷۹/۱
۵۴۳	(۵۸۸۷)	ابو یوسف بن علی شافعی	()	۲۷۹/۱
۵۴۴	(۵۸۸۸)	ابو یوسف بن علی شافعی	()	۲۷۹/۱
۵۴۵	(۵۸۸۹)	ابو یوسف بن علی شافعی	()	۲۷۹/۱

۴۹۳/۱	(...)	لایفسر دھرمین قراسوز خلی	(۱۸۸۵ء)	۵۳۱
۴۹۳/۱	(۱۸۰۱ء)	عبد العلیف بن عبد العزیز ابن فرعون	(۱۸۸۵ء)	۵۳۲
۴۹۳/۱	(۱۸۰۹ء)	ابراہیم قطائی شافعی	(۱۸۸۵ء)	۵۳۸
۴۹۳/۱	(۱۸۳۰ء)	حسن چلی بن محمد الفنادی خلی	(۱۸۸۶ء)	۵۳۹
۴۹۵/۱	(...)	دھرمین دھرمین الخلیلی خلی	(۱۸۸۶ء تقریباً)	۵۴۰
۴۹۵/۱	(...)	سلیمان الہاشمی خلی شافعی	(۱۸۸۶ء)	۵۴۱
۴۹۵/۱	(...)	محمد بن ابوبکر المشہدی شافعی	(۱۸۸۹ء)	۵۴۲
۴۹۵/۱	(...)	محمد بن قلیش البصری شافعی	(۱۸۸۹ء)	۵۴۳
۴۹۶/۱	(۱۸۳۳ء)	ابن قادیان شافعی	(۱۸۸۹ء)	۵۴۴
۴۹۶/۱	(...)	شرف الدین البصری شافعی	(۱۸۹۰ء تقریباً)	۵۴۵
۴۹۶/۱	(...)	حسن الساموسی خلی	(۱۸۹۱ء)	۵۴۶
۴۹۶/۱	(...)	عبد اللہ الدہلوی	(۱۸۹۱ء)	۵۴۷
۴۹۷/۱	(...)	محمد بن خباب الدہلوی	(۱۸۹۲ء)	۵۴۸
۴۹۷/۱	(۱۸۱۳ء)	احمد بن احمدا ککوری خلی	(۱۸۹۳ء)	۵۴۹
۴۹۷/۱	(۱۸۳۷ء)	احمد بطوطی شافعی	(۱۸۹۳ء)	۵۵۰
۴۹۷/۱	(۱۸۳۷ء)	عبد الرحمن ابن البصری خلی	(۱۸۹۳ء)	۵۵۱
۴۹۸/۱	(...)	ابن خلیفہ الغزالی شافعی	(۱۸۹۳ء)	۵۵۲
۴۹۸/۱	(...)	الترکی الخلیلی مالکی	(۱۸۹۳ء)	۵۵۳
۴۹۸/۱	(...)	ابو زید الادبلی	(۱۸۹۵ء)	۵۵۴
۴۹۸/۱	(...)	جامع الدین ابن زبیر	(۱۸۹۵ء)	۵۵۵
۴۹۸/۱	(...)	شان الدین ابن بکان خلی	(۱۸۹۵ء)	۵۵۶
۴۹۸/۱	(...)	احمد بن عبد الرحمن طوطی البصری مالکی	(۱۸۹۸ء)	۵۵۷
۴۹۸/۱	(...)	ابو العباس احمد بن زکریا	(۱۸۹۹ء)	۵۵۸
۴۹۹/۱	(...)	یوسف بن حسین الککری خلی	(۱۸۹۹ء)	۵۵۹
۴۹۹/۱	(۱۸۶۵ء)	عزالدین المہادی خلی بصری	(۱۹۰۰ء)	۵۶۰
۴۹۹/۱	(...)	حسن بن علی البصری	(نویں صدی ہجری)	۵۶۱
۵۱۳/۱	(...)	خلیفہ زبیر خلی	(۱۹۰۱ء)	۵۶۲
۵۱۳/۱	(...)	مولانا زبیر الخلیلی خلی	(۱۹۰۱ء)	۵۶۳

۵۷۳۔	(۱۹۰۱ء)	فتن محمد شاہی	(۱۸۳۰ء)
۵۷۵۔	(۱۹۰۱ء)	ابو نعیم بن محمد الزبائی شافعی	()
۵۷۶۔	(۱۹۰۱ء)	مصیح الدین شافعی حنفی	()
۵۷۷۔	(۱۹۰۲ء)	رواق القلاوی ماسکی	()
۵۷۸۔	(۱۹۰۳ء)	سید ولد بن اشیر ازلی حنفی	(۱۸۲۸ء)
۵۷۹۔	(۱۹۰۵ء)	یزالعیالی المقتدی شافعی	(۱۸۲۶ء)
۵۸۰۔	(۱۹۰۵ء)	احمد بن طغیر فی شافعی	(۱۸۲۹ء)
۵۸۱۔	(۱۹۰۵ء)	خادم المازیزی شافعی	(۱۸۲۸ء)
۵۸۲۔	(۱۹۰۶ء)	محمد بن علی اند بن ماسکی شافعی	(۱۸۳۳ء)
۵۸۳۔	(۱۹۰۶ء)	عبد سف بن حسین کرماتی شافعی	()
۵۸۳۔	(۱۹۰۷ء)	اسد شہرادی	()
۵۸۵۔	(۱۹۰۷ء)	الدولی شافعی	(۱۸۳۰ء)
۵۹۱۔	(۱۹۰۸ء)	سید (مید) اش بن فضل حنفی	()
۵۸۷۔	(۱۹۱۰ء)	جمال الدین السیوطی شافعی	(۱۸۳۹ء)
۵۸۸۔	(۱۹۱۱ء)	الیہ رجبہ حنفی	()
۵۹۹۔	(۱۹۱۱ء)	محمد بن مصعب الدین الیالی کسوی	()
۵۹۰۔	(۱۹۱۲ء)	حنیسان الخیر بن ماسکی	(۱۸۳۹ء)
۵۹۱۔	(۱۹۱۳ء)	ابو نعیم الخوسری زیدی	(۱۸۳۳ء)
۵۹۲۔	(۱۹۱۶ء)	علاء الدین البخاری شافعی	()
۵۹۳۔	(۱۹۱۶ء)	احمد امرووی عقیقہ فاسد	()
۵۹۳۔	(۱۹۱۶ء)	عبد ویران المقتدی حنفی	(۱۸۵۱ء)
۵۹۵۔	(۱۹۲۲ء)	قوہ مدین شیرازی حنفی	()
۵۹۶۔	(۱۹۲۳ء)	ابن ابی شریف المقتدی شافعی	(۱۸۳۹ء)
۵۹۷۔	(۱۹۲۳ء)	الدرداء الخوسری سنلی	()
۵۹۸۔	(۱۹۲۵ء)	عبد اللہ کثیر و حسن می شافعی	()
۵۹۹۔	(۱۹۲۶ء)	شیخ الاسلام زکریا القادری خاوری شافعی	(۱۸۳۶ء)
۶۰۰۔	(۱۹۲۶ء)	یدال الدین معوی ماسکی	()
۶۰۱۔	(۱۹۲۶ء)	محمد بن محمد انور دلی حنفی	()

۵۲۱/۱	(...)	حکیم شاہ القزوی حنفی	(۱۹۷۷ء)	۶۰۲
۵۲۱/۱	(...)	احمد القزوی بامش	(۱۹۷۸ء)	۶۰۳
۵۲۱/۱	(۱۸۳۹ء)	الیاس سروقی	(۱۹۳۹ء)	۶۰۴
۵۲۱/۱	(۱۸۶۲ء)	حسن الانصار المولیٰ الحسنی الہی	(۱۹۲۹ء)	۶۰۵
۵۲۱/۱	(...)	عبدالعلی زبیر مہدی حنفی	(۱۹۳۲ء)	۶۰۶
۵۲۱/۱	(...)	ید اللہ بن حسن احمادی امامی	(۱۹۳۳ء)	۶۰۷
۵۲۲/۱	(...)	ابن کمال پاشا	(۱۹۳۰ء)	۶۰۸
۵۲۲/۱	(...)	محمد بن ابراہیم الفتاویٰ مائلی	(۱۹۳۲ء)	۶۰۹
۵۲۲/۱	(...)	امیر القری	(۱۹۳۳ء)	۶۱۰
۵۲۲/۱	(...)	عبدالرحیم شیخ زاد وانی	(۱۹۳۳ء)	۶۱۱
۵۲۲/۱	(۱۸۶۳ء)	عبدالرحمن بن علی پاشا	(۱۹۳۲ء)	۶۱۲
۵۲۲/۱	(...)	حبیب اللہ میرزا چکن شیرازی شافعی	(۱۹۳۳ء)	۶۱۳
۵۲۲/۱	(۱۸۷۳ء)	ابراہیم الاخرانی	(۱۹۳۵ء)	۶۱۴
۵۲۲/۱	(...)	حسین اللہ ربی	(۱۹۵۰ء)	۶۱۵
۵۲۵/۱	(...)	علی بن محمد ابوری شافعی	(۱۹۵۲ء)	۶۱۶
۵۲۵/۱	(۱۹۰۲ء)	محمد بن محمد الخطیب ہانگی	(۱۹۵۳ء)	۶۱۷
۵۲۵/۱	(۱۹۰۰ء)	نعمانی بن محمد ابوالخیری شافعی	(۱۹۵۵ء)	۶۱۸
۵۲۵/۱	(...)	شہاب الدین میرہ شافعی	(۱۹۵۶ء)	۶۱۹
۵۲۵/۱	(...)	ابراہیم محمد بن العلی حنفی	(۱۹۵۶ء)	۶۲۰
۵۲۵/۱	(...)	بہران الہی زیدی	(۱۹۵۷ء)	۶۲۱
۵۲۵/۱	(...)	امداد علی شافعی	(۱۹۵۷ء)	۶۲۲
۵۲۶/۱	(۱۸۷۳ء)	ابو سعید اللطافی مائلی	(۱۹۵۸ء)	۶۲۳
۵۲۶/۱	(...)	ابوبکر علی الدین المقدس شافعی	(۱۹۶۰ء)	۶۲۴
۵۲۶/۱	(...)	توحید رحم حنفی	(۱۹۶۱ء)	۶۲۵
۵۲۶/۱	(...)	حسین الامیر پادری حنفی	(۱۹۶۱ء)	۶۲۶
۵۲۶/۱	(...)	معتضی بن شعیب سروزی حنفی	(۱۹۶۲ء)	۶۲۷
۵۲۶/۱	(...)	عبدالعزیز المکذی ہانگی	(۱۹۶۳ء)	۶۲۸
۵۲۷/۱	(۱۹۰۱ء)	زمین الدین العالی اشیدی مائلی	(۱۹۶۶ء)	۶۲۹

۵۴۸/۱	(۹۷۷ھ)	عزیز زادہ حنفی	(۱۰۳۰ھ)	- ۶۸۶
۵۴۸/۱	(—)	ابراہیم بن ابراہیم اللہستانی مالکی	(۱۰۳۱ھ)	- ۶۸۷
۵۴۸/۱	(۹۶۳ھ)	احمد العنسی الانصاری حنفی	(۱۰۳۳ھ)	- ۶۸۸
۵۴۹/۱	(—)	صلاح بن احمد الموبد الزیدی	(۱۰۳۸ھ)	- ۶۸۹
۵۴۹/۱	(۹۹۹ھ)	الحسین البیسی الزیدی	(۱۰۵۰ھ)	- ۶۹۰
۵۵۰/۱	(—)	ابوالعباس الدلائی	(۱۰۵۱ھ)	- ۶۹۱
۵۵۰/۱	(—)	عبدالعظیم الرومی	(۱۰۵۱ھ)	- ۶۹۲
۵۵۰/۱	(—)	محمد بن عبدالعظیم المورونی حنفی	(۱۰۵۲ھ)	- ۶۹۳
۵۵۱/۱	(—)	سید عبدالرحمن البجائی	(۱۰۵۳ھ)	- ۶۹۴
۵۵۱/۱	(—)	محمد بن علی الواردی حنفی	(۱۰۵۵ھ)	- ۶۹۵
۵۵۱/۱	(—)	ابن القیوب المحلی حنفی	(۱۰۵۶ھ)	- ۶۹۶
۵۵۱/۱	(—)	ابوالحسن السجستانی	(۱۰۵۷ھ)	- ۶۹۷
۵۵۱/۱	(۹۹۶ھ)	ابن طعان الصمدی شافعی	(۱۰۵۷ھ)	- ۶۹۸
۵۵۱/۱	(—)	محمد بن علی الحرفوشی الطبری	(۱۰۵۹ھ)	- ۶۹۹
۵۵۲/۱	(—)	یاسین بن زین الدین العیسی شافعی	(۱۰۶۱ھ)	- ۷۰۰
۵۵۲/۱	(—)	احمد بن یحییٰ الصعدی زیدی	(۱۰۶۱ھ)	- ۷۰۱
۵۵۲/۱	(—)	محمد بن الخبیب البیرونی شافعی	(۱۰۶۳ھ)	- ۷۰۲
۵۵۲/۱	(۱۰۰۱ھ)	حسین خلیقہ امامی	(۱۰۶۴ھ)	- ۷۰۳
۵۵۲/۱	(—)	جوادی الکلمی	(۱۰۶۵ھ)	- ۷۰۴
۵۵۳/۱	(۹۸۸ھ)	عبدالحکیم سیالکوٹی حنفی	(۱۰۶۷ھ)	- ۷۰۵
۵۵۳/۱	(—)	احمد القلیوبی شافعی	(۱۰۶۹ھ)	- ۷۰۶
۵۵۳/۱	(۹۹۳ھ)	الشریفاؤی حنفی	(۱۰۶۹ھ)	- ۷۰۷
۵۵۳/۱	(—)	عبدالسلام الدیوبی	(۱۰۶۹ھ)	- ۷۰۸
۵۵۳/۱	(۱۰۱۵ھ)	سید صلاح الدین بن احمد الشریف بختی	(۱۰۷۰ھ)	- ۷۰۹
۵۵۳/۱	(—)	نوح بن مصطفیٰ القولوی حنفی	(۱۰۷۰ھ تقریباً)	- ۷۱۰
۵۵۳/۱	(—)	عبدالبر الاجموری شافعی	(۱۰۷۰ھ)	- ۷۱۱
۵۵۳/۱	(—)	عبدالجواد بن شعیب التتائی شافعی	(۱۰۷۳ھ)	- ۷۱۲
۵۵۳/۱	(۹۹۷ھ)	بادشاہ بن احمد حنفی	(۱۰۷۷ھ)	- ۷۱۳

۵۵۳/۱	(...)	ابن جلال البیہقی	(۱۰۷۹ء)	۷۱۱
۵۵۵/۱	(۱۰۳۳ء)	محمد بن ابی سید الخضر العسقلانی	(۱۰۷۹ء)	۷۱۲
۵۵۵/۱	(...)	محمد بن حسین بن النعمان	(۱۰۷۹ء)	۷۱۳
۵۵۵/۱	(...)	عبد اللہ بن سوئی مفتی	(۱۰۸۰ء)	۷۱۴
۵۵۵/۱	(۱۰۲۹ء)	یزید بن اندین المرعشی	(۱۰۸۱ء)	۷۱۵
۵۵۵/۱	(...)	عبد مہدیک ابن ہانی حنفی	(۱۰۸۲ء)	۷۱۶
۵۵۶/۱	(...)	محمد بن عبد اللہ السوہلی حنفی	(۱۰۸۴ء)	۷۱۷
۵۵۶/۱	(...)	ابراہیم بن حریہ الضعیفی زیدی	(۱۰۸۳ء)	۷۱۸
۵۵۶/۱	(...)	عبد المرشد بن یحییٰ حنفی	(۱۰۸۳ء)	۷۱۹
۵۵۶/۱	(...)	حسن بن جلال السنوی	(۱۰۸۳ء)	۷۲۰
۵۵۶/۱	(...)	عبد القادر بن سمری حنفی	(۱۰۹۵ء)	۷۲۱
۵۵۶/۱	(...)	طرح العزیزی شافعی	(۱۰۸۵ء)	۷۲۲
۵۵۶/۱	(۱۰۹۸ء)	علی بن علی الشیرازی شافعی	(۱۰۸۷ء)	۷۲۳
۵۵۷/۱	(۱۰۲۵ء)	یزید بن عبد اللہ بن الحاکم حنفی	(۱۰۸۸ء)	۷۲۴
۵۵۸/۱	(...)	عبد الخیر بن علی حنفی	(۱۰۸۸ء)	۷۲۵
۵۵۸/۱	(۱۰۰۱ء)	شمس القزوی نراقی	(۱۰۸۹ء)	۷۲۶
۵۵۹/۱	(۱۰۲۱ء)	ابراہیم بن عبد اللہ بن مالکی	(۱۰۸۹ء)	۷۲۷
۵۵۹/۱	(...)	محمد بن قرین بن محمد السمری زیدی شافعی	(۱۰۹۰ء)	۷۲۸
۵۵۹/۱	(...)	فیضی الکاشفی شافعی	(۱۰۹۱ء)	۷۲۹
۵۵۹/۱	(...)	احمد بن سلیمان بن کبرانی	(۱۰۹۲ء)	۷۳۰
۵۵۹/۱	(۱۰۳۷ء)	محمد بن محمد الخاسی بن موسیٰ	(۱۰۹۳ء)	۷۳۱
۵۵۹/۱	(۱۰۴۰ء)	یزید بن الخاسی	(۱۰۹۶ء)	۷۳۲
۵۵۹/۱	(۱۰۱۸ء)	محمد بن حسن الکواکبی حنفی	(۱۰۹۸ء)	۷۳۳
۵۵۹/۱	(...)	حامد آفریدی	(۱۰۹۸ء)	۷۳۴
۵۶۰/۱	(...)	حامد بن مصطفیٰ القزوی حنفی	(۱۰۹۸ء)	۷۳۵
۵۶۰/۱	(...)	احمد بن محمود النجفی حنفی	(۱۰۹۸ء)	۷۳۶
۵۶۰/۱	(۱۰۲۳ء)	ابراہیم بن یحییٰ حنفی	(۱۰۹۹ء)	۷۳۷
۵۶۰/۱	(...)	حضر بن محمد الامامی حنفی	(۱۱۰۰ء)	۷۳۸

۵۲۱/۱	(—)	ابن عبدالمہادی شافعی	(۱۱۰۰ء)	۷۳۲
۵۲۱/۱	(—)	محمد طاہر الشیخ ازہی شیعہ	(۱۱۰۰ء تقریباً)	۷۳۳
۵۲۱/۱	(—)	قرح اللہ الخویری شیعہ	(۱۱۰۰ء تقریباً)	۷۳۳
۵۴۰/۱	(—)	سید حسن بن الطہر الجرموزی زیدی	(۱۱۰۱ء)	۷۳۵
۵۴۰/۱	(—)	عثمان بن السید فتح اللہ الشیخی	(۱۱۰۲ء)	۷۳۶
۵۴۰/۱	(—)	حسن الیوسی مائگی	(۱۱۰۲ء)	۷۳۷
۵۴۰/۱	(—)	سیمان بن عبد اللہ الازمیری حنفی	(۱۱۰۲ء)	۷۳۸
۵۴۱/۱	(—)	احمد بن عبد اللہ اعلیٰ حبلی	(۱۱۰۸ء ولادت بعد)	۷۳۹
۵۴۱/۱	(—)	صالح المصطفیٰ الزیدی	(۱۱۰۸ء)	۷۵۰
۵۴۱/۱	(—)	مصطفیٰ ابن یوسف المستناری حنفی	(۱۱۱۰ء)	۷۵۱
۵۴۱/۱	(—)	حسن بن یحییٰ سیان السیفانی	(۱۱۱۰ء)	۷۵۲
۵۴۲/۱	(۱۰۶۳ء)	محمد الطیب بن محمد مائگی	(۱۱۱۳ء)	۷۵۳
۵۴۲/۱	(۱۰۶۳ء)	حسن بن حسین الصنعائی	(۱۱۱۳ء)	۷۵۳
۵۴۲/۱	(—)	احمد بن محمد الدمیاطی التہاشافی	(۱۱۱۷ء)	۷۵۵
۵۴۲/۱	(—)	محمد بن احمد الطرسوی حنفی	(۱۱۱۷ء)	۷۵۶
۵۴۲/۱	(—)	محبت اللہ بہاری حنفی	(۱۱۱۹ء)	۷۵۷
۵۴۳/۱	(—)	ابن زکواہ القاسمی مائگی	(۱۱۲۰ء)	۷۵۸
۵۴۳/۱	(—)	صالح بن احمد الانصاری زیدی	(۱۱۲۱ء)	۷۵۹
۵۴۳/۱	(—)	سیمان بن عبد اللہ البحرانی امامی	(۱۱۲۱ء)	۷۶۰
۵۴۳/۱	(—)	(قرہ) فیل حسن رومی حنفی	(۱۱۲۳ء)	۷۶۱
۵۴۳/۱	(—)	بقال الدین کجراتی	(۱۱۲۳ء)	۷۶۲
۵۴۳/۱	(۱۰۸۸ء)	احمد بن محمد الکواکبی حنفی	(۱۱۲۳ء)	۷۶۳
۵۴۳/۱	(—)	محمد بن عبد القادر طنجائی شیعہ	(۱۱۲۳ء)	۷۶۴
۵۴۳/۱	(—)	محمد بن حسین التوائساری شیعہ	(۱۱۲۵ء)	۷۶۵
۵۴۵/۱	(—)	احمد بن محمد الولائی	(۱۱۲۸ء)	۷۶۶
۵۴۵/۱	(۱۰۳۷ء)	خا جیون حنفی	(۱۱۳۰ء)	۷۶۷
۵۴۵/۱	(—)	امان اللہ بناری حنفی	(۱۱۳۳ء)	۷۶۸
۵۴۵/۱	(۱۰۸۵ء)	فیل بن خا حسین الاسعدی شافعی	(۱۱۳۳ء)	۷۶۹

۵۷۶/۱	(۱۰۶۲ھ)	محمد بن تاج الدین الفاضل ہندی نامی	—	—	۷۷۰
۵۷۶/۱	(.....)	محمد بن عبدالہادی سندھی خٹکی	—	—	۷۷۱
۵۷۶/۱	(۱۰۴۷ھ)	الیزس بن ابراہیم انکروی انکوری شافعی	—	—	۷۷۲
۵۷۶/۱	(۱۰۴۷ھ)	احمد بن زکریا خوجہ خٹکی	—	—	۷۷۳
۵۷۶/۱	(..)	عبدالرحمن بن احمد بصری خٹکی	—	—	۷۷۴
۵۷۷/۱	(۱۰۵۰ھ)	عبدالغنی النابکی خٹکی	—	—	۷۷۵
۵۷۷/۱	(..)	محمد بن احمد بن زکریا خٹکی	—	—	۷۷۶
۵۷۷/۱	(۱۰۷۳ھ)	محمد بن یحییٰ کلانی خٹکی	—	—	۷۷۷
۵۷۷/۱	(۱۰۹۰ھ)	احمد بن مبارک السجستانی نامی	—	—	۷۷۸
۵۷۷/۱	(۱۰۶۳ھ)	نور الدین احمد بن محمد ہندی خٹکی	—	—	۷۷۹
۵۷۷/۱	(.....)	احمد بن احمد اجمادی نامی	—	—	۷۸۰
۵۷۸/۱	(۱۰۷۷ھ)	احمد بن اسحاق الزماری	—	—	۷۸۱
۵۷۸/۱	(..)	احمد اللہ شمس	—	—	۷۸۲
۵۷۸/۱	(...)	احمد بن محمد القزازی بادی خٹکی	—	—	۷۸۳
۵۷۸/۱	(۱۱۱۰ھ)	اسمعیل بن محمد مصطفائی زیدی	—	—	۷۸۴
۵۷۹/۱	(..)	احمد بن مصطفیٰ اللہ بادی خٹکی	—	—	۷۸۵
۵۷۹/۱	(.....)	اسماعیل بن بشیم الجرجری	—	—	۷۸۶
۵۷۹/۲	(..)	عمر بن محمد القزازی	—	—	۷۸۷
۵۷۹/۲	(.....)	حسن بن علی الراشدی شافعی	—	—	۷۸۸
۵۷۹/۲	(۱۱۱۱ھ)	محمد بن یوسف الدیلمی موی خٹکی	—	—	۷۸۹
۵۸۰/۲	(۱۰۸۹ھ)	احمد بن یحییٰ السجستانی خٹکی	—	—	۷۹۰
۵۸۰/۲	(..)	احمد الامداد	—	—	۷۹۱
۵۸۰/۲	(۱۱۱۴ھ)	شادوی ابو شادوی خٹکی	—	—	۷۹۲
۵۸۰/۲	(.....)	عمر بن مصطفیٰ اللہ بادی خٹکی	—	—	۷۹۳
۵۸۱/۲	(۱۰۹۹ھ)	محمد بن محمد البلیدی نامی	—	—	۷۹۴
۵۸۱/۲	(۱۱۱۵ھ)	رستم علی الغزالی	—	—	۷۹۵
۵۸۱/۲	(.....)	ابو ایلوم الکھنوی خٹکی	—	—	۷۹۶
۵۸۱/۲	(..)	عبدالغفور الدیلمی شافعی	—	—	۷۹۷

۵۸۱/۲	()	ایرانیم الشرف قادری شافعی	(۱۸۸۵ء)	۸۹۸
۵۸۱/۲	()	قتیل انصیری شافعی	(۱۸۸۶ء)	۸۹۹
۵۸۲/۲	()	عبدالحق قرطبی حنفی	(۱۸۸۷ء)	۹۰۰
۵۸۲/۲	()	احمد بن محمد دارہ شافعی	(۱۸۸۸ء)	۹۰۱
۵۸۲/۲	(۱۸۸۸ء)	احمد بن عبد اللہ ابی حنیفہ	(۱۸۸۹ء)	۹۰۲
۵۸۲/۲	()	عبد اللہ بن محمد قادری حنفی	(۱۸۹۲ء)	۹۰۳
۵۸۲/۲	()	محمد بن محمد احمدی مالکی	(۱۸۹۳ء)	۹۰۴
۵۸۳/۲	(۱۸۹۳ء)	محمد بن یوسف الاسیری حنفی	(۱۸۹۴ء)	۹۰۵
۵۸۳/۲	(۱۸۹۵ء)	حسن بن علی والدین شافعی	(۱۸۹۵ء)	۹۰۶
۵۸۳/۲	()	اسامیل بن محمد اتقونی حنفی	(۱۸۹۵ء)	۹۰۷
۵۸۳/۲	()	عبد الرحمن بن جردن شافعی	(۱۸۹۸ء)	۹۰۸
۵۸۳/۲	()	مصطفیٰ بن یوسف الوطاری حنفی	(۱۸۹۹ء)	۹۰۹
۵۸۳/۲	()	علی بن صادق شافعی	(۱۹۰۰ء)	۹۱۰
۵۸۳/۲	()	سید مرتبین حسین یوزجی زرد والہ مالکی	(۱۹۰۰ء)	۹۱۱
۵۹۱/۲	()	فیض اللہ الداعی شافعی	(۱۹۰۲ء)	۹۱۲
۵۹۱/۲	()	سید ابراہیم انصاری حنفی	(۱۹۰۳ء)	۹۱۳
۵۹۱/۲	()	محمد باقر بن محمد اکملی السیہانی شافعی	(۱۹۰۸ء)	۹۱۴
۵۹۱/۲	(۱۹۱۲ء)	احمد بن یونس الحلیفی شافعی	(۱۹۰۹ء)	۹۱۵
۵۹۱/۲	(۱۹۱۳ء)	عبد اللہ بن محمد الانصاری حنفی	(۱۹۱۴ء)	۹۱۶
۵۹۱/۲	(۱۹۱۵ء)	سید محمد مہدی البروجردی شافعی	(۱۹۱۴ء)	۹۱۷
۵۹۱/۲	()	حسین بن علی الایوبی حنفی	(۱۹۱۳ء)	۹۱۸
۵۹۲/۲	()	اسامیل بن مصطفیٰ شافعی	(۱۹۱۳ء)	۹۱۹
۵۹۲/۲	()	احمد ابوسلمہ شافعی	(۱۹۱۵ء)	۹۲۰
۵۹۲/۲	(۱۹۱۸ء)	احمد بن محمد طحاوی مالکی	(۱۹۱۵ء)	۹۲۱
۵۹۲/۲	(۱۹۱۵ء)	محمد بن احمد الجوعری انصاری شافعی	(۱۹۱۵ء)	۹۲۲
۵۹۳/۱	(۱۹۱۳ء)	احمد بن سفیر بن علی رومی حنفی	(۱۹۱۷ء)	۹۲۳
۵۹۳/۱	(۱۹۱۶ء)	مسلم بن محمد اللہوی مالکی	(۱۹۱۸ء)	۹۲۴
۵۹۳/۱	()	عبد الحمید بن علی شافعی	(۱۹۲۰ء)	۹۲۵

۵۹۳/۱	(.....)	اسد اللہ الکلی شیشی	(۱۲۳۶ھ)	۸۲۱
۵۹۳/۱	(.....)	خلیل بن احمد القنوی خنقی	(۱۲۴۳ھ)	۸۱۷
۵۹۳/۱	(۱۱۳۲ھ)	عزراطوم عبدالعزیز خنقی	(۱۲۴۵ھ)	۸۱۵
۵۹۴/۱	(.....)	محمد قلی الکاشانی شیشی	(۱۲۴۶ھ ہجری)	۸۱۴
۵۹۵/۱	(۱۱۵۰ھ)	عبداللہ بن مجاز بن الشراقی شافعی	(۱۲۴۷ھ)	۸۱۴
۵۹۵/۱	(۱۱۵۶ھ)	جعفر بن جعفر بن الیمانی شیشی	(۱۲۴۷ھ)	۸۱۳
۵۹۵/۱	(...)	خلیل بن احمد خنقی	(۱۲۴۰ھ)	۸۱۲
۵۹۵/۱	(...)	علاء الدین یونس الشافعی خاکی	(۱۲۴۰ھ)	۸۱۲
۵۹۵/۱	(...)	محمد حسن بن محمد انقزوئی شیشی	(۱۲۴۰ھ تقریباً)	۸۱۲
۵۹۵/۱	(۱۱۷۵ھ)	محمد بن محمد الشافعی بانی	(۱۲۴۲ھ)	۸۱۲
۵۹۶/۱	(۱۱۵۰ھ)	اسحاق بن احمد الکلبی	(۱۲۳۲ھ)	۸۱۰
۵۹۶/۱	(...)	السید محمد بن مصطفی الطائی خنقی	(۱۲۳۳ھ)	۸۱۰
۵۹۶/۱	(۱۱۸۶ھ)	اسد اللہ الکلی علی امامی	(۱۲۳۳ھ ہجری)	۸۱۸
۵۹۶/۱	(۱۱۶۲ھ)	ولد علی نقوی شیشی	(۱۲۳۵ھ)	۸۱۶
۵۹۷/۱	(.....)	سید حسن الکلی شیشی	(۱۲۴۰ھ)	۸۱۶
۵۹۷/۱	(...)	حسن بن مصعب انقزوئی امامی	(۱۲۴۰ھ)	۸۱۶
۵۹۷/۱	(...)	اسحاق بن عبدالملک صفحہ الی لہی	(۱۲۴۰ھ تقریباً)	۸۱۶
۵۹۷/۱	(۱۱۶۶ھ)	احمد بن زین الدین الاحسانی امامی	(۱۲۴۱ھ)	۸۱۳
۵۹۷/۱	(۱۱۷۳ھ)	محمد بن عبدالصغی (الحنقی) الشافعی پوری شیشی	(۱۲۴۱ھ)	۸۱۳
۵۹۸/۱	(.....)	سید محمد بن علی انکر بانی امامی	(۱۲۴۲ھ)	۸۱۵
۵۹۸/۱	(۱۱۸۰ھ)	عثمان بن سند البصری	(۱۲۴۲ھ)	۸۱۶
۵۹۸/۱	(۱۱۹۱ھ)	احمد بن محمد باقر البصری امامی	(۱۲۴۳ھ)	۸۱۷
۵۹۸/۱	(۱۱۸۵ھ)	احمد بن محمد الشراقی امامی	(۱۲۴۵ھ)	۸۱۸
۵۹۹/۱	(۱۱۸۸ھ)	زین العابدین انقزانداری امامی	(۱۲۴۵ھ)	۸۱۹
۵۹۹/۱	(...)	عبدالحمید بن عبداللہ الرضی خنقی	(۱۲۴۷ھ)	۸۵۰
۵۹۹/۱	(۱۱۷۲ھ)	محمد بن علی الشوکانی	(۱۲۵۰ھ)	۸۵۱
۶۰۳/۱	(۱۱۹۰ھ)	حسن بن محمد طوطا رشافعی	(۱۲۵۰ھ)	۸۵۲
۶۰۳/۱	(...)	سید احمد بن اورلیس	(۱۲۵۱ھ)	۸۵۳

۸۵۴	۱۲۵۲ھ	احمد بن یوسف زبارة الصنعانی زیدی	(۱۱۶۶ھ)	۹۰۳/۲
۸۵۵	۱۲۵۲ھ	ابن عابدین	(۱۱۹۸ھ)	۹۰۳/۲
۸۵۶	۱۲۵۲ھ	امین اللہ بن احمد لکھنوی حنفی	(.....)	۹۰۳/۲
۸۵۷	۱۲۵۳ھ	محمد بن مصطفیٰ البرزنجی شافعی	(.....)	۹۰۵/۲
۸۵۸	۱۲۵۹ھ	خلیل بن العسین الاسعدی شافعی	(۱۱۶۷ھ)	۹۰۵/۲
۸۵۹	۱۲۶۰ھ (بندہ)	احمد بن بابا الشافعی مالکی	(.....)	۹۰۵/۲
۸۶۰	۱۲۶۱ھ	محمد حسین الطبرانی امامی	(.....)	۹۰۵/۲
۸۶۱	۱۲۶۲ھ	محمد ابراہیم بن محمد شیعی	(.....)	۹۰۵/۲
۸۶۲	۱۲۶۲ھ	حسن بن جعفر نجفی امامی	(.....)	۹۰۶/۲
۸۶۳	۱۲۶۳ھ	شیخ جعفر الاسرآبادی	(.....)	۹۰۶/۲
۸۶۴	۱۲۶۳ھ (تقریباً)	محمد بشیر الدین البیہقی القزوینی حنفی	(.....)	۹۰۶/۲
۸۶۵	۱۲۶۴ھ	ابراہیم بن محمد القزوینی امامی	(۱۲۱۳ھ)	۹۰۶/۲
۸۶۶	۱۲۶۵ھ	محمد بن السید صالح الفیضی التوقاوی حنفی	(.....)	۹۰۶/۲
۸۶۷	۱۲۶۵ھ	حبیب اللہ القندہاری	(۱۲۱۳ھ)	۹۰۶/۲
۸۶۸	۱۲۶۵ھ	ابراہیم بن محمد الاصغری امامی	(۱۱۸۰ھ)	۹۰۷/۲
۸۶۹	۱۲۶۷ھ	جعفر بن اسحاق املوی امامی	(۱۱۹۸ھ)	۹۰۷/۲
۸۷۰	۱۲۷۱ھ	مصطفیٰ بن عبداللہ الودینی	(.....)	۹۰۸/۲
۸۷۱	۱۲۷۱ھ	خادم احمد بن حیدر قرطبی حنفی	(.....)	۹۰۸/۲
۸۷۲	۱۲۷۱ھ	احمد بن محمد ابلاغی شیعی	(.....)	۹۰۸/۲
۸۷۳	۱۲۷۱ھ (بندہ)	احمد بن محمد البصری زیدی امامی	(.....)	۹۰۸/۲
۸۷۴	۱۲۷۱ھ	عبدالہادی السلجمناسی مالکی	(.....)	۹۰۸/۲
۸۷۵	۱۲۷۳ھ	حسن بن علی المدرس امامی	(۱۲۱۰ھ)	۹۰۹/۲
۸۷۶	۱۲۷۴ھ	حسن بن علی عمر الخطی شافعی	(۱۲۰۵ھ)	۹۰۹/۲
۸۷۷	۱۲۸۱ھ	مرقس بن محمد النجفی شیعی	(.....)	۹۰۹/۲
۸۷۸	۱۲۸۵ھ	محمد بن عبدالکلیم لکھنوی حنفی	(۱۲۳۹ھ)	۹۰۹/۲
۸۷۹	۱۲۸۶ھ	محمد بن علی التمیمی	(.....)	۹۰۹/۲
۸۸۰	۱۲۸۶ھ	السید محمد باقر القزوینی اشعی	(.....)	۹۰۹/۲
۸۸۱	۱۲۸۶ھ	سلیمان انقروآغا حنفی	(.....)	۹۱۰/۲

۶۱۰/۲	()	عبدالحکیم لکھنوی خفی	(۱۲۸۸ھ)	۸۸۱
۶۱۰/۲	(...)	حسین بن رضا الجرجانی افسی	(۱۲۹۱ھ)	۸۸۲
۶۱۰/۲	(۱۲۹۳ھ)	ملا محمد الشیخاوی ہاکی	(۱۲۹۳ھ)	۸۸۳
۶۱۰/۲	(۱۲۹۵ھ)	محمد البیدی بن الطالیب سودہ کل	(۱۲۹۵ھ)	۸۸۴
۶۱۰/۲	(...)	محمد بن میرزا الشکاکسی الشیخ	(۱۲۹۶ھ)	۸۸۵
۶۱۱/۲	(۱۲۹۷ھ)	بشیر الدین عثمانی	(۱۲۹۷ھ)	۸۸۶
۶۱۱/۲	(۱۲۵۳ھ)	الغفر بن سید بن القزویں اوی	(۱۲۹۸ھ)	۸۸۷
۶۱۱/۲	(۱۲۹۶ھ)	ابراہیم بن سیدہ بنہ شامی	(۱۲۹۹ھ)	۸۸۸
۶۱۱/۲	()	عبد الرحمن الشیخاوی انا لوی	(۱۳۰۰ھ)	۸۸۹
۶۱۱/۲	(۱۲۹۱ھ)	سنان بن زید بن احمد شامی	(۱۳۰۰ھ)	۸۹۰
۶۱۲/۲	()	محمد بن ابراہیم انکرانی	(۱۳۰۵ھ)	۸۹۱
۶۱۲/۲	(۱۲۹۳ھ)	امیر علی آصفی	(۱۳۰۵ھ)	۸۹۲
۶۲۰/۲	(۱۲۹۳ھ)	السید مبدی القزویں شعی الامی	(۱۳۰۱ھ)	۸۹۳
۶۲۰/۲	()	خلیس فوزی روئی	(۱۳۰۲ھ)	۸۹۴
۶۲۰/۲	()	جواد القصبی الشیخ	(۱۳۰۳ھ)	۸۹۵
۶۲۰/۲	(...)	عرب لکھنوی شعی الامی	(۱۳۰۳ھ)	۸۹۶
۶۲۰/۲	(۱۲۹۳ھ)	محمد عبدالحی قصور شعی	(۱۳۰۵ھ)	۸۹۷
۶۲۰/۲	(۱۲۹۴ھ)	اسید محمد القزویں شعی	(۱۳۰۵ھ)	۸۹۸
۶۲۱/۲	(۱۲۹۶ھ)	محمد جزو الشیخاوی	(۱۳۰۵ھ)	۹۰۰
۶۲۱/۲	()	احمد بن محمد فاکر شامی	(۱۳۰۵ھ)	۹۰۱
۶۲۱/۲	(۱۲۹۸ھ)	نواب سعد بن حسن خان	(۱۳۰۷ھ)	۹۰۲
۶۲۱/۲	(...)	ابن القمان یحیی	(۱۳۰۷ھ)	۹۰۳
۶۲۱/۲	(۱۲۹۳ھ)	حسب الدار شعی الامی	(۱۳۱۳ھ)	۹۰۴
۶۲۱/۲	(...)	احمد بن حسین القزویں شعی الامی	(۱۳۰۳ھ)	۹۰۵
۶۲۱/۲	(۱۲۹۴ھ)	عبد الرحمن شعی الامی	(۱۳۱۳ھ)	۹۰۶
۶۲۲/۲	(۱۲۹۵ھ)	ابو الحسن شعی الامی	(۱۳۱۳ھ)	۹۰۷
۶۲۲/۲	(۱۲۹۸ھ)	خیاہ ولد بن محمد حسین الشیخاوی	(۱۳۱۵ھ)	۹۰۸
۶۲۲/۲	(۱۲۵۱ھ)	احمد بن صالح الشیخاوی	(۱۳۱۵ھ)	۹۰۹

۹۱۰	(۱۳۱۶ھ)	جواد المولیٰ سلیمان	(.....)	۱۲۲/۲
۹۱۱	(۱۳۱۶ھ)	عبدالحق اعمری حنفی	(۱۲۳۳ھ)	۱۲۲/۲
۹۱۲	(۱۳۱۷ھ)	احمد محمد اللہ انصاری حنفی	(۱۲۳۵ھ)	۱۲۲/۲
۹۱۳	(۱۳۱۸ھ)	اسامیل المرندی شیعہ	(.....)	۱۲۲/۲
۹۱۴	(۱۳۱۹ھ)	حسن بن جعفر الاشقیانی امامی	(۱۲۳۸ھ)	۱۲۳/۲
۹۱۵	(۱۳۲۰ھ)	علی پاشا الشافعی ابن حسین	(.....)	۱۲۳/۲
۹۱۶	(۱۳۲۱ھ)	احمد المرینی بن سودو	(۱۲۴۱ھ)	۱۲۳/۲
۹۱۷	(۱۳۲۳ھ)	حسن بن عبد اللہ الماتانی امامی	(۱۲۳۸ھ)	۱۲۳/۲
۹۱۸	(۱۳۲۶ھ)	عبد الرحمن الشربینی شافعی	(.....)	۱۲۳/۲
۹۱۹	(۱۳۲۶ھ)	عبد الحکیم الافغانی حنفی	(۱۲۵۱ھ)	۱۲۳/۲
۹۲۰	(۱۳۲۸ھ)	ماء العبدین الشیخی مائگی	(.....)	۱۲۳/۲
۹۲۱	(۱۳۲۹ھ)	زکریا بن عبد اللہ مکی	(.....)	۱۲۳/۲
۹۲۲	(۱۳۲۹ھ)	الحاج محمد دینی رومی	(۱۲۶۲ھ)	۱۲۳/۲
۹۲۳	(۱۳۳۱ھ)	محمد عثمان التجار مائگی	(.....)	۱۲۳/۲
۹۲۴	(۱۳۳۲ھ)	ابو محمد السالمی الاباضی	(.....)	۱۲۳/۲
۹۲۵	(۱۳۳۲ھ)	احمد بک الحسینی شافعی	(۱۲۷۱ھ)	۱۲۳/۲
۹۲۶	(۱۳۳۲ھ)	جمال الدین القاسمی سنی	(۱۲۸۳ھ)	۱۲۴/۲
۹۲۷	(۱۳۳۳ھ)	احمد بن عبد الطیف شافعی	(۱۲۷۶ھ)	۱۲۴/۲
۹۲۸	(۱۳۳۳ھ)	عبد الحق بن محمد بلوی حنفی	(.....)	۱۲۵/۲
۹۲۹	(۱۳۳۵ھ)	عبد الحمید الخطیب شافعی	(.....)	۱۲۵/۲
۹۳۰	(۱۳۳۵ھ)	ابن الفیاض الکوردی	(۱۲۵۳ھ)	۱۲۵/۲
۹۳۱	(۱۳۳۶ھ)	ابوبکر اعطوی شافعی	(۱۲۶۲ھ)	۱۲۵/۲
۹۳۲	(۱۳۳۶ھ)	حسن الکا شافعی امامی	(.....)	۱۲۵/۲
۹۳۳	(۱۳۳۶ھ)	سالم بن عمر مائگی	(۱۲۳۳ھ)	۱۲۵/۲
۹۳۴	(۱۳۳۳ھ)	اسامیل بن محمد النجفی امامی	(۱۲۶۹ھ)	۱۲۵/۲
۹۳۵	(۱۳۳۳ھ بعدہ)	امین بن محمد السوید دمشقی	(.....)	۱۲۶/۲
۹۳۶	(۱۳۳۳ھ)	محمود محمد الباجوری	(۱۲۷۲ھ)	۱۲۶/۲
۹۳۷	(۱۳۳۶ھ)	شیخ محمد الخضری	(.....)	۱۲۶/۲

۶۲۶/۲	(—)	عبدالقادور بن بدوان حنبلی	(۱۳۳۶ھ)	۹۳۸
۶۲۶/۲	(۱۳۹۳ھ)	عباس بن محمد المذنبی شافعی	(۱۳۳۶ھ)	۹۳۹
۶۲۶/۲	(۱۲۹۳ھ)	علی النجار شافعی	(۱۳۵۱ھ)	۹۴۰
۶۲۶/۲	(۱۲۷۹ھ)	بکر افغانی حنفی	(۱۳۵۱ھ)	۹۴۱
۶۲۶/۲	(۱۲۹۱ھ)	عبدالله دواز	(۱۳۵۱ھ)	۹۴۲
۶۲۶/۲	(۱۲۶۹ھ)	صادق بن محمد القزاقی شافعی	(۱۳۵۱ھ)	۹۴۳
۶۲۶/۲	(۱۲۷۱ھ)	محمد نجیب المطہری	(۱۳۵۴ھ)	۹۴۴
۶۲۷/۲	(۱۲۷۳ھ)	حسین الثاقبی شافعی	(۱۳۵۵ھ)	۹۴۵
۶۲۷/۲	(۱۲۸۰ھ)	عبدالحفیظ بن حسن	(۱۳۵۶ھ)	۹۴۶
۶۲۷/۲	(۱۲۷۷ھ)	محمد حسین العدوی مالکی	(۱۳۵۶ھ)	۹۴۷
۶۲۷/۲	(—)	شیخ احمد الزرقانی	(۱۳۵۷ھ)	۹۴۸
۶۲۷/۲	(—)	حسن الاعلیاری امامی	(۱۳۵۸ھ)	۹۴۹
۶۲۷/۲	(۱۳۰۹ھ)	حسین الہمی	(۱۳۵۹ھ)	۹۵۰
۶۲۷/۲	(۱۲۸۲ھ)	خلیل الخالدی حنبلی	(۱۳۶۰ھ)	۹۵۱
۶۲۷/۲	(۱۲۹۸ھ)	ابن بن محمد حنبلی	(۱۳۶۲ھ)	۹۵۲
۶۲۷/۲	(۱۲۹۱ھ)	احمد الحسینی	(۱۳۶۲ھ)	۹۵۳
۶۲۷/۲	(—)	احمد ابو الفتح بک	(۱۳۶۵ھ)	۹۵۴
۶۲۸/۲	(—)	محمد ناصر حسین مالکی	(۱۳۶۳ھ)	۹۵۵
۶۲۸/۲	(۱۳۰۰ھ)	احمد مصطفی المرافی بک	(۱۳۷۱ھ)	۹۵۶
۶۲۸/۲	(۱۳۰۵ھ)	عبد الوہاب طراف بک	(۱۳۷۵ھ)	۹۵۷
۶۲۸/۲	(۱۳۰۷ھ)	عبد الرحمن بن ناصر حنبلی	(۱۳۷۶ھ)	۹۵۸
۶۲۸/۲	(۱۲۸۷ھ)	عبد الجلیل بن احمد	(۱۳۷۶ھ)	۹۵۹
۶۲۸/۲	(۱۳۳۲ھ)	عائذ بن احمد	(۱۳۷۷ھ)	۹۶۰
۶۲۸/۲	(—)	شیخ محمد امین الشافعی	(۱۳۹۳ھ)	۹۶۱
۶۲۸/۲	(۱۳۱۷ھ)	حسن المشاء امامی مالکی	(۱۳۹۹ھ)	۹۶۲
۶۲۹/۲	(۱۳۲۶ھ)	عبد الغنی المصری	(۱۴۰۳ھ)	۹۶۳

اشاریہ (۴)

(INDEX - 4)

فہرست مصادر الکتاب

فهرست مصادر الكتاب

قائمة

عنوان

نمبر

١	ابطال الاستحسان	١٢٥/١
٢	ابطال التقليد	١٢٦/١
٣	ابطال القياس	١٢٥، ١٢٦/١
٤	الابتناء في شرح المنهاج	٣٨١، ٣٨٢، ٣٨٣/١
٥	ارجاف الريطان بأسرار لفظ العجلان	٣٨٨/١
٦	الاثبات بقياس	٣٨٣، ٣٨٤/١
٧	الاجماع والاختلاف	٣٢٩/١
٨	اجاس في اصول الفقه	١٢٦/١
٩	اجوبه اعتراضات لابن الحاجب	٣٩٨، ٣٩٩/١
١٠	اجوبه على مسائل من المحصول	٣٤٣، ٣٤٤/١
١١	احسن الحواشي	١٣٤/١
١٢	احكام الفصول في احكام الاصول	١٨٩/١
١٣	الاحكام في اصول الاحكام	٣٢٦، ١٨٩/١
١٤	الاحكام في شرح غريب عمدة الاحكام	٣٢٩/١
١٥	لاحكام لاصول الاحكام	١٨٩/١
١٦	احياء علوم الدين	٣١١/١
١٧	اختصار احكام في الاصول	٣٨٤، ٣٩٠/١
١٨	اختلاف الفقهاء	١٤٥/١
١٩	الاختلاف اصول الفقه	١٨٠، ١٤٣/١
٢٠	اختلاف مالك	١٢٥/١
٢١	اداء الواجب في تصحيح ابن الحاجب	٣٤١، ٣٤٢/١
٢٢	اداء الشروع على انواء الفروق	٣٤٥، ٣٢٢/١
٢٣	ادراكات الوردات في الاصول	٥١٨/١

۲۳۔	الادلہ فی مسائل الخلاف	۱۷۳/۱
۲۵۔	ارجوزہ فی الاصول	۳۷۵/۱
۲۶۔	ارجوزہ نظم فیہا ورفات امام الحرمین	۲۰۱/۱
۲۷۔	ارشاد الطالب	۵۷۳، ۵۵۹/۲
۲۸۔	ارشاد الفحول	۲۰۰/۱
۲۹۔	ارشاد المہندین	۵۱۸/۲
۳۰۔	الارشاد فی اصول الفقہ	۳۸۳/۱
۳۱۔	اساس الاصول	۳۶۹/۱
۳۲۔	الاساس المتکفل بکشف الالتباس فی اصول	۵۳۵/۲
۳۳۔	اسرار التزیل و اسرار التاویل	۲۶۳، ۲۵۸/۱
۳۴۔	الاسرار فی الاصول والقروع	۱۷۲، ۱۷۵/۱
۳۵۔	اسئلہ اور دعاء القاضی محمود بن ابی بکر الارموی	
	علی المحصول للامام رازی	۳۰۸/۱
۳۶۔	الاشارات الہیۃ الی المباحث الاصولیہ	۳۷۳/۱
۳۷۔	الاشیاء والنظائر	۱۳۳/۱
		۵۲۷/۲
۳۸۔	الاشراف علی مسائل الخلاف	۱۷۳/۱
۳۹۔	اصول البزدری	۲۰۲/۱
۴۰۔	اصول السرخسی	۲۰۳/۱
۴۱۔	اصول الشاشی	۱۳۹، ۱۳۵/۱
۴۲۔	اصول الکفرخی	۱۳۰/۱
۴۳۔	اصول الفقہ	۱۷۳، ۱۳۳، ۱۱۸/۱
۴۴۔	اصول اللامشی	۲۲۲، ۲۲۲/۱
۴۵۔	الاصول فی الفقہ	۲۱۵، ۱۵۲/۱
۴۶۔	الاعجاز فی الاعتراض علی الادلۃ الشرعیہ	۳۱۸/۱
۴۷۔	الافادہ والتلخیص	۱۷۳/۱

۱۹	الفاضۃ الانوار	۳۹۶، ۳۹۸، ۳۹۷/۱
	-----	۵۵۷/۲
۲۰	الافہام الاصول الاحکام	۱۳۲/۱
۲۱	القیاس الانوار	۳۹۳، ۳۹۶/۱
۲۲	الاقتصاد والارشاد الی طریق الاجتہاد	۵۳۷/۲
۲۳	الاقطار فی اصول الفقہ	۲۲۵/۱
۲۴	اقلید الاصول	۲۲۲/۱
۲۵	الاقلیل فی التقلید	۵۳۶/۲
۲۶	القیہ فی الاصول	۲۱۷/۱
۲۷	العالی اجماع اہل المذنبہ	۱۷۰/۱
۲۸	الامام فی بیان ادلۃ الاحکام	۳۰۳/۱
۲۹	الامہاد فی اصول الفقہ	۳۷۱/۱
۳۰	انوار الافہام بسماح ما قبل فی دلالة العام	۵۷۷/۲
۳۱	الانتصار فی اصول الفقہ	۲۲۱/۱
۳۲	انوار الافکار فی تکملة اضافۃ الانوار	۳۹۷/۱
۳۳	انوار البدیعہ الی اسرار الشریعہ	۲۲۱/۱
۳۴	انوار البروق انوار الفروق	۳۲۲/۱
۳۵	انوار البروق فی تعقب مسائل القواعد والفروق فی الاصول	۳۷۳/۱
۳۶	انوار الحلی علی شرح المنار لابن الحلی	۳۹۷/۱
۳۷	الانوار الہادیہ	۵۵۲/۲
۳۸	الانوار فی الاصول	۳۹۷، ۳۹۸، ۱۷۶، ۱۷۵/۱
۳۹	اوائل الادلہ	۱۷۲/۱
۴۰	الاولیٰ	۲۱۸/۱
۴۱	الایات البیانات	۳۰۵/۱
۴۲	الایجاز الامع	۳۷۹، ۳۰۲/۱
۴۳	ایضاح القواعد لیاب فی الاصول الفقہ	۲۲۳/۱

۷۳۔	ایضاح المحصول من برہان الاصول	۲۲۲، ۱۹۹/۱
۷۴۔	ایضاح سبیل الوصول	۵۵۳/۲
۷۵۔	الایضاح والبیان فی العمل بالظن المعبر شرعاً بالقسۃ الصحیحہ والقرآن	۲۸۸/۱
۷۶۔	البحر المحیط	۳۲۸، ۱۸۱/۱
۷۷۔	ہدایۃ الحکا فی شرح اوائل المنار	۳۶۹/۱
۷۸۔	البدیع الطالع	۳۰۳، ۳۰۲/۱
		۳۸۲/۲
۷۹۔	یدیع النظام	۳۳۵/۱
۸۰۔	البدیع فی اصول الفقہ	۳۰۶/۱
۸۱۔	ہذل النظر فی الاصول	۲۲۵/۱
۸۲۔	البرق الامع	۳۰۵، ۳۹۳/۱
۸۳۔	البروق اللوامع	۳۶۶، ۳۰۱/۱
۸۴۔	البرہان	۲۲۳، ۱۹۳/۱
۸۵۔	البیض	۲۱۹، ۲۱۸/۱
۸۶۔	بغیۃ المحتاج	۳۱۱/۱
۸۷۔	بغیۃ الراغب	۳۷۹، ۲۸۳/۱
۸۸۔	بغیۃ السائل فی امہات المسائل فی الاصول	۳۷۳/۱
۸۹۔	بلوغ النہی فی شرح منہی السؤل والامل لابن حاجب	۲۷۹/۱
۹۰۔	بیان الاصول	۳۰۳/۱
۹۱۔	بیان الوصول	۳۹۲/۱
۹۲۔	بہجۃ الوصول	۳۹۸/۲
۹۳۔	بیان المختصر	۳۹۵، ۲۸۱/۱
۹۴۔	ناسیس النظر	۱۷۶، ۱۷۵/۱
۹۵۔	تبصرۃ الاسرار	۲۸۰، ۳۶۶/۱
۹۶۔	تلیغ الامل فی عدم جواز التقلید بعد العمل	۵۲۰/۲
۹۷۔	النیان	۳۷۹، ۳۶۷/۱

۱۰	التبيين	۳۹۲، ۳۷۷/۱
۱۱	التبصرة في اصول الفقه	۱۹۱/۱
۱۲	التحارير الملاحقات والتعار	۳۹۱/۱
۱۳		۵۳۶، ۵۳۳/۲
۱۴	تحرير المنقول في اصول الفقه	۳۹۳/۱
۱۵	التحرير لما في كتاب المتهاج من المنقول والمنقول	۳۲۹/۱
۱۶		۳۷۲/۲
۱۷	التحرير لما في متهاج الاصول	۳۳۲/۱
۱۸	التحرير في اصول الفقه	۳۷۹/۱
۱۹	التحوير في شرح اصول البيهقي	۳۹۰، ۳۸۳/۱
۲۰	التحصيل	۳۱۰، ۳۹۰، ۳۲۶، ۱۷۳/۱
۲۱	تحسين المأخذ	۲۰۹/۱
۲۲	تحفة النباه في اختلاف الفقهاء	۳۶۳/۱
۲۳	تحفة الراصل في شرح الحاصل	۳۸۰، ۳۹۱/۱
۲۴	تحفة الموصول الى علم الاصول	۳۹۱/۱
۲۵	التحفة في الاصول	۱۹۳/۱
۲۶	التحقيق	۳۷۹، ۳۷۷/۱
۲۷	تحقيق الاصل في علمي الاصول والجدل	۳۸۱/۱
۲۸	التحقيقات	۳۰۰/۱
۲۹		۳۹۱/۲
۳۰	تحقيق المرادني ان النهي يقتضي الفساد	۳۹۷/۱
۳۱	التحقيق والبيان	۱۹۹/۱
۳۲	تخريج الاحاديث من اصول البيهقي	۳۰۳/۱
۳۳	تخريج الفروع على الاصول	۳۰۱، ۳۹۹/۱
۳۴	تدقيق الموصول الى تحقيق الاصول	۳۳۰/۱
۳۵	تذكرة افعالم والطريق السالم في الاصول	۱۹۳/۱
۳۶	ترتيب المطالع	۱۷۳/۱

۱۲۲۔	ترقیہ فروع القرانی	۳۶۵/۱
۱۲۳۔	الترجیح	۳۳۷، ۳۸۹/۱
۱۲۴۔	التسهيل	۵۵۵/۲
۱۲۵۔	تسهيل الطرقات فی الورقات	۳۹۶، ۴۰۱/۱
۱۲۶۔	تسهيل الفصول فی علم الاصول	۲۸۱/۱
۱۲۷۔	تسهيل مرآة الوصول	۵۳۷، ۴۹۳/۲
۱۲۸۔	تشنیف المسامع	۴۶۶، ۴۳۸، ۴۰۱/۱
۱۲۹۔	التصريح بغوامض التلويح	۵۵۵/۲
۱۳۰۔	تصفح الادله فی اصول الفقه	۱۷۷/۱
۱۳۱۔	التعجير	۲۱۸/۱
۱۳۲۔	تعديل المراقبة و جلاء المرأة	۴۹۳/۱
۱۳۳۔	التعريف فی الاصلين والتصوف	۵۳۰/۲
۱۳۴۔	تعاليق علی کتاب المستصفی فی اصول الفقه	۴۷۵، ۴۱۷/۱
۱۳۵۔	تعاليق فی الاصول	۳۰۸/۱
۱۳۶۔	التعليقات علی المنتخب	۳۲۲/۱
۱۳۷۔	تعليقات علی کتاب المحصول للامام فخر الدين رازی	۴۰۲/۱
۱۳۸۔	تعليق الانوار	۳۶۷/۱
		۵۴۸/۲
۱۳۹۔	التعليق الحامی علی الحامی	۴۷۷/۱
۱۴۰۔	تعليق علی ابن الحاجب فی الاصول	۲۸۳/۱
۱۴۱۔	تعليقه علی اصول البزدوی	۴۲۷/۱
۱۴۲۔	تعليقه علی الحامی	۴۷۷/۱
۱۴۳۔	تعليقه علی المنتخب فی اصول المذاهب	۴۸۵/۱
۱۴۴۔	التعليق فی اصول الفقه	۴۰۶/۱
۱۴۵۔	تعليقه علی اصول البزدوی	۴۰۴/۱
۱۴۶۔	تعليقه علی التبيين	۴۸۵/۱
۱۴۷۔	تعليقه علی المحصل	۴۸۵، ۴۶۰/۱

۱۴۸۔	تعلیقہ علی المصنوع	۱۶۶/۱
۱۴۹۔	تعلیقہ علی شرح الآلوزنجانی	۱۶۸/۱
۱۵۰۔	تعلیقہ علی مختصر ابن الحاجب	۱۶۸/۱
		۱۵۵/۱
۱۵۱۔	تعلیقہ علی مقدمات التوضیح	۱۵۵/۱
۱۵۲۔	تعلیقہ فی اصول الفقہ	۱۶۳/۱
۱۵۳۔	تعلیم العامی فی تشریح الحسامی	۱۶۶/۱
۱۵۴۔	تغییر التصحیح	۱۶۶/۱
۱۵۵۔	الضمومات الاحمدیہ	۱۵۵/۱
۱۵۶۔	تفصیل الاجمال فی تعارض الاقوال والاجمال	۱۶۷/۱
۱۵۷۔	تفہیم الطالب مسائل اصول ابن الحاجب	۱۶۸/۱
۱۵۸۔	تقریب الوصول الی علم الاصول	۱۶۸/۱
۱۵۹۔	التقریب والارشاد فی ترویج طرق الاجتہاد	۱۶۸/۱
۱۶۰۔	التقریر	۱۶۸/۱
۱۶۱۔	تقریر الاستاد فی تفسیر الاجتہاد	۱۶۸/۱
۱۶۲۔	تقریر الاصول فی شرح التحریر	۱۶۸/۱
۱۶۳۔	تقریر القواعد و تحویر فوائد	۱۶۸/۱
۱۶۴۔	تقریر علی حاشیہ المہر جانی	۱۶۸/۱
		۱۵۵/۱
۱۶۵۔	التقریر والتجویر	۱۶۸/۱
۱۶۶۔	افصی الواجب فی الرد علی ابن الحاجب	۱۶۸/۱
۱۶۷۔	تقریر الادلة فی الاصول	۱۶۸/۱
۱۶۸۔	تقییدات علی الحاصل	۱۶۸/۱
۱۶۹۔	تقییدات فی الفقہ والاصول	۱۶۸/۱
۱۷۰۔	تقییدات مفیدہ علی تنقیح القرانی فی الاصول	۱۶۸/۱
۱۷۱۔	تنخیص الغرایب والارشاد فی اصول الفقہ	۱۶۸/۱
۱۷۲۔	تنخیص المعصّل	۱۶۸/۱

۱۷۳۔	تلخیص المحصول التہذیب الاصول	۲۶۸، ۲۶۷/۱
۱۷۴۔	التخصیص فی الفروع	۱۳۰/۱
۱۷۵۔	التلطف فی الوصول الی التعریف فی الاصول	۵۵۱/۲
۱۷۶۔	تلخیص العقول فی فروق النقول والاصول	۲۷۲/۱
۱۷۷۔	تلخیص الفہوم فی تنقیح صیغ العموم	۳۹۷/۱
۱۷۸۔	التلخیص فی الاصول	۲۲۵/۱
۱۷۹۔	التلویح فی کشف حقائق التقیح	۳۲۶، ۳۲۷/۱
۱۸۰۔	التمہید	۲۱۷، ۱۸۱، ۱۷۰/۱
۱۸۱۔	تمہید القواعد الاصولیہ	۵۳۳، ۵۲۷/۲
۱۸۲۔	التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول	۳۱۲/۱
۱۸۳۔	تنبیہ الفہوم علی مدارک العلوم فی الاصول	۳۷۵/۱
۱۸۴۔	السنیہ علی الاسباب الموجبة اختلاف الفقہاء فی الاصول	۳۲۰/۱
۱۸۵۔	السنیہ علی مبادئ التوجیہ	۲۲۱/۱
۱۸۶۔	التقیح	۳۸۶/۱
۱۸۷۔	تنقیح الراجع	۳۲۷/۱
۱۸۸۔	تنقیح الفصول	۳۲۲، ۳۲۶/۱
۱۸۹۔	تنقیح المحصول	۳۲۶/۱
۱۹۰۔	التقیح فی اختصار المحصول	۲۷۰/۱
۱۹۱۔	تنویر المنار	۳۶۹/۱
۱۹۲۔	تنویر الاصول	۵۳۱/۲
۱۹۳۔	تہذیب الفروق والقواعد السنیہ فی الاسرار الفقہیہ	۳۲۶/۱
۱۹۴۔	تہذیب الوصول	۲۷۶/۱
۱۹۵۔	تہذیب طرق الوصول الی علم الاصول	۳۶۸، ۳۷۵/۱
۱۹۶۔	التہذیب علی التہذیب	
۱۹۷۔	تہجیح عضون الاصول	۳۶۹/۱
		۵۶۰/۲

۵۳۱/۲	توسیع الاصول	۵۳۱/۲
۳۹۸، ۳۸۶، ۲۵۹/۱	التوضیح	۳۹۸، ۳۸۶، ۲۵۹/۱
۷۷۳/۱	توضیح الاقیه	۷۷۳/۱
۵۳۳، ۳۶۷/۲		۵۳۳، ۳۶۷/۲
۳۲۹/۱	توضیح المعهود والمجهول	۳۲۹/۱
۴۵۵، ۲۷۹/۱	توضیح المفعول و تحریر المفعول	۴۵۵، ۲۷۹/۱
۳۹۶/۱	التوضیح علی مختصر ابن الحاجب	۳۹۶/۱
۵۲۳/۲	قیر الوصول الی جامع الاصول	۵۲۳/۲
۳۳۰/۱	قیر الوصول الی محتاج الاصول	۳۳۰/۱
۵۳۶، ۳۶۸/۱	نواب الاقطار فی اوائل العنار	۵۳۶، ۳۶۸/۱
۵۱۶، ۴۰۳/۱	العنار الموانع	۵۱۶، ۴۰۳/۱
۲۹۸، ۳۶۶/۱	جامع الاسرار	۲۹۸، ۳۶۶/۱
۳۶۹/۲		۳۶۹/۲
۳۶۲/۱	جامع الاصول فی اصول الفقه	۳۶۲/۱
۲۰۰/۱	جامع المنقولات من فوائد الورقات	۲۰۰/۱
۵۳۶، ۵۳۳/۲		۵۳۶، ۵۳۳/۲
۵۷۷/۲	جزیل الموانع فی اختلاف المذاهب	۵۷۷/۲
۲۸۸/۱	جلد الاقیاس فی الرد علی نقیة القیاس	۲۸۸/۱
۳۲۹/۱	جلد صدر الشاب فی الاصول	۳۲۹/۱
۱۲۵/۱	جماع العلم	۱۲۵/۱
۴۰۰/۱	جمع الجوامع فی اصول الفقه	۴۰۰/۱
۱۳۹/۱	جمل الاصول الدلالة علی الفروع	۱۳۹/۱
۲۶۸/۱	جنة المناظر و جنة المناظر	۲۶۸/۱
۵۳۳/۲	جوامع الاعراب و جوامع الادب	۵۳۳/۲
۴۰۲/۱	جوامع الاعراب و جوامع الادب	۴۰۲/۱
۳۹۸، ۳۶۹/۱	جواهر الافکار	۳۹۸، ۳۶۹/۱
۴۰۶/۱	الجواهر الموانع	۴۰۶/۱

۲۲۲	جوہرۃ الاصول و تذکرۃ الفصول فی اصول الفقہ	۳۰۲/۱
۲۲۳	حاشیۃ الاصول و حاشیۃ الفصول	۳۸۹/۱
۲۲۴	حاشیۃ الحائلی	۳۹۳/۱
۲۲۵	حاشیۃ علی التاریخ	۵۹۵، ۵۱۶، ۵۱۵، ۳۹۶، ۳۹۵، ۳۷۰، ۳۷۰/۲
۲۲۶	حاشیۃ علی التوضیح	۵۳۶، ۵۳۳، ۵۳۲، ۵۲۶
۲۲۷	حاشیۃ علی الحسامی	۵۱۸، ۳۹۶، ۳۹۲/۲
۲۲۸	حاشیۃ علی حاشیۃ السعد	۲۷۷/۱
۲۲۹	حاشیۃ علی شرح الاستوی	۳۲۷، ۳۷۰/۱
۲۳۰	حاشیۃ علی شرح البصائر	۳۲۷، ۳۸۶/۱
۲۳۱	حاشیۃ علی شرح الزرقانی	۳۰۰/۱
۲۳۲	حاشیۃ علی شرح عبد اللطیف	۳۹۱/۱
۲۳۳	حاشیۃ علی شرح لایزالہ	۳۶۳/۱
۲۳۴	حاشیۃ علی شرح منہج السؤل	۳۹۸/۲
۲۳۵	حاشیۃ علی صدر الشریعہ	۵۳۰، ۵۲۷/۲
۲۳۶	حاشیۃ علی الفصول البدائع	۳۷۵/۱
۲۳۷	حاشیۃ علی مشکلات المستصفی	۳۸۷/۱
۲۳۸	الحاصل من المحصول	۳۹۱، ۳۹۰، ۳۶۵/۱
۲۳۹	الحاکم فی اصول الفقہ	۳۲۷/۱
۲۴۰	الحاوی فی اصول	۳۳۳/۱
۲۴۱	حجۃ الاسلام فی اصول الفقہ و الکلام	۵۶۱/۲
۲۴۲	حجۃ الظن	۵۵۶/۲
۲۴۳	حجۃ الظاہر	۵۵۶/۲
۲۴۴	حدائق الاصول	۵۲۲/۲
۲۴۵	المردہ الثانی فی الاصول	۱۶۱/۱

۲۲۶	حصر المسائل وقصر الدلائل فی شرح منظومة النسبی	۲۲۵/۱
۲۲۷	حقائق الاصول	۲۹۲/۱
۲۲۸	حل العقد والعقل	۲۲۵/۱
۲۲۹	حل عقد التحصیل	۲۲۹/۱
۲۳۰	خلاصہ التحقیق فی بیان التقلید والتلفیق	۵۷۷/۲
۲۳۱	خلاصہ الحواشی	۱۳۷/۱
۲۳۲	الخلاص بین الشیخین	۱۸۹/۱
۲۳۳	المخبر البدیعه فی اصول الشریعة	۵۷۶/۲
۲۳۴	دائرة الاصول	۵۳۲/۲
۲۳۵	المدرس	۱۷۳/۱
۲۳۶	الدور الفريد فی بیان حکم التقلید	۵۶۰/۲
۲۳۷	الدور اللوامع	۲۹۶/۱
		۵۲۷/۱۵۱۳۹۷/۲
۲۳۸	دلائل الاحکام	۲۲۷/۱۳۹/۱
۲۳۹	الذخیر الحریر	۵۷۷/۱۳۹/۲
۲۴۰	الذخیرہ فی اصول الفقہ	۱۳۵/۱۳۲/۱
۲۴۱	الذخیرہ فی الاصول	۱۸۱/۱
۲۴۲	المزاج فی علم الشرائع	۲۲۱/۱
۲۴۳	رد الجدل	۲۵۹/۲۵۷/۱
۲۴۴	الرد علی ابن دارم فی ابتلال القیاس	۱۳۲/۱
۲۴۵	الرد علی أهل القیاس	۱۵۳/۱
۲۴۶	رد علی کتاب المعانی	۲۰۵/۲۲۶/۱
۲۴۷	الرد ودور النقود	۵۲۲/۲
۲۴۸	رسالة إلى ابی محمد الجوهري	۱۸۷/۱
۲۴۹	رسالة فی امثلة المتعارضین فی اصول الفقہ	۲۸۸/۱
۲۵۰	رسالة فی اصول الفقہ	۲۷۷/۱۷۳/۱
۲۵۱	رسالة فی الحكم بالصحة والحكم بالموجب	۲۷۲/۱

- ٢٤٢ - رسالة في تحقيق الحنابلة والملاحدة والشافعية ٥٢٢/٢
- ٢٤٣ - رسالة في جوار التنقيح في التقليد ٥٥٣/٢
- ٢٤٤ - رفع الاشكال عمالي المختصر عن الاشكال ٣٣٢، ٣٣٣/١
- ٢٤٥ - رفع الحاجب عن المختصر ابن الحاجب ٣٩٩، ٣٩٥، ٣٨١/١
- ٢٤٦ - رفع الكلفة عن الاعوان في ذكر ما قسم فيه الفواس على الاستحسان ٣١٩/١
- ٢٤٧ - رفع لمخالف من كتاب المعالم ٦٦، ٣٢٠/١
- ٢٤٨ - رفع المعالم عن ائمة الاسلام ٢٤٤/١
- ٢٤٩ - الوقيع في شرح البديع ٢٨٠/١
- ٢٥٠ - رسالة في اصول الفقه ٣٠٣/١
- ٢٥١ - رموز الاحكام الشريعة من الخمسة التكليفية والوجوبية ٥٤٦/٢
- ٢٥٢ - الروح المعاني ٥٥٢/٢
- ٢٥٣ - الرشد في شرح الارشاد من الاصول ٥٤٦/٢
- ٢٥٤ - زبدة الاحكام ٣١٩/١
- ٢٥٥ - زبدة الاسرار ٣١٩، ٣٦٨/١
- ٢٥٦ - زبدة الافكار ٥٣٢، ٥٢٩/٢
- ٢٥٧ - زبدة الافكار ٣٤٢، ٣٢٩/١
- ٢٥٨ - زبدة الفصول في علم الاصول ٣٩٩/٢
- ٢٥٩ - الزبدة في الاصول ٥٣٦/٢
- ٢٦٠ - الزهور البهية في شرح الرسالة الاصول الفقهية ٥٤٤/٢
- ٢٦١ - زوال المانع ٣٠٦/١
- ٢٦٢ - زوال المانع ٣٤٦/٢
- ٢٦٣ - زيادات المختصر ١٤٩، ١٤٤/١
- ٢٦٤ - زين المختار ٣٦٤/١
- ٢٦٥ - ٢٤٤/٢

٢٩٢	صمد اللواتع	٢٢١/١
٢٩٣	منذ التريعة في تفصيل الشريعة	٢٢٤/١
٢٩٤	سراج العقول الى منهاج الاصول	٢٢٥/١
٢٩٥	سر النظر في علمي الاصول والجدل	٢٢٦/١
٢٩٦	السراج الوهاج	٢٢٥، ٢٢٦، ٢٢٨، ٢٢٩/١
٢٩٧	معدية في اصول الفقه	٢٢٣/١
٢٩٨	صفحة النجاة في الاصول	٥٤٨/٢
٢٩٩	سلاسل الذهب في الاصول	٢٢٦/١
٣٠٠	سلم الوصول الى نهاية السؤل	٢٢٨/١
٣٠١	سمعت الوصول الى علم لاصول	٢٢٩/١
٣٠٢	ماخذ لاصول	٥٢٥/٢
٣٠٣	ماخذ لشرائع في اصول الفقه	١٣٩/١
٣٠٤	ماخذ في الخلافات	٢٢٦/١
٣٠٥	مبادئ الوصول الى علم لاصول	٢٤٥/١
٣٠٦	التبع في شرح اللع	٢٢٩، ٢٣٠/١
٣٠٧	مجتبى في الاصول	٢٣٣/١
٣٠٨	المجرد في الاصول	٢٣١/١
٣٠٩	مجموع انقول لكلك الفاظ نبهة الاصول	٥٢٨/٢
٣١٠	مجموعات في المذهب والاصول	٢٢١/١
٣١١	مجموع علمي اصول لفقه	٢٢١/١
٣١٢	مجتبى الفتح	٢٣٥/١
٣١٣	المحجج في الاصول	٢٢٦/١
٣١٤	المحصل في اصول الفقه	٢٥٩، ٢٥٤/١
٣١٥	المحصل في علم اصول الفقه	٢٢٨، ٢٢٥، ٢٢٦، ٢٢٧، ٢٥٤/١
٣١٦	المحصل في اصول الفقه	٢٢٣/١
٣١٧	المحصل للرازي	٢٣٣/١

۳۱۵	المحقق من علم الاصول فيما يتعلق بالفعال الرسول - ۳۰۳/۱
۳۱۶	مختصر البرهان ۳۶۳/۱
۳۱۷	مختصر الروحانية ۳۷۳/۱
۳۱۸	مختصر الكبير ۳۷۳/۱
۳۱۹	مختصر الكفاية ۱۸۷/۱
۳۲۰	مختصر العدل والاتصال ۵۲۱/۲
۳۲۱	مختصر العدد ۱۸۷/۱
۳۲۲	مختصر المحصول ۲۶۰، ۳۷۳/۱
۳۲۳	مختصر المصنوع ۲۱۰، ۳۰۳، ۳۶۸/۱
۳۲۴	مختصر المستطلي ۲۸۷، ۳۳۲، ۳۳۱، ۳۳۹، ۳۱۷/۱
۳۲۵	مختصر المنتهى ۲۸۰/۱
۳۲۶	مختصر المناهج ۳۳۱/۱
۳۲۷	مختصر تقويم الادب ۲۱۷/۱
۳۲۸	مختصر للمعبر المفتاح ۵۵۹/۲
۳۲۹	مختصر لتقريب القرائن ۳۳۶/۱
۳۳۰	مختصر روضة المصالح في الاصول على طريقة ابن الحاجب ۲۷۰/۱
۳۳۱	مختصر لروفي القرائن ۳۳۶/۱
۳۳۲	مختصر في اصول الفقه ۳۱۹/۱
۳۳۳	مختصر في الاصول ۳۰۷/۱
۳۳۴	مختصر في اصول الفقه ۳۰۷، ۳۰۳/۱
۳۳۵	المختصر في اصول مذهب الشافعي ۱۹۱/۱
۳۳۶	مختصر في الحدود ۲۰۳/۱
۳۳۷	مختصر قواعد الاصول وعملها الفصول ۳۸۱/۱
۳۳۸	مختصر تمهيد الاسرى في الاصول ۳۲۷/۱
۳۳۹	مختصر منتهى السؤل والامل ۲۷۸/۱
۳۴۰	المختلف في الاصول ۱۷۳/۱

٣٢٧	مدارك الاصول	٣٢٧
٥١٨/٣		
٣٢٩	مدارك المحقق في اصول الفقه	٣٢٩
٥٢١/٥	مدارك الأصول	٥٢١/٥
٣٢٨	مدار المحقق في شرح مدار الاصول	٣٢٨
٣٢٩	المدخل في الاصول	٣٢٩
١٨٦/١	مرتب الاجماع	١٨٦/١
٣٢٨	مرآة لاصول	٣٢٨
٣٢٢	مرئى الوصول	٣٢٢
٣٥٣	مرصد الاقلام الى مبادئ الاحكام	٣٥٣
٣٤٣	مرآة الوصول الى علم الاصول	٣٤٣
٥٥٦/٣		٥٥٦/٣
٣٤٥	مزيل لغوي	٣٤٥
٥٥١/٤	مسالك الوصول الى مدارك الاصول	٥٥١/٤
٣٤٤	مسائل اصول الفقه	٣٤٤
٣٤٨	مسائل الخلاف	٣٤٨
٣٤٤	المستصفى	٣٤٤
٣٢١	مستقى المستفى	٣٢١
٣٢١	المستقى في شرح لمعنى	٣٢١
٣٢٢	مستقى الوصول الى مستقى الاصول	٣٢٢
٣٢٣	علم الثبوت	٣٢٣
٣٢٣	مسلم الوصول الى نهاية السؤل	٣٢٣
٣٢٥	المسودة	٣٢٥
٣٢٨	مشكاة الانوار	٣٢٨
٣٢٤	مشكاة القول السديد في تحقيق معنى الاجتهاد	٣٢٤
	والقول	
٣٢٩	المصادر في الاصول	٣٢٩

۳۲۹	المطلب فی شرح المنہاج	۳۳۰/۱
۳۳۰	مطیۃ النقل وعطیۃ العقل	۲۷۱/۱
۳۳۱	معارج الاصول	۳۰۷/۱
۳۳۲	المعارج المرتقیات	۵۵۸/۲
۳۳۳	معارج الوصول فی ان الاصول والفروع قد بینھا الرسول	۳۷۷/۱
۳۳۴	معالم الدین وملاذ المجتہدین	۵۳۳/۲
۳۳۵	المعالم فی اصول الفقہ	۲۵۹، ۲۵۷/۱
۳۳۶	المعانیات فی الاصول	۲۰۳/۱
۳۳۷	المعدن	۱۳۷/۱
۳۳۸	المعدن فی اصول الفقہ	۳۹۳/۱
۳۳۹	معراج الوصول	۳۷۳/۱
۳۴۰	معراج الوصول فی شرح منہاج الاصول	۳۳۸، ۳۳۷/۱
۳۴۱	المعتبر فی اختصار المعبر	۳۷۹/۱
۳۴۲	المعتبر فی تخریج احادیث المنہاج	۳۳۱/۱
۳۴۳	المعتمد	۱۷۶، ۱۷۲/۱
۳۴۴	المعزہ فی الجدل	۱۹۲/۱
۳۴۵	معیار العقول فی علم الاصول	۲۷۳/۱
۳۴۶	المغنی	۱۷۳/۱
۳۴۷	المغنی شرح اخر علی منہاج	۳۳۰/۱
۳۴۸	المغنی فی الاصول	۳۰۳/۱
۳۴۹	مفتاح الحصول	۵۷۰/۲
۳۵۰	مفتاح الحصول علی مرآۃ الاصول	۲۹۳/۱
۳۵۱	مفتاح الاصول فی نباء الفروع علی الاصول	۳۰۷/۱
۳۵۲	المفتاح فی الاصول	۳۰۲/۱
۳۵۳	المفسر فی الاصول	۵۷۵/۲

۳۹۶۔	مفصل الخلاف اصول القیاس	۳۰۶/۱
۳۹۷۔	المقالات فی الاصول	۱۳۳۱۵۳/۱
۳۹۸۔	المقیس المختار	۳۶۹/۱
۳۹۹۔	المقیس المختار من نور الانوار	۳۶۷/۱
۴۰۰۔	المقتضب الاشی فی اختصار المستصفی	۲۱۶/۱
۴۰۱۔	مقدمه المطرازی فی الاصول	۳۶۴/۱
۴۰۲۔	مقدمه فی الاصول	۳۷۵/۱
۴۰۳۔	مقدمه فی اصول الفقه	۳۸۲/۱
۴۰۴۔	المقدمه فی اصول الفقه	۳۰۸/۱
۴۰۵۔	المقطع فی اصول الفقه	۲۷۳۱۷۰/۱
۴۰۶۔	منار الانوار فی اصول الفقه	۳۶۶/۱
۴۰۷۔	منهاج الشریعہ	۳۶۷/۱
۴۰۸۔	منهاج العقول	۳۳۱/۱
۴۰۹۔	منهاج الوصول الی مبادئ الاحکام	۳۲۶/۱
۴۱۰۔	منهاج فی الاصول والفروع	۳۰۳/۱
۴۱۱۔	منهاج الوصول الی علم الاصول	۳۲۶/۱
۴۱۲۔	المعبر الزاهر من الفیض الباهر من شرح المغنی	۳۰۵/۱
	الخیازی	
۴۱۳۔	منع الوصول فی علم الاصول	۴۷۳/۱
۴۱۴۔	المنتخب	۲۶۵، ۲۶۱، ۲۵۷/۱
۴۱۵۔	المنتخب الحسامی	۴۷۶/۱
۴۱۶۔	المنتخب المحصول	۲۶۱، ۲۸۵/۱
۴۱۷۔	المنتخب فی شرح المنتخب	۳۳۷/۱
۴۱۸۔	منتخل فی علم الجدل	۳۰۶/۱
۴۱۹۔	منتہی	۳۰۵، ۲۷۳/۱
۴۲۰۔	منتہی السؤل والامل فی علم الاصول والجدل	۴۷۸/۱
۴۲۱۔	منتہی السؤل فی شرح الفصول	۱۸۸/۱

- ٣٣٩ - نجاح الطالب ٣٩٠/٢
- ٣٤٠ - النجوم الثاقب ٥٤٠/٢
- ٣٤١ - النجوم الثاقب ٣٨٣/١
- ٣٤٢ - ٣٤٤/٢
- ٣٤٣ - لوعة الخاطر العاطر ٣٤٠/١
- ٣٤٤ - لوعة النظر في الجمع بين الاشياء والعقود ٣٣٣/١
- ٣٤٥ - تسلسل الاسماء ٣٢٨/١
- ٣٤٦ - لصح المقالة في شرح الرسالة ٣٤٥/١
- ٣٤٧ - فنون الامع ٣٠٢، ٣٩٠/١
- ٣٤٨ - ٥١٣، ٣٤٠/٢
- ٣٤٩ - النجوم الزاهج ٣٢٩، ٣٣٢، ٣٣١/١
- ٣٥٠ - النجوم الزاهج ٥٣٨، ٣٢٦/١
- ٣٥١ - تنافس الاصول ٣٢٤، ٣٦٥، ١٨١/١
- ٣٥٢ - نقد الاصول الفقهية ٥٥٨/٢
- ٣٥٣ - نقد الرد ٥٣٢/٢
- ٣٥٤ - نقض اجتماع الواجبات على ابن الرواحي ١٣٢/١
- ٣٥٥ - نقض رسالة الشافعي ١٣٣/١
- ٣٥٦ - النقود الردود ٣٢٨، ٣٤٩/١
- ٣٥٧ - النقود الردود ٣٢٨، ٣٤٩/١
- ٣٥٨ - انكسرت اليد في تحرير التريفة للسيد المرتضى في ٣٤٦/١
- ٣٥٩ - اصول الشافعي ٣٣٢/١
- ٣٦٠ - نكت القصول في بيان الاصول ٣٣٦/١
- ٣٦١ - نكت المتنازع ٣٣٦/١
- ٣٦٢ - ٣٣٦/٢
- ٣٦٣ - النكت على التواضع على المختصر ٣٣١/١
- ٣٦٤ - النكت التواضع ٥٤٤/٢

۳۶۷۔	النکت الطوامع علی المختصر والمنهاج وجمع الجوامع	۲۸۲/۱
۳۶۸۔	النهاية	۱۷۲/۱
۳۶۹۔	النهاية البهائية في المباحث القياسية	۲۶۲، ۲۵۸/۱
۳۷۰۔	نهاية السؤل	۳۱۸، ۳۷۳، ۳۳۸، ۳۶۶/۱
		۳۷۶/۲
۳۷۱۔	نهاية المحتاج الى شرح المنهاج	۳۳۰/۱
		۵۳۲/۲
۳۷۲۔	نهاية الوصول	۲۹۳، ۳۷۲، ۳۷۶، ۳۳۵، ۳۶۵/۱
		۳۹۸/۲
۳۷۳۔	نهاية الوصول في دراية الاصول	۲۶۵/۱
۳۷۴۔	نهج السبيل في الاصول	۱۵۲/۱
۳۷۵۔	نهج الوصول في علم الاصول	۳۳۳/۱
۳۷۶۔	نهج الوصول الى علم الاصول	۳۷۶، ۳۰۶/۱
۳۷۷۔	النبوغ واللوامع (منظوم)	۲۳۵/۱
۳۷۸۔	نور الانوار	۳۲۸/۱
		۵۷۵/۲
۳۷۹۔	نور الحجة في ايضاح المحجة	۲۲۷/۱
۳۸۰۔	نور الحجة وايضاح المحجة	۲۳۵/۱
۳۸۱۔	فيل المني	۳۷۳/۱
۳۸۲۔	الواضع في اصول الفقه	۲۱۷/۱
۳۸۳۔	الوالي	۳۷۱/۱
۳۸۴۔	الوجيز	۲۰۸/۱
		۲۹۹/۲
۳۸۵۔	الورقات	۱۹۳/۱
۳۸۶۔	وسائل الوصول الى مسائل الاصول	۳۲۱/۱
۳۸۷۔	الوسط	۲۱۹، ۲۱۸/۱

٣٨٨-	وصول الروائع	٣٩٥/٢
٣٨٩-	الوصول الى علم الاصول	٣٠٢، ٣١٩، ٣١٨/١
٣٩٠-	الوصول الى مسائل الاصول	١٩٠/١
٣٩١-	هادى الطريقين الى الاصول	٣٤٠/١
٣٩٢-	الهج في مختصر المنهج من الاصول	٥٣٠/٢
٣٩٣-	هداية العقول	٥٣٩/٢
٣٩٤-	جمع الهوامع	٣٠٣/١
٣٩٥-	ينابيع الاصول	١٨٤/١
٣٩٦-	النباهج في اصول الفقه	١٦٩/١
٣٩٧-	النباهج في معرفة الاصول	٢٦٩/١
٣٩٨-	النباهج في معرفة الاصول والتفاريح	٣٩٩/١
٣٩٩-	الشافى	٣٩٩، ٣٨٢، ٣٠٣، ٣٠٣/١
٤٠٠-	الشامل	٣٩٦، ٣٠٣، ١٩٢/١
٤٠١-	شرح اصول التزويد	٣٨٢، ٣٤٤، ٣٦٥، ٣٢٠، ٣٨٥/١
٤٠٢-	شرح الاحكام	٥١٩، ٣٩٣، ٣٩٢/٢
٤٠٣-	شرح الارشاد	٣٤٣/١
٤٠٤-	شرح الاشارة للباحث	٥١٥/٢
٤٠٥-	شرح البدعشى	٣١٩، ٣٦٥/١
٤٠٦-	شرح البدع	٣٨٢/٢
٤٠٧-	شرح التحرير	٣١٢/١
٤٠٨-	شرح التحصيل	٣٩٢، ٣٦٦/١
٤٠٩-	شرح الحسامى	٣٤٤/١
		٣٩٢، ٣٦٥/٢

۵۱۰	شرح الزجر	۲۶۶/۱
۵۱۱	شرح الرسالہ	۱۲۵، ۱۸۵، ۱۳۶، ۱۳۹/۱
		۵۳۱/۲
۵۱۲	شرح العمود	۱۷۹، ۱۷۷، ۱۷۶/۱
۵۱۳	شرح الغرور والغرور	۵۲۵/۲
۵۱۴	شرح الفصول الثوبیہ	۵۲۷/۲
۵۱۵	شرح الفصول فی علم لاصول	۵۵۳، ۵۲۸/۲
۵۱۶	شرح الفیہ	۴۶۶/۱
۵۱۷	شرح الکوکب الساطع	۵۱۷/۲
۵۱۸	شرح الکوکب الخضر	۱۸۱/۱
		۵۲۱، ۳۸۱/۲
۵۱۹	شرح للمع	۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷/۱
		۵۱۸/۲
۵۲۰	شرح المجموع المبع	۴۹۸/۱
۵۲۱	شرح المحصول	۴۴۶، ۴۴۶، ۳۸۹، ۲۶۵/۱
۵۲۲	شرح المستملی	۴۴۸، ۴۴۷، ۴۱۳/۱
۵۲۳	شرح المعالم	۴۹۵، ۴۷۵/۱
۵۲۴	شرح المعنی	۶۶، ۳۸۵، ۴۶۲/۱
		۴۶۵/۲
۵۲۵	شرح المنار للمعنی	۴۷۱، ۳۷۱، ۴۷۴
		۵۰۴، ۵۲۴، ۵۲۴، ۵۲۴/۲
		۵۴۹، ۵۵۴
۵۲۶	شرح المنتخب	۴۷۲، ۴۶۵، ۴۶۶/۱
۵۲۷	شرح المنہاج	۴۷۸، ۴۷۸، ۴۶۵، ۴۴۷/۱
		۴۹۷، ۴۹۷، ۴۹۷، ۴۹۷، ۴۹۷
		۴۶۶، ۴۶۵، ۴۶۶

٥٢٠	شرح المنهج المنصب على قواعد المطالب	٥٢٠/٢
٥٢١	شرح الورقات	٥٢١/٢
٥٢٢	شرح تكملة الاصول	٥٢٢/٢
٥٢٣	شرح بدیع النظام	٥٢٣/١
٥٢٤	شرح تفهیم الادله	٥٢٤/١
٥٢٥	شرح تنقیح الاصول	٥٢٥/١
٥٢٦	شرح تنقیح لمصوب	٥٢٦/١
٥٢٧	شرح تنقیح المقرانی	٥٢٧/١
٥٢٨	شرح جمع الجوامع	٥٢٨/١
٥٢٩	شرح جمهرة الاصول	٥٢٩/١
٥٣٠	شرح عنوان الوصول الى الاصول	٥٣٠/١
٥٣١	شرح غاية السؤل	٥٣١/١
٥٣٢	شرح غاية الوصول الى الاصول	٥٣٢/١
٥٣٣	شرح مبادئ الاصول	٥٣٣/١
٥٣٤	شرح محكم الاصول	٥٣٤/٢
٥٣٥	شرح مختصر النجاشي في الاصول	٥٣٥/١
٥٣٦	شرح مختصر الروضة	٥٣٦/١
٥٣٧	شرح مختصر الطوفي	٥٣٧/١
٥٣٨	شرح مختصر المنتهى في اصول	٥٣٨/١
٥٣٩		٥٣٩/١
٥٤٠		٥٤٠/١
٥٤١		٥٤١/١

۵۶۸	عشرة الاف لكنه في الجدول	۲۵۹.۲۷۵/۱
۵۶۹	العشرة الكاملة في عشرة مسائل من اصول الفقه	۵۷۲/۲
۵۷۰	العقد الجامع	۴۰۹/۱
۵۷۱	العقد الفريد ببيان الرجوع من الخلاف في الفقه	۵۵۲/۲
۵۷۲	العقد الكامل لتأليف الجامع	۵۷۲/۲
۵۷۳	العقد المنهض	۲۷۷/۱
۵۷۴	العقد المنظوم في الخصوص والمعموم	۳۳۲/۱
۵۷۵	العقد والحل في شرح المختصر السؤل والامل	۴۷۲/۱
۵۷۶	العقول في معرفة الاصول	۱۳۰/۱
۵۷۷	العقد	۱۸۱.۱۸۰.۱۷۲/۱
۵۷۸	العقد الجليل في الاصول الفقهية	۵۲۱/۲
۵۷۹	عمدة العواشي	۱۳۷/۱
۵۸۰	العبد في اصول الفقه	۱۹۳/۱
۵۸۱	المعموم ورجله	۴۲۲/۱
۵۸۲	عنوان الوصول في الاصول	۴۶۲/۱
۵۸۳	رعية النزوع الى علم الاصول والقروع	۴۶۹/۱
۵۸۴	شاهات الاظهار ونهايات الاظهار	۲۷۲/۱
۵۸۵	غاية التحقيق	۳۷۹.۲۷۷/۱
۵۸۶	غاية السؤل	۲۷۲/۱
۵۸۷	غاية الطالب والامامول	۲۶۹.۱۹۰/۱
۵۸۸	غاية المامول	۴۰۰/۱
۵۸۹	غاية الوصول	۵۵۲.۵۲۶/۲
۵۹۰	غاية الوصول	۲۶۶/۱
۵۹۱	غاية الوصول	۵۰۰/۲

٥٩٠-	غاية الوصول	٣٥٠/١
٥٩١-	غاية الوصول والبيان في الأصول	٣٤٦/١
٥٩٢-	غرض الأدلة في أصول الفقه	١٤٩/١٤٤/١
٥٩٣-	غرض البيان في الأصول	٧٨٦/١
٥٩٣-	تصنيف الأصول	٣٦٩/١
		٥٦٠/٢
٥٩٥-	غمرات الصحيح	٢٩١/١
		٥٣٠/٢
٥٩٦-	غنية النزوع إلى علمي الأصول والفروع	٣٦٩/٢٨٨/١
٥٩٤-	انقباض في الأصول	١٠٢/١
٥٩٨-	لمعة الهامج	٣٠١/١
		٦٤٢/٢
٥٩٩-	لائحة الأصول في ضبط معاني مجموعة الأصول	٢٤٣/١
٦٠٠-	فتح المعنى شرح المعنى	٣٩٨/٣٠٥/١
٦٠١-	فتح الاسرار	٣٥٥/١
٦٠٢-	فتح الفتحة على المهاج والمهمل	٣٣٠/١
		٥٥٣/٢
٦٠٣-	فتح الرحمن غني من لفظة المجالس	٣٢٨/١
		٥٢٠/٢
٦٠٣-	فتح الفتحة شرح المعنى	٣٢٨/١
		٥٢٤/٢
٦٠٥-	الفصل في أصول الفقه	١٤٣/١
٦٠٦-	فصول الأحكام لأصول الأحكام	٢٨٨/١
٦٠٤-	فصول البدائع أصول الشرائع	٢٤٣/١
٦٠٨-	فصول النديعة	٣٠٥/١
٦٠٩-	فصول الحواشي لأصول الشافعي	١٢٤/١
٦١٠-	الفصول الستة في الأصول	٦٤١/١

١١١	فصول الصناديق	٣٨٨/١
١١٢	فصول الفواشي	١٣٤/١
		٥١٩/٢
١١٣	الفصول النزلية في اصول لغة العرب فتويها	٥١٨/٢
١١٤	الفصول المهمة في اصول الائمة	٥٥٥/٢
١١٥	الفصول في اعتقاد ائمة الفصول	٢٢٢/١
١١٦	الفصول في الاصول	٣٢٩، ٥٨٩، ١٥١، ١٣٤/١
		٣٢٨/٢
١١٧	الفصول في علم الاصول	٢٤٣، ٢٤٥/١
١١٨	الفصول في مدالي جمهرة الاصول	٢٤٣/١
١١٩	الفصول في معرفة الاصول	٢٥٢/١
١٢٠	اللقية في الاصول	١٣٣/١
١٢١	فوايح المرحوم	٥٤٣/٢
١٢٢	قواعد الاصول	٥٥٦/٢
١٢٣	القواعد للشعبه المختار	٢٤٥/١
١٢٤	الفوائد في شرح التواقي	٣٠٩/١
		٢٩٤/٢
١٢٥	الفقه في اصول الفقه	١٣٩/١
١٢٦	لأعدة في اصول الفقه	٣٤٤/١
١٢٧	لأعدة في الاصول	٢٤٣/١
١٢٨	قدس الاسرار في اختصار المختار	٣١٨، ٣٢٥/١
١٢٩	قوة العين	٢٥٠/١
١٣٠	قوة العين الطالب في علم المختار	٢٤٠/١
		٥٥٥/٢
١٣١	المقامس العيون	٥٣١/١
١٣٢	لطفه على شرح المنهاج	٢٣٠/١
١٣٣	قطعة عن شرح المختار	٢٢٨/١

٢٦٨/١	قصر الاقمار	٢٦٣
٢٩٢/١	نظرة الوصول الى تحفي جورة الاصول	٢٦٥
٥٣٩/٢	نظرة الوصول الى علم الاصول	٢٦٩
٣٥/١	القواعد في اصول الفقه	٢٦٤
٢١٨/١	قواعد الادلة وشواهد الاحيه	٢٦٨
٢٠٦/١	لوائح الشرع وشواهد الاصل والمقرع على الوجوز	٢٦٩
٣٣٥/١	مقواعد الكبرى	٢٦٥
٢٥٠/١	المقواعد المستعملة على شية النظائر	٢٦٩
٢٨٣/١	لوائح الفقهيه	٢٦٦
٥٣٩/٢	القول السديد في بعض مسائل احكام الاجتهاد والتقيد	٢٦٣
٢٠٥/١	الكاشف لمنعني في شرح المعنى	٢٦٣
٢٦٥.٢٨٣/١	كاشف الرموز مظهر الكنوز	٢٦٥
٢٩٣/١	الكاشف لمنعني في شرح المعنى	٢٦٩
٢١٥/١	الكاشف عن المحصول	٢٦٤
٥٣٤/٢	الكاشف لدوى العقول عن وجوه معاني الكفيل	٢٦٨
٢٠٨/١	الكافي	٢٦٩
٢٨٢/١	الكافي الطالع	٢٥٠
٢٦٥.٣٢٩/١	كافي المحتاج	٢٥١
٢٤١/١	الكافي في شرح اصول التزدوي	٢٥٢
٥٢٥/٢	الكامل ببل السؤل في علم الاصول	٢٥٣
١٣٣/١	كتاب الاجتهاد	٢٥٣
١٢٨.١٣٣.١٣٦/١	كتاب الاجماع	٢٥٥
١٨٩/١	كتاب الاشارة	٢٥٦
٢٤٣/١	كتاب الاشياء والنظائر	٢٥٤
١٣٦/١	كتاب الاشراف في اصول الفقه	٢٥٨
١٥٢.٢٦٨.١٣٤.١٣٣.٢٤٤/١	كتاب الاصول	٢٥٩

١٣٧/١	كتاب الاختيار في نطق القياس	١٦٠
٣٧٢/١	كتاب الامثال في الاصول	٢٧١
١٣١/١	كتاب الامر والنهي على مذهب الشافعي	١٦١
١٨/١	كتاب انبهاؤ	١٦٣
٣٩١/١	كتاب البيان في دلائل الاعلام	٢٦٥
١٥٣/١	كتاب التحرير وانتقار المنقول في اصول الفقه	٢٦٥
٣٣/١	كتاب التجامع في اصول الفقه	٢٦٩
٢٥٤/١	كتاب الجدول	٢٩٤
١٣٩/١	كتاب الحجج	٢٦٨
١٨٩/١	كتاب الحدود	٢٦٩
١٥٣/١	كتاب الحدود والعقوبات في اصول الفقه	٢٦٠
١٨٨/١	كتاب الحيل	٢٤١
١٣٥/١	كتاب القصاص والعاقب	٢٤٢
١٣١/١	كتاب الخبر المرجح للعلم	٢٤٣
٢٥١، ١٣٣، ١٣١/١	كتاب الخصوص والعموم	٢٤٣
١٩٤/١	كتاب المغالطات	٢٤٥
١٣٤/١	كتاب الخصمين	٢٤٦
٢٢٩/١	كتاب المبرهنة في احكام شرعية	٢٤٤
١٨٨، ١٣٣/١	كتاب القواعد	٢٤٨
١٣١/١	كتاب الفصل في الاصول	٢٤٩
٣٣٣/١	كتاب التفويض	٢٨٠
١٥١، ١٣٩، ١٣١/١	كتاب القياس	٢٨١
١٤٤/١	كتاب القياس الشرعي	٢٨٢
١٥٣/١	كتاب القياس والعقل	٢٨٣
٣٠٩/١	كتاب الكفر في الاصول	٢٨٤
٣٣٣/١	كتاب المدخل في الاصول	٢٨٥
٢٠٤/١	كتاب المصنف في الاصول	٢٨٦
١٤١/١	كتاب المعارج	٢٨٧

۶۸۸۔	الكتاب المعتبر اختصار المختصر	۲۸۴/۱
۶۸۹۔	كتاب المعونه	۱۳۸/۱
۶۹۰۔	كتاب المفردات فی الاصول	۲۲۳/۱
۶۹۱۔	كتاب المفسر والمجمل	۱۳۱/۱
۶۹۲۔	كتاب المنتخب فی الاصول	۲۲۳/۱
۶۹۳۔	كتاب الوصول الى قواعد الاصول	۵۳۲/۲
۶۹۴۔	كتاب الوصول الى ما وقع فی الواقع من الاصول	۴۷۶/۱
۶۹۵۔	كتاب الوصول الى معرفة الاصول	۱۷۴، ۱۳۲/۱
۶۹۶۔	كتاب الهدایہ فی اصول الفقہ	۱۳۳/۱
۶۹۷۔	كتاب ابطال القیاس	۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱/۱
۶۹۸۔	كتاب اثبات القیاس	۱۳۵، ۱۳۳، ۱۳۲/۱
۶۹۹۔	كتاب اجتہاد الرأی	۱۲۶، ۳۱۳/۱
۷۰۰۔	كتاب اجماع اهل المدينه	۱۵۲/۱
۷۰۱۔	كتاب احكام الاحكام	۲۶۳، ۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷/۱
۷۰۲۔	كتاب اختلاف الناس فی الاسماء والاحكام	۱۳۵/۱
۷۰۳۔	كتاب اصول الفقہ	۴۰۹، ۲۶۹، ۱۳۳، ۱۳۲، ۲۲۶/۱
۷۰۴۔	كتاب اصول فخر الاسلام الیزدوی	۴۰۳/۱
۷۰۵۔	كتاب تحرير الادله	۱۷۱/۱
۷۰۶۔	كتاب تجرید التجرید	۱۸۸/۱
۷۰۷۔	كتاب تذکرۃ العالم	۱۳۳/۱
۷۰۸۔	كتاب تقييدات مفیده علی تنقیح القرأی	۳۲۳/۱
۷۰۹۔	كتاب تلخیص المقول فی فروع النقول	۲۷۲/۱
۷۱۰۔	كتاب غیر الواحد	۳۱۳، ۱۳۱، ۱۲۶/۱
۷۱۱۔	كتاب فی الاصول	۱۳۰/۱
۷۱۲۔	كتاب فی اصول الفقہ	۲۲۵، ۱۸۲، ۱۶۹، ۱۵۲، ۱۳۶/۱
		۳۷۷، ۲۷۷، ۲۲۸، ۲۲۶
		۵۷۵/۲

- ۷۱۳۔ کتاب فی الرد علی الاستوی ۴۱۷/۱
- ۷۱۴۔ کتاب کبیر فی اصول الفقہ ۱۵۲/۱
- ۷۱۵۔ کتاب مسائل الخلاف فی اصول الفقہ ۶۵/۱
- ۷۱۶۔ کتاب لعل الحکمة فی اصول الفقہ ۱۳۲/۱
- ۷۱۷۔ کشف الاسرار ۳۷۸، ۳۶۶، ۳۰۴، ۲۸۲/۱
- ۷۱۸۔ کشف الکاشف الغیبی فی شرح المعنی ۳۷۲/۱
- ۷۱۹۔ کشف الجبالی ۳۷۹/۱
- ۷۲۰۔ کشف الخیاب الحاجب ۳۳۶، ۲۸۳/۱
- ۷۲۱۔ الکشف والتبلیق ۵۶۰/۲
- ۷۲۲۔ کتاب الرقعة ۵۳۶/۲
- ۷۲۳۔ کتابة المقبول فی علم الاصول ۲۲۳/۱
- ۷۲۴۔ کتابة طالب الہدای ۱۶۹/۱
- ۷۲۵۔ الکفایہ فی اصول الفقہ ۱۸۷/۱
- ۷۲۶۔ کنز الوصول الی معرفة الاصول ۲۰۲/۱
- ۷۲۷۔ الذکر اکب الساطع ۵۷۶، ۵۱۷، ۳۰۶/۱
- ۷۲۸۔ الامع فی اصول الفقہ ۱۷۴/۱
- ۷۲۹۔ لب الاصول ۳۶۹/۱
- ۷۳۰۔ لفظہ العجلاں ۳۲۸/۱
- ۷۳۱۔ الامع ۱۹۰/۱
- ۷۳۲۔ لمع اللوامع ۳۷۶، ۳۰۴/۱
- ۷۳۳۔ اللوامع ۳۲۱، ۳۰۱/۱
- ۷۳۴۔ اللیث الہامی فی مسائل المحال فی اصول الفقہ ۳۸۲/۱

اشارہ (۵)

(INDEX - 5)

فہرست فرق، قبائل و اقوام

۳۰۔	امامیہ	۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷
۳۱۔	انصار	۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲
۳۲۔	ایرانی	۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷
۳۳۔	ایوبی	۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲
۳۴۔	پاضیہ	۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷
۳۵۔	بنو قریظہ	۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲
۳۶۔	بنو قریظہ	۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷
۳۷۔	بنو قریظہ	۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲
۳۸۔	بنو قریظہ	۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷
۳۹۔	بنو عباس / عباسیہ	۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲
۴۰۔	بنو عباس	۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷
۴۱۔	بنو قریظہ	۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲
۴۲۔	بنو قریظہ	۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷
۴۳۔	بنو قریظہ	۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲
۴۴۔	بنو قریظہ	۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷
۴۵۔	بنو قریظہ	۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲
۴۶۔	بنو قریظہ	۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷
۴۷۔	بنو قریظہ	۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲
۴۸۔	بنو قریظہ	۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷
۴۹۔	بنو قریظہ	۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲
۵۰۔	بنو قریظہ	۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷
۵۱۔	بنو قریظہ	۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲

۳۳	جغرافیہ	۲	۷۱۲
۳۴	حکومت	۱	۱۲۷
۳۵	حکومت	۱	۳۱۵، ۳۳۵، ۵۱
۳۶	حکومت	۲	۷۵۷، ۷۵۹، ۷۶۹، ۷۹۵
۳۷	حکومت	۱	۷۹۵، ۷۹۶
۳۸	حکومت : احکام	۱	۳۱۵، ۱۰۹، ۹۱۰، ۵۷۳، ۳۹
۳۹	حکومت	۲	۳۳۹، ۳۴۰
۴۰	حکومت	۲	۱۵۹، ۱۵۹، ۱۳۹، ۷۷۵
۴۱	حکومت	۲	۱۷۹، ۱۷۹، ۱۱۱، ۱۱۱
۴۲	حکومت	۲	۷۵۷، ۷۵۹، ۷۶۹، ۷۹۵
۴۳	حکومت	۲	۷۷۵، ۷۷۵، ۷۷۵، ۷۷۵، ۷۷۵
۴۴	خارجی	۲	۷۷۵، ۷۷۵، ۷۷۵
۴۵	خوارزمی	۱	۷۷۵
۴۶	ذی الصبح جہن	۲	۷۷۵
۴۷	زبانیہ	۲	۷۷۵
۴۸	زبانیہ	۲	۷۷۵
۴۹	زبانیہ	۱	۷۷۵
۵۰	زبانیہ	۱	۷۷۵
۵۱	زبانیہ	۲	۷۷۵، ۷۷۵، ۷۷۵، ۷۷۵
۵۲	زبانیہ	۱	۷۷۵
۵۳	زبانیہ	۱	۷۷۵
۵۴	زبانیہ	۱	۷۷۵
۵۵	زبانیہ	۲	۷۷۵
۵۶	زبانیہ	۱	۷۷۵، ۷۷۵، ۷۷۵
۵۷	زبانیہ	۲	۷۷۵

۲۷۸۰۵۳۰۵۳۰۵۳۰۵۳۰	۵۷	ذوالحجہ
۲۸۰۹۰۳۱۵۰۲۹۹۰۲۹۰		
۳۳۸۰۳۱۹		
۰۵۳۳۱۵۲۶۰۵۳۵۰۳۷۱	۲	
۰۶۹۲۰۹۸۷۰۶۸۲۰۶۸۱		
۰۷۷۷۰۱۹۹۰۶۹۷۰۶۹۳		
۷۸۲		
۳۸۱۰۳۳۱۳۳۰۵۷۰۵۱۰۳۳		ذی الحجہ
۰۶۳۹۰۱۳۸۰۶۰۵۰۵۷۳	۲	
۰۶۹۵۰۶۸۱۰۶۹۳۰۶۵۷		
۰۷۵۰۷۱۳۰۷۱۳۰۷۱۳		
۷۹۱۰۷۳۸۰۷۳۳		
۱۰۳		مہینہ
۳۰۵		صلی
۵۸۳۱۸۳۰۸۰۱۳۱۳۱۳۱	۱	ظاہریہ
۷۶۱۰۷۰۷	۲	
۶۷۹	۲	عید منی
۵۱۳۰۵۰۵۳۶۳۰۳۹۷	۲	عثمانیہ / عثمانی
۰۵۳۳۰۵۳۱۵۳۳۰۵۱۳		
۶۵۵۰۶۵۳۰۵۶۹		
۸۰۶۷۰۶۹	۱	عرب
۷۲۶۰۷۱۵۰۶۹۰۶۰۵۰۵۱۲	۲	
۱۹	۱	علوی
۱۰۵	۱	عزیزی
۱۶۳	۱	فاطمی
۷۱۶۰۶۹۵۰۶۷۳۰۶۵۸۰۶۵۵	۲	
۲۰۳۰۵۶۹	۲	فرانسیسی

۳۰۳۲۷۸	۱	شونگی	۷۱
۱۰۴	۱	لقویہ	۷۲
۷۱۳۵۵۲	۲	کاشمی	۷۳
۹۹۹	۲	کر دی	۷۴
۵۰	۱	ماترونیہ	۷۵
۳۹۱۳۳۵۱۰۳۹	۱	مالکوبہ	۷۶
۱۷۵۶۰۶۷۷۰۶۷۷۰۶۷۷	۲		
۷۸۳۷۷۷۷۷۷۷			
۵۷۱۵۷۷۷۷۷۷	۱	مکملین	۷۷
۲۷۷	۲		
۸۷	۱	مزیہ	۷۸
۷۱۷	۲	محمود	۷۹
۷۷۳	۲	مذہب و فطرت	۸۰
۱۰۳	۱	موجتہ	۸۱
۱۰۳	۱	موسویہ	۸۲
۱۷۷	۱	موتیہ	۸۳
۸۷	۱	مشرقین	۸۴
۷۷۷	۲	مستطریہ	۸۵
۳۷	۱	مفائین	۸۶
۷۳۷	۲	مصری	۸۷
۱۳۳۱۳۳۳۱۳۳۳۱۳۳۳۱۳۳۳	۱	مترکہ	۸۸
۱۹۳۷۷۷۷۷۷۷۷۷۷۷۷			
۳۹۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳			
۳۳۳۳۳			
۷۷۷۷۷۷۷۷۷۷۷۷۷۷۷	۲		
۳۷۷	۱	مملکت الیمنیہ	۸۹
۷۵۲	۲	منگول	۹۰

۷۸	۱	_____	۸۹۔	مہاجرین
۱۶۷	۱	_____	۹۰۔	موحّدین
۷۱۲	۲	_____	۹۱۔	موسویہ
۷۱۶	۲	_____	۹۲۔	میمونہ
۷۱۷	۳	_____	۹۳۔	نزاریہ
۱۰۴	۱	_____	۹۴۔	نظامیہ
۳۷۳	۱	_____	۹۵۔	نصاری
۳۷۳	۱	_____	۹۶۔	یہود

اشعارِ پیہ (۶)

(INDEX - 6)

فہرستِ اماکن

فهرست الاماکن

شماره	ممالک	جلد	سطح
۱-	فهرست	۱	۲۷۴
۲-	آذربایجان	۱	۸۱
		۲	۶۹۸، ۶۶۰
۳-	اردلان	۲	۶۸۷
۴-	آرمینی	۱	۸۱
		۲	۶۹۸، ۶۶۰، ۶۵۸
۵-	ازف	۲	۵۳۹
۶-	ازنیق	۲	۵۷۲
۷-	اسهتلا	۱	۱۰۳
۸-	آستانه	۲	۵۹۱، ۵۷۹، ۵۵۹، ۵۳۵
۹-	اوجین	۲	۶۶۷
۱۰-	اشنول	۱	۲۱۲، ۶۵۹
		۲	۵۷۸، ۵۴۲، ۵۳۹
۱۱-	آستریا	۲	۵۴۱
۱۲-	استداریه	۱	۲۲۲، ۲۸۷، ۲۵۷، ۲۲۲، ۲۲۰
			۲۲۲، ۲۵۲، ۲۸۰
		۲	۲۸۵، ۲۷۹
۱۳-	اسیوط	۱	۲۷۴
۱۴-	اشلیه	۱	۲۲۹، ۲۲۲
۱۵-	اصفهان	۱	۲۳۲، ۲۳۲
۱۶-	افریق	۱	۱۵۲
		۲	۶۵۹، ۵۴۱، ۵۱۲، ۴۶۸
			۶۷۲، ۶۶۹، ۶۶۷، ۶۶۰

۷۰۴۶۸۴۶۸۰			
۶۶۱,۶۵۵,۶۵۴	۴	انجمن نشان	۷
۵۴۵	۲	انصار	۱۸
۶۸۶	۲	انور	۱۹
۶۶۱,۶۵۵	۲	البانیہ	۲۰
۶۹۷	۱	الجزائر	۲۱
۶۹۷,۶۵۹,۵۷۶,۳۶۳	۲		
۶۷۴,۶۷۷			
۴۲۳	۱	المرکز - مسعودیہ	۲۲
۵۴۰,۵۴۳	۲	آسیہ	۲۳
۶۵۷	۱	بدر	۲۴
۱,۶۶۹,۱۲۱,۱۰۴,۱۰۴	۱	اندلس	۲۵
۲۲۴,۲۲۴,۱۸۴,۱۲۷			
۲۶۵,۲۴۸			
۶۷۰,۶۵۹,۵۴۰,۲۶۳	۲		
۶۹۴,۶۸۴,۶۷۴,۶۷۱			
۷۰۴			
۶۸۷,۶۸۵,۶۶۱,۵۱۴	۲	اندریشیا	۲۶
۷۰۵			
۶۶۱	۲	ازبکستان	۲۷
۶۶۰	۲	احواز	۲۸
۶۶۱,۶۰۹,۵۵۴,۵۴۱	۲	اموال	۲۹
۷۱۴,۷۱۴,۷۰۸,۶۶۱			
۶۶۸	۱	بجہ	۳۰
۴۸۴	۱	بجاریہ	۳۱
۶۶۹,۶۸۵,۶۷۴,۵۹۷	۲	بکرین	۳۲
۶۷۷,۱۰۴	۱	بکارہ	۳۳

۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸

۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲

۵۸۰ ۲

۵۱۲ ۲

۵۳۰ ۲

۶۹۱، ۶۹۲ ۲

۱۸۳ ۱

۸۱ ۱

۶۹۸ ۲

۶۶۷ ۲

۶۰۶ ۲

۵۵۰ ۲

۶۶۱، ۵۳۱، ۵۱۲ ۲

۵۹۳ ۲

۶۱۱ ۲

۳۹۲، ۳۵۸، ۳۵۶، ۶۹۹ ۱

۶۵۰، ۵۵۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۵۸ ۲

۳۶۶، ۱۱۹، ۱۳۷، ۱۳۵ ۱

۳۰۲، ۳۲۲، ۳۸۸، ۳۷۲ ۱

۳۸۲، ۳۱۲، ۳۰۲ ۱

۷۰۳، ۷۰۴، ۳۰۲، ۳۸۲ ۲

۶۸۷، ۶۶۶، ۶۰۷، ۷۰۸ ۲

۷۲۷ ۱

۱۰۳ ۱

۵۵۲ ۲

۵۳۱ ۲

۱۹۲ ۱

۳۵- مخ

۳۶- بلخار

۳۷- بلخار

۳۸- بلخان

۳۹- بلخ

۴۰- بلخستان

۴۱- بلورستان

۴۲- بلخی

۴۳- بلخ

۴۴- بلخ

۴۵- بلخ

۴۶- بلخ

۴۷- بلخ

۴۸- بلخ

۴۹- بلخ

۵۰- بلخ

۵۱- بلخ

۵۲- بلخ

۵۳- بلخ

۵۴- بلخ

۵۵- بلخ

۵۶- بلخ

۵۷- بلخ

۵۸- بلخ

۵۹- بلخ

۶۰- بلخ

۶۴	۲	۲۴۳	
۶۵	۳	۲۶۱	جنگستان
۶۶	۱	۳۵۱، ۳۲۶	تہذیب
۶۷	۲	۶۶۰	
۶۸	۳	۶۵۵	ترکان
۶۹	۲	۶۶۰، ۶۵۵، ۶۵۳	ترکستان
۷۰	۲	۶۶۱	ترکستان
۷۱	۱	۳۰۵، ۱۸۹	ترکی
۷۲	۲	۶۵۵، ۵۴۰، ۵۱۳	
۷۳	۲	۴۶۹	تلسان
۷۴	۲	۶۶۱	تہذیب
۷۵	۲	۵۴	تہذیب
۷۶	۲	۶۶۰	تہذیب
۷۷	۲	۵۶۱، ۵۴۰، ۴۸۹، ۴۶۳	تہذیب
۷۸	۲	۶۵۵، ۶۵۴، ۵۹۴، ۵۴۶	
۷۹	۲	۶۶۰، ۶۶۱، ۶۵۹	
۸۰	۲	۱۸۹، ۴۶۴، ۱۰۰، ۱۰۳	تہذیب
۸۱	۲	۴۶۱، ۴۰۵، ۳۶۵، ۳۶۳	
۸۲	۲	۶۶۰، ۶۶۱	جنگ
۸۳	۱	۸۱	جنگ
۸۴	۲	۶۶۱، ۶۶۲	
۸۵	۱	۱۴۳	جنگ
۸۶	۱	۱۶۴	جنگ
۸۷	۲	۶۵۵، ۶۵۴	
۸۸	۲	۶۰۵	جنگ
۸۹	۱	۱۴۹، ۱۵۵، ۱۴۶، ۱۴۱	جنگ
۹۰	۲	۴۶۰، ۴۰۵، ۳۶۵، ۳۶۳	

۵۷۸	۲		
۱۳۶,۱۱۹,۸۲,۸۱,۵۸	۱		۱۳۷- شام
۲۳۶,۲۳۵,۱۷۱,۱۳۳			
۲۷۸,۲۷۵,۲۵۷,۲۲۲			
۳۶۳,۳۳۶,۳۳۳,۳۰۳			
۳۹۳,۳۹۲,۳۷۷,۳۴۱			
۳۹۸,۳۹۷,۳۹۶			
۵۷۳,۵۳۸,۴۹۵,۴۳۴	۲		
۶۳۶,۶۵۵,۶۳۳,۵۸۱			
۶۹۳,۶۸۲,۶۸۰,۶۷۹			
۷۱۳,۶۹۷,۶۹۶,۶۹۴			
۷۱۷,۷۱۶			
۵۹۴	۲		۱۳۸- شاہجہاں پور
۵۴۵	۲		۱۳۹- سٹھاون
۴۲۵	۱		۱۴۰- غلب
۴۴۶,۴۳۸,۴۳۴	۱		۱۴۱- شیراز
۶۹۹	۲		۱۴۲- طائف
۴۱۸,۴۱۷	۱		۱۴۳- طرابلس
۶۵۹,۵۷۴,۵۴۱,۵۱۴	۲		
۷۰۵,۶۶۷			
۵۷۱,۵۵۲	۲		۱۴۴- صدد
۶۷۴	۲		۱۴۵- مقلیہ
۳۹۳,۳۰۵,۱۶۷	۱		۱۴۶- نغمار
۵۵۵,۵۵۴,۵۴۹,۵۱۷	۲		
۶۰۰,۵۷۴			
۷۱۵	۲		۱۴۷- صوبالہ
۴۶۴	۱		۱۴۸- ملوں

۶۸۳	۲	_____	
۷۵۱	۱	_____	۱۳۹۔ عربی
۷۶۱	۳	_____	
۱۰۵۱: ۹۴۹: ۸۶۸: ۷۸۵: ۷۱	۱	_____	۱۴۰۔ قرآن
۱۰۳۱: ۱۱۵: ۱۱۱: ۱۰۹		_____	
۱۵۱: ۱۳۹: ۱۳۵: ۱۱۹		_____	
۲۲۳: ۱۸۹: ۱۷۵: ۱۵۳		_____	
۲۷۱: ۲۷۰: ۲۶۵: ۲۶۴		_____	
۳۳۳: ۳۷۹: ۳۷۱		_____	
۵۴۷: ۵۵۵: ۵۳۱: ۴۰۸	۲	_____	
۶۵۳: ۶۳۵: ۶۳۱: ۵۹۹		_____	
۶۷۱: ۶۶۰: ۶۵۹: ۶۵۳		_____	
۶۸۳: ۶۸۱: ۶۷۰: ۶۷۵		_____	
۶۹۷: ۶۹۰: ۶۸۹: ۶۸۳		_____	
۷۱۳: ۷۰۸: ۷۰۷: ۷۰۵		_____	
۷۱۷: ۷۱۷: ۷۱۳		_____	
۷۷۲	۲	_____	۱۴۱۔ لکھنؤ
۸۰۷	۱	_____	۱۴۲۔ قرآن
۸۶۳	۲	_____	
۹۳۷	۱	_____	۱۴۳۔ قرآن
۱۱۹	۱	_____	۱۴۴۔ قرآن
۶۷۹	۳	_____	
۱۶۸: ۱۶۷: ۱۰۹: ۸۱: ۴۳	۱	_____	۱۴۵۔ قرآن
۲۰۷: ۲۹۵		_____	
۵۷۰: ۵۵۶: ۵۴۵: ۵۴۷	۳	_____	
۶۸۳: ۶۸۰: ۶۶۰		_____	
۵۶۹	۲	_____	۱۴۶۔ قرآن

۶۸۳,۶۰۶,۵۰۳,۵۱۸	۲	برائے	۲۰۸
۲۷۵	۱	برائے	۲۰۹
۲۲۷	۱	برائے	۲۱۰
۵۵۸,۵۲۰,۵۱۹,۴۶۸	۲		
۶۰۶,۵۹۹,۵۹۷,۵۹۳			
۶۵۵,۶۵۴,۶۵۴,۶۴۵			
۷۱۷,۶۹۰			
۶۵۴,۶۱۵,۶۱۵,۵۱۳	۲	برائے	۲۱۱
۶۶۸,۶۶۸,۶۶۸,۶۵۵			
۷۱۷,۶۸۰			
۶۵۵,۶۱۷,۶۱۷,۵۱۳	۱	برائے	۲۱۲
۲۷۲			
۶۸۴,۶۸۰,۵۹۹,۴۷۳	۲		
۷۱۷,۷۱۷,۷۱۷,۷۰۴			
۵۱۲	۲	برائے	۲۱۳
۵۰۴,۵۱۲	۲	برائے	۲۱۴

۷۔ فہرست مراجع التحقیق

کتابیات

(BIBLIOGRAPHY)

فہرست مراجع و مصادر تحقیق

(الف)

- ۱۔ الامانات الیسات شرح جمع الجوامع للمحلی شہاب الدین احمد بن قاسم العبادری شافعی (متوفی ۹۹۳ھ)۔ ممبر دارالکتب ۱۲۸۹ء۔
- ۲۔ ابطال القہاس والوہای والاسعحان والظہید العلعلیل، ابو محمد بن حزم الاندلسی قضاہری (۳۸۴ھ-۳۵۶ھ)۔ دمشق مطبعہ جامعہ دمشق ۱۳۷۹ھ-۱۹۶۰ء تحقیق سعید الاقلانی۔
- ۳۔ ابن حبیہ حیفا عصر لوازہ وفقہہ محمد ابو زہرہ، القاہرہ۔ دار الفکر العربی ۱۵۵۸ء طبع شامی۔
- ۴۔ ابن حزم حیفا عصر آراۃ وفقہہ محمد ابو زہرہ، مطبعہ خیر ۱۴۷۳ھ۔
- ۵۔ الباء الفہر بلقاء العصر، حانقا ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ)۔ القاہرہ، المجلس الاعلیٰ للشرع الاسلامیہ ۱۳۸۹ھ-۱۹۶۹ء تحقیق حسن بوشی۔
- ۶۔ ابن حنبل حیفا عصر آراۃ وفقہہ محمد ابو زہرہ، القاہرہ۔ دار الفکر العربی بن بن۔
- ۷۔ الابہاج فی شرح السنہاج، قاضی القضاۃ الامام تقی الدین علی بن عبد اللہ کان السبکی شافعی (۶۸۳ھ-۷۵۶ھ)۔ دولہ تاج الدین عبدالوہاب بن علی السبکی شافعی (۷۳۷ھ-۷۷۷ھ)۔ بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲ء۔
- ۸۔ الابہاج فی شرح السنہاج، قاضی القضاۃ الامام تقی الدین علی بن عبد اللہ کان السبکی شافعی (۶۸۳ھ-۷۵۶ھ)۔ دولہ تاج الدین عبدالوہاب بن علی السبکی شافعی (۷۳۷ھ-۷۷۷ھ)۔ مصر مطبعہ بیعتی البابی العلمی بن بن۔
- ۹۔ ابو حنیفہ حیفا عصر آراۃ وفقہہ محمد ابو زہرہ، القاہرہ۔ دار الفکر العربی طبع ثالث ۱۹۶۰ء۔
- ۱۰۔ اثر الاختلاف فی القواعد الاصولیہ فی اختلاف الفقہاء، مصطفیٰ سعید الحسن۔ بیروت موسسۃ الرسالہ ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲ء۔
- ۱۱۔ احسن الحواشی علی اصول الشافعی نظام الدین الشافعی، شرح مکتبۃ المدینہ سلطان المنعمہ امدادیہ بن بن۔
- ۱۲۔ الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ، ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب البہری البغدادی الشافعی (۳۶۲ھ-۳۵۵ھ)۔ مصر مطبعہ مصطفیٰ البابی العلمی ۱۴۰۸ھ-۱۹۶۰ء۔

- ۱۲۔ احکام الفصول فی احکام الاصول، ابو الولید سلیمان بن خلف البانی الاندلسی مالکی (۳۰۳ھ-۳۷۲ھ)۔ بیروت دارالستراب الاسلامی ۱۳۸۵ھ-۱۹۸۶ء
- ۱۳۔ احکام القرآن، ابو بکر احمد بن علی الرازی البغدادی حنفی (۳۵۵ھ-۴۳۷ھ)۔ بیروت، دار احیاء التراث العربی ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵ء، تحقیق محمد المادق لکھ دی۔
- ۱۴۔ الاحکام فی اصول الاحکام، ابو محمد علی بن حمزہ مالکی الظاہری (۳۸۴ھ-۳۵۶ھ)۔ کراچی جامعہ ابو بکر طبع مانی ۱۴۰۸ھ تحقیق محمد عمر شاکر۔
- صوت : کتابیات کی اس فہرست میں تمام جگہوں پر ال سے حرف نظر کرتے ہوئے اصل لفظ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔
- ۱۶۔ الاحکام فی اصول الاحکام، سیف الدین بن ابی الحسن علی بن ابی علی الامدی شافعی (۵۵۱ھ-۶۳۱ھ)۔ دمشق، المکتب الاسلامی ۱۳۶۸ھ تحقیق عبدالرزاق مفتی۔
- ۱۷۔ الاحکام فی اصول الاحکام، سیف الدین بن ابی الحسن علی بن ابی علی الامدی شافعی (۵۵۱ھ-۶۳۱ھ)۔ بیروت، دار الفکر ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۶ء۔
- ۱۸۔ احقاق الحق باطل الباطل فی معیت الخلق، محمد زاید بن الحسن الکلبی (متوفی ۱۲۷۷ھ)۔ کراچی، ایچ۔ ایم۔ سعید کتب طبع مانی ۱۳۰۸ھ-۱۹۸۸ء۔
- ۱۹۔ احواء علوم الدین، حامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۳۵۰ھ-۵۵۵ھ)۔ بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء۔
- ۲۰۔ اختلاف الفقہاء، ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ)۔ اسلام آباد، معهد الامم وتمدن الاسلامیہ ۱۳۹۱ھ-۱۹۷۱ء۔
- ۲۱۔ اختلاف الفقہاء، ابو جعفر احمد بن محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۲۰ھ)۔ بیروت، دارالکتب العلمیہ ک۔ و۔ ن۔
- ۲۲۔ الادلة المختلف فیها عند الاصولیین، خیفہ یا بکر الحسن۔ قاہرہ، مکتبہ وحبہ ۱۳۷۷ھ-۱۹۵۷ء۔
- ۲۳۔ ارشاد الفصول الی تحقیق فی من علم الاصول، محمد بن علی الشوکانی (۱۷۷۳ھ-۱۲۵۵ھ)۔ قاہرہ، دارالکتب ک۔ و۔ ن۔ تحقیق شعبان محمد اسماعیل۔
- ۲۴۔ اسماء یلیاد و رشید و امامت کا تعارف، مبارک بنی غلطہ نظریہ، سید عظیم حسین۔ کراچی، موارث عظیم المسلمین ک۔ و۔ ن۔
- ۲۵۔ الاشارة فی اصول الفقہ، توشی ابو الولید سلیمان بن خلف بن سعید بن ابوب الاندلسی القرطبی المالکی اندلسی مالکی (۳۰۳ھ-۳۵۰ھ)۔ اریاض، المکتبہ نواز مصطفیٰ الہاز طبع مانی ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء تحقیق عادل ام۔ عبدالموجود علی محمد عوض۔
- ۲۶۔ الاشباہ والنظائر فی الفروع، امام جلال الدین محمد الرضی بن ابی بکر ایوبی شافعی (۸۳۹ھ-۹۱۵ھ)۔ مصر، مطبعہ مصطفیٰ محمد ۱۳۵۹ھ۔

- ۳۳۔ اصول السرخسی، ابو بکر محمد بن احمد بن سہیل السرخسی حنفی (متوفی ۳۹۰ھ)۔ مصر، مطبعہ دار الکتاب العربی ۱۳۷۳ھ، تحقیق ابو الوفاء الافغانی۔
- ۳۵۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین، شمس الدین ابو عیداء محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ حنبلی (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ)۔ بیروت، دار الفکر طبع ثانی ۱۳۹۷ھ-۱۹۷۷ء۔
- ۳۶۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین، شمس الدین ابو عیداء محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ حنبلی (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ)۔ بیروت، دار النجیل س، د، تحقیق ط عبد الرؤف سعد۔
- ۴۷۔ الاصول من علم الاصول، محمد صالح العثیمین (معاصر)۔ قاہرہ، مکتبۃ الرشد ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۳ء۔
- ۴۸۔ الاعلام بسوفیات الاعلام، محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)۔ مکہ، المکتبۃ، مصطفیٰ احمد الباز ۱۴۱۳ھ-۱۹۹۳ء۔
- ۴۹۔ الاعلام قاموس تراجم الاشہار الرجال والنساء من العرب والمستعربین فی الجاہلیۃ والاسلام والعصر الحاضر، خیر الدین الزرکلی۔ مصر، المطبعۃ العربیہ ۱۳۳۷ھ-۱۹۲۸ء۔
- ۵۰۔ اعلام السنن، نظیر احمد العثمانی استاذ لوی (۱۳۱۰ھ-۱۳۹۳ھ)۔ کراچی، ادارہ القرآن دارالعلوم الاسلامیہ طبع ثالث ۱۴۱۷ھ۔
- ۵۱۔ اکمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم، امام ابو عبد اللہ محمد بن خالد الوثانی الابن المالکی (متوفی ۸۴۷ھ یا ۸۲۸ھ)۔ بیروت دار الکتب العلمیہ س، د۔
- ۵۲۔ الامام الاوزاعی فقیہ اہل الشام، عبد العزیز سید الاعلیٰ۔ قاہرہ، المجلس الاعلیٰ للشؤون الاسلامیہ ۱۳۸۶ھ-۱۹۶۶ء۔
- ۵۳۔ الامام الصادق حیاتہ وعصرہ واروۃ وفتوہ، محمد ابو زہرہ۔ مصر، مطبعہ احمد علی نجیم س، د۔
- ۵۴۔ امام اعظم ابو حنیفہ، عزیز الرحمن۔ لاہور، مکتبۃ رحمانیہ س، د۔
- ۵۵۔ امام ہارانی، عبد السلام ندوی۔ بھارت، اعظم گڑھ، معارف پریس ۱۳۶۹ھ-۱۹۵۰ء۔
- ۵۶۔ الامام نزہیہ حیاتہ وعصرہ واروۃ وفتوہ، محمد ابو زہرہ۔ القاہرہ، دار الفکر العربی س، د۔
- ۵۷۔ امام فخر الدین رازی حیاتہ وآثارہ، علی محمد حسن العمادی۔ مصر، مجلس الاعلیٰ للشؤون الاسلامیہ ۱۳۹۹ھ-۱۹۶۹ء۔
- ۵۸۔ الامام فی بیان ادلۃ الاحکام، عز الدین عبد العزیز بن عبد السلام المسلمی شافعی (۷۷۷ھ-۶۶۰ھ)۔ بیروت، دار البیضاء الاسلامیہ ۱۴۰۷ھ-۱۹۸۷ء۔
- ۵۹۔ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۳ھ-۱۱۷۶ھ)۔ دہلی، مطبعہ مہاکاشی س، د۔

- ۶۰۔ ایضاح المکنون فی اللیل علی کشف الظنون، اسمعیل پاشا بن محمد امین بن میر سلیم البابی القیصر اوی۔ بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۴ء۔

(ب)

- ۶۱۔ بالسیل الاقوام فی توضیح المسلم محمد مہدائے اسپارچور۔ نصیر الدین کتب خانہ شترکی سن۔
- ۶۲۔ البحر المحیط بامام زکریا بدر الدین محمد بن بہاؤ الدین عبداللہ شافعی (۷۵۵ھ۔ ۷۹۴ھ)۔ مصر، دار الکتاب سن۔
- ۶۳۔ بداية المسجید ونهاية المقصد، ابو الولید محمد بن احمد بن ابو الولید بن رشد قاضی الیاموہ ظہیر غرناطی مالکی (۵۲۰ھ۔ ۵۹۵ھ)۔ مصر، مکتبہ الشیخ البابی الحلبي ۱۳۳۹ھ۔
- ۶۴۔ بداية المسجید ونهاية المقصد، ابو الولید محمد بن احمد بن ابو الولید بن رشد قاضی الیاموہ ظہیر غرناطی مالکی (۵۲۰ھ۔ ۵۹۵ھ)۔ لاہور، مکتبہ احصیہ ۱۳۹۶ھ۔ ۱۹۷۶ء۔
- ۶۵۔ البدایہ والنہایہ، ابو الفداء ایبک ابن کثیر دمشقی (متوفی ۷۴۳ھ)۔ بیروت مکتبہ المعارف، الرياض، مکتبہ النصر ۱۹۶۶ء۔
- ۶۶۔ الدر الطالع بمحاسن من بعد القرآن السابع، محمد بن علی شونکانی (۷۴۳ھ۔ ۱۲۵۰ھ)۔ القاہرہ، مطبعہ المعارف ۱۳۳۸ھ۔
- ۶۷۔ الدر الطالع بمحاسن من بعد القرآن السابع، محمد بن علی شونکانی (۷۴۳ھ۔ ۱۲۵۰ھ)۔ بیروت، دار المعرفہ سن۔
- ۶۸۔ البرہان، امام الحرمین ابی الدعالی عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف جوینی شافعی (۴۱۹ھ۔ ۴۷۸ھ)۔ کویت، مکتبہ امام الحرمین طبع ثالث ۱۴۱۲ھ تحقیق مہدائے علم الدرب۔
- ۶۹۔ البرہان، امام الحرمین ابی الدعالی عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف جوینی شافعی (۴۱۹ھ۔ ۴۷۸ھ)۔ قطر، امیر، دار قطر ۱۳۹۹ھ۔
- ۷۰۔ بغیۃ الوعاة فی طبقات الغویین والحادۃ، جمال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی شافعی (۸۳۹ھ۔ ۹۱۱ھ)۔ بیروت، دار الفکر طبع ثانی ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۷۹ء تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم۔
- ۷۱۔ البلیل فی اصول الفقه، مختصر روحہ المناظر وجعۃ المناظر للموفق ابن قدامہ، سلیمان بن عبدالقوی الطوقی المصری السیوطی (۶۷۳ھ۔ ۷۴۹ھ)۔ الرياض، مکتبہ امام الشافعی ۱۳۸۳ھ۔
- ۷۲۔ بیان المختصر شرح منہج السؤل والاعمل لامن حاجب، ابو الفداء شمس الدین محمود بن عبدالرحمن بن احمد بن محمد بن ابوبکر بن علی۔

٤٣- ابراهيم باقر شافعي (١٢٤٣ هـ - ١٣٢٩ هـ) - مكة المكرمة - جاسر، القري، ١٣٩٦ هـ - ١٤٨٩ هـ، تحقيق محمد منظر، ١٤٣٠ هـ.

(ت)

۴۔ تاج التراجم فی طبقات المحتجبہ فاسم بن قطلوبغا حقی (۸۰۳ و ۸۰۹ ع)۔ بغداد، مطبعہ اعلیٰ ۱۲۶۲ھ۔

۷۵۔ جرح الخائن: ابو نعیم حیدر، نعیم و عبد الحمید۔ ۱۔ دور کشمیری بازار، کشمیر، منظر، ساکن

۷۷۔ سائنس و تہذیب العربیہ فخر محمد کھانا۔

٤٤ تاريخ الخلفاء القادسيين، بإقبال الدين محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر السبكي شافعي (٩٣٩ هـ - ٩٩١ هـ) - مصر.
مطبعة الأزهر ١٣٠٥ هـ.

۸۔ تاریخ الشعوب الاسلامیہ، کارل بروکلمان، نقلتہ الی العربیہ دکتور مہبہ امین فانی، مصر العلیہ، بیروت، دار العلم للمیقات، ۱۹۰۲ء۔

٤٩. تاريخ الفقه في الاسلام، الاستاذ ث. - ج. ١، دي بوز، جامعة مستر دام T.J. DOUER مترجم محمد عبد الباقي
البوز، مطبعة لجنة التأليف والترجمة والنشر ١٩٥٦، طبع الرابع من ١٩٦٠.

۸۰۔ تاویذ القضاء فی الاسلام محمد بن محمد غزنوی مترجم شیخ محمد احمد یاقینی۔ لاہور: ادارہ فروغِ علم و ادب، ۱۳۸۵ھ۔

۸۱۔ تاریخ اکمال لابی المسلمات محمد الدین المبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم، ابن النافیس الجزری (۵۵۳ھ)۔
 ۲۰۶ھ)۔ مسمیہ طبع ذات التحریر ۱۳۰۳ھ۔

۸۲- تاریخ بغداد، حافظ ابن کثیر، علی المصطفیٰ بغدادی (۱۳۹۲ھ-۱۳۶۳ھ)۔ بیروت: دارالکتب العلمیہ، ص ۱۰۰۔

۶۴۔ تاریخ عالمین معروضہ جدیدی۔ کراچی، نقشب اکبری طبع دوم ۱۹۶۳ء۔

۸۵۔ تاریخ قصاصہ الاسلام ابن حسن بن علی لایلی (متوفی ۷۹۲ھ)۔ بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۵ء
خطبہ شرح تعلیق مرجع قاسم طویلی۔

۸۶۔ مہرِ غلامیۃ الاسلام، محمد لطیف جوہر مترجم میرزا علی بن۔ کراچی، نقیصہ لکچری، ۱۹۷۹ء۔

۸۷۔ تاریخ نظامہ دہلی و راجہ شاہ تازہ کراچی، فضلی سنہ ۱۹۹۸ء۔

۸۸۔ چیس (سکھر، ابڑہ، عبید) (عید) اللہ بن عمر الدبوسی (متوفی ۱۳۳۰ھ)۔ کراچی، اسعید کتب خانہ ۱۳۸۱ھ۔

۸۹۔ الکلیف بین القوی محمد حمزہ۔ دمشق، دار ترقیہ ۱۳۵۵ھ۔ ۱۹۸۵ء۔

- [illegible]

- ١٠٣- تفسير المصنف الراوى . المشتهر بتصنيف الكبير وملاحج العجب ، ا. هـ محمد بن الرزنى شافعى

۱۱۔ جبرائیل بن عمر و نامہ الطبعی محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ھ - ۲۴۰ھ)۔ بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵ء تخفیف، ترجمہ احمد دہلوی۔

۱۲۔ محمد بن ابی اسحاق ابو نعیم بن الحنفیة بن العزین عبد الوہاب بن علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ ابن تمام بن ابی شافع (۷۷ھ - ۱۷۷ھ)۔ مسقطی اشع اللمع من ان۔

۱۳۔ النجاشی الحنفی علی طہات الحنفیہ بنی الدین بنی محمد عبد القہار بن ابی الوہاب محمد بن نصر بن صالح بن ابی الوہاب القرظی انیس مصری (متوفی ۷۷ھ)۔ کراچی دیر محمد کتب خانہ سن۔

(ج)

۱۴۔ حاشیہ الشیخ ابی الخلف علی تفسیر بعضی شیخ محمد بن محمود بن عمر بانی القضاۃ، شہاب الدین افغانی مصری بنی علی (متوفی ۱۰۶۹ھ)۔ مصر دار الفکر محمد عارف پاشا ۱۳۸۳ھ۔

۱۵۔ حاشیہ المعطار علی جمع التوامع بعدد شیخ حسن وقار بنی شرح النجاشی امام ابن اسحاق۔ بیروت دارالکتب سن۔

۱۶۔ حاشیہ سالکون علی غلبہ توضیح و التلویح عبد کلیم بانی کوئی بنی (۹۸۹ھ - ۱۰۶۷ھ)۔ دارالہند سن۔

۱۷۔ حاشیہ علی مرقاة المصول شرح مرقاة الموصول للزمسری۔ مصر مطبعہ خان محمد آخری دیوبند ۱۳۰۲ھ۔

۱۸۔ حاشیہ علی التورقات للزمسری شیخ محمد بن محمد بن سیاف (متوفی ۱۱۱۷ھ)۔ مصر مکتبہ مصطفیٰ بنی بنی ۱۳۵۵ھ۔

۱۹۔ حاشیہ لسان الاموار علی شرح القضاۃ الاموار علی من اصول المعتاد لعل الدین المحمدي حنفی (متوفی ۸۸۸ھ)۔ محمد امین بن عمر بن عابد بن (۱۵۸ھ - ۱۶۵۲ھ)۔ مصر مکتبہ مصطفیٰ بنی بنی الحنفی طبع بنی ۱۳۹۹ھ۔

۲۰۔ تہذیب البیان، دولی لغوی (۱۱۳ھ - ۱۱۷۶ھ)۔ دارالطبع، المیزان ۱۳۵۲ھ۔

۲۱۔ تہذیب البیان، دولی لغوی (۱۱۳ھ - ۱۱۷۶ھ)۔ دارالطبع، المیزان ۱۳۵۲ھ۔

۲۲۔ حاشیہ علی التورقات للزمسری شیخ محمد بن سیاف (متوفی ۱۱۱۷ھ)۔ مصر مکتبہ مصطفیٰ بنی بنی الحنفی طبع بنی ۱۳۹۹ھ۔

۲۳۔ حاشیہ التالیف بالعدۃ العربیہ فی الاقلام العربیہ لہندی فی تقریرین الثامن والذین عشر و خمس۔ کراچی دارالطبع، المیزان ۱۳۵۲ھ۔

۲۴۔ الحاشیہ، تمام الدین محمد بن محمد بن عبد الحنفی بنی (متوفی ۶۳۵ھ)۔ مع الحاشیہ بنی بنی ابو محمد عبد الحق الحنفی بنی کراچی، دارالطبع، المیزان ۱۳۵۲ھ۔

- ۱۳۱- حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة، جمال الدين أبيه علي شافعي (۸۳۹-۹۱۱ هـ)، مصر، مصطفى آفندي قديمي الكتب، ص ۱۰۸.

- ۱۳۲۔ حصول الحاصل من علم الاصول بنواب صدیق حسن خان (۱۲۳۸ھ۔ ۱۳۰۷ھ)۔ القاب: ہرہ، دارالعلوم
۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۵ء تعلق مقتدی حسن الازہری۔

- ۱۳۳۔ حیات حافظ ابن قیو، عبدالعظیم مترجم غلام احمد قریری۔ کراچی، نظامی سنز ۱۹۸۹ء۔

(5)

- ۱۳۳۰۔ خطبات بہارِ لہور، محمد تمیز، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، طبع ۱۹۹۰ء۔

(2)

- ۱۳۵۔ دائرہ مخالف اسلامیہ (اردو) - راجہ نور الدین شاہ گاندھار، لاہور ۱۳۹۱ھ - ۱۴۰۱ھ

- ١٣٦- دراسته تاریخیة للفقه واصوله والاتجاهات التي ظهرت فيها، مصطفى - حميد الحن، الشركة المتحدة للتوزيع، عمان.

- ۱۳۷۔ البدو المختار فی شرح تنویر الامصار، علاء الدین محمد بن علی بن محمد الحسینی خنقی (۱۰۲۵ھ-۱۰۹۸ھ)۔
کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، سن۔

- ١٣٨ - المورد الكامله في اعيان البهائم النافعه، احمد بن علي بن محمد بن محمد بن احمد الكاظمي ابن حجر عسقلاني شافعي (٨٥٣-٨٥٤هـ) - بيروت، دار الجيل، ص ١٠١ -

- ١٣٩- دروس فی علم الاصول، شہید آية العظمی السید محمد باقر الصدر (متوفی ۱۳۰۰ھ) قم، مؤسسه النشر الاسلامی ۱۳۶۵ھ۔

- ۱۳۰۔ الدیاج المصطب فی معرفة اعیان المصطب، قاضی ابوالحسین بن ابوالدین المعروف بابن فرحون مائلی (متوفی ۹۹ھ)۔ بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۳۶۷ھ۔ ۱۹۹۶ء تحقیق مامون بن محمد بن العتقان۔

(3)

- ۱۴۱- الذریعہ الی تصانیف الشیعہ شیخ آقا میرزا محمد الطہرانی، بیروت، دارالاضواء مطبع ثالث، ۱۴۱۰ھ۔

6

- ۱۳۳۔ الرسالہ محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ھ-۲۰۴ھ)۔ حیات و افکار، ۱۳۰۹ھ، تحقیق احمد محمد شاہ۔

- ۱۳۳- الرسالة المسطرة له لبيان مشهور كتب السنة المشرفة، شيخ محمد جعفر الكنتاني (متوفى ۱۳۳۵هـ) - كراچی، نور محمد کتب خانہ ۱۳۷۹ھ۔

- ١٣٣- رفع الملام عن الائمة الاعلام، شيخ الاسلام ابن تيمية حنبلي (٦٦١-٧٢٨هـ) مطبوع في الهند ١٣٨هـ.

- ۱۶۰۔ شرح الزرقانی علی المذاہب، علامہ محمد عبدالقادر الزرقانی متوفی سنہ ۱۱۱۲ھ۔ بیروت، دار المعرفۃ للطبعانی ۱۳۹۳ھ۔
- ۱۶۱۔ شرح المعتمد علی مختصر ابن الحاجب، عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن شافعی (۵۷۹ھ)۔ ۱۳۵۶ھ۔ مصر، مطبعہ کبریٰ، ۱۳۶۶ھ۔
- ۱۶۲۔ شرح المعتمد، ابوالحسن محمد بن علی بن عطیہ، مہرری المحترق (متوفی ۴۳۶ھ)۔ حرۃ، مکتبہ العلوم والادب، ۳۱ھ، تحقیق عبدالحمید بن ابوزید۔
- ۱۶۳۔ شرح الکوکب النعیر، المسمی مختصر التجویز یا المختصر التکبیر شرح المعتمد فی اصول الفقہ، شیخ محمد بن احمد بن عبدالحزیز بن علی الفتوحی، حسینی معروف، ابن الحکام (۸۹۸ھ-۹۷۲ھ)۔ دمشق، دار الفکر، ۱۴۰۰ھ-۱۹۸۰ھ، تحقیق محمد اوزعلی وزیر حماد۔
- ۱۶۴۔ شرح الکوکب النعیر، المسمی مختصر التجویز یا المختصر التکبیر شرح المعتمد فی اصول الفقہ، شیخ محمد بن احمد بن عبدالحزیز بن علی الفتوحی، حسینی معروف، ابن الحکام (۸۹۸ھ-۹۷۲ھ)۔ حرۃ، المکتبہ، وجامد الملک عبدالعزیز، ۱۴۰۰ھ-۹۸۰ھ، تحقیق محمد اوزعلی وزیر حماد۔
- ۱۶۵۔ شرح اللصع بالوصول الی مسائل الاصول، جمال الدین ابوالفتح ابوالعزیز بن علی بن يوسف بن عبدالرشید شیری شافعی (۳۹۳ھ-۵۷۲ھ)۔ بیروت، دار الغرب اسلامی، ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸ھ، تحقیق عبدالحمید ترکی۔
- ۱۶۶۔ شرح المختار وحوادثہ من علم الاصول علی من الصواب، عزالدین عبدالغنی بن عبدالحزیز بن الملک (متوفی ۸۰۱ھ)، طبع احقرائیس، دان۔
- ۱۶۷۔ شرح النورقات لمجوبینی، جمال الدین محمد بن احمد الحلی شافعی (۵۹۱ھ-۶۶۴ھ)۔ مصر، مکتبہ معظنی، اربعی المحلی، ۱۳۷۳ھ-۱۹۵۵ھ۔
- ۱۶۸۔ شرح لمہجول الطرقات سید محمد ملوک باکچی (معاصر)۔ سعودیہ، وزارت نشر و اشاعت، ۱۴۱۱ھ۔
- ۱۶۹۔ شرح جلال المعجل علی جامع الجوامع، دہان الدین محمد بن محمد الحلی شافعی (۵۹۱ھ-۶۶۳ھ)۔ کتب مطبوعہ المطابع من ان۔
- ۱۷۰۔ شرح صحیح مسلم، محمد بن غزوف، شافعی (متوفی ۶۷۰ھ)۔ کراچی، بوکھارہ، مطابع طبع دینی، ۱۳۶۵ھ۔
- ۱۷۱۔ شذرات السنن فی احیاء من الشعب، ابو الفلاح عبدالحی بن احمد الحسینی (متوفی ۱۰۸۹ھ)۔ قاہرہ، مکتبہ القدی، ۱۳۵۵ھ۔
- ۱۷۲۔ شفاء الغلیل فی بیان التنبہ والمعجل و مسائل الحلی، ابو حامد محمد بن محمد انصاری شافعی (۴۵۵ھ)۔ ۵۰۵ھ، بغداد، مطبعہ الرشاد، ۱۳۶۹ھ-۱۵۷۰ھ، تحقیق، سید محمد تلمیسی۔

(ع)

۱۸۷۔ عز بن عبد السلام : رہنمون علی تدویٰ۔ دمشق، دار الفکر ۱۳۷۵ھ۔ ۱۹۶۰ء۔

۱۸۸۔ علم اصول الفقہ : عبد الوہاب خلاف (۱۳۰۵ھ۔ ۱۳۷۵ھ)۔ کویت، دار القلم طبع عشرہ ۱۳۶۱ھ۔

۱۸۹۔ علم اصول الفقہ و علاقہ بالفلسفۃ الاسلامیہ : علی بن محمد۔ القاہرہ، المصنوعہ العالمی للفکر الاسلامی ۱۳۰۵ھ۔ ۱۹۹۶ء۔

۱۹۰۔ علم الاصول تاریخاً و تطوراً : علی الفاضل القاضی النجفی، مرکز النشر مکتب الاعلام الاسلامی ۱۳۰۵ھ۔

۱۹۱۔ عیون البصائر فی شرح الاشیاء و النظائر : حموی ثمر۔ اندلیز مطبعہ عثمانیہ کوشورس۔

(غ)

۱۹۲۔ غایۃ الوصول شرح لب الاصول : شیخ الاسلام زین الدین حافظ قاضی القضاۃ زکریا بن محمد بن احمد زکریا الانصاری قاضی شافعی (۸۲۶ھ۔ ۹۲۶ھ) مصر، مطبعۃ الباب الحلی ۱۳۶۰ھ۔

۱۹۳۔ اغوالی : شمس نعمانی (۱۸۵۷ء۔ ۱۹۱۳ء)۔ کراچی۔ مدینہ پبلشنگس۔

(ف)

۱۹۴۔ الفاروق : شمس نعمانی (۱۸۵۷ء۔ ۱۹۱۳ء)۔ لاہور، مکتبہ رحمانیہ۔

۱۹۵۔ عبور فاروق اعظم : محمد حسین بیگلر ۲/۲۹۳۔ القاہرہ، مطبعہ مصر شرکہ مسابہ مصریہ ۱۳۶۳ھ۔

۱۹۶۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری : احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد اکتانی ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ۔ ۸۵۳ھ)۔ بیروت، ادارۃ البحوث العلمیہ و الافاء و الدعویہ و الارشاد۔

۱۹۷۔ فتح الرحمن علی متن القطعۃ العجلان لیدر الدین الزدکشی : زین الدین حافظ قاضی القضاۃ زکریا بن محمد بن احمد زکریا الانصاری قاضی شافعی (۸۲۶ھ۔ ۹۲۶ھ)۔ القاہرہ، مطبعۃ البعلب ۱۳۳۶ھ۔

۱۹۸۔ فتح الظہار بشرح المنار المعروف بمشکوۃ الاصول فی اصول المنار : زین الدین ابوالحسن بن محمد بن محمد ابن نجم حنفی مصری (متوفی ۷۹۷ھ)۔ مصر، مطبعہ مصطفیٰ البابی الخسی ۱۳۵۰ھ۔ ۱۹۳۶ھ۔ حواشی شیخ عبد الرحمن الخمرانی مصری۔

۱۹۹۔ الفتح المبین فی طبقات الاصولیین : عبد اللہ مصطفیٰ المراغی۔ بیروت، مجد امن دہ مجس۔

۲۰۰۔ الفسوف : ابوالحسن شہاب الدین احمد بن یونس بن عبد الرحمن بن عبد اللہ مصری قرافی مالکی (۶۲۶ھ۔ ۶۸۳ھ)۔ بیروت، دار المعرفہ۔

۲۰۱۔ الفصول فی الاصول : ابواب الاجتهاد و القیاس لابن کبر احمد بن علی الرازی الجصاص حنفی (متوفی ۷۷۰ھ)۔ تحقیق۔ عبد اللہ قاضی۔ لاہور، مکتبہ العلمیہ ۱۹۹۸ء۔

- ۲۰۴۔ الفقه الاسلامی فی ثوبہ الجدیدہ : مصطفیٰ احمد الزرقانی۔ دمشق مطبعہ الانتشار ۱۳۸۳ھ۔ ۱۹۶۵ء۔
- ۲۰۵۔ فقه اسلامی کا نامیسی پس منظر : سجاد الرحمن صدیقی۔ اسلام آباد شریعہ اکیڈمی ۱۹۹۴ء۔
- ۲۰۶۔ الفقه الاسلامی وادلتہ، وجہ الزحلی : دمشق دار الفکر طبع ثالث ۱۴۰۹ھ۔ ۱۹۸۹ء۔
- ۲۰۷۔ فقه عمر : شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ لاہور دار الفکرت اسلامیک طبع دوم ۱۹۶۶ء۔
- ۲۰۸۔ الفکر الاصولی والکلیۃ السلطۃ العلمیۃ فی الاسلام : قراءۃ نشاۃ علم الاصول ومقاصد الشریعہ وعبدالحمید الخیر۔ بیروت دار الکتب العربی ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۹۳ء۔
- ۲۰۹۔ الفکر السامی فی تاریخ الفقه الاسلامی : محمد بن الحسن النجفی الشعالی الدیاسی (۱۲۹۱ھ۔ ۱۳۷۶ھ) بیروت دار الکتب العلمیہ (۱۴۱۶ھ۔ ۱۹۹۵ء) تحقیق یحییٰ صالح شہباز۔
- ۲۱۰۔ الفکر السامی فی تاریخ الفقه الاسلامی : محمد بن الحسن النجفی الشعالی القاسمی (۱۲۹۱ھ۔ ۱۳۷۶ھ) بیروت دار الکتب العلمیہ س، ان۔ تاریخ احادیث و تعلیق عبدالمعز بن عبدالفتاح القدیری۔
- ۲۱۱۔ فلسفۃ التشريع فی الاسلام : محسنی محمد صافی بیروت، مکتبۃ الکشاف ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۴۶ء۔
- ۲۱۲۔ فہرست الکتب العربیہ المحفوظہ بالکتب خانۃ المصریہ : مصر مطبعہ احسان ۱۳۰۵ھ۔ مجمع و ترتیب احمد النجیبی و محمد اذہبی۔
- ۲۱۳۔ فہرست المکتبہ الاذہبیہ : فہرست الکتب الموجودہ بالمکتبۃ الاذہبیہ الی ۱۳۶۳ھ۔ ۱۹۴۵ء۔ مصر مطبعہ الاذہبیہ ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۴۶ء۔
- ۲۱۴۔ فہرست مخطوطات مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء : مکتبہ وزارت الاوقاف والارشاد الجمهوریہ العربیہ البعثیہ س، ان۔ تقدیم علی ابن علی السمان واعداد احمد عبدالرزاق الرقبی و عبد اللہ محمد السبئی۔
- ۲۱۵۔ فوات الوفیات : محمد بن شاکر بن احمد اللطیف (متوفی ۶۳۳ھ)۔ مصر مطبعہ المسیحیہ احمد البابی الخفی ۱۳۱۰ھ۔
- ۲۱۶۔ فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت : عبدالحی محمد بن نظام الدین الانصاری۔ مصر مطبعہ الامیریہ بواوق ۱۳۲۲ھ۔
- ۲۱۷۔ فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت : عبدالحی محمد بن نظام الدین الانصاری۔ اندلیز مطبعہ کول کشور ۱۳۹۵ھ۔ ۱۸۷۸ء مجمع محمد امان الحق۔
- ۲۱۸۔ الشواہد البیہ فی تراجم الحنفیہ : ابو الحسنات محمد عبدالحی ککنتوی ہندی (۱۲۶۳ھ۔ ۱۳۰۴ھ)۔ کراچی، مطبعہ خیر کثیر س، ان۔

(ق)

- ۲۱۹۔ قاموس الیاس العصری : الیاس انقلون الیاس، بیروت دار البیروت ۱۹۷۲ء۔
- ۲۲۰۔ قاموس المحيط : محمد الدین الغفر و زبیدی، مصر مکتبۃ التجاریہ الکبریٰ س، ان۔

۲۳۲۔ کتاب التحقیق شرح المسامع، المعروف بغایۃ الحقیقۃ : عبدالمعز بن احمد بن محمد البخاری (متوفی ۷۳۰ھ) تراجی، بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۰ء۔

۲۲۳۔ کتاب التعریفات : سید الشریف علی بن محمد انور جال متوفی (۱۰۷۳ھ - ۱۱۱۶ھ) اظہار ان اشعارات دسر
خمس طبع سید ۱۳۵۸ھ۔

[illegible]

۳۵۔ کتاب الجود والفضل فی تاریخ حیات الامام محمد بن ادریس الحنفی مدظلہ العالی، مطبوعہ ممبئی، ۱۳۲۶ھ۔ ۱۹۰۸ء۔

۲۳۹۔ کتاب الخبز علی طبقات الحامله : ابن رجب الباری، ترمذی، بیروت، دار المعرفہ، ۱۴۰۵ھ - ۱۴۰۶ھ - ۱۴۰۷ھ۔

۳۳۷۔ کتاب الرحمة الغنية بالترجمة النبوية في مناقب الانبياء عليهم السلام : أبو الفضل شهاب الدين احمد بن علي بن محمد بن محمد بن علي بن احمد الكافاني، ابن حجر مصنفه في (۷۳۷-۸۵۲ھ) مسرعة مطبوعه في مصر ۱۳۰۱ھ۔

۳۳۸۔ کتاب الطہارت : ابن النعمان رحمہ اللہ بن یعقوب الحسینی مستوفی (متوفی ۸۰ھ) کمرانی، المجلد ۱ ص ۱۰۰۔

٢٣٩- حساب الاملائي لي حصول الفقه : محمود بن محمد النعماني خفي تاريخي . ج ١ ص ٤٠٥ ، دار الغرب الاسلامي ، ١٩٩٠ .
خصيصه و هو الجليلي .

۲۴۰۔ کتاب التلویع : (ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی شافعی) (۹۳۰ھ - ۹۷۴ھ) ۲/۱۹۸۔
مطبعة دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۸ء۔

۲۶۱۔ کتاب المنیر، عبدالحی الحق، مقدمہ فی مذهب احمد : عبداللہ بن محمد الخلیفی، دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۱ھ - تصحیح محمد زکی الشحرور۔

٢٣٦- كتاب النعم، مد في اصول الفقه، ابراهيم بن محمد بن علي بن القطب المصري المعنوي (متوفى ٥٣٦هـ) مطبوع في المطبعه العلميه، القاهرة، ١٩٦٣هـ، ١٣٦٣هـ، ٩٦٣هـ، تحقيق وتقديم محمد عبد الله.

۲۴۳۔ کتاب الطهارة الکبریٰ : ۱۰۰ جلد، دار الفکر للطباعة و النشر و التوزیع، بیروت۔

۳۳۴۔ کتاب علم الثبوت : قاضی محبت اللہ بن عبد الشکور ریسہ دی خلی (متوفی ۱۱۱۹ھ) مصر، مطبعہ المدینہ

۲۳۵۔ کتاب مناقب الامام شافعی : ابو عبد اللہ محمد بن عمر ذرازی شافعی (۱۰۵۴ھ-۱۱۰۶ھ) مصنف المکتبۃ

- ٢٣٩- كتاب ليرة المشتاق شرح الشع لايب اسحاق الشيرازي : محمد يحيى بن الشيخ امان اللهى، القاهرة، مطبعة تجازي، ١٣٤٠هـ - ١٩٥١م.
- ٢٤٠- الكشف عن مصطلحات عزائم كتب الاوقاف : محمد احمد طلس، بغداد، مطبعة العائى، ١٣٤٢هـ - ١٩٥٣م.
- ٢٤١- كشف الاسرار شرح اصول البزدوى : عبد العزيز بن احمد بن محمد البخارى (متوفى ١٠٣٠هـ) كراچى، هدف مايشترى من دن.
- ٢٤٢- كشف الاسرار شرح المصنف على السار : ابو البركات عبد الله بن احمد المعروف حافظ الدين النسبى (متوفى ١٠٤٠هـ) مع.
- ٢٤٣- شرح لوز الاصول على السار : الحافظ شيخ احمد المعروف ملا جيون بن ابى سعيد عبد الله الكلى الصديقى (١٠٣٤هـ - ١١٣٠هـ) بيروت، دار الكتب العلميه، ١٣٠٦هـ - ١٩٨٦م.
- ٢٤٤- كشف الاسرار شرح المصنف على السار : ابو البركات عبد الله بن احمد المعروف حافظ الدين النسبى (متوفى ١٠٤٠هـ) مع.
- ٢٤٥- شرح لوز الاصول على السار : الحافظ شيخ احمد المعروف ملا جيون بن ابى سعيد عبد الله الكلى الصديقى (١٠٣٤هـ - ١١٣٠هـ) بيروت، دار الكتب العلميه، ١٣١٩هـ - ١٩٩٩م.
- ٢٤٦- كشف القلوب عن اسامى الكتب والقول : مصطفى بن عبد الله القسط - طلى الرسمى الحنفى، للاذكار الكلى، حاشى القيد (متوفى ١٠٦٤هـ) بيروت، دار الفكر، ١٣٠٠هـ - ١٩٨٢م.
- ٢٤٧- كشف القناع المورق عن مبداء الاسامى والكلى : بدر الدين ابى محمد محمود بن يحيى (متوفى ٨٥٥هـ) جدو، جامع الملك عبد العزيز، ١٣٣٣هـ - ١٩٩٣م.
- ٢٤٨- كشف المهيم مصافى السلم : محمد بشير الدين بن محمد بن كريم الدين العثماني القوتلى - كراچى، محمد سعيد ايدى سزرا، دن.
- ٢٤٩- كشف المعطى عن وجه الموطا حاشيه الموطا : اشفاق الرحمن، اسلام آباد، وزارت تعليم.
- ٢٥٠- الكوكب السالو باعيان النسب العاشره : نجم الدين الطوى - بيروت، الجامعه الامريكيه، ١٣٣٥هـ، تحقيق جيمس بى سيمان، نيويورك.

(ل)

- ٢٥١- لب الاصول : شيخ الاسلام زين الدين حافظ القضاة زكريا بن محمد بن احمد بن احمد زكريا الانصارى القاهري (الشافعى) (٨٣٦هـ - ٩٣٠هـ) مصر، مطبعة البابى العلمى، ١٣٦٠هـ.
- ٢٥٢- لسان العرب : جمال الدين محمد بن كرم بن منكر الافريقى المصرى (متوفى ١١٤٠هـ) بيروت، دار صادر، ١٣٤٣هـ - ١٩٥٥م.

۲۶۰۔ لبان السیران : شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی محمد بن محمد بن احمد اکتافی خیر السعفی شافعی (۸۵۴ھ - ۹۵۴ھ) حیدرآباد کنکلیس، ازہرہ المعارف النظارۃ ۱۳۲۹ھ

۲۶۱۔ لطائف الاشارات الی شرح تسہیل انطلاقات لفظہ الورفات فی الاصول الفقہیات : شیخ شرف الدین عینی، امرطلی شافعی (۶۰۰ھ - ۷۸۹ھ) شیخ عبدالحمید بن محمد علی قدس شافعی، مصر، مسقطی الربانی الکلی ۱۳۳۳ھ۔

۲۶۲۔ قرۃ المعین فی شرح ورفات امام الحرمین : شیخ ابی عبداللہ محمد بن محمد رحمہ اللہ، مصر، مسقطی الربانی الکلی ۱۳۳۳ھ۔

۲۶۳۔ السمع : جمال الدین ابوالحسن ابوالاعلیٰ بن علی یوسف بن عبداللہ شیرازی شافعی (۳۸۳ھ - ۴۷۶ھ) مصر، مکتبہ انکبایات الزہریہ بیروت، دارالندوۃ اسلامیہ ۹۸۷ھ - ۹۸۸ھ۔

۲۶۴۔ السمع : جمال الدین ابوالحسن ابوالاعلیٰ بن علی یوسف بن عبداللہ شیرازی شافعی (۳۹۳ھ - ۴۷۶ھ) مصر، مطبوعہ مطفی البانی الکلی ۱۳۵۸ھ - ۱۳۶۹ھ۔

(م)

۲۶۵۔ مالک حیاتہ وعصرہ وازادہ فقہہ : محمد ابو زہرہ، مکتبہ المجلوۃ مصر، طبع ثانی سن ۱۴۰۰ھ۔

۲۶۶۔ مجلة الفكر الاسلامی القرن العشر : ۴۹۸ھ۔

۲۶۷۔ مجموعہ فتاویٰ "اصول الفقہ" : (جلد ۱۹ + ۲۰) ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن الخطر بن ۳۶۸ھ۔

۲۶۸۔ محمد بن احمد بن بن تیمیہ حنبلی (۶۶۱ھ - ۷۲۸ھ) حرمین شریفین، اشرف العربیہ للشیوخ العربین البعثین ۱۳۹۸ھ، مجمع قیوم عبدالرحمن بن محمد بن اسماعیل الحنبلی۔

۲۶۹۔ محاضرات تاریخ اہم الاسلامیہ - (الدولۃ العباسیہ) شیخ محمد الخطری یک (متوفی ۱۰۶۷ھ) مصر، مکتبہ تجاریہ الکبریٰ طبع ماثرین ان۔

۲۷۰۔ المحصول فی علم الاصول : امام فخر الدین رازی شافعی (۵۴۳ھ - ۶۰۶ھ) مسعودیہ، جامعہ امام محمد بن بن سعید الاسلامیہ ۱۳۹۹ھ - ۱۹۷۹ھ، تحقیق جابر فیاض علوی۔

۲۷۱۔ المحصول فی علم الاصول : امام فخر الدین رازی شافعی (۵۴۳ھ - ۶۰۶ھ) مسعودیہ، مکتبہ تراز مسقطی ۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۷ھ، تحقیق عادل احمد عبدالموجود علی محمد معوض۔

۲۷۲۔ المسحلی : ابو محمد علی بن احمد بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری (۲۸۳ھ - ۴۵۶ھ) تہرہ، مکتبہ انارکثرات کربن - تحقیق احمد محمد شاہ۔

- ۲۷۲۔ مختار المسحاح : محمد ابن ابی بکر بن عبد القادر الرازی (متوفی ۷۲۰ھ) مصنف، مصنف، الربانی الحنفی سرائے۔
- ۲۷۳۔ مختصر العار : زین الدین بن علی اعجاز بن حسن الحنفی مفتی، مؤلف، ابن عیوب، فکس (۷۴۰ھ-۷۹۹ھ) دمشق، المکتبۃ الباشیریہ ۱۳۳۰ھ۔
- ۲۷۵۔ مختصر المستفی الاصولی : جمال الدین ابو عمر عثمان بن مرزبان کرخا تاجیب، لکھی (۷۵۵ھ-۷۶۴ھ) قاجارہ مصر، کتبستان، قاہرہ ۱۳۲۶ھ۔
- ۲۷۶۔ مختصر تنقیح الفصول فی الاصول : شہاب الدین محمد القرانی، لکھی (۷۶۲ھ-۷۸۵ھ) دمشق، المکتبۃ الباشیریہ ۱۳۳۰ھ۔
- ۲۷۷۔ المختصر فی اصول الفقہ علی مذهب الامام احمد بن حنبل : علی بن محمد بن علی بن محمد بن شہبان البعلبکی الدمشقی الحنفی : علاء الدین ابو الحسن المعروف بابن النجم، (۷۵۵ھ-۷۷۵ھ) مکتبۃ الکتاب، قاہرہ، الملک محمد عزیز ۱۳۰۰ھ-۱۹۸۰ھ۔
- ۲۷۸۔ المخطوطات العربیہ فی حلب (المکتب) اعداد، مرکز الخدمات والابحاث الثقافیه - بیروت، عالم الکتاب ۱۳۶۷ھ-۱۹۹۶ھ۔
- ۲۷۹۔ مخطوطات المکتبۃ العباسیہ : مسر علی الخاقانی، مطبعہ المدیجہ انصاری العرفی ۱۳۱۰ھ-۱۹۶۱ھ۔
- ۲۸۰۔ المدخل الی علم اصول الفقہ : محمد معروف الداعی، بیروت، مطابع دار العلم لدین طبع خامس ۱۳۸۵ھ-۱۹۶۵ھ۔
- ۲۸۱۔ المدخل الی مذهب الامام احمد : محمد الفتاح بن محمد بن مصطفیٰ ابن برهان، بیروت، دار الکتاب العلمیہ ۱۳۱۷ھ-۱۹۹۶ھ۔
- ۲۸۲۔ المدخل للفقہ الاسلامی تاریخیہ ومصادرہ ونظریہ الامام : محمد سلام ذکر، قاہرہ، دار الفکر العربیہ ۱۳۸۰ھ-۱۹۶۰ھ۔
- ۲۸۳۔ المدخلۃ الکبری : ابی ہاشم بن اسحاق (۷۹۳ھ-۸۷۹ھ) مصر مطبوعہ الخیر ۱۳۳۰ھ۔
- ۲۸۴۔ المذہب الفقہیہ الاربعہ الحنفی، الشافعی، المالکی، والحنبلی وانتشارها وانتشارها عند حمود المسلمین، لاجمہ نیوز، بشارتہ، دواسہ تعصبہ، طبع محمد ابو زہرہ، مرجع معراج محمد باوق : کراچی، قدیمی کتب خانہ کراچی۔
- ۲۸۵۔ مراءۃ الحنان وغیرہ الوقطان : ابو محمد عبد اللہ بن اسحاق بن علی بن سلیمان، مفتی، الدین، الربانی الحنفی، لکھی (متوفی ۷۶۸ھ) سیدرا، دکن، مطبعہ وائترہ، لکھی، نظام ۱۳۳۹ھ۔
- ۲۸۶۔ مراتب الاجماع فی العبادات والاعتقادات والاعضادات : ابو محمد علی بن احمد بن محمد بن علی، لکھی (۷۲۴ھ-۷۵۶ھ) قاجارہ، مکتبۃ القدر ۱۳۵۷ھ۔

۲۸۷۔ مرقیات : ملا علی قاری مرقی (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھان بکستان دہلی ۱۳۹۹ھ۔

۲۸۸۔ مزیل الفوائد شرح اصول الفسفی : حکیم محمد تقی راجپوری (۱۸۵۹ء-۱۹۳۰ء) کراچی میر کتب خانہ سہیل۔

۲۸۹۔ المصانف الاصولیہ من کتاب المولائین الموحیدین : محمد بن اکبر بن محمد بن خلف بن احمد القاشی ابو علی البغدادی جسطی (۳۸۰ھ-۴۵۸ھ) الرضا کتب خانہ ۱۳۹۵ھ-۱۹۸۵ء تحقیق عیدانکر بن محمد انصاری۔

۲۹۰۔ المستغنی : ابو حامد بن محمد بن محمد الغزالی شافعی (۳۵۰ھ-۵۰۵ھ) کراچی ادارۃ القرآن ۱۳۷۷ھ-۱۹۸۷ء۔

۲۹۱۔ المستغنی من علم الاصول : ابو حامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۳۵۰ھ-۵۰۵ھ) کراچی ادارۃ القرآن ۱۳۷۷ھ-۱۹۸۷ء۔

۲۹۲۔ المستغنی من علم الاصول : ابو حامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۳۶۰ھ-۵۰۵ھ)۔

مع

کتاب فوائذ الرحمن عبد القی محمد بن نظام الدین ابوالنعمانی بشرح مسلم النبی فی اصول الفقه لمحب الله بن عبد الله بن عبد الشکور - بغداد، مکتبۃ الملتی ۱۹۷۰ء، مصر مغرب جولائی ۱۳۵۳ھ۔

۲۹۳۔ مکتب الخصال شرح بیوغ الصریح . نواب صدیق حسن بھوپالی (۱۳۶۸ھ-۱۴۰۷ھ) بھوپال، طبیب شاجھپانی ۱۳۶۰ھ۔

۲۹۴۔ مصلح النیوت : قاشی مکتب انصاری بن عبد الشکور مرقی (متوفی ۱۱۱۹ھ)۔

مع

مکتف السیوم : محمد رشید الدین بن مولانا محمد کریم الدین انصاری مرقی کراچی محمد سعید انصاری منیرا بھوان سہیل۔

۲۹۵۔ اندر امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ-۲۴۳ھ) زیوت دار الفکر طبع طائی ۱۳۶۴ھ-۱۹۸۴ء تحقیق صدیق محمد جمیل اظہار۔

۲۹۶۔ السنۃ امام بن حنبل (۱۶۳ھ-۲۴۳ھ) زیوت مکتب اسلامی ۱۳۹۸ھ۔

۲۹۷۔ المسودہ فی اصول الفقه : محمد الدین ابوالبرکات عبد السلام بن عبد اللہ انصاری حنبلی (۵۹۰ھ-۶۵۲ھ) شیباب الدین ابو نعیم بن عبد اللہ بن عبد السلام حنبلی (۶۲۷ھ-۶۸۲ھ) شیخ الاسلام علی الدین ابو العباس احمد بن حنبل (متوفی ۵۰۵ھ) زیوت دار الکتب العربی سہیل۔ جمع تفسیر شیباب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن احمد بن عبد القی محمد بن ابی العباس الحنفی (متوفی ۷۳۵ھ)۔

۲۹۸۔ مشکوٰۃ المصابیح : ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (متوفی ۷۴۷ھ بعدہ) کراچی مکتب خانہ ۱۳۶۸ھ۔

۲۹۹۔ المصنف ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن ابی شیباب حسنی (متوفی ۲۳۵ھ) کراچی ادارۃ القرآن ۱۴۰۲ھ۔

۳۰۰۔ نامہ صلیح الاصولی و مشکوٰۃ المفہوم : علی محمد محمد بن عبد اللہ الحنفی طبع دار الفکر اسلامی ۱۳۷۷ھ-۱۹۹۷ء۔

- ۳۱۵۔ مناقب الامام ابی حنیفہ : ابو یاسین امام الموفق بن احمد انکی (متوفی ۵۶۸ھ)، حافظ الدین محمد بن محمد بن محمد بن شہاب الحرمی، بایں البحر الزاخر دوی انکی (متوفی ۸۲۷ھ)۔ کوئٹہ، مکتبہ اسلامیہ ۱۴۰۷ھ۔
- ۳۱۶۔ مناقب الاصحاب الشافعی : ابی سعادات محمد الدین المبارک۔ محمد بن محمد بن محمد بن عبدالمکریم، ابن الاشیر الجزری (۵۳۳ھ۔ ۶۰۹ھ)۔ جدو، دار الفیلة للشفاہ الاسلامیہ، بیروت، دوسرے طبع القرآن ۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۰ء، تحقیق خلیل ابراہیم سمانہ خاطر۔
- ۳۱۷۔ مناقب الاصحاب مالک بن انس : قاضی عینی بن مسعود الزاوی (متوفی ۷۴۳ھ)۔ مدینہ المنورہ، مکتبہ طیبہ ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰ء، تحقیق نظام محمد الدرویزی۔
- ۳۱۸۔ مصابح الاصولین فی طرق الدلالات اللفاظی علی الاحکام : خلیفہ باکبر الحسن۔ القاہرہ، مکتبہ وجہ ۱۴۰۹ھ۔ ۱۹۸۹ء۔
- ۳۱۹۔ المستحصل من تعلیقات الاصول : ابو حامد محمد بن محمد بن محمد انقرانی شافعی (۴۵۰ھ۔ ۵۰۵ھ)۔ دمشق، دار الفکر طبع ۱۴۰۰ھ۔ تحقیق محمد حسن حنی۔
- ۳۲۰۔ منتہی السؤل فی علم الاصول وهو مختصر کتاب الاحکام فی اصول الاحکام : سیف الدین ابو یاسین الادری الشافعی (۵۵۱ھ۔ ۶۳۱ھ)۔ مصر، طباعة الجمعية العلمی الازہریہ المصریہ الملا یوسس۔ ان۔
- ۳۲۱۔ منتہی السؤل والامل فی علم الاصول والجدل : جمال الدین ابو عمر عثمان بن عمر ابی بکر ابن حاجب ماکنی (۵۷۱ھ۔ ۶۳۶ھ)۔ مصر، مطبع اسلام ۱۳۳۶ھ۔
- ۳۲۲۔ منہاج الوصول الی علم الاصول : ابو الخیر ناصر الدین عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی ابو یحیٰ شافعی (متوفی ۶۸۵ھ)۔ قاہرہ، عالم الکتاب ۱۳۴۳ھ۔
- ۳۲۳۔ منہاج الوصول الی علم الاصول : ناصر الدین عبداللہ بن عمر ابو یحیٰ شافعی (متوفی ۶۸۵ھ)۔ مصر، مطبع اسلام ۱۳۷۰ھ۔ ۱۹۰۱ء، تحقیق محمد نجی الدین عبدالحمید۔
- ۳۲۴۔ الموعظات فی اصول الشریعہ : ابو یحییٰ ابراہیم بن موسیٰ بن محمد الخفی القرطبی شافعی ماکنی (متوفی ۷۰۷ھ)۔ بیروت، دار المعرفہ، ان۔ تحقیق عبداللہ وراز۔
- ۳۲۵۔ الموسوعۃ الفقہیہ : کویت، وزارت الوقف الشیون الاسلامیہ طبع ثانی ۱۴۰۳ھ۔ ۱۹۸۳ء۔
- ۳۲۶۔ الموطا : ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک بن انس ابی عامر (۹۳ھ۔ ۷۷ھ)۔ کراچی، دار الاشاعت، ان۔
- ۳۲۷۔ الموطا : ابو عبداللہ محمد بن حسن بن فرقد (۱۳۲ھ۔ ۱۸۹ھ)۔ کراچی، نور محمد اصح المطابع، ان۔
- ۳۲۸۔ موسوعہ جمال عبدالناصر فی الفقہ الاسلامی : قاہرہ، وزارت الاوقاف ۱۴۲۸ھ۔
- ۳۲۹۔ میزان الشریعہ الکبریٰ : عبد الوہاب شمرانی شافعی (متوفی ۷۷۳ھ)۔ مصر، مطبع البانی الحلوی ۱۳۵۹ھ۔

(۹)

۳۳۱۔ السواوی، مملوکیات : مطاوع الدین غلیل بن ایکب، لصفدی (متوفی ۶۳۷ھ)۔ قیابان (چرخیں)، دہراستر
فرائز شانیہ ۱۲۸۱ھ۔ ۱۹۶۲ء۔

۳۳۲۔ الوجیز فی اصول الفقہ : امام کرمانی (متوفی ۸۹۹ھ)۔ قاہرہ المکتب الشافعی ۱۹۹۰ء۔ تحقیق احمد
مجازی القا۔

۳۳۳۔ الوجیز فی اصول الفقہ : عبدالکریم زید الن۔ لا اوردہ فاران اکیڈمی میں ہیں۔

۳۳۴۔ السورقات : امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف بن عبداللہ بن یوسف بن محمد ابن حیو۔ الجوزی شافعی
(۳۶۹ھ۔ ۴۷۸ھ)۔ مصر مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبي طبع ۱۳۷۳ھ۔ ۱۹۵۵ء۔

۳۳۵۔ الوسیط فی اصول الفقہ : وحید الرحمن۔ دمشق، مطبعہ جامع دمشق ۱۳۸۵ھ۔ ۱۹۶۵ء۔

۳۳۶۔ الوصول الی الاصول : ابن ابی بان ابوالفتح احمد بن علی بن محمد الوکیل شافعی (۴۷۹ھ۔ ۵۵۳ھ)۔ ریاض
مکتبہ المطارف ۱۴۰۳ھ۔ ۱۹۸۳ء۔ تحقیق عبدالحمید علی ابو زید۔

۳۳۷۔ وفیات الاعیان ونباء ابناء الزحان : ابن خلیکان (متوفی ۶۸۱ھ)۔ مصر مطبعہ العینیہ احمد البابی
الحلبي ۱۴۰۱ھ۔

(۱۰)

۳۳۸۔ فہمیدہ : برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالکلیل بن لکلیل، البغدادی والمرغینانی (۵۱۱ھ۔ ۵۸۳ھ)۔
کراچی مکتبہ القرآن میں ہیں۔

۳۳۹۔ ہتجۃ المعارفین فی اسماء المؤلفین و آثار المصنفین : اسماعیل ہاشمی لکھنوی (متوفی ۱۳۶۹ھ)۔
بیروت دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۲ء۔

English Books

1. "An introduction to Islamic Law", *Joseph Schacht*, London, Oxford University Press 1965.
2. "Arabic-English Lexicon", Edited by *Stanley Lane Poole*, London Williams and Morgate 1877.
3. "Conflict and Tension in Islamic Jurisprudence", *Noel J. Coulson*, London, The University of Chicago Press 1967.
4. "Encyclopedia of Religion and Ethics", Edited by *James Hastings*, Edinburgh T. & T. Clark.
5. "Principles of Islamic Jurisprudence", *M. Hashim Kamali*, Malaysia Pelanduk Publication 1989.
6. "Shorter Encyclopedia of Islam", Edited by *H. A. R. Gibb and J. H. Kramers*, Leiden [The] Brill 1953.
7. "Source Methodology in Islamic Jurisprudence" (*Usul al Fiqh al Islam*), *Taha Jabir al Alfari*, Herndon 1415-1964.
8. "The Encyclopedia of Religion", Edited by *Mircea Eliade*, New York, Macmillan Publishing Company 1987.
9. "Theories of Islamic Law", *Iqbal Ahsan Khan Nizami*, Islamabad, Islamic Research Institute 1994.
10. "The Origins of Muhammadan Jurisprudence", *Joseph Schacht*, Oxford 1950.

دارالین خاتم الانبیاء ﷺ نے شریعت کاملہ اور اس کے ابدی دائمی اصول و ضوابط، استنباط و استخراج مسائل اور فقہی جزئیات کی توضیح و تشریح و پوشیدہ باتوں کے علم کو اصول فقہ کے نام سے مدون کیا ہے ہر دور میں اس فن میں منکوم و منشور، مختصر و مطول کتابیں تصنیف ہوئیں۔

زیر نظر کتاب ”فن اصول فقہ کی تاریخ عہد رسالت ﷺ تا عصر حاضر“ جو درحقیقت ڈاکٹر فاروق حسن صاحب کا بی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جس میں انہوں نے عہد رسالت سے عصر حاضر تک کے ایک ہزار سے زائد اصول فقہ کی فن اصول فقہ پر بارہ سو سے زائد کتب کا تعارف و سو سے زائد اہم کتب کا ارتقائی انداز سے تحقیقی تجزیہ پیش کیا ہے۔ نیز مختلف ممالک کے معروضی، سیاسی و جغرافیائی حالات میں فن اصول فقہ کے نشیب و فراز، مصنفین کے مناجات، کتب کے مشمولات اہمیت و محاسن و معائب اور شروع و حواشی کو مؤلفین کی تاریخ و فوات کی زمانی ترتیب کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے۔ اول تا آخر عنوانات و مضامین میں حسن ترتیب، تسلسل، جامعیت و یکسانیت کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔

ارباب علم و دانش کے لئے اصول علمی تھن۔

E-mail: shaah@pk.net.pk.com
shaah@cyber.net.pk

